MAKTABA -E-JAMIA-HAQQANIA

مشاہیر

بنام

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق

جلد نمبر ۴

ترتیب و تعارف، توضیح و حواشی

مولانا سمیع الحق

تقریباً پون صدی پر مشتمل اساطین علم ادب.... علماء و محدثین.... مشائخ و اکابرین اُمت.... نامور اہل قلم شہسواران صحافت.... دانشور و مصنفین.... سیاسی زعماء حکمران و سلاطین کے مکتوبات.... نگارشات.... تاثرات اور احساسات کا مجموعہ علمی، فقہی، مذہبی مسائل، ملکی تحریکات و بین الاقوامی سیاسی اُتار چڑھاؤ اور عالم اسلام کو در پیش بحرانوں کے مدو جزر پر ارباب فکر و دانش کے خیالات و افکار کا ایک عظیم الشان ذخیرہ

مولانا سمیع الحق کے قلم سے

ادبی تعارفی حواشی اور توضیحات،

نیز مشاہیر کے خطوط کے

عکسی نمونے

مؤتمر المصنفین
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک - پاکستان

مشاهیر کتاب ایک نظر میں

جلداول: مکتوبات بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ

صفحات ۷۰۴

مکتوبات بنام مولانا سمیع الحق کی تفصیل

اکابر برصغیر پاک وہند بشمول بنگلہ دیش کے خطوط۔ (چار جلدوں پر مشتمل)

جلددوم : ا ب پ .... صفحات: ۱ ۔ ۵۱۶ (۵۱۶)

جلدسوم : ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ز س

.... صفحات ۵۱۱۔۱۰۷۹ (۵۶۸)

جلدچہارم: ش ص ض ط ظ ع ....صفحات ۱۰۹۲۔۱۷۵۰ (۶۵۸)

جلدپنجم: غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ی......صفحات ۱۷۵۳۔۲۲۳۰ (۵۱۲)

جلدششم : افغانستان (جہادی مشاہیر کے خطوط‘ جہادی رپورٹیں‘ شہداء‘ تحریک طالبان پر

مشتمل تفصیلات گویا **جہاد افغانستان اور جامعہ حقانیہ**

مستقل ایک جلد (صفحات تقریباً ۵۰۰)

جلدہفتم: بیرونی ممالک ایران‘ عالم عرب‘ افریقہ‘ سنٹرل ایشیاء‘ فارایسٹ‘

امریکہ اور یورپی ممالک .... (صفحات ۵۰۰ سے زائد)

جلدہشتم: ضمیمہ جات‘ اضافات اور توضیحات پر مشتمل مستقل جلد

نوٹ:

مکتوب نگاروں کی ترتیب فرقِ مراتب کالحاظ کئے بغیر حروف تہجی الف باء تا کے مطابق رکھی گئی ہے

نام کتاب: مشاہیر

(مم) شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

(مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

تالیف و ترتیب و تخریج و حواشی: شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نظر ثانی: شفیق الدین فاروقی ۔ مولانا محمد ابراہیم فانی

صفحات: 658 صفحات

قیمت:

باہتمام: ادارہ الحق مدیر مولانا راشد الحق سمیع

کمپوزنگ: بابر حنیف ۔ فضل حق آصف ۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

طبع: بار اول ۔ جون 2011

رابطہ: فون 0923-630435 فیکس 0923 630922

ای میل: editor_alhaq@yahoo.com

ناشر: موتمر المصنفین، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ملنے کے پتے:

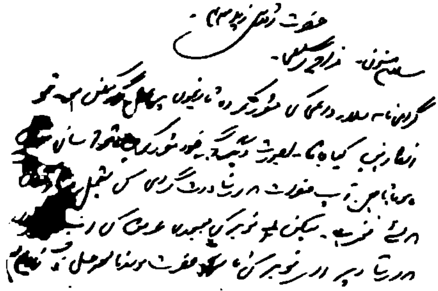
☆ مکتبہ ایوان شریعت جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک ☆ موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

☆ القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ ☆ مکتبہ رشیدیہ جی ٹی روڈ [illegible] اکوڑہ خٹک

بعض مشاہیر کے خطوط کے عکسی نمونے

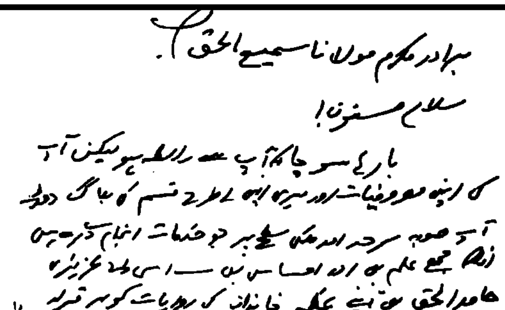
مولانا محمد شریف جالندھری

خط صفحہ	1124


سلام مسنون۔ مزاج گرامی

شریف فاروق
روزنامہ شہباز جہاد

خط صفحہ	1128


برادر مکرم مولانا سمیع الحق!

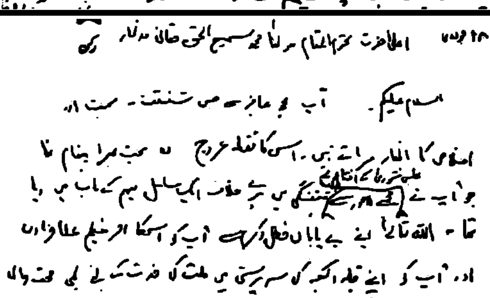
سلام مسنون!

بارہا سوچا کہ آپ سے رابطہ ہو لیکن آپ
کی انتہائی مصروفیات اور میری اپنی طرح طرح قسم کی جاگ دوڑ
آج صوبہ سرحد اسمبلی کے لیے جو خدمات انجام دے رہے ہیں
ان ... علم ہے اور احساس ہے۔ اسی طرح عزیزم
حامد الحق جو اپنے عظیم خاندان کی روایات کو بہتر ...

جناب م ش (محمد شفیع صاحب)
صحافی و کالم نگار لاہور

خط صفحہ	1136

وفاقی کونسل (مجلس شوریٰ)

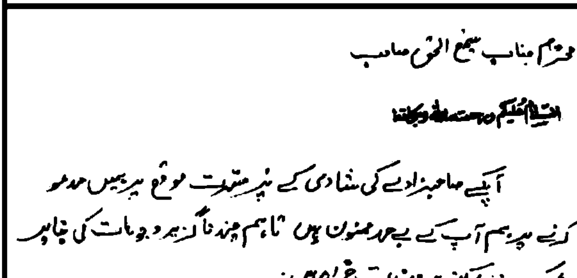

۲۸ جولائی — اعلیٰ حضرت محترم المقام مولانا محمد سمیع الحق حقانی مدظلہ

السلام علیکم۔ آپ کا عنایت نامہ ... ممنون ...

تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بے پایاں فضل و کرم سے آپ کو اسکا اجر عظیم عطا فرمائے
اور آپ کو اپنے جد امجد کی سرپرستی میں ملت کی خدمت کرنے کی ہمت والا

جنرل شمیم عالم خان

خط صفحہ	1172


محترم جناب سمیع الحق صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے صاحبزادے کی شادی کے پر مسرت موقع پر ہمیں مدعو کرنے پر ہم آپ کے بے حد ممنون ہیں تاہم چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر شرکت نہ ہو سکنے پر معذرت خواہ ہیں۔

(ب)

مولانا شہاب الدین ندوی

خط صفحہ 1176

فرقانیہ اکیڈمی

مرکز تحقیقات اسلامی

مکرمی و محترمی السلام علیکم

[illegible]

مولانا شہید احمد

ایم این اے کرک

خط صفحہ 1184

محترم جناب استاذی استاذ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
عرض ہے۔
کہ آپ کے صوابدید کے مطابق اگر آپ اجازت دیں۔ تو ہم مدرسہ مدینۃ العلوم کے سالانہ جلسۂ دستار بندی کے موقع پر تائید طالبانِ افغانستان اور امریکیوں کے خلاف ایک مضبوط جلسہ منعقد کرنا چاہتے ہیں جس میں تائید طالبان اور امریکیوں کے خلاف علماء کرام کو دعوت دی جائے گی۔ آپ سے اجازت نامہ لے کر جلسہ کے انعقاد کی کاروائی شروع کرتے ہیں۔ تاکہ بروقت ان علمائے کرام کو

شورش کاشمیری (چٹان)

خط صفحہ 1185

مخدومی و محترمی

[illegible]

مولانا سید شاہ صبغۃ اللہ بختیاری

خط صفحہ 1248

اندرون اقبالات صالحات
ویلور۔ مدراس۔ جنوبی انڈیا۔
یکم ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ
مکرمی و محترمی دامت برکاتہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ [illegible]

[illegible]

(ت)

جناب خواجہ محمد صفدر
[illegible]

خط صفحہ 1251

محترمی!

[illegible]

محمد صفدر

محمد صلاح الدین شہیدؒ
کراچی

خط صفحہ 1253

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب!
راولپنڈی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ،

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔

ہفت روزہ "تکبیر" الحمدللہ ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو یوم پاکستان کے موقع پر اپنی باقاعدہ اشاعت کے پانچ سال مکمل کر رہا ہے۔ آپ ہمارے مستقل قاری ہیں یا کبھی کبھی اس کا مطالعہ فرماتے رہے ہیں۔

[illegible]
محمد صلاح الدین

جنرل ضیاء الحق صاحب

خط صفحہ 1270

جنرل محمد ضیاء الحق
اسلام آباد
اسلامی جمہوریہ پاکستان

۹ جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ
۲ مارچ ۱۹۸۵ء

مکرمی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ملک میں عام انتخابات ہوئے اور آپ ان میں کامیاب ہوئے۔ میں اس کامیابی پر آپ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

انتخابات منعقد ہونے کے بعد پاکستان اپنی تاریخ کے ایک نئے دور میں داخل ہوگیا ہے اور آئندہ چند روز میں قومی اسمبلی کا پہلا اجلاس ہونے والا ہے جس میں آپ عوام کے ایک مقتدر اور منتخب نمائندے کی حیثیت سے شرکت فرمائیں گے اور رکن اسمبلی کے طور پر اپنی ذمہ داریاں سنبھالیں گے۔ میں اس موقع پر یا اس سے قبل آپ سے ذاتی ملاقات کا متمنی ہوں

[illegible]

محمد ضیاء الحق

مولانا مفتی ضیاء الحق دہلوی

خط صفحہ 1277

[illegible]

محترمی! السلام علیکم [illegible]

مزاج شریف [illegible]

(ث)

ضیاء الدین لاہوری

خط صفحہ 1282

مکرمی و محترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب السلام مسنون۔

[illegible]

مولانا محمد طاسین

خط صفحہ 1311

برادر گرامی قدر محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب بارک اللہ قدرہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ!

اللہ کرے کہ آپ مع اہل و عیال اور جملہ متعلقین بہمہ وجوہ خیر و عافیت اور خوش حالی سے ہوں اور زندگی مرضیاتِ الٰہیہ کے مطابق کامیابی کے ساتھ گزر رہی ہوگی اور دینی و علمی خدمات کی زیادہ سے زیادہ توفیق شامل حال ہوگی!

الحق کا اداریہ پڑھ کر بیحد خوشی ہوئی اور دل سے دعا نکلی ہے ما شاء اللہ بعض دفعہ خوب ہوتا ہے، الحق میں مضامین کے انتخاب سے بھی مسرت ہوتی ہے بارک اللہ لکم و فیکم!

علامہ طاہر القادری لاہور

خط صفحہ 1320

آپکی میزبانی کا شرف ادارہ ہی کو حاصل ہوگا ۔ جس اور جیسے رفقائے کار جتنے ہمراہ ہونگے ۔

ہمراہ کر کے اس اجلاس میں شرکت کے حوالے سے اپنے مثبت جواب سے جلدی نوازیں تاکہ انتظامی امور کو حتمی شکل دیجا سکے۔

والسلام

طالبانِ علماء و مشائخ

(پروفیسر ڈاکٹر) محمد طاہر القادری

ادارہ منہاج القرآن

میاں طفیل محمد

سابق امیر جماعت اسلامی

خط صفحہ 1224

مخدومی و مکرمی جناب مولانا سمیع الحق [illegible]

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میری دعا اور امید ہے کہ آپ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہوں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو اور آپ کے احباب و رفقاء کو ہمیشہ اپنی امان اور امان میں رکھے اور اپنے دین کی اقامت و ترویج کے لیے زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر خدمات کے مواقع سے نوازتا رہے۔ آمین۔

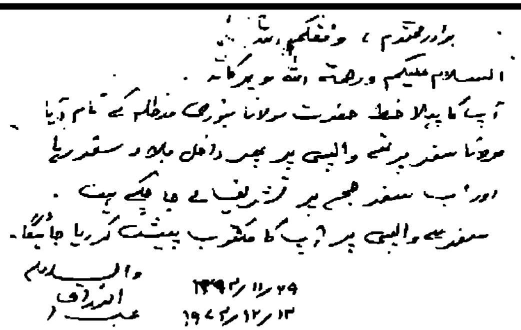
اپنے اس عریضہ کے ساتھ میں آپ کی خدمت میں اس بیان کی نقل ارسال کر رہا ہوں جو [illegible]

مولانا ظفر احمد عثمانی ٹنڈوالہ یار — خط صفحہ 1335	مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ رمضان کی وجہ سے جواب میں دیر ہوئی [illegible] رمضان کی جواب [illegible] ہوں۔ (۱) قادیانی مسئلہ کا جو حل وزیر اعظم پاکستان [illegible] [illegible]
راجہ ظفر الحق اسلام آباد — خط صفحہ 1338	بالعموم محترم مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ [illegible]
مولانا ظفر احمد انصاری کراچی — خط صفحہ 1339	مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا گرامی نامہ [illegible] ملا تھا دوسرا [illegible] ملا۔ جواب میں [illegible] تاخیر ہوئی جس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ [illegible] قادیانی مسئلہ کے حل کے متعلق [illegible] اور [illegible] [illegible]
مولانا عبداللہ کاکاخیل — خط صفحہ 1628	سخن دوستی شنیدم کہ میر کنعاں گفت — فراق یار نہ آں کہ کند بیاں گفت حدیث ہول قیامت کہ گفت واعظ شہر — کنایتیست کہ از روزگار ہجراں گفت برادر عزیز! [illegible]

(ج)

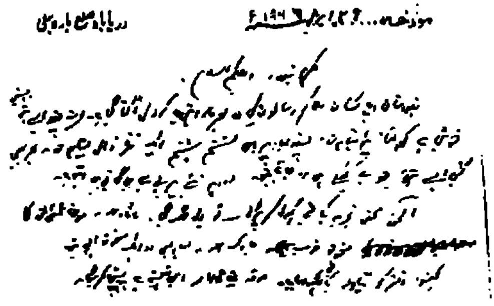
مولانا عبدالرزاق اسکندر

خط صفحہ 1424


برادر محترم ، زید فضلکم السلام
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا پہلا خط حضرت مولانا بنوری مدظلہم کے نام آیا
موصوف سفر پر تھے واپسی پر جب [illegible]
اور اب سفر حج پر تشریف لے جا چکے ہیں ۔
سفر سے واپسی پر آپ کا مکتوب پیش کر دیا جائے گا ۔
والسلام
عبدالرزاق
۲۹/۱۱/۱۳۹۲ھ
۱۳/۱۲/۱۹۷۲ء

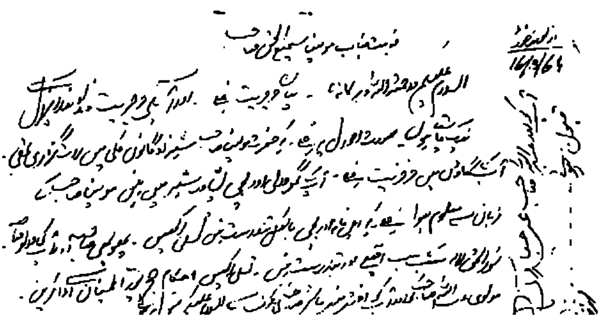
مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

خط صفحہ 1662


دریاباد ضلع بارہ بنکی
مورخہ ... ۱۹۶۔ء
[illegible]

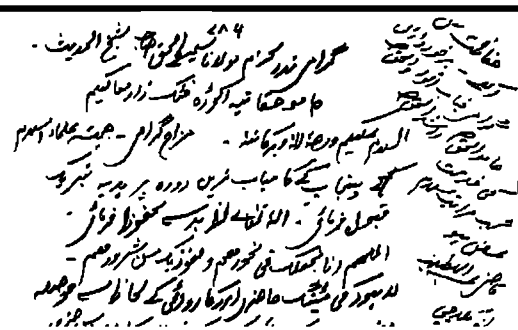
مولانا عبدالجمیل ماموں صاحب

خط صفحہ 1362


[illegible]

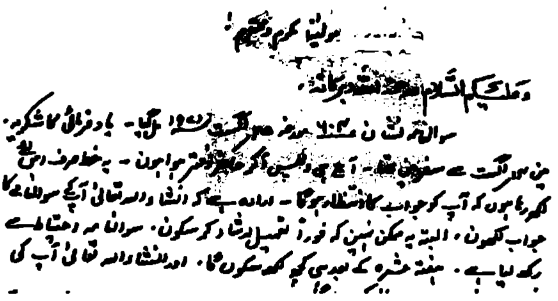
مولانا قاضی عبداللطیف کلاچی

خط صفحہ 1582


گرامی قدر مکرم مولانا سمیع الحق صاحب شیخ الحدیث ۔
دام مجدھم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ مزاج گرامی ۔ جمعیۃ علماء اسلام
[illegible]
قبول فرمائیں ۔ اللہ تعالیٰ [illegible] محفوظ فرمائیں ۔
اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم ۔
[illegible]

مولانا عبدالقدوس ہاشمی

خط صفحہ	1504



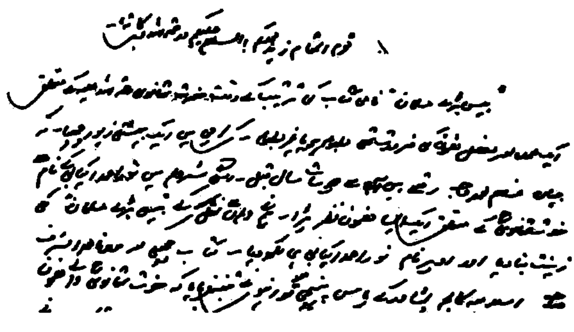
مولینا محترم و مکرم!

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سوالنامہ [illegible] موصول ہو گیا۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔ میں [illegible] سے مصروف ہوں [illegible] معذرت خواہ ہوں۔ یہ خط صرف اسی لیے لکھ رہا ہوں کہ آپ کو جواب کا انتظار ہوگا۔ ارادہ ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے سوالات کا جواب لکھوں۔ البتہ یہ ممکن نہیں کہ فوراً تعمیل ارشاد کر سکوں۔ سوالنامہ احتیاط سے رکھ لیا ہے۔ ہفتہ عشرہ کے بعد ہی کچھ لکھ سکوں گا۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی [illegible]

مولانا عبدالرشید ارشد

خط صفحہ	1427

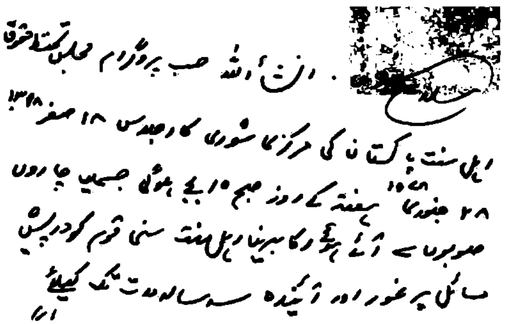


محترم [illegible] السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

[illegible]

مولانا محمد عبدالشکور دین پوری

خط صفحہ	1485



مجلس تحفظ حقوق

ان شاء اللہ حسب پروگرام اہل سنت پاکستان کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس ۱۲ صفر ۱۴۲۸ھ / ۲۸ جنوری ۲۰۰۷ء ہفتہ کے روز صبح ۱۰ بجے ہوگا جس میں چاروں صوبوں سے آئے ہوئے اکابرین اہل سنت سنی قوم کو درپیش مسائل پر غور اور آئندہ کے [illegible] کیلئے [illegible]

ڈاکٹر عبدالقدیر خان
شہرۂ آفاق سائنسدان

خط صفحہ	1610

مولانا سمیع الحق صاحب ۔

السلام علیکم

آپ کا تعلیمی ادارہ دین متین کی خدمت کے لیے خصوصی اہمیت کا حامل ہے اور ایک خاص نام اور مقام حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے مدرسے کو مزید برکت سے نوازے۔ اپنی مطبوعات بھیجنے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انشاءاللہ کبھی آپ کے مدرسے کی زیارت کیلئے حاضری دوں گا۔ آپ کی صحت و درازیٔ عمر کے لیے دعاگو ہوں ۔

آپ کا مخلص

عبدالقدیر خان

(ڈاکٹر عبدالقدیر خان)

[illegible]

مولانا عزیز الرحمان
تحفظ ختم نبوت

خط صفحہ	1722

برادرِ عزیز مولانا سمیع الحق صاحب

سلام مسنون!

امید ہے آپ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہوں گے۔

آپکی لائق صد تحسین تصنیف ــ اسلام اور عصر حاضر ــ رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں موصول ہوئی۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔ کتاب کے مضمرات کے مدنظر اگرچہ اسکی ماہ صیام المبارک میں وصولی روحانی فیوض میں مزید اضافہ کا باعث بنی۔ لیکن ماہ مبارک کی مصروفیات، مخصوص معمولات اور روز و شب کے لگے بندھے اوقات میں اسکے مطالعہ کیلئے وقت کا نکالنا نہایت مشکل تھا۔ تاہم کتاب کے سرسری جائزے کے بعد مزید مطالعہ کے شوق کی شدت کتاب کے مفصل مطالعہ پر ہی منتج ہوئی۔ کتاب دلچسپ بھی ہے۔ معلومات افزا بھی۔ ایمان افروز بھی۔

ڈاکٹر عبداللہ چغتائی لاہور

خط صفحہ	1612

مخدومی محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا ماہنامہ "الحق" [illegible] رسالہ "الحق" ایک [illegible] رسالہ ہے جو کہ شعبۂ دینیات کو پیش کرتا ہے۔ [illegible] قدیم رسالہ ستارہ [illegible] کتاب [illegible] خواہش ظاہر [illegible] "الحق" [illegible] رسالہ [illegible] اسلام [illegible] افغانستان [illegible]

مولانا عبدالستار خان نیازی

خط صفحہ	1464

مکرم و محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زاد لطفکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ایک ماہ سے زیادہ عرصہ ہو گیا

ہے کہ بوجہ پیوستگی مہرہ کمر اعصاب و دیگر اعصاب دب

گئے ہیں اور چلنے پھرنے سے معذور ہوں۔ ملکہ ۲۲ نومبر ۱۹۹۴ء

۲ دسمبر اسلام آباد کمپلیکس میں ڈاکٹر ج۔ ایم سکہ زیر علاج

رہا ہوں۔ ۲ دسمبر کو میں بیٹے کی وفات پر لاہور آیا اور

مولانا عتیق الرحمان سنبھلی

خط صفحہ	1706

محترم و مکرم سلام مسنون

الفرقان و اکیڈمی [illegible] اور [illegible] ہوا۔ الحق کا حسب دستور [illegible]

دیکھ کر [illegible] [illegible] ہوا۔ [illegible] سلسلہ سے

الفرقان کی اشاعت کا فی [illegible] ہوئی ہے۔ [illegible] کہ [illegible]

شروع کی ہے۔ [illegible] آپ [illegible] اور آپ کے [illegible]

مولانا عبدالحمید سواتی

خط صفحہ	1388

۱۱ ستمبر ۷۶ء

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدہ و زاد عنایتہ

سلام مسنون السلام علیکم بعد۔ جناب والا کا مکتوب ملا

جو ذرہ نوازی ہے از حد شکریہ۔ [illegible] سے خود ارادہ

کر رہا تھا کہ حضرت مولانا دامت برکاتہم کی صحت دریافت [illegible]

میں عیادت کروں [illegible]۔ انشاء اللہ مولانا کو صحت

عطا فرمائے۔ میں خود شرمندہ ہوں کہ الحق کیلئے اس قدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

☆ ☆ ☆

☆

شبیر احمد میواتی صاحب

(جہاد افغانستان اور مولانا ظفر علی خان کی نظم ○ قندھار چلو قندھار چلو)

جولائی کے اوائل میں ہفتہ بھر دارالعلوم حقانیہ میں قیام کرنے اور علماء وطلبہ کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا۔اس کو اپنی زندگی کا حاصل سمجھتا ہوں۔اساتذہ وطلبہ اور روزانہ آنے اور جانیوالے مجاہدین افغانستان کی ملاقاتیں جذبہ جہاد،فضلائے حقانیہ کی اس میں دلچسپی اور پھر مولانا عبدالقیوم حقانی کے ساتھ مجاہدین کیمپ میں جہاد کے جلسوں میں شرکت سے جو ایمانی کیفیت روحانی لذتیں اور جذبہ عمل وجہاد پیدا ہوتا ہے اسی آہنگ میں مولانا ظفر علی خان مرحوم کی یہ نظم یاد آرہی تھی اور اب زبان پر چڑھ گئی ہے۔آپ حضرات تو عملاً شریک جہاد ہیں،مجاہدین پڑھیں گے تو کیف وسرور کی مستی میں جھوم جائیںگے (شبیر احمد میواتی)

نظم

چلتی ہے جدھر تلوار چلو چلتے ہیں جدھر سب یار چلو
بے مایہ ہویا زردار چلو دریائے اٹک کے پار چلو
قندھار چلو قندھار چلو

تقدیر عرب کہتی ہے جہاں تدبیر عجم رہتی ہے جہاں
بل کھاتی ہوئی بہتی ہے جہاں دنیا کے لہو کی دھار چلو
قندھار چلو قندھار چلو

پھر فطرت شور مچاتی ہے اور سوئے ہوؤں کو جگاتی ہے
ہلمند سے کان میں آتی ہے تلواروں کی جھنکار چلو
قندھار چلو قندھار چلو

جذبہ نہ ہو کم آزادی کا ! بھرتے رہو دم آزادی کا
لہراؤ علم آزادی کا اور کرتے ہوئے یلغار چلو
قندھار چلو قندھار چلو

داڑھی میں چھپا اسلام نہیں ٹوپی سے ڈھکا اسلام نہیں
اس طرح بلا اسلام نہیں دم ہے تو مجاہد وار چلو
قندھار چلو قندھار چلو

چوہدری شجاعت حسین [1] (سابق وزیر اعظم پاکستان)

(۱)

(چودھری ظہور الٰہی شہید کی برسی)

محترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! والدِ گرامی چودھری ظہور الٰہی شہید [2] کو ہم سے رُخصت ہوئے ایک سال گزر گیا، لیکن ان کی شخصیت، افکار اور نظریات کی تابانی ہے کہ نہ ماند پڑی، نہ پڑ سکتی ہے۔ چودھری صاحب شہید نے جن مقاصد نظریہ پاکستان کی حفاظت کے لئے جان دی۔ ان سے وابستگی کا عہد ایک بار پھر تازہ کرنے کے لئے، ان کی پہلی برسی کے موقع پر ۲۵ ستمبر ۱۹۸۲ء بروز ہفتہ، دس ۱۰ بجے صبح، "ظہور الٰہی ہاؤس" گجرات میں چودھری صاحب کے احباب جمع ہوں گے۔ ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی ہوگی۔ آپ سے شرکت کی درخواست ہے۔ والسلام چودھری شجاعت حسین "ظہور الٰہی ہاؤس" گجرات فون: ۴۰۵۴

(۲)

۱۴ر جولائی ۲۰۰۴ء (وزیر اعظم منتخب ہونے پر احقر کی طرف سے مبارکباد پر جوابی شکریہ)

Senator Maulana Sami-ul-Haq

Chairman Standing Committtee of Religious Affairs

Senate Secretariat Islamabad.

Thank you for your thoughtful message of felicilations on the assumption of the Office of Prime Minister Islamic republic of Pakistan.

Personally I feel that it is a great responsibility, which has been entrusted upon me and I pray to Allah Almighty to give me the wisdom and strength to serve the country and its people in a befitting manner.

Yours sincerely, Chaudhry Shujaat Hussain

(۳)

۲۴/مارچ ۲۰۰۶ء (تائی کی تعزیت کا شکریہ)

محترمی مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میری تائی مسز چودھری منظور الٰہی کی وفات پر آپ کا تعزیتی پیغام ملا۔ اظہار ہمدردی کا شکریہ۔ الحمد للہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوں اور دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں یہ صدمہ برداشت کرنے کے لیے صبر و ہمت اور استقامت عطا فرمائے۔ (آمین) آپ کا پیغام تعزیت میرے لیے باعث دلجوئی ہے جس کے لیے میں آپ کا مشکور ہوں۔ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ والسلام: خیر اندیش شجاعت حسین

---

۱ معروف سیاسی رہنما، چند ماہ وزیر اعظم بھی رہے۔ پرویز مشرف کے ٹیم اور ق لیگ کے کرتا دھرتا۔ وفاقی مجلس شوریٰ ۱۹۸۱ء سے رفاقت اور تعلق کا آغاز ہوا۔

۲ مرحوم معروف سیاستدان جن کی اکابر علماء مولانا عبدالحق وغیرہ سے طویل تعلق اور عقیدت رہی۔

(۴)

(شادی کا دعوت نامہ)

Mrs Ch Zahoor Elahi Mr & Mrs Ch Manzoor Elahi

Mr & Mrs Shujat Hussain request the honour of your presence

at the walima ceremony of

Rasikh

S.O Mr & Mrs Pervaiz Elahi & Zahra

D/O Mr & Mrs Shabbi Zahid Ali

Inshallah on Thursday, 8th January, 2004

Reception.........7:00 p.m

At : Crystal Hall Hotel Pearl Continental, Lahore, 5712666 - 5753031

(۵)

(افغانستان کے صحافی کے اعزاز میں دعوت میں شرکت کی خواہش)

Chaudhry Shujat Hussain

President Pakistan Muslim League and

Leader of the Parliamentary Party

requests the pleasure of the company of

Mr & Mrs Senator Maulana Sami-ul-Haq

In honour of H.E Dr & Mrs Nangualiai Tarzia

Out going Ambassador of Afghanistan

on Thursday, December 14, 2006 at 07:30 p.m at his residence

RSVP	Residence
Tel 051-2253335-36	House 9, Street 72
Cell: 03005105386	T 8/3, Islamabad

☆☆☆

محمد شرافت خانؒ تکیہ کلاں رائے بریلی انڈیا

(اہلیہ محترمہ کی وفات پر تعزیت O مولانا محمد رابع حسنی ندوی) ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ

مکرم ومحترم ومعظم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اطال اللہ بقاءٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اُمید ہے مزاج عالی بعافیت ہوگا۔ ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک کے ذریعہ آپ کے خانگی حادثہ کا علم ہوا۔ کہ اہلیہ صاحبہ محترمہ وفات پا گئیں۔ اِنّا لِللّٰہ و انا الیہ راجعون۔

اہلیہ کی جدائیگی ایک بڑے صدمہ کی بات ہوتی ہے جس سے آپکو گزرنا پڑا۔ہم لوگ تو یہاں بیٹھ کر ان کے لئے دعائے مغفرت رفع درجات کی دعا کر سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور فردوس بریں میں جگہ دے۔صاحبزادگان گرامی مولانا حامد الحق صاحب اور مولانا راشد الحق صاحب اور سبھی پسماندگان کی خدمت میں سلام مسنون پیش ہے۔ان کے لئے یہ حادثہ ماں کی فراق کا سانحہ ہے۔اور دینوی زندگی میں یہ سانحہ عظیم ہوتا ہے۔ہم اور ہمارے مدرسہ کے اساتذہ وکارکنان آپ حضرات کے غم میں شریک ہیں اور اللہ سے مرحومہ اور آپ حضرات کے لئے دعا گو ہیں۔ والسلام: محمد شرافت خان مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور تکیہ کلاں رائے بریلی الہند

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کا تعزیتی مکتوب بھی منسلک[1] ہے۔

مولانا محمد رابع حسنی ندوی[2] ندوۃ العلماء لکھنؤ

ندوۃ العلماء لکھنؤ ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ (اہلیہ مرحومہ کی تعزیت)

برادر گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب دام ظلکم وزاد مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ماہنامہ ''الحق'' کے ذریعہ اہلیہ صاحبہ کے انتقال کی خبر سے صدمہ پہنچا۔یقیناً یہ حادثہ آپ کے لئے اور آپ کے کنبہ کے لئے ایک بڑا سانحہ ہے۔ملی و ملکی مصروفیات میں انکے تعاون سے آپ کو سہولت اور تقویت ملتی تھی۔اس طرح آپ کے ساتھ وہ بھی جہاد میں شریک تھیں۔جس پر وہ اللہ کے ہاں اجر عظیم پائیں گی۔

اللہ کے رسول سیدنا محمد ﷺ کو بھی ایسے خانگی حادثہ سے گزرنا پڑا تھا۔اس موقع پر آپ ﷺ کا جو طرز عمل رہا ہے وہی ہمارے اور آپ کے لئے اسوہ ہے۔عزیزان مولانا حافظ راشد الحق صاحب سلمۂ ومولانا حامد الحق صاحب وغیرہ دیگر پسماندگان کو بھی تعزیت مسنون فرمادیں۔ان کے لئے تو یہ حادثہ ماں کی وفات کا حادثہ ہے۔اس میں ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی میں نمونہ ہے۔اس بات سے بھی بڑی تسلی ہوتی ہے کہ اولاد کی صفات، ماں باپ کو تحفے کی شکل میں پہنچتی رہتی ہیں۔اور ان کے درجات کو بلند کرتے رہتی ہیں۔خوش قسمت تھیں وہ خاتون کہ انہیں آپ جیسا رفیق حیات ملا، اور پھر صالح اولاد عطا ہوئی۔اللہ تعالیٰ سے مرحومہ کی مغفرت کاملہ اور رفع درجات کی دعا ہے۔اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی۔ والسلام دعا گو و دعا جو محمد رابع حسنی ندوی

☆☆☆

محمد شریف صاحب۔ملتان

دسمبر ۱۹۸۱ء (مولانا محمد شریف جالندھری کا مدفن جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ)

ذی الحجہ کے شمارہ میں حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری خیر المدارس ملتان کی وفات کے بارہ میں شذرہ پڑھا اور یہ کہ وہ جنت البقیع مدینہ طیبہ میں مدفون ہوئے۔یہ اطلاع غلط ہوگی۔مرحوم کو جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ میں دفن کیا گیا ہے۔ (محمد شریف۔ملتان)

---

[1] مکتوب حرف ''راء'' میں مولانا محمد رابع ندوی کی مکتوبات میں ملاحظہ ہو۔

[2] مولانا علی میاں مرحوم کے وفات کے بعد ان کے علمی تحریری اور ندوۃ کی تنظیمی کاموں کی ذمہ داریاں سنبھالیں، اللہ نے کافی حد تک مولانا کے بعض کاموں کا خلاء ان سے پر فرمادیا۔

قاری شریف احمد[1]

۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ　　(شیخ الحدیث واقف اسرار شریعت تھے O شاہ ولی اللہ کے مزار پر زیارت O شریعت بل کے لئے جدوجہد پر تحسین)

بخدمت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔جناب کاتب الحروف سے ناواقف ہیں۔البتہ مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی سے خط وکتابت کے ذریعہ غائبانہ واقفیت ہے۔جناب کی شریعت بل کے سلسلہ میں جدوجہد اور عظیم باپ کا عظیم ہونہار بیٹا ہونے کی نسبت سے میری عقیدت ہے۔آپ کے والد بزرگوار شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ اسوۃ الصلحاء،یادگار اسلاف،واقف اسرار شریعت تھے اور بانی دارالعلوم حقانیہ تھے،ان کی وفات ہمارے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ان کو درجات عالیہ سے نوازے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور آپ کو اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل کی نعمت سے سکون عطا فرمائے۔میری طرف سے ان الفاظ کے ساتھ ایک ناواقف اور نا آشنا صورت کی طرف سے رسمی تعزیت قبول فرمائیے۔

آخیر میں اپنے تعارف کیلئے اتنا عرض کردوں میں حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کے خدام میں سے ہوں۔اور شیخ الحدیثؒ کی اجلاس صد سالہ کے موقع پر شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے مزار پر زیارت کی تھی۔

والسلام......قاری شریف احمد غفرلہ

☆☆☆

الحاج محمد شریف اخگر سرحدی (صدر انجمن ترقی اردو،سرگودھا)

(۱)

۱۲/اپریل ۱۹۸۸ء　　(والدہ ماجدہ کی وفات پر تعزیت)

محترم المقام حضرت مولانا صاحب!سلام نیاز،آپکی والدہ ماجدہ کے انتقال پر ملال پر انتہائی دلی افسوس ہوا اللہ تبارک وتعالیٰ بزرگ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ حضرات کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔آمین۔بزرگ مرحومہ کی دعاؤں سے محرومی عظیم صدمہ ہے جو ہم سب کے لئے ہے۔قبلہ حضرت شیخ الحدیث صاحب سے میری طرف سے اظہار تعزیت کردیں نوازش ہوگی۔اللہ تعالیٰ انکی عمر میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرکے ملک وملت کے روشن مستقبل کی صورت آشکار فرمائے جس سے مسلمان اپنے حقیقی مقام کو پائے۔آمین۔غم زدہ والم آگیں۔

نیازمند　اخگر سرحدی عفی عنہ

(۲)

۱۲/۹/۸۸ء　　(شیخ الحدیث علم دین کا ایک بحر بیکراں)

واجب الاحترام جناب مولانا سمیع الحق صاحب قبلہ سلام مسنون!آپکے والد گرامی قدر حضرت شیخ الحدیث صاحب کی موت موت العالم ہے،علم دینی کا ایک بحر بیکراں دنیا سے اٹھ گیا ہے۔میں ایک بار انکی خدمت میں رازم خان صاحب کی مہربانی سے حاضر ہوا۔میری بدقسمتی

---

[1] خطیب ریلوے جامع مسجد اسٹیشن کراچی،کئی اہم کتابوں کے مصنف

ہے کہ پھر میں انکی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہو سکا۔ حضرت مدنیؒ کے خواب میں واقعہ کی بناء پر انؒ سے ملا ہوا تھا۔ میں ابتدائے زندگی سے علماء دیوبند کا خادم چلا آرہا ہوں اور تحریک حریت میں شامل رہا ہوں۔ خیر یہ بات تو کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ حضرت مولانا شیخ الحدیثؒ کی وفات حسرت آیات پر سکون قلبی جاتا رہا ہے۔ اللہ کریم انہیں اپنے سایۂ رحمت میں رکھے اور آپ حضرات اور تمام قرابت داروں اور متوسلین کو توفیق صبر جمیل عطا فرمائے اور مدرسہ اور ہم جیسے بے علموں کو اسکے فرمودات پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین۔

آجکل شدید بیمار ہوں ورنہ آپکی خدمت میں حاضر ہو کر تعزیت کا اظہار کرتا۔ حضرت مولانا شیخ الحدیث کی مرگ مفاجات سے سخت دلی صدمہ پہنچا ہے خدائے بزرگ و برتر آپ حضرات کو صبر قلبی سے نوازے آمین اور خدائے بزرگ حضرت شیخ الحدیث کو جنت الفردوس میں اونچی مقام عطا فرمائے۔ آمین مخلص اعظم سرحدی سرگودہا

☆☆☆

مولانا محمد شریف جالندھری

تحفظ ختم نبوت ملتان

(۱)

جون ۱۹۸۲ء (ختم نبوت کی ترمیمی آرڈیننس منظور کرانے پر مجلس کا اظہار تشکر ○ باضابطہ قرارداد)

مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس ۲۵۔۲۔۸۲ کو حضرت الامیر مولانا خان محمد زید مجدہم کندیاں شریف کی صدارت میں منعقد ہو اجسکی کاروائی آنجناب کے مطالعہ کے لیے ارسال خدمت ہے۔

اجلاس نے آپ حضرات کی کوششوں پر اظہار تشکر کیا۔ قرارداد نمبر ۲ جناب توجہ فرمائیں۔ امید ہے کہ شوریٰ کے آئندہ اجلاس میں بھرپور کوشش فرمائیں گے۔ بندہ اس اجلاس سے قبل شرف زیارت حاصل کرے گا۔ حضرت استاذ العلماء دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام اور دعا کے لیے عرض کریں۔ دعاگو محمد شریف جالندھری دفتر ختم نبوت ملتان۔

منظور شدہ قرارداد نمبر ۲ کا متن یہ ہے:۔ ۲۔ یہ اجلاس صدر مملکت اور ان کے رفقاء، خصوصاً راجہ ظفر الحق صاحب کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے کہ ۷۴ء کی قادیانیوں سے متعلق دوسری آئینی ترمیم کی تنسیخ کو ختم کرنے کا آرڈیننس جاری کر کے مسلمانوں کی تشویش کو رفع کیا۔ نیز مجلس شوریٰ کے معزز ارکان جناب قاری سعید الرحمن صاحب اور جناب مولانا سمیع الحق صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ انہوں نے اس مسئلہ میں مجلس شوریٰ کے سامنے مسلمانوں کے جذبات کی صحیح ترجمانی کی۔

(۲)

۱۷ اپریل ۱۹۸۳ء (محمد اسلم قریشی کی گمشدگی قادیانیوں سے باز پرس سے گریز)

حضرت مکرم مولانا سمیع الحق صاحب، زید مجدکم، سلام مسنون، مزاج گرامی۔ گرامی نامہ ملا، اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائیں، اس سے قبل حضرت اقدس شیخ الحدیث دامت برکاتہم کا گرامی نامہ مولانا محمد اسلم قریشی کی گم شدگی کے متعلق مل کر ہم سب خدام کی ڈھارس کا باعث بنا تھا مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کا ہمیشہ ہی حوصلہ اس بات پر بلند رہا کہ وقت کے اہل اللہ کی دعائیں انکے ساتھ ہیں۔ خواجہ صاحب کی بات معلوم ہوئی انکی گفتگو بھی ایس پی کے فرمان پر منحصر ہے کہ کام تندہی اور اخلاص کے ساتھ ہو رہا ہے ہم اعیان حکومت متعلقہ محکمہ کے رپورٹ کو

ہی صحیفہ الٰہی سمجھتے ہیں۔ گورنر اور صدر کا انحصار بھی مقامی پولیس کی رپورٹ پر ہی ہے۔ ہماری بات کس طرح پہنچے۔ میرے حضرت جو بات پولیس نے پہلے دن کہی تھی کہ محمد اسلم دو تین دن میں مل جائیگا۔ آج دو ماہ گزر جانے کے بعد ایس پی اور ڈی آئی جی بھی کہتے ہیں۔ اور محمد اسلم نہ ملنا تھا نہ ملا۔ اسی اثنا محمد اسلم کے رشتہ دار اور بعض دوسرے مسلمان کارکنوں پر بے پناہ تشدد ہوا' پولیس تشدد سے کئی کئی دن مسلمان صاحب فراش رہے اور قادیانیوں سے معمولی باز پرس بھی نہیں کی گئی جب کہ ایف، آئی، آر میں قادیانیوں پر شبہ ظاہر کیا گیا تھا اب پولیس کہتی ہے کہ ہم نے قادیانیوں سے بھی باز پرس کی ہے لیکن کسی کو بھی سیالکوٹ میں معلوم نہیں اور مسلمانوں پر تشدد ہر آدمی کو معلوم ہے اور زبان زد خلائق ہے۔ قادیانیوں کو یقیناً پولیس نے بلایا لیکن بیٹھنے کیلئے کرسی دی قادیانی مشتبہ سگریٹ پیتے رہے اور جب اُکتا گئے تو پولیس آفیسر سے کہا کہ میں کھانا کھانے جا رہا ہوں۔ ایس پی صاحب کو سب سے پہلے ۲۰ تاریخ کو مقامی صدر ختم نبوت نے گمشدگی کے متعلق درخواست دی جب کچھ نہ ہوا تو گوجرانوالہ مجلس کے صدر سیالکوٹ گئے تو ۲۳ فروری کو ابتدائی رپورٹ درج ہوئی درخواست جو ایس پی کو دی تھی وہ ایس پی صاحب کی جیب میں ہی رہی۔ ڈی آئی جی گوجرانوالہ نے میرے سامنے کہا کہ ہم امان اللہ قادیانی کو کیسے تفتیش میں بٹھالیں جبکہ وہ ڈسٹرکٹ کونسل کا رکن ہے اور بڑا آدمی ہے۔ میرے بھائی ایک طرف ملک کی نازک حالت پیش نظر ہے۔ وکلاء طلباء گورنمنٹ کے خلاف تحریک کی کوشش کر چکے لیکن ناکام رہے۔ ملک قطعاً کسی تحریک کا متحمل نہیں۔ تمام بے دین تو تیں مرزائیوں سمیت خانہ جنگی کی صورت چاہتی ہیں۔ مسئلہ ختم نبوت کا تعلق مسلمانوں کے جذبات سے ہے ہر شخص سے مطالبہ ہے کہ جلوس نکالو ہڑتال کرو اس طرح مطالبات سے محمد اسلم نہ ملے گا۔ خدام قطعاً ملکی صورت حال کے تحت کسی تحریک کے حق میں نہیں۔ لیکن اے کاش سرکار ہماری اِس جذبہ حب الوطنی کا احساس کرے اور محمد اسلم کیلئے قادیانیوں کی باز پرس کرے۔ ازراہ کرم میری معروضات پر غور فرمائیں۔ شیعہ قادیانی بات حد سے تجاوز کر رہی ہے آپکو اللہ پاک نے موقع دیا ہے آپ بہت کچھ کر سکتے ہیں کونسا ایسا محکمہ ہے جسمیں قادیانی نہیں۔ اور اسمیں کیا شک ہے کہ قادیانی اور یہودی ہم مشورہ ہیں اور اسرائیل ہماری ایٹمی تنصیبات کا ذکر کر چکا ہے کیا یہ ایٹمی تنصیبات میں قادیانی نہیں اور اگر ہیں تو انکی رپورٹ اسرائیل میں نہ پہنچی ہوگی۔ یہ یکا یک قادیانیوں کا جارحانہ قدم کسی آنیوالے طوفان کی نشاندہی نہیں ہے؟ والباقی عندالتلاقی۔

طالب دعا محمد شریف

(۳)

(وفاقی مجلس شوریٰ میں ترمیم ۱۹۷۴ء کی منسوخی کے بعد اسکی بحالی کی کوششیں)

حضرت اقدس سلام مسنون، مزاج گرامی، عریضہ لکھ چکا تھا کہ ایک بات ضروری رہ گئی، دریا میں جو مچھلیاں جال دیکھتی ہیں اگر مچھیرا دیکھ لے تو اسکا کلیجہ پھٹ جائے۔ قادیانیوں کے سرحد میں ہرگز وہ حالات نہیں جو پنجاب میں ہیں۔ طاہر کی خلافت سے بالخصوص قادیان سے آگے بڑھ کر بات کر رہے۔ ان کے غیر مسلم ہونے کا صرف ایک تجویز ہی کا درجہ ہے۔ برملا اپنے کو مسلمان لکھنا۔ اسلامی شعائر پر عمل کرتے اور اہل اسلام کی تضحیک کرتے ہیں۔ بارہا مطالبہ ہوا نہ باز آئے نہ باز آئیں گے صدر مملکت باوجود صحیح العقیدہ احکام اسلام پر پابند ہونے کے نہیں معلوم اس مسئلہ کی طرف کیوں توجہ نہیں فرماتے۔ اپریل کی شوریٰ کے اجلاس میں بندہ دو ہفتہ اسلام آباد رہا۔ آپ سے بھی فون پر بات ہوتی رہی۔ قاری صاحب نے سوالنامہ بابت قانون سازی ترمیم ۱۹۷۴ء تحریر کرایا۔ لیکن اپریل کے سیشن اور اس سے پہلے سیشن میں یہ ریزولیشن پیش ہی نہ ہوا کہ تجاویز اراکین دیتے ہیں۔ منگل کے دن قرعہ اندازی ہوتی ہے جس تجویز کا نمبر آجائے' ہاؤس اس پر جمعرات کے دن بحث کرتا ہے دو ہفتے تو منگل کی قرعہ اندازی کا بندہ انتظار کرتا رہا۔ حضرت قاری صاحب اور مولانا عبداللطیف صاحب تشریف

لائے کہ اس قرعہ اندازی کی ہمیں اطلاع آگئی ہے ہمارا نمبر آجائیگا لیکن دومنگل انتظار کیا نام ہی نہ آیا تو بحث کیا ہوتی مایوس واپسی ہوئی۔ میرے حضرت ازراہ کرم آپ ہماری معروضات کی طرف سوز دل کے ساتھ غور فرمائیں اس سے پہلے ترمیم ۲۲ء کی منسوخی کے بعد اسکی بحالی میں یہ حقیقت ہے کہ آپکا کام باقی حضرات سے فائق ہے آپکی ہی جرات رندانہ نے صدر صاحب کو بحال کرنے پر مجبور کیا۔

طالب دعا خویدمکم الاحقر محمد شریف جالندھری

آرمی میڈیکل کے ڈی ایم سی، فہیم خان ریٹائر ہوئے ہیں انکی جگہ منجملہ دوسرے حضرات میں میجر جنرل محمود الحسن بھی زیرغور ہیں جو کٹر قادیانی ہیں۔ایسی اہم پوسٹ پر قادیانی کا ہونا سخت نقصان کا باعث ہے۔

(۴)

(ربوہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت)

حضرت اقدس جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدیر الحق! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے۔۱۰،۱۱،۱۲ اردسمبر کو سالانہ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ ربوہ کے مقابلہ میں منعقد ہورہی ہے۔جس میں جناب کی تشریف آوری رضا کاران ختم نبوت کے لئے باعث سعادت ہے۔براہ کرم ۱۱ اردسمبر بروز ہفتہ کو تشریف لائیں جناب کا بیان قبل از ظہر ۲ بجے دن ہوگا ناظم استقبالیہ مولانا تاج محمود کے پتہ پر بواپسی مطلع فرمائیں تا کہ پروگرام ترتیب دیا جاسکے۔ فقط والسلام احقر محمد شریف جالندھری

صدر استقبالیہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ

وجنرل سیکرٹری مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

(۵)

(مولوی محمد اسلم قریشی کا اغواء بازیابی کیلئے جدوجہد)

۷ارجون ۱۹۸۳ء

حضرت مکرم زید مجدکم سلام مسنون، مزاج گرامی، بندہ نے رات بھر سفر کر کے ہفتہ صبح کی نماز جامعہ اسلامیہ باجماعت پڑھی۔قاری صاحب سے عرض معروض کر کے جہاں آپ ہوتے۔وہاں کا پروگرام تھا۔بفضلہ تعالیٰ آپ جامعہ اسلامیہ میں مل گئے۔اور بندہ مزید سفر سے بچ گیا۔ مولوی محمد اسلم ۱۷فروری سے گم ہیں آج تک انکا پتہ نہیں۔مقامی پولیس کا رویہ بدایۂ قادیانیوں کے حق میں ہے سوائے قادیانیوں کے مولوی صاحب کا کوئی دشمن نہیں۔پولیس نے کئی مفروضے قائم کئے اب تک ان تمام مفروضوں کی تفتیش کی لیکن مولوی صاحب نہیں ملے۔ اب لازماً قادیانیوں کی گرفت ہونی چاہیے تھی لیکن نہیں ہوئی صرف کاغذات میں زیر تفتیش ہیں جب کہ دوسرے مفروضوں کی تفتیش میں بے پناہ تشدد ہوا ہے۔مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی جماعت ہے۔اور حکومت سے عدم محاذ آرائی پر یقین رکھتی ہے تاریخ میں قبل تقسیم وبعد تقسیم قادیانی حکومت اور جماعت میں تصادم کرا کے خود محفوظ رہتے رہے ۷۴ء میں اس سے بچے تو مقصد میں کامیابی ہوئی۔سندھ، بلوچستان سے علماء کئی وفعہ وفود بن کر ملتان، لاہور، فیصل آباد آئے کہ ختم نبوت والے صدر کی قادیانیت کی تائید کردیں کچھ دلائل بھی دیتے رہے لیکن مجلس نے انکی ایک نہیں مانی کیونکہ حقیقت حال کے منافی تھی۔صدر ماشاء اللہ صحیح عقیدہ دیوبندی علماء کے ملنے والے ہیں۔لیکن مولوی محمد اسلم کے معاملہ میں جس پولیس نے چار ماہ تک ہمیں بیوقوف بنایا سیدھا سا مطالبہ تھا کہ انہیں تبدیل کرایا جائے۔ملازم ہمیشہ تبدیل ہوتے ہیں لیکن سرکار کا دل نہ پسیجا۔ہر بار ہر جگہ مطالبہ کیا کہ فلاں فلاں قادیانی نے یہ اور یہ باتیں کی ہیں انکو زیر تفتیش لایا جائے نہ لائے۔قادیانی دندناتے پھریں سیالکوٹ میں ان کی باگ ڈھیلی رکھنے کا اندرون وبیرون ربوہ نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ ہر جگہ قادیانی بیباک ہورہے ہیں یہ ایک ایسی بات

ہے کہ کل یہ مسئلہ مشکل سے مشکل تر ہو جائیگا۔ اب آپ حضرات اقتدار میں ہیں خدارا خدام کی باتوں کی طرف توجہ فرمایئے اگر مناسب ہو تو جناب راجہ ظفر الحق صاحب کو بھی ساتھ لے لیں جو حالات ہیں اسکے بعد دو ہی صورتیں ہیں کہ چپ ہو کر بیٹھ جائیں یا پر امن جدو جہد جاری رکھیں، چپ کرنا اپنی موت پر مہر لگانا ہے اور جدو جہد جاری رکھنا چاہیئے کتنا ہی عدم تشدد پر کاربند رہیں آخر میں کسی نہ کسی وقت شاطر لوگ کوئی تصادم کی صورت پیدا کر دیں گے اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ مہربانی فرما کر ان بے ربط گزارشات پر غور فرمائیں۔

طالب دعا محمد شریف جالندھری

☆☆☆

محمد شریف سروردی

مدیر آئینہ زندگی لاہور

(۱)

(الحق کی وصولی پر شکریہ)

۳۰ جون ۱۹۷۱ء

مخدوم و محترم! سلام مسنون! براہ کرم حوالہ نمبر تا ولہ 581 ملاحظہ فرمائے۔ ماہنامہ "الحق" ملا ادارہ آپکی اس کرم فرمائی پر تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ امید ہے کہ جناب والا ماضی کی طرح مستقبل میں بھی خلوص، محبت اور نیکی کا ثبوت دیتے رہیں گے۔

والسلام فقیر محمد شریف سروری ایم اے زبدۃ الحکماء آئینہ زندگی کمبوہ کالونی۔ اچھرہ لاہور

(۲)

(پرچہ آئینہ زندگی جاری رکھنے پر مشکلات)

حکمت دنیا فزاید ظن و شک　　حکمت دینی برد فوق فلک (رومی)

۱۷ نومبر ۱۹۷۲ء

مخدوم و محترم حضرت مولانا صاحب! سلام مسنون! نامہ گرامی قدر موصول ہو کر کاشف الاحوال ہوا۔ یاد آوری اور خلوص کا تہ دل سے شکریہ عرض یہ ہے کہ ماہنامہ " آئینہ زندگی " گزشتہ اگست سے ڈمی کی صورت میں شائع ہو رہا ہے یہ اس لئے کہ چند در چند مصائب و مشکلات کا سامنا ہے۔ اس میں سب سے زیادہ کاغذ کی فراہمی کا مسئلہ ہے۔ میرا چونکہ منظور شدہ کوٹہ نہیں ہے اور بازار سے کاغذ خرید کر رسالہ شائع کرنا "امریکی امداد" کے بغیر ناممکن ہے۔ حالانکہ اس مذہبی جریدہ کی امداد کسی قارون کی فیاضی کی مرہون منت نہیں ہے۔ اور یہ رسالہ ہمت مرداں مدد خدا کا عملی شاہکار ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کو ہماری آزمائش اور صبر منظور ہے۔ ہم صحیح جذبہ رکھتے ہیں۔ انشاء اللہ مناسب حالات ہونے پر رسالہ پھر شائع کیا جائیگا۔ فی الحال ڈمی کی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔ جو حضور کو پیش کرنے کے لئے مناسب نہیں۔ صرف گورنمنٹ کا کھاتہ ہی پورا کیا جاتا ہے۔ آپکا صحافی بھائی ہونے کی حیثیت سے معروض ہوں کہ آپ اپنا گرانقدر جریدہ باقاعدہ ارسال فرماتے رہیں گے اور یہ عاجز آپکی نگارشات سے باقاعدہ مستفیض ہوتا رہیگا۔ انشاء اللہ ہم جلد ہی اس قابل ہو جائیں گے کہ رسالہ حضور کی نذر کیا جائے۔

دعا گو : فقیر محمد شریف قادری

شریف فاروق[1] روزنامہ شہباز جہاد

(۱)

(الحق کے اجراء پر مبارکباد)

برادرم سمیع الحق صاحب۔ سلام مسنون! آپ کو "الحق" جاری کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ حیرت ہے کہ اکوڑہ خٹک میں بیٹھ کر اتنا علمی اور معیاری جریدہ شائع کر رہے ہیں۔ حضرت مولانا کا مضمون اس شمارہ میں آرہا ہے۔ تبادلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ فاروق

(۲)

(تبصرہ کی گمشدگی O دوبارہ بھیجنے کی فرمائش)

۲۸ اپریل ۱۹۷۲ء

محترمی سمیع الحق صاحب! سلام مسنون! "الحق" مل گیا تھا اس کے ساتھ آپ کا ایک خط بھی تھا اور غالباً تبصرہ بھی، وہ مجھ سے کہیں گم ہو گئے ہیں ازراہ کرم دوبارہ بھیج دیں تاکہ انہیں شائع کیا جائے۔ اس کے علاوہ اگر حضرت مولانا یا بعض دوسرے بزرگوں کی خبریں ہوں، تو وہ بھی بھجوا دیا کریں۔ اس کے علاوہ آپ یا حضرت مولانا جب کبھی راولپنڈی تشریف لائیں ضرور اطلاع دیں، بیشک دفتر آجائیں یا مجھے بلالیں۔ والسلام......شریف فاروق روزنامہ نوائے وقت

(۳)

(ملی یکجہتی کونسل۔ مبارکباد)

محترم جناب سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ نے اتحاد بین المسلمین کیلئے جو عظیم کارنامہ[2] انجام دیا ہے۔ اس پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ وطن عزیز کو دشمنوں کے مذموم عزائم اور سازشوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ میں ایک مضمون بھی اس ضمن میں لکھ رہا ہوں۔ مشترکہ پریس کانفرنس کے موقع پر میں اسلام آباد میں موجود تھا۔ والسلام......شریف فاروق

(۴)

(ایک تاریخی جھوٹ کی تردید)

۱۷ اپریل ۲۰۰۴ء

برادر مکرم مولانا سمیع الحق صاحب، سلام مسنون، بارہا سوچا کہ آپ سے رابطہ ہو لیکن آپ کی اپنی مصروفیات اور میری اپنی بے طرح قسم کی بھاگ دوڑ۔ آپ صوبہ سرحد اور ملکی سطح پر جو خدمات انجام دے رہے ہیں انکا مجھے علم بھی ہے اور احساس بھی۔ اسی طرح عزیزی حامد الحق بھی اپنے عظیم خاندان کی روایات کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ مجھے آپ کے بارے میں ایک شدید غلط فہمی[3] تھی جس کا ازالہ جناب گلزار خان سابق ہوم سیکرٹری سرحد جو ۱۹۷۷ء میں نوشہرہ کے A/C تھے انہوں نے دور کر دی تھی اتفاقی بات ہے کہ میں آپ سے اس موضوع پر بات نہ کر سکا۔ میں انشاء اللہ ۳۰ اپریل کے بعد پشاور میں ہی ہوں گا۔ اگر آپ اتفاق سے پشاور آرہے ہوں تو بہتر ورنہ میں یکم سے ۶ مئی کے دوران میں آپ سے ملاقات کیلئے اکوڑہ آسکتا ہوں۔ "جہاد" کے چند شمارے اور کالم منسلک ہیں۔ عزیزی حامد الحق کیلئے دعائیں۔

---

[1] شریف فاروق بزرگ صحافی اسم با مسمیٰ، انتھک محنت سے صحرائے صحافت میں مسلسل سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ شہباز اخبار پشاور سے بھرپور ادارت کا آغاز کیا۔ اب جہاد اخبار چلا رہے ہیں۔ [2] ملی یکجہتی کونسل کے قیام کے سلسلہ میں۔ [3] الیکشن ۱۹۷۷ء میں مخالف امیدوار نصر اللہ خٹک وزیر اعلیٰ سرحد نے شیخ الحدیث کا جعلی وڈرال کا غذات کی واپسی کا ڈھونگ رچایا۔ پروپیگنڈہ میں ہمیں بھی ملوث کیا گیا چیف الیکشن کمشنر جسٹس سجاد مرحوم نے سب کچھ جعلی قرار دے کر ہماری صفائی کی۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے ذمہ دار افسر سے صفائی کرا دی۔ شریف فاروق صاحب نے بعد میں بھی اسکی تفصیل سنائی اور اس وقت کمشنر اور بڑے بیوکریٹ نے اس سازش کی تفصیل سنائی اور ہم سب کی براءت سے انہیں آگاہ کیا۔

مولانا محمد شفیع ۔ملتان ۔بانی' قاسم العلوم ملتان

(۱)

۸رشعبان ۸۲ھ (مدرسہ قاسم العلوم کے سالانہ جلسے کی دعوت)

بگرامی قدر مخدوم المحترم زید مجدکم! بعد سلام مسنون، مزاج گرامی! مدرسہ قاسم العلوم ملتان کا سالانہ جلسہ تاریخ ۳، ۴، ۵ ذیقعدہ ۸۲ مطابق ۲۹، ۳۰، ۳۱ مطابق ۶۳ بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ جسمیں جناب کی شمولیت باعث برکت ہے۔ لہٰذا التماس ہے کہ دعوت منظوری کی واپسی جواب سے مطلع فرمائیں تا کہ آپکا نام نامی اسم گرامی اشتہار میں شائع کیا جا سکے۔ تمام حضرات سے تسلیمات عرض کرتے ہیں۔ احقر العباد۔ محمد شفیع غفرلہ۔ مہتمم مدرسہ قاسم العلوم ملتان

(۲)

۱۱رجون ۱۹۶۹ء

مغربی پاکستان کی مشہور دینی درسگاہ مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان شہر کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۷/۲۸/۲۹ رجب المرجب ۸۹ھ مطابق ۱۰/۱۱/۱۲ اکتوبر ۲۹ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ قارئین کرام تاریخیں نوٹ فرمالیں۔

محمد شفیع مہتمم جامعہ مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان شہر

☆☆☆

مولانا مفتی محمد شفیع[1] کراچی
مفتی اعظم پاکستان

(۱)

(مولانا تھانوی کی نصابی کتاب مأة دروس کی افادیت)

محترم المقام جناب مولانا عبدالحق صاحب و مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ الحمدللہ بعافیت ہوں، امید کہ آپ بھی بخیر ہونگے۔ باعث تحریر آنکہ حضرت اقدس حکیم الامۃ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ نے تقریباً ستر (۷۰) سال پہلے ایک کتاب "مأة دروس" تالیف فرمائی تھی، جس کا کچھ حصہ ۱۳۴۴ھ میں طبع ہوا تھا۔ اس کے بعد کتاب کو مکمل طبع کرنے کیلئے کسی ناشر کو توجہ نہ ہوئی۔ احقر کو نیم طبع نسخہ اور اصل مسودہ برادر زادہ مؤلف حضرت مولانا شبیر علیؒ سے ملا۔ احقر نے ناقص نسخہ کی تکمیل کرنے کیلئے باقی کتاب طبع کرادی، اور اب پہلی بار کتاب مذکور مکمل طبع ہو کر منصۂ شہود پر آ گئی ہے۔

---

[1] اکابر دیوبند کے محفل کا ایک تابندہ ستارہ' محقق' مدرس' مصنف' مفسر قرآن' مفتی دوران' فقیہ زمان' دیوبند سے کراچی تک خدمات کا تسلسل' دارالعلوم کراچی جیسے عظیم ادارہ کے مؤسس' صدقات جاریہ میں مولانا محمد تقی عثمانی، مولانا محمد رفیع عثمانی، مولانا زکی کیفی، مولانا ولی رازی جیسے اخلاف صدق' جن میں ہر ایک علم کے میدان میں آفتاب و ماہتاب ہیں۔

دل چاہتا ہے کہ یہ کتاب اپنے اکابر کے ہر مدرسہ میں پہنچے، اور عربی کی ابتدائی جماعتوں میں سے کسی جماعت میں داخل نصاب ہو جائے۔
کتاب بہت جامع ہے جو خزانہ معلومات ہے، علوم عالیہ اور آلیہ، تواریخ، قصص و حکایات، نوادر و غرائب اور لطائف و ظرائف پر مشتمل ہے۔ عربی ادب کے طلبہ کیلئے نہایت عمدہ ہے۔ ایک نسخہ ارسال خدمت ہے، وصول فرما کر ملاحظہ فرمائیں اور اپنے مدرسہ میں داخل نصاب فرما کر شکر گزاری کا موقعہ دیں۔ والسلام بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

(نوٹ): مرسلہ بنڈل میں تین نسخے ہیں، دو الحق میں تبصرے کیلئے اور ایک حضرت الشیخ مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں۔

(۲)

۱۹ ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ (حکیم الامت تھانوی کے مواعظ میں تفسیری مقامات کی ترتیب و تدوین میں رہنمائی)[1]

عزیز محترم سلمکم اللہ تعالیٰ و سلمکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپکے عنایت نامہ سے کئی خوشیاں حاصل ہوئی۔ اول یہ کہ محترم دوست مولانا عبدالحق صاحب کے صاحبزادہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی اہم دینی خدمات کی طرف توجہ اور توفیق عطا فرمائی۔ دوسرے یہ کہ اس اہم اور مفید کام کیلئے آپ نے انتخاب فرمایا۔ مگر افسوس کہ یہ احقر ناکارہ عرصہ دراز سے ضعف قوی اور مختلف قسم کی علالتوں میں مبتلا ہے کچھ سکون و آرام لینے کیلئے کراچی سے دو ہفتے ہوئے سفر کیلئے نکلا تھا۔ مگر تجویز کردہ نظام پر نہ چل سکا مجبور ہو کر محمد زکی سلمہ کے پاس ادارہ اسلامیات لاہور میں قیام کر لیا گیا۔ اُس روز سے یہاں ہوں اور ۱۴ ذیقعدہ ۸۴ھ تک مزید قیام کا قصد ہے۔ حافظہ پہلے ہی سے رخصت ہو رہا ہے اسلئے کوئی قلمی امداد کرنے کی قدرت نہیں۔ مشورہ عرض ہے وہ یہ کہ بیان القرآن وغیرہ جو تفسیر کی مستقل تصانیف ہیں۔ ان میں تو مسئلہ کے تمام جوانب اور پہلوؤں پر نظر کر کے لکھا گیا ہے۔ وعظ و تقریر میں ممکن ہے کہ ان تمام مصالح کا احاطہ نہ ہوا ہو' اسلئے ان میں بیان کردہ مضامین قرآن کو لکھتے وقت اسکا خیال ضرور رہنا چاہیے کہ جمہور کی متعارف تفاسیر سے مختلف کوئی چیز نہ ہو اور کسی رخ سے اس پر کوئی شبہ نہ ہو۔ جہاں یہ محسوس ہو کہ جمہور کی تفاسیر سے مختلف ہے یا اس پر حالات حاضرہ سے کچھ شبہات ہو سکتے ہیں اسمیں مشورہ کر لیا جائے۔ والسلام...... بندہ محمد شفیع از لاہور

(۳)

(قادیانی اقلیت قرار دئے جانے کا فیصلہ[2])

الحمدللہ و کفیٰ و سلام، علی عبادہ الذین اصطفیٰ

قادیانی مسئلہ کے حل پر ہر مسلمان کے احساسات اور جذبات ایک ہی قسم کے ہیں۔ ایک عرصہ دراز کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسی سچی مسرت نصیب کی ہے جس پر عالمِ اسلام کا ہر گوشہ مسرور اور شاداں نظر آتا ہے۔ یہ اُس طویل جدو جہد کا ایک کامیاب مرحلہ ہے جو مسلمانوں اور علمائے اسلام نے انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں شروع کی تھی۔ میں اُس قافلے کا ایک ادنیٰ رفیق رہا ہوں۔ جو امام العصر حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کی قیادت میں فتنہ قادیانیت کے سدِ باب کیلئے روانہ ہوا تھا۔ مجھے وہ وقت اچھی طرح یاد ہے۔

---

1. مواعظ و ملفوظات حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، میں قرآن کریم کے علمی و تفسیری لطائف و نکات کا ایک بڑا ذخیرہ بکھرا ہوا ہے۔ ناچیز کے دل میں اسے یکجا اور مرتب کرنے کا داعیہ پیدا ہوا اس سلسلہ میں حضرت مفتی اعظم اور دیگر اکابر سے رہنمائی حاصل کرلی چاہی' خط میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ خود اس کا انتخاب بھی شروع کیا اور ایک بڑا حصہ منتخب بھی ہوا مگر کام تکمیل تک نہ پہنچ سکا غالباً یہ سعادت کسی اور کے مقدر میں تھی اور ایسا ہی ایک مجموعہ افادات قرآنیہ ملتان وغیرہ سے شائع ہوا (مرتب)
2. قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دئے جانے کے بعد میرے سوالنامہ کا تفصیلی جواب

شاہ کشمیریؒ کی فتنہ قادیانیت کے بارہ میں بے چینی: جب استاذ مکرم حضرت شاہ صاحبؒ اِس گمراہی کے اثر و نفوذ سے ہر لحہ بے چین تھے اور انکے دل کو کسی طرح قرار نہیں تھا۔ انگریز کی حکومت تھی جس کی مکمل سرپرستی قادیانیوں کو حاصل تھی۔ اسلئے مسئلہ اور زیادہ پیچیدہ ہو گیا تھا۔ اور مسلمانوں کی جدو جہد کو قدم قدم پر حوصلہ شکن حالات کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ مجھے وہ وقت بھی یاد ہے جب بہاول پور کے مقدمے میں کام کرنے کیلئے حضرت شاہ صاحبؒ نے ہم خدام کو بہاولپور میں جمع کیا اور جب اس چھوٹے سے مقدمے میں مسلمانوں کو فتح مبین عطا ہوئی تو اس وقت دل شکستہ مسلمانوں کی مسرت قابل دید تھی۔ کیونکہ اس مقدمے میں پہلی بار عدالتی سطح پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔ آج اگر حضرت شاہ صاحبؒ اور انکے کاروانِ حق کے دوسرے رفقاء ہوتے تو ان کی مسرّت کا کیا عالم ہوتا؟ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ باطل کو کبھی نہ کبھی سرنگوں ضرور ہونا ہی پڑتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔ اُس قافلے کے ایک ادنیٰ خادم کو یہ مسرت اپنی آنکھوں سے دیکھنی نصیب ہوگئی۔ فللّٰہ الحمد کلہ ولہ الشکر کلہ۔

اس مسرت کے ساتھ میں مملکتِ پاکستان کے وجود پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اگر یہ ملک نہ بنا ہوتا تو یہ کام انجام نہیں پا سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو قائم و دائم رکھے اور اُسے دین حق کی بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس کامیابی کے بعد اہم ترین سوال یہ ہے کہ اب مسلمانوں کا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟ جو لوگ اس کامیابی کے نشے میں اس اہم سوال کو پس پشت ڈال دینگے یا اس کے جواب میں سنجیدگی، ہوش مندی اور اخلاصِ عمل پر کاربند نہیں ہونگے وہ اس کامیابی کے تمام اثرات پر پانی پھیر دینے کے مرتکب ہونگے۔

منفی مرحلہ طے ہوا مثبت باقی ہے: واقعہ یہ ہے کہ قادیانیت کے سلسلے میں اس کامیابی سے اس مہم کا صرف ایک منفی مرحلہ طے ہوا ہے۔ اس مرحلے کا مقصد یہ تھا کہ حق و باطل اور اسلام و کفر میں ایک واضح خطِ امتیاز قائم ہو جائے اور دنیا پر یہ واضح ہو جائے کہ اس مذہب کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ لیکن اس مرحلے کے طے ہو جانے کے بعد اب مثبت کام سارا باقی ہے۔ اور وہ کام سب سے پہلے یہ ہے کہ اللہ کے جو بندے راہِ حق سے بھٹک کر قادیانیت کے دام میں آئے ہوئے ہیں۔ اُنھیں انتہائی حکمت، دردمندی، دلسوزی اور پیغمبرانہ دعوت و تبلیغ کے ذریعے واپس لانے کی کوشش کی جائے۔ قادیانی مذہب کے بہت سے متبعین ایسے ہیں جنہیں یہ مذہب اپنے ماں باپ یا ماحول سے ورثے میں ملا ہے۔ اور انہیں اسکی سنگین گمراہیوں سے آگاہ ہی نہیں ہونے دیا گیا اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس مذہب کو ایک فرقہ وارانہ مسلک سمجھا۔ کسی دنیوی مفاد کی خاطر اس مذہب کے پیرو ہو گئے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہمدردی، ملاطفت اور مخلصانہ دعوت کے ذریعہ حقیقت حال سے آگاہ کرنے اور خدا کا خوف دلانے کی ضرورت ہے۔ ان کے سامنے اس مذہب اور اس کے بانی کی وہ باتیں نرمی اور خیر خواہی کے ساتھ پیش کرنے کی ضرورت ہے جن سے قادیانیت کی اصلیت واضح ہوتی ہے۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اسلام اور اس کے علوم سے ناواقفیت کے سبب واقعۃً غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں۔ اُنکی بھی دلائل و براہین اور تبلیغ و دعوت کیلئے اس گمراہی سے نکالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر حکمت، اخلاص اور سچے جذبہء دعوت کے ساتھ یہ کام کیا گیا تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ قادیانیوں کی ایک بڑی تعداد مسلمان ہو سکے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو بھی ہماری دعوت کے ذریعہ راہِ حق سے ہمکنار کردے تو اس کے برابر ہماری سعادت کوئی نہیں۔

منظم طور پر کام کرنے کی ضرورت: یہ کام یوں تو ہر مسلمان کے کرنے کا ہے، جو شخص جہاں ہے وہ اپنے ماحول میں ایسے لوگوں پر کام کرے لیکن خاص طور سے اہلِ علم حضرات، دینی جماعتوں اور اداروں کو اس غرض کیلئے اپنے اپنے حالات اور وسعت کے مطابق خصوصی

طریق کار طے کرنا چاہیے۔ قادیانیت کے موضوع پر لٹریچر کی کمی نہیں۔ لیکن ان میں سے مختلف مدارج کے لٹریچر کا انتخاب کر کے اور مزید مختصر رسالے تیار کر کے انہیں منظم طور سے شائع کرنے اور پھیلانے کی ضرورت ہے۔ جس مقام پر قادیانی زیادہ تعداد میں آباد ہیں۔ وہاں اس موضوع پر عبور رکھنے والے حضرات تبلیغی وفود کی شکل میں ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور انہیں راہ راست پر لانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

دوسری طرف حکومت کے کرنے کا کام یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے، ان کی وہ رعایتیں ختم کرے جو ماضی میں انہوں نے ناجائز طور پر حاصل کی تھیں۔ ملازمتوں میں ان کی آبادی کے تناسب کو ملحوظ رکھے۔ انہیں بحیثیت مسلمان تبلیغ کرنے سے روکے اور غیر ممالک میں سفارت خانوں کے ذریعے ایسا لٹریچر تقسیم کرائے جو پارلیمنٹ کے حالیہ بل کی تشریحات پر مشتمل ہو، تاکہ بیرونی ممالک اس بل کے مضرات سے آگاہ ہو سکیں، اور قادیانیوں کی طرف سے اپنی نام نہاد مظلومیت کا جو پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے، اسکا سدّ باب ہو سکے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ ھادی الصواب۔ مفتی محمد شفیع

(۴)

(میری علمی و مطالعاتی زندگی[1] اور اہل علم کے بارہ میں زرّین ہدایات)

کرم فرمائے محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے مجھ ناکارہ کی علمی زندگی کے بارہ میں کچھ سوالات کئے ہیں۔ میں علم وعمل سے تہی دامن اس کا جواب کیا دوں، یہ خود ایک مسئلہ بنا ہوا تھا جس کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی۔ آپ نے مولوی محمد تقی سلمہ کو مسلط فرما دیا۔ جو جواب کے لئے یاددہانی کے ساتھ تاکید بھی کرتے رہے۔ آج مجبور ہو کر یہ سطور لکھ رہا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ میں اپنی علمی اور عملی زندگی کے جس باب اور پہلو پر نظر ڈالتا ہوں سب کوتاہیوں، لغزشوں اور غفلتوں سے لبریز نظر آتے ہیں' ان حالات میں، میں دوسروں کو کیا بتاؤں، البتہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اس ناکارہ پر بے حد و بیشمار ہوئے۔ ان میں سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اُس نے ایک ایسے گھرانہ میں پیدا کر دیا جو اسلام وایمان اور اس کے ساتھ دینداری میں معروف تھا۔ جب سے ہوش سنبھالا دین کی باتیں، بزرگوں کی حکایتیں کان میں پڑتی رہیں۔ اس کے بعد سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اُس نے ایک ایسی جگہ پیدا فرما دیا جو علم اور دین کے اعتبار سے پورے ملک میں بلکہ شائد پوری دنیا میں ایک امتیازی مقام رکھتا تھا یعنی دیوبند۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ ایسے راسخ العلم محقق علماء کو جمع فرما دیا تھا جو علم کے ساتھ عمل اور تحقیق کے ساتھ اعتدال اور بلند نظری کے ساتھ اپنے زمانے کے حالات پر گہری نظر رکھنے والے تھے۔ وہ علماء ربانی صرف علماء ہی نہیں اولیاء اللہ بھی تھے۔

تعلیم کی ابتداء گہوارہ علم وعمل دیوبند: قدرت نے اس سوال کی زحمت ہی سے بچا دیا کہ بچے کو تعلیم کے لیے کہاں بھیجیں۔ جب تک پڑھنے کے قابل نہ تھا، اس وقت بھی دارالعلوم کا صحن میرے کھیلنے کی جگہ تھی۔ ہر طرف علماء صلحاء ہی پر نظر پڑتی تھی، کوئی بات بھی کان میں پڑتی تو انہیں بزرگوں کی ۱۳۲۰ھ میں جبکہ عمر کا ساتواں سال تھا باقاعدہ تعلیم شروع ہوئی، اور ۱۳۶۲ھ تک اسی گہوارہ علم وعمل میں رہنے کی توفیق ملی۔ میری علمی عملی زندگی کے کسی گوشہ میں کوئی خیر کا پہلو ہے تو وہ سب ان بزرگوں کا فیضِ نظر ہے میرا اپنا کچھ نہیں۔ عام مسلمانوں اور طلباء وعلماء کے لئے کچھ مفید باتیں اور کلماتِ حکمت انہی بزرگوں سے سُنے سنائے ہیں جن کو اپنے لئے بھی سرمایہ سعادت سمجھتا ہوں اور دوسرے

[1] میرے سوالنامہ ''میری علمی و مطالعاتی زندگی'' کے جواب میں

اہلِ علم دوستوں کو بھی ان کا پہنچانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں۔اس کی معافی چاہتا ہوں کہ آپ کے سوالات کی ترتیب پر اس کے جوابات نہیں ،مگر اُمید ہے کہ مقصد سوالات پر نظر کی جائے تو اس میں ان کے کافی جواب ملیں گے۔

(۱) مطالعہ کتب: اصل یہ ہے کہ انسان کا معلم درحقیقت انسان ہی ہوسکتا ہے۔کوئی کتاب خود معلم نہیں ہوتی البتہ تعلیم وتعلم میں معین ضرور ہوتی ہے۔اس لئے اصول کی بات یہ ہے کہ جس علم وفن کو حاصل کرنا مقصود ہو۔اُس کا ماہر محقق استاد تلاش کیا جائے اور جب وہ مل جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت سمجھ کر اس سے اکتسابِ علم میں مشغول ہو،کسی کتاب کا مطالعہ بھی کیا جائے تو اسی معلم کی تجویز سے،تاکہ وہ اس کی استعداد اور ضرورت پر نظر کر کے اس کے لئے مطالعہ کی کتابیں تجویز کرے۔خود رائی سے مختلف کتابوں کا مطالعہ وقت اور محنت بہت لے گا۔فائدہ اتنا نہیں ہوگا۔آجکل مدارسِ عربیہ میں استاد کا انتخاب طالب علم خود نہیں کر سکتا تو طالب علم کم از کم یہی کر سکے کہ ایسے مدرسہ کا انتخاب کرے جہاں وہ کتابیں جو اس کو پڑھنا ہیں اُن کے ماہر اساتذہ کے سپرد ہوں،پھر جس استاد کو اپنے مطلوب فن میں زیادہ ماہر سمجھے اُس سے استفادہ کا سلسلہ قائم کرے خواہ سبق اس کے پاس ہو یا نہ ہو۔

(۲) مطالعہ کتب میں علماء کی رہنمائی: اس زمانہ میں تصنیف،تالیف،کتابوں کی اشاعت اتنی عام ہے کہ احاطہ دشوار ہے۔ہر اہل و نااہل تصنیف میں لگا ہوا ہے۔ان میں ایسے لوگ بھی ہیں۔جو قرآن وسنت میں تحریف کرتے ہیں۔اور بے دین وملحد بھی ہیں۔اس لئے اس زمانے میں کتابوں کے مطالعہ کیلئے مناسب صورت یہ ہے کہ عوام کسی عالم سے اپنے مناسب حال کتابیں مطالعہ کی تجویز کرائیں اور طلباء اپنے اساتذہ سے،اور جہاں مطالعہ میں کوئی اشکال پیش آئے اُس کو اپنی رائے سے طے نہ کریں بلکہ عوام علماء سے اور طلباء اساتذہ سے تحقیق کر کے رفع کریں۔اگر یہ طریق اختیار نہ کیا گیا تو بیشمار کتابیں دیکھنے اور بڑی محنت کرنے کے بعد جو کچھ علم آئے گا وہ بھی قابل اطمینان واعتماد نہیں ہوگا۔

(۳) کتاب سے پہلے مصنف: جس کتاب کا مطالعہ کرنا ہو پہلے اس کے مصنف کا حال معلوم کیجئے کہ جس موضوع پر یہ کتاب ہے اُس فن میں مصنف کی مہارت کس حد تک ہے۔اگر مصنف ہی کی مہارتِ فن کی تحقیق نہ ہو تو اپنے وقت اور محنت کو اس کے پیچھے ضائع نہ کریں،اور اگر کتاب دینیات سے متعلق ہے تو مصنف کے علمی مقام کے ساتھ اس کی عملی اور اخلاقی زندگی کی بھی تحقیق مناسب ہے،کیونکہ تجربہ شاہد ہے کہ علومِ دین میں بے عمل آدمی کی تصنیف اور کلام میں وہ اثر نہیں ہوتا جو متقی علماء کی تصانیف میں ہے۔

(۴) عام مسلمان جو دین کا کافی علم نہ رکھتے ہوں وہ فرقِ باطلہ کی کتابیں اور ملحدیں اور بے دین لوگوں کے مضامین ہرگز نہ دیکھیں کہ جس طرح بے دینوں کی مجالست اور صحبت بُرا اثر ڈالتی ہے اسی طرح ان کا کلام اور تصنیف بھی،بلکہ بعض اوقات اس کا اثر صحبت ومجالست سے بھی زیادہ مضر ہوتا ہے۔

(۵) ملحدین اور فرقِ باطلہ کے کتابوں کیلئے رسوخ فی العلم کی ضرورت: اہلِ علم میں بھی صرف وہ حضرات ملحدین اور فرقِ باطلہ کی کتابوں کا مطالعہ کریں جن کو ماہر اساتذہ کی صحبت سے علم میں رسوخ حاصل ہو چکا ہے،اور وہ اپنے وسائل کے اعتبار سے دفاع عن الاسلام کی خدمت انجام دینے کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں۔مثلاً تحریر وتقریر اس درجہ میں ہو کہ حق بات کو دلنشیں انداز میں فریقِ مخالف کی نفسیات پر مؤثر کر کے بیان کرسکیں۔جو لوگ اتنی استعداد نہیں رکھتے یا اُن کو ایسے لوگوں سے واسطہ نہیں پڑتا،وہ فضول اپنا وقت اور محنت ان کتابوں کے مطالعہ میں صرف کرنے کی بجائے اُن کتابوں کا مطالعہ کریں جو اپنے لئے بھی اصلاحِ نفس کا ذریعہ بنیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی ان کی تعلیم وتبلیغ مفید ہو۔

ہمارے اکابر فرمایا کرتے تھے کہ درسِ نظامی سے فراغت کا حاصل اتنا ہے کہ اس کے فاضل میں مطالعہ کی ایسی استعداد پیدا ہوگئی ہے کہ استاد کی مدد کے بغیر بھی مطالعہ کر کے استفادہ حاصل کرسکتا ہے۔ یہ نہیں کہ ضرورت کے سب علوم اور سب معلومات درسِ نظامی میں پورے حاصل ہوچکے، یہ ایک ایسی بات ہے جو اکثر درسِ نظامی کے فارغ التحصیل لوگ نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اِس لئے ایک عالم کے شایانِ شان خدمت میں کامیاب نہیں ہوتے۔ ایسے علوم میں خصوصیت سے تاریخ جغرافیہ اور تصوف ہے جو درسِ نظامی میں درساً نہیں پڑھائے جاتے لیکن درسِ نظامی کی صحیح استعداد پیدا کر لینے والا ان کو مطالعہ کر کے اسی طرح سمجھ سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مدارس سے فارغ التحصیل حضرات ان فنون کا مطالعہ اہتمام سے کریں۔

(۶) اصلاحِ نفس کے بارہ میں کتابیں: خصوصاً تصوف یعنی اصلاحِ نفس سے متعلق کتابوں کے مطالعہ کو وظیفہ ءِ زندگی بنائیں جس کے بغیر علم دین کا مقصد حاصل ہوتا ہے نہ تعلیم وتبلیغ میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ اس معاملہ میں امام غزالیؒ کی کتابیں عموماً اور بالخصوص ہدایۃ المبتدی، تعلیم دین، فاتحۃ العلوم اور احیاء العلوم کی جلد رابع، علامہ ابن قیمؒ کی کتاب الجواب الکافی عن الدواء الشافی اور کتب متقدمین میں سے رسالہ قشیریہ اور عوارف المعارف وغیرہ اور آخری دور میں حکیم الامت سیدی حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصانیف تعلیم الدین، التشرف، قصد السبیل، اماثل الاقوال وغیرہ اور آپ کے مطبوعہ مواعظ وملفوظات اس معاملہ میں اکسیر ثابت ہوئے ہیں۔

(۷) نصاب میں اصلاح: رہا معاملہ موجودہ نصابِ مدارس میں اصلاح وترمیم کا تو اس کے لئے انفرادی آراء کی اشاعت شائد مفید نہ ہو، یہ کام مدارسِ عربیہ کے ذمہ داروں کے اشتراک اور باہمی بحث وتمحیص کے بعد ہی کوئی مفید صورت اختیار کرسکتا ہے۔ جس سے مدارسِ عربیہ کے نصاب میں ہم آہنگی اور اشتراک باقی رہے۔

(۸) میرے اساتذہ اور درسگاہیں: آپ کے سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ آپ نے تعلیمی زندگی میں کن اساتذہ اور درسگاہوں سے خاص اثرات لئے؟ ایسے اساتذہ اور درسگاہوں کے امتیازی اوصاف۔

اس میں جہاں تک درسگاہوں کا تعلق ہے وہ اوپر عرض کر چکا ہوں کہ صرف ایک درسگاہ دارالعلوم دیوبند میں پچپن ۵۵ تک عمر گذاری ہے، اس کی خصوصیات محتاجِ بیان نہیں۔ ہندوستان وپاکستان میں اور بیرونی ممالک میں بھی اس کی علمی ساکھ ہمیشہ مسلم رہی ہے اور جس چیز نے اس کو دنیا کی دوسری درسگاہوں سے ممتاز کیا وہ علم کے ساتھ عمل کی جامعیت ہے۔

میرے والد ماجد مولانا محمد یٰسین صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے دارالعلوم کا وہ زمانہ دیکھا جبکہ اس کے مہتمم اور صدر مدرس سے لے کر ایک چپراسی اور دربان تک سب اولیاء اللہ تھے۔ دارالعلوم دن بھر قال اللہ اور قال الرسول کی صداؤں سے گونجتا تھا تو رات کو جگہ جگہ سے تہجد میں تلاوتِ قرآن اور ذکر اللہ کی دلنواز صدائیں سنائی دیتی تھیں اور اساتذہ جن کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کی دولت حق تعالیٰ نے اس ناکارہ کو نصیب فرمائی اُن کے امتیازی اوصاف بیان کرنا تو اس ناکارہ کے بس کی بات نہیں، قلم جب یہاں پہنچتا ہے تو ایک طرف محبت کا داعیہ قلم کے اقدام کو خود بخود دتیز کرنا چاہتا ہے۔

ایں زمان جان دامنم راتافت ست بوئے پیراہاں یوسف یافت ست

دوسری طرف ان بزرگوں کی عظمت اور ان کے کمالات علمی وعملی کی وسعت سے اپنے دامنِ فکر ونظر کو تنگ پاتا ہوں، خصوصاً اس وقت جبکہ میرے سب قویٰ جواب دے چکے ہیں۔ عمر کے آخری ایام لیٹ بیٹھ کر گزار رہا ہوں۔

ذرا غور کیجئے کہ ان حالات میں اپنے اساتذہ شیخ العرب والعجم استاذ الکل حضرت مولانا محمود الحسن شیخ الہند نور اللہ مرقدہ، حجۃ الاسلام والمسلمین

عالم ربانی حضرۃ مولانا سید اصغر حسینؒ میاں صاحب شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور دوسرے طبقہ میں حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ، مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری، عارف باخدا حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمان، حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب، حضرت مولانا رسول خان صاحبؒ جیسے اساطینِ اُمت بزرگوں کے امتیازی اوصاف پر قلم اٹھاؤں تو سمندر کو تیراکی کے ذریعہ پار کرنے کی مثال سے کیا کم ہوگا۔ اس وقت تو بس اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ

ع آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

اور یہ کہ برانجمن خاطراز شام ودوم تو لائے مرداں یک پاک بوم

اور یہ کہ نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است

اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی معیت آخرت میں نصیب فرماویں۔ آمین وما ذلک علی اللہ بعزیز

بندہ محمد شفیع

☆☆☆

جناب م ش (محمد شفیع صاحب)[1] صحافی و کالم نگار، لاہور

(۱)

(شیخ الحدیث کے ارشادات O دار العلوم حقانیہ ملکی اتحاد و یگانگت کا عظیم نشان O مجلس شوریٰ میں اسلام کی ترجمانی)

مکرم و محترم حضرت مولانا مدظلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ایک طویل عرصہ کے بعد ماہنامہ ''الحق'' کی زیارت نصیب ہوئی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ، کے ارشادات اس رسالہ کی جان ہوتے تھے۔ تازہ ترین شمارہ میں ان کے ملفوظات پڑھ کر دل ودماغ میں نئے ولولے ابھرتے محسوس ہوئے۔ اہل حق کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے تاثیر ودیعت فرمائی ہے۔ حضرت مولانا مدظلہ کے فرمودات ان کے قلب صافی کی جھلک پیش کرتے ہیں اس لیے کہ بقول اقبالؒ: ع...... دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔

الحمدللہ کہ آپ اپنے عظیم والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے آپکو حق کی تبلیغ کیلئے وقف کیے ہوئے ہیں درحقیقت اکوڑہ خٹک میں دارالعلوم حقانیہ پاکستان میں اسلامیان سرحد، پنجاب، سندھ اور بلوچستان کے درمیان اتحاد و یگانگت کا ایک عظیم نشان ہے آپ نے جس دردمندی سے مجلس شوریٰ میں اسلام کو بطور ایک ضابطہ حیات رائج کرنے کیلئے موقع بہ موقع تقاریر فرمائی ہیں۔ اس عظیم نشان کے اشارات کا درجہ رکھتی ہیں۔ اللھم زدفزد میری طرف سے نہایت عاجزانہ، خاکسارانہ اور پرخلوص ہدیہ سلام وعقیدت حضرت مدظلہ کی خدمت بابرکت میں پیش کیجئے اور انتہائی انکساری اور دردمندی سے ان سے میرے عاقبت بخیر ہونے کے لیے دعا کیلئے کہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے لئے اجر عظیم عطا فرمائیں۔ بلکہ آپ خود بھی میرے لئے دعا فرمائیں۔ کہ پاک پروردگار عاقبت بخیر فرمائیں۔

میں ہوں آپ کا ایک انتہائی مخلص نیازمند خاکسار۔ محمد شفیع (م۔ش)

---

[1] معروف عظیم صحافی اور کالم نگار۔ جو م ش کے نام سے معروف ہیں وفاقی مجلس شوریٰ میں ساتھ رہے۔

(۲)

(ایک ہفت روزہ کی چلائی گئی مہم کے بارہ میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں جیل کی صعوبتیں)

۱۸ / جولائی

اعلیٰ حضرت محترم المقام مولانا محمد سمیع الحق حقانی مدظلہ،۔ السلام علیکم، آپ مجھ عاجز سے جس شفقت، محبت اور اخلاص کا اظہار فرماتے ہیں۔ اس کا نقطۂ عروج وہ محبت بھرا پیغام تھا جو آپ نے مجلس شوریٰ کے اختتام پر مجھے لاہور سے ایک ہفتگی میں میرے خلاف ایک مسلسل مہم کے باب میں دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بے پایاں فضل وکرم سے آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمادیں۔ اور آپ کو اپنے قبلہ وکعبہ کی سرپرستی میں ملت کی خدمت کیلئے لمبی صحت والی عمر عطا فرمادیں۔ آمین، اللھم آمین

قبلہ! جس ہفتگی کا آپ نے ذکر فرمایا تھا اس میں ۱۹۵۱ سے قبل میری تعریف وتوصیف میں (جس کا میں ہرگز استحقاق نہیں رکھتا ہوں) مضامین شائع ہوتے رہے ہیں لیکن جب میں نے خود ایک ہفت روزہ رسالہ ''اقدام'' کا اجراء کیا اور چٹان اور اقدام کے درمیان مسابقت کی دوڑ شروع ہوئی تو چٹان نے ایک مختلف راہ اختیار کرلی اور آج تک اسی ڈگر پر قائم ہے۔

جہاں تک نفس ختم نبوت کا تعلق ہے میں خدا کے فضل سے ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے ۱۹۵۳ء میں علمائے کرام کی تائید میں جیل کی صعوبتوں کو برداشت کیا۔ مجھے لاہور کے قلعہ میں پابند سلاسل رکھا گیا اور جب میں رہا ہوا تو میں نے ان لوگوں کو جنہوں نے ختم نبوت کے مجاہدین پر گولیاں برسائیں تھیں چھوڑ کر حزب اختلاف میں شمولیت اختیار کی اور اسمبلی میں ارباب اقتدار کے ظلم وستم کا نشانہ بنتا رہا۔ میں ان لوگوں کو حقارت سے نہیں بلکہ صحافتی اقدار کی بناء پر مرفوع القلم سمجھتا ہوں۔ لہذا میں نے انکے الزامات کے بارے میں خاموشی اختیار کرنا پسند کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہ کی خدمت اقدس میں ہدیہ سلام پیش کیجئے۔ والسلام محمد شفیع (رکن وفاقی مجلس شوریٰ) ۸۰سی ماڈل ٹاؤن

☆☆☆

محمد شفیق عالم کشمیری[1] ماہنامہ القاسم جامعہ ابوہریرہؓ

۱۷ / اپریل ۲۰۰۵ء

(قیمتی لمحات کی یادیں)

محترم ومکرم حضرت شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج شریف! مخدومی مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کے توسط سے آنجناب کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہا تھا۔ جامعہ ابوہریرہؓ میں ماہنامہ القاسم کیلئے ۵ سالہ خدمات کے دوران جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور آپ حضرات کے دولت کدہ پر حاضری کی یادیں، آپکی محبتیں، شفقتیں، اصاغر نوازی واخلاق عالیہ کی یادیں زندگی کے قیمتی لمحات کی طرح ہروقت نظروں کے سامنے رہتے ہیں۔ احقر چند ناگزیر وجوہ اور ذاتی مجبوریوں کے پیش نظر جامعہ ابوہریرہؓ میں مزید خدمات انجام نہ دے سکا اور گاؤں واپس آنا پڑا۔ یوں آپ حضرات کی شفقتوں سے بھی محرومی اور دوری ہوگئی اور گاہے گاہے زیارت وملاقات کا سلسلہ بھی کٹ گیا۔ آپکی زیارت وملاقات اور جامعہ حقانیہ سے نسبت وتعلق کا ایک ہی رابطہ باقی رہ جاتا ہے۔ اس کیلئے نہایت ادب سے درخواست گزار ہوں کہ اپنے خادم کے نام ماہنامہ ''الحق'' اعزازی جاری فرما کر احسان عظیم فرمادیں۔

دعاؤں کی درخواست۔ مخدومزادگان حضرت مولانا حامدالحق صاحب حضرت مولانا راشدالحق صاحب سے سلام نیاز عرض ہیں۔

والسلام محمد شفیق عالم کشمیری (ایڈریس۔ محمد شفیق عالم کشمیری محلہ لالا خیل سکندرا بن کلاں ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان صوبہ سرحد)

---

[1] محمد شفیق عالم کشمیری، کہنہ مشق مضمون نگار، ماہنامہ ''القاسم'' میں خدمت انجام دیتے رہے۔

جناب شفیق فاروقی مدیر انتظامی ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

(۱)

۱۸ مئی ۱۹۷۷ء (احقر کے اسارت ہری پور سنٹرل جیل کے بارہ میں جیل سے ایک خط[۱]

O قومی اتحاد کی تحریک نفاذ شریعت کی چند روشن یادیں)

آج ہری پور سنٹرل جیل میں جناب ایڈیٹر الحق[۲] کے ساتھ گرفتار ہوئے ہمارا باونواں (۵۲) دن ہے۔ قارئین الحق نے گذشتہ پرچہ کے نقش آغاز کے صفحہ پر مولانا کی گرفتاری کے نتیجہ میں نقش آغاز سے محرومی کا بڑی شدت سے احساس کیا ہوگا۔ اس دفعہ بھی میں نے بہت کہا کہ آپ جیل ہی سے نقشِ آغاز لکھ کر بھیج دیجئے۔ مگر وہ اپنی طبیعت آمادہ نہ کر سکے۔ اور کہا کہ ایک تو سنسر شپ کی ظالم تلوار نے قلم کی آزادی ہی نہیں چھینی بلکہ اُسے قتل کر کے رکھ دیا ہے۔ ایسے حالات میں کون وقت ضائع کرے۔ دوسری بات یہ کہ حالات اتنی تیزی سے بدل رہے ہیں اور تحریک کی رفتار اپنی منزل مقصود کیطرف اتنی تیز ہے کہ ہر صبح اور ہر شام احساسات اور جذبات کے نئے نئے موڑ سامنے آرہے ہیں۔ ایسے حالات میں کون سے نقطہ پر جم کر اظہار خیال کیا جائے۔ اس بناء پر میں نے چاہا کہ الحق کے پیارے قارئین سے اس خط کے ذریعہ مخاطب ہوکر کچھ نہ کچھ باتیں کی جائیں اور ہری پور کی وہ اسارت گاہ جو آج تحریک نظام شریعت کے طفیل حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ اور دیگر علماء و مشائخ، اہل علم و قلم ارباب زہد و تقویٰ، زعماء ملک و ملت سیاستدان اور وکلاء اور سیاسی پارٹیوں کے جان نثار لیڈروں اور ورکروں کا ایک عظیم الشان کیمپ بنی ہوئی ہے قارئین کو بھی اسکی کچھ جھلکیاں دکھادی جائیں۔ ہمارے بہت سے قارئین جو پچھلے کئی ماہ سے الحق کی اشاعت میں بے قاعدگیوں سے اکتا چکے ہیں اور نقش آغاز سمیت اسکے کئی سلسلوں کے ٹوٹ جانے سے شکوے شکایات کر رہے ہیں انہیں معلوم نہیں کہ گذشتہ جنوری سے لیکر اب تک الحق کے ایڈیٹر اور اس کا برائے نام سٹاف جو ایک دو افراد سے عبارت ہے، کتنے ہنگامی اور بحرانی حالات سے دوچار رہا۔

<u>الحق کتابت وطباعت وغیرہ کے جان گسل ادوار:</u> ایسے حالات میں پرچہ کا زندہ رہنا بھی قارئین کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے۔ ادارۂ الحق کسی معیاری کاتب کو معقول تنخواہ پر ملازم رکھنے سے قاصر ہے اس لئے اکوڑہ سے دور نوشہرہ میں رہائش پذیر ایک جز وقتی کتابت کا کام کرنے والے کاتب کی رہائش گاہ کے چکر مہینہ میں کئی بار کاٹنے پڑتے ہیں کہ الحق کی کتابت مکمل ہو سکے۔ دوسری طرف جناب ایڈیٹر الحق جو دارالعلوم حقانیہ کے انتظامی امور کے علاوہ تدریس کی ذمہ داریوں کے ساتھ علاقہ کے بیشمار مسائل اور پھر مہمانوں کی ہر وقت آمد و رفت اور اسفار وغیرہ گوناگوں مصروفیات میں گھرے رہتے ہیں اور اسی بھاگ دوڑ میں بعض اوقات ایڈیٹر صاحب اپنے سفر کے دوران ایک ایک اور آدھے آدھے صفحہ کا مسودہ لکھ کر کاتب کے نام سپرد ڈاک کر دیتے ہیں کہ کسی طرح کتابت کا سلسلہ قائم

---

[۱] ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ پاکستان کی تاریخ کا ایک اہم ترین واقعہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے سنت یوسفی پر عمل کرنے کا موقعہ دیا اور کچھ عرصہ علماء زعماء، قومی رہنماؤں اور عام مسلمانوں کے ساتھ ہری پور جیل میں ابتلاء و آزمائش سے گذرنا پڑا، قائد تحریک پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود اور دیگر عمائدین ملک و ملت رفیق زندان تھے۔ حضرت والد ماجد قدس سرہٗ نے اسارت زندان کے دوران ایک خط ہری پور جیل بھیجا جس میں اللہ کے دین کیلئے قید و بند کی صعوبتوں پر صبر و استقامت اور دین کیلئے سب کچھ قربان کرنے کی تلقین ہے۔ یہ خط حضرت شیخ الحدیث کے خطوط بنام سمیع الحق میں ملاحظہ فرماویں۔ میرے عزیز مخلص اور سفر و حضر کے ساتھی عزیزم شفیق الدین فاروقی رفیق زندان تھے۔ انہوں نے متعلقین اور وابستگان کے نام ایک خط میں ۱۹۷۷ء کے الیکشن میں حضرت شیخ کی شرکت اور جیل میں ناچیز کے مشاغل اور پیش آمدہ بعض اہم واقعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی تھی ضروری ہے کہ زندگی کی یہ چند روشن یادیں یہاں محفوظ کی جائیں۔ خط کا پورا متن ملاحظہ فرماویں۔ (سمیع الحق)

[۲] احقر سمیع الحق ایڈیٹر اور مدیر نام کا ایسا لاحقہ بن گیا تھا کہ دو ایک بے تکلف احباب نام کے بجائے "مدیر الحق" سے یاد کرتے۔

رہے اور الحق کی اشاعت میں تاخیر نہ ہو۔ کتابت شدہ مضامین کی پروف ریڈنگ زیادہ تر سفر کے دوران ہی کرتے ہیں۔
کتابت کے دشوار گذار مراحل سے گذرنے کے بعد طباعت کیلئے پرچہ اکوڑہ خٹک سے ۴۰ کلو میٹر دور پشاور میں واقع ایک پریس کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جہاں طباعت اور بائنڈنگ پر ہفتہ عشرہ سے زیادہ لگ جاتا ہے۔ اس طرح وقت کے ضیاع کے ساتھ ساتھ قارئین کا انتظار بھی شدید ہونے لگتا ہے اور شکایتی خطوط کی یومیہ شرح بڑھتی جاتی ہے مگر قارئین کے خطوط کی تلخی ہمارے حوصلوں کو مہمیز کا کام دیتی ہے کیونکہ ان کا غصہ درحقیقت ان کی محبت اور الحق کے ساتھ دلی لگاؤ کی دلیل ہے۔
پرچہ پریس کے جان گسل ادوار سے نکل کر اکوڑہ خٹک اپنے دفتر پہنچتا ہے، جہاں کوئی اتنا بڑا ڈاکخانہ نہیں جسکا سٹاف ہزاروں کی تعداد میں بھیجنے والے پرچہ کو ایک دن میں نمٹا سکے اس وجہ سے الحق سے بھرے ہوئے ڈاک کے بیگ کئی کئی دن نکلتے رہتے ہیں یا پھر اوارہ اپنے طور انتظامات کے تحت ڈاکخانہ کا ہاتھ بٹاتا ہے تا کہ ایک ہی دن میں ترسیل ہو بہر حال ایسی کئی ایک مشکلات جنہیں ایڈیٹر صاحب اور ادارہ حل کرنے میں کوشاں ہیں کی وجہ سے پرچہ کی اشاعت میں تاخیر ہو ہی جاتی ہے۔
<u>الحق نہ ختم ہونے والے جذبۂ جہد وعمل کا نتیجہ:</u> بلاشبہ ایسے نامساعد احوال میں کہ پرچہ کے وسائل تو کیا محدود سے محدود وسائل بھی نہ ہوں نہ رجال کار ہوں اور نہ ماحول ہو کسی ایسے پرچے کا بارہ سال تک زندہ رہنا بھی اور اسی سج دھج کیساتھ جو روز اول سے تھا کہ اس کا معیار بھی نہ گرنے پایا، محض خداوند کریم کے بے پناہ فضل وکرم کی دستگیری اور اس کے چلانے والے کے نہ ختم ہونے والے جذبۂ جہد وعمل کا نتیجہ ہے ورنہ کتنے لوگ ہیں کہ دو چار سال ہی میں حالات کے سامنے سپر انداز ہو جاتے ہیں۔
الغرض یہ تو بعض ایسی مشکلات تھیں جو اکثر الحق کیساتھ ساتھ رہتی ہیں۔ مگر گذشتہ پانچ چھ ماہ تو جس شوراشوری میں گذرے اس میں الحق کی اشاعت میں تاخیر پر جناب ایڈیٹر صاحب اور ادارہ سے شکوہ کرنا بھی ظلم ہے۔
جنوری کی پہلی دہائی میں وزیر اعظم بھٹو نے قومی اسمبلی توڑ کر نئے انتخابات کا اعلان کر دیا تو حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ جنہوں نے دارالعلوم کے تدریسی، علمی اور اپنی روحانی مصروفیات کے ساتھ ضعف اور طویل امراض اور پھر مخصوص طبیعت کی بناء پر اسمبلی کی رکنیت کا کوئی لمحہ بھی طیب خاطر سے نہیں گوارا کیا اور پچھلی مرتبہ ۱۹۷۷ء کے انتخاب کیلئے بھی بڑی مشکل سے اکابر جمعیۃ العلماء اسلام اور عامۃ المسلمین نے بے حد اصرار پر انہیں آمادہ کیا تھا اب اسمبلی کے ٹوٹنے کے اعلان سے انہوں نے سکھ کا سانس لیا اور طبیعت ہشاش بشاش ہوگئی، مگر ادھر آپ پنڈی سے اکوڑہ خٹک تشریف لائے اُدھر چند ہی دن میں پاکستان قومی اتحاد اپنے اجلاس پشاور میں جس سیٹ پر سب سے پہلے متفق ہوا وہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ ہی کی سیٹ تھی۔ اُسی وقت حضرت مولانا مدظلہ نے حضرت مفتی صاحب اور دیگر حضرات سے باصرار اپنی معذرت پیش کی مگر جتنا اصرار بڑھتا گیا اتنا ہی ان حضرات نے اپنے فیصلہ کو حتمی اور ناقابل واپسی ہونے پر اصرار کیا۔ پھر حضرت شیخ الحدیث نے اپنے حلقۂ انتخاب کے مخلصین احباب کو جمع کیا۔ ان کے سامنے بھی یہی صورت پیش آئی، آپ حلفاً اپنی مجبوریاں پیش کرتے رہے اور ادھر سے اصرار بڑھتا رہا ادھر بعض لوگوں نے مولانا مدظلہٗ کے ضعف اور معذرت کو دیکھ کر جناب ایڈیٹر صاحب کا نام پیش کیا مگر وہ اپنے لئے بھی اور حضرت مولانا مدظلہٗ کے لئے بھی اس انتخابی سیاست میں مزید الجھ جانے کو پسند نہیں کرتے تھے کہ دونوں صورتوں میں انتخابی سیاست کی خاردار جھاڑیوں سے الجھنا اور اسے عبور کرنے کا مشکل کام ایڈیٹر صاحب ہی کو انجام دینا پڑتا ہے۔ اور وہ اپنے تعلیمی، تدریسی اور تصنیف وتالیف اور صحافت کے مشاغل کو انتخابی ہنگاموں اور سیاسی جھمیلوں پر ترجیح دینا چاہتے ہیں۔ لیکن وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ

کا فیصلہ ہوتا ہے۔ کاغذات نامزدگی داخل کرنے کی تاریخ سے ایک رات قبل جمعیۃ کے بعض اکابر نے آکر انتہائی عجز والحاح سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو کاغذات داخل کرنے پر مجبور کردیا کہ اسمبلی میں آپ کے بابرکت وجود سے نفس موجودگی بھی خیر و برکت کا باعث ہوگی اور کسی مسئلہ میں اسلام کے لئے آپ کا ہاتھ اٹھانا بھی کافی ہوگا۔

<u>وزیر اعلیٰ سے انتخابی مقابلہ:</u> مقابلہ میں اُس وقت کے صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ اور حکمران پارٹی کے صوبائی صدر جناب نصر اللہ خان خٹک تھے، جو ۱۹۷۰ء میں بھی مولانا مدظلہ سے ہار چکے تھے اور اب جیسا کہ معلوم ہوا ہے وہ اپنے چیئرمین بھٹو صاحب سے مجبور تھے اور اضطراراً انہوں نے حضرت شیخ الحدیث سے مقابلہ کے مرگ مفاجات کو قبول کیا۔ اس وقت حکمران پارٹی بظاہر اپنے عروج کے انتہا پر تھی، بھٹو صاحب خود بھی بلا مقابلہ آئے اور ان کے چاروں وزراء اعلیٰ کے لئے بھی یہی پالیسی طے ہوئی کہ پارٹی کے کسی وزیر اعلیٰ کی شکست کی صورت میں حکمران پارٹی کی ساکھ کو بین الاقوامی طور پر نقصان پہنچتا ہے۔ بہرصورت حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے تو کاغذات داخل کر دیئے، آگے انتخابی معرکہ کارزار کو سر کرنا اور اس کی دشوار گزار گھاٹیوں کو عبور کرنے کا کام تو چاروناچار مولانا سمیع الحق صاحب کے گلے پڑنا تھا، مرتا کیا نہ کرتا، اب وہ کمر ہمت باندھ کر اتنی ہی شدت سے انتخابی معرکوں میں کود پڑے، جس شدت سے حریف سے مقابلہ تھا، حریف ہر طرح کے اسلحہ سے لیس تھا، صوبائی حکومت کا سربراہ اور مرکزی حکومت کا نمائندہ ہی نہیں بلکہ چہیتا، لاکھوں کے فنڈ اور سرکاری وسائل انکے پاس اور اس بیدردی سے حریف نے ان وسائل سے فائدہ اٹھایا کہ اخبار نوائے وقت (۱۹ فروری) کے بقول حلقۂ انتخاب کے کسی ایک چھوٹے سے قصبہ کے جلسہ کیلئے ایک سو بیس ٹرک پکڑے گئے۔ سرکاری محکموں کی جیپ اور گاڑیاں الگ مخالفت میں شب و روز دوڑ رہی تھیں۔ ادھر انتظامیہ، اے سی اور ڈی سی، آئی جی سے لے کر کمشنر اور گورنر تک حریف کی کامیابی میں حیران و سرگردان (مولانا مدظلہ کے جعلی واپسی کے کاغذات داخل کرنے اور بھگانے میں بھی ان سب لوگوں نے حریف کے لئے آلہ کار ہونے کا فریضہ انجام دیا)۔

<u>حریف نے ترھیب و ترغیب کا ہر طریقہ آزمایا:</u> حریف امیدوار نے پشاور کا وزیر اعلیٰ ہاؤس چھوڑ کر نوشہرہ کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لیا۔ کئی ٹیلیفون لائنیں لگ گئیں۔ پولیس کے بڑے بڑے افسر تحصیل نوشہرہ کے مفلوک الحال اور پسماندہ بستیوں میں جا جا کر غریب لوگوں کو دھونس سے وزیر اعلیٰ صاحب کو کامیاب کرنے کے احکام نافذ کرتے خود وزیر اعلیٰ صاحب انتخابی مہم میں جہاں بھی جاتے ہسپتالوں، سڑکوں، سکولوں، آبنوشی، بجلی، صحت، تعلیم کے منصوبوں کے ہوائی طومار باندھتے، ان دنوں مشہور تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب گاڑی میں اپنے ساتھ فیتہ اور چونا بھی رکھتے ہیں اور جہاں کسی گاؤں میں لوگوں کا مطالبہ سنا یا کسی ضرورت کا احساس ہوا تو وہیں فیتہ سے کوئی زمین ناپ کر چونے سے نشان لگوا لیتے کہ یہی سکول اور ہسپتال ہے، بس صرف بننے کی دیر ہے۔ اس ضمن میں وزیر اعلیٰ صاحب نے صوابی کے نواحی دیہات کے ایک دن کے دورے میں جن منصوبوں اور ترقیاتی سکیموں کا دیہاتی باشندوں کے سامنے اعلان کیا ایک محتاط اندازے کے مطابق اس کیلئے کم از کم دس کروڑ روپے درکار تھے یہ نہ ہو سکتا تھا نہ ان وعدوں کے پیچھے تکمیل کا کوئی داعیہ تھا مگر دیہاتی باشندوں کو کسی طرح مولانا مدظلہ سے کاٹ کر ووٹ حاصل کرنے کی ہر وہ سعی جو حریف امیدوار کر سکتا تھا اس نے اس میں کوئی کوتاہی نہ کی۔ بہرحال ایسے حریف سے مولانا سمیع الحق صاحب جو سارے انتخابی مہم کے انچارج تھے کو تحصیل کے مخلص بے لوث در کروں رضا کاروں اور حضرت مدظلہ کے فدائیوں کے ذریعہ نمٹنا پڑا جب کہ خود مولانا کے پاس ایک دو ٹوٹی پھوٹی گاڑیوں کے علاوہ ایک جیپ تک نہیں تھی اور یہ تو بعد کی باتیں ہیں۔ کاغذات نامزدگی سے لیکر کاغذات کی واپسی ۲۹ جنوری تک وہ کیا کچھ تھا جو حریف نے حضرت مدظلہ کو راستہ سے ہٹا کر خود بلا مقابلہ منتخب ہو جانے کیلئے نہ کیا۔

حضرت مدظلہ تو علالت کی وجہ سے گھر ہی میں رہے اور ان لوگوں سے بالکل پس پردہ جنکی ذات بابرکات تک وزیر اعلیٰ اور اسکے حواریوں کی رسائی بھی نہ ہو سکی مگر ان دنوں تحریص و ترغیب اور ڈرانے دھمکانے کی کوئی ایسی صورت نہ تھی جس سے براہ راست مدیر صاحب کو گذرنا پڑا ہو، عموماً یہ حملے[1] رات کو ہوتے تھے اور دن کو بھی تعاقب جاری رہتا تھا۔ مرکز میں وزارت، سینیٹ کی ممبری، صوبائی ممبری، دارالعلوم کو موجودہ معیار سے دس گنا ترقی دینے کے نام سے اسلام کی دردمندی کے لبادہ میں طول طویل رقومات کی پیشکش، علیٰ ہذا القیاس،

مسئلہ کسی سیٹ کا نہیں، شاہ ولی اللہ سید احمد شہید شیخ الہندؒ کی تحریک کا ہے: مگر ایڈیٹر صاحب ایجنٹوں کی کوئی بات سنے بغیر ہی ایک خندۂ استہزاء سے انکے ظرف اور ذہنیت کے پرخچے اڑا دیتے اور کہتے کہ اللہ کے بندو مسئلہ کسی ایک سیٹ کا نہیں یہ تو شاہ ولی اللہ سید احمد شہیدؒ اور شیخ الہندؒ کی تحریک ہے۔ مجدد الف ثانی کا دیا ہوا درس ہے اسکی کوئی قیمت دنیائے حقیر کی منڈی میں لگائی ہی نہیں جا سکتی پھر دھمکیوں پر بات آجاتی یعنی دارالعلوم کو اصطبل بنانے (نعوذ باللہ) اور قتل و قتال کے امکانات مگر آپ کہتے کہ کوئی بات نہیں اب تو حضرت شیخ الحدیث کے گھر کا ادنیٰ سے ادنیٰ فرد اور سب سے چھوٹا بچہ راشد (مدیر الحق کے فرزند) بھی اس راہ میں لگ جائیں تو زہے نصیب۔ پھر جرگوں کی بات ہوتی کہ ہم ملک کے معزز ترین افراد بشمول چیئرمین بھٹو صاحب کا جرگہ مولانا کے سامنے لائیں اور مولانا مدظلہ دستبردار ہو جائیں۔

مولانا کے دستبردار ہو جانے کا جعلی منصوبہ: یہ سب حربے ناکام ہوئے اور حریف ہر لحاظ سے اپنے آپکو مقابلہ کے میدان میں پانے لگا۔ تو ۲۸ جنوری کو بعجلت تمام نہایت ناقص منصوبہ کے ساتھ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی طرف سے وزیر اعلیٰ صاحب کے حق میں دستبردار ہونے کے کاغذات داخل کرا دئے، ریٹرننگ آفیسر اے سی صاحب نوشہرہ بھی انکے چشم و ابرو کے اشارہ پر چلنے والے وکیل بھی اور گواہ بھی انکے انتخابی ورکر خود ہی منصف خود ہی گواہ۔ ۲۹ جنوری کو صبح سویرے فون کی گھنٹی بجی، ایڈیٹر صاحب نے ریسیور اٹھایا، ہمی سے ایک جان نثار چیخ رہا تھا کہ اخبارات اور ریڈیو سے مولانا مدظلہ کی دستبرداری کا اعلان کیسے ہوا۔ یہ اس دن کے اخبارات کی ہیڈ لائن تھی اور انہی شہ سرخیوں کو پشاور ریڈیو نے صبح صبح نشر کر دیا تھا۔ یہ اطلاع ایک بم سے کم نہ تھی دشمن نے ہر طرح ناکامی دیکھ کر دجل و فریب کی آڑ لی تھی

اب فریب کاری کا نشانہ بھی ایڈیٹر صاحب بنا دیئے گئے مگر جعلسازی کے پرخچے اڑانے تک بیدردی سے تعاقب:

اور اس کا نشانہ بھی اب حضرت مولانا مدظلہ سے زیادہ بے چارے ایڈیٹر الحق ہی بننے والے تھے، خیالات اور دلوں کی دنیا پر کسی کا پہرہ ہوتا نہیں، اب جتنے منہ اتنی باتیں اور باتیں نہ سہی تو دل و دماغ تو ہر طرح کے خیالات کو ہضم کر سکتے مگر ایڈیٹر صاحب نے اللہ کا نام لیکر لحاف دور پھینک دیا اور اس شدت سے آخر تک اس دجل و فریب کا دو ہفتے تک دن رات ایک کر کے مسلسل تعاقب کیا کہ جب تک

(جناب پرویز رشید داؤ پیچ اور انتخابی حربوں کے انچارج مگر آج نواز شریف کے نفس ناطقہ اور ترجمان)

[1] اور اسے تاریخ کا ایک ظریفانہ انکشاف یا مذاق سمجھیں کہ اس تمام حربوں کو آزمانے والا شخص جناب پرویز رشید تھے جو اُس وقت نصر اللہ خٹک مرحوم کے انتخابی حربوں اور داؤ پیچ کے انچارج تھے اور میری موجودگی میں تحریص و ترغیب کے سارے گر آزمائے جاتے، سارے حربے ناکام ہوئے اور وزیر اعلیٰ کو کارزار میں کودنا پڑا تو پرویز رشید صاحب نے پولنگ کے دن انتخابی سٹیشنوں پر بھی وزیر اعلیٰ کو جتوانے کیلئے تمام وہ طور طریقے استعمال کئے جس کا قانون اخلاق اور جمہوریت کے رو سے کوئی جواز نہ تھا۔ حضرت شیخ الحدیث اور مولانا سمیع الحق پر پولنگ سٹیشنوں کے دوران ایک جگہ تو اسلحہ بھی لہرایا گیا۔ جعلی ووٹ بھگتانے کیلئے ماڈرن خواتین کو استعمال کیا گیا جن کیلئے سینکڑوں برقعے بنائے گئے تھے مگر حق غالب تھا اور غالب رہا۔ حق کا بندہ (عبدالحق) بڑی اکثریت سے کامیاب ہوا۔ ناظرین یہ پرویز رشید صاحب کون تھے؟ یہ انکشاف مدتوں بعد مجھے لرزا کر رکھ گیا کہ یہ شخص وہی ہیں جو بعد میں جناب نواز شریف کے معتمد مقرب اور ناک کے بال بن گئے اور اس وقت وہ میاں صاحب کے خصوصی درباری، مسلم لیگ (ن) کے سرکردہ رہنما، نفس ناطقہ، پارٹی ترجمان اور اس وقت سینیٹ میں مسلم لیگ کے سینیٹر ہیں۔

ع بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

اسلام آباد کے الیکشن کمیشن کے آڈیٹوریم ہال میں اس پرفریب جعلسازی کے پرخچے نہیں اُڑے اس وقت تک دم نہ لیا۔ اُسی دن حضرت مفتی محمود صاحب پشاور میں تھے۔ یہ خبر سنتے ہی صبح صبح نوشہرہ پہنچے حضرت شیخ الحدیث نے فوراً تردیدی بیان جاری کیا، مجمع میں تردیدی تقریر کی، حضرت مفتی صاحب نے پشاور میں پریس کانفرنس بھی کی، مدیر صاحب نے اُسی دن وزیراعظم اور الیکشن کمشنر کو تار دیئے۔ الیکشن کمشنر سجاد احمد خان صاحب (موجودہ چیئرمین سینیٹ جناب وسیم سجاد کے والد ماجد) سے فون پر حضرت مفتی صاحب نے بات کی یہ سب تفصیلات اخبارات اور رسائل میں آتی رہی ہیں یہاں تک کہ مولانا مدظلہ کیساتھ اس فریب کاری کی گونج بی بی سی اور وائس آف امریکہ، ریڈیو جرمنی سے بھی سنائی دی۔

<u>ایڈیٹر صاحب کو عدالتی معرکہ سر کرنا پڑا:</u> کیس چیف الیکشن کمشنر کے پاس گیا، نہایت مختصر وقت میں کیس کی دستاویزی تیاری اور ۵۔۵ فائل مکمل کرانے کا چیف صاحب نے دوسرے دن تک داخل کرانے کا حکم صادر کیا اور اب ایڈیٹر صاحب کو ایک نئے تجربہ (عدالت، کچہری، وکلاء وغیرہ) سے دوچار ہونا پڑا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو ایک دوست کی جگہ ٹھہرا کر آپ نے ۲۴ گھنٹے میں کیس کی تیاری کا معرکہ بھی سر کرلیا۔ دوسرے دن ۲ بجے تک کئی سو بیانات حلفی فوٹو سٹیٹ اخبارات کے تراشے اور مدلل دعویٰ بنام وزیراعلیٰ کے فائل تیار ہوگئے خدا نے بھی ہر طرح مدد فرمائی۔

<u>ملک کے معروف قانون دان سابق وزیر قانون اے کے بروہی کی پیشکش:</u> ایڈیٹر صاحب نے احتیاطاً اے کے بروہی صاحب (جو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے دل وجان سے معتقدین میں سے ہیں) سے بھی کراچی فون پر بات کی انہوں نے فرمایا کہ میں کل راولپنڈی میں ہوں گا۔ انٹر کانٹیننٹل میں ملئے، دوسرے دن انہوں نے حالات سنے تو حضرت کے تعلق کیوجہ سے آبدیدہ ہوگئے اور ایڈیٹر صاحب کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اپنے دل کے اوپر کافی دیر تک لگائے رکھا اور حاضرین مجلس سے کہہ رہے تھے کہ دیکھئے کیسے کیسے لوگ ان حالات کا شکار ہوگئے۔ اب اوروں کی کیا بات کی جائے۔ پھر مدیر صاحب سے کہا کہ اس کیس کا یہاں عدل وانصاف کے مطابق فیصلہ نہ ہوا تو میں اسے خود آگے عدالت میں لیکر جاؤں گا اور مولانا مدظلہ سے کہیے کہ ''آپ کو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر پورا اختیار دیا ہے اگر ضرورت سمجھیں تو جب چاہیں بلالیں مجھے حکم دیں میں آجاؤں گا''۔ مسئلہ الیکشن کمیشن میں پیش ہوا۔

<u>عدالت میں شیخ الحدیث کی پیشی، شیخ الہند اور مولانا مدنی کے سنتوں کی تعمیل:</u> جناب سجاد احمد جان چیف الیکشن کمشنر عبدالحفیظ سمن جسٹس سعد سعود جان پر مشتمل کمیشن کے سامنے حضرت شیخ الحدیث پیش ہوئے، ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک اہم ترین عدالت میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے اپنے اساتذہ حضرۃ مدنیؒ اور حضرت شیخ الہندؒ جیسے بزرگوں کی سنتوں کی تعمیل کروائی کہ عمر کے آخری ادوار میں عدالتوں کے مراحل سے بھی دین کے لئے گذریں۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو حق تعالیٰ نے اولیاء اللہ کی جن ظاہری انوار وعلامات سے بھی نوازا ہے اور خدائی ہیبت وہ یہاں بھی کام آئی۔ جناب چیف الیکشن کمشنر نے ساعت شروع ہونے سے قبل نہایت ادب واحترام سے مولانا مدظلہ کو مخاطب کیا اور فرمایا آپ کرسی پر آرام سے تشریف رکھ کر کاروائی میں حصہ لیں۔ کاروائی شروع ہوئی جو ساڑھے چار گھنٹے تک جاری رہی، مولانا مدظلہ کے وکیل جناب بشیر احمد انصاری تھے اور اعزازی طور پر جناب سینیٹر اور بیرسٹر ظہور الحق بار ایٹ لاء اور دیگر وکلاء بھی آخر تک موجود رہے، مخالف فریق اپنے طور پر اعلیٰ سے اعلیٰ وکلاء کو لا چکے تھے،

<u>ججوں پر خدائی ہیبت اور کیس میں فتح:</u> یہاں حق وصداقت ایسا نمایاں رہا کہ الیکشن کمیشن کے سربراہ سمیت دیگر ارکان خود مولانا مدظلہ کے گویا وکیل بن گئے مخالف فریق کے بے سروپا جرحوں کا خود چیف صاحب نوٹس لیتے رہے اور ڈانٹتے رہے پھر خود حضرت شیخ

الحدیث نے جس سادے اور مؤثر مختصر جوابات دئے اس سے بھرے ہوئے ہال میں داد و تحسین کی آوازیں گونجنے لگ جاتیں اس کاروائی کا کچھ نہ کچھ حصہ اخبارات میں شائع ہوا تو کمیشن کے فیصلہ دینے سے قبل بھی جس نے اسے پڑھا اس نے یہی کہا کہ اب رسمی اعلان باقی ہے۔ مولانا مدظلہٗ کو خدا نے اس کیس میں فتح دی۔ حق واضح ہوگیا۔ آگے فیصلہ وہی ہوا جو صبح کہ چیف الیکشن کمشنر نے ایک اہم پریس کانفرنس بلا کر اس مقدمہ میں مولانا مدظلہٗ کو حق بجانب قرار دینے کا اعلان کیا اور مولانا کے نام پروا پسی کے کاغذات کو جعلی اور غیر قانونی قرار دیا

<u>میرے مقابلے میں تو پیغمبر کھڑا ہے (والعیاذ باللہ):</u> اور وزیر اعلیٰ صاحب کو بادل ناخواستہ ایک ایسی شخصیت کے ساتھ مقابلہ پر مجبور ہونا پڑا جو خود الیکشن کے دوران اپنی دینی بے احتیاطی، کم علمی یا جذبات میں مغلوب ہو کر بیشار لوگوں کے سامنے یہ کہتے پھرتے رہے کہ میں کیسے مقابلہ کروں اور جیتوں جبکہ ''نعوذ باللہ'' میرے مقابلہ میں تو پیغمبر کھڑا ہو گیا ہے۔ چیف الیکشن کمشنر کیطرف سے شیخ الحدیث مدظلہٗ کے حق میں فیصلے کا اعلان غالباً ۱۳ مارچ کو گیارہ بجے صبح کی خبروں میں ہوا اور اس کے ساتھ ہی دوسرے کیس مولانا جان محمد عباسی بنام وزیر اعظم بھٹو میں کمیشن نے فیصلہ بھٹو صاحب کے حق میں دیا بعض لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت کے حق میں فیصلہ اسلئے محفوظ رکھا گیا تھا کہ دونوں مقدموں کا ایک ساتھ اعلان ہو اور وزیر اعظم کے حق میں فیصلہ دینے کی تلخی میں وزیر اعلیٰ کے خلاف فیصلہ دینے سے کچھ اعتدال پیدا کیا جائے بہرحال اعلان ہوتے ہی مولانا مدظلہٗ کے حلقہ انتخاب میں خوشی کی ایک عظیم لہر دوڑ گئی لوگ جشن فتح منانے کے انداز میں حضرت مدظلہٗ کے مکان پر دوڑ پڑے۔

<u>فتح کے اعلان پر شیخ الحدیث کا عاجزانہ خطاب:</u> حضرت نے ہجوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے کسی کے خلاف نعروں سے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ ہمیں کبھی غرور نہیں کرنا چاہیئے۔ صحابہ کرام کو اپنی کثرت کا خیال ہوا تو حنین میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے فرمایا کہ کسی کے بارہ میں مردہ باد کا نعرہ ہرگز نہ لگایا جائے اور اس کامیابی پر اللہ کی حمد ادا کی جائے۔'' بہرحال پھر الیکشن کا معرکہ گرم ہوا حلقہ انتخاب تحصیل نوشہرہ اٹک سے پشاور تک اور شمال میں مردان اور جنوب مشرق میں کیمبلپور جنوب مغرب میں کوہاٹ کے ضلعوں تک پھیلا ہوا پانچ چھ سو دیہات اور پہاڑی علاقوں پر مشتمل ایک ایک دن میں جناب ایڈیٹر صاحب اور دیگر حضرات کو دس دس مقامات پر جلسوں سے خطاب کرنا پڑا۔ ۷ مارچ کو الیکشن ہوا اور ان بے مثال دھاندلیوں کے باوجود جس نے پورے ملک کو اس عظیم بحران میں ڈال دیا اور ساری مشکلات کے باوجود حق تعالیٰ نے ایک فقیر بے نوا بندہ حق کو وزیر اعلیٰ کے مقابلہ میں نمایاں کامیابی دی اور مولانا مدظلہٗ نے انچاس ہزار چوبیس یعنی تقریباً ۵۰ ہزار ووٹ حاصل کئے جبکہ کم از کم بیس ہزار حریف نے دھاندلی میں ہضم کئے۔

<u>دھاندلی کے نتیجہ میں ۱۹۷۷ء کا بحران:</u> صوبائی انتخابات کے بائیکاٹ کے بعد تحریک شروع ہوگئی۔ یہاں کی انتظامیہ الیکشن میں مار کھا چکی تھی اور وزیر اعلیٰ نصر اللہ خٹک سمیت سب کی نظر عتاب مولانا سمیع الحق پر تھی۔ ۱۱ مارچ کی رات کو ان کی گرفتاری کیلئے چھاپہ مارا گیا۔ اس رات اتفاق سے آپ گھر میں نہیں تھے۔ حضرت شیخ الحدیث نے کہا میں حاضر ہوں گرفتاری کیلئے۔ پولیس نے معذرت اور ندامت کے ساتھ کہا کہ نہیں مولانا سمیع الحق نہیں ہیں تو متبادل کوئی فرد دیا جائے کہ اوپر سے ہم مجبور ہیں۔ چنانچہ اسی رات مولانا کے چھوٹے بھائی مولانا انوار الحق مدرس دارالعلوم حقانیہ کو گھر سے گرفتار کر کے نوشہرہ اور پھر چند دن بعد وہاں سے ہری پور جیل منتقل کیا گیا اور دھاندلی کی[1]

---

[1] اس سے مراد احقر ہے کہ جنہیں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے ساتھ گرفتار کیا گیا جبکہ میری خود یہ تمنا تھی کہ یہ سعادت سنت یوسفی مولانا مدظلہٗ کے معیت و رفاقت میں مجھے بھی نصیب ہو جائے۔ (شفیق)

یہ بھی شرمناک مثال کہ جن کا نام تک پولیس کے پاس نہیں تھا نہ وارنٹ اسے (مولانا سمیع الحق کے ساتھ) گرفتار کرنے کے بعد پولیس نے فرد جرم دفتر میں بیٹھ کر مرتب کیا۔

اس کے بعد تحریک زور شور سے چل پڑی۔ اکوڑہ خٹک سے روزانہ جلوس نکلتے رہے اور دارالعلوم حقانیہ کے بہادر طلباء سمیت گاؤں اور مضافات کے لوگ گرفتاریاں دینے لگے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی دعاؤں کے ساتھ جلوس ان کی مسجد سے روانہ ہوتے۔

مولانا سمیع الحق نے خود گرفتاری دی: پولیس مولانا سمیع الحق کی تاک میں رہی مگر دارالعلوم حقانیہ میں داخل ہونے کی اسے جرأت نہ ہوسکی، بالآخر مولانا سمیع الحق نے ۲۹ مارچ کو ایک جلوس کی شکل میں خود کو گرفتاری کیلئے پیش کردیا۔ مجھے آپ نے گرفتاری دینے سے بہت روکا مگر مجھے مولانا کی طبیعت کی وجہ سے معلوم تھا کہ انہیں جیل کی اجتماعی اور ہنگامی زندگی میں کتنی دقتیں ہوں گی اور بالآخر انہوں نے اجازت دیدی رات ہمیں اکوڑہ خٹک کے تھانہ میں رکھا گیا اور ایسے مہمانوں کیطرح کہ صبح تک تھانے کا عملہ ہماری پاسداری میں لگا رہا۔ صبح پولیس نے اپنی گاڑی منگوائی مگر مولانا نے کہا کہ آپ چاہیں تو اپنی موٹر منگوالیں تاکہ آپکو تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ مولانا نے گھر سے موٹر منگوائی ان کے برادر محترم پروفیسر محمود الحق حقانی پشاور یونیورسٹی ڈرائیونگ کرتے رہے۔ پولیس کی دوسری گاڑی ساتھ تھی اور ہمیں نوشہرہ کی عدالت میں پیش کرنے کے بعد پشاور سنٹرل جیل اور پھر اسی دن وہاں سے جگہ نہ ہونے کیوجہ سے ہری پور سنٹرل جیل پہنچادیا گیا۔ ۳۰ مارچ کے ۳ بجے ظہر ہم جیل میں داخل ہوئے ہم سے پہلے اسی دن اخبارات سے گرفتاری کی اطلاع پہنچ چکی تھی۔ سب لوگوں نے نہایت خوشی اور گرمجوشی سے استقبال کیا۔ ہم لوگ جیل کے احاطہ اے ٹی سی کی بارک نمبر ۹ میں حاضر ہوئے۔

جیل میں مفتی محمود کی دعا کہ مولانا سمیع الحق کو یہاں لے آئیں: حضرت مفتی صاحب ایڈیٹر صاحب کو دیکھتے ہی نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں نے آج اخبار میں پڑھا تھا اور دعا مانگی تھی کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی ہری پور جیل میں تجھے لے آئے۔ بس اس کے بعد حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی پرلطف، پرازمعلومات مجلسیں تھیں اور ہم تھے۔ ویسے تو تمام اسیروں کے لئے مفتی صاحب مدظلہ کا قیام اور وجود نہایت اطمینان اور بہترین تربیت اور سکون قلب کا باعث رہا۔ مگر جناب ایڈیٹر صاحب سے چونکہ آپ کو خاص تعلق خاطر ہے اور طبیعت کھل جاتی ہے اور لطائف وظرائف سے مجلس کا رنگ ہی اور ہو جاتا ہے۔ عموماً میں اور ایڈیٹر صاحب دن بھر مفتی صاحب مدظلہ کے ساتھ رہتے۔

مفتی صاحب کے تعلیمی تدریسی مشاغل جیل دارالعلوم بن گیا: درس و تدریس کا بازار بھی گرم ہوا۔ اور بقول مفتی صاحب ہری پور جیل جیل نہیں دارالعلوم بن گیا ہے۔ مفتی صاحب مدظلہ کے صاحبزادے مولوی فضل الرحمٰن متعلم دارالعلوم حقانیہ اور دارالعلوم کے کئی اسیر طالب العلموں نے مفتی صاحب سے مشکوٰۃ شریف ہدایہ اور سراجی کا درس شروع کیا جس میں اور بھی کافی علماء اور زعماء بیٹھتے۔ اس کے بعد دو چار گھنٹے مفتی صاحب ترمذی شریف کی عربی شرح لکھتے۔ ملاقاتیوں کے ہجوم کی وجہ سے بڑی مشکل سے کچھ وقت نکلتا۔ مولانا سمیع الحق صاحب کی ہر وقت یہ سعی ہوتی اور جھگڑا جاری رہتا کہ اس کام کے لئے حضرت مفتی صاحب کو زیادہ وقت ملے۔ عصر کے بعد کھلی گراؤنڈ میں حضرت مفتی صاحب نے حدیث کا درس دو ایک دن دیا تو انتظامیہ نے اس بارہ میں اپنی دشواریاں ظاہر کیں۔ اور درس روک دیا گیا جیل میں پانچ چھ سو تو صرف علماء کی تعداد ہوگی۔ اور مختلف پارٹیوں اور خیالات کے بھی لوگ تھے۔

مفتی صاحب کے درس پر پابندی اور مولانا سمیع الحق کی ذمہ داری تدریس خطابت جمعہ: مگر مفتی صاحب مدظلہ کے درس رک جانے کے بعد یہ قرعۂ نام مولانا سمیع الحق کے نام نکلا اور سب کی مرضی سے آپ نے یہ درس شروع کیا جو آج تک بالالتزام جاری ہے

اور نماز عصر کے بعد اے ٹی سی کی وسیع گراؤنڈ میں ہوتا ہے۔ یہی حال نماز جمعہ کا بھی ہوا حضرت مفتی صاحب نے جیل میں نماز جمعہ کے جواز کے دلائل کو نہایت واضح طور پر پیش کیا اور جمعہ کا آغاز ہوا۔ حضرت مفتی صاحب جمعہ پڑھاتے اور تقریر بھی جس سے ساری جیل کے سیاسی اور اخلاقی قیدیوں کی عظیم تربیت ہونے لگی۔ اور لوگ متاثر ہونے لگے تین خطبات آپ نے دئیے جنھیں ایڈیٹر صاحب نے قلمبند بھی کیا ہے مگر ان کے سہالہ جیل منتقل ہونے پر اب جمعہ پڑھانے کا مسئلہ اٹھا۔ مگر اللہ کی شان کہ یہ سعادت بھی ایڈیٹر صاحب کے ذمہ آئی۔ اور علماء کرام و مشائخ و سیاسی زعماء سب نے بخوشی یہ ذمہ داری آپ کے سپرد کردی اور آپ جمعہ پڑھانے لگے اور جمعہ سے قبل گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ حالات حاضرہ پر تقریر بھی مدلل طور پر فرماتے ہیں۔ جس سے ہر طبقہ فکر کے لوگ بڑے خوش ہوتے ہیں۔

دوران اسارت کا ایک اہم ترین واقعہ جنرل ٹکا خان وزیر دفاع اور وزیر اعظم بھٹو کی تجویز پر راولپنڈی منتقلی: دوران اسارت ایک اہم واقعہ مولانا سمیع الحق صاحب، حاجی فقیر محمد خان صاحب (ایم این اے) کا سابقہ جنرل ٹکا خان حال وزیر دفاع پاکستان کے کہنے پر راولپنڈی جانے کا پیش آیا۔ ۲۴ گھنٹے کا یہ سفر شاہراہ قراقرم کے سلسلہ میں ان حضرات کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے سی ایم ایچ ہسپتال راولپنڈی میں ملانے کے سلسلہ میں تھا دلچسپ سفر کی تفصیل یہ ہے۔

شاہراہ قراقرم جو شاہراہ ریشم بھی کہلاتا ہے، ریشم کی طرح باریک اور سخت دشوار گزار گھاٹیوں اور سر بفلک پہاڑوں کے لحاظ سے پاکستان کا گویا پل صراط کہلاسکتا ہے، یہ راستہ سوات اور ہزارہ کے کوہستانی علاقوں سے گزر کر پاکستان کو چین سے ملاتا ہے، ایوب خان مرحوم کے زمانہ میں پاکستان اور چین کے باہمی معاہدے کے بعد اسکی تعمیر شروع ہوئی اور چین نے بھی اس کی تعمیر میں اپنے سخت جان چینی کاریگروں اور انجینئروں کو لگایا،

شاہراہ ریشم کی نازک جغرافیائی حیثیت اور تحریک میں اسکی احتجاجاً بندش: یہ سڑک ایسے بلند و بالا پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر بنائی گئی ہے کہ جہاز بھی اسے بے خطر ہو کر عبور نہیں کر سکتے، ہیلی کاپٹر بھی ان پہاڑوں کے درّوں سے گزرتا ہے تو اس کی پرواز بعض سڑکوں سے بہت نیچی ہوتی ہے اور اوپر سے پتھر مار کر بھی اسے گرایا جاسکتا ہے، اگر کوئی گاڑی ذرا سی سڑک سے سرک کر نیچے گر جائے تو کئی کئی ہزار فٹ کی مہیب گھاٹیوں میں اسکے پرزے تک بھی نہ مل سکیں۔

چین کی اہم بین الاقوامی حیثیت اور پاکستان اور چین کے درمیان اسی راستہ کی شہ رگ کی طرح اہمیت نے اس شاہراہ کو دنیا میں نازک جغرافیائی حیثیت دیدی ہے، قومی اتحاد کی اسلامی تحریک شہروں اور دیہاتوں سے گزر کر جب دور افتادہ سرحدی علاقوں اور ان سر بفلک پہاڑوں تک کو اپنی لپیٹ میں لے چکی جو پاکستان کی سرحدات کے لیے سدِ سکندری کا کام دے رہے ہیں، تو اس شاہراہ کے متعلق جیل میں بھی افواہیں پہنچنے لگیں کہ اس شاہراہ کے غیور اور مومن کوہستانی باشندوں نے راستہ کو کئی مقامات سے کاٹ دیا ہے، یہ خبریں ہمیں اس علاقہ کے اسیر رہنماؤں کے متعلقین کے ذریعہ پہنچیں، کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے راستہ کھولنے سے اسوقت تک انکار کیا ہے، جب تک کہ موجودہ حکومت مستعفی ہو کر قومی اتحاد کے زعماء بالخصوص اسکے بزرگ اور عالم قائد مولانا مفتی محمود اور ان کے رفقاء کو اسلامی نظام کا عملی موقعہ نہ دے،

گورنر سرحد نصیر اللہ بابر کی جیل میں آمد، حاجی فقیر محمد خان سے ملاقات: اس کے بعد ایک دن گورنر صوبہ سرحد جناب نصیر اللہ خان بابر ہری پور آئے، اور جیل سے باہر ریسٹ ہاؤس ہمارے بزرگ امیر ساتھی کوہستانی علاقہ کے منتخب رکن قومی اسمبلی حاجی فقیر محمد خان صاحب بٹگرام (ہزارہ) سے ملاقات کی اور اس شاہراہ کے کھولنے کے سلسلہ میں ان سے مدد چاہی۔ مگر حاجی فقیر محمد خان صاحب نے ایسے کسی تعاون سے معذرت ظاہر کی، حاجی فقیر محمد خان صاحب نہایت سلجھے ہوئے پڑھے لکھے انسان ہیں، دارالعلوم دیوبند میں بھی

پڑھ چکے ہیں اور اس زمانہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ سے بھی کئی کتابیں پڑھی ہیں، موجودہ انتخابات میں وہ جمعیۃ العلماء اسلام کے ٹکٹ پر اسی کوہستانی علاقہ سے مولانا عبدالباقی وغیرہ کے مقابلہ میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے، جیل کے اسیروں کے مسائل اور انتظامی امور میں بھی آپ بڑی سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں اور اسیران جمعیۃ اکثر مشکلات میں ان سے رجوع کرتے ہیں۔ جیل میں قائد محترم مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کے آرام وراحت اور ان کے کھانے کا نظم ونسق بھی عموماً ان کے ذمہ تھا، اور مولانا سمیع الحق صاحب بھی اکثر اسی احاطہ نمبر ۹ میں ہوتے تھے، آپ نے انہیں جیل کے اس احاطہ کے سپرنٹنڈنٹ کا خطاب دیا تھا۔

<u>شیخ الحدیث ایکسیڈنٹ اور سی ایم ایچ راولپنڈی میں علاج کی خبریں:</u> الغرض ادھر شاہراہ قراقرم کے بند ہو جانے اور اس کے دوررس اثرات پر جیل میں اڑتی خبریں آرہی تھیں کہ اسی اثنا میں ایک دن ملاقاتیوں میں سے راولپنڈی سے آئے ہوئے کسی شخص نے مولانا سمیع الحق صاحب کو بتایا کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا راولپنڈی میں ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے اور آپ سی ایم ایچ کے وی آئی پی روم نمبر ۲ میں زیر علاج ہیں، دراصل ہمیں یہ تو معلوم تھا کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ آنکھوں کے علاج کے سلسلہ میں اسی ہسپتال میں داخل ہورہے ہیں۔

بہت عرصے سے ان کی آنکھوں کو شوگر کی بیماری نے متاثر کیا تھا، کئی سال پہلے پشاور میں آنکھوں کے ماہر معالج جناب ڈاکٹر محمد نواز صاحب نے ان کی دائیں آنکھ کا اپریشن بھی کیا مگر خاطر خواہ فائدہ نہ ہوسکا، اب بائیں آنکھ بھی موتیا اور پردوں کی زد میں تھی۔ پاکستان کے مشہور معالج چشم جناب بریگیڈیر احمد رضا پیرزادہ صاحب بھی ایک مدت سے آپکی آنکھوں کا معائنہ کرتے رہے ہیں۔ ان کا تعلق حضرت مولانا گنگوہیؒ کے خاندان سے ہے اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ساتھ ایک نہایت عقیدتمند مرید کی طرح تعلق رکھتے ہیں اور خود بھی نہایت انہماک سے معائنہ کرتے ہیں، ان کی خواہش الیکشن سے قبل تھی کہ دائیں آنکھ جس کا اپریشن پہلے ہوچکا تھا کا دوبارہ اپریشن کیا جائے، اور جس میں معمولی سی روشنی باقی رہنے کی امید پر بریگیڈیر صاحب دوبارہ اپریشن کرنا چاہتے تھے۔

ان دنوں یہ طے ہوا کہ آپ ہسپتال میں اپریشن کروائیں، اتنا ہمیں معلوم ہوگیا کہ آپ ۲۵ اپریل بروز پیر سی ایم ایچ راولپنڈی کے آفیسر وارڈ میں داخل ہوچکے ہیں مگر ایکسیڈنٹ کی بات ہم سے چھپائی گئی تھی، تاکہ جیل میں پریشانی نہ ہو مگر کسی شخص نے اتفاقیہ مولانا سمیع الحق کو بتلا دیا اور یہ بھی کہا کہ گاڑی آپ کے بھائی مولانا انوار الحق چلا رہے تھے۔ اور دوسرے بھائی پروفیسر محمود الحق حقانی بھی ساتھ تھے جنہیں معمولی چوٹیں آئی ہیں۔ ایسی تشویشناک اطلاع سے اور پھر جبکہ جیل کی سلاخوں میں مجبور اور بے بس ہوں مولانا سمیع الحق صاحب کی پریشانی لازمی تھی انہوں نے آکر چپکے سے مجھ سے اس کا ذکر کیا، اور پھر انہوں نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل سے عصر کے بعد سی ایم ایچ راولپنڈی فون کروانے کا کہا ہے اور انہوں نے بخوشی اجازت دی ہے یہ وقت عجیب کشمکش میں گزرا، عصر کی نماز کے بعد حسب معمول مولانا سمیع الحق صاحب نے احاطہ اے ڈی سی کی وسیع گراونڈ میں درس حدیث دیا۔ درس سے فراغت کے بعد آپ نے حاجی فقیر محمد خان صاحب جو درس میں موجود تھے ایکسیڈنٹ کی بات بتلادی وہ بھی فون کرنے کے لیے ساتھ گئے۔

<u>جنرل ٹکا خان وزیر دفاع اور جنرل بابر ہی کے ذریعہ شیخ الحدیث سے پنڈی میں جا کر ملنے کا فوری اور خدائی انتظام:</u>

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب دفتر میں موجود تھے انہوں نے سی ایم ایچ راولپنڈی کا نمبر معلوم کرنے کی کوشش کی اور اس سلسلہ میں ٹیلیفون انکوائری سے بات کرنے کے لیے ریسیور اٹھایا، پھر آپ کچھ دیر کسی سے بات کرتے رہے، فارغ ہونے کے بعد حیرت سے فقیر محمد خان صاحب اور مولانا سمیع الحق سے کہا کہ عجیب قسمت ہے آپ کی، مجھ سے سپرنٹنڈنٹ جیل بات کر رہے تھے کہ سابق جنرل ٹکا خان کا فون آیا ہے کہ آپ لوگوں کو راولپنڈی سی ایم ایچ میں مولانا عبدالحق صاحب کے پاس فوراً پہنچا دیا جائے، اسے مولانا مدظلہ کی کرامت اور اللہ

کے فضل کے سوا کیا کہا جائے، کہ جہاں جیل سے باہر فون پر بات کرنا بھی مشکل تھا، وہاں اب ان حضرات کو مولانا صاحب مدظلہ کے پاس بہت جلد پہنچنے کی صورت بھی نکل آئی، حضرات فوراً معاملہ سمجھ گئے، کہ شاہراہ قراقرم کے سلسلہ میں مولانا مدظلہ کے پاس جانے کیلئے کہا گیا ہوگا۔

اس کے بعد سپرنٹنڈنٹ جیل اپنے دفتر میں تشریف لائے، شام کا وقت قریب تھا، مولانا سمیع الحق کا تعلق پشاور سے تھا اور وہاں کے حکام سے اجازت لینا ضروری تھا، سپرنٹنڈنٹ جیل نے جنرل ٹکا خان سے بات کی انہوں نے گورنر سرحد سے بات کی اور گورنر سرحد نے کہا کہ میں نے ڈی سی پشاور سے کہا ہے کہ وہ ابھی احکامات جاری کردے کہ انہیں جلد از جلد جیل سے راولپنڈی لے جانے کے لیے کاغذات تیار ہوسکیں۔ جنرل ٹکا خان صاحب کے حکم پر سپرنٹنڈنٹ جیل براہ راست متعلقہ حکام سے پوچھے بغیر یہ کاروائی نہیں کرسکتے تھے، اور حاجی فقیر محمد خان صاحب بھی مولانا سمیع الحق صاحب کے بغیر اس سفر سے انکار کررہے تھے۔ یہ قدرت کا عظیم انتظام تھا کہ ابھی پانچ بجے کی خبروں میں تھا کہ سابق جنرل ٹکا خان صاحب نے سینیٹ کا ممبر منتخب ہوجانے کے بعد ملک کے وزیر دفاع کا عہدہ سنبھال لیا ہے، جنرل صاحب کے حلف اٹھانے کے بعد سب سے پہلا فوجی معرکہ شاہراہ قراقرم کا تھا جسے آپ کسی طرح حل کرنا چاہتے تھے اور اس کے پہلے ہی مشاغل اور احکامات مولانا سمیع الحق کے ان کے والد بزرگوار مدظلہ سے ملاقات کا ذریعہ بن گئے، ورنہ فطری طور پر کیا کیا پریشانیاں اور وسوسے ہوتے کہ مولانا مدظلہ کی صحت کیسی ہے؟ اور ایکسیڈنٹ کی کیا نوعیت ہے؟ الغرض شام کے بعد نو بجے رات جیل کے حکام نے ان دونوں کو راولپنڈی جانے کے لیے رخصت کیا، دونوں حضرات رات کے ساڑھے دس بجے راولپنڈی کے سی ایم ایچ گئے، بعض فوجی حکام کمرے کے نیچے ہی منتظر تھے اور دونوں کو شیخ الحدیث مدظلہ کے کمرہ میں لے گئے، اس سے قبل شاہراہ قراقرم کے ایریا کمانڈر میجر جنرل صفدر بٹ جو کافی دیر سے شیخ الحدیث مدظلہ کے کمرے میں موجود تھے۔ اور ان لوگوں کے پہنچنے کا انتظار کررہے تھے، نے شیخ الحدیث کو بتادیا کہ حضرت اگر آپ برا نہ مانیں تو ہم بتلادیں کہ آپ کے صاحبزادہ صاحب بھی ہری پور جیل سے آرہے ہیں، حضرت نے فرمایا کہ مجھے تو خوشی ہوگی۔ بہرحال ان دونوں کے پہنچنے کے بعد فوجی حکام کمرہ سے باہر چلے گئے۔

<u>آدھی رات کو شیخ الحدیث کے پاس پہنچ گئے، ایریا کمانڈر میجر جنرل صفدر بٹ وغیرہ کا انتظار:</u> اور حضرت شیخ الحدیث نے انہیں بتایا کہ پرسوں صبح صوبہ سرحد کے گورنر جناب نصیر اللہ خان بابر میرے پاس آئے اور کافی دیر تک بیٹھے رہے، انہوں نے کہا کہ ہمیں کوہستان سے اطلاعات ملی ہیں کہ

<u>شاہراہ قراقرم کی بندش مولانا عبدالحق کے فتوی یا مشورے سے؟:</u> شاہراہ قراقرم کو آپ کے کسی فتویٰ یا مشورہ پر عمل کرتے ہوئے بند کیا گیا ہے اور یہ کہ جب تک مولانا عبدالحق صاحب کی کوئی تحریری ہدایت ہمیں نہ ملے ان رکاوٹوں کو ہرگز ہٹانے کے لیے تیار نہیں۔

مولانا مدظلہ نے ان سے کہا کہ اگر میری کوئی ایسی تحریر آپ کے پاس موجود ہے تو اسے لاکر دکھا دیجئے ویسے میں کیسے کوئی ہدایات جاری کرسکتا ہوں، بہرحال دو ڈھائی گھنٹہ کے بعد شیخ الحدیث مدظلہ نے گورنر صاحب کو مشورہ دیا کہ میں اس سلسلہ میں کسی تعاون سے معذور ہوں، مسئلہ قومی اتحاد اور قومی سطح کا ہے آپ اس علاقہ کے جمعیۃ العلماء اسلام کے ایم این اے حاجی فقیر محمد خان کے مشورہ سے کوئی قدم اٹھائیں اس کے بعد گورنر صاحب مولانا مدظلہ کے مشورہ پر راولپنڈی سے سیدھے ہری پور جیل آئے اور حاجی صاحب سے ملاقات کی جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ گورنر صاحب نے مولانا مدظلہ کو ذاتی تعلقات اپنی عقیدت وغیرہ سب کچھ پیش کیا مگر حضرت نے فرمایا کہ یہ ملک کی ہمہ گیر تحریک ہے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ہے، میں کسی بھی تحریر یا کسی ایسے کاغذ پر دستخط کرنے سے معذور ہوں۔

حضرت مدظلہ نے ان حضرات کو بتلادیا کہ گورنر صاحب کے جانے کے بعد فوج سے وابستہ حضرات میرے پاس آتے رہے اور مجبور کرتے

رہے کہ میں خود آپ حضرات سے بات کروں۔اس سلسلہ میں آپ کو لایا گیا ہے اور اب آپ اپنی صوابدید پر ان سے بات کریں اور اجازت مل سکے تو سہالہ جیل میں مفتی صاحب مدظلہ سے جا کر بات کریں،

جرنیلوں کی شاہراہ کے بارہ میں پریشانیاں: وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخ الحدیث مدظلہ کے پاس موجود جنرل بار بار شاہراہ کے صورتحال کے بارہ میں اپنی پریشانیاں ظاہر کرتے رہے۔اور اس سلسلہ میں اس علاقہ سے آئی ہوئی تحریری اطلاعات بھی بتلاتے رہے، جس پر مولانا مدظلہ کے کہنے پر شاہراہ بند کر دینے کا ذکر تھا، جنرل صاحب موصوف نے ایک تازہ اطلاع کے حوالہ سے بتایا کہ کوہستانی لوگوں نے ایک چینی بلڈوزر کو جلا دیا ہے تو جب شیخ الحدیث نے ان سے کہا کہ الحمدللہ کہ جانی نقصان تو نہیں ہوا، بلڈوزر اور گاڑیاں تو ہر روز بے حساب سڑکوں پر جل رہی ہیں اسکے جواب میں جنرل صاحب نے بھارت چین جنگ کا ذکر کیا اور کہا چین نے بھارت کی سرحد پر اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کا مطالبہ کیا تھا۔

قائد تحریک مفتی محمود کے اجازت کے بغیر تعاون سے انکار، فوجی میس میں منتقلی: الغرض گھنٹہ ڈیڑھ یہ دونوں حضرات حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ساتھ بیٹھے رہے پھر ان سے رخصت لی، باہر منتظر ایک فوجی نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کا کوہستانی علاقہ میں جانے کا پروگرام ہے؟ پٹن لے جانے کے لیے ہیلی کاپٹر تیار کھڑا ہے، انہوں نے کہا کہ ہم اپنے اختیار سے کب ایسا کر سکتے ہیں؟ پھر وہ آفیسر دونوں حضرات کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر انجینئرنگ فوجی میس راولپنڈی صدر لے گئے جہاں ان کے ٹھہرانے کا خاطر خواہ انتظام تھا اور وہاں ہر طرح کی خاطر مدارت ہوتی رہی ہری پور کی پولیس گارڈ حراست کرتی رہی۔

۲۸ اپریل صبح ناشتہ کے بعد ۸ بجے ایک فوجی افسران کے پاس آیا اور حاجی فقیر محمد خان اور مولانا سمیع الحق کو یہ کہہ کر ساتھ لے گئے کہ آپ ہمارے بالائی افسران سے بات کریں گے۔

وزیر دفاع جنرل ٹکا خان، جنرل صفدر بٹ، جنرل شفقات سید کی عدالت میں کھری کھری دوٹوک باتیں: مولانا سمیع الحق صاحب نے بتایا کہ وہ آفیسر ہمیں گاڑی میں بٹھا کر سابق جنرل ٹکا خان حال وزیر دفاع وسلامتی امور کے مکان پر لے گیا جو غالباً صدر کی ہارلے سٹریٹ میں تھا، یا اس کے آس پاس جنرل ٹکا خان اپنے دفتر میں موجود تھے اور اس دن وزارت سنبھالنے کے بعد ان کا پہلا دن تھا، ان کے پاس میجر جنرل صفدر بٹ بھی موجود تھے یہ لوگ بڑے تپاک سے ملے، چند لمحے بعد میجر جنرل شفقات سید بھی آگئے، علیک سلیک کے بعد جنرل ٹکا خان نے شیخ الحدیث مدظلہ کے ایکسیڈنٹ اور علالت کا ذکر کیا، ان کی مزاج پرسی کی اور خود سارے حالات بتا کر کہا کہ میں پوری طرح مولانا کی خبر گیری کر رہا ہوں اور انشاءاللہ ان کی صحت اچھی ہو جائے گی۔ پھر متعلقہ موضوع شاہراہ قراقرم پر بات شروع ہوئی اور کہا کہ آپ لوگ بیشک اپنی تحریک چلائیں اور جو بھی کریں مگر ہم سڑکوں کی بندش کی اجازت نہیں دے سکتے، باتوں باتوں میں گویا جتلانے کے انداز میں کہا کہ ہم لوگوں نے کوہستان کے لوگوں کیلئے سڑکیں بنائیں، ان میں لنگر تقسیم کیے، اور اب وہ لوگ یہ صلہ دے رہے ہیں، حاجی فقیر محمد خان صاحب نے جو ایک غیور مرد کوہستانی ہیں نے فوراً کہا کہ آپ لوگوں نے لنگر تقسیم کیے یا کروڑوں روپیہ ان لوگوں کے نام پر ہضم کیا، ٹکا خان صاحب جھنجھلا اٹھے اور خشمگین انداز میں کہا کہ کس نے ہضم کیا؟ جواب میں کہا گیا کہ عربوں سے زلزلہ زدگان کے نام پر کروڑوں روپیہ آیا اور ان لوگوں میں ایک ایک سیر گڑ اور چند روٹیاں بانٹی گئیں، باقی حکومت نے اور بھٹو نے ہضم کیا؟ جنرل صاحب نے

اس موقعہ پر بھی بھٹو صاحب کی صفائی کرنا ضروری سمجھا اور کہا کہ بھٹو نہیں نیچے کے لوگوں نے کیا ہوگا، ابتداء ہی سے گفتگو کے انداز میں تلخی اور ان حضرات کی طرف سے جارحانہ اور جرأتمندانہ جوابات دیکھ کر کچھ دیر تک جنرل صاحب کے تیور چڑھے رہے، مگر بہت جلد انہوں نے اپنا انداز بدل دیا اور نرمی سے بات چیت شروع کی اور کہا کہ ہم لوگوں کا کام تو سڑکیں بنانا ہے آپ لوگوں کی حکومت آئے تب بھی ان ضرورتوں کو پورا کریں گے مگر اس وقت تو نازک معاملہ ہے۔

سات سات ہزار چینی اور پاکستانی فوج نرغے میں: ان تینوں آفیسروں نے گفتگو میں بتلایا کہ وہاں کی صورتحال نازک ہے، سات ہزار پاکستانی فوجی اور سات ہزار چینی کاریگر اس وقت گھرے ہوئے ہیں ان کے رسد کا مسئلہ ہے جو بہت کم رہ گیا ہے، اس سے بڑھ کر ان حضرات نے اس بات پر زور دیا کہ خود آپ کے عوام جو بالائی علاقوں مثلاً گلگت وغیرہ میں رہتے ہیں اور جو کئی لاکھ ہیں سامان رسد منقطع ہو جانے کی وجہ سے مشکلات میں ہیں اس وقت کئی سو ٹرک مال سے لدے ہوئے رکے ہوئے ہیں، شاہراہ پانچ چھ جگہ سے کاٹ دی گئی ہے، اپنے آدمیوں کو تو ہم ہیلی کاپٹر کے ذریعہ رسدِ خوراک پہنچا دیں گے لیکن تمہارے عوام کا کیا ہوگا؟ ہوائی جہاز سے سامان پہنچانا بہت مہنگا ہے، ایک ٹرک کے سامان کے لیے ایک جہاز درکار ہے ان لوگوں کی تکلیف بڑھ رہی ہے جواب میں کہا گیا کہ جب ان لوگوں نے ایسا کیا ہے تو وہ قربانیاں دینے کے لیے تیار ہوں گے اور تکالیف کو خندہ پیشانی سے کہیں گے۔ پورے ملک کے لوگ قربانیاں دے رہے ہیں انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمارے علم میں تو قومی اتحاد کی مرکزی قیادت نے سڑکوں کو بلاک کرنے کی اپیل نہیں کی مگر اب چونکہ ایک علاقہ کے عوام ایسا کر چکے ہیں تو ہم اس سلسلہ میں تعاون سے معذور ہیں۔

مولانا عبدالحق کے شاگردوں کی بڑی تعداد نے فتویٰ پر عمل کرایا: مگر جنرل ٹکا خان صاحب نے کہا کہ ہمیں ثقہ اطلاعات ملی ہیں کہ اس علاقہ میں جمعیۃ العلماء اسلام کا اثر زیادہ ہے، عوام علماء کے زیر اثر ہیں اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ مولانا عبدالحق صاحب نے ایسا کوئی فتویٰ دیا ہے اور اس علاقہ میں مولنا صاحب کے موجود شاگردوں کی بڑی تعداد نے ایسے فتویٰ پر عملدرآمد کرایا، انہوں نے بار بار یہ بھی کہا کہ مولانا صاحب کا ایکسیڈنٹ نہ ہوا ہوتا تو ہم انہیں مجبور بھی کر لیتے اب کیا کیا جائے، اب آپ لوگ وہاں جا کر انہیں کہہ دیں کہ مولانا نے بھیجا ہے۔

گورنر سرحد جنرل نصیر اللہ بابر سے رابطے: ٹکا صاحب نے کہا کہ میں نے گورنر سرحد کو بھی ذاتی دوست کی حیثیت سے مولانا عبدالحق صاحب کے پاس بھیجا تھا نہ کہ سرکاری اور گورنر کی حیثیت سے بلکہ اس لیے کہ گورنر صاحب مولانا کے حلقہ انتخاب کے باشندے ہیں اور مولانا صاحب سے اچھا تعلق رکھتے ہیں، مگر جواب میں انہوں نے کہا کہ ہمیں تو اس مقصد کے لیے جیل سے بلایا ہی نہیں گیا، بلکہ یہ کہا گیا کہ آپ لوگ مولانا سے ہسپتال میں مل لیں، ریٹائرڈ جنرل ٹکا خان صاحب نے کہا کہ نہیں سرحد کے گورنر سے روانگی کے وقت بتلا دیا تھا، پھر ریٹائرڈ جنرل نے گورنر سے پشاور فون ملایا اور انہیں کہا کہ آپ خود بات کریں، گورنر صاحب نے فون پر حاجی فقیر محمد خان صاحب سے کافی دیر تک بات کی اور لے دے ہوتی رہی انہوں نے پشتون والی اور اسلام کے واسطے پیش کیے، حاجی صاحب نے جواب میں کہا کہ اسلام کی بات مفتی محمود صاحب اور مولانا عبدالحق صاحب ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں، اگر آپ اس سلسلہ میں ہمیں مجبور کرتے ہیں تو ہمیں سہالہ کیمپ جیل میں مفتی محمود صاحب سے ملائیں، ہم ان کے سامنے ساری صورتحال رکھ دیں گے وہ قومی اتحاد کے سربراہ ہیں اور ہم موجودہ

حکومت کے نہیں بلکہ ان کے پابند ہیں وہ اگر ہمیں اجازت دیں تو ہم آپ سے تعاون کرسکیں گے۔

فون پر گفتگو ہوئی تو جنرل صاحب نے گورنر سے بات کی اور کہا کہ یہ لوگ بار بار یہی کہتے ہیں کہ ہم مفتی صاحب سے مل کر کوئی جواب دے سکتے ہیں، مگر مفتی صاحب سے ملاقات کی اجازت تو ہمارے بس میں نہیں اس کے لیے تو اوپر سے اجازت لینا ہوگی۔

جنرل ٹکا خان کا دھمکی آمیز انداز: باتوں باتوں میں ریٹائرڈ جنرل صاحب نے اپنے ماضی کی روایات کا انداز لئے ہوئے دھمکی آمیز انداز میں یہ بھی کہا کہ ہم چوبیس گھنٹوں میں سڑک کھول سکتے ہیں، دیر میں ہم نے فساد رفع کیا یہ کیا وہ کیا، مگر جواب میں ان سے کہا گیا کہ آپ تو قوت اور طاقت والے ہیں، ایک گھنٹہ میں بھی کھول لیں مگر ہم کیا کرسکتے ہیں؟ دبی زبان میں بنگلہ دیش اور اس کے انجام ونتائج کی طرف بھی اشارے ہوئے، گفتگو کے دوران فوج کے ان سرکردہ حضرات سے ایک بار یہ بھی کہا گیا کہ آپ لوگ کیوں ہمیں مجبور کرتے ہیں، اسی علاقہ کے مولوی عبدالحکیم اور مولوی عبدالباقی جو پی پی پی سے وابستہ ہیں کو کیوں نہیں بھیجتے، وہاں سے پی پی پی کے دو صوبائی امیدوار بھی منتخب قرار دئے گئے ہیں، ان سے کیوں نہیں کھلواتے؟ اس کے جواب میں بے اختیار ٹکا خان صاحب کے منہ سے نکلا کہ جی ہاں مگر وہ تو بوگس ممبر ہیں عوام نے تو آپ لوگوں کو منتخب کیا ہے وہ تو جے یو آئی کے لوگوں کو مانتے ہیں اس پر دونوں طرف سے ایک زوردار قہقہہ بلند ہوا، ایک دفعہ حاجی فقیر محمد خان نے الزامی طور پر کہا کہ ہماری حیثیت کیا ہے، عوام نے مجھے منتخب کیا، میں ایم این اے ہوں مگر سی کلاس میں پڑا ہوا ہوں اور یہ معمولی چپل پہنے ہوئے جیل سے لایا گیا ہوں۔

تحریک نظام مصطفیٰ کی وسعت کی طرف توجہ دلائی: مولانا سمیع الحق صاحب نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ ٹکا خان صاحب! شاید آپ لوگوں سے صورتحال کی نزاکت اور اہمیت مخفی رکھی گئی ہے، اس وقت پورے ملک کے ہر طبقے کا خلاصہ علماء، ومشائخ وکلاء، طلباء، مزدور لیڈر سیاستدان غرض پڑھے لکھے طبقے کا نچوڑ جیلوں میں پابند سلاسل ہے اور سی کلاسوں میں سڑ رہا ہے۔ خیبر سے کراچی تک یہی عالم ہے؟ جنرل صاحب نے کہا کہ اتنی بڑی تعداد کیلئے جیلوں میں بہتر کلاس فراہم کرنا مشکل ہے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ آپ میری بات کو تکالیف کی شکایت سمجھ بیٹھے۔ ہم ان تکالیف پر شاکی نہیں نہ سی کلاس کی شکایت ہے بلکہ لوگ بڑی سے بڑی قربانیاں بھی دیں گے، البتہ آپ کو اس تحریک کی وسعت اور ہمہ گیری اور نازک ترین صورتحال کی طرف متوجہ کرانا مقصود تھا۔

الغرض کافی دیر تک بات چیت ہوتی رہی، چائے سے بھی تواضع ہوئی مگر ادھر سے ایک ہی جواب تھا کہ ہمیں سہالہ جیل میں قومی اتحاد کے سربراہ سے ملا دیا جائے تب کوئی جواب دیا جاسکتا ہے۔

مفتی صاحب سے ملانے کیلئے بھٹو سے اجازت کا انتظار: جنرل ٹکا خان صاحب نے کہا کہ اچھا آپ لوگ راولپنڈی ہی ٹھہریں، آپ ہمارے مہمان ہوں گے۔ کوئی تکلیف نہیں ہوگی میں اوپر سے (بھٹو صاحب ہی مراد ہوسکتے تھے) پوچھ کر بتلاؤں گا۔ اگر ضرورت سمجھی گئی تو آپکو سہالہ بھیج دیا جائے گا۔ اسکے بعد یہ حضرات رخصت لینے لگے۔ مولانا سمیع الحق نے جنرل صاحب سے کہا کہ بہرحال ہم اس بات پر تو مشکور ہیں کہ آپکی وجہ سے جیل سے نکل کر مجھے اپنے والد صاحب سے ملنے کا موقعہ تو ملا۔ اسکے بعد آپ نے جنرل صاحب سے کہا کہ جب تک ہم راولپنڈی میں ہیں ہسپتال میں مولانا کے پاس آنے جانے اور ساتھ رہنے کی اجازت ہو جو انہوں نے بخوشی دیدی۔

جنرل ٹکا خان صاحب سے مصافحہ ہوا اور چلتے چلتے یہ بھی کہا گیا کہ جنرل صاحب نہایت ہی نازک موقعہ پر آپ نے اپنے اوپر بڑی نازک

ذمہ داریاں ڈال لی ہیں۔

جرنیلوں کے سامنے استغناء بے نیازی کی غیر مرئی ایٹمی لہریں: مولانا سمیع الحق نے یہ بھی کہا کہ جنرل ٹکا خان صاحب کی ایک خاص شہرت رہی تھی۔ کچھ عرصہ ان کی عظمتوں کا چرچا سنتے رہے مگر پچھلے چند دنوں سے انکی زندگی کے تازہ پہلوؤں سے وہ سارے نقوش اب مٹ چکے تھے اور اس ملاقات کے دوران جنرل صاحب کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے ہم میں استغنا اور شان بے نیازی اور قلندرانہ انداز کی عجیب کیفیت تھی، جیسے کوئی غیر مرئی ایٹمی لہریں جسم میں دوڑ رہی ہوں۔ واقعی مخاطب کی عظمت اور عدم عظمت کا تعلق اسکے کردار سے ہے۔ خارجی شان وشوکت اور قوت وسطوت پر نہیں۔

دوبارہ فوجی میس منتقلی: اسکے بعد آپ لوگ ان کے دفتر سے باہر آئے میجر جنرل صفدر بٹ اور میجر جنرل شفقات سید (جنکا انداز نہایت شریفانہ تھا اور وہ لوگ شاہراہ کی بندش اور موجودہ نازک حالات سے بے چینی محسوس کر رہے تھے) نے باہر تک آکر انہیں گاڑی میں بٹھا کر رخصت کیا۔ اور انجینئرنگ فوجی میس میں لے آئے، اس دوران انہوں نے دوبارہ ہسپتال جاکر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی مزاج پرسی کی اور انہیں تفصیلات بھی بتلا دیں۔

بھٹو کی تقریر کے بعد ہری پور جیل واپسی: شام کو جس وقت ریڈیو سے بھٹو صاحب کی قومی اسمبلی میں وہ تقریر نشر ہو رہی تھی جس میں امریکی ڈالروں کے فرضی سیلاب کا ذکر تھا کہ ایک فوجی افسر نے آکر مہمان خانہ میں ان دونوں کو اطلاع دی کہ آپ فارغ ہیں اور ہری پور جیل واپس جاسکتے ہیں۔ یعنی جنرل ٹکا صاحب کو یا تو انہیں سہالہ بھیجنے کی اجازت نہیں ملی ہوگی یا انہوں نے خود ضرورت نہیں سمجھی ہوگی۔ پہلے سے اندازہ یہی تھا کہ حضرت مفتی صاحب سے ملنے کا اور ان سے مشورہ لینے کا معاملہ تو انہیں مفید مطلب نظر ہی نہیں آئے گا۔

اسکے بعد پولیس کی گاڑی ان دونوں کو لیکر ہری پور لے آئی، رات ۹ ساڑھے نو بجے ہم لوگ بڑی بے چینی سے ان حضرات کے منتظر تھے کہ یہ لوگ جیل پہنچ گئے۔

جیل میں بڑی بے چینی: جیل سے انہیں لے جانے کے بعد جیل میں دونوں حضرات کے بارہ میں بڑی بے چینی پھیل گئی تھی، اور تمام دن اتحاد کے اسیر رہنما جیل کے سپرنٹنڈنٹ سمیت ساری انتظامیہ کو پریشان کرتے رہے کہ ہمیں دونوں کے بارہ میں صحیح صورتحال بتلا دی جائے، لوگوں کو خطرہ تھا کہ کہیں فوجی حکام انہیں جبری طور پر کوہستانی علاقہ نہ لے گئے ہوں۔ دن گذرنے کیساتھ ساتھ پریشانی بڑھتی رہی یہاں تک کہ جیل کی انتظامیہ سے کہا گیا کہ اگر کل تک یہ حضرات نہ آئے تو ہم جیل کے تالوں اور سلاخ دار جنگلوں کا وہی حشر کریں گے جو حضرت مفتی صاحب کو ہری پور سے سہالہ جیل منتقل کرنے کے وقت قیدیوں بپھرے ہوئے ہجوم نے کیا تھا۔ مگر جب مولانا سمیع الحق اور حاجی صاحب پہنچ گئے تو خوشی کی لہر دوڑ گئی اور رات گئے تک حال احوال معلوم کرنے کیلئے تانتا بندھا رہا۔ تقریباً دو ہزار افراد کو الگ الگ مطمئن کرنا اور تفصیلات بتلانا مشکل تھا۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ کل عصر کے بعد عام جلسہ میں ساری روئیداد سنا دی جائے گی جسے دوسرے دن عصر کے بعد جناب حاجی صاحب نے عام جلسہ میں بیان کیا۔

ابتلاء وآزمائش میں سرخروئی: اسطرح اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو ابتلاء اور آزمائش کے مراحل سے بھی سرخرو کر کے نکالا، اور فوج سے وابستہ ایک اہم شخصیت وزیر دفاع سے آمنے سامنے انکو کھل کر ایسی بہت سی باتیں کہنے کا موقعہ ملا جو ان دنوں لوگوں کے دلوں کی دھڑکن

میں شامل ہوگئی تھیں (اور جسے تفصیلاً یہاں بیان نہیں کیا جاسکتا) اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی عیادت اور خود ملاقات کرنے سے تشویش بھی رفع ہوئی، انکے ایکسڈنٹ کا معاملہ یہ تھا کہ حضرت جب علاج کے لئے راولپنڈی تشریف لا رہے تھے تو گاڑی (سرخ ہلمین گاڑی بہت پرانے ماڈل ۱۹۶۲ء کے الیکشن سے قبل سے حضرت مدظلہ کے استعمال میں ہے) جسے انکے صاحبزاد مولانا انوار الحق چلا رہے تھے ایک جی ٹی ایس سے بچاتے ہوئے ان سے بے قابو ہوگئی اور تین چار دفعہ الٹ پلٹ گئی مگر اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے حضرت شیخ الحدیث بالکل بچ گئے۔ ایک ہاتھ پر معمولی سی خراش کے علاوہ کوئی تکلیف نہ ہوئی جبکہ شیشہ بہت دور جا گرا اور چھت پچک گئی اور پیچھے بیٹھے ہوئے انکے صاحبزادے پروفیسر محمود الحق حقانی بھی قدرے گاڑی کے دباؤ سے زخمی ہوئے، اب تک حضرت شیخ الحدیث ہسپتال میں زیر علاج ہیں، اصل علاج آنکھوں کا ہو رہا ہے۔ پیرزادہ صاحب نے آنکھ کا اپریشن کیا ہے۔ مگر خاطر خواہ افاقہ نہیں ہوا۔ جناب کرنل ذوالفقار صاحب ماہر امراض قلب بھی بڑی محبت سے مرض قلب کا علاج کر رہے ہیں۔

<u>ہسپتال میں مفتی محمود کا علاج اور شیخ الحدیث کی بار بار تیمارداری:</u> سنا ہے کہ حسن اتفاق سے مولانا مفتی محمود صاحب کو بھی سہالہ کیمپ جیل سے برائے علاج اسی وارڈ میں لایا گیا۔ اور مولانا عبدالحق مدظلہ کے کمرے کے بالکل نیچے انکا کمرہ تھا۔ اس طرح مولانا کے آس پاس موجود تیمارداروں اور ملاقاتیوں کی وجہ سے حضرت مفتی صاحب سے بھی جو کڑی حراست میں ہیں کوئی نہ کوئی سلسلہ جنبانی ہو جاتی۔ سنا ہے کہ حضرت مفتی صاحب کڑی حراست کے باوجود اپنے اختیارات سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی تیمارداری کے لئے ایک دو مرتبہ اوپر کمرہ میں تشریف لے گئے اور کافی دیر تک انکے ساتھ بات چیت بھی کرتے رہے۔

☆☆☆

پروفیسر محمد شفیع ملک۔ سابق ممبر وفاقی مجلس شوریٰ

۱۲ ستمبر ۱۹۸۸ء (مولانا عبدالحق کی تعزیت ○ جہاد افغانستان میں خدمات نے تاریخ میں امر کر دیا ہے)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت مولانا عبدالحق صاحب مرحوم ومغفور کی رحلت نہ صرف آپکے اور آپکے ادارے کیلئے ایک عظیم نقصان ہے بلکہ پوری ملت اسلامیہ ایک عظیم عالم دین سے محروم ہوگئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے علماء جو دینی علم کیساتھ سیاسی بصیرت بھی رکھتے ہوں اور اپنے مجاہدانہ کردار سے عوام کی حقیقی تائید وحمایت سے بھی نوازے گئے ہوں اس ملک میں بہت کم ہیں میرے نزدیک جہاد افغانستان کے سلسلے میں انکی اور ان کے مدرسے کی خدمات ہی اتنی اہم ہیں کہ انکا نام تاریخ میں امر ہو جائیگا۔ فنا ہر چیز کی تقدیر ہے باقی رہنے والی ذات خداوند قدوس ہی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت مولانا کی مغفرت فرمائے اور انہیں اپنے ہاں بلند درجات سے نوازے۔ اور انکی موت سے ہونے والے نقصان کو اپنی رحمت خاص سے پورا فرمادے۔ مجھے اپنے غم اور جذبات میں اپنے ساتھ سمجھئے۔

احقر شفیع صدر نیشنل لیبر فیڈریشن کراچی

میر شکیل الرحمان[1] روزنامہ جنگ کراچی

۱۰ مارچ ۱۹۷۹ء (جنگ اسلامی صفحہ اقراء کیلئے لکھنے کا وعدہ اور یاد دہانی)

جناب مولانا سمیع الحق صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (پشاور)۔سلام مسنون، گرامی نامہ مورخہ ۲۸ فروری موصول ہوا۔شکریہ قبول فرمائیں۔جناب نے جنگ کے اسلامی صفحہ "اقراء" کیلئے لکھنے کا وعدہ فرمایا تھا معلوم ہوتا ہے کہ عدیم الفرصتی کیجبہ سے ابھی تک توجہ نہ ہوسکی۔امید ہے کہ جلد از جلد آپ اپنے گرانقدر خیالات سے ہمیں نوازیں تا کہ قارئین جنگ کی رہنمائی ہو سکے۔احترامات فاخرہ اور پیشگی شکریہ کے ساتھ۔ آپ کا نیاز مند (میر شکیل الرحمان)

☆☆☆

شکیل درانی

چیف سیکرٹری صوبہ سرحد پشاور، چیئرمین واپڈا پاکستان

(۱)

(سینیٹ کی رکنیت پر مبارکباد)

محترم مولانا سمیع الحق۔السلام علیکم، آپ کے سینیٹر منتخب ہونے پر مجھے دلی مسرت ہوئی۔میں آپ کو اس کامیابی پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ آپ کو یہ ذمہ داری بطریق احسن نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قدم پر کامیابی وکامرانی سے نوازے۔آمین

آپ کا خیر اندیش (شکیل درانی) چیف سیکرٹری صوبہ سرحد

(۲)

(تقریب شادی میں عدم شرکت کی معذرت)

۲۳ فروری ۲۰۰۶ء

محترم سمیع الحق صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ۔آپ کی بیٹی کی شادی خانہ آبادی پر مجھے یاد کرنے کا شکریہ میں اپنی سرکاری معروفیات کی وجہ سے حاضر نہیں ہوسکوں گا،اس پر دلی معذرت خواہ ہوں۔میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔اللہ تعالیٰ نئے شادی شدہ جوڑے کو خوش وخرم رکھے۔ آمین شکیل درانی

---

[1] بانی جنگ میر خلیل الرحمان مرحوم کے ہونہار فرزند، جو اس وقت جنگ گروپ اور جیو ٹی وی وغیرہ کے سربراہ ہیں۔

شمس الباری امروز[1] لاہور

(۱)

۱۳رفروری ۱۹۷۲ء

برادرم سمیع الحق صاحب! السلام علیکم۔ خسلکہ اخبار میں حضرت مولانا کی خبر لگوادی ہے۔ میری کتاب ابھی مولانا کوثر نیازی کے پاس ہے طباعت کا مرحلہ ہنوز باقی ہے۔ جیسے ہی طبع ہوگی ضرور آپ کی خدمت میں برائے تبصرہ اور اشتہار ارسال کروں گا۔ آپ الحق کے دو پرچے میرے نام ارسال کرویں انشاء اللہ تبصرہ کرادوں گا۔ حضرت والد صاحب کی خدمت میں میری طرف سے انتہائی مؤدبانہ سلام فرمادیں۔ برادرم سعید[2] سے اگر ملاقات ہو تو مزاج اور سلام رسانی فرمائیں۔ والسلام شمس الباری

(۲)

۷رمارچ ۱۹۷۲ء (امروز میں خبر اور تبصرہ)

برادرم سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا کرے آپ اور حضرت مولانا مدظلہ بخیریت ہوں۔ دونوں اخبار ارسال کررہا ہوں۔ ایک میں خبر اور ایک میں "تبصرہ الحق" شائع ہے۔ برادرم سعید الرحمٰن سے تو اکثر بات چیت ہوتی ہے۔ انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ آپ حضرات سے جلد ملاقات ہوسکے۔ دیگر کار لائقہ سے مطلع فرماتے رہا کریں۔ شمس الباری

(۳)

۲۷رجنوری ۱۹۷۶ء (مولانا عبدالباری ندوی لکھنوی کی علالت کی اطلاع)

برادرم سمیع الحق صاحب! سلام مسنون، خدا کرے آپ اور حضرت مولانا مدظلہ بخیریت ہوں۔ ادھر دو تین ماہ سے آپ کا پرچہ بھی نہیں مل رہا جس سے کچھ صورت حالات کا اندازہ ہوتا۔

حضرت مدظلہ سے دعا کی درخواست خصوصی طور پر۔ لکھنؤ سے تازہ اطلاع آئی ہے کہ حضرت والد شدید علیل ہیں اور تقریباً ان پر بیہوشی کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ آپ کے پرچہ کے ذریعہ دعا کی درخواست بھی آنی ضروری ہے۔ بہرحال جواب کا منتظر ہوں۔

والسلام شمس الباری

(۴)

۱۹رمارچ ۱۹۷۶ء (مولانا عبدالباری ندوی کے بارہ میں اطلاع یا مضمون سے مطلع کیا کریں)

برادرم سمیع الحق صاحب! سلام مسنون! خدا کرے مولانا مدظلہ کی طبیعت بہتر ہو۔ "الحق" خاصے دنوں کی غیر حاضری کے بعد کل ملا۔ میرا

---

[1] مولانا شمس الباری انڈیا لکھنؤ کے ممتاز مصنف، محقق، علامہ عبدالباری ندوی کے صاحبزادہ، جو مولانا عبدالماجد دریابادی، مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا علی میاں مرحوم کے طبقہ اور حلقہ احباب میں سے تھے اور حکیم الامت تھانوی کے تجدیدی کارناموں پر کئی کتابیں لکھیں۔ مکتوب الیہ لاہور منتقل ہوگئے اور مختلف جرائد کی ادارت وصحافت کا کام کیا۔

[2] برادرم قاری سعید الرحمٰن جن کا بچپن ہی میں ہردوئی انڈیا کے مولانا شاہ ابرار الحق کے مدرسہ میں اوائل طالب علمی میں کو لیگ ہونے کا تعلق بنا۔

خیال ہے کہ پرچہ ڈاک کے ڈاکوؤں کی نذر ہو جاتا ہے۔ اگر دشواری نہ ہو تو میرا پرچہ "کاشانہ ادب" کے پرچوں کے ساتھ بھجوا دیا کریں۔ حضرت والد صاحبؒ کے متعلق اگر ہندوستان کے کسی پرچہ میں کوئی اطلاع یا مضمون ہو تو براہ کرم عاریتاً مجھے بھجوا دیں دیکھ کر واپس کر دوں گا غالباً الفرقان میں ہوگا یا مولانا علی میاں کا کوئی پرچہ الندوۃ وغیرہ۔

برادرم سعید الرحمٰن کو میری طرف سے بعد سلام یاد دہانی کرا دیں کہ ان کی کتابوں کا میرا پریس منتظر ہے۔ لاہور اگر آنا ہو تو ضرور مطلع کریں۔

والسلام شمس الباری

(۵)

(کتابوں پر اخبار میں تبصرے)

۲۰ ستمبر ۱۹۷۶ء

برادرم سمیع الحق! سلام مسنون! میرے بھائی آپ سے چلتے وقت ملاقات نہ ہونے کا سبب ایک فوری ضرورت سے لاہور سے باہر جانا تھا۔ بہرحال عید کے بعد انشاء اللہ اسلام آباد اور آپ کے در دولت پر حاضری ہوگی۔ کل برادرم سعید الرحمٰن سے فون پر بات ہوئی تھی۔ ان کو بھی میں نے عید کے بعد اسلام آباد آنے کو کہا ہے۔ آپ کی دونوں کتابوں پر تبصرے ہو گئے۔ جو اس خط کے ساتھ منسلک ہیں۔ حضرت مولانا مدظلہ کی صحت کیسی ہے؟ میری طرف سے ان کی خدمت میں سلام فرما دیں اپنے سیکرٹری صاحب کو بھی سب کا پُر خلوص سلام۔

والسلام

شمس الباری چیف ایڈیٹر روزنامہ امروز مدیر

نوٹ:۔ برادرم ہارون صاحب[1] بھی سلام لکھاتے ہیں۔ ان کو ایک کتاب "اسلام اور عصر حاضر" بھجوا دیں انہوں نے تو وہ کتاب طباعت کے بعد دیکھی بھی نہیں۔ میرے پریس کیلئے کام آپ کو عید کے بعد وہاں پشاور وغیرہ سے ضرور دلوانا ہے۔ شکریہ

(۶)

(امروز میں دادی مرحومہ کے انتقال کی خبر)

۱۴ دسمبر ۱۹۷۶ء

برادرم سمیع الحق صاحب! سلام مسنون! ابھی ابھی ایک خط سے جو آپ کے دفتر سے آیا۔ آپ کی دادی محترمہ کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی انتہائی افسوس ہوا۔ حضرت مولانا مدظلہ سے میری طرف سے خصوصی طور پر تعزیت فرمائیں۔ میں نے انتقال کی خبر اپنے اخبار میں دے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ والسلام شمس الباری

---

[1] امروز وغیرہ کے ایڈیٹر، ایک پریس بھی چلاتے رہے۔ جہاں سے میری کتاب "اسلام اور عصر حاضر" وغیرہ چھپتی رہیں۔

علامہ شمس الحق افغانیؒ [1]

(۱)

۲۵ مارچ ۱۹۶۶ء (تعارف علوم قرآنیہ پر کتاب O تسخیر خلاء اور اسلام O چاند ستارے اور آسمان)

برخوردارم مولوی سمیع الحق سلمہ، بعد از سلام مسنون آنکہ آج ہی میں ننگرہار جارہا ہوں کہ تمہارا خط پہنچا۔ آجکل میں تعارف علوم قرآنیہ کے نام سے کتاب لکھ رہا ہوں جو عنقریب طبع ہوگی۔ ضرورت الوحی کا مضمون میں نے اس میں مکمل لکھا ہے فرصت کے وقت میں اس پر کچھ لکھ کر بھیج دونگا لیکن مصروفیت حد سے زیادہ ہے تم نے جو سوال کیا ہے [2] کتاب زیر تصنیف میں اسکو مفصل لکھونگا جسکا عنوان "این الکواکب" ہوگا۔ مختصر جواب اسقدر ہے کہ روس و امریکہ کے خلائی کارناموں سے اسلامی تعلیمات پر کسی قسم کا اثر نہیں پڑتا۔ اسکا اگر کچھ اثر پڑیگا تو یونانی علم الافلاک اور ہیئت بطلیموسی پر یا اسرائیلی روایات مختلفہ پر پڑیگا۔ اب تک تو چاند و زہرہ پر پہنچنے کی سعی ہے لیکن اگر تمام کواکب تک بھی رسائی ہو جو مستبعد ہے تو بھی اسلامی تحقیق پر اسکا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ڈاکٹر ٹنڈل "جغرافیہ" عالم میں لکھتے ہیں کہ خوردبینوں کے ذریعہ جو ستارے نظر آسکتے ہیں انکی تعداد سات ارب ہے اور جو کسی صورت میں نظر نہیں آتے انکی تعداد شمار سے باہر ہے۔ تاہم اگر ان سب ستاروں کی طرف رسائی ہو جائے تو بھی آسمان تک رسائی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ کل ستارے فضاء میں شرعی نقطۂ نظر سے معلق ہیں یعنی بین السماء والارض ہیں آسمانوں میں ایک بھی ستارہ نہیں یہ سلف کا قول ہے۔ ابن عباسؓ سے روح المعانی ج ۳۰ ص ۱۵ سورۂ تکویر میں ہے **النجوم قناديل معلقة بين السماء والارض بسلاسل من نور بايدى الملائكة منه ويقرب منه قول الفلاسفة الجديدة لكن بالجذب** [3]

---

[1] شمس العلوم والمعارف فیلسوف اسلام علامہ شمس الحق صاحب افغانیؒ سابق شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند، سابق وزیر معارف ریاست قلات بلوچستان۔ سابق صدر مدرس جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، سابق شیخ الحدیث والتفسیر اکیڈمی علوم اسلامیہ کوئٹہ، سابق شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور، خلیفہ مجاز حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ، المتوفی ۱۶ اگست ۱۹۸۳ء۔ ان کے وفات پر اس وقت احقر کے تعزیتی تاثرات پیش ہیں:۔

دادریغا۔ کہ ابھی ہم حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ کے ماتم سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ۱۶ اگست منگل کی شام کو عین غروب آفتاب کے ساتھ ہم نے علم و معرفت کا ایک اور آفتاب بھی سپرد خاک کر دیا۔ ایک کے غروب سے کائنات رنگ و بو پر تاریکی چھا گئی تو دوسرے کے پنہاں ہونے سے کائنات علم و فضل میں ظلمت آگئی۔ علامۂ یگانہ، محقق زمانہ، متکلم اسلام، شمس العلوم والمعارف مولانا شمس الحق افغانی قدس اللہ سرہ العزیز واصل بحق ہوئے جو پچھلے دو ایک سال سے صاحب فراش تھے۔ ۱۶ اگست صبح نو بجے سانحۂ ارتحال پیش آیا، نماز جنازہ اسی دن ۶ بجے شام ان کے گاؤں ترنگ زئی تحصیل چارسدہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ نے پڑھائی اور نماز کے بعد حاضرین سے جس میں بڑی تعداد علماء و صلحاء کی تھی علامہ مرحوم کے فضائل و مناقب پر مختصر خطاب فرمایا۔ دارالعلوم حقانیہ سے بڑی تعداد میں اساتذہ و طلباء نے بھی خصوصی بسوں کا انتظام کر کے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ غروب آفتاب کے وقت اس علامۂ دوران کی تدفین عمل میں آئی، شام کی ڈھلنے والی تاریکیوں میں لوگ واپس ہو رہے تھے تو ارباب صدق و صفا اور اصحاب علم و فضل کے اس قدر تیزی سے رخصت سفر باندھنے پر کتنے اصحاب درد تھے جن کے دل ڈوبتے جا رہے تھے اور زبان حال سے کوئی کہہ رہا تھا۔

اٹھے جاتے ہیں اب اس بزم سے ارباب نظر گھٹے جاتے ہیں میرے دل کے بڑھانے والے

مولانا کی ولادت ۷ ارمضان المبارک ۱۳۱۸ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۰۱ء، ایک علمی خاندان میں ہوئی، نام شمس القمر رکھا گیا جو بعد میں شمس الحق سے تبدیل ہوا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد سرحد و افغانستان کے مشاہیر علم و فضل سے علوم و فنون کی تکمیل کی، ۱۹۲۰ء میں دارالعلوم دیوبند پہنچ کر ۱۹۲۱ء میں علامۃ العصر سید انور شاہ کشمیریؒ سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند فراغ حاصل کی۔ پھر دارالعلوم دیوبند کی طرف سے ہندوستان کے ارتدادی فتنوں کی سرکوبی میں لگ گئے اور شدھی تحریک کی روک تھام میں بھرپور حصہ لیا۔ وہ ابتداء سے ہی علمی میدان کے شہسوار تھے۔ علم و فضل کے ہتھیار سے آریہ سماج کے مشہور مناظرین کو بڑے بڑے اجتماعات میں عبرتناک شکست دی۔ اس کامیابی پر ان کے اکابر اساتذہ نے دلی مسرتوں کا اظہار کیا اور دل کھول کر دعائیں دیں۔

اس کے بعد برصغیر کے تقریباً ایک درجن علمی اداروں، مدارس اور جامعات میں اسلامی علوم و فنون کی تدریس میں منہمک رہے جن میں == (بقیہ اگلے صفحے پر)

[2] میں نے چاند کی تسخیر پر ایک اداریہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا اور ایک مکتوب کے ذریعہ حضرت علامہ افغانی سے چاند اور ستاروں کی تسخیر کی شرعی حیثیت پر روشنی ڈالنے کی درخواست کی گئی جواب میں حضرت مولانا نے ذیل کا مختصر مگر سیر حاصل مکتوب ارسال فرمایا الحمدللہ کہ ایک محقق عالم کی تحریر سے احقر کے خیالات کی تائید ہوئی۔

[3] ستارے لٹکتے ہوئے فانوس ہیں آسمان اور زمین کے درمیان نور کی زنجیروں کے ساتھ جنہیں فرشتے تھامے ہوئے ہیں۔ علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں۔ کہ فلسفہ جدید کے علماء کا قول بھی اسکے قریب ہے۔ مگر وہ اسکی تعبیر مرکز ثقل اور کشش سے کرتے ہیں۔

اسی طرح عطاء بن رباح استاذ امام ابوحنیفہؒ کا بھی قول ہے۔ آلوسیؒ نے تفسیر سورۂ طلاق ومن الارض مثلھن کے تحت لکھا ہے۔ ولم یقم دلیل علی ان شیئا من الکواکب مغروز فی شئ من السموات کالفص فی الخاتم والمسمار فی اللوح [1] اس جگہ علامہ آلوسیؒ نے اسرائیلی روایات کی تردید بھی کی ہے فرمایا ہے نعم اکثر الاخبار فی امر السموات والارض لایعول علیھا اشار الیھا النسفی فی بحر الکلام [2] باقی جن آیات سے ستاروں کا آسمان میں ہونا مترشح ہوتا ہے۔ اسکی تردید روح المعانی کی جلد ۱۷، ۱۸، اور ۳۰ میں موجود ہے۔ مزید بسط کی گنجائش نہیں۔ آلوسیؒ کل فی فلک یسجون کی تفسیر میں لکھتے ہیں قال اکثر المفسرین ھو موج مکفوف تحت السماء تجری فیه الشمس والقمر وقال الضحاک ھولیس بجسم بل مدار ھذہ النجوم [3] گویا اکثر مفسرین اسلام محل کواکب کو جس میں شمس وقمر گردش کرتے ہیں تحت السماء تسلیم کرتے ہیں نہ فی السماء (آسمان کے نیچے نہ کہ آسمان میں) یہی اختصار کافی ہے۔　فقط والسلام شمس الحق افغانی بہاولپور

== سرفہرست دارالعلوم دیوبند ہے جہاں آپ نے تفسیر کی اعلیٰ کتابیں پڑھائیں۔ ۱۹۳۹ء میں آپ کو ریاست ہائے متحدہ بلوچستان قلات کی وزارت معارف کی پیشکش کی گئی اور اکابر کے مشورہ پر قضا وتعلیم کی وزارت کا قلمدان سنبھالا۔ پورے گیارہ سال آپ اس منصب پر فائز رہے۔ اس دور کے نظام عدل وقضا اور عدالتی قوانین سے متعلق آپ کی وابستگی کے نتیجہ میں دنیائے علم کو "معین القضاۃ والمفتین" کی شکل میں قضاء وافتاء سے متعلق فقہ اسلامی کے چیدہ اصول وقواعد کا مجموعہ ملا جس نے اہل علم سے خراجِ تحسین حاصل کیا۔ اسلام کے ضابطۂ دیوانی وفوجداری پر بھی آپ نے گرانمایہ کام کیا۔ انگریز کے چھوڑے ہوئے عدالتی نظام کے سائے سمٹنے کی بجائے پھیلتے چلے گئے اور ۱۹۵۵ء میں ون یونٹ کے قیام کے ساتھ ان کے زیرنظم علاقے پر بھی اس نظام کے منحوس سائے چھاگئے اور شرعی قوانین کی بالادستی قائم نہ رہ سکی تو آپ نے استعفاء دے دیا کہ کسی شرعی عدالت پر رائج الوقت عدالتوں کی برتری کو شریعت کے وقار اور شان کے خلاف سمجھتے تھے۔

تقسیم ہند کے بعد جب دیوبند کے راستے مسدود ہوگئے اور بانی دارالعلوم حقانیہ حضرۃ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ کو بامرِ مجبوری گھر ٹھہرنا پڑا تو حضرت مرحوم نے اپنے ریاستی فرائض قضاء وتعلیم میں شریک کرانے کے لئے مولانا موصوف کو باصرار بلوچستان بلانا چاہا، بات چل رہی تھی، اُدھر حق تعالیٰ نے مولانا مدظلہٗ سے دارالعلوم حقانیہ کی شکل میں ایک عظیم کام لینا تھا شاید اس لیے یہ دعوت قبول نہ ہوسکی۔ ناچیز کے علاوہ بہت سے حضرات کو یہ حسرت رہی کہ کاش علامہ مرحوم بھی (بلوچستان کی معروفیت کتنی ہی اہم کیوں نہ ہو) درس وتدریس کا روائتی سلسلہ اپنے مادر علمی دارالعلوم دیوبند اور اس کے بعد ایسے ہی اہم دینی مدارس میں جاری رکھے ہوتے اور ریاستوں اور عصری جامعات کے اعلیٰ سے اعلیٰ مناصب کے دینی خدمات کی بجائے کسی مدرسہ کے دارالحدیث یا خانقاہ کی مسندِ ارشاد پر متمکن رہتے تو ان کے خداداد افادہ کا حلقہ اور فیض واستفادہ کا دائرہ بہت ہمہ گیر اور عالمگیر ہوتا اور وہ تلامذہ اور مستفیدین کے اعتبار سے اپنے وقت کے علامہ کشمیری اور علامہ عثمانی بن کر دنیا سے اُٹھتے کہ ان کی عبقری شخصیت اور علوم کی جامعیت کے شایان شان یہی تھا۔

بلوچستان اور بہاولپور کے دور اُفتادہ اور تنگی بندھی ذمہ داریوں اور محدود فرائض نے ان کے علم وفضل کے بحر ذخار کو ایک گونہ بند لگادیا۔ مگر پھر بھی تقریر وخطابت، تصنیف وتالیف بالخصوص عصر حاضر کے جدید مسائل پر قومی اور عصری کمیٹیوں اور مجالس مذاکرہ کی شکل میں آپ نے علم اور دین کی عظیم الشان خدمات سرانجام دیں۔ شاید اس میں بھی اللہ کی یہی حکمت تھی کہ آپ مدارس کے شبانہ روز تدریسی بندھنوں سے آزادرہ کر ان دائروں میں اسلام کی ترجمانی کرسکیں، جو ہر ایک کے بس کی بات نہ تھی اور اس لحاظ سے آپ کا مقام عصر حاضر کے علماء میں بہت ممتاز تھا کہ اسلامی مباحث وعلوم کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے آپ عصرِ حاضر کے اٹھائے گئے شبہات پر سیر حاصل روشنی ڈالتے اور عہدِ جدید کے اذہان اور اس دور کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے۔ ہر تحریر وتقریر کا محور اور مرکزی نقطہ اسلامی مباحث وعقائد کی حقانیت کو کلامی انداز میں اُجاگر کرنا اور دلنشین کرانا ہوتا، وہ شریعت اسلامیہ کے لازوال عقائد واصول کو نہایت معقول اور محققانہ انداز میں پیش فرماتے۔ مغرب اور مغربیت پر ان کی نشتر زنی بڑی جارحانہ ہوتی۔ وہ اس ضمن میں جب مسٹر اور ملا کا موازنہ کرتے تو عجیب نکتہ آفرینی فرماتے کہ مجمع متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔ ان کا اندازِ درس بھی محاضرات اور لیکچرز کا ہوتا جسے ان کے تلامذہ نوٹ کرتے، وہ کسی بھی مشکل اور اہم موضوع کے عجیب عجیب عنوانات قائم کرکے تحلیل وتجزیہ کرتے۔

الحق کو سب سے زیادہ یہ شرف حاصل ہوا کہ اس نے اپنے آغاز ہی سے علامہ مرحوم کے علوم ومقالات کو پہلی بار شائع کیا۔ حضرت علامہؒ کے اکثر تصانیف ورسائل کا اکثر حصہ اولاً الحق میں شائع ہوتا رہا اور اس طرح مولانا کے علمی فیوضات سے بیرونی دنیا کو استفادہ وتعارف کا موقع ملا۔ اُن کی مادری زبان پشتو تھی مگر اُردو میں نہایت شُستہ تقریر فرماتے، تحریر کے ساتھ تقریر کا ایسا ملکہ کم ہی پشتون علماء کو حاصل ہوا۔ وہ کسی علمی موضوع پر گفتگو کرتے تو ساری مجلس پر اسلامی عظمت وحقانیت کا رنگ چھاجاتا۔ وہ اسلام کی حقانیت کے ترجمانی اور علمی دنیا کا سرمایۂ افتخار تھے اور جب چلے گئے تو اپنا بدل اور نظیر نہیں چھوڑ سکے کہ اس دور میں ایسے وسیع النظر علماء تو کیا ان سے بہت کم درجے کے اصحاب علم ودانش کا وجود عنقا بنتا جارہا ہے۔ حق تعالیٰ مولانا مرحوم کو ان کی علمی عظمتوں کی طرح وہاں بھی بلند وارفع درجات سے نوازے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ اللھم افض علیه من شابیب رحمتک وعفوک وادخله الجنة واسقنا من علومه وبرکاته۔ آمین

اگست ۱۹۸۳ء

[1] اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ کوئی ایک ستارہ بھی آسمانوں میں ایسا جڑا ہوا ہے جیسا انگوٹھی میں ہیرا یا تختی میں میخ۔

[2] زمین اور آسمانوں کے بارہ میں اکثر باتیں ناقابل اعتماد ہیں۔ علامہ نسفی نے بحر الکلام میں اس جانب اشارہ فرمایا ہے۔

[3] اکثر مفسرین کہتے ہیں اس سے مراد آسمان کے تلے موج مکفوف ہے جس میں سورج اور چاند اپنی گردش کرتا ہے۔ ضحاک کہتے ہیں۔ اس سے مراد جسم نہیں بلکہ ان ستاروں کا مدار (جائے گردش) ہے۔

(۲)

(مقالہ قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق کیلئے ماخذ کی رہنمائی O سفر ڈھاکہ O کمیونزم اور اسلام کے معاشی نظام پر مقالہ)

۱۴ر فروری ۱۳۸۷ھ از جامعہ اسلامیہ بہاولپور

عزیزم مولوی سمیع الحق صاحب زید فضلہ، بعد از سلام مسنون ودعا ترقیات آنکہ آپکا خط پہونچا۔ اسوقت محفل نزول القرآن ودیگر ادارہ جات کیلئے مضامین کی ترتیب کا کام بھی ہے اور ششماہی امتحان کے پرچہ جات بھی دیکھنا ہے لیکن ان سب کے علاوہ گھر میں بیماری ہے جس نے پریشان کر رکھا ہے ان حالات میں صرف اشارات کرتا ہوں آپ ماشاء اللہ فہیم ہیں اور صاحب قلم ہیں۔ انکو ترتیب دیں، ڈھاکہ سے دو ماہ قبل میرے پاس وفد آیا تھا اب انکا اصرار ہے کہ مقالہ بھی لکھوں اور شریک بھی ہوں، مقالہ تو اسوقت مشکل ہے شرکت کیلئے وقت نکالونگا بشرطیکہ جامعہ کے اشغال مانع نہ ہوں کیونکہ یہاں اور لاہور میں وقتاً فوقتاً میٹنگیں ہوتی ہیں جن میں میری شرکت ضروری ہوتی ہے آپ پہلی فرصت میں میرے کیمونزم اور اسلامی معاشی نظام کا مسودہ بہت جلد رجسٹری کر کے بھیجدیں۔ اشارات تعمیر اخلاق اور قرآن، سب سے پہلے اخلاق کی تعریف اور اقسام احیاء العلوم باب منجیات وموبقات اور اخلاق جلالی میں دیکھ لیں پھر اخلاق حسنہ وسیئہ کے متعلق قرآن کی آیات اور احادیث منتخبہ قلم بند کر کے تفاسیر اور اتحاف شرح احیاء علوم اخلاق جلالی حجۃ اللہ کتاب الطہارۃ ابوعلی بن مسکویہ اور الترغیب والترہیب منذری سے انکی اہمیت اور فضیلت واضح کر کے بنیادی بین الاقوامی اخلاق مثلاً عدل، صبر، ایفاء عہد، شفقۃ علی الخلق، مساواۃ انسانی اور انکے اضداد مثلاً ظلم، حرص وشہوت پرستی جو خلاف صبر ہیں، نقض عہد، قساوۃ اور کمزور اقوام پر ظلم جو شفقۃ علی الخلق کے خلاف ہیں۔ قومیت وطنیت کی پرستش اور دیگر اقوام وارکان کے برخلاف برسرپیکار ہونا۔ یہ ایسے امور ہیں جنکے بغیر بین الاقوامیت کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا یہ مختصر اشارات ان شاء اللہ کافی ہیں مقدمہ ابن خلدون بھی دیکھیں میں کیمونزم اور اسلام کے مسودہ کا منتظر ہونگا۔ اگر میرا جانا ہوا تو زبانی بھی گفتگو ہوگی اور وہاں علوم القرآن پر جو تقریر ہوگی اسکو اگر وہ ٹیپ ریکارڈ کرینگے تو مقالے کی ضرورت نہ ہوگی حضرت مولانا کو سلام۔

فقط والسلام شمس الحق افغانی عفا اللہ عنہ

(۳)

(الحق کیلئے مضمون ترقی اور اسلام)

۵ر مئی ۱۹۶۷ء

برخوردار مولوی سمیع الحق سلمہ، بعد از سلام مسنون آنکہ تمہارا خط پہنچا ہے اس تمام دوران میں خود مریض ہونے کے علاوہ گھر میں دو بیمار ہیں جنکی تیمارداری کی وجہ سے یکسوئی مفقود ہے فی الحال آپ کے پشاور کی دینی اکیڈمی نے جو ترقی اور اسلام کا مضمون چھپوایا ہے اسی کو چھاپ دیں میری اجازت ہے بعد ازیں انشاء اللہ دو مضامین کو مدارس عربیہ اور معاشرہ پر انکے اثرات، اور کیمونزم اور اسلام، بھیج دیا جائیگا۔ حضرت مولانا کو سلام

شمس الحق افغانی بہاولپور

(۴)

(مضمون "برصغیر میں اسلامی مدارس اور معاشرہ پر ان کا اثر" O دیوبندی مسلک کے انگریزی پڑھے ہوئے طلبہ کو تخصص فی التفسیر کا مشورہ)

۳۱ر مئی ۱۹۶۷ء

برخوردارم مولوی سمیع الحق صاحب زید علمہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، اس دفعہ آپکو مضمون بھیجنے میں تاخیر ہوئی اور تین ماہ قبل سے مولانا یوسف

ل الحمد للہ سفر ڈھاکہ حضرت علامہ افغانیؒ اور حضرت شیخ الحدیثؒ کی معیت میں احقر کا مقالہ قرآن کریم اور تعمیر اخلاق کے نام سے شائع ہوا۔

صاحب بنوری کا بھی تقاضا ہے لیکن اب تک ترسیل مضمون کی نوبت نہیں آئی وجہ یہ تھی کہ اپنے عہدہ سے متعلق فرائض کے علاوہ گھر بیماری سے خالی نہیں رہا بلکہ اب تک بیماری ہے اسلئے فی الحال اپنے دو مطبوعہ مقالے بھیج رہا ہوں (۱) ترقی اور اسلام (۲) برصغیر میں اسلامی مدارس اور معاشرہ پر انکا اثر، انشاء اللہ دونوں مفید ثابت ہونگے رسیدگی سے اطلاع دیں۔ مولانا کو سلام عرض کر دیں اس سال شعبۂ تفسیر اور شعبۂ حدیث الگ ہوئے۔ اور جس طالب العلم کو جامعہ میں تخصص فی التفسیر کا داخلہ لینا ہوتا ہے وہ صرف مجھ سے پڑھے گا اور کسی استاد سے نہیں پڑھے گا آئندہ یکم جولائی تک میری میعاد ملازمت ختم ہونیوالی تھی اور ۵۵ سال میں ریٹائر ہونے کا قانون بھی ہے اور میں نے اپنی عمر ۶۷ سال لکھ بھیجی تھی لیکن پھر بھی حکومت نے کنٹریکٹ یعنی معاہدہ کی صورت میں مزید دو سال یعنی یکم جولائی ۱۹۶۹ء تک کی توسیع کر دی یہ ڈگری اب بڑی اہمیت رکھتی ہے لہٰذا دیوبندی مسلک کے طلبہ جو کسی قدر انگریزی پڑھے ہوئے ہوں تخصص فی التفسیر میں داخلہ لیں میرے بعد شاید مشکلات ہوں۔

فقط والسلام، شمس الحق عفا اللہ عنہ، جامعہ بہاولپور

(۵)

(اسلام کا معاشی نظام پر مقالہ)

بعد از سلام مسنون، آنکہ مطلوبہ مضمون کو بذریعہ رجسٹری ارسال کیا گیا ہے آخری قسط یعنی اسلام کا معاشی نظام بھی مکمل ہو چکا ہے اسکو امید ہے کہ ساتھ لاؤنگا۔ لیکن دونوں مضمون کو مستقل رسالہ کی شکل میں شائع کرنے کا تقاضا ہو رہا ہے اسلئے دونوں کی واپسی ترسیل کی ضرورت ہوگی۔ شمس الحق افغانی

(۶)

۲۸ر رمضان المبارک ۸۸ھ

(مسلمانوں کی عالمی تعداد مجموعی آبادی ○ مغربی اقوام کی اپنے بارہ میں مبالغہ آمیزی ○ علوم القرآن کی پہلی جلد)

عزیزم مولوی الحاج سمیع الحق سلمہ ربہ بعد از سلام مسنون و دعاء ترقیات آنکہ میں یہاں بہاولپور میں ہوں، مسلمانوں کی عالمی تعداد کا میں نے جو ذکر کیا تھا کہ مسلمانوں کی مجموعی آبادی ۹۵ کروڑ اور ایک ارب کے درمیان ہے یہ میں نے اس رپورٹ سے لیا ہے جو کوہستان ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۵ء میں درج ہے باقی یورپی اقوام کی تاریخی اور علمی تحقیقات بھی سیاست سے متاثر ہوتی ہیں جس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے ہمیشہ یورپی اقوام کی تعداد بڑھانے میں مبالغہ سے کام لیا لیکن مشرقی اقوام کی تعداد کو اصلیت سے کم ظاہر کیا تاکہ وہ احساس قوت سے محروم رہیں اور استعمار و استحصال کی راہ میں رکاوٹ نہ بنیں سب احباب بالخصوص آپکے والد ماجد کو سلام۔ علوم القرآن کی پہلی جلد تقریباً چار پانچ سو یا کم و بیش صفحات پر شائع ہو رہی ہے لاہور میں ایک سو صفحات کی کتابت ہو چکی ہے باقی کی ہو رہی ہے۔

شمس الحق افغانی عفا اللہ عنہ ماڈل ٹاؤن نزد شجاع منزل بہاولپور

۴۔۹۔۱۹۶۷ء (یہ خط اس خط کے جواب میں لکھا گیا)

حضرت المخدوم سیدی المحترم دمتم للاسلام والمسلمین، السلام علیکم مد ظلہم اللہ، امید ہے بخیر و عافیت بہاولپور پہونچ چکے ہونگے جاتے وقت میں نے مشافہۃً عرض کیا تھا کہ الحق کا اگلا شمارہ جلسہ دستار بندی مروجہ سے زیادہ تعداد میں شائع ہو رہا ہے اسمیں حضرت والا کا مضمون ضروری ہے حضرت نے بہاولپور پہونچنے پر توجہ فرمانے کا وعدہ کیا تھا مکرر عرض ہے کہ "اسلام اور کیمونزم" کی پہلی قسط یا دوسرا کوئی اہم مضمون از راہ الطاف دیرینہ جلد ارسال فرما دیجئے کیونکہ اگلا پرچہ زیر ترتیب ہے ماہ رواں کا تازہ پرچہ بہاولپور کے پتہ پر بھیجا گیا ہے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔

دار العلوم کے سالانہ جلسہ۔۔۔ ۷،۸ر اکتوبر ہفتہ، اتوار کا تاریخ نوٹ فرما لیا ہوگا۔ دعوات صالحہ کی خاص طور سے التجا ہے۔ جواب سے سرفرازی بخشیں۔ حضرت والد ماجد مد ظلہ تسلیمات مسنونہ پیش فرما رہے ہیں۔ والسلام سمیع الحق غفرلہ، مدیر ماہنامہ "الحق"

(۷)

(عقلیت اور مغربیت کے لئے آٹھ مصنفین کی کتابیں O میری علمی و مطالعاتی زندگی O متاثر کرنے والے مصنفین کی کتابیں اور اساتذہ)

۱۲۔۷۔۱۳۹۱ھ از ترنگ زئی

برخوردارم محترم القدر الحاج مولوی سمیع الحق صاحب استاد دارالعلوم حقانیہ و مدیر ماہنامہ الحق، زیدت معارفکم، آج یکم ستمبر ہے پندرہ یوم کی رخصت بوجہ ضعف و مرض کے لی گئی ہے ورنہ آج جامعہ میں حاضر ہونا تھا آپکے سوالات کا جواب آج لکھ کر ارسال کر رہا ہوں۔ لیکن مختصر، دور عقلیت اور افرنجیت کیلئے آٹھ مصنفین کی کتابیں مفید ہیں۔ امام غزالیؒ، امام شاطبیؒ، حافظ ابن تیمیہؒ، حافظ ابن قیمؒ اور ان چار کے بعد شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ، مولانا محمد قاسمؒ۔ ان آٹھ حضرات کی تصنیفات اہم ترین ہیں۔ ان حضرات کی تالیفات وسوانح اپنی جگہ معلوم و مشہور ہیں۔ امام غزالیؒ کی احیاء العلوم، مکاتیب غزالیؒ، والتبر المسبوک فی نصائح الملوک علیٰ هامش كتاب سراج الملوک لابی بکر (اطرطوشی) المضنون به علی غیر اهله، معارج القدس، التفرقۃ بین الاسلام والزندقہ، قاصم الباطنیہ، امام شاطبیؒ کی کتاب الموافقات، والاعتصام۔ امام ابن تیمیہؒ کی کتاب منہاج السنۃ النبویہ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریہ، وکتاب موافقۃ المعقول لصریح المنقول، الحسبۃ فی الاسلام، السیاسۃ الشرعیہ فی اصلاح الراعی والرعیہ، الصارم المسلول، امام ابن قیمؒ کی کتاب شفاء العلیل فی القضاء والقدر والتعلیل، کتاب الروح، ہادی الارواح الی بلاد الافراح، اعلام الموقعین، احکام اہل الذمۃ، الطرق الحکمیہ فی السیاسۃ الشرعیہ، شاہ ولی اللہؒ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، الفوز الکبیر، البدور البازغۃ، الخیر الکثیر، عقد الجید فی الاجتہاد والتقلید، الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، شاہ عبدالعزیزؒ کی تفسیر فتح العزیز، فتاوی عزیزیہ، بستان المحدثین، کمالات عزیزی، شاہ اسماعیل شہیدؒ کی کتاب عبقات، منصب امامت، الصراط المستقیم، مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی تقریر دلپذیر، آب حیات، حجۃ الاسلام، قبلہ نما۔

ان کتابوں سے میں متاثر ہوا اور ان سے میری لوح حیات پر یہ نقوش ثبت ہوئے کہ نبی امی علیہ السلام کی لائی ہوئی شریعت حکم و اسرار کا مخزن ہے اور حقیقی حکمت و فلسفے کا گنجینہ ہے۔

(ب) <u>ان کتابوں اور مصنفین کی مشترکہ خصوصیات:</u> ان کتابوں اور مصنفین کی تفصیلی خصوصیات کے لئے دفتر درکار ہے ان سب میں اجمالی مشترک خصوصیات یہ ہیں (۱) دینی احکام کی ایسی تشریح کرنا جس سے دل و دماغ متاثر ہو سکے (۲) احکام شرعیہ کے عمیق فلسفہ اور اصول دین کی غامض حکمتوں سے پردہ ہٹانا (۳) عقل پرستوں کی عقلی کجی کو دور کرنا اور انکو صحیح راہ پر لانا (۴) دور حاضر کی ضرورتوں کے مقتضیات کے مطابق اسلامی حقائق کی تعبیر کرنا (۵) بیان میں تفہیم و تسلیم دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھنا کہ اسلامی مسئلہ کو سمجھایا بھی جائے اور منوایا بھی جائے۔ صرف مناظرانہ انداز میں مخاطب کولا جواب کرنے کی کوشش نہ کی جائے کہ ایسا کرنے میں کوئی خاص فائدہ نہیں اور یہی اسلوب کتاب وسنت کا ہے۔

(ج) <u>تقریر و تحریر دو عظیم نعمتیں ہیں اسکے حسن و قبح کا معیار:</u> تقریر و تحریر دو عظیم نعمتیں ہیں اور ذہنی انقلاب اور اصلاح بشری کے اہم ذرائع ہیں۔ اسلئے تقریری اور تحریری دنیا کے حسن و قبح کا صحیح معیار میرے نزدیک عوامی جذبات کی پرستش نہیں ہونا چاہیے، وہ جرائد و مجلات کی فروخت کیلئے نفع بخش کیوں نہ ہوں بلکہ حسن کا صحیح معیار ذہنی و فکری اصلاح ہے کہ لوح فکر سے غلط نظریات کو معقول دلائل کے

ذریعے مٹایا جائے اور حق اور صواب کو اس پر نقش کیا جائے اگر چہ تجارتی معیار کے لحاظ سے اس میں خسارہ ہو تجارت باقیہ تجارت فانیہ سے بدرجہا بہتر ہے ماعندکم ینفذو ماعنداللہ باق۔ اس قسم کے جرائد مغربی پاکستان میں بینات، الحق، البلاغ، انوار مدینہ ہیں۔

(د) علامہ کشمیری سے متاثر ہونا علامہ عثمانی اور مولانا تھانوی کا اعتراف: میرے اساتذہ کرام میں سے کوئی زندہ نہیں، لیکن سب سے زیادہ اثر جو میری زندگی پر پڑا وہ میرے سب سے بڑے اور آخری شیخ واستاذ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیری ہیں جن کے تبحر علمی وتقوی عملی سے میں بے حد متاثر ہوا، اور اب تک ہوں اور رہوں گا انشاء اللہ تعالیٰ، آپ کی ذات تعریف سے بالاتر ہے حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہٗ نے حضرتؒ کے متعلق یہ جملہ درست تحریر فرمایا: "ما راء یت مثلہ قط ولا ھو رأی مثل نفسہ، نہ میں نے اسکی نظیر دیکھی اور نہ خود انہوں نے اپنی نظیر دیکھی"۔ حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ "مولانا انور شاہ صاحبؒ جیسے عالم کا اسلام پر ہونا اسلام کی صداقت کی دلیل ہے" آپ دار العلوم دیوبند کے صدر مدرس تھے۔

(ھ) اکابر اساتذہ دیوبند کا امتیازی شان: اکابر اساتذہ دار العلوم اور خاک دار العلوم کی امتیازی شان بصیرت سے متعلق ہے نہ بصر سے، ان حضرات میں علوم ظاہری اور باطنی جمع تھے۔ ان کی ذات جامع الکمالات تھی۔

(و) ان کمالات کا محرر پر کچھ اثر تو نہیں ہے، البتہ ان حضرات سے مناسبت ضرور پیدا ہوئی ہے۔

(ز) جدید مسائل وحوادث کیلئے کتابیں: جدید مسائل وحوادث کیلئے (۱) کتاب روح الدین الاسلامی بعدالفتاح (۲) المقارنات الشرعیۃ بین القوانین الوضعیہ المدنیہ والتشریع الاسلامی للسید عبداللہ (۳) قصۃ الایمان بین الفلسفۃ والعلم والقرآن لابن ندیم الجسر والرسالۃ الحمیدیہ لحسین الافندی۔

(ح) تردید قادیانیت کی کتابیں: قادیانیت کی تردید میں بہترین کتاب "قادیانی مذہب" الیاس برنی ایم اے کی ہے جو ہزار صفحات یا زیادہ پر مشتمل ہے اور خود مرزا صاحب کی تحریرات سے قادیانیت کی تردید ہے۔ یہ کتاب اس مذہب جدید کا انسائیکلوپیڈیا ہے ۔ انکار حدیث پر کافی رسائل وکتابیں لکھی گئی ہیں سب اپنے موضوع میں کسی حد تک مفید ہیں آپ انتخاب کریں۔

(ط) معاشی مسائل اور سائنسی مسائل پر مکمل کتاب لکھنے کی ضرورت ہے۔ مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ، مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کی کتابیں بھی مفید ہیں لیکن ابھی عملی حل کیلئے خلا باقی ہے سائنس اور اسلام پر میں نے کچھ لکھا ہے لیکن ہجوم امراض نے تعویق میں ڈال دی، لہٰذا تکمیل نہ ہو سکی۔

شمس الحق افغانی حال ترنگ زئی

(۸)

۸ رمئی ۱۹۶۹ء (کوالالمپور کا اسلامی کانفرنس O متفقہ تجاویز مدار عید وصوم، رؤیت پر ہے نہ کہ تقویم پر O تعدد ازدواج O اعضاء کی پیوندکاری)

عزیز محترم الحاج مولوی سمیع الحق صاحب زید فضلہ، بعد از سلام مسنون آنکہ خط پہونچا ۔ اسلامی کانفرنس انشاء اللہ تعالیٰ اسلامی اتحاد اور اسلامی قانون کے احیاء کیلئے سنگ بنیاد بنے گی کارروائی اور روئیداد کانفرنس کے ٹائپ شدہ کاغذات کے بنڈل بوجھ کیوجہ سے کوئی ممبر ہمراہ خود لانہ سکا بحری جہاز کے ذریعہ مستقبل قریب میں پہنچے گا۔ تفصیلی کارروائی اسوقت منصہ شہود پر آئیگی اب جمعیۃ الطلبہ کو جوانٹرویو دیا گیا وہی سوال وجواب ارسال کرتا ہوں۔ وہ بھی کافی ہے کانفرنس میں دو تہائی سے زیادہ تقریریں عربی زبان میں تھیں اور ایک تہائی سے کم

ملایا اور انگریزی زبان میں عرب ممالک کے نمائندوں نے لکھی ہوئی تحریر عربی میں سنائی صرف میں نے یادداشت سے عربی زبان میں تقریر کی جو دو تین تجاویز پر تھی وہ بالاتفاق منظور ہوئیں (۱) یہ کہ مدار صوم اور عید رویۂ ہلال پر ہے حساب اور تقویم پر نہیں (۲) یہ کہ بشرط عدل تعدد ازدواج تا چار مباح ہے یہ بھی بالاتفاق منظور ہوئی (۳) نقل قلب وعین سب زندہ مریض کی حیات بچانے کیلئے درست ہے یا نہیں اسپر بمشکل مناقشہ گفتگو ہوئی تو اسکا تصفیہ شرعی ضابطے کے تحت ہوا۔ میں جب سے آیا ہوں شوگر میں اضافہ ہوا ہے۔

فقط والسلام شمس الحق افغانی

(۹)

(کتاب بدائع الصنائع کی تجلید و کتابت)

۹ مئی ۱۹۷۱ء

محترم مولانا الحاج سمیع الحق حقق اللہ ماتمناہ، السلام علیکم، مرمت شدہ کتاب برائے کتابت[1] جزء ثانی بدائع ارسال ہے کتاب کو سفید عمدہ کاغذ کے پیوند لگادیئے گئے جو ص ۹۷ سے آخر کتاب ہذا تک ہیں ان پر متوازن قلم کے ذریعہ اس انداز پر تحریر کی ضرورت ہے کہ خط باریکی میں غیر محتاج تحریر صفحے کے خط کے مطابق ہو نہ خط اصل کتاب کے خط سے موٹا ہو نہ باریک تاکہ منقول عنہ کی عبارت سفید پیوندی ٹکڑوں کی جگہ میں سما سکے۔ آخر جزء ثانی ہذا میں ایک دو صفحے اڑ گئے وہ آخر کے سفید اوراق جو لگائے گئے ہیں نقل کیجائے تاکہ جزء ثانی کی تکمیل ہو۔ اسکے بعد کا جزء ثالث کتاب الایمان سے شروع ہے صرف مرسلہ جزء ثانی دیمک خوردہ ہے پوری کتاب جو ہمارے پاس ہے درست اور سالم ہے یعنی پوری کتاب جو ۵۲ سال قبل ہم نے بموقع حج مکہ معظمہ میں خریدی ہے وہ کل سات جزو یعنی سات جلدوں میں ہے اول، سوم، چہارم، پنجم، ششم، ہفتم بکل ہمارے پاس مکمل محفوظ ہے صرف جلد دوم جو مرسل ہے اسکی کتابت جزئی سے پوری کتاب مکمل ہوجائیگی۔ (۳) نوٹ: اجرت کتابت سے اطلاع دیجائے کہ حاجی ماسٹر حبیب الرحمان[2] کے ذریعہ ارسال کروں۔ حضرت مولانا و دیگر اساتذہ کو سلام عرض ہو۔ کاتب عالم ہو اور محترم مفتی فرید صاحب کے مشورے سے کام کرے کہ غلطی سے محفوظ رہے۔

شمس الحق افغانی ترنگزئی

(۱۰)

محترم مولانا الحاج سمیع الحق سلمہ ربہ، (۱) سفید کاغذ[3] کے پیوند از ص ۹۷ تا آخر صفحہ کے بعد اگر کوئی صفحہ کم ہو پیوست لگے ہوئے سفید ورق پر نقل کیا جائے (۲) آپ کی تجویز کردہ رقم دیدی جائیگی۔ (۳) سطریں سیدھی ہوں منقول عنہ کے مطابق ہوں تو تحریر میں صحت عبارت کا بھی لحاظ رکھا جائے اس جلد کے ختم ہونے کے بعد جلد ثالث جدا محفوظ ہے کتاب الایمان سے شروع ہوتا ہے۔ (۴) کل اجزاء یا جلدیں سات ہیں اسکے علاوہ سب درست شکل میں مجلد موجود ہیں کوئی عیب ان میں نہیں۔

نوٹ: قلم ایسا ہو کہ اس دیمک خوردہ عبارت سفید کاغذ جو گیا ہے اسکے مطابق ہو نہ کم نہ زیادہ۔ شمس الحق افغانی

(علامہ افغانی کا کتب خانہ)

[1] حضرت علامہ کو کتابوں سے کتنا شغف اور اسکی حفاظت وتجلید کا کتنا اہتمام تھا ان خطوط سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ علامہ نے مکتبہ شمس المعارف کے نام سے اپنے کتب خانہ میں یہ ہیرے اور جواہر محفوظ رکھے تھے مگر ان کی وفات کے بعد یہ خزانہ کسمپرسی کا شکار ہو کر زمانہ کے رحم وکرم پر رہ گیا اور اب کس حال میں ہے؟ واللہ اعلم

[2] حضرت علامہ کے گاؤں ترنگ زئی سے متعلق تھا بڑی خوبیوں کے بزرگ، ایک عرصہ تک دار العلوم کے شعبۂ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر رہے۔

[3] یہ مکتوب حضرت علامہ نے مذکورہ کتاب بدائع الصنائع کے ٹائٹل پر میرے نام تحریر کیا جس کی تجلید وکتابت حسب ارشاد میں نے جناب سراج الاسلام سراج صاحب سے کروائی۔

(۱۱)

(مجموعہ خطبات شیخ الحدیث دعوات حق کیلئے پیش لفظ O معارف واسرار کا مستند مخزن O حرارت ایمانی سوز وگداز)

۲۷ صفر ۱۳۹۶ھ

بعد از سلام مسنون حسب طلب ذیل کا پیش لفظ ارسال خدمت ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم. الحمدللہ وحدہ، والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ وعلی آلہ وصحبہ الذین جعلھم اللہ للدین سند ووتد، امابعد احقر نے آداب عبودیت جو حضرت مولانا عبدالحق صاحب بانی ومہتمم وشیخ الحدیث حقانیہ کے خطبات جمعہ کا ایک مجموعہ ہے مختلف مواضع سے مطالعہ کیا۔ یہ مجموعہ خطبات، اسرار عبادات و اخلاق، ونوامیس اصلاح معاشرہ واصلاح ظاہر وباطن ونکات سیاست اسلامیہ کا ایک مستند مخزن ہے۔طرز بیان میں مولانا موصوف کے ممتاز علمی وعملی مقام نے اس میں حرارت ایمانی کے سوز وگداز کا اضافہ کردیا ہے صحیح مسلمان اور بندۂ خدا بننے کیلئے اس مجموعہ کا مطالعہ ضروری ہے خواص ہوں یا عوام میری دعاء ہے کہ یہ مجموعہ بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوکر سب کیلئے اور صاحب خطبات ومرتب خطبات کیلئے بھی یہ فیض عام وسیلۂ نجات آخرت بنادے۔ آمین، احقر شمس الحق افغانی عفااللہ عنہ

(۱۲)

(قادیانی اقلیت قرار دیئے جانے پر تاثرات O مرزائیت کا خاتمہ آواز کی طاقت سے O مستقبل کا لائحہ عمل)

۸رشوال ۱۳۹۴ھ ، ۲۵ راکتوبر ۱۹۷۴ء

عزیز القدر الحاج مولانا سمیع الحق صاحب زید فیضہٗ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپکا اخلاص نامہ در بارہ تاثرات حل فیصلہ قادیانی موصول ہوا۔ دور حاضر میں بعض مجبوریوں کی وجہ سے جو فیصلہ حکومت نے کیا وہ انتہائی مسلمانہ جراتمندانہ اقدام ہے جسکی جرأت سابق پاکستانی حکمران نہ کرسکے اس دور میں اس سے زیادہ ممکن نہیں تھا۔(۱) لاالہ الا اللہ.(۲) محمد رسول اللہ.(۳) ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

(۱) <u>معرفت توحید الٰہی کیلئے رسالت شناسی لازم</u>: اسلام توحید الٰہی کی صورت میں خداشناسی کی اصلی روح ہے رسالت محمدی کے ذریعہ اسکی حقیقی تشخص وتشکیل ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے حقیقی خداشناسی کیلئے رسالت شناسی اپنی اصلی شکل میں لازمی ہے جو ختم نبوت ہے اگر وصف ختم نبوت انکار کی زد میں آجائے تو رسالت کا حقیقی نقشہ ختم ہوجاتا ہے اور اسکے ختم ہونے کی وجہ سے توحید کا اصلی نقشہ بھی ختم ہوجاتا ہے۔

<u>اسلام کے تین بنیادی کڑیاں</u>: کیونکہ توحید، رسالت محمدی، ختم نبوت یہ اسلام کی تین بنیادی کڑیاں ہیں جو یقین کے درجے میں ایسے مربوط ہیں کہ ثالث کے انکار سے ثانی اور ثانی کے انکار سے اول کا حقیقی یقین بھی ختم ہوجاتا ہے۔ (۲) (تجویز ولائحہ کار) برائے مستقبل دنیا میں سب سے بڑی طاقت آواز کی طاقت ہے فرعون کے تاج وتخت اور جبروت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آواز نے ختم کیا قیصر وکسریٰ کی عظیم حکومتیں آواز محمدی ﷺ کے ابلاغ سے پیوند زمین ہوگئیں۔ زار روس کے راج کو یقین کی آواز نے ختم کیا اس اصول کے مطابق مرزائی تنظیم اور اسکے اثرات کو صرف آواز ہی ختم کرسکتی ہے یہ حکومت کی بس کی بات نہیں حکومت نے اپنا حق ادا کیا۔ اب آواز یعنی تبلیغ تحریری وتقریری کے ذریعہ ہر مسلمان پر مرزائی کو اخلاص کیساتھ تبلیغ کرنے کو اپنے اوپر لازم کردے تاجر تاجر سے ملتا ہے ملازم ملازم سے اور ہر ایک اپنے پاس والے ملازم کو نرم اور ہمدردانہ طور پر روز جب موقعہ ملے۔ تبلیغ شروع کرے اور تبلیغ کیلئے متعلقہ کتب اور علماء کرام سے امداد حاصل کرتے رہا کریں اور رابطہ جاری رکھیں۔ حضرت مولانا کو سلام فقط والسلام شمس الحق افغانی ترنگزئی پشاور

(۱۳)

(مواعظ شیخ الحدیث دعوات حق کے بارہ میں مشورہ)

۵/صفر ۱۳۸۹ھ

الی العزیز الاعز مولانا سمیع الحق ابلغہ اللہ ما یتمناہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، اخلاص نامہ کاشف احوال ہوا۔ حضرت مولانا عبدالحق زیدت معارفہ کے مجموعہ مواعظ کی اشاعت کتابی صورت میں نہایت ضروری ہے میں الحق میں اسکا مطالعہ کرتا رہا علماء اور اہل تبلیغ دونوں کیلئے اور عام اُردو دان طبقہ کیلئے نہایت مفید ہے نام کے سلسلہ استفسار کے متعلق علامہ عبدالوہاب شعرانی کی ایک کتاب موسوم بنام آداب العبودیۃ جو طبقات کبریٰ کے حاشیہ پر مصر میں چھپی ہے اور حضرت حکیم الامتہ کا ایک مجموعہ مواعظ دعوات عبدیت کے نام سے شائع ہوا۔ عبدیت عالم کی علت غایۃ تخلیق ہے ماوراء الثقلین صرف عبدیت تکوینی ہے جس میں حقوق عبدیت سے تخلف ممکن نہیں اور ثقلین میں بوجہ فاعل مختار ہونے کے عبدیت تکوینی کیساتھ عبدیت تشریعی بھی ہے انسان کی موت حیات صحت مرض فقر و غناء، شباب وھرم عزت و ذلت امر تکوینی کی جبریت کا نتیجہ ہے ماموارت و منھیات شرعیہ پر عمل عبدیت اختیار یہ تشریعی کا نتیجہ ہے مذکورہ مواعظ اسی قسم میں داخل ہیں احقر کے خیال میں نام موزوں حقوق عبدیت یا حقوق عبودیت یا فرائض عبودیت میں سے جو موزوں سمجھیں وہی نام رکھ لیا جائے عبودیت تکوینی عالم۔۔۔ان کل من فی السموات والارض الاآت الرحمان عبدا. میں اور عبودیت تشریعیہ وماخلقت الجن والانس الالیعبدون میں مصرح ہے اس لحاظ سے اسم مذکور کو قرآن سے بھی مناسبت ہے۔ فقط والدعا۔ شمس الحق افغانی از بہاولپور

(۱۴)

(مقالہ سب سے پہلے الحق کیلئے ○ برخوردان انوار الحق اظہار الحق کی شادی پر مبارکباد ودعا)

عزیز محترم مولانا سمیع الحق صاحب، سلام مسنون کے بعد مقالہ کی قسط اول ارسال ہے یہ میں نے لاہور میں حامد میاں صاحب سے وصول کیا اب اور آئندہ بھی امید نہیں کہ آپ سے پہلے کوئی چھاپ دیں سب سے پہلے آپ اسکو نشر کردیں۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کو میری طرف سے یہ دعا پہونچادیں کہ دونوں صاحبزادگان کی شادی خانہ آبادی بخوبی و بخیریت انجام پذیر ہو۔ شمس الحق افغانی از بھاولپور

(۱۵)

(مضمون ڈھاکہ کی ترسیل)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب، بعد از سلام مسنون مضمون ڈھاکہ ارسال ہے نقل میرے پاس نہیں، طباعت کے بعد نقل بذریعہ مولوی فضل منان عمرزئی گرمیوں کی تعطیلات میں مجھے واپس بھجوادیں جناب حضرت مولانا شیخ الحدیث کو سلام عرض کریں۔ شمس الحق افغانی

(۱۶)

(سقوط مشرقی پاکستان کے دردناک سانحہ کا المیہ ہلاکو سے موازنہ ○ رسوا کن شکست کے اسباب ○ نظریہ پاکستان سے بغاوت اعداد للعدو سے انحراف عیاشانہ زندگی ○ تعلیم اور معلمین کی خرابی ○ اتحاد کا فقدان ○ علاج مستقبل)

آپ نے مجھے اس عنوان پر لکھنے کے لیے تحریر بھیجی۔ میں متردد تھا کہ میں وہ دل کہاں سے لاؤں جو مجھے اس المیہ پر کچھ لکھنے کی استطاعت دے سکے۔ اسلام کی تاریخ میں سب سے بڑا اور دردناک المیہ ہلاکو کا ہے۔ اس ہنگامہ کی تحریر جس سے ابن اثیر نے تاریخ کامل میں معذرت

---

۱ شیخ الحدیث مرحوم کے مواعظ و خطبات میں جمع اور مرتب کرتا رہا۔ کتابی شکل میں اشاعت کیلئے موزوں نام تجویز کرانے کیلئے لکھا۔ کتاب بحمد اللہ دعوات حق کے نام سے دو جلدوں میں شائع ہوگئی۔ ان مواعظ کے مسودات کا مزید حصہ ترتیب و تحمیض کیلئے توفیق خداوندی کا منتظر ہے جس سے مزید دو جلدیں بن سکتی ہے۔

۲ سقوط ڈھاکہ و مشرقی پاکستان (س)

خواہی کے طور پر عجز قلم کا اعتراف کیا۔ لیکن المیہ ہلاکو سے ۷۱۵ سال بعد کا یہ واقعہ جو ابھی وقوع میں آیا اس سے انتہائی دردناک ہے بوجوہات ذیل:۔

(۱) ہلاکو کے واقعے میں مسلمان تاریخ کی ایک بہادر ترین قوم منگولین سے مغلوب ہوئے لیکن واقعہ بنگال میں ہماری مغلوبیت کرۂ ارضی کی بزدل ترین بنیا قوم سے ظہور میں آئی ہے جو افسوسناک ہے۔

(۲) ہلاکو کے واقعہ میں اس یلغار کا سربراہ دنیا کا مسلّم بہادر اور ماہرِ جنگ ہلاکو تھا، لیکن ہمارے اس واقعہ میں ہندو یلغار کی سربراہ ایک ہندو عورت تھی۔ اور ہماری طرف سے تمغہ جات اور فوجی امور کا ماہر جنرل یحییٰ خان ہائی کمان تھا۔

(۳) ہلاکو کی یلغار میں مغلوبیت ظاہری برنگ شہادت تھی اور ہمارے موجودہ واقعہ میں مغلوبیت نے ہتھیار ڈالنے کی صورت اختیار کی وہ بھی تقریباً مسلح نوے ہزار بہادر فوج نے جس کی نظیر اسلام کی پوری تاریخ میں نہیں ملتی۔

(۴) ہلاکو کے ہنگامہ میں جس ملک پر حملہ ہوا اس کے جواب میں دوسرا کوئی محاذ نہ تھا کہ دشمن پر دو محاذوں کا دباؤ پڑتا لیکن یہاں مغربی طاقتور محاذ موجود تھا۔ اگر زور سے اس محاذ پر حملہ کیا جاتا تو کشمیر کا مسئلہ بھی ہمیشہ کے لیے حل ہو جاتا اور دشمن کا متنازعہ علاقہ ہمارے قبضہ میں آجاتا کہ دشمن یا تو مشرقی محاذ پر حملے سے دستبردار ہو جاتا یا کم از کم اس کا دباؤ کمزور پڑ جاتا۔ لیکن یہاں فوری حملہ سے گریز کیا گیا کہ دشمن اطمینان کے ساتھ ہماری ناکہ بند فوج کو اچھی طرح تباہ کر دے اور جنگ بندی کے قریب دنوں میں جو حملہ کیا گیا وہ بھی اس وقت جب دشمن نے حملہ کیا اور پھر ہماری ہائی کمان نے دفاعی جنگ لڑی تاکہ دشمن کے علاقہ پر قبضہ نہ ہو، ورنہ کٹوعہ روڈ کاٹ دینے میں ۲۴ گھنٹے باقی تھے اور اگر موجودہ فوج اور ہوائی بیڑے کو استعمال کیا جاتا تو کشمیر ختم ہو کر بھارت کی دو تین لاکھ فوج محصور ہو جاتی اور مشرقی پنجاب میں ہماری فوج پٹھانکوٹ، فیروز پور، امرتسر، جالندھر کے اضلاع کو فتح کر کے لدھیانہ کے قریب پہنچ سکتی تھی اور راجستھان میں بھی کافی رقبہ فتح ہو جاتا تھا۔ اس صورت میں دشمن گھٹنے ٹیک کر اور ہماری منت سماجت کرنے پر مجبور ہو جاتا، اگر مشرقی پاکستان میں ناکامیابی ہوتی تو وہ بھی فتح میں تبدیل ہو جاتی، دشمن کی فوج کا حوصلہ بھی پست ہو جاتا جیسے "بی بی سی" کے نمائندہ نے مشرقی پاکستان کے مورچوں کو دیکھ کر یہ کہا تھا کہ "بھارتی فوج پاکستانی فوج کا سامنا کرنے سے کتراتی ہے، ممکن ہے کہ کسی وقت جنگ سے انکار کر دے لیکن پاکستانی فوج کے حوصلے تعداد کی کمی کے باوجود بلند ہیں"۔

(۵) آشوبِ ہلاکو کے موقعہ پر جس اسلامی ملک پر حملہ ہوا اس کا کوئی مددگار نہ تھا، لیکن ہمارے لیے مغربی محاذ پر قابل اعتماد طاقتور پڑوسی چین موجود تھا جو ہماری طلب پر اسلحہ اور ہر قسم کی مدد گلگت روڈ کے ذریعہ پہنچاتا۔ لیکن ان پانچ امور کے باوجود جو کچھ المیہ پیش آ گیا۔ اس کا زخم صدیوں تک مندمل نہیں ہو سکتا۔ اب تشریح طلب امر یہ ہے کہ:۔

(۶) <u>معاہدہ مدینہ دشمن کیلئے متحدہ محاذ</u>: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کی دعا اور روحانی قوت سے بہت بڑی قوت پر بھی فتح ہو سکتی تھی لیکن آپ نے عالم اسباب میں تعلیم اُمت کے لیے مدینہ منورہ میں آتے ہی یہود، بنی قریظہ و بنی نظیر و بنی قینقاع کے طاقتور قبائل سے تعاون باہمی کا معاہدہ کیا تاکہ دشمن کے مقابلہ میں متحدہ محاذ قائم ہو۔ لیکن ہم نے کسی بڑی طاقت حتیٰ کہ چین کے ساتھ بھی تحریری معاہدہ نہیں کیا حالانکہ دشمن نے اگست میں روس سے بیس سال کے لیے معاہدہ کر لیا تھا جو ہماری موت اور تباہی کے لیے کیا گیا تھا۔ اس غفلت کا وہ نتیجہ ہوا جو سامنے آیا۔

<u>اس رسواکن شکست کے اسباب</u>: اس رُسواکن اور وقار شکن شکست کے اسباب کیا تھے؟ میرے خیال میں وہ اسباب حسب ذیل ہیں:۔

(۱) پاکستانی نظریۂ اسلام سے بغاوت تقسیم ہند اور پاکستان کے وجود بقاء کی اصلی روح اسلامی نظامِ حیات ہے معمار پاکستان اور کارپردازانِ پاکستان نے اسلامی نظریہ حیات کی بدولت برصغیر کے مسلمانوں کو اپنا ہمنوا بنایا اور اسی نظریہ کی کشش سے وہ تاسیس پاکستان

کے واسطے ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار ہوئے اور اسلام کی محبت کی وجہ سے مسلمانوں نے پاکستان کو وجود میں لانے کے لیے وہ قربانی دی جس کی نظیر تاریخ اسلام میں نہیں ملتی، اربوں کی جائداد کو مسلمانوں نے قربان کیا، وطن کو قربان کرنا پڑا، لاکھوں کی جانیں تلف ہوئیں، ہزاروں کی عصمتیں لٹ گئیں، لیکن جب پاکستان بن گیا تو اللہ اور عوام دونوں سے کیا ہوا وعدہ بھلا دیا گیا اور جن ارباب اقتدار کے ہاتھوں پاکستان کی باگ تھی انہوں نے چوبیس سال میں اسلام کی طرف کوئی توجہ نہیں کی، نہ اسلامی قانون ملک میں رائج ہوا اور نہ فواحش و منکرات بند ہوئے بلکہ ان سب چیزوں میں اضافہ ہوا۔ گویا پاکستان کی نعمت کی ناشکری کی گئی اور جتنا دین اور اسلام پر جس قدر عمل انگریزی دور میں تھا وہ بھی نہ رہا۔ یہ وہ کفران نعمت ہے کہ شکر کی صورت میں ترقی کا وعدہ خداوندی ہے اور کفران نعمت کی صورت میں قہر الٰہی اور عذاب شدید کی سزا کا اعلان موجود ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ زمین پر جو کچھ ہوتا ہے پہلے وہ آسمان پر طے ہوتا ہے۔ چوبیس سال میں صرف قوم کی دولت کو لوٹنے اور کرسیوں کے تحفظ کی کوشش کی گئی، خواہ پاکستان ہاتھ میں رہے یا جائے جب نظریۂ پاکستان کی روح قریب الختم ہونے لگی تو اعضاء پاکستان کا انتشار لازمی تھا۔

(۲) دشمن کیلئے تیاری میں ارشاد قرآن سے بغاوت: دوسرا سبب قرآنی ارشاد کی تعمیل سے بغاوت۔ اللہ کریم کا ارشاد ہے۔ واعدوا لهم ما استطعتم من قوة و من رباط الخيل ترهبون به عدوّ الله وعدوّكم۔ دشمن کے مقابلہ کے لیے اس قدر آلات حرب تیار کرو جس قدر مجموعی طور پر تمہاری مالی قوت کی آخری سرحد تک ممکن ہو اور گھوڑوں کو بھی سرحد کی حفاظت کے لیے رکھو۔ جو اس زمانے میں ٹینک کا کام دیتے تھے۔ ہمارا سامان جنگ اس قدر ہو کہ دشمن اس سے مرعوب ہو جائے۔ بھارت نے اسلحہ سازی میں کارخانے بنائے اور ہم عیش وعشرت کے سامان میں مال خرچ کرتے رہے۔ ہم سے پانچ کارخانے بھی نہ بنائے جاسکے، صرف ایک واہ فیکٹری ہے وہ بھی مکمل نہیں۔ چین ہم سے ایک سال بعد آزاد ہوا۔ وہ ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور میزائلوں کے بنانے میں اس قدر ترقی کر چکا ہے کہ جو بڑی طاقتیں اس سے دو سو سال قبل میدان سائنس میں گامزن تھیں آج وہ ان سے کانپ رہی ہیں۔

(۳) نصاب تعلیم اور معلمین کی خرابی: تیسرا سبب نصاب تعلیم اور معلمین کی خرابی۔ نہ نصاب تعلیم اسلامی اور پاکستانی نظریہ کے مطابق بنایا گیا ہے اور نہ معلمین ایسے رکھے جاتے ہیں جن کا ذہن اسلامی ہو۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ خوف خدا ختم ہو کر صرف شکم پروری کے تحت حرام وحلال کا فرق کیے بغیر جمع دولت کا مجنونانہ جذبہ اور نسلی اور صوبائی تعصب کا تصور پیدا ہوا، جس کا انجام وہی ہوا جو ہم نے سقوط مشرقی پاکستان کی شکل میں دیکھا، اور ہماری ملت کے حصار کے اس شگاف اور کمزوری کو دشمن نے تاڑ کر اس سے فائدہ اٹھایا۔ اب خدا مغربی پاکستان کو محفوظ رکھے۔ معلم میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اس کی اسلامی تعلیم کہاں تک اسلامی معیار پر ہے؟ اسلامی عقائد کا معتقد بھی ہے یا اس سے باغی؟ ارکان اسلام کی پابندی کہاں تک ہے؟ بس یہ دیکھا جاتا ہے کہ ڈگری ہو اور رشوت یا کسی افسر کی سفارش یا قرابت ہو۔

(۴) عیاشانہ زندگی: چوتھا سبب عیاشانہ زندگی ہے عیاشانہ زندگی پوری ملت کے لیے زہر قاتل ہے خصوصاً فوج کے لیے جو محافظ ملک ہے اور جفاکشی فوجی زندگی کی روح ہے۔ فاروق اعظمؓ نے شام وعراق کی فتح کے بعد اسلامی فوج کے لیے پابندی عائد کی کہ باریک عیاشانہ لباس استعمال نہ کریں اور عجمیوں کی زیب وزینت سے پرہیز کریں اور غسل کی ضرورت ہو تو حمام میں نہ جائیں، اگر پسینہ لانے کی ضرورت ہو تو بجائے حمام کے دھوپ میں خوب دوڑیں فانه حمام العرب، یہ عرب کا حمام ہے۔ جب سے فوجی حکومت قائم ہوئی تو فوجی حکمران نے اپنے اقتدار کو مضبوط کرنے کی غرض سے ان کی تنخواہیں تمام ملکوں سے زیادہ بڑھائیں اور زمینوں کے مربعے بھی عطا کیے۔ نیز ان کو اقتدار میں شریک کرنے کی وجہ سے ان کو رشوت کا بھی خوگر بنایا۔ یہ عادت ہماری فوج میں نہ تھی۔ ان چیزوں نے عام فوجی سپاہیوں اور معمولی درجے کے عہدہ داروں کی زندگی پر اثر نہ ڈالا لیکن اونچے درجے کے بعض افسران اس کے شکار ہوئے اور ان میں فوجی فرائض اور جذبۂ جہاد کا میلان حب دنیا کی وجہ سے کمزور پڑ گیا اور نتیجہ وہ ہوا جو آپ کے سامنے ہے۔ پھر بھی میں کہوں گا کہ ہماری عام فوج

کو شکست نہیں ہوئی بلکہ مہارانی (اندرا) نے رانی محبوبہ یحییٰ کو شکست دی۔

(۵) ابن علقمی کی تاریخ سے غفلت: تاریخ نہایت سبق آموز چیز ہے۔ ماضی کے واقعات مستقبل میں بھی مؤثر ہوتے ہیں۔ ابن علقمی جن عقائد وافکار کا حامل تھا اُس نے خلافتِ عباسیہ کی پانچ صد سالہ یا اس سے زیادہ کی اسلامی عظمت کو اپنی موہوم خودغرضی کی وجہ سے پیوند زمین کیا اور مسلمانوں کی سیاسی عظمت کے علاوہ ان کی چھ سو سالہ دماغی کاوشوں کا علمی سرمایہ بھی نذر آب وآتش کردیا جس کی تلافی آج تک نہ ہوسکی۔

(۶) اتحاد کا فقدان: حدیث شریف میں حضور ﷺ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ مسلمان اگر دشمن کے ساتھ شامل نہ ہوئے ہوں تو وہ مغلوب نہ ہوں گے۔ اس واقعہ میں مسلمان خود ہندوؤں کے ساتھ شامل ہوئے۔

علاج مستقبل: ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (آل عمران:۴) شکستِ اُحد میں نازل شدہ یہ آیت ہماری اس شکست کا بھی علاج ہے جس میں دو منفی چیزیں اور ایک مثبت اور پھر غلبہ کا وعدہ ہے، اول مثبت وہن چھوڑنا ہے، کسی چیز میں وہن اس کو قرآن نے عالمگیری کے خیال سے عام رکھا، یعنی جو چیزیں اسباب شکست ہوتی ہیں اُن کے ازالہ اور دور کرنے میں سستی نہ کرو، دیر بھی نہ کرو، فوراً دور کرو کہ ازالۂ مرض سبب مرض کے ازالہ سے ہوگا۔ (۱) مذکورہ اسباب کے پیش نظر اسلامی قانون، اسلامی نظام، اسلامی تعلیم، نافذ کرو اور خلاف اسلام امور بند کرو (۲) اخراجاتِ حکومت وعوام کم کرکے دولت کا اکثر حصہ اسلحہ اور اسلحہ ساز کارخانوں میں لگا دو۔ (۳) نسلی اور علاقائی تعصبات دور کرو اور اخوتِ اسلامی کو فروغ دو۔ (۴) سادہ زندگی اختیار کرو جیسے چین نے کیا ہے، اور عیاشانہ زندگی ختم کرو، بیش قیمت فرنیچر اور عظیم الشان بنگلوں کی تعمیر ختم کرو، خوراک و پوشاک سادہ رکھو (۵) ذمہ دار افسر کے تقرر میں اس کے عقائد و افکار اور اعمال کا خیال رکھو اور یہ کہ اس میں خوف آخرت بھی ہے یا نہ (۶) ہر اتحاد شکن تحریر وتقریر پر پابندی لگاؤ تا کہ اسلام کی وحدت پارہ پارہ نہ ہو اور بدعقیدہ افراد کو ذمہ دارانہ عہدہ نہ دو۔ جو مسلمانوں کے نظریہ حیات ہی سے متفق نہیں، کیا روس میں ایسے شخص کو ذمہ دار عہدہ دیا جاسکتا ہے جو سوشلسٹ عقیدہ میں شک کرتا ہو؟ ہنگری سوشلسٹ نے عام عقیدۂ روس میں معمولی تاویل کی تو اس کو کچل دیا گیا۔ کیا کلیدی آسامیوں کے لیے یہ ضروری نہیں کہ کم ازکم وہ مسلمان جو پاکستان اور مسلمانانِ عالم کو مسلمان تو سمجھتا ہو اور اس کا عقیدہ عام مسلمانوں سے الگ نہ ہو (۷) خطبوں میں اور تقریروں میں صوبائی اور علاقائی تعصبات کی حوصلہ شکنی کرو اور وحدتِ اسلامی پر زور دو۔ آخر میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرکے اپنے گناہوں سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کی وحدت کا سامان اور اس کی حفاظت کی کفالت فرماویں اور پاکستانی مسلمانوں کے قلوب کو بدل ڈالیں تا کہ ہم دنیا کی ذلیل ومکارترین قوم کی دوامی غلامی سے محفوظ رہیں۔ آمین

شمس الحق افغانی

(۱۷)

(ترجمہ فتاویٰ رشیدیہ[۱] بزبان پشتو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ فتاویٰ رشیدیہ کا فقہی مقام بہت بلند ہے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات فقیہ النفس تھی یہی جملہ احقر نے خود حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد انور شاہ کشمیری نوراللہ مرقدہ سے سنا ہے لیکن اب تک اس فتاویٰ کا پشتو زبان میں کوئی ترجمہ موجود نہ تھا کہ افغان قوم اس سے مستفید ہوتی مولانا لطافت الرحمان صاحب سواتی فاضل دیوبند حال استاذ

---

[۱] حضرت گنگوہی کے فتاویٰ رشیدیہ کا پشتو زبان میں ترجمہ مولانا لطافت الرحمان سواتی صاحب نے کرایا، حضرت علامہ افغانی نے اس پر تقریظ لکھی جو مجھے بھی بغرض اشاعت ارسال کردی جو یہاں محفوظ کی جارہی ہے۔

اعلیٰ اسلامی یونیورسٹی بہاولپور نے اسکا پشتو زبان میں نہایت عمدہ سلیس اور مطلب خیز انداز میں ترجمہ کیا جس سے ایک طرف افغان قوم پر اس نے احسان کیا کہ وہ دینی احکام میں اس مستند فتاوی کے مضامین سے مستفید ہوسکیں گے دوسری طرف اس نے پشتو زبان کی ایک فائدہ مند صحیح خدمت انجام دی اللہ اس ترجمہ کو مقبول بنائیں آمین اسکے علاوہ شروع میں آٹھ صفحات کا ایک بہترین مقدمہ ہے جو اہم معلومات کا گنجینہ ہے اسلامی کتب خانہ پشاور و بازار قصہ خوانی اس دینی اہم خدمت کی انجام وہی کی وجہ تمام مسلمانوں اور خاص کر افغان قوم کی طرف سے تحسین وتحریک کا مستحق ہے۔ شمس الحق افغانی صدر شعبہ تفسیر اسلامی یونیورسٹی بہاول پور ۲۴ جمادی الاخریٰ ۸۸ھ

(۱۸)

مئی ۱۹۹۵ء (علامہ افغانیؒ کے علوم و معارف کے ضبط و اشاعت کا اہتمام اور تحریک)

علامہ شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت جس سطح کی تھی اور ظاہری و باطنی کمالات سے مالا مال تھی اس کا ادراک آپ جیسے روشن ضمیر اور حضرت موصوفؒ سے قربت وتعلق رکھنے والے حضرات کو بخوبی ہے اور آپ سے زیادہ یہ کون جانتا ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اب ہمیں اور آپ کو کیا کرنا چاہیے۔ تا کہ اس سے ان کی روح مبارک بھی خوش ہو اور ہم پسماندگان، اولاد صلبی، شاگردانِ رشید، خلفائے کرام اور احباب خاص سب کسی حد تک اپنے اپنے فرائض سے عہدہ برآ بھی ہوسکیں گے۔

اس سلسلہ میں حضرت علامہ افغانی رحمۃ اللہ علیہ کے چند خاص معتقدین قریبی حضرات سے مشورہ کے بعد طے پایا ہے کہ انشاء اللہ العزیز عید الفطر ۱۴۱۱ھ کے فوراً بعد پورے ملک سے حضرتؒ کے احباب خاص اور خلفاء وتلامید کو اکٹھا کر کے اس کار خیر کا باقاعدہ افتتاح کیا جائے۔ لیکن اس کار خیر کی نوعیت کیا ہو؟ اس کی اُٹھان کیسی ہو؟ کن کن شعبوں میں کس طرح کا کام شروع کیا جائے اور کس طرح ان کے علوم و معارف نیز ان کی اصلاحی کوششوں کو مزید آگے بڑھایا جاسکے؟

بس ان ہی مقاصد کے پیش نظر آپ کی خدمت میں عریضہ ہذا ارسال کرنے کا شرف پا رہا ہوں کہ آپ خط ملنے کے بعد ایک ہفتہ کے اندر اندر اپنے گرانقدر مشوروں اور مفید خیالات سے بندہ کو بذریعہ جوابی خط مطلع فرمادیں اور اس کار خیر کی بنیاد رکھنے والوں میں آپ بھی شامل ہوکر شکریہ کا موقع دیں اور رہتی دنیا تک اس کا ثواب بھی حاصل کریں۔

بندہ کے ذہن میں ابتدائی خاکہ کچھ یوں ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کاموں کی نوعیت کو بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک شعبہ تو تعلیم وارشاد سے متعلق ہونا چاہیے جس میں حضرتؒ کی علمی وروحانی تصانیف مبارکہ شائع ہوں، ان کی زندگی پر تحقیقی کام کیا جائے اور ساتھ ہی آپ کے خلفاء وتلامذہ کے آپس میں ربط وتعلق کا انتظام ہو، جبکہ دوسرا بنیادی شعبہ اپنے علاقہ میں بالخصوص اور پورے ملک میں بالعموم ایک ایسی اصلاحی تحریک کا پا کرنا ہے جس میں غیر شرعی امور و معاملات سے اجتناب کے ساتھ ساتھ مثبت وتعمیری انداز میں اصلاح تربیت کا کام بھی ہو اور مقامی نوعیت کے جھگڑوں میں اصلاح وثالثی اور صلح وصفائی کو شرعی اصولوں کے مطابق رواج دیا جائے، ساتھ ہی لوگوں کو غلط قسم کے رسم ورواج کے بندھنوں سے آزاد کر کے سادگی اور قناعت سے اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کا ذوق وشوق پیدا کیا جائے۔ انہی وجوہات کی بناپر بندہ نے خصوصی احباب سے ابتدائی مشوروں کے بعد اس کا نام "تحریک علامہ افغانی" تجویز کیا ہے آپ اس نام کے بارے میں بھی اپنی گرانقدر رائے سے ضرور مشرف فرمائیں۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ آپ باوجود اپنی مصروفیات و مشاغل کے حضرت علامہ افغانیؒ سے اپنے گہرے تعلق و محبت کی وجہ سے ضرور کچھ وقت نکال کر پہلی فرصت میں درج ذیل پتہ پر اپنے عالی قدر خیالات اور مشوروں سے نوازیں گے تا کہ اس کی روشنی میں کام آگے بڑھایا جاسکے، اور خصوصاً اغراض و مقاصد نیز نام کے بارے میں اپنی گرانقدر

رائے ضرور لکھیں۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ بطفیل حضرت نبی رحمت ﷺ یہ سارا کام بطریقِ احسن آگے بڑھے اور ظاہری و باطنی سعادت و خیر کا ذریعہ بنے تا کہ حضرت علامہ افغانی قدس سرہ کے علو درجات کا ذریعہ بنے اور ہم سب کی سعادت و مسرت دارین کا بھی۔

والسلام مع الاکرام (محمد داؤد افغانی[1] فرزند رشید علامہ شمس الحق افغانی)

۱۔ محمد داؤد افغانی علامہ افغانی کے فرزند ہیں۔

(الحق میں مولانا شمس الحق افغانی کے مضامین کی تفصیل)

۱۔ ضرورتِ وحی کے دس اہم دلائل [وحی اور اقسامِ وحی/ ۶/اقساط]، اکتوبر ۱۹۶۵/ ۱۰-۱۹، نومبر ۱۹۶۵/ ۱۷-۲۳، فروری ۱۹۶۶/ ۵-۹، اپریل ۱۹۶۶/ ۱۵-۲۱۔

۲۔ جون ۱۹۶۶/ ۲۵-۲۸، اگست ۱۹۶۶/ ۸-۱۱ ۳۔ اسلام کی عالمگیری اور جامعیت [۲/اقساط]، دسمبر ۱۹۶۵/ ۶-۱۲، جنوری ۱۹۶۶/ ۲۳-۳۰

۴۔ ماہنامہ الحق کو خراجِ تحسین، جنوری ۱۹۶۶/ ۰ ۵۔ روس اور امریکا کے خلائی کارنامے اور اسلامی تعلیمات [مکتوب]، مئی ۱۹۶۶/ ۱۷

۶۔ عربی متن کے بغیر ترجمۂ قرآن کے مفاسد [ایک فتویٰ]، مئی ۱۹۶۶/ ۲۶-۲۹

۷۔ خلائی کارنامے [تسخیر چاند] اور اسلام [مکتوب رحمت اللہ کا جواب]، جولائی ۱۹۶۶/ ۲۹

۸۔ فلسفۂ معراجِ رسول ﷺ، نومبر ۱۹۶۶/ ۱۱-۱۹ ۹۔ روزے کا فلسفہ [خطاب]، دسمبر ۱۹۶۶/ ۲۸-۳۱

۱۰۔ حج بیت اللہ پر ایک نفسیاتی، عمرانی اور سیاسی نظر، جنوری ۱۹۶۷/ ۱۴-۲۴

۱۱۔ سورۃ فاتحہ پر ایک نظر [اسلامی طرزِ حکومت/ خطاب]، فروری ۱۹۶۷/ ۲۵-۳۰

۱۲۔ قرآنِ کریم کا اعجاز اور صداقت، جون ۱۹۶۷/ ۱۳-۲۰ ۱۳۔ برصغیر میں اسلامی مدارس اور معاشرہ پر ان کا اثر، جولائی ۱۹۶۷/ ۴۳-۶۲

۱۴۔ ترقی اور اسلام [دیہی ترقیاتی اکیڈمی میں پڑھا گیا اہم مقالہ/ ۲/اقساط] اگست ۱۹۶۷/ ۱۶-۲۷، ستمبر ۱۹۶۷/ ۱۱-۲۲

۱۵۔ کمیونزم اور اسلام [اکتنازیت یعنی سرمایہ داری، اشتراکیت، اسلامی اعتدالیت/ ۴/اقساط]، اکتوبر ۱۹۶۷/ ۶-۱۳، نومبر ۱۹۶۷/ ۷-۲۲، دسمبر ۱۹۶۷/ ۱۱-۲۲،
جنوری ۱۹۶۸/ ۸-۱۵ ۱۶۔ اعجازِ قرآنی، جون ۱۹۶۸/ ۷-۱۲

۱۷۔ قرآنِ کریم اور امنِ عالم [مسلمانوں کی مشکلات کا قرآنی حل]، جولائی ۱۹۶۸/ ۱۵-۳۰

۱۸۔ سوشلزم [مذہب، اخلاق اور مساوات کے آئینے میں]، اگست ۱۹۶۸/ ۹-۱۴ ۱۹۔ اشتراکیت اور سرمایہ دارانہ نظام پر ایک نظر، ستمبر ۱۹۶۸/ ۲۵-۳۳

۲۰۔ سیرت کی اہمیت [مرتب: محمد سلیمان/ ۲/اقساط]، نومبر ۱۹۶۸/ ۳۳-۳۹، جنوری ۱۹۶۹/ ۳۳-۴۰

۲۱۔ علمی جواہر پارے [مرتب: قاضی عبدالکریم]، فروری ۱۹۶۹/ ۵۰-۵۱ ۲۲۔ اشتراکیت کے بنیادی افکار پر تنقید، مارچ ۱۹۶۹/ ۲۱-۳۱

۲۳۔ دورِ حاضر کے افکار کی بنیادی غلطی، اپریل ۱۹۶۹/ ۲۲-۲۸ ۲۴۔ اسلام میں لوہے اور قوت کی اہمیت [خطاب]، نومبر ۱۹۶۹/ ۲۸-۳۵

۲۵۔ سوشلزم ایک معاشی تحریک یا ایک جدید مذہب [اجتماعی ملکیت اور روس]، نومبر ۱۹۶۹/ ۲۲-۲۴

۲۶۔ اسلام کے اُصول اور سائنس و فلسفہ [خدا کے وجود پر سائنسی دلائل/ ۵/اقساط]، ستمبر ۱۹۶۹/ ۹-۲۴، اکتوبر ۱۹۶۹/ ۱۹-۳۲، مارچ ۱۹۷۰/ ۱۴-۲۰،
اپریل ۱۹۷۰/ ۲۷-۳۳، مئی ۱۹۷۰/ ۱۹-۲۶ ۲۷۔ اسرا و معراج، ستمبر ۱۹۷۰/ ۱۱-۱۸

۲۸۔ مسئلہ ختمِ نبوت پر ایک محققانہ نظر [مشاہیرِ اُمت پر مرزائیوں کے افترا کی حقیقت/ ۳/اقساط]، مارچ ۱۹۷۱/ ۲۱-۲۸، اپریل ۱۹۷۱/ ۱۱-۱۷، جولائی ۱۹۷۱/ ۱۵-۲۰

۲۹۔ قرآن کی عظمت (اصلاحی قانونی اور سیاسی نقطۂ نظر) نتائج کی روشنی میں [۲/اقساط]، اگست ۱۹۷۱/ ۱۴-۲۰، ستمبر ۱۹۷۱/ ۲۶-۳۲

۳۰۔ سقوطِ ڈھاکہ و المیہ مشرقی پاکستان، جنوری ۱۹۷۲/ ۷-۱۱

۳۱۔ سیرتِ نبوی ﷺ اور مستشرقین [وحی، جہاد، تحریم شراب اور تعددِ ازواج پر اعتراضات/ ۴/اقساط]، مئی ۱۹۷۲/ ۲۲-۲۵، جون ۱۹۷۲/ ۲۵-۳۷،
جولائی ۱۹۷۲/ ۳۹-۴۳، اگست ۱۹۷۲/ ۳۸-۴۵ ۳۲۔ اُم المومنین اُمِ حبیبہؓ، جون ۱۹۷۲/ ۳۴

۳۳۔ اُم المومنین اُمِ صفیہؓ، جون ۱۹۷۲/ ۳۳ ۳۴۔ اُم المومنین بنتِ جحشؓ، جون ۱۹۷۲/ ۳۵

۳۵۔ اُم المومنین جویریہؓ بنت حارث، جون ۱۹۷۲/ ۳۳ ۳۶۔ قانون سازی کا حق کسے حاصل ہے؟ [خطاب]، اکتوبر ۱۹۷۲/ ۳۶-۴۲

۲۷۔ مسلمان کی تعریف [نئے حالات نئے تقاضے]، نومبر ۱۹۷۲/ ۱۴-۱۹

۲۸۔ میری (شمس الحق افغانی) علمی و مطالعاتی زندگی [جواب سوالنامہ]، مارچ ۱۹۷۳/ ۱۴-۱۶ ۲۹۔ وحی اور نزولِ قرآن کی حقیقت، نومبر ۱۹۷۳/ ۷-۱۴

۳۰۔ قادیانیت [اقلیتی فیصلہ-سوالنامہ کا جواب]، اکتوبر ۱۹۷۴/ ۲۰

۳۱۔ عقیدۂ حیات و نزولِ مسیح ابن مریم علیہ السلام [۳/اقساط]، اکتوبر ۱۹۷۵/ ۲۰-۲۴، نومبر ۱۹۷۵/ ۱۲-۲۴، دسمبر ۱۹۷۵/ ۱۶-۲۴

۳۲۔ تفسیر و اُصول تفسیر، دسمبر ۱۹۷۶/ ۸-۱۳　　۳۳۔ علم دینی ودنیوی کا موازنہ (اللہ کی نگاہ میں حقیقی علم) [اداریہ] ستمبر ۱۹۷۹/ ۶-۱۶

۳۴۔ ملت اسلامیہ کے انحطاط کے بنیادی اسباب، جولائی ۱۹۸۱/ ۳۱-۳۵

۳۵۔ عقیدۂ قیامت، معاد اور مجازات اعمال [۲ راقساط] ستمبر ۱۹۸۱/ ۱۷-۲۳، اکتوبر ۱۹۸۱/ ۱۳-۲۱

۳۶۔ جہاد اور اسلام [مترجم: محمد ابراہیم فانی/ جہاد افغان کے پس منظر میں] مارچ ۱۹۸۲/ ۲۵-۳۱

۳۷۔ فلسفہ حج بیت اللہ شریف [خطاب/ مرتب: حبیب اللہ شاہ] جون ۱۹۸۷/ ۱۳-۲۰

۳۸۔ اصلاح معاشرہ کا دارومدار اصلاح قلب پر [درس قرآن] جنوری ۱۹۹۸/ ۱۷-۱۹

۳۹۔ ملت کی تشریح اور اس کی موت وحیات [درس قرآن] اپریل ۱۹۹۸/ ۱۳-۱۸

۴۰۔ معارف قرآنیہ [مرتب: عبدالغنی/ ۲ راقساط] مئی ۱۹۹۸/ ۱۰-۱۶، جون ۱۹۹۸/ ۱۳-۲۴

۴۱۔ حج بیت اللہ پر ایک نفسیاتی، عمرانی اور سیاسی نظر، دسمبر ۲۰۰۵/ ۱۵-۲۴

☆☆☆

قاضی شمس الدین درویش[1] ہزارہ
(حضرت علی کا اصل مزار بلخ میں ہے؟)

۱۴ر جمادی الاخریٰ ۹۱ھ مطابق ۹ را پریل ۱۹۷۱ء

محترم المقام حضرت مولانا صاحب دام لطفہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج شریف احباب سے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا کراچی میں کامیاب آپریشن آنکھوں کا ہوا اور بخیریت واپس تشریف لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ افادۂ خلائق کیلئے انکو دیرگاہ سلامت رکھے۔ راقم الحروف دو سال قبل افغانستان گیا تھا تو وہاں مزار شریف بلخ بھی حاضری ہوئی۔ وہاں ایک کتاب تاریخ مزار شریف کا ایک نسخہ دستیاب ہوا۔ کابل واپس آ کر بہت تلاش کی مگر دوسرا نسخہ نہ مل سکا کہ کتاب عرصہ پہلے چھپی تھی نایاب ہوگئی۔ افغانستان مشرقی سنی ایران اور ماوراالنہر کے تمام سنی مسلمانون کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ کا اصل مزار بلخ میں ہے اور اسی مقصد کے اثبات کے لئے یہ کتاب مرتب ہوئی ہے یہاں آ کر خیال تھا کہ یہ کتاب چھپ جائے لیکن کتاب فارسی میں تھی تجارتی نقطہ نگاہ سے طباعت مفید نہ تھی احقر نے توکلا علی اللہ فوٹو اسٹیٹ پر اس کا ایک سو نسخہ چھاپنا طے کیا فوٹو اسٹیٹ کی اجرت غالی اور چکنے کاغذ کی گرانی کی وجہ سے پندرہ روپے فی نسخہ پڑا ذہنی وقتی کوفت وضیاع اس پر مستزاد بینات کراچی کو اس کا ایک نسخہ بھیجا تھا۔ ماہ جمادی الاولیٰ کے بینات میں اس کتاب پر تبصرہ آ گیا شاید ملاحظہ سے گزرا ہوگا۔ ایک نسخہ اس خط کے ساتھ جناب کو بھی ارسال ہے "الحق" میں تبصرہ فرمادیں تو عنایت ہوگی۔ یہ کتاب عام لوگوں کے استفادہ کیلئے تو کم مفید ہوگی تحقیقی کام کرنے والوں کے کام کی چیز ہے۔ کتاب ۱۷ روپے کا منی آرڈر وصول ہونے پر بذریعہ واپسی رسید رجسٹری بک پوسٹ ارسال ہوگی۔ وی پی نہیں کی جائے گی کہ وی پی واپس بھی آ جاتی ہے۔ ملنے کا پتہ، قاضی شمس الدین موضع درویش ڈاک خانہ ہری پور ہزارہ۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے، کچھ عرصہ قبل مولانا ہزاروی کے ساتھ مزاج پرسی کیلئے گھر حاضر ہوا تھا۔

طالب دعا احقر محمد شمس الدین

---

[1] درویش ہزارہ کے اکابر علماء میں سے تھے، مولانا غلام غوث ہزاروی وغیرہ کے خصوصی احباب میں سے تھے۔

مولانا شمس الدین قاسمی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان

(۱)

۱۳ار رمضان المبارک ۸۸ھ مطابق ۴ر دسمبر ۱۹۶۸ء (جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس)

محترم المقام! زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف، معروض خدمت یہ ہے کہ مشرقی پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی دوروزہ کانفرنس آئندہ ۴،۵ر جنوری کو منعقد ہو رہی ہے اس کانفرنس میں مشرقی پاکستان کے ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام ومشائخ عظام حصہ لینے کی توقع ہے۔ مغربی پاکستان سے بھی بہت سے بزرگان دین کی شرکت کی امید ہے۔ موجودہ حالات میں جبکہ اسلام کے خلاف سازشیں کیجا رہی ہیں اور الحادودھریت پسند عناصر آگے بڑھ کر رائے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کرنے میں منہمک ہیں۔ اس موقعہ پر علماء کرام اگر معمولی سا اغماض کرے تو اور سو سال پیچھے گر کر جانیکا خطرہ ہے۔ اسی داعیہ کی ماتحت مشرقی پاکستان میں اس عظیم الشان تاریخی کانفرنس کا انتظام کیا گیا ہے۔ قوت کا مقابلہ قوت ہی سے ہوسکتا ہے دہریت پسند عناصر قوت کا مظاہرہ کر کے اپنے حق میں میدان ہموار کر رہے ہیں۔ ایسے موقعہ پر آخر ہمیں بھی کچھ تو کرنا ہے۔ یہ ایک بہترین موقعہ ہے کہ اسلامی اقدار کے احیاء کیلئے اگر تحریر چلائی جائے تو کامیابی کی امید ہے۔ حالت کی نزاکت آپ مجھ جیسے جاہل سے بہت زیادہ بھانپ سکتے ہیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ جناب کی نگاہ باطن سے کانفرنس کی اہمیت مخفی نہیں رہ سکتی۔ اس کانفرنس میں حضرت شیخ الحدیث صاحب اور آپ کی شرکت نہایت ضروری ہے۔ یہاں کے جمیع خدام کی دلی تمنا ہے کہ حضرت مدظلہ اس کانفرنس میں ضرور تشریف لائیں۔ لہذا گزارش ہے کہ آپ حضرت والا کو کانفرنس میں شرکت کیلئے آمادہ کر کے فوراً جواب سے نوازیں۔ جواب ملتے ہی انشاء اللہ العزیز دو ٹکٹ ارسال خدمت کیا جائیگا۔ حضرت والا کی خدمت میں بھی خط لکھا گیا ہے۔ یہاں کے تمام احباب سلام عرض کرتے ہیں۔ فقط والسلام عرضگذار، شمس الدین قاسمی غفرلہ، ناظم عمومی مشرقی پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

(۲)

(علماء کرام میں اختلاف وانتشار ○ حافظ جی حضور کی خمینی نوازی ○ ایران کی اثراندازی)

۱۳ اگست ۱۹۸۴ء

محترم المقام مجاہد ملت مفکر اسلام محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد سلام مسنون گذارش ہے کہ عرصۂ مدیدہ کے بعد آپ کو یہ عریضہ لکھ رہا ہوں۔ آپ کا حسن اخلاق اور ذرہ نوازی کو ہم کسی وقت بھی فراموش نہیں کر سکتے۔ دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ جشن کے موقعہ پر دیوبند میں ملاقات ہوئی تھی۔ اُس وقت سے آج تک آپ کی طرف سے باقاعدہ الحق کا ارسال کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ نے اس دیرینہ دوست کو فراموش نہیں کیا۔ آپ کا یہ کرم فرمائی راقم کو ہمیشہ کیلئے آپ کا ممنون احسان بنائے رکھا ہے۔ واقعی سرزمین پاکستان آج جو ملی وقومی خدمات انجام دے رہے ہیں وہ نہ صرف قابل صد تحسین ہے بلکہ قابل اتباع بھی ہے۔ اس جیسے دور دراز میں رہ کر صرف آپ کی شرازی عمر اور مزید خدمات کی توفیق کیلئے عنداللہ دعا گو ہیں۔

بحمد اللہ ہم سب رفقاء خیریت سے ہیں مگر یہاں کی دینی حالات انتہائی تشویشناک اور اہل فکر دردمندوں کیلئے پریشان کن ہے۔ عام لوگوں میں دینی جذبہ اور بیداری میں کمی نہیں ہے۔ مگر علماء خصوصاً علماء دیوبند کے ایک موثر فریق کی بے راہ روی نے ملک کے دینی تحریک کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ ۱۹۸۱ء کے صدارتی انتخاب پر حکیم الامت حضرت تھانوی قدس اسرارھم کے مجاز جناب مولانا حافظ محمد اللہ حافظ جی

حضور امیدوار تھے۔ جمعیت نے کھول کر انکی تائید کی تھی۔ جمعیت ہی کے اکابرین اور کارکنوں کی انتھک قربانی اور محنت کے بدولت وہ تیسرے نمبر پر آئے تھے۔ انتخاب کے بعد خلافت اندولن کے نام سے انہوں نے ایک تنظیم قائم کی ہے۔ جمعیت نے علماء دیوبند کے اتحاد کی پیش نظر انکی تنظیم کی بھی حمایت کی ہے۔

جمعیت نے انکی تنظیم کیساتھ صرف اس لئے دیا تھا تا کہ علماء میں اتحاد پیدا ہو جائے۔ مگر اے بسا آرزو کے خاک شدہ۔ حافظ جی صاحب کے نااہل اولاد، چند رشتہ داروں مودودیوں کے دوسرے فریق رحیم گروپ کے چند آدمیوں نے سازش کر کے انکو سفر ایران پر لے گئے۔ ایران سے واپس آ کر انہوں نے صرف ایرانی قائد خمینی صاحب کے موقف کی حمایت شروع کی ہے بلکہ انکی ایسی صفائی بیان کرنا شروع کر دی جس سے معلوم ہوتا تھا خمینی نہ صرف صاحب ولایت ولی کامل ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا سچا نمونہ ہیں۔ اسطرح کے پروپیگنڈا کا جو نتیجہ ہونا تھا وہ ہو کر رہا۔

ایک طرف علمائے کرام میں شدید اختلاف وانتشار پیدا ہو گیا دوسرے طرف مسلمانوں میں سے ایک جماعت خمینی اور شیعیت کی طرف مائل ہونے لگی۔ حتی کہ بہت دیوبندی مدارس اس سے متاثر ہوا کرتے ہے۔

ہمارے ملک میں دیوبندی مدارس مودودی فتنہ سے بچے ہوئے تھے۔ شاذ و نادر کوئی مدرسہ ہوگا جو اس فتنہ سے متاثر ہوا ہوگا۔ مگر حافظ جی صاحب کے غلط اقدام کی وجہ سے بہت سے قومی مدارس اور زیادہ تر نوجوان علماء اور مدرسہ کے طلباء اسے متاثر ہو کر خمینی کی کتابوں کا مطالعہ عام ہو گیا۔ بعض جگہ میں اب بھی خمینی کے خلاف اگر کسی نے کچھ بولنے کی ہمت کی تو انہیں مدارس کے طلبہ نے انکے خلاف شور مچانے شور کر دیتے ہیں۔

ادھر حافظ جی کی طرف سے ہر دو مہینہ کے بعد ایران طلبہ نوجوان علماء کا وفد بھیجنے کا سلسلہ جاری ہے جسکے نتیجہ میں یہ لوگ اگر چہ شیعہ نہیں بنتے لیکن سنی بھی نہیں لگتے۔

جمعیت نے ابتداء میں افہام وتفہیم کی کوشش کی مگر جہاں لاکھوں کی تعداد میں پیسہ کا معاملہ ہے علماء بھی اپنی تنگ دستی کے باعث ایمان فروشی کا پیسہ اختیار کر لیتے ہیں وہاں اس قسم کی سعی سے خاطر خواہ نتیجہ کی امید رکھنا بے سود ہے۔ آخر مجبور ہو کر جمعیت نے ان سے علیحدگی کا اعلان کیا اور جمعیت کی طرف ایک دو کتابچے بھی شائع ہوئے۔ بحمد اللہ جمعیت کے اس جرأت مندانہ اقدام سے عوام پر اچھا نتیجہ برآمد ہوا مگر علماء میں اختلاف بدستور جاری ہے۔

<u>دورہ کی دعوت</u>: یہاں کے علماء کا خیال اس موقعہ پر لوگ آپ کے والد صاحب عمت فیوضہم اور حضرت درخواستی دامت برکاتہم کا ایک دورہ بنگلہ دیش ہو جائے تو کم از کم اہل علم کے حلقہ میں اسکا اچھا نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضرات اکابر جمعیت اور علماء کرام کا مجھے حکم ہے کہ اس سلسلے میں آپ سے رابطہ قائم کروں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی کے ہمراہ آپ اور حضرت درخواستی کے ہمراہ اور کوئی صاحب ہو بکل چار حضرات وہاں سے تشریف لائیں۔ میرا ارادہ ہے کہ دورہ کا پروگرام طے کرنے کے لئے بندہ ماہ صفر میں پاکستان آئیگا۔ لیکن اس سلسلہ میں آپ کے مشورہ اور راہنمائی نہایت ضروری ہے۔ آپ کی گوناں گوں معروفیات کے باوجود امید ہے کہ آپ اس حقیر کی رہنمائی فرمائینگے۔ اور آپ حضرات کا یہ دورہ صرف ایک تبلیغی دورہ ہوگا۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب عمت فیوضہم کی خدمت بابرکت میں مودبانہ سلام مسنون معروض ہے نیز جمیع پرسان حال کی خدمت میں سلام مسنون معروض ہے۔ قیامت خیز سیلاب کیوجہ سے ہمارے ملک کی اقتصادی حالت انتہائی نازک ہے دینی مدارس کے احوال اور زیادہ نازک ہیں۔ بس دعا کی درخواست ہے۔ میں شدت کیساتھ جواب کے انتظار میں رہونگا۔

فقط والسلام عرض گزار شمس الدین قاسمی ڈھاکہ

شمیم احمد
ہائی کمشنر بنگلہ دیش
(یوم آزادی اور قومی دن کے موقع پر دعوت)

On the occasion of the 35th Anniversary of the

Independence and National Day of Bangladesh

Shamim Ahmed, High Commissioner for Bangladesh

and Mrs Shabnam Ahmed

request the pleasure of the company of

Senator Maulana Sami-ul-Haq

at a Reception

on sunday, 26th March 2006 from 1900 to 2100 hours

at the Marquee Hall, Marriott Hotel, Islamabad

ترجمہ: بنگلہ دیش کے ۳۵ ویں قومی دن کی مناسبت سے شمیم احمد، ہائی کمشنر برائے بنگلہ دیش اور مسز شمیم احمد کی طرف سے سینیٹر مولانا سمیع الحق کو بروز اتوار ۲۶ مارچ ۲۰۰۶ء سات بجے تا نو بجے مارکو ہال میریٹ ہوٹل اسلام آباد میں دعوت دی جاتی ہے۔

جنرل شمیم عالم خان، چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف افواج پاکستان

۱۸ دسمبر ۱۹۹۳ء　(برخوردار حامد الحق کی شادی میں دعوت کا شکریہ O آنے سے معذرت)

محترم جناب سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کے صاحبزادے[1] کی شادی کے پُر مسرت موقع پر ہمیں مدعو کرنے پر ہم آپ کے بے حد ممنون ہیں۔ تاہم چند ناگزیر وجوہات کی بناء پر شریک نہ ہوسکنے پر معذرت خواہ ہوں۔ میں اور میری اہلیہ آپ اور آپ کے اہل خانہ کو اس خوشی کے موقع پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ نو بیاہتا جوڑے کو دین و دنیا کی رحمتوں، برکتوں اور خوشیوں سے ہمکنار کرے اور آپ سب کیلئے مبارک ثابت کرے۔ آمین　　والسلام　　آپ کا مخلص شمیم عالم خان

---

[1] حامد الحق حقانی

مولانا شہاب الدین ندوی [1]
فرقانیہ اکیڈمی بنگلور انڈیا

(۱)

۱۳؍اگست ۱۹۷۶ء

مکرمی سلام مسنون۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ کے ماہنامہ میں میرے کچھ مضامین شائع ہوئے ہیں۔ براہ کرم جن شماروں میں یہ شائع ہوئے ہیں۔ان کی ایک ایک کاپی ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔اگر پاکستان کے دوسرے رسائل میں بھی میرے مضامین شائع ہوئے ہوں تو براہ کرم ان کے نام اور پتے تحریر فرمائیں نہایت مشکور ہونگا۔امید ہے کہ مزاج بخیر ہونگے۔

مخلص محمد شہاب الدین ندوی

(۲)

۲؍رجون ۱۹۷۱ء　　(مقالہ O نظریہ اشتراکیت اور ایک قرآنی تمثیل)

مکرمی سلام مسنون! تقریباً دو تین ماہ قبل ایک مقالہ ''نظریہ اشتراکیت ایک قرآنی تمثیل کا جائزہ'' کے عنوان سے ارسال خدمت کیا تھا۔ ملا یا نہیں اور الحق میں شائع ہوا یا نہیں؟ معلوم نہ ہو سکا۔ امید ہے کہ زحمت گوارا فرمائیں گے، کسی طرح الحق کے شمارے ارسال فرمائیں۔

والسلام: نیازمند محمد شہاب الدین ندوی

(۳)

۱۹؍دسمبر ۱۹۷۶ء　　(فرقانیہ اکیڈمی کے علمی واشاعتی پروگرام)

مکرمی ومحترمی جناب ایڈیٹر صاحب ماہنامہ الحق! سلام مسنون۔ آپ کو یاد ہوگا کہ چند سال قبل آپ میرے تحقیقی مضامین اپنے ماہنامے میں شائع کرتے رہے ہیں۔ کچھ مضامین بُرہان دہلی سے نقل کر کے اور کچھ مضامین براہ راست حاصل کر کے۔

اللہ کا شکر ہے کہ ناچیز ایک ادارہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے اور ایک ماہنامہ ''تعمیر فکر'' کے نام سے نکل رہا ہے۔ اس رسالے کے دو تازہ خصوصی شمارے ''امارت نمبر'' اور ''ایجوکیشنل نمبر'' تبصرہ وتبادلے کی غرض سے آپ کی خدمت میں بھیجے جا چکے ہیں۔ مگر ہمیں شکایت ہے کہ آپ نے جواباً الحق کا کوئی پرچہ نہیں بھیجا۔ ہمیں اُمید ہے کہ آنجناب فوری توجہ کر کے مشکور فرمائیں گے۔ الحق فوری طور پر تبادلے میں جاری فرمائیں۔ اور مرسلہ دونوں خصوصی نمبروں پر تبصرہ بھی فرمائیں۔ نیز آپ نے میرے مضامین جن جن شماروں میں شائع کئے ہیں اُن کی ایک ایک کاپی بھی ضرور ارسال فرمائیں۔

ادارہ کی جانب سے ایک اور علمی رسالہ سہ ماہی ''ندائے فرقان'' اگلے ماہ منظر عام پر آرہا ہے۔ یہ رسالہ انشاء اللہ عصر جدید کے تقاضوں کے مطابق قرآنیات کی تحقیق وتدوین کے لئے وقف رہے گا۔ تحقیقی کاموں کے لئے ہماری اکیڈمی کے تحت ایک وسیع لائبریری کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ اور مختلف علوم وفنون کی کتابیں اکٹھا کی جا رہی ہیں۔ چنانچہ اب تک کافی کتابیں اکٹھا ہو چکی ہیں۔ مگر افسوس کہ

---

[1] معروف ندوی عالم، بڑی اہم کتابوں کے مصنف، ایک اعلیٰ معیاری تحقیقی مجلہ ندائے فرقان کے نام سے جاری کیا جو اب تک جاری ہے، ان کے صاحبزادہ مولانا سعید الرحمان ندوی احسن طریق سے سنبھالے ہوئے ہیں۔ اپنے اعلیٰ علمی نگارشات سے الحق کو نوازتے رہے۔ بنگلور بھارت میں فرقانیہ اکیڈمی اور اس کے ترجمان سہ ماہی ندائے فرقان کے بانی ہیں (س)

پاکستانی کتابوں کی کمی بُری طرح محسوس ہوتی ہے۔ پاکستان میں بے شمار اچھی اچھی کتابیں شائع ہورہی ہیں۔ مگر ہم حیران وسرگرداں ہیں کہ انہیں کس طرح حاصل کریں! اگر آپ اس سلسلے میں ہماری تھوڑی سی مدد فرمائیں تو ہم آپ کے نہایت درجہ احسان مند رہیں گے۔ براہ کرم اپنے موقر رسالے میں ہمارے ادارے کا تعارف کرتے ہوئے ناشرین کتب کے نام ایک اپیل جاری فرمائیں کہ وہ اپنی مطبوعات ہمارے ادارے کیلئے ہدیۃً ارسال فرما سکیں۔ اُمید ہے کہ آپ اس سلسلے میں ضرور تعاون فرمائیں گے۔ والسلام نیازمند محمد شہاب الدین ندوی

(۴)

یکم مارچ ۱۹۷۵ء　(رسالہ ندائے فرقان)

مکرمی ومحترمی سلام مسنون! میں نہایت درجہ مشکور ہوں کہ آپ نے ماہنامہ الحق جاری فرمادیا اور چند ایسے شمارے بھی ارسال فرمادیئے جن میں میرے مضامین شائع ہوچکے ہیں۔ آپ اس خبر سے بہت خوش ہوں گے کہ ہمارا سہ ماہی رسالہ ''ندائے فرقان'' شائع ہوگیا ہے۔ جو علیحدہ ڈاک سے ارسال خدمت کیا جاچکا ہے۔ اُمید ہے کہ الحق کی قریبی اشاعت میں اس پر مفصل تبصرہ فرمائیں گے، آپ اگر چاہیں تو اس کے مضامین بھی الحق میں نقل کرسکتے ہیں۔ مگر ''سہ ماہی ندائے فرقان بنگلور'' کا حوالہ دینا ضروری ہوگا۔ براہ کرم صحافتی تعاون کے طور پر منسلک اشتہار بھی اپنے رسالے میں شائع کرکے مشکور فرمائیں۔

پاکستانی خریداروں کے سلسلے میں ہماری دشواری یہ ہے کہ وہ رقم کہاں جمع کریں؟ پھر اس کے حصول یا تلافی کی کیا شکل ہو؟ اگر آپ اس سلسلے میں ہماری رہنمائی فرماسکیں تو عین نوازش ہوگی۔ نیز تبصرہ کے غرض سے ہماری مطبوعات کا بھی ایک سیٹ بھیجا جارہا ہے۔ اُمید ہے کہ فوری جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔　والسلام　نیازمند شہاب الدین ندوی

(۵)

(پاکستان کے اہل رسائل اور اشاعتی اداروں کا شکوہ ○ کتابوں کے بارہ میں بدذوق علاقہ)

۲۲ مارچ ۱۹۸۴ء

مکرمی ومحترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ موصول ہوا آنجناب کے ذرہ نوازی کا بہت بہت شکریہ۔ مگر افسوس کہ ماہنامہ الحق کا کوئی شمارہ اب تک موصول نہیں ہوا ہے۔ جس میں بقول آنجناب میرے مقالے کی پہلی قسط شائع ہوچکی ہے۔ آپ نے غالباً پتہ نہیں بدلا ہوگا۔ براہ کرم اپنے رجسٹر میں اوپر والا نیا پتہ درج کرتے ہوئے اس کو انگریزی میں لکھا کریں ورنہ پرچہ بہت تاخیر سے ملتا ہے۔ اور میرا مقالہ جن شماروں میں شائع ہو اُن کی براہ کرم کم از کم چار چار کاپیاں بھیج کر ممنون فرمائیں کیونکہ اسے بعض مقامات پر بھیجنے کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ کتابوں کی اشاعت کے بارے میں آنجناب نے ترجیح دی ہے تو عرض ہے کہ اس کے ناشر ایک تجارتی ذہن کے آدمی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے رائلٹی وغیرہ دینا تو درکنار خود اپنے وعدے کے مطابق کتاب کے 25 نسخے تک دینے سے بھی پس وپیش کررہے ہیں۔ بھلا آپ ہی بتایئے کہ ایسے ناشروں کے ہاں کتاب چھپوانے کا کیا فائدہ ہوگا؟ اس سے تو ہمارے ادارے کی بھی ترقی رک جائے گی۔ بھلا ہم اپنے ادارے کے معاونین اور محسنین کو اپنے ادارے کی سرگرمیوں اور اُس کی کارگزاریوں سے کس طرح مطلع کرسکتے ہیں اور اُن سے کس طرح ربط قائم رکھ سکتے ہیں! میں نے موصوف سے پچاس نسخے مانگے تھے (جبکہ کتاب کا مسودہ لے کر میں خود کراچی گیا تھا) مگر موصوف نے 25 دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اب صرف چار نسخے بھیج کر ٹالنے کی کوشش کررہے ہیں۔

لہٰذا گزارش ہے کہ براہ کرم کسی دوسرے ناشر سے تعارف کراکے اس سلسلے میں ہماری مدد فرمائیں۔ ہندوستان میں کتابوں کی اشاعت اور

نکاسی بہت مشکل مسئلہ اور ٹیڑھی کھیر ہے اسی لئے میں نے پاکستان کا انتخاب کیا تھا کہ وہاں کا مارکیٹ بھی اچھا ہے اور بات تمام علمی حلقوں میں پہنچ جائے گی۔ مگر یہ بھی بڑی سنگلاخ سرزمین معلوم ہوتی ہے۔ خدا رحم فرمائے! علمی کام کرنے والوں کے راہ میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں! اس معاملے میں جنوبی ہند کا کچھ نہ پوچھئے یہ علاقہ سب سے زیادہ بدذوق اور گیا گزرا علاقہ ہے۔ یہاں کوئی کتاب چھاپنا اور پیسہ دریا میں ڈالنا دونوں برابر ہے۔ لہٰذا میں اُمید کرتا ہوں کہ آنجناب پورے خلوص اور ذمہ داری (المستشار مؤتمن) کے ساتھ مجھے کوئی صائب مشورہ دے کر میری ذہنی الجھنوں کو دور فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ انشاء اللہ الحق کے لئے قلمی معاونت کا سلسلہ جاری رکھوں گا۔ حضرت والد صاحب قبلہ کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ والسلام آپ کا شہاب الدین ندوی

(۶)

۱۵ نومبر ۱۹۸۴ء (برصغیر کے اہل رسائل کی عام روش ○ علمی ڈاکہ زنی)

مکرمی ومحترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اُمید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ اس سے قبل ایک خط تحریر کیا تھا۔ مگر جواب سے محرومی رہی۔ نیز میں نے گزارش کی تھی کہ الحق ہمارے نئے پتے پر بھیجا جائے۔ مگر افسوس کہ کوئی شنوائی نہ ہوسکی۔ کبھی کبھار کوئی پرچہ اتفاقاً مل جاتا ہے۔ کیونکہ پتہ تبدیل ہوجانے کی وجہ سے اکثر پرچے ہیر پھیر میں غائب ہوجاتے ہیں۔ میں نے آپ کو دو مقالات بھیجے تھے مگر آپ کا فائل بھی مکمل نہ ہوسکا۔ اور پھر میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ مجھے اپنے مضمون والے کم از کم تین تین پرچے درکار ہیں۔ مگر آپ نے میری اس درخواست کو بالکل نظر انداز کردیا۔ لہٰذا اب میں سوچ رہا ہوں۔ ایسے رسالے کو اپنے مضامین کیوں بھیجوں جو مضمون نگار کو صرف چند پرچے تک دینے کے لئے بھی تیار نہ ہو! جبکہ ماہنامہ "فکر ونظر" وغیرہ نہ صرف مطلوبہ تعداد میں پرچے بلکہ فی صفحہ کے حساب سے معاوضہ بھی دیتے ہیں۔ حالانکہ میں نے آپ سے معاوضے کا کبھی مطالبہ بھی نہیں کیا تھا۔

یہ علمی دنیا کی بدقسمتی ہے اہل قلم کی ہمت افزائی نہیں کی جاتی۔ بلکہ ان کی کاوشوں کا بھرپور فائدہ اُٹھاتے ہوئے ناشرین انہیں کافی زک پہنچاتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں بُرہان، معارف اور بینات وغیرہ کے ذریعہ (جن میں میرے مقالات شائع ہوچکے ہیں) بڑی تکلیف اُٹھانی پڑی ہے۔ مگر سب سے زیادہ تلخ تجربہ کراچی سے ہوا۔ میرے مضامین بڑے مزے لے لے کر چھاپے مگر بخیلی اور خودغرضی کی حد کردی۔ کیونکہ باوجود شدید تقاضے کے مضمون نگار کی حیثیت سے بھی کوئی پرچہ نہیں بھیجا۔ (میری کتابوں کے بدلے اپنی کتابیں دینا اور ایک عالم کی ہمت افزائی کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔ جبکہ میں نے بالمشافہ کراچی میں اُن سے ملاقات کرکے اپنی کتابیں پیش کی تھیں۔ بڑے بہانے بنا کر مجھے چلتا کردیا تھا) مجھے اُن کے رویے سے بڑی کوفت بھی ہوئی اور حیرت کی انتہاء بھی۔ پھر مجبوراً مجھے اپنے ایک کراچوی دوست کے ذریعے اپنے مضامین والے پرچے خرید فرما کر بنگلور منگوانے پڑے۔ اب آپ ہی بتایئے علمی دنیا میں کیا اس سے بڑی دھاندلی بلکہ "علمی ڈاکہ زنی" کا حال آپ نے کبھی سُنا ہوگا ظاہر ہے کہ علم کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے ہی جب دوسروں کی کمائی اس طرح ڈکار لئے بغیر ہضم کرسکتے ہیں تو پھر شکایت آخر کس سے کی جائے؟ معاف کیجئے دل کچھ بھر آیا تو ذرا سا بھڑاس نکال لی ہے۔ ورنہ کسی کے شکوہ شکایت سے کوئی فائدہ نہیں۔ برصغیر ہندو پاک میں "اہل رسائل" کی عام روش بھی ہے الا ماشاء اللہ بہرحال آپ نے جس موضوع پر توجہ مبذول کرائی تھی اُس پر ایک مفصل تحقیقی مقالہ تقریباً تیار ہے۔ نیز نظریہ ارتقاء کے خلاف بھی آجکل ایک نیا سلسلہ مضامین شروع کرچکا ہوں۔ مگر اپنے تلخ تجربات کے پیش نظر ارادہ یہ ہے کہ اب "فکر ونظر" کو اپنی آماجگاہ بناؤں کیونکہ یہ واحد پرچہ ہے جس نے اب تک بڑی "فراخدلی" کا ثبوت دیا ہے۔ اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ والسلام خاکسار محمد شہاب الدین ندوی

(۷)

(پیش لفظ یا تقریظ لکھنے کی خواہش)

۱۹۹۹ء

بخدمت گرامی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ۔ السلام علیکم۔ پچھلے ہفتے گرامی نامہ موصول ہونے کے بعد الحق کے لیے تین مضامین بھیج چکا ہوں جو بالکل تازہ ہیں۔ اب یہ چوتھا مضمون حاضر ہے اس پر آنجناب کی رائے گرامی بھی مطلوب ہے۔ کیونکہ اسے اسکی افادیت کے پیش نظر کتابچے کی شکل میں بھی شائع کرنا ہے۔ لہٰذا اگر اس پر ایک پیش لفظ یا تقریظ تحریر فرمادیں تو عین نوازش ہوگی۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ والسلام شہاب ندوی

(۸)

(علامہ شہاب الدین ندوی کی وفات اور علمی باقیات کیلئے الحق کو ترجیح ○ خطوط مولانا سعید الرحمٰن ندوی)

۲۲ر جولائی ۲۰۰۲ء

محترمی ومکرمی حضرت مولانا راشد الحق سمیع حقانی صاحب مدظلہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف! والد ماجد حضرت علامہ محمد شہاب الدین ندویؒ کی وفات پر ماہنامہ الحق کے جون والے شمارے میں آپ کے فاضلانہ اور مخلصانہ اداریہ کے ہم صمیم قلب سے ممنون ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء! بتاریخ ۱۸ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ والد محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں ایک خط مع والد بزرگوار علیہ الرحمۃ کی حسب ذیل تین تازہ کتابیں: ۱۔ قرآن کا نظریہ علم: سائنسی اکتشافات کی روشنی میں، ۲۔ قرآن عظیم کا نظام دلائل اور ملت اسلامیہ کی نشأۃ ثانیہ اور ۳۔ میری علمی زندگی کی داستان عبرت۔ بذریعہ ڈاک روانہ کیا تھا، اور حضرت سے گزارش کی تھی کہ ان تصانیف پر ماہنامہ الحق میں تبصرہ فرمائیں، امید کرتا ہوں کہ یہ کتابیں مل گئی ہوں۔ علامہ مرحوم کی دسیوں کتابیں اشاعت کے لئے تیار ہیں، تقریباً دو درجن نامکمل تصنیفات ہیں، اور ان کے علاوہ بے حساب غیر مطبوعہ مقالات ومضامین بھی ہیں۔ انشاء اللہ العزیز پاکستان میں اشاعت کے لئے یہ مضامین الحق ہی کو ترجیحی طور پر ایک کے بعد دیگرے روانہ کئے جائیں گے۔ حضرتؒ کی شخصیت اور آپ کی قرآنی تحریک پر چند مضامین اور آپ کے سانحہ ارتحال پر اہم تعزیتی پیغامات کی کاپیاں اس خط کے ساتھ الحق میں اشاعت کے لئے منسلک ہیں۔ والد مدظلہ العالی کی خدمت میں ناچیز کا سلام عرض فرمائیں۔ والسلام سعید الرحمٰن ندوی ناظم

(۹)

(مولانا شہاب الدین کی وفات پر تعزیتی پیغام)

Dear Moulana Samiul Haq Hafizaullah, Assalamu Aliakum Wa Rahmatullahi Wa Barakatuh May you receive this mail while enjoying good health and high Islamic spirit. Please, Pardon me for writing this mail in English. I am writing this in English because you had difficulty in receiving my earlier letter in Urdu. May the Almighty reward you and your son Moulana Rashidul Haq Sami Haqqani for your kind condolence messages upon the demise of our father Moulana Mohammaed

Shihabuddin Nadvi. To be frank, we tried to convey the message of the Moulana's death by telephone. We repeatedly tried to telephone you but could not reach you due to jammed lines. I am astonished that no news paper of Pakistan reported this death. We had faxed the messagee concerning this death to all the major news papers of Pakistan. Besides, both the Indian news agencies, PTI & UNI, had relayed the message on their respective networks separately.

As requested, I am sending a couple of books which introduce Moulana Nadvi and his intellectual endeavours. Besides, a couple of more latest books by him as well are being sent by a separate post. I shall be much obliged if you dissipate the information of the Moulana's death in the Pakistani media. Moulana Fazle Rabbi of Mailis-e-Nashariyat Islam, Karachi has also to be informed. May the Almighty reward you for all our endeavours in His Cause!

Wassalam. Your Truly, for FURQANIA ACADEMY TRUST SAYEEDUR RAHMAN NADVI Gen. Secretary.

(اس خط کا اردو میں ترجمہ)

محترم جناب سمیع الحق صاحب حفظ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ آپ کی صحت اچھی ہوگی اور اسلامی جذبہ سے سرشار ہوگی۔ میں معافی چاہتا ہوں یہ میل انگلش میں بھیجنے پر۔ میں انگلش میں اس لئے بھیج رہا ہوں کہ پچھلی میل اردو میں بھیجی تھی۔ لیکن آپ کو اس کے کھولنے میں کافی مشکل پیش آئی۔ آپ کا اور آپ کے فرزند مولانا راشد الحق کا تعزیتی پیغام ہمارے والد مرحوم مولانا شہاب الدین ندوی کے بارے میں موصول ہوا۔ اللہ آپ کو اس کی جزا دے۔

مولانا کی وفات کی خبر ہم نے آپ کو ٹیلی فون کے ذریعے دینی چاہی۔ ٹیلی فون کو فیکس بھی کیا مولانا کی وفات کے بارے میں۔ اسکے علاوہ PIT, UNI کو بھی بالترتیب فیکس کیا۔ میں حیران ہوں کہ انڈیا کی بڑے نیوز ایجنسیاں وفات کی خبر پاکستان کے کسی اخبار نے نہیں دی۔ آپ کی درخواست پر میں کچھ کتابیں مولانا صاحبؒ کی آپ کو بھیج رہا ہوں۔ انکی انٹیلکچول مصروفیات کے بارے میں اس کے علاوہ اور بھی نئی کتب آپ کو بھیجی جا چکی ہیں۔ میں آپ کا ممنون رہوں گا کہ آپ مولانا کی خبر کی پاکستانی میڈیا میں ترویج کریں۔

مولانا فضل ربی، مجلس نشریات اسلام کو پہلے سے انفارم کر چکے ہیں۔ جو کراچی میں ہیں۔ اللہ آپ سب کا حامی وناصر رہے۔

والسلام سعید الرحمان ندوی (جنرل سیکرٹری) فرقانیہ اکیڈیمی ٹرسٹ

(۱۰)

(علامہ شہاب الدین ندوی کی وفات اور علمی کام ○ وفات سے چند لمحے پہلے سوانح کی تکمیل)

۲۹/نومبر ۲۰۰۲ء

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی صدر جمیعت علمائے اسلام پاکستان اکوڑہ خٹک، پاکستان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ کرے کہ مزاج شریف بخیر ہوں۔ والد بزرگوار حضرت علامہ محمد شہاب الدین ندویؒ[1] کی رحلت کے غم سے ہم ابھی تک ابھر نہیں پائے ہیں۔ باری تعالیٰ کے ہم بے پناہ شکر گزار ہیں کہ والد ماجد کو قابل رشک موت نصیب ہوئی۔ پچھلے پانچ ماہ سے اپنے گوناگوں امراض وتکالیف کے شدت اختیار کر لینے کے باوجود آپ تصنیف وتألیف میں غرق رہے۔ اور یکے بعد دیگرے ایک درجن تصانیف طباعت کے لئے تیار ہوگئیں۔ آخری دم تک قلم ہاتھ میں رہا اور صرف انتقال کی پچھلی رات شدید علالت کے دوران اپنی خود نوشت سوانح عمری ''میری علمی زندگی کی داستان عبرت'' مکمل فرمائی، جس کے آخری کلمات تھے: ''بس مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکا ہوں۔ لہٰذا اب اجازت چاہتا ہوں۔ خدا حافظ۔ ع ساغر کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں'' حضرتؒ کی حسب ذیل تین اہم ترین کتابیں جسے آپ نے اپنی حیات کے آخری دنوں میں مکمل فرمایا تھا فرقانیہ اکیڈمی کے تحت طبع ہو چکی ہیں: ۱۔ قرآن کا نظریہ علم: سائنسی اکتشافات کی روشنی میں، ۲۔ قرآن عظیم کا نظام دلائل اور ملت اسلامیہ کی نشأۃ ثانیہ ۳۔ میری علمی زندگی کی داستان عبرت۔

مؤخر الذکر دو کتابیں بقول مصنفؒ کلامی نقطہ نظر سے انتہائی اہم، اپنے موضوع پر فیصلہ کن اور منکرین پر حجت پوری کرنے والی ہیں۔ یہ تینوں کتابیں حضرت والا کی خدمت میں بذریعہ علیحدہ ڈاک روانہ کی جا چکی ہیں۔ ان مطبوعات کا رسم اجراء عنقریب متوقع ہے۔ لہٰذا ہم امید کرتے ہیں کہ ان کتب پر اپنے گرانقدر تاثرات رتبصرہ بروقت ارسال فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ تبصرہ اگر ماہنامہ الحق میں بھی شائع ہو جائے تو مزید کرم فرمائی ہوگی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ والسلام سعید الرحمٰن ندوی جنرل سیکریٹری

(۱۱)

۲۸ اپریل ۲۰۰۸ء

(کتاب قرآن عظیم کی آفاقیت اور فلسفۂ کائنات کی تحسین پر خوشی)

محترمی ومکرمی حضرت مولانا سمیع الحق حقانی مدظلہ العالی۔ صدر، جمعیت علماء اسلام ومہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ کرے مزاج گرامی بخیر ہوں۔ بندہ آج ہی مکتوب گرامی قدر مورخہ ۱۷ اپریل ۲۰۰۸ء سے بہرہ ور ہوا۔ حضرت والا نے بندہ کی تصنیف ''قرآن عظیم کی آفاقیت اور اسکا فلسفہ کائنات'' کی جس طرح تحسین فرمائی ہے اور خود اس کے ساتھ جس حسن ظن کا معاملہ فرمایا ہے اس پر وہ حضرت کا بصمیم قلب ممنون ومشکور ہے۔ یہ حضرت والا کی نہایت کرم فرمائی اور ہمت افزائی ہی ہے جو علم وتحقیق کے اس میدان میں بندہ کو پائے ثبات عطا کرنے والی ہے۔ حضرت والا سے خصوصی دعاؤں کی درخواست بھی ہے کہ باری تعالیٰ اس اہم تصنیف کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے اسے عامۃ الناس کے فائدہ کا ذریعہ بنائے۔ والسلام ناچیز سعید الرحمٰن ندوی ناظم

---

[1] علامہ شہاب الدین ندوی فرقانیہ اکیڈمی بنگلور انڈیا جیسے وقیع تحقیقی ونشریاتی ادارہ کے بانی نے جدید مسائل ومباحث پر مخصوص انداز میں تقریباً ایک سو کتابوں کے تصانیف کا ایک بڑا ذخیرہ چھوڑا۔ مکتوب نگار ان کے فرزند اور ان کے بعد ادارہ کے ناظم ہیں۔

چوہدری شہباز حسین ۔ وفاقی وزیر وزارت بہبود آبادی

(بیٹی کی شادی کی مبارکباد اور معذرت)

Islamabad the 28th February 2006

My dear Maulana Sahib

Thank you very much for inviting me on the marriage[1] ceremony of your beloved daughter. I could not attend this auspicious ceremony due to my pre-occupation official engagements.

I pray to Allah Almighty to shower His blessings on the newly wedded couple and bring happiness, prosperity and bestowed courage to strengthen this sacred bond.

With best wishes and regards.

Yours sincerely,

(Ch. Shahbaz Hussain)

☆☆☆

محمد شہباز شریف ۔ وزیر اعلیٰ پنجاب

(تہنیت عید)

عید مبارک

محمد شہباز شریف

وزیر اعلیٰ پنجاب

۱۔ بیٹی کی شادی پر مبارکباد، شکریہ اور معذرت

محمد شہزاد خان۔ کنوینر عالمی امن وسلامتی فورم اسلام آباد

(۱)

۱۲ جولائی ۲۰۰۷ء (اسلام کے نفاذ میں رکاوٹیں اور اسکا علاج O لال مسجد اسلام آباد کا المیہ)

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ (حصہ اول)

بخدمت مکرمی ومحترمی جناب.........السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دین اسلام کے علماء کرام رسول اللہ ﷺ کے ورثا شمار ہوتے ہیں جن کا یہ تقاضا ہے کہ علماء کرام رسول اللہ ﷺ کے وارث ہونے کا عملی مظاہرہ پیش فرمائیں۔ دنیا کے تمام انسانوں کو امن وسلامتی کی زندگی کے ذریعے آخرت میں کامیابی کا راستہ بتانا اور دکھانا رسول اللہ ﷺ کا اُسوہ ہے اسی مقصد کی خاطر جہاد کی بھی ضرورت پیش آتی ہے۔ انسانی امن وسلامتی کے لیے معاشرتی نظم ونسق بنیادی حیثیت رکھتا ہے جو انسانوں کے مابین فطری تقاضوں کی تکمیل کے اس اصول پر عمل کرنے سے قائم ہوتا ہے جس میں دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کو اپنے حقوق پر فوقیت دیتے ہوئے ذاتی حوالے کی بجائے اجتماعی حوالے سے زندگی کو خوبصورت بنانے کی ترتیب اختیار کی جائے اسی عمل کے صلہ میں دنیا کی برکتیں اور آخرت کی مستقل کامیابیاں ملتی ہیں۔ حقوق کا تعلق جان، مال، اسباب، عزت نفس، جذبات، احساسات سمیت بہت سارے معاملات سے ہوسکتا ہے۔ اجتماعی مفاد کے لیے ہر تعمیری کام میں بڑھ چڑھ کر مقابلے کی فضا پیدا کرتے ہوئے ترقی کرنی چاہیے جبکہ ذاتی مفاد کے حصول میں دوسروں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ کسی کا دولتمندی میں برتر نہ ہوسکنا دولتمندوں کو غریبوں کے معیار پر آنے کی دعوت دیتا ہے، کسی کا دیوہیکل جسم نہ بن سکنا تن آوروں کو اپنا حجم کم کرنے کی دعوت دیتا ہے، کسی کا حسن بے کراں سے محروم ہونا یا کم حسین شریک حیات تک رسائی حاصل کرسکنا دل فریب حسینوں کو اپنے جلوے پردے میں رکھنے کی دعوت دیتا ہے۔ اور مردوں کے لیے بھرپور داڑھی کا استعمال بھی ایک پردہ ہے جو عورتوں کی توجہ کے تقسیم ہونے اور معاشرتی نظم وضبط کو تباہ ہونے سے بچانے کا ذریعہ ہے، کسی کا لذات نفسانی کی حیوانی تسکین میں مقابلے نہ جیت سکنا پرکشش جسموں کو حدود وقیود کے اندر رہتے ہوئے اپنی آگ بجھانے کی دعوت دیتا ہے۔ کسی کا دنیا بھر کے لوگوں کو اپنی خواہش کے تابع مجبور محض بنانے کے لیے حاکم مطلق نہ بن سکنا تمام حکمرانوں کو اپنی عظمت لوگوں کی خدمت میں پانے کا درس دیتا ہے علی ھذا القیاس انسانی سوچ کے آزادانہ بھرپور استعمال کو بھی تمام انسانوں میں امن وسلامتی کے قیام کی فکر سے مشروط کرنا وہ اسلامی خزانہ ہے جس کو خرچ کرنے کے نتیجے میں عالم انسانیت کی عافیت ہے۔ پاکستان کا حصول اسلامی حکومت قائم کرنے کی خاطر عمل میں لایا گیا اور تحریک پاکستان میں اسی نعرے کا برملا استعمال ہوا۔ اندرون خانہ اگر امریکہ، برطانیہ یا مقامی بعض خود غرض لیڈروں کے ذاتی عزائم کچھ مختلف تھے تو وہ پاکستان کے حصول کا اصل مقصد قرار نہیں پاسکتے۔ بلاشبہ وہ قوتیں اپنے عزائم کی تکمیل میں سرگرم عمل رہیں گی لیکن ان کی سرگرمیاں پاکستان کے حصول کی اصل وجہ کو تبدیل نہیں کرسکتیں۔ قربانیوں اور خونیں واقعات کی داستانیں اپنے مستقل اثرات رکھتی ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی فریبی لوگوں کی بیہودہ چالوں کو اپنی عمدہ چال سے ناکام بنادیتا ہے۔ پاکستان میں اسلامی حکومت کے قیام کا تجربہ تاحال نہ کیا جاسکا لیکن کثیر تعداد مساجد کا ملک بھر میں اسلام کی نمائندگی کرنا اسلامی حکومت قائم کرنے میں معاون ثابت ہوسکتا ہے۔ مساجد کے پلیٹ فارم سے ملک کے اندر اسلامی قوانین کے نفاذ کی منظم کاروائیاں بھی عمل میں لائی جاسکتی ہیں لیکن اس میں دو اہم رکاوٹوں کا تدارک کیے بغیر سخت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پہلی رکاوٹ اندرون وبیرون ملک کے مخالفین اسلام ہیں جو محض ایک ملک میں نفاذ اسلام کو بزور طاقت روک سکیں گے جس طرح افغانستان میں روکا گیا چنانچہ مقامی حکومت کی معاونت بھی کافی نہ ہوگی۔ جبکہ عالمی سطح پر ایک ہی وقت میں نفاذ اسلام ضروری ہے جو خانہ کعبہ کی سیاسی

مرکزیت کو بھی بحال کر کے عالم اسلام کو ایک نا قابل تسخیر ریاست میں منظم کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ دوسری رکاوٹ نفاذ اسلام میں فرقوں اور مسلکوں کا علمی اختلاف ہے، جس کا تدارک بھی خانہ کعبہ کے ایک مرکزی پلیٹ فارم کو بنیاد بنا کر ہی عمل میں لایا جاسکتا ہے۔ لال مسجد اسلام آباد سے مولانا عبدالعزیز صاحب اور جناب عبدالرشید غازی کی آواز "اسلامی حکومت" ہی کے قیام کی خاطر ہے جس میں کوشاں ہونے پر وہ تمام علماء دین کو خصوصاً اور تمام مسلمانوں کو عموماً گزارش کئے جا رہے ہیں۔ اسلامی تحریک کی سرپرستی اور صدارت کے لیے متفقہ طور پر کسی بھی معقول شخصیت کو ذمہ داری سونپی جاسکتی ہے اس سلسلے میں مولانا عبدالعزیز اور ان کی اٹھائی ہوئی تحریک مکمل تعاون کے عندیے دے چکی ہے نیز امام کعبہ کے حوالے سے خانہ کعبہ کی مرکزیت کو بنیاد بنا کر اسلامی حکومت کے قیام کا لال مسجد اسلام آباد سے مولانا عبدالعزیز صاحب نے مشورہ بھی پیش کیا تھا چنانچہ اس لائحہ عمل کو عملی شکل دینے کی خاطر تمام مسالک کے علماء دین اور مسلمانوں کی اشتراک عمل کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت ہے جس کے نتیجے میں لال مسجد انتظامیہ سمیت مسالک میں تقسیم تمام مسلم علماء کرام خانہ کعبہ کے ایک مرکزی پلیٹ فارم سے مشترکہ لائحہ عمل کو آخری شکل دینے کی حیثیت میں آسکیں گے نیز لال مسجد اسلام آباد کی پاکستان میں موجود تشویشناک صورتحال کا لال مسجد کی انتظامیہ کے نزدیک بھی قابل قبول حل نکل آئے گا یا ان کو یہ حل قبول کرنے پر آمادہ کرنے میں دیگر علماء دین کو مشکل پیش نہ آئے گی۔ ورنہ حکومت پاکستان کی کسی سخت کاروائی کے نتیجے میں اسلامی حکومت کے قیام کا مشکل ترین حالات میں ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے شہید کر دیئے جائیں گے تو بعض لوگوں میں لال مسجد انتظامیہ سے متعلق پائی جانے والی بدگمانی اور شکوک وشبہات غلط ثابت ہو کر بے مقصد قرار پائیں گے حالانکہ نیک گمان کے ساتھ نیکی میں مقدور بھر تعاون دینا ضروری ہے۔ راقم کا تجزیہ ہے کہ لال مسجد اسلام آباد کی براہ راست طویل مانوسیت میں ملک کے ذمہ دار لوگوں کی خاصی تعداد شامل ہے جن کی ناراضگی کا حکومت کو احساس بھی ہے اور خوف بھی ہے چنانچہ بار بار مہلت کے ذریعے صورت حال کو بہتر بنانے کے موقع فراہم کئے جا رہے ہیں اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی مدد ہی کا نقشہ ہے جو کسی بھی ذریعے سے اپنا دست قدرت استعمال فرماسکتا ہے۔ اندرون وبیرون ملک سے مختلف خفیہ ایجنسیوں کا اپنے طور پر اس معاملے میں اثر انداز ہونا ان کا اپنا فعل ہوسکتا ہے جو ہر جگہ پر تقریباً موجود ہے لیکن لال مسجد انتظامیہ کا اس سے کوئی دانستہ تعلق ثابت نہیں ہے۔ لال مسجد کی خطابت وامامت کا حق ادا کرنے میں حضرت مولانا محمد عبداللہ مرحوم نے شہادت قبول کر لی اور ان کے صاحبزادے اپنے حصے کی کسی قربانی کو پیش کرنے سے تساہل نہیں برت رہے یہی حق بندگی ہے جو ادا کرنے کے لیے دیگر علماء دین کو بھی سعادت حاصل کرنی چاہیے ورنہ کسی کا مرکزی جامع (لال) مسجد کی امامت اور خطابت پر مولانا محمد عبداللہ شہید اور ان کے صاحبزادوں کو اپنے مفادات کے لیے قابض بتا کر یہ قبضہ خود حاصل کرنے کے خواب دیکھنا درست نہیں ہے کہ جان قربان کرنے یا بیوی بچوں سمیت اس کا عزم ظاہر کرنے سے بڑھ کر حق بندگی ادا کرنے کا اور کیا پیمانہ ہوسکتا ہے۔ لال مسجد انتظامیہ معاشرتی برائیوں اور غیر شرعی امور کے خلاف حکومت سے برسر پیکار ہے چنانچہ لال مسجد انتظامیہ کو تمام مسالک کے علماء دین اور مسلمان اگر اپنے حصے کا فریضہ ادا کرتے ہوئے روحانی مدد فراہم کریں تو ان کے لیے بھی آسانی ہوگی اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے آخری نبی ﷺ کا پہنچایا ہوا دین اسلام دنیا میں قائم کرنے کی کوشش پر ہم سے خوش ہوگا۔ نمایاں تعداد میں لوگوں کا اسلامی حکومت کے قیام پر آواز بلند کرنا پاکستانی حکومت کو بھی آسانی مہیا کرتے ہوئے دین اسلام کے حق میں مدد دینے پر مجبور کر دے گا کیونکہ غیر مسلم قوتوں کی محض ذاتی مفاد پرستی کا موازنہ کرنے کے بعد پاکستانی حکمران اپنی اور ملک کی بقا کے لیے اسلامی رہنمائی کو سینے سے لگاسکتے ہیں لیکن حقیقی اسلامی رہنمائی کو۔ جبکہ کسی ایک فرقے کی تعلیمات کو اختیار کرنے سے قیام پاکستان کا تقاضا پورا نہ ہوسکے گا۔ چنانچہ صورتحال سے بخوبی فائدہ اٹھانے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اس کے مقابلے میں حسب سابق اپنے اپنے مسلک کے طریقے پر نمازوں کی ادائیگی اور اپنے اپنے مسلک کے علوم پڑھانے کی خاطر مساجد اور مدارس کی آزادی کو ہی اسلام کی خدمت کے لیے

کافی قرار دے کر علماء دین کا مسلم امہ کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے اور عالم اسلام کی متحدہ ریاست قائم کرنے سے خود کو دور رکھنا حق بندگی ادا کرنے سے اعراض قرار پاتا ہے۔گزارش ہے کہ اس عریضہ کے ہمراہ پیش کی گئی تحریر کے موقف میں غور و خوض، دیگر علماء دین سے مشاورت اور عوام الناس کو آگاہی فراہم کرتے ہوئے ملکی و عالمی سطح پر تحریکی کاوش کی ضرورت ہے۔اس مقصد کے لیے اپنے اپنے مقام اور مساجد میں تقاریر کے اندر پیش خدمت گزارشات کو مثبت انداز سے فوری طور پر بیان فرمانے کی ابتداء ہو جانی چاہیے تاکہ حکومت پاکستان کی جلد متوقع نئی پالیسی پر ممکنہ حد تک اثر انداز ہو جائے چنانچہ اسی سلسلے میں خصوصی اجلاسوں و عمومی اجتماعات منعقد کرنے کا سلسلہ بھی فوری شروع کر دیا جانا چاہیے۔ شکریہ! محمد شہزاد خان (کنوینر۔عالمی امن و سلامتی فورم)

(۲)

(سلمان رشدی کو برطانوی حکومت کا سر کا خطاب ○ جذباتی نہیں سنجیدہ احتجاج اور علاج چاہیئے۔ امام کعبہ کی قیادت میں متحدہ اسلامی ریاست کی ضرورت)

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ (حصہ دوم)

۲۹ جون ۲۰۰۷ء

بخدمت مکرمی و محترمی جناب..................السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مسلمانوں کے جذبات کا خیال نہ رکھتے ہوئے برطانوی حکومت کا سلمان رُشدی کو "سر" کے خطاب سے نوازنا نہایت افسوس ناک اقدام ہے غیر مسلم اقوام کو چاہیے کہ مسلم قوم سے محاذ آرائی کی بجائے افہام و تفہیم اور ہمدردانہ جذبات کی روشنی میں عالمی امن و سلامتی قائم کرنے کا راستہ اختیار کریں، مسلمانوں کو زمین پر باعزت زندگی کے حق سے محروم کرنے اور فقط غیر مسلموں کو آبرومندانہ زندگی فراہم کرنے والی گروہی امن و سلامتی کو ذہن سے نکال دیں۔مذہبی انتہاپسندی اور دہشتگردی کے خلاف صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کی مقدور بھر کاوشوں کو امریکی اور یورپی حکمرانوں کا نا کافی بیان کرتے ہوئے مزید فوری اقدامات پر اصرار اس سطح پر پہنچ گیا ہے کہ چیف جسٹس سپریم کورٹ اور لال مسجد اسلام آباد سمیت کئی سابقہ اور جاری ایشوز کے بعد سلمان رشدی کے ایشو کو ملک میں ہنگامہ آرائی اور پاکستانی حکومت کی کمزوری کے لیے اچھال دیا گیا ہے جبکہ دوسری جانب غیر ملکی حکمرانوں کی جانب سے صدر پاکستان کو ملک میں جاری احتجاجی سلسلے جلد بند کرانے کی تاکید بھی کی جاتی ہے۔سابق صدر محمد ایوب خان، وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو، صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور وزیر اعظم میاں نواز شریف بھی جب غیر مسلم عالمی حکمرانوں کے من چاہی عزائم پورا کرنے میں مس فٹ نظر آئے تو ان کو اقتدار سے محروم کرنے کی کاروائیاں عمل میں لائی گئیں۔صدر جنرل پرویز مشرف کے ساتھ بھی یہی کھیل کھیلا جا رہا ہے جبکہ اس موقع پر پاکستانی قوم کو بھی غیر مسلم عالمی حکمران اسی مقصد کے حصول میں حسب سابق استعمال کر رہے ہیں۔حالانکہ یہی وہ اہم وقت ہوتا ہے جب قوم کو غصہ تھوک کر اپنے حکمران کی غلطیوں سے بھی درگزر کر کے بھرپور تعاون فراہم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جس کے نتیجے میں اپنا حکمران غیر مسلم عالمی حکمرانوں کے ناجائز تقاضوں کے خلاف اپنی قوم کی صحیح رہنمائی کرتے ہوئے کامیابی سے درست اقدامات اٹھا سکتا ہے (ہاں البتہ حکمران کو بھرپور تعاون کی فراہمی مطلوبہ اہم مقاصد سے مشروط ٹھہرائی جانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے) بصورت دیگر غیروں کے ساتھ اپنوں سے بھی ملنے والا بے رحمی کا رویہ حکمران کو ایک اور غلطی پر مجبور کرتا ہے کہ حسب سابق موجود بڑی طاقتوں ہی سے ممکنہ توقعات کو اختیار کیے رکھا جائے حالانکہ بڑی طاقتیں اپنے مشن کی تکمیل چاہتی ہیں جس میں گھٹنے ٹیک کر عاجزانہ تابعداری اختیار کرنے والے حکمران کے لیے فقط کسی مزید ناراضگی سے بچاؤ ممکن ہوتا ہے جبکہ اندرونی حالت کے تحت ان کے

نزدیک ناپسندیدہ حکمران کی کسی جائز خواہش کی تکمیل کا بھی زمانہ بیت گیا ہوتا ہے، ہاں البتہ اپنا انتظام مکمل ہونے تک ناپسندیدہ حکمران کو بھی بے پناہ تعاون کی یقین دہانیاں کرائی جاتی ہیں۔حکمران کو دراصل اپنی رعایا سے تعاون لینے میں پائیدار قوت حاصل ہوتی ہے لیکن وہ قوت اپنی رعایا کے تقاضوں کی تکمیل کا کام جاری رکھنے سے قائم رہتی ہے۔رعایا سے مخالفت کی صورت میں ان امور سے اجتناب کرنا ضروری ہوتا ہے جو رعایا کی ناراضگی کا سبب ہوں اور اگر کوئی شخص عوام اور حاکم کے مابین بہترین تعلقات بحال کرانے کی کوشش کرتے ہوئے ثالثی کا کردار ادا کرے تو جانبین کو باہمی مخالفانہ وجوہات سے عارضی بنیادوں پر کنارہ کش رہنا چاہیے یعنی حکمران کو رعایا کے تقاضوں کی برملا مخالفت سے اور رعایا کو حکمران کے تقاضوں کی برملا مخالفت سے ثالثی کا عمل مکمل ہونے تک خود کو روکے رکھنا چاہیے ورنہ بڑی طاقتوں اور کمزور ممالک کے درمیان ہم آہنگی اور بھائی چارہ قائم کرنے کی خاطر پل کا کردار ادا کرنیوالے صدر جنرل پرویز مشرف کو اگر جنگ میں دھکیلے گئے کمزور ممالک کی بعض کاروائیاں بڑی طاقتوں کے سامنے شرمندہ اور پریشان کرتی ہیں یا بڑی طاقتوں کی بعض کاروائیاں کمزور ممالک کے سامنے شرمندہ اور پریشان کرتی ہیں جس کے نتیجے میں طاقتور اور کمزور کے مابین ہم آہنگی و بھائی چارہ قائم کرنا مشکل ہو جاتا ہے تو یہی مشکل اندرون ملک رعایا اور حکمران کے مابین بہترین تعلق بحال کرانے والوں کو بھی پیش آتی ہے۔صدر کو بڑے طاقتوں کے گھیراؤ کی موجودگی میں مکمل طور پر عوامی تقاضوں کی برملا حمایت میں مشکل درپیش ہو سکتی ہے چنانچہ مکمل نہ سہی البتہ کئی مواقعوں پر صدر نے بڑی طاقتوں کے من پسند تقاضے پورے کرنے سے معذرت کرتے ہوئے قومی وملکی تقاضوں کو اولیت دی جس کے نتیجے میں صدر کے خلاف گھیراؤ کا سلسلہ شروع ہوا۔اس کے مقابلے میں عوام کے لیے اس قدر مشکل نہیں کہ وہ جائز حد تک صدر کو برملا تعاون فراہم نہ کر سکے البتہ صدر سے تعاون کی جائز حدود کا تعین کرنے کے لیے علمی اور فکری سطح پر غور وخوض اور تبادلہ خیال کا اہتمام عام کیا جانا مفید ہے۔دوسری طرف وزیر مذہبی امور جناب اعجاز الحق ایک عرصہ سے پاکستانی مذہبی حلقوں کو عالمی بھائی چارے کی فضا قائم کرنے میں ہمنوا بنانے میں تھک کر چور ہو چکے ہیں جبکہ غیر مسلم عالمی برادری مسلم برادری کے زخموں پر نمک چھڑک کر دانستہ مسائل میں کئی گنا اضافہ کرتی نظر آتی ہیں چنانچہ جب عالمی غیر مسلم برادری کے سربراہان مسلم مذہبی حلقوں کے ہاتھوں اپنے قتل کا خود اہتمام کرنے سے باز نہیں آئیں گے تو حالات کے موافق وزیر موصوف جذباتی کیفیت کے باعث ایسا ہی بیان جاری کریں گے جو فطری اور موقع کی مناسبت سے ہے ورنہ اس سے قبل عام نارمل حالات میں وزیر موصوف نے کبھی ایسا بیان نہیں دیا۔وزیر مذہبی امور کے بیان کا مفہوم یہ تھا کہ ''سر'' کا خطاب دیئے جانے کے رد عمل میں سلمان رشدی کا بذریعہ خودکش حملہ قتل کیا جانا جائز ٹھہرتا ہے۔بلاشبہ وزیر ایک انتہائی ذمہ دار عہدہ ہے چنانچہ بیانات میں احتیاط بہت ضروری ہے تاہم غیر مسلم عالمی قوتوں کی بے احتیاطیاں پاکستانی وزیر کی بے احتیاطی پر غالب ہیں۔پاکستان پیپلز پارٹی کی لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو کو برطانوی شہری کے بذریعہ خودکش عاجزانہ حملہ قتل کئے جانے کے مقابلے میں مسلم ریاستوں کے کثیر تعداد شہریوں کے بذریعہ ظالمانہ بمبارمنٹ قتل کئے جانے کا بخوبی موازنہ کرنے کے بعد متوازن بیان دینا چاہیے تھا۔تمام مسلمانوں کو احتجاج کے ساتھ ساتھ چاہیے کہ برطانوی ''سر'' کے خطاب کو اہمیت دینے اور اس کے خلاف محض سراپا احتجاج بننے کی بجائے اس اصلی کام کو عملی شکل دینے پر بھرپور توانیاں خرچ کریں جس کے نتیجے میں امت مسلمہ کے تمام مسائل یقینی طور پر بالترتیب جلد از جلد حل ہو جائیں گے۔وہ کام ہمیں یہ سمجھنے کی دعوت دیتا ہے کہ اسلامی ریاست میں سیدنا محمد ﷺ کی حیثیت بطور سب سے بڑا عالم دین، سیاستدان، منصف (جج) اور سپہ سالار تسلیم شدہ ہے۔خانہ کعبہ کی امامت سیدنا محمد ﷺ کے نائب کا حق ہے۔امام کعبہ کا منصب کسی ایک مسلک کی بجائے تمام مسلمانوں کی نمائندگی کو یقینی بناتا ہے۔سیدنا محمد ﷺ نے فرقوں سے پاک ایک امت کا وجود قائم فرمایا اور خانہ کعبہ کی مرکزیت کے تحت امور حکومت کو چلایا۔خانہ کعبہ کی مرکزیت کے حوالے سے امام کعبہ کو اسلامی دنیا کا سب سے بڑا عالم دین، سیاستدان، منصف (جج) اور سپہ سالار (اولی الامر) ثابت

ہونا چاہیے۔مکہ مکرمہ کے حکمران کو امام کعبہ کی ذمہ داریاں بھی نبھانے کے لیے یا امام کعبہ کو مکہ مکرمہ سمیت عالم اسلام کے (اولی الامر) کی ذمہ داریاں بھی نبھانے کے لیے مطلوبہ صلاحیت حاصل کر لینی چاہیے تا کہ مکہ مکرمہ کی حکومت کی ذمہ دران پر امام کعبہ کے تقرر کی خاطر بیرونی مداخلت کا تصور پیدا نہ ہو۔عالم اسلام کے تمام علماء دین کو علوم سے متعلق، سیاستدانوں کی حکومتی امور سے متعلق، ججوں کو عدالتی امور سے متعلق اور افواج کو دفاعی امور سے متعلق اس امام کعبہ کی سربراہی قبول کر لینی چاہیے جو کسی ایک مسلک کی بجائے تمام مسلمانوں کا عملاً نمائندہ ثابت ہوتا کہ اسلام اور مسلمانوں کی اجتماعی بے مثال قوت کو اسلامی دنیا کی سالمیت کے لیے بروئے کار لا کر مسلم کش طاقتوں کی بھی اصلاح وفلاح کو ممکن بنایا جا سکے اور غیر مسلم قوتوں کی غلامی کی بجائے ان سے دوستانہ ماحول میں عالمی تعمیر وترقی کو یقینی بنایا جائے۔ فی الوقت تمام مسلمانوں کو مطالبہ کرنا چاہیے کہ عالم اسلام کے علماء دین، سیاستدانوں، ججوں اور افواج کو امام کعبہ کی مجلس شوریٰ کا حصہ بن کر تمام مسلمانوں کے لیے ہنگامی بنیادوں پر مسالک سے محفوظ متفقہ دین اسلام اخذ کر لینا چاہیے اور اسی طرح عالم اسلام کے لیے مختلف علاقوں سے مخصوص مدت کے لیے امام مقرر کرتے رہنے کا لائحہ عمل بھی وضع کر لینا چاہیے تا کہ اسلامی ریاستوں کے انفرادی وجود کو لاحق خطرات کا تدارک کرتے ہوئے عالم اسلام کی متحدہ ریاست قائم کی جا سکے۔عالم اسلام کے تمام باشندے بشمول علماء دین، سیاستدان، جج اور افواج مذکورہ بالا اہم ترین ضرورت کی تکمیل کے لیے جناب امام کعبہ کو درخواست کریں کہ وہ ہماری سربراہی قبول فرمائیں تا کہ عالم اسلام کو عالم انسانیت کی اجتماعی خدمت پر مامور کرتے ہوئے امریکہ اور یورپ سمیت دنیا کی تمام حکومتوں اور اداروں کو عالمی امن وسلامتی قائم کرنے میں بھر پور تعاون فراہم کیا جائے۔ بہت شکریہ محمد شہزاد خان (کنوینر۔عالمی امن وسلامتی فورم)

☆☆☆

مولانا شہید احمد[1] ایم این اے کرک

(تائید طالبان کانفرنس)

۲۱ رجب المرجب ، ۳۱ اکتوبر بروز اتوار

محترم جناب اُستاذ بن استاذ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔عرض ہے۔کہ آپ کے صوابدید کے مطابق اگر آپ اجازت دیں۔تو ہم مدرسہ مدینۃ العلوم کے سالانہ جلسہ دستار بندی کے موقع پر تائید طالبان افغانستان اور امریکیوں کے خلاف ایک مضبوط جلسہ منعقد کرنا چاہتے ہیں۔جس میں تائید طالبان اور امریکن کے خلاف علماء کرام کو دعوت دی جائے گی۔آپ سے اجازت نامہ لے کر جلسہ کے انعقاد کی کاروائی شروع کرتے ہیں۔تا کہ بروقت علمائے کرام کو جو ہم نوا وہم فکر ہیں اُن کو دعوت دے سکیں۔ آپ سے شمولیت اور اجازت نامے دونوں کی درخواست ہے اُمید ہے آپ ہمیں نا اُمید نہیں فرمائیں گے۔ شہید احمد عفی عنہ

---

[1] بزرگ جید عالم، مدرس، نمونۂ اسلاف، بار بار قومی اسمبلی کے لئے جمعیۃ ف اور جمعیۃ س اور آئی جے آئی کے ٹکٹوں پر منتخب ہوئے۔ایک کانسٹیبل کی زندگی ترک کر کے تحصیل علم میں لگ گئے اور مشاہیر علم وفضل میں شامل ہوئے۔ناچیز سے منسوب جمعیۃ (س) کی تاحیات سرپرستی کی اہم صوبائی عہدوں پر فائز رہے، ضلع کرک اور کوہاٹ کو علم وفضل سے مستفید کیا۔کرک کے ورانہ نامی گاؤں میں ایک وقیع مدرسہ قائم کیا ان کے فرزند شاہ عبدالعزیز مجاہد فاضل حقانیہ قومی اسمبلی کے سابق ممبر، دینی اور جماعتی کام چلا رہے ہیں۔

شورش کاشمیری[1] (چٹان)

(۱)

۱۹ جنوری ۷۳ء (مولانا آزاد کے ترجمان القرآن کے نئے گوشوں میں رہنمائی کی خواہش)

مخدومی مولانا، سلام اخلاص، میں نے اپنے زمانہ نظر بندی میں مولانا ابوالکلام آزادؒ کے سوانح وافکار پر کچھ لکھنا چاہا ایک حصہ مکمل ہوگیا۔ تو اصل سوال ترجمان القران کا تھا، اس سوال کے حل کرنے میں نمبر مانع ہوگیا۔ کہ مولانا مرحوم نے ترجمان میں کن نئے مباحث پر قلم اٹھایا اور پچھلے مفسرین سے کن ابواب میں اختلاف کیا۔ اور کونسی چیزیں آگے بڑھائیں؟ کیا اس باب میں اشاراتی طور پر آپ میری راہنمائی کر سکتے ہیں، ممنون رہونگا اور اسطرح میں اپنی کتاب کی بعجلت تکمیل کر سکونگا۔ والسلام الاحقر شورش

(۲)

۲۹ اکتوبر ۷۴ء (علالت)

مکرمی سلام مسنون، آپکا خط ملا شکریہ، آغا صاحب پچھلے دو ماہ سے علیل ہیں۔ اطلاعاً آپ کو جواب دیا جاتا ہے۔

فقط والسلام المخلص رحمت علی رانا

(۳)

۱۷ نومبر ۷۶ء (کتاب پر تبصرہ ۸ نومبر کے چٹان میں)

مکرمی سلام مسنون، خط ملا یادآوری کا شکریہ، کتاب پر تبصرہ ۸ نومبر کے شمارے میں شائع کردیا ہے نیز آپ نے پرچہ نہ ملنے کے بارے میں اظہار فرمایا ہے۔ پرچہ ہر ہفتے باقاعدگی سے آپ کی خدمت میں روانہ کیا جارہا ہے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کو ادارہ پرچہ نہ بھیجے۔

فقط والسلام المخلص رحمت علی رانا

بیگم شورش کاشمیری

(۴)

(بھٹو کے ہاتھوں ابتلاء وآزمائش نظر بندی اور بھوک ہڑتال)

گرامی قدر، سلام مسنون، میرے شوہر آغا شورش کاشمیری کو صدر بھٹو نے ان کی حق گوئی کے جرم میں جو اپوزیشن کا جمہوری حق ہوتا ہے ایک مفروضہ کی آڑ لے کر ۱۶ اگست ۱۹۷۲ء کو ۳۲ ڈیفنس آف پاکستان رولز میں تین ماہ کیلئے نظر بند کیا تھا، لاہور ہائی کورٹ نے ۲۰ ستمبر کو مرافعہ میں رہا کردیا لیکن صدر بھٹو نے فوراً ہی انہیں دوسری دفعہ نظر بند کردیا۔ ۱۹ ردسمبر کو اس دوسری نظر بندی کی میعاد ختم ہوگئی تو تیسری بار نظر بندی کے آرڈر کورٹ کو گئے اس دن سے میرے شوہر بھوک ہڑتال پر ہیں اور آج سولھواں دن ہے۔ میں خدا کو گواہ مان کر کہتی ہوں کہ سب کچھ میرے شوہر سے صدر بھٹو کی ذاتی عداوت پر ہورہا ہے اور وہ میرے شوہر کو اسطرح مارنا یا مروادینا چاہتے ہیں۔ میں آپ کے ضمیر صافی سے اس منتقمانہ ذہنیت کے خلاف کلمہ احتجاج بلند کرنے کی خواہاں ہوں۔ آپ کی بہن خورشید بیگم شورش، کاشمیری

---

[1] تحریر وانشا تقریر وخطابت کے بادشاہ، آزادی صحافت کے علمبردار، مجلس احرار اسلام اور مولانا ابوالکلام آزاد، عطاء اللہ شاہ بخاری کے علاوہ آزادی ہند کے سرخیل اکابر کے ترجمان۔ قید وبند کے شناسا، عزیمت واستقامت کی دولت سے سرشار۔

(۵)

(چٹان کا رحمۃ اللعالمین نمبر کیلئے رہنمائی کی خواہش)

گرامی قدر، سلام مسنون، ادارہ چٹان نے ربیع الاول میں ایک ضخیم رحمۃ للعالمین نمبر نکالنے کا فیصلہ کیا ہے ارادہ یہ ہے کہ ہر لحاظ سے ایک جامع نمبر بنایا جائے کوئی گوشہ ادھورا نہ رہے بلکہ بارگاہ رسالت میں ہر اعتبار سے ارمغان عقیدت ہو۔ ہم جس ذہنی بحران میں سے گذر رہے ہیں اور نئی نسل جس تذبذب کا شکار ہے اسکی مکمل روداد آپکے سامنے ہے، اسی بحرانی کیفیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اولاً اس نمبر کے متعلق ہر عنوان سے مشورہ کی ضرورت ہے اور یہ عریضہ اسی لئے لکھ رہا ہوں۔

ثانیاً! آپ اس نمبر کی ترتیب کے متعلق مشورہ دیں کہ اس میں کیا کچھ ہونا چاہیے۔

ثالثاً! آپ کسی ایسے موضوع پر قلم اٹھائیں جو موضوع ان حالات میں اشد ضروری ہے۔

یقین ہے کہ اس معاملہ میں آپ میرا ہاتھ بٹائیں گے میں آپ کے قلم سے ہر ممکن تعاون کا خواہاں ہوں۔

والسلام المخلص (شورش کاشمیری)

نوٹ: حضور آپ کے قلم سے ہمارے نمبر کی بہت سی خواہشیں منسلک ہیں کرم فرمایئے۔ شورش

(۶)

۳۱ مئی ۱۹۷۶ء (چٹان میں دعوات حق پر تبصرہ)

محترم المقام مولانا صاحب! سلام مسنون۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قبلہ کی کتاب "دعوات حق" پر تبصرہ اس ہفتہ کے شمارہ میں شائع ہو رہا ہے۔ بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر تاخیر کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ والسلام عبدالسلام ملک چٹان لاہور

☆☆☆

سردار شوکت حسین مزاری

ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی

۲۱ جنوری ۲۰۰۴ء (اہلیہ کی وفات پر تعزیت)

0 1515 A-82 Lahore 20 78

Mulana Sami ul Haq

Deeply shocked to learn about the Sad demise of your wife pray her soul May rest in internal Peace. My family join you in this bears of Grafee and pray to the almighty Allah to give you and the beraved famil the Courage to bear this irrable loss Ameen.

Sardar Shoukat Hussain Mizari

Depty Speaker Provisional Assembly of Punjab

شوکت عزیز[1] وزیر اعظم پاکستان

(۱)

(بیٹی کی شادی پر مبارکباد)

Dear Sir, I have been desired by the Prime Minister Pakistan to thank you for inviting him to the wedding ceremony of your daughter on 24 February 2006 at Akora Khattak. Indeed, it is a great occasion. However, because of pre-scheduled official engagements, it was not be possible fo the Prime Minister to join you in sharing your delight. The Prime Minister wishes a very happy and prosperous life for the newly married couple and congratulate you on this suspicious occasion.

With warm regards,

Yours sincerely,

Abdul Wajid Rana PSO to the Prime Minister

(۲)

(عشائیہ کی دعوت)

Mr Shaukat Aziz Prime Minister of the Islamic Republic of Pakistan

requests the pleasure of the company of

Maulana Sami ul Haq at Dinner

on Monday, 22nd January, 2007 at 7:30 for 7:45 p.m

at Prime Minister House, Islamabad.

R.S.V.P Protocol Section

Prime Minister House Islamabad

Tele: 9224519 9222666 Dress: National/Lounge Suit

۱؎ امریکہ اور مغرب کا تیار کردہ ایک مہرہ جسے اپنے کارندے جنرل پرویز مشرف کے ذریعہ پاکستان کی وزارت عظمیٰ پر فائز کیا گیا جس نے آقاؤں کے اقتصادی استحصال، مقاصد اور پروگرام پر عملدر آمد میں کوتاہی نہ کی۔

(۳)

(خادم الحرمین کے اعزاز میں دعوت میں شرکت کی خواہش)

In Honour of Khadim Al Haramain Al Sharifain

His Majesty King Abdullah Bin Abdul Aziz Al Saud

King of the Kingdom of Saudi Arabia Mr Shaukat Aziz

Prime Minister of the Islamic Republic of Pakistan

requests the pleasure of the company of

Maulana Sami ul Haq at Lunch

on Thursday, 2nd February, 2006 at 1:15 for 1:30 p.m

at Prime Minister House, Islamabad

(۴)

(وزیر اعظم کی طرف سے امام حرم شیخ عبدالرحمان بن عبدالعزیز السدیس کے اعزاز میں عشائیہ)

In honour of

His Eminence Sheikh Abdur Rehman Bin Abdul Aziz Al-Sudais

Imam Haram-e-ka'aba, Kingdom of Saudi Arabia Mr Shaukat Aziz

Prime Minister of the Islamic republic of Pakistan

requests the pleasure of the company of Maulana Sami ul Haq

at Dinner on Thursday, 31th May, 2007 at 7:45 for 8:00 p.m.

at Prime Minister House, Islamabad

(۵)

(نئے سال پر مبارکباد)

Best Wishes for the New Year

Prime Minister

چوہدری شوکت علی[1]

سیکرٹری وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور اسلام آباد

(باہمی تعاون کا شکریہ) ۱۶/اپریل ۱۹۸۹ء

مکرمی و محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں نے بفضلہ تعالیٰ بحیثیت ایڈیشنل سیکرٹری انچارج وزارت مذہبی امور میں جو مختصر وقت گزارا اسمیں مجھے جو بھی کامیابی و کامرانی حاصل ہوئی وہ آپ کے اخلاص اور تعاون کی مرہون منت تھی۔

میں اس کیلئے اپنی طرف سے اور وزارت مذہبی امور کی طرف سے آپ کا بصمیم قلب شکر گزار رہوں۔ یہ آپ کی ذاتی دلچسپی اور مساعی کا نتیجہ تھا کہ ہر کام بروقت اور خوش اسلوبی کے ساتھ تکمیل کو پہنچا۔ بہ احترامات فائقہ

چوہدری شوکت علی

ایڈیشنل سیکرٹری انچارج

☆☆☆

مفتی ڈاکٹر شوکت اللہ خٹک

چیئرمین الامن ویلفیئر ٹرسٹ اینڈ فری ڈسپنسری

محترم المقام استاذ محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف! راقم نے آپ کی خدمت عالیہ میں کئی بار حاضر ہونے کی کوشش کی مگر ملاقات سے محروم رہا۔ راقم کی پہلی تصنیفی کاوش ''مسلمان سائنسدان میڈیکل کے میدان میں'' کی اشاعت کے بعد دوسری کتاب ''جدید سائنسی وطبی مسائل شریعت کی نظر میں'' زیر اشاعت ہے۔ الحمد للہ پہلی کتاب نے آپکی دعاؤں اور حقانیہ کی برکت سے علمی اور مطالعاتی حلقوں میں خوب پزیرائی حاصل کی جبکہ آخر الذکر کتاب پر آنحضرت سے تقریظ لکھنے کا ارادہ تھا، لیکن آنجناب کہیں سفر پر تھے لہٰذا ارادہ ہے کہ اشاعت دوئم میں آنحضرت کے کتاب کے متعلق کلمات مبارک شامل کروں۔ امید ہے آنحضرت سرپرستی فرمائینگے۔

از مفتی شوکت اللہ حقانی

فاضل حقانیہ

---

[1] وزارت مذہبی امور کے نہایت اعلیٰ زیرک سیکرٹری، ضیاء الحق کے دور میں اسلامائزیشن کے جدوجہد میں ان سے سابقہ پڑتا رہا اور وہ بھرپور طریقوں سے اسٹبلشمنٹ کی ترجمانی کرتے رہے۔ ہماری کوشش کی کوئی بیل سرچڑھنے نہ دی۔

ڈاکٹر شیر افگن نیازی، اسلام آباد

وفاقی وزیر قانون

(پارلیمنٹری ضوابط)

۱۳ جون ۲۰۰۶ء

Dr Sher Afgan Khan Niazi

FEDERAL MINISTER

SUBJECT: **A PRESENTATION ON CHILD PROTECTION AND ROLE OF PARLIAMENTARIANS**

My Dear, Maulana Sami-ul-Haq, السلام علیکم

1. It gives me great pleasure to share with you a documents developed by UNICEF on the role of Parliamentarians in ensuring protection of children from violence, abuse and exploitation.

2. The subject matter and the enclosed document were presented and discussed with a group of Parliamentarians on 23rd June 2005, 27th October 2005 and 13th March, 2006 in Islamabad in meetings arranged by M/o Parliamentary Affairs in collaboration with the Ministry of Social Welfare and Special Education and UNICEF. Many honourable Members of Parliament expressed keen interest in this initiative. May I, therefore, inform you that a meeting has been organized in collaboration with Ministry of SW & SE and UNICEF on 23rd June 2006 at Marriott Hotel, Islamabad to provide additional information on the subject. The agenda is Annexed.

3. I would request you to kindly attend the meeting and confirm your participation by 18th June 2006 on Phone No 9204896/0321-5325876 (Mr Akhtar Jan Wazir, Deputy Secretary, Admn) so that timely arrangements are made.

4. I assure you of my highest consideration and count on your support for

---

۱؎ پرویز مشرف کی ترجمانی اور وکالت میں شاہ سے زیادہ شاہ کی وفاداری کا ثبوت دیا اور اپنے سب کئے کرائے پر پانی پھیر گئے اور اپنی تمسخر و تضحیک کی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

the betterment of children of our beloved country.

5. With profound regards.

Yours Sincerely, (Dr. Sher Afgan Khan Niazi)

Agenda for the Meeting 23rd June 2006

At Marriott Hotel Crystal Ball Room Islamabad

Chairpersons Dr. Sher Afgan Khan Niazi, Minister for Parliamentary Affairs And Ms. Zobaida Jalal, Minister for SW & SE

Agenda

1745 Hrs	Guests to be seated
1800 Hrs	Recitation from the Holy Quran
1805 Hrs	Welcome & opening remarks by Dr Sher Afgan Khan Niazi, Federal Minister for Parliamentary Affairs
1815 Hrs	Objectives of the meeting by Sheikh Ghazanfar Hussain, Secretary, Ministry of Parliamentary Affairs
1820 Hrs	Child Protection & Role of Parliamentarians by Mr Ronald Van Dijk, Deputy Country Representative UNICEF Pakistan
1850 Hrs	Salient features of draft Child Protection Bill by Barrister Zafarullah Khan, Consultant for Ministry of Social Welfare and Special Education
1920 Hrs	Open discussion/comments from Parliamentarians
1950 Hrs	Consolidation of recommendations and closing remarks by Ms Zobaida Jalal, Federal Minister for SW & SE
2000 Hrs	Dinner

☆☆☆

سردار شیر باز مزاری صدر این ڈی پی۔ کراچی

(تعزیتی ٹیلی گرام)

میری جانب سے اپنے والد کے انتقال پر دلی تعزیت قبول فرمائیے اسلام کے لیے انکی عظیم خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

۱ پاکستان قومی اتحاد کی تحریک ۱۹۷۷ء کے دور میں بڑا نام حاصل کیا، ولی خان کی نظر بندی کے دوران پارٹی امور کو سنبھالا بڑے وضعدار انسان تھے۔

ڈاکٹر شیر بہادر لمونی ایبٹ آباد

(۱)

۲۸/نومبر ۱۹۷۹ء (علمی مضامین اور کتابتی غلطیوں سے احتراز)

محترم جناب مولانا صاحب، السلام علیکم، میں مدت سے یہ محسوس کر رہا ہوں۔ کہ مجلہ "الحق" میں بعض دفعہ کتابت کی فاش اور تکلیف دہ غلطیاں ہوتی ہیں لیکن جب کبھی آپ کی توجہ دلانے کیلئے قلم اٹھایا تو ضمیر نے ملامت کیا۔ کہ اپنے مبلغ علم کو دیکھ گویا کہتا رہا کہ ایاز قدر خود بشناس لہٰذا خاموش ہو جانا پڑا۔

تازہ شمارہ میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کا فکر انگیز مقالہ پڑھا تو صبر نہ کر سکا۔ لہٰذا مجبوراً یہ چند سطور آپ کی خدمت میں تحریر کرنی پڑیں کہ کتابت و پروف ریڈنگ کے ذمہ دار کو یہ توجہ ان کی صحت کے اہتمام کیلئے کرائیں، علمی مضامین کے روئے زیبا پر ذرہ سا دھبہ بھی مرغوب خاطر نہیں ہوتا۔ اس جرات کی اپنی ہیچمدانی پر بھی معافی چاہتا ہوں۔ والسلام طالب دعا شیر بہادر

(۲)

۱۸/ستمبر ۱۹۸۱ء (محاورہ آم میٹھے ہوں اور بہت ہوں کا اطلاق الحق کے روحانی غذا پر)

الحق کا انتظار رہتا ہے۔ وقفہ اشاعت، دھیرے دھیرے طول پکڑتا جا رہا ہے اور ضخامت میں بھی قدرے اختصار کار فرما ہو رہا ہے۔ اس روحانی غذا کی مقدار، اب بہت قلیل ہوگئی ہے۔ حالاں کہ زبان زد عوام مقولہ۔ "آم میٹھے ہوں اور بہت ہوں"۔ کا اطلاق بدرجہ اولیٰ اس روحانی غذا پر ہی صادق آتا ہے۔ والسلام دعا کا محتاج شیر بہادر خان۔ دار الشفا ایبٹ آباد

(۳)

۴/مارچ ۱۹۸۲ء (اقبال اور خمینی)

محترمی، بہ حوالہ الحق اشاعت ربیع الاول ۱۴۰۲ھ عرض ہے کہ زیر عنوان "اقبال اور خمینی میں فکری ہم آہنگی" خمینی صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ اب تک سارے رسول جن میں حضرت محمد ﷺ بھی شامل ہیں۔ دنیا میں عدل و انصاف کے اصولوں کی تعلیم کیلئے آئے لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے حتیٰ کہ نبی آخر الزمان بھی۔۔۔۔۔ اس عنوان کے رد پر آپ کا صرف یہ نوٹ کہ "اظہار رائے و اختلاف کی گنجائش ہے" ہرگز کافی نہیں ایسے مسائل کی متعلق مفصل تشریح و توضیح[۲]، حاشیہ پر دینا ضروری تھا۔ اس محولہ بالا فقرے سے بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں لہٰذا عرض ہے امید کہ اس مسئلے پر دوسرے شمارے میں مناسب تشریح و توضیح ضروری اور اہم ہے۔ والسلام: شیر بہادر

(۴)

۲۴/مئی ۱۹۸۲ء (الحق کا اعزازی پیشکش مگر ادارہ پر بوجھ بننے سے معذرت)

محترمی و مکرمی زاد عنایۃ، وعلیکم السلام، گرامی نامہ ملا، ذرہ نوازی اور عزت افزائی کیلئے سراپا سپاس ہوں۔ آپ نے اس حقیر کی عزت افزائی

۱۔ صاحب قلب ونظر، اکابر کا شیدائی، اعلیٰ علمی ذوق بعض تصانیف سے نمایاں ہے۔

۲۔ مکتوبات میں کہیں دوسری جگہ غالباً خسروی کے مکاتیب میں اسکی تفصیل موجود ہے۔

فرمائی اس خوش بختی پر نازاں ہوں۔ جزاک اللہ،

لیکن میں ایک دینی ادارہ پر بوجھ بننا گوارا نہیں کرسکتا۔ لہٰذا چندہ سالانہ پیش خدمت کرتے ہوئے امید کرتا ہوں کہ اس کو قبول فرما کر میری مزید عزت افزائی فرمائیں گے۔ آپ سے اور آپ کی وساطت اور سفارش سے حضرت قبلہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے دعا فرماتے رہا کریں۔ آپ جیسی مقتدر ہستیوں کی دعاؤں کو اپنا سرمایہ حیات سمجھتا ہوں۔ مولوی محمد عبدالواحد صاحب[1] نے بھی مجھے اس عزت افزائی سے مطلع فرمایا تھا۔ جو میرے پرانے محترم رفیق ہیں۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

والسلام محتاج دعا ڈاکٹر شیر بہادر

(۵)

اکتوبر ۱۹۸۲ء **(پیر روشن اور پیر بابا چپقلش)**

الحق ماہ ستمبر ملا۔ اس میں سب مضامین عموماً اور خاص کر ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری اور ڈاکٹر عبدالرشید صاحب اپنے مضمون پر مزید تحقیق کریں تو شاید یہ ثابت ہو جائے کہ پیر روشن اور پیر بابا اس وقت کے دو سیاسی گروہوں (حکومت مغلیہ اور افغان قوم) کے نمائندہ تھے۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ افغان اور مغل ترک شروع سے ہی ایک دوسرے کے حریف رہے ہیں اور اس خطہ ارض افغانستان و ہندوستان کی سیاسی تاریخ ان دونوں قوموں کی آویزش سے ہی عبارت ہے۔ بہر حال اس عنوان پیر روشن اور پیر بابا پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ والسلام دعا کا محتاج ڈاکٹر شیر بہادر خان پنی ایبٹ آباد

(۶)

۱۱ نومبر ۱۹۸۲ء **(اسلامی قوانین کی کدوکاوش اور مولانا آزاد)**

محترمی، السلام علیکم، ''ترجمان القرآن'' مولانا ابوالکلام آزاد کا مطالعہ کر رہا تھا کہ دل نے چاہا کہ یہ اقتباس (لف ہذا) آپ کی خدمت میں ارسال کردوں۔ اگر مناسب سمجھیں تو ''الحق'' میں شائع فرمادیں۔ اسلامی قوانین کی تدوین کی حاضرہ کدوکاوش میں شاید مہمیز کا کام دے سکے۔ والسلام محتاج دعا شیر بہادر خان

(۷)

۱۳ فروری ۱۹۸۳ء **(دید و شنید، مشاہدات حج، دو تالیفات)**

محترم، السلام علیکم، عرض خدمت میں ہے کہ ''الحق'' دسمبر ۱۹۸۲ء میں ایک مضمون بہ عنوان ''عظیم آباد پٹنہ میں چار روز خدا بخش لائبریری پر ایک نظر'' از قلم پروفیسر محمد اسلم صاحب لاہور شائع ہوا۔ پروفیسر صاحب سے اس مضمون کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں لہٰذا ان کا مکمل پتہ درکار ہے۔ جس کی درخواست کرتا ہوں۔ چند روز تک اپنی دو تالیفات حقیرہ، دید و شنیدہ اور مشاہدات ۲، تاثرات حج ۱۹۷۷ آپ کی خدمت میں ارسال کرونگا۔ قبولیت کے اعزاز کی درخواست کے ساتھ۔ آپ کی دعاؤں اور قبلہ مولانا گرامی جناب عبدالحق صاحب مدظلہ کا

---

[1] الحق کے ایک اللہ والے کاتب مولانا عبدالمعبود مصنف تاریخ مکہ و مدینہ کے مرحوم بھائی سالہا سال الحق کی کتابت فرماتے رہے۔

محتاج ہوں۔ والسلام ڈاکٹر شیر بہادر

(۸)

۳۰ نومبر ۱۹۸۳ء (غازی کابلی اور جمنا داس اختر گھر کا بھیدی ٥ شوق حضوری میں مخاطبت کی تقریب)

مولانا محترم زاد عنایتہ، السلام علیکم، امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ شوق حضوری نے مخاطبت کیلئے ایک تقریب پیدا کرادی لہٰذا اس سے فائدہ اٹھا رہا ہوں۔ ''جمعہ میگزین نوائے وقت'' مورخہ ۲۵ نومبر ۸۳ء میں ایک مضمون بہ عنوان ''یادوں کے دریچے'' از قلم جمنا داس اختر شائع ہوا۔ پڑھ کر غازی صاحب کابلی کے حدود اربعہ کے انکشاف پر حیرت ہوئی۔ آئے دن وہ کاروان حریت کے سالاروں کی ہم رکابی کا اظہار بہ طرز ''ہم پانچوں سوار دلی سے آئے'' کرتے رہتے ہیں۔ اور اپنی ذات کیلئے فخر و مباہات کے افسانے تراشتے رہتے ہیں اور ''الحق'' کو اپنے نگارشات سے نوازتے رہتے ہیں۔ اب ان کے وطن مالوف بھارت جہاں وہ پاکستان بننے پر ہجرت کر کے چلے گئے) کے باسی کے اہل قلم ان کے حالات لکھے ہیں گویا گھر کے بھیدی نے ان کے حالات سے پردہ اٹھایا۔

جمنا داس صاحب اس مضمون میں لکھتے ہیں ''خان غازی کا تعلق ایک قادیانی خاندان سے ہے اس کی غریبی پر مجھے اکثر ترس آتا۔ ہندوستان میں ''ملاپ'' کے ایڈیٹر آنجہانی رنبیر کی کوششوں سے کابلی کو جنگ آزادی ہند کا مجاہد قرار دے کر نہ صرف ایک معقول رقم دی گئی بلکہ ماہانہ پنشن بھی مقرر کی گئی مگر بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ احرار و کانگرس میں خان غازی کابلی انگریز کا مخبر تھا۔۔۔۔'' سارا مضمون پڑھنے کے قابل ہے لہٰذا تراشا لف ہذا ہے۔ ۔ بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

گویا خان غازی کابلی ایک تیر سے تین شکار کھیلتے رہے ہم خرما ہم ثواب و ہم شہرت خرما تو نقدی کی شکل میں، ثواب اپنے نبی کاذب قادیانی کی سنت، انگریزی حکومت کی خدمت کی صورت میں اور سالاران کاروان حریت کی ہم رکابی سے شہرت، کیا آپ ان واقعات پر تبصرہ فرما کر میرے جیسے بے خبر کی الجھن کو دور فرمائیں گے۔ والسلام محتاج دعا شیر بہادر

(۹)

(صحیح بخاری اور موطا امام مالک کا موازنہ اور مولانا آزاد کے نزدیک بخاری شریف کی اہمیت اور وجہ ترجیح ٥ امام مالک اور موطا پر احقر کے درسی افادات)

۱۱/ مئی ۱۹۸۴ء

محترمی زاد عنایتہ۔ السلام علیکم۔ ایک تقریب پیدا ہوگئی۔ لہٰذا اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ عریضہ تحریر کر رہا ہوں۔ "الحق" جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ میں امام مالکؒ اور ان کی موطاً پر آپ کے افادات پڑھے۔ یہ بہت ہی معلومات افزاء اور فکر انگیز ہیں۔ عنوان " صحیح بخاری اور موطا کے موازنہ پر "، مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم و مغفور کی رائے کا اقتباس آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ بہ روایت سید رئیس احمد جعفری، بہ حوالہ دید و شنید صفحات ۵۱۔۵۲۔

میں نے مولانا ابوالکلام آزادؒ سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ موطا امام مالکؒ اصح الکتاب بعد کتاب اللہ نہیں مانی جاتی۔ حالاں کہ امام مالکؒ زمانی اعتبار سے بھی امام بخاریؒ کے مقابلہ میں رسول اللہؐ سے اقرب تھے اور بخاریؒ کے رواۃ کا وہ درجہ اصحاب خبر کے نزدیک نہیں جو موطا کے رواۃ

کا ہے۔اس سلسلہ رواۃ کو "سلسلۃ الذہب" کہا جاتا ہے۔مولانا غور سے میری معروضات سنتے رہے پھر فرمایا :۔

"آپ جو کچھ کہتے ہیں صحیح ہے لیکن فرق یہ ہے کہ موطا درسی کتاب نہیں ہے۔علاوہ ازیں اس میں زیادہ تر آثار ہیں، نہ کہ اقوال واحکام، اور بخاری زیادہ تر اقوال واحکام پر مشتمل ہے۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ صدیوں سے نصاب درس میں داخل ہے۔اس کی ایک ایک حدیث اور ایک ایک روایت ہزاروں لاکھوں بار جانچی اور پرکھی جا چکی ہے"۔

پھر ایک محویت کے ساتھ فرمایا۔"سچ کہا تھا ابن حجر نے بخاری کا امت پر قرض ہے اور وہ قرض آج تک باقی ہے"۔یہ جملہ بار بار مولانا نے دہرایا۔قرض کے لفظ پر خاص زور دیتے تھے۔

یہ روایت مدت سے میرے زیر نظر تھی۔لیکن میں "قرض" کا مفہوم آج تک نہ سمجھ سکا۔پچھلے دنوں شائع شدہ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری کی تالیف۔"ابوالکلام بہ حیثیت مفسر اور محدث" نے یہ مشکل حل کر دی ہے۔اس کتاب کے صفحہ ۱۴۲ زیر عنوان "بخاری شریف کے عجائب و دقائق" کے تحت مولانا آزاد کی یہ تحریر درج ہے۔

"حق یہ ہے کہ بقول علامہ ابن خلدون صحیح بخاری شریف کی شرح وتفسیر کا قرض اب تک امت کے ذمہ باقی ہے۔بے شمار شرحوں اور حاشیوں کے بعد بھی اب تک ابن خلدون کا قول ویسا ہی صحیح ہے۔جیسا فتح الباری عینی وغیرہ سے پہلے تھا۔۔۔۔۔اسی مسئلہ خلافت کو سامنے لاؤ۔اور دیکھو کہ کس دقت نظر کے ساتھ ترتیب ابواب ہی میں اسلام کا نظام شرعی واضح کر دیا۔اور اس مسئلہ کی ساری مشکلات حل کر دیں۔

اس کے بعد ۳۔۴ صفحات میں اس عنوان کی وضاحت کے دلائل پیش کئے اور بخاری شریف کی ترجیح ثابت کر دی۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ والسلام: دعا کا طالب ڈاکٹر شیر بہادر خان پنی۔دارالشفا ایبٹ آباد

(۱۰)

جولائی ۱۹۸۵ء (اصحاب صنعت وحرفت علماء سلف اوران کی معاش ○ طلب علم مقصد نہ کہ وسیلہ ○ طلبہ دارالعلوم دیوبند سے مولانا آزاد کا خطاب)

ماہنامہ الحق اپریل ۸۵ء میں ایک مضمون بہ عنوان علامہ سمعانی سے ایک ملاقات (از مولانا عبدالقیوم حقانی) شائع ہوا۔جو فکر انگیز اور سبق آموز ہے جس میں علماء حق کی زندگی کے نقشہ، بلا اجرت خدمت دین کا آئینہ دار ہے۔علماء حق نے ہمیشہ حکومتی امداد، ملازمت یا وظیفہ سے احتراز کیا اور دین کی خدمت ہمیشہ بلا اُجرت (یہی طریق پیغمبری ہے) کی اور اپنی معاش کا انتظام ذاتی کسب ومزدوری سے کیا۔ اس نکتہ کو مولانا ابوالکلام آزادؒ نے اپنے خطاب بہ طلباء دیوبند ۱۹۵۵ء میں پیش فرمایا:

"عزیزان ملت! یاد رکھیئے دنیا نے علم کو ہمیشہ وسیلہ سمجھا مگر مسلمانوں کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے علم کو کبھی وسیلہ نہ سمجھا۔بلکہ مقصد سمجھا۔علم دین وسیلہ نہیں مقصد ہے۔اس کو کسی وسیلہ کے لئے حاصل نہیں کیا جاتا۔بلکہ اس لئے حاصل کیا جاتا ہے کہ اس کا حصول فرض ہے۔(طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ (حدیث)۔اسی لئے مسلمانوں نے کبھی بھی علم کو اس لئے حاصل نہیں کیا کہ اس کے ذریعے سے معیشت حاصل کریں گے یا کسی سرکاری منصب پر فائز ہوں گے۔مسلمانوں نے ذریعہ معیشت کسی اور چیز کو بنایا اور علم کو صرف علم کے لئے سیکھا اور اسی کو اپنا مقصد بنایا۔حضرت امام ابوحنیفہؒ جن کی فقہ پر کروڑوں مسلمان عمل کرتے ہیں وہ بزاز تھے۔انہوں نے

اپنے وسیع علم کو ذریعہ معیشت نہیں بنایا بلکہ ذریعہ معیشت پارچہ فروشی تھا۔

حضرت امام معروف کرخیؒ موچی تھے۔ آج تم ان پیشوں کو سننے کے لیے بھی تیار نہ ہوگے مگر جن امام کرخیؒ کے احترام کے لئے تمہارے دلوں کے دریچے کھل جاتے ہیں۔ وہ کرخ کے بازار میں نکل جاتے تھے اور راستہ چلنے والوں میں سے کسی کا جوتا ٹوٹا ہوا ہوتا تو اسے سی دیا کرتے تھے۔ اور ان کی اجرت سے اپنی ضروریات پوری کرتے تھے۔ شمس الائمہ کا نام بھی حلوانی پڑ گیا تھا۔ ایک طرف خطاب شمس الائمہ اور دوسری طرف حلوانی یعنی اتنا بڑا عالم حلوہ فروش بنا ہوا تھا۔ چند سال ہوئے مولانا سید امیر شاہ صاحب قادری پشاور نے ایک کتاب " تذکرہ حفاظ پشاور " شائع کی تھی۔ اپنی گذر اوقات کسی پیشہ، مثلاً کباب فروشی، کھیر فروشی، اور گوشت فروشی سے کرتے تھے۔ وہ اپنا کام کرتے جاتے اور ساتھ ہی شاگردوں کی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ میں ۱۹۳۱ء میں سول ہسپتال صوابی مردان کا انچارج تھا تو وہاں ایک عالم مولانا محمد ارشاد جو فاضل دیوبند تھے سے ملاقات ہوتی رہی۔ آپ نے اپنا ذریعہ معاش کاشتکاری بنایا ہوا تھا۔ ہل چلاتے تھے۔ بیلوں کے لئے گھاس کاٹتے اور فارغ وقت میں دین کی تعلیم دیتے تھے۔ اگر کوئی اہل علم تحقیق کرے تو پاکستان میں بہت سے علماء کو اس زمرہ میں پائے گا۔

ڈاکٹر شیر بہادر خان پنی ایبٹ آباد

☆☆☆

ایس کے شنواری۔ وزارت حج اسلام آباد

۲۵/جون ۱۹۹۸ء (اردن اور فرانس کے لئے ویزا)

This is to introduce Maulana Sami Ul Haq, Ex-Senator holder of Pakistani Passport No. S 017570 who intends to visit Jordan.

The Ministry would appreciate if necessary visa is endorsed on his passport, on presentation.

(S.K. Shinwari)

Deputy Chief of Protocol (P-I)

The Embassy of the Hashemite Kingdom of Jordan, Islamabad.

مولانا شیر علی شاہ صاحب[1] اکوڑہ خٹک

(۱)

(ٹنڈو اللہ یار کا جلسہ شیخ الحدیث کی شرکت ○ صدر ایوب کا خطاب)

از اکوڑہ خٹک ۱۸ر شعبان بوقت ۹ بجے رات ۱۹۸۵ء[2]

بخدمت اخی الصدیق رفیق الشفیق شرفنی اللہ بلقائک، سلام مسنون، آپکا مودت نامہ کاشف مافیہا ہوا تھا، یادفرمائی کا شکریہ، بھائی جان تاخیر جواب اسوجہ سے ہے کہ آپ نے لکھا تھا کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب کے واپسی کے حالات سے بھی مطلع کیجئے، بوجہ انکے واپسی کا منتظر رہتا۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب زید مجدہ بمعہ عبدالعظیم صاحب کل بروز منگل تشریف لائے عظیم صاحب بہت خوش تھے کہ سفر کامیاب رہا نیز ہردونوں کی صحت بھی اس سفر میں بہ نسبت قبل کے اچھی ہوئی ہے عظیم نے یہاں سے جاتے وقت الحاج غلام رسول صاحب کین مرچنٹ حیدرآباد والا کو تار دیا تھا کہ حضرت مولانا صاحب تشریف لارہے ہیں چنانچہ انہوں نے بروقت سٹیشن پر کار کھڑا کیا تھا وہاں پہنچتے ہی انکا استقبال کیا گیا اور بذریعہ کار مولانا کو اپنے دولت خانہ پہنچادیا گیا وہاں آرام وغیرہ کرنے کے بعد انکو ایک دوسری کار میں جو تقریباً بیس روپے پر حیدرآباد سے ٹنڈو اللہ یار تک کرایہ پر طے ہوئی ٹنڈو اللہ یار چلے گئے اگرچہ مولانا صاحب نے بہت اصرار کیا مگر عظیم نے اور حاجی صاحب نے انکو کار میں جانے پر مجبور کیا۔ ادھر باچا صاحب بمعہ رفیق غار حیدرآباد کے سٹیشن پر گاڑی سے اتر کر چادر اور رومال سے چہرہ کو صاف کرتے رہے اور مجبوراً ٹرین کے ذریعہ منزل مقصود روانہ ہوئے وہاں دستار بندی کے موقعہ پر صرف جنرل ایوب صاحب نے چھپی ہوئی تقریر کی جو اخباروں میں آپ نے دیکھی ہوگی جسمیں علماء کو کمیونزم وغیرہ کی مدافعت کی تلقین وغیرہ تھی، پھر سرکٹ ہاوس میں جنرل صاحب اور مدعوین علماء کرام نے باہم بیٹھ کر چائے نوشی کی جنرل صاحب نے تمام کیساتھ خوب گپ شپ لگائی کسی کے ساتھ اردو میں اور کسی کے ساتھ پشتو میں پھر وہ چلے گئے اجلاس کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا غالباً مولانا صاحب نے تقریر نہیں کی اور نہ دیگر علماء نے اگر کسی نے کی بھی تو چند آدمیوں کے سامنے۔ مولانا شمس الحق کے ترجمے میں مودودی کے چند افراد بیٹھے تھے واپسی میں ملتان میں بھی اترے ہیں وہاں کوئٹہ والا حکیم سے دوائی وغیرہ اور غالباً شاہ صاحب[3] سے بھی ملاقات ہوئی آج عظیم سوات چلے گئے، ابھی کچھ تین گھنٹے ہوئے ہونگے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب کیساتھ دارالعلوم سے بعد از نماز عصر آرہا تھا نماز کے بعد خطوط وغیرہ لکھنے کیلئے بٹھایا، جب میں اٹھا تو کہا صبر کرو میں بھی جانیوالا ہوں اور عبداللہ خان کی تعزیت کرتا ہوں عبداللہ خان ۲۱ شوال کو فوت ہوا ہے رسالدار عبداللہ خان۔

---

[1] محبی حبی وخلیلی مخلصی حضرت علامہ مولانا شیر علی شاہ ولد مولانا قدرت شاہ مرحوم ساکن اکوڑہ خٹک معروف شخصیت، حضرت شیخ الحدیث کے اولین تلامذہ میں سے ہیں۔ حضرت کی خصوصی تربیت میں رہے، سفر وحضر میں رفاقت وخدمت کا شرف حاصل کرتے رہے۔ حقانیہ کی اعلیٰ تدریس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تعلیم وتعلم کا طویل موقعہ عطا فرمایا جو دراصل قیام مدینہ کی تمنا اور خواہش کی تکمیل کا ایک وسیلہ بنا۔ حضرت نے حسن بصری کے تفسیری روایات پر ڈاکٹریت کیا۔ قیام مدینہ کے بعد دوبارہ اپنے مادر علمی میں حدیث وتفسیر کے اعلیٰ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے علم وعمل، عربی زبان پر عبور تحریر وتقریر کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا ہے اور میرے لئے اس ہمدم دیرینہ کی رفاقت ملاقات میرے لئے حضر کے برابر ہے۔ بچپن سے ذہنی یگانگت محبت ورفاقت کا سلسلہ قائم ہے۔ بہت سے خطوط کا تعلق قیام حرمین شریفین سے ہے اور میرے نام بہت سے خطوط میں انکے عرب ممالک کے اسفار کی تفصیلات ہیں، جو بڑی کارآمد ہیں۔ بے تکلفی اور طنز ومزاح اور عہد شباب کی شوخیاں بھی بعض خطوط سے جھلکتی رہتی ہیں جو بحمداللہ آج دم تحریر ے اومبر ۲۰۱۰ء تک ان کے عہد مشیخت میں بھی ناچیز کے ساتھ مجالست ومخاطبت میں قائم ہیں۔

[2] میرے زمانہ قیام دورۂ تفسیر لاہور کے دوران لکھا گیا۔

[3] سید عطاء اللہ شاہ بخاری

مکتوب نگار اور شیخ الحدیث کی ظریفانہ باتیں: راستہ میں مجھے کہنے لگا کہ آپ کے حسن طلب پر سمیع الحق کو تیس روپے دیدیئے۔ میں نے کہا کہ میں نے تو طلب نہیں کیا فرمایا کہ آپ نے کاغذ میں لکھا کہ آپ کو رقم دیں گے اور کہا کہ آپ ایک دوسرے کے پورے ایجنٹ ہیں (میں نے عبدالعظیم کو خط لکھتے وقت کہا تھا کہ اس خط کو راستہ میں مولانا صاحب کو دکھادیں) ایک تو آپ نے رقم کے متعلق اور دوسرا یہ کہ میں نے اپنا بڑا اس اسمیں نکالا تھا۔ مولانا نے اس کے متعلق بھی کہا کہ مجبوری کی وجہ سے ہمیں ان ملازمین کو یہ کتابیں دینی پڑیں عذر و معذرت کرنے لگا۔ میں نے کہا میں راضی ہوں۔ مگر جی لگا کے نہیں پڑھا سکوں گا پھر کہنے لگا، کہ تیس روپے تو کافی ہوں گے، میں نے کہا ہاں کافی ہیں پھر فرمایا کہ وہاں یہ رقم کیسے خرچ ہوتا ہے میں نے کہا وہاں تو پانی پینے پر بھی کئی آنے خرچ ہو جاتے ہیں وہاں تو روپوں کی کوئی وقعت نہیں بہرحال آپکی پوزیشن کو سالم و برقرار رکھا آپ پر احسان نہیں محض حق رفاقت ادا کرنا ہے تا کہ آپ یہ نہ کہیں کہ میرے ساتھ رہ کر اب میرے عدم موجودگی میں میری گیت نہیں گاتا۔ آپ نے محترم عزیز صاحب حیدری کے متعلق یک لفظ بھی نہیں لکھا آپ کیوں ڈرتے ہیں ان کے حالات کو ضرور لکھا کریں تا کہ مجھے تسلی ہو وہ تو ہمارے پرانے رفیق ہیں آپ کے اب سے رفیق بن گئے ہوں گے اور ہمارے تو اس وقت سے رفیق ہیں کہ ان دنوں میں آپ مکلف نہیں تھے۔

امسال گزشتہ سالوں کی نسبت طلبہ بہت زیادہ ہیں، ۳۰۰ تک داخلہ پہنچ گیا ہے حالانکہ اکثر پرانے طلبہ نہیں آئے، آج سے داخلہ گویا کہ بند ہو گیا ہے، نئے مدرسین قابل ہیں سنا ہے کہ آج جامعہ کا افتتاح شمس الحق صاحب افغانی کے درس حدیث سے ہوا گزشتہ رات کو اس نے مسجد حاجی صاحب میں درس کلام پاک لاؤڈ سپیکر سے دیا تھا، ہمارا لاؤڈ سپیکر خراب ہو گیا ہے اسمیں تمام وال وغیرہ جل گئے ہیں اب اسپر تقریباً دو سو روپے خرچ ہو کر صحیح ہو سکے گا۔

مفتی یوسف کا مولانا احمد علی لاہوری کو تسلی کرانے کیلئے خط: اس دن مفتی صاحب[1] سے ملا، آپ کے طرف سے ہمدردی کا اظہار کیا بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری زید مجدہم کو ایک خط لکھ رہا ہوں کہ وہ میری تسلی کریں میں نے کہا وہ لمبے خطوط نہیں پڑھتے اور نہ ان کو اکثر خطوط دیئے جاتے ہیں مشافہۃً ان سے گفتگو کریں۔ حنیف طالب العلم بھی ان کے پاس ہے۔ آپ نے کتابوں کے متعلق لکھا ہے غالباً دارالعلوم نے ماہ رمضان میں کچھ پچیس تیس روپے کی فروخت کئے ہیں جب سے میں آیا ہوں مجھ کو کچھ پندرہ تک روپے وصول ہوئے ہیں مجھ پر مختلف ڈیوٹیاں عائد ہوئی ہیں ایک تو انسانی فضیلت کا راز اور دفتری خطوط، اسباق کی پڑھائی، اور فصل کی کٹائی و غوبل میں حاضری۔ یہ خط اس وجہ سے بہت سپیڈ سے لکھ دیا ہے اگر غلطی ہوئی ہو تو محسوس نہ فرمادیں۔

(۲)

ازاکوڑہ خٹک ۲۲ رشوال، جمعرات (دارالعلوم حقانیہ اور شیخ الحدیث کے احوال)

سلام مسنون۔ مدت مدید کے بعد آپکی خدمت میں حاضر ہونیکی جرات کر رہا ہوں امید ہے کہ میری ان گنت معروفیات کا جائزہ لیتے ہوئے چیں بجبیں نہ ہونگے۔ اگر ۲۰ رشوال کو آتا تو اچھا رہتا۔ بمشکل میں لاہور کو آسکونگا اور خلاصہ جات کو یاد کرنا تو بجائے خود جو یاد کئے تھے وہ بھی نسیاً منسیا ہو گئے ہیں۔

حقانیہ کے تعلیمی سال کا افتتاح شیخ الحدیث کے ارشادات: کل مورخہ ۲۱ رشوال بروز بدھ کو دارالعلوم کا تعلیمی افتتاح ہوا ختم کلام

---

[1] مولانا مفتی محمد یوسف بونیری مدرسہ حقانیہ

پاک کے بعد حضرت شیخ الحدیث صاحب نے درس ترمذی شریف سے افتتاح کیا جسمیں قدیم وجدید طلبہ وماہر اساتذہ کرام کے علاوہ مقامی اراکین واہل خیر حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ مولانا صاحب نے علم کی ضرورت واھمیت پر بحث کرتے ہوئے طلبہ علم دین کو اپنے فرائض وذمہ داریوں سے متنبہ کرایا اور دوران تقریر میں اکابرین دیوبند کی علمی خدمات ومبارک مساعی کو سراھا۔ بالخصوص حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کے بے پناہ خلوص وللہیت کو خراج تحسین ادا کیا اور فرمایا کہ دارالعلوم حقانیہ حقیقت میں دارالعلوم دیوبند کا صدقہ ہے اور یہ دارالعلوم دارالعلوم دیوبند کے سورج علمی کی شعاع ہے۔

<u>حقانیہ اور اساتذہ کا اضافہ</u>: سابقہ اساتذہ کے علاوہ امسال تین اساتذہ کا اضافہ ہوگیا ہے۔ مولانا عبدالمتین صاحب ہزاروی (شاہ انور شاہ کا شاگرد)، مولانا جلال الخالق صاحب، مولانا عبدالحق صاحب قندھاری، طلبہ ابتک ۲۵۰ تک داخل ہوئے ہیں داخلہ جاری ہے مجھے وہی پرانے کتابیں حوالہ کی گئی ہیں۔ ترقی وغیرہ کا نام ونشان نہیں بلکہ ایک دو کتابیں دور کر کے اسکی جگہ چھوٹی کتابیں دی گئی ہیں اگر چہ طبیعت خراب ہے۔ مگر کیا کرسکتا ہوں۔ قہر درویش بر جان درویش، اللہ تعالیٰ استقلال واستقامت سے نوازے آپ کیلئے گھی اور چائے بھی مولانا عبدالعظیم صاحب اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ گھی کھاتے وقت قبلہ رُخ ہو کر اس ناچیز کا تصور بھی ضرور کیا کریں۔ آپکو بھی بذریعہ ٹیلی گرام اطلاع دیتا ہوں کل آپکو خط لکھا تھا مگر صد افسوس کہ عدیم الفرصتی کیوجہ سے وہ جیب ہی میں رہ گیا ہے حضرت مفتی صاحب سے ابھی تک ملاقات کا موقعہ نہیں آیا۔ سنا ہے کہ قلعہ گوجر سنگھ والا بھی کل رات پہنچ گیا ہے۔

<u>مولانا لاہوری کے آمالیٔ تفسیر اور شیخ الحدیث کی تعریف</u>: ابھی تک خلاصوں[1] کو چیک نہیں کیا وہ ابتدائی کاپی حضرت شیخ التفسیر صاحب شیخنا شیخ الحدیث صاحب نے مطالعہ کیلئے لی ہے حضرت شیخ التفسیر صاحب کی اس جدید طرز اور تفسیر بالاعتبار والتاویل کی تعریف کرتے رہتے ہیں ون وے ٹریفک بہت مفید تھا یہاں تو ایک ایک میل جانا ہوتا ہے البتہ وہاں کے ربڑی روٹی سے نجات تو مل گئی ہے آہستہ آہستہ قبض کی شکایت بھی دور ہو جائیگی۔ آپکو بالکل خالص گھی تیار کیا جارہا ہے ابھی مکھن سے گھی نکالا جارہا ہے مسافری کے حالت میں قدر وقیمت بڑھ جاتی ہے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ پرانی کتابیں حوالہ ہورہی ہیں تو میں ۲/۱ ۱ ماہ کی چھٹی لیتا۔ کیونکہ یہاں اساتذہ ضرورت سے بڑھ گئے ہیں اور وہاں قیمتی اوقات سے فائدہ اٹھاتا۔ فواحسرتا علی الاوقات التی لم تصرف فی صحبۃ شیخ التفسیر زیدت معالیھم فعلیک ان تستفیض من فیوضاتھم الفریدۃ منی السلام الی کل من یسالکم عنیّ، خصوصاً الفضلاء الحقانیہ۔

<u>بعض شرکاء دورۂ تفسیر</u>: تعلیمی افتتاح کے متعلق مضمون اخبارات کو دیدیا ہے۔ منسلکہ خط حضرت شیخ التفسیر صاحب کو ضرور دیجئے۔ مولانا عبدالستار نیازی غلام سرور صاحب، مولانا محمود شاہ صاحب، مولانا حافظ خلیل الرحمان صاحب، مولانا نصر اللہ ترکستان دیر۔ علی خان ومحمد زرین صاحب کو سلام عرض ہے۔ والسلام

---

[1] حضرت لاہوری کے درس تفسیر میں ہر رکوع اور سورۃ کا چند لفظوں میں خلاصہ بیان کرتے جسے یاد کر کے پوچھنے پر علی الفور دہرانا پڑتا، مولانا شیر علی شاہ صاحب صرف رمضان تک دورۂ تفسیر میں شریک رہے، حقانیہ کے درسی اور تعلیمی ضرورت کے وجہ سے وہ واپس ہوئے اور امتحانات سالانہ میں شرکت کی۔

(۳)

۲؍محرم ۱۳۸۱ھ **(فرزند امجد علی شاہ کے ولادت کی خوشخبری)**

اخي المحترم صديقي الفاضل مولانا سميع الحق صاحب دامت الطافكم، بعداز كي التسليمات اهنئك بان الله تعالىٰ قد منّ على اخيك بان وهب له ولدا.. في فجر اليوم يوم الاحد صدق الله مولانا العظيم، ويهب لمن يشاء الذكور منىّ التهنئة الى اخي محمود الحق ووالد تكم المحترمه والى اهل بيتكم،

والسلام المهنئ اخوك شير علي شاه

(۴)

(مولانا احمد علی لاہوری کے وصال پر جذبات غم O مولانا درخواستی کی معیت میں خان پور سے جنازہ میں شرکت O جنازہ کے تفصیلات)

۲۰؍رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ از خان پور[1]

اخی المحزون سمیعی المستاسف حضرة الشیخ شیخ التقی والھدیٰ شیخ الاسلام برد اللّٰہ مضجعهم وجعل قبرهم روضة من ریاض الجنة" کی خبروفات نے دل ودماغ کو ماؤف کر دیا ہے۔ انکی دائمی مفارقت کے صدمۂ جانکاہ سے یقیناً آنمحترم کو اور میرے قبلہ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہم العالی اور دیگر متعلقین دارالعلوم کو ناقابل برداشت رنج وغم کا سامنا ہوا ہوگا اور کیوں نہ ہو جبکہ حضرت شیخ التفسیر مولانا لاہوریؒ کو آپ حضرات سے بے پایاں محبت وشفقت تھی۔ اور انہی کی توجہات کے بدولت دارالعلوم حقانیہ کو حق فخر حاصل تھا۔ جب سے یہ المناک خبر سنی ہے انتہائی پریشانی میں مبتلا ہوں۔ کلیجہ پھٹنے کو آتا ہے لاہور میں جنازۂ شیخ سے فارغ ہونے کے بعد دل نے تو اکوڑہ کو جانے پر مجبور کیا کہ وہاں آکر آپ کے ساتھ ملکر اپنی بدقسمتی اور سیاہ بختی پر خوب روئیں مگر حضرت حافظ الحدیث دامت برکاتہم کی رفاقت اور معیت نے اجازت نہ دی۔ یہاں خان پور آکر قلق واضطراب میں وقتاً فوقتاً اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ خط محض اپنے دل کی تسلی کیلئے لکھ رہا ہوں۔ فلا بد من شكوىٰ الى ذي مرودة. يواسيك اويتوجع

مجھے تو اپنی کم بختی پر رونا آتا ہے کہ ہم کتنے بدقسمت ہیں کہ ایسے دریائے فیض کے ہوتے ہوئے ہم پیاسے کے پیاسے رہے، ہم پر تو لازم تھا کہ ان سے ترجمہ کے بعد ہر ماہ میں انکی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان سے فیض وبرکات اور اصلاح نفس کی سعادت حاصل کرتے میں تو اتنا منحوس ہوں کہ خان پور آتے وقت لاہور میں نہ اترا۔ اگر چہ پہلے سے دل میں تھا کہ لاہور میں ایک دن کیلئے اتروں گا مگر اپنے شیوخ سے بے وفائی جو میرے دل کا خاصہ بنا ہوا ہے مجھے اس شرف لقاء سے محروم رکھا اور اس خیال پر کہ واپسی پر لاہور میں حضرت الشیخ مدظلہم کی صحبت میں دو دن گزار دوں گا وہ ارادہ چھوڑ دیا۔

تهيد ستانِ قسمت راچه سود از رهبر كامل

كه خطر از آب حيوان تشنه مى آرد سكندررا

---

[1] مولانا ان دنوں خان پور (بہاولپور) میں حضرت مولانا درخواستی کے دورۂ تفسیر میں شریک تھے اس سے قبل اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کو اکٹھے لاہور میں حضرت مولانا لاہوری سے دورۂ تفسیر پڑھنے کی سعادت سے نوازا تھا۔

بزرگوارم قبلہ حضرت شیخؒ کی وفات سے دو تین دن قبل میں نے خواب دیکھا تھا کہ میں حسب ما سبق ان کے حلقۂ درس میں ان کے قریب بیٹھا ہوں، صبح اٹھا تو خوش ہوا کہ واپسی پر ان کی ملاقات سے اطمینان قلب نصیب ہو جائیگا۔ مگر کیا خبر کہ داعی اجل اتنی جلدی کرے گا۔ صرف ایک ہفتہ کی مسافت تھی میرے ساتھ تقریباً چھ ساتھیوں نے یہ مشورہ کیا تھا کہ ہفتہ یعنی ۲۵ رمضان کو حضرتؒ کے ہاں جا کر ان سے دعالیں گے بعض نے ان سے بیعت ہونیکا ارادہ کیا تھا۔ میرا تو ارادہ تھا کہ ان سے دوسرا سبق لوں گا۔ خواب کی تعبیر اب یوں نکلی کہ حضرت حافظ الحدیث صاحب کا درس اور حضرت شیخ لاہوریؒ کا درس ایک ہے۔

<u>مولانا درخواستی پر غم واندوہ کے اثرات:</u> ہمارے حضرت حافظ الحدیث روزانہ سبق کے بعد حضرت لاہوریؒ کے مناقب اور مجاہدانہ کارناموں اور انکی جامعیت کا تذکرہ کرتے ہوئے خود بھی روتے ہیں اور طلبا کو بھی رلاتے ہیں۔ دو دن سے ترجمہ کا رونق چلا گیا ہے اب مولانا پوری تشریح کیساتھ ترجمہ نہیں کرتے مغموم ہوتے ہیں، جب کبھی ایسی آیت آجاتی ہے جہاں مؤمنین کے اوصاف ہوتے ہیں تو رو پڑتے ہیں روزانہ درس کے اختتام میں یہ دعا کرتے ہیں۔ اللھم اذا اردت بعبادک فتنۃ فاقبضنا غیر مفتونین ،فرماتے ہیں کہ فتنے بڑھ رہے ہیں اور ہمارے اکابر ہم سے روپوش ہوتے جاتے ہیں، حضرت امیر شریعتؒ جو فتنوں کی انسداد کیلئے آہنی قلعہ کی حیثیت رکھتے تھے وہ بھی ہم کو اکیلے چھوڑ بیٹھے اور میرے بزرگ اور شیخ مولانا لاہوری بھی ہم سے روٹ گئے۔

برادر مکرم، حضرت کی وفات کی خبر یہاں ۲ بجے رات بذریعہ فون موصول ہوئی۔ ناظم مدرسہ نے مجھے جگایا اور اس المناک خبر سے میرے ہوش وحواس میں آگ لگادی۔ یہ خبر خان پور میں منٹوں سکنڈوں میں آگ کیطرح پھیل گئی۔ بعض طلبہ نے حضرت کے ساتھ جانیکی خواہش ظاہر کی مگر انہوں نے اجازت نہ دی۔ میں تو حضرت مدظلہ کے دولت خانہ کو گیا اور کہا میں ضرور جاؤنگا۔ حضرت نے بخوشی اجازت دی سٹیشن پہنچے تو دین پور شریف کے بزرگ اور حضرت لاہوری کے متعلقین پہنچ چکے تھے تمام ایک ہی ڈبہ میں بیٹھ گئے۔ عجیب نظارہ تھا کہ بڑے بڑے اہل اللہ ایک ہی ڈبہ میں جمع ہوئے تھے اور ہر سٹیشن پر کوئی نہ کوئی عالم محدث اور معتقد گاڑی میں سوار ہو رہے تھے۔ لائل پور تک شاہین میں آئے ۱/۲ ۱۲ بجے شاہین لائل پور پہنچا پھر وہاں سے سپیشل بس کا انتظام کیا گیا، لائل پور سے ۸۵ میل کے فاصلہ پر لاہور دور ہے دو گھنٹوں میں لاہور پہنچ گئے چونکہ اخبارات میں جنازہ کا وقت دو بجے بتایا گیا تھا اسلئے ہمیں کافی پریشانی تھی کہ کہیں جنازہ سے محروم نہ رہ جائیں مگر خانیوال کے سٹیشن سے حضرت درخواستی مدظلہ نے صاحبزادہ عبیداللہ کے نام ایکسپریس تار دی کہ دین پور کی جماعت شاہین سے آرہی ہے اور لائل پور سے بس میں آنا ہوگا اسلئے ہم دیر سے پہنچیں گے جنازہ چار بجے پڑھایا جائے تو انہوں نے حضرت کی اس بات پر عمل درآمد کیا۔

<u>سفر آخرت مولاناؒ کا جنازہ:</u> جب شیرانوالہ گیٹ پہنچے تو اسوقت فیوض وبرکات اور زہد وتقویٰ کے مجسمے کا جنازہ اٹھایا گیا تھا لاکھوں کی تعداد میں عقیدت مند پروانہ وار حضرت شیخؒ کی آخری خدمت سرانجام دینے میں کوشاں تھے۔ جنازہ دہلی دروازہ سے ہوتے ہوئے سرکلر روڈ اور انارکلی سے گزرتا ہوا پورے ۱/۲ ۲ گھنٹے میں یونیورسٹی گراؤنڈ پہنچ گیا تھا حضرت شیخ التفسیر حافظ الحدیث صاحب نے فرمایا کہ موٹر رکشوں کے ذریعہ جنازہ سے پہلے یونیورسٹی گراؤنڈ پہنچنا چاہیے چنانچہ رکشہ کے ذریعہ وہاں پہنچ گئے لاکھوں آدمی وہاں صفوں میں بیٹھے ہوئے حضرت قاضی شجاع آبادی کی تقریر سن رہے تھے حضرت درخواستی صاحب نے کہا کہ آگے جانا چاہیے چنانچہ پہلی صف میں جہاں لاؤڈ سپیکر نصب تھا وہاں چلے گئے جب قاضی صاحب نے انکو دیکھا تو اعلان کیا کہ حضرت درخواستی تشریف لائے ہیں۔

<u>مولانا درخواستی کا جنازہ میں دردناک خطاب:</u> پھر حضرت درخواستی صاحب کی دردناک تقریر شروع ہوئی اور حضور ﷺ کی وفات سے مدینہ کی تاریکی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج لاہور اجڑا ہوا نظر آرہا ہے مہینہ بھی شان والا ہے جس کے جنازہ کیلئے تم اکٹھے ہوئے ہو

وہ بھی شان والا۔ اللہ شان بڑھانے والا ہے جس کا شان بڑھانا چاہے بڑھا دے آج تم روزے کی حالت میں وضوء کئے ہوئے ہزاروں کی تعداد میں نہیں لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوئے ہو جس کے جنازہ میں چھوٹے بڑے سب جمع ہوئے ہوں، علماء، محدثین مبلغین، خواص وعوام اور اہل اللہ یہاں نظر آتے ہیں۔

<u>مولانا لاہوری میں امروٹی کا جلال اور دین پوری کا جمال جمع تھا:</u> پھر فرمایا کہ حضرت لاہوری جامع الصفات تھے وہ جلالی بھی تھے جمالی بھی تھے انہوں نے حضرت امروٹی کے فیوض بھی حاصل کئے اور حضرت دین پوری سے بھی استفادہ کیا۔ امروٹی جلالی تھے انہوں حضرت لاہوریؒ پر جلال کا رنگ چڑھایا اور دین پوریؒ نے جمال کا رنگ۔ چنانچہ حضرت لاہوریؒ میں یہ دونوں صفات پائے جاتے تھے کبھی جمال میں آکر مجسمہ شفقت بن جاتے اور کبھی کبھی تقریر کرتے کرتے جلال کے آئینہ دار ہوتے۔ حضرت درخواستی صاحب کی تقریر سے لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے پھر نماز عصر ادا ہوئی اسکے بعد جنازہ پرانی انارکلی کے روڈ سے نمودار ہوا تو بے اختیار آنسو گر پڑے۔ پولیس باوجود کافی نظم وضبط کیساتھ فیل ہوگئی تھی حضرت مولانا لاہوریؒ کے جنازہ کے بانس تین چار دفعہ ہجوم کی وجہ سے ٹوٹ گئے تھے جنازہ حضرت مولانا عبیداللہ صاحب نے پڑھایا جنازہ میں تقریباً دو لاکھ یا اس سے زائد لوگ شریک تھے نماز جنازہ کے وقت معمولی شبنم برس رہا تھا۔ پھر حضرت الشیخ کا جنازہ چوک برجی کے راستہ پر میانی صاحب کے مقبرہ کو پہنچایا گیا اور سورج غروب ہوتے وقت رشد وہدایت کے سورج کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ اللھم وسع مرقد الشیخ واجعل روضۃً روضۃ من ریاض الجنۃ اللھم اعطھم داراً خیرامن دارھم واھلاًخیراً من اھلھم والحقنابھم وبعادک الصالحین الذین لاخوف علیھم ولاھم یحزنون،

میں نے جنازگاہ میں آپکو اور حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کو کافی تلاش کیا مگر آپ نہ ملے میرا اکمل یقین تھا کہ آپ ضرور پہنچے ہوں گے۔ شاید کثرت ہجوم کی وجہ سے آپ سے ملاقات نہ ہوسکی۔ محترم قاری محمد امین صاحب اور مولانا عبدالحنان صاحب سے ملاقات ہوئی میں پہلے صف میں جا رہا تھا تو قاری صاحب نے آواز دی میں نے ان سے آپ حضرات کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا ہم نے انکو نہیں دیکھا۔ میں تو خداوند قدوس کا لاکھ لاکھ شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے اس روسیاہ کو حضرت الشیخ کے جنازہ میں شمولیت کی سعادت بخشی ورنہ عمر بھر حسرت رہتی اور لطف یہ کہ حضرت الشیخ کی سرِ مبارک کے سامنے کھڑے ہونیکی سعادت نصیب ہوئی یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور حضرت حافظ الحدیث صاحب کی برکت تھی۔ مجھے ایک طرف حضرت مولانا سراج احمد صاحب ابن مولانا غلام محمد صاحب دین پوریؒ اور دوسرے طرف حمیداللہ صاحب[1] تھے حضرت الشیخ کے سرِ مبارک کو ہاتھ لگانے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ پھر ۸ بجے سندھ ایکسپریس سے واپس خان پور روانہ ہوئے راستہ میں حضرت حافظ الحدیث مدظلہ حضرت شیخ التفسیرؒ کی جدائی پر رو رہے تھے ان کے علوشان اور فضائل واوصاف کو بار بار دہرا رہے تھے یہاں پر روز صبح کے نماز کے بعد اور درس قرآن مجید کے بعد حضرت حافظ الحدیث صاحب اپنے پیر بھائی کی جدائی پر روتے رہتے ہیں اور انکو خصوصی دعاؤں میں یاد فرمایا کرتے ہیں۔ لاہور کے سٹیشن پر حضرت حافظ الحدیث مدظلہ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ اور دیگر اکوڑے والے نہیں ملے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں نے تو کافی تلاش کی مگر وہ نہیں ملے میرا تو خیال تھا کہ آپ ہوائی جہاز سے آئے ہوں گے کیونکہ جہاز ۵۵۔۱۱ روانہ ہوتا ہے پشاور سے۔ یا راولپنڈی تک بس میں آکر وہاں سے جہاز میں آئیں گے۔

میرے محترم بھائی صاحب آج ہم روحانی باپ سے محروم ہو کر یتیم ہوگئے ہیں، پہلے تو خیال تھا کہ لاہور میں واپسی پر دو دن قیام کرونگا

---

[1] حافظ حمیداللہ فرزند شیخ التفسیر

مگر اب جی نہیں چاہتا خدا کرے کہ بخیریت اکوڑہ پہنچ سکوں۔ دل بہت پریشان ہے یہاں حافظ الحدیث مدظلہ بھی علیل ہیں آج تراویح انہوں نے نہیں پڑھائے۔ اب تک ۲۶ پارے ہوئے ہیں شاید ۲۶ ررمضان کو ختم ہو کر ۲۶ تک حاضر خدمت ہو سکوں۔ میرے لئے خود بھی اور حضرت قبلہ شیخی و مولائی شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم سے دعاؤں کی درخواست کریں ہمارا ارادہ پروگرام نہ ہو سکا آپ کا گرامی نامہ جب صادر ہوا تو میرا ارادہ تھا کہ آپکو خط لکھوں کہ آپ پروگرام مکمل فرمادیں میں نے بھی اس دورہ کا ارادہ کر لیا تھا مگر حضرت کی وفات کے بعد یہ ارادہ چھوڑ دیا اور چھوڑنا چاہیے بھی تھا۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں تعزیت و تسلیمات فرمادیں۔ محترم و مکرم ناظم اعلیٰ صاحب کو سلام نیاز۔ آپکا دور افتادہ مغموم بھائی سید شیر علی شاہ۔۔۔ ۲۰ ررمضان المبارک ۱۳۸۱ھ

وہ جو ملتے تھے کبھی ہم سے دیوانوں کی طرح
آج یوں ملتے ہیں جیسے کبھی پہچان نہ تھی

(۵)

۳ رشوال ۱۳۸۳ھ اکوڑہ خٹک (احوال وطن شیخ الحدیث اورا قارب واحباب کے مشاغل)

بگرامی خدمت مخدومین مکرمین الاصحاب الثلثۃ[۱] احفنی اللہ وسائر الاحباب بلقاءکم دائما ابدا و تقبل اللہ مساعیکم و فقکم وایانا لما یحب و یرضیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ حضرات کے مودّت نامے نماز عید الفطر سے واپسی پر مزید انبساط و سرور کے باعث ہوئے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ نے دونوں خطوط پڑھ کر پھر مجھے دیئے۔ یعنی برادرم سمیع الحق صاحب اور محترم عبداللہ صاحب کے دونوں نوازشنامے جو میرے نام تھے مولانا صاحب نے مطالعہ کئے ہر دونوں گرامی ناموں سے قلبی فرحت واطمینان نصیب ہوا۔ از حد خوشی ہوئی کہ جتلا شیان دیار حبیب "صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ ورحمۃ اللہ علیہ وعلی اصحابہ واتباعہ" بخیر وعافیت اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اسی وقت واپس جواب لکھنے کا جذبہ پیدا ہوا کہ ایسے مشفق احباب کو جواب دینے میں تاخیر زیبا نہیں۔ مگر حضرت شیخ الحدیث صاحب نے فرمایا کہ عید کے تیسرے دن مشترکہ خطوط بھیجیں گے۔ چنانچہ انکے حکم کی تعمیل ضروری تھی۔ مگر آج ۳ شوال کے دن بھی فرصت نہ ملی اسلئے یہ خط اپنے گھر کے کمرہ سے تقریباً ۹ بجے رات کے لکھ رہا ہوں۔ ابھی ابھی ہم ایک پکنک کر کے آئے ہیں پکنک میں حضرت ناظم اعلیٰ صاحب اور اصغر شاہ زاہد شاہ اور کوچے ملا[۲] اور بندہ شامل تھے، یہ پکنک حقیقت میں اصغر شاہ نے کی تھی آپکو معلوم ہوگا کہ تقریباً آج سے چار ماہ قبل اسکی کتابیں اسکے کمرہ سے چوری ہوئی تھیں اس چوری کا سراغ لگ گیا ہے تقریباً ۲۸ ررمضان کے علی الصباح میں مشین کو چلا گیا وہاں کوچے استاد کے ساتھ منجد دیکھا پوچھا کہ کس کا ہے اس نے کہا کہ یہ میں نے ایک طالب العلم سے لیا ہے میں نے کہا یہ تو اصغر شاہ کا ہے اصغر شاہ کو بلایا۔ پھر اسیر جو ہمارے دارالعلوم کا فاضل بھی ہے اس سے دریافت کر لیا کہ یہ کتاب کہاں تھی اس نے کہا میں نے محمد غلام بیکی والے سے خریدی ہے پھر وہاں چلے گئے اور اسکے ساتھ دوسری کتابیں پالیں۔ اس نے کہا کہ یہ مجھے کسی دوسرے نے حوالہ کی ہے......... جو جامعہ میں پڑھتے تھے حقیقت میں چوری انہوں نے کی ہے بہر حال اس تقریب میں اصغر شاہ نے ہمارے مشین کے کوٹھ میں پک نک کا پروگرام کیا تھا میرا خیال تھا کہ وہاں کوچے استاد کے ساتھ رات گزار کر اس کمرہ میں آپکو خط لکھ دوں۔ مگر چونکہ میں نے حضرت شیخ الحدیث صاحب سے وعدہ کیا تھا

۱۔ ناچیز سمیع الحق برادرم قاری سعید الرحمان اور مولانا عبداللہ کا کاخیل کی رفاقت اور دوستی کہ گویا تین جسم اور ایک جان مولانا عزیر گل اور مولانا بنوری اسکی تعبیر "ثلاث الاثانی" سے کرتے تھے، مکتوب نگار کے اصحاب ثلثہ سے یہی تین مراد ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ میں اکٹھا کیا ان خطوط میں سعید اور عبداللہ کا بار بار ذکر آئے گا یہی تین ملحوظ ہیں۔

۲۔ افغانستان غزنی کا ایک مخلص طالب علم ساتھی غالباً دوست محمد نام تھا، مولانا شیر علی شاہ اور ناچیز سے خصوصی تعلق تھا، کوچے ملا اور غزنی استاذ کے نام سے معروف تھے، اکثر اوقات مولانا کے لگائے گئے ٹیوب ویل (مشین) میں ٹھہرا کرتے تھے۔

کرلحم الدیک اور عرق الدیک آپکے لیے بھی لائیں گے چنانچہ انہوں نے فرمایا تھا کہ بہت اچھا۔ اسلئے برتن میں دو ہڈیاں اور کچھ شوربا ان کیلئے لایا۔ مگر جب دیکھا تو آپکے دولت خانہ کا دروازہ بند تھا خیال کیا کہ صبح کے چائے کے ساتھ ناشتہ کرلیں گے۔

<u>شیخ الحدیث کی علالت اور عید کی مصروفیات:</u> آج حضرت شیخ الحدیث مدظلہم کی طبیعت اچھی تھی وہ رمضان کے عشرۂ اخیر میں کچھ بیمار سے رہے جمعہ کے دن ان پر اچانک بیماری کا حملہ ہوا جس سے وہ جمعہ کی نماز نہ پڑھا سکے پھر طبیعت کچھ اچھی رہی تو پشاور کو حاجی کرم الٰہی صاحب کی لڑکی کی منگنی کے سلسلے میں چلے گئے وہاں پر ان پر بیماری کا وہ دورہ آیا عید کے دن بھی کمزوری رہی مگر عیدگاہ میں تقریر انہوں نے فرمائی۔ پھر خطبہ کے بعد قاضی صاحب نے لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ عوام کو حضرت الشیخ مدظلہ کی بیماری کا تذکرہ کیا اور کہا کہ ہم خدام وتلامیذ کے قلوب انکی بیماری سے مغموم ومحزون ہیں ان کیلئے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمادے۔ پھر بادشاہ گل صاحب نے بھی مولانا کی تعریف وتوصیف کی اور کہا کہ یقیناً مولانا صاحب اس علاقہ کے چشم وچراغ ہیں انکی موجودگی ہمارے لئے باعث رحمت ہے۔ آج حضرت کی طبیعت بہت اچھی رہی مہمان تین دن سے مسلسل چلے آتے ہیں بندہ صبح سے ۱۲ بجے تک آپکی بیٹھک میں رہتا ہے ان دنوں میں خطوط کا کچھ اندازہ نہیں سینکڑوں عید کارڈ حضرت کے نام آئے ہیں انکے جوابات دینے ہیں، ساتھ دوسری مصیبت یہ ہے کہ مہمانوں کی آمد کی وجہ سے خطوط رہ جاتے ہیں

<u>پشاور یونیورسٹی اور وفاق المدارس کے پرچوں کی ذمہ داری مستزاد:</u> اور لطف یہ کہ ان ایام میں یونیورسٹی والوں نے بھی بی اے تھیالوجی "القرآن والادب" پرچہ الف بنانے کا کہا ہے چنانچہ اسطرف بھی توجہ دینی ہوگی۔ نیز حضرت مولانا صاحب کو وفاق المدارس العربیہ سے بھی تقریباً دوسو سے زائد جوابی پرچے موصول ہوئے ہیں ان کا مطالعہ بھی شاید میرے ذمہ ہو جائے ایسے حالات میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور آپ دوستوں کی دعاؤں کا محتاج ہوں خط کے عنوان میں اگرچہ اصحاب ثلثہ ہیں اور اکثر باتیں برادرم سمیع الحق صاحب سے وابستہ ہیں محترم مولانا عبداللہ صاحب اور محترم قاری مولانا سعیدالرحمان صاحب ناراض ہوں گے۔ کیونکہ سمیع الحق آپ دونوں کا محبوب ہے اور ان باتوں سے اسکی تسلی آپکی خوشی کی باعث ہے۔

<u>مولانا عبیداللہ انور کا خط:</u> آج محترم حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور کا خط حضرت کے نام آیا تھا جسمیں جلسہ اور تقسیم اسناد قاسم العلوم لاہور میں شمولیت کی دعوت تھی میں نے حضرت صاحب سے کہا کہ جانا تو ضرور ہے چنانچہ انہوں نے وعدہ کرلیا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ بھی جائیں گے میں نے کہا بہت اچھا۔ جلسہ ۱۵ شوال اور ۱۶ شوال کے درمیانی رات ہوگا اس اجتماع میں حضرت الشیخ حافظ الحدیث صاحب درخواستی دامت برکاتہم بھی تشریف لائیں گے۔ مولانا عبیداللہ انور صاحب کو آپ کے متعلق لکھدیا ہے کہ وہ مدینہ منورہ پہنچ گیا ہے۔ آج حافظ محمد شریف نوشہروی بھی تشریف لائے تھے، میری ملاقات تو ان سے نہ ہوئی مگر مولانا صاحب نے فرمایا کہ سمیع الحق کو کچھ ریال کراچی میں مل گئے ہیں نیز دو ٹین گھی بھی انہوں نے ساتھ لیا ہے اس سے مولانا صاحب بہت خوش ہو گئے ہیں کہ کچھ نہ کچھ رقم تو انہوں نے حاصل کرلی ہے۔ ورنہ اس سے قبل بہت پریشان تھے۔

<u>مولانا بنوری کا سفر سرحد و نوشہرہ:</u> نیز کتابوں کے متعلق حضرت مولانا بنوری صاحب مدظلہ نے کسی تاجر کے نام خط دیا ہے مولانا صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا بنوری مدظلہ آج کل پشاور تشریف لائیں گے پہلے زیارت کاکا صاحبؒ جائیں گے۔ مولانا نے فرمایا کہ وہ تیز رو سے آئیں گے تو رات کے متعلق ان سے عرض کرلیں گے کہ اکوڑہ اتر جائے اور صبح زیارت کاکا صاحبؒ چلے جائیں۔ یہاں عیدالفطر ہفتہ کے دن ہوئی اس دفعہ اکوڑے والوں کے ۳۰ روزے پورے ہوئے۔

<u>ناظم مولانا پیرگل رحمان پیر سباق کا ذکر:</u> پیرگل رحمان[1] نے استعفاء دیدیا ہے مگر مولانا صاحب پھر اسکو راضی کرلیں گے۔ وھو مجنون بنی عجل یصرع کل سنۃ مرتین مرۃ فی ابتداء السنۃ و مرۃ فی انتھاء ھا، کوہاٹ کے مولانا عبدالغفار صاحب سے گفتگو ہوئی تھی مگر وہ دارالعلوم کو نہیں آسکتا۔ کوہاٹ والے اسکو نہیں چھوڑتے۔ مفتی صاحب کو لکھا تھا کہ کیا آپ نے کراچی والوں کے ساتھ خط و کتابت کی ہے یا نہ، اسکا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔ راحت گل کا ویزا ابھی آگیا ہے وہ شاید مارچ کے مہینے میں یہاں سے روانہ ہوا گر کسی چیز کی ضرورت ہو تو مطلع فرمادیں تاکہ اسکی وساطت سے بھیج دوں۔ محمود الحق، انوار الحق، آج جہانگیرہ چلے گئے ہیں آپکی اھلیہ محترمہ بخیریت ہے وہ آج کل پشاور میں ہیں آج بفضلہ تعالیٰ ۲۷ ررمضان کو ختم ہوا۔

<u>ناچیز کیلئے دعائیں:</u> روزانہ آپ حضرات کو طلبہ دعائیں دیتے رہے اور اختتام کے تقریب میں تو آپکے لئے بہت دعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو مشکلات سفر سے محفوظ فرما کر مناسک حج کی ادائیگی کی توفیق بخشے اور سالما غانما اپنے وطن مالوف پہنچادے۔ میرا عقیدہ ہے جبکہ یہ ناچیز آپکو دعائیں دیتا ہے تو آپ ضرور اس خادم کو دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں گے۔ میرے لئے تو یہ دعا فرمایا کریں کہ اللہ تعالیٰ عمل صالح اور خاتمہ بالایمان کی دولت سے نوازے اور حرمین الشریفین کی زیارت سے متمتع فرمادے اور جملہ مشکلات حل فرمادے۔

<u>مانکی کے میر حسن ٹھیکدار:</u> مانکی شریف کے ٹھیکدار میر حسن خان صاحب بھی کل حج بیت اللہ شریف روانہ ہورہے ہیں حضرت شیخ الحدیث صاحب نے فرمایا کہ سمیع الحق کو لکھدو کہ وہاں اگر اس کے ساتھ ملاقات ہوجائے تو اسکی عزت و رہنمائی کرے۔ دارالعلوم کا مخلص اور ہمدرد ہے۔ حضرت قبلہ مولانا عبدالغفور صاحب مدنی کے نام بھی حضرت مولانا صاحب نے ایک سفارشی خط میر حسن خان کو لکھدیا ہے آج کل موسم اچھا ہے سردی معمولی ہے طلبہ کی آمد شروع ہوگئی ہے۔ آپ تو اس دفعہ بے غم ہیں پندرہ بیس دن بعد ہیں پھر کل امر ذی بال الحدیث کی تشریحات کرنی پڑیں گے اور الف لام کے اقسام دھرانے ہونگے۔ بادشاہ گل صاحب کے گھر فرزند پیدا ہوا ہے مولانا عبدالرحمان صاحب[1] نے جامعہ والوں کو استعفا دیدیا ہے

<u>کراچی پر حقانیہ کو ترجیح۔</u> بندہ کو کراچی کے ایک مدرسہ سے اطلاع آئی ہے تنخواہ دوصد روپیہ ہے اور اسکے علاوہ ایک جگہ خطابت بھی ہے مگر میں نے معذرت کردی ہے اب گھر سے باہر نہیں نکل سکتا ایک تو مقروض ہوں دارالعلوم کا اور ساتھ خانگی معاملات بھی درپیش ہیں مدرسہ تعلیم القرآن کی جدید عمارت ان شاء اللہ العزیز بہت جلد مکمل ہوجائیگی اس دفعہ دارالعلوم کیلئے ایک بہترین قاری[2] قاری الیاس صاحب آرہا ہے اسکی قرات کو طائف کے امیر نے پسند کیا ہے اور سیٹھی یوسف صاحب کو کہا ہے کہ اس قاری کو لے آؤ کیونکہ سیٹھی یوسف

---

[1] دارالعلوم اور شیخ الحدیث کے جان نثار خادم اور ناظم، دیوبند میں حضرت کے زمانہ میں زیر تعلیم رہے۔ یہاں آکر دورۂ حدیث پڑھا اور تادم آخرین دارالعلوم کے ہوکر رہ گئے۔ دریا کے پار موضع پیر سباق سے تعلق کی مناسبت سے "پیر" کے نام سے مشہور ہوئے مولانا گل رحمان ناظم نے کتب خانہ اور مطبخ وغیرہ کے اہم امور سنبھالے۔ عجیب صفات کی شخصیت یہاں انکا ذکر مولانا شیر علی شاہ نے ظریفانہ انداز میں کیا۔ کام کی زیادتی کی وجہ سے روٹھ جاتے مگر شیخ کے ایک اشارہ پر سب کچھ بھول جاتے۔

[2] علاقہ چھچھ تا جک کے معروف قراء مولانا قاری عبدالحلیم مولانا قاری ۔۔۔۔۔۔ اور قاری محمد الیاس نے مختلف اوقات میں دارالعلوم میں تجوید کے خدمات انجام دیں۔ قاری عبدالحلیم کا کا خیل سے بچپن میں مجھے بھی مشق قراءت کا شرف حاصل ہوا قاری الیاس کے فرزند مولانا حافظ حسین احمد دارالعلوم حقانیہ سے فارغ ہوئے۔ اس خاندان کے بہت سے افراد برطانیہ وغیرہ میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

نے قاریوں کے ریکارڈ اسکو سنائے تو اسکی قراءت اسکو پسند آئی۔ مگر یہ قاری اپنی بیوی سے مجبور ہے وہ اسکو باہر جانے نہیں دیتی اور اس میں دار العلوم کے منافع ہیں۔

ادھر اُدھر کی خبریں اور حالات: آج مصری باغڈہ میں دو دشمن پارٹی میں خانہ جنگی ہوئی جسمیں دو نفر مر گئے ہیں ایک تو شیر افضل خان، قاضی صاحب کی بیوی صاحبہ کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ شاید آپ اسے پہچانیں گے پہلے وہ محصول چنگی دریا کے کنارہ بیٹھا کرتا تھا۔ آج حضرت شیخ الحدیث صاحب نے فرمایا ہے کہ مصری باغڈہ جائیں گے مردان کے علاقہ پر کل زبردست ژالہ باری ہوئی ہے جس سے کافی نقصان پہنچ گیا ہے ایک گھر میں بجلی کی تار ژالہ باری کی وجہ سے ٹوٹ کر دو عورتیں اور ایک بچہ مر گیا ہے۔ محترم مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ سمیع الحق کو لکھدیں کہ قاری محمد امین اور مولانا عبدالحنان کو وہاں سے خط لکھدے۔ آج قاری صاحب کو آپ کے ڈالر کے متعلق میں نے خط لکھدیا ہے اکثر احباب خطوط میں آپ کے پتہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ نے بنوں کے عظیم الشان اجتماع میں جو تقریر فرمائی ہے اس سے عوام میں آپکی قابلیت کی شہرت ہوگئی ہے۔ چنانچہ بنوں سے جو خط بھی آتا ہے اسمیں آپکو سلام یا آپ کے پتہ کا دریافت ہوتا ہے۔ چنانچہ بہت لوگوں کو آپکا پتہ لکھدیا ہے۔ شاید آپکو وہ خطوط بھیجیں یا محض حضرت شیخ الحدیث صاحب پر احسان جتلائی کرتے ہیں آج اخبار میں لکھا تھا کہ امسال حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان صاحب مینئی والے تعلیم القرآن راجہ بازار پنڈی میں دورۂ حدیث پڑھائیں گے۔ ابھی ابھی حضرت شیخ الحدیث صاحب سے معلوم ہوا کہ بی بی نفیسہ اور اسکی والدہ بخیریت اکوڑہ پہنچ گئی ہیں بالکل صحیح و سالم ہیں مطمئن رہیں۔ سید نور بادشاہ صاحب خصوصی سلام آپ حضرات کو پیش کرتا ہے۔

مخدومی المکرم حضرت مولانا عبداللہ صاحب سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس ناچیز کو دعاؤں میں یاد کیا کریں۔ نیز محترمی و مکرمی جناب قاری مولانا سعید الرحمان صاحب سے بھی مؤدبانہ گزارش ہے کہ اپنے دعوات صالحہ میں ضرور یاد فرمایا کریں۔ میری اہلیہ اور والدین کرام تسلیمات و دعوات عرض کرتے ہیں۔ وہ بھی دعاؤں کے متمنی ہیں۔ برادرم اصغر شاہ صاحب تسلیمات عرض کر رہا ہے بخیریت ہے سردار علی شاہ، زاہد شاہ، عابد شاہ اور ماموں صاحب، مولانا غلام رسول صاحب، قاضی صاحب و دیگر احباب تسلیمات عرض کرتے ہیں۔ صبح ۱۰ بجے سے تقریباً اب تین بجے ہیں خطوط لکھتے لکھتے تھک گیا ہوں محترم سلطان محمود صاحب بھی تشریف فرما ہیں اور محترم شیخ الحدیث صاحب بھی (کام کیلئے) مہمانوں سے چھپ کر او پر اراکین کے نشست گاہ میں بیٹھے ہیں مخدومی حضرت شیخ الحدیث صاحب نے بھی فرمایا تھا کہ میں بھی سمیع الحق کو خط لکھوں گا چنانچہ مجھے انہوں نے پیڈ دیا تھا چنانچہ اب وہ آپ کیلئے خط لکھ رہے ہیں۔

ڈاکٹر مجیب الرحمان کی ولادت: عبید الرحمان جہانگیرہ والا کا لڑکا پیدا ہوا ہے۔ مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ میں بعد میں خط لکھوں گا حالات تو آپکو کافی لکھدئے ہیں آپ کا کافی وقت میں نے ان فضولیات میں خرچ کر دیا ہے معافی کا خواستگار ہوں۔ چونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ تفصیلی حالات سے مطلع کیا کرو اسلئے تعمیل حکم ہے ورنہ میں تو صرف آپکو درخواست دعا لکھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ آج وفاق کے بھی پرچے مکمل کر دئے ہیں کل انشاء اللہ انکو بھیجیں گے۔ حضرت شیخ التفسیر لاہوری کے سوانح حیات (المسمی بہ مرد مؤمن) طبع ہوگئی ہے کل بندہ مردان جائیگا کچھ ضروری کام ہے۔ دعاؤں میں ضرور یاد فرمایا کریں۔ تاکید اً ثانیاً و ثالثاً عرض ہے۔ آپ حضرات ثلاثہ کا وفادار خادم شیر علی شاہ کان اللہ لہ اراکین حاجی عبدالشکور، غلام محمد صاحب و حاجی محمد یوسف صاحب و عبدالغفور ابن غلام محمد رازم خان، حبیب الرحمان فرید اللہ شاہ سلام عرض کرتے ہیں۔

(۶)

اکوڑہ خٹک ۱۵ ذی القعدہ ۱۳۸۳ھ (موسم حج قریب ہے دن رات کو ایک کر کے اس سعادت سے متمتع ہوں)

برادرم محترم و مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت الطافکم و دامت توجہاتکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ آپ اپنے دعاؤں میں اپنے اس ادنیٰ خادم کو یاد فرمایا کرینگے۔ خداوند قدوس کی شان کریمی سے قوی توقع ہے کہ وہ آپ حضرات کی دعاؤں کو قبول فرما کر اس ناچیز کو سعادات عالیہ سے سرفرازی بخشے گا۔ جن سے آپ حضرات کو نوازا۔ آپکا والا نامہ باعث مسرت ہوا۔ ان شاء اللہ العزیز جس دن آپکا خط ہمیں موصول ہوا اس دن میرا خط آپ جناب کو موصول ہوا ہوگا آپکے خط کے ہمراہ ہر دونوں احباب کرام کی خدمت میں عریضے ارسال کر چکا تھا۔ امید ہے کہ ملیں ہوں گے، جواب میں اس دفعہ اتنی دیری مناسب نہیں اب تو گنتی کے دن رہ گئے ہیں آج ۱۵ ذی القعدہ ہے گویا مناسک حج کی ادائیگی کیلئے ۲۳۔۲۴ دن باقی ہیں اور جب یہ خط آپکو پہنچے گا تو ۱۸۔۱۹ دن رہ گئے ہوں گے جوں جوں موسم حج قریب ہوتا رہتا ہے اتنے ہی حجاج کرام کی روحانی قوتیں بڑھتی جاتی ہیں عبادت و ریاضت میں شب و روز انہماک، دعاؤں میں لطف کا ایک نیا عالم پیدا ہوتا ہے۔ ان ایام سے اور مقدس امکنہ سے فائدہ لیتے ہوئے ہم دور افتادگان اور سیاہ بختوں کو بھی اپنے مقبول دعاؤں میں یاد فرمایا کریں یہ سعادتیں روزانہ نہیں ہوتیں یہ مقبولین بارگاہ الٰہی کو میسر ہوتی ہیں اپنی اس خوش قسمتی سعادت ازلی سے خوب تمتع حاصل کیجئے۔ عشرہ ذی الحجہ کے بعد تو پھر حجاج کرام اپنے وطن کے دھن میں لگ جاتے ہیں اور یہاں اکوڑہ آ کر ماسوائے گرد و غبار کے اور کچھ نہ ہوگا اسلئے دن رات کو ایک کر کے اپنے لئے توشۂ آخرت اور خویش و اقارب کیلئے دعاؤں میں پوری فراخدلی سے کام لیں۔ ع

باغ م دزرہ خزان تالہ کرو   بویہ چہ بیاسہرلے راشی سپری گلونہ

محترم و مکرم حضرت مولانا میاں عبداللہ صاحب کاکاخیل مدظلہم اور محترم و مکرم حضرت مولانا سعید الرحمان صاحب مدظلہم سے بھی ناچیز کیلئے دعاؤں کی درخواست پیش کریں، ممنون رہونگا۔ آج مولانا سعید الرحمان صاحب[1] کے بڑے بھائی صاحب کا خط آیا تھا حضرت مہتمم صاحب کے نام جسمیں انہوں نے ایک قابل مدرس کا طلب کیا ہے جو مدرسہ رحمانیہ بھبودی میں متوسط درجہ کی کتابیں پڑھا سکتا ہو۔ کوشش جاری ہے کہ ان کیلئے بہترین مدرس دستیاب ہو سکے۔

<u>مولانا عبیداللہ انور کی آمد:</u> مولانا عبیداللہ صاحب انور ۲۲ مارچ کو اکوڑے آئے، دارالعلوم میں گیارہ بجے کے قریب پہنچے ان کے ہمراہ مولانا تقویم الحق صاحب[2] اور مولانا مجاہد خان صاحب[3] بھی تھے تقریباً دو گھنٹے انہوں نے تقریر کی، پھر کھانا کھایا دارالعلوم کا چکر لگایا پھر ۳ بجے واپس نوشہرہ گئے اور آپکو بہت یاد کرتے رہے رات کو بندہ بمعہ اصغر شاہ[4] نوشہرہ چلے گئے وہاں انکا تین دن قیام رہا

---

[1] قاری سعید الرحمان کے برادر اکبر مولانا عبید الرحمان ابن شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان کاملپوری عرصہ دراز تک برطانیہ میں اقامت اختیار کی صوفی وصافی انسان تھے۔ [2] مولانا تقویم الحق کاکاخیل فاضل دیوبند مولانا عزیر گل اسیر مالٹا کے بھتیجے۔

[3] مولانا مجاہد خان فاضل دیوبند نوشہرہ سے تعلق شیخ الاسلام مولانا مدنی اور مولانا عزیر گل کے خاص خدام میں سے ۲۰۰۲ء کے اسمبلی میں ایم ایم اے کے طرف سے ایم پی اے بھی منتخب ہوئے، تادم تحریر ۱۰ المحرم یوم عاشورہ ۱۴۳۲ھ بقید حیات ہیں۔

(سید اصغر علی شاہ کا ذکر)

[4] مرحوم اکوڑہ خٹک کے پیر طریقت الحاج سید مہربان علی شاہ کے فرزند تھے انکے فرزند اکبر مولانا سید بادشاہ گل نے جامعہ اسلامیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ مرحوم اصغر شاہ ہمارے ہم عمر اور مخلص بے تکلف دوست تھے یہی حال مولانا شیر علی شاہ سے تعلقات کا تھا۔ مرحوم جذب وسلوک کے روحانی رنگ میں رنگے ہوتے، بغداد، استنبول اسکندریہ وغیرہ کا مشائخ کے آثار و مزارات کیلئے لمبے سفر کرتے رہتے، اس وقت بلدیہ اکوڑہ خٹک کے ناظم کے طور پر انکے فرزند پیر ذوالفقار علی شاہ سماجی کاموں میں سرگرم عمل ہیں۔

<u>مولانا عزیرگل کی زیارت:</u> ۲۳ کے صبح کو ریل گاڑی کے ذریعہ سخاکوٹ روانہ ہوئے ہم کو بھی انہوں نے اپنے ساتھ لیجانے کا کہا چنانچہ ہم بھی ان کی رفاقت میں روانہ ہوئے دل میں خیال کیا چلو محترم عبداللہ صاحب کے والد ماجد اور اقارب سے ملاقات سے اطمینان ہو جائیگی راستہ میں مولانا عبیداللہ صاحب انور سے خوب گپ شپ رہی آپ کا بہت پوچھتے تھے پھر عبداللہ صاحب کے متعلق اس نے پوچھ گچھ شروع کی۔ مردان اسٹیشن سے تقویم الحق بھی سوار ہوئے پھر تو اسکی نمکین باتوں نے گپ شپ میں رونق ڈالی۔ سخاکوٹ اترے تو تانگہ کے ذریعہ ہوائی جہازوں کے گراونڈ تک چلے گئے وہاں سے پیادہ جانا ہوا راستہ میں میرا دل و دماغ آپ حضرات کیساتھ تھا وہ گزشتہ ایام میں احوال وکوائف سامنے ہوئے۔ اور مچھلیوں کے شکار کیلئے گئے تھے وہاں پہنچ کر ہر دونوں بزرگ اور اسلاف کرام کے بقیہ نشانات محترم ومکرم حضرت مولانا عزیرگل صاحب مدظلہ اور مکرم حضرت مولانا عبدالحق صاحب نافع اور مولانا تسنیم الحق صاحب اور قاضی صاحب انتظار میں تشریف فرما تھے ان سے ملاقات ہوئی انہوں نے مولانا انور صاحب سے اپنے ساتھیوں کی تعارف کرنے کو کہا مولانا انور نے اپنے ساتھیوں کا تعارف کیا۔ ہمارے ساتھ واہ کے عثمان غنی اور ایک صاحب راولپنڈی کے اور حاجی احمد عبدالرحمان اور پشاور کے یعقوب مولانا مجاہد خان صاحب ایک فوجی خطیب جو سکس لانسرز میں امام ہے اور حکیم جمال کا بھائی رفیع الدین، اصغر شاہ اور بندہ شامل تھے۔

<u>مولانا عبیداللہ انور کی مولانا سندھی سے تشبیہ:</u> وہاں خوب مجلس گرم ہوئی عجیب عجیب باتیں ہوتی رہی حضرت مولانا عزیرگل صاحب نے مولانا انور کو کہا کہ تم تو عبیداللہ سندھی کی طرح معلوم ہو رہے ہو آپکی باتیں اور خط وخال ان جیسی ہیں اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے بہت کام لینا ہے۔

<u>تعلیم الاسلام اور بہشتی زیور کی اعلیٰ طباعت کا مشورہ:</u> اور پھر ان سے کہا کہ خدام الدین کے طرف سے بہشتی زیور کو اعلیٰ قسم کی طباعت سے طبع کرا کر ارزاں نرخ پر اسے شائع کریں تا کہ ہر گھر میں اسکے کئی نسخے پہنچ سکیں اور مفتی کفایت اللہ مرحوم کے تعلیم الاسلام بھی اسی طرح شائع کرادیں۔ ان دونوں کتابوں سے بہت فائدہ پہنچے گا۔ کبھی کبھی دونوں بھائیوں کا آپس میں مناظرہ بھی ہو جاتا تھا ہم خاموش انکی باتیں سنتے تھے اور لطف اندوز ہوتے رہے، مولانا انور بھی اپنی مصروفیات اور عورتوں کی بے حیائی کے شکوے کرتا رہا اور دونوں بزرگوں کو دعوت دی کہ تم ضرور لاہور آجاؤ۔ مگر انہوں نے عدیم الفرصتی کا عذر کیا

<u>مولانا نافع گل اور ہمارا ذکر خیر:</u> درمیان میں آپ حضرات کا ذکر آیا عبداللہ صاحب کے والد ماجد نے کیا تھا کہ وہ پہلے ہی سے متفق تھے اور اتفاق کی بات کہ وہاں بھی متفق ہوئے پھر کہا کہ پہلے تو عبداللہ خط بھیجتا تھا مگر اب اسکو ساتھی مل گئے ہیں اور فرمایا کہ اسکی والدہ اور نانی صاحبہ خط نہ آنے کیوجہ سے پریشان ہوتے ہیں، میں نے کہا کہ مجھکو خط آیا ہے اور خیریت سے ہیں۔ خط عربی میں ہے اور بہترین عربی ہے پھر فرمایا خدا خبر کہ وہ امتحان کیلئے تیاری کریگا یا نہ۔ ایسا نہ ہو کہ امتحان کیلئے تیاری چھوڑ دے،

<u>جامعہ اسلامیہ مدینہ کا نصاب اور نجدیت:</u> پھر مولانا انور نے آپ کے جامعہ کا نصاب کا پوچھا اس موضوع پر باتیں ہو رہی تھی کہ وہاں نجدیت اور وہابیت پھیلائی جاتی ہے وہاں کھانا کھا کر نماز ظہر ادا کی پھر ایک گھنٹہ تک گفتگو جاری رہی پھر اس دوران میں بارش ہوئی بارش بند ہونے کے بعد واپسی ہوئی اور راستہ کچا ہونیکی وجہ سے پھسل جانے کا خطرہ تھا آہستہ آہستہ سڑک تک کافی وقت میں پہنچے وہاں محمود شاہ باچا کے ایک دوست نے چائے کی دعوت کی تھی جو جہازوں کے میدان میں ایک عظیم الشان بلڈنگ تعمیر کر رہا ہے وہاں سے فارغ ہو کر نوشہرہ آئے اور شام کے نماز کے بعد ہم نے مولانا انور صاحب سے رخصت لینی چاہی انہوں نے خلوص قلب سے دعائیں کیں اور تاکیداً کہا کہ میرا اسلام ضرور ہر سہ حضرات کو لکھدیں اور ان سے وہاں کے متعلق کہیں پھر وہ رات کو خیبر میل سے لاہور چلے گئے، محترم عبداللہ

صاحب کے گھر بمعہ وجوہ خیریت ہے میں نے ان کے والد ماجد مدظلہم سے پوچھا انہوں نے فرمایا بالکل خیریت ہے۔ تسنیم الحق صاحب بیمار ہوئے تھے اب تو اچھے ہیں۔

سسرالی عزیزوں کی شادی: پشاور میں آپ کے حاجی کرم الٰہی صاحب کی لڑکی کی شادی ہوگئی ہے کل ان کے برخوردار عبدالقیوم کی شادی ہے جملہ اساتذہ واراکین کو دعوت دی گئی ہے مجھے اور انوارالدین، اصغر شاہ کو تو ڈبل دعوت ہے، ایک آپ کے طرف سے اور ایک آپکی اہلیہ محترمہ کے طرف سے شاید صبح جانا ہو جائے۔

صدر ایوب کی مانکی آمد: کل صدر ایوب مانکی شریف پیر صاحب کی دعوت پر آئے تھے ان کے والد کی چوتھی برسی تھی، ڈاکٹر شیر بہادر بابو نورالٰہی کل پشاور جائیں گے اور وہاں سے پیر کے دن کراچی کو جائیں گے۔ غالباً ۷۔۸۔ اپریل کو وہ مدینہ منورہ پہنچ جائیں۔ راحت گل اور حاجی نمک والا بھی ۱۱۔۱۲ اپریل تک پہنچ سکیں گے۔ دارالعلوم میں بمعہ وجوہ خیریت ہے اسباق پوری تیزی سے شروع ہیں۔ طلبہ آپ کے متعلق بہت پوچھتے رہتے ہیں کہ مولانا سمیع الحق صاحب کب تشریف لائیں گے۔ نئے طلبہ کے ذہن میں یہ خیال ہے کہ وہ بہت لمبے چوڑے، موٹے بدن کے ہوں گے، لمبی داڑھی عمر رسیدہ ہوں گے۔ بہار کے ایام ہیں۔ موسم کافی تبدیل ہوگئی ہے آدمی رات کو لحاف نہیں پہن سکتا۔ دن کو سورج میں کام کرتے وقت پسینہ آتا ہے مشین بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہے۔[1]

سراپا اشتیاق دید: خدا کرے کہ آپ تینوں حضرات کی موجودگی میں وہاں ایک پکنک منائی جائے۔ تاکہ حجاج ثلاثہ کے مبارک اقدام سے وہ جگہ متبرک ہو سکے۔ محترم عبداللہ صاحب کو ضرور بالضرور اپنے ساتھ لاویں کیونکہ ویسے بھی انکی چھٹیاں ہونگیں اگر محترم عبداللہ صاحب آپکے ہمراہ آئے تو بندہ استقبال کیلئے انشاءاللہ العزیز کراچی تک آنیکی کوشش کریگا ورنہ لاہور تک۔ راولپنڈی تک تو آپکے لئے اور راولپنڈی سے لاہور تک مولانا قاری سعیدالرحمان صاحب کے لئے۔ استقبال کیلئے ہم اب سے پروگرام بناتے رہتے ہیں اور ان خیالات وافکار سے اوقات بسر کر رہے ہیں لاہور تک کافی احباب کا خیال ہے آج پھر ایک خط عبدالحمید خان صاحب کو لکھدیا ہے کہ وہ حج آفیسر کو سفارشی خط لکھدے عبدالحمید خان اب تک کراچی گیا ہوا تھا اب لاہور واپس ہوا ہے نیز اس رقم کی یاددھانی بھی دیدی ہے کہ ابھی تک وہ رقم سمیع الحق کو موصول نہیں ہوئی گزشتہ ایام میں پشاور گیا تھا حاجی کرم الٰہی صاحب نے آپ کی حالات دریافت کیے تو حلیہ احوال میں نے ان کو بیان کیے، اسطرح خواجہ صفدر صاحب نے بھی اس نے تو کہا کہ مجھے ان کا ایک خط بھی آیا ہے امسال عصمت شاہ[2] کا دوسرا بھائی پڑھنے کیلئے آیا ہے۔ آپ کے عبدالقیوم کی شادی ہوگئی ہے جملہ اساتذہ ونظماء اراکین تشریف لے گئے تھے میں بیماری کی وجہ سے رہ گیا تھا آج معلوم ہوا کہ نفیسہ بمعہ والدہ پشاور سے واپس تشریف لا چکی ہے اور شادی کی مٹھائی اور مہندی ہمارے گھر میں بھیجدی ہے۔ جنکا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میرے والدین کرام اور امجد علی شاہ کی والدہ آپ کا اور محترم قاری سعیدالرحمان صاحب اور محترم مولانا عبداللہ صاحب

---

[1] مولانا نے اپنے آبائی بنجر زمین پر پانی کا ٹیوب ویل لگایا، یہ اس بے آب علاقہ میں پہلی مشین تھی، عصر کے وقت وہاں پُر لطف محفلیں ہوتیں، اب یہ علاقہ ہر طرح آباد ہے اور مولانا بھی وہیں رہتے ہیں۔

(میاں عصمت شاہ کا ذکر)

[2] عزیز مکرم محبِ محترم مولانا میاں عصمت شاہ کاکاخیل فاضل حقانیہ فرزند مولانا میاں مسرت شاہؒ جو پچھلے سال یکایک داغ مفارقت دے گئے۔ فرحمہٗ اللہ وارضاہ

کو تسلیمات عرض کرتے ہیں اور دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ مانکی شریف کے میر حسن ٹھیکدار جو حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے تھے جمعہ کے دن ۱۶ ذی القعدہ مکہ معظمہ میں وفات پا گئے ہیں دار العلوم میں اسکے وفات پر اظہار غم رنج کیا گیا، کل مولانا اور جملہ اراکین مانکی تعزیت کیلئے گئے تھے۔ حافظ شریف نوشہروی نے مجبور کیا ہے کہ اس کاغذ پر میں بھی کچھ لکھ رہا ہوں آپ مزید لکھنا چھوڑ دیں۔ چنانچہ اس سے ڈرتا ہوں انشاء اللہ العزیز مزید حالات لکھوں گا۔ والسلام شیر علی شاہ کان اللہ لہٗ

نفیسہ کی والدہ نے کسی عورت کے ذریعہ یہ فرمان بھیجا ہے کہ سمیع الحق کو خط لکھتے وقت یہ تحریر کریں کہ آپ پشاور کو گھر کے بجائے دوکان کے پتہ پر روانہ کریں کیونکہ اب گھر میں کوئی خط پڑھانی والی نہ رہی۔

میں تین چار دن سے بیمار ہو گیا ہوں یہ خط تین دن تک جیب میں پڑا رہا آج قدرے اچھا ہوں لفافہ پر ٹکٹ چسپاں کرنے کیلئے خود ڈاکخانہ گیا۔ دعا فرمادیں صحت کیلئے۔

(۷)

(دعاؤں کی مشترکہ درخواست حرمین سے جذبات عقیدت کا اظہار)

۱۳۸۳ھ ۱۲ رمضان المبارک یوم الاثنین، ۲۷ جنوری ۱۹۶۴ء

برادر محترم ذوالمجد والسعادۃ مولانا سمیع الحق صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ ومحترم مولانا قاری سعید الرحمان صاحب ومحترم ومکرمی مولانا عبداللہ صاحب زیدت الطافہم ۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے آپ حضرات بخیریت ہونگے اور صحیح وسالم اپنے مقصد مبارک میں کامیاب ہو کر اطیب بلاد اللہ کے بعد مدینہ رسول اللہ ﷺ کے مطہر ومنور فضا میں داخل ہو گئے ہونگے۔ فبشریٰ لکم وھنیئاً لکم هذه السعادات العالية التي لاتنال الا بافضاله تعالىٰ وعناياته وتقبل الله منكم هذه الرحلة الطيبة الرحلة لديار الحبيب ﷺ وبيت الله الجليل، آمین، یہ خط بندہ محترم اصغر علی شاہ کے حکم پر آپ حضرات کو لکھ رہا ہے۔ آج آپ کا کراچی سے آخری ارسال کردہ کارڈ باعث مسرت ہوا۔ آپ حضرات کی روانگی سے خبر ہو کر جملہ احباب اور متعلقین کو خوشی ہوئی۔ اس وقت برادرم اصغر علی شاہ صاحب بھی دار العلوم تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے یہ لفافہ نکال کر مجھے کہا کہ زائرین حضرات کو خط لکھنا ہے میں نے کہا بعد میں لکھ دیں گے چنانچہ مشین سے یہ خط لکھا جا رہا ہے۔ گویہ خط اصغر علی شاہ صاحب کا ہے میں نے کافی اسکو کہا کہ آپ اپنے قلم سے اپنی معروضات پیش فرمادیں مگر اس نے اصرار کر کے مجھے لکھنے پر مجبور کر دیا ہے اس میں میری لالچ بھی ہے کہ اپنے احوال و کوائف بھی اس لفافہ میں آپکو پیش کر دوں۔ پیر صاحب کا یہ خط محض اسلئے بھیجا جا رہا ہے کہ آپ حضرات مقامات طیبہ مبارکہ میں حاضری دیتے وقت پیر صاحب اور اسکی والدہ صاحبہ اور گھر والوں کو یاد فرمایا کریں کہ اللہ تعالیٰ عمل صالح کی توفیق بخشے اور دولت ایمان سے نوازے اور خاتمہ بالایمان فرمادے۔ اور جناب رحمۃ العالمین محسن اعظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارگاہ قدس میں اس ناکارہ پر معاصی امتی کا صلوۃ وسلام بصد ادب واحترام پیش فرمادیں۔ اور وہاں یہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان رحمتوں سے نوازے۔ جو وہاں زائرین پر برستی ہیں۔ میری طرف سے مخدومنا ومرشدنا مولانا فی الدارین حضرت مدنی دامت برکاتہم اور اس کے صاحبزادوں کو تسلیمات عرض فرمادیں اور ان سے دعاؤں کی درخواست پیش فرمادیں محترم مولانا لطف اللہ صاحب جو حضرت مدنی کے بھتیجے ہیں انکو بھی میرا سلام عرض کر دیں۔

<u>مولانا بدر عالم سے دعا کی فرمائش:</u> اگر مخدومنا مولانا بدر عالم صاحب مدظلہم سے بھی دعا ہمارے لئے لے لیں تو نوازش ہوگی۔

واپسی پر کچھ کھجور یا تمک مبارک محترمنا ومطاعنا مدنی دامت برکاتہم سے دم کر کے اپنے ساتھ لے آویں۔ میں آپ سے گھڑی وغیرہ کی

فرمائش نہیں کرتا۔امید ہے آپ اس عریضہ کوقبول فرما کرمشکور گروانیں گے۔گھر میں بمعہ وجوہ خیریت ہے۔نفیسہ بمعہ والدہ بعافیت ہے میں احوال عافیت طلب کرتا رہتاہوں بے فکر رہیں حضرت شیخ الحدیث صاحب اور آپکی والدہ اور جدۂ صاحبہ ودیگرا قارب بخیریت ہیں۔ محترمہ والدہ صاحبہ اور ذوالفقار علیشاہ سلمہ کی والدہ تسلیمات اور دعاوں کی درخواست پیش کررہی ہیں۔ذوالفقار علیشاہ کیلئے خصوصی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کوعلم کامل ونافع عطافرمادے۔اور وہاں کے سعادت سے اللہ تعالیٰ اسکوبھی بہرورفرمادے۔اخیراً تاکید گزارش ہے کہ دعاوں میں فراموش نہ فرمایئے۔

<u>مولانا عباسی مدنی کا دورۂ سرحد:</u> میں نے یہاں پشاور اور مردان میں جب حضرت مدنی مدظلہم تشریف لائے تھے آپ کا سلام انکوذکر کیا تھا اور آپکی سفر حجاز کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ہم اگرچہ من حیث الجسم آپ سے دور ہیں لیکن ہمارے دل اور خیالات آپکے ساتھ ہیں۔ قلوبنا معکم اینما کنتم فلاتنسونا فی دعواتکم، المحتاج الی الدعوات تراب الاقدام المدنیہ من ظلهم العالی،اصغرعلی شاہ کان اللہ لہ، ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ،

حضرات ثلاثہ دامت توجہاتکم ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،مزدوری کرکے اس لفافہ میں اپنے معروضات پیش کرنے کی گنجائش نکال دی ہے،پیر صاحب تو خواہشمند تھے کہ مزید بھی اس کے طرف سے لکھتا۔مگر میں نے کہا کہ ان کواتنا وقت نہیں اس لئے انکی سمع خراشی مناسب نہیں۔آج ہماری خوشی کا اندازہ نہیں جبکہ آپ کے کارڈ نے یہ بشارت پہنچادی ہے کہ وہ ۲۴ کے جہاز سے روانہ ہوگئے ہیں اور اب تو بحرین سے بھی روانہ ہوئے ہوں گے الحمدللہ ثم الحمدللہ،اس خبر سے حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب مدظلہم اور اراکین،نظماء، متعلقین اور میرے والدین اور امجد علی شاہ کی والدہ اور آپ کے جملہ پرسان حال حضرات ،بہت خوش ہوئے ہیں

<u>بابرکت سفر اور معیت سے محرومی پر افسوس:</u> اور کیوں خوشی محسوس نہ کریں گے جبکہ ہم خدام کے طرف سے ایک نمائندہ جماعت مدینہ طیبہ حاضر ہوکر وہاں دعاؤں میں ہمیں یاد فرمایا کریگی۔محترمی ومکرمی عبداللہ صاحب تو پہلے ہی سے دعا گو اور ناچیز کے بہی خواہ ہیں۔ مگر آپ دونوں سے بھی تاکیدی گزارش ہے کہ کہیں وہاں کے انوار وفیوض میں مستغرق ہوکر اس دورافتادہ خادم کوبھول جائیں،میری بدقسمتی تو آپ سے مخفی نہیں کہ اس بابرکت سفر میں آپ کی معیت نصیب نہ ہوئی۔اگرچہ مجھے خداوند قدوس کے لامتناہی تلطفات سے قوی توقع ہے کہ وہ مجھے بھی حرمین شریفین کی زیارت سے سرفرازی عطافرمادیگا۔مگر آپ حضرات کی موجودگی میں یہ سعادتیں مزید برکات سے لبریز ہوجاتیں۔میرے لئے اور پیر صاحب کیلئے دعافرمادیں کہ آئندہ سال ہم بھی اس شرف سے مشرف ہوجائیں جسطرح کہ آپ مشرف ہورہے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے احباب کی جماعت اور جملہ مسلمانوں کواس شرف سے محظوظ فرمادے جیسا کہ پیر صاحب نے گزارش کی ہے اسطرح اس گنہگار ایک ادنیٰ ترین امتی کے طرف سے سراپا یمن وبرکت شفیع المذنبین محبوب رب العالمین ﷺ کی خدمت عالیہ میں تحیات صلوٰت مسنونہ اور تسلیمات پیش فرمادیں اور جب بھی کہ آپ حضرات ثلاثہ مقامات مقدسہ اور اوقات طیبہ میں دعاؤں کیلئے ہاتھ اٹھائیں تو ضرور بصد ضرور ہم کوبھی شریک دعافرمایا کریں۔

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی

بیاد آر حریفاں بادہ پیمارا

برادرم سمیع الحق صاحب، آپ تو خوش قسمت ہیں آپ کے خواہشات اور متمنیات تو پورے ہوئے،ہم سمجھتے کہ آپ گپ شپ لگاتے ہیں مگر آپکی سچی محبت اور عشق رسول ﷺ نے آپکی یاوری کی آپ خوش قسمت ہیں آپکی آنکھیں خوش قسمت ہیں آپ نے اپنے آنکھوں سے

زمین حجاز کو دیکھا۔ روضہ رسول ﷺ کی دید سے آنکھیں منور اور دل کو مطمئن کر دیا۔ تقبل اللہ اعمالکم و جعل حجکم حجا مبرورا مقبو لا۔ گھر میں خیریت ہے۔ انوار الحق شاید ۲ فروری کو پہنچ رہا ہے۔

مسجد قدیم حقانیہ میں ختم تراویح: آپکی مسجد میں سید نور بادشاہ صاحب[1] نے ختم کر دیا ہے ۱۰ رمضان کو ختم ہوا بندہ اور قاضی صاحب[2] اور ناظم صاحب نے مختصر تقریریں کیں۔ دوران تقریر میں نے آپکا تذکرہ کر کے حاضرین سے آپ کیلئے دعاؤں کے متعلق کہا، یہاں سردی کی دن بدن ترقی ہے۔ باوجود یہ کہ چار دن سے مسلسل سورج اپنی شعاعیں ڈالتا ہے۔ مگر زمین اسی طرح گیلی ہے جیسے کہ بارشوں کے دن ہوتی ہے کافی ٹھنڈک پڑتی ہے۔ دوبارہ برف باری کا ایک لہر آیا تھا مگر خیر ہوا۔ رمضان المبارک کا تمام مہینہ سردی میں گزر یگا۔

ترجمہ ۲۵۔ یا ۲۷ کو ختم ہوگا۔ محترم مولانا دوست محمد صاحب المعروف بہ کوچے استاد صاحب آپکو بہت بہت تسلیمات عرض کرتا ہے اور دعاؤں کا طالب ہے۔ اسطرح حمیم الدین بھی سلام عرض کرتا ہے۔ سب اراکین، ناظمین خصوصاً محترم ناظم اعلیٰ مولانا سلطان محمود صاحب، قاضی انوار الدین صاحب، سیکرٹری و دیگر طلباء اور میرے والدین آپ تینوں حضرات کو سلام مسنون عرض کرتے ہیں اور دعاؤں کی بار بار درخواست کرتے ہیں۔ محترم کوچی صاحب اور دیگر احباب بھی التجا کرتے ہیں کہ صلوٰۃ و سلام ہم خدام کے طرف سے بھی رحمت کائنات حضرت محمد ﷺ کو پیش فرمادیں۔ شیر علی شاہ کان اللہ لہ

(۸)

(حقانیہ کا تعلیمی سال تقسیم اسباق)

۴ مارچ ۱۹۶۴ء

مخدومی المحترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ امید ہے پہلے خطوط آپکو موصول ہوئے ہونگے۔ دعاؤں میں آپ ہمیں یاد کیا کریں گے۔ تقسیم کتب ہوگیا ہے آپکے نام پر مندرجہ ذیل کتب الاٹ کی گئی ہیں۔ ہدایۃ النحو شرح وقایہ۔ صرف میر مع لو اتھا۔ مقامات معلومات و ترجمہ قرآن مجید۔ مگر عارضی طور پر یہ کتابیں آپکے آنے تک اساتذہ کو حوالہ کی گئیں۔ جن میں سے میرے ذمہ شرح وقایہ ہے۔ میں نے اس دفعہ مشکوۃ شریف حصہ اول کے لئے درخواست دی تھی جو منظور ہوئی اسباق انشاء اللہ ۲۲ شوال کو شروع ہوں گے۔ دعاؤں میں بندہ اور والدین کرام اور امجد علی شاہ اور اسکی والدہ کو دعاؤں میں یاد کیا کریں۔ یہاں بہمہ وجوہ خیریت ہے۔ ہر دونوں رفقاء کرم کو سلام مسنون عرض ہے۔ شیر علی شاہ غفرلہ

(۹)

(مکتوب بغداد از روضہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ)

مدینۃ السلام بغداد ۲۵ رمضان المکرم ۱۳۸۶ھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادر محترم رفیق المکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زادکم اللہ تعالیٰ مجداً و شرفاً، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کافی دن گزرنے کے بعد آج آپ سے تحریری ملاقات و مخاطبت کا شرف لطف حاصل کر رہا ہوں۔ روزانہ کوئی موقعہ تلاش کرتا رہتا ہوں کہ آپکو کوائف نامہ ارسال کروں مگر فرصت نہیں ملتی۔ بسوں میں دن رات سفر کرنے سے مسافر کو فرض نماز پڑھنے کا بمشکل موقع ملتا ہے اور اگر دو تین دن کے بعد کسی منزل

---

[1] الحاج سید حافظ نور بادشاہ صاحب اکوڑہ خٹک کے تاسیسی رکن، سالہا سال تراویح رمضان میں حضرت شیخ الحدیث اور اہل محلہ کو قرآن کریم سناتے رہے، وفات کے بعد مقبرہ حقانیہ میں حضرت شیخ الحدیثؒ کے قریب آسودۂ خواب ہیں۔

[2] محترم مولانا قاضی انوار الدین

میں رکنا بھی پڑتا ہے تو وہاں چند گھنٹے آرام اور پھر وہاں کے مشاہد اور قابل دید مقامات دیکھنے میں وقت صرف ہوجاتا ہے۔ آپ کسی بھی وقت میرے دل سے غائب نہیں اور

ع دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

کا معاملہ ہے، کسی نے خوب کہا ہے:

۔ اذا وصف الناس اشواقهم فشوقی لوجهک لایوصف واحسن من هذا ماقال قائل و کانه قال فی حقّی۔

۔ الشوق فوق الذی اشکوالیک وصل تخفی علیک صباباتی واشواقی

یہ خط قطب العصر امام الاولیاء حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً کے روضہ سے لکھ رہا ہوں۔ بغداد کو میں ۲۱ رمضان المبارک کو بخیریت پہنچ گیا ہوں۔

امام ابو یوسف اور امام کاظم کے مزارات: دو دن کاظمین (جو بغداد کا ایک محلہ ہے اور یہاں سے تین چار میل دور ہے) کے ایک ہوٹل میں قیام رہا۔ وہاں شیعہ آباد ہیں۔ حضرت امام موسیٰ کاظمؒ کا ایک بہت بڑا مزار ہے جسکے مینار اور دروازے قبر کی جھالی تمام سونے کی ہیں۔ شیعہ مردوں وعورتوں کا وہاں ہر وقت ہجوم رہتا ہے اور قبر کے اردگرد طواف کرتے ہیں اس مزار کے قریب حضرت امام ابو یوسفؒ کا مزار ہے جہاں احناف کی ایک چھوٹی سی مسجد ہے مگر میں اب تک ان کے روضہ کی زیارت سے مشرف نہیں ہوسکا۔

امام ابو حنیفہ کا مزار اور فقہی قدر ومنزلت: اپنے روحانی شیخ اور امام جنکی فقہ بچپن سے لیکر اب تک پڑھتے رہے اور انکی تقویٰ وفتویٰ، پختہ دلائل اور متعارضہ روایات میں عمدہ تطبیق اور دیگر علمی وعملی کارہائے نمایاں سے دل میں انکی عزت واحترام اور ان سے جو محبت تھی وہ ان کے مرقد مبارک کو جاکر اور زیادہ اور پختہ ہوئی۔ میں عشاء کی نماز کیلئے وہاں گیا۔ مگر جب پہنچا تو نماز ہوگئی تھی خادم کو کہا، تو اس نے مزار کا دروازہ کھولا۔ مسنون سلام اور دعا کی۔ فاتحہ درود اور قرآن مجید کی چند سورتیں پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں

شیخ الحدیث کی شاگردی نے حنفیت پختہ کردی: حضرت الاستاد شیخ الحدیث دامت برکاتہم کیلئے دل سے بے اختیار دعائیں نکلیں کہ انکی آغوش تربیت میں رہ کر اس صاحب روضہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قوی مسلک اور ٹھوس براہین کا علم ہوگیا ہے۔

روضۂ مبارکہ کی تفصیلات: بحمد للہ امام الفقہاء کا روضہ بدعات ورسوم سے پاک ہے یہاں دیگر مزارات کے طرح مرد وزن کا اختلاط نہیں اور نہ طواف کا ناجائز رسم اور نہ موم بتی جلانے کا رواج۔ قبر مبارک کے جال پر اللہ تعالیٰ کے ۱۹۹ اسماء حسنیٰ پیتل پر لکھے گئے ہیں ان کے نیچے یہ عبارت لکھی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم انمایخشی اللہ من عبادہ العلماء وقال رسول اللہ ﷺ علماء امتی کانبیآء بنی اسرائیل وقال لوکان العلم بالثریالتناله رجالٌ من فارس .هذا مرقدالامام الاعظم والمجتهد الاقدم ابی حنیفة النعمان بن الثابت الکوفی کانت ولادته سنة ثمانین وفات رحمه الله ورضی عنه سنة خمسین ومأة ومافیه قیل ۔

اذاماالناس فقهاقایسونا بآبلةٍ من الفُتیا ظریفه

اتینام هم بمقیاس عتید یصیب من طرازابی حنیفهٗ

یذل له المتائیس حین یفتی ویدهش عنده الحجج الضعیفه

ولم یقس الامور علی هواه ولکن قاسها بتقی وخیفه

فاوضح للخلائق مشکلاتٍ نوازل کُنّ قدترکت وقیفه
روی الآثارعن نُبلٍ ثقاتٍ غزارالعلم مشیخه حصیفه
وانّ اباحنیفه کان بحراً بعیدالغورفرضنة نظیفه

وقدجدّدالعمل بعداندراسه ومحوآثاره فی ظل جلالة ملیک البلاد العراقیة الملک العربی الهاشمی المعظم صاحب الجلالة سیدنا فیصل بن الحسین ادام الله بالعزو السعادة ایاّمه وخلدالملک فیه وفی عقبه الی یوم القیامة وکان ذالک فی سنة سبع واربعین وثلثمأته والف من الهجرة من له العزو الشرف من هجرة النبی العربی الهاشمی الکریم صلی الله علیه وعلی اله وصحبه وسلم.

یہ مبارک مرقد ایک کمرہ کے اندر ہے جسکی لمبائی چوڑائی بیس فٹ ہے یہ کمرہ ایک عظیم جامع مسجد کی جانب جنوب میں واقع ہے یہاں کا خطیب شیخ عبدالقادر ہے۔ دجلہ دریائے لنڈا[1] سے چوڑائی میں کم ہے، دجلہ کے کنارے تفریح گاہیں، ہوٹل، باغات موجود ہیں۔

ابن حنبل امام محمد شبلی، کرخی سلمان فارسی کے قبور: سنا ہے کہ بطل اسلام شیدائے کتاب وسنت حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور مجتہد اعظم حضرت امام محمدؒ کی قبور بھی دجلہ کے کنارے پر ہیں۔ قطب دوران شیخ شبلیؒ اور ابراہیم بن ادھم، امام کرخیؒ، حضرت سلمان فارسیؓ کے مزارات بھی یہاں سے کچھ فاصلے پر ہیں۔ مگر اب تک وہاں جانیکا موقع نہیں ملا۔ کاظمین میں دو دن تک قیام کے بعد یہاں محلہ باب الشیخ میں کرایہ کا ایک مکان مل گیا ہے ماہوار ایک دینار کرایہ ہے یہاں کا ایک دینار پاکستان کے بیس روپے بنتے ہیں۔ صاحب مکان ایک بلند اخلاق انسان ہے تراویح کے بعد جب میں اپنے مکان میں چلا گیا

ٹی وی پر مشائخ کی تقریریں: جس کمرہ میں میرا قیام ہے وہاں الماری میں ٹیلی وژن پڑا ہوا ہے اس نے ٹیلیویژن لگایا اور کہا کہ آپ کو یہاں کے مشائخ کی تقریر سناتا ہوں چند سیکنڈ میں یہاں کے ایک مشہور عالم نے رمضان کے فضائل وبرکات کا بیان شروع کیا جو سامنے ایسا نظر آتا تھا گویا ہمارے ساتھ مخاطبہ کر رہا ہے، اس نے دوران تقریر میں شراب کی مذمت بیان کی اور شرعی نقطہ نگاہ سے اسکی قباحت بیان کی۔ پھر اس نے ایک ڈاکٹر سے جو اسکے ساتھ بیٹھا تھا جسمانی، اقتصادی خرابیاں جو شراب سے پیدا ہوتی ہیں دریافت کیں، اس نے مدلل طور پر اور انگریز ڈاکٹروں کے حوالے سے شراب نوشی کے مضرات بیان کیے۔ ٹیلیویژن کا یہ منظر اگرچہ تہران میں بھی دیکھا تھا مگر یہاں دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اسکے ذریعہ قرآن وحدیث کی کچھ اشاعت ہو رہی ہے۔ کاش ہمارے پاکستان میں بھی اسے دین کی اشاعت کیلئے استعمال کیا جائے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کا مزار اور جالی پر تحریر: کل یہاں عصر کی نماز کے بعد ایک مصری عالم نے غزوۂ بدر فتح مکہ کے حالات کو موثر انداز سے بیان کیا۔ حضرت الشیخ جیلانیؒ کی مسجد میں ہروقت بہترین قاری اور جید مشائخ تبلیغ کرتے رہتے ہیں جس سے طبیعت بہت متاثر ہوتی رہتی ہے۔ یہاں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سب حنفی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ البتہ صبح کے وقت شوافع غلس میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور احناف اسفار میں حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا مزار صبح اور عشاء کی نماز کے بعد کھلتا ہے ہزاروں لوگ زیارت کیلئے آتے رہتے ہیں مزار کے جالی پر اسماء حسنیٰ کے نیچے یہ عبارت درج ہے۔

---

[1] اکوڑہ خٹک کے کنارے پر بہنے والا دریائے کابل جسے دریائے لنڈا بھی کہا جاتا ہے۔

انــا مــن رجــال لایخــاف جلیسهم ریــب الــزمــان ولایــری مایُرهــب
افــلــت شــمــوس الاولین شمسنــا ابــداً عــلــی افــق الــعــلــی لاتغرب
عــلــی بــابنــاالف عنــدضیق المناهج تــفــزبعلــیّ الــقــدرمن ذی المعارج
این خوابگہ حضرت غوث الثقلین است نــقــدکــمــرحیدرونسل حسنین است
مــادرش حسینــی نسب است وپدراو زاولادحسین یعنی کریم الابوین است

یہاں کا ماحول علمی استفادہ کے لحاظ سے بہت اچھا ہے مصر کے مبلغین یہاں موجود ہیں۔اور مختلف موضوعات پر بعد از نماز عصر و مغرب تقریریں کرتے ہیں یہاں باب الشیخ میں طلبہ علوم دینیہ کی بھی تربیت گاہ موجود ہے۔شوق ہے کہ کسی وقت ان کے اسباق سن لوں۔بغداد کے سنی حضرات بہت خوش خلق، نیک اور دیانت دار ہیں۔شیعہ لوگ قدرتی طور پر بدخواہ ور سنگدل ہیں ایران میں دل ہر وقت تنگ رہتا تھا

کچھ ایران کے حالات: وہاں تو ماسوائے زاہدان کسی بھی شہر میں حنفیوں کی مسجد تک موجود نہیں۔زاہدان میں ایک بڑی جامع مسجد موجود ہے جسکے خطیب مولانا عبدالعزیز صاحب ہیں۔تبلیغی جماعت کے دورہ پر پشاور بھی آتے ہیں اور ہمارے دارالعلوم حقانیہ سے آگاہ ہیں۔بڑے عالم اور مبلغ ہیں۔ایران کے ساحلی علاقہ پر بلوچ آباد ہیں۔اور تمام حنفی ہیں جسطرح پاکستان میں بلوچستان ایک وسیع علاقہ ہے اسی طرح ایران میں بھی بلوچستان کا ایک بہت بڑا صوبہ ہے۔ایران میں کھانے کی چیزیں بہت مہنگی ہیں یہاں عراق میں بہت سستی ہیں۔وہاں صرف ظاہری صفائی ،مکانات کی چمک دمک ہے

شیعہ غلو وافراط: جہاں بھی جائیں''یاعلی'' کی آوازیں سنیں گے۔بس میں سفر کریں گے تو ''یاعلی'' کے نعرے، ریڈیو سے''یاعلی'' بعض ہوٹلوں میں میں نے خود دیکھا ہے کہ علی کو اوپر لکھا گیا ہے اور اللہ کو نیچے۔

ہم جس بس پر تہران سے آئے اس میں ڈرائیور ہر وقت یہ ریکارڈ لگاتا تھا جس میں یہ شعر بھی تھا۔

عــلــی اول علی آخر هوالباطن هوالظاهر امامت راعلی والی نبوت راعلی والی

شیعہ باجماعت نماز نہیں پڑھتے ان کے نزدیک امامت حضرت زین العابدینؒ کے بعد ختم ہوگئی ہے اگر کسی شیعہ کو باجماعت نماز پڑھنے کا شوق ہوتا ہے تو وہ کسی بچے کو کرسی پر بٹھا کر اس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتا ہے کیونکہ وہ بچہ معصوم ہے اور معصوم کے پیچھے انکی اقتداء صحیح ہے۔ایران کی آبادی دو کروڑ پچاس لاکھ ہے۔جس میں صرف ۳۰ لاکھ سنی ہیں اور بیس لاکھ میں سے کچھ پادری، یہودی، آرین، بھائی، سکھ، گبرو ترسا وغیرہ موجود ہیں۔باقی دو کروڑ شیعہ ہیں۔یہاں تصویر پرستی، بت پرستی کا منظر ہر جگہ نمایاں ہے ہر چوک میں کسی نہ کسی بادشاہ یا وزیر کے مجسمے موجود ہیں حضرت آدمؑ اور حواؑ کے فوٹو ہر جگہ بکتے ہیں حضرت محمد ﷺ جب طائف میں تشریف لے گئے اور وہاں کے باشندوں نے پتھر برسائے تو اس حالت کے فوٹو بھی ایران کے ہوٹلوں میں آویزاں ہیں ایک فوٹو ایسا بھی دیکھا کہ حضور ﷺ بیٹھے ہیں ان کے ایک طرف فاطمہؓ اور دوسری طرف حضرت حسنؓ اور حسینؓ بیٹھے ہیں۔اور پیچھے حضرت جبرائیلؑ کھڑے ہیں یہاں دین کی بڑی بے ادبی ہو رہی ہے کتب فروش جو فٹ پاتھ پر ہوتے ہیں قرآن مجید کے نسخے زمین پر رکھتے ہیں یہاں معتبر ذرائع سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ایک دفعہ یہاں ایک شیعہ کی آخری حالت تھی اور اس کے احباب و اقارب اسکی چارپائی کے ارد گرد بیٹھے تھے ہر ایک اس قریب الموت کو کہتا آغا علی بگو، آغا علی بگو، تا جان بآسانی برآید، ان کی آذان بھی انوکھی قسم کی ہے اذان دیتے وقت ایک ہاتھ کان پر اور ایک ہاتھ میں سگریٹ، جب ایک کلمہ پڑھ لیتے ہیں تو سگریٹ کا کش لگاتے ہیں اور اگر کوئی دوست آجائے تو موذن کو دوران اذان میں کہتا ہے آغا حال شما خوب است،

موذن جواب دیتا ہے خیلے ممنون میرسی، میرسی غالباً فرانسیسی لفظ ہے جو ایران میں بہت رائج ہے

مشہد میں امام رضا کا مزار: مشہد میں مشہور مزار حضرت امام رضا رحمۃ اللہ علیہ پر اگر کوئی آئے تو وہاں کئی مزدور کھڑے ہوئے ہیں اور ہر ایک زائر کو کہتے ہیں کہ میں آپکو سلام پڑھاؤں گا۔ خاص کلمات ہیں جو انہوں نے یاد کئے ہوئے ہیں ہم کو بھی کہا مگر ہم نے انکار کیا وہ کہنے لگا کہ تمہارا سلام درست نہیں صرف چند ٹکوں کی خاطر وہ بہت غصہ ہوا۔

سنیوں کے ساتھ سلوک: ایک سنی مشہد کے مزار میں گیا تو ایک شیعہ سلام خواں نے اس سے نام دریافت کیا اس نے کہا میرا نام محمد اشرف ہے وہ دلال بہت غصہ ہوا اور کہا کہ جو نام میں بتاؤں وہ رکھنا کہا غلام علی نام رکھدو۔ محمد اشرف نے کہا نہیں پھر کہا غلام حسین، غلام حسن، غلام رضا، محمد اشرف نے کہا کہ محمد اشرف نام پر مجھے فخر ہے۔ عام لوگ ایران کی بہت تعریفیں کرتے ہیں وہ بے چارے یہاں کی ظاہری دلفریبیوں کے شکار ہو جاتے ہیں اس میں شک نہیں کہ یہاں پاکستان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے مگر جب کوئی پاکستانی وضو کرے یا نماز پڑھے تو پھر ہنستے ہیں۔ میر جادہ جو ایران کی سرحد ہے وہاں روزہ داروں کا جبراً روزہ تڑوایا جاتا ہے مجھے بھی وہاں کے ڈاکٹر نے کہا کہ یہ گولیاں کھاؤ میں نے کہا روزہ ہے کہنے لگا آپکو یہ دوائی کھانی ہوگی۔ ورنہ شام تک یہاں بیٹھے رہو گے۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ زاہدان آکر معلوم ہوا کہ بہت سے حاجیوں کے روزے وہاں تڑوائے گئے ہیں۔

سبزوار کے ایک ہوٹل میں ایک شیعہ نے ہم سے پوچھا کہ شما مسلمان ہستید یا شیعہ، میں نے جواب دیا کہ شیعہ نزد شما مسلمان نیست؟ وہ خاموش ہوگیا۔ پھر اس آدمی نے کچھ دیر بعد پوچھا کہ شما لعنت بر عمرؓ مے فرستید (العیاذ باللہ) ہم نے کہا اگر عمرؓ (خاکم بدہن) مستحق لعنت بودے حضرت علی کرم اللہ وجہہ دختر خود ام کلثومؓ را در عقد او چرا داد ے۔ یعنی اگر حضرت عمرؓ لعنت کے مستحق ہوتے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اپنی بیٹی ام کلثوم کو انکے عقد میں کیوں دیتے؟

مشہد، شیراز، کرمان، اھواز، آبادان، تبریز، تہران، قم، زاہداں، کرمان شاہ، اصفہان جسکو نصف جہاں کہتے ہیں دیکھنے کے قابل شہر ہیں ہم نے تو صرف سرسری نگاہ سے بعض شہر دیکھے پورے طور پر دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا۔

تہران بعض قابل تقلید باتیں: سب سے زیادہ خوبصورت شہر تہران ہے۔ صاف ستھری سڑکیں، کشادہ راستے، ہوٹلوں میں مکمل صفائی، آرام دہ بسیں، سستے کرایہ پر چلنے والی بہترین کاریں، قابل تعریف ہیں۔ یہاں کا یہ امر بھی قابل تقلید ہے کہ ایرانیوں کے حقوق بہت محفوظ ہیں حالانکہ یہاں شہنشاہیت ہے مگر ایک چپڑاسی کو بھی اپنے حقوق کے مطالبہ کا حق حاصل ہے۔ پولیس کا بڑا سے بڑا افسر کسی ٹیکسی والے کو جبراً اپنی بیگار میں نہیں رکھ سکتا۔ ٹریفک کا انتظام بہت شاندار ہے یہاں ''بدست راست برو'' کا معاملہ ہے، دائیں طرف سے ٹریفک ہے۔ اور عراق میں بھی دائیں طرف کی ٹریفک ہے۔

مدرسہ قادریہ میں حقانیہ کے شاگرد سے ملاقات: آج اتفاقاً یہاں کے مدرسہ القادریہ باب الشیخ کے دیکھنے کیلئے گیا عربی طلبہ سے بات چیت ہوئی ان سے معلوم ہوا کہ یہاں دو پاکستانی طلبہ ہیں وہاں جا کر ان سے ملاقات کی اس کمرے میں جامعہ ازھر کا ایک فاضل بھی بیٹھا تھا اس فاضل نے مجھ سے اردو میں پوچھا کہ آپ کہاں کے باشندے ہیں۔ میں نے کہا کہ پشاور کے ضلع میں اکوڑہ خٹک ایک گاؤں ہے۔ وہاں کا رہنے والا ہوں اور وہاں ایک مذہبی ادارہ ہے اس کا ادنیٰ مدرس ہوں اس نے کہا آپ کا نام شیر علی شاہ تو نہیں؟ میں نے کہا آپکو کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا میں نے آپ سے کافیہ پڑھا ہے اور دارالعلوم حقانیہ میں ایک سال استفادہ کر چکا ہوں۔ خوشی اس بات پر ہوئی کہ وہ جامعہ ازھر سے فارغ ہوا ہے اور بحمد للہ مسنون ڈاڑھی سے اس کا چہرہ مزین ہے یہ فاضل محمد لقمان ہزارہ کا باشندہ ہے اور وہاں اسکا نام

کچھ اور تھا بعد میں تبدیل کیا ہے۔اب یہاں عراق یونیورسٹی میں اسکو داخلہ کی اجازت دیدی گئی ہے۔

شیخ عبدالکریم الکردی: پاکستانی طلبہ نے کہا کہ آؤ ہم آپکو اپنے ایک بزرگ سے ملاقات کرائیں، چنانچہ اسکے ساتھ ایک کمرہ میں داخل ہوئے دیکھا ایک معمر عالم ایک طالب العلم کو سیرۃ کی کتاب پڑھا رہا ہے۔ اس نے درس بند کیا۔ ہم نے کہا نہیں اپنا سبق پورا فرمائیں۔ وہ ان کو حضور ﷺ کی تشریف آوری کا واقعہ بیان کررہے تھے اور ناقہ کے اٹھنے بیٹھنے کا۔اور مدینہ منورہ کی بچیوں اور بچوں کے استقبال کے اشعار تفصیل سے بیان کئے، درس سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے بتایا کہ یہ ہمارا استاد ہے آپ سے ملنے کیلئے آیا ہے۔ کہا میں خود علماء کی زیارت کا مشتاق ہوں اور پھر فرمایا کہ زیارات اموات سے غرض موت کو یاد کرنا ہے۔اور زیارت صلحاء وفقہاء سے اپنے آپکو روحانیت میں رنگنا ہے میں نے ان سے کہا کہ مدت سے بغداد دیکھنے کی تمنا تھی وہ خداوند قدوس نے پوری فرمائی۔

انسان کی تمناؤں میں ردوبدل: فرمایا ہاں انسان کے مختلف اوقات میں مختلف تمنائیں ہوتی ہیں اور تبدل اطوار سے متمنیات بدلتے رہتے ہیں پہلے کسی عالم کی زیارت کی تمنا ہوتی ہے پھر آہستہ آہستہ کسی عالم ربانی کی دید کی تمنا ہوتی ہے اور آخر جا کر یہ تمنا حضور اقدس ﷺ کی دید اور اللہ تعالیٰ کے دیدار حاصل ہونے سے ختم ہوگی۔ ازھر کے اس فاضل نے پوچھا کہ قبروں سے مرادیں مانگنا۔ولی کو حاضر ناظر سمجھنا کیسا ہے اس نے فرمایا غلط ہے کفر ہے لا خالق الا اللہ، اور فرمایا کہ ہم حضور ﷺ کو جو افضل خلق اللہ ہیں، قاضی الحاجات اور حاضر ناظر نہیں مانتے اوروں کو کیسے مانیں۔

تصوف اور عقیدوں میں اعتدال: اور پھر فرمایا بعض لوگ تصوف کے منکر ہیں مگر ہم تو وسط طریق پر ہیں ہم بزرگوں کی کرامات مانتے ہیں اور اس پر قرآن اور احادیث سے استشہادات بیان کئے پھر طریقت کے فوائد بیان کئے میں نے کہا

شریعت وطریقت کا باہمی نسبت: دارالعلوم دیوبند کے ایک بہت بڑے عالم ربانی اور قطب دوراں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے کسی نے پوچھا الفرق بین الشریعة والطریقة، تو انہوں نے جواب دیا بینهما نسبة المخدومية والخادمية ، یہ سن کر بہت خوش ہوئے

ذکر حقانیہ اور بانی حقانیہ: پھر مجھ سے پوچھا کہ مشغلہ کیا ہے میں نے کہا کہ علم دین کا ایک خادم اور دارالعلوم حقانیہ میں معمولی مدرس ہوں پھر دارالعلوم حقانیہ کے احوال و کوائف طلبہ کی تعداد، طرز تعلیم، مسلک، تاریخ تاسیس اور سالانہ مصارف کا پوچھا اور کہا کہ آمدنی کہاں سے ہے میں نے کہا کہ پاکستان کے مسلمان حسب استطاعت اعانت کرتے ہیں بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ عوام کی خوش قسمتی ہے کہ انکی کمائی صحیح مصرف میں خرچ ہورہی ہے میں نے پھر ان سے کہا کہ دارالعلوم حقانیہ کے بانی اور مدیر خود ایک عالم ربانی ہیں اور علماء ربانیین سے بڑی محبت رکھتے ہیں آپ دارالعلوم حقانیہ اور اسکے بانی مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ وارا کین واساتذہ وطلبہ ومعاونین کیلئے دعائیں فرمائیں۔چنانچہ اسی وقت درود اور فاتحہ پڑھ کر جامع مانع دعا فرمائی اور حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب کا اسم گرامی لیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ انکی حیات طیبہ کو اشاعت دین میں صرف فرمادے اور دینی عزائم میں کامیابی بخشے۔فرمانے لگے کہ اس دور میں علماء حقانی کا وجود مغتنمات میں سے ہے۔

امام احمد بن حنبل کا روضہ: پھر میں نے ان سے حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے روضہ کے بارہ میں پوچھا کہ کہاں پر ہے تو شیخ عبدالکریم الکردی مدظلہ نے المناک لہجہ میں جواب دیا کہ ۱۳۵۰ھ میں اپنے استاد کے ہمراہ انکی زیارت کرنے کیلئے گیا تو ان کا روضہ دریائے دجلہ کے کنارے پر بہت بوسیدہ اور شکستہ حالت میں تھا انہوں نے وہاں کے باشندہ حضرات سے کہا کہ یا تو اسکے نیچے مضبوط دیوار اٹھائیں یا حکومت موجودہ آلات کے ذریعے اس روضہ کو کسی دوسری محفوظ جگہ منتقل کردیں۔مگر کسی نے اس طرف توجہ نہ کی اور افسوس

وحسرت ہے کہ دجلہ میں سیلاب آنے کی وجہ سے انکا روضہ دریا میں بہہ گیا۔ اور پھر فرمایا کہ یہ وہ شیخ تھے جن کے بارہ میں امام شافعیؒ جب یہاں سے جا رہے تھے تو فرمایا تھا ماترکت فی بغداد افقه من احمد بن حنبل.

حذیفہ بن یمان کے روضہ کی نقل مکانی: مزید انہوں نے بتایا کہ حذیفہ بن یمان صاحب اسرار رسول اللہ ﷺ کا روضہ بھی ان کے قریب تھا مگر جب حکومت کو امام احمد بن حنبلؒ کے روضہ کے بہہ جانے کا علم ہوا تو حضرت حذیفہؓ کا مزار وہاں سے اٹھا کر حضرت سلمان فارسیؓ کے روضہ کے قریب انکو لایا گیا۔ جو یہاں سے تقریباً ایک گھنٹہ کے سفر پر دور ہے۔ یہاں بغداد میں مؤلف قدوری صاحب روح المعانی، شیخ شبلیؒ، شیخ جنید بغدادیؒ، معروف کرخیؒ، امام زین العابدین کے چار صاحبزادوں کے مزارات ہیں ابراھیم بن ادھم کا روضہ بھی یہاں ہے یہاں سے کربلا، نجف کو بس میں ایک روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ کوفہ بھی قریب ہے، بصرہ تک موٹر میں چھ گھنٹے کا راستہ ہے علماء کرام اور مشائخ بغداد سے ابھی تک ملاقات نہیں ہوئی۔ شیخ کردی مدظلہ ایک بہت بڑے بزرگ اور علوم ظاہریہ، باطنیہ کے عالم ہیں۔ منطق وفلسفہ میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔ رخصت ہوتے وقت انہوں نے فرمایا کہ آپ سے کسی وقت تفصیلی باتیں کروں گا میں نے کہا یہ تو میری سعادت ہوگی اور اس راستہ سے سفر کرنے کا ثمرہ ہوگا۔

اب عشاء کی اذان ہو رہی ہے ستائیسواں روزہ ہے یہاں روزہ منگل کا تھا، سندھی لوگوں کے ہجوم در ہجوم آ رہے ہیں، ہر سندھی کے ساتھ دو عورتیں اور پانچ پانچ چھ چھ بچے ہوتے ہیں یہاں آ کر بھیک مانگتے ہیں اس طرح شیعہ لوگ گلگت وغیرہ سے آ کر یہاں بھیک مانگتے ہیں، جو پاکستان کیلئے بدنامی کا باعث ہے انکی وجہ سے دیگر حاجیوں کو سخت پریشانیاں درپیش ہیں سفارت خانے چلے جائیں تو سندھیوں کی لائنیں لگی ہوتی ہیں۔ فقط والسلام شیر علی شاہ عفی عنہ معرفت صوفی غلام حسین غوث اعظم دربار باب الشیخ بغداد

(۱۰)

(اللہ کے گھر حاضری)

از مکہ مکرمہ،

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس روسیاہ کو اپنے در تک رسائی بخشی، یہ محض اسکی ذرہ نوازی ہے حضرت شیخ الحدیث صاحب ادام اللہ اظلالہم کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ راستے کی تمام تکالیف اور سفر کے متاعب وموانع ختم ہو کر بالآخر خانہ کعبہ کی دید سے دیدۂ قلب وجگر کو مسرت وانبساط نصیب ہوئی۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اپنے گھر سے خدائے عزوجل کے مقدس گھر تک کیسے اور کن حالات میں پہنچا ناامیدی اور پریشانیوں کے سیاہ بادلوں نے کئی دفعہ مغموم ومحزون بنایا۔ مگر یہاں پہنچ کر تمام کلفتیں اور مشقتیں بھول گئی ہیں بلکہ درحقیقت راستے کے یہ مصائب ومتاعب شکریہ کے مستحق ہیں کہ ان کی بدولت دل کی دیرینہ تمنائیں پوری ہو رہی ہیں۔

مناسک حج: حج قران کے جملہ مناسک بفضلہ تعالیٰ بحالت صحت وعافیت ادا کئے۔ موسم بہت اچھا رہا عرفہ کے دن صبح سے لے کر شام تک بادل رہے اور قدرتی سائبان نے ہمیں معلموں کے سائبانوں سے بے نیاز رکھا صبح سے عصر تک جبل الرحمۃ پر رہے بعد ازاں اپنے خیمہ کی طرف اترے اس بابرکت دن کے طیب وطاہر لمحات میں بار بار دارالعلوم حقانیہ کی بقاوترقی کیلئے دعائیں کیں، دارالعلوم کے تمام متعلقین اراکین کرام معاونین واساتذہ نظماء طلبہ وفضلا حقانیہ کو دعاؤں میں یاد کیا۔ مزدلفہ اور منیٰ بیت اللہ شریف کے سایہ یمن وبرکت میں جہاں بھی اپنے لئے دعا کی ہے ان تمام کرم فرماؤں کو یاد کیا ہے

حرم کعبہ کی حالت: یہاں پیر کو عرفہ اور منگل کو یوم النحر تھا لاکھوں حاجی چلے گئے مگر مطاف اور سعی میں بعینہٖ وہی ہجوم ہے جو پہلے تھا حالانکہ ترک ایرانی یمنی شامی اردنی عراقی اکثر چلے گئے ہیں۔ طواف کرنے میں اب بھی بڑی دقت ہوتی ہے بوڑھے اور کمزور تو بمشکل

طواف کرتے ہیں حجراسود کو بوسہ دینا بہت ہی قوی انسان کا کام ہے جو حاجیوں کو دھکیلنا، کمزوروں کو پاؤں میں روندنا معیوب نہ سمجھتا ہو مجھے جیسے کمزور کو بعد از نماز ظہر یا رات کے کسی حصہ میں حجراسود کو بوسہ دینے کی سعادت میسر ہوسکتی ہے عجیب حالت ہے روزانہ سینکڑوں بسیں یہاں سے حاجیوں کی بھری ہوئی نکلتی ہیں مگر فضائے حرم میں وہی بھیڑ ہے جو پہلے تھی امام الحرم الشریف جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں اور اقامت شروع ہوتی ہے تو پولیس لوگوں کو روکتی ہے کہ صفیں باندھ لو مگر پھر بھی لوگ طواف سے باز نہیں آتے تکبیر تحریمہ ہوجاتی ہے اور لوگ اپنے طواف کو نہیں چھوڑتے۔ادھر جب امام نماز سے فارغ ہو کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ پڑھتا ہے تو حجراسود کے قریب بیٹھنے والے فوراً اٹھتے ہیں اور حجراسود کو بوسہ دینے لگتے ہیں بعض لوگوں کو نماز کا خیال ہی نہیں رہتا دو پولیس والے بیچارے اسی ازدھام کو روکنے کیلئے نماز باجماعت میں شریک نہیں ہوسکے وہ بیچارے حجراسود کی آغوش میں جماعت کی نماز سے محروم ہوجاتے ہیں غالباً بعد میں اور پولیس آجانے سے انکو نماز پڑھنے کیلئے رخصت مل جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ عرفہ کے دن تقریباً دس حاجی ہجوم کی وجہ سے فوت ہوگئے ہیں اور منیٰ میں رمی الجمرات کے موقعہ پر ایک دن میں تین حاجی فوت ہوئے ہیں طواف کرنے والوں میں بھی کل ایک آدمی بے ہوش ہوگیا تھا خدا خبر مرگیا ہے یا نہیں کل ایک بوڑھی عورت ہجوم کی زد میں آکر حجراسود کے پاس گر پڑی اور اسکی چیخ و پکار پر لوگوں نے اسکو فوراً کھینچا۔

حاجیوں کی تعداد: امسال حاجیوں کی تعداد میں بہ نسبت گزشتہ سالوں کے نمایاں اضافہ ہے۔حکومت کی طرف سے جاری شدہ اعلامیہ میں باہر سے پاسپورٹ پر آنے والوں کی تعداد ۳۱۶۲۲۶ ہے۔سعودی حکومت کے باشندے اور آس پاس کے شیوخ کی رعایا جنکی تعداد دس لاکھ سے زیادہ بتائی جاتی ہے مذکورہ تعداد کے علاوہ ہے گویا باہر سے آنے والے گزشتہ سال کی بہ نسبت ۲۲۱۰۸ زیادہ ہیں، اسی طرح مقامی باشندے بھی زیادہ تعداد میں شریک ہوئے ہیں جسکی وجہ موسم کا اعتدال بتایا جاتا ہے سب سے زیادہ حاجی ترکی ہیں دوسرے درجہ پر ایران اور تیسرے درجہ پر پاکستان ہے ان تینوں ملکوں میں اتحاد و یگانگت اور یہ ترتیب حسن اتفاق ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ پاکستان کے حاجی سب سے زیادہ ہوتے کیونکہ تمام اسلامی ممالک میں یہ بہت بڑی مملکت ہے ترکیوں کی تعداد النشرۃ الخاصۃ باعداد وا جناس الحاج نے ۳۹۳۰۹ بتائی ہے اور ایران ۳۵۳۳۴، پاکستان ۲۳۹۵۱، ہندی ۱۵۸۶۵، افغانستان ۵۴۷۰۔

ایران کی آبادی ڈھائی کروڑ یا کچھ زیادہ ہوگی وہ بھی اکثر شیعہ، مگر بہت بڑی تعداد میں آئے ہیں، ترکیوں کی بسیں سات سو سے زیادہ ہیں۔ اسی طرح ایرانیوں کی بسیں بھی کافی ہیں۔ مگر ایرانیوں کی کافی تعداد ہوائی جہازوں سے آئی ہے۔ بحری راستہ سے آنے والوں کی تعداد ۱۱۳۳۹۱ ہے۔اور ہوائی جہازوں سے ۱۰۷۰۷۸ ہے۔خشکی کے راستہ سے آنے والوں کی تعداد ۹۵۷۵۷ ہے۔

خانہ کعبہ میں محمود وایاز: یہ خط میں آپکو باب السعودی کے بالمقابل مسجد الحرام سے لکھ رہا ہوں لوگوں کے ہجوم، تلاوت و درود اور دعاؤں کی گونج سے پورے طور پر خط لکھنے کیطرف توجہ نہیں۔ بیت اللہ شریف سامنے ہے اور حاجیوں کا بے پناہ ہجوم پروانوں کی طرح اس شمع ربانی کے ارد گرد گھوم رہا ہے مجھے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ زمین گھوم رہی ہے لطف تو یہ ہے کہ یہاں امتیازی نشانات ختم ہوگئے ہیں، رنگین قباؤں والے اور قیمتی کوٹ پتلون والے اسوقت سب ایک ہی لباس میں نظر آرہے ہیں بعض کمزور اور نحیف بوڑھوں اور بوڑھیوں کو اٹھاتے ہوئے طواف کرا رہے ہیں تمام تواضع اور عاجزی سے سرشار ہیں اور خلوص دل سے اپنے گناہوں پر پشیمان ہیں اور اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرتے ہیں کہ اے باری تعالیٰ تو ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے۔اور آئندہ کیلئے ہمیں اعمال صالحہ کی توفیق دے، ہم عہد کرتے ہیں اور اس بیت کو گواہ کرتے ہیں کہ آئندہ ہم آپکی مرضیات کو اپنائینگے اور تیرے محبوب پیغمبر رحمۃ اللعالمین ﷺ کا پورا پورا اتباع کریں گے خدا کرے کہ ان حاجیوں کی یہ دعائیں قبول ہوں اور آئندہ ان کی زندگی قرآن وسنت کے مطابق گزرے۔ان حاجیوں کے لہجے اور لغات

اگر چہ مختلف ہیں اور ان کے چہروں کی خدوخال اور رنگ بھی نمایاں فرق ہے مگر ان تمام کے دل متفق ہیں ہر ایک اپنے کئے ہوئے گناہوں پر پشیمان ہے، اشکبار آنکھوں اور لرزاں و ترساں دل کے ساتھ رب البیت سے معافی چاہتے ہیں یہ خانہ خدا کے اردگرد گھوم رہے ہیں یہ خداوند عزوجل کے مہمان ہیں کوئی ملتزم کے پاس رو رہا ہے۔ اللھم یارب البیت العتیق اعتق رقابنا و رقاب آبائنا و امھاتنا و مشائخنا و احبابنا و اخواننا. الخ کی فریاد کر رہا ہے۔ کوئی اللھم انی عبدک وابن عبدک واقف تحت بابک ملتزم بــاعتــابک کے کلمات سے خدا کو یاد کر رہا ہے کوئی مقام ابراھیمی میں رو رہا ہے، کوئی حطیم میں کوئی تلاوت میں مصروف ہے عجب عالم ہے جہاں بھی نظر پڑے وہاں سے اللہ اللہ کی صدائیں آتی ہیں، خداوند قدوس کی رحمت جوش میں ہے، فرشتے ان پروانوں کیلئے دست بدعا ہیں۔ ع ومن دق باب کریم فتح

<u>غار حراء غار ثور اور حضور کا حسن انتخاب</u>: غار حرا اور غار ثور دونوں کی دید نصیب ہوئی، حضرت رسول اکرم ﷺ کے حسن انتخاب کو دیکھئے کہ عبادت و ریاضت کیلئے غار حرا کی خاموش اور پرسکون جگہ کو منتخب فرمایا جہاں سے بیت اللہ شریف سامنے دکھائی دیتا ہے، حضرت ﷺ دن کو غار کے اندر عبادت و ذکر الٰہی میں مصروف رہتے اور رات کو غار کے اوپر والے بڑے پتھر پر بیٹھ کر عجائبات سمٰوات میں تفکر فرماتے اور پناہ کیلئے غار ثور کو منتخب فرمایا۔ جو بلندی میں غار حرا سے سہ گنا زیادہ ہے۔ ساڑے تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزارنے کے باوجود اب تک جانے والا اسکا راستہ بھول جاتا ہے روحانی قوت تھی اور حضرت محمد ﷺ کا معجزہ تھا کہ وہ رات کے آخری حصہ میں وہاں تک گئے اور کچھ دن وہاں رہے وہاں سے بھی بیت اللہ شریف نظر آتا ہے قدیم عرب کا فن سراغ رسانی بھی قابل تعجب ہے کہ وہاں تک کیسے پہنچے حالانکہ پہاڑ کے چاروں طرف ریتلی زمین ہے جہاں قدموں کے نشانات ایک سیکنڈ میں ہوا کی وجہ سے مٹ جاتے ہیں اور پہاڑ پر نشانات اقدام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

<u>مولد نبوی اور مسجد ہلال یا مسجد بلال</u>: مولد النبی ﷺ (جہاں اب ایک لائبریری ہے) شعب ابی طالب (جہاں اب ایک بچوں کا سکول ہے) کو دیکھنے گئے جبل ابی قبیس پر چڑھے جہاں مسجد بلال کے نام سے ایک مسجد مشہور ہے مگر درحقیقت یہ مسجد ہلال ہے یہاں لوگ ہلال دیکھنے کیلئے چڑھتے تھے اور بتاتے ہیں کہ معجزہ شق القمر بھی اس پہاڑی پر رونما ہوا تھا۔

<u>جنت المعلیٰ</u>: جنت المعلیٰ بھی گئے، امیر المؤمنین والمؤمنات حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی قبر پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی، محترم قاری محمد امین صاحب (راولپنڈی) بھی ساتھ تھے، ام المؤمنین کا یہ روضہ دروازے کے قریب ہے یہاں نہ کوئی گنبد ہے نہ انکی قبر پر کوئی جھنڈا ہے اور نہ موم بتی جلانے، غلاف اور پھول چڑھانے کی ناجائز رسم ہے۔ سنت نبوی ﷺ کے مطابق ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کی یہ قبور ان لوگوں کو سبق دیتی ہیں جو اپنے آباء و اجداد کی قبروں کو پختہ بناتے ہیں اور ان پر گنبد تعمیر کراتے ہیں غلاف اور جھنڈے نصب کرتے ہیں موم بتیاں اور شمع جلاتے ہیں کمائی کیلئے صندوقچے رکھتے ہیں دروازے کے قریب عبدالرحمان بن ابی بکر کا روضہ بتاتے ہیں ذرا آگے جاکر حضرت رقیہ اور حضرت آمنہ کی قبر ہے اور پہاڑ کے دامن میں ابوطالب عبدالمطلب عبدالمناف کی قبور ہیں۔ جنت المعلیٰ کے دوسرے حصہ میں ابن زبیرؓ اور اسماءؓ بنت ابی بکرؓ کی قبور ہیں۔ مہاجر مکی حضرت حاجی امداد اللہ مرحوم کی قبر معلوم نہ ہوسکی۔

<u>حج پر الحق کا خصوصی شمارہ حُسن انتخاب گیلانی کا عرض احسن</u>: لیل والنہار اطمینان قلب و مسرت کیساتھ گزرتے ہیں، آج محترم مولانا قاری محمد امین صاحب (راولپنڈی) کے ذریعہ "الحق" مارچ ۱۹۶۷ کا مطالعہ نصیب ہوا حجاج بیت اللہ کے ذوق و شوق میں اضافہ کرنے والے مضامین کی دید سے وجدانی مسرتیں، جنکا اظہار نوک قلم سے نہیں کیا جاسکتا۔ خاص کر علامہ مناظر احسن گیلانیؒ کی پردرد نظم جس

نے قلب وروح کے جذبات میں ایک خاص کیفیت پیدا کی۔ محترم قاری صاحب اس عرض احسن کو سنتے رہے اور میں انگوسنا تا رہا کتنا لطف ہے کہ خانہ کعبہ کے سامنے عرض احسن ہو۔ آپ کے اس حسن انتخاب اور ذی الحجہ کے مناسب وموزوں مضامین کو اللہ تعالیٰ قبولیت بخشے۔ آمین، اس رسالہ سے کتنے لوگوں نے فائدہ حاصل کیا ہوگا ارادہ تھا کہ اس رسالہ کو رات کے وقت مکمل طور پر مطالعہ کروں گا خاص کر تعلیمی سال کے افتتاح پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے جو تقریر فرمائی ہے مگر اتفاقاً حاجی شیر افضل خان صاحب بدرشی صدر تعمیری کمیٹی دار العلوم سے سامنا ہوا انہوں نے اپنی دلی واردات کا ذکر کیا۔ میں نے کہا الحق میں عرض احسن کے نام سے بہترین اور موثر انداز میں آپ کے دل کی ترجمانی کی گئی ہے اور اس کے علاوہ اور بھی اچھے مضامین ہیں میرا خیال تھا کہ ان سے یہ رسالہ واپس لوں گا مگر اب تک ان سے دوبارہ ملاقات نہ ہوسکی غالباً وہ مدینہ منورہ چلے گئے ہیں خلیل الرحمان[1] سے بھیجا ہوا مضمون بھی مکمل طور پر نہیں دیکھا تھا بہرحال رسالہ الحق کی ترقی کا علم ہو کر ازحد خوشی ہوئی دورۂ حدیث شریف میں ۱۵۰ طلباء کی شمولیت بھی دار العلوم حقانیہ کی روز افزوں ترقی اور مقبولیت کی بین دلیل ہے۔ رات کو قاری صاحب مولانا محمد کریم افغانی فاضل حقانیہ، مولانا محمد صادق صاحب فاضل حقانیہ (چلاس) اور بندہ میزاب الرحمۃ کے مقابل بیت اللہ کے سامنے بعد از نماز مغرب تا نماز عشاء بیٹھے تھے اور اجتماعی طور پر دار العلوم حقانیہ کیلئے بارگاہ رب العزت میں دعائیں کیں۔

<u>اردن کے لیل ونہار:</u> مدینہ منورہ: اردن کے لیل ونہار میں مجھ پر کیا گزری یہ ایک طویل داستان ہے انشاء اللہ العزیز بیان کرونگا۔ اردن میں کافی کوششیں کی گئیں ایک دفعہ معلوم ہوا کہ ہوائی جہاز کے ذریعہ سے سفر کرنے پر ویزا مل سکتا ہے مگر وہ صرف افواہ تھی پہلے اجازت تھی مگر بعد میں ممانعت ہوگئی پھر معلوم ہوا کہ بحری جہاز جارہا ہے چنانچہ اس کا ٹکٹ آنے جانے کا خریدا اور عقبہ آیا جو عمان سے ۳۰۰ میل دور وادیٔ سینا کی جانب ہے وہاں آیا تو ۷۰۰ پاکستانی پہلے سے جہاز کے انتظار میں بیٹھے تھے عقبہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ایلا ہے جہاں بنی اسرائیل پر مچھلیوں کے شکار کرنے کے جرم میں عذاب آیا تھا وہاں کافی دن انتظار کے بعد بحری جہاز آیا اور خلیج احمر کے راستہ سے نہر سویز کے بالمقابل ینبوع اور جدہ پہنچے۔

<u>حجاج کی مشکلات شاہ حسین والی اردن وغیرہ کو درخواست:</u> یہ ۷۰۰ پاکستانی جہاز کے انتظار میں کئی دنوں سے پہلے یہاں آئے تھے، کمپنی والوں نے ان سے دھوکہ کیا تھا تاریخ یکم فروری بتائی تھی اور دس تاریخ تک بھی جہاز نہ آیا جب ۲۰ فروری ہوئی تو انہوں نے مجھے کہا کہ آپ عربی جانتے ہیں آپ یہاں کے مسئول کو رپورٹ کریں چنانچہ متصرف البلدیہ کے ہاں گیا اور سب حالات بتائے انہوں نے عمان کے کمپنی کے مدیر کو اسی وقت ٹیلیفون کیا کہ فوراً ان کا انتظام کرلیا جائے کہ یہ حاجی یہاں سے چلے جائیں اس پر انہوں نے وعدہ کیا کہ فوراً ہم باخرہ (بحری جہاز) طلب کرتے ہیں مگر یہ وعدہ جھوٹا تھا چند دن گزرنے کے بعد میں بمعہ دو ساتھیوں کے عمان آگیا اور وہاں شاہ حسین بن طلال ملک عمان کو درخواست پیش کردی اور وزارت داخلہ کے وزیر ہاجم الطل کو بھی ۔ استاد خلیفہ عبدالرحمان نے بھی اسکو ٹیلیفون پر کہا تب حکومت نے اسطرف توجہ دی اور سعودی حکومت کو تار دیا کہ فوراً حاجیوں کو ویزا کی اجازت دے دی جائے اسکے بعد ویزا ملا جہاز آیا اور روانگی ہوئی اسی دوران میں میں جمعہ کی نماز کیلئے پھر بیت المقدس گیا اس میں خدا کی حکمت تھی عقبہ کے حاجیوں کی خدمت کرائی ۷۰۰ حاجی تمام دعائیں دیتے ہیں اور اب بھی جہاں ملتے ہیں تو دعائیں دیتے ہیں۔

<u>عقبہ اور اریحا میں اہل علم سے تعلق:</u> ایک لحہ کیلئے پھر مجھے عمان اور عقبہ کی پریشانیوں کی طرف آپ نے توجہ دلائی مگر درحقیقت عقبہ

---

[1] حضرت ابراہیم کا مدفن الخلیل (حبرون) مراد ہے جہاں سے خطوط بھیجنے کا ذکر ہے۔

میں جو ایام گزرے ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گے اگر زندگی ہوئی تو انشاء اللہ العزیز آپکو عمان اور عقبہ کے احباب سے ملاؤں گا وہاں عمان اور عقبہ اریحا میں ایسے دوست اہل علم مل گئے تھے جنکی ملاقاتوں کی وجہ سے سب کچھ بھول گیا تھا مصر کے مشائخ جو مبعوث الازہر ہیں اور وعظ وارشاد کے امور سرانجام دے رہے ہیں خاص کر شیخ معوض، فلسطینی علماء اور نوجوان طبقہ کئی کئی کتابیں تحفے کے طور پر دے دیتے جو میں بوجھ زیادہ ہونے کی وجہ سے اپنے دوستوں میں بانٹتا رہا۔ خاص کر مصری علماء کے رسالے اور کتابیں، عمان کے ایک بڑے مصنف شیخ معوض جن کی تقاریر عمان ریڈیو سے نشر ہوتی ہیں سے الحق کیلئے کافی مضامین حاصل کئے نماز مغرب اور نماز عشاء کے بعد عقبہ کے اکثر دوست جمع ہوتے اور مجھے مجبور کرتے کہ کسی حدیث شریف یا آیت کریمہ کے متعلق بیان کریں تو میں کافی عذر و معذرت کرتا مگر وہ مجبور کرتے آہستہ آہستہ عربی بولنے میں پھر وقت محسوس نہ ہوتی۔

فلسطینی مہاجرین میں دین کا بہت بڑا جذبہ ہے گھنٹوں تک اگر قرآن وحدیث بیان کی جائے تو وہ سنتے رہیں گے، انہوں نے مجھے واپسی پر عقبہ میں ایک ماہ رہنے کیلئے کہا ہے مگر میں نے انکو کہا کہ میں دارالعلوم حقانیہ جو میرا مادر علمی ہے اسمیں ملازم ہوں میں کیسے یہاں رہ سکتا ہوں۔ اکثر کے دل میں دارالعلوم میں پڑھنے کا شوق ہے۔ عقبہ کے اس شہر میں آپ عورتوں کو قطعاً باہر نہیں دیکھیں گے چھوٹی لڑکیاں بھی باہر نہیں نکلتیں۔

<u>فلسطین کا ریاعی قبیلہ:</u> ریاعی قبیلہ جو فلسطین میں مشہور قبیلہ ہے ان لوگوں کی داڑھیاں ہیں، ان کی دعوتیں پٹھانوں کی طرح ہیں، بود وباش بعینہ پٹھانوں کی طرح، انشاء اللہ تعطیلات کے دوران میں ہم دونوں ان بلاد کی سیاحت کریں گے، آپکی رفاقت ہو اور اس علاقہ کا سفر ہو کتنی خوشی کی بات ہوگی۔

<u>مولانا عباسی کی مجلس اور الحق میں شائع شدہ خطبات:</u> مولانا عبدالغفور صاحب مدنی مدظلہم کی طبیعت آج نسبتاً کچھ اچھی تھی کل میں نے الحق میں شائع شدہ حضرت کی تقاریر جو کراچی میں ہوئیں حضرت مدظلہ کے فرمان پر سنائیں حضرت کی مجلس میں تیس تک علماء وصلحاء موجود تھے اور مشاہیر بھی جن میں ہمارے ملک کے کمشنر فرید اللہ شاہ صاحب بھی شامل تھے دوسری قسط بھی سنائی حضرت مدظلہ رو رہے تھے اخیر میں فرمایا بالکل پورے کا پورا مضمون آگیا ہے۔ رسالہ الحق کو اللہ تعالیٰ ترقی دے کہ مذہبی، تبلیغی کام سرانجام دے سکے

<u>رورو کر دعائیں:</u> رات کو حضرت مدظلہ نے اپنے صاحبزادہ اور مولانا لطف اللہ صاحب سے کہا کہ دارالعلوم حقانیہ نے میری تقاریر کو جس اہتمام سے شائع کیا ہے پاکستان بھر میں کسی نے بھی اتنے اہتمام کیساتھ شائع نہیں کیا یہ محض حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی قلبی محبت کا نتیجہ ہے آج انہوں نے مجھے دعوت دی تھی اور دو بجے جب میں گیا تو حضرت شاہ عبداللہ شاہ صاحب (کراچی) سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت کو دارالعلوم حقانیہ سے بے پناہ محبت ہے۔

<u>حقانیہ اور شیخ الحدیث سے بے پناہ محبت:</u> یہ درحقیقت حضرت مولانا عبدالحق صاحب کے خلوص وللّٰہیت کا نتیجہ ہے اور فرمایا کہ دارالعلوم حقانیہ پاکستان بھر میں صحیح معنوں میں علوم دینیہ کی خدمت کر رہا ہے پھر مولانا عبدالحق صاحب (صاحبزادہ حضرت مدظلہ) آئے انہوں نے کہا کہ رات کو میرے والد صاحب نے آپکے بارے میں پوری تاکید کی ہے کہ اس کا پورا خیال رکھیں اور فرمایا کہ دارالعلوم حقانیہ کیساتھ جو عقیدت ومحبت ہمیں ہے وہ اللہ بہتر جانتا ہے کھانا کھانے کے بعد وہ مجھے اپنے گھر لے گئے اور چائے پلائی، پھر مجھے دو کتابیں ہدیۃً دیں اور ایک کتاب آپکے لئے ہدیۃً دی۔ اور بخاری شریف کا ایک مصری نسخہ جو چار جلدوں میں ہے دارالعلوم کیلئے دے دیا اور دیگر کتابوں کے بارے میں کہا کہ میں دوں گا۔

<u>مولانا عبدالحق میرے دل ہیں:</u> اس بیماری کی حالات میں جب ان کو حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کا سلام پہنچایا گیا اور بیماری

کاذکر کیا تو رو کر فرمانے لگے کہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب میرے دل ہیں میرا دل بے اختیار انکو دعائیں دیتا ہے۔ وہ اپنی ہمت سے زیادہ دینی کام کررہے ہیں اللہ تعالیٰ انکو صحت تامہ کاملہ بخشے اور دارالعلوم حقانیہ کی سرپرستی کیلئے انکی عمر میں برکت عطا فرماوے۔ دارالعلوم کے اراکین، اساتذہ و معاونین سے مجھے قلبی محبت ہے۔ دارالعلوم حقانیہ پاکستان بھر میں میرا محبوب ادارہ ہے اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو اور تمام دینی مدارس کو ترقی اور اغیار و اشرار کے فتنوں سے ان اسلامی قلعوں کو محفوظ رکھے۔

<u>مولانا زکریا، مولانا بنوری، شیخ عبدالقادر عیسیٰ حلبی:</u> حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب سہارنپوری مدظلہ و حضرت بنوری بھی تشریف لائے ہوئے ہیں، ان سے ملاقات ہوئی ہے اسی طرح حرم شریف میں حلب کے مشہور بزرگ شیخ عبدالقادر عیسیٰ صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ اور اسطرح یہاں کے ایک ممتاز بزرگ عبدالعزیز بخاری سے بھی۔ ان حضرات سے دارالعلوم کیلئے دعائیں کرائیں ان ہر دو حضرات نے حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کو تسلیمات و دعوات پہنچانے کا فرمایا۔ فقط والسلام شیر علی شاہ عفی عنہ

(۱۱)

(مولانا شیر علی شاہ کے خسر اور ماموں کی وفات O احقر کے بارے میں مبارک خواب اور بے پناہ محبت کا اظہار)

۳/۲۸ /۱۳۹۲ھ مدینہ منورہ

محبی الصادق الاخ الوفی مولانا سمیع الحق حقق اللہ جمیع ما۔ تتمناہ من الامانی الطیبۃ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، والا نامہ باعث سرفرازی ہوا۔ خال محترم[1] کے سانحۂ ارتحال پر تعزیت و ہمدردی کا سپاس گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسکو اپنے جوار رحمت میں مراتب علیا نصیب فرماوے۔ ۱۲ ربیع الاول کو بیت اللہ شریف کو حاضر ہوا اور ان کے روح کو ایصال ثواب کی خاطر عمرہ ادا کیا۔ آپکو اور حضرت قبلہ الشیخ دامت برکاتہم ادام اللہ ظلال سیادتہم علی رؤوسنا اور دیگر احباب و متعلقین کو غلاف کعبہ اور ملتزم کے سایہ میں دعائیں مانگیں۔ آپکا سلام عقیدت زینت کائنات رحمۃ للعالمین سید الاولین والآخرین ﷺ وعلی اصحابہ واھل بیتہ اجمعین الطیبین الطاھرین کے بارگاہ یمن وبرکت میں بصد ادب واحترام جمعہ کی رات قبل از مغرب پیش کیا اور ربّ العزت سے دعائیں مانگیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو اور ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق بخشے دنیا و آخرت کی نعمتوں سے سرفرازی عطا فرماوے اور علوم دینیہ کی ترویج واشاعت کے مواقع سے محظوظ فرماوے۔ اللہ تعالیٰ حضرت الشیخ مدظلہم العالی کے سایہ عطوفت کو تادیر قائم ودائم رکھے اور تمام امراض وآلام سے محفوظ فرماوے۔ صحت تامہ کاملہ کیساتھ انکو اعلاء کلمۃ الحق کیلئے تادیر سلامت رکھے۔

ایھا الاخ الکریم۔ خط بھیجنے سے اگرچہ تکاسل کے بناء پر قاصر ہے مگر دعاؤں میں آپ حضرات کو برابر یاد کیا کرتا ہوں۔

وحق الھوی ماغیّر البعد عھدکم ولا انا ممن للعھود یخون
وعندی من الأشواق مالو شرحتہ الی الناس قالوا قد عراہ جنون

<u>بے پناہ محبت کا نتیجہ:</u> تقریباً دو تین دن کی بات ہے کہ صلوٰۃ فجر سے آکر کمرہ میں لیٹ گیا تو نیند میں آپ سے ایک عجیب انداز میں ملاقات ہوئی ہم دو منزلہ عمارت میں اپنے احباب کیساتھ بیٹھے ہوئے ہیں جن میں میرا ایک دوست حنبل افغانی اور دوسرا مصطفےٰ پاکستانی

---

[1] مولانا کے خسر اور ماموں سید یوسف شاہ مرحوم

اور تیسرا ایک سعودی طالب العلم ہے جب ہم نے اپنی باتوں سے فارغ ہوکر مجلس برخاست کی تو نیچے سے جو سیڑھیاں اور اوپر مکان کو لگی ہوئی ہیں آپ سیڑھیوں کے سامنے نیچے نظر آئے اور عربوں کیطرح لباس پہنے ہوئے ہاتھ میں اٹیچی کیس ہے۔ میں نے دیکھا تو والہانہ انداز میں اترا اور آپ سے بغل گیر ہوا اور اوپر والے کمرہ کو لے گیا اور پھر اپنے ساتھیوں سے تعارف کرانے لگا۔ نیند سے اٹھکر چائے پی لی۔ پھر کلاس کو گیا تمام دن اسی نیند سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ اور یہ حقیقت ہے۔

وما ذرّ قرن الشمس الاّ ذکرتک واذکرک فی وقت کل غروب

واذکرک مابین ذاک وھذہ وبالليل احلامی وعندھبوبی

<u>شیخ الحدیث کی اسمبلی میں حق گوئی اور طلبہ جامعہ اسلامیہ مدینہ:</u> خدا کرے کہ اس خواب کی تعبیر بہت جلد نکلے کہ آپ سے حرمین شریفین کے نورانی ماحول میں ملاقات ہو جائے، الحق کے پرچے بہت دیر سے موصول ہوئے ہیں طلبہ نے مضامین کو خصوصاً حضرت مدظلہ کی اسمبلی میں حق گوئی کو از حد پسند کیا۔ آج کل طلبہ امتحان کی تیاری میں معروف ہیں اور تقریباً ایک ماہ بعد تعطیلات ہونے والے ہیں، اسلئے آئندہ سال انشاء اللہ دس تک رسالے جامعہ میں اور اسی طرح مدینہ منورہ میں مختلف حضرات کے نام مقرر کر دونگا۔ اگر میں تعطیلات میں یہاں رہا تو ممکن ہے کہ الحق کیلئے مضامین اور خریداروں کا انتظام کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

بندہ کی طرف سے حضرت مدظلہم کی خدمت میں دعاؤں کی درخواست پیش کریں، کچھ ذہنی پریشانیاں لاحق ہیں محترم ناظم صاحب اور دیگر ناظمین کرام واساتذہ محترمین اور اراکین ودوالقین حضرات کو تسلیمات عرض ہیں بالخصوص قاری سعید الرحمان صاحب اور برادرم محمد شفیق صاحب اور الحاج محمد رفیق صاحب کی خدمت میں تسلیمات عرض ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ تفصیلی خط امتحان سے فراغت کے بعد لکھونگا۔ اور یا خود یا مشافہ احوال جامعہ مدینہ سے آپ حضرات کو مطلع کرونگا۔ حاجی راحت گل صاحب آئے تھے یہاں سے ریاض پھر الخبر، بحرین اور وہاں سے کویت چلے گئے ہیں۔ انتہائی خوش قسمت ہیں، عمرہ کر کے اب بلاد عربیہ میں سیر کر رہے ہیں۔ والی اللقاء شیر علی شاہ کان اللہ لہ

(۱۲)

۵ رذوالحجہ ۱۳۹۴ھ عزیزیہ مکہ مکرمہ **(حج منیٰ وغیرہ کے حالات)**

برادرم واجب الاحترام مولانا سمیع الحق صاحب دامت الطافکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج اقدس، کل آپکا والا نامہ ایک دوست نے خانہ کعبہ کے سامنے دیدیا از حد خوشی ہوئی کھول کر احوال وکوائف سے آگاہی پر اطمینان قلب نصیب ہوا آپکے نیک ہمدردیوں اور جملہ توجہات کا صمیم قلب سے ممنون ہوں۔ صد افسوس کہ میرے والدین کرام اس دفعہ حج پر تشریف نہ لا سکے، میں ان کی آمد کے لئے چشم براہ تھا خدا کرے میری یہ دیرینہ تمنا بھی پوری ہو جائے کہ میں اپنے والدین کرام کیساتھ ملتزم کعبہ اور صفا مروہ کے درمیان طواف وسعی کر سکوں۔ آپ کیلئے دعائیں کیں، اللہ تعالیٰ آپکو اپنے دلی مقاصد میں کامیابی بخشے۔ اور دارین کی سعادتوں سے نوازے۔ اطمینان قلب اور سرور وراحت کی زندگی نصیب فرمادے اور آپکو بیت اللہ شریف اور روضہ مطہرہ کی زیارت کی نعمت بار بار نصیب فرمادے۔ حسب الحکم ٹیڑون غلام قادر حاجی کے ذریعہ ارسال ہے چونکہ اسکے ساتھ سامان زیادہ ہے اس لئے ۶ گز آپکے لئے اور ۶ گز انوار الحق کیلئے بھیج دیا ہے۔ کسی دوسرے حاجی کے ذریعہ بقیہ کپڑا بھیج دونگا۔ نیز خالی ٹیپ بھی کسی کے ذریعہ بھیج دونگا۔

<u>جامعہ کے طرف سے حج میں ڈیوٹی:</u> اس دفعہ مجھے بھی جامعہ اسلامیہ نے اس وفد میں بھیجا ہے جو دار الافتاء کے ماتحت مکہ منیٰ

اور عرفات میں حجاج کے مسائل بیان کرتے رہتے ہیں۔مدینہ سے مکہ تک ہوائی جہاز کے ذریعہ سے بھیجا اور ادھر طائف کے روڈ پر منیٰ کے بالمقابل ایک شاندار عمارت طلبہ کیلئے کرایہ پر لے لی ہے۔ہم یہاں سے روزانہ ٹیکسی پر حرم کو جاتے ہیں ایک دن رابطہ کے اجلاس کیلئے بھی گیا لیکن ماسوائے لفاظی کے اور کچھ نہ تھا معارف اور حکمت اور اسرار کی باتیں اکابرین دیوبند دامت برکاتہم کا حصہ ہے۔البتہ محمد الغزالی اور محمد قطب کی تقریریں اچھی تھیں مولانا ندوی دامت برکاتہم اس دفعہ تشریف نہیں لائے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب انڈیا سے تشریف لائے ہیں اور صولتیہ میں مقیم ہیں، اس دفعہ باہر سے آنے والے حجاج کی تعداد ساڑھے سات لاکھ کے قریب ہے۔صرف ترک ایک لاکھ بیس ہزار کے قریب آئے ہیں آج کل مکہ کے تمام شوارع اور پہاڑ انسانی آبادی سے معمور ہیں۔کل مولانا غلام حیدر سے ملاقات ہوئی۔اب تک قاری امین صاحب نہیں پہنچے۔شاید آج پہنچ جائیں۔نیز حضرت مفتی محمود صاحب بھی ابھی تک نہیں آئے

<u>مولانا محمد اللہ ڈاگئی اور مولانا پنج پیر کا مناظرہ:</u> ڈاگئی کے مولانا محمد اللہ صاحب اور پنج پیر مولانا بھی آئے ہیں ممکن ہے کہ بعد الحج دونوں کے درمیان مناظرہ بھی ہوجائے سنا ہے کہ حضرت قاری محمد طیب صاحب بھی اس دفعہ تشریف لا رہے ہیں آج ۵ ذوالحجہ ہے اتوار کے دن منیٰ (ترویہ) اور پیر کے دن عرفہ ہے۔

الحق کیلئے میں انشاء اللہ جامعہ اسلامیہ کے حالات اور بن باز کی مساعی پر ایک مضمون بھیجونگا، جو خدشاہ کے ارادہ ہائے فاسدہ کے ازالہ کا ذریعہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ الحق کو حق کی اشاعت و ترویج کیلئے روز افزوں ترقی بخشے اور حاسدین کے مکروفریب سے محفوظ فرمادے۔یہاں کافی بارش ہوئی ہے اب بھی سماں ابر آلود ہے اللہ تعالیٰ ایام حج میں بارش نہ برسائے۔امید ہے محترم قاری سعید الرحمان صاحب بھی بخیریت ہونگے۔ اسکو اور برادرم شفیق صاحب کو تسلیمات عرض ہیں۔یہ خط میں آپ کو عزیزیہ (جو طائف روڈ پر واقع ایک محلہ ہے اور جامعۃ الملک کے سامنے ہے) سے لکھ رہا ہوں آج ہمیں قربانی کے مسائل کا ایک پمفلٹ دیا گیا ہے۔جس کا ترجمہ مختلف زبانوں میں مترجمین کرینگے اور پھر آج اسکو سائیکلوسٹائل کرکے حجاج پر تقسیم کریں گے مجھے پشتو اور فارسی کا ترجمہ حوالہ کیا ہے اگر آپ تشریف لاتے تو بڑی آسانی سے آپ میرے ساتھ رہتے اور آپ کے مزاج کے مطابق صاف و شفاف محلات میں رہنے سے ایام حج میں بڑی سہولت رہتی، نیز منیٰ اور مزدلفہ عرفات میں شاہانہ خوراک سے استفادہ کرتے۔میری طرف سے حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم جملہ اساتذہ کرام اور اراکین دارالعلوم محترم ناظم صاحب برادرم صابر علی شاہ، مولانا انوار الحق صاحب، مولانا گل رحمان صاحب و دیگر اہالیان کی خدمت میں تسلیمات عرض ہیں۔ مولانا فضل الرحیم کتب خانہ والے، افتخار صاحب بمعہ نانی صاحب، ایڈمنسٹریٹر صاحب اور حاجی غلام قادر صاحب عبدالعزیز صاحب ملک حسن خان و عبدالغفور صاحب سب خیریت سے ہیں۔آپ کا رقعہ مجھے ملا تھا گاہے گاہے اپنے احوال سے اطلاع دیدیا کریں۔جو بھی خدمت ہو تعمیل حکم باعث سعادت سمجھی جائیگی۔جس چیز کی ضرورت ہو بلا تکلف ارشاد فرمایا کریں، کسی نہ کسی کی ذریعہ بھیجنے کی کوشش کرتا رہونگا۔انشاء اللہ تعالیٰ مولانا محمد انعام کریم صاحب کو حج کے بارے میں دوبارہ یاددھانی کرونگا۔ والسلام

شیر علی شاہ المندوب الباکستانی، دار الافتاء العزیزیہ بطریق الطائف مکۃ المکرمہ ۵/ذوالحجہ ۱۳۹۴ھ

میں انشاء اللہ تعالیٰ ۲۰/ذوالحجہ کو مدینہ منورہ واپس جاونگا۔

(۱۳)

۱۵/ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

(حقانیہ کے سند کے معادلہ کی سعی)

محترم و مکرم حضرت مولانا سمیع الحق، دامت معالیکم، تسمیہ و تکریم، مولانا احمد عبدالرحمان صاحب کے مکتوب پر آپکا مکتوب باعث سرفرازی ہوا، یاد آوری کا شکریہ۔آپ نے لکھا ہے کہ میں نے قبل ازیں ایک خط بھیجا ہے آپ کا یہ مکتوب مجھے نہیں ملا ہے، رسالے بھی بہت دیر سے

پہنچتے ہیں البتہ ڈاکٹر بہادر شاہ اور طائف والے کورسالے بروقت پہنچتے ہیں۔ انشاء اللہ مولانا احمد عبدالرحمان صاحب کیلئے کوشش کرونگا شیخ الجامعہ آج کل ریاض گئے ہوئے ہیں، جب آئیں تو ملاقات کرونگا۔ آپ مجھے جامعہ ازھر کے اس مکتوب کا فوٹو اسٹیٹ نقل بھیج دیں۔ جسمیں جامعہ ازھر نے ہمارے سند کو لیسانس کے برابر قبولیت دی ہے۔ میں اس سے یہاں فوٹو اسٹیٹ کے چند کاپیاں نکالکر جامعہ اسلامیہ مدینہ، اور جامعۃ الملک مکہ مکرمہ اور وزارت المعارف کو درخواستوں کے ساتھ بھیج دونگا جب تک ہمارے دارالعلوم کے سند کا معادلہ نہیں ہوتا اسوقت ہمارے فضلاء کیلئے مسئلہ مشکل رہیگا میں نے ذاتی طور پر کئی دفعہ متعلقہ حضرات کو دارالعلوم کی علمی مکانت ومنہج سے آگاہ کیا ہے لیکن یہ بھی عجیب لوگ ہیں ابھی تک نیوٹاون کے مدرسہ کا معادلہ بھی لیسانس سے نہیں ہوا۔ آپ جامعہ ازھر[1] کے سند کی ایک فوٹوسٹیٹ کاپی فوراً بھیج دیں تاکہ میں یہاں متعلقہ اداروں کو درخواستوں کیساتھ بھیج دوں۔ السعی منا والاتمام من اللہ یہاں بہمہ وجوہ خیریت ہے۔ ہمارے امتحانات ۲۴ جمادی الاولیٰ کو شروع ہونے والے ہیں، جو تقریباً پندرہ دن مسلسل رہیں گے اس دفعہ کافی بارش ہوئی ہے جس سے موسم اب تک خوشگوار ہے۔ مخدومی حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم اور جملہ اراکین واساتذہ کی خدمت میں تسلیمات عرض ہیں۔

محترم قاری سعید الرحمان اور برادرم شفیق صاحب اور الحق کے جملہ ساتھیوں کو تسلیمات عرض ہیں۔ والسلام شیر علی شاہ

(۱۴)

از نبوی مدینہ طیبہ ۲۹ رمضان ۱۳۹۶ھ (لاہور میں ملنے کی کوششیں ○ مسجد نبوی میں اعتکاف)

محترم ومکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج اقدس، صابر علی شاہ کے مکتوب میں شکوہ کے کلمات دیکھے۔ لاہور میں آپکے قیام گاہ کا علم نہ تھا جس صبح کو میں کراچی روانہ ہونے والا تھا شام کو شیرانوالہ گیٹ میں دوستوں سے معلوم ہوا کہ آپ کلفٹن ہوٹل میں مقیم ہیں میں شیرانوالہ گیٹ سے نماز عشاء کے بعد گیا اور سیدھا تار گھر گیا وہاں سے کراچی کو تار دینا تھا۔ پھر وہاں سے کوئی رکشہ نہیں ملا پیدل لاہور ہوٹل کے قریب فتح محمد روڈ آیا خیال کیا کہ اب آپ لوگ آرام میں ہوں گے۔ اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو ضرور حاضر ہوتا۔ میں عجیب مشکلات میں پھنس گیا تھا۔ کراچی سے جدہ کو واپسی کا ٹکٹ ہم نے ۲۵ راگست کیلئے کنفرم کیا تھا اور ادھر اکوڑہ آکر دیگر کاموں میں مصروف رہا۔ لاہور گیا تو بے پناہ ہجوم۔ مختلف سفارشات سے ۲۴ کو کراچی کیلئے جگہ ملی ان اعذار کیوجہ سے آپکے ساتھ زیادہ ملاقات کا شرف نصیب نہیں ہوا۔ آپکی ان شکایات کے تلافی کیلئے میں نے دعاؤں میں آپکو اور محترم قاری سعید الرحمان صاحب اور دیگر دوستوں کو یاد کیا ہے یہ خط مسجد نبوی شریف سے لکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے امسال اعتکاف کی سعادت بخشی اللہ تعالیٰ آپ دوستوں کو بھی حرمین شریفین کی زیارت سے بار بار متمتع فرمادے اور ان عشرۂ اخیرہ میں مجھے اور آپ احباب اور جملہ متعلقین واہل اسلام کو عتق من النار نصیب فرمادے۔ اور صالحات کی توفیق بخشے۔ امید ہے بھائی شفیق صاحب بعافیت ہوں گے اللہ تعالیٰ اسکو بھی یہاں کے مشاہد کی دید سے نوازے۔ صابر اینڈ کمپنی بعافیت ہیں حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں تسلیمات مسنونہ عرض ہیں۔ والسلام دعاجو ودعاگو شیر علی شاہ کان اللہ لہ

[1] اس معادلہ کا متن اور تفصیل غیر ملکی (عرب ممالک) کے مکتوبات میں ملاحظہ فرمادیں۔

(۱۵)

المدینۃ المنورہ ۱۳۹۸ھ، ۸ ربیع الثانی (مولانا محمد فیاض سواتی مدرس دارالعلوم حقانیہ اور ہمشیرہ کی وفات)

صاحب الفاضل محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب و محترم مولانا انوار الحق صاحب، بارک اللہ فی اعمارکم وجھودکم للدین، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپکا مکتوب سامی اطمینان وسکون قلبی کا باعث ہوا۔ رب العالمین آپ حضرات کو ان مخلصانہ ہمدردیوں کا صلہ دنیا وعقبیٰ میں نصیب فرمادے اور جملہ آلام وآفات سے محفوظ رکھے۔ قدرت کی طرف سے یکے بعد دیگرے صدمات یقیناً ناقابل برداشت قلق ورنج کے باعث ہیں۔ لیکن قضا وقدر کے فیصلوں پر رضامندی کے سوا اور کوئی چارہ نفع رساں نہیں ہم سب اللہ جل جلالہ کی ملکیت ہیں اور اسکے ہر حکم پر صابر وراضی ہیں۔

مرحوم میاں مولانا محمد فیاض صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مرحومہ ہمشیرہ رحمۃ اللہ علیہا: اللہ تعالیٰ مرحوم میاں مولانا محمد فیاض صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مرحومہ ہمشیرہ رحمۃ اللہ علیہا کے ارواح مقدسہ پر اپنی رحمتیں نازل فرمادے اور انکے یتیم بچوں کو حفظ قرآن اور علوم دینیہ کی نعمت سے نوازے تاکہ والدین کے حق میں باقیات الصالحات ثابت ہوسکیں آپ احباب نے جو مشورہ ہمیں اطلاع نہ دینے کے بارہ میں فرمایا تھا بہت درست اور قلبی ہمدردیوں پر مبنی تھا لیکن ایک دن یہ جان گداز خبر ہمارے قلوب کو ہلا دینے والی تھی تو مدینہ منورہ کے مبارک ماحول میں سننے سے قدرتی طور پر کچھ صبر وتحمل کی قوت غیب سے نصیب ہوئی۔ اور ہمشیرہ مرحومہ کیلئے دعائیں مسجد نبوی شریف کے نورانی ماحول میں کررہے ہیں ہمارے امتحانات انشاء اللہ العزیز ۲۷ جمادی الاخریٰ کو شروع ہوں گے۔ اور تقریباً ۱۰ رجب تک فراغت ہو جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ بچوں سمیت اپنے وطن آنیکا پروگرام ہے۔ ویسے مدینہ منورہ کے پرسکون زندگی سے بچوں کو نکالنا مشکل ہے۔ اور بچے بھی پریشان ہیں لیکن والدین کرام کی خدمت جو سب سے اہم اور فرض اول ہے نیز یتیم بچوں کی پرورش۔ اسلئے بادل نخواستہ بچوں کے لیجانے کا ارادہ ہے اگر بچوں کی قسمت میں ہوا تو پھر اللہ تعالیٰ کوئی صورت بنادیگا

بھٹو کے اعدام کا فیصلہ: سفاک عصر حاضر کے اعدام سے سب لوگوں کی مسرت ہوئی، اللہ کرے کہ یہ فیصلہ شرمندۂ تعبیر ہو اور اللہ تعالیٰ اس کے حواریین کو بھی صفت اعدام سے متصف بنادے۔ محترم ومکرم حضرت مولانا محمد اشرف صاحب مدظلہ امید ہے واپس اپنے وطن مالوف پہنچ گئے ہوں گے صابر علی شاہ صاحب آپ تمام کو تسلیمات کہہ رہا ہے بندہ کی طرف سے حضرت قبلہ مخدومی شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں مؤدبانہ تسلیمات عرض ہیں اور دعاؤں کی درخواست ہے۔ رب العزت حضرت دامت توجہاتہم کی سرپرستی کو تادیر قائم رکھے اور صحت تامہ کاملہ سے نوازے۔ مکرم محترم ناظم صاحب اور مولانا گل رحمان صاحب اور محترم برادرم شفیق صاحب دیگر احباب کو تسلیمات عرض ہیں۔ والسلام شیر علی شاہ

(۱۶)

مدینہ منورہ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ (مولانا کی والدہ مرحومہ کی وفات حرم مدینہ میں دعائیں)

بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ محترم ومکرم برادرم مولانا سمیع الحق صاحب بارک اللہ فی حیاتکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپکا والا نامہ ملا۔ اظہار تعزیت وہمدردی کا سپاس گزار ہوں رب العالمین آپ حضرات کو دارین کی سعادتیں نصیب فرمادے۔ اور والدین کرام کے توجہات ودعوات سے تادیر شرف سرفرازی بخشے۔

والدہ مرحومہ نور اللہ قبرھا کی وفات سے اب تک دل ودماغ ماؤف ہیں: والدہ مرحومہ نور اللہ قبرھا کی وفات سے اب تک دل

ودماغ ماؤف ہیں، قضاوقدر کے سامنے بجز تسلیم وانقیاد کے اور کوئی چارہ کار گر نہیں۔ آخری دیدار اور خدمات سے محرومی، بہت بڑا صدمہ ہے دل کو یہی تسلی دیتا ہوں کے سفر میں وہ مجھے دن رات دعائیں فرماتی تھیں اور حضر میں شاید انکی خدمات میں کوتاہیوں سے انکی ناراضگی ہوتی الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ اس روسیاہ سے وہ راضی تھی اور امجد کی والدہ نے انکی خدمت میں کوئی کوتاہی نہیں کی یہاں مسجد نبوی شریف میں تمام ساتھیوں نے قرآن مجید کا ختم بعداز نماز جمعہ کر کے ان کی روح پاک پر ایصال ثواب کیا۔ اور اب تک بعض ساتھی ان کی روح پر ایصال ثواب کیلئے پارہ دو پڑھ کر دعائیں فرماتے ہیں مخدومی حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی صحت کیلئے بھی تمام ساتھیوں نے ملکر مسجد نبوی شریف میں دعائیں کیں اللہ تعالیٰ ان کے اپریشن کو کامیاب فرما کر ملک وملت کی سرپرستی اور رہنمائی کیلئے ان کے سایہ شفقت کو تادیر قائم ودائم رکھے۔ محترم مولانا محمد اشرف صاحب سے علوم شرعیہ میں ملاقات ہوئی بدقسمتی سے ان دنوں میں یہ ناچیز بیمار تھا بعد میں پتہ چلا کہ وہ تشریف لیگئے ہیں۔

<u>پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ پر مبارکباد:</u> پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ پر آپکو اور حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم اور تمام مشائخ کرام کو صد مبارک باد عرض ہے۔ یہ درحقیقت ان بوریا نشینوں کے حق گوئی اور مسلسل جہاد کا ثمرہ ہے۔ محترم انوار الحق صاحب اور برادرم محمد شفیق صاحب کو تسلیمات عرض ہیں۔ والسلام شیر علی شاہ، ۱۸ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

(۱۷)

(شام کا دورہ ○ دمشق، حلب، حمص وغیرہ کے مخطوطات اور مشاہد وآثار)

الفندق الاموی دمشق، ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

محترم ومکرم برادرم مولانا سمیع الحق صاحب زادہ اللہ تعالیٰ شرفاً وعزاً، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا کرے کہ آپ تمام حضرات بعافیت ہوں۔ جامعہ اسلامیہ کے مصارف پر ہم سولہ طلبہ جامعہ اسلامیہ کے لائبریرین کے نگرانی میں ۷ ربیع الثانی کو مدینہ منورہ سے دمشق آئے ہیں یہ رحلہ مخطوطات اور قدیم کتب خانوں اسلامی تاریخی مشاہد کے معائنہ کیلئے ہے جب دمشق پہنچے تو رات کو خواب میں حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم وتوجہاتہم میں نہایت ہی اچھی حالات میں دیکھا، خیال تھا کہ صبح کو آپکو ایک خط لکھوں لیکن صبح سویرے ہی ہم دمشق کے مکتبات ومساجد اور قلعہ وغیرہ دیکھنے کیلئے نکلے پھر حمص، حماۃ حلب کے مشاہد دیکھنے کیلئے گئے چار دن حلب ہی میں رہے وہاں کے عظیم کتب خانہ میں مخطوطات دیکھے جو ساڑھے پانچ ہزار سے زیادہ ہیں مشہور قلعہ دیکھا جو تمام دنیا میں درجہ ثانیہ پر ہے پھر وہاں سے لاذقیہ گئے جو بحرابیض متوسط کے کنارے ہے۔ وہاں سے طرطوس گئے جب واپس دمشق پہنچے، تو آپکو خواب میں دیکھا یہ خط اسلئے لکھ رہا ہوں کہ آپ اپنے احوال، اور حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی صحت سے مطلع فرما کر ممنون فرمادیں اس روسیاہ نے ہر مقام میں حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی صحت کیلئے دعائیں کی ہیں۔ آپ تمام دوستوں کو دعاؤں میں یاد کیا ہے۔ اور امید ہے کہ آپ بھی دعاؤں میں یاد فرمائیں گے کاش آپ اس سفر میں ساتھ ہوتے تو سفر زیادہ فائدہ خیز ہوتا، شام کا علاقہ عجیب علاقہ ہے الحمدللہ نوجوانوں میں دینی جذبات موجود ہیں یہاں کے مشائخ اسلامی روایات کی ترویج واحیاء میں دن رات کوشاں ہیں فجزاھم اللہ تعالیٰ، اگر مدینہ منورہ میں فرصت ملی تو چار پانچ صفحات کا ایک مضمون سفر نامہ الحق کیلئے لکھدونگا۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں مؤدبانہ تسلیمات پیش فرمادیں اور دعاؤں کی درخواست پیش کریں۔ برادرم مولانا انوار الحق اور محترم ناظم صاحب اور محترم مولانا گل رحمان صاحب اور بھائی شفیق صاحب کو تسلیمات عرض ہیں۔ آپ کے خط کا شدید انتظار رہیگا۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی صحت سے

اطلاع دیکر ممنون فرمادیں۔ ہم انشاء اللہ پیر کے دن (۲۱ ربیع الثانی) کو نماز ظہر کے بعد واپس مدینہ منورہ جائیں گے۔ پتہ یہ ہے:

شیر علی شاہ ص ب ۱۴۱۴، المدینہ منورہ

(۱۸)

(قومی اسمبلی اور سینیٹ کے انتخاب میں کامیابی پر مبارکباد)

المدینۃ المنورہ ۱۴۰۵ھ ۲۸ جمادی الثانیہ، ۱۹ مارس ۱۹۸۵ء

محترم المقام صديقي الفاضل مولانا سميع الحق صاحب أدام الله لك المسرات وافاض عليك الخيرات والبركات، السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، مخدومنا المکرم حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت الطافہم کے مکتوب سامی سے آپکی کامیابی سے خوشخبری ملی، افراح ومسرات میں لامتناہی اضافہ ہوا۔

فلله الحمدوله الشكر على مزيداحسانه، وبيده الامر كله فتقبّل مني أطيب التهاني الحارّة وأحلى الأماني السارّة على هذه السعادة المزدوجة والنجاح الباهر وماهذا الاقران السعدين وتتابع المجدين الانجاح والفناالمقدى سعادة شيخ الحديث الموقرباغلبية فائقة يمتلأنفوس الأبناء مسرورا ويمتلاء الوجوه حبورا ونجاح اخينا بدون ايّ تزاحم ومباراة يرصع الحياة بالأفراح ويعطر الخواطر بالانشراح،

أطال الله لكم البقاء مع اكمل الصحة واتم الهناء ابني امجدعلي شاه وجميع الاصدقاء يقدمون الى فضيلتكم اخلص التهاني، تهنئاتي الى الوالدالحنون والشيخ الجليل مدظله والى الأخ الاكرم انوارالحق المحترم والى جميع الاخوة والزملاء والاخ محمدشفيق وحامد الحق وفضيلة الشيخ كلرحمن المحترم وفضيلة الشيخ عبدالقيوم حقاني المحترم والأخ غفران الدين. والسلام شيرعلي شاه ..المدينة المنوره ١٨ جمادى الثانيه ١٤٠٥ه

(۱۹)

(کراچی میں مشاغل تگ و دو)

از کراچی

محترم ومکرم برادرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب حفظہ اللہ بلقائہ فی الحرمین الشریفین فی اقرب الزمن السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مدت مدید کے بعد آپ سے مخاطب ہو رہا ہوں روزانہ عبداللہ صاحب کیساتھ آپ کے تذکرے ہوتے ہیں اور اکثر آپ ہی موضوع سخن ہوتے ہیں مگر افسوس کہ مشاغل اور پریشانیوں کی وجہ سے آپکو خط نہ لکھ سکا۔

<u>ویزا اور سعودی منتظمین کی بے پروائی:</u> یمنی والوں کیساتھ واسطہ پڑ گیا ہے ایک طرف تو اکوڑہ میں انہوں نے فون پر کہا کہ فوراً بمعہ سامان پہنچ جائیں ترجمہ قرآن پاک بھی ادھورا رہ گیا، لاہور پہنچے تو پھر کاغذات کا چکر چلایا ایک ہفتہ بعد جب سعودی ایرلائنز کے پاس بھیجا تو انہوں نے بھی مزید ایک ہفتہ انتظار کا کہا میں نے بجائے لاہور کے کراچی میں قیام کو ترجیح دی کیونکہ یہاں عبداللہ صاحب کیساتھ ساتھ کم از کم ملاقات تو ہوتی رہیگی یہاں آیا تو قونصلیٹ والوں نے کہا انتظار کریں ابھی تک ویزا نمبر نہیں آیا انتظار انتظار میں ہفتہ گزرا مجبوراً میں نے خالد الحمدان کو ٹیلیگرام دیا اور رجسٹری خط بھی لکھا چنانچہ چار دن بعد اسکا ٹیلیگرام قونصل خانہ کراچی آیا کہ ان کو ویزا دیدیں ۱۷ شعبان کو ان کا ویزا آیا ہے چنانچہ بعد مشکل ویزا ملا اب P.T.O کا چکر ہے جو انشاء اللہ دو دن میں مکمل ہو جائیگا، پھر سیٹ بک کرانے کا مسئلہ ہجوم اتنا زیادہ ہے کہ الحفیظ والامان۔

برادرم شفیق سے اچانک ملاقات ہوئی اس نے کہا کہ آپ سوسائٹی سے رکشہ میں گزر رہے تھے میں نے آپکو پہچانا پھر ہم دونوں مقبرۂ جناح کے طرف بعد از نماز گئے اور صدر کا چکر لگایا کل بھی اس نے وعدہ کیا تھا کہ آؤنگا۔ کافی انتظار کیا مگر وہ نہیں آیا اگر آپ بھی رمضان کے اخیر میں آتے تو اچھا رہتا ملاقات کی سعادت تو نصیب ہو جاتی اور الحق کیلئے کچھ کام کر لیتے رفیق بھی پہنچ گیا ہے البتہ عبدالعظیم اب تک نہیں پہنچا ان دنوں میں سفراء کرام کا ہجوم ہے الحق کا رسالہ ماشاء اللہ کراچی کے ممتاز مراکز میں عزت کی نگاہوں سے مطالعہ کیا جاتا ہے آج کل کراچی کا موسم خوشگوار ہے، نہ سردی ہے نہ گرمی بہار جیسا موسم ہے۔

<u>مولانا تقی عثمانی سے ملاقات:</u>　　محترم تقی صاحب سے قونصلیہ میں ملاقات ہوئی تھی اس نے کہا کہ آج میرے ساتھ چلے جائیں میں نے کہا جب فارغ ہو جاؤں تو آپ کے ہاں حاضر ہونگا۔ آپکو بہت یاد کر رہے تھے آپ کے ارسال کردہ رسائل خالد الحمدان کو دیدیئے اور آپ کا اور رسالہ کا پورا تعارف کرایا وہ بہت خوش ہوئے اور الحق کا پتہ نوٹ کر کے کہنے لگے کہ ہم بھی اپنا لٹریچر انکو بھیجیں گے۔ آپ ایک خط یاد دہانی اور شکریہ کا اپنی طرف سے بھیج دیں۔ اس سے سلسلہ ربط قائم رہیگا۔ کام کا آدمی ہے دعا کریں کہ وہاں حرمین شریفین میں آپ کے رسالہ کیلئے مؤثر خدمت کر سکوں اور رابطہ میں آپ کیلئے حضرت ندوی صاحب سے گزارش کر سکوں۔ یہاں مولانا بنوری صاحب کے چھوٹے اور آخری داماد کے بھائی کو رابطہ میں جگہ دیدی گئی ہے۔ ان لوگوں نے وہاں کے منافع سے پورا حصہ فراہم کر لیا ہے۔

<u>مولانا عبداللہ کاکاخیل کے تعلیمی مشاغل:</u>　　عبداللہ صاحب کو میں نے تکلیف دی ہے چارہ ایم اے اسلامیات کے امتحانات میں بھی مصروف ہے ان شاء اللہ یونیورسٹی میں فرسٹ پوزیشن پر آجائیگا۔ خوش قسمت ہے اطمینان قلب اور سکون کامل کی حیات طیبہ گزار رہا ہے۔ اور آپ کیلئے بھی دعا گو ہے۔ رمضان المبارک میں بھی نور الانوار اور اصول الشاشی کی تدریس میں مصروف ہیں اور یہ دونوں کتابیں ایم اے کے امتحان میں بھی شامل ہیں اکثر اوقات گھر ہی میں رہتا ہے، صرف صبح اور عصر کو چند لمحات کیلئے باہر نکلتا ہے۔ واللہ یهب السکینة لمن یشاء، تفصیلی خط پھر لکھوں گا۔ جملہ احباب خصوصاً برادرم انوار الحق صاحب اور صابر علی شاہ اور الحق کے ناظمین کو سلام۔

والسلام شیر علی شاہ کان اللہ لہ

کئی دفعہ انوار الحق کیطرح فسخ عزائم کے تردد میں مبتلا ہو جاتا، مگر ساتھ یہ خیال آجاتا کہ لاہور والے کیا کہیں گے کہ عجیب قسم کے فضلاء ہیں انور نے تو اچھا کیا کہ ان عقبات سے گزرنے سے اپنے آپ کو بچایا کئی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے یہاں کراچی میں بارہ جملہ سندات اور ایکسرے سرٹیفکیٹ، انٹرنیشنل ہیلتھ سرٹیفکٹ شہادت وغیرہ۔ شهادة تاریخ الولادہ فوٹوسٹیٹ کاپیاں نکال کر اوتھ کمشنر سے تصدیق کرا کر فارن منسٹری سے رجسٹرڈ کرائے اور پھر اسے قونصلیہ والوں نے مصدق کر کے ویزا دیدیا، ان جملہ امور پر تقریباً تین صدر وپیہ کا خرچہ آیا۔ ایک ایک سند کی تصدیق پر ۲۵ پچاس روپیہ خرچ آتا ہے۔

(۲۰)

من المدینۃ المنورہ (مدینہ پہنچنے کی اطلاع ○ بھاری نصاب کتب ○ کوچۂ حبیب[1] میں چند لمحات)

صاحب الفاضل والخلوظ الطیبۃ الصدیق المکرم سمیع الحق المحترم حقق اللہ جمیع امانیہ المرضیۃ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج اقدس، آپ کا مودت نامہ دل ودماغ کے سکون وراحت کا ذریعہ ہوا الحمد للہ کہ شدید اشتیاق اور شدید انتظار کے بعد آپکے سطور موجب سرور بنے۔

---

1. عرب ہر بات کو ٹالنے کیلئے "میشی" کہتے ہیں یعنی چلنے دو۔

احوال وکوائف سے تفصیلی اطلاع نصیب ہوئی۔ تدریسی ترقیات پر صد مبارکباد پیش کرتا ہوں آپکو علی الدوام دعاؤں میں یاد کیا کرتا ہوں اگر چہ جواب ترکی بہ ترکی کے بناء پر قلمی یاد میں تغافل وتکاسل سے کام لیا ہے پہلے بھی اور آج بھی بالخصوص صاحب الجبین الاحمر والخد الانور رحمت کائنات ﷺ فداہ روحی وجسمی کے آستانہ یمن وبرکت میں بصد ادب واحترام آپ کا سلام وتحیہ پیش کردیا ہے اور بارگاہ ربانی میں دعائیں کیں کہ خداوند قدوس آپکو جملہ مقاصد دینیہ میں کامیابی بخشے اور اعمال صالحہ کی توفیق آپ اور ہم سیہ کاروں کو نصیب فرمادے کئی دنوں سے خواہش تھی کہ آپکو اپنے کوائف سے مطلع کروں مگر عدیم الفرصتی (کہئے یا سستی طبع) کے بناء پر ابھی تک موقع میسر نہیں آسکا۔ آپ کے خط موصول ہونے کے بعد چونکہ میں ایک ہفتہ تک بیمار رہا اسلئے بروقت جواب نہ لکھ سکا۔ آج طبیعت قدرے درست ہے، اسلئے آپ سے شرف تخاطب حاصل کررہا ہوں۔

مولانا نافع گل اور مولانا مسرت شاہ کی وفات: حضرت مولانا نافع گل صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی وفات سے پہلے خبر ہوگیا تھا محترم الحاج مولانا مسرت شاہ کاکاخیلؒ کی وفات سے مزید رنج لاحق ہوا۔ اکابر کے مسلسل سوانح ارتحال ایک عظیم صدمہ ہے، اللہ تعالیٰ ان کے قبور پر رحمتوں کی بارش برسائے۔ اور اپنے آغوش رحمت میں مراتب علیا نصیب فرمادے۔ محترم میجر اکرم خان صاحب اور برادرم عبدالحمید صاحب اور میاں سید احمد شاہ صاحب کی تشریف آوری سے انتہائی خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ سب کو اجور کاملہ عطا فرمادے۔ حجاج وعمار کا ہجوم رفتہ رفتہ ختم ہورہا ہے۔ اب ارادہ ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک کمرہ کرایہ کا لیکر یہ بقیہ تین ماہ جوار حرم میں گزاریں آمیں صلوات خمسہ کی سعادت نصیب ہوسکے گی اب تک تو کمرے انتہائی مہنگے تھے اب کچھ سوریال پر اچھا سا کمرہ مل سکتا ہے جسمیں رہائش کے جملہ ضروریات موجود ہوں ہم تینوں ساتھی مشترکہ طور پر ایک کمرہ لینگے۔ ہمارے اسباق انتہائی تیزی وپابندی کے ساتھ شروع ہیں مجھ سے تین ماہ کے اسباق قضا ہوگئے ہیں شعبان، رمضان اور ۱۰ شوال ہے۔ میں یہاں یکم شوال کو پہنچا تھا مگر داخلہ کے مختلف ادوار سے گزرنے پر ۱۰ دن مزید خرچ ہوئے۔ پھر احباب حجاج کیوجہ سے بھی کچھ نہ کچھ دروس قضاء ہوگئے تھے۔

تطویل قیام مدینہ کیلئے فیل ہونے کو ترجیح: اسباق اگر چہ آسان ہیں تاہم ایک دو دفعہ مطالعہ لازمی ہے یہاں اگر چہ تطویل مدت کیخاطر سعی نہ کرنا ہی بہتر ہے مگر دار العلوم حقانیہ کے وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے کچھ نہ کچھ مطالعہ لازمی ہے۔

جامعہ کا بھاری نصاب: کتابیں حد سے زیادہ ہیں سیرت ابن ہشام مکمل، تفسیر علامہ شوکانی، سورۂ بقرہ وآل عمران۔ تدریب الراوی نئے انداز میں، اسماء الرجال، تخریج الاحادیث، انشاء، ادب العربی، ہدایۃ المجتھد، کتاب الجنائز، ادلۃ المذاھب الاربعۃ مع ترجیح ما ھو الراجح بالادلۃ، وبیان سبب الاختلاف، اصول الفقہ علی نہج الشافعیۃ، انگلش، سبل السلام مع ـــ رجال الاسانید، حفظ الخطب المأثورۃ من الخطباء الجاھلین والخطباء الاسلامیین، والمفاخر والرثاء وتقابل قصائد الجاھلین ـــ عقائد الاسلامیین، اور بھی مختلف مضامین ہیں نیز سورہ بقرہ کا حفظ بھی شامل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یاد کرنا بچوں کا کام ہے لیکن مدرسین کیلئے حفظ کا معاملہ مشکل ہے، اسلئے ہم چند احباب تو اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر مطمئن ہیں اور بجائے ان مضامین کے یاد کرنے کے احادیث وتفاسیر اور سیرت وادب کے نادر ذخیروں سے لطف اندوز ہورہے ہیں۔ دس اساتذہ جو سنہ عربی کیلئے پاکستان سے آئے ہیں۔ ان کو در حقیقت ریاض یونیورسٹی کیلئے منتخب کیا گیا تھا مگر فضل ایزدی اور جذب باطنی نے ہمیں دار ہجرت میں پہنچادیا۔ ریاض میں وظیفہ اگر چہ چار سوریال ہے اور ڈگری بھی مادی اعتبار سے ارفع ہے مگر ہمیں ڈگریوں سے کیا غرض۔

کوچہ یار میں چند لمحات: کوچۂ یار میں حیات مستعار کے چند لمحات بھی شاہان دنیا کے محلات میں سالہا سال رہنے سے

بدر جہا بہتر ہیں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

رب العزت نے عمر بھر کے تمناؤں کو پورا فرمایا، خدا خبر کہ قلب سوزیدہ نے کب خلوص ومحبت سے اپنے مہربان ورؤف پروردگار سے سوال کیا تھا جواس نے اپنے شان کریمانہ سے قبول فرمایا۔ اس سلسلہ میں میرا دل آپ کے مخلصانہ ہمدردیوں اور برادرانہ تلطفات کا رہین ہے اور یہاں کے سعادت اندوزیوں میں آپ برابر کے شریک ہیں۔ خداوند قدوس آپکو بھی اپنے غیبی اسباب وذرائع سے حرمین شریفین میں بار بار کی حاضری نصیب فرمادے۔ پیارے بھائی! اگر میں دن رات رب السموات والارضین کے بارگاہ جلال میں سجدہ ہائے شکر میں پڑا رہوں تو یہاں کے ایک لمحہ کی نعمت کا شکریہ ادانہیں کرسکتا ایک غریب ومفلس بے بضاعت مدرس کو جس آسانی سے اس کے لا متناہی نوازشات نے یہاں تک رسائی بخشی۔

مناسک حج کی ادائیگی: اسسال حج بیت اللہ شریف کے مناسک کو جس سہولت سے ادا کرنیکی توفیق بخشی۔ بڑے بڑے متمول حضرات بھی اتنی آسانی سے فرائض سے سبکدوش نہیں ہو سکے جہاں بھی جاتے سہولت وآسانی ہوتی احباب ورفقاء تھے۔ معمولی ایک بیگ بغل میں لئے ہوئے منیٰ مزدلفہ عرفات کے نورانی وتابانی فضاؤں میں پھرتے رہے۔ ریاض اگر جاتے تو وہاں ایک دو مہینہ سے زیادہ ہم جیسے غیر مستقل اشخاص نہیں رہ سکتے۔ وہاں کا ماحول ہمارے موافق نہ تھا اگر چہ ہمارے بعض دوستوں نے درخواستیں بھی دی ہیں مگر میں نے انکی درخواستوں پر دستخط نہیں کئے۔ مدینہ منورہ سے جانا ناشکری کے مترادف ہے۔

اشاعت الحق کی کوششیں: آپ کے الحق کیلئے امسال خدمت نہ کرسکا چونکہ پہلا سال ہے اہالیان مدینہ سے مکمل تعارف نہیں انشاء اللہ تعالیٰ اگر زندگی رہی تو آئندہ سال دارالعلوم حقانیہ اور الحق کیلئے مکمل وقت نکال کر کام کرونگا۔ آپ الحق کے رسالوں کا ایک بنڈل بھیج دیں جسکو میں اردو دان طلبہ میں ایک ایک پرچہ مفت تقسیم کرادوں اس کے بعد ان لوگوں کا مستقل خریدار بنانا آسان کام ہے یہاں تمام رسالے والوں کے بنڈل موصول ہوتے ہیں افسوس ہے کہ رسالہ دو دو ماہ تاخیر سے موصول ہوتا ہے آپ کو مندرجہ ذیل چار پتے ارسال ہیں ان کے نام رسالہ جاری فرمادیں ان سے میں رقم وصول کرونگا۔ آپ یہ بھی لکھ دیں کہ ایک رسالہ پر پاکستانی کتنا خرچہ آتا ہے تاکہ اسکے مطابق ان سے سالانہ چندہ وصول کیا جائے۔ (۱) ڈاکٹر بہادر شاہ محترم مستشفی الملک مدینۃ منورہ (۲) محترم نور الحق ص ب ۱۵۵۸ الطائف (۳) مصطفےٰ حسن کیملپوری کلیۃ الشریعۃ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، (۴) محمد شفیع میانوالی کلیہ شریعہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ۔

آپکو ہارون کے مولانا محمد یوسف کے ذریعہ دو ٹائپ شدہ تقاریر حضرت درخواستی صاحب کے بھیجے ہیں، شائع کرنے کیلئے میرا نام نہ لکھیں۔ اسمیں کچھ مصلحت ہیں۔ صرف یکے از مدرسین دارالعلوم کافی ہے۔

دیکھیں گے کہ تعطیلات میں انشاء اللہ تعالیٰ ملاقات نصیب ہوتی ہے یا نہیں، دمشق حلب وغیرہ کا شوق ہے نیز عقبہ بھی قریب ہے یا تو مدینہ منورہ میں رہ جاؤنگا کیونکہ رقم بہت زیادہ خرچ ہوتی ہے اگر تعطیلات کے ریالات ملے تو پھر آنا آسان ہے کیا بعید ہے کہ مسجد اقصیٰ کے فضاؤں میں دوبارہ حاضری نصیب ہو جائے آپ کے رئیس مملکت نے تو شاہان عرب کو توجہ دلائی ہے مکرم محترم قاری سعید الرحمان صاحب مدظلہ، کی خدمت میں خط لکھنے والا تھا مگر وہ رفیق صاحب نے چھین لیا۔ اور خود اس نے لکھنا شروع کیا۔ اسکو میرا سلام عرض فرمادیں نیز محترم شفیق صاحب کو سلام اور اس کے ہمدردیوں کا شکریہ۔

بھائی الحاج محمد رفیق خیریت سے ہیں تسلیمات عرض کرتے ہیں حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم اور محترم سلطان محمود صاحب واراکین کرام ومولانا انوار الحق صاحب وصابر علی شاہ کو تسلیمات عرض ہیں۔

(۲۱)

(مولانا درخواستی کے درسی ٹیپ کی ترسیل)

محترم ومکرم برادرم مولانا سمیع الحق صاحب زیدت مکارکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے آپ خیریت سے ہونگے معلوم ہوا ہے کہ آپ کراچی تشریف لائے تھے اگر ہمت کرتے تو بحری جہاز سے بہت آسانی سے عمرہ کی سعادت سے لطف اندوز ہو سکتے تھے خدا کرے کہ اس قسم کے مواقع میسر فرمادیں۔

<u>مولانا درخواستی کا درس وتقریر سے گریز:</u> حضرت الشیخ مولانا عبداللہ صاحب، درخواستی صاحب عمرہ کیلئے تشریف لائے تھے ان کو ہم نے جامعہ اسلامیہ میں تقریر کرنیکی دعوت دی تھی مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا میں ایک دن کیلئے آیا ہوں پھر ہم نے اسے مسجد نبوی ﷺ میں درس دینے کا کہا بہت انکار کیا پھر ہم نے کہا حضرت، ہم نے دعائیں کر کے آپکو خدا سے مانگا ہے پھر انہوں نے وعدہ کیا کہ عصر کے بعد صرف دس احوال بیان کرونگا، جامعہ کے کثیر طلبہ اور حجاج وعمار کے کافی لوگ شریک ہوئے۔ تین دن مسلسل درس رہا جو میں نے ٹائپ کر کے حضرت شیخ الحدیث صاحب غورغشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مولانا محمد حسن صاحب کے ذریعہ بھیج رہا ہوں اس سے قبل کچھ کاغذات الحاج مولانا محمد یوسف شاہ صاحب ہارون والے کے ہاتھ بھیج دیئے ہیں کل مولانا محمد حسن صاحب مدینہ سے روانہ ہوں گے اور غالباً پیر منگل کو غورغشتی پہنچ جائیں گے۔ وہاں سے مولانا محمد یوسف شاہ صاحب آپکو پہنچادیگا۔ تکرار وغیرہ کو حذف کر کے الحق میں شائع کریں تو بہتر رہیگا۔ نیز طلبہ کو دارالعلوم میں سنا کر پھر صابر علی شاہ کو دے دیں تا کہ وہ والدین کو سنانے کیلئے لیجائے۔ یہ حاجی فصیح اللہ صاحب یا حاجی مختار محمد صاحب کیساتھ جو ٹائپ ریکارڈ ہیں پر چل سکتے ہیں جملہ احباب کرام کو تسلیمات عرض ہیں۔ شیر علی شاہ کان اللہ لہ

(۲۲)

از مدینہ طیبہ ۱۳ شوال بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ **(والدین کرام کے سفر حرمین کیلئے اعانت کی خواہش)**

محترم ومکرم مولانا سمیع الحق زیدت مکارمکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ راولپنڈی میں ہیں اسلئے آپکو اکوڑہ کے پتہ پر مستقلاً خط نہیں لکھا، مختصر الفاظ میں آپ سے ملتمس ہوں۔ کہ والد صاحب نے تین کنال زمین ۱۹۰۰۰ پر فروخت کردی ہے آج سردار علیشاہ کا خط آیا ہے اگر انکا پاسپورٹ بن گیا ہو جو میں نے آتے وقت احسان اللہ کے حوالے کیا تھا اور فیس وغیرہ سب کچھ حوالے کیا تھا تو اگر ان کے ہوائی جہاز کے ٹکٹ کا انتظام ہو سکے تو از راہ کرم آپ دونوں اس معاملہ میں سردار علی شاہ کی اعانت فرمادیں وہ اس راہ کے اصول وضوابط سے ناواقف ہے۔ وقت بہت کم ہے اس لئے آپ حضرات کی توجہ ضروری ہے میں نے سردار علیشاہ کو خط لکھ دیا ہے اگر والدین کرام راضی ہوں اور ان دنوں میں پابہ رکاب ہوں اور ٹکٹ ملنے کا امکان ہو تو پھر آپ اپنے اثر ورسوخ سے کام لیکر اس حقیر کو شکریہ کا موقع دیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو دارین کی سعادتوں سے سرفرازی بخشے، محترم شفیق صاحب کو بہت بہت دعا وسلام۔

---

[1] عزیز برادرم مولانا انوار الحق مراد ہیں، لاہور کے ایک مخلص دوست نے جامعہ اسلامیہ مدینہ کیلئے دوسیٹوں کی پیش کش کی تھی، مولانا شیر علی شاہ اور عزیزم انوار الحق کا انتخاب کیا گیا، مگر برادرم انوار الحق بعض عوارض کی وجہ سے عین وقت پر معذرت کر بیٹھے اور مولانا شیر علی شاہ نے اس غنیمت بارد سے فائدہ اٹھایا خط میں اس طرف اشارہ ہے۔

محترم مولانا محمد انعام کریم صاحب مولانا عبدالحق صاحب اور محترم مولانا لطف اللہ صاحب تسلیمات عرض کر رہے ہیں، کل مولانا انعام کریم صاحب سے ملا آپ کے اور دارالعلوم کے احوال سنائے اس دفعہ غالباً عبدالصمد صاحب ٹوپیکو والے حج پر آ رہے ہیں میں نے اسکو کہا ہے کہ وہ دارالعلوم کی اعانت بہت کم مقدار میں کر رہے ہیں، فرمایا کہ جب آئے تو آپ مجھے یاد دلائیں تاکہ اسکو دارالعلوم میں ہاسٹل کی تکمیل کی طرف توجہ دیدوں۔

شیخ بن باز کوالحق کے مضامین پر بھڑکانے کی کوشش: یہاں بالکل خیریت ہے ہاں بات یاد آئی یہاں کے ایک غیر مقلد طالب نے جو مجراسلم کے نام سے مشہور ہے شیخ بن باز کوالحق کا پرچہ دکھادیا تھا اور کہا کہ اسمیں اس قسم کے مضامین ہوتے ہیں غالباً کوئی مضمون ایسا ہوگا جسمیں یہ لکھا تھا کہ فلاں نے سلام پیش کیا اور روضہ مطہرہ سے جواب ملا وعلیک السلام یا ولدی، بہرحال اس نے خباثت کی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ رسالہ اس ملک میں بند ہو جائے لیکن الحق یعلو و لا یعلیٰ علیہ، صرف آپکو اطلاعاً لکھ دیا ہے ابھی تک مجھ سے اس بارہ میں جواب طلبی نہیں ہوئی اللہ تعالیٰ فتنوں سے محفوظ فرمادے۔ سب کو تسلیمات عرض ہیں۔ شیر علی شاہ۔۔۔۱۳ شوال

(۲۳)

از مدینہ منورہ (جامعہ اسلامیہ مدینہ میں مولانا مفتی محمود کا خطاب الحق میں اشاعت O حقانیہ کیلئے فتاوی ابن تیمیہ وغیرہ قیمتی کتابیں)

أخي السميع المحترم! تحية طيبة عاطرة من فوحات المدينة المنورة، وبعد فهذه عدة صفحات محتوية على خطاب الشيخ المفتي المؤقر الذي القاه في رحاب الجامعة الاسلامية في حفلة الطلبة التي انعقدت في قدومهم الميمون الى الجامعة مع بروفيسر غفوراحمد بعد دعوة الطلبة اياهما واكثر طلبة الجامعة يحبون ان تشيع هذه الخطابات الموقرة في مجلة "الحق" وأنت حسب المصالح المطبعيه ونظراً الى الدول الخارجية مختار في النحت وحذف هذا. وكنت منتظرا لقدومك في هذه السنة الى الحرمين الشريفين. فعليك ان تتهيأ نفسكم للعمرة . واني دائما اسال الله الكريم ان يوفقك للاعمال الطيبة تحياتي الى القاري سعيد الرحمن والاخ شفيق وسائر الزملاء .واني ارسلت بايدى الحجاج نسخة من مجموعة الفتاوى لشيخ السلام ابن تيميه محتوية على ۳۴ جلداً ونسخة من درر السنية محتوية على ۱۲ جلدا ونسخة من كتاب عقيدة الطحاوى. وهذه الكتب منتهامن الشيخ ابراهيم مدير التوعية الاسلامية بالمكة المكرمة وانه وعدني بارسال كتب اخرى تحياتي الى الشيخ المؤقر ادام الله ظلهم. والسلام شيرعلى شاه

واخيراً التمس منك ان لا تكتب اسمي ابداً ولو كتبت "احدمن زائرى الحرم" فيكفي ....

(۲۴)

باسم جلّ جلاله، من بلدة الرسول ﷺ، (الحاق جامعہ اسلامیہ اور مدینہ پہنچنے کے بعد تاثرات)

صديقي الكريم واخي الفاضل مولاناسميع الحق المحترم اللج الله فواده بمسرات الدارين، تحيةً محفوفةً بفوحات المدينة المنورة،مزاج اقدس،

الحاق جامعہ اسلامیہ کے سلسلے میں مختلف ادوار و طبقات سے گزرنے کے بعد آنجناب سے مخاطب ہورہا ہوں آپکا تصور اور دعاؤں میں یاد کرنا

ہروقت شامل حال رہا۔ بیت اللہ شریف کے نورانی آغوش میں اور رحمۃ للعالمین ﷺ کے بارگاہ تقدس میں جب بھی حاضری کی سعادت میسر ہوتی ہے، آپ حضرات کیلئے دعائیں کرتا رہتا ہوں آپ ہی کے مخلصانہ ہمدردیوں کے بدولت خداوند قدوس نے فضائے مدینہ منورہ سے محظوظ ہونیکی سرفرازی عطا فرمائی ہے دارالعلوم حقانیہ کی خدمت اور حضرت الشیخ شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کے دعوات صالحہ کا نتیجہ ہے کہ یہ سیہ کار، مجسمہ عصیان گنبد خضراء کی دید سے دیدۂ قلب وجگر کو منور کررہا ہے۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں ایک خط بدست مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب خلیفہ مجاز حضرت الشیخ عباسی رحمۃ اللہ علیہ ارسال کرچکا ہوں حضرت قبلہ کی صحت کیلئے روزانہ مواجہ شریف کے طیب وطاہر بقعہ میں دعائیں کرتا رہتا ہوں اور بالالتزام حضرت مدظلہ اور آپ تمام احباب فرداً فرداً کے تسلیمات وتحیات کو شفیع المذنبین نبی الرحمۃ ورسولہ السلامۃ کے بارگاہ یمن وسعادت میں پیش کرتا رہتا ہوں انشاء اللہ العزیز ''دارالعلوم حقانیہ'' کیلئے اس ادنیٰ ترین خادم کا قیام حرمین شریفین میں ایک ادنیٰ نمائندہ کی حیثیت سے مفید رہیگا اللہ تعالیٰ توفیق خاص بخشے کہ سفر وحضر میں اپنے مادر علمی کی خدمت کا شرف میسر ہوتا رہے حضرت مدظلہ کے توجہات اور دعوات کے بدولت جامعہ اسلامیہ کے مشائخ وعلماء پوری شفقت فرماتے ہیں

<u>جامعہ کا ماحول شیخ بن باز کے طلبہ کو نصائح:</u> بحمد اللہ جامعہ کا ماحول دینی اعتبار سے انتہائی خوشگوار ہے، جامعہ کے ایک ہزار سے زائد طلبہ جملہ نمازوں میں حاضر رہتے ہیں تمام رات قرآن مجید کی تلاوت کی آوازیں چاروں جوانب سے سنائی دیتے ہیں۔ حضرت الشیخ عبدالعزیز بن باز مدظلہ گاہے گاہے نماز ظہر کے بعد طلبہ کو تقویٰ وورع، التزام بالسنت پر وعظ فرماتے رہتے ہیں۔ داڑھی کی اہمیت، ''دخان'' کی ممانعت اور نمازوں کو باجماعت سے ادائیگی پر انہوں کافی زور دیا ہے اور کہا کہ اگر کوئی ''استاذ'' یا موظف یا طالب خلاف ورزی کریگا تو وہ قابل عتاب ہوگا درحقیقت رئیس محترم کا وجود نعمت عظیمہ ہے۔ اساتذہ کرام بھی شفقت واخلاق کے نمونے ہیں، ان لوگوں میں تعصب نہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول کو سب سے اول بیان کرتے ہیں، ہر امام کے دلائل کو بیان کرنے کے بعد اپنی رائے دیتے ہیں کہ فلاں مذھب از روئے دلائل ارجح واقویٰ ہے۔

عصر سے عشاء تک مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے، مدینہ کے وادیوں، پہاڑوں، باغات میں کافی گھومتا رہتا ہوں، کتب خانہ میں کتب حدیث کا ازسرنو مطالعہ شروع کردیا ہے درحقیقت قصہ رزمین بر سرزمین کے اعتبار سے حدیث وتفسیرات کا مطالعہ مدینہ منورہ بہت لطف اندوز رہتا ہے مخدومی حضرت مولانا اسعد صاحب مدنی دامت برکاتہم اعتکاف کرنے کے بعد شوال کے اوائل میں دیوبند چلے گئے ہیں حضرت مولانا ارشد صاحب مدنی ابھی تک مدینہ منورہ میں مقیم ہیں اور تین چاردن کے بعد عازم وطن ہوں گے آپکو تسلیمات پیش کررہے ہیں حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کے احوال صحت اور دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں استفسار کیا اور فرمایا کہ میرا سلام ان حضرات کو خط کے ذریعہ بھیج دیجئے۔ حضرت مولانا محمد انعام کریم صاحب کو آپکا والا نامہ دیا بہت خوش ہوئے احوال وکوائف دریافت کئے ان کے ہاں الحق کا پرچہ باصرہ نوازی کا ذریعہ ہوا۔

<u>الحق کی علماء ومشائخ مدینہ میں مقبولیت:</u> الحمدللہ الحق مدینہ منورہ کے ممتاز علماء ومشائخ کے ہاں پہونچتا رہتا ہے محترم شیخ اسماعیل صاحب اور محترم قاری عباس صاحب محترم مولانا عبدالحق العباسی اور دیگر مقامات میں الحق کے رسالے نظر آئے جن سے حجاج ومعتمرین بھی محظوظ رہے ہیں انشاء اللہ العزیز بعض مشاغل جو درپیش ہیں ان سے فراغت کے بعد الحق کیلئے بالالتزام کوئی نہ کوئی مضمون بھیجتا رہونگا۔ قلبی خواہش یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے احوال طیبہ سے مضمون شروع کروں۔ اکثر احباب ہندوپاکستان آپ کے بارے میں پوچھتے رہتے ہیں یہاں محترم مولانا منظور نعمانی صاحبؒ کے صاحبزادے خلیل الرحمان سجاد ہمارے رفیق درس ہیں آپکو سلام کہہ رہے ہیں یہاں ۸۳ ممالک

کے تقریبا پندرہ سو طلبہ زیر درس ہیں مجمع الخلائق یا حدیقۃ الافاسی میں رہنا ایک مستقل علم ہے میرے ساتھ کمرہ میں مصری، انڈونیسی، الجزائری طلبہ ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب بہت کمزور ہیں بعد از نماز عصر مدرسہ علوم شرعیہ میں ان کا حلقہ ذکر و دعا ہوتا ہے نیز حضرت مولانا عبدالحق صاحب عباسی کے مجالس رشد و ہدایت میں بھی کبھی کبھی بیٹھنے کی سعادت میسر ہوتی ہے۔ دارالعلوم حقانیہ کے بقاء واستحکام کیلئے مخلصانہ دعائیں دیتے رہتے ہیں۔

حج میں پاکستانی احباب و اقارب: یہاں مدینہ منورہ میں بے شمار اکابر علماء اور معمر مشائخ موجود ہیں جنکی زیارت سے قلبی طمانیت اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ آپ کے ماموں مولانا عبدالحنان صاحب خیریت سے ہیں وہ یہاں مدینہ منورہ میں ایک ماہ قیام کے بعد مکہ مکرمہ چلے گئے ہیں مولانا سعدالدین صاحب بمعہ ہمشیرہ بخیریت ہیں۔ محترم مفتی صاحب بھی مدینہ سے ہوکر مکہ مکرمہ چلے گئے ہیں آپ کے محلہ کی جنن ماجانہ ماسی اور محترم فصیح اللہ صاحب اور انکی والدہ محترمہ اور محترم مختیار محمد صاحب بمعہ والدہ محترم شناس خان صاحب وحید حسن کا کاو جملہ حضرات بخیریت ہیں مکہ چلے گئے ہیں محترم قاضی فضل دیان صاحب بھی مدینہ منورہ چلے گئے اپنے ظریفانہ انداز میں آپکو بہت یاد کیا کرتے تھے مولانا دوست محمد جلوزی والا اور گوہر شاہ صاحب بھی بخیریت ہیں۔ دیرکا مولانا شمس الرحیم صاحب اور وزیرستان کا ایک فاضل بھی حج کیلئے آئے ہیں آجکل مدینہ منورہ میں حجاج کرام کی تعداد روز افزوں ترقی پر ہے آپ کی طبیعت کیسی ہے آپ تو ان دنوں میں انتہائی مصروف ہوں گے نئے طلبہ کو نئے انداز میں مشروعہ کتب کے اسرار و رموز بیان کرنے میں جواہر تدریس کا اظہار کرتے رہے ہوں گے۔ محترم قاری سعیدالرحمان صاحب کی طبیعت کیسی ہے امسال غالبًا بسوں کا سلسلہ مسدود کر دیا گیا ہے برادرم محمد شفیق صاحب کی طبیعت کیسی ہے۔ ہر دونوں حضرات کو تسلیمات و تحیات پیش فرمادیں۔ از راہ کرم اپنے تفصیلی احوال سے مطلع فرمادیں۔ میں ثانیا خط میں تاخیر ہونیکے سلسلہ میں معذرت خواہ ہوں حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں بصد ادب تسلیمات پیش فرمادیں اور ان سے بندہ کیلئے دعاؤں کی درخواست پیش فرمادیں کہ درس بخاری شریف کے بعد اس ادنیٰ شاگرد و خادم کو دعاؤں میں یاد فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اس مقدس مقام میں بصد ادب واحترام رہنے کی توفیق بخشے محترم ناظم مولانا سلطان محمود صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ محترم ناظم گل رحمان صاحب و برادرم سید صابر علی شاہ و محترم مولانا برادرم انوارالحق صاحب و حاجی ملک امرالٰہی صاحب و حاجی غلام محمد صاحب و حاجی رحمان الدین و ملک کرم الٰہی صاحب و دیگر احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ برادرم صابر علی شاہ کو سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ کبھی کبھی امجد علی شاہ کے گھر جا کر ان کے احوال و خبر گیری کیا کریں امجد کی والدہ کے سر میں درد رہتا ہے اس کیلئے کوئی مناسب دوائی لے لیں اگر انکو رقم کی ضرورت ہو تو دیدیا کریں اور میرے ذمہ لکھدیا کریں میں انشاء اللہ تعالیٰ ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرونگا۔ برادرم مولانا انوارالحق صاحب کی یاد ہر وقت رہتی ہے کراچی کے مفتی رشید صاحب[1] کے دولڑکے آئے ہیں کاش انوارالحق میرے ساتھ ہوتے تو سفر کا لطف اور بھی زیادہ ہوتا یہاں بحمداللہ کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے صبح سویرے جب نماز کیلئے جامع مسجد جامعہ کو روانہ ہوتے ہیں تو جبل احد، جبل سلع، مسجد ذی القبلتین کے نورانی پہاڑ اور مساجد پر نگاہیں پڑتی ہیں محترم مولانا عبدالعظیم صاحب کو ایک خط کراچی بھیجا ہے اگر اکوڑہ میں ہوں تو میرا سلام انکو ضرور کہہ دینا۔ اپنے مفید مشوروں سے گاہے گاہے رہنمائی فرماتے رہا کریں انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے خط میں بقیہ احوال لکھونگا۔ اب اس پر اکتفا کرتا ہوں۔ واللہ یسعدنی بلقاء کم فی الحرمین الشریفین فی المستقبل العاجل، والسلام شیر علی شاہ کان اللہ لہ

---

[1] معروف بزرگ عالم مفتی اور روحانی مرشد مولانا محمد رشید احمد صاحب بانی جامعۃ الرشید کراچی۔

(۲۵)

(شیخ الحدیثؒ اور ناچیز کی گرفتاری کی خبریں مولانا ابوالحسن ندوی کی تشویش اکابر مدینہ کی دعائیں)

أخی الفاضل محترم مولانا انوار الحق صاحب بارک اللہ فی علومہ واعمالہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج اقدس! کل شام حضرت الشیخ مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے دارالعلوم حقانیہ کے احوال وغیرہ دریافت کئے اور حضرت الشیخ شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم اور برادرم مولانا سمیع الحق صاحب کی صحت کے بارے میں پوچھا۔ میں نے سب احوال دارالعلوم کے اور انکی خیریت کے بارے میں بیان کئے۔ اور تفصیلی گفتگو ہوئی۔ بعد میں انہوں نے فرمایا کہ مجھے بعض دوستوں نے کہا ہے کہ مولانا سمیع الحق صاحب اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ اخبار میں تو صرف حضرت درخواستی صاحب مدظلہ کی گرفتاری کا خبر دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دونوں کو گرفتار کرنے کی اطلاع ہے۔ اس بات سے انتہائی رنج وغم لاحق ہوا ہے۔ ازراہ کرم آپ اپنی اولین فرصت میں خود یا کسی سے تفصیلی حالات لکھ کر مطلع فرمادیں۔ پہلے حضرت درخواستی صاحب کی گرفتاری سے انتہائی صدمہ ہوا تھا۔ اب جبکہ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کے بارے میں معلوم ہوا تو قلبی پریشانیوں میں مبتلاء ہوگیا ہوں۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب عباسی کے پاس گیا تا کہ ختم کے بعد ان اکابرین کرام کے لئے دعائیں فرما دیں۔ چنانچہ ان کو بھی بتلادیا اور انہوں نے ختم کے بعد انتہائی لجاجت سے دعائیں کیں اور رنج وغم کا اظہار فرمایا۔ مسجد نبویؐ میں جا کر بارگاہ الٰہی میں دعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ ان اکابرین کو اپنی حفاظت میں رکھے اور اعداء وماکرین کے مکروفریب سے محفوظ فرمادے۔ اور دارالعلوم حقانیہ کے بقاء واستحکام کے ذرائع غیب سے مہیا فرمادے۔ اور ان بزرگوں کو بہت جلد باعزت رہائی نصیب فرمادے۔ ازراہ کرم اپنی اولین فرصت میں احوال سے مطلع فرمادیں تا کہ اطمینان نصیب ہو جائے نیز یہ بھی لکھ دیں کہ ان حضرات کو کس جیل میں بھیج دیا گیا ہے۔ جیل کا پتہ بھی انکا دینا تا کہ انکو خط لکھ سکوں یہاں مدینہ منورہ کے اکثر اکابر اور بزرگ ہستیوں کو دعا کے بارے میں کہہ دیا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب دامت برکاتہم محترم قاری فتح محمد صاحب کراچی والے۔ محترم قاری عباس صاحب اور محترم حضرت العلامہ طرازی صاحب اور دیگر بزرگوں سے دعاؤں کی درخواست کی ہے۔ سب اکابر واہل دل دست بدعا ہیں۔ اللہ تعالیٰ علماء کرام کو جملہ شرور اہل فتن سے نجات عطا فرمادے۔ میری طرف سے جملہ اساتذہ کرام وناظمین حضرات واراکین کرام کو تسلیمات عرض ہیں۔ آپ کی فوری جواب کا بڑی شدت سے منتظر رہوں گا۔ اگر آپ کو فرصت نہ ہو تو صابر علی شاہ کو کہدیں کہ وہ مفصل حالات سے مطلع فرمادے۔ میں نے قبل ازیں ایک خط بھیجا تھا جسمیں آپ اور ناظم صاحب کو بھی چند سطور لکھے تھے امید ہے موصول ہوا ہوگا۔ امتحانات ہفتہ عشرہ کے بعد شروع ہونے والے ہیں۔ ان المناک خبروں کو سن کر مطالعہ کو جی نہیں چاہتا۔ کفی حزناً ان لا حیاۃ هنیئة. ولا عمل یرضی به اللّٰه صالح

آپ اہل بیت اور محترم والدہ مکرم اور دادی صاحب اور جملہ ہمشیرگان اور مولانا سمیع الحق کے گھر والوں بچوں برادرم اظہار الحق صاحب اور ان کے گھر والوں اور بچوں اور برادرم نور الحق صاحب کو تسلیمات وہمدردیاں عرض ہیں۔

(۲۶)

بسم اللہ الرحمان الرحیم　(جیل سے خط الیکشن ۷۰ء میں گرفتاری انتخابی مہم سے محروم ہو جانے کا صدمہ)

صدیق مکرم برادر محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، وفقہ اللہ تعالیٰ وایدہ بنصرہ العزیز۔ رات قبیل صلوٰۃ العشاء، بواب السجن آپ کا رقیم والا دیا۔ آپکا نام دیکھتے ہی بے اختیار یہ شعر یاد آیا۔

تحن الی جبال مکة ناقتی　　ومن دونها ابواب صنعاء مؤصده

اور معمولی تصرف کرے تو یحن فوادی للسمیع ورفقه ومن دونهم ابواب سجن موصده
زیادہ موزون ہے آپ نے اپنی مصروفیتوں اور بے پناہ ذمہ داریوں کا ذکر کیا ہے۔ یقیناً آپ حضرات حق بجانب ہیں آپ نے بقول مولانا غلام غوث صاحب مدظلہ مجھے آرام کرنے والوں میں محسوب کیا ہے۔ آپکے اس حسن ظن کا بہت بہت شکریہ۔
پیارے بھائی صاحب، جیل کی یہ زندگی اس اعتبار سے کہ ایک حق کلمہ کے پاداش میں اسیر ہوں مجھے بالراس والعین منظور ہے مگر جب اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتا ہوں تو ایک ایک لمحہ بمشکل گزرتا ہے ایک بھائی کیلئے یہ کتنی مصیبت ہے کہ اس کے بھائی تو میدان کارزار میں برسرپیکار ہوں اور وہ اعداء کے نرغہ میں مقطوع الیدین والرجلین ہو۔ کتنی خوشی کی بات ہوتی کہ دورۂ مرائی کی طرح تینوں دوست اکٹھے دورہ میں مصروف ہوتے اور دن رات جلسوں میں مصروف ومنہمک۔ رضائے مولی از ہمہ اولی کے پیش نظر صبر وتسلیم۔
<u>قیدیوں سے جیل سے جمعیۃ کو ووٹ دلائیں</u>: مختلف جیلوں میں لاکھوں کی تعداد میں قیدی ہیں ان کیلئے خاص فارم ہیں جو غالباً ۲۵ تاریخ سے قبل پر کرلینی چاہئیں جیل والے اکثر شریعت کے حق میں ہیں اور جمعیت علماء اسلام سے متاثر ہیں۔ اس سلسلہ میں مقامی جمعیت والے سنٹرل جیلوں یا جوڈیشنل جیلوں کی قیدیوں کے فارم پُر کرنے کے مسئلہ پر غور کریں اور معلومات حاصل کریں شاید میں بھی جیل ہی سے ووٹ بذریعہ ڈاک ارسال کروں کیونکہ حالات ایسے معلوم ہو رہے ہیں جیل والوں کو قرآن مجید کا ترجمہ اور ضروری مسائل کی تبلیغ جاری ہے۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی خدمت اقدس میں تعلیمات مسنونہ عرض ہیں اور دعاؤں کی درخواست پیش ہے۔
تمام اراکین کرام، اور احباب جمعیت کو تسلیمات عرض فرمادیں۔ محترم قاضی صاحب کے نام ایک عریضہ بدست اشفاق صاحب ارسال کیا ہے شاید ملا ہوگا آپ حضرات کے دوروں سے روزانہ اطلاع ملتی ہے الحمد للہ کہ جمعیت ہر جگہ رو بترقی ہے اور الحاج تاج محمد خان صاحب کی شمولیت سے تقویت مل گئی ہے الحاج حبیب الرحمان صاحب کو منتخب نہ کرنے پر مجھے کافی صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اب عبید خان صاحب کا انتخاب باعث ترقی ہو۔ بھائی جان اگر آپ کو جیل کی راحت افزا ماحول میں رہنا مرغوب ہو تو جب مردان میں میری پیشی ہو تو وہاں تبادلہ کرلیں گے۔ میں جلسوں اور جمعیت کے پروگراموں میں دن رات مصروفیت کو اس ذلت آمیز ماحول سے بدرجہا بہتر سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو محفوظ رکھے جیل میں آنے سے فائدہ کیا بجز کام سے۔

(۲۷)

جولائی ۱۹۹۶ء (حافظ راشد الحق کو طالبان کی تائید پر خراج تحسین ○ طالبان کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ)

طالبان کی تائید پر خراج تحسین..........

عزیزم مولانا حافظ راشد الحق صاحب۔ جعله الله من المرشدين المهديين والعلماء الربانيين.
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے کہ آپ بمعہ جمیع اہل بیت، اکابر واصاغر واحباب کے بخیر وعافیت ہونگے۔
مئوقر ماہنامہ ''الحق'' بابت محرم ۱۴۱۷ھ مولانا جلال الدین حقانی کے ہاں نظر سے گزرا۔ اسمیں آپ کے نقش آغاز ''افغانستان میں مصالحانہ کوششیں یا مکروہ سازشیں'' کے عنوان سے دل ودماغ معطر ہوئے۔ جزاک الله من خزائن الطافه ونعمه احسن مايجازى به عباده الغيورين اصحاب الشهامة الايمانية الذين لا يخافون لومة لائم ولا بطشة حاكم اماشاالله لا حول ولا قوة الا بالله۔ ایمانی جرات پاکیزہ احساسات، ادبی متانت کا ترجمان ''اداریہ'' ظروف راھنہ کے پیش نظر تیر بہدف قلندرانہ نوٹس ہے۔ جو ہزار ستائش وسپاس کا مستحق ہے۔ رب الجزاء جل جلالہ آپکو اس بے باک، بے لاگ حق گوئی حق شناسی کا عظیم صلہ دارین میں عطا فرمادے اور آپکے اس حق پسندانہ تحریر میں مزید کشش وجاذبیت ودیعت فرمادے آج چار دانگ عالم میں تمام مغربی، مشرقی میڈیا اس

اسلامی قافلہ کے خلاف دن رات ناپاک زہریلے پروپیگنڈوں میں معروف ہےاور بدقسمتی سے ہمارے طبقہ کے بعض سنجیدہ علماء کا بھی ابھی تک شرح صدر نہیں ہوا اور تاحال ان بے چاروں کو ملحدین کے بے بنیاد شوشوں نے اتنا متاثر کر دیا ہے کہ طلبہ کے حق میں ایک حرف کہنے کے روادار نہیں ہیں۔اور بعض بے چاروں کو تو ربانی تحائف وہدایا نے صم بکم کر دیا ہے، فالی اللہ المشتکیٰ

لعل ھذا یلوب القلب عن		ان کان فی القلب ایمانا و اسلام

بہتر تو یہی ہوگا کہ آپ اس زریں اداریہ میں مناسب اضافات فرما کر پمفلٹ کے شکل میں شائع فرمادیں تو اس حرکت کے لیے نادر دستاویز ثابت ہوگا۔خدا کرے کہ دیگر دینی جرائد ومجلات کے اداریہ نگار بھی ''الحق'' کی طرح اس ''لشکر محمدی'' کی حمایت میں اپنے گرانقدر جذبات سے سرشار اداریئے زیب مجلات فرما کر اپنا مذہبی دینی ،تبلیغی فریضہ ادا کریں۔مکرم ومحترم والد بزرگوار زید مجدہ ،محترم مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب زید مجدہ محترم شفیق فاروقی صاحب اور عزیزم مولانا حامد الحق صاحب اور محترم ومکرم حضرت مولانا انوار الحق صاحب اور دیگر جملہ اساتذہ کرام کی خدمت میں تسلیمات عرض ہیں۔دعا گو و دعا جو۔		سید شبیر علی شاہ		(سابق مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

(۲۸)

(سراج احمد دین پوری اور دین پور شریف کے حالات ○ روحانیت کے آثار ○ دین پور دین پُر ہے)

----[1]----------کے پنچھی پڑی پھر اُن سے دعا مانگی۔آپ کے دوست محترم مولانا سراج احمد صاحب[2] جو لاہور میں مقیم تھے ان سے بھی ملاقات ہوئی آپ کے متعلق پوچھا میں نے کہا اب وہ اعلیٰ درجہ کا مدرس ہے، بہت خوش ہوا اور پھر افطار کے لئے ٹھہرنے کے متعلق کہا مگر میں نے معذرت پیش کی کہ ہمیں شام کو خان پور پہنچنا ہے۔دین پور حقیقت میں دین پورا اور دین پُر ہے۔ ہر جگہ روحانیت مجاہدہ۔ریاضت کے آثار نظر آتے ہیں یہاں کے جوان اور بوڑھے متشرع ہیں اور وضع قطع کے لحاظ سے تمام علماء نظر آتے ہیں وہاں سے مسواک آپ کے لئے حاضر خدمت کروں گا۔

حضرت سندھی صاحب نے اپنی لڑکی محترم مولانا عبدالھادی صاحب کے بھائی کو نکاح میں دی ہے اب وہ خان پور میں ایک دوکاندار ہے اور ایک اخبار نکالتا ہے۔اس کے لڑکے بی اے۔ایم اے میں پڑھتے ہیں اُن سے ملاقات کا خیال ہے مگر ابھی تک موقعہ میسر نہیں ہوا۔

آپ سے درخواست ہے کہ دعاؤں میں یاد فرمایا کریں۔اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو---------------واپسی میں ملتان اترنا ہو گا۔ حضرت امیر شریعت(اعطر اللہ علیہ شابیب الرحمہ والرضوان کی زیارت کی خاطر۔ چٹان کا امیر شریعت نمبر ----------کرتا رہتا ہوں حقیقت یہ ہے کہ یہ نمبر تاریخی نمبر ہے۔ ------------------------کو تسلیمات عرض فرمادیں۔

---

[1] خط بوسیدہ ہونے کی وجہ سے پڑھا نہیں جا سکا۔

(مولانا سراج دین پوری سے ربط وتعلق)

[2] حضرت مولانا سراج احمد دین پوری میرے قیام لاہور برائے تفسیر کے دوران خدام الدین میں ربط وتعلق پیدا ہوا۔

(۲۹)

(عہد طالب علمی، ظریفانہ شوخی اور محبت کا اظہار)

۲۸ جنوری ۱۹۵۸ء

محترمی و مکرمی برادرم سلالۃ الکرام پیارے دوست[1] حضرت مولانا سمیع الحق صاحب

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔

؎ سلامی چو اخلاق تو مشکبو سلامی چو الفاظ تو مشکبار

گرامی قدر والا نامہ موجب صد مسرت ہوا باوجود یہ کہ نامۂ سعیدہ شکوہ شکایات سے معمور تھا مگر خدا کی قسم وہ تمام تیر ونشتر کے کلمات نے میرے درد بھرے دل میں الفت ومحبت کے خاموش سمندر کو ابھارایا۔ برادر عزیز آپ جو بھی فرمادیں صحیح ہے۔ بے ادبی معاف آتے وقت دو دفعہ دولت کدہ پر حاضر ہوا مگر دونوں ہی دفعہ یاس وقنوط سے حسرت لئے ہوئے پشاور روانہ ہوا۔ سٹیشن میں کسی صاحب سے معلوم ہوا کہ حضرت والا جہانگیرہ تشریف لے گئے ہیں۔ بہر حال میری ہی غلطی ہے ورنہ آپ کے آنے تک انتظار کرتا اور باجازت آجاتا۔ خیر گذشتہ راصلوۃ آئندہ را احتیاط۔ انتہائی پشیمانی ندامت کو بطور سفارش پیش کئے ہوئے معافی کا خواستگار ہوں۔

؎ تو آن نہ کہ دل از صحبت تو برگیرم وگر ملول شوی دلبر دگر گیرم

محترما! بجا ہے کہ پشاور میں سیر وتفریح کے گوناگوں عجائبات وغرائب سے وقت اچھی طرح سے گزرتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ میرے یہ دن انتہائی دشواری سے گزر رہے ہیں۔ دس سے گیارہ اور بارہ بجے تک ٹائپ کا کام آدھ گھنٹہ لائبریری میں اور پھر واپس مقام سواتی کو جانا ماہ رمضان میں بہت ہی مشکل کام ہے۔ اور عصر کے وقت اگر صدر کا چکر لگائیں بھی تو اس کا کیا لطف۔

؎ کیا لطفِ زندگی ہے تیرے انجمن بغیر ہر وقت آپکی یاد دل کو ستاتی ہے۔ آپ تو پھر بھی دار العلوم دیوبند کو جانیکی تیاری میں مصروف ہونگے اور اشتیاق روانگی کے پیشِ نظر یہ چند دن ۔۔۔۔۔۔ گزر ینگے۔ حیران ہوں کہ کونسی دعا کروں۔ اگر یہ دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اکوڑہ میں قائم ودائم رکھے اور آپکی جدائی کے المناک خبر سے اللہ تعالیٰ ہمیں ماؤف نہ بنادے تو شاید آپ اس دعا سے ناراض ہونگے اور آپکی ناراضگی کے سامنے اپنی خوشی کو ترک کرلینا مناسب نظر آتا ہے۔ وتـرفـقـاً فالسمع من اعضائه۔ اور اگر یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی نیک ارادوں میں کامیاب فرما کر دار العلوم دیوبند کے فیوضات سے بہرہ مند فرما کر بہت جلد ہی کامیاب کرادے تو اس دعا میں اگرچہ آپکی خوشی ہے مگر اسمیں ہمیں ہجر وفراق کی تاریکیاں نظر آتی ہیں۔

---

[1] ترتیب میں آخر میں رکھا گیا یہ خط دراصل ابتداء میں رکھنے کا تھا مگر طالب علمانہ ظرافت آمیزی اور شوخی سے بھرپور اس عہد کو ماضی کے طاق نسیان کے حوالہ کردینے کی رائے بدل گئی اور اسے مجبوراً آخر میں شامل کیا جارہا ہے۔

جناب والا! حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی زید مجدھم کی تقریر کے متعلق بندہ نے انکے اس مرید حاجی شاد محمد صاحب کی تلاش کی مگروہ نہ ملا انکی دوکان ڈبگری میں ہے۔ مگر مجھے کافی تلاش کے باوجود نہ ملا۔ البتہ ان کا گھر معلوم ہے جو یکہ توت میں واقع ہے۔ مگر یکہ توت بہت دور ہے۔ فرصت کے وقت ضرور اس سے ملوں گا۔ باقی الفلاح والے کومضمون دیا ہے مگر اس نے کچھ شاندار نہیں چھپوایا۔ خیال ہے کہ کل اسکے دفتر کو جاؤنگا اور حضرت مولانا صاحب کے ہاتھ سے جامع مسجد کی بنیاد کے متعلق اور عوام سے اسکے تعمیری منصوبہ کے متعلق امداد وغیرہ کے بیان اُن سے کہدونگا کہ وہ بھی انہیں قسطوں کے اخیر یں دیدیں۔ باقی فضلاء کی جمیعۃ کے متعلق تقریباً کئی دفعہ گیا اور انکو کہا مگر ہر ایک فاضل صاحب دوسرے پر حوالہ کرتا ہے۔ ممکن ہے یہ کام بھی انشاء اللہ العزیز ہو جائے۔ یہاں یاد آیا آپ کو یاد ہوگا کہ جب ہم خیر کی ارادہ پر پشاور آئے تھے اور وہاں مولانا نورالاسلام صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ آج انکے قریبی رشتہ داروں میں جناب مولانا چنگیز خان صاحب تشریف لائے ہیں جو بیرون کابل گیٹ میں مقیم ہیں۔ یہ تاریخ عالم اسلامی کے ایک بہت بڑے عالم ہیں۔ آپ اس میں کیا فتوی دیتے ہیں کیا آپ پشاور آسکتے ہیں۔ اگر آپ آئیں تو درسک کا سیر کر لیجئے۔ ایک طرف کے کرایہ از اکوڑہ تا درسک بندہ ادا کر دیگا۔ قصہ خوانی عصر کے وقت بہت گرم رہتی ہے۔ بندہ انشاء اللہ العزیز دس گیارہ دن بعد حاضر خدمت ہو جائیگا۔ فرصت کو غنیمت سمجھکر کتب کے مطالعہ کو لازمی قرار دیں۔ کیونکہ مستقبل میں آپ کے ذمہ اہم فرائض سرانجام دینے ہیں اور کیا عرض کروں۔ غالباً رات کے گیارہ بجے ہیں چاروں طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے مسجد بنوں میں مولانا صاحب میں یہ خط تحریر کرتا ہوں دو طالب العلم عالم خواب میں درجۂ فنافی القوم کو پہنچے گئے ہیں اور میری طبیعت بھی ماضی کے نقوش کو سامنے لانے سے مضمحل ہوگئی ہے۔ اسی وجہ سے خط کو مختصر کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ میں دس سے گیارہ تک ٭ثمین کمرشل کالج متصل شیعو اری ہوٹل اینڈ ریسٹورنٹ نمک منڈی میں ہوتا ہوں بعد ازاں واپس سواتی جاتا ہوں جو صدر سے ۲ فرلانگ کے فاصلہ پر جنوباً وغرباً واقع ہے۔[1] آپکا بھائی شیر علی شاہ ۲۸ جنوری ۱۹۵۸ء

---

[1] خط بوسیدہ ہونے کی وجہ سے آخر میں پڑھا نہیں جا سکا۔

(الحق میں مولانا شیر علی شاہ کے بعض مضامین کی تفصیل)

۱۔ جنرل ضیاء کا مارشل لاء، حقوق العباد اور اسوۂ خلفاء راشدین جلد۴ شمارہ۷

۲۔ چند دن مسجد اقصیٰ کی فضاؤں میں، جنگ سے قبل کے مشاہدات جلد۳ شمارہ۱

۳۔ چند دن مسجد اقصیٰ کی فضاؤں میں (فاروق اعظمؓ اور ایوبیؒ کی امانت) ۲ اقساط جلد۲ شمارہ ۱۰، ۱۱

۴۔ حضرت ابراہیم ایثار وقربانی اور رضاو تسلیم کے تابندہ نقوش شمارہ جلد۲ شمارہ۲

۵۔ دکتورہ کے امتحان میں اعلیٰ کامیابی جلد ۲۳ شمارہ ۷

۶۔ مسجد اقصیٰ کی فضاؤں میں، جنگ سے قبل کے مشاہدات جلد۳ شمارہ ۴

۷۔ مسجد حرام کی فضاؤں میں (اردن سے سعودی عرب تک) جلد۳ شمارہ ۵

۸۔ مسجد حرام کی فضاؤں میں (حج کی باتیں) سفرنامہ جلد۳ شمارہ ۲

۹۔ مسجد حرام کی فضاؤں میں جلد۳ شمارہ ۸

۱۰۔ مسجد حرام کی فضاؤں میں مشاہدات وتاثرات جلد۳ شمارہ ۱۱

۱۱۔ مکتوب بغداد بنام مولانا سمیع الحق (عالم اسلام کی باتیں) جلد۲ شمارہ ۵

۱۲۔ مکتوب حرمین شریفین (دیار حبیب ﷺ کی باتیں) جلد۲ شمارہ ۸

۱۳۔ مولانا عبدالرزاق سکینیؒ (مرتب: ارشاد الحسن حقانی) جلد۲۹ شمارہ ۳

رانا صابر نظامی۔ادارہ تفہیم الاسلام لاہور

۳؍مارچ ۱۹۸۸ء (طاہر القادری کا انقلاب اسلامی ہوگا یا فرقہ وارانہ)

مکرمی سلام مسنون۔ پچھلے چند دنوں سے جناب پروفیسر طاہر القادری صاحب کے بیانات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تحریک منہاج القرآن کے ذریعے سے انقلاب کی تحریک شروع کرنے والے ہیں۔ جمعہ ۳؍مارچ کی خبر تھی کہ وہ اس سلسلے میں جلد ہی اقدام کرنے والے ہیں اور اس سے اگلے دن خبر تھی کہ " تحریک اور انقلاب کے تقاضوں کی خاطر انہوں نے نواز شریف فیملی کی اتفاق مسجد میں خطبہ جمعہ کا سلسلہ بند کر دیا ہے۔

یاد رہے کہ ابھی پچھلے ہفتے اخبارات میں یہ خبر آئی تھی کہ تحریک منہاج القرآن کے یوم تاسیس کے موقع پر پروفیسر صاحب کے سامنے " کمانڈو ڈیمانسٹریشن" پیش کی گئی اور یہ بھی ہمارے علم میں ہے کہ ان کی جامعہ کے نوجوان طلبہ کے لیے جوڈو کراٹے وغیرہ کی تربیت کا انتظام موجود ہے اور فوج کے سپیشل سروسز گروپ کے ریٹائرڈ افراد کی تعیناتی "سیکورٹی" اغراض کی خاطر بذریعہ اخباری اشتہار بھی کی گئی تھی۔

بہر حال ہمارا استفسار جناب پروفیسر صاحب سے صرف اتنا ہے کہ آیا ان کا انقلاب، اسلامی انقلاب ہوگا یا بریلوی انقلاب؟ کیونکہ قوم جہاں اسلام کے نام پر جمع ہو سکتی اور قربانی دے سکتی ہے وہاں یہ خدشہ بھی موجود ہے کہ اگر کوئی ایک فرقہ اپنا انقلاب یہاں لانا چاہے تو دوسرے فرقے لازماً اس کی مخالفت کریں گے اور اس طرح فرقہ واریت کی آگ میں سب کچھ بھسم ہو کر رہ جائے گا۔

رانا صابر نظامی ادارہ تفہیم الاسلام اردو بازار۔لاہور

☆☆☆

مولانا حکیم محمد صادق[1] فاضل حقانیہ مردان

۲۹/مارچ ۶۴ء (دعا کی درخواست)

مخدومی المعظم اُستاذی المحترم صاحب الفضائل زید مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔میں خیریت سے ہوں اور خیریت آپکی خداوند کریم سے نیک چاہتا ہوں۔حال یہ ہے کہ میں اس سال مدرسہ عربیہ، اسلامیہ، نیوٹاؤن آیا ہوں چونکہ مجھے اُردو کی بڑی تکلیف تھی لہٰذا میں نے اپنے مادرِ علمی اور مخلص و مشفق اساتذہ چھوڑ کر آیا ہوں۔ یہاں میں درجہ رابعہ میں داخل ہو گیا ہوں۔نور الانوار، قطبی، الاختیار، مقامات، جزری وغیرہ کتب پڑھتا ہوں۔آپ اپنے ناچیز شاگرد کیلئے دعائیں فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ عالم باعمل بنائے اور ذہن اور حافظہ میں وسعت فرمائیں اور امراضِ جسمانی اور روحانی سے محفوظ فرمائیں۔میں آپ کیلئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپکے حج کو حج مقبول فرمائیں اور اللہ تعالیٰ آپکو خیریت کیساتھ واپس گھر کو پہنچائیں۔میں نے کتابوں کی رقم 13 روپے چھ آنے بذریعہ منی آرڈر بنام مولانا الحاج سلطان محمود صاحب بھیجی ہے۔آپ مہربانی کر کے ایک سفید رومال سیاہ چوخانوں والا ڈیڑھ گز سے زائد میرے لئے لے آئیں بڑی مہربانی ہوگی۔

---

[1] ایک مخلص وفا شعار تلمیذ، مردان کے قریب رشکئی کے رہنے والے، فراغت حقانیہ سے ہوئی، مگر نوجوانی میں ایکسیڈنٹ کے حادثہ میں شہید ہو گئے۔

آتے ہی فوراً میں آپکو رقم دوں گا، رقم کی کوئی فکر نہ کریں۔
آپ نے بندہ کیساتھ بے حد احسانات اور محنت کیے ہیں میں انشاء اللہ کبھی نہ بھولوں گا اور شکرگزار رہوں گا۔
تاکیدً عرض ہے کہ آپ جس مقام میں ہے یہ نہایت مقدس مقام ہے بندہ کیلئے دعائیں فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ عالم ربانی باعمل بنائے۔اور اللہ تعالیٰ بندہ کو بھی وہاں کی دیدار نصیب فرمائیں۔باقی اپنے خیریت سے مطلع فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔ میں جواب کا شدید منتظر رہوں گا۔ فقط والسلام

میری طرف سے اور مولانا شفیق الرحمان صاحب اور مولانا احمد الرحمان صاحب کیطرف سے سلام۔

طالب دُعا محمد صادق پشاوری کمرہ نمبر ۱۹ متعلم مدرسہ عربیہ اسلامیہ
نیوٹاؤن جمشید روڈ کراچی نمبر ۵ (مغربی پاکستان)

☆☆☆

قاضی مولانا محمد صادق مغل[۱] راولپنڈی
مترجم فتاویٰ عالمگیری

(۱)

(شیخ کی وفات لامحدود مجاہدین کا آزمودہ کار جرنیل)

بخدمت مکرم ومحترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ومولانا عبدالقیوم صاحب مدظلہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔بڑے حضرت جی کے سانحہ انتقال سے یہاں ہم سب کو از حد افسوس ہوا۔اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ؎ زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے۔
علم وزہد کی دنیا میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا۔اسلام کا ایک ایسا آزمودہ، کار جرنیل رخصت ہو گیا ہے جنہوں نے لامحدود مجاہدین سر بکف تیار کئے۔جنہوں نے علوم دینیہ کی ایسی قندیلیں روشن کیں جو رہتی دنیا تک فروزاں رہیں گی۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ درجات بلند فرمائے۔ اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ والحقہ بنبیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

والسلام مع الاکرام مولانا محمد صادق

(۲)

(حنفی تحقیقات اور اکثریت جمہور اصناف کا مسلک)

مملکت خداداد پاکستان اپنے اساسی ،نظریاتی اور آئینی اعتبار سے نہ صرف اسلامی ہے بلکہ جمہوری بھی ہے۔یہاں جمہوریت کے بغیر نفاذ اسلام ناقابلِ عمل اور اسلام کے بغیر جمہوریت ناقابلِ قبول ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ مملکت اسلام اور جمہوریت کے حسین امتزاج اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مقدس نام سے موسوم ہے۔مملکتِ پاکستان کے اسلامی قرار پانے کے نتیجہ میں یہاں غیر مسلموں کے جائز حقوق کا

[۱] ابن حافظ قادری ناظم تعلیمات جامعۃ العلوم الشرعیہ

تحفظ ضرور ہے مگر یہاں پر اسلام کی بالا دستی ایک طے شدہ امر ہے۔ یہاں جمہور اہلِ اسلام کے ہاں مسلمہ ہر اسلامی فرقہ خواہ آبادی کے لحاظ سے اقلیت میں ہو یا اکثریت میں اسے اپنے شخصی احوال کے ہر شعبہ میں اسلام کے تفصیلی احکام پر عمل پیرا ہونے کیلئے، قرآن وسنت کی ان تعبیرات، تشریحات اور ترجیحات کے مطابق زندگی بسر کرنے کا پورا حق حاصل ہے جو خود اُس اسلامی فرقہ کا معتمد مسلک ہے۔ اور اس کے جمہوری قرار پانے کے نتیجہ میں یہ جمہوری مملکت جس طرح دیگر درپیش امور کے سرانجام دینے کی سرکاری پالیسی میں جمہور کی رائے ملحوظ رکھنے کی پابند ہے اسی طرح اسلام کے عمومی احکام اپنانے کی سرکاری پالیسی میں قرآن وسنت کی اُن تعبیرات، تشریحات اور ترجیحات کو مأخذ بنانے کی پابند ہے جو یہاں کی آبادی کی اکثریت کا معتمد مسلک ہے۔ اور چونکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عوام کی اکثریت اور جمہوریت اہل سنت والجماعت احناف کی ہے اور یہاں کے جمہور عوام قرآن وسنت کی تعبیرات، تشریحات اور ترجیحات میں حنفی تحقیقات پر اعتماد کرتے ہیں، لہٰذا یہاں اسلام کے عمومی قوانین اور نفاذِ اسلام میں سرکاری پالیسی کا مأخذ حنفی تحقیقات قرار پانا یہاں کے عوام کا مسلمہ جمہوری حق ہے اس جمہوری حق کی ادائیگی سے ہی اس مملکت کا اسلامی اور جمہوری تشخص قائم قرار پاتا ہے اور اسی سے یہ مملکت حقیقی طور پر اسم با مسمیٰ اسلامی جمہوریۂ پاکستان قرار پاتی ہے۔ پس یہاں نفاذِ اسلام کیلئے سرکاری پالیسی کے مأخذ کے طور پر معتمد حنفی تحقیقات کے جائز جمہوری تقاضا کو ملحوظ رکھنا ہی جمہور عوام کے لیے باعثِ اطمینان اور ملک وملت کے لیے موجبِ استحکام ہے۔

(۳)

(قانون توہین رسالت میں مجوزہ ترامیم)

گذشتہ دنوں پارلیمنٹ نے یہ تجویز منظور کی ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کے لیے قانوناً موت کی سزا مقرر ہونی چاہیے ایسے قانون میں درج ذیل ترمیمات کے مطالبہ کی ضرورت ہے۔

۱۔ ایسا قانون پاکستان کے غیر مسلموں کے لیے تو یوں کفایت کرسکتا ہے کہ کوئی صاحب ہوش وحواس میں غیر مسلم شہری ایسے جرم کا مرتکب قرار پائے تو وہ قانون کی گرفت میں آسکے مگر پاکستان کے مسلمانوں کے لیے اس میں مزید جامعیت کی ضرورت ہے۔

۲۔ گو ایک مسلمان سے ایسے جرم کا ارتکاب کا امکان، امکانِ بعید ہے تاہم بطور سدباب مسلمانوں کے لیے ایسے قانون میں جامعیت چاہیے مثلاً یوں ہو کہ پاکستان کا کوئی بھی عاقل بالغ مسلمان محض اختیاری طور پر اگر ضروریات دین میں سے کسی مسلمہ اہم امر مثلاً توحید و رسالت قرآن مجید، ختم نبوت اور آخرت کا منکر یا خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں توہین کا مرتکب قرار پا کر مشرک یا کافر یا زندیق قرار پائے تو اسے ایسے جرم میں قانوناً بطور مرتد، موت کی سزا مقرر ہونی چاہیے۔

۳۔ مذکورہ قانون میں انتہائی احتیاط اور مکمل تحفظ بھی لازمی ہے اس لیے کہ پاکستان میں مسلمان کہلانے والے کئی فرقے ہیں، ان کے نظریات میں اختلاف بلکہ مخالفت بھی ہے عین ممکن ہے کہ کسی فرقہ کا کوئی فرد اپنے مخصوص معیار کی رو سے دوسرے فرقہ کو ایسا الزام دے کر مذکورہ قانون کا سہارا لینے اور فرقہ واریت کو مزید ہوا دینے کی کوشش کرے لہٰذا اس میں احتیاط و تحفظ کے لیے ضروری ہے کہ اگر مذکورہ الزام لگانے والا المدعی، وہ جرم ثابت کرنے میں ناکام رہے تو اس کے لیے بھی قانوناً وہی سزا مقرر ہونی چاہیے۔ تاکہ شانِ توحید و رسالت اور تحفظ وحدت امت ملحوظ رہیں۔

مولانا محمد صادق مغل، ناظم مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیری راولپنڈی پاکستان

مولانا سید شاہ صبغۃ اللہ بختیاری

(فاضل دیوبند استاد شعبہ دینیات دار العلوم باقیات الصالحات ویلور جنوبی ہند)

(۱)

ویلور مدراس جنوبی انڈیا، یکم ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ

محترمی و مکرمی دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ آپ کے رسالہ الحق کا اشتہار ''الرحیم'' میں پڑھا اور دل نے بے ساختہ درخواست کرنے پر مائل کر دیا اگر آپ مہربانی فرمائیں تو پرچہ حسبۃ لِلّٰہ جاری فرما سکتے ہیں، آپ کے ہاں اس طرح ''فیضان'' ہوسکتا ہے۔ فقط والسلام دعا گو دعا جو سید شاہ صبغۃ اللہ بختیاری (استاذ شعبہ دینیات دار العلوم باقیات صالحات ویلور مدراس جنوبی ہند)

(۲)

۲۵ جون ۱۹۶۸ء (الحق اور البلاغ کے مدیروں کو دل سے دعائیں)

عزیز مکرم ادام اللہ عمرکم وزادنی علمکم وعملکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، الحق نہیں آرہا ہے پریشانی ہے ماشاء اللہ آپ الحق کے ذریعہ اور مولوی تقی صاحب البلاغ کے ذریعے جو خدمت دینی انجام دے رہے ہیں دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ آپ کے والد صاحب اور ان کے والد صاحب کا سایہ اللہ سلامت رکھے۔ ادارہ تحقیقات اسلامی پر آپ کے مضامین قابل قدر ہیں آپ کے والد ماجد صاحب کو سلام عرض ہے۔

والسلام دعا گو، دعا جو سید شاہ صبغۃ اللہ بختیاری، استاد فقہ وحدیث باقیات صالحات عربی کالج ویلور، مدراس، ساوتھ انڈیا۔

☆☆☆

مولانا صدر الشہید صاحب[1] بنوں

(۱)

۲۸ مارچ ۱۹۶۶ء (مولانا عجب نور کی وفات)

مکرمی جناب قبلہ زید مجدکم ومعالیہ العالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج باخیر وخیریت طرفین نصیب باد۔ جناب کو بخوبی معلوم ہے کہ ہم خادمان مدرسہ حضرت علامۂ وقت استاذ الاساتذہ[2] کے سرپرستی اور برکات سے محروم ہوگئے ہیں۔ فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تریدو اللہ خیر حافظاً وهو ارحم الراحمین۔ ہم الحق کی تعزیتی پروگرام سے حقا مشکور ہیں۔ گذشتہ سال حضرت کے علالت کی وجہ سے مدرسہ کا سالانہ جلسہ نہ ہوسکا اب اراکین مدرسہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سالانہ دستار بندی جلسہ ۲۵، ۲۶ مئی ۱۹۶۶ء کو کیا جاوے۔ نیز اراکین نے جناب کا اسم گرامی بھی تجویز فرمایا ہے۔ امید ہے کہ جناب والا مقررہ تاریخوں پر تشریف لا کر جلسہ کے رونق کو دوبالا کرنے

---

[1] مولانا صدر الشہید مدرسہ معراج العلوم بنوں کے مدیر، جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما، قومی اسمبلی کے رکن، جمعیۃ میں اختلاف کے بعد مولانا عبید اللہ انور مرحوم کی جگہ سیکرٹری جنرل بنے۔ ان کے بعد ذمہ داری احقر پر ڈالی گئی، آخر وقت تک حضرت درخواستی کی قیادت میں ناچیز کا ساتھ دیتے رہے۔

[2] حضرت مولانا عجب نورؒ، اکابر علماء مفتی محمودؒ وغیرہ کے استاد تھے۔

کے علاوہ مدرسین اور کارکنان مدرسہ کیلئے باعث تسلی وتسکین ثابت ہونگے۔صاحب زادگان کو تسلیمات معروض ہیں۔

والسلام صدرالشہید غفرلہ

(۲)

۲۱رفروری ۱۹۸۶ء (جے یو آئی (س) کا کراچی میں نفاذ شریعت کانفرنس)

بگرامی خدمت زید مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج گرامی؟ گزارش ہے کہ حضرت الآمیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم نے کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس ۶ر مارچ ۸۶ء بروز جمعرات صبح دس بجے جامعہ انوار القرآن آدم ٹاؤن ۱۷؍۱۱ نارتھ کراچی میں طلب فرمالیا ہے جس میں مندرجہ ذیل امور کے بارے میں فیصلے کئے جائیں گے انشاء اللہ العزیز۔

(۱) رکن سازی اور تنظیم نو کی صورت حال (۲) منشور کمیٹی اور پالیسی ساز کمیٹی کے قیام کی تجویز (۳) سینیٹ میں پیش کردہ نفاذ شریعت بل کے لئے عوامی رائے کے منظم حصول کا طریق کار (۴) دیگر امور باجازت صدر اجلاس

اجلاس میں مرکزی مجلس عاملہ کے ارکان کے علاوہ صوبائی امراء ونظماء اور دیگر سرکردہ احباب کو بھی مدعو کیا جارہا ہے۔نیز اجلاس کے بعد ۷ر مارچ ۸۶ء بروز جمعۃ المبارک ۱۱ بجے دن نشتر پارک کراچی میں جمعیۃ علماء اسلام کے زیراہتمام نظام شریعت کانفرنس منعقد ہورہی ہے۔ جس میں چاروں صوبوں کے سرکردہ زعماء خطاب فرمائیں گے۔انشاء اللہ العزیز۔

اجلاس اور کانفرنس دونوں پروگراموں میں آنجناب کی شرکت ازحد ضروری ہے ازراہ کرم کراچی تشریف آوری کے پروگرام سے امیر کراچی مولانا فداء الرحمٰن درخواستی مہتمم جامعہ انوار القرآن آدم ٹاؤن ۱۷؍۱۱ نارتھ کراچی کو آگاہ فرمائیں۔ والسلام

منجانب (مولانا) صدرالشہید ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

☆☆☆

حافظ محمد صدیق انور

ایڈیٹر ہفت روزہ پاکستانی لائل پور

۱۰رمارچ ۱۹۵۹ء (اخبار پاکستانی کا بریلویت کا تعاقب O قاری طیب کی تقریر)

مکرمی ناظم صاحب، سلام مسنون ہفت روزہ پاکستانی لائل پور سے آپ اچھی طرح متعارف ہونگے کہ یہ اخبار ہندوپاک میں علماء دیوبند اہل سنت کا بے باک واحد اخبار ہے، جو رضاخانی بریلوی جماعت کے اخبارات کے خرافات کا دندان شکن جواب دیتا ہے۔اسکا ایک پرچہ عریضہ کے ساتھ ہی ارسال خدمت ہے۔ملاحظہ فرمالیں۔

''ترجمان اسلام'' لاہور میں قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی مرتبہ تقریر کا پڑھا کہ آپ نے اسے شائع کردیا ہے مہربانی فرماکر اسے ''پاکستانی'' میں شائع کرنے کیلئے تقریر کا ایک نسخہ مفت مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرما کر ممنون فرمادیں۔

شکریہ :ایڈیٹر ہفت روزہ ''پاکستانی'' ۳ ڈگلس پورہ لائل پور

صاحبزادہ محمد صدیق شاہ حقانی الازہری[1] پاڑاچنار

(۱)

جون ۲۷ء ۱۹ء (علماء اور وکلاء کا قانون سازی میں باہمی تعاون کی ضرورت O مسٹر بروہی اور علماء)

ملک کی تینوں برسر اقتدار پارٹیوں نے ملک میں اسلامی نظام رائج کرنے کا وعدہ کیا تھا۔اور جب تک موجودہ قوانین کو اسلامی سانچہ میں نہ ڈھالا جائے۔ یہ وعدہ پورا نہیں ہوسکتا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا علماء کرام موجودہ قوانین کو جدید تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسلامی سانچہ میں ڈھال سکتے ہیں یا اس فریضہ کو صرف قانون دان وکلاء ہی انجام دے سکتے ہیں۔ اس سوال کا عملی اور معقول جواب تو مولانا مفتی محمود کی حکومت نے یہ دیا کہ علماء اور قانوندان ہر دو حضرات پر مشتمل ایک آئین ساز کمیٹی قائم کرنے کا اعلان کیا جائے تا کہ جدید تقاضوں کے ساتھ ساتھ اسلامی قوانین کی وسعت اور گہرائیوں کا پورا لحاظ رکھا جاسکے۔ مگر تعصب، حسد اور جہل سے بھر پور جواب ہمارے ایک بڑے قانون دان مسٹر اے کے بروہی نے خیبر کالج پشاور میں یہ کہہ کر دیا کہ علماء موجودہ قوانین کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور یہ کہ علماء چند مسائل کے علاوہ کچھ نہیں جانتے کیونکہ یہ چند تفاسیر پڑھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ بروہی صاحب کے اس بیان پر ملک میں بجا طور پر تعجب ہو رہا ہے۔ فرنگی دور نے علماء اور مسٹر طبقہ میں جو نفرت اور بعد پیدا کرنے کی سعی کی ہے بروہی صاحب نے اس حربہ سے کام لیکر علماء دشمنی اور بے جانبداری اور نخوت کا مظاہرہ کیا۔ اگر علماء چند تفاسیر و احادیث کی کتابوں کی بناء پر یہ صلاحیت نہیں رکھتے تو بروہی صاحب جیسے لوگوں کی تو چند ایسی کتابیں بھی نہیں بلکہ ان کے غلط سلط تراجم اور وہ بھی مستشرقین کے ترجمہ کئے ہوئے معلومات پر اسلامی قانون کی ترجمانی کا حق کس طرح مل سکتا ہے۔ اس وقت چاہیے کہ قدیم وجدید میں منافرت پیدا کرنے والی باتوں سے احتراز کریں۔ اگر بروہی صاحب یہ کہتے کہ قانون سازی کا یہ کام علماء اور وکلاء کو باہمی تعاون سے کرنا چاہیے۔ تو یہ بات انکی شہرت اور نیک نامی سے جوڑ کھاتی مگر اب تو ان کی "اسلام پسندی" کا بھانڈا پھوٹ گیا ہے۔

(۲)

لیبیا ۲۰/ستمبر ۱۹۸۸ء (شیخ الحدیث کی تعزیت)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم۔ بعد از سلام عرض ہے کہ ایک دوست کے خط سے پتہ چلا۔ کہ آپ کے والد محترم اور ہم سب کے پیر و مرشد اور سرپرست ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دربار میں دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ پسماندگان کو صبر دے اور ان کی جلائی ہوئی شمع کو ہمیشہ روشن رکھے۔ مجھ گنہگار کو بھی ان کی محفل میں کچھ دیر بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ جس کیلئے میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر گزار ہوں۔ اس دفعہ خیال تھا کہ لیبیا سے آؤں گا تو ان سے کچھ اور فیض حاصل کرونگا۔ لیکن میری بدنصیبی نے یہ موقع ہی نہیں دیا۔ بہرحال دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ ان کے مشن کو آگے بڑھائیں۔ آمین محمد صدیق غریان۔ لیبیا

---

[1] دارالعلوم کے فیض یافتہ، میرے ابتدائی کتب کے ہمدرس۔ تکمیل علم جامعہ ازہر میں کی، پشاور یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے پھر دینی مدارس میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ مرحوم کا تعلق بڈھ بیر نزد پشاور سے تھا۔

ڈاکٹر پروفیسر صغیر حسن معصومی[1]

ڈائریکٹر ادارۂ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

(۱)

(قادیانی مسئلہ حل ہونے کے بعد امتناع قادیانیت کیلئے ایکٹ اور دیگر اقدامات کرنے کے کام)

۲۵ اکتوبر ۱۹۷۴ء

جناب مکرمی ایڈیٹر صاحب ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے استفسار کے جواب میں یہ چند سطریں مرسل ہیں:۔

۱۔　قادیانی مسئلہ کے حل پر ہم حکومت کو مبارک باد دیتے ہیں کہ نہایت عمدہ اور مناسب حل عوام اور خصوصاً علماء کرام کے مطابق، اسمبلی سے پاس کرالیا۔ اس حل سے اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کو خاص طور پر اور عام مسلمانوں کو عام طور پر سرخروئی عطا کی۔ فرزندان توحید حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ختم نبوت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حکومت نے اس عقیدے کی حرمت کو قائم رکھنے میں سرتوڑ کوشش کی ہے اور اس عقیدے کے مخالفین کو دشمن اسلام قرار دیا ہے۔

۲۔　چونکہ قادیانی فتنہ چاردانگ عالم میں پھیل چکا ہے اس لئے اس کے دینی اور سیاسی اثرات دور کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر احمدی یا قادیانی حکومت کے شناختی کارڈ یا پاسپورٹ یا ڈومیسائل سرٹیفکیٹ پر قادیانی یا احمدی ہونے کا برملا اظہار کرے۔ اگر ایسی تدبیر اختیار نہ کی گئی تو یہ لوگ نفاق اختیار کرکے اور حلفیہ اپنے کو مسلمان اور ختم نبوت کا معتقد قرار دیکر مسلمانوں کو ہمیشہ دھوکا دینے کی کوشش کریں گے۔ اور پھر اندرون و بیرون ملک میں ملت اسلامیہ کو نقصان پہنچانے سے کسی طرح باز نہ آئیں گے۔

۳۔　غرض اس فتنہ سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ حکومت پاکستان کوئی ایکٹ پاس کرکے ہر احمدی اور قادیانی کو اپنے عقیدے کے اظہار کرنے پر مجبور کرے۔ جب ان کو غیر مسلم قرار دیا جاچکا ہے تو ان کی تعداد کی مناسبت سے ان کو حقوق دیئے جائیں، اور ہر شعبے میں اسی مناسبت سے ان کے حقوق کی نگہداشت کی جائے۔

بنابریں عقیدۂ ختم نبوت کے راسخین اُس وقت حقیقی مسرت محسوس کر سکتے ہیں، جب کہ حکومت پاکستان اپنے عملی اقدام سے دنیا پر واضح کردے کہ اہل نفاق احمدی و قادیانی اور صحیح العقیدہ مسلمانوں میں امتیاز و فرق نمایاں ہے۔ یا خود حکومت کے الفاظ میں بعض غیر مسلموں کو مسلمانوں کے حقوق و امتیازات نہیں دیئے جارہے ہیں۔

اہل علم حضرات اسی وقت اطمینان کی سانس لے سکتے ہیں۔ جب کہ اہل نفاق صحیح طور پر توبہ کرکے مسلمانوں کے گروہ میں شامل ہو جائیں۔ گھل مل کر رہیں، ان کی مسجدوں میں آئیں، اور میل و محبت سے زندگی گزاریں۔

والسلام　ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی　پروفیسر ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

---

[1] پروفیسر صاحب اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اسلام آباد سے منسلک رہے۔ (ادارہ تحقیقات اسلامی) کے ڈائریکٹر رہے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں

(۲)

(ادارۂ تحقیقات اسلامی پر نکتہ چینیاں اور اصل صورتحال کی وضاحت)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ادارۂ تحقیقات اسلامی کے متعلق ایک عرصہ سے ملک کے پریس میں اداریوں، خبروں اور خطوط کی شکل میں نکتہ چینیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ ایک قومی ادارہ ہے۔ پریس ملک وقوم کا ضمیر اور اس کی زبان ہوتا ہے اس کو اس بات کا پورا حق حاصل ہے کہ وہ قومی اداروں کا احتساب کرے۔ ادارہ ہر تعمیری تنقید کا خیر مقدم کرتا ہے اور اس کی روشنی میں اپنی پالیسیوں کا جائزہ لے کر اپنی خوبیوں اور خامیوں کو پرکھتا ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس ادارے کے متعلق جو باتیں ملک کے اخبارات ورسائل میں شائع ہوئی ہیں بالعموم ان میں سے بیشتر بے بنیاد اور بعید از حقیقت ہوتی ہیں۔ اس لئے ان باتوں کو بنیاد بنا کر جو کچھ رائے زنی کی جاتی ہے اسے بھی بجا نہیں کہا جاسکتا۔ مثال کے لئے صرف چند باتوں کا جائزہ لے کر ہم آپ کو یہ احساس دلانا چاہتے ہیں کہ ہمارا پریس ادارے کے متعلق جو مواد شائع کرتا ہے اس کی نوعیت کیا ہوتی ہے، ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ان اخبارات ورسائل کا ذریعہ معلومات کیا ہے۔ اور ہمارا ذمہ دار پریس ایسا مواد جس سے کسی کی ذات مجروح ہوتی ہو شائع کرنے سے پہلے تحقیق کی ضرورت کیوں محسوس نہیں کرتا۔

ابھی حال ہی میں امروز اور نوائے وقت نے اپنے اخباری کالموں میں ادارے کے متعلق کچھ مواد شائع کیا ہے اور اس کو بنیاد بنا کر دوسرے اخبارات ورسائل نے بھی اپنے قارئین کو ادارے کے متعلق معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ نیز طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا ہے۔ ابھی تک ہمارا طریق یہ رہا ہے کہ مت کہو کہ برا کرے کوئی۔ لیکن ایک غلط بات مسلسل کہی جاتی رہے اور دوسری طرف سے صحیح بات پیش نہ کی جائے تو لوگ غلط ہی کو صحیح سمجھنے لگتے ہیں۔ نوائے وقت نے لکھا ہے کہ ادارے کے سربراہ کو تین ہزار تنخواہ اور ایک ہزار سے زائد الاؤنس ادا کئے جاتے ہیں حالانکہ سربراہ کو مجموعی طور پر جو تنخواہ ملتی ہے وہ کل ڈھائی ہزار (۲۵۰۰) روپے فکسڈ ہے۔ اور مکان کا کرایہ ۵۰۰ روپے جو اسلام آباد میں سرکاری محکموں کے مقابلہ میں ایک کلرک یا اسسٹنٹ کے برابر بھی نہیں۔

سیکرٹری کی جگہ جو صاحب کام کر رہے ہیں وہ وزارت اطلاعات کے ایک سیکشن آفیسر ہیں اور ادارے میں ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ہیں، ان کو وہی حقوق ومراعات ادارے کی طرف سے حاصل ہیں جو اپنے اصل ڈیپارٹمنٹ میں حاصل تھیں۔ اخبار مذکور نے لکھا ہے کہ سیکرٹری کو تنخواہ اور دیگر مراعات کی شکل میں چھ ہزار (۶۰۰۰) روپے ماہانہ ادا کئے جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت اس سے مختلف ہے۔ سیکریٹری کو سلیکشن گریڈ میں آخری تنخواہ کے طور پر پندرہ سو (۱۵۰۰) روپے ماہوار ملتے ہیں۔ تنخواہ کا ۲۰ فیصد یعنی ۳۰۰ روپے بطور ڈیپوٹیشن ہے حکومت نے الگ منظور کئے ہیں اس طرح ان کو کل اٹھارہ سو (۱۸۰۰) روپے ماہوار ادا کئے جاتے ہیں۔ مکان کی سہولت انہیں اس درجہ کی حاصل ہے جس کے گورنمنٹ ملازم کی حیثیت سے وہ حقدار ہیں۔

سن ۱۹۶۲ء سے ستمبر سن ۱۹۷۲ء تک ادارے پر جو رقم خرچ ہوئی ہے وہ ایک کروڑ کے لگ بھگ بنتی ہے۔ جو ملازمین کی تعداد اور کام کے پھیلاؤ کو دیکھتے ہوئے کچھ زیادہ نہیں۔ آمد وخرچ اور کارکردگی کے متعلق نیشنل اسمبلی کے حالیہ اجلاس میں مفصل اعداد وشمار پیش کئے جاچکے ہیں اور جن کی رپورٹ اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ اس رقم میں ملازمین (جن کی تعداد ۱۰۴ تک تھی) کی تنخواہوں کے علاوہ نادر کتب پر مشتمل ایک جامع لائبریری کا خرچ بھی شامل ہے اس لائبریری میں اب تک تیس ہزار (۳۰۰۰۰) کے قریب دینی اور علمی کتب جمع کی جاچکی ہیں جن کی مالیت قیمت خرید کے اعتبار سے بیس لاکھ (۲۰۰۰۰۰) کے لگ بھگ ہے۔ مخطوطات ومصورات جن کی تعداد چار سو ہے وہ الگ ہیں۔ جدید مشینوں پر مشتمل ایک پریس ہے جو ادارے کی کتابیں اور رسالے چھاپتا ہے۔ ایک مائکروفلم یونٹ ہے جو نایاب کتابوں کی فلمیں اور فوٹو

اسٹیٹ کا پیاں تیار کرتا ہے۔

اخباری رپورٹ میں ادارے کی مطبوعات کی تعداد صرف دس بتائی گئی ہیں جب کہ ان کی مجموعی تعداد ۳۲ ہے۔ مزید کچھ کتابیں زیر طبع ہیں اور بعض طباعت کے لئے تیار۔ ادارے کی فہرست مطبوعات سے جو منسلک ہے اس بیان کی صداقت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس میں چار رسالوں کا خرچ بھی شامل ہے۔ انگریزی، عربی اور اردو کے رسالے اب بھی پابندی سے شائع ہورہے ہیں۔ بلکہ جولائی سن ۱۹۷۲ء سے بند کردیا گیا ہے۔

یہ وہ باتیں ہیں جن کا تعلق اعداد و شمار سے ہے اور دو دو چار قسم کی ہیں۔ آپ خود ہی اندازہ لگائیے کہ حقیقت اور خبر میں غلط اور صحیح کا تناسب کیا ہے۔ اور خبر کا ذریعہ صداقت اور دیانت داری کے اعتبار سے کیا درجہ رکھتا ہے۔ اور اگر یہ ذرائع حساب کتاب میں اس حد تک جھوٹ سچ سے بے نیاز ہوسکتے ہیں تو باقی امور جن کا تعلق افکار و خیالات سے ہے اور جن میں اختلاف رائے نیز پروپیگنڈے کی بڑی گنجائش ہے ان کا ذکر ہی عبث ہے۔

مدیران اخبارات و رسائل سے ہماری گزارش ہے کہ وہ ادارہ تحقیقات اسلامی کے متعلق کچھ لکھنے سے پہلے معتبر اور اصل ذرائع سے حقائق اور صحیح معلومات حاصل کرلیا کریں تو ادارہ جھوٹے پروپیگنڈے کے نقصان سے اور خود اخبارات و رسائل غلط خبروں کی اشاعت کی ذمہ داری سے بچ جائیں گے۔ کہ ایسی بے سروپا خبروں کی اشاعت یقیناً غیر اسلامی ہے اور ایک سچے مسلمان کے شایان شان نہیں کہ افترا پردازی اور بہتان طرازی کو اپنا دین وایمان سمجھے۔ (محمد صغیر حسن معصومی) ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

☆☆☆

لیفٹیننٹ جنرل (ر) صغیر حسین[1]

سفیر پاکستان متعینہ اردن

۱۴ ستمبر ۱۹۸۸ء (مولانا عبدالحق کی تعزیت ○ میرا سفر اردن)

جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ آپ کے والد بزرگوار شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی وفات کی خبر پڑھ کر بہت دکھ ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مولانا صاحب کے انتقال سے ملک ایک ممتاز عالم دین سے محروم ہوگیا ہے۔ میں مرحوم کو اس زمانے سے جانتا ہوں جب میں کپتان تھا۔ بھائی جان منیر صاحب کے ساتھ ہماری اکثر ملاقاتیں مولانا صاحب مرحوم سے ہوا کرتی تھیں۔ مولانا صاحب مرحوم نہ صرف خود ایک عالم دین تھے بلکہ ان سے ہزاروں علماء نے فیض حاصل کیا۔ ہم آپ کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔

اللہ رب العزت کی رحمت کی گھٹائیں مرحوم کی مرقد پر ہمیشہ گل افشانی کرتی رہیں۔ خداوند کریم مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور آپکو اور آپکے تمام اہلِ خانہ کو صبر جمیل فرمائے۔ (آمین) آپکا مخلص صغیر حسین۔ سفیر پاکستان برائے اردن

---

[1] سفیر پاکستان متعینہ اردن، جنرل منیر حسین کے بھائی، ۱۹۸۸ء میں مجھے بمعہ اہل وعیال براستہ عمان (اردن) سعودی عرب جانا ہوا۔ ایک دن عمان میں پرواز کا وقفہ تھا، صبح سے شام تک عمان کے تاریخی آثار اور اصحاب کہف، بحیرۂ مردار اور حضرت شعیبؑ وغیرہ کے مزارات کی زیارت کرائی اور مہمان نوازی سے نوازا۔

جناب خواجہ محمد صفدر[1]

چیئرمین وفاقی مجلس شوریٰ پاکستان

(۱)

۱۱/اگست ۱۹۸۳ء (وفاقی مجلس شوریٰ O چیئرمین پینل)

محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں ابھی[2] آپ کو بلوا رہا ہوں۔ مہربانی فرما کر آپ ایوان میں تشریف رکھیں۔ شکریہ 12:30 بجے کے قریب آپکو زحمت دونگا۔

خواجہ محمد صفدر

(۲)

۲۷/جولائی ۱۹۸۳ء (وائس چیئرمین ''وفاقی مجلس شوریٰ'' بنانے کی اطلاع)

NOTIFICATION

No F 6(3)/83-Legis. In pursuance of Article 6 of the Federal Council (Majlis-e-Shura) Order, 1981 (P.O No 15 of 1981), the names of the members of the Federal Council (Majlis-e-Shura) appointed as Vice-Chairmen under clause (2) of Article 4 of the 23rd July, 1983, are hereby published:-

(1)	Syed Moin-ud-Din	(Pubjab)
(2)	Dr (Mrs) Ameena Ashraf	(Sind)
(3)	Maulana Samiul Haq	(N.W.F.P)
(4)	Mr Gridharilal Bhatia	(Baluchistan)

(M.A Haq) Secretary

(۳)

یکم جنوری ۱۹۸۴ء (تعزیت کا شکریہ)

جناب محترم حضرت مولانا صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا پرخلوص تعزیتی پیغام موصول ہوا۔ آپکی دعاؤں اور نیک تمناؤں کیلئے میں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بے پایاں فضل وکرم سے آپ کو نوازے آمین۔ آپکی دعاؤں کا محتاج

خواجہ محمد صفدر

۱۔ مشہور مسلم لیگی رہنما، صدر ضیاء الحق کے قائم کردہ وفاقی مجلس شوریٰ کے چیئرمین، دورہ مصر وسعودی عرب وغیرہ میں ان کی رفاقت سے محظوظ ہوئے۔

۲۔ وفاقی مجلس شوریٰ کے پینل میں مجھے نائب چیئرمین نامزد کیا گیا، ۱۱/اگست کے اجلاس میں اجلاس کے چیئر کرانے کا ذکر ہے۔ (مرتب)

(۴)

۱۲ مئی ۱۹۸۷ء　　(کتابوں کا شکریہ)

محترمی و مکرمی مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ "قادیان سے اسرائیل تک" اور قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ دونوں کتابیں ملیں دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے محترم قبلہ مولانا صاحب کی خدمت میں میرا مؤدبانہ سلام عرض کریں۔　　والسلام　نیاز کیش خواجہ محمد صفدر

☆☆☆

صلاح الدین احمد[1] ایڈیٹر مشرق پشاور

۱۹۹۵ء　　(مولانا کوثر نیازی کی برسی)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب جنرل سیکرٹری جمعیۃ العلماء اسلام پاکستان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ پاکستان کے ممتاز سکالر جناب مولانا کوثر نیازی مرحوم کی پہلی برسی 19 مارچ 1995ء کو منائی جارہی ہے۔ اس موقع پر مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے سہ پہر تین بجے ہوٹل ہالیڈے ان اسلام آباد میں مولانا کوثر نیازی قومی کانفرنس کا انعقاد کیا جارہا ہے۔

آپ کو اس اہم قومی اجتماع سے خطاب کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ امید ہے باضابطہ دعوت نامہ آپ تک پہنچ گیا ہوگا۔

میں انتہائی ممنون ہوں گا اگر اپنی رضامندی سے بروقت آگاہ کردیں۔ (شکریہ)

مخلص　صلاح الدین احمد　(ریذیڈنٹ ایڈیٹر)　رکن انتظامی کمیٹی　مولانا کوثر نیازی قومی کانفرنس

☆☆☆

محمد صلاح الدین شہید[2] مدیر تکبیر کراچی

(۱)

۱۱ رجون ۱۹۸۷ء　　(تبادلہ استثنائی معاملہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا۔ "تکبیر" سے آپکی دلچسپی کا شکریہ۔ ہم نے ابھی تک کسی ماہنامہ کے تبادلہ میں ہفت روزہ تکبیر جاری نہیں کیا۔ لیکن آپ کا معاملہ استثنائی ہے، آپ کو پرچہ جاری کیا جارہا ہے۔

والسلام　محمد صلاح الدین　مدیر تکبیر۔ کراچی

(۲)

۲۲ ستمبر ۱۹۸۸ء　　(حقانیہ جہاد کے جذبۂ خالص کی کان ○ مولانا عبدالحق کو خراج تحسین ○ تلامذہ متاع علم اور دولت ایمان کے حامل)

برصغیر کے ممتاز عالم دین شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انکا انتقال پرملال ملت اسلامیہ کے لئے صدمہ

---

[1] معروف صحافی عرصہ تک روزنامہ مشرق پشاور اور دیگر اہم اخبارات سے وابستہ رہے۔

[2] عظیم جری نڈر صحافی، جرأت اظہار پر بالآخر جام شہادت نوش کیا۔

عظیم ہے۔ وہ معمول کے سے حجرہ نشین عالم دین نہیں تھے بلکہ انہوں نے بڑی بھرپور زندگی گزاری اور پاکستان اور اطراف کے ممالک کی علمی دینی اور سیاسی زندگی پر اپنی سرگرمیوں کی واضح چھاپ لگائی۔

اگر یہ کہا جائے کہ بہت ہی مختصر سی مدت میں جہاد افغانستان کے دو اہم سرپرست یعنی مرحوم صدر ضیاء الحق شہید اور مولانا عبدالحق رخصت ہو گئے، تو غلط نہ ہوگا۔ صدر ضیاء الحق کی جہاد افغانستان کی سرپرستی تو معروف اور متعارف تھی لیکن جہاد افغانستان کی انگیخت میں مولانا عبدالحق کی ذات گرامی کے اثرات کا علم نسبتاً کم لوگوں کو ہے۔ پاکستان اور افغانستان کی سرحد پر مولانا عبدالحق نے دارالعلوم حقانیہ کی تاسیس کر کے جو شمع ہدایت روشن کی تھی اس کی تنویر سے افغانستان کے بہت سے ذہن بھی منور ہوئے۔ اس دارالعلوم سے فارغ التحصیل ہونے والے متاع علم دین کے ساتھ ساتھ دولت ایمان بھی لے کر دور دراز مقامات تک جاتے ہیں اور اس دولت ایمان میں خالص جذبۂ جہاد بھی شامل ہوتا ہے۔ اس جذبۂ جہاد سے سرشار مولانا عبدالحق کے تلامذہ اور دارالعلوم حقانیہ کے بہت سے فارغ التحصیل علماء نے افغانستان میں اسلامی فکر کی اشاعت و ترویج کی تحریک برپا کی جس نے ابتداء میں داؤد حکومت کو چیلنج کیا اور بعد ازاں سوویت یونین کی افواج قاہرہ کو للکارا۔ گزشتہ ایک عشرے میں افغانستان میں جو جہاد ہو رہا ہے اس میں بہت سے سیکڑوں پر جام شہادت نوش کرنے یا داد شجاعت دینے والے مجاہدوں اور کمانڈروں کا تعلق دارالعلوم حقانیہ سے ہی ہے۔ مولانا عبدالحق کا دارالعلوم حقانیہ جہاد کے جذبۂ خالص کی کان ہے اور یہاں اس جذبے کو شدت افزودگی دینے والے بہت سے تکنیک کار ہیں۔ مولانا نے مسلسل تین بار قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہو کر پاکستان میں سیکولر اور سوشلسٹ قوتوں کو براہ راست بھی للکارا ہے اور سیاسی میدان میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔ بھٹو آمریت کے خلاف قومی اتحاد کی تشکیل میں بھی انہوں نے مرکزی کردار ادا کیا تھا۔ ہم ان کی رحلت پر ان کے لواحقین سے دلی تعزیت کرتے ہیں اور خدا سے مولانا کیلئے اعلیٰ درجات اور لواحقین کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔[1] (ہفت روزہ تکبیر ستمبر ۱۹۸۸ء)

(۳)

(ہفت روزہ تکبیر کے پانچ سال)

۱۵ فروری ۱۹۸۹ء

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے ہفت روزہ "تکبیر" الحمدللہ 23 رمارچ 1989ء کو یوم پاکستان کے موقع پر اپنی باقاعدہ اشاعت کے پانچ سال مکمل کر رہا ہے۔ آپ ہمارے مستقل قاری ہیں یا گاہے گاہے اس کا مطالعہ فرماتے رہے ہیں۔

ہماری خواہش ہے کہ آپ اس موقع پر شائع ہونے والے خصوصی شمارے میں اشاعت کے لئے اپنی آراء و تاثرات سے سرفراز فرمائیں آپ کی سہولت کے لئے ہم نے تین سوالات مرتب کئے ہیں۔

براہ کرم ان کے مختصر جوابات اپنی پاسپورٹ سائز کی ایک تصویر کے ساتھ زیادہ سے زیادہ 28 رفروری 1989ء تک ہمیں ارسال فرما دیجئے۔ سوالات یہ ہیں۔

۱۔ تکبیر کا کوئی ایسا نمایاں پہلو جس نے آپ کو سب سے زیادہ متاثر کیا۔

---

[1] مدیر تکبیر نے شیخ الحدیث کی وفات پر تعزیتی شذرہ لکھا جو اپنی جامعیت اور ہمہ گیری کے لحاظ سے مرحوم صلاح الدین کے گہرے مشاہدہ بصیرت اور حقائق شناسی پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔ تکبیر کے بارے میں آپ کے مجموعی تاثرات۔

۳۔ اسے زیادہ مفید اور بہتر بنانے کے لئے آپ کی تجاویز۔

آپ کی خصوصی توجہ د تعاون کا پیشگی شکریہ۔ والسلام آپ کا بھائی محمد صلاح الدین مدیر تکبیر کراچی

☆☆☆

صلاح الدین ناصر بنگالی

اسسٹنٹ سیکرٹری مشرقی پاکستان ثقافتی ایسوسی ایشن وحدت کالونی لاہور

۲۲اپریل ۱۹۷۱ء (مشرقی بنگال کی حالت علماء کو دعوت فکر)

اے خاصہ خاصان رُسل وقت دعا ہے امت پر تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

محترم مولانا صاحب۔ السلام علیکم۔ مزاج شریف! بنگال کی حالت علماء امت کو وحدت فکر دے رہی ہے۔ رُجل رشید پکار رہی ہے۔ ''چودویں صدی کے علماء'' کے امتحان کا وقت ہے۔ اور عملی کام کا وقت اور ہمارے طرف سے دعوت فکر، اس سے زیادہ کیا لکھوں۔ آپ کا پرچہ ہمارے ادارے کے نام آرہا ہے۔ پتہ نوٹ کرلیں۔ آئندہ پرچہ اس پتہ پر روانہ کریں ممنون ہونگا۔ شکریہ

والسلام خاکسار بنگالی

F/11 Wahdah Colony Lahore

☆☆☆

مولانا صلاح الدین یوسف[1]

ایڈیٹر الاعتصام شیش محل روڈ لاہور

۱۷ستمبر ۱۹۸۱ء (کتاب حدرجم کی شرعی حیثیت)

محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جولائی کا وہ شمارہ جس میں رجم کے موضوع پر ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ ادارہ الاعتصام کو موصول نہیں ہوا ہے۔ برائے کرم مذکورہ "الحق" ارسال فرما کر شکر گزار فرمائیں۔

نیز آپ کو کتاب "حدرجم کی شرعی حیثیت" برائے تبصرہ ارسال کی گئی تھی۔ اس پر بھی جلد از جلد تبصرہ فرمادیں۔ نوازش ہوگی۔

والسلام صلاح الدین یوسف ایڈیٹر "الاعتصام" شیش محل روڈ۔ لاہور

---

[1] اہل حدیث رہنما، علامہ داؤد غزنوی کے جاری کردہ الاعتصام کے مدیر

مولانا صوفی محمد۔ امیر تحریک نفاذ شریعت محمدی ملاکنڈ ڈویژن

(مالاکنڈ میں نفاذ شریعت کی تحریک مولانا صوفی محمد کی رہائی کی کوششیں O بوساطت جناب مولانا سمیع الحق)

برادرم محترم مہربانم جناب جنرل احسان الحق ڈائریکٹر جنرل آئی ایس آئی پاکستان اسلام آباد مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بارگاہ رب العزت سے دعا ہے کہ آپ کو مزید ترقی وعزت سے نوازیں۔ محترم جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ محترم جناب مولانا صوفی محمد صاحب (امیر تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ ملاکنڈ ڈویژن) گزشتہ چند سالوں سے ڈی آئی خان جیل میں قید ہیں۔ افغانستان سے واپسی کے وقت انکے ہمراہ ۲۹۱ ساتھی بھی جیل میں اسیر تھے۔ ان ساتھیوں کی رہائی عمل میں آئی ہے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وساطت سے پاکستان میں درپیش دینی مدارس کے مسائل اور مزید مذہبی اور دینی مشکل مسائل حل کیے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ دینی مدارس اور دینی مذہبی حلقوں میں آپ کے خدمات کو قدر کے نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ کے اس دینی جذبے پر ہم جتنا بھی فخر کریں وہ کم ہے کیونکہ ایک سچے ایماندار جرنیل کا یہی جذبہ ہونا چاہیے جو مظلوموں کی مدد کرتا ہے اور ظالم کو ظلم سے روکتا ہے۔ محترم جرنیل صاحب! کارکنان وعہدیداران تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ ملاکنڈ ڈویژن (سینئر قائد جمعیت علمائے اسلام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور محبوب راہنما حافظ حسین احمد مردان سابق رکن صوبائی کونسل سرحد) کے قیادت میں جناب والا کی خدمت اقدس میں استدعا کرتے ہیں۔ کہ آپ محترم مولانا صوفی محمد صاحب امیر تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ ملاکنڈ ڈویژن کی علمی شخصیت اور بڑھاپے کو سامنے رکھتے ہوئے موصوف کی رہائی میں ممد ومعاون ثابت ہوں۔ رب العزت آپکو اسکا دونوں جہانوں میں اجر عظیم عطا فرمائے گا تحریک کے عہدیداران اور کارکنان آپ کے ادنیٰ اشارے پر ملک وملت اور اسلام کے لیے آپکے شانہ بشانہ ہونگے۔ ہم مندرجہ ذیل عہدیداران وکارکنان تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ ملاکنڈ ڈویژن مکمل ضمانت دیتے ہیں اگر آئندہ کے لیے اس طرح کسی مشکل کا سامنا ہو جائے تو ہم جوش کے بجائے ہوش کا دامن تھامے ہوئے ایسے مسائل کا افہام وتفہیم سے حل کرنیکا ہر ممکن تعاون کرنیکی ضمانت دیتے ہیں۔ آپ کے اخلاق کریمانہ سے امید واثق ہے۔ کہ آپ اس وفد کو مایوس نہیں ہونے دیں گے۔ اور ہماری استدعا کو قبول فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی ناصر ہو۔ حل جزاء الاحسان الا احسان۔ منجانب: مولانا محمد عالم صاحب (امیر ڈویژن تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ ملاکنڈ ڈویژن۔ مولانا صفی اللہ صاحب (ناظم اعلیٰ ملاکنڈ ڈویژن)۔ مولانا سیف الملوک صاحب (معاون ملاکنڈ ڈویژن)۔ مولانا عبدالحق صاحب (امیر ڈویژن تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ ضلع سوات)۔ مولانا باچہ زیب صاحب (امیر ڈویژن تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ دیر بالا)۔ مولانا نثار صاحب (امیر ڈویژن تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ دیر پائیں)۔ مولانا منظور خان صاحب (امیر ڈویژن تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ میدان)۔ مولانا سمیع اللہ صاحب۔ (امیر ڈویژن تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ ملاکنڈ ایجنسی)۔ مولانا سالار صاحب، مولانا فضل معبود صاحب ((امیر ڈویژن تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ ضلع بونیر)۔ مولانا مرحم اللہ صاحب ((امیر ڈویژن تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ ڈگر بونیر)۔ حاجی امیر غواث صاحب، محمد آمین صاحب ((امیر ڈویژن تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ ڈگر بونیر)۔ مولانا سید وہاب صاحب ((امیر ڈویژن تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ امان درہ)۔

لے ملاکنڈ میں نفاذ شریعت کی تحریک کو منظم کر کے بیرونی دنیا تک تہلکہ مچا دیا، حالت جنگ میں جہاد افغانستان کیلئے گئے۔ سقوط کابل کے بعد واپسی پر حکومت پاکستان کے ہاتھوں قید ہوئے اور ایک امریکہ نواز حکومت اور سرحد میں مصلحت کیش ایم ایم اے کی صوبائی حکومت کی آنکھ مچولی کی وجہ سے بلا جواز طویل قید و بند کی سزا کاٹی۔ میں اور میری جماعت ابتداء سے تحریک کے مقدس مقاصد کی علی الاعلان حامی رہے۔ جلسوں میں بھی شرکت کرتا رہا۔ ملی یکجہتی کونسل کے طرف سے انکی تائید کروائی۔ قید وبند کے دوران انکی رہائی کیلئے کوشش کرتا رہا، اس خط کیساتھ وفد لیکر مردان کے علم دوست زیرک اور سنجیدہ شخص جنرل احسان الحق سے ملاقاتیں رہیں۔ جو اس وقت آئی ایس آئی کے سربراہ تھے۔ انکے بعد انکی تحریک نہایت غیر محتاط ہاتھوں میں آئی اور آج تباہی و بربادی کا بازار ان علاقوں میں گرم ہے۔

(مجوزہ مسودہ برائے نفاذ شریعت اور فریقین کے درمیان طے شدہ معاہدہ نظام عدل طویل جدوجہد بے تحاشہ قربانیوں کے بعد مولانا صوفی محمد امیر تحریک کے جانب سے مندرجہ ذیل مسودہ نفاذ شریعت پیش کیا گیا جو شریعت اور شریعت کے عدالتی نظام پر عمل درآمد کے تقاضے پورے کر رہا تھا۔ فریقین کے درمیان طویل مذاکرات کے بعد جس معاہدہ (جو پشتو میں ہے) پھر حکومت سرحد اور تحریک کے درمیان دستخط ہوئے اور جس پر اتفاق ہوا وہ بھی یہاں دیا جارہا ہے کہ یہ نفاذ شریعت کی جدوجہد اور تاریخ کا ایک اہم باب ہے)

☆☆☆

(امیر تحریک مولانا صوفی محمد اور سرحد کی صوبائی حکومت کے درمیان طے شدہ معاہدہ جس پر ذمہ داران تحریک نفاذ شریعت اور سرحد کی صوبائی حکومت کے وزراء وغیرہ کے دستخط ہیں)

منسلکہ "ب"

مجوزہ مسودہ برائے نفاذ شریعت

منجانب تحریک نفاذ شریعت محمدی ملاکنڈ ڈویژن وکوہستان ہزارہ

تحریک نفاذ شریعت محمدی ملاکنڈ ڈویژن اور حکومت پاکستان کے درمیان برائے نفاذ شریعت محمدی ایک معاہدہ ۱۹۹۴۔۱۱۔۲۶ بمقام تیمرگرہ طے ہوا۔

اس معاہدے کی روشنی میں شرعیہ ریگولیشن ۱۹۹۴ء کا نفاذ ہوا۔

اس کے بعد مورخہ ۸۔۶۔۹۵ء کو بمقام گل کدہ سیدو شریف سوات سیکرٹری لاء، ڈپٹی سیکرٹری ہوم اور کمشنر ملاکنڈ ڈیژن کی موجودگی میں ملاکنڈ ڈویژن کے علماء کے اتفاق رائے سے معاہدہ برائے شریعت محمدی برائے کوہستان ہزارہ ملاکنڈ ڈویژن فی مابین علماء تحریک اور حکومت پاکستان منظور ہوا لیکن ریگولیشن کے نفاذ کے بعد معلوم ہوا کہ ان دونوں معاہدوں پر پورا عمل درآمد نہیں ہوا۔ ملاکنڈ ڈویژن میں تحریک نفاذ شریعت جو کہ نفاذ شریعت لانا چاہتی ہے اُس کے خدوخال اور شرائط درجہ ذیل ہوں گے۔

تمام احکام اسلام، قرآن وسنت اجماع وقیاس کے مطابق ہوں گے اور تمام اسلامی قوانین کو نافذ العمل کیا جائے گا۔ اس مقصد کیلئے ضلع کے علاوہ ہر تحصیل میں قاضی مقرر کیا جائے گا۔ جن کے دائرہ اختیار میں دیوانی اور فوجداری دونوں مقدمات کے اختیارات ہوں گے۔ قاضی کو وہ تمام اختیارات حاصل ہوں گے جن کے رو سے وہ پولیس اور انتظامیہ کو مقدمات اور معاملات کے شرعی فیصلہ کرنے میں سزا وجزا کو عملی طور پر نافذ کرنے میں بروئے کار لا سکے۔

(شرعی طریقے سے شریعت نافذ کرنے کے شرائط وخاکہ)

۱۔ قاضی علوم شرعیہ پر دسترس رکھتا ہو یعنی قاضی کسی بھی مسلکہ شرعی دارالعلوم یا اسلامی یونیورسٹی کا سند یافتہ ہو قاضی جو بھی فیصلہ کریگا وہ شرعی دلیل کیساتھ اپنا فیصلہ کریگا اور یہ دلیل قرآن وسنت اجماع وقیاس یا فقہ کی روشنی میں کریگا۔ بشرطیکہ فقہی جزیہ قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو۔

۲۔ شرعی فیصلہ مبنی بہ دلائل شرعیہ ہوگا۔ جو کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ اجماع اور قیاس سے یا کتب شرعیہ سے فقہی جزیہ بطور دلیل

ہوگا۔اس شرط پر کہ فقہ جزیہ قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو۔

۳۔ شرعی فیصلہ کرنے میں حدود شریعت کے تحت قاضی خود مختار ہوگا۔یعنی قاضی فیصلہ کرنے میں کسی بیرونی دباؤ میں نہیں آئے گا۔ فریقین کے ناراضگی کی صورت میں رنجیدہ فریق کو اعلیٰ قاضی کے پاس جانے کا حق ہوگا۔تحصیل قاضی کو تمام دیوانی وفوجداری مقدمات بہ شمول قتل،اقدام قتل، حدود، ڈکیتی، تخریب کاری ودیگر تمام مقدمات زیر حدود تعزیر کی سماعت کا مکمل اختیار حاصل ہوگا۔ ملاکنڈ ڈویژن، کوہستان ہزارہ میں فقط قاضی تقرر کیا جائے حکومت نے سول جج، سینئر سول جج، سیشن جج اور ایڈیشنل جج کی بطور قاضی جو تقرری کی ہے وہ مطابق شریعت نہیں اور ہمیں قبول نہیں ہے۔ بلکہ انکے ذریعے سول لاء کا دائرہ کار ملاکنڈ ڈویژن کوہستان ہزارہ میں رائج کیا گیا ہے۔

۴۔ سزاؤ جزا قاضی کے صدور حکم پر موقوف ہوگا۔یعنی کسی بھی ملزم کو کوئی بھی شخص کسی بھی قسم سزا اس وقت تک نہیں دے سکتا جب تک قاضی کے عدالت سے اسے مجرم گردانہ نہ گیا ہو۔تاہم قاضی کے حکم سے ملزم کو تفتیشی، حفاظتی حراست میں رکھا جاسکے گا۔

۵۔ وکالت کا اختیار حکومت کی بجائے مدعی اور مدعا علیہ کو ہوگا وکالت کا موجودہ نظام جو کہ ایک ادارے کی شکل موجود ہے۔غیر شرعی اور غیر اسلامی ہے۔ جو کہ ہمیں قبول نہیں۔وکیل کے لئے ایل ایل بی کی ڈگری مطابق شریعت لازمی نہیں ہے۔اور نہ ہی مدعی اور مدعا علیہ پر وکیل کی خدمات حاصل کرنا لازمی ہے۔قاضی بھی مدعی اور مدعا علیہ کو وکیل کی خدمات حاصل کرنے کیلئے نہیں کہے گا۔شرعی وکیل کا کام صرف مدعی کی طرف سے دعوی اور مدعا علیہ کی طرف سے جواب دعوی پیش کرنا ہے۔اس کے علاوہ وکیل کا کام دلیل پیش کرنا نہیں ہے۔ بلکہ دلیل پیش کرنا قاضی کا کام ہے۔وکیل دعوی اور جواب دعوی پیش کرنے کے بعد دلیل ونکتہ پیش نہیں کریگا۔مختصراً وکالت کا موجودہ طریقہ کار جو کہ ملک میں مروجہ ہے غیر شرعی اور غیر اسلامی ہے۔

مدعی اور مدعا علیہ جو بھی وکیل مقرر کریگا وہ کوئی بھی شخص ہوسکتا ہے۔جس پر اس کا اعتماد ہو۔اور اس کیلئے وکالت کی ڈگری یا کسی اور تعلیمی استعداد کی ضرورت نہیں البتہ اگر قاضی عدالت ضروری سمجھے تو وہ کسی فیصلے پر پہنچنے کے لئے دوسرے جید علماء سے مشاورت کرسکتا ہے اس کے لئے وہ زیر سماعت مقدمہ ملتوی کرکے بعد اختتام عدالت مشاورت کرے گا اور یہ مشاورت عدالت کے علاوہ کسی اور مقام پر فراغت کے وقت میں تیار کرے گا۔

۶۔ مدعی اور مدعا علیہ کوئی فیصلہ شریعت پر کرنے میں خود مختار نہیں ہوں گے۔ بلکہ فیصلہ لازماً شریعت پر کرنا ہوگا۔

جب بھی کوئی فیصلہ عدالت قاضی میں پیش ہو تو فریقین کو مصالحت کیلئے وقت دیگا اگر مقدمہ بروئے مصالحت شدہ فیصلہ قاضی کے تصدیق کیلئے عدالت قاضی میں لایا جائے گا اور قاضی بعد از تحقیق کے، کہ مصالحت شرعی ہے اس کے مطابق مصالحت کی توثیق کریگا۔ مصالحت غیر شرعی میں مسترد کریگا۔مصالحت صرف حقوق العباد میں کی جائے گی اور حدود وحقوق اللہ کے مقدمات میں مصالحت نہیں ہوگی اگر کوئی فیصلہ مصالحت پر ختم نہ ہوا تو وہ فیصلہ بروئے شریعت قاضی خود کریگا۔قاضی ایسا مقدمہ کسی دوسرے قاضی یا عالم کو فیصلہ کیلئے نہیں بھیج سکے گا اور نہ ضلع قاضی کو ایک قاضی عدالت سے دوسرے قاضی عدالت کو کوئی بھی مقدمہ تبدیل کرنے کا اختیار ہوگا۔کسی بھی مقدمے کا فیصلہ مطابق شریعت کرنا۔

عدالت قاضی مدعی، مدعا علیہ مستغیث وملزم پر لازم ہے فیصلہ شریعت یا دیگر قوانین پر کرنے کا اختیار تینوں میں سے کسی ایک کو بھی نہیں ہے بلکہ فیصلہ لازماً شریعت پر کیا جائے گا۔

۷۔ خصمین کا دستخط شدہ یا شہادت دعویٰ اور جواب دعویٰ قاضی کے حضور میں لکھا جائے گا۔کوئی مدعی یا مستغیث عدالت قاضی میں حاضر ہوکر بذریعہ درخواست یا زبانی اپنی مقدمہ قاضی عدالت میں پیش کریگا۔قاضی عدالت فریقین / مستغیث / ملزم کو طلب عدالت کر

کے دعوی جواب دعوئی اور الزام ایک ہی دن ایک ہی مجلس میں بروئے قاضی بدست قاضی یا محرر عدالت تحریر کریگا۔ بعد تحریر دعوی قاضی مدعی اور مدعا علیہ کو دعوی پڑھ کر سنائے گا اور اس طرح جواب دعوئی فریقین کو پڑھ کر سنائے گا۔ پھر دعوئی، جواب دعوی پر فریقین کے دستخط یا نشان انگشت اور دو گواہان کے دستخط ثبت کریگا۔

گواہان کے دستخط دعوی، جواب دعوئی پر اس لئے جائیں گے کہ مدعی اور مدعا علیہ نے مذکورہ دعوئی جواب دعوی بحضور عدالت قاضی بہ موجودگی گواہان کیا ہے۔

اس طرح تمام فوجداری مقدمات میں ابتدائی رپورٹ قاضی کی حضور پیش ہوگی۔ قاضی بعد از تسلی مقامی پولیس کو جرم کی نوعیت کی لحاظ سے چاکیدگی پرچے کا حکم دے گا اور جملہ تفتیش قاضی کی نگرانی میں ہوگی۔

۸۔ قاضی ان آداب کا پابند ہوگا جو شریعت میں اسے کرنے یا نہ کرنے لازمی ہیں۔ قاضی سلبی اور ایجابی آداب کا پابند ہوگا۔ وہ شرائط جن کے عدم وجود سے قاضی کا وجود خود معدوم تصور ہوگا۔ مندرجہ ذیل دو اقسام پر مشتمل ہیں۔

سلبی: جن سے اجتناب قاضی کیلئے لازم ہے۔

۱) قضاء کا خود طالب نہ ہوگا۔ ۲) دار القضاء مشورہ نیز ہاتھ، آنکھ اور سر کے اشارے سے اجتناب

۳) دار القضاء کے حدود میں خرید و فروخت اور کھانے پینے سے اجتناب

۴) فیصلہ میں کسی خوف و دباؤ کو خاطر میں نہ لانا۔ ۵) غصہ اور پریشانی کی حالت میں حکم سے اجتناب

۶) طمع اور لالچ سے اجتناب ۷) گناہ کبیرہ سے اجتناب

۸) ذاتی معاملہ میں صدور حکم سے اجتناب ۹) فریقین میں سے کسی کو دعوت دینے سے اجتناب

۱۰) دار القضاء میں فریقین میں سے کسی ایک کے سلام کے جواب سے اجتناب

۱۱) خلاف عادت سابقہ کسی کی دعوت، ہدیہ کی قبولیت سے اجتناب

۱۲) فریقین میں سے کسی ایک کے ساتھ سرگوشی سے اجتناب

۱۳) قیام حجت کے بعد حکم میں تاخیر سے اجتناب ۱۴) حسد، عناد، تکبر اور بدخوئی سے اجتناب

۱۵) تحصیل دار القضاء کے حدود میں قرض اور سوال سے اجتناب

۱۶) مقامات تہمت میں شرکت سے اجتناب

۱۷) صراحۃً، کنایۃً، اشارتاً اور دلالتاً دعوی جواب دعوی اور شہادت کی تلقین سے اجتناب

۱۸) فریقین کے سامنے ناقابل فہم الفاظ کے استعمال سے اجتناب

۱۹) دو تواریخ کے بعد التوائے مقدمہ سے اجتناب

۲۰) فریقین میں سے کسی ایک کے بیان پر صدور حکم سے اجتناب

ایجابی: وہ شرائط جن کا کرنا لازمی ہیں:

۱) پہلی تاریخ میں فریقین کو ترغیب صلح دینا ۲) اتمام حجت کی خاطر فریقین کو حتی الامکان مہلت دینا

۳) دار القضاء میں خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنا ۴) قضاء کو معاش دنیا کے بجائے عبادت جاننا

۵) فریقین کو اپنی باری پر پیش کرنے کے لئے خوش اخلاق ملازم کا تقرر

۶) با صلاحیت اور امین کاتب و ترجمان کا تقرر ۷) کاتب و ترجمان کو اپنے حضور میں بٹھانا

۸) دعویٰ، جواب دعویٰ اور شہادت فریقین یا وکلاء کی موجودگی میں تحریر کرنا

۹) کثرت فیصلہ جات، کمزور اور مسافر کو طاقتور اور مقیم پر سبقت دینا

۱۰) فریقین کو دو گز کے مسافت پر سامنے بٹھانا

۱۱) فریقین کے ساتھ قول و فعل، نشست و برخاست میں یکسانیت خواہ ایک بادشاہ اور گدا ہو یا اپنا یا بیگانہ ہو

۱۲) صدور حکم سے رجوع بحالت خطاء حق کی طرف

۹۔ قاضی صورتاً، سیرتاً قرآن و سنت کے موافق ہوگا قاضی کی صورت، شکل سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہوگی۔ وہ فرض، سنت، واجب کا پابند ہوگا۔ حرام اور مشتبہات سے اجتناب کرے گا۔

۱۰۔ فیصلہ پر اپیل صرف ضلعی شرعی عدالت تک محدود ہوگا۔ تمام دیوانی اور فوجداری مقدمات کا فیصلہ تحصیل قاضی کریگا۔ تحصیل قاضی کے فیصلے پر ناراضگی یا عدم اطمینان کی صورت میں فریقین کو تحصیل قاضی کے فیصلے کے خلاف ضلعی شرعی عدالت میں اپیل کا حق ہوگا۔ ضلعی قاضی نے اگر فیصلے کو مطابق شریعت پایا تو اس کی توثیق کریگا بصورت دیگر خامیوں کے نشاندہی کر کے اسے تحصیل قاضی کو دوبارہ فیصلہ کیلئے واپس کریگا۔

☆☆☆

۱۵ فروری ۲۰۰۹ء (مذاکرات کے بعد حکومتی اعلامیہ)

د صوبائی حکومت او د مولانا صوفی محمد صاحب امیر تحریک تنظیم نفاذ شریعت محمدی ملاکنډ ډویژن بشمول کوهستان هزاره سره د کامیابو مذاکرا تو نه پس حکومت دا اعلان کوی چه د نن نه پس به په ملاکنډ ډویژن بشمول کوهستان (هزاره) کښې شریعت محمدی نظام عدالت نافذ العمل او ګرځیدلو.

ملاکنډ ډویژن بشمول کوهستان (هزاره) کښې چه کوم غیر شرعة قوانین یعنی د قرآن او حدیث خلاف دی. هغه ختم کړے شُو.

دشرعی نظام عدالت فیصلے به چه هغه طریقه باندے کیدلے شی. کومه طریقه چه دفقه اسلامی کتابو نو کښې موجود ده په اصل او ماخذ د هغے څلور د دلائل دی.

(۱) کتاب الله (۲)سنت رسول(۳)اجماع(۴)قیاس، ددے خلاف به فیصله قابل قبول نه وی.

د اپیل د پاره به شرعی عدالتی بینچ (دارالقضاء) دملاکنډ ډویژن په سطحه به قائم کړے شی په دهغے فیصله به اخری وی.

ددے شرعی محکمے نه غیر به بلے محکمے ته اپیل نه شی کیدے. ځکه چه دالله قانون د مخلوق د قانون ما تحت کول دالله تعالیٰ د ذات نه د انکار کولو مترادف دی. د شرعی عدالتی نظام د قانون عملی کیدلو د پاره یوه کمیټی قائم کړے شوه. صوفی محمد

ضمیر مجاہد۔ جنرل سیکرٹری احرار پارٹی جونپور بھارت

(۱)

جولائی ۱۹۹۹ء (لدھیانہ میں الحق کے مضامین بڑی گہرائی معلومات افزا)

رضیت باللّٰہ ربا و بالا سلام دینا و بمحمد صلی اللّٰہ علیہ و سلم نبیاً

محترم عزت مآب مفکر اسلام حامی سنت ماحیٔ بدعت مولانا سمیع الحق صاحب قبلہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! امید ہے کہ آپ مع اہل و عیال خیریت و عافیت کے ساتھ ہونگے۔کئی ماہ ہوئے آپ کو ایک خط لکھ چکا ہوں۔اطلاعاً عرض ہے۔آج جب میں لدھیانہ احرار آفس میں حاضر ہوا تو ماہنامہ الحق کا اپریل، مئی کا مشترکہ شمارہ بھائی مولانا حبیب الرحمن صاحب ثانی لدھیانوی صدر آل انڈیا احرار پارٹی نے ''الحق'' پڑھنے کیلئے عنایت فرمایا۔مضامین میں بڑی گہرائی اور بہت ہی معلومات افزا ہیں۔اگر آپ نومسلموں کا انٹرویوانکے تفصیلی حالات و تاثرات بھی شائع فرمائیں تو اس کی افادیت میں مزید اضافہ ہوگا۔توقع ہے کہ حضرت آپ توجہ فرمائیں گے۔اور ایک عدد رسالہ فی سبیل اللہ ادارہ کی طرف سے ارسال فرمائیں نوازش ہوگی۔نیز دارالعلوم حقانیہ کا نصاب تعلیم ارسال فرمائیں اہل خانہ کو حسب مراتب سلام ودعا عرض ہے۔ دعا گو ضمیر مجاہد۔جنرل سیکرٹری احرار پارٹی۔جونپور (انڈیا)

(۲)

۲۰۰۱ء (قادیانی مبلغ کے قتل پر تین طالب علم جیل میں)

محترم عزت مآب علامہ سمیع الحق صاحب حقانی مدظلہ العالی۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔امید ہے کہ آپ مع اہل وعیال خیریت وعافیت کے ساتھ ہوں گے۔''الحق'' ملا ایمان میں تازگی آگئی۔یقیناً الحق نے حق ادا کردیا اور انشاء اللہ آپکی ہدایت کے مطابق برابر ملتا رہے گا۔

حافظ راشد الحق صاحب کی شادی خانہ آبادی پر دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔لدھیانہ چار نومبر کے اجلاس کی پوری رپورٹ بھیجی جا چکی ہے۔ اطلاعاً عرض ہے۔ تین طالب علم قادیانی مبلغ کے قتل کے سلسلے میں ابھی جیلوں میں ہیں صدر محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب ثانی لدھیانوی پوری کوشش کررہے ہیں۔آپ سے درخواست ہے کہ ان طالب علموں کی رہائی کے لئے دعا فرمائیں۔

علامہ آپ سے یہ دردمندانہ اپیل ہے کہ قادیانیت پر جو کتب آپکی ہیں فی سبیل اللہ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ایسا خط پہلے بھی میں آپ کو لکھ چکا ہوں۔اور اس درخواست کے ساتھ خط ختم کررہا ہوں کہ آپ برابر ''الحق'' جاری رکھیں گے۔اور بقیہ خدا کا شکر ہے۔

مولانا احمد نصر صاحب بنارسی اور مولانا ابوبکر صاحب غازی پوری نے آپ کو سلام عرض کیا ہے۔

بھارت میں میرے لائق کوئی خدمت ہو تو مطلع فرمائیں۔ دعا گو دعا جو ضمیر مجاہد

(۳)

۱۰ فروری ۲۰۰۱ء

محترم عزت مآب مولانا علامہ سمیع الحق صاحب قبلہ ایڈیٹر ''الحق''۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔امید کہ مزاج بخیر ہوگا۔الحمدللہ قادیانی مبلغ

کے قتل کے سلسلے میں مدرسہ دارالعلوم حبیبہ کے تین طالب علموں کی ضمانت ہوگئی ہے یہ حضرت آپکی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔اس سے قبل کئی خطوط آپکی خدمت میں ارسال کر چکا ہوں۔جسمیں میں نے تحریر کیا تھا کہ آپ "الحق" پابندی سے جاری فرمادیں پہلی فرصت میں آپ اس پر توجہ فرمادیں۔مہربانی ہوگی اور قادیانیت پر جو کتب آپ کی شائع ہوئی ہوں اسکو ارسال فرمائیں۔یوسف باوا رنگونی صاحب کا رسالہ آپکی خدمت میں ارسال کر چکا ہوں اس پر بھرپور تبصرہ یا تو آپ "الحق" میں فرمادیں یا پھر تبصرہ میرے پاس بھیج دیں میں کمپوزنگ کروا کر یوسف باوا کو بھیج دوں گا۔اور بقیہ خدا کا شکر ہے آپ کو "اخبار نو" پابندی سے بھیجتا ہوں لیکن یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ آپ کو ملتا ہے یا نہیں۔جواب کا انتظار رہے گا۔آج ہی آپ کو "احرار کی سرگرمیاں اور خبردار" ارسال کیا ہے۔

"الحق" اور مدرسہ دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ و رفقاء حضرات کی خدمت میں السلام علیکم عرض ہے۔مولانا ابوبکر صاحب غازی پوری مولانا حبیب الرحمٰن صاحب ثانی لدھیانوی نے سلام عرض کیا ہے۔ دعاگو دعا جو ضمیر مجاہد

نوٹ: یہ خط آپ کو میں خالد صاحب کی معرفت آپ کو بھیج رہا ہوں۔

☆☆☆

محمد ضیاء۔لاہور

(دادی اماں کی وفات ○ موت انسانی بے بسی کی معراج)

محترم سمیع الحق صاحب! آداب مسنونہ۔آج دوپہر "الحق" ملا۔اداریہ کے صفحات دیکھے۔۔۔تو آپ کی دادی اماں کی رحلت کا معلوم ہوا۔۔۔دعاؤں کے خزانہ کی جدائی حقیقتاً ایک سانحہ سے کم نہیں ہے۔۔۔موت دراصل انسان کی بے بسی اور بیچارگی کی معراج ہے۔۔۔یہ وہ مقام ہے جہاں انسان کو اپنی معذوری کا اظہار کئے بنا کوئی چارہ نہیں ہوتا ہے۔۔۔عزیز رشتوں کی جدائی کے بعد انسان پکار اٹھتا ہے کہ تمام دنیاوی رشتے اور سہارے فانی ہیں اور لافانی صرف خدا کی ذات ہے۔

میری دعا ہے کہ خدا مرحومہ کو جنت میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے اور آپ کو صبر جمیل کی دولت سے نوازے۔۔۔مولانا عبدالحق صاحب کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دینا اور میرے جذبات بھی ان تک پہنچا دینا۔

والسلام شریک غم محمد ضیاء آفیسر انچارج پروف ریڈنگ برانچ

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ گلبرگ III لاہور

جنرل ضیاء الحق صاحب[1]

صدر پاکستان

(۱)

۲۹ ستمبر ۱۹۷۶ء　　(الحق کی ترسیل کا شکریہ اہم موضوعات پر مضامین ○ ان کوششوں پر مبارکباد)

مکرمی سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم۔ جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف آف آرمی سٹاف نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں آپ کا شکریہ ادا کروں کہ آپ نے ماہنامہ "الحق" ستمبر کا شمارہ اُن کے مطالعے کے لیے ارسال کیا۔ ماہنامے میں اہم موضوعات پر اُن معاملات پر مضامین ہیں۔ جس سے پڑھنے والا بہت استفادہ کرتا ہے۔ آپ دین کی خدمت میں اپنی کوششوں کے لیے مبارکباد قبول کیجئے۔

والسلام　　بریگیڈیر سید نصیر الدین　　ڈائریکٹر آرمی ایجوکیشن　　جنرل ہیڈکوارٹرز راولپنڈی

(۲)

(افطاری پر دعوت)

General Mohammad Zia Ul Haq, Chief of the Army Staff and Chief Martial Law Administrator requests the pleasure of the company of Maulana Sami Ul Haq at Iftar on Wednesday, 23rd August, 1978 at 6.30 for 6.45 p.m. at the COAS House, Rawalpindi.

---

[1] **(صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق شخصیت و کردار)**
(جنرل ضیاء الحق مرحوم کے اچانک سانحۂ فاجعہ پر سینیٹ میں تعزیتی تقریر اور خطبۂ جمعہ میں شخصیت و کردار پر روشنی)

مولانا سمیع الحق: کل من علیہا فان ۰ و یبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام ۰

جناب چیئرمین صاحب!: موت ایک اٹل حقیقت ہے، جس سے کسی کو مفر نہیں لیکن کسی کی موت پورے ملک کے لیے ایک المیہ بن جاتی ہے، بیشک ہم ایک قومی المیہ سے دوچار ہوئے ہیں۔ صدر ضیاء الحق مرحوم میں سمجھتا ہوں وہ خوش قسمت تھے، عملاً ایک جہاد کی صورت میں انہیں شہادت نصیب ہوئی ہے کیونکہ وہ فوجی مشقوں کو دیکھنے گئے تھے۔ گویا ایک اسلامی سلطنت کی سرحدات کی نگرانی کے مشن پر تھے جسے حدیث میں رباط کہا گیا ہے۔ یعنی مملکت کی سرحدات کی نگرانی اور اس کے لیے حفاظتی تدابیر۔ حضورﷺ نے اس کے بڑے فضائل بیان کیے ہیں۔ ایک رات کی رباط ستر سال کی لیلۃ القدر سے بھی بڑھ کر ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ان کو تو اللہ نے شہادت کا مقام دے دیا۔

بہرحال المیہ قوم کا ہے۔ ہمارے ہاں بلکہ پورے عالم اسلام میں بدقسمتی سے قیادت کا فقدان ہے، عالم اسلام کا سب سے بڑا مسئلہ اس وقت قیادت کی کمی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو بھی جو اس خلاء سے دوچار ہوئی ہے اس صدمے کو سہنے اور اس آزمائش سے سرخرو ہو کر نکلنے کی توفیق دے۔

اس وقت عظیم مسئلہ افغانستان کا تھا، صدر صاحب سے ہزار اختلافات کے باوجود اس مسئلے میں ہمیں ان سے مکمل اتفاق تھا کہ صدر صاحب کا موقف حق پر ہے۔ انہوں نے اسلام کے جرنیلوں کی تاریخ میں جہاد افغانستان کی شکل میں ایک عظیم سنہری باب کا اضافہ کیا ہے۔ ان کی کوششیں اور مجاہدین کی قربانیاں کامیابی سے ہمکنار ہونے والی تھیں کہ ایسی حالت میں یہ صدمہ آیا۔ اس مسئلے میں حکومت کو پوری توجہ اُسی مشن پر مبذول رکھنی چاہیے جو (بقیہ اگلے صفحہ کے حاشیہ پر)

(۳)

(سیمینار شرعی پر دعوت)

On the occasion of The Inauguration of the Seminar on the Application of Sharia The Ministry of Law & Parliamentary Affairs request the pleasure of the company of <u>Maulana Sami-ul-Haq</u>

on 16th Dhual - Qidah 1399 (9th October, 1979) at 10:00 a.m.

in the National Assembly Hall, State Bank Building, Islamabad

General Mohammad Zia ul Haq President of the Islamic Republic of Pakistan has graciously consented to inaugurate the Seminar

1. Guests are requested to be in their seats by 9.45 a.m.
2. Please bring this card with you

1000 hours President's arrival and National Anthem.

1010 hours Recitation from the Holy Quran.

1020 hours Speech by the Minister for Law & Parliamentary Affairs.

1040 hours Address by the President.

Refreshments. 1110 hours

(بقیہ پچھلے صفحہ سے) صدر ضیاء الحق نے شروع کرایا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی پالیسی جو افغان مسئلے میں صدر صاحب مرحوم نے اختیار کی تھی اسی پالیسی اور اسی مشن کو حکومت کو سامنے رکھنا چاہیے اگر عالمی سازشیں خدانخواستہ اس شکل میں اس کامیابی کو خطرات سے ہمکنار کرنا چاہتی ہیں اور اس حادثہ میں غالباً ایسے عناصر کا ہاتھ بھی ہو تو اس کا عملی جواب یہ ہے کہ ہم صدر صاحب کے مشن کو کامیابی سے ہمکنار کریں اور وہاں مجاہدین کو جب تک حکومت قائم کرنے کا حق نہ ملے اس مشن میں اس تسلسل کو قائم رکھیں۔ صدر صاحب مرحوم ایک ایسے وقت میں گئے ہیں کہ ہم مشرق و مغرب دونوں سرحدات پر انتہائی نازک خطرات سے دوچار ہیں۔ ایسا وقت پوری قوم کے لیے، سیاستدانوں کے لیے، فوج کے لیے بھی اور حکمرانوں کے لیے بھی ایک امتحان ہے کہ ہم اس آزمائش میں مکمل یکجہتی، اتحاد و تنظیم کو برقرار رکھیں اور قومی مفادات کو ترجیح دیں اور وقتی مفادات سے ہٹ کر ملک کی حفاظت و سلامتی پر پوری توجہ مبذول رکھیں۔ خدانخواستہ ایسی حالت میں کوئی افراتفری، ہنگامہ آرائی اور مفادات پر مبنی سیاست اگر سامنے آگئی تو ہم تو پہلے ہی بیرونی خطرات سے دوچار ہیں، خدانخواستہ ہماری داخلی کمزوری دشمن کے لیے بہانہ نہ بن جائے۔ قوموں پر ایک امتحان مخالف اور موافق دونوں کیلئے ہوتا ہے، ایسے وقت میں سارے اختلافات بھول جانے چاہییں اور گویا جب تک ہمیں پورا اطمینان نہ ہو کہ اب ہم خطرات سے نکل چکے ہیں اُس وقت تک ہم قومی مفاد کو سب سے پہلے نگاہوں کے سامنے رکھیں۔ ہم ایک نازک امتحان میں آئے ہیں اور قوم کو یہ ثابت کرنا ہے کہ مارشل لاء کے بغیر بھی اور فوج کی چھتری کے بغیر بھی ہم آزمائش کی گھڑیوں میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ فوج نے نہایت تدبر، عاقبت اندیشی اور دور اندیشی کا مظاہرہ کیا ہے ورنہ رات فوج چاہتی تو پورے ملک کو کنٹرول میں لے سکتی تھی، مجھے آخری وقت تک کھٹکا تھا۔ مجھ سے اخبار والوں نے دو تین دفعہ پوچھا کہ صبح اجلاس ہو گا یا نہیں؟ میں نے کہا اگر سینیٹ رہا تو . . . . تو خدانخواستہ اگر ایسا اقدام ہوا ہوتا تو وہ اس ملک کو تباہی سے دوچار کر دیتا۔

تو کابینہ اور جرنیلوں نے بیٹھ کر نہایت متوازن فیصلہ کیا، دور اندیشی کا مظاہرہ کیا ہے امید ہے کہ آج فوج پوری توجہ ملک کی سرحدات کی حفاظت پر مبذول رکھے گی اور اس موقع پر سیاستدان ثابت کر دیں کہ ہم فوج کے بغیر اور مارشل لاء کے بغیر ملک کے نظم و نسق کو چلا سکتے ہیں۔

صدر صاحب کے اسلام کے بارے میں جو جذبات تھے، احساسات اور اعلانات تھے تو آج وہ رہ رہ کر ہمیں یہ خیال آتا ہے اور افسوس ہوتا ہے کہ کاش! وہ اپنے جذبات اور احساسات کو جو اسلام کے بارے میں تھے، کوئی عملی شکل بھی دے سکتے، وہ اگر چاہتے تو اللہ نے ان کو گیارہ سال کا ایک (بقیہ اگلے صفحہ کے حاشیہ پر)

(۴)

(شریعت کے سلسلے میں بین الاقوامی وفد سے ملاقات کے موقعہ پر دعوت نامہ)

To meet the Participants of International Seminar on theApplication of Sharia General Mohammad Zia ul Haq President of the Islamic Republic of Pakistan is pleased to invite Maulana Sami ul Haq at Dinner on Wednesday, 10th October, 1979 at 7.45 for 800 p.m. at the Guest House, Rawalpindi

R.S.V.P — Dress:

Officer Incharge Invitations — Lounge Suit/National

CMLA Secretariat Tele: 69202

(بقیہ پچھلے صفحہ سے) عظیم موقع دیا تھا، یہ بہت طویل مدت ہے۔ میں نے تنہائی میں اور دوسرے لوگوں نے بھی بار بار اُن کو ہر طریقے سے کہا کہ اللہ کے دیئے گئے اس موقع کو، اس نعمت کو آپ لِلّٰہ استعمال کریں۔ آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے، جرأت مومنانہ سے کام لے کر جو بھی کرنا ہے وہ عملاً کر دکھائیں اور اس قوم کو اپنی منزل مقصود تک پہنچائیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ اُن کے جذبات تھے، انہوں نے میرے سوال کے جواب میں اپنے دل کے اوپر ہاتھ رکھ کر مجھے کہا کہ مولانا! مجھ میں جرأت مومنانہ الحمدللہ ہے۔ میں نے کہا کہ ہے تو اسے اللہ اور بڑھادے لیکن آپ اس کو استعمال کریں۔

بہرحال ایک سنہری موقعہ جو اُن کے ہاتھ آیا تھا اُس سے انہوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں صحیح فائدہ نہیں اُٹھایا، ورنہ آج تاریخ میں ان کا مقام حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور اورنگزیب عالمگیرؒ سے کم نہ ہوتا۔

یہ حادثہ ہمیں سبق دیتا ہے کہ اللہ کی طرف سے جو بھی نعمت اور موقع ملتا ہے اُس کی قدر کرنا چاہیے، اس کی شکر گذاری یہی ہے کہ جس مقصد کے لیے اللہ نے ذرائع دیئے ہیں، وسائل دیئے ہیں، اسباب دیئے ہیں اُن کو اسی مقصد میں استعمال کیا جائے۔

ہمارے سامنے دو سانحے آئے ہیں، ایک قومی اسمبلی کے توڑنے کی شکل میں اور دوسرا اس المناک سانحہ کی شکل میں، ان دونوں سے حکومت اور سینیٹ کو اور پوری انتظامیہ کو عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ یہ عبرت کا سامان ہے اس سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے کہ اللہ جو موقع دیتا ہے اُسے اگر انسان گنوا بیٹھے تو بعد میں افسوس اور پچھتاوے سے کچھ نہیں ہوتا۔

بہرحال اُن کا دور اس ملک کے لیے بحیثیت مجموعی ایک شرافت کا دور تھا، وہ ایک شریف النفس سیاست دان تھے، وہ ایک متواضع انسان تھے۔ آج ہم اور پوری قوم اُن کی جدائی کے سوگ میں شریک ہیں، اُن کا ہم پر حق ہے کہ ہم ان کے لیے دعائے مغفرت کریں اور اُن جرنیلوں اور ملک کے سپاہیوں کو جو اُن کے ساتھ اس سانحہ میں شہید ہوئے ہیں ان کے لیے بھی دعائے مغفرت کریں۔

ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے ہی اس ایوان سے جو گویا کہ اس گھر کا ایک ممبر تھا (چیئرمین غلام اسحاق خان کی طرف اشارہ ہے) ہماری ہی برادری سے جس کا تعلق تھا آج اُن کو اللہ تعالیٰ نے زمام اقتدار دیا ہے، وہ ایک منجھے ہوئے اور سنجیدہ و تجربہ کار اور متحمل سیاست دان بھی ہیں اور ان کی شخصیت ایسی ہے کہ ان کو تمام چیزوں کا تجربہ حاصل ہو چکا ہے۔ قوم کے مسائل اور حالات پر ان کی نظر ہے، ملک میں جو مسائل ہیں تین سال (سینیٹ) میں مسلسل ان کی نشاندہی کرائی گئی ہے۔ اُمید ہے کہ وہ ان تمام چیزوں کو نگاہ میں رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی غیبی مدد فرمائے اور ان کو توفیق دے کہ جمہوری طریقے سے، آئینی تقاضوں کے مطابق اس ملک کو ان بحرانوں سے نکال سکیں اور ملک کو صحیح جمہوریت دے سکیں۔ (آمین) ستمبر ۱۹۸۸ء

(سانحہ بہاول پور پر خطبۂ جمعہ)

حضرات علماء کرام، عزیز طلبہ اور مسلمان بھائیو! نماز کے بعد بڑی عاجزی، انکساری اور توجہ والحاح کے ساتھ ملک کی سلامتی، بقا، خیر خواہی اور بھلائی کے لیے اجتماعی طور پر دعا کریں کہ ملک کی حفاظت تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ اس وقت ملک ایک نہایت نازک آزمائش میں ہے اور ملک کے اہم نازک موڑ پر اچانک ایسا حادثہ پیش آیا ہے کہ دشمن بھی اس کا تصور نہیں کر سکتے تھے، سیاسی مخالفین بھی حیرت و اضطراب اور پریشانی میں ہیں۔ ہمارے لیے سب (بقیہ اگلے صفحہ کے حاشیہ پر)

(۵)

(نئے سال کی مبارکباد)

Season's Greetings and Happy New Year

PRESIDENT OF PAKISTAN

(۶)

راولپنڈی ۲۹صفر المظفر ۱۴۰۲ھ، ۲۷دسمبر ۱۹۸۱ء

مکرمی السلام علیکم۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کچھ عرصہ سے وفاقی کونسل (مجلس شوریٰ) کی تشکیل حکومت کے زیر غور ہے۔ آپ اس حقیقت سے بھی آگاہ ہیں کہ حکومت کی پوری کوششوں اور مکمل تیاریوں کے باوجود ملک میں عام انتخابات نہیں ہو سکے۔ مجوزہ انتخابات ملتوی ہونے کے بعد حالات نے جو رُخ اختیار کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ملک کے تقریباً سبھی باشعور حلقے اس تجزیئے کی تائید کرتے ہیں کہ آج کل کے حالات میں عام انتخابات کرانے سے قومی سلامتی، ملکی یکجہتی اور امن عامہ کو تقویت کی بجائے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے ملک کے وسیع تر مفاد میں قومی سلامتی کو ہر دوسری چیز پر فوقیت دینی چاہیے۔ یہ تو رہا ہماری قومی سیاست کا رُخ۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ امور مملکت چلانے میں صالح کردار والے لوگوں سے مشورہ لے لیا کرو۔ لہٰذا ہم نے سوچا کہ اگر انتخابات میں دیر ناگزیر ہے تو حکم خداوندی کی تعمیل میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ چنانچہ ہم نے وفاقی کونسل کے قیام کے لئے کام کا آغاز کر دیا۔

(بقیہ پچھلے صفحہ سے) سے بڑا اور عظیم مسئلہ جو خطرہ کا نظر آتا ہے وہ جہاد افغانستان کی تکمیل اور افغانستان کی آزادی اور وہاں اسلامی حکومت کے قیام کا مسئلہ ہے۔ افغان مجاہدین نے بڑی قربانیوں کے ساتھ دنیا کی سب سے بڑی ظالم اور جابر طاقت کو شکست دیدی۔ سولہ لاکھ افراد اللہ کے راستے میں قربان اور شہید ہوئے، پچاس لاکھ مسلمان اس ملک پاکستان میں دربدر، ریگستانوں میں اور آسمان کی نیلی چھت تلے مہاجرت اور مسافرت کی زندگی گذار رہے ہیں۔

جناب صدر ضیاء الحق مرحوم کے ساتھ ہزار ہا اختلافات کے باوجود اور کئی سال سے ملک کے اندر نفاذ شریعت کے معاملہ میں اُن سے جھگڑے اور نزاع کے باوجود مسئلہ افغانستان میں اُن کے مؤقف اور استقامت کی ہم نے بھرپور تائید اور حمایت کی اور اسے اپنا دینی فرض سمجھا۔ ہماری مروجہ سیاست کے فروغ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی نہ ہم مغرب کی لادینی جمہوریت کے فروغ کے لیے صدر مرحوم سے جھگڑ رہے تھے اور نہ ضیاء الحق مرحوم سے ہماری لڑائی اس لیے تھی کہ وہ چلا جائے اور بے نظیر یا کوئی اور برسر اقتدار آجائے۔ ان چہروں کی تبدیلی سے ہمارے مسئلے حل نہیں ہوتے تھے اور قوم و ملک کے لیے کوئی مفاد کی بات نہیں تھی۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ ہماری لڑائی صدر ضیاء الحق مرحوم سے اس بات پر تھی اور ہم نے بارہا ان پر واضح کر دیا تھا کہ جناب! اللہ نے آپ کو بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے اور اللہ نے اقتدار کی صورت میں آپ کو موقع بخشا ہے، بے پناہ وسائل اور قوت بخشی ہے اسے آپ شریعت کے نفاذ میں استعمال کر کے ملک میں صحیح معنوں میں کلیۃً نفاذ شریعت کا اعلان کر دیں کہ مسلمانوں کو ہمیشہ کے لیے لادین سیاست دانوں، مفاد پرست طبقات اور ظالم اور خودغرض لیڈروں سے نجات مل جائے۔

وہ مسلسل اسلام کی آواز بلند کرتے رہے، جذبات بھی اُن کے یہی تھے، احساسات بھی تھے، مگر شومئ قسمت کہ ان کے ہاتھ سے نفاذ اسلام کا مرحلہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ میں نے کل سینیٹ میں بھی اپنی تقریر میں یہی کہا کہ اللہ نے اُن کو بڑا موقع بخشا تھا اور پھر بظاہر اپنے دعاوی، اعلانات، جذبات اور اسلامی فکر کے لحاظ سے یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ ان کے ہاتھوں قوم منزل مقصود تک پہنچ سکے گی۔ ان کی باتیں اسلام کی محبت سے بھرپور اور جذبات اسلام سے معمور ہوا کرتے تھے۔ اُن کے دل میں درد تھا، تڑپ تھی، شب و روز ان کا یہی درد تھا، مگر اب خدا ہی جانتا ہے کہ ان کے لیے کیا موانعات تھے؟ کیا کیا اور کون کون سی رکاوٹیں تھیں؟ کاش کہ ملک مکمل نفاذ شریعت کی سعادت بھی اُن کی قسمت میں لکھی ہوتی۔ اگر ایسا ہو جاتا تو ایک بے مثال مقام انہیں حاصل ہوتا اور ملک کو ہمیشہ کے لیے بے دین اور پیشہ ور سیاست دانوں سے نجات مل جاتی۔ مگر یہ اللہ کو منظور نہ تھا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بہر حال ملکی حالات اور نفاذ شریعت کا مسئلہ تو ہمارے اپنے ملک اور اپنے گھر کی بات ہے، اس مسئلے پر ہم نے ان سے لڑائی لڑی، مطالبے کیے، تحریکیں چلائیں، سیاسی دباؤ ڈالا، جس کے نتیجے میں مرحوم کوئی قدم اٹھا بھی لیتے، کچھ اقدامات کر بھی لیتے گو کہ وہ ناقص ہوتے اور اصلاح طلب بھی۔ (بقیہ اگلے صفحہ کے حاشیہ پر)

اسلامی اور ملی تقاضوں کے مطابق ہم نے یہ طے کیا کہ اس ادارے میں ایسے افراد کو شامل کیا جائے جن کا کردار صاف ستھرا اور شہرت بے داغ ہو۔ جو محبِ وطن اور نظریۂ اسلام کے پابند ہوں اور وہ ملک و قوم کی بے لوث خدمت کا سچا جذبہ اور صلاحیت رکھتے ہوں۔ اس سلسلے میں ہماری نظر جن افراد پر پڑی، ان میں آپ کی ذات گرامی بھی شامل ہے۔ مجھے ذاتی طور پر یہ جان کر خوشی ہوئی کہ جن اوصاف کی ہمیں تلاش تھی وہ آپ کی شخصیت میں پائی جاتی ہیں۔

میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے ہمارے انتخاب کو پذیرائی بخشی اور میری دعوت پر وفاقی کونسل کا رکن بننا منظور فرمایا۔ یہ اہم ذمہ داری قبول کرنے پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

وفاقی کونسل میں آپ کا انتخاب آپ کی ذاتی حیثیت میں آپ کے ذاتی اوصاف کی بنا پر کیا گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس ایوان کے ایک سرگرم اور فعال رکن کی حیثیت سے آپ اپنے ان اوصاف کو ملک و قوم کے اعلیٰ ترین مفاد میں بروئے کار لائیں گے۔

ہماری اب بھی خواہش اور کوشش ہے کہ ملک میں اسلامی تقاضوں کے مطابق جلد از جلد جمہوری نظام قائم کیا جائے۔ لہٰذا میں آپ سے توقع کرتا ہوں کہ آپ نظام اسلام کے عمل کو تیز تر کرنے اور دیگر مسائل کو حل کرنے میں جہاں مجھے اپنی شراکت، رفاقت اور مشاورت سے نوازیں گے وہاں ملک میں ایسا ماحول پیدا کرنے میں بھی میری مدد کریں گے جو سچے اسلامی اور جمہوری نظام کے قیام کے لئے سازگار ثابت ہو۔

(**بقیہ پچھلے صفحہ سے**) ہم نے ۷/اپریل ۱۹۸۸ء کو جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام صدر ضیاء الحق مرحوم کے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کے دوران اسمبلی کے گیٹ کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا تھا، نفاذ شریعت کا مطالبہ کیا تھا اور کتبے لگائے تھے اور ان پر لکھا تھا:

''شریعت بل منظور کرو اور منافقت چھوڑ دو، شریعت بل سے اعراض و انکار کر کے خدا کے غضب کو دعوت نہ دو''۔

اور پھر جب صدر مرحوم اسمبلی گیٹ کے سامنے آئے تو ہم ان کتبات کا ہار بنا کر صدر ضیاء الحق کے سامنے اڑ گئے۔ اخبارات میں اس کی تفصیلات آئیں اور الحمدللہ! کہ اس میں ہم نے کوئی لچک اور کوئی مداہنت نہیں کی اور اپنی لڑائی احسن طریقہ سے جاری رکھی۔

مگر ایک دوسرا مسئلہ جو عظیم مسئلہ اور تمام امت مسلمہ کی اہمیت کا مسئلہ ہے اور وہ مسئلہ افغانستان کا ہے، مسئلہ افغانستان میں ہم شرح صدر کے ساتھ پہلے روز سے صدر مرحوم کو حق پر سمجھتے تھے۔ مسئلہ افغانستان اور اس کے تمام پہلوؤں کو ملحوظ رکھ کر آج تمام عالمی طاقتوں کو اس بات کا اعتراف ہے، تمام دوست اور دشمن اس بات کے قائل ہیں کہ اس مسئلے کی کامیابی اور مقصد سے ہمکناری کا سہرا افغان مجاہدین اور مرحوم صدر ضیاء کے سر ہے، اس تمام گاڑی کے ڈرائیور وہی تھے۔

اور ہمیں معلوم ہے کہ دنیا کی بڑی طاقتیں اس مسئلہ میں انہیں کس طرح دباؤ اور خوف میں رکھے ہوئے تھیں مگر مرحوم صدر نے اس مسئلہ میں تمام امور کو داؤ پر لگا دیا تھا۔ کل مجھے مرحوم ضیاء الحق کے ایک قریبی معتمد سیکرٹری نے رو رو کر بتایا اور کہا صدر صاحب کے ساتھ میں ایک غیر ملکی دورے میں شریک تھا تو اُس وقت روس کی ایک ذمہ دار شخصیت نے لب و لہجہ بدل کر صدر مرحوم سے کہا کہ:-

''ہمارے اس علاقہ میں جو عزائم اور مقاصد ہیں ہم خوب سمجھتے ہیں اُن کی تکمیل اور تحصیل میں آپ ہمارے لیے سب سے بڑی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ ہم نے ہر طریقہ استعمال کیا مگر آپ کا علاج ہمارے پاس نہیں، اگر آپ نے اپنی پالیسی نہ بدلی اور لچک پیدا نہ کی تو آپ کو اس طرح اُچک لیا جائے گا کہ کسی کو خبر بھی نہ ہو گی''

تو اس موقع پر صدر ضیاء مرحوم نے بڑے اطمینان سے اُسے جواب میں کہا:-

دیکھو میں مومن اور مسلمان ہوں اور بحیثیت مسلمان میر اللہ کی ذات پر یقین ہے کہ میری جان اس کے قبضے میں ہے، میری موت و حیات کا مالک بھی وہی ہے۔ اگر تم لوگ میری ایک ایک بوٹی کر کے فضا میں بکھیر دو گے تب بھی اس مسئلہ میں میں ہرگز نہیں جھکوں گا۔''

وہ شخص یہ باتیں بیان کرتے جاتے اور اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور وہ رو رہے تھے۔

دو تین ماہ سے روس اس قسم کی باتیں کر رہا تھا اور اُس کی جانب سے دھمکی آمیز خبریں آ رہی تھیں۔ منزل قریب تھی، روس کے تمام عزائم، مقاصد اور سکیمیں ناکام ہو رہی تھیں۔ مجاہدین نے بڑی تیزی اور پامردی سے اپنے حملوں کی یلغار کر دی۔ مرحوم صدر ضیاء الحق جنیوا معاہدہ کے اول روز سے موجودہ شکل میں مخالف تھے، وہ مجاہدین کے بغیر ایسے معاہدہ کے لیے ہرگز تیار نہ تھے، مگر نام نہاد جمہوریت یہاں پر بھی وہ کام کر گئی جو مسلمانوں کی حریت اور جوش جہاد پر (**بقیہ اگلے صفحہ کے حاشیہ پر**)

وفاقی کونسل کی تشکیل کا باقاعدہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ انشاء اللہ چند دنوں میں اس کا افتتاحی اجلاس اسلام آباد میں قومی اسمبلی کے ہال میں منعقد ہوگا۔ اس سلسلے میں ضروری انتظامات کئے جارہے ہیں عنقریب آپ کو اجلاس کی حتمی تاریخ سے آگاہ کیا جائے گا۔ اس موقع پر آپ سے انشاء اللہ ملاقات ہوگی۔ میری دلی خواہش ہے کہ ہم سب اپنی انفرادی اور اجتماعی کوششوں کو بروئے کار لا کر ملک کی بہتری اور ترقی کے بارے میں مثبت اقدام لیں۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ یہ نیا اقدام ملک وقوم کے لئے مفید اور بابرکت ثابت ہو۔ آمین

آپ کا خیر اندیش محمد ضیاء الحق

مولانا سمیع الحق صاحب ضلع پشاور

(**بقیہ پچھلے صفحہ سے**) ایک کاری ضرب تھی۔ جب جمہوری دور آیا تو اُس وقت کے وزیر اعظم محمد خان جونیجو پر ہم نے ساری حقیقتیں واضح کر دیں، تمام پہلوؤں سے آگاہ کر دیا کہ روس اور امریکہ دونوں افغانستان میں مجاہدین کی اسلامی حکومت کے مخالف ہیں۔ وہاں کی حکومت اور مستقبل کی آزاد اسلامی ریاست مجاہدین کا حق ہے، ان کی شرکت اور رضامندی کے بغیر کوئی معاہدہ، معاہدہ نہیں، لیکن وزیر اعظم نے ساری باتیں پس پشت ڈال دیں اور جنیوا معاہدے پر دستخط کر دیئے۔ جناب جونیجو صاحب کی شکست اور ان کی حکومت کی ناکامی اور برخاستگی کی ایک باطنی وجہ یہی ہے کہ اس نے مجاہدین کی قربانیوں اور خون شہیداں سے تمسخر کھیلنا چاہا۔

ماہ دو ماہ سے روس نے واضح طور پر صدر ضیاء الحق مرحوم اور حکومت پاکستان کو وارننگ دی تھی کہ اگر پاکستان اپنی پالیسی تبدیل نہیں کرتا اور مہاجرین کی مدد ترک نہیں کرتا تو ہم پاکستان کی اعلیٰ شخصیات کو نشانہ بنائیں گے۔ اس وارننگ کے بعد صدر مرحوم کے قریبی رفقاء نے اُن سے واضح طور پر کہہ دیا تھا کہ ان دھمکیوں کے بعد اب عام سفر بند کر دیں، ہر قدم حزم واحتیاط سے اٹھائیں۔

مرحوم صدر نے اس وقت بھی یہی کہا تھا کہ تم کیسے مسلمان ہو، ایسی باتیں کرتے ہو؟ جو گولی میرے مقدر میں لکھی ہے وہ ضرور مجھے لگے گی۔

بہر حال ایسے حالات میں کہ جب جہاد افغانستان میں مسلمانوں کی قربانیاں ٹھکانے لگ رہی تھیں تو تمام ارباب بصیرت اور اہل دانش کی رائے یہی ہے کہ اس جہاد افغانستان کی پاداش میں مرحوم صدر ضیاء الحق کو سازش کے ذریعہ قتل کرا دیا گیا تا کہ جہاد سرد پڑ جائے اور کامیابی سے ہمکنار ہونے والے مجاہدین کی یلغار روکی جا سکے۔ بہر حال مرحوم صدر نے مسئلہ افغانستان میں ملت مسلمہ کا سر فخر سے اونچا کر دیا ہے انہوں نے دنیا کی ایک بڑی سپر طاقت اور روس جیسی ظالم طاقت کو مجبور کر دیا ہے کہ آج وہ پسپا ہوتی نظر آرہی ہے۔ ہماری عظمت رفتہ جو بنگال میں برباد ہوئی تھی الحمد للہ آج افغانستان میں وہ دوبارہ بحال ہوگئی۔

جہاد کی کامیابی کا سہرا مجاہدین اور صدر ضیاء مرحوم کے سر ہے۔ آج پریشانی کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ حادثہ ایسے حالات میں رونما ہوا کہ اس مسئلہ میں ان کا متبادل بظاہر کوئی دوسرا انتظام نہیں ہے، قحط الرجال ہے، خلا ہے، آج تمام مسلمان سربراہوں کا اپنے ذاتی کردار وعمل کے لحاظ سے اتنا وزن نہیں ہے اور وہ ایمانی قوت اور خالص اسلامی زندگی نہیں ہے۔ مرحوم صدر تو مسلمانوں کے صف اول کے ایک راہنما تھے۔ شاہ فیصل مرحوم جب امت مسلمہ کے اتحاد اور اس کی ترقی کے فکر وغم میں شب وروز لگے رہے تو انہیں راستہ سے ہٹا دیا گیا اور آج ایسے حالات میں جب مسئلہ افغانستان کامیابی سے ہمکنار ہونے والا تھا تو ضیاء مرحوم کو راستے سے ہٹا دیا گیا۔ اور پھر ہمارے ملک میں تو قحط ہی قحط ہے۔ ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں سب نے بنا رکھی ہیں۔ کفر، بے حیائی، الحاد اور مخالف اسلام ازموں کے نعرے لگ رہے ہیں، ایک دوسرے کی عزت کو لوٹا جا رہا ہے، بزرگوں کی داڑھیوں کو نوچا جا رہا ہے، ایسے حالات میں ملکی مسائل کے ساتھ ساتھ مسئلہ افغانستان بھی ویسے کا ویسا رہ گیا ہے، مگر ہم اللہ تعالیٰ سے مایوس نہیں، اللہ تعالیٰ مجاہدین کے خون کو رائیگاں اور ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ میرا یقین ہے کہ انشاء اللہ وہاں اسلامی حکومت ضرور قائم ہوگی، مگر ظاہری اسباب اور وسائل کی حد تک ملک ارباب حل وعقد کے لیے ایک بہت بڑا خطرناک اور حساس موڑ آگیا ہے۔

یہ حقائق تو بعد میں سب پر واضح ہوں گے کہ ہمیں کتنا بڑا خسارہ پہنچا۔ مرحوم صدر کے ساتھ ہمارا اعلیٰ سطح پر نفاذ شریعت کے معاملہ میں اختلاف تھا، سیاسی جنگ شروع تھی وہ صرف اسلام کا نعرہ لگاتے اور ہم نے عملاً نفاذ شریعت کے لیے ان کے گریبان میں ہاتھ ڈالا کہ اس ملک میں اسلام نافذ کر دو۔

اب ملک کو داخلی اور خارجی خطرات درپیش ہیں، روس جس طرح کی باتیں کرتا ہے بھارت بھی وہی بولی بولتا ہے۔ بھارت نے گذشتہ دنوں پاکستان کو پھر سے دھمکیاں دی ہیں کہ وہاں سکھوں کی تحریک اور مزاحمت پاکستان کی شہ پر ہو رہی ہے۔ راجیو گاندھی نے بھی کہا ہے کہ:-

''پاکستان کو میں تلوار کے زور سے درست کر دوں گا۔''

مگر یاد رہے کہ پاکستان کو کوئی ٹیڑھی آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکے گا۔ انشاء اللہ آج ہر طرف سے ہمارے ملک پر یلغار ہے گویا ہم چکی کے دو پاٹوں میں۔ ملکی حالات بڑے نازک ہیں، ایسے موقع پر دعا ہی ایک بڑا ہتھیار اور روحانی قوت ہے اور ٹوٹے دلوں کا سہارا۔ اس کے بعد اجتماعی طور پر ۱۷/ اگست کو فضائی حادثہ کے تمام شہداء کے لیے دعائے مغفرت اور ملکی اور تحریک نفاذ شریعت کی کامیابی کے لیے دعا کی گئی۔

ستمبر ۱۹۸۸ء

(۷)

(عشائیہ میں دعوت)

جنرل محمد ضیاء الحق صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان مولانا سمیع الحق کو عشائیہ میں مدعو کرتے ہیں۔

تاریخ: بروز جمعرات ۱۴ جنوری ۱۹۸۲ء بمطابق ۱۷ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

وقت: ۸ بجے برائے ۸:۳۰ بجے شب　　مقام: ایوان صدر اسلام آباد

(۸)

محترم! صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق ۱۸ فروری ۱۹۸۲ء کو دن کے ۱۱ بجے پاکستان ٹیلی ویژن پشاور کے نئے سنٹر کا افتتاح فرمائیں گے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس تقریب میں شریک ہو کر ہماری عزت افزائی فرمائیں۔

مجیب الرحمن خان (میجر جنرل) چیئرمین پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن لمیٹڈ

(مہمانوں سے گزارش ہے کہ وہ ساڑھے دس بجے تک اپنی نشستوں پر تشریف فرما ہو جائیں)

(۹)

(لنچ پر دعوت)

General Mohammad Zia-ul-Haq

President of the Islamic Republic of Pakistan

is pleased to invite Maulana Samiul Haq

at a Luncheon on Monday, 5th April 1982 at 2:00 p.m

at the President's Chamber, National Assembly Hall, Islamabad

(۱۰)

2/57 سی ایم ایل اے رایم ایس پی　　## (کتاب دعوات حق بھیجنے کا شکریہ)

۲۰ نومبر ۱۹۸۲ء

محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم۔ آپ کا خط مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۸۲ء کو ملا۔ جس کے ہمراہ آپ نے اپنے ادارے کی شائع کردہ کتاب "دعوات حق" کی دو جلدیں صدر مملکت کو ارسال کی ہیں۔ مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کے اس عطیے کا شکریہ ادا کروں۔

والسلام　آپ کا خیر اندیش　بریگیڈیئر محمد ارشد ملک

(۱۱)

(پاکستانی معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے عمل میں ربط وضبط کی ضرورت)

۲۹ جنوری ۱۹۸۳ء اسلام آباد

خدمت جناب مولانا سمیع الحق صاحب ممبر (فیڈرل کونسل) مہتمم دارالعلوم حقانیہ ایڈیٹر الحق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، چند روز پہلے میں

نے آپ کو ایک عریضہ ارسال کیا تھا جسمیں آپ کو اطلاع دی گئی تھی کہ صدر مملکت نے موضوع مندرجہ بالا پر غور و خوض کرنے کے لئے ایک خصوصی اجلاس بلایا ہے اور یہ کہ یہ اجلاس 26 جنوری 1983ء کو قبل از دوپہر دس بجے شروع ہوگا۔ اُس خط میں مقام اجلاس راولپنڈی دیا گیا تھا لیکن اب بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر مقام اجلاس راولپنڈی سے بدل کر اسلام آباد کر دیا گیا ہے۔ یہ خط اس تبدیلی کی اطلاع آپکو دینے کے لئے لکھا جا رہا ہے۔ ازراہ کرم نوٹ فرما لیجیے کہ مذکورہ بالا خصوصی اجلاس صدر مملکت کی زیر صدارت 26 جنوری 1983ء کو قبل از دوپہر دس بجے پلاننگ کمیشن کے آڈیٹوریم واقع سیکرٹریٹ بلاک "سی" اسلام آباد میں منعقد ہوگا۔

آپ سے اجلاس میں شرکت کی درخواست ہے۔ راقم خیر اندیش عرفان احمد امتیازی

(۱۲)

(عشائیہ میں دعوت)

بروز منگل یکم مارچ ۱۹۸۳ء

محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب۔ جنرل محمد ضیاء الحق صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان مولانا سمیع الحق کو عشائیہ میں مدعو کرتے ہیں۔

(۱۳)

In honour of His Excellency General Prem Tinsulanonda

Prime Minister of Thailand

General Mohammad Zia - ul - Haq

President of the Islamic Republic of Pakistan

is pleased to invite Maulana Samiul Haq

at a Banquet on Saturday, 6th August, 1983 at 8:00 p.m

at Aiwan-e-Sadr, Islamabad

(۱۴)

عید مبارک

اهنى لكم باليوم العيد لأ تى عيد الفطر و اتمنى لكم عيدًا سعيدًا

كل عام و انتم بخير

محمد ضیاء الحق صدر مملکت، اسلام آباد

(۱۵)

(نئے سال کی مبارکباد)

Season's Greetings and Happy New Year

PRESIDENT OF PAKISTAN

(۱۶)

(نفاذ اسلام کنونشن کی عشائیہ میں دعوت)

بتقریب ملاقات مندوبین نفاذِ اسلام کنونشن جنرل محمد ضیاء الحق صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان مولانا سمیع الحق کو عشائیہ میں مدعو کرتے ہیں۔

تاریخ: بروز بدھ ۳۰ جنوری ۱۹۸۵ء، بمطابق ۸ جمادی الاول ۱۳۰۵ھ

بوقت: ۷:۳۰ بجے شب مقام: ایوان صدر، اسلام آباد

(۱۷)

(وفاقی مجلس شوریٰ میں امور مملکت پر مشاورت ○ کارکردگی پر اطمینان شوریٰ اور نجی ملاقاتوں میں دیانتدارانہ مشوروں میں اعتراف)

۹ر جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ / ۲ر مارچ ۱۹۸۵ء

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! حالیہ انتخابات سے پہلے عوام کے منتخب نمائندوں کی عدم موجودگی میں ملک کا نظم ونسق چلانے کی ذمہ داری صرف مجھ پر اور میرے رفقاء پر تھی ہم نے اس دور میں اللہ تعالیٰ کے حکم ''وشاورھم فی الامر'' کے مطابق امور مملکت ومشاورت کے ذریعے چلانے کی کوشش کی۔ اسی سلسلہ میں چند سال پیشتر مجلس شوریٰ قائم کی گئی۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے میری دعوت پر اس آڑے وقت میں اس مجلس کی رکنیت قبول فرمائی تھی۔

اب نئے حالات کے تقاضوں کے مطابق یکم مارچ ۱۹۸۵ء سے نامزد مجلس شوریٰ، تاریخ پاکستان کے ایک نازک دور میں اپنا کام مکمل کرنے کے بعد برخاست ہو چکی ہے اور میں جب اس مجلس کی تین سالہ کارگزاری پر نظر ڈالتا ہوں، تو بڑا اطمینان ہوتا ہے۔ اس عرصہ میں مجلس کے دس اجلاس ہوئے، جن میں سماجی، قانونی، دینی، معاشی اور قومی نوعیت کے کئی دوسرے اہم معاملات زیر بحث آئے۔ آپ نے ان امور پر نہ صرف نہایت پُر مغز اور بلا جھجک بحث کی بلکہ اپنی دانست اور تجربے کے مطابق حکومت وقت کو اپنی دیانتدارانہ اور مخلصانہ رائے سے بھی نوازا۔ اسکے علاوہ آپ نے نجی ملاقاتوں میں بھی مجھے وقتاً فوقتاً اپنے علاقے کے مسائل اور ملکی حالات سے آگاہ رکھا، جس سے مجھے اور حکومت کو پالیسیاں وضع کرنے اور امور مملکت چلانے میں بہت مدد اور رہنمائی ملی۔ آپ یقیناً اس تین سالہ رفاقت، شراکت اور مشاورت کے دور کو اپنی زندگی کا ایک اہم اور یادگار حصہ سمجھ سکتے ہیں۔ ذاتی طور پر میں آپ کی صلاحیتوں کا بہت معترف ہوں اور آپ کی رفاقت اور شراکت کیلئے آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت اور عمر دراز عطا فرمائے تاکہ آپ آئندہ بھی ملک وقوم کی خدمت کرتے رہیں۔ آمین

آپ کا خیر اندیش محمد ضیاء الحق

(۱۸)

(سینیٹ کی تشکیل، کامیابی پر مبارکباد ○ درپیش اندرونی اور بیرونی مسائل)

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ / ۱۹ر مارچ ۱۹۸۵ء

محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عام انتخابات بخیر وخوبی انجام پانے کے بعد صوبائی اور قومی سطح پر جمہوری ادارے معرض وجود میں آچکے ہیں۔ ان اداروں میں مجلس شوریٰ کے ایوان بالا یعنی سینیٹ کو اپنی جگہ بڑی اہمیت حاصل ہے اور میرے لیے یہ بات باعث مسرت ہے کہ آپ اس معزز ایوان کے رکن منتخب ہوئے ہیں۔ میں اس کامیابی پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ آپ اس ایوان کے ایک معزز رکن کی حیثیت سے ملک کی صحیح راہنمائی اور قوم کی اعلیٰ خدمت کریں گے۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ہمارے وطن عزیز کو بہت سے مسائل درپیش ہیں جن میں سے کچھ اندرونی ہیں اور کچھ بیرونی۔ اندرون ملک ہمارا سب سے بڑا مسئلہ عوام کے روزمرہ کے مسائل کو حل کرنا اور اندرونی یکجہتی کو فروغ دینا ہے جبکہ بیرون ملک ہمیں وطن عزیز کو درپیش خطرات سے محفوظ رکھنا اور اس کی سلامتی کو یقینی بنانا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جب آپ سمیت ملک کے کونے کونے سے عوام کے منتخب نمائندے جمع

ہوں گے اور یوں ملک کی مجموعی بصیرت اور دانش یکجا ہوگی تو ان مسائل کو حل کرنے میں یقیناً مدد ملے گی۔ قوم کو سینیٹ کے ارکان سے خاص طور پر بڑی توقعات ہیں کیونکہ یہ وہ اعلیٰ ترین ادارہ ہے جس میں نہ صرف تمام صوبوں کو مساوی نمائندگی حاصل ہے بلکہ اس میں بڑے منجھے ہوئے، صاحب نظر اور کہنہ مشق ارکان شامل ہیں۔ میری خواہش ہے کہ یہ ادارہ نہ صرف نام میں "ایوان بالا" ہو بلکہ ملک وقوم کی راہنمائی میں بھی پیش پیش ہو۔

آپ کو یقیناً اس بات کا بھی احساس ہوگا کہ ہم اس وقت اپنی تاریخ کے ایک دوراہے پر کھڑے ہیں۔ ہمارے پیچھے ایک طویل ماضی اور ہمارے سامنے ایک روشن مستقبل ہے۔ ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ہم نہ صرف نہایت امن وسکون کے ساتھ نئے جمہوری دور میں داخل ہو جائیں بلکہ آئندہ ملک وقوم کو ماضی کے تلخ تجربوں سے بھی دوچار نہ ہونے دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نئی ذمہ داریاں مبارک کرے اور نئے دور کو پاکستان کے لیے خوشحالی اور استحکام کا دور بنائے۔ آمین! آپ کا خیر اندیش محمد ضیاء الحق

(۱۹)

(بین الاقوامی سیرت کانفرنس کے وفد سے ملاقات پر دعوت)

To meet Distinguished Delegates of International Seerat Conference

General Mohammad Zia-ul-Haq

President of the Islamic Republic of Pakistan is pleased to invite

Maulana Samiul Haq at Dinner

on Thuesday, 26th November, 1985 at 8.00 p.m

at Aiwan-e-Sadr, Islamabad

(۲۰)

۳۰ اگست ۱۹۸۶ء (امریکی سینیٹر سٹیفن سولارز کے بیان پر ردعمل O جذبۂ حب الوطنی کی تعریف)

محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم! آپ کا مکتوب ریٹیکس بنام صدر مملکت موصول ہوا۔ امریکی سینیٹر سٹیفن سولارز کے بلا جواز بیان پر آپ کے ردعمل کو سراہتے ہوئے صدر مملکت نے آپ کے جذبہ حب الوطنی کی تعریف کی ہے۔

آپ کا مخلص لیفٹیننٹ جنرل سید رفاقت[1] چیف آف سٹاف برائے صدر پاکستان

(۲۱)

۸ ذوالحجہ ۱۴۰۷ھ/۴ اگست ۱۹۸۷ء (عید الاضحیٰ پر مبارکباد)

محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم عید قربان کی آمد آمد ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو عید الاضحیٰ کی خوشیوں سے فیض یاب فرمائے، آمین خیر اندیش محمد ضیاء الحق

---

[1] چیف آف سٹاف برائے صدر پاکستان۔ ایوان صدر، اسلام آباد

(۲۲)

۲۶ / جون ۱۹۹۵ء　　(شہید کی برسی)

السلام علیکم ! میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ آپ کو ہمیشہ خیریت سے رکھے اور آپ کو کامیابی عطا فرمائے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمیشہ کی طرح اس سال بھی میرے شہید ابو کی برسی منائی جارہی ہے ۔ اس سلسلے میں بڑا اجتماع فیصل مسجد اسلام آباد میں ہو رہا ہے ۔ جہاں 3 بجکر 51 منٹ پر دعا ہوگی ۔

آپ سے درخواست ہے کہ آپ بھی اس اجتماع میں شریک ہوں اور شہدائے بہاولپور کے لیے دعا فرمائیں ۔

میں آپ کی بہت شکر گزار رہوں گی ۔　　والسلام　آپ کی بیٹی زین ضیاء　صدر ضیاء الحق شہید فاؤنڈیشن

(صدر ضیاء الحق کی آمد پر پارلیمنٹ کے باہر علماء کا مظاہرہ)

(منافقت بند کرو، شریعت بل منظور کرو ورنہ کرسی چھوڑ دو کے نعرے

○ علماء ارکان اسمبلی کی کاروں میں بیٹھ کر آئے تو عماموں سے بینر نکال لئے)

اسلام آباد (نمائندہ جنگ) پارلیمنٹ میں صدر ضیاء الحق کی آمد پر وزیر اعظم جونیجو چیئر مین سینیٹ غلام اسحاق خان سپیکر قومی اسمبلی حامد ناصر چٹھہ نے پارلیمنٹ ہاؤس کے صدر دروازے پر استقبال کیا ۔ جونہی صدر بلڈنگ میں داخل ہونے لگے جمعیت العلمائے اسلام کے سیکرٹری جنرل اور سینیٹ کے رکن مولانا سمیع الحق کی قیادت میں چاروں صوبوں کے علمائے کرام نے شریعت بل کی منظوری کے حق میں نعرے لگانے شروع کر دیئے اس موقع پر وزیر اعظم جونیجو نے کہا کہ مولانا سمیع الحق صاحب آپ یہ کیا کر رہے ہیں ۔ سمیع الحق ۔ ہم مجبور ہو کر اس حد تک پہنچ گئے ہیں مجھے خواہ قتل کر دو چاہے زمین پر روند ڈالو ہم لوگ شریعت کے بغیر نہیں رہ سکتے ۔ صدر ضیاء الحق نے کہا اب تو جمہوریت ہے قومی اسمبلی میں نواں ترمیمی بل منظور ہونا رہ گیا ہے ۔ قبل ازیں علماء مظاہرین سینیٹ و قومی اسمبلی کے ارکان کی کاروں میں بیٹھ کر پارلیمنٹ کے صدر دروازے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ۔ جونہی صدر مملکت آئے اور وزیر اعظم ان کا استقبال کرنے لگے تو پندرہ بیس مظاہرین علماء نے چھوٹے چھوٹے بینر اپنے عماموں اور قمیض وغیرہ کے اندر سے نکال کر بلند کر دیئے ۔ مظاہرین نعرے لگا رہے تھے منافقت بند کرو شریعت بل منظور کرو گرنہ کرسی چھوڑ دو، اسلام کے نام پر برسر اقتدار آنے والو! شریعت بل سے فرار اختیار نہ کرو ۔ سوا گیارہ بجے صدر مملکت قومی اسمبلی ہال میں داخل ہوئے صدر نے سٹیج سیکرٹری کے رسمی اعلان کا کچھ دیر انتظار کیا مگر ہال میں کوئی سٹیج سیکرٹری نہیں تھا اس لئے صدر چند ثانئے بعد خود ہی بسم اللہ کر کے روسٹرم پر جا کھڑے ہو گئے صدر ابھی تقریر شروع کرنے لگے تھے کہ سینیٹ کے رکن قاضی عبداللطیف نے کھڑے ہو کر پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا چاہا صدر ضیاء الحق ۔ آج پارلیمنٹ کا مشترکہ سیشن ہے اس کے اندر صدر کے خطاب کے سوا اور کوئی بات کرنا یا سننا قانون کے مطابق درست نہیں ۔

قاضی عبداللطیف ۔ جناب صدر! شریعت بل کے قانون کی بات آپ کے قانون سے بالاتر ہے ۔ مولانا گوہر رحمٰن ۔ حکومت نے شریعت بل کے مسئلے پر ٹال مٹول کی پالیسی اختیار کر رکھی ہے جو زیادہ دیر نہیں چلے گی ۔ صدر ضیاء الحق نے کہا مولانا صاحب قومی اسمبلی و سینیٹ کے شام کے اجلاسوں میں آپکو اظہار خیال کا پورا موقع ملے گا اور آداب محفل کا تقاضا ہے کہ آپ خاموشی سے میری بات سنیں ۔

مولانا گوہر رحمٰن۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے دور میں یہ ہوتا رہا ہے۔

صدر ضیاء الحق (زوردار آواز میں) میں علمائے کرام سے ادب و احترام سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ تشریف رکھیں اگر علمائے کرام ہی آداب محفل کا خیال نہیں رکھیں گے تو پھر اور کس سے توقع کی جاسکتی ہے، گوہر رحمٰن: جو حکومت شریعت پر عمل نہیں کرتی اسکا احترام ہم پر واجب نہیں۔

(آپ فکر نہ کریں آج اپنی تقریر میں اسی موضوع پر بات کروں گا
پارلیمنٹ کے باہر متحدہ شریعت محاذ کے رہنماؤں اور علماء کرام کا مظاہرہ)

راولپنڈی ۹ اپریل (مسعود ملک) ''صدر مملکت ہم بہت مجبور ہیں عوام ہم سے نفاذ شریعت کا مطالبہ کرتے ہیں آپ ہمیں قتل کرادیں کیونکہ ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں'' ''آپ حوصلہ رکھیں میں اپنی تقریر میں اس مسئلہ کا احاطہ کروں گا''۔

''تقریروں سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اب تو لوگ عملی طور پر نفاذ شریعت کا مطالبہ کر رہے ہیں''۔

ان مکالمات کا تبادلہ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق اور متحدہ شریعت محاذ کے رہنماؤں سینیٹر مولانا سمیع الحق اور قاضی عبداللطیف کے مابین اس وقت ہوا جب صدر مملکت پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کے لئے پارلیمنٹ ہال تشریف لائے۔ دونوں ارکان سینیٹ کی زیر قیادت دس علمائے کرام کا یہ وفد صدر کی آمد سے ۱۵ منٹ قبل پارلیمنٹ بلڈنگ پہنچا انکی آمد کی کسی کو خبر نہ تھی اور سیکورٹی سٹاف نے بھی انہیں عام مہمان ہی سمجھا لیکن اچانک ان افراد نے بڑے بڑے پلے کارڈ نکال لئے جن پر مختلف نعرے درج تھے۔ ان پلے کارڈوں پر تحریر تھا نفاذ شریعت کا مطالبہ پورا کرو ورنہ کرسی چھوڑ دو۔ اسلام کے نام پر برسراقتدار آنے والو اسلام سے راہ فرار مت اختیار کرو۔

شریعت بل کی مخالفت کر کے اللہ کے غضب کو دعوت نہ دو۔ شریعت کے لئے لڑنا جہاد مقدس ہے اس کے ساتھ ہی ان مظاہرین نے نعرہ بازی شروع کردی۔ یہ صورت حال انٹیلی جنس اور اسمبلی سیکورٹی سٹاف کے لئے اس قدر غیر متوقع تھی کہ وہ ششدر رہ گئے۔ دوسری طرف صدر مملکت کی آمد میں چند لمحے باقی تھے اس موقع پر ڈی ایس پی مسٹر الیاس قریشی نے مولانا سمیع الحق کے ہمراہ آنے والے علماء سے کہا کہ آپ براہ کرم یہاں سے تشریف لے جائیں۔ مولانا سمیع الحق: - آپ ہمیں یہاں سے نہیں ہٹا سکتے ہم ممبر پارلیمنٹ ہیں۔

ڈی ایس پی: - مولانا آپ بلاشبہ ممبر پارلیمنٹ ہیں آپ جہاں مرضی ہو کھڑے رہیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن دوسرے صاحبان جو پارلیمنٹ کے ممبر نہیں ہیں انہیں یہاں سے ہٹا دیں اس موقع پر مولانا عبداللطیف آگے بڑھے اور بولے آپ دوسرے لوگوں کو بھی یہاں سے ہٹا دیں۔ جس پر پارلیمنٹ بلڈنگ کے گیٹ کے قریب کھڑے دوسرے تمام غیر متعلقہ افراد کو ہٹا دیا گیا۔ تاہم مولانا سمیع الحق پھر بھی نہ مانے اور وہاں کھڑے رہنے پر مصر رہے۔ اس کی اطلاع فوری پر آئی جی اسلام آباد مسٹر خاور زمان اور ایڈمنسٹریٹر اسلام آباد کو دی گئی وہ بھی فوراً موقع پر پہنچے لیکن متحدہ شریعت محاذ کے ارکان نے وہاں سے ہٹنے سے انکار کر دیا۔ اس موقع پر پولیس کا ایک دستہ بھی طلب کر لیا گیا لیکن وائرلیس پر صدر مملکت کی روانگی کی اطلاع مل گئی۔ جس پر انتظامیہ نے فیصلہ کیا کہ بدمزگی سے گریز کیا جائے چنانچہ مظاہرین کو ہدایت کی گئی کہ وہ مرکزی دروازے سے ہٹ کر کھڑے رہیں اور پرامن مظاہرہ کریں۔ یہ مظاہرین نعرہ بازی میں مصروف تھے کہ وزیر داخلہ نسیم احمد آہیر پارلیمنٹ کے اجلاس میں شرکت کے لئے وہاں پہنچ گئے۔ وزیر داخلہ مولانا سمیع الحق اور مولانا عبداللطیف سے گلے ملے۔

صدر کی آمد سے چند لمحے قبل وزیر اعظم محمد خان جونیجو چیئر مین سینیٹ غلام اسحاق خان، سپیکر قومی اسمبلی حامد ناصر چٹھہ، وزیر عدل مسٹر وسیم سجاد اور سیکرٹری قومی اسمبلی کے ہمراہ نیچے آگئے اور مرکزی ہال میں کھڑے ہو کر صدر کا انتظار کرنے لگے۔

وزیر اعظم جونیجو کو نیچے آتا دیکھ کر متحدہ محاذ کے ارکان نے زور زور سے نعرہ بازی شروع کردی تاہم وزیر اعظم ہال میں موجود چیئرمین اور سپیکر سے صلاح مشورہ میں مصروف رہے۔ صدارتی کارروان جونہی پارلیمنٹ بلڈنگ کی حدود میں داخل ہوا وزیر اعظم جونیجو اپنے رفقاء کے ہمراہ مرکزی دروازے پر آگئے۔ صدر کار رکنے کے بعد باہر نکلے تو وزیر اعظم نے ان کا خیر مقدم کیا۔ صدر نے چیئرمین سینیٹ، سپیکر قومی اسمبلی اور وزیر عدل سے ہاتھ ملایا اس موقع پر متحدہ شریعت محاذ کے ارکان نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، منافقت ختم کرو، شریعت نافذ کرو ورگرنہ اقتدار چھوڑ دو کے نعرے بلند کررہے تھے۔ صدر مملکت جب وزیر اعظم کے ہمراہ آگے بڑھنے لگے تو مولانا سمیع الحق ان کے راستے میں کھڑے ہوگئے۔ صدر مملکت نے استفسار کیا کہ کیا معاملہ ہے، جس پر انہیں بتایا گیا کہ متحدہ شریعت محاذ نفاذ شریعت کے حق میں مظاہرہ کررہا ہے صدر مملکت نے ازراہ محبت مولانا سمیع الحق کو گلے لپٹالیا۔ تاہم مولانا بولے صدر مملکت ہم مجبور ہیں عوام کا مطالبہ ہے کہ شریعت نافذ کریں۔

صدر مملکت انشاء اللہ سب ٹھیک ہوجائے گا۔

مولانا سمیع الحق:۔ آپ ہمیں قتل کرادیں گڑھے میں پھینکوادیں شریعت ضرور نافذ کریں۔

صدر مملکت:۔ آپ فکر نہ کریں میں آج تقریر میں اس موضوع پر بھی بات کروں گا۔

قاضی عبداللطیف:۔ مسئلہ تقریروں سے حل نہیں ہوگا۔ اب تو لوگ عملی نفاذ شریعت کا مطالبہ کررہے ہیں اس کے بعد صدر مملکت اندر چلے گئے اور محاذ کے ارکان نعرے لگاتے رہے۔

۱؎ صدر ضیاء الحق مرحوم کی شخصیت نے پاکستان پر دوررس اثرات چھوڑے ان کی ذات' پالیسیوں اور گیارہ سالہ دور کے تحلیل و تجزیہ کے لئے ایک طویل دورانیہ درکار ہے۔ مجلس شوریٰ کی وفاقی کونسل میں میری شمولیت اور اس دوران ضیاء الحق مرحوم کو ان کے وعدے یاد دلاتے رہے۔ اور مختلف زاویوں سے ان پر عمل پیرا کرانے کی جدوجہد کے لئے فوجی پارلیمنٹ اور سنگین کے سایوں میں اسلام کی جنگ کے عنوان سے ایک مستقل کتاب درکار ہے' جو وفاقی شوریٰ و پارلیمنٹ کی رپورٹوں سے مرتب ہوکر طباعت کی منتظر ہے اس کے بعد سینیٹ کی رکنیت کے بعد دوسرا معرکہ شروع ہوتا ہے۔ جو سینیٹ میں شریعت بل پیش کرنے کے بعد برپا ہوا' جو ضیاء الحق مرحوم کی شہادت کے بعد بھی کئی سال تک برپا رہا۔ اور جس نے خیبر سے کراچی تک اسلامیان پاکستان کو جہد مسلسل اور بے چینی اضطراب' احتجاجی مظاہروں' جلسوں سیمیناروں کی شکل میں متحرک رکھا' اس بل کی منظوری کے لئے متحدہ شریعت محاذ کو تشکیل دیا جس نے پورے ملک کے دینی طبقوں اور اسلام چاہنے والوں کو ایک محاذ پر اکٹھے ہوکر منزل اسلام کی طرف رواں دواں رکھا۔ البتہ روشن خیال لبرل سیکولر اور ترقی پسند طبقوں فرسودہ انگریزی عدالتی نظام سے معاشی اور تمدنی لحاظ سے چمٹے ہوئے لوگ اس تحریک کی مزاحمت کے لئے پارلیمنٹ کے اندر اور باہر مزاحمت کے لئے اتر آئے جو ان کی مجبوری تھی' مگر المناک صورتحال یہ سامنے آئی کہ دین کے نام پر معاش و سیاست کرنے والی کچھ جماعتیں بھی اس بل کی مخالفت میں کود پڑیں' اسے شرارت بل اور کن کن مضحکہ خیز ناموں سے مذاق اڑاتے رہے' یہ تاریخ کا ایک المناک حصہ ہے' اور سنۃ اللہ یہی چلا آرہا ہے کہ لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحییٰ من حیی عن بینۃ سینیٹ میں اسے سبوتاژ کرتے اور کامیاب نہ ہونے کی صورت میں آئے دن اسے ٹالنے کے لئے نت نئے تاخیری حربے استعمال کرنے پر سالہا سال تک یہ بل بازیچہ اطفال بنا رہا' مگر بل اپنی حقانیت اور صداقت کے بل بوتے پر زندہ رہا اور اس کی آڑ میں شریعت سے تلاعب و تمسخر کرنے والے ارکان کے لئے سینیٹ کے ہر غیر سرکاری دن مشق سخن کا ذریعہ بنا رہا ایک مرحلہ پر چیئرمین سینیٹ جناب غلام اسحاق خان نے استصواب رائے عامہ کے لئے اسے مشتہر کردیا کہ شاید یہ گوشہ نسیان کی نذر ہوجائے گا مگر پاکستان کے غیور عوام اور دینی طبقوں کے لئے یہ جلتی پر تیل ثابت ہوا۔ پورے پاکستان بلکہ بیرون ملک' اسلامی ممالک سے بھی بل کے حق میں تائید التصویب کا ایک سیلاب امڈ آیا۔ کراچی کا کردار ان بارہ میں سب سے زیادہ موثر رہا۔ وہاں سے میری نگرانی میں ہزاروں' لاکھوں محضرنامے پر کرکے جہاز کے کارگو سے اسلام آباد بھیجے گئے جسے سینکڑوں پیٹیوں میں بند ایئرپورٹ سے ایک بڑے پک اپ گاڑی میں ڈال کر سینیٹ لے آیا۔

شریعت بل کے نفاذ کیلئے صدر ضیاء الحق کے پارلیمنٹ کے باہر
شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رح کی قیادت میں لاکھوں افراد کا تاریخی مظاہرہ

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC پاکستان کے ہر ...

THE DAILY JANG RAWALPINDI

روزنامہ جنگ راولپنڈی

صفحات (۱۲)

منگل ۱۵ جولائی ۱۹۸۶ء ۔ ۸ شوال ۱۴۰۶ھ

پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے شریعت بل کی حمایت میں مظاہرے کی

جھلکیاں

اسلام آباد (رپورٹ طاہر خلیل) متحدہ شریعت محاذ ... شریعت بل کی حمایت میں ... مظاہرہ ... تھے۔

... پہلا مظاہرہ تھا۔

جلوس میں ... ۔

جلوس میں ... مسلح ... اسلام اور ... پرچم بھی دیکھنے میں آئے۔

... اپنے ہاتھوں میں ... لئے ہوئے تھے ... شہروں سے اسلام آباد پہنچے ہیں۔

پارلیمنٹ ہاؤس کی حفاظت کے لئے پولیس کی بھاری ... تعینات تھی ... سازو سامان سے لیس ...

باقی صفحہ آخر کالم ۶ پر

... کوئی ... واقعہ پیش نہیں آیا۔

جلوس میں قائدین کے ٹرک سے آگے ایک ... لاؤڈ سپیکر سے ... اور جلوس کے شرکاء ... شریعت ... کے نعرے لگاتے ہوئے ... کی طرف رواں دواں رہے۔

... جب ... پر تقریر کے لئے سامنے آئے تو مظاہرین نے ... ان کے خلاف نعرے بازی کی ... کا مطالبہ کیا۔

جلوس جب پارلیمنٹ ہاؤس پہنچا تو مظاہرین نے لیاقت ...

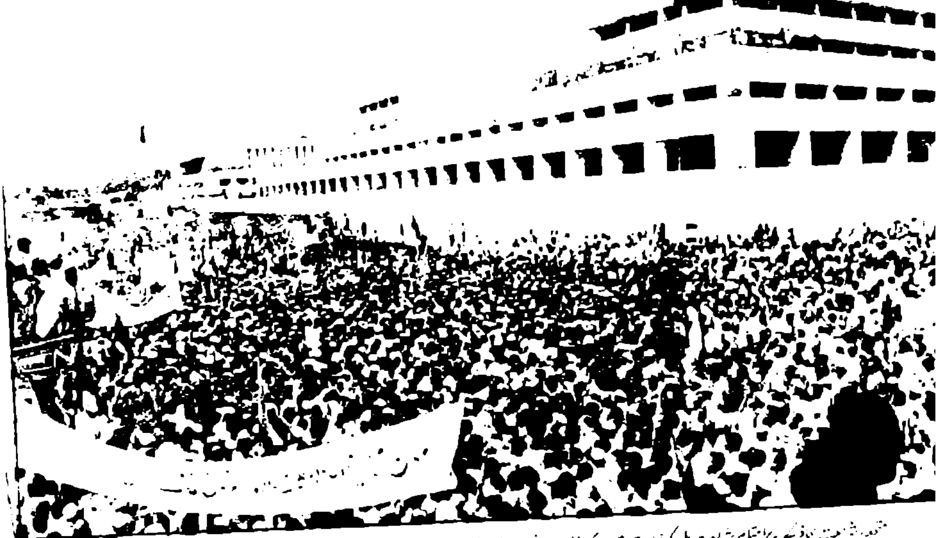
باقی صفحہ آخر کالم ۷ پر

مظاہرے کی ضرورت نہیں، اقبال احمد خان

اسلام آباد (وقائع نگار خصوصی) انصاف و پارلیمانی امور کے وفاقی وزیر اور پاکستان مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل اقبال احمد خان نے مظاہرے کے اہتمام پر اظہار افسوس ... کرتے ہوئے کہا کہ ... شریعت بل ... کے سامنے ... کے مطابق ... کے مختلف مرحلوں سے گزر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے کسی مظاہرے کی ضرورت نہیں ... نے اس کا ... کیا ہے ... اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس مظاہرے سے پہلے ہی

باقی صفحہ آخر کالم ۶ پر

شریعت بل کی حمایت میں علماء اور عوام کا تاریخی مظاہرہ



متحدہ شریعت محاذ کے زیر اہتمام شریعت بل کی حمایت میں ہزاروں افراد پارلیمنٹ ہاؤس اسلام آباد کے سامنے ...

روزنامہ مشرق پشاور
بانی عنایت اللہ مرحوم

نفاذ شریعت کی حمایت میں پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر زبردست مظاہرہ

پشاور میں ریلوے سٹیشن کینٹ کے قریب عارضی

ہزاروں مظاہرین لیاقت باغ سے جلوس کی شکل میں اسلام آباد پہنچے

شریعت بل عوام کی خواہشات کے مطابق منظور کیا جائیگا، اقبال احمد خان

پشاور پاکستان
فون: دفتر: ۶۰۵۲۲
۱۹۸۶ء بمطابق ۳ شوال المکرم ۱۴۰۶ھ
تیرہ پیسے ● شمارہ ۱۸۳

...کا مظاہرہ، شریعت بل کے فوری نفاذ کے نعرے

...اسلام کے علاوہ کوئی اور نظام برداشت نہیں کیا جائے گا

...حکومت بل میں دلچسپی لے رہی ہے

...ختم ہو جائیں گی، اقبال احمد خان

مولانا مفتی ضیاء الحق دہلوی[1] دہلی

(۱)

(جمعیۃ ٹائمز کا ضبط تولید نمبر)

۱۶/۱۱ اکتوبر ۱۹۶۸ء دہلی

محترمی! سلام مسنون۔ مزاج شریف۔ ضبط تولید کا مسئلہ وہاں بھی اور یہاں بھی زوروں پر چل رہا ہے۔ ہم چونکہ اسے شرعاً جائز نہیں سمجھتے اسلئے شدید مخالفت کرر ہے ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی جمعیۃ ٹائمز کا ضبط تولید نمبر ہے جو ۱۸ اکتوبر کو شائع ہوگا۔ علماء کرام کے فتاویٰ اور مضامین جمع کئے جارہے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اس مسئلہ پر آپ بھی لکھ کر بھیجیں۔ خواہ مختصر ہی ہو۔ پہلے اگر آپ نے کچھ لکھا ہو تو وہ بھی مرحمت فرمائیں۔ تاخیر نہ کریں۔ میں شکرگزار ہونگا۔ مخلص محمد ضیاء الحق دہلوی

(۲)

(ملاقات سے بے حد خوشی)

ضیاء جیولری ہاؤس۔ صرافہ بازار راولپنڈی۔ ۱۶/۱۱ جنوری ۱۹۸۴ء

مکرم ومحترم! زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا کرے کہ آپ اور والد بزرگوار اور جملہ متعلقین بخیر وعافیت ہوں۔ آمین۔

آپ سے مل کر اور والد محترم کی زیارت کر کے بیحد خوشی ہوئی۔ جس محبت اور خلوص سے آپ ملے اور خاطر ومدارات کی، والد صاحب نے پدری شفقت سے نوازا اسکے لئے ممنون ہوں۔ یہ آپ حضرات کی ذرہ نوازی ہے۔ آپ کی مرحمت کی ہوئی کتابیں زیر مطالعہ ہیں۔ ان سے استفادہ کر رہا ہوں۔ والد صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ سلام عرض کردیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انکے سائے کو ہمارے سب کے سروں پر قائم ودائم رکھے آمین۔ اہل خانہ اور اہل مجلس کو سلام دعا کہدیں۔

برادر خرد میاں اسرار الحق بھی سلام عرض کرتے ہیں۔ اچھا خدا حافظ والسلام نیازمند محمد ضیاء الحق دہلوی

(۳)

(والدہ مرحومہ کی تعزیت وایصال ثواب)

۳۰/ جولائی ۱۹۸۸ء کراچی

مکرم ومحترم زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔ والدہ مرحومہ کے انتقال پر ملال پر تعزیتی خط لکھا تھا۔ معلوم نہیں ملا یا نہیں۔ شرکاء درس قرآن نے قرآن پڑھوا کر ایصال ثواب بھی کردیا تھا۔ آپ کراچی تشریف لاتے ہیں اور چلے جاتے ہیں ہمیں خبر بعد میں ہوتی ہے۔ کبھی غریب خانہ پر تشریف لائیں اور خدمت کا موقع دیں، بہت خوشی ہوگی۔ ماہنامہ الحق پابندی سے ملتا ہے۔ آپ کے جرأتمندانہ بیانات اور والد بزرگوار کی پند ونصائح سے مستفیض ہوتا ہوں، پرچہ کا انتظار رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی کوششوں کو نتیجہ خیز بنائے اور پاکستان صحیح معنی میں اسلامی ریاست بن جائے۔ ہم نووارد سوائے دعا کے کیا کر سکتے ہیں طفل کتب ہیں، دو سال سے یہ

[1] حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کی یاد میں جاری کردہ ہفت روزہ جمعیۃ ٹائمز کے سرپرست، پاکستان نقل مکانی کرنے پر کراچی میں جامعۃ الصالحات عزیز آباد قائم کیا۔

مدرسہ چلارہے ہیں۔ابھی تک ہم بھائی بہن آپسمیں چندہ کرکے پورا ڈال رہے تھے مگراب مکان خریدنے کی وجہ سے فکرلاحق ہوااوراپیل شائع کرنی پڑی بڑا ہی کرم ہوگا۔اگریہ اپیل آپ اپنے موقر جریدہ میں شائع فرمادیں۔شاید کسی بندہ کے دل میں آجائے اوروہ ہمارابوجھ ہلکا کردے۔دعا کی بھی درخواست ہے۔

والدمحترم کی خدمت میں سلام عرض کردیں اوردعا کی درخواست بھی، حاضری کو بہت دل چاہتا ہے، دسمبر میں ارادہ کررہا ہوں۔اللہ تعالیٰ آپ سب بزرگوں کوزندہ سلامت رکھے آمین۔والدصاحب کی مزاج پرسی بھی کردیں۔ جواب کاانتظاررہیگا۔ نیازمند محمدضیاءالحق

(۴)

(شیخ الحدیثؒ کی تعزیت)

حضرت والدبزرگوارمرحوم ومغفورکے انتقال پُرملال کی خبرسن کرانا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کےسوا چارۂ کاربھی کیا ہے۔وہ وقت جب میں حاضرہوا تھااورحضرتؒ نے خوش ہرکرپانچ سوروپے عطافرمائے تھے میں بااصرارواپس کرتا ہرااورعرض کرتارہا کہ نذرانہ تو مجھے پیش کرنا چاہیے تھااورمیں خالی ہاتھ چلاآیا۔فرمایاتم اتنی دور سے چل کرملنے آئے یہ کیا کم ہے۔پھربھی دوسوروپے دئے جومیرے پاس تبرکاً رکھے ہیں۔بزرگوں کی کیابات تھی کیسے شفقت فرماتے تھے۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطافرمائے۔مرحوم جہادافغانستان کے روح رواں تھے۔مدرسہ میں قرآن خوانی ہوئی،ایصال ثواب کیا گیا،معلمات اورطالبات نے دعا کی۔

☆☆☆

ڈاکٹرضیاءالحق صدیقی [۱]

ڈسٹرکٹ انسپکٹرآف اسکولز بلوچستان ملتان

(۱)

(ذکریوں کے بارہ میں کتاب اورتلخیص)

اکوڑہ خٹک ۴رمضان المبارک،اکتوبر۱۹۷۹ء

محترمی سمیع الحق صاحب!السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،عرصہ ڈیڑھ سال قبل میں نے آپ سے ملاقات کی تھی اورذکریوں کے بارے میں اپنی کتاب کاتذکرہ کیاتھاجومیں نے دس سالہ تحقیق کے بعدمرتب کی ہے۔آپ نے فرمایاتھا کہ پہلے اسکی تلخیص دیدی جائے کتاب بعدکو چھپتی رہے گی۔میں نے تلخیص آپ کے لیے آدھی کے قریب لکھی تھی اچانک میری بصارت خراب ہوگئی اورطویل علاج وآپریشن کے بعد ٹھیک ہوئی،اسکے بعدہی مجھے بیرون ملک جاناپڑگیا۔واپسی پراسکومکمل کیا۔مکمل کی ہوئی بھی کئی ماہ سے پڑی ہوئی تھی خودآکرآپ سے بات کرناچاہتاتھاتواب آسکا۔یہ میری محرومی ہے کہ آپ سے ملاقات نہ ہوسکی۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ "الحق" میں گذشتہ ڈیڑھ سال میں

[۱] مکتوب نگارنے ذکری مذہب پربڑاتحقیقی کام کیا،اسی سلسلہ میں میری غیرموجودگی میں اکوڑہ خٹک تشریف لائے۔مضمون الحق ستمبر۷۹ میں شائع ہوچکا ہے۔

ذکریوں کے بارے میں کیا کچھ لکھا گیا اور اب میرے اس مضمون کی ضرورت آپ کو ہے یا نہیں۔ بہر حال میں مضمون چھوڑے جارہا ہوں اگر ضرورت ہو تو اسکو شائع کردیں ورنہ مجھ کو واپس بھیجیں اور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ پوری کتاب آپ شائع کرنا پسند کریں گے یا نہیں وہ بھی دو ایک ماہ میں انشاء اللہ تعالیٰ مکمل ہوجائے گی۔ اور بھی بہت کچھ باتیں کرنا تھیں خیر پھر سہی۔ آپکے جواب کا منتظر رہوں گا۔

والسلام مع الاکرام ڈاکٹر محمد ضیاء الحق صدیقی

بی۔اے۔آنرز بی ٹی علیگ۔ ایم۔بی۔ایچ۔ایس ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف اسکولز بلوچستان خداداد کالونی ملتان

(۲)

(بیرونی اسفار O ذکریوں کے بارے میں معلومات اور تبادلہ خیال کی خواہش)

۱۶ ذیقعد ۱۴۰۲ھ / ۵ ستمبر ۱۹۸۲ء

محترمی سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ! امید ہے کہ آپ بفضلہ تعالیٰ بصحت و عافیت ہوں گے۔ آپکو یاد ہوگا قریب چار سال ہوئے میں نے آپ سے دارالعلوم حقانیہ میں ملاقات کی تھی۔ اس زمانے میں رسالہ "الحق" میں ذکری مذہب کے بارے میں مضامین شائع ہورہے تھے، ان میں معلومات جزوی اور ناکافی اور چند باتیں غلط سُنی سنائی معلومات پر مبنی تھیں۔ میں نے عرض کیا تھا کہ قریب دس سال سے میں ان لوگوں کے علاقوں میں گھوم پھر کر معلومات جمع کرتا رہا تھا اور انکے بارے میں کتاب لکھ رہا تھا۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو بالاقساط اپنے رسالے میں شائع کردیں۔ جس پر آپ نے فرمایا تھا کہ پہلے کتاب کی تلخیص بنا کر اشاعت کے لیے دیدیں۔ میں اگست ۷۹ء میں جبکہ رمضان المبارک کا پہلا ہفتہ تھا اس کتاب کا خلاصہ لیکر حاضر خدمت ہوا تھا مگر اس زمانے میں مدرسہ بند تھا اور آپ کراچی تشریف لے گئے تھے۔ میں دفتر میں وہ مسودہ ایک خط کے ساتھ آپ کی ڈاک میں رکھ آیا تھا۔

اسکے کچھ دنوں بعد ہی آخر رمضان المبارک میں میں عمرہ کے لیے چلا گیا پھر حج کے بعد اسلامی ممالک میں سیاحت کا پروگرام بن گیا جو وسیع ہوتا چلا گیا، چند یوروپی ممالک سے گھومتا پھرتا لندن میں جا کر ٹکا۔ ارادہ تو صرف برطانیہ کا ایک چکر لگانے کا تھا مگر اسلامک مشن نے کام کرنے کی دعوت دی اور ایسا مشغول ہوا کہ سر اٹھانے کی فرصت نہ ہوئی۔ آپ سے بھی رابطہ قائم نہ رکھ سکا۔ اب تین سال بعد واپس آیا ہوں۔ زحمت فرما کر مطلع فرمایئے وہ تلخیص آپ نے اشاعت کے لیے پسند فرمائی تھی یا نہیں؟ سننے میں آیا ہے کہ اس دوران چند کتب یا رسائل ذکریوں پر لکھے جاچکے ہیں لیکن مجھے انکا علم نہیں۔ اگر آپ کے علم میں ہوں تو مطلع فرمائیں۔ میری کتاب بالاقساط شائع کرنا اب بھی آپ پسند فرمائیں گے یا نہیں؟ مزید یہ کہ ذکریوں کو قادیانیوں کی طرح غیر مسلم قرار دینے کے لیے اب تک کیا مساعی ہوئی ہیں؟ اگر آپ زبانی گفتگو کرنا چاہیں تو تاریخ اور وقت سے مطلع فرمائیں بندہ حاضر ہوجائے گا۔ مجھے احساس ہے کہ آپ بہت مشغول انسان ہیں۔

والسلام مع الاکرام اخلاص کیش محمد ضیاء الحق صدیقی

(۳)

(ذکریوں کی تحقیقی آپریشن میں الحق کی سبقت و فضیلت)

مارچ ۱۹۹۰ء

لاریب! ماہنامہ الحق کو اس سلسلہ میں فضل و تقدم کا شرف حاصل رہا ہے کہ اس نے فتنہ باطلہ "ذکری مذہب" سے متعلق اپنی اشاعتوں میں

نہایت مفید، جامع اور مستند معلومات اور مضامین شائع کیے۔ اس عجیب وغریب باطل فرقہ کی حقیقت کو واضح کردینے اور اس کے مفاسد و مضرات سے پوری قوم کو خبردار کردینے میں تمام تر سبقت وفضیلت کا استحقاق مجلہ "الحق" کو لوٹتا ہے۔ احقر نے بھی ذکری مذہب کے تتبع و تعاقب میں شبانہ روز محنت کرکے اس مذہب کے بنیادی عقائد، مذہبی رسومات اور من گھڑت دینی اعمال وعبادات اور احوال وکیفیات سے آگاہ ہونے کی کوشش کی اور پانچ سال تک تحقیق وتفحص کے صعب ترین اور صبر آزما مراحل سے گذرا، اسی غرض سے باقاعدہ بلوچی زبان سیکھی۔ ذکریوں کے علاقوں، دیہاتوں، معابد اور درسگاہوں کے مسلسل چکر کاٹے۔ کراچی سے گوادر تک ان کی مجالس، محافل، تہذیب ومعاشرت اور مختلف تقاریب میں جاجا کر معلومات اور حقائق حاصل کیے۔ اُن کے مذہبی پیشواؤں، اُن کے عباد وزہاد، ان کے علماء اور سکالروں اور اس مذہب کے چھوڑنے والے بعض خوش نصیبوں سے ملاقاتیں کیں، مذاکرات اور مباحث وتحقیقات کے راستے بنائے اور اس مذہب کی جدید وقدیم کتابوں کا بھرپور مطالعہ کیا۔ اس سلسلہ کی تحقیقات اور مضامین ماہنامہ الحق کے ذریعہ سے اسکے معزز قارئین اور پورے عالم اسلام کو آگاہ کرتا رہا۔ ان میں سے بعض مضامین کو صدیقی ٹرسٹ نے عربی میں ترجمہ کرکے شائع کردیا ہے۔ ترجمہ ملک کے معروف سکالر جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے استاذ حدیث حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار نے کیا ہے۔　ڈاکٹر ضیاء الحق صدیقی

☆☆☆

جناب ضیاء الدین اصلاحی[1] مدیر معارف، اعظم گڑھ ہند
(شیخ الحدیث کی وفات دارالمصنفین کی تعزیت)

۲۴ستمبر ۱۹۸۸ء

مکرمی ومحترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ابھی ابھی ہفت روزہ الاعتصام سے یہ خبر معلوم کرکے انتہائی رنج وغم ہوا کہ آپ کے والد بزرگوار اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کا انتقال ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس نصیب کرے اور آپ کو اور دوسرے تمام متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

نہ صرف آپ کے لیے بلکہ دارالعلوم حقانیہ کے لیے بھی یہ ایک بہت بڑا سانحہ اور حادثہ جانکاہ ہے۔ دارالمصنفین آپ کے اس غم پر برابر شریک ہے۔ برائے کرم تمام متعلقین کو ہماری جانب سے تعزیت کردیں۔ ممنون ہوں گا۔ عرصہ سے آپ کا رسالہ "الحق" معارف کے تبادلہ میں موصول نہیں ہورہا ہے۔ دفتر کو اسکی ہدایت کردیں!　　والسلام　ضیاء الدین اصلاحی

(الحق میں ضیاء الحق صدیقی کے مضمون کی تفصیل)

ذکری مذہب کا تفصیلی جائزہ [بلوچوں کا ایک باطل مذہب]، جنوری ۱۹۸۰/۳۴-۵۳

---

[1] موصوف مولانا صباح الدین عبدالرحمن مرحوم کے بعد دارالمصنفین اعظم گڑھ کے ترجمان ماہنامہ ''معارف'' کے مدیر رہے۔ آخر عمر تک اسی ادارے سے وابستہ رہے۔

ضیاء الدین لاہوری[1]

علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

(۱)

۱۵ اگست ۱۹۸۴ء / ۷ ذیقعدہ ۱۴۰۴ھ　(سرسید بطور مؤرخ ○ سرسید مرزا قادیانی اور انگریزی حکومت)

مکرمی و معظمی سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے

26 رمضان المبارک کو آپ کا خط موصول ہوا تھا جس میں آپ نے تحریر کیا تھا کہ میرے نام پرچہ مستقلاً جاری کیا جا رہا ہے۔ اس کے باوجود مجھے اس کے بعد کوئی پرچہ نہیں ملا۔ اس سے پیشتر آپ کا مئی کا شمارہ ملا تھا اور بس۔ کیا آپ متعلقہ عملہ سے دریافت فرمائیں گے کہ کیا وجہ پیش آ گئی؟ لائبریریوں اور بک سٹالوں کے بار بار چکر لگانے سے مجھے بڑی کوفت ہوتی ہے۔

غالباً پچھلے جریدہ کے پرچہ میں حکیم محمود احمد برکاتی صاحب کا سرسید بطور مؤرخ کے عنوان سے مضمون شائع ہوا تھا جسے میں نے قومی زبان کے اشاریہ سے معلوم کیا۔ میں نے کئی جگہ پر متعلقہ پرچہ کے مطالعہ کی کوشش کی مگر محروم رہا۔ کیا آپ اس شمارہ کا اہتمام فرما سکتے ہیں۔ چونکہ یہ میرا موضوع ہے لہٰذا میرے لیے اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ حکیم صاحب کو کراچی لکھ دیتا لیکن ان کے پاس بھی اپنی ہی کاپی ہوگی۔

"سرسید مرزا قادیانی اور انگریزی حکومت" کے عنوان سے مزید ایک مضمون ارسال خدمت ہے۔ امید ہے کہ پسند فرمائیں گے اور اسے باقاعدہ حوالوں کے ساتھ شائع کریں گے۔ حوالے ضرور شائع فرمائیں۔

میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ضرور یاد فرمائیں۔　فقط۔ والسلام　مخلص۔ ضیاء الدین لاہوری

(۲)

۲۸ اکتوبر ۱۹۸۴ء　(مضمون سرسید اور مرزا قادیانی کی اشاعت پر شکریہ)

مکرمی و معظمی۔ سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ "الحق" اکوڑہ خٹک موصول ہوا۔ مضمون "سرسید اور مرزا قادیانی" کی اشاعت پر آپ کا ممنون ہوں۔ آپ سے گذارش ہے کہ اس شمارہ کی دس کاپیاں بذریعہ وی۔ پی۔ ارسال کر دیں، کیونکہ یہاں کسی کتب فروش کے پاس میرے خیال میں زیادہ مقدار میں میسر آنا مشکل ہے اور میں بعض اہم افراد کو مذکورہ شمارے بھیجنا چاہتا ہوں۔

لاہور میں میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ضرور ارشاد فرمائیں۔　فقط والسلام　ضیاء الدین لاہوری

(۳)

۲۶ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۸۴ء　(مضمون اور حوالوں کی پروف ریڈنگ)

مکرمی و معظمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ پچھلے مضمون والے رسالے کی پندرہ کاپیاں مل گئی ہیں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ آج ایک شمارہ موصول ہوا۔ اس کے ساتھ ہی نیا مضمون تیار تھا روانہ کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ پسند فرمائیں گے۔ مکرر درخواست ہے کہ پروف ریڈنگ کے بارے میں ذرا زیادہ ہی احتیاط کی ہدایات جاری فرما دیں کیونکہ میرے

---

[1] معروف علمی تحقیقی مقالہ نگار ایک علمی پرچہ الحقائق علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے مدیر "سرسید" کے افکار و سوانح کے خاص نقاد بہت سے مضامین اس موضوع پر الحق میں شائع ہوتے رہے۔ جس میں بہت اب باضابطہ کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ چند اہم کتابیں: سرسید کی کہانی خود انکی زبانی، افکار سرسید، خودنوشت سرسید، جوہر تقویم وغیرہ۔ (س)

مضامین میں حوالوں کی کثرت ہوتی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ پروف ریڈنگ میں کسی غلطی کی بنا پر اس حوالے کے غلط ہونے کا الزام لگایا جائے کیونکہ یہ مسئلہ ہمارے تعلیمی نظام سے متاثر افراد کے لیے زیادہ ہی نازک ہے اور اسی لیے میں خود بات کرنے کی بجائے اصل حوالوں کے ذریعے اپنا مقصد واضح کرتا ہوں تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ مل سکے کہ میں نے ان کے مطلب کو غلط سمجھا یا غلط طور پر پیش کیا۔ حوالے خود بولتے ہیں میں تو صرف مناسب طور پر انہیں ترتیب دینے کی کوشش کرتا ہوں۔ جس شمارے میں یہ مضمون شائع ہو اس کی بھی چند کاپیاں ازراہ عنایت ضرور روانہ فرمائیں۔ ممنون ہوں گا۔ فقط : والسلام مخلص ضیاء الدین لاہوری

(۴)

۱۱ مئی ۱۹۸۶ء لندن

(یورپ کا عریاں ماحول اور بچوں کی پرورش)

مکرمی و معظمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ ایک عرصہ سے ماہنامہ "الحق" میں حاضری نہیں لگوا سکا۔ وجہ یہ ہے کہ میں تقریباً سوا سال سے وطن عزیز کو خیرباد کہہ کر اس دیار فرنگ میں آبسا ہوں۔ دراصل نام نہاد اسلامی دور میں مارشل لا کی مسلسل موجودگی کے باعث بیوروکریٹ اس قدر طاقت ور ہو چکے ہیں کہ ان کا مزید ظلم سہنے کی تاب نہ تھی۔ ویسے تو مجھے پندرہ سولہ برس سے اس ملک میں مستقل رہائش کے حقوق حاصل ہو چکے ہیں مگر چونکہ یہاں کے عریاں ماحول سے مجھے نفرت رہی ہے لہٰذا میں نے اسے بچوں کی پرورش کے سلسلے میں ناموزوں سمجھ کر اس سے قبل بیوی بچوں کو یہاں بلوانے کی کبھی درخواست نہ دی اس کے علاوہ مجھے پاکستان سے ہمیشہ محبت رہی ہے لہٰذا میں نے فیصلہ کر رکھا تھا کہ روزگار کو چھوڑ کر باقی ہر بات میں پاکستان سے متعلق رہوں گا۔ اور جب حالات درست ہوئے تو یہاں سے بھی ہمیشہ کے لیے غیر متعلق ہو جاؤں گا۔ یہی وجہ ہے کہ میں سات آٹھ بار یہاں آیا چند ماہ کے لیے یہاں رہا اور پھر بچوں سے جا ملا۔ جب رقم ختم ہوئی تو پھر یہاں آ گیا۔ اس عرصہ میں میں نے اپنے معیار زندگی کو ہمیشہ غریبوں کے مانند رکھا یہاں تک کہ میرے گھر میں گوشت، دودھ اور پھل مہینے میں ایک آدھ بار ہی اور وہ بھی بہت کم مقدار میں داخل ہوتا ہے۔ پچھلی مرتبہ پاکستان واپسی کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ اب واپس نہیں ہوں گا لہٰذا اپنا تدریسی پیشہ اپنا لیا مگر افسوس کہ مجھے پھر واپس ہونا پڑا۔ (اس کے بعد ایک ذاتی مشکل کے سلسلہ میں عدالتی اور دفتری تلخ و طویل مراحل کا ذکر ہے)

کاغذات نیچے سے اوپر کئی مراحل سے پہنچتے ہیں اور ایک میز سے ساتھ کی دوسری میز تک پہنچنے میں کئی دن لگتے ہیں۔ فائل پر ہر میز سے صرف ایک فقرہ درج ہوتا ہے۔ بالآخر آخری مینج پر پہنچ کر ایک اعتراض لگتا ہے کہ فلاں کاغذ کیوں نہیں لگایا۔

بنیادی طور پر میں بھی سخت مذہبی اور اس سلسلہ میں کٹر خیالات کا حامل ہوں مگر آٹھ نو سال سے وطن عزیز میں اسلام کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے مجھے اس سے سخت نفرت ہے۔ پنجابی میں ایک ضرب المثل ہے کہ "واہ پیا جانے یا راہ پیا جانے" یعنی وہ شخص جس کے ساتھ کچھ بیتی ہے وہ حالات کو صحیح طور پر سمجھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں 1977ء کے بعد کا دور ظلم کا بدترین دور ہے۔

آپ کا گرامی نامہ مجھے موصول ہوا تھا جس میں آپ نے "الحق" کے لیے مضمون بھیجنے کے لیے فرمایا ہے۔ جواباً میں نے آپ کو اپنے قضیے میں زبردستی گھسیٹ لیا۔ بتانا صرف یہ مقصود مقصد تھا کہ چونکہ آپ ماشاء اللہ سینیٹ کے ممبر ہیں اور قبلہ بزرگوار ایم این اے، آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس ملک میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ صرف سابقہ دور والے ہی ظالم نہ تھے، یہ لوگ ان سے بدرجہا ظالم ہیں۔ اب خدا نہ کرے کہ میرا یہ خط سنسر والوں کے ہاتھ چڑھ جائے کیونکہ ڈاک آج کل بہت زیادہ سنسر ہو رہی ہے، ورنہ مجھے نتیجہ بھگتنا پڑ جائے گا۔

مسلمان حکمرانوں کی حالت زار اسلام سے انحراف کا ذریعہ بنتا ہے: آپ اسلامی آئین کیلئے اپنی کوششیں جاری رکھیں

لیکن وہ حجاج بن یوسف سے منسوب دور کا آئین نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس بات پر معاف فرمائے کہ میں کہتا ہوں خدا کا شکر ہے کہ اس نے یورپ کی فلاحی مملکتوں میں مسلمانوں کو حکمران نہیں بنایا اور دعا ہے کہ وہ نہ ہی بنائے۔ اس لئے کہ یہاں کے مسلمان اب تو اسلام پر سچا یقین رکھتے ہیں، اگر وہ آگئے اور دنیا کی بقایا اسلامی مملکتوں کا نظام اپنا لیا گیا تو یہاں کے مسلمان اسلام سے منحرف ہو جائیں گے کیونکہ یہاں کے مسلمانوں نے اس قسم کے ظلم کا تجربہ ذاتی طور پر کبھی نہیں کیا۔ بدکردار مالدار عرب یہاں آتے ہیں۔ عیاشیاں کرتے ہیں، جوئے کھیلتے ہیں اور لاکھوں پونڈ لٹا کر چلے جاتے ہیں۔ یہ لوگ پھر قابل احترام جگہوں کے حاکم بھی بن جاتے ہیں۔ معاف کیجئے کہ یہ بڑا ہی دردناک موضوع ہے اور اس وقت میرے خیالات منتشر ہیں۔ اپنی آنکھوں سے بہت کچھ دیکھا ہے اور آپ بیتی میں بہت کچھ محسوس بھی کیا ہے۔ ہم لوگ ظلم کی فضا میں رہنے کے عادی ہو چکے ہیں لہٰذا اسلام سے نفرت نہیں کرتے مگر یہاں اگر اسلام کے نام پر یہ حالات پیدا ہوں تو انحراف لازمی ہے۔

<u>خودنوشت سرسید</u>: میں نے بے روزگاری کے دوران ''خودنوشت سرسید'' کو مکمل طور پر ترتیب دے دیا ہے اور حالات نے اجازت دی تو اس کی کتابت بھی کروا لوں گا۔ اس کے علاوہ ''جوہر تقویم'' کو انگریزی میں اضافوں اور ترمیم کے ساتھ نقل کر لیا ہے اور اس کوشش میں ہوں کہ اس کی طباعت یہیں سے ہو جائے۔ ''الحق'' گھر کے پتے پر ملتا رہتا ہے اور میں سارے سیٹ یہاں منگوا رہا ہوں۔ اب ''رؤیتِ ہلال'' کے موضوع پر ایک کتابچہ لکھنے کا ارادہ ہے، مواد موجود ہے ذرا اس کی ترتیب دینا باقی ہے۔ وہ پاکستان سے ہی چھپواؤں گا۔ ''الحق'' کے لیے بھی انشاء اللہ لکھوں گا۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان ظالموں سے نجات دلائے اور ایسا شخص لائے جو حقیقی معنوں میں مسلمان ہو اور اسلام کے بنیادی مقاصد کو ملک میں صحیح طریقے سے رائج کرے۔ فقط۔ والسلام ضیاء الدین لاہوری

(۵)

اگست ۱۹۹۵ء

(الحق میں شمسی ہجری کیلنڈر کی ضرورت پر مضامین)

ماہنامہ ''الحق'' موصول ہوا تو اس میں شمسی ہجری کیلنڈر کی ضرورت کے بارے میں مضمون نظر سے گزرا۔ اس سلسلے میں آپ کی کاوشیں قابل ستائش ہیں، مگر اسے نافذ العمل کرنے کے بارے میں اس قدر جلد بازی درست نہیں آپ نے اپنے طور پر واقعی متعدد علماء کرام سے مشورہ فرمایا ہوگا مگر اسے صرف اپنے رابطے کے علماء تک محدود نہ کیجئے ملک میں ایسے علماء بھی ہوں گے جن تک آپ کا یہ پیغام نہیں پہنچ سکے گا۔ وہ آپ کو بہت اچھی رائیں دے سکیں گے۔ اس تجویز کی وسیع پیمانے پر اشاعت آپ کا فرض ہے۔ پہلی اشاعت کے بعد دوسروں کی آراء لیجئے، اچھی اچھی آراء کو پھر مشتہر کیجیے اور مزید آراء طلب فرمائیے۔ اس تمام کام پر اخراجات بھی اٹھیں گے مگر اس کے بغیر خدشہ ہے کہ سکیم میں نقائص نہ آجائیں۔ صرف ایک نکتے کی بات کرتا ہوں۔ آپ نے ربیع الاول ۱ھ کو ۱۳ ستمبر ۶۲۲ھ سے شروع کیا۔ بعض محقق اس سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ، حضور اکرم ﷺ کی پیدائش مبارک ۵۶۹ھ بتاتے ہیں۔ جب کہ عام ۵۷۱ھ مشہور ہے۔ وہ آپ کی عمر مبارک ۶۳ برس شمسی حساب سے گنتے ہیں اور بھی بہت سے لوگ عہد نبوی میں ایک شمسیہ قمری تقویم کے وجود کا ذکر کرتے ہیں جس پر زیادہ تحقیق نہیں کی گئی۔ میں نے اپنی کتاب ''جوہر تقویم'' کے نئے ایڈیشن مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور میں اس پر کچھ بحث کی ہے ضروری نہیں کہ اس سے اتفاق کیا جائے مگر اس پر غور کیا جانا ضروری ہے تاکہ دوسروں کو اپنے دلائل سے آگاہ کر کے مطمئن کیا جا سکے۔ چاند کے مسئلے پر سائنس دانوں کی جدید ترین تحقیق پر میرے رسالے ''رؤیت ہلال موجودہ دور میں'' میں بحث کی گئی ہے۔

ضیاء الدین لاہوری

(۶)

جنوری ۲۰۰۰ء

(سرسید پر مضامین O رویت ہلال کا مسئلہ)

مکرمی و معظمی جناب راشد الحق سمیع صاحب۔ سلام مسنون۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ گرامی نامہ موصول ہوا جس میں آپ نے ''اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام'' کے موضوع پر کوئی مضمون تحریر کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ آپکے خیال کے برعکس اس سے قبل مجھے قبلہ سمیع الحق صاحب مدظلہ کی طرف سے اس سلسلہ میں کوئی خط موصول نہیں ہوا۔ بہر حال مجلّہ سے معلوم ہوتا رہا کہ آپ اس سلسلے میں ایک اشاعت خاص کا اہتمام فرما رہے ہیں۔ مزید کچھ عرض کرنے سے قبل میں انتہائی معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو ایک عرصہ سے کوئی خط تحریر نہ کر سکا۔ اور نہ موجودہ خط کا جواب جلد دے سکا۔ دراصل بزرگی کے دور میں داخل ہو چکا ہوں، انسانی کمزوریوں کا بھی شکار ہوں۔ قویٰ کا زور کم ہوتا جا رہا ہے لہٰذا تحریر و تحقیق میں موقع، طبیعت اور مزاج کی منظوری کو بھی بہت دخل ہو چکا ہے، جب کسی خاص موضوع کی طرف راغب ہو جاؤں تو پھر دن رات اسی میں مگن رہتا ہوں۔ اس دوران دوسرے موضوع یہاں تک کہ خطوط کے جوابات بھی زبردست تاخیر کی نذر ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس خاص موضوع پر ابھی تک کچھ سوچ نہیں پایا۔ ویسے موجودہ شور و غل کے برعکس اکیسویں صدی شروع ہونے میں ایک سال باقی ہے اس لیے ''مزاج شریف'' ادھر توجہ نہیں کر پایا۔ لہٰذا حالت موجودہ میں معافی کا خواستگار ہی ہو سکتا ہوں۔ دوسرے میرے موضوعات دراصل ہمیشہ ''تحقیقی'' ہوتے ہیں اور آپ کا موضوع ''فکری'' ہے۔ مزید برآں میں مضامین کی نوعیت کے لحاظ سے کوئی چیز ایک یا دو نشستوں میں نہیں لکھ پاتا بلکہ حقائق تلاش کرنے میں مہینوں گزار دیتا ہوں اب کہیں ایک موضوع پر محدود مضمون کو مکمل کر پاتا ہوں۔ یہ میں اپنی ساری کمزوریاں بیان کر رہا ہوں تاکہ آپ کو اپنی ''حقیقی'' تصویر دکھا سکوں۔ بہر حال جب بھی موقع ملا تو اس موضوع کی طرف بھی راغب ہونے کی کوشش کرونگا۔ (بشرط زندگی!) آپ کا مجلّہ ماشاء اللہ وقت کی رفتار کا ساتھ دے رہا ہے۔ آپ نے اسکے حسن اور جاذبیت میں اضافہ کیا ہے۔ آپ کے یورپ کے سفر کی قسطیں بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھتا رہا ہوں۔ اور خوب لطف اندوز ہوتا رہا ہوں۔ خاص کر آپ کا حسن بیان، جس طرح جا بجا موقع کے مناسبت کے لحاظ سے سفروں کی بندش بہت قابل تعریف ہے اور اس پر آپ واقعی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

آپ نے سرسید کے موضوع پر میرے جو مضامین شائع کئے ان کیلئے بہت شکرگزار ہوں۔ البتہ ایک بات ضرور کہنا چاہوں گا۔ تحقیقی مضامین میں میں کوئی بات حوالوں کے بغیر نہیں کرتا مگر آپ ان میں حوالے غائب کر دیتے ہیں۔ غالباً اس کیوجہ کتاب میں حوالوں کے سلسلے میں میرا وہ سٹائل ہے جو کتاب آخر میں کتاب کے صفحات کے اعتبار سے صفحہ کے الگ الگ اشارہ نمبر دیئے جاتے ہیں۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے ''نقش سرسید'' کی اگلی اشاعت کیلئے جو مسودہ کمپوز کروایا ہے اس میں پورے مضامین الگ الگ مضمون کے اعتبار سے اشارے اول تا آخر ایک ترتیب سے دیئے ہیں تاکہ اگر کوئی انہیں اپنے رسالوں میں شائع کرنا چاہے تو کتاب کے صفحات کے مطابق ہر صفحہ کے الگ الگ اشارہ نمبر انکی راہ میں حائل نہ ہوں۔ سرسید ہی کے موضوع پر مزید کام جاری ہے اور میں ان سینکڑوں افراد کی تنقیدوں کے اہم نکات حوالوں کے ساتھ جمع کر رہا ہوں تاکہ ایک ہی جلد میں قارئین کو وہ تنقیدی نکات مل سکیں۔ دعا کریں کہ یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ جائے۔

غالباً آپ کے مطالعہ میں میرا رسالہ ''رؤیت ہلال موجودہ دور میں'' نہیں آیا ایک نسخہ بذریعہ رجسٹری بھیج رہا ہوں جو اتفاق سے میرے سٹاک میں موجود تھا۔ خیال ہے کہ اس میں مزید حقائق شامل کروں۔ صوبہ سرحد کی رؤیت ہلال سے قطعاً متفق نہیں، میری کتاب جو ہر تقویم میں پندرھویں صدی ہجری کے ہر مہینے کے اوقات قرآن شمس و قمر شامل ہیں جن سے مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے اعلانات اکثر ہم آہنگ

ہوتے ہیں۔خیر یہ ایک طویل بحث ہے۔پچھلے چند مہینوں میں بعض مضامین "الحق" میں شائع ہوئے۔افسوس ہے کہ بعض علمائے کرام "جدیدیت" کے شوق میں ناقابل عمل باتیں کہہ دیتے ہیں۔مثال کے طور پر مغرب کے علاقوں کی رویت ہلال مشرق میں کسی طور پر نافذ نہیں ہوسکتی کیونکہ وہاں رات کا بہت سا حصہ گزر چکا ہوتا ہے بلکہ انتہائی مشرقی علاقوں میں اگلی صبح چھوڑ، دوپہر بھی ہو چکی ہوتی ہے۔ایک بات میری سمجھ میں آج تک نہیں آسکی کہ صوبہ سرحد کے علماء خود بھی کبھی چاند دیکھنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں یا انکا کام محض رویت ہلال کی قبل از وقت شہادتیں قبول کرنا ہی ہوتا ہے کیا کبھی خود انہوں نے وہ چاند دیکھے ہیں جو پورے پاکستان میں نظر نہیں آتے (بلکہ پوری دنیا میں دکھائی نہیں دیتے)؟

خیال تھا کہ چند سطروں میں خط تحریر کرکے سپرد ڈاک کردونگا مگر منتشر خیالات کے باعث انہیں بہتر انداز میں ترتیب نہ دے سکا۔معافی چاہتا ہوں پچھلے شمارہ میں "وحدت عیدین در رمضان پر علماء کا اتفاق رائے" کی کتاب پر تبصرہ شائع ہوا ہے۔یہاں اردو بازار میں مجھے کہیں دستیاب نہیں ہوسکا۔آپ سے درخواست ہے کہ دفتر کو ہدایت فرمائیں کہ یہ کتاب میرے نام وی پی ارسال کردیں۔ممنون ہونگا۔

میں ایک بار پھر تاخیر کے سلسلے میں معافی کا خواستگار ہوں بلکہ بعض اوقات نہایت شرمندہ ہوتا ہوں کہ آپ کے میرے یا میرے فرزند کے نام خطوں میں میرے ساتھ محبت کا جو اظہار ہوتا ہے اسکو محسوس کرتے ہوئے بھی آپ کی منشا کے مطابق خط کا جواب بھی نہیں دیتا۔

فقط والسلام مخلص ضیاالدین لاہوری

(الحق میں ضیاء الدین لاہوری کے مضامین کی تفصیل)

۱۔ سرسیّد اوران کے معتقدین [دوقومی نظریہ کے بانی یا دشمن؟]، جولائی ۱۹۸۴/۵-۱۴
۲۔ سرسیّد، مرزا قادیانی اور انگریزی حکومت، ستمبر ۱۹۸۴/۱۳-۲۳
۳۔ علی گڑھ کالج کے اصل مقاصد ونتائج [افکار سرسیّد]، جنوری ۱۹۸۵/۲۳-۳۲
۴۔ سرسیّد اور تعلیم نسواں، جنوری ۱۹۸۷/۲۳-۳۲ ۵۔ سرسیّد اور دوقومی نظریہ، جولائی ۱۹۸۸/۳۵-۴۲
۶۔ سرسیّد اور کانگریس میں کشمکش کا پس منظر، ستمبر ۱۹۸۹/۳۵-۴۷ ۷۔ سرسیّد، مشرقی علوم اور پنجاب یونیورسٹی، دسمبر ۱۹۹۳/۲۰-۲۵
۸۔ سرسیّد کی تعلیمی تحریک کا محور، جنوری ۱۹۹۴/۵۳-۵۹ ۹۔ سرسیّد کی انگریز نواز حکمتِ عملی، دسمبر ۱۹۹۴/۲۱-۲۶
۱۰۔ ملّا دوست محمد قندھاری کی سرسیّد سے 'مبینہ' ملاقات، مارچ ۱۹۹۶/۴۵-۵۱
۱۱۔ کیا واقعی سرسیّد دوقومی نظریہ کے بانی تھے؟ اگست ۱۹۹۷/۱۰۹-۱۱۹
۱۲۔ پروفیسر طاہر القادری کا نظریۂ رویتِ ہلال ــــ ایک تنقیدی جائزہ، اگست ۱۹۹۸/۳۱-۳۹
۱۳۔ سرسیّد، علما کشمکش اور انگریزی تعلیم، فروری ۱۹۹۹/۱۱-۳۱ ۱۴۔ مکتوب بنام راشد الحق سمیع [مضامین سرسیّد]، جنوری ۲۰۰۰/۷۲
۱۵۔ تذکرہ ہائے سرسیّد میں تضاد اور بددیانتی [سرسیّد پر مقالات کا جائزہ]، ستمبر ۲۰۰۰/۳۵-۴۸
۱۶۔ سرسیّد کا نظریۂ قومیت اور مولوی عبدالحقؒ، اکتوبر ۲۰۰۰/۱۴-۱۸
۱۷۔ ولیم میور، دیانند سرسوتی اور سرسیّد احمد خان، دسمبر ۲۰۰۰/۵۱-۶۲
۱۸۔ سرسیّد بیچارہ کیوں قابلِ گردن زنی؟ [پیام شاہجہاں پوری کا تعاقب]، جون ۲۰۰۲/۳۶-۳۹
۱۹۔ سرسیّد، مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی کی نظر میں، اکتوبر ۲۰۰۲/۴۶-۴۸

مولانا ضیاء الرحمان فاروقی[1]

سرپرست سپاہ صحابہؓ

(۱)

۲۰ مارچ ۱۹۹۳ء (مدرسے کا جلسہ)

مخدوم مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ سلام مسنون ہمارے مدرسہ عمر فاروق کا سالانہ جلسہ ۱۶، ۱۷ اپریل بعد عشاء جمعہ، ہفتہ کو سمندری فیصل آباد میں ہو رہا ہے۔ اسمیں آپ کی شرکت ازحد ضروری ہے۔ ویسے بھی نئے حالات میں ملاقات کی شدید ضرورت ہے۔ ان دنوں میں ۱۶ اپریل جمعہ بوقت ظہر وقت دے دیں تو بہت بہتر ہوگا۔ والسلام: ضیاء الرحمٰن فیصل آباد

(۲)

جون ۱۹۹۴ء (حق نواز شہید کانفرنس)

بخدمت جناب مخدوم مکرم مولانا سمیع الحق السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سپاہ صحابہؓ پاکستان کے زیر اہتمام یکم جولائی 1994ء بروز جمعۃ المبارک پانچویں دفاع صحابہؓ و حق نواز شہیدؒ کانفرنس بمقام مالی باغ کوئٹہ (بلوچستان) میں نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ملک بھر کے نامور علمائے کرام، مشائخ عظام، دانشور اور ممبران پارلیمنٹ، مشن جھنگوی شہیدؒ پر بھرپور انداز میں روشنی ڈالیں گے۔ ناموس صحابہؓ و اہل بیت، خلفائے راشدینؓ کے افکار کے فروغ کیلئے کانفرنس میں آپ کی شرکت ازحد ضروری ہے۔

الداعی الی الخیر ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی مرکزی سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہؓ

(۳)

۱ر ستمبر ۱۹۹۵ء (مولانا اعظم طارق کی رہائی کیلئے احتجاج)

قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب جنرل سیکرٹری ملی کونسل۔ سلام مسنون! امید ہے آنجناب بخیریت ہونگے۔ آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ سپاہ صحابہ کی طرف سے مولانا اعظم طارق کی رہائی کیلئے لاہور اور ملک کے دیگر مقامات پر انتہائی چاکنگ کی گئی تھی۔ لیکن چاکنگ کے فوراً بعد لاہور سمیت کئی مقامات پر مولانا اعظم طارق کے خلاف خنزیر "کتا" کے الفاظ کی چاکنگ کردی گئی یہ تمام چاکنگ تحریک جعفریہ کے کارکنوں نے کی ہے۔ لاہور میں یہ چاکنگ اس سے بھی زیادہ قابل اعتراض الفاظ میں کی گئی ہے۔ براہ کرام پرامن رہائی کے مطالبہ پر اس قدر اشتعال سمجھ سے بالاتر ہے۔

سپاہ صحابہ یہ سمجھتی ہے کہ کسی کو مولانا اعظم طارق کی رہائی کے مطالبہ پر سیخ پا ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ بہت ہی ناقابل برداشت صورت حال

---

[1] محترم شہید ناموس صحابہ برادر مکرم ابو ریحان فاروقی کو اللہ تعالیٰ نے بڑے جذبوں سے نوازا تھا، زندگی بھر تحریر و تقریر کی بھرپور صلاحیتوں کے ساتھ سرگرم عمل رہے، آخری دور سپاہ صحابہ کے سٹیج سے قائدانہ کردار ادا کیا۔ مولانا نے تصنیفی ادارہ اشاعت المعارف سے کتابوں اور حسین اور جامع چارٹوں سے اکابر دیوبند کے خدمات کو عام کیا، ماہنامہ خلافت راشدہ کے ذریعہ اعلیٰ صحافتی خوبیوں کا ثبوت دیا۔ اپنے قصبہ سمندری میں جامعہ عمر فاروق کے نام سے تعلیمی ادارہ قائم کیا، جب شیعہ سنی مسئلے نے اپنی ہلاکت آفرینیوں کے ساتھ شدت اختیار کی تو احقر کے دعوت اور کوشش سے ملی یکجہتی کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مولانا فاروقی شہید نے اپنے دیگر سرکردہ قائدین مولانا اعظم طارق شہید اور مولانا ضیاء القاسمی مرحوم کے ساتھ اعلیٰ ظرف اور بلند حوصلوں کے ساتھ کونسل کے کام میں میرا ساتھ دیا۔ اگلے کئی اہم خطوط میں میرے نام کونسل کے سیکرٹری جنرل کے ناطے سے اس دور کے بعض واقعات اور شکایات پر روشنی پڑتی ہے۔ جو اس دور کے تلخ یادوں کا ایک حصہ ہے۔

ہے اس کا فوری طور پر نوٹس لیا جائے۔ ابوریحان ضیاء الرحمان فاروقی

سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ مرکزی دفتر جامع مسجد حق نواز شہید جھنگ صدر پاکستان

(۴)

۲۰ ستمبر ۱۹۹۵ء (امیر معاویہ کے خلاف قابل اعتراض چاکنگ)

قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب جنرل سیکرٹری ملی کونسل۔ سلام مسنون! لاہور میں ٹھوکر نیاز بیگ C 17 نمبر ویگن پر حضرۃ امیر معاویہؓ کے خلاف قابل اعتراض چاکنگ کی گئی ہے۔ اس کا فوری طور پر نوٹس لیا جائے۔ حضرۃ امیر معاویہؓ کو (نعوذ باللہ) "کتا اور منافق" تحریر کیا گیا ہے علاوہ ازیں یہ چاکنگ تا حال جاری ہے۔ ابوریحان ضیاء الرحمان فاروقی

سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ مرکزی دفتر جامع مسجد حق نواز شہید جھنگ صدر پاکستان

(۵)

۲۵ ستمبر ۱۹۹۵ء (قاری فیض الحق عثمانی پر قاتلانہ حملہ ○ کونسل اس کا ازالہ کرے)

قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب جنرل سیکرٹری ملی کونسل۔ سلام مسنون! امید ہے آنجناب بخیریت ہونگے۔ اس مرتبہ اجلاس کافی تاخیر سے ہو رہا ہے۔ آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا ضروری ہے کہ ۲۰ ستمبر صبح نماز فجر کے وقت سپاہ صحابہ ضلع راجن پور کے صدر قاری فیض الحق عثمانی پر شیعہ کی طرف سے قاتلانہ حملہ کیا گیا۔

جس میں قاری فیض الحق عثمانی کو تشویشناک حالت پر سول ہسپتال ڈیرہ غازی خان داخل کر دیا ہے۔ قاری فیض الحق عثمانی کے سینے اور ٹانگوں میں گولیاں ماری گئی ہیں۔ قاتلانہ حملہ کرنے والوں میں سپاہ محمد کے مقامی صدر اکبر شامل ہے۔ ۶ میں سے پانچ ملزمان گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ جنہوں نے واقعہ کا اعتراف کیا ہے اسلحہ بھی برآمد کر لیا گیا ہے سپاہ محمد کا مقامی صدر مین ملزم ہے۔

ملی کونسل کے قیام کے بعد بھی اگر ہمارے عہدیداروں پر گولیاں برسائی جاتی رہیں تو آپ بتائیں کہ ہم کتنی دیر تک کونسل کے ساتھ چل سکیں گے۔ براہ کرم آپ اور کونسل واضح کرے کہ آئندہ اس کا ازالہ کیسے ممکن ہے؟ ابوریحان ضیاء الرحمان فاروقی

سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ مرکزی دفتر جامع مسجد حق نواز شہید جھنگ صدر پاکستان

(۶)

۱۲ نومبر ۱۹۹۵ء (ارکان سپاہ صحابہؓ کی بے گناہ گرفتاریاں اور حکومت کا یک طرفہ رویہ)

محترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب بعد از سلام مسنون مزاج اقدس بخیر۔ مجھے اور مولانا محمد اعظم طارق کو ۲۱ نومبر ۱۹۹۵ء کی رات ڈیڑھ بجے جینہ ہاؤس لاہور سے گرفتار کر کے سیدھا دوسرے روز دوپہر بہاولپور لایا گیا۔ اور پیپلز پارٹی کے ایم این اے ریاض پیرزادہ کے والد شاہنواز پیرزادہ کے قتل کے مقدمہ میں حاصل پور اے سی کی عدالت سے ریمانڈ لیکر ۱۴ روز تک تفتیش کے سخت مراحل سے گذارا گیا۔ ہماری تفتیش ایس۔ پی، سی آئی اے بہاولپور چوہدری مسعود اقبال پر مشتمل حکومت کی چار رکنی ٹیم جس میں تین ڈی ایس پی اور دیگر پولیس افسران تھے نے کی۔ بحمد اللہ اس تفتیش کے دوران پولیس کی ٹیم ہم پر کوئی الزام ثابت نہ کر سکی کیونکہ ابھی تک نہ تو قتل کے اصل ملزمان کا کسی کو علم ہے اور نہ ہی ہمارا ایماء کس بھی صورت میں ثابت کیا جا سکا ہے۔

وزیر داخلہ اور پنجاب حکومت نے ہماری گرفتاری پر کہا تھا کہ صرف پوچھ گچھ مقصود ہے اگر بے گناہ ہونگے تو رہا کرینگے لیکن ۵ دسمبر ۱۹۹۵ء کو

ہمارے ریمانڈ کی مدت کے مکمل ہونے کے بعد ہمیں سنٹرل جیل بہاولپور منتقل کر دیا گیا اور پھر دو روز بعد وہاں سے ہمیں ملتان سنٹرل جیل میں بھیج دیا گیا ہے اور مقدمہ بھی ملتان کی خصوصی عدالت میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

گذارش یہ ہے کہ مجھے سپاہ صحابہ کا سرپرست اعلیٰ بنے ہوئے چھ سال کا عرصہ ہو چکا ہے اس اثنا میں کئی جگہ شیعہ اور سنی حضرات قتل ہوئے اس دوران یہ روایت بن گئی کہ بغیر ثبوت کے ایک درجن سے زائد قتل کے مقدمات میں میرا اور مولانا محمد اعظم طارق کا نام دے دیا گیا لیکن جب اصل ملزمان گرفتار ہوئے تو انکی تفتیش سے ہماری اُن واقعات سے لاتعلقی ثابت ہوتی چلی گئی اسی وجہ سے آج تک ہمیں کسی بھی کیس میں گرفتار کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔

دوسری طرف سپاہ صحابہؓ کی طرف شیعہ لیڈر ساجد علی نقوی، افتخار حسین نقوی اور کئی دوسرے شیعہ راہنماؤں کے خلاف قتل اور ایماء کے درجنوں مقدمات درج ہیں خاص طور پر مولانا قاری سمیع اللہ جھنگوی شہید، مولانا قاری سیف اللہ خالد شہید، مولانا محمد اعظم طارق پر قاتلانہ حملہ اور انکے دو گن مینوں کی شہادت میں ملوث نامزد ملزمان اقراری ملزم کی حیثیت سے دندناتے پھرتے ہیں لیکن انکی گرفتاری کی کوشش تک نہیں کی گئی۔

ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کا غلام رضا نقوی، مولانا اعظم طارق پر قاتلانہ حملہ سمیت ۴۲ قتل کے مقدمات بھی اور ۸۱ ڈکیتیوں کے کیسوں میں مطلوب ہونے کے باوجود حکومت کی گرفت سے محفوظ ہے۔

حالیہ گرفتاریوں میں سپاہ صحابہؓ کی پوری مرکزی قیادت کو گرفتار کیا گیا مولانا اعظم طارق اور میرے سمیت مولانا عبداللہ خان مرکزی نائب صدر مولانا سلطان محمود ضیاء، مرکزی نائب صدر علامہ شعیب ندیم مرکزی ڈپٹی سیکرٹری شیخ محمد اشفاق مرکزی خازن اور صوبائی عہدیداران اور سینکڑوں ڈویژنل اور ضلعی عہدیداران گرفتار کیے گئے لیکن دوسری طرف تحریک جعفریہ اور سپاہ محمد کے کسی مرکزی لیڈر کو ہاتھ تک نہیں لگایا گیا اور چند گنتی کے افراد کی گرفتاری سے خانہ پوری کی گئی۔

آپ ملی یکجہتی کونسل کے اعلیٰ ذمہ دار ہیں اور ہم بھی اس کونسل میں آپ کے ساتھ شریک ہیں۔

اس وقت ہم یک طرفہ حکومتی انتقام اور زیادتیوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں ایک طرف دو سو سے زائد نظر بندوں کی رہائی کا مسئلہ ہے جو غالباً دو چار روز میں کافی حد تک حل ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے۔

دوسری طرف ہمیں تھانہ میکلوڈ گنج بہاولنگر اور سرائے عالمگیر جہلم کے قتل کے مقدمات کے ساتھ ساتھ حالیہ شاہنواز پیرزادہ کے قتل کے مقدمہ میں ملوث کرنا ہے ان مقدمات میں ہماری بے گناہی کے ثابت ہو جانے کے باوجود بھی ہماری گرفتاری ڈال دی گئی ہے۔ اگر ہماری طرح دوسری طرف کے لیڈر بھی گرفتار کر لیے جائے تو ہم عدالت اور قانون کا سامنا کرتے جو گنہگار ہوتا سزا پاتا اور بے گناہ باعزت بری ہوتا لیکن چونکہ یہ سراسر یک طرفہ کاروائی صرف ہماری جماعت کے خلاف ہی شروع ہے اس لئے آپ حضرات سے ہماری اپیل ہے کہ آپ ہمارے حق میں آواز بلند کرنے کے ساتھ ساتھ حکومتی مظالم و انتقامی کاروائی کی مذمت کر کے اپنی مذہبی اور دینی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں ہم ایک مرتبہ پھر یہ واضح کرتے ہیں کہ ہمارا کسی بھی قتل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارا دامن صاف ہے اور ہم قتل و غارتگری کے حامی نہیں ہیں اور ہم نے نہ کبھی کسی تخریب کار اور دہشت گرد کی حوصلہ افزائی کی ہے اور نہ ہی اس پر یقین رکھتے ہیں۔ ملی یکجہتی کونسل میں ہماری شرکت کا مقصد قیام امن اور قتل و غارتگری کی روک تھام کیلئے کوشش کرنا ہے لیکن صرف ہمیں ہی اس کی سزا کیوں دی جا رہی ہے۔

گذشتہ سال ۲۲ اگست ۱۹۹۴ء کو مولانا اعظم طارق پر قاتلانہ حملہ کے ملزم اور انکے ڈو گنی مینوں کے قاتل لاہور کے ۴۲ علماء و کارکنوں کے خون سے ہاتھ رنگین کرنے والے دہشت گرد کن کے اشاروں پر آگ و خون کی ہولی کھیل کر بھی قانون کی گرفت سے بالاتر ہیں آخر اس یک طرفہ

کاروائی کا مقصد یہ تو نہیں ہے کہ سپاہ صحابہ کو بھی مجبور کیا جارہا ہو کہ وہ بھی قانون وانصاف کا راستہ ترک کر کے ہتھیار اٹھا کر مسلح جارحیت کیلئے تیار ہو جائے اور ملک کو مذہبی خانہ جنگی کی آگ میں دھکیل دیا جائے۔ امن پسند اور قانون کی بالادستی پر یقین رکھنے والے بے گناہ راہنماؤں کی یک طرفہ گرفتاری اور سنگین مقدمات میں انکو ملوث کرنے کی سازش کا راستہ ہموار کرنے کا آخر مقصد کیا ہے؟۔

خدارا تشدد کی لہر کو روکنے، امن وامان کے دائمی اور مستقل قیام اور قومی وملی مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ حضرات ہماری مدد فرمائیں ہم آپ سے اپنی رہائی کی بجائے انصاف کے فیصلہ کی توقع رکھتے ہیں ہمیں امید ہے کہ آپ اس سلسلہ میں حکومت کے ذمہ داران اور سربرآوردوں لوگوں سے ضرور بات کر کے اپنے منصبی فریضہ کو ادا فرمائینگے۔ والسلام ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی سنٹرل جیل ملتان

(۷)

(مولانا فاروقی اور مولانا اعظم طارق کی گرفتاری O ساجد نقوی پر قتل کے 18 مقدمات)

از سنٹرل جیل ملتان ۲۱ جنوری ۱۹۹۶ء

مخدوم مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔ سلام مسنون۔ گذارش ہے کہ ہم آنجناب کو تیسرا خط لکھ رہے ہیں پہلے کسی خط کا بھی کوئی جواب نہیں ملا۔ اس وقت ہمارے بارے میں آپ کی دو ذمہ داریاں ہیں ایک ملی کونسل کے حوالے سے دوسرے جمعیت اور قائد کی حیثیت سے، ایسے وقت میں مجھے اور مولانا محمد اعظم طارق کو قتل کے ایک جھوٹے مقدمہ میں گرفتار کیا گیا ہے۔ دو ماہ سے زائد عرصہ ہو چکا ہے کوئی الزام ثابت نہیں ہو سکا نہ ہی حکومت ہمارے خلاف کوئی گواہ پیش کر سکی، تفتیش کی تبدیلی یا ضمانت کی درخواست دیتے ہیں تو کہا جاتا اوپر بات کرو، پنجاب حکومت کا ہر افسر کہتا ہے ہمارا معاملہ نہیں، مرکزی حکومت کا معاملہ ہے ہم آپ سے صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمیں انصاف دلائیں عام انتخابات کے بعد آپکے قلم پر ہم نے چند وعدوں اور ناموس صحابہ بل وغیرہ کی منظوری کی یقین دہانی پر صدر فاروق لغاری کو ووٹ دیتے تھے، وہ تو کوئی وعدہ پورا نہ ہوا، اب اسی حوالے سے آپ لغاری صاحب سے بھی بات کر سکتے ہیں۔ آخر آپکی قیادت ہمیں کب کام آئے گی، آپ کی جماعت کے پارلیمانی لیڈر کے بارے میں اور ہم کس ذریعے سے انصاف کی بات کریں۔ ہمارے ساتھ یک طرفہ زیادتی ہو رہی ہے۔ جسطرح کا ہم پر مقدمہ ہے اس سے زیادہ یعنی اسی نوعیت کے ۱۸ قتل کے مقدمات ساجد نقوی پر ہیں، اسے نہیں پکڑا گیا صرف ہمیں ہی کس جرم کی سزا دی جارہی ہے۔ ملی یکجہتی کونسل ہمیں اگر انصاف ہی نہیں دلا سکتی تو پھر یہ کس مرض کی دوا ہے۔ محترم قائد، ہمیں امید ہے کہ اس خط پر بھی اگر کوئی آپ کوشش نہیں کر سکتے تو جواب سے دعائی کلمات کے ذریعے مطلع تو کر سکتے ہیں۔ ہمیں آنجناب کی طرف سے ایسی بے اعتنائی اور عدم دلچسپی کی قطعاً کوئی توقع نہ تھی، اسباب کے درجے میں آپ کو مختصر حالات سے مطلع کرنا ضروری تھا، باقی ہونا تو وہی ہے جو خدا کو منظور ہے۔

مرکزی حکومت کی جاگیرداری کو دیکھیں ہمارے مقدمہ میں گرفتار سید تسنیم نواز گردیزی کو لاہور میں انکی کوٹھی میں رکھا ہوا ہے اسکے گھر کو سب جیل بنایا ہوا ہے اور وہ ہے بھی مسلم لیگ، لیکن ہمیں جیل کی قید تنہائی میں رکھا گیا ہے۔

ہمارے ساتھ مرکزی حکومت یک طرفہ زیادتی کر رہی ہے، حالیہ گرفتاریوں میں بھی کسی دوسری جماعت کا کوئی مرکزی لیڈر نہیں پکڑا گیا۔

امید ہے رمضان المبارک کی ساعت میں ادعیہ صالحہ میں ضرور یاد رکھیں گے۔ مولانا اعظم طارق کی طرف سے سلام۔ مولانا عبدالقیوم حقانی اور مولانا انوار الحق صاحب کو بھی سلام۔ ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی حال سنٹرل جیل ملتان

(۸)

۱۴ مارچ ۱۹۹۶ء (غلام رضا نقوی پر قتل کے 52 مقدمات O حافظ یحییٰ پر تشدد اور شہادت O ساجد نقوی سمیت تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دینے کی فرمائش)

محترم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: مزاج گرامی بخیر! محترم راقم نے دسمبر ۱۹۹۵ء کے آغاز میں بھی ایک تفصیلی خط ارسال کیا تھا۔اب ہماری گرفتاری کو چار ماہ کا عرصہ ہو رہا ہے۔اس موقع پر چونکہ ملی یکجہتی کونسل کے قیام کو ایک سال مکمل ہو رہا ہے اور سربراہی اجلاس کی مناسبت سے چند مزید گزارشات پیش کی جارہی ہیں۔

آپکو معلوم ہوگا کہ فروری ۱۹۹۵ء کو ملک بھر میں سُنی شیعہ عہدیداروں اور کارکنان کی پنجاب بھر میں گرفتاریاں ہوئیں جس کا مقصد فرقہ واریت کی روک تھام بتایا گیا، ہم نے اس وقت بھی حکومت کے اس گرینڈ آپریشن کی مخالفت کی تھی لیکن حکمرانوں کی غیر سنجیدہ سوچ نے دیکھ لیا تھا کہ ان کے اس اقدام سے بھی قتل وغارت کا خاتمہ نہ ہوا، پھر ملی کونسل کا قیام اسی قتل وغارت کے خاتمے کی ترجیح کے طور پر عمل میں آیا، آغاز میں قائدین کی خصوصی توجہ اور ضابطہ اخلاق کی تیاری تک ملک بھر میں سکون رہا لیکن تشدد کا سلسلہ پھر جاری ہوگیا۔

حکومت نے نومبر کے آخری عشرے میں دوبارہ پہلے کی طرح تمام جماعتوں کے عہدیداران وکارکنان کو گرفتار کیا۔اس موقع پر ایک مرتبہ پھر حکومتی چھری حلال وحرام دونوں پر چل گئی، ہم نے یہاں بھی اس اقدام کی شدید مذمت کی، اس سلسلے میں پہلے اور آج بھی ہمارا موقف یہ ہے کہ جب تک دونوں طرف سے قتل کے اصل ملزمان کو گرفتار نہیں کیا جاتا، بے گناہ کارکنان وعہدیداران کی گرفتاری سے کبھی بھی یہ مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔حکومت کے دونوں آپریشنوں کے موقع پر سپاہ صحابہؓ کے مرکزی عہدیداروں کو بھی گرفتار کیا گیا،

20 نومبر کو مجھے اور مولانا محمد اعظم طارق کو پیپلز پارٹی کے ایک ایم این اے ریاض پیرزادہ کے والد میاں شاہنواز کے قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔حکومت اور ہمارے کئی بہی خواہ بھی ابتداء میں سمجھتے تھے کہ شاید سپاہ صحابہؓ کی قیادت اس قتل میں ملوث ہو، چار حکومتی ایجنسیوں نے علیحدہ علیحدہ پوچھ گچھ کی ہے، آخری تفتیش انسداد دہشت گردی سیل چوہنگ سنٹر کی طرف سے ہوئی، ہر ایک نے ہمیں بھی بتایا اور اعلیٰ حکام کے سامنے ہماری بے گناہی کی رپورٹ دی ہے چار ماہ سے ہمیں کسی عدالت میں پیش نہیں کیا گیا، پولیس اور عدالت کہتی ہے کہ ہمیں وزیر اعظم ہاؤس کی طرف سے عدالت میں ریکارڈ پیش کرنے سے روکا گیا ہے۔

محترم جناب! ہم ان گزارشات کے ذریعے آپ اپنی رہائی کی درخواست نہیں کر رہے، ہمارا کہنا صرف یہ ہے کہ ہمارے ساتھ یکطرفہ زیادتی ہو رہی ہے، جتنے قتل کے مقدمات ہم پر قائم کیے گئے ہیں، اس سے زیادہ ساجد نقوی پر بھی قائم ہیں، دوسری طرف تو غلام رضا نقوی پر تو قتل کے 42 مقدمات ہیں، وہ تو کئی بم دھماکوں اور قتل کی وارداتوں میں خود بھی شریک رہا ہے جس کا اعتراف اس نے خود بھی کئی بیانات میں کیا ہے اور صرف لاہور میں ہمارے 43 عہدیداران اور کارکنان شہید ہو چکے ہیں لیکن آجتک ان تمام شہداء کے نامزد قاتلوں کو گرفتار تک نہیں کیا گیا اور مزید ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ ہمارے تین صوبائی عہدیداروں کو پہلے گرفتار کر کے ڈاکٹر محمد علی نقوی قتل کیس میں انہیں نامزد کردیا گیا، تین ایجنسیاں ان کی تفتیش کر چکی ہیں، تمام تفتیشوں میں یہ بے گناہ قرار دیئے جاچکے ہیں، صرف حکومتی اشاروں کی وجہ سے ہمارے ان ساتھیوں کو ایک سال سے زائد عرصہ سے بے گناہ جیل میں رکھا ہوا ہے۔حکومت نے جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کراچی کے ہمارے 13 ساتھیوں کو عدالت سے موت کی سزا سنائی گئی اور دوسری طرف ہمارے شہداء کے نامزد قاتلوں کو گرفتار تک نہ کرنا اور پھر ان تمام تر ظلم وزیادتی جو کہ یکطرفہ ہے پر ملی یکجہتی کونسل کے قائدین کا خاموش تماشائی کا کردار ادا کرنا چہ معنی دارد ؟

آخر کیا وجہ ہے کہ سارا نزلہ صرف ہمیں پر کیوں گرایا جارہا ہے، ملی یکجہتی کونسل کی حلیف ایک جماعت پر ایک سال سے وقتاً فوقتاً اور چار ماہ سے مسلسل زیادتی ہو رہی ہے۔

میاں شہنواز کے جس قتل کیس میں ہمیں پکڑا گیا ہے، اس سے ہمیں اس کی زندگی میں شدید اختلاف تھا، اس نے ہمارے ایک کارکن حافظ یحییٰ شہیدؒ پر تھانے میں اپنی موجودگی میں تشدد کرایا تھا جس سے وہ 15 ستمبر 1995ء کو شہید ہو گیا تھا، ہم نے شہنواز کو حافظ یحییٰ کے کیس کیلئے بھی قانونی راستہ اختیار کیا تھا، ہم میاں شاہنواز یا کسی بھی آدمی کے قتل کا تصور بھی نہیں کر سکتے، میاں شاہنواز پر ایک جاگیردار کی حیثیت سے علاقہ خیر پور ٹامیوالی کے 52 افراد کے قتل کا الزام تھا، اس کی شیعہ کے کئی گروہوں سے بھی دیرینہ دشمنی تھی، جب وہ قتل ہوا تو ہم پر جھوٹا پرچہ درج کیا گیا۔

ہم آج ملی کونسل سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ از خود میاں شاہنواز قتل کیس کیلئے اپنی طرف سے انکوائری کمیٹی تشکیل دے، ساجد نقوی سمیت کمیٹی کو بھی انکوائری کمیٹی میں شامل کر کے ہمارے خلاف ایک بھی گواہ لے آئیں، کسی بھی دلیل سے اگر ہمارا اس قتل یا کسی بھی قتل میں شامل ہونا ثابت ہو جائے تو کونسل ایک تو ہمیں از خود اس کونسل سے خارج کرے اور ہم پر مقدمہ چلانے کی سفارش کرے، لیکن اگر میاں شاہنواز کیس سمیت کسی بھی جگہ چھ سالوں میں ہمارا کسی قتل کیس میں ہونا ثابت نہیں ہوتا آپکو اپنے حلیفوں اور ایک اہم رکن جماعت کے بارے میں ایسی سرد مہری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے۔

محرم الحرام کی آمد آمد ہے کیا اس یکطرفہ زیادتی اور جھوٹے مقدمات کی ان کاروائیوں سے آپ یا ہم امن قائم رکھ سکیں گے؟

ہم آپ سے صرف یہ درخواست کریں گے کہ ہمارے خلاف یکطرفہ کاروائی کی پرزور مذمت کریں۔ حافظ یحییٰ شہیدؒ کے 80 سالہ بوڑھے والد حاجی غلام مرتضیٰ جوئیہ کو بھی میاں شاہنواز کے قتل کے ایک ماہ بعد اس کیس میں ملوث کیا گیا جو بہت بڑی زیادتی ہے۔ سپاہِ صحابہؓ ہر قسم کے قتل، تشدد اور دہشت گردی کی سخت مذمت کرتی ہے۔

ہمارا اس بات پر یقین ہے کہ اپنے موقف کو دلائل سے منوانے والا کبھی دہشت گردی نہیں کر سکتا، دہشت گردوں اور قاتلوں کی ہمارے ہاں کوئی جگہ نہیں ہے، ہمارے یا کسی بھی طبقے کے ساتھ کھلی ناانصافی یا زیادتی کی صورت میں تشدد جنم لیتا ہے، جس کو روکنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ خدارا! آپ سنجیدگی سے اس یکطرفہ ظلم و زیادتی پر غور فرمائیں اور فرقہ واریت کے خاتمہ کیلئے ٹھوس اور مثبت حل نکالیں، اس سلسلہ میں ہم آپکو پہلے اپنی آراء اور تجاویز دے چکے ہیں اور اپنے تعاون کی یقین دہانی بھی کروا چکے ہیں۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو!

والسلام آپکا خیر اندیش ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی

(۹)

۱۷ مارچ ۱۹۹۶ء

(سپاہ صحابہ پر الزامات اور ثبوت میں اداروں کی ناکامی ○ سپیکر یوسف رضا گیلانی[1] کے عزیز تسنیم نواز گردیزی سے ترجیحی سلوک)

سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور سے قائد سپاہ صحابہؓ علامہ محمد ضیاء الرحمٰن فاروقی کا ایک خط

بخدمت جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی بخیر! آنجناب کو معلوم ہوگا کہ مجھے اور میری جماعت کے رکن قومی اسمبلی اور نائب سرپرست اعلیٰ مولانا محمد اعظم طارق کو 20 نومبر 1995ء کو بے نظیر کے خصوصی حکم پر قتل ایک جھوٹے مقدمہ میں

---

1. موجودہ وزیر اعظم اس وقت قومی اسمبلی کے سپیکر تھے۔

گرفتار کیا گیا ہے، مرکزی حکومت ہمارے ساتھ یکطرفہ زیادتی کر رہی ہے جس کے چند شواہد ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) چار ماہ کے دوران پولیس کی کئی ایجنسیوں کی تفتیش کے باوجود ہم پر کوئی الزام ثابت نہیں ہوا۔

(۲) چار ماہ کے دوران ہمیں نہ تو کسی عدالت میں پیش کیا گیا، نہ ہی ہمارا ریکارڈ عدالت میں لایا گیا۔

(۳) حکومت نے سپاہ صحابہؓ ہی کے مرکزی لیڈروں کو انتقام کا نشانہ بنایا ہے جبکہ ہمارے مخالف لیڈروں پر کئی درجن قتل کے مقدمات درج ہیں، ان میں سے کسی ایک کو بھی پکڑا نہیں گیا۔

(۴) ہمارے لاہور کے قاری سمیع اللہ جھنگوی سے قاری سیف اللہ خالد تک 43 شہداء کے نامزد قاتل کھلے عام پھر رہے ہیں، ان میں کسی کو آج تک گرفتار نہیں کیا گیا اور میلسی کے حافظ یحییٰ شہیدؒ کے قاتل بھی گرفتار نہیں کیے گئے۔

(۵) ہمارے ہی مقدمہ کے ایک ملزم سید تسنیم نواز گردیزی کو جاگیردار ہونے اور سپیکر یوسف رضا گیلانی کا عزیز ہونیکی وجہ سے چار ماہ سے ڈیفنس لاہور میں ان کی کوٹھی پر نظر بند کیا گیا ہے جبکہ ہمیں پہلے بہاولپور، ملتان اور کوٹ لکھپت جیل لاہور میں رکھا گیا ہے۔

ان حالات میں گزارش ہے کہ اہلسنت کی ملک گیر جماعت سپاہ صحابہؓ کے ساتھ ہونیوالے بے نظیر حکومت کی یکطرفہ زیادتی کے خلاف آواز بلند کر کے مشکور فرمائیں۔ والسلام ضیاالرحمٰن فاروقی

(۱۰)

(اڈیالہ جیل راولپنڈی سے وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے نام کھلا خط O مذہبی فسادات شیعوں کی طرف سے زیادتیاں O حکومت کے ناروا سلوک کی شکایات)

۱۹/اگست ۱۹۹۶ء

مکرمی حالیہ مذہبی فسادات کے سلسلہ میں صدر پاکستان، محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے گورنر وزیر اعلیٰ پنجاب کے نام سپاہ صحابہؓ کے سربراہ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی کا اڈیالہ جیل راولپنڈی سے کھلا خط کی ایک کاپی ارسال ہے۔ کیا پرامن لوگوں کی گرفتاریوں سے قتل و غارت کا سلسلہ رک جائے گا۔

ڈیڑھ دو سال میں تین مرتبہ آپریشن کے باوجود، محسن نقوی، ساجد گیلانی، حافظ عباس، قاسم چوہدری، سانحہ شور کورٹ، تجمل عباس اور عبدالکریم مشتاق کے قتل کے واقعات کیوں رونما ہوئے۔ سانحہ کراچی اور سانحہ میلسی کو کیوں نہ روکا جاسکا۔

قتل کے وقت کمشنر سرگودھا کے پاس ہندو مدن لال کی موجودگی اور چند روز قبل لاہور سے "را" کے ایجنٹوں کی گرفتاری سے آپکو کوئی سبق نہیں ملا۔ تمام واقعات سمیت سانحہ میلسی کی لشکر جھنگوی کی طرف سے ذمہ داری قبول کرنے کے بعد سپاہ صحابہؓ کو ملوث کرنا ظالمانہ اقدام ہے۔

انتہائی افسوس ہے کہ چار ماہ کے وقفہ کے بعد ایک مرتبہ پھر پنجاب میں مذہبی حوالے سے قتل و غارت کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ 5 اگست کو سرگودھا اور 6 اگست کو عبدالکریم مشتاق کے قتل کے ساتھ حکومت نے ایک مرتبہ پھر بے دریغ بے گناہ علماء اور دینی کارکنوں کی گرفتاریوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ابتدائی حکومتی اطلاعات میں دونوں واقعات کی ذمہ داری بغیر ثبوت اور گواہ کے حسب روایت سپاہ صحابہؓ پر ڈال دی گئی ہے چونکہ دوسری طرف دونوں افراد کا تعلق شیعہ فرقہ سے ہے اس لئے انتہائی اہم عہدوں پر براجمان گورنر پنجاب اور وزیر اعلیٰ نے بھی بغیر کسی ثبوت کے اور بغیر کسی ملزم کو گرفتار کیے سپاہ صحابہؓ کے خلاف بیان داغ دیے ہیں۔ اگر خدانخواستہ قتل ہونے والوں کا تعلق اہل سنت یا بطور خاص سپاہ صحابہؓ سے ہوتا تو نہ تو اس پر اتنا طوفان اُٹھایا جاتا اور نہ ہی گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوتا۔

حالیہ گرفتاریوں میں سپاہ صحابہؓ کے 200 سے زائد کارکنوں کو پنجاب بھر سے گرفتار کیا گیا ہے۔ گرفتار ہونے والے تمام افراد وہ ہیں جن

سے حکومت نے محرم الحرام میں قیام امن کے لیے تعاون حاصل کیا تھا۔ یہ تمام افراد اپنے اپنے علاقوں میں قیام امن کے ذمہ دار تھے۔ ان میں اکثریت ایسی ہے، جن پر کبھی بھی قابل اعتراض تقریر تک کا بھی مقدمہ درج نہیں ہوا۔ ان کی بدقسمتی یہ ہے کہ یہ لوگ سپاہ صحابہؓ کی پرامن جدوجہد اور مثبت پروگرام کے حامی ہیں یہ ایک مذہبی جماعت کے تمام امور کو آئینی اور قانونی انداز سے عوام کے سامنے پیش کررہے ہیں جب بھی کوئی مذہبی واقعہ رونما ہوتا ہے۔ اس وقت کے لیے ایجنسیوں کی رپورٹوں کی روشنی میں جن جن افراد کا نام سپاہ صحابہؓ کے معاونین، رفقاء وارا کین اور عہدیداروں کی فہرست میں آچکا ہے یا ان میں سے کئی لوگ جماعت سے وابستگی ختم کر کے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ ان سب کو اس فہرست میں شامل کر لیا جاتا ہے۔

ڈیڑھ سال کے عرصہ میں تین مرتبہ یہ لوگ تین تین ماہ کے لئے جیلوں کی یاترا کر چکے ہیں پنجاب حکومت نے وفاقی حکومت کے آرڈر پر پہلا آپریشن 21 فروری 1995ء کو شروع کیا۔ دوسرا آپریشن بہاولپور کے زمیندار شاہنواز پیرزادہ جو پیپلز پارٹی کے ایک .M.N.A ریاض پیرزادہ کے والد تھے کے قتل پر میری اور مولانا اعظم طارق کی گرفتاری کے ساتھ 21 نومبر 1995ء کو کیا۔

تیسرا آپریشن اب اوائل اگست میں ہوا تو پھر پہلے والی فہرستیں کام آگئیں۔ یہاں خصوصی طور پر گزارش ہے کہ آپ ملک کے مقتدر عہدوں پر براجمان ہیں جب بھی کوئی واقعہ پیش آتا ہے آپ فوراً ایک بیان کہ فرقہ واریت کے خلاف جہاد جاری رہے گا کے نام سے داغ دیتے ہیں اور سپاہ صحابہؓ کے پرامن کارکنوں کی گرفتاری کا فیکس بھی تمام اضلاع کو روانہ کروادیتے ہیں۔

لیکن انتہائی افسوس ہے کہ کبھی آپ نے قتل کے ان واقعات پر غور نہیں کیا۔ اصل ملزمان تک پہنچنے کی کوئی کوشش نہیں کی، بار بار بے گناہ لوگوں کو جیل میں بھیجنے کا آپ اب تیسرا تجربہ کررہے ہیں۔ لیکن کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ایسے اقدامات کے باوجود بھی ڈاکٹر محمد علی نقوی کا قتل کیوں ہوا؟ ساجد گیلانی کو کس نے مارا؟ ان تینوں افراد کے قتل پر کیا گورنر، وزیر اعلیٰ اور ایس ایس پی لاہور علیحدہ علیحدہ پریس کانفرنسوں میں چار مختلف گروہوں کو قاتل قرار نہیں دے چکے، کیا قاتلوں میں سے اب تک کوئی ایک بھی گرفتار کیا گیا ہے؟

مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ آپ کا رویہ سپاہ صحابہؓ کے ساتھ ہمیشہ معاندانہ رہا ہے۔ آپ نے سپاہ صحابہؓ کے لاکھوں پرامن کارکنوں اور اس کی قیادت کے مثبت جدوجہد پر غور ہی نہیں کیا۔ ہمارا مطالبہ صرف اور صرف یہ ہے کہ صحابہ اکرامؓ خصوصاً خلفاء راشدینؓ اور اہل بیتؓ عظام کے خلاف پاکستان اور ایران میں شائع ہونے والے لٹریچر کا خاتمہ کیا جائے۔ اس کے مرتکبین کے خلاف سزا کا قانون بنایا جائے تاکہ مذہبی اشتعال انگیزی کا سلسلہ مکمل طور پر ختم ہو جائے، اسی لیے میری جماعت کے رکن قومی اسمبلی مولانا اعظم طارق نے موجودہ ایوان میں بھی ناموس صحابہؓ واہل بیتؓ بل پیش کیا ہے۔ ہم نے میاں نواز شریف کے دور میں انہیں 28 ستمبر 1991ء کو "تاریخی دستاویز" پیش کر کے قابل اعتراض لٹریچر کی نشاندہی کر کے اس کو روکنے کے لیے ایک مرتبہ پہلے بھی مثبت کوشش کی تھی، ہم آج بھی اتنی ہی کوشش کے ساتھ مثبت جدوجہد کے لئے عدم تشدد کی راہ پر گامزن ہیں۔ حکمرانوں نے ہر مذہبی فساد کو ہماری جماعت کے پرامن کارکنوں کے سر تھوپنے کے لیے بھونڈا طریقہ اختیار کیا۔

ہم نے ہمیشہ واویلا کیا کہ ہم قتل وغارت کے خلاف ہیں، آپ ہی بتائیں 21 نومبر 1995ء کو ہماری گرفتاری کے بعد آپ نے بہاولپور اور لاہور سے ہمارے جتنے بھی کارکن گرفتار کیے دوا یک پر آپ کی ایجنسیوں نے تین تین ماہ تک تشدد کیا، آپ کے افسران نے ہر ایک کو ہمارا نام لینے اور ہمیں ملوث کرنے کے عوض رہا کرنے کی پیشکش کی، لیکن آپ بتائیں کیا کسی ایک ذریعہ سے بھی آپ کو میرے یا مولانا اعظم طارق کے ملک بھر کے کسی واقعہ میں ملوث ہونے یا کسی کو قتل پر اکسانے کی شہادت ملی ہے۔ ہم آج بھی کہتے ہیں کہ کسی جوڈیشنل انکوائری کے مطابق اگر ہم یا ہماری جماعت کا کوئی ذمہ دار کارکن کسی بھی قتل میں ملوث ہو تو اسے کھلے عام تختۂ دار پر لٹکا دیا جائے۔ ہم قتل وغارت پر

یقین نہیں رکھتے، ہماری جدوجہد پرامن ہے ہم قانونی ذرائع سے اپنے مطالبات منوانا چاہتے ہیں، ہمیں لاقانونیت، دہشت گردی اور تخریب کاری سے کوئی سروکار نہیں۔ میں نے 1994ء کے اوائل میں صدر فاروق احمد خان لغاری کی موجودگی میں اسلام آباد میں اس وقت کے وزیراعلیٰ منظور وٹو کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہا تھا کہ لاہور میں قاری سمیع اللہ جھنگوی شہید سمیت ہمارے 26 کارکن شہید ہو چکے ہیں، دوسری طرف ایک ملزم بھی گرفتار نہیں ہوا، قاتل نامزد ہیں اور دندناتے پھر رہے ہیں اگر آپ نے ہمیں انصاف نہ دیا تو حالات میرے کنٹرول میں نہیں رہیں گے۔ میری جماعت کے کئی کارکن میرا گریبان پکڑ رہے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ آپ ہمیں مروا رہے ہیں، ہمیں کچھ نہیں کرنے دیتے، میں نے لغاری صاحب سے کہا کہ اگر یہ لوگ باغی ہو گئے تو پھر میری کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔ لیکن افسوس کہ ان کے کان پر جوں تک نہ رینگی، پھر کچھ لوگ ہم سے باغی ہو کر ریاض بسرا گروپ سے جا ملے وہ شیعہ کی طرح ہمارے بھی مخالف ہو گئے اس کے بعد قاری سیف اللہ خالد شہید ہوئے، قاسم چوہدری کا سر کاٹ کر بیدردی سے ذبح کیا گیا طاہر کمبوہ، قاری اللہ داد تونسوی، قاری طاہر، سانحہ مسجد احسان، سانحہ چوبرجی کوارٹر گراؤنڈ لاہور کے شہداء کا خون پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ہمارے قاتل کہاں ہیں؟

مولانا محمد اعظم طارق پر 22 اگست کو سرگودھا میں قاتلانہ حملہ ہوا، اس میں راکٹ لانچرز چلائے گئے ان کے دو گن مین شہید ہوئے آپ تمام نے مولانا اعظم طارق کو فون کر کے قاتلوں کی گرفتاری کا یقین دلایا۔ لیکن ان قاتلوں میں سے آج تک کوئی بھی گرفتار نہیں کیا گیا۔ ہمارے ساڑھے تین سو کارکن شہید ہو چکے ہیں۔ لاہور ہی کو لے لیں کہ جہاں کے کسی بھی شہید کے قاتلوں کو نہیں پکڑا گیا۔ آپ کی حکومت نے ہمارے جن قاتلوں کے دس دس لاکھ روپے کے انعام مقرر کیے وہ کہاں ہیں، آپ کا قانون کہاں ہے؟ جب گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو یہاں بھی صرف سپاہ صحابہؓ کو پکڑا جاتا ہے۔ یہ بے انصافی اور ظلم کب تک جاری رہے گا۔

پھر جب ہم ملی یکجہتی کونسل میں شامل ہوئے تو اس نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور ایک گروہ نے ہم سے علیحدگی اختیار کر کے ہمارے خلاف کام شروع کر دیا۔ ظاہر ہے جب ایک جماعت کے 144 افراد صرف لاہور میں شہید کر دیئے گئے ہوں اور ایک کا بھی قاتل پکڑا نہ گیا ہو اور سارے قاتل ٹھوکر نیاز بیگ میں چھپے بیٹھے ہوں، آپ دو تین جعلی آپریشنز کے ذریعہ ان کے حوصلے بلند کر چکے ہوں تو پھر دوسری طرف سے آپ کیا توقع رکھیں گے۔ میں جنازے اٹھا اٹھا کر تھک گیا ہوں ہر لاش پر میرے کارکنوں نے میرے خلاف نعرے لگائے مجھے مولانا حق نواز جھنگویؒ اور کارکنوں کا قاتل قرار دے کر مشن جھنگویؒ سے پہلوتہی کرنے والا کہا گیا، کارکنوں کے پے در پے قتل اور شہادتوں کے بعد ہمارے ناراض کارکنوں سے آپ اور کیا توقع رکھ سکتے ہیں۔

<u>لشکر جھنگوی اور ریاض بسرا:</u> پھر آپ نے دیکھا کہ ان لوگوں نے ریاض بسرا کی قیادت میں "لشکر جھنگوی" کے نام سے علیحدہ گروپ بنایا۔ انہوں نے چار ماہ قبل پوری حکومت کو وارننگ دی کہ ہمارے کارکنوں کے قاتلوں کو گرفتار کرو وہ خط ہمیں بھی جیل میں موصول ہوئے، آپ کے تمام دفتروں میں جو خطوط گئے، تمام اخبارات میں شائع ہوئے، آپ نے اس کے جواب میں کیا کیا۔ ان خطوط کا کیا نوٹس لیا۔ اگر کمشنر سرگودھا اور لاہور میں قتل کے واقعات ہوئے تو انہوں نے لاہور کے پریس ریلیز میں جو وہاں کے اخبارات میں شائع ہوا اس قتل کی ذمہ داری قبول کر لی۔ آپ پھر بھی سپاہ صحابہؓ کے بے گناہ اور پرامن لوگوں کو گرفتار کر کے کیسے امن قائم کر لیں گے، ایسی بوگس اور من گھڑت کارروائیوں سے آپ ایک طرف مقتولین کے ورثاء کو دھوکہ دے رہے ہیں اور دوسری طرف اصل ملزمان کو ایک مرتبہ پھر فرار ہونے کا موقع فراہم کر رہے ہیں۔ آپ سپاہ صحابہؓ کی قیادت سمیت تمام پرامن اور آئینی جدوجہد کرنے والے لوگوں کو تو جیلوں میں بند کر دیں اور جن لوگوں نے ان واقعات کی ذمہ داری قبول کی نہ ان کے کسی مطالبے پر غور کریں، نہ ایسے واقعات کے اصل عوامل کا جائزہ لیں نہ اصل ملزمان پر ہاتھ ڈالیں۔

مجھے بتائیں جس مقدمہ میں آپ نے مجھے اور مولانا اعظم طارق کو جیل میں ڈال رکھا ہے اس میں ہمارا کوئی جرم ثابت ہوا ہے؟ جس طرح وزیراعظم و وزیرداخلہ پر راولپنڈی کے جماعت اسلامی کے کارکنوں، لاہور کے مسلم لیگ کے جاوید اشرف اور کراچی میں الطاف حسین کے بھائی اور بھتیجے کا قتل کا الزام ہے اسی طرح ہم پر الزام لگا کر بغیر ثبوت اور بغیر کسی گواہ کے جیل میں رکھ کر آپ کس انصاف کا دعوی کررہے ہیں؟ ہم پر تو دو تین مقدمات ہیں جبکہ دوسری طرف ہمارے مخالفین پر 18-18 قتل کے مقدمات درج ہیں۔ آپ ان کو گرفتار کیوں نہیں کرتے؟ کیا آج پاکستان کے 14 کروڑ اور دنیا کے تمام مسلمانوں کو نظر نہیں آرہا کہ آپ صرف سپاہ صحابہؓ سے انتقام لے رہے ہیں، کیا ہماری مخالف تنظیم کے عہدیداروں پر قاری سمیع اللہ جھنگوی سے لے کر قاری سیف اللہ خالد شہید تک 44 قتل کے مقدمات درج نہیں، ان کو کیوں پکڑا نہیں جاتا۔ یک طرفہ ٹریفک چلا کر آپ کس طرح انصاف اور قیام امن کا دعوی کرسکتے ہیں۔ ایک طرف تو ساری قیادت جیلوں میں بند ہو اور دوسری طرف قاتلوں اور اشتہاری ملزموں سے وی آئی پی سلوک کیا جارہا ہو ایک طرف آپ ایک مخصوص فرقہ کے ڈویژنل آفیسر کو تین تین سال سے ایک ہی جگہ تعینات کرکے اسکے دفتر اور کوٹھی کو مخصوص سرگرمیوں کا اڈہ بنائے رکھیں، دوسری طرف عبدالکریم مشتاق 55 کتابوں میں صحابہؓ کرام کو کافر و مرتد تحریر کرے۔ تب بھی آپ سمجھیں گے کہ اس سے کسی کے جذبات مجروح نہیں ہونگے، اس پر مستزاد یہ کہ اسلام آباد کی ایک اعلیٰ شخصیت درپردہ ہمارے قاتلوں کو تحفظ اور امداد دے رہی ہو، ہم ایک عرصہ سے چیخ رہے ہیں کہ ناموس صحابہؓ و اہل بیت بل منظور کرکے قابل اعتراض لٹریچر کے مرتکبین کو سزا دلوائیں اس پر امن جدوجہد کی تو آپکے نزدیک کوئی اہمیت نہیں میں نے صدر پاکستان کو 1994ء کے آغاز میں سات نکاتی فارمولا پیش کیا تھا۔ اس پر عمل درآمد تو کیا ہوتا اس کا جواب تک موصوف نے دینا گوارہ نہیں کیا۔

<u>یکطرفہ ٹریفک:</u> میں ایک مرتبہ پھر آپ کو ملک کی سلامتی و استحکام کا واسطہ دے کر کہوں گا کہ یک طرفہ ٹریفک بند کریں، قابل اعتراض لٹریچر کا خاتمہ کریں۔ اشتعال انگیز کتابوں کو ختم کریں جہاں بھی قتل ہو اس کے اصل ملزمان گرفتار کریں۔ صرف ایک ہی جماعت کو نشانہ نہ بنائیں۔ پرامن جدوجہد کرنے والوں کو بار بار گرفتار کرکے ہمارے باغی نہ بنائیں، ظلم وستم کی چکی میں پسنے والوں کو تشدد اور لاقانونیت کی طرف نہ دھکیلیں۔

ملی یکجہتی کونسل سے ہمیں بہت امیدیں تھیں لیکن ان لوگوں نے اپنے اصلی مقصد کو ثانوی حیثیت دے دی ہے۔ یہ لوگ مذہبی ہم آہنگی پر دیگر مسائل کو ترجیح دینے لگے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ کونسل کے مخلص اور نیک دل لیڈر بھی سپاہ صحابہؓ کے خلاف ہونے والی یک طرفہ کاروائی پر خاموش ہیں۔ ایک قرارداد کے علاوہ انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ جب تک یک طرفہ مظالم کا سلسلہ جاری رہے گا جب تک صحابہ کرامؓ کے خلاف لٹریچر کا مکمل خاتمہ نہیں ہوتا۔ جب تک پرامن جدوجہد کرنے والوں اور لاقانونیت کرنے والوں کے بارے میں حکمرانوں کے سوچ تبدیل نہیں ہوتی اس وقت تک ایسی واقعات کو روکنا مشکل ہوگا۔

کمشنر سرگودھا کے واقعہ کی تفتیش میں قتل کے موقع پران کے پاس ایک ہندو مدن لال کی موجودگی اور "را" کے ایجنٹوں کی لاہور سے حالیہ گرفتاریوں پر بھی غور کرنا چاہیے۔

میں آخر میں پوری قوم کے سامنے ایک مرتبہ یہ بات پھر دہراؤں گا کہ سپاہ صحابہؓ خالص مذہبی اور دینی جماعت ہے اس پر تشدد کا الزام سفید جھوٹ ہے، حکمران مذہبی فسادات کے خاتمہ میں مخلص نہیں، یہ دونوں طبقوں کو لڑا کر اپنی ڈگڈگی بجانا چاہتے ہیں۔ اگر یہ لوگ دونوں فریقوں سے انصاف کریں تو ایسی واقعات کبھی رونما نہ ہوں۔

قوم کے وسیع تر مفاد اور ملکی استحکام کے لئے آج بھی ہر فورم پر ہم قیام امن کی جدوجہد کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں۔

سپاہ صحابہؓ کے ساتھ زیادتی اور ظالمانہ رویہ ایران کی اشارے پر اختیار کیا گیا ہے۔ موجودہ حکمران پاکستان کو ایران کی کالونی بنانا چاہتے

ہیں۔ایک مخصوص فرقہ کو ایرانی اسلحہ، ایرانی روپیہ اور ایرانی لٹریچر سے لیس کر کے وہ خود ملک کو آگ اور خون میں ڈبونا چاہتے ہیں، اس کا نتیجہ ملک اور قوم کے حق میں بہتر نہیں ہو سکتا۔

اگر خدانخواستہ مذہبی فسادات کی آگ بھڑکی تو حکومت کی یک طرفہ زیادتی کی پالیسی ہی اس کی ذمہ دار ہوگی۔ساری دنیا دیکھ رہی ہے کہ ایک طرف کی قیادت 9 ماہ سے بغیر کسی جرم اور قصور کے کبھی بہاولپور، کبھی لاہور، کبھی ملتان، کبھی راولپنڈی کی جیلوں میں بند ہے اور دوسری طرف کے قاتل آصف زرداری کی آغوش میں پرورش پا رہے ہیں۔کھلی زیادتیوں اور نا قابل فراموش مظالم پر آپ کس طرح قیام امن کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ مذہبی فسادات کو روک کر قومی ہم آہنگی پیدا کرنے کے دعویداروں کو سب سے پہلے بلا تفریق انصاف مہیا کرنا چاہیے، ایک ہی جماعت کو بار بار ظلم و زیادتی کا نشانہ نہیں بنانا چاہئے۔جو ہمارے ساڑھے تین سو کارکن شہید ہوئے ہیں وہ سنی بھی اسی ملک کے شہری تھے، ان کی جانوں کی حفاظت بھی آپ کی ذمہ تھی آپ ان کے قاتل کیوں نہیں پکڑتے؟ ان کو انصاف کیوں نہیں دیتے؟ اگر آپ کے پاس ان سوالات کا کوئی جواب ہے تو آئیے ہم ____ سارے اختلافات چھوڑ کر ملکی سلامتی کی خاطر آپ کو قیام امن کے لئے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔14 اگست کو کراچی میں سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس ریلی پر دہشت گردوں کی فائرنگ سے 12 معصوم نوجوانوں کی شہادت اور تا حال ایک بھی ملزم کی عدم گرفتاری سے حالات کیسے درست ہو سکتے ہیں۔ والسلام: ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی اڈیالہ جیل راولپنڈی

(۱۱)

۲۰ اگست ۱۹۹۶ء اڈیالہ جیل راولپنڈی سے **(سپاہ صحابہ اور اس کا مشن)**

محترم جناب مخدوم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔سلام مسنون! امید ہے کہ آنجناب بخیریت ہونگے۔آپ کو معلوم ہوگا کہ سپاہ صحابہؓ ملک کی دینی اور مذہبی جماعت ہے۔٦ ستمبر 1985ء کو یہ جماعت قائم ہوئی۔اس کے دستور اور اغراض و مقاصد کے مطابق ہمارا مشن ناموس صحابہؓ کا تحفظ اور صحابہ کرامؓ کے خلاف شائع ہونے والے لٹریچر پر پُر امن احتجاج ہے۔ہم نے ہر سال محرم کے موقع پر انتظامیہ سے ہر سطح پر تعاون کیا ہے۔امن کمیٹیوں اور فسادات روکنے میں ہمارا کردار ساری قوم پر واضح ہے۔ہماری ہی کوششوں سے مارچ 1994ء میں ملی یکجہتی کونسل کا قیام عمل میں آیا۔ہمارا مقصد انتہائی پر امن اور مثبت انداز سے اپنے مطالبات کی تکمیل ہے۔ہم نے اسی ذریعہ سے یوم فاروق اعظمؓ پر یکم محرم کو پنجاب میں تعطیل منظور کرائی ہے۔

صرف لاہور میں 44 افراد سپاہ صحابہؓ کے شہید ہوئے۔لیکن ہم نے کبھی تشدد کا راستہ اختیار نہیں کیا۔ڈیڑھ سال سے ہم پر یک طرفہ زیادتیاں ہو رہی ہیں خود ہمیں بے نظیر نے جھوٹے مقدمے میں گرفتار کر رکھا ہے۔لیکن ہم نے کبھی تشدد کی تلقین نہیں کی۔

بدقسمتی سے کچھ عرصہ سے ملک ایک مرتبہ پھر مذہبی فسادات کی لپیٹ میں آچکا ہے۔اس موقع پر کمشنر سرگودھا کے قتل اور سانحہ میلسی جیسے واقعات رونما ہو رہے ہیں، ملی کونسل میں شامل ہونے اور شہداء کے قاتلوں کے بارے میں پر امن راستہ اپنانے کے بعد ہم سے بغاوت کر کے علیحدہ ہونے والوں نے ریاض بسرا کی سربراہی میں لشکر جھنگوی قائم کیا۔انتہائی افسوس کے ساتھ عرض ہے کہ مذکورہ واقعات میں لشکر جھنگوی کی طرف سے ذمہ داری قبول کر لینے کے بعد بعض اخبارات اور بعض حلقوں کی طرف سے اسے خوانخواہ سپاہ صحابہؓ کے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔انتہائی کوششوں اور کئی بے بنیاد کاروائیوں کے باوجود ابھی تک حکومت کسی بھی واقعہ میں ہم پر ایک بھی الزام ثابت نہیں کر سکی۔جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ہم تشدد کی ہر کاروائی کے اسی طرح خلاف ہیں جس طرح آپ یا ملک کا کوئی دوسرا شہری ہو سکتا ہے۔میں بحیثیت سربراہ جماعت اور مولانا اعظم طارق نائب سربراہ سپاہ صحابہؓ ایسے واقعات کی شدید مذمت کرتے ہوئے اس سے کھلے طور پر براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ہم اپنے مشن اور مطالبات کی تکمیل کیلئے آئینی جدوجہد اور قانونی راستہ اختیار کر چکے ہیں۔قتل و

غارت اور تشدد سے سپاہ صحابہؓ کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ تمام واقعات بلاشبہ اہلسنت کے سینکڑوں بیگناہوں کے قتل عام اور قاتلوں کو کھلی چھٹی دینے کا ردعمل ہوسکتا ہے۔تاہم سپاہ صحابہؓ اس کے باوجود تشدد اور دہشت گردی کا تصور بھی نہیں کرسکتی۔آخر میں ایک بار پھر گزارش ہے کہ ہم اپنے مطالبات کیلئے آئین کی بالادستی اور عدالتوں کے ذریعہ انصاف کے حصول پر یقین رکھتے ہیں۔تشدد کی کاروائیوں کے ذریعہ ملزمان کے فرار کی بجائے عدالتی انصاف اور اپنے قاتلوں کو قانون کے ذریعہ سزا دلوانے اور اپنے مقدمات کا قانونی ذرائع سے خاتمہ چاہتے ہیں۔ اندریں صورت ہمارا لشکر جھنگوی سے کوئی تعلق نہیں وہ خود اپنے فعل کے ذمہ دار ہیں۔سپاہ صحابہؓ کو ان کے کسی عمل یا ذمہ داری کیساتھ شریک نہ کیا جائے۔اس سلسلہ میں ہم نے صدر وزیراعظم اور گورنر و وزیراعلیٰ پنجاب کو اپنے موقف سے آگاہ کردیا ہے۔

والسلام		ضیاء الرحمٰن فاروقی اڈیالہ جیل راولپنڈی

(۱۲)

(کتاب خلافت وحکومت کی تقریب رونمائی)

دعوت نامہ خصوصی۔بخدمت جناب ________________ السلام علیکم رحمۃ اللہ

سربراہ سپاہ صحابہ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کی نئی معرکۃ الآراء تصنیف خلافت وحکومت کی تقریب رونمائی 6 جولائی بروز جمعرات بمقام سیون سٹار ہوٹل نزد قرطبہ چوک لاہور، 3 بجے دوپہر سے 6 بجے شام تک منعقد ہورہی ہے۔اس میں آپ کی شمولیت ہمارے لئے باعث سعادت ہے۔

زیر صدارت	مہمانان خصوصی
شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد صاحب نقشبندی، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔	محترم جناب سینیٹر مولانا سمیع الحق، محترم جناب مولانا ضیاء القاسمی، محترم جناب مولانا احترام الحق تھانوی مشیر وزیراعلیٰ سندھ محترم جناب مجید نظامی ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت

مقررین: جناب مولانا اجمل خان، جناب ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ، جناب اقبال احمد خان۔چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل، جناب ارشاد احمد حقانی، جناب مجیب الرحمٰن شامی، جناب زاہد ملک، جناب ضیا شاہد، پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری ایم پی اے بہاولنگر، مولانا علی شیر حیدری، جناب مولانا اعظم طارق، جناب قاری حنیف جالندھری، جناب شیخ حاکم علی ایم پی اے جھنگ، جناب میاں ریاض حشمت جنجوعہ ایم پی اے جھنگ، مولانا خورشید احمد گنگوہی، جناب محمد یوسف مجاہد، جنرل سیکرٹری سپاہ صحابہ پاکستان، جناب مولانا محمد احمد لدھیانوی، شاعر اسلام سید سلمان گیلانی۔ منجانب: خالد عمران مدیر معاون ادارہ اشاعت المعارف

برائے رابطہ: فون لاہور 042-7350117-7359328۔اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد فون: 041 - 640024

(۱۳)

1245 An-51 Faisalabad Moulana Samiul Haq President Jamia Uloom Haqania Akora Khattak. Our worker has being murdered and Shia leaders are involved in this loss kindly call the General Meeting of Yakajetic Council has soon as possible. Moulana Ziaur Rehman Farooqi Surprast-e-Ilala Sipa Sapaha Pakistan

مولانا ضیاء القاسمیؒ[1] فیصل آباد

(۱)

۲۱/رمضان ۹۵ (حضرت شیخ الحدیث کی علالت پر تشویش)

محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم آج الحق میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب زید مجدہ کی علالت کا پڑھ کر بے حد صدمہ ہوا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ اور ان کا سایہ تا دیر ملت اسلامیہ پر قائم رکھے، حضرت کی خدمت میں سلام عرض کرنا اور میری طرف سے عیادت کرنا۔ امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہونگے۔ والسلام: محمد ضیاء القاسمی غلام محمد آباد کالونی لائلپور

(۲)

۲۹/جون ۱۹۸۲ء (خطبات قاسمی)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ زید مجدکم۔ السلام علیکم۔ دیو بندی مسلک کے خطباء اور ائمہ کے پاس جمعہ پڑھانے کیلئے کوئی مجموعہ نہیں تھا۔ جس کا مطالعہ کر کے وہ جمعہ پڑھا سکیں الحمدللہ میری پچیس سالہ محنت کا نتیجہ ہے کہ میں نے خطبات قاسمی کے نام سے خطباء ائمہ کیلئے ایک ضخیم مجموعہ ترتیب دے دیا ہے۔ الحمدللہ میں نے پچیس سال کے عرصہ میں کبھی بغیر تیاری کے جمعہ کا خطبہ نہیں دیا۔ اسطرح اچھا خاصا مواد میرے پاس محفوظ تھا۔ جواب دوستوں کے کام آئے گا۔ یہ پہلی جلد محرم سے جمادی الثانی تک کے جمعوں کیلئے ہے۔ انشاء اللہ دوسری جلد دو چار ماہ تک تیار ہو جائے گی۔ امید ہے میری اس طالب علمانہ کوشش کی حوصلہ افزائی فرمائی جائے گی۔ الحق میں تبصرہ کیلئے دو نسخے بھیج رہا ہوں۔ برائے کرم تبصرہ سے سرفراز فرما کر ممنون فرمائیں۔ مجھے آپ بزرگوں کے ادنیٰ طالب علم ہونے میں فخر رہے گا۔

والسلام: خاکپائے اکابر محمد ضیاء القاسمی

---

[1] مولانا قاسمی شعلہ بیان خطیب، ملک وملت کے درد سے سرشار، ہمارے ہر ملی وقومی اور دینی جدوجہد کے گرمجوش ساتھی، خلوص ومحبت سے آخر دم تک نوازتے رہے، زندگی بھر اہم میدانوں میں خدمات انجام دیں، ملی یکجہتی کونسل ہو یا تحریک تحفظ مدارس دینیہ، شریعت بل کی جدوجہد ہو یا متحدہ دینی محاذ کا پلیٹ فارم ہو، بھر پور ساتھ دیا۔ سپاہ صحابہ کے اہم اور اساسی سرپرستوں میں سے تھے اس کے علاوہ سیکرٹری جنرل سواد اعظم اہل سنت پاکستان رئیس الجامعۃ القاسمیہ غلام محمد آباد۔ کنوینر دیو بند انقلابی محاذ اور ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان رہے۔ ان کے جانشین ہونہار نوجوان رہنما عزیزم زاہد قاسمی فیصل آباد میں ان کے کاموں کو بڑھا رہے ہیں اور سیاسی پلیٹ فارم جے یو آئی سے ناچیز کا ساتھ دے رہے ہیں۔ مولانا قاسمی کے جذبات کا اندازہ ان کے خطاب کے ایک اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے جو انہوں نے شریعت بل کے سلسلہ میں ڈیرہ اسماعیل خان میں کئے گئے جلسہ میں فرمایا جسے اس وقت کے اخبارات اور ترجمان دین نے شائع کیا:۔

انجمن سپاہ صحابہؓ کے راہنما اور ملک کے ممتاز خطیب مولانا محمد ضیاء القاسمی مدظلہ نے کہا کہ شریعت محمدی پاکستان کا مقدر بن چکی ہے۔ انہوں نے تحریک نفاذ تحریک کے لیے اکابرین جمعیۃ بالخصوص مولانا سمیع الحق اور مولانا قاضی عبداللطیف مدظلہ کی مساعی کو سراہا اور مستقبل میں اس مشن کی تکمیل کا ذکر کرتے ہوئے کہا ''شریعت کے لیے جہاں پر مولانا سمیع الحق کا پسینہ گرے گا وہاں پر انجمن سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں اور ضیاء القاسمی کا خون گرے گا''۔ مولانا ضیاء القاسمی نے قائد جمعیۃ کو یقین دلایا کہ انجمن کے تمام کارکن آپ کے ساتھ ہیں، جدھر اور جیسے بھی حکم فرمائیں گے ہم حاضر ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ نوجوان قائد مولانا سمیع الحق اپنا گھٹنا جس باطل کی گردن پر رکھے گا اسے توڑ دے گا کیونکہ اسلام کی ترجمانی کرتے ہوئے مولانا سمیع الحق جس استقامت اور پامردی سے شریعت بل کو لے کر آگے بڑھے حتیٰ کہ جو لوگ اسے شرارت بل کہتے رہے آج وہی اس کے وکیل بنے پھر رہے ہیں۔ ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں
لو آج اپنے دام میں صیاد آگیا

وشهد شاهد من اهلها۔ آج ملک کا بچہ بچہ بھی یہی کہتا ہے کہ وہی بل لایا جائے جو مولانا سمیع الحق اور مولانا قاضی عبداللطیف نے پیش کیا ہے۔

(۳)

(شیعہ جارحیت کے خلاف سنّی کنونشن)

جنوری ۱۹۸۳ء

مکرمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اس سال محرم میں پورے ملک میں اہل سنت کے خلاف شیعہ نے جس غنڈہ گردی اور جارحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔پاکستان کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔امام باڑوں، ماتمی جلوسوں اور مختلف تقریبات میں صحابہ کرام پر کھلم کھلا تبرابازی اور سب وشتم کیا گیا ہے اس سلسلہ میں تنظیم اہل سنت پاکستان کی طرف سے 18 دسمبر کو ملتان میں ایک نمائندہ سنی کنونشن ہوا۔جس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایک ملک گیر کانفرنس گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ میں 14 جنوری 1983ء بروز جمعۃ المبارک کو منعقد کی جائے۔جس میں پورے ملک سے سنی علماء، مشائخ، وکلاء، طلباء دینی مدارس کے مہتمم، اساتذہ کرام اور طلباء کو دعوت دے کران سے سنی حقوق کے حصول کے لئے راہنمائی حاصل کی جائے اور اس کی روشنی میں مستقبل میں سنی حقوق منوانے کے لئے تاریخ ساز فیصلے کئے جائیں۔آپ سے گذارش ہے کہ آپ اس کنونشن میں اپنے خصوصی احباب سمیت شرکت فرما کر محبت رسول کا ثبوت دیں۔ والسلام

۱۔محمد عبدالستار تونسوی
صدر تنظیم اہل سنت پاکستان

۲۔ محمد ضیاء القاسمی
جنرل سیکرٹری تنظیم اہل سنت

نوٹ۔ یاد رہے کہ گڑھ مہاراجہ میں سنیوں کی دکانیں نذر آتش کردی گئی ہیں۔قرآن مجید نذر آتش کردیا گیا ہے۔اور ابھی تک زخمی بچیاں ہسپتالوں میں کراہ رہی ہیں۔آپ کا تشریف لانا ضروری ہے۔　محمد ضیاء القاسمی

(۴)

(ڈاک لکھتے لکھتے آپ کی یاد آگئی)

۹/جون ۱۹۸۳ء

برادر عزیز مولانا سمیع الحق صاحب۔سلام مسنون! ویسے ہی ڈاک لکھتے لکھتے آپ کی یاد آگئی۔ چند سطور ہدیہ اخلاص کے بطور لکھ دی گئیں۔حضرت مخدومی مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کی خدمت عالیہ میں سلام عرض کرنا اور دعا کی درخواست۔

والسلام: خاکپائے اکابر ضیاء القاسمی

(۵)

(خطبات قاسمی جمعہ کی کلید ہے)

۱۹/نومبر ۱۹۸۵ء

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپ کی دعا سے خطبات قاسمی دو جلدوں میں مکمل ہوگئی ہے۔سال بھر میں 52 جمعے ہیں اور ان خطبات میں 52 تقریریں ہیں۔جمعہ پڑھانے والے خطباء اور مقررین کیلئے یہ پہلی کوشش ہے جو سینکڑوں کتابوں کا نچوڑ اور جمعہ کی کلید ہے۔انشاء اللہ آپ دیکھ کر مسرت محسوس کریں گے۔برائے کرم الحق کے پہلے شمارے میں اس پر تبصرہ فرما کر ممنون فرمائیں۔حضرت مخدوم مولانا عبدالحق صاحب زید مجدہ کی خدمت میں سلام عرض کرنا۔　والسلام: خاکپائے اکابر ضیاء القاسمی

(۶)

(دیار غیر میں اسلام دشمن سرگرمیاں، تضحیک اغیار کا سامان)

جن دوستوں کو انگلینڈ کے پروگرام کے دوران خطوط لکھنے کا ارادہ تھا۔اس میں آپ کا اسم گرامی بھی شامل تھا۔مگر آپ کے ذوق اور آپ کے موقر جریدہ الحق کی پالیسی کو بھی پیش نظر رکھنا تھا۔اس لئے اب دورہ کے اختتام پر دو باتوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا۔

بے شک میرا خط بھی شائع فرما دیں۔ اور میری معروضات پر اداریہ ضرور سپرد قلم فرمائیں۔ تاکہ آپ کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ باطل پرستوں کے لئے حوصلہ شکن ہو سکے۔

محترم مولانا۔ یہاں سرزمین برطانیہ میں جس قدر مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی ضرورت تھی۔ نورانی میاں اور عبدالستار نیازی کے حالیہ دورہ میں پاکستان کی طرح کافر سازی اور مسلمانوں کی ایک دوسرے کے خلاف باہمی نفرت پیدا کرنے کی وہ مذموم کوشش کی گئی جس سے گھر گھر، مسجد مسجد میں فساد برپا ہو گیا۔ ان کی تقریروں میں علمائے دیوبند اور تبلیغی جماعت پر کفر کے فتووں کی خصوصی یلغار ہوتی تھی جس سے ہزاروں دل ٹوٹے اور مسجدوں کو تالے پڑ گئے۔ ابھی نورانی میاں تکفیری مہم سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ ان کے ایک دست راست لاؤ لشکر لے کر لندن پہنچ گئے۔ انہوں نے آتے ہی سنی کانفرنس برمنگھم میں یہ مطالبہ کر کے اور بھی اسلام اور پاکستان کا مذاق اڑایا۔ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو کھلا اور عام شہر قرار دیا جائے۔ اور سعودی حکومت کے کنٹرول سے ان شہروں کو آزاد کرایا جائے۔ اس سے پورے برطانیہ میں پاکستان کے خلاف ایک نفرت پیدا ہوئی کہ کیا پاکستانی عوام اور علماء مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو عام اور کھلا شہر قرار دینا چاہتے ہیں، کیا پاکستانیوں کے دلوں میں حرمین شریفین کا کوئی احترام نہیں ہے؟ معاذ اللہ! حضرت مولانا خالد محمود صاحب اور اس گناہ گار نے اپنی تقریروں اور کانفرنسوں میں بیشترا مسلمانان برطانیہ کو سمجھایا کہ یہ پاکستان کے علماء اور عوام کی آواز نہیں ہے بلکہ چند مخصوص خیالات رکھنے والے پیٹ پرست لیڈروں کے خیالات ہیں۔ مگر ان حضرات کی پھیلائی ہوئی زہر کے اثرات سے برطانیہ کی فضا اب تک کشیدہ ہے جس کی جس قدر مذمت کی جائے وہ کم ہے۔

ابھی ان لوگوں کے زہریلے اثرات موجود ہی تھے کہ مرزا ناصر احمد قادیانی بھی لندن پہنچ گئے اور انہوں نے آتے ہی ایک پریس کانفرنس میں بڑی بے باکی سے اعلان کر دیا کہ پاکستان میں قادیانیوں کو اس لئے اقلیت قرار نہیں دیا کہ وہاں کو قادیانیوں کو غیر مسلم سمجھا جاتا ہے بلکہ یہ تو چند حکمرانوں کی پسند یا ناپسند کا مسئلہ تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس قرارداد کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ بیت المقدس کا مسئلہ کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ دنیا میں اس سے بھی بڑے بڑے مسائل موجود ہیں۔ دنیا کی کوئی طاقت احمدیت کی تحریک کو نہیں دبا سکتی۔ سنی کانفرنس کی قرارداد کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو عام کھلا شہر قرار دیا جائے اور مرزا ناصر احمد کا بیت المقدس کے مسئلے کو غیر اہم قرار دینا ایک ہی تال کے دو سُر ہیں۔ ملت اسلامیہ کو اس پر سوچنا چاہئے۔ کہ یہ ارض مقدس کے خلاف کسی اور مکر و سازش کی تیاری تو نہیں کی جارہی۔ اس لئے میں نے آپ کو نہایت ہی دلسوزی سے توجہ دلائی ہے۔ اس کو پورے ملک کے خطبات جمعہ میں پر زور مذمت کی جائے۔ دینی رسائل اور جرائد میں اس پر پوری جرأت اور قوت سے قلم اٹھایا جائے بے شک پاکستانی علماء کرام اور عوام کے نام میرا یہ کھلا خط شائع فرما کر ایک زوردار اداریہ تحریر فرمائیں۔ تاکہ آپ کا جوان اور بے باک قلم باطل کے خرمن کو جلا کر راکھ کر دے۔ مخدومی حضرت مولانا عبدالحق صاحب زید مجدھم کو سلام عرض کرنا۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ اور ان کا سایہ تادیر ہم پر قائم رکھے۔ میں اب تک آپ کی دعا سے ساٹھ تقریریں کر چکا ہوں۔ جن میں برطانیہ کے بڑے بڑے شہروں کی کانفرنسیں اور تاریخی اجتماعات بھی شامل ہیں۔ الحمد للہ توحید و سنت کے احیاء اور علمائے حق کی خدمات کے اعتراف سے پورے برطانیہ میں احباب کو حوصلہ ملا ہے۔ پورے برطانیہ کے علماء کرام سرگرم عمل ہو گئے ہیں۔ علامہ مولانا خالد محمود صاحب کی سرپرستی میں یہ قافلہ رواں دواں ہے۔ ۱۴ ستمبر تک انشاء اللہ حج کے لئے روانہ ہو جاؤں گا۔ اور وہاں ایک ماہ کے لئے متحدہ عرب امارات کا دورہ کر کے وطن واپس پہنچوں گا۔

خاکپائے اکابر۔ مولانا ضیاء القاسمی۔ مانچسٹر انگلینڈ

(۷)

(شیخ الحدیث کو خراج عقیدت)

۱۷ ستمبر ۱۹۸۸ء

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ محدث اعظم حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات المناک سے ہم سب ایک شفیق اور یکتائے روزگار شخصیت کی سرپرستی سے محروم ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

یوں تو حضرت والا کی شخصیت بے شمار خوبیوں کی مالک تھی لیکن اس انارکی اور بے اعتمادی کی فضا میں آپ نے جس مثالی کردار سے تمام طبقوں میں غیر متنازعہ شخصیت کے بطور اپنا تشخص قائم کیا یہ آپ کا نمایاں اور امتیازی کردار تھا!

آپ ہمیشہ ہی اسلاف کے کردار کی تابندہ و درخشندہ تصویر رہے۔ آپ کا نورانی چہرہ اپنے اکابر کی روشن تصویر تھا۔ آپ نے ہمیشہ اسلام اور مسلک کے تحفظ و بقا کیلئے جدوجہد کی۔ آپ کی مساعی جمیلہ سے آج لاکھوں قلوب اسلام اور علمائے حق کے زرین کارناموں سے منور ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کا صحیح جانشین آپ کو بنائے! میں چونکہ کراچی اور اندرون سندھ کے سفر پر تھا اس لیے جنازہ میں شرکت نہ کرسکا۔ انشاء اللہ اولین فرصت میں تعزیت کیلئے حاضری بھی دونگا۔ جامعہ قاسمیہ اور جامع مسجد میں حضرت مرحوم کیلئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی گئی۔ تمام بھائیوں اور اہل خاندان کے غم واندوہ میں برابر شریک ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس حادثۂ جانکاہ کو برداشت کرنے کی آپ حضرات کو توفیق عطا فرمائے اور خصوصی اعانت ومغفرت سے سرفراز فرمائے۔

والسلام: شریک غم ضیاء القاسمی

(۸)

(حامد الحق کی شادی پر مبارکباد)

۱۵ جنوری ۱۹۹۴ء

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم! اپنے فرزند گرامی مولانا حامد الحق صاحب کی شادی اور تقریب ولیمہ کی مبارکباد قبول فرمائیں اللہ تعالیٰ عزیز کو دارین کی مسرتوں سے سرفراز فرمائے۔ میں چونکہ ملک سے باہر تھا اس لئے تقریب سعید کی حاضری سے محروم رہا۔ میں آپ کی کامیابی اور مسرت کیلئے ہمہ وقت دعاگو رہتا ہوں! اللہ تعالیٰ آپ کی عزت وعظمت میں اضافہ فرمائے!

محمد ضیاء القاسمی

(۹)

(کارکنوں کی گرفتاریاں)

۲ مئی ۱۹۹۵ء

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم۔ آپکو یہ جان کر نہایت افسوس ہوگا کہ کروڑ لعل عین ضلع لیہ میں اور ضلع گوجرانوالہ کی ایک بستی میں اور لاہور میں ہمارے نہایت قیمتی رہنماؤں کو ہمارے مخالف فریق نے قتل کردیا ہے۔ جس کی وجہ سے پورے ملک میں ہمارے کارکنوں میں اضطراب اور غم وغصے کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔ جس سے حالات میں پھر وہی تلخی پیدا ہوسکتی ہے!

نیز حکومت پنجاب کے بعض اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں نے ہمارے رہنماؤں کو رہا نہیں کیا۔ وہاں شیعہ فرقہ کے مرکز ہیں جو حالات کو خراب کرنے پر تلے ہوئے ہیں جن میں سرگودھا اور رحیم یار خان کے رکن خاص طور گھٹیا کردار ادا کر رہے ہیں۔ جو پہلے بھی اپنی مخصوص فرقہ وارانہ ذہنیت اور رویے کی وجہ سے اہل سنت کیلئے سوہان روح ہیں۔

میری آپ سے گذارش ہے کہ اولین فرصت میں ایک انکوائری کمیشن مقرر کرکے ان متاثرہ مقامات پر بھیجا جائے تاکہ ظالموں کی حوصلہ شکنی اور مظلوموں کی حوصلہ افزائی ہوسکے۔ اور ساتھ ہی مذاکراتی ٹیم کے چیئرمین جناب بلوچ صاحب کو ہدایت کی جائے کہ ہمارے نظر بند

رہنماؤں کی رہائی کیلئے بھرپور جدوجہد کریں۔ والسلام ضیاء القاسمی

(۱۰)

۱۹ فروری ۱۹۹۶ء (مولانا یوسف قریشی پشاور کی رہائی کیلئے کوشش)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم! آپ کے ہاتھ میں فیض تو ہے نہیں۔ لیکن پھر بھی دوستوں کی تسکین کیلئے عرض کررہا ہوں کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب قریشی[۱] اور ان کے بیٹوں کی رہائی کیلئے بھرپور کوشش فرمائیں۔ شیر پاؤ[۲] سے ملاقات کرکے عید سے پہلے ان کی رہائی کو یقینی بنائیں۔شکریہ والسلام: ضیاء القاسمی

(۱۱)

۱۰ ستمبر ۱۹۹۶ء (مفتی زین العابدین کے خلاف افسوسناک اقدامات)

محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم! پیپلز کالونی فیصل آباد میں پیپلز پارٹی کے ایک یونٹ کے دفتر رات کو نامعلوم افراد نے ایک دستی بم پھینکا جس کا مقصد وہاں بیٹھے ہوئے ایک ذمہ دار شیعہ لیڈر نے بتایا کہ اس کو نقصان پہنچانا تھا۔ مگر کوئی نقصان نہیں ہوا۔اس لیڈر اور اس کے خاندان کی پہلے بھی مختلف لڑائی جھگڑوں کی داستان موجود ہے۔ جو پولیس ریکارڈ پر موجود ہیں۔اس کی اپنے علاقہ میں مختلف لوگوں سے دشمنی ہے۔ مبینہ واقعہ کے بعد متعلقہ لیڈر کے ایماء پر پولیس نے تبلیغی جماعت کے عالمی امیر مولانا مفتی زین العابدین صاحب کے گھر کا گھیراؤ کرلیا۔اور مسلسل دس گھنٹے گھیراؤ کے بعد مفتی زین العابدین صاحب کے گھر دیواریں پھلانگ کر داخل ہوگئے اور خواتین کو ہراساں کیا گھر کی تلاشی لی گئی اور مولانا مفتی زین العابدین اور ان کے تین بیٹوں کو گرفتار کرکے تھانہ بٹالہ کالونی لے گئے۔اس خبر سے شہر بھر میں اشتعال پیدا ہوگیا۔تبلیغی جماعت ایک خالص دینی اور اصلاحی جماعت ہے اس کے عالمی امیر کو اس طرح گرفتار کرنا اور خواتین کی موجودگی میں گھر میں پولیس کا داخل ہونا فیصل آباد پولیس کی کھلی غنڈہ گردی اور جارحیت ہے۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نے پولیس کے ذریعے دین پسند حلقوں کو راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کرلیا ہے آپ سے گزارش ہے کہ مولانا مفتی زین العابدین کی گرفتاری کے خلاف سخت نوٹس لیں۔ شکریہ والسلام: محمد ضیاء القاسمی چیئرمین سپریم کونسل صحابہؓ پاکستان فیصل آباد

(۱۲)

اڈیالہ جیل، ۱۰ نومبر ۱۹۹۶ء (آپ مسلک دیوبند کی امید ہیں)

قائد جمعیت محترم جناب حضرۃ مولانا سمیع الحق صاحب!سلام مسنون! آنجناب کے بیانات یہاں جیل میں پڑھتے رہتے ہیں،اس وقت انتخاب کا جو اعلان ہوا ہے اسمیں آپکو آگے بڑھکر اہم کردار ادا کرنا چاہیے،آپ روایتی سستی کو خدارا ترک کردیں۔ مجوزہ انتخابی اتحاد میں کسی شیعہ جماعت کو شامل نہ ہونے دیں،سپاہ صحابہؓ آپ کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرے گی۔ آنجناب اس وقت مسلک دیوبند کی امید ہیں۔ آپ کا گھر بیٹھ رہنا اچھا نہیں ہوگا اگر سید یوسف شاہ کو جیل بھیج دیں تو کچھ مشاورت بھی ہوجائے گی۔ ہمارے بڑے مقدمے میں ضمانت کے بعد انشاءاللہ دوسرے مقدمے کی ضمانت بھی جلد ہوجائے گی۔ والسلام ضیاء القاسمی اڈیالہ جیل

۱۔ خطیب جامع مسجد مہابت خان پشاور۔

۲۔ جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ سابق وزیر داخلہ پاکستان اس وقت سرحد کے وزیر اعلیٰ تھے۔

(۱۳)

(تنظیم اہل سنت کنونشن)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ جناب نے تنظیم کے کنونشن میں 22 جولائی کو شرکت کا وعدہ فرما کر جماعت کو مشکور فرمایا ہے۔ حضرت العلامہ مولانا عبدالستار صاحب تونسوی آپ کی تشریف آوری سے بے حد مسرور ہوئے اور آپ کو کہہ رہے ہیں۔ برائے کرم جمعہ کو ہی کسی فلائٹ سے تشریف لے آئیں تاکہ آسانی سے کنونشن کے اجلاسات میں شرکت ہوسکے۔ برائے کرم اپنی آمد اور جہاز کا بتائیں تاکہ ائیر پورٹ سے آپ کو لیا جاسکے۔ والسلام محمد ضیاء القاسمی دفتر تنظیم اہل سنت چوک نواں شہر ملتان

(۱۴)

(اکابر دیوبند کے خدمات سنہری تاریخ کے تسلسل کیلئے مشاورت)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!۔ اسلام کے شجر طیبہ کو جس خلوص وللہیت سے اکابر دیوبند نے سینچا اور احیائے توحید وسنت کے لیے جس ولولہ سے محنت کی وہ کسی سے مخفی نہیں۔ جب اس لگن اور خلوص کو مصلحت اور تغافل کی نذر کردیا گیا اس کے نتائج بھی آپ سے مخفی نہیں حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمود قدس سرہ اور حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان قدس سرہ کے سانحۂ ارتحال سے تو ہمارا گلشن ہی ویران ہوگیا۔ اس مایوس اور ہمت شکن ماحول میں علمائے دیوبند کا ہر عقیدت مند اس بات کا منتظر ہے کہ اپنی سنہری اور قابل رشک تاریخ کو زندہ جاوید رکھنے کے لئے اب کیا کرنا چاہیے اور مستقبل میں ہمارا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟

اس سلسلہ میں پورے ملک کے دردمند اور غیور علمائے دیوبند کی ایک مجلس مشاورت مورخہ 22 فروری بروز اتوار کو جامعہ قاسمیہ، غلام محمد آباد کالونی، فیصل آباد میں منعقد ہوگی جس میں آپ کی شرکت از حد ضروری ہے۔ صبح 9 بجے تا 4 بجے شام تک مشاورت ہوگی۔ جواب سے سرفراز فرمائیں محمد ضیاء القاسمی کنوینر، دیوبندی انقلابی محاذ محمد اشرف ہمدانی، مولانا عبدالرحمٰن

حضرت! آپ کا تشریف لانا بے حد ضروری ہے۔ حضرت والا سے سلام عرض کرنا اور دعا کی درخواست ہے۔ محمد ضیاء القاسمی

(۱۵)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم۔ 24 مئی کی 2 بجے دن جامع مسجد نیلا گنبد لاہور میں تنظیم اہل سنت پاکستان کے زیر اہتمام کل پاکستان سنی کنونشن منعقد ہوگا جسمیں فقہ جعفری کی آڑ میں صحابہ کرامؓ پر سب وشتم کے موثر دفاع اور مستقبل کا لائحہ عمل مرتب کیا جائیگا۔ تشریف لا کر اپنے قیمتی مشوروں سے سرفراز فرمائیں۔ والسلام محمد ضیاء القاسمی

(۱۶)

(ندیم اقبال ایڈوکیٹ کی شہادت) 12.11

محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم۔ ندیم اقبال[1] کی شہادت کے حادثہ نے ہلا کر رکھ دیا، اب تو قاتلوں کے ہاتھ آپ کے گریبان تک پہنچ گئے ہیں۔ اب تو آپ کو ان کی سفاکی کا احساس ہونا چاہئے! ندیم اقبال بہت قیمتی انسان تھے وہ ہم سب کے تھے ان کی موت نے ہم سب کا سکون لوٹ لیا ہے۔ چند سطور اظہار غم کیلئے تحریر کردی ہیں۔ محمد ضیاء القاسمی

---

[1] مرحوم ندیم اقبال ایڈوکیٹ حاصلپور۔ میری جماعت جے یو آئی کے فعال اور سرگرم راہنما مخلص سماجی سیاسی شخصیت۔۔۔۔ نامعلوم قاتلوں کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ زندگی جمعیۃ کے اعلیٰ مقاصد کیلئے جدوجہد میں گذاری۔ فرحمہ اللہ وارفاعنہ (س)

(۱۷)

(دیوبندی مسلک کے تحفظ کیلئے اجتماعی لائحہ عمل کی ضرورت)

مکرمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کو معلوم ہے کہ چند دنوں سے مسٹر عبدالستار نیازی کا ایک چار نکاتی بیان اخبارات میں چھپ رہا ہے جو رابطہ عالم اسلامی میں کنزالایمان کے ترجمہ اور تفسیر کی ضبطی کے بعد نیازی صاحب نے ترتیب دیا ہے۔ اس بوکھلاہٹ کے بعد بریلویوں کے پاس اور کوئی چارہ کار نہیں رہ گیا کہ یہ پاکستانی عوام کو گمراہ کرنے کے لئے اب اتحاد اتحاد کا واویلا کرتے ہوئے عوام کی اس محاذ پر بھی ہمدردیاں حاصل کریں۔

علمائے دیوبند کے جمود اور بے حسی کا یہ عالم ہے کہ آج تک نہ تو اس کا کسی نے نوٹس لیا ہے اور نہ ہی اس پر کوئی انفرادی یا اجتماعی غور ہوا ہے۔ یہ افسوسناک جمود اور بے حسی دیوبند کے اکابر اور مسلک کا نام لینے والوں کے لیے انتہائی حسرتناک اور المناک ہے۔ میں تین مرتبہ دیوبندی محاذ کے نام سے اور ایک مرتبہ سواد اعظم کے نام سے ملک بھر کے جید علماء کو جمع کر کے مسلک کے تحفظ کے لیے بارہا اس جمود کو توڑنے کی کوشش کر چکا ہوں مگر "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" اس لیے اب مجبور ہو کر پھر میں نے آپ کو متوجہ کرنے کے لیے یہ عریضہ تحریر کیا ہے۔ اے دیوبند کے وارثو! اب تو خدا کے لیے اپنا جمود ختم کرتے ہوئے مسلک کے تحفظ کے لیے کوئی ٹھوس قدم اُٹھاؤ۔ اگر میری دعوت پر نہیں تو کوئی رجل رشید ہی اس کے لئے انفرادی یا اجتماعی قدم اُٹھائے تاکہ مسلک کے تحفظ کے لیے کوئی اجتماعی لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ ربیع الاول کا جلوس اس دفعہ اگر جامعہ رشیدیہ ساہیوال اور منڈی جہانیاں پر حملہ آور ہو کر وہاں سینکڑوں طلباء کو زخمی اور بے بس کر سکتا ہے تو پھر اگلا سال آپ سب کے لئے پیغام موت ہوگا، خدا کے لیے کوئی عملی قدم اُٹھایئے اس کے لیے کوئی تجویز بھیجئے۔ میں آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا۔

والسلام محمد ضیاء القاسمی 628۔اے، غلام محمد آباد کالونی، فیصل آباد

(۱۸)

(مولانا ضیاء القاسمی کو خراج تحسین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خطیب یورپ وایشیاء مجاہد ختم نبوت وکیل صحابہ حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال ملت اسلامیہ کے لئے عظیم نقصان ہے۔ انہوں نے پوری زندگی اسلامی اقدار کی پاسبانی اور امت کے اتحاد کے لئے گزاری۔ اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔ ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے تعزیتی جلسہ 22 جنوری 2001ء بروز پیر بعد نماز عصر بمقام گول جامعہ مسجد غلام محمد آباد میں ہوگا۔ جس میں ملک بھر کے جید علماء کرام، مفتیان و مشائخ عظام دانشور وکلاء، صحافی، تاجر رہنما اور سیاسی و مذہبی قائدین خطاب فرمائیں گے۔ آپ سے شرکت کی درخواست ہے شرکت فرما کر حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی قومی، ملی، مذہبی اور سیاسی خدمات پر روشنی ڈالیں۔

والسلام صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی جانشین مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ چیئرمین سپریم کونسل سپاہ صحابہ پاکستان

فون رابطہ: موبائل:-0300-669511، رہائش 694343

صاحبزادہ طاہر محمود قاسمی، صاحبزادہ خالد محمود قاسمی 694443

سید ضیاء اللہ بخاری

سیکرٹری جنرل متحدہ جمعیت اہل حدیث پاکستان

۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء (متحدہ جمعیۃ اہل حدیث کا ملی یکجہتی کونسل کے ساتھ مکمل تعاون کی پیشکش)

مکرمی و محترمی مولانا سمیع الحق صاحب سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء اسلام پاکستان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ وبعد! ملی یکجہتی کانفرنس کے انعقاد پر مبارکباد قبول فرمائیں۔ متحدہ جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کی وفاقی کابینہ کے اجلاس میں آپ کی اس دینی کاوش کو سراہا گیا۔ کونسل کے اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے آپکے ساتھ مکمل تعاون جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس میں دو شکوے بھی کیے گئے۔

۱۔ دعوت نامہ میں شیعہ، دیوبندی، بریلوی مکاتب فکر کے ساتھ اہل حدیث کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ مقلد غیر مقلد کے الفاظ درج کئے گئے امید ہے کہ آئندہ آپ اپنے سیکرٹری صاحب کو اس جانب متوجہ فرمادیں گے۔

۲۔ متحدہ جمعیۃ اہل حدیث کے سرپرست اعلیٰ مولانا معین الدین لکھوی صاحب مدظلہ کونسل کے اجلاس میں شریک ہوئے لیکن اعلامیہ میں انکا اسم گرامی اور کمیٹیوں میں متحدہ جمعیۃ کی نمائندگی کا معاملہ گول نظر آیا۔ جسکو راقم سمیت تمام ارکان جمعیۃ نے شدت سے محسوس کیا ہے، امید ہے کہ فی الفور اسکی تلافی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام: جواب کا منتظر سید ضیاء اللہ بخاری سیکرٹری جنرل متحدہ جمعیۃ اہل حدیث پاکستان

☆☆☆

سینیٹر طارق عظیم خان وزیر مملکت۔ اسلام آباد

۲۵ فروری ۲۰۰۶ء (بیٹی کی شادی پر مبارکباد)

My dear Sami ul Haq Sahib, السلام علیکم

Please accept my heartiest congratulations on the wedding of your beloved daughter

I had planned to join you and your family on this happy occasion but sadly had to miss the event due to urgent official engagements falling at the same time.

Please accept heartiest greetings and convey my best wishes to the newly wedded couple. May Allah Almighty bless the bride and bridegroom with happiness and success in their future life together.

Best regards Yours sincerely Tariq Azim Khan

مولانا محمد طاسین[1]
ناظم مجلس علمی کراچی

(۱)

(۱۹۷۱ء کے پرآشوب مایوس کن حالات)

۲ مئی ۱۹۷۱ء

اخی المحترم مولانا سمیع الحق صاحب، زادھم اللہ قدراً، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید ہے کہ آپ مع عائلہ کریمہ اور جملہ متعلقین بہمہ وجوہ خیروعافیت اور صحت وسلامتی سے ہونگے۔ اور مرضیات الٰہی پر چلنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق شامل حال ہوگی۔ آج ملک وملت جن افسوسناک اور دردناک حالات سے دوچار ہے ان پر جتنا رویا جائے کم ہے۔ سوچ کیا رہے تھے اور ہو کیا گیا۔ بس اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے۔ آپ جیسے حساس انسان کی طبیعت پر تو ان کا غیر معمولی اثر ہوگا لیکن "قہر درویش برجان درویش" کے سوا کیا بن سکتا ہے۔ اسوقت جو حالات ہیں وہ شاید کسی کے قابو میں نہیں، یہ سب کچھ ایک عالمگیر سازش کے تحت ہورہا ہے، پتہ نہیں اور کیا کیا دیکھنا پڑیگا۔ ہماری آرزوؤں کے بروئے کار آنے کا معاملہ میں سمجھتا ہوں کافی عرصہ تک معرض التواء میں پڑ گیا ویسے اللہ کی قدرت میں سب کچھ ہے وہ چاہے گا۔ تو سب کچھ ہوجائے گا کوئی چیز رکاوٹ نہ بن سکے گی لیکن بظاہر حالات بہت زیادہ مایوس کن ہیں۔ یہ خط جس مقصد سے لکھا گیا وہ یہ کہ غالباً مجلس علمی کی وہ دستور سے متعلق کتابیں ضرور فارغ ہوگئی ہونگی، جو بغرض استفادہ پیش کی گئی تھیں۔ اگر ایسا ہو تو بذریعہ ڈاک ارسال فرما کر ممنون فرمایا جائے۔ قابل صد احترام حضرت مولانا مدظلہم کی خدمت میں بعد تعظیم وتکریم سلام مسنون اور درخواست دعا عرض ہے امید کہ اپنی دعوات صالحہ میں ضرور یاد فرماتے ہوں گے۔ میرے لائق یہاں کی جو بھی خدمت ہو، موقعہ دے کر احسان فرمائیں اپنے لیے باعث سعادت سمجھوں گا۔ جملہ احباب اور برادران کرام کی خدمت میں بھی نیک تمناؤں کیساتھ سلام مسنون عرض ہے۔

والسلام: احقر محمد طاسین عفی عنہ

(۲)

(۱۹۷۱ء کے آئین کیلئے آئینی کتابوں سے استفادہ)[2]

۲۵ مئی ۱۹۷۱ء

برادر گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب، زادھم قدراً! السلام علیکم ورحمۃ اللہ! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید ہے کہ آپ مع جملہ متعلقین واحباب بہمہ وجوہ خیروعافیت سے ہونگے۔ نامۂ کرم نے مشرف فرمایا، بارک اللہ لکم وفیکم! ان کتابوں میں سے سردست صرف ایک کتاب الدستور السوفیتی کی ضرورت ہے۔ دوسری جب حضرت والد صاحب کے مطالعہ سے فارغ ہوجائیں اس وقت بھجوادیں۔ الدستور السوفیتی ڈاک سے بھیج کر ممنون فرمائیں۔ مستقبل قریب میں کراچی کا کوئی پروگرام ہو تو مطلع فرما کر مسرور ہونے کا موقعہ دیں۔ الحمد للہ حالات رفتہ رفتہ ٹھیک ہورہے ہیں۔ اور بظاہر بڑی مصیبت سے چھٹکارا مل گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ حضرت مولانا مدظلہم کی خدمت اقدس میں سلام مسنون کیساتھ دعا کی درخواست بھی عرض ہے۔ میرے لائق کچھ خدمت؟ والسلام احقر محمد طاسین، مجلس علمی کراچی نمبر ۲

---

1. مولانا محمد طاسین جید عالم، محقق، مقالہ نگار اور مجلس علمی کراچی کے روح رواں تھے۔ ادارہ کو گجرات ڈابھیل سے کراچی منتقل کیا گیا۔ جنوبی افریقہ کے اہل خیر اسے چلا رہے ہیں۔ مولانا یوسف بنوری کے داماد بھی ہیں (س)

2. ۱۹۷۳ء کے آئین اور اس سے قبل عبوری آئین کے سلسلہ میں قومی اسمبلی میں آئینی تگ ودو کے سلسلہ میں یہ کتابیں مجلس علمی سے استفادہ کیلئے لی گئی تھیں۔

(۳)

(قادیانی مسئلہ میں کامیابی پر مبارکباد)

عزیز محترم وصدیق مکرم زادکم اللہ لطفاً وعنایۃ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ! امید کہ بفضلہ تعالیٰ آپ مع جملہ متعلقین بہمہ وجوہ خیر وعافیت اور صحت وسلامتی سے ہونگے اور مرضیات الٰہی کے مطابق علمی ودینی خدمات کی زیادہ سے زیادہ توفیق شامل حال ہوگی۔ شکر الٰہی کے جذبہ سے معمور دل سے اس نمایاں اور خاطر خواہ کامیابی پر ہدیہ تبریک وتہنیت پیش کرتا ہوں۔ جو قادیانی مسئلہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے علماء حق کو عطا فرمائی ہے۔ آپ اس تبریک وتہنیت کے اس وجہ سے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ نے اس میدان میں ہر طریقہ سے غیر معمولی جدوجہد فرمائی ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ اس مبارک مہم کے دور تازہ کا آغاز آپکی ان جرا تمندانہ تحریروں سے ہوا ہے جو کچھ عرصہ پہلے ماہنامہ الحق میں منظر عام پر آئیں جبکہ ہر طرف عام طور پر سکوت تھا۔ بارک اللہ لکم وفیکم وشکر مساعیکم! دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم کامیابی کو ہماری مستقبل کی بے شمار کامیابیوں کا ذریعہ بنائے اور ہمارا یہ ملک حقیقی اور علمی طور پر دارالاسلام بنے اور دنیا اسکی تقلید اور پیروی پر مجبور ہو۔

اس خط کیساتھ ایک مضمون ارسال خدمت ہے اگر اس کو مفید پائیں اور اسکی اشاعت الحق میں مناسب سمجھیں تو شائع کر کے کرم فرمائیں۔ یہ مضمون جس تحریر سے متعلق ہے اگر وہ بھی اسکے ساتھ شائع ہو جائے تو شاید قارئین کو زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ آگے جیسے آپکی مرضی۔ کیا مستقبل قریب میں کراچی تشریف لانے کا کچھ ارادہ ہے؟ اگر ہو تو ضرور تحریر فرمائیں تا کہ لطف انتظار سے محظوظ ہونے کا موقعہ ملے! میرے لائق یہاں کی کوئی خدمت ہو تو موقع دے کر ممنون فرمائیں! حضرت مولانا مدظلہم کی خدمت اقدس میں بصد ادب واحترام سلام مسنون عرض ہے۔ والسلام المخلص محمد طاسین عفی عنہ

(۴)

۱۳ نومبر ۱۹۷۴ء

(قادیانی مسئلہ کے بارہ میں سوالنامہ کے جوابات)

برادر گرامی قدر محترم مولانا سمیع الحق صاحب زادکم اللہ قدراً، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! اللہ کے فضل وکرم سے امید ہے کہ آپ مع جملہ متعلقین بہمہ وجوہ خیر وعافیت سے ہونگے اور دینی وعلمی خدمات کی زیادہ سے زیادہ توفیق شامل حال ہوگی؟ نامہ کرم نے مشرف فرمایا یہ پڑھ کر مسرت ہوئی کہ آپ فتنہ قادیانیت پر الحق کا خاص نمبر نکال رہے ہیں بارک اللہ لکم وفیکم وشکر مساعیکم احسب فرمائش مجوزہ سوالات کے متعلق مختصراً کچھ لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ پسند آئے اور مفید سمجھیں تو شائع کر دیا جائے ورنہ واپس کر دیا جائے۔

سوال نمبر۱: کے متعلق میرا جواب یہ ہے کہ قادیانی مسئلہ کے بارے میں، جن حالات کے اندر جس طریقہ سے جو کچھ بھی فیصلہ ہوا ہے میں سمجھتا ہوں یہ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص اور عظیم فضل ہوا ہے اس سے ایک طرف اس فتنہ کے سر پر کاری ضرب لگی اور اس کے انقلابی عزائم ملیامیٹ ہو گئے جو آگے چل کر بہت بڑی تباہی وبربادی کا موجب بنتے، دوسری طرف اس وقت مسلمان ایک بہت بڑے خون خرابے سے بچ گئے جس سے بے اندازہ جانی ومالی نقصان پہنچتا۔ لہٰذا اس پر اللہ کا جس قدر بھی شکر کیا جائے کم ہوگا۔

سوال نمبر۲ کے بارہ میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ قادیانی فتنہ کے جو اثرات پاکستان کے اندر اور باہر پھیلے ہوئے ہیں ان کو مٹانے اور زائل کرنے کے لئے مختلف علمی وعملی طریقوں سے بڑے پیمانہ پر منظم اور مسلسل کام کرنے کی ضرورت ہے، اجتماعی صلاح ومشورہ سے ایسے طریقے

سوچے اور معلوم کئے جائیں جو اس کے لئے مفید اور موثر ثابت ہو سکتے ہیں اور جن کو اختیار کرنے سے مذکورہ اثرات کا ازالہ اور خاتمہ ہو سکتا ہے۔ بہرحال کسی فتنے کے اثرات کو مٹانے اور ختم کرنے کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ فتنے کے وجود کے جو اسباب ہیں ان کو صحیح طور پر سمجھا جائے اور پھر یہ دیکھا جائے کہ ان اسباب کو کیسے دور کیا جا سکتا ہے کیونکہ ان کے ازالہ کے بغیر نہ فتنہ مٹ سکتا ہے اور نہ اس کے اثرات ختم ہو سکتے ہیں۔

سوال نمبر ۳ کے متعلق میری حتمی اور قطعی رائے یہ ہے کہ قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا جو فیصلہ کیا ہے یہ فیصلہ چونکہ اصل مقصد نہیں بلکہ اصل مقصد کا ایک ذریعہ ہے لہٰذا جب تک اصل مقصد حاصل نہیں ہو جاتا مسلمانوں کی ذمہ داری ختم نہیں ہوتی، اصل مقصد میں سمجھتا ہوں یہ ہونا چاہیے کہ پاکستان میں کوئی ایسی آواز اور کوئی ایسی تحریر باقی نہ رہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ حضرت محمد رسول ﷺ کے بعد کوئی شخص کسی معنی کے نبی و رسول ہے پھر جبکہ اس کے لئے اسلام اور قرآن وحدیث کو استعمال بھی کیا جاتا ہو، اس کے بعد اگلی منزل یہ ہونی چاہئے کہ مسلمانوں کے اندر سے شریعت محمدیہ کے سوا باقی سب غیر اسلامی قوانین ختم ہو جائیں اور ان پر صرف شریعت محمدیہ کی حکمرانی ہو، جو آخری نبی نے آخری طور پر پیش فرمائی ہے کیونکہ عقیدۂ ختم نبوت کا لازمی تقاضا یہی ہے کہ مسلمان صرف شریعت محمدیہ کو اپنی زندگی کا دستور حیات اور لائحہ عمل بنائیں اور اس کے سوا باقی ہر قانون کو ٹھکرا دیں۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں کیا آئینی ذرائع اور کیا علمی و عملی طریقے اختیار کرنے چاہیں؟ اس کا جواب کافی تفصیل طلب ہے اور خاصا مشکل بھی، لہٰذا میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ سوجھ بوجھ رکھنے والے کچھ اہل علم ایک جگہ جمع ہوں اور تمام پہلوؤں پر سوچ بچار اور غور و فکر کے بعد باہمی مشورہ سے یہ طے کریں کہ آج جن ذہنی و خارجی اور اندرونی و بیرونی حالات سے ہم دوچار ہیں ان میں مذکورہ مقصد کے لئے کیا طریق کار زیادہ مفید اور مؤثر ثابت ہو سکتا ہے جس کو آج عملاً اختیار کیا جائے۔ بہرحال اس کے لئے جو بھی طریق کار طے کیا جائے اس میں اس ردعمل کو ضرور ملحوظ رکھا جائے جو اس کے نتیجہ میں ظاہر ہو سکتا ہے اندرون پاکستان بھی اور بیرون پاکستان بھی۔ تاکہ نقصان کم سے کم اور فائدہ زیادہ سے زیادہ حاصل ہو سکے۔ اندھی جذباتیت اور انتہا پسندی سے بچنا بہرحال مفید رہے گا، جہاں تک ہو سکے عقل و شعور اور اعتدال پسندی سے کام لیا جائے، اللھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ!

والسلام محمد طاسین عفی عنہ

(۵)

۱۸ جنوری ۱۹۷۵ء (محرم میں شیعہ جماعت کے دل آزار حرکات ○ اسلام کے بجائے علی ازم؟ ○ سمیع الحق سے مشاورت میں اٹھایا جائے)

برادر گرامی قدر مولانا قاری سعید الرحمان صاحب [1] زادہ اللہ قدراً، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، امید کہ آپ مع اہل وعیال اور جملہ متعلقین بہمہ وجوہ خیر و عافیت اور صحت و سلامتی سے ہونگے اور دینی و علمی خدمات کی زیادہ سے زیادہ توفیق شامل حال ہوگی۔ یہ خط جو بات عرض کرنے کیلئے لکھ رہا ہوں وہ یہ کہ آجکل محرم میں شیعہ مجتہد اپنی مجالس میں کچھ تو وہی بکواسات دہرا رہے ہیں، جو ہمیشہ سے بکتے رہے ہیں مانکا ہر

[1] مکتوب کا بندہ اور قاری سعید الرحمٰن دونوں سے تعلق ہے اس لئے یہاں شامل کیا گیا۔ (س)

جملہ بغض صحابہ کرام کا آئینہ دار ہوتا ہے لیکن اس سال ایک نئے عنوان سے ایک مجتہد نصیر الاجتہادی نے تقاریر کا سلسلہ شروع کیا ہے عنوان ہے "علی ازم" جنگ اخبار میں آپکی نظر سے بھی ضرور گزرا ہوگا۔ یہ عنوان اپنے اندر توہین رسول ﷺ اور توہین صحابہ کرام کا زہر لئے ہوئے ہے۔ اسلام کو علی ازم کہنا گویا یہ کہنا ہے کہ محمد ﷺ کا نام تو یونہی مشہور ہو گیا اصل اسلام کا بانی حضرت علیؓ ہے۔ ورنہ محمد ازم کہا جاتا اور صاف ظاہر ہے کہ اس سے حضرات ابوبکر صدیق اور عمر فاروق، حضرت عثمان اور دیگر صحابہ کی بھی کھلی توہین ہوتی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو برادر محترم مولانا سمیع الحق صاحب سے مشورہ کر کے اس چیز کو اسمبلی میں اٹھایا جائے۔ اپنے حضرات کے سامنے یہ چیز رکھیں اور انکی توجہ اس طرف دلائیں کہ اتحاد ملت اسلامیہ کیلئے یہ کیا ہو رہا ہے اور امن عامہ کا کیا حشر ہوگا جسکے نام پر کامل حق پر طرح طرح کی پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔ برادرم محترم مولانا سمیع الحق صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے اور یہ خط جس طرح آپکے لیے ہے اس طرح انکے لیے بھی ہے الحق میں بھی اس پر لکھیں اور اسمبلی میں بھی اس خباثت کو اچھالا جائے تو بہتر ہوگا۔ والسلام: محمد طاسین عفی عنہ

(۶)

۱۰ مارچ ۱۹۷۶ء باسمہ تعالیٰ (اسلامی علوم وفنون سے متعلق قلمی یا پرانی کتابیں)

برادر گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب زادہ اللہ قدراً۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے اور دینی وعلمی کاموں کی زیادہ سے زیادہ توفیق شامل حال ہوگی! عرض یہ ہے کہ کچھ کتابیں جمع کرنے کا ارادہ ہے لہٰذا چاہتا ہوں کہ ذیل کی تحریر ماہنامہ الحق میں بھی کسی جگہ شائع ہو جائے، امید کہ کسی اشاعت میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ میرے لائق کچھ کارخدمت؟

والسلام: المخلص محمد طاسین عفی عنہ

وہ تحریر یہ ہے: کسی صاحب کے پاس اسلامی علوم وفنون سے متعلق قلمی یا پرانی مطبوعہ کتابیں برائے فروخت موجود ہوں تو وہ براہ کرم ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم فرمائیں۔ ناظم مجلس علمی۔ پوسٹ بکس ۳۸۸۳ کراچی نمبر ۲

(۷)

۱۷ دسمبر ۱۹۷۶ء (جدہ ماجدہ کی وفات پر تعزیت)

عزیز گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب زادہ اللہ قدراً! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، تہہ دل سے تمنا اور دعا کہ آپ بہمہ وجوہ خیریت وعافیت سے ہوں اور زیادہ سے زیادہ صبر جمیل شامل حال ہو، آپ کے چلے جانے کے کئی روز بعد یہ معلوم ہو کر رنج وصدمہ ہوا کہ آپکو حضرت جدہ ماجدہ مرحومہ ومغفورہ کے وصال کی خبر ملی اور واپس تشریف لے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

بلاشبہ آپ حضرات انکے وصال سے ایک عظیم نعمت سے محروم ہو گئے جو صالح دعوات اور مبارک توجہات کی صورت میں آپکو میسر تھی اور جنکا تصور بھی قلبی سکون واطمینان کا موجب تھا، لہٰذا ان کی مفارقت سے رنج وصدمہ ہونا ایک بالکل فطری امر ہے۔ لہٰذا دل سے دعا ہے کہ اللہ غفور رحیم ہماری دادی صاحبہ مرحومہ ومغفورہ کو اپنی خاص الخاص بخششوں اور رحمتوں سے نوازے اور بلند سے بلند درجات کیساتھ جنت الفردوس نصیب فرمائے اور پس ماندگان متعلقین کو وہ صبر جمیل عطا فرمائے، جسکا اجر وثواب اسکی رضا اور جنت ہے۔ دراصل فرمان الٰہی "کل نفس ذائقۃ الموت" کے مطابق ہر جاندار نے موت کا مزہ چکھنا اور اس دنیا سے بالآخر ضرور جانا ہے لیکن قابل صد رشک ہیں

وہ مرنے اور جانیوالے جنہوں نے اپنی زندگی اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں گزاری اور جنکا خاتمہ بالایمان ہوا۔نیز جواپنے پسماندگان میں حضرت مولانا مدظلہم جیسے عظیم فرزند اور مولوی سمیع الحق جیسے پوتے چھوڑ گئے۔اللہ ان کی قبروں کو نور سے بھردے اور انکی روحوں پر رحمت کے پھول برسائے۔اور پسماندگان کو انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔میری طرف سے حضرت مولانا مدظلہم کی خدمت میں تعزیت کے مسنون الفاظ عرض ہیں،اللہ انہیں کامل صحت وعافیت کیساتھ تادیر زندہ رکھے اور متعلقین ومتوسلین کو انکے فیوض وبرکات سے مستفید فرمائے۔ والسلام احقر محمد طاسین عفی عنہ

نوٹ: آج ایک صاحب کتابوں کی چٹی میرے پاس چھوڑ گئے اب اس کے متعلق آپکی ہدایت کا انتظار رہے گا۔

(۸)

۲۰/مئی ۱۹۸۱ء (بلاسود بینکاری کا مسئلہ)

برادر گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب زادکم اللہ قدراً،السلام علیکم ورحمۃ اللہ،تمنا ودعا کہ آپ مع اہل وعیال اور جملہ متعلقین بہمہ وجوہ خیر وعافیت اور صحت وسلامتی سے ہوں اور زندگی مرضیات الٰہیہ کے مطابق کامیابی کیساتھ گزر رہی ہو۔اس خط کیساتھ ایک مضمون الحق میں اشاعت کیلئے بھیج رہاہوں آپ ازراہ کرم اسکو پوری توجہ کیساتھ ملاحظہ فرمائیں،جہاں اصلاح کی ضرورت ہوفرماسکتے ہیں مجھے آپ پراعتماد ہے۔اب یہ ایک مثال سامنے ہے کیا اچھا ہو کہ آپ بھی اور بعض دوسرے حضرات بھی اس موضوع پر لکھیں،جس سے میرے اس مضمون کا تعلق ہے یعنی بلاسود بنکاری کی رپورٹ پر اور خصوصاً نفع ونقصان میں شراکت کے معاملے پر ملاحظہ فرمانے کے بعد اگر اپنی رائے گرامی سے مطلع فرمادیں گے تو اچھا ہوگا،برادرم شفیق فاروقی صاحب،اور خصوصاً حضرت مولانا شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت میں دعا کی درخواست کیساتھ سلام مسنون عرض ہے۔ فقط والسلام، احقر محمد طاسین عفی عنہ

(۹)

۳۱/مئی ۱۹۸۱ء (مضمون کی اشاعت کیلئے یاددہانی)

برادر گرامی قدر جناب شفیق فاروقی صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔امید کہ آپ اور برادرم مولانا سمیع الحق صاحب مع جملہ متعلقین خیروعافیت سے ہوں گے!نامۂ کرم نے مشرف فرمایا خیریت وغیرہ معلوم ہوکر مسرت ہوئی۔بارک اللّٰہ لکم و فیکم !دریافت طلب امر کے متعلق عرض یہ ہے کہ مضمون کی ایک کاپی فکر ونظر کو اور ایک خدام الدین کو بھی بھیجی ہے پتہ نہیں شائع کرتے ہیں یا نہیں،انکی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی کہ شائع کریں گے یا نہیں؟اور پھر ہر ایک کا مخصوص حلقہ ہے،کسی ایک میں شائع ہوجانے سے مقصد پورا نہیں ہوتا اور یہ مسئلہ ایسا ہے جسکی اشاعت وتشہیر جتنی زیادہ ہو بہتر ہوگا۔ فقط والسلام: احقر محمد طاسین عفی عنہ

(۱۰)

۴/جولائی ۱۹۸۱ء (دارالعلوم آمد اور شیخ الحدیث کی زیارت)

برادر محترم صدیق مکرم مولانا سمیع الحق صاحب زادہ اللہ قدراً ولطفاً،السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔تہہ دل سے تمنا اور دعا کہ آپ مع اہل وعیال اور جملہ متعلقین بہمہ وجوہ خیر عافیت اور صحت وسلامتی سے ہوں اور ماہ مبارک کی رحمتوں وبرکتوں سے مستفیدوبہرہ ور ہونے کا خوب موقعہ مل رہا

ہو! آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم لوگ سوات اور سخاکوٹ سے واپسی پر دارالعلوم میں حاضر ہوئے، دو تین گھنٹے گزارے، ٹھنڈا بھی پیا اور گرم بھی اور آرام بھی کیا۔ نیز جو اصل مقصد تھا حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت فیوضہم کی خدمت میں گھر پر حاضری ہوئی اور تقریباً آدھ گھنٹہ انکی زیارت اور ارشادات و دعوات سے مشرف ہوئے اور پھل وغیرہ بھی کھانے کا موقع ملا بس ایک آپ کی کمی تھی وہ تشنگی ضرور رہی غالباً آپ دوسرے روز کراچی سے واپس پہنچے ہوں گے۔ مولوی بھاجی[1] کو آپ سے ملاقات نہ ہو سکنے کا افسوس رہا۔ دارالعلوم میں واٹر کولر کی کمی محسوس ہوئی سو طے کیا گیا کہ جلد از جلد لگوایا جائے۔ برادرم قاری سعید الرحمٰن صاحب سے عرض کیا کہ وہ راولپنڈی سے خرید کر بھجوائیں بلکہ لگوانے کا انتظام کریں انہوں نے وعدہ فرمایا۔ چنانچہ آج اس مقصد کے لئے ان کو پندرہ ہزار روپے کا چیک میں نے بھیجا ہے۔ آپ اس بارے میں اُن سے رابطہ قائم کریں اور کوشش فرمائیں کہ رمضان المبارک میں ہی لگ جائے اور علماء کرام وطلباء کو ٹھنڈہ پانی مل سکے۔ اس خط کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپے کا ایک چیک بھیج رہا ہوں یہ جناب ابراہیم محمد مفتی کی طرف سے ہے اور بمد زکاۃ ہے۔ میاں برادرز کی طرف سے کچھ رقم بعد میں بھیجی جائے گی۔ رسید ابراہیم محمد مفتی بتوسط محمد طاسین کے نام لکھ کر مجھے بھجوا کر ممنون فرمائیں! (یہ رقومات دارالعلوم کے امداد کے مد میں ہوتی تھیں۔ مرتب) حضرت والد صاحب مدظلہم کی خدمت اقدس میں میرا سلام عرض کر کے احسان فرمائیں اور دعا کی درخواست بھی۔

فقط والسلام احقر محمد طاسین غفرلہ

(۱۱)

(افریقی احباب کیلئے الحق کا اجراء)

۸ دسمبر ۱۹۸۲ء باسمہ تعالیٰ

برادر گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب زادک اللہ قدراً! السلام علیکم ورحمۃ اللہ! امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے اور متعلقین بھی سب صحت و سلامتی سے ہوں گے اور زندگی مرضیات الٰہیہ کے مطابق گزر رہی ہوگی! عرض یہ کہ افریقہ سے مولانا محمد اسمٰعیل بھاجی صاحب کا خط ملا جس میں موصوف نے لکھا کہ میرے نام ماہنامہ الحق کا اجراء کر دیا جائے، پرچہ رجسٹرڈ اور ہوائی ڈاک سے بھیجا جایا کرے۔ لہٰذا براہ کرم پرچے کا اجرا شروع فرما دیا جائے، معہ محصول ڈاک وغیرہ سالانہ کی جتنی رقم بنتی ہو مجھے خط سے مطلع کر دیا جائے۔ فوراً منی آڈر سے بھیج دوں گا۔

اگر مولانا ابراہیم محمد میاں کے نام بھی پرچہ نہ جا رہا ہو تو انکو بھیجنا شروع فرما دیں، انکی رقم بھی یہاں سے بھیج دی جائے گی۔ اللہ کرے مستقبل قریب میں آپ سے کراچی میں ملاقات ہو، کیا کوئی پروگرام ہے؟ برادرم شفیق فاروقی صاحب سے سلام مسنون قبول فرمائیں۔

والسلام: احقر محمد طاسین عفی عنہ

(۱۲)

(مجلس علمی کی کتاب کی بلا اجازت طباعت)

۱۳ /جون ۱۹۸۴ء

برادر گرامی قدر محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زادک اللہ قدراً، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! اللہ کرے آپ مع اہل وعیال اور جملہ متعلقین

[1] جنوبی افریقہ جوہانسبرگ کے بھام جی خاندان سے تعلق غالباً اسماعیل بھاجی نام ہے۔ اکابر علماء کے استفادہ اور خدمت وصحبت کیلئے ایک عرصہ پاکستان میں رہیں۔

بہمہ وجوہ خیر وعافیت اور صحت وسلامتی سے ہوں۔ اور زندگی مرضیات الٰہیہ کے مطابق کامیابی کیساتھ گزر رہی ہوگی اور دینی وعلمی خدمات کی زیادہ سے زیادہ توفیق شامل حال ہوگی!

الحق کا اداریہ پڑھ کر بیحد خوشی ہوئی اور دل سے دعائیں نکلتی ہیں، ماشاءاللہ بعض دفعہ خوب ہوتا ہے، الحق میں مضامین کے انتخاب سے بھی مسرت ہوتی ہے بارک اللہ لکم وفیکم! یہ خط جس مناسبت سے لکھ رہا ہوں وہ یہ کہ آپکے ہاں ایک ادارہ دارالکتب العلمیہ کے نام سے قائم ہوا ہے۔ جیسا کہ آپکو معلوم ہے کہ اس نے بغیر ادارہ مجلس علمی سے کوئی اجازت لیے ہماری کتاب اکفار الملحدین چھاپ دی ہے اور ٹائٹل پر سے مجلس علمی کا نام حذف کرکے اپنے ادارے کا نام لکھ دیا کہ گویا اسی نے پہلی مرتبہ یہ کتاب چھاپی تھی اس نے کتاب کی قیمت تیس روپے فی نسخہ رکھی ہے جبکہ ہم اب بھی آٹھ دس روپے میں فروخت کر رہے ہیں اور کافی تعداد میں ہمارے پاس موجود ہے دوبارہ فلم سے چھاپ کر ہم اس سے بھی کم قیمت میں فروخت کریں گے۔ عرض کرنا یہ مقصود ہے کہ اس شخص نے جو کام کیا ہے نہ شرعاً درست ہے نہ اخلاقاً اور نہ قانوناً، آپ اسے بلوا کر پوچھیں کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے، میں نے براہ راست اسکو بھی خط لکھا ہے وہ خط بھی آپ اس سے لے کر ملاحظہ فرمائیں اور پھر مجھے مشورہ دیں کہ میں اس سلسلہ میں کیا قدم اٹھاؤں۔ اگر اسکا تعلق دارالعلوم حقانیہ سے نہ ہوتا تو پھر اسکو قانونی نوٹس بھیجتا لیکن اب میں نے یہی مناسب سمجھا کہ یہ مقدمہ پہلے آپکی عدالت میں پیش کیا جائے اور آپکے فیصلے کے مطابق آئندہ کوئی قدم اُٹھایا جائے، شاید آپکو معلوم ہوگا کہ کچھ عرصہ پہلے جب ہماری کتاب فیض الباری ایک افغانی نے قاری سعید الرحمان صاحب اور فضل رحیم صاحب کے تعاون سے چھاپ دی تھی تو ہمارے احتجاج پر اسے ڈھائی سو نسخے کاسٹ پرائس پر مجلس علمی کو دینے پڑے اور کراچی آکر اس نے معافی مانگی۔ براہ کرم آپ ان قاری صاحب سے جنہوں نے بغیر کسی اطلاع کے غاصبانہ طور پر ہماری کتاب محض نفع خوری کے مقصد سے شائع کی ہے ہمارے وکیل کی حیثیت سے بات کریں اور جو طے ہو مجھے اس سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں! عرصہ ہوگیا آپ سے ملاقات نہیں ہوسکی حالانکہ آپ چند مرتبہ کراچی تشریف لائے بھی بہرحال کوئی وجہ ضرور ہوگی ورنہ پہلے ضرور ملاقات ہوجایا کرتی تھی۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت اقدس میں بصد احترام سلام مسنون کیساتھ درخواست دعا عرض کرکے کرم فرمائیں۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو موقع دے کر احسان فرمائیں، سب حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ والسلام: احقر محمد طاسین عفی عنہ

(۱۳)

(آثار السنن پر علامہ کشمیری کے تعلیقات)

۱۹۹۴ء

برادر گرامی قدر زادک اللہ قدراً۔ آپ نے حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی جس کتاب کے متعلق دریافت فرمایا ہے وہ کوئی الگ سے ان کی مستقل کتاب نہیں بلکہ علامہ النیموی کی کتاب آثار السنن پر لکھے ہوئے کچھ حواشی اور نوٹس ہیں، جو بوقت مطالعہ مختلف اوقات میں حضرت شاہ صاحب نے تحریر فرمائے لیکن یہ نوٹس معروف معنوں میں نہ تو کتاب آثار السنن کی شرح ہیں نہ متن سے متعلق باقاعدہ حواشی ہیں۔ اور پھر یہ نوٹس طبع زاد قسم کے نہیں بلکہ اکثر نقول ہیں اور ہر ایک کے ساتھ کتاب کا حوالہ مذکور ہے۔ بہرحال یہ نوٹس بے پناہ وسعت مطالعہ اور غیر معمولی قوت حافظہ پر دلالت کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ کشمیریؒ کو نوازا تھا۔ ان مختصر نوٹوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے ان کی تخریج ضروری ہے، جو کافی مشکل اور محنت طلب کام ہے۔

کتاب آثار السنن کا مذکورہ نسخہ مجلس علمی افریقہ کے پاس محفوظ ہے ۱۳۷۹ھ میں زیر و گرانی کے ذریعے لندن سے اس کی چند کاپیاں فوٹو کرائی گئیں اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خاص تلامذہ کو ایک ایک ہدیہ کی گئی اب مجلس علمی کراچی کے پاس صرف ایک نسخہ موجود ہے۔ اس مصورہ نسخہ کے شروع میں حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک صفحے میں اس کا ایک مختصر تعارف ہے جس سے مذکورہ حواشی نوٹس کی حقیقت واہمیت پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ میں اس کی ایک فوٹو اسٹیٹ کاپی اس خط کے ساتھ بھیج رہا ہوں اس سے حقیقت حال کو سمجھنے میں ضرور مدد ملے گی۔ تازہ الحق میں آپ کا اداریہ پڑھ کر جو خوشی ہوئی۔ بیان نہیں کرسکتا ماشاء اللہ خوب لکھا اور چونکہ میری سوچ بھی سو فیصد یہی ہے جو اداریے میں کارفرما ہے، لہٰذا ایسا محسوس ہوا کہ گویا میری ترجمانی ہے۔ والسلام: احقر محمد طاسین عفی عنہ

☆☆☆

مولانا طالب حق[1] لاہور

(۱)

۱۹/اگست ۱۹۸۸ء

(مضمون لکھنے کا مطالبہ)

محترم المقام جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی! جناب کا گرامی نامہ صادر ہوا جس کیلئے آپکا شکر گزار ہوں، ماہ اگست کا پرچہ بھی جناب کی خدمت اقدس میں ارسال کردیا گیا ہے امید ہے کہ مطالعہ کے بعد پسند فرمایا ہوگا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی گزارش کردیا کہ مضامین کے سلسلہ میں ہماری امداد فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں، آپ جیسے اہل علم حضرات کے تعاون کی اشد ضرورت ہے۔ کار لائقہ سے یاد فرمادیں۔ فقط والسلام مخلص طالب حق

(۲)

۱۲/اگست ۱۹۸۸ء

(مضامین کے سلسلہ میں تعاون)

محترم المقام مولانا صاحب مدظلہ العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی، جناب کا سرفراز نامہ صادر ہوا۔ جن کیلئے بندہ از حد شکر گزار ہے نیز گزارش ہے کہ بنظر شفقت مضامین کے سلسلہ میں تعاون فرما کر شکر گزاری کا موقعہ دیں۔ زیادہ آداب

والسلام خادم العلماء طالب حق

(۳)

۳۱/مئی ۷۶ء

(پرچہ کے متعلق رائے کی طلب)

از دفتر ماہنامہ مشرق اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور۔

محترم المقام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، طالب خیریت! بخیریت بعد گزارش ہے کہ ماہ جولائی کا پرچہ ارسال خدمت ہے، امید ہے کہ ملاحظہ فرما کر بنظر شفقت بندہ کی حوصلہ افزائی کیلئے مضامین کے سلسلہ میں رہبری فرمائیں گے۔ علاوہ ازیں امید ہے کہ پرچہ کے متعلق اپنی آراء سے آگاہ فرمادیں گے۔ بندہ اسکے لئے آپکا بہت شکر گزار ہوگا۔ والسلام طالب حق پیام مشرق لاہور

---

[1] لاہور کے ایک مخلص جماعتی ساتھی جو ہفت روزہ پیام اسلام اور پیام مشرق لاہور سے پرچے نکالتے تھے۔

علامہ طالب ہاشمی[1] لاہور

(۱)

دسمبر ۱۹۸۹ء (امام ابوحنیفہ کا نظریہ انقلاب وسیاست)

برادرم سلام مسنون بستر علالت پر پڑے پڑے الحق میں شائع ہونے والے مقالوں کا بنظر تعمق مطالعہ کیا، ایک مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کا مضمون ہے "امام ابوحنیفہؒ کا نظریہ انقلاب وسیاست" جو جون ۸۹ء کے پرچے میں شائع ہوا۔ یہ مضمون مجھے بہت پسند آیا اور دل سے موصوف کے لیے دُعا نکلی، اللّٰھم زد فزد میں نے اس مضمون کو کتابچے (پمفلٹ) کی صورت میں شائع کرنے کے لیے منتخب کرلیا ہے۔ انشاءاللہ دو چار ماہ تک صدیقی ٹرسٹ کراچی کی طرف سے مفت تقسیم کیلئے کتابچے کی صورت میں شائع ہوگا۔ طالب ہاشمی، لاہور

(۲)

اگست ۱۹۹۰ء (فتنہ قادیانیت اور مولانا عبدالماجد دریابادی)

جولائی ۹۰ء کے الحق میں اس موضوع پر علی ارشد صاحب کا بلاتبصرہ مضمون بغور پڑھا مگر احقر یہ سمجھنے سے قاصر رہا کہ آخر اس مضمون کی اشاعت کا مقصد کیا ہے اور موضوع زیر بحث سے اس کا تعلق کیا ہے۔ محترم ارشد صاحب نے اس مضمون میں مولانا دریابادی مرحوم کے ۱۹۳۰ء خیالات نقل کیے ہیں۔ حالانکہ اصل موضوع بحث مولانا دریابادی کے سالہا سال بعد کے موقف سے متعلق تھا۔ یہ کسی نے کبھی نہیں کہا کہ مولانا دریابادی کو مرزائیوں کے تمام عقائد اور خیالات سے اتفاق تھا۔ ہمارا موقف صرف یہ ہے کہ وہ مرزائیوں کو مسلمان سمجھتے تھے اور ان کی تکفیر کو غلط کہتے تھے، اپنے اس موقف سے انہوں نے آخری دم تک رجوع نہیں کیا۔ علی ارشد صاحب کے اس مضمون سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا موقف صحیح نہیں۔ مولانا کی ۱۹۳۰ء کی ان تحریروں میں بھی خاصا ابہام پایا جاتا ہے، لے دے کے ہم ان سے جو نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں وہ یہ ہے:- ۱۔ انہوں نے ایک سیاسی مسئلہ میں مرزائیوں کے طرزِ عمل پر تنقید کی ہے۔

۲۔ ایک فرانسیسی مستشرق کی تحریر سے پیغام صلح نے جو نتیجہ اخذ کیا اس پر گرفت کی ہے۔

۳۔ مرزائیوں کی اخوات سے ان کے رہنماؤں محمد علی، خواجہ کمال الدین اور صدرالدین کو بری الذمہ ٹھہرایا ہے۔

ع (اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا) ان کی تحریروں میں جو لولوئے شہوار بکھرے پڑے ہیں۔ اہلِ نظر کو ان کا بخوبی علم ہے۔

۴۔ عجیب انداز میں عدم اتفاق کا اظہار ہے۔ (جزئیہ کا لفظ بھی خوب ہے) کیا یہ مضمون " کجا می نمائی کجا می زنی " کا مصداق نہیں ہے؟ کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا۔ وما علینا الا البلاغ والسلام: طالب ہاشمی

(۳)

اکتوبر ۱۹۹۲ء (''جبین'' پر دلچسپ علمی بحث)

" جبین " کی بحث نہایت دلچسپ ہے: جبین کے بارے میں بحث نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھی، مولانا سید تصدق بخاری صاحب کے دلائل بڑے وزنی ہیں، لیکن حیرت ہے کہ متاخرین (مفسرین) میں سے بیشتر (90%) نے جبین کے معنی پیشانی یا ماتھا ہی بیان کئے

---

[1] علامہ مرحوم بڑے صفات وکمالات کے حامل ایک گوشہ نشین شخص، علمی وتحقیقی بحث وتمحیص انکا آخر تک اوڑھنا بچھونا رہا۔ اردو ادب کے ماہر ترین نقاد بھی تھے، مضامین اور تصانیف کا ایک وقیع سرمایہ باقیات الصالحات میں چھوڑا۔

ہیں۔ پہلے مضمون کے ساتھ مولانا عبدالقیوم حقانی نے جو تعارفی نوٹ دیا تھا اس کے مطابق حسن تاویل ہی سے اس مسئلہ کا حل نکالا جاسکتا ہے (یعنی پیشانی میں دونوں کروٹیں بھی شامل کرلی جائیں) اُردو زبان میں پیشانی اور ماتھا قریب قریب مترادف الفاظ ہیں، اُردو کی کتب لغت میں پیشانی کے یہ معنی بیان کئے گئے ہیں۔ ماتھا، جبین، عنوان، اوپر کا حصہ، تقدیر قسمت، سرنامہ، القاب، سرخی، کاغذ کا وہ حصہ جو عبارت سے اوپر چھوڑ دیتے ہیں۔ جبہہ کے معنی بھی پیشانی اور ماتھا بیان کئے گئے ہیں۔ جبہ سائی اور جبہ فرسائی کی طرح جبین سائی اور جبین فرسائی بھی بولا جاتا ہے اور ان کا ایک ہی مطلب لیا جاتا ہے جن اصحاب نے جبین کے معنی پیشانی لکھے ہیں اس کی تو تاویل کی جاسکتی ہے لیکن جن اصحاب نے متعلقہ آیت کے یہ معنی بیان کئے ہیں "منہ کے بل لٹادیا" یا" اوندھے منہ لٹادیا" (تاکہ چھری نیچے کی طرف سے گلے پر چلائی جاسکے) اس کی کوئی تاویل نہیں ہوسکتی۔ مولانا بخاری کے دلائل کی روشنی میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ ان اصحاب کو تسامح ہوا انہوں نے روایتی معنی بیان کردیے اور نکتہ زیرِ بحث پر زیادہ تحقیق نہیں کی۔ ابھی دیکھتے ہیں کوئی اور بزرگ اپنے دلائل کے ساتھ اس میدان میں آتے ہیں یا نہیں۔ دعا گو و دعا جو طالب ہاشمی غفرلہ، لاہور

(۴)

اگست ۱۹۹۴ء (برکوچک کے علمی رسائل میں صف اول O اہل علم کے نظر میں الحق کا بلند مقام O الحق وقیع سے وقیع تر ہوتا جارہا ہے)

مکتوب اول! آپ کے حسن ذوق، حسن نظر اور محنت کی بدولت "الحق" وقیع سے وقیع تر ہوتا جارہا ہے، ملک کے دینی پرچوں میں اس کو بہت بلند بلکہ منفرد مقام حاصل ہوگیا ہے۔ مکتوب ثانی ۔۔۔۔ میری حقیر رائے کیا، آپ یقین جانئے بڑے بڑے اہل علم کے نزدیک الحق نے بہت بلند مقام حاصل کرلیا ہے اور وہ اسے بلا تامل برکوچک کے علمی رسائل میں صف اول کا پرچہ شمار کرتے ہیں، یہ کہنا مبالغہ سے بالکل خالی ہے کہ الحق کو یہ مقام آپکی محنت شاقہ اور آپ کے حسنِ ذوق کی بدولت حاصل ہوا ہے۔ علامہ طالب الہاشمی لاہور

(۵)

ستمبر ۱۹۹۷ء (الحق کا نئی صدی کی آمد پر خصوصی اشاعت O قیام پاکستان میں علماء کا حصہ O بانئ پاکستان کی تصویر کا ایک رخ O انکے جانشینوں کا دلخراش داستان)

عزیز القدر حافظ صاحب[1] سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ "الحق" کے خصوصی شمارہ (اگست ۱۹۹۷ء) کی اشاعت پر ہدیہ تحسین پیش کرتا ہوں۔ اسے آپ نے بڑے سلیقے سے مرتب کیا ہے۔ نقش آغاز پڑھ کر عمق قلب سے آپ کے لیے دعائیں نکلیں۔ ہم لوگ تو اب چراغ سحری ہیں۔ معاشرے کی اصلاح اور ملک کی تعمیر اب آپ جیسے جوانان صالح کے کندھوں پر ہے۔ زیرنظر شمارے میں ایک مقالے کے سوا باقی تمام مضامین نہایت بلند پایہ، چشم کشا اور ایمان افروز ہیں۔ مذکورہ مقالے کا عنوان ہے۔ "نظریہ پاکستان اور بانی پاکستان" میری دیانتدارانہ رائے ہے کہ موجودہ حالات کے پیش نظر الحق جیسے صحیح الفکر پرچے میں ایسے مقالوں کی اشاعت مناسب نہیں۔ اس مقالے میں فکری توازن کا فقدان ہے۔ "تحقیقی" کے بجائے یہ مقالہ بڑی حد تک ذاتی نوعیت اختیار کرگیا ہے۔ بانئ پاکستان کے افکار اور نیت کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ تصویر کا صرف ایک ہی منفی رُخ ہے۔ مقالہ نگار نے تصویر کا دوسرا مثبت رخ بالکل نظر انداز کردیا ہے۔ یہ مقالہ ملت پاکستان کے مختلف طبقوں میں افتراق اور ذہنی انتشار کا باعث تو ہوسکتا ہے کسی تعمیری مقصد کے حصول میں مم

[1] یہ خط برخوردار حافظ راشد الحق کے نام ہے۔ جو اس وقت الحق کی ادارت سنبھال چکے تھے۔

ثابت نہیں ہوسکتا۔اس کا سب سے بڑا منفی پہلو یہ ہے کہ یہ اسلام دشمن مغرب زدہ طبقوں کے ہاتھ مضبوط کرتا ہے۔بے دین اور اباحیت پسند منافقین اور غیر مسلموں کے ہاتھ میں یہ کہنے کے لیے ہتھیار فراہم کرتا ہے کہ بانی پاکستان تو ایک لادین ریاست قائم کرنا چاہتے تھے اسے ایک اسلامی ملک بنانے کا کیا جواز ہے؟صرف یہی نہیں بلکہ اس مقالہ کے مندرجات ان علماء ربانی کی تحقیر وتوہین کے مترادف ہیں۔ جنہوں نے تحریک پاکستان کی زبردست حمایت کی،بانی پاکستان کا دل وجان سے ساتھ دیا اور عامۃ الناس (یعنی عامۃ المسلمین) کو پاکستان کی ضرورت اور افادیت کا اسطرح قائل کیا کہ یہ ایک جذبہ بن گیا جو ہر دل میں موجزن تھا ایک پکار تھی جو ہر زبان پر جاری تھی ایک دھڑکن تھی جو ہر سینے سے سنائی دیتی تھی،پاکستان کی تخلیق کے پیچھے صرف یہ نظریہ کارفرما تھا کہ انگریز اور ہنود کی اقتصادی،ذہنی اور سیاسی غلامی سے آزادی حاصل کی جائے اور ایک ایسا خطۂ زمین حاصل کیا جائے جس میں ہم اسلامی اقدار وافکار کے مطابق زندگی بسر کرسکیں۔ہماری ثقافت خالص اسلامی ثقافت ہو ہمارے معاشرے کا ہر فرد اسلام کا انسان مطلوب ہو،ہمارا ملک اسلام کا قلعہ اور ہماری حکومت خلافت راشدہ کی طرز پر ایک مثالی حکومت ہو،جس کا شعار دین حق کی سربلندی،اخلاق حسنہ کی ترویج،احترام انسانیت اور عدل ومساوات ہو اور یوں ارض پاک پر اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو اور یہ سرزمین اللہ کے نور سے جگمگا اٹھے۔اگر کوئی شخص پاکستان کے قیام کا مقصد کچھ اور بیان کرتا ہے تو وہ شرمناک کذب بیانی کا ارتکاب کرتا ہے۔

<u>قیام پاکستان میں علماء کا حصہ</u>: تحریک پاکستان کے حامیوں میں ہر مسلک کے جید علماء کرام شامل تھے مثلاً علامہ شبیر احمد عثانی، مولانا ظفر احمد عثانی،مولانا مفتی محمد شفیع،مولانا احتشام الحق تھانویؒ،مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ،مولانا داود غزنویؒ،مولانا عبدالحامد بدایونیؒ،مولانا ابوالحسنات قادریؒ،مولانا اطہر علیؒ،مولانا محمد سہول عثانیؒ (مشرقی پاکستان) وغیرہم ان کے علاوہ بے شمار مشائخ اور صوفیہ کرام نے بھی تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔یہ نظریہ پاکستان ہی تھا جو مسلمانوں کے عمومی نعرہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کا محرک تھا۔

<u>بانی پاکستان کا مذہب اور عقیدہ</u>: یہ کہنا کہ بانی پاکستان راسخ العقیدہ شیعہ تھے۔اگر وہ اسلامی حکومت کے خواہاں ہوتے تو ایک شیعہ اسٹیٹ قائم کرتے۔محض غلط مبحث اور بہتان طرازی ہے۔بانی پاکستان نے نہ کبھی اپنے آپ کو شیعہ کہا اور نہ سنی،وہ اپنے آپکو ہمیشہ مسلمان کہتے تھے۔قیام پاکستان سے کچھ عرصہ پہلے وہ لاہور آئے اور ایک دن شاہی مسجد لاہور میں نماز ظہر ادا کی۔امام صاحب سنی حنفی تھے۔بانی پاکستان نے ہاتھ باندھ کر نماز ادا کی۔اس بات کا راقم الحروف عینی شاہد ہے۔میں ان سے پچھلی صف میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔پاکستان کا قیام کسی فرد واحد کی مساعی کا مرہون منت نہیں بلکہ اس میں سینکڑوں علماء ربانی اور اہل اللہ کی مساعی کا بھی دخل ہے،کوئی مائی کا لال اسے شیعہ اسٹیٹ نہیں بنا سکتا تھا۔بانی پاکستان نے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے استفاضہ کیا تھا،وہ ان کے بے حد مداح اور عقیدت مند تھے (ملاحظہ ہو قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ از منشی عبدالرحمٰن خان ملتانی مصنف سیرت اشرف علی تھانوی تعمیر پاکستان وعلماء ربانی وغیرہ۔ بانی پاکستان نے اپنی کئی تقریروں میں احکام قرآن ہی کو پاکستان کا آئین قرار دیا تھا۔یہ تقریریں مرتب ہوکر شائع ہوچکی ہیں۔معلوم نہیں مقالہ نگار نے ان تقریروں کو کیوں نظر انداز کردیا اور بانی پاکستان کی شخصیت کو مسخ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔اب رہی یہ بات کہ قیام پاکستان کے فوراً بعد ایک ہندو اور ایک قادیانی کو فلاں فلاں منصب پر کیوں فائز کیا گیا؟ تو یہ ایک الگ بحث ہے۔یہ سب کچھ اضطراری حالت میں ہوا۔انگریزی نظام کو یک لخت (راتوں رات) تبدیل کرنا ناممکن تھا۔اس وقت مشرقی پنجاب پر قیامت ٹوٹی ہوئی تھی۔مسلمانوں کی نعشوں سے بھری ہوئی گاڑیاں لاہور پہنچ رہی تھیں،لٹے پٹے مہاجروں کے قافلوں کی قطاریں لگی ہوئی تھیں،ہر طرف افراتفری کا عالم تھا۔اسی صورتحال کے پیش نظر علماء کرام نے بھی اس انتظام کو وقتی طور پر برداشت کرلیا،یہ کہنا کہ قائداعظم کی نیت پاکستان کو ایک سیکولر لادین مملکت بنانے کی تھی "انما الاعمال بالنیات" دلوں کا حال اللہ جانتا ہے کیا بدظنی کے بجائے ان متعدد دوسری تقریروں اور گفتگو کی روشنی میں اس حسن ظن سے کام نہیں لیا جاسکتا کہ سیکولر سے ان کی مراد ایک ایسی مملکت تھی جس میں "لا اکراہ فی الدین" پر عمل ہوگا۔غیر مسلموں اقلیتوں وغیرہ کو بھی عقیدہ کی آزادی،جان ومال کا تحفظ،عبادت گاہوں کی حفاظت اور دوسرے انسانی اور

شہری حقوق حاصل ہوں گے اور یہ ایک متعصب مذہبی مملکت (تھیوکریسی) نہیں ہوگی جس کی بھیانک تصویر اہل مغرب کھینچتے ہیں۔ راقم الحروف کا کسی سیاسی پارٹی سے نہ ماضی میں تعلق رہا ہے اور نہ اب ہے۔ لیکن وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ مقالہ ان لاکھوں کروڑوں لوگوں کی دل آزاری کا باعث ہوگا جو بوجوہ قائداعظم کا غایت درجہ احترام کرتے ہیں۔ اس مقالے کو حقیقی معنوں میں تاریخی تحقیقی اور غیر جانبدارانہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔ اس سے بانی پاکستان سے نفرت اور بغض کا اظہار ہوتا ہے۔ رحمت عالم ﷺ کی تعلیم تو یہ ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی مسلمان کو ضرر نہ پہنچے جبکہ یہ مقالہ کروڑوں پاکستانیوں کے دل زخمی کرے گا۔ کم از کم الحق کو کسی ایسے مضمون کی اشاعت سے اجتناب کرنا چاہیے تھا جو فتنہ انگیزی کا باعث ہو۔ کافروں کو ان کے سامنے ان بتوں کو برا کہنے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟ کسی کے ماں باپ کو اپنے ماں باپ کو گالی دینے کے مترادف کیوں قرار دیا گیا ہے؟

بانی پاکستان قیام پاکستان کے بعد صرف تیرہ ماہ زندہ رہے، یہ بڑا پرآشوب زمانہ تھا۔ یہ عرصہ کسی ڈیڑھ سو سالہ نظام کو تبدیل کرنے کیلئے بہت مختصر تھا۔ بہر حال اس عرصے میں جید علمائے کرام ریڈیو پاکستان سے اسلامی نظام حیات کے بارے میں کسی رکاوٹ کے بغیر تقریر کرتے رہے۔

قائداعظم کے وفات کے بعد انکے جانشینوں کی دلخراش داستان: ستمبر ۱۹۴۸ء میں ان کی وفات کے بعد ۴۹ سال جو کچھ ہوا وہ بڑی دلخراش داستان ہے جن لوگوں (جاگیرداروں، وڈیروں، سرمایہ داروں وغیرہ) نے حکومت پر قبضہ کرلیا وہ نظریہ پاکستان یا اسلامی نظام کو بروئے کار لانے سے مسلسل گریز کرتے رہے۔ اب جو حالت ہے اس کی تصویر آپ نے "نقش آغاز" میں کھینچ دی ہے۔ اگر ہمارا اسلام اور کلچر یہی ہے جو ہمارے ٹیلی ویژن سے پیش کیا جارہا ہے تو اس سے اللہ کی پناہ۔ بے ہنگم غیر مہذب ڈراموں، ناچ گانے کی محفلوں اور حیا سوز مخلوط اجتماعات کی نمائش کا سلسلہ نئی نسل کو بری طرح گمراہ کر رہا ہے۔ فحاشی، عریانی، بے حیائی، بے غیرتی اور تبرج جاہلیہ کی کثافت کو ثقافت کا نام دیا جارہا ہے۔ ڈسکو ڈانس اور بیہودہ پاپ میوزک کرنے والے ہی صورت نوجوانوں کو ہیرو بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔ گویوں، ایکٹروں، نچیوں اور اسلامی حدود و قیود سے آزاد مردوں اور عورتوں کو عظمت کی مسندوں پر بٹھایا جارہا ہے۔ ان کو بڑے بڑے سرکاری اعزازات سے نوازا جارہا ہے۔ "فاعتبروا یا اولی الابصار" یہاں ایک بات بڑے دکھ کے ساتھ کہنی پڑتی ہے کہ گذشتہ نصف صدی میں ہمارے بعض علماء کہلانے والے اصحاب (اپنے آپ پر العلماء ورثۃ الانبیاء کا اطلاق کرنے والوں) کا کردار بھی قابل رشک نہیں رہا۔ انہوں نے احمد بن ابی داود (مامون الرشید کے شیخ الاسلام) کا کردار تو ضرور ادا کیا لیکن انہیں امام احمد بن حنبل کا کردار ادا کرنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ یہ خط "الحق" کا خیرخواہ ہونے کی حیثیت سے لکھ رہا ہوں۔ کیونکہ میری نظر میں اس مقالے کا معیار الحق کے معیار سے فروتر ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو دین حق کی بیش از بیش خدمت کرنے کی توفیق دے۔ بوڑھا گوشہ نشین آدمی ہوں اور آپ جیسے نوجوانوں کیلئے ہر وقت دعا گو رہتا ہوں۔ گوناگوں علمی مصروفیات سے یہ خط لکھنے کیلئے بصد مشکل وقت نکالا ہے۔ والسلام محتاج دعا، طالب ہاشمی غفرلہ

(۶)

ستمبر ۱۹۹۹ء

(مولانا عبداللہ کاکاخیل ایک جامع کمالات شخصیت)

عزیز القدر حافظ راشد الحق سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اگست 1999ء کے الحق میں حضرت مولانا عبداللہ کاکاخیل رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر آپ نے اظہار غم کا حق ادا کردیا ہے۔ بلاشبہ وہ ایک ایسی شخصیت تھے جن میں فضل و کمال اور علم کی بے شمار خوبیاں جمع ہوگئی تھیں۔ حق تعالیٰ سے محال نہیں کہ وہ کسی فرد واحد کو جامع کمالات بنادے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

لیس من اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی الواحد

دینی اور علمی حلقوں میں ان کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوا ہے مدتوں تک اس کا پر ہونا محال نظر آتا ہے۔ دعا ہے وہ ذات رحیم و کریم حضرت کاکاخیلؒ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان نیز حبیب خاص حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

والسلام: شریک غم طالب ہاشمی غفرلہ۔ لاہور

سینیٹر انجینئر طاہر اقبال اورکزئی

(سینیٹ کے انتخاب پر مبارکباد)

۴/جنوری ۲۰۰۶ء

DO No. 20(CSC)/IT&TC/05

Islamabad January 04 2006

SUBJECT: FELICITATION

My Dear Maulana Sahib السلام علیکم

It is my pleasure to extend my humble and sincere felicitation on securing second term as a Member of Senate. Please accept my profound congratulations. It is really a grand occasion and special favour from Almighty Allah.

May Almighty Allah help you for fulfilling the task of serving the country. (Ameen)

Yours sincerely

(Engr Tahir Iqbal Orakzai)

Senator

☆☆☆

محمد طاہر شاہ۔ سوات

(مصنف تفسیر یسیر کا مجموعہ خطبات)

ہمارے جد امجد مولانا عبداللطیف صاحبؒ کی شہرۂ آفاق تفسیر، تفسیر یسیر کے نام سے پشتو زبان میں شائع ہو چکی ہے۔ مگر ان کا مجموعہ خطبات (سال بھر کے خطبات) ہمارے پاس غیر مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔ کیا آپ کا ادارہ موتمر المصنفین اسے ترتیب و نظر ثانی کے بعد شائع کر سکتا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ تفسیر کے ساتھ ساتھ ہمارے جد امجد کا یہ صدقہ جاریہ بھی جاری رہے۔

محمد طاہر شاہ۔ گاؤں نصرت ڈاکخانہ دیولئی ضلع سوات

علامہ طاہر القادری[1] لاہور

(۱)

۱۴ ستمبر ۱۹۸۸ء (مرزا طاہر کا مباہلے کا چیلنج ○ علماء و مکاتب فکر کے اتحاد کی ضرورت)

مکرمی و محترمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپکو بخوبی علم ہے کہ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے حال ہی میں امت مسلمہ کی ایمانی غیرت کو للکارتے ہوئے "مباہلہ کا کھلا چیلنج" کے عنوان سے ایک پمفلٹ پاکستان بھر میں باہتمام تقسیم کرایا، جسکے جواب میں امت مسلمہ کے مختلف مکاتب فکر کے نمائندہ علماء نے اپنے اپنے طور پر اسکے اس چیلنج کو قبول کیا ہے۔ امت مسلمہ کا ایک ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے اس عاجز نے بھی مباہلہ کے اس چیلنج کو قبول کیا اور اسے 12.11 ربیع الاوّل کی درمیانی رات نماز عشاء سے فجر تک مینار پاکستان کے مقام پر مباہلہ کیلئے آنے کی دعوت دی ہے۔

قبل ازیں عالمی مجلس عمل ختم نبوت کی طرف سے بھی دیمبلے ہال لندن میں مرزا طاہر احمد کو مباہلہ کیلئے آنے کی دعوت دی گئی لیکن اس نے یہ کہہ کر راہ فرار اختیار کی کہ مباہلہ کیلئے فریقین کا آمنے سامنے آنا ضروری نہیں تحریری مباہلہ کافی ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں اسکے عذر کے جواب میں ایک کھلا خط بھی لکھا ہے۔ تاہم اندریں حالات اس بات کا امکان بہت کم ہے کہ مرزا طاہر احمد مباہلہ کیلئے میدان میں آئے۔ لاکھوں فرزندان اسلام (انشاء اللہ) اس رات مینار پاکستان پر جمع ہونگے۔

ادارہ منہاج القرآن جہاں فتنۂ انکار ختم نبوت کی سرکوبی کیلئے حتی المقدور توفیق الٰہی سے اپنی عاجزانہ کاوشیں بروئے کار لا رہا ہے وہاں اسکے بنیادی مقاصد میں امت مسلمہ کا عالمگیر اتحاد بھی اولین حیثیت رکھتا ہے۔ آج ہر صاحب درد مسلمان پر یہ حقیقت آشکارا ہو چکی ہے کہ فرقہ وارانہ تعصبات نے قومی یکجہتی کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا ہے۔ ہماری نوجوان نسل دین سے بے بہرہ اور بے زار ہوتی جارہی ہے اور امت مسلمہ پر یاس و قنوطیت کے سائے گہرے ہوتے جارہے ہیں۔

اندریں حالات ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مکاتب فکر کے سنجیدہ فکر اور صاحب درد اکابرین کو اپنے اپنے مسلکی تشخصات قائم رکھتے ہوئے امت کے وسیع تر مفاد کے پیش نظر اتحاد کیلئے عملاً متوجہ کیا جائے اور انکی سرپرستی و مشاورت سے ایسا موثر لائحہ عمل تیار کیا جائے جو امت مسلمہ میں ٹھوس اور حقیقی اتحاد کی بنیاد فراہم کر سکے۔

<u>اتحاد امت کانفرنس:</u> چنانچہ 12.11 ربیع الاول کی مبارک رات کو آقائے نامدار ختمی مرتبت ﷺ کے لاکھوں امتی جو فتنۂ انکار ختم نبوت کی سرکوبی کیلئے جمع ہونگے انہیں اتحاد امت کا روح پرور اور ایمان افروز منظر دکھانے نیز امت کے انتشار و افتراق کو بنیاد بنا کر اسکی تضحیک کرنے والے طبقات پر کاری ضرب لگانے کیلئے ادارہ نے بسلسلہ تحفظ ختم نبوت اتحاد امت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے جو

---

[1] ادارہ منہاج القرآن لاہور کے بانی ہیں، پاکستان عوامی تحریک کے نام سے سیاسی پارٹی تشکیل دی، ملک بھر میں انتخابی مہم چلایا مگر نتائج سامنے نہ آنے سے بتدریج سیاست سے کنارہ کش ہوتے گئے۔ پرویز مشرف نے ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء (ٹائن الیون کے حادثہ کے بعد) ۱۶ ستمبر کو ملک کے سیاسی زعماء کی میٹنگ بلائی کہ بش کی دھمکی پر کیا کیا جائے۔ اکثریت نے امریکہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا مشورہ دیا اور اس کی تائید کی۔ جس میں ڈاکٹر صاحب مزعومہ دینی حوالوں (صلح حدیبیہ وغیرہ) کے ساتھ پیش پیش رہے جب کہ ناچیز اور دو چار افراد نے شدید مخالفت کی۔ مگر بالآخر ایک مرحلہ میں پرویز مشرف کے دور کے قومی اسمبلی سے بھی بوجوہ مستعفی ہوگئے۔ بیرونی دنیا بالخصوص مغربی ممالک میں اپنے مشن قائم کئے تنظیمی لحاظ سے بڑی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ اللہ نے تحریر کیساتھ تقریر و خطابت کی صلاحیت بھی عطا کی ہے اور الیکٹرانک میڈیا کے کئی چینلو کے ذریعہ لوگ ان سے مستفید ہورہے ہیں۔

12.11 ربیع الاول کی درمیانی رات ہی کو بعد نماز عشاء تا فجر بمقام مینار پاکستان انشاء اللہ العزیز منعقد ہوگی۔
ملک کی ایک مقتدر دینی شخصیت کی حیثیت سے اس کانفرنس میں آپکی شرکت لاکھوں فرزندان اسلام کیلئے تقویت ایمانی کا سبب ثابت ہوگی۔ آپکی طرف سے شرکت کی دعوت قبول ہونے کی باضابطہ اطلاع موصول ہونے پر ہی آپکے خطاب اور دیگر معاملات سے متعلق جملہ تفصیلات طے کی جاسکیں گی۔ امید ہے آپ مورخہ 12/9/88 تک ہمیں اپنی شرکت کی بابت مطلع فرمادیں گے۔
رب العزت آپکی جملہ دینی مساعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرمائے اور آپکے علم وعمل اور اخلاص میں مزید اضافہ فرمائے۔
(آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ) والسلام دعا گو (پروفیسر ڈاکٹر) محمد طاہر القادری

(۴)

(تمام مکاتب فکر کے اتحاد کیلئے ۱۱ نکاتی فارمولا)

۱۱/ اکتوبر ۱۹۸۸ء

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس سے قبل آپکی خدمت میں 12.11 ربیع الاول کو مینار پاکستان میں منعقد ہونیوالی کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس میں شرکت وخطاب کا دعوت نامہ ارسال کیا تھا جسکے جواب میں آپ نے کمال شفقت فرمائی اور ہماری دعوت کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے آپ نے کانفرنس میں رونق افروز ہونے کا وعدہ فرمایا ہے۔
آپکو پہلے ارسال کردہ دعوتی خط سے اندازہ ہو گیا ہوگا کہ ہم تمام مکاتب فکر کے علماء کی مشاورت اور سرپرستی میں اتحاد امت کیلئے ایک قابل عمل فارمولا تیار کرنا چاہتے ہیں اور اس فارمولا کی روشنی میں تمام مکاتب فکر کے جید علماء پر مشتمل مرکزی سپریم کونسل کا قیام عمل میں لانا چاہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں مذکورہ کانفرنس سے ایک روز قبل 10 ربیع الاول کو بعد نماز مغرب ادارہ کے مرکزی سیکرٹریٹ واقع 365-ایم ماڈل ٹاؤن لاہور میں تمام مکاتب فکر کے جید علماء کا اجلاس منعقد ہو رہا ہے جسمیں اس فارمولا کے ابتدائی خاکہ پر غور وفکر ہوگا اور آپ حضرات کے وقیع مشوروں، سرپرستی اور تعاون سے اسے حتمی شکل دی جائے گی۔ نیز سپریم کونسل کے قیام کی طرف عملی پیش رفت بھی ہوگی۔
فارمولا کا ابتدائی خاکہ برائے غور لف ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس انتہائی اہم اجلاس میں شرکت فرما کر ہمیں اپنی سرپرستی سے نوازیں۔ نماز مغرب ادارہ ہی میں ادا فرمائیں تاکہ بروقت اجلاس کا آغاز ہو سکے۔ آپکی میزبانی کا شرف ادارہ ہی کو حاصل ہوگا۔ میں اور میرے رفقائے کار چشم براہ ہونگے۔ براہ کرم اس اجلاس میں شرکت کے حوالے سے اپنے مثبت جواب سے جلدی نوازیں تاکہ انتظامی امور کو حتمی شکل دی جاسکے۔ والسلام خاکپائے علماء ومشائخ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری
ادارہ منہاج القرآن نے وقت کی اس اہم ترین ضرورت کے پیش نظر پاکستان میں تمام مکاتب فکر کے درمیان اتحاد کیلئے ایک ۱۱ نکاتی فارمولا تیار کیا ہے جسے مزید بہتر اور مؤثر بنانے کے لئے تمام مکاتب فکر کے نمائندہ علماء کرام کے سامنے پیش کیا جارہا ہے تاکہ ان کی تائید اور سرپرستی میں اس عظیم جدوجہد کا عملاً آغاز کیا جاسکے۔

فارمولا

۱۔ تمام مکاتب فکر کے علماء، خطباء، واعظین اور محققین ایسی تقریر وتحریر سے کلیتاً اجتناب کریں جس سے شان الوہیت کی تنقیص اور عقیدۂ توحید مسخ ہوتا ہو۔

۲۔ تمام مکاتب فکر کے علماء، خطباء، واعظین اور محققین ایسی تقریر وتحریر سے کلیتاً اجتناب کریں جس سے کسی بھی درجہ میں بلاواسطہ ،بالواسطہ اہانت رسول ﷺ کا ادنیٰ سا بھی شائبہ یا امکان پیدا ہوتا ہو۔ کیونکہ تمام مکاتب فکر متفق ہیں کہ ایسا کرنیوالا کافر ومرتد ہو جاتا ہے۔

۳۔ تمام مکاتب فکر کے علماء، خطباء، واعظین اور محققین ایسی تقریر وتحریر سے کلیتاً اجتناب کریں جس میں بلاواسطہ یا بالواسطہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ازواج مطہرات کے لئے تنقیص واہانت، سب وشتم یا طعن وتشنیع کا پہلو نکلتا ہو۔

۴۔ تمام مکاتب فکر کے علماء، خطباء، واعظین اور محققین ایسی تقریر وتحریر سے کلیتاً اجتناب کریں جس میں بلاواسطہ یا بالواسطہ سلف

صالحین، اولیاء کرام، ائمہ دین اور شعائر دین میں سے کسی کی تنقیص واھانت کا پہلو نکلتا ہو اور کسی بھی مکتبہ فکر کی دل آزاری اور مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہوں۔

۵۔ تمام مکاتب فکر کے علماء، خطباء، واعظین اور محققین ایسی تقریر وتحریر سے کلیتاً اجتناب کریں جس میں بلاواسطہ یا بالواسطہ اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کیلئے تنقیص واہانت، طعن وتشنیع اور سب وشتم کا پہلو نکلتا ہو۔

۶۔ تمام مکاتب فکر کے علماء، خطباء، واعظین اور محققین ایک دوسرے کے مسلک کے اکابرین اوران کے لائق احترام علماء کا نام لے کران کی تذلیل وتحقیر، طعن وتشنیع اور سب وشتم سے کلیتاً اجتناب کریں۔

۷۔ تمام مکاتب فکر کے علماء، خطباء، واعظین اور محققین مثبت انداز سے اپنے اپنے مؤقف اور نقطۂ نظر کا پرچار کریں اور دوسرے مسالک پرتحریراً یا تقریراً طعن وتشنیع کے طریقے کو ہرگز نہ اپنائیں اور نہ ہی کسی مسلک کا نام لے کر اسکی تفسیق وتضلیل کریں۔ احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے بیشک دلائل کیساتھ اصول وفروع سمجھائیں مگر انداز ایسا رکھیں کہ اس سے شخصی اور گروہی فساد وعداوت کی فضاء پیدا نہ ہو۔

۸۔ تمام مکاتب فکر کے تین تین اکابر علماء جن کی اپنے اپنے مسلک میں دینی اور علمی حیثیت مسلّم ہو پر مشتمل ایک مرکزی سپریم کونسل تشکیل دی جائے یہ کونسل اس فارمولا کی جزئیات طے کرے اور اپنے اپنے مسالک میں اس کی تنفیذ کی کوشش کرے۔ اس کونسل کا سہ ماہی اجلاس ہو جس میں انحراف کرنے والے کسی بھی مکتب فکر کے عالم، مقرر اور مصنف کے خلاف انضباطی اور تادیبی کارروائی کا فیصلہ اور اس پرعملدرآمد کرایا جائے۔

۹۔ تمام مکاتب فکر کے ہنگامی نوعیت کے نزاعی معاملات نپٹانے کیلئے یہی سپریم کونسل مصالحتی کیمشن کا کردار بھی ادا کرے۔ صوبوں، ضلعوں اور شہروں کی سطح پر بین المسالک تمام نزاعات اور دیگر اہم مسالک اسی کونسل کے سپرد کئے جائیں۔ یہ کونسل مقامی سطح پر نہ صرف متنازعہ فیہ امور کو بطریق احسن نپٹائے بلکہ شہری امن کو برقرار رکھنے اور مذہبی ماحول میں خوشگواری کی فضا کو فروغ دینے کیلئے بھی دائما مناسب اقدامات کرتی رہے۔

۱۰۔ تمام مکاتب فکر کے اساتذہ، علماء اور طلباء آپس میں ایک دوسرے کے دینی مراکز اور جامعات کا دورہ کیا کریں تاکہ باہم ملاقات اور تبادلۂ خیال سے ایک دوسرے کو سمجھنے اور آپس میں قریب تر ہونے کے مواقع میسر آئیں۔ اس کوشش سے ایک دوسرے کی نسبت پائی جانے والی بہت سی غلط فہمیوں کا خود بخود ازالہ ہوتا جائے گا اور باہمی تحمل، لحاظ اور رواداری کی فضاء پیدا ہوگی۔

۱۱۔ تمام مکاتب فکر اجتماعی طور پر ایسے اقدامات کی طرف توجہ کریں جس سے دین کی اجتماعی قوت کے فروغ اور دشمنان دین کی ریشہ دوانیوں کے استیصال کی متفرق کوششیں ثمر آور ہوسکیں۔ اس کے لئے وقتاً فوقتاً مشترکہ اجلاس، اجتماعات، سیمینار اور کانفرنسیں منعقد کی جاتی رہیں۔ ان کا اہتمام بھی مرکزی سپریم کونسل اور اس کے تابع دیگر صوبائی، ضلعی اور شہری کونسلوں کے ذریعے ہو۔ محمد طاہر القادری

(۳)

(قومی کنونشن میں شرکت نہ کرسکنے پر معذرت)

۲۳ اگست ۲۰۰۱ء

محترم مولانا سمیع الحق چیئرمین دفاع افغانستان کونسل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی طرف سے پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری چیئرمین پاکستان عوامی تحریک کے نام ۲۶ اگست ۲۰۰۱ء کو ہونے والے قومی کنونشن میں شرکت کا دعوت نامہ موصول ہوا۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری بیرون ملک تنظیمی دورے پر ہیں، بنابریں وہ آپ کے اس کنونشن میں شرکت نہیں کرسکتے، جس کے لئے معذرت خواہ ہیں لیکن ہماری تمام تر نیک خواہشات اور دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔ والسلام غلام مصطفیٰ ملک چیف کوآرڈینیٹر PAT

محمد طفیل صاحب۔ مدیر نقوش لاہور

(۱)

۱۸/جون ۱۹۷۶ء (ماہنامہ نقوش کا عظیم سیرت نمبر اور باہمی مشاورت ○ سمیع الحق کا جوابی خط)

محترم المقام، سلام مسنون! رسالہ نقوش نے، اب تک جو کچھ کیا۔ وہ ادب کے باب میں کیا۔ مگر اب ہم نے اس کی ۲۵ ویں سالگرہ کے موقع پر یہ چاہا ہے کہ بے دینی کے اس دور میں رسول ﷺ نمبر نکالیں۔ اس میدان میں ہماری معلومات اُتنی نہیں جتنی کہ آپ ایسے صاحب الرائے اشخاص کی۔ یہی وجہ ہے کہ میں آپ کی خدمت میں بہ طور مشورہ حاضر ہوا ہوں کہ میری رہنمائی فرمائیں۔

میں کوئی ہزار، ڈیڑھ ہزار صفحات کا نمبر پیش کروں گا۔ ایک تو مجھے ایسا مواد فراہم کرنے میں مدد دیں، جو مطبوعہ ہو مگر اُس کو یکجا کرنے کی ضرورت ہو، تاکہ بکھرے ہوئے جواہر پارے اکٹھے ہو جائیں۔

دوسرے مجھے کن کن کرم فرماؤں سے، اس سلسلہ میں مدد مل سکے گی۔ اُن کے اسماء اور پتے عنایت ہوں، تاکہ نئے مضمون لکھوائے جاسکیں۔ تیسرے آپ کے ادارہ نے اگر سیرۃ رسول ﷺ پر کچھ چھاپا ہو، تو وہ عنایت ہو۔

پھر رسول ﷺ نمبر کا جو خاکہ آپ کے ذہن میں مرتب ہوتا ہو۔ اُس سے آگاہی بخشیں تاکہ یہ نمبر بارگاہ رسالت ﷺ میں خوشنودی کا باعث بن سکے۔ امید کہ آپ میری درخواست پر خود بھی توجہ دیں گے۔ احباب کو بھی آگاہ کریں گے۔ والسلام محمد طفیل

(۲)

۲۰/جولائی ۱۹۷۶ء (سیرت پر مضمون لکھنے کی خواہش ○ نقش کا سیرت نمبر حوالے کی ایک دستاویز)

مکرم و محترم! سلام مسنون۔ میں ادب کی وادیوں کا راہ رو ہوں۔ اس وادی میں میرے قدم جانے پہچانے ہیں اور وہ حروف جو اوراق نقوش پہ ابھرے، ادب کا ناگزیر حصہ بن گئے۔

(سیرت نبوی کے چند اہم کوششوں اور عنوانات و مآخذ کی نشاندہی)

۲۷ جولائی ۱۹۷۶ء درج بالا خط کے جواب میں احقر کا خط

محترم المقام جناب محمد طفیل صاحب مدیر نقوش زیدکرمکم وشکر اللہ مساعلیکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عنایت نامہ کئی دنوں سے باصرہ نواز ہوا۔ مگر کثرت مشاغل اسفار وعوارض کی وجہ سے جواب جلد نہ دے سکا گو ادارہ ''الحق'' تبادلہ نہ ہونے کی وجہ سے نقوش سے محروم ہے تاہم آپ کے علمی وادبی خدمات مبارکہ کے تابندہ نقوش سے میں بھی متاثر ہوں اور گرانقدر علمی خدمات کو بڑی وقعت سے دیکھتا ہوں، حق تعالیٰ زیادہ سے زیادہ وقیع علمی وملی خدمات کی توفیق سے نوازے۔ اب الحق تبادلہ کے امید سے جاری کروا رہا ہوں، شاید نقوش سے بھی نوازا کریں۔

سیرت پر نمبر اور پھر نقوش کے جس کے کچھ خاص روایات ہیں۔ نہایت مسرت کی بات کیوں نہ ہوگی حق تعالیٰ ضرور دستگیری فرمائیں گے اور ان شاء اللہ آپ ایک معیاری اور مثالی چیز پیش کرسکیں گے۔ وماذلک علی اللہ بعزیز، میں خود حیران ہوں کہ مشورہ اس باب میں کن کن کتابوں اور کون سے مواد کا دوں، آپ بحر بے پایاں میں کود رہے ہیں جو سراسر جواہرات سے لبریز ہے۔ اب آپ کے ذوق پر منحصر ہے اور الحمد للہ آپ بارہا اپنے ذوق کی نظافت اور حسن انتخاب کا لوہا منوا چکے ہیں، اس سلسلہ میں جو کچھ ذہن میں آتا رہے گا وقتاً فوقتاً لکھتا رہوں گا۔ ویسے یہ آپ کے ذوق طالب علمانہ کے کرشمے ہیں ورنہ ہم جیسے طالب العلم آپ جیسے بصیر ودانا کو کیا مشورے دے سکیں گے۔ اس وقت رواروی میں صرف چند عنوانات اور زندگی کے مختلف زاویوں کی نشاندہی کر رہا ہوں جس پر عصر حاضر کے علمی ادبی اور سماجی مسائل اور فتنوں کے بناء پر خاص توجہ دینی چاہئے اس پر مواد ان شاء اللہ بآسانی جمع فرمایا جاسکتا ہے۔ سیرت وسوانح پر مطبوعہ کتابوں کی ایک دنیا بسی ہوئی ہے۔ نگاہ انتخاب اور ذوق پر ہے چند عنوانات یہ ہیں جو ترتیب میں پیش نظر رہنے ضروری ہیں۔

☆ رسول اکرم ﷺ اور معاشرتی اصلاح ☆ رسول اکرم ﷺ اور معاشی اصلاح ☆ رسول اکرم ﷺ اور سماجی واخلاقی اصلاح ☆ رسول اکرم ﷺ اور علاقائی، نسلی، مادی، لسانی قومی عصبیتوں کی اصلاح ☆ مساوات معاشرتی یا معاشی؟ ☆ نبی اکرم ﷺ کے قول وعمل اور کردار وگفتار کا توافق (با کردار داعی) ☆ نبی اکرم ﷺ کے غیر مسلم اقلیتوں سے سلوک ☆ نبی اکرم ﷺ کا غیر اسلامی ممالک سے تعلق ☆ نبی اکرم ﷺ کا پڑوسی ممالک سے تعلق ☆ نبی اکرم ﷺ بحیثیت ایک مزکی اُمت اور روحانی مربی ☆ نبی اکرم ﷺ اور علوم جدیدہ ☆ نبی اکریم ﷺ اور سائنسی ترقیات ☆ نبی اکرم ﷺ کے علوم کی وسعت وہمہ گیری ☆ (بقیہ اگلے صفحے پر)

خیال آیا کہ قدرت نے کچھ صلاحیتیں دی ہیں اور وہ صرف ادب پر صرف نہیں ہونی چاہئیں۔ کچھ کام دینی موضوعات پر بھی کرنا چاہیے۔ جب اس خیال نے بہت تڑپایا تو میں نے بہ عجز تمام رسول ﷺ نمبر چھاپنے کا پروگرام بنایا۔ میں نے پاک و ہند کے تقریباً تمام صاحب بصیرت حضرات سے اس موضوع پر لکھنے کی درخواست کر رکھی ہے۔ کوئی ڈیڑھ ہزار صفحات کے لگ بھگ مواد جمع ہو گیا ہے۔ ہمارا ارادہ چھ چھ سو صفحات کی چار جلدیں چھاپنے کا ہے مگر ابھی تک آپ کا مضمون نہیں ملا۔ ہماری خواہش ہے کہ زیادہ تر سیرۃ کے اُن پہلوؤں پر قلم اٹھایا جائے کہ جن پر کم لکھا گیا ہو یا نہ لکھا گیا ہو۔ بہر حال ہمیں آپ کی طرف سے جس موضوع پر بھی مضمون ملے گا وہ اہل علم و دانش کے لئے سرشاری کا باعث بھی ہوگا۔ وہ شخص جو محض ادب کی دنیا کا ایک ادنی سا خدمت گزار ہو۔ وہ اس موضوع پر قابل قدر نمبر پیش کرے۔ یہ اس صورت میں ممکن ہوگا کہ مجھے آپ کا تعاون حاصل ہو۔ میرے پاس تو صرف ایک جذبہ ہے اور وہ جذبہ یہ کہتا ہے کہ اس موضوع پر یہ نمبر حوالے کی ایک دستاویز ہو۔ اب تک کیے گئے کاموں میں سب سے بہتر ہو۔

میری مدد کیجئے۔ آپ کے قلم کی روشنی برسوں ہی دلوں کو منور کرتی رہے گی۔ قاری بھی خوش، خدا بھی خوش! اور یہ سعی رسول ﷺ سے قربت کا ایک وسیلہ بھی!

آپ کا، محمد طفیل

گزشتہ سے پیوستہ

کتاب وسنت ☆ فقہ واصول فقہ وغیرہ علوم نبوی کے مظاہر ☆ سیرت نبوی ﷺ اور مستشرقین (یورپ وغیرہ غیر مسلم) ☆ سیرت نبوی ﷺ اور متجددین واہل الحاد (مسلمانوں میں سے) ☆ سیرت پر الزامات کا ازالہ ☆ حضور ﷺ اور جہاد ☆ رسول اکرم ﷺ کی تشریعی حیثیت (نمبر کا یہ نہایت مفید اہم اور ضروری حصہ ہوگا) ☆ منصب نبوت ورسالت (نمبر کا نہایت مفید اور اہم ضروری حصہ ہوگا) ☆ رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت (نمبر کا نہایت مفید اور اہم ضروری حصہ ہوگا) ☆ عقیدہ ختم نبوت سے متعلق امت کے خدمات علمی وعملی (نمبر کا نہایت مفید اور اہم ضروری حصہ ہوگا) ☆ معراج رسول اور خلائی تسخیر ☆ نبی اکرم ﷺ بحیثیت ایک قانون ساز ☆ نبی اکرم ﷺ بحیثیت ایک سیاسی رہنما ☆ نبی اکرم ﷺ بحیثیت ایک باپ، بھائی، بیٹا، شوہر، آقا، حاکم ☆ سلطنت اسلامی کا پہلا منشور (میثاق مدینہ، نبی اکرم ﷺ کا پارلیمنٹ (شورائیت، جمہوریت) ☆ نبی اکرم ﷺ کے نگاہ میں مسجد کا مقام ☆ تعمیر معاشرہ میں مسجد کی حیثیت ☆ نبی اکرم ﷺ کا نشان (پرچم) ☆ نبی اکرم ﷺ کے جنگی شعار (کوڈورک وغیرہ) ☆ نبی اکرم ﷺ بحیثیت ایک سپہ سالار اور فاتح وماہر حرب وضرب وفن سپہ گری ☆ نبی اکرم ﷺ اور اصول صحت وصفائی بعض ماخذ (حیات محمد ﷺ از حسنین ھیکل مطبوعہ ادارہ ثقافت لاہور) ☆ نبی اکرم ﷺ اور رسم ورواج کا مقابلہ ☆ نبی اکرم ﷺ اور تعمیر انسانیت ☆ نبی اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی (ڈاکٹر حمید اللہ فرانس) ☆ نبی اکرم ﷺ اور زیردستوں کی آقائی ☆ نبی اکرم ﷺ اور امن عالم ☆ نبی اکرم ﷺ کی معاہداتی سیاست ☆ نبی اکرم ﷺ عقل کی کسوٹی پر ☆ نبی اکرم ﷺ دشمنوں کی نگاہ میں (تنقید وتعریف) ☆ آزادیٔ کامل کیلئے آپ کی انقلابی جدوجہد ☆ بعثت کے وقت عجمی تہذیب وتمدن اور معاشرہ کی حالت ☆ منشور انسانیت (آپ ﷺ کا آخری خطبہ) فاتح اور پیغمبر کا فرق ☆ نبی اکرم ﷺ کی دعوتی اور داعیانہ زندگی ☆ نبی اکرم ﷺ اور حقوق نسواں ☆ آپ ﷺ کے تعلیمات کا اثر مسیحی اقوام پر ☆ آپ ﷺ کے تعلیمات کا اثر یورپی اقوام پر ☆ سیرت کا مطالعہ کیوں اور کس لئے؟ ☆ تعلیمات نبوی ﷺ کا نظام تقسیم دولت ☆ تعلیمات نبوی میں حلال وحرام کا تشریعی فلسفہ ☆ پیکر جمیل (سراپا) ☆ خلق عظیم دشمنوں کی نظروں میں (الفضل ماشھدت بہ الاعداء) ☆

اس طرح دیگر ہزاروں رخ ہیں جن پر کچھ نہ کچھ آنا ضروری ہے۔ فی الوقت وہ چند کتابیں جو اس سلسلہ میں آپ کی مددگار ثابت ہوسکتی ہیں اور مفید بھی ہیں روا روی میں لکھ رہا ہوں۔ سفر کے لئے پابرکاب ہوں کر ذہن میں چند نام ہیں۔ تشریعی حیثیت ختم نبوت وغیرہ پر یہ کتابیں انشاء اللہ مفید پائیں گے۔ سب اردو میں ہیں۔

(۱) ترجمان السنہ بدر عالمؒ، چار جلدوں میں (۲) ترجمان القرآن کا منصب رسالت نمبر (۳) الاعتصام لاہور کا حجیت حدیث نمبر (۴) مصطفیٰ السباعی کا کتاب اسلام میں سنت وحدیث کا مقام (مدرسہ نیو ٹاؤن کراچی نمبر ۵) (۵) تدوین حدیث مولانا مناظر احسن گیلانی (النبی الخاتم گیلانی) (۶) علوم القرآن مولانا شمس الحق افغانی (۷) ترجمان اسلام لاہور کا سیرت نمبر (۸) ندائے ملت لکھنؤ کا سیرت نمبر (۹) چٹان لاہور کا سیرت نمبر (۱۰) سیرت پر مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا منظور نعمانی کے مضامین لکھنؤ کے الفرقان سے (۱۱) سیرت النبی ﷺ سلیمان ندوی خطبات مدراس، سیرت رحمۃ للعالمین منصور پوری، (۱۲) سیرت نبوی ﷺ اور مستشرقین، مولانا افغانی (ماہنامہ الحق میں جلد ۷ شمارہ ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ ''مئی ۷۲ تا ستمبر ۷۲'' چار اقساط میں شائع ہوا) (۱۳) مقالات سیرت از آصف قدوائی (۱۴) شمائل ترمذی ترجمہ وتشریح از مولانا محمد زکریا سہارنپوری۔

سیرت پر مختلف مضامین مطبوعہ ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک وغیرہ، امید ہے حالاً ان پراگندہ اور بے کار معروضات پر اکتفا فرمادیں گے آئندہ اگر ضرورت محسوس کی تو مزید معلومات پیش خدمت کرتا رہوں گا۔ والسلام، سمیع الحق عفی عنہ، ۷۲/۷/۲

میاں طفیل محمد[1] سابق امیر جماعت اسلامی۔ منصورہ لاہور

(۱)

مئی ۱۹۹۶ء (پاکستان میں جنسی تعلیم کے عملی اقدامات اور دستور پاکستان سے انحراف اور ہماری بے حسی)

بخدمت جناب مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج ۷ اپریل ۱۹۹۶ء کے روزنامہ جنگ لاہور کا فرنٹ کا اور آخری صفحہ اور ان صفحات کی پشت پر سینماؤں کے اشتہارات ملاحظہ فرمائیے اور پاکستان کے دستور کی دفعہ ۲ اور اس دستور میں سرکاری پالیسی سازی سے متعلق مقرر کردہ اصولوں اور ہدایات کی روشنی میں انکو دیکھیئے کہ کس دھڑلے سے دستور پاکستان کو پاؤں تلے روندا جارہا ہے۔ حد یہ ہے کہ حکومت کے وزیر تعلیم یہ فرماتے ہیں کہ جنسی تعلیم کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں گے یہ صورتحال دینی عقائد واقدار کے حامل کسی بھی شخص کے لیے سخت تکلیف دہ بلکہ نا قابل برداشت ہے لیکن افسوس ہے کہ اب تک اس بارے میں دین کا درد رکھنے والے بعض صحافیوں اور وکلاء نے انفرادی طور پر تو اسلامی دستوری دفعات کی تنفیذ کے لیے عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے لیکن جماعت اسلامی یا کسی بھی دینی جماعت کو جنہوں نے چالیس سال کی شب وروز محنت اور جدوجہد سے یہ دستور بنوایا اور نافذ کرایا وہ اس بارے میں بالکل بے حسی کا شکار ہو گئی ہیں۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ جماعت اسلامی نے حال ہی میں نفاذ دستور کے لیے جو کمیٹی بنائی ہے۔ اس کی طرف یا پھر ملی یکجہتی کونسل کے ذریعہ سے اس صورت حال کا سختی سے نوٹس لینے اور ارکان اسمبلی کے لئے دستور میں مقرر اوصاف کے مطابق انتخاب کو یقینی بنانے وغیرہ کے لیے سنجیدگی سے کوشش فرمائیں۔ ملک اور اس کی حکومت کو راہ راست پر لانے کا صحیح اور موثر ترین ذریعہ یہی ہے اور اس مشن کو ملک کے سنجیدہ عوام میں نفوذ اور مقبول بنانے کی راہ ہموار ہوگی۔ (طفیل محمد سابق امیر جماعت اسلامی)

(۲)

(صیہونیوں کا شائع کردہ عبرانی زبان میں ترجمہ قرآن اور شیخ الترکی کا خط)

۱۵ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۰ مئی ۲۰۰۱ء

محترمی ومکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب صدر جمعیت علمائے اسلام پاکستان (س)۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میری دعا اور امید ہے کہ آپ بفضل اللہ تعالیٰ بخیر وعافیت ہوں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ اور آپ کے احباب ومعاونین کو ہمیشہ اپنی پناہ اور امان میں رکھے اور اپنے دین کی اقامت وترویج کے لئے زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر خدمات اور مواقع سے نوازے۔ آمین۔

اپنے اس عریضہ کے ساتھ میں آپ کی خدمت اس بیان کی نقل ارسال کررہا ہوں۔ جو ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی[2] امین العام رابطہ عالم اسلام مکہ المکرمہ نے صیہونیوں کے شائع کردہ عبرانی زبان میں ترجمہ قرآن مجید کے بارے میں دیا ہے۔ رابطہ نے خواہش کی ہے کہ میں اس بیان کو پاکستان کی دینی جماعتوں تک پہنچادوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خاکسار میاں طفیل محمد

(۳)

۱۴/ اکتوبر ۲۰۰۲ء (چھ جماعتی اتحاد (ایم ایم اے) کی کامیابی پر مبارکباد)

مولانا سمیع الحق صاحب نائب صدر متحدہ مجلس عمل پاکستان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جمعیت علمائے پاکستان، جماعت اسلامی

---

[1] جماعت اسلامی کے اولین موسسین اور مولانا مودودی کے رفقاء کار میں سے سنجیدگی متانت ووقار اور بڑے اعتدال وتوازن سے اپنا عہد امارت پورا کیا۔

[2] شیخ عبداللہ عبدالمحسن الترکی رابطہ العالم الاسلامی کے سیکرٹری جنرل مجلس شوریٰ سعودی عرب کے چیئرمین، جامعۃ الامام ریاض کے سربراہ جیسے اہم مناصب پر فائز رہے اس خط میں ذکر کئے گئے۔ انکا خط شیخ موصوف کے خطوط میں شامل ہے۔

پاکستان، جمعیت علمائے اسلام پاکستان (ف)، جمعیت علمائے اسلام پاکستان (س) اور اسلامی تحریک پاکستان کو مدغم کرکے متحدہ مجلس عمل پاکستان کی شکل اختیار کرنے اور ایک ہی نظام، دستور، منشور اور ایک ہی پرچم اور انتخابی نشان کے ساتھ ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۲ء کے انتخابات میں حصہ لینے اور ان میں شاندار کامیابی پر صمیم قلب سے مبارک باد قبول فرمائیے۔ ملک وملت کی تاریخ کے اس انتہائی نازک موقع پر آپ حضرات نے جس بالغ نظری، بے لوثی اور بے نفسی کا مظاہرہ فرمایا اور ثبوت دیا ہے وہ خدائے ذوالجلال والاکرام کے ہم اہل پاکستان پر انتہائی مہربان ہوجانے پر دلالت کرتا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اتحاد کو نہ صرف قائم رکھے بلکہ اسے روز افزوں استحکام واخلاص سے نوازے اور اس کے نتیجے میں متحدہ مجلس عمل کو جو شاندار کامیابی عطا فرمائی ہے اسے پاکستان کو صحیح اور حقیقی اسلامی ریاست اور معاشرے میں تبدیل کرنے کا ذریعہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے دوٹوک الفاظ میں فرمادیا ہے: **ان اللّٰہ اصطفی لکم الدین فلاتموتنّ الا وانتم مسلمون. ان الدین عنداللّٰہ الاسلام ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخسرین. الالہ الخلق والامر. لاتدعوامع اللّٰہ الٰہ آخر، لاالٰہ الاھو. کل شیء ھالک الاوجھہ. لہ الحکم والیہ ترجعون.**

دلی مبارکباد ایک بار پھر بلکہ بار بار قبول فرمائیے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔　　خاکسار　میاں طفیل محمد

☆☆☆

جناب طلحہ۔ اسلام آباد

۱۶/ اپریل ۲۰۰۰ء　　**(پاکستان میں امریکہ اور دوسری غیر ملکی ایجنسیوں کی ریشہ دوانیاں)**

محترمی ومکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب اکوڑہ خٹک، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کی توجہ ایک نہایت نازک اور حساس قومی مسئلے کی طرف مبذول کرنا مقصود ہے۔ استدعاء ہے کہ برائے کرم راقم یا اس خط کا حوالہ دیئے بغیر یہ صدا متعلقین، عوام، حکومت اور GHQ تک مناسب طریق سے پہنچائی جائے۔

نمبرا:　"امریکن CIA/FBI پاکستان میں پوری طرح گھر کر چکی ہے اور انڈین "راء" کیساتھ ملکر منحوس رپورٹ ۲۰۲۵ پر شانہ بہ شانہ کام کر رہی ہے "راء" پاکستان میں بلاواسطہ نہ ہونے کے برابر ہے اور کھل کر کام کرنے سے قاصر ہے۔ پاکستان میں CIA کے ایجنٹ" موصول کرکے بذریعہ امریکہ انڈیا کو پہنچاتے ہیں۔ سقوط ڈھاکہ میں بھی "CIA" اور "راء" نے ایک دوسرے کا ساتھ دیا CIA کا ایجنٹ "Models" سول میں بھی ہیں اور پاکستان آرمی ISI میں بھی ہیں۔ آرمی میں وہ زیادہ فعال اور موثر ہیں جدید مواصلاتی سسٹم نے انہیں بہت تقویت پہنچائی ہے۔

نمبر۲:　"بے نظیر دور میں انہیں Models نے متوقع بغاوت کی خبر CIA کو پہنچائی۔ اور امریکہ نے اپنے درپردہ دوست "را" کو خبر سے نوازا اور حکومت انڈیا نے سودہ بازی کرکے حکومت پاکستان بے نظیر کو انکشاف کرکے سکھوں کی تحریک آزادی جو ضیاء دور میں بہت قوت پکڑ گئی تھی کی معلومات حاصل کرکے کچلا۔ اس طرح احسان کا بدلہ بے نظیر نے احسان سے دیا"

نمبر۳:　"انہیں Models نے کرگل جنگ میں GHQ کے جرنیلوں کی آوازیں اور فون گفتگو ٹیپ کرکے (CIA کی مدد سے) امریکہ پہنچائیں اور امریکہ نے یہ بگنگ "راء" انڈیا کے حوالے کیں۔ اور دفاع کے اہم راز پاکستان کے دشمنوں کے ہاتھ آئے۔ اوران رازوں کو انڈیا نے عالمی برادری میں پاکستان کو بدنام کرنے کیلئے استعمال کئے"

نمبر۴:　"کارگل کی جنگ اور بے نظیر دور کی بغاوت کیس سے افضل یہ بات تھی کہ ان "Models" کی نشان دہی کرکے ان کا قلع قمع کیا جاتا لیکن اس جانب کوئی توجہ نہ دی گئی۔ اوران دہشت گردوں کا Network دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتا گیا"

نمبر۵: یہ ہی ماڈلز اپنے مزموم عزائم افغانستان میں حال ہی قائم کر چکے ہیں اور افغانستان اور اسامہ بن لادن کو انہیں سے نقصان پہنچے گا۔CIA حکومت پاکستان اور افغان حکومت میں اختلافات پیدا کرنے کی منصوبہ بندی پر کام کر رہے ہیں۔"

نمبر۶: "CIA/FBI نے اسلام آباد میں اپنی جدید ترین مواصلاتی "Devices" نصب کر رکھی ہیں۔ جو حکومت کے اہم اہل کاروں، آرمی جرنیلوں، مجاہد لیڈروں، علماء کرام، کشمیری لیڈروں اور اسلام آباد سے ہی افغان طالبان لیڈروں کے ٹیلی فون گفتگو ٹیپ (Bugging) کرتے ہیں، ہم NGOs پر پہلے مرحلہ میں CIA اگلے مرحلہ میں رپورٹ ۲۰۲۵ء پر عمل درآمد کرتے ہوئے نا صرف حسب سابق مختلف محکموں میں اپنے Agents کا تقرر تبادلے کرائے گی بلکہ بعض محکموں کو اپنے Net work کے ذریعے سربراہاں بھی در پردہ مقرر کرائے گا" طلبہ اسلام آباد

☆☆☆

طلعت محمود[1] راولپنڈی

(۱)

(سفرنامہ چین و بھارت لکھنے کی خواہش)

سید پور روڈ راولپنڈی

محترم و مکرم قبلہ بھائی جان سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بہت تاخیر سے خط لکھ رہا ہوں۔ جس کے لئے معذرت خواہ ہوں امید ہے کہ محسوس نہیں فرمائیں گے۔ سب سے پہلے میری اور میرے گھر والوں کی طرف سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور آپ دلی مبارک باد قبول فرمائیں۔ صدر ضیاء کی حکومت کی طرف سے یہ بہت بڑا اعزاز ہے اللہ پاک حضرت مدظلہ کی عمر دراز فرمائے مزید دین کی خدمت لے آمین ثم آمین۔

مجھے بہت دکھ اور افسوس ہے اب تک "سفرنامہ چین" الحق کی زینت نہ بن سکا، میری تو خواہش تھی سفرنامہ بھارت بھی آپ کی قلم سے لکھے افسوس یہ ضروری کام اب تک نہ ہو سکا، نئی نسل کو بہت فائدہ پہنچے گا اور آپ کا یہ عظیم الشان کارنامہ ہوگا۔ برائے کرم اب مزید دیر نہ کریں۔
شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دیں۔ والسلام دعاگو طلعت محمود

(۲)

(اسپین، غرناطہ، شام، مصر اور ہندوستان کے سفرنامے لکھنے کی فرمائش)

۲۶ ستمبر ۲۰۰۸ء

محترم جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! پہلی مرتبہ آپ سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل ہو رہا ہے' حضرت شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا سفرنامہ دل کی گہرائیوں میں اتر رہا ہے' سلسلہ جاری رکھیں۔ نیز حضرت مدظلہ کے مزید سفرناموں کو بھی شائع کیا جائے' خاص طور سے اسپین' غرناطہ' شام' مصر کا سفرنامہ' بہت انتظار رہے گا۔ کچھ پہلے ایران کا ایک یادگاری سفر کی روداد شائع ہوئی ہے۔ کیا کتابی صورت میں شائع ہوگئی ہے؟ حضرت مدظلہ مشاہیر کے خطوط پر جو کام کر رہے تھے' معاملہ کہاں تک پہنچا ہے؟ جاننے کا بہت اشتیاق ہے۔ آخری بات' حضرت مدظلہ کی زندگی بہت ہی مصروف گزری ہے' کبھی ان سے میرا بہت گہرا تعلق تھا' پھر حضرت اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے اور میں بھی دال روٹی کے چکر میں رہا۔ وقت تیزی سے گزرتا رہا' اب معلوم نہیں کب زندگی کے دن پورے ہو جائیں' دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ آخرت اچھی کر دے امین۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت سے املا ہی کی صورت میں سوانح ضرور لکھوالیں۔ سوانح میں بہت سبق ہے آنے والی نسل کے لئے۔ انشاء اللہ۔ آپ کا بہت وقت لے لیا۔ والسلام دعا کا محتاج طلعت محمود راولپنڈی۔ ۲۶ ستمبر ۲۰۰۸

---

[1] بزرگوں بالخصوص مولانا علی میاں قدس سرہ کا گرویدہ نوجوان

قاری محمد طیب قاسمی[۱] مہتمم دارالعلوم دیوبند

(۱)

(شیخ الحدیث کی علالت پر تشویش اور دعائیں ○ تاریخ دارالعلوم پر الحق میں تبصرہ کرنے کا حکم)

۲۴راگست ۱۹۶۶ء

برادر عزیزم زید مجدکم، سلام مسنون، آپکے رسالہ اور دفتر رسالہ میں آپکے آئے ہوئے خطوط سے حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی علالت کی اطلاع ملی بہت زیادہ فکر ہوا۔ دل وجان سے دعا ہے کہ حق تعالیٰ موصوف کو صحت عاجل وکامل نصیب فرمائے اور پاکستان میں انکی ذات سے فیوض علمی کا جو سلسلہ قائم ہے وہ قائم ودائم رہے۔ احقر بھی مولانا کیلئے دعاگو ہے اور دوسرے احباب ومخلصین بھی دعا کرتے ہیں۔ آپکے حسب فرمائش تاریخ دارالعلوم کا ایک نسخہ رجسٹرڈ پیکٹ سے آپکے نام بھیجا جارہا ہے۔ اپنے رسالہ میں تاریخ دارالعلوم پر تبصرہ بھی شائع فرمادیں اور بزرگان دارالعلوم کے حالات کا جو حصہ ہے اسکے اقتباسات بھی وقتاً فوقتاً اپنے رسالہ میں شائع فرمائیں۔

والسلام، محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند

(۲)

۶/۲۵/۹۱

(دورۂ یورپ)

محترم زید مجدکم، سلام مسنون، امید ہے کہ آں محترم بعافیت ہوں گے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ یورپ کے دورہ پر تشریف لے گئے ہیں۔ اس وقت انگلستان میں ہیں۔ وسط ستمبر تک انگلستان کا دورہ ہوگا اسکے بعد چند چند دن کیلئے جرمنی اور فرانس بھی جانا ہوگا۔ اسطرح وسط شعبان تک واپسی ہوگی۔ بغرض رفع انتظار عریضہ ہذا ارسال ہے۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب سے سلام عرض کردیں۔ والسلام محمد عبدالحق پیشکار

(قاری محمد طیب قاسمیؒ کے وفات پر احقر کے تعزیتی تاثرات)

[۱] دارالعلوم دیوبند کے مہتمم جن کے دور اہتمام میں دارالعلوم نے ہر شعبے میں عظیم الشان ترقی کی۔ المتوفیٰ شوال ۱۴۰۳ھ۔

داغِ فراقِ صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

دارالعلوم دیوبند کی محفلِ دوشین کا وہ چراغ سحر جو پچھلے دو سال سے حوادث وانقلابات زمانہ کے جھونکوں سے بجھ بجھ کر بھی ٹمٹمار ہا تھا، بالآخر شوال ۱۴۰۳ھ کے پہلے ہفتہ میں ہمیشہ کے لیے خموش ہوگیا، یعنی حکیم الاسلام، مظہر انوار قاسمیہ، مسند نشین جامعہ دیوبندیہ، ترجمانِ حقائقِ اسلامیہ مولانا حافظ قاری محمد طیب صاحب قاسمی قدس اللہ سرہ العزیز نے داعی اجل کو لبیک کہا، اور دیوبندی مکتب فکر کے اس میر مجلس کے بساط لپیٹ دینے سے محفلیں اجڑ گئی ہیں اور ہر سُو وحشت اور ویرانگی کا سا عالم ہے۔ اب اُس دور کا بالکل خاتمہ ہوگیا ہے جو شیخ الہند مولانا محمود الحسن، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، علامۃ العصر مولانا انور شاہ کشمیری، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی اور علامہ شبیر احمد عثمانی (رحمہم اللہ) کا یادگار تھا۔ ان کی ذات ان اکابر کی نہ صرف بقیۃ السلف نشانی تھی بلکہ ان کی ذات میں ان تمام اکابر واساطین دیوبند کی نسبتیں جمع تھیں اور وہ زندگی بھر اپنی ذاتی، جسی اور نسبی گونا گوں خصائص وکمالات کے وجہ سے ان تمام اکابر کے محبوب بن چکے تھے۔ ایک مرحلہ ایسا آیا کہ شاید آپ دارالعلوم دیوبند چھوڑ کر پاکستان سکونت اختیار کر لیتے ادھر اکابر دیوبند باصرار آپ کو دوبارہ دیوبند کھینچ لائے تو استقبالیہ تقریب میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے دیدۂ پُرنم اور گلوگیر آواز میں ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اے تماشا گاہِ عالم روئے تو — تو کجا بہر تماشا می روی

بلاشبہ ان کی ذات محبوبیت میں تماشا گاہ عالم تھی، وہ اس گلشن علم ومعرفت کے مالی اور شجرۂ طوبیٰ کے امین تھے جس کے لیے حجۃ الاسلام ولی اللہ دہلویؒ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور شہدائے بالاکوٹ نے زمین ہموار کی، جس کی داغ بیل حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور فقیہ الاسلام مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے ڈالی اور جس کی آبیاری میں شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ، علامۃ العصر انور شاہ کشمیریؒ اور مجاہد اعظم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ جیسے عمائدین امت نے اپنی زندگی تج دی۔ یہ امانت جب آپ کے ہاتھوں میں آئی تو یون صدری کے طویل اور صبر آزما شبانہ روز جدوجہد، خداداد اہلیت وصلاحیت، اخلاص ودیانت اور والہانہ جہد وعمل کے ساتھ آپ نے اس مدرسہ علم کو ایک ایسے جامعہ میں تبدیل کردیا جس کے انوار وتجلیات سے ایک عالم جگمگا اٹھا اور وہ اس (بقیہ اگلے صفحے پر)

(۳)

(احقر کی کتاب اسلام اور عصر حاضر پر کلمات تحسین)

۹۸/۔۔/۵ھ

عصر حاضر کے نئے تمدن نے یہ عنوان پیدا کر دیا ہے کہ[1] ''اسلام اور عصر حاضر'' ورنہ یہ عنوان اسلئے بے معنی ہے کہ اسلام ہر عصر کیلئے رہنما رہا ہے اور رہیگا خواہ وہ ماضی ہو یا حاضر ہو یا مستقبل ہو، کوئی دور اُس سے باہر نہیں جا سکتا۔ اس سے پہلے بھی بہت سے عصر حاضر گزرے ہیں اور اسلام نے انکے ساتھ ملکر انکی اصلاح کی ہے۔ تاہم اس دور میں جو پیچیدہ مسائل نئے تمدن سے پیدا ہو گئے ہیں مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ نے ان کا تجزیہ کر کے جو حصہ ان میں فطرت کے مطابق ہے اسے باقی رکھا ہے اور جو وساوس واوہام سے متعلق ہے جسکے پیچھے کوئی حق، یا حقیقت نہیں ہے اسے رد کر دیا ہے اور اسطرح بڑی قابلیت سے اسلامی مسائل کو بے غبار ثابت کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان عالی مضامین کو مخلوق کیلئے باعث رشد و ہدایت بنائے۔ آمین محمد طیب رئیس جامعہ دار العلوم دیو بند (لاہور)

امانت سے الگ ہو کر جب دنیا سے رخصت ہوئے تو دیو بند کا وہ سر چشمہ علم علوم نبوت کا ایک بحر ذکار بن کر علم و دانش کی پوری دنیا سے اپنی برتری اور فضیلت کا لوہا منوا چکا تھا۔
آپ حضرت بانی دار العلوم مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے پوتے مولانا محمد احمد مہتمم خاص کے صاحبزادے تھے۔ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کے خصوصی تلمیذ حضرت شیخ الہندؒ سے بیعت اور حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مجاز تھے، پورے طبقہ کے محبوب و منظور نظر اور مرکز علمی کی سیادت کے لحاظ سے پوری جماعت کے سید الطائفہ تھے۔ علمی فیض کے علاوہ بیعت و ارشاد کے میدان میں بھی لاکھوں مسترشدین کے روحانی رہبر و راہنما تھے۔ ۱۳۲۳ھ میں درس نظامی سے فراغت پائی اور دار العلوم دیو بند میں درس و تدریس کا مشغلہ اختیار کیا۔
۱۳۴۳ھ سے ۱۳۴۸ھ تک دار العلوم کے نائب مہتمم رہے۔ ۱۳۴۸ھ سے لے کر وفات سے کچھ عرصہ قبل تک اس مرکز علم و ہدایت کی سیادت آپ کو حاصل رہی۔ نیرنگیٔ زمانہ یا چرخ نیلگوں کی ستم ظریفی کہیئے کہ زندگی بھر علم و حکمت کے جس ''تاج محل'' (دار العلوم دیو بند) کی آرائش و تزئین میں مصروف رہے۔
جب وہ بناء عظیم جشن صد سالہ کی شکل میں عظمت و ترقی کے اوج کمال کو چھونے لگی تو اس عمارت کا یہ ''شاہجہان'' جدائی اور مجبوری کے داغ لیے ہوئے اس دنیائے رنگ و بو سے الگ ہو گیا، جو کچھ پیش آیا گو اس کے محرکات ان کے عہد اہتمام کی طرح دیرینہ اور قدیم تھے۔ اور مشیت ایزدی کے سامنے کس کی چلتی ہے مگر پھر بھی بے اختیار جی میں آتا ہے کہ کاش یہ صورتحال دو ایک سال مزید پیش نہ آتی اور دار العلوم دیو بند کا یہ جرنیل ان ہی عظمتوں اور رفعتوں کے ساتھ اور انہی قدر شناسیوں کے ساتھ ہم سے رخصت ہوا ہوتا جو زندگی بھر ہم سب نے انہی کے لیے مخصوص کر رکھی تھیں اور جس کے وہ سزاوار تھے کہ سالار کارواں کی شوکت و سطوت پوری جماعت اور قافلہ کی شان بڑھائی ہے۔ ولکن ماشاء اللّٰہ کان وما لم یشاء لم یکن۔
حکیم الاسلام نسبی اور روحانی رشتوں کے ساتھ ساتھ علم و حکمت کے لحاظ سے اپنی ذات سے بھی ایک انجمن تھے، ان کے علوم و تصانیف اور خطبات، حکمت ولی اللّٰہی اور معرفت نانوتویؒ کے اُبلتے ہوئے سر چشمے ہوتے تھے۔ اسرار دین کی تشریح اور رموز شریعت کی ترجمانی میں ان کا شمار گنے چنے حکماء اسلام میں ہو سکتا ہے۔ ان کی ہر تقریر حقائق و معارف کا ایک سمندر اور ہر تحریر اسرار و نکات کی ایک دنیا اپنے اندر لیے ہوئے تھی۔ ان کے خطبات سے نہ صرف برصغیر کا گوشہ گوشہ بلکہ عالم اسلام کے علاوہ افریقہ اور یورپ کی دور دراز بستیاں بھی مستفید ہوئیں۔ دین اور مادر علمی دیو بند کی آواز پہنچانے میں زندگی کا اکثر حصہ طویل اسفار کی نذر ہوا۔ اسلام کے اہم اور عصر حاضر کے جدید مسائل پر ایک سو سے زائد تصانیف چھوڑیں۔ حدیث و تفسیر اور فن حقائق و اسرار کی کتابیں اکثر زیر درس بھی رہتیں۔ دعوت و بیان کا انداز حکیمانہ، تصنیف و تالیف کی شان فلسفیانہ ہونے کے باوجود شعر و سخن میں بھی اعلیٰ ذوق اور ثقہ انداز رکھتے تھے۔ ان کی مثنویاں، قصائد اور فصیح و بلیغ نظمیں، اعلیٰ ترین ذوق سخن کی غمازی کرتی ہیں۔
الغرض وہ اپنے جامع الصفات اکابر و اسلاف کے کمالات و محاسن، نجابت و سعادت، شرافت و وجاہت، فضل و کمال، اخلاق و شرافت، وقار و تمکنت، فکر و اصابت، تواضع و متانت کا ایک پیکر جمیل اور دیو بند کی اعلیٰ روایات کا ایک مرقع اور ظاہری لطافت و نظافت اور حسن و پاکیزگی کا ایک مجسمہ تھے۔ ان کا ماتم ان سب صفات کا ماتم ہے، پوری قوم اور پوری ملت کا ماتم ہے، دنیائے علم و فضل کا ماتم ہے۔ درسگاہوں، جامعات اور خانقاہوں کا ماتم ہے۔ اور دار العلوم حقانیہ کے لیے بھی اس لحاظ سے ایک عظیم ماتم کہ دار العلوم اور اس کے بانی مدظلہ کے ساتھ حضرت حکیم الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے علائق و روابط اور خصوصی عنایات و توجہات کی داستان تقریباً نصف صدی پر پھیلی ہوئی ہے۔ ع کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستان میری
الوداع اے فخر دین و ملت، الوداع اے خادم حصن اسلام، الوداع اے شارح علوم قاسمیہ، الوداع اے امین گلشن علوم نبویہ، الوداع اے میر کارواں، الوداع تیری تربت پر ہزاروں رحمتیں ہوں اور تو رب کریم کی بے پناہ لطف و کرم سے مالا مال ہو۔

نذر اشک بے قرار از من پذیر گریۂ بے اختیار از من پذیر

یرد اللّٰہ مضجعک و نور ضریحک و انزل علیک شآبیب رحمتک

[1] بھارت جاتے ہوئے واہگہ کے انتظار گاہ (وی آئی پی روم) میں ''اسلام اور عصر حاضر'' کے مکمل فہرست مضامین ملاحظہ فرمانے کے بعد یہ کلمات تحریر فرمائے۔ (س)

(۴)

(قادیانیت کے بارہ میں الحق کے سوالنامہ کے بارہ میں اساتذہ دیوبند کا اجتماعی جواب)

اکابر اساتذہ دارالعلوم دیوبند، مولانا فخر الحسن صاحب، مولانا محمد سالم قاسمی، مولانا انظر شاہ کشمیری، مولانا معراج الحق، مولانا محمد شریف حسین، مولانا نصیر احمد، کیطرف سے یہ خط بھیجا گیا ہے۔

محترم ومکرم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، نامہ کرم نے مشرف فرمایا، قادیانیت کے مسئلے کے حل پر ماہنامہ مؤقرہ "الحق" کی اشاعت خاص کی اطلاع سے جہاں قلبی مسرت ہوئی، وہیں یہ خبر اس لحاظ سے موجب تاسف بھی بنی کہ مرسلہ سوالات کے بعجلت جوابات ارسال کرنیکی ہدایت پر مشتمل مکتوب گرامی ایسے وقت میں موصول ہوا کہ جبکہ حضرت مکتوب الیہ حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ جنوبی ہند کے طویل سفر پر تھے اور واپس ہوئے تو دو تین روز میں اہم معروفیات سے فارغ ہو کر فوراً ہی عازم حج وبیت اللہ ہو گئے سفر کو ہوائی جہاز سے ہوا ہے اسلئے واپسی ۲۰ رجنوری تک متوقع بھی ہے۔ لیکن یہ وقفہ بھی مکتوب گرامی کی روشنی میں زیادہ ہی محسوس ہوا، مکتوب گرامی حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی خدمت میں بعد واپسی پیش ضرور کیا جائیگا۔ لیکن ایماء تعجیل پر نظر کرتے ہوئے مناسب سمجھا گیا کہ یہ مکتوب حضرات اکابر دارالعلوم دیوبند کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ جواباً حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی ایک جامع اور مختصر و موثر تحریر جو مسئلہ معلومہ کے بارے میں تاریخی "فیصلے" کے سامنے آنے کے بعد، دو ماہ قبل بصورت بیان پریس کو دے گئی تھی ہمرشتہ عریضہ ہے اور مکتوب گرامی کے استفسارات کے بارے میں منجانب اکابر دارالعلوم دیوبند مختصر جوابات مرسل خدمت ہیں۔

<u>انگریز دوز ہر آلود منصوبے خلافت اور دینی وحدت کی تباہی:</u> صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کے ہاتھوں عیسائیوں کو پیہم ذلت ناک تاریخی شکستوں کے بعد بڑی حد تک عیسائیت کی عالمی زمام قیادت بخت ووقت نے انگریزوں کے ہاتھ میں دیدی اس قیادت کبریٰ کا حق ادا کرنے کیلئے انگریز نے اپنی فطری اور عیارانہ صلاحیتوں کو ملت اسلامیہ سے انتقام لینے کے محور پر مرکوز کر دیا اور قومی شرافت اور انسانی اخلاقیت کی قربانی دیکر اس اعزاز قیادت کو اس قوم نے کوئی مہنگا سودا نہیں سمجھا، چنانچہ طویل فکر و تدبر کے بعد ملت اسلامیہ کے برخلاف انگریز نے اپنی انتقامی بساط سیاست کو بین الاقوامی سطح پر دو زہر آلود منصوبوں سے آراستہ کیا۔

(۱) پہلے منصوبہ کا محور مسلمانوں کی اجتماعی شوکت اور سیاسی وحدت کو تاخت و تاراج کرنا تھا جسکا سرچشمہ خلافت اسلامیہ تھی اس کیلئے ترک وعرب میں انفرادی مفاد پر اجتماعی بہبود کو قربان کر دینے والے ہوس کار جعفر و صادق تلاش کر لئے گئے اور خلافت کے فطری ثمرے کے طور پر حاصل شدہ اسلامی وحدت کو دسیسہ کاران فرنگ نے وطنی کثرتوں میں تبدیل کر کے ملت کو اپنی عظمتوں سے ہاتھ دھو بیٹھنے پر مجبور کر دیا۔

(۲) دوسرے منصوبہ کا مقصد ملت اسلامیہ کی "دینی وحدت" کو پارہ پارہ کرنا تھا جسکا ناقابل اختلاف مرکزی نقطۂ اتحاد ہزاروں اختلافات کے باوجود "عقیدہ ختم نبوت" ہے اس قابل نفرت منصوبے کے ذریعہ ملت اسلامیہ کے اس منصوص اور قطعی عقیدے کو اس طرح مجروح کرنا تھا کہ اگر وہ بالکلیہ ختم نہ بھی ہو تو تردد و اختلاف کا نشانہ بن کر کم از کم نقطہ اتحاد نہ رہے۔

<u>کذاب قادیان اور اکابر دیوبند:</u> اسکے لئے کذاب ازلی مرزا غلام احمد قادیانی کو اسکی خاندانی بے ضمیری اور ایمان فروشی کو بھانپ کر انگریز نے اسے نبی بنا کر عقیدہ ختم نبوت پر کاری وار کیا۔ پھر جسطرح مذہبی زندہ قدروں کو انسانیت وشرافت سوز سیاست کا ہدف بنانے پر تاریخ کا حرف حرف انگریزی دنائت پر گواہ رہیگا ٹھیک اسی طرح اس ناقابل تردید حقیقت پر بھی تاریخ کا حرف حرف ہمیشہ شاہد عدل رہیگا

کہ انگریز کی اس بدنہاد انتقامی سیاست کے دونوں منصوبوں کے اولین مرحلے پر انکی گہرائیوں تک پہنچنے اور ان دوررس فتنوں سے ملی تحفظ کی تدابیر کو بقدر بساط بروئے عمل لانے میں یہ توفیق خداوندی حضرات علماء کرام ہی نے پہل کی اور آج سے اسی (۸۰) سال قبل کذاب قادیان اور اسکے متبعین کے بارے میں مرتد اور خارج از اسلام ہونیکا فیصلہ اکابر علماء دارالعلوم دیوبند نے اپنی بصیرت دینی اور فراست ایمانی سے فرمایا۔ ان مخلصین کی مساعی مشکور ہوئیں اور دعائیں مستجاب کہ آج پورے عالم اسلام نے بیک زبان کذاب اعظم مرزائے قادیان اور اس کے حاشیہ برداروں کے بارے میں الحمدللہ شرعی فیصلہ کو "اجتماعی فیصلہ" بنادیا۔ اور اس "اجتماعی فیصلے" کو آئینی اور دستوری حیثیت دلانے کی اولیت کا شرف حاصل کر کے ارض پاک کے علماء کرام اور عامۃ المسلمین اس دعا کیساتھ مستحق تہنیت وتبریک ہیں کہ اللھم اعز الاسلام والمسلمین، وانصرھم علی عدوک وعدھم، چونکہ قادیانی کی یہ نبوت کاذبہ انگریز کے انتقامی ذہن کی پیداوار تھی اس لئے اس کا آغاز ہی بین الاقوامی سطح پر کیا گیا تھا اسلئے اسکے اثرات کا بین الاقوامی سطح پر وسعت اختیار کرلینا تعجب خیز تو نہیں البتہ فکر انگیز ضرور ہے۔ دستوری کامیابی کے بعد بلاغ وابلاغ کی عظیم تر ذمہ داریوں کا مکمل شعور واحساس متقاضائے فراست ودیانت تو ہے ہی لیکن مد مقابل کے راسخ العداوۃ ہوجانے کی وجہ سے اس فرض کی ادائیگی تقاضائے ضرورت وسیاست بھی بن گئی ہے جسمیں ان تمام وسائل وذرائع کا تعاقباً سدباب بنیادی اہمیت کا حامل ہوگیا ہے کہ جنکو فریق مخالف اپنی عصری تعلیمی برتری ناجائز اقتصادی فراغ بالی، بین الاقوامی سطح پر عمومی تعارف، موثر ومفکر اور مقتدر شخصیات کی تائید اور فکری جدت اور عددی قلت کیوجہ سے اجتماعی نظم وضبط کیساتھ استعمال کررہا ہے اور کریگا۔ البتہ اس بارے میں داعیان باطل کے بالمقابل جہاں "اشداء" پر عملدرآمد ضروری معلوم ہوتا ہے وہی سادہ لوحی کیوجہ سے مبتلائے ضلال ہوجانے والوں کے سامنے "رحماء" کی عملی تفسیر پیش کرنا اس سے بھی زیادہ ضروری فریضہ وقت محسوس ہوتا ہے۔ عہد رفتہ میں ارباب علم ودین کا موقف دفاعی رہا، جو بذات خود توسع اور ہمہ گیری کا طالب نہیں ہے لیکن فیصلے نے موقف اہل علم کو دفاع کے بجائے اقدام میں تبدیل کردیا ہے اور اقدام وسعت وہمہ گیری سے اگر عاری ہو تو وہ اقدام ہی باقی نہیں رہتا۔

موجیم کہ آسودگئی ماعدم ماست — ما زندہ از ان نیم کہ آرام نگیزیم

لائحہ عمل کی ترتیب میں مقامی موثرات وعوامل کو ملحوظ رکھنا، اور خارجی موثرات وعوامل تک اپنی رسائی کا اندازہ کرنا منجملۂ لوازم ہوتا ہے، اسلئے اس بارے میں اہل خیر سے اہل مشاہدہ کی بصیرت ہی زیادہ قابل اعتماد ہونی چاہیے۔ والسلام

مولانا فخر الحسن صاحب، مولانا محمد سالم قاسمی، مولانا انظر شاہ کشمیری، مولانا معراج الحق، مولانا محمد شریف حسین، مولانا نصیر احمد، دارالعلوم

(۵)

(یہ فیصلہ اکابر دیوبند کے ساٹھ سال قبل کے فیصلوں کی تائید وتصویب ہے)

محترمی ایڈیٹر صاحب ماہنامہ الحق۔ سلام مسنون، پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو خارج از اسلام اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی جو تاریخی تجویز پاس کی ہے یہ درحقیقت علماء دیوبند اور برصغیر کے علماء اسلام کے اس اقدام کی تائید اور تصویب ہے جو آج سے ۶۰ سال پہلے اس فرقہ کی گمراہی اور خارج از اسلام ہونے کی طرف کیا گیا تھا، اس تجویز کے بعد حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے جو بیان پریس کو دیا تھا، اسکی نقل اشاعت کے لئے ارسال ہے۔ مولانا محمد عبدالحق انچارج دفتر اہتمام دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند تقسیم ملک سے برسہا برس پہلے باتفاق علماء برصغیر ختم نبوت کے بنیادی اور قطعی اسلامی عقیدے سے انکار پر قادیانی فرقہ کو مرتد اور خارج از اسلام قرار دے چکا ہے انگریز کے پیدا کردہ اس جھوٹے نبی اور اس کے ذریعہ مذہب حق اسلام کے برخلاف مذہبی رنگ کی اس ذلیل ترین اور خطرناک بین الاقوامی سازش کا آج بحمداللہ دنیائے اسلام نے طویل مہلت اصلاح دینے کے بعد پردہ چاک کردیا ہے، اور

ممالک اسلامیہ کی ۱۳۴ اسلامی تنظیموں کے سربراہان کی کانفرنس (منعقدہ اپریل سنہ ۱۹۷۴ جدہ) نے بالاتفاق یہ صحیح ترین اور تاریخی اعلان کیا کہ قادیانی فرقہ غیر مشروط طریقہ پر خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدسہ کی ختم نبوت کو نہ ماننے اور انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنیکی وجہ سے قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے، عالم اسلام کے اس متفقہ اور تاریخی اعلان حق نے اہل حق کو نہ صرف قوت بخشی ہے بلکہ قادیانیوں کے مرتد ہونے کے بارے میں قرآن وحدیث پر مبنی اہل حق کے دینی موقف کو عظیم مضبوطی عطا کی ہے، عالم اسلام کے اس متفقہ فیصلے کے بعد پاکستان کے علمائے حق اور عامۃ المسلمین مستحق مبارکباد ہیں کہ انہوں نے قادیانی فرقہ کے ارتداد کے بارے میں اپنے اور تمام مسلمانان عالم کے موقف حق کی حکومتی سطح پر تائید وتوثیق حاصل کرنے میں پہل کی ہے توقع ہے کہ دیگر ممالک اسلامیہ کے علماء و عامۃ المسلمین بھی فتنہ قادیانیت کے بالکلیہ انسداد کو اسلامی حمیت کے تحت ہر ممکن تقویت وتائید پہنچانے میں دریغ نہ کر کے عنداللہ ماجور اور عند المسلمین مشکور ہوں گے۔ بلاشبہ عالم اسلام کا یہ فیصلہ اور اسکی تائید وتوثیق قادیانی فرقہ کی تلبیس کاریوں سے مسلمانان عالم کو بچانے کا ایک اہم ترین ذریعہ ثابت ہوگا، اس لیے عموماً تمام علماء اور مسلمانان ہند وپاک اور خصوصاً علماء دیوبند اسلام کے تحفظ کے اس بین الاقوامی فیصلہ کرنے والوں کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ خاتم الانبیاء ﷺ کے لائے ہوئے اس آخری دین کو زیادہ سے زیادہ غیبی نصرت وتائید مرحمت فرمائے۔ آمین۔ مولانا محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند

(۶)

۲۶ / مارچ ۱۹۷۶ء (دعوات حق کے بارہ میں جامع تبصرہ)

دعوات حق احقر کے سامنے ہے جو حضرت اقدس مولانا عبدالحق صاحب صدر جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مواعظ کا مجموعہ ہے اس کتاب کی قدر وقیمت کیلئے یہ تجنیہ کافی ہے کہ مولانا ممدوح کے افکار عالیہ کا ذخیرہ ہے، قدر الشہادۃ قدر المشہود دہر تصنیف اپنی مصنف کے علم وفکر اور اخلاق واوصاف کا آئینہ ہوتی ہے مولانا ممدوح کے کمالات باطن الحمدللہ کہ اس کتاب کی سطر سطر سے عیاں ہیں۔ احقر نے چند مواعظ کا مطالعہ کیا ہے جسکا خاص اثر قلب میں محسوس کیا۔ حق تعالیٰ اس ذخیرۂ سعادت کو لوگوں کیلئے وسیلہ سعادت بنائے۔ آمین، اور حضرت کے صاحبزادہ مولانا سمیع الحق صاحب کو حق تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے جسکی محنت وکاوش اور حسن ترتیب سے یہ ذخیرہ ہم مستفیدین کے سامنے آرہا ہے۔ آمین محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نزیل لاہور

☆☆☆

مولانا محمد طیب مظاہری۔ انبالہ انڈیا

۱۸ / نومبر ۱۹۷۹ء (ہریانہ انڈیا کا ایک دینی ادارہ)

بخدمت عالی تعالیٰ جناب ایڈیٹر صاحب دام مجدکم۔ تحیۂ مسنونہ۔ صوبہ ہریانہ متصل وملحق پنجاب میں حضرت رائے پوری نوراللہ مرقدہ کے آبائی وطن میں فیض القرآن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک زندہ وتابندہ یادگار ہے۔ ۴۷ء کے ہنگاموں کے بعد ایسے کفر وشرک والے علاقہ میں یہ ایک مثالی ادارہ ہے مہمانان رسول ؐ کی ایک کثیر تعداد مقیم مدرسہ اور مصروف تعلیم ہے بستی اور علاقہ کے مسلمانوں کی اقتصادی حالت کمزور اور پس ماندگی کے باعث مدرسہ کی ترقیاتی منازل محدود ہیں، عزیز طلباء اور اساتذہ کرام میں علمی ذوق شوق کے پیش نظر عریضہ ہٰذا خدمت عالیہ میں ارسال کیا جاتا ہے۔ ایک رسالہ بنام مدرسہ صدقہ جاریہ گردانتے ہوئے ضرور بالضرور جاری فرمادیں نوازش ہوگی۔ جناب والا کے اخلاق کریمانہ سے پوری توقع کی جاتی ہے کہ مہمانان رسول ؐ کی اس درخواست کو ضرور قبول فرمائینگے ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین. والسلام مولانا محمد طیب مظاہری خادم مدرسہ فیض القرآن ناہر پور خاص ضلع انبالہ ہریانہ (ہند)

مولانا ظفر احمد عثمانی[1] ٹنڈو الہ یار

(۱)

۲۴ را کتوبر ۱۹۶۰ء (الحق کے اجراء کا خیر مقدم ○ ترجمان القرآن میں حضرت عثمانؓ پر نازیبا تنقید اور براءت عثمانؓ کے نام سے رد ○ مجلس دعوت و اصلاح کا افتتاح)

مکرمی المحترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں آج کل کراچی آیا ہوا ہوں۔ الحاد و تحریف[2] اور تجدد کے خلاف علماء کو متحدہ مساعی سے مقابلہ کرنے کیلئے یہاں "مجلس دعوت و اصلاح" کا افتتاح ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ اس مجلس کی طرف سے جو ضروری مضامین شائع ہوں گے وہ آپ کے رسالہ کو بھیج دیئے جائیں گے۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سے لانڈھی کراچی نمبر ۳ دار العلوم کے پتہ پر خط و کتابت کی جائے ترجمان القرآن میں حضرت عثمانؓ پر نازیبا عنوان سے تنقید کی گئی ہے۔ اسکی رد براءت عثمانؓ کے نام سے میں نے لکھی ہے۔ وہ چند پرچوں کو بھیجا گیا ہے۔ اگر آپ فرمائیں گے ایک نقل آپ کو بھی بھیج جائے گی۔ ناقل کو اجرت دینا ہوگی فل اسکیپ کے ۲۴ صفحات ہونگے۔

والسلام: ظفر احمد عثمانی

---

1. مشہور محدث محقق جید عالم حکیم الامۃ مولانا تھانوی کی قریبی معتمدین اور اجلہ خلفاء میں سے ہیں۔ انکے علوم و معارف کی ترتیب و اشاعت میں بھی شریک رہے قیام پاکستان کے بعد مغربی پاکستان کراچی میں پاکستان کا جھنڈا مولانا شبیر احمد عثمانی اور ڈھاکہ میں ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو انہی مولانا عثمانی نے لہرایا۔ سقوط مشرقی پاکستان کے بعد ڈھاکہ سے ٹنڈو الہ یار سندھ منتقل ہوئے اور وفات تک دار العلوم میں سرچشمہ فیض بنے رہے۔ آپکا سب سے بڑا علمی کارنامہ "اعلاء السنن" جیسی بلند پایہ کتاب کی تالیف ہے۔
2. الحق کے اجراء کا ارادہ ہوا تو ناچیز نے حضرت والد ماجد مرحوم کے جانب سے اکابر علم و فضل کو حسب ذیل خط لکھا، جس کا نہایت مثبت جواب اور رد عمل سامنے آیا (س)

(الحق کے اجراء کے وقت اکابر کو شیخ الحدیث کا خط)

۱۳ ربیع الثانی ۸۵ھ ذو المجد والسعادۃ حضرت المحترم ابقاکم اللہ ذخر الاسلام والمسلمین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اجراء الحق کے ارادہ پر اکابر کو خط: عصر حاضر کی اخلاقی وفکری بے راہ روی اور علمی و دینی فتنہ انگیزیوں کی بنا پر جس سے ملت مسلمہ کا پورا فکری و عملی نظام متزلزل ہو رہا ہے۔ دار العلوم حقانیہ کے بعض ناتواں خدام نے ارادہ کیا ہے کہ تصنیف و تالیف اور نشر و اشاعت کے میدان میں دینی اقدار کی حفاظت اور امت کی اصلاح و دعوت کا کام بھی شروع کیا جائے تو کلا علی اللہ اس کام کا آغاز ایک علمی و دینی ماہنامہ الحق سے کیا جا رہا ہے۔ وسائل کی کمی اور ہر طرح ضعف و ناتوانی کی وجہ سے آپ جیسے بزرگوں کے تعاون اور سرپرستی کے بغیر یہ کام شرمندہ تکمیل نہیں ہو سکتا۔ اگر حضرت محترم اپنے بلند پایہ علمی افکار اور فضل و کمال سے لبریز مقالات و مضامین سے ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں تو جذبات دینی اور علم پروری سے بعید نہ ہوگا۔ میری دلی تمنا ہے کہ آں محترم مستقل طور پر اپنے قیمتی مشاغل سے قدرے وقت نکال کر اپنے علمی ثمرات اور نادر افادات و تحقیقات سے قارئین الحق کے فکر و دماغ کی رہبری و آبیاری فرماتے رہیں۔ تجدد و مادیت سے ماؤف اور قساوت قلبی کے شکار افراد کی تشفی کے لئے آں محترم کے محققانہ ارشادات ان شاء اللہ اکسیر ثابت ہوں گی۔ پہلا شمارہ ان شاء اللہ عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ (جوابی لفافہ ملفوف ہے)

امید ہے کہ ناچیز کی درخواست کو شرف پزیرائی بخشتے ہوئے جلد از جلد اپنے گرانمایہ فیوضات سے نوازیں گے۔ موضوع کا انتخاب آپ کے صوابدید پر ہے۔

انتظار شدید رہے گا۔ والسلام بندہ عبد الحق غفرلہ (مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور)

(۲)

۲۳ رشوال ۸۲ھ　　(حکیم الامۃ تھانویؒ کے قرآنی معارف کی تدوین کے ارادہ پر خوشی کا اظہار)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ نے جو ارادہ[1] کیا ہے۔ بہت مبارک ہے اور میرے ساتھ آپ کا حسن ظن میرے لئے موجب برکت ہے۔ میں مشورہ سے آپ کے ساتھ ہوں۔ جو مواعظ شائع ہو چکے ہیں۔ اُن کو جمع کر لیجئے اور سب میں سے تفسیری آیات منتخب کر لیجئے۔ یاد پڑتا ہے کسی نے یہ کام کیا بھی ہے اگر اُس کا پتہ مل جائے تو اُس سے بھی مدد لی جائے مولوی ظہور حسن ناظم خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون سے اور مفتی محمد شفیع صاحب سے اُس کا پتہ لگ سکتا ہے والد صاحب کو سلام عرض کیجئے۔　　والسلام: ظفر احمد عثمانی　۲۳ شوال ۸۲ھ

(۳)

۲۵ رذی الحجہ ۹۲ھ　　(سقوط ڈھاکہ پر تاثرات)

مکرمی المحترم دام فضلہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بندہ نے آپ کے ارشاد کے مطابق سقوط ڈھاکہ میں تاثرات کے بارے میں ایک مضمون رجسٹری کر کے ارسال کیا تھا۔ امید ہے مل گیا ہوگا۔ وہ مضمون الحق کے کسی پرچہ میں شائع ہوا ہے تو وہ پرچہ میرے پاس نہیں آیا امید ہے کہ اس کے متعلق حالات سے مطلع فرمائیں گے۔　　والسلام

(مولانا تھانوی کے تفسیری معارف کے بارہ میں اکابر کو ناچیز کا خط)

[1] حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانوی کے مواعظ وملفوظات سے قرآنی اور تفسیری لطائف ونکات کا انتخاب کرنے کا ارادہ کیا تھا اور بعض اکابر علماء کو مشورہ اور راہنمائی کے لئے خط لکھا تھا۔ مفتی محمد شفیع، مولانا عثمانی اور دیگر اکابر کے نام میرے اس مکتوب کا متن یہ ہے۔

۶ رشوال ۸۲ھ

بگرامی خدمت مخدومی المحترم المکرم جناب حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی شیخ الحدیث دار العلوم اسلامیہ ٹنڈوالہ یار زیدت الطافکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے مزاج سامی بالخیر ہوں گے۔ یہ حقیقت آپ سے زیادہ کس کو معلوم ہوگی کہ حضرت حکیم الامۃ مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ والرضوان آیۃ من آیات اللہ اور حجۃ اللہ علی العلمین تھے۔ انہوں نے علوم قرآن ونبوت کے دریا بہائے۔ قرآن مجید کی ایک الگ تفسیر لکھی۔ ان کا سینہ مبارک قرآنی علوم وحکم (اسرار ورموز اور الاعتبار والتاویل) کا ایک بحر ذخار تھا۔ قرآنی علوم کے تشریح وتفسیر میں ان کے وھبی الہامی اور نرالی شان کا زیادہ تر ظہور ان کے مواعظ میں ہوا ہے۔ اور وعظ وارشاد کے دوران باتوں باتوں میں انھوں نے مشکلات قرآن اور مغلقات کو الہامی طریقہ سے حل فرمایا ہے۔ اور کسی بھی مناسب تقریب سے انہوں نے قرآن مجید کے آیات کی تفسیر وتشریح میں بیش بہا موتی بکھیرے ہیں۔ مگر افسوس کہ یہ جواہر پارے ہزاروں صفحات کے مواعظ میں منتشر ہیں اور یکجا مرتب شکل میں تا حال پیش نہیں ہو سکے۔ مواعظ وملفوظات اشرفیہ کے مطالعہ کے دوران شدت سے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ تمام مواعظ وملفوظات سے قرآنی آیات کے ضمن میں بیان کئے گئے۔ افادات جمع کر دیئے جائیں۔ اور پھر سورتوں کی ترتیب سے اسے یکجا مرتب کر دیا جائے اس سے قبل امام ابن قیمؒ، امام ابن تیمیہؒ اور دیگر اکابرین امت کے اس قسم کی تفسیری مجموعے شائع ہوئے ہیں۔ گو اس کام کیلئے بڑی ہمت وقت اور وسائل کی ضرورت ہے۔ مگر خداوند کریم کے فضل وکرم اور آپ بزرگوں کی دعاؤں سے اگر یہ کام شرمندہ تعبیر ہو سکے تو حکیم الامت علیہ الرحمۃ کے علوم ومعارف سے ایک ایسا مجموعہ مرتب ہو جائے گا جو امت کیلئے علوم قرآنیہ پر ایک عظیم اور اصول ذخیرہ ہوگا۔ چونکہ حضرت والا کو بھی خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے صحبت واستفادہ کا شرف نصیب ہوا ہے۔ ان کے علوم ومعارف سے آپ کو لگاؤ ہے اور ان کی ترتیب واشاعت کا تجربہ بھی آپ کو ہے۔ اس لئے استدعا ہے کہ اس ناچیز کی اس کام کے آغاز وانتخاب اور طریقہ ترتیب وغیرہ کے لئے اپنے پاکیزہ تجربات مشوروں اور رائے صائب سے راہنمائی فرمادیں۔ امید ہے اس نیک ارادہ کی تکمیل میں حضرت محترم کی دعائیں اور مناسب سرپرستی وراہنمائی میری کامیابی کا باعث ہوگی۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ حضرت والد ماجد مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ سلام مسنون فرماتے ہیں۔ جواب کا شدت سے منتظر ہوں۔　　والسلام: احقر سمیع الحق مدیر الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(۴)

۱۹؍ذیقعدہ ۱۳۹۱ھ (سقوط مشرقی پاکستان کا المیہ O اسلام میں پہلا شرمناک واقعہ O کچھ اپنی خودنوشت)

محترمی مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مشرقی پاکستان کے المیہ کے بارے میں اپنے تاثرات کیا عرض کروں، میں وہاں ڈھاکہ میں تقریباً ۱۵، ۱۶ سال رہا ہوں۔ میرا اپنا قائم کیا ہوا مدرسہ جامعہ قرآنیہ لال باغ ڈھاکہ میں ہے۔ میرے شاگرد اور متعلقین وہاں بہت ہیں مجھ پر مشرقی پاکستان کے بھارت کے ہاتھ میں جانے کا جتنا بھی صدمہ ہو کم ہے۔ ۱۹۵۳ء میں مشرقی پاکستان میں مسلم لیگ اور عوامی لیگ میں الیکشن ہوا تھا جس میں عوامی لیگ کامیاب ہوگئی۔ مسلم لیگ کو شکست ہوئی۔ میں اس وقت مدرسہ عالیہ ڈھاکہ میں مدرس اول تھا۔ ساڑھے سات سو ۷۵۰ روپیہ تنخواہ پاتا تھا، مگر عوامی لیگ کی کامیابی سے مشرقی پاکستان سے میں دل برداشتہ ہوگیا۔ ۱۹۵۴ء میں حج کو گیا۔ حج سے واپس ڈھاکہ آیا اور ڈھاکہ سے اکتوبر ۱۹۵۴ء میں مغربی پاکستان دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو والہ یار میں چار سو روپیہ تنخواہ پر چلا آیا۔ پرنسپل مدرسہ عالیہ ڈھاکہ نے بہت کہا کہ میں مدرسہ عالیہ کو نہ چھوڑوں، میں نے کہا کہ قاعدہ سے مجھے ریٹائرڈ ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ پچپن سال سے زیادہ عمر ہو چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے لئے توسیع کرادیں گے۔ علماء حدیث کیلئے ایسا ہوتا رہا ہے۔ مولانا محمد حسین صاحب سلہٹی دس سال پہلے پچپن سال کے ہو چکے تھے۔ مگر برابر توسیع دی جارہی ہے آپ کے بھی قویٰ اچھے ہیں، آپ کو توسیع ضروری جائے گی۔ مگر میں نے کہا کہ اب دل برداشتہ ہوگیا ہوں۔ اب تو مغربی پاکستان ہی جانے دیا جائے۔ چنانچہ اب ۱۷ سال سے ٹنڈو والہ یار کے دارالعلوم الاسلامیہ میں قیام ہے۔ اس وقت جب عوامی لیگ کامیاب ہوئی میں حج کو چلا گیا تھا، وہاں ایک عالم بزرگ کا خط ملا کہ مشرقی پاکستان میں بڑا سخت طوفان آیا ہے۔ دعا کیجئے یہ عالم بزرگ عوامی لیگ کے حامیوں میں سے ہے۔ میں نے مکہ ہی سے جواب لکھا۔

اے بادِ صبا این ہمہ آوردۂ تست

مولانا یہ سخت طوفان اور بلا آپ ہی کی لائی ہوئی ہے۔ آپ نے عوامی لیگ کو کامیاب کیا۔ اسکے یہ آثار ہیں۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ پھر اس کے بعد بھی سخت طوفان آئے اس کے بعد ۱۹۷۰ء میں الیکشن ہوا جس میں انتخاب مخلوط نے عوامی لیگ کو کامیاب کیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ سب کے سامنے ہے کہ مشرقی پاکستان بھارت کے قبضہ میں چلا گیا۔ بانوے ہزار فوج نے ہتھیار ڈال دیئے۔ یہ غالباً اسلام میں پہلا واقعہ ہے۔ مگر سنا گیا ہے کہ ہماری فوج نے ہتھیار نہیں ڈالے جنرل نیازی برابر ہتھیار ڈالنے سے انکار کرتا رہا اور فوج بھی انکاری تھی مگر ان کو ایوانِ صدر نے ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ والسلام ظفر احمد عثمانی ٹنڈو والہ یار

(۵)

"الحق" ذیقعدہ ۱۳۹۱ھ (ڈھاکہ میں پاکستانی پرچم کشائی اور سلہٹ ریفرنڈم O ڈھاکہ میرا گھر بن گیا ہے)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اضافے: ا۔ مضمون حسب ارشاد ارسال کر چکا ہوں اس میں ابتداء میں جہاں میں نے مشرقی پاکستان سے اپنے تعلقات کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اتنا اور بڑھا دیجئے گا کہ ۱۴؍اگست ۱۹۴۷ء مطابق آخری جمعہ ۲۷؍رمضان المبارک کو ڈھاکہ میں پرچم پاکستان میں نے ہی لہرایا تھا۔ اور سلہٹ ریفرنڈم کی کامیابی اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر رکھی تھی۔ ڈھاکہ جب تک رہا وہاں کے حکام اور وزراء میرا بہت احترام کرتے تھے۔ ڈھاکہ گویا میرا گھر بن گیا تھا۔ میں حالانکہ اب لمبے سفر سے معذور ہوگیا ہوں۔ مگر ڈھاکہ جانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا، جب وہاں کے احباب نے بلایا میں بے تکلف چلا گیا۔ وہاں کے سفر سے انشراح خاطر ہوتا تھا۔

ظفر احمد عثمانی دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو والہ یار

(۶)

(خط کا تتمہ تیسرا خط ○ دشمنی عوامی لیگ نے پیدا کی ○ علماء سے نفرت پھیلائی غیر بنگالی مسلمانوں پر حملہ)

۲۳رذی قعدہ ۱۳۹۱ھ

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اس مضمون پر یہ سوال ناظرین کے دل میں پیدا ہوگا کہ عوامی لیگ کی کامیابی سے میرا دل مشرقی پاکستان سے برداشتہ کیوں ہوا؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ بنگال، غیر بنگال اور اردو دشمنی عوامی لیگ نے پیدا کی۔

ورنہ میں سولہ سال بنگال میں رہا، بنگالیوں نے ہمیشہ ہماری اردو تقریر شوق سے سنی، بعد میں ترجمہ بھی بنگلہ میں ہوتا تھا مگر ترجمہ کا تقاضا نہیں ہوتا تھا، عوامی لیگ کے کامیابی کے بعد بس پندرہ منٹ اردو تقریر ہوئی۔ اور آواز آنے لگی بنگلہ بولو۔ عوامی لیگ نے علماء سے نفرت پھیلائی۔ اس کا نعرہ تھا "لمبا کرتہ گول ٹوپی نہیں چاہئے"۔ یہ علماء کا لباس تھا۔ جس سے بیزاری ظاہر کی گئی۔ پھر چاٹگام میں غیر بنگالی مسلمانوں پر حملہ کیا گیا ڈاکٹر خورشید کو جو کاغذ بنانے کا ماہر تھا قتل کیا گیا۔ والسلام ظفر احمد عثمانی

(۷)

۳۰ رمضان ۹۴ھ (قادیانیت کے بارہ میں پارلیمانی فیصلہ پر تأثرات)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ رمضان کی وجہ سے جواب میں دیری ہوئی۔ آج ۳۰ رمضان کو جواب دے رہا ہوں۔

۱۔ قادیانی مسئلہ کا جو حل وزیر اعظم پاکستان اور اُن کی کابینہ نے کیا ہے۔ میں نے اس پر وزیر اعظم اور اُن کی کابینہ کو دلی مبارکباد دی ہے کہ یہ فیصلہ شریعت کے مطابق اور عام اہل اسلام کے جذبات کے موافق ہے۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

۲۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد حکومت کا فرض ہے کہ اُن کو کلیدی عہدوں سے الگ کریں اور افواج پاکستان سے بالکل الگ کریں کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب میں جہاد منسوخ ہوگیا ہے، اُسکے ماننے والے میں جذبہ جہاد نہیں ہوسکتا۔ اس کے علاوہ عام مسلمانوں کو اُن کے ساتھ اسلامی تعلقات رکھنے نہ چاہئیں جو خود قادیانی بنا ہے وہ مرتد ہے۔ جس کو تین دن کی مہلت دے کر قتل کر دینا حکومت کا فرض ہے اور جو خود مرتد نہیں ہوا بلکہ مرتد کی اولاد ہے، وہ اگر دوسرں کو مرتد بناتا ہے اس کی بھی یہی سزا ہے اور جو مرتد نہ بناتا ہو اس سے اسلامی تعلقات نہ رکھیں جائیں۔ اور جو قادیانی توبہ کرنا چاہے اسکی توبہ قبول کرنے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر مرتد مانے۔ اسی طرح جو اُسکو نبی کہتے ہیں۔ ان کو بھی کافر مرتد مانے۔ والسلام: ظفر احمد عثمانی عفاعنہ ۳۰ رمضان ۹۴ھ

نوٹ:۔ چونکہ طلبہ تعطیل میں متفرق ہوگئے ہیں۔ نقل میرے پاس نہیں بغیر نقل کے جواب بھیج رہا ہوں۔ امید ہے اسکی نقل مجھ کو بھیج دی جائے گی

(۸)

۳ محرم ۱۳۹۲ھ (سقوط مشرقی پاکستان میں قادیانیت کا حصہ)

مکرمی المحترم مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحق بابت جنوری وفروری موصول ہوا، سقوط مشرقی پاکستان پر مضامین دیکھے۔ مگر بڑا سبب اس سقوط کا بیان سے رہ گیا۔ بانوے سے چورانوے ہزار فوج کا جو ایک لاکھ کے قریب تھی ہتھیار ڈال دینا۔ تاریخ اسلام میں اس سے پہلے نظر سے نہیں گزرا۔ یہ غلط ہے کہنا کہ بندی کی وجہ سے اسلحہ اور کمک پہنچانا دشوار تھا۔ ایک لاکھ کے قریب فوج کو کمک کی ضرورت نہیں تھی۔ اسی طرح اسلحہ بھی ہماری فوجوں نے دشمن سے چھین کر حاصل کیا ہے۔ مشرقی پاکستان میں بھی ایسا ہوتا رہا ہے کہ دشمن کا کثیر تعداد میں اسلحہ چھینا گیا۔ اور اس سے کام لیا گیا۔ میرے خیال میں بڑا سبب اس شکست کا یہ تھا کہ ہماری فوج میں اور جرنیلوں میں بعض قادیانی تھے۔ اور یحییٰ خان کے بعض مشیر بھی قادیانی تھے۔ ان لوگوں نے مشورہ دیا کہ ہتھیار ڈال دیئے جائیں۔ اور جنگ موقوف کی

جائے ،اس فرقہ کو پاکستان سے ہمدردی نہیں بلکہ بھارت کے ساتھ زیادہ ہمدردی ہے۔ کیونکہ ان کا مرکز قادیان بھارت میں ہے۔ پھر یہ جماعت مرتد ہے اس کو اسلام اور شوکت اسلام سے کیا واسطہ؟ ان کے نزدیک جہاد منسوخ ہے تو یہ جذبہ جہاد سے عاری ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ علماء اسلام اسی تحریک کو منظم طریقہ سے چلائیں کہ اس شکست کا بڑا سبب قادیانی جماعت کا پاکستان کے ہر شعبہ میں یہاں تک کہ فوج میں اور فوج کے بڑے عہدوں میں دخیل ہو جانا ہے۔ صدر کے مشیروں میں بھی بعض قادیانی موجود ہیں اور اب بھی ہیں جب پاکستان بنا اور اسکی وزارت خارجہ کا عہدہ ظفر اللہ خان قادیانی کو دیا گیا تو حضرت مولانا شبیر احمد صاحب نے نواب زادہ لیاقت علی خان کو لکھا تھا کہ قادیانیوں کو حکومت کے کلیدی عہدوں پر فائز کرنا ہرگز جائز نہیں اگر آج اس تلخ گھونٹ کو گلے سے اتار لیا گیا تو آئندہ زہر کا پیالہ پینے کو تیار رہنا چاہیے۔ چنانچہ زہر کا ایک پیالہ تو پی لیا گیا کہ مشرقی پاکستان ہاتھ سے نکل گیا۔ اگر اب بھی ان لوگوں کو حکومت میں فوج میں داخل کیا گیا تو دوسرا زہر کا پیالہ پینے کو تیار رہنا چاہیے کہ مغربی پاکستان بھی ہاتھ سے نکل جائیگا، خدا نہ کرے۔ اس نظریہ کو مسلمانوں میں پھیلانے کی ضرورت ہے۔ میں تو لمبے سفر سے معذور ہوں، اس کے لئے ہوشیار کام کرنے والوں کو منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ جناب والا اس پر توجہ فرمائیں گے۔

والسلام: ظفر احمد عثمانی عفی عنہ

☆☆☆

مولانا ظفر احمد قاسم۔ وہاڑی ملتان

۱۸ ستمبر ۱۹۸۸ء نزیل انگلینڈ (شیخ الحدیث کی وفات پر تعزیت)

بسم اللہ الرحمان الرحیم، مخدوم و مکرم حضرت السید المحترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلکم وفیوضکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج سامی بخیر۔ ختم نبوت کانفرنس لندن میں شرکت کیلئے حاضری ہوئی۔ چند دن مزید احباب کے پاس گزارنے کی غرض سے ٹھہر گیا اخبار کافی دن سے نہیں دیکھا تھا آج مانچسٹر میں ایک دوست کے گھر ہفتہ پہلے کا اخبار نظر سے گزرا۔ کلیجہ منہ میں آنے لگا دماغ چکرا گیا۔ آہ علم و عمل کا آفتاب غروب ہو گیا علمی دنیا سوگوار ہو گئی۔ ارباب فضل و کمال غم والم کے اتھاہ سمندر میں ڈوب گئے مشائخ و احباب طریقت اپنے عظیم مربی و محسن سے محروم ہو گئے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ ع ز چشمم آستین بردار و گوهر را تماشا کن

آنجناب سے کس انداز میں تعزیت کروں کہ پوری علمی دنیا ہی قابل تعزیت ہے اللہ تعالیٰ آنجناب اور دوسرے اعزہ کو اس عظیم حادثہ جانکاہ کے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرماویں اور حضرت اقدس قدس اللہ سرہ کے اس ثمر آور گلستان علم و فضل کو کما حقہ سنبھالنے اور اخلاص و ہمت سے بڑھانے کی توفیق عطا فرماویں اور حضرت کی آئندہ آنیوالی نسلوں کو اپنے دین کے محبوب شعبہ جات میں قبول فرماویں میری جانب سے معروض تعزیت سب عزیزوں تک پہنچا دیں۔ آج ہی بذریعہ فون جامعہ خالد بن الولیدؓ وہاڑی اطلاع کر رہا ہوں انشاء اللہ ایصال ثواب ہوتا رہیگا۔ اور یہ عاجز انشاء اللہ چند دن بعد حاضری حرمین شریفین میں بذریعہ طواف بھی ایصال ثواب ارسال خدمت شیخ قدس اللہ سرہ کریگا۔ اللہ تعالیٰ آنجناب کو ہر طرح کی صحت و سلامتی نصیب فرماویں اور پہلے سے زیادہ مجاہدانہ و مخلصانہ بھرپور انداز سے اعلاء کلمۃ اللہ کی توفیق مرحمت فرماویں۔ جلدی میں چند بے ربط سے عقیدت بھرے الفاظ سپرد قرطاس کر کے ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ دو دن تک حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا روانہ ہو جاؤں گا۔

والسلام، العبد الآثم ظفر احمد قاسم عفی عنہ، خادم جامعہ خالد بن الولید وہاڑی، حال نزیل مانچسٹر

راجہ ظفر الحق[1] اسلام آباد

(۱)

میٹنگ کل صبح ہی ۹ بجے ہوگی۔ آج شام نہیں ہوگی۔ راجہ ظفر الحق

(۲)

۲۱ جنوری ۱۹۸۵ء (نفاذ اسلام کنونشن ۱۴۰۵ھ)

مکرمی ومحترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ علماء کرام، مشائخ عظام، دانشوروں اور آئین وقانون کے ماہرین نے دین کی خدمت میں ہمیشہ ہراول دستے کا کردار ادا کیا ہے۔ آج پھر مجاہد اسلام (صدر محترم) کو آپ کی رہنمائی اور مشوروں کی ضرورت ہے تاکہ نفاذ اسلام کے عمل کو تمام فرقوں اور طبقوں میں ہم آہنگی کے ساتھ مؤثر طریقے سے تیز تر کیا جاسکے۔

۲۔ تقریباً دو سال قبل نفاذ اسلام کانفرنس ۲۶ جنوری ۱۹۸۳ء اور ایک سال قبل قومی علماء کنونشن ۴،۵ جنوری ۱۹۸۴ء میں منعقد ہوئیں۔ ہر دو موقعوں پر نفاذ اسلام کے بارے میں ٹھوس تجاویز دی گئیں۔ علماء کنونشن نے علماء کی چار کمیٹیاں تشکیل دیں۔ اور ہر کمیٹی نے اپنی اپنی سفارشات حکومت کو پیش کیں اور اس مدت کے دوران ان سفارشات پر جزوی یا کلی طور پر پیش رفت ہوئی۔

۳۔ ریفرنڈم کے بعد جو کامل اختیار جناب صدر پاکستان کو عوام نے دیا ہے اس کے مطابق حکومت اور اس کے ذیلی اداروں پر یہ لازم ہے کہ ترویج اسلام کے عمل کو تیز تر کیا جاسکے۔ صدر محترم کی یہ خواہش ہے کہ آپ نہ صرف سفارشات مرتب کرنے میں حصہ لیں بلکہ ایسے عملی فیصلے اور اقدامات کرنے میں حکومت کی امداد فرمائیں جن سے نفاذ اسلام کا جہاد پایۂ تکمیل تک پہنچے اور مکمل اسلامی معاشرہ کی تشکیل خود کار عمل بن جائے۔ نیز کانفرنس یا مقصد ہو اور اس کے بعد واضح خطوط حکومت کے سامنے ابھریں۔ اور ان خطوط کی نشاندہی، تشکیل اور ان پر عمل کرنے میں آپ کا مشورہ تعاون اور رہنمائی شامل ہو۔

۴۔ اس مقصد کے حصول کی خاطر کنونشن کے شرکاء مندرجہ ذیل مندرجہ پانچ کمیٹیوں میں تقسیم کردیے جائیں گے۔ (۱) اصلاح معاشرہ کمیٹی (۲) تنفیذ شریعت کمیٹی (۳) وحدت اُمہ کمیٹی (۴) رفاہیت عامہ کمیٹی (۵) بحالی عظمت رفتہ مساجد ومدارس کمیٹی

۵۔ ہر کمیٹی اپنے دائرہ کار میں سابقہ تجاویز اور ان پر عمل کا تجزیہ کرنے کے بعد آئندہ کیلئے ٹھوس سفارشات مرتب کرکے صدر مملکت کے سامنے پیش کریگی۔

۶۔ حکومت کا منشا ہے کہ مندرجہ بالا شعبوں میں خود کار عمل کی تفویض اور کارکردگی پر احتساب کے لئے ایسے مستقل ادارے قائم کردیئے

---

[1] راجہ صاحب ممتاز قانون دان، دینی اور آئینی امور پر عبور رکھنے والے اور مشکل مسائل پر اپنے مافی الضمیر کی مؤثر ترجمانی کرنے والے انسان ہیں۔ قادیانیت کے عدالتی تعاقب میں مؤثر کام کیا۔ صدر ضیاء الحق کے دور میں ان کے مؤثر ترجمان سپوکس مین رہے ہے اور ان کے اسلامائزیشن کے سلسلہ میں مجلس شوریٰ اور سینیٹ میں ہمارا زیادہ واسطہ اور سامنا ان سے ہوتا، اس دور میں وفاقی وزیر اطلاعات ومذہبی امور بھی رہے۔ وزیر اعظم جونیجو کے مشیر اور نواز شریف کے دور میں سینیٹ میں ہم ساتھ رہے۔ مؤتمر عالم اسلامی پاکستان کے انچارج ہیں۔ اور بین الاقوامی اہم اجتماعات میں شرکت کرتے ہیں (س)

[2] یہ خط میرے استفسار پر اس چٹ کا جواب ہے جو پشت پر لکھا گیا ہے صدر ضیاء کے دور میں اسلامائزیشن کے بارہ میں ہمارا یہ سلسلہ چلتا رہا۔

۱۴ اپریل ۱۹۸۴ء

محترم راجہ صاحب قبلہ۔ سلام مسنون۔ کیا آج میٹنگ شام کو ہوگی یا نہیں کیونکہ ڈاکٹر تنزیل الرحمان اور بعض ارکان کا کہنا ہے کہ کل شام آپ نے اٹھتے وقت فرمایا تھا کہ میٹنگ شام ساڑھے پانچ بجے ہوگی۔ اگر نہیں تو صرف کل صبح کا انہیں بتادیا جائے اس پر دو لفظ تحریر فرمائیں۔ والسلام سمیع الحق

جائیں جوان شعبوں سے متعلق وزارتوں کی نہ صرف رہنمائی کریں بلکہ ان کے ساتھ عملی تعاون اور ان کی نگرانی کریں تا کہ یہ مقاصد جلد از جلد حاصل کئے جاسکیں۔

ان اہم مقاصد کے لئے صدر پاکستان کے ارشادات کے مطابق ایک نفاذ اسلام کونشن مورخہ ۳۰،۳۱ رجنوری ۱۹۸۵ء کو بمقام مجلس شوری ہال اسلام آباد بوقت ۲/۱ ۹ بجے صبح منعقد ہونی قرار پائی ہے جس کے افتتاحی اور اختتامی اجلاس کی صدارت خود صدر محترم فرمائیں گے۔

۷۔ آپ سے استدعا ہے کہ آپ نہ صرف خود بلکہ اپنے دوستوں سے مشورہ اور غور وفکر کے بعد اپنی تجاویز اور سفارشات مرتب فرما کر ہمراہ لائیں۔

۸۔ اس دعوت نامہ کی وصولی کے فوراً بعد آپ ان پانچ کمیٹیوں میں کسی ایک میں اپنی شمولیت کے بارے میں اطلاع فراہم کریں تا کہ تقسیم کار میں آسانی ہو۔

۹۔ آپ اس سے قبل کمیٹی نمبر ۲ کے رکن تھے۔ اس کمیٹی کی سفارشات اور حکومتی سطح پر جو کام ہوا ہے۔ اس کا خلاصہ لف ہے۔

والسلام: المخلص راجہ محمد ظفر الحق وزیر مذہبی امور واطلاعات ونشریات

(۳)

(والدہ کی تعزیت)

برادرم محترم مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اخبار کے ذریعہ آپکی والدہ ماجدہ مرحومہ کے انتقال کی اطلاع ہوئی جس سے بے پناہ رنج ہوا۔ دعا گو ہوں اللہ کریم مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں مقام عطا فرمائیں۔ میری طرف سے قبلہ مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی اور خاندان کے دیگر افراد سے بھی اظہار تعزیت فرمائیں۔ اگر بروقت اطلاع ہو جاتی تو جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کرتا۔

والسلام، آپکا بھائی محمد ظفر الحق

(۴)

(چچا کی وفات پر تعزیت کا شکریہ)

۱۵ رجنوری ۱۹۹۸ء

محترم جناب حضرت مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی جانب سے میرے مرحوم چچا صاحب کی وفات پر اظہار ہمدردی کے لئے میں اور میرے اہل خاندان آپ کے انتہائی شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا فرمائیں۔

والسلام آپ کا خیر اندیش راجہ محمد ظفر الحق

(۵)

(مسئلہ کشمیر پر مسلم لیگ (ن) کا آل پارٹیز کانفرنس)

اپریل ۲۰۰۰ء

مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب، سلام مسنون، یہ امر انتہائی تشویش ناک ہے کہ موجودہ حکمرانوں نے مسئلہ کشمیر کے متعلق اپنے متضاد بیانات سے پاکستان کے اس اصولی مؤقف کو دھندلا دیا ہے جس کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کی تائید حاصل تھی۔ اس بنیادی مسئلے کے تصفیے کیلئے دوراز کار فارمولوں کا ذکر کر کے صورتحال کو مزید الجھا دیا ہے اور اس صورتحال نے نہ صرف پاکستانی عوام بلکہ لائن آف کنٹرول کے دونوں جانب کشمیری عوام میں بھی مایوسی اور غم وغصہ کی لہر دوڑا دی ہے دریں حالات اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ قومی سیاسی رہنما اکٹھے ہو کر اس معاملے میں قوم کے اصولی مؤقف کی دوٹوک انداز میں اجتماعی توثیق کریں۔

اس مقصد کے پیش نظر پاکستان مسلم لیگ (ن) نے 23 مئی کو بوقت 10 بجے صبح ہالیڈے ان ہوٹل اسلام آباد میں ایک کل جماعتی قومی

کشمیر کانفرنس بلانے کا فیصلہ کیا ہے آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنی جماعت کے دونمائندوں کے ساتھ بنفس نفیس اس کانفرنس میں شرکت فرمائیں۔ براہ کرم اس دعوت نامے کی قبولیت اور شرکت کی اطلاع اقبال ظفر جھگڑا صاحب سیکرٹری جنرل پاکستان مسلم لیگ (ن) کو تحریری طور پر دیدیں۔ مکان نمبر H-20 گلی نمبر 10 سیکٹر F-8/3 اسلام آباد۔

نیازمند (راجہ محمد ظفر الحق) چیئرمین پاکستان مسلم لیگ (ن)

(۶)

(مسئلہ کشمیر پر مؤتمر عالم اسلامی کا قومی مجلس مشاورت)

محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مسئلہ کشمیران سلگتے مسائل میں سے ہے جس نے کروڑوں انسانوں کو بے چین کر رکھا ہے۔ کشمیر میں ہزاروں افراد کا خون بہہ چکا ہے اور ایک بڑی تعداد پس زنداں ہے اور خطہ کے ماحول میں ایک بے یقینی کی کیفیت پیدا ہو چکی ہے۔ لہٰذا وقت کا تقاضا ہے کہ قومی سطح پر ایک مجلس مشاورت کا انعقاد کیا جائے تا کہ اس ماحول میں فکری یکجہتی پیدا کی جا سکے۔ اس سلسلے میں مؤتمر عالم اسلامی کے زیر اہتمام 15 جنوری بروز سوموار ہالیڈے ان ہوٹل اسلام آباد میں ایک "قومی مجلس مشاورت" کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں آپ کی شرکت ہمارے لیے باعثِ صد افتخار ہوگی۔

پروگرام ان شاءاللہ آغاز صبح 10:00 بجے، وقفہ نماز ظہر وطعام دوپہر 1:00 بجے، میڈیا بریفنگ سہ پہر 4:00 بجے

والسلام: راجہ محمد ظفر الحق

☆☆☆

مولانا ظفر احمد انصاری[1] ایم این اے کراچی

(قادیانی اقلیتی فیصلہ کے بارہ میں حکومت کو تجاویز کی نشاندہی)

۱۵ نومبر ۱۹۷۴ء

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا ایک گرامی نامہ پہلے ملا تھا دوسرا پرسوں ملا۔ جواب سے بوجوہ تاخیر ہوئی جس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ جہاں تک قادیانی مسئلے کے حل کے متعلق میرے "تاثرات اور احتیاطی تدابیر واقدامات کے بارے میں تجاویز کا تعلق ہے، میں سمجھتا ہوں کہ جن اکابر نے ارباب اقتدار سے گفت وشنید اور مفاہمت کے نتیجے میں یہ فارمولا تیار کیا وہی اس بات کے زیادہ اہل ہیں کہ اس کے مالہ وماعلیہ پر روشنی ڈالیں اور آئندہ کے لئے تدابیر واقدامات بھی تجویز فرمائیں۔ فارمولے میں درج شدہ دفعات جس حد تک عملاً موثر ہیں وہ بھی رفتہ رفتہ واضح ہوجائیگا۔ مجھے اس مرحلے پر کچھ عرض کرنا بے محل معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ سکوت ہی انسب نظر آتا ہے۔ حضرت مولانا اکوڑہ خٹک میں تشریف رکھتے ہوں تو میرا سلام عرض کر دیجئے گا۔ والسلام: طالب خیر محمد ظفر احمد انصاری

---

[1] مولانا قادیانی مسئلہ قومی اسمبلی میں زیر بحث آنے کے وقت ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے ممبر تھے۔ بڑے فعال اور باصلاحیت شخصیت حکومتوں کے ساتھ نازک بحرانوں میں بڑا اہم کردار کرتے رہے۔

مولانا ظفر اسحاق انصاری[1]

ڈائریکٹر جنرل اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ۔ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

۷/اگست ۲۰۰۱ء (امام اعظم ابوحنیفہ بحیثیت محدث اور انکی مسند امام ابوحنیفہ)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امام ابوحنیفہ (م ۱۵۰ھ) بطور فقیہ' بلکہ ایک فقہی مکتب فکر کے بانی کی حیثیت سے تو معروف ہیں' ان کی ایک حیثیت محدث کی بھی تھی' ان کی مرویات متعدد محدثین نے مرتب کی ہیں' اور کم وبیش پندرہ "مسانید الامام ابی حنیفہ" سے دنیائے علم متعارف ہے۔ ان سب مسانید کو امام خوارزمی نے "جامع المسانید" کے نام سے مرتب کردیا تھا۔

ماضی قریب کے ایک بالغ نظر عالم مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی نے اپنی تالیف "امام اعظم اور علم الحدیث" میں "مسانید الامام ابی حنیفہ" کے ذکر کے بعد لکھا تھا: "افسوس ہے کہ یہ سارا ذخیرہ آج آثار قدیمہ کی نذر ہے' اللہ کرے کوئی صاحب علم بزرگ اس علمی خدمت کے لئے آمادہ ہو جائیں"

ادارہ تحقیقات اسلامی۔ اسلام آباد نے' الحمد للہ امام حافظ ابونعیم اصفہانی (م ۴۳۰ھ) کی مرتبہ "مسند امام ابی حنیفہ" پہلی بار ڈاکٹر عبدالشہید نعمانی (ڈائریکٹر شیخ زید اسلامک سنٹر، کراچی یونیورسٹی کراچی) کی تحقیق وتخریج کے ساتھ شائع کی ہے۔ اس اہم کتاب کا واحد نسخہ مکتبہ احمد ثالث۔ استانبول میں محفوظ ہے' ڈاکٹر عبدالشہید نعمانی نے یہ بلند پایہ علمی کام اپنے والد ماجد اور حدیث کے استاد مولانا عبدالرشید نعمانی مرحوم کی رہنمائی میں انجام دیا ہے' اور اس پر کراچی یونیورسٹی نے انہیں ڈاکٹریٹ کی سند کا مستحق قرار دیا ہے۔

"مسند الامام ابوحنیفہ" کا ایک نسخہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ ممنون ہوں گا' اگر آپ اس کی وصولی اور اس پر اپنی رائے سے آگاہ فرمائیں گے۔

والسلام: طالب دعا (ظفر اسحاق انصاری)

☆☆☆

محمد ظفر اللہ خان۔ ایڈوکیٹ ایم این اے بھکر

(پاکستان کے نظام آبپاشی کے خلاف ورلڈ بنک کی سازشیں)

اٹھو کہ گھوم رہے ہیں خزاں کے ہرکارے
چمن بچاؤ کہ غم آشیاں کا وقت نہیں

جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ کیا آپ اپنے ملک میں صومالیہ کا سا قحط دیکھ سکتے ہیں؟

یقیناً آپ ایسا ہرگز نہیں چاہیں گے۔ مگر آپ کے مہربان ورلڈ بنک والوں نے آپ کے لئے ایسا پلان (Plan) تیار کیا ہے جسے عنقریب عملی جامہ پہنایا جارہا ہے۔ اس پلان کے ذریعے پاکستان کا نہری نظام جو کہ دنیا میں مثالی حیثیت رکھتا ہے اور پنجاب کا زیور ہے۔ اس کو تباہ کرنے کا عمل شروع کردیا گیا ہے۔ تاکہ زراعت جو کہ ہماری معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے ختم ہو کر رہ جائے۔

---

[1] مولانا ظفر احمد انصاری کے لائق فرزند اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد وغیرہ میں اہم خدمات انجام دے رہے ہیں۔

گزشتہ چند سالوں میں ورلڈ بنک کے آنے والے تمام مشنوں نے اپنی رپورٹوں میں اصرار کے ساتھ کہا کہ زراعت کے میدان میں ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کیلئے ہمیں نظام آبپاشی میں بنیادی تبدیلیاں کرنا ہونگی۔ان کے مطابق موجودہ نظام آبپاشی نہایت فرسودہ اور ناقابل عمل ہوتا جارہا ہے۔چنانچہ حکومت پاکستان کو قرضوں کے اجراء کے سلسلہ میں ورلڈ بنک کی جانب سے مسلسل دباؤ کا سامنا ہے کہ آبپاشی ونکاسی آب کے منصوبوں پر قرضے اسی صورت میں دیئے جائیں گے کہ جب ورلڈ بنک کی شرائط پر موجودہ نظام آبپاشی کو تبدیل کردیا جائے۔

صوبائی محکمہ جات آبپاشی کو توڑ دیا جائے اور میکسیکو اور ڈومنکون ری پبلک (Dominicon republic) کی طرز پر کاشتکاروں کی شرائط پر مبنی خودمختار اور (self financing) نجی ادارے نہروں کا انتظام سنبھال لیں۔ان ملکوں میں سسٹم ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۴ء کے دوران بتدریج رائج کیا گیا ہے۔اور ابھی سے اس نئے نظام کی دیرپا کامیابی کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنا قبل از وقت ہے۔لہٰذا ایسے نظام آبپاشی کو پاکستان میں یکا یک نافذ کرنا مہلک خدشات کا باعث ہوسکتا ہے۔اسکے علاوہ جہاں تک میکسیکو کے معاشرتی تمدنی، اقتصادی اور تعلیمی معیار کا تعلق ہے ان دونوں ملکوں میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔مثلاً میکسیکو میں تعلیمی اوسط ۸۷ فیصد جبکہ پاکستان میں ۲۰ فیصد سے بھی کم ہے میکسیکو میں سالانہ آمدنی فی کس ۳۰۳۰ ڈالر ہے جبکہ پاکستان میں صرف ۴۰۰ ڈالر ہے۔میکسیکو میں اوسطاً بارش ۱۶ انچ ہے۔

میکسیکو میں GDP کا صرف ۹ فیصد زراعت سے حاصل ہوتا ہے جبکہ پاکستان میں زراعت کا حصہ ۲۶ فیصد ہے، میکسیکو میں ۱۳۲۰ بڑے اور درمیانے سائز کے ڈیم (DAM) ہیں جبکہ پاکستان میں صرف منگلا اور تربیلا ہی دو بڑے Storage ہیں اور وہ بھی Tailend سے بہت فاصلہ پر واقع ہیں۔لہٰذا میکسیکو کا نظام آبپاشی دراصل (On demand system) ہے جبکہ ہمارا نظام آبپاشی (Fixed supply) کی بنیاد پر چلتا ہے۔آج پاکستانی کسان گھبراہٹ اور اضطراب کا شکار ہے۔بیسیوں اقسام کے لگانوں اور مہنگائی نے انکی کمر جھکا دی ہے۔وہ سالہا سال سے غربت اور افلاس کی چکی میں پس رہا ہے۔کاشتکار جس کی زمین کتنی ہی مالیت کی کیوں نہ ہو۔۱۰ لاکھ سے زائد مالیاتی اداروں سے قرضہ حاصل نہیں کرسکتا، اس پر شرح سود بھی ۱۵ فی صد ادا کرنا پڑتا ہے جبکہ ایک صنعتکار جتنا قرضہ حاصل کرنا چاہے اس پر کوئی پابندی نہیں۔اور شرح سود بھی بہت کم۔صنعتکار کی صنعت میں نقصان کے عوض انشورنس کمپنیاں بھاری معاوضہ ادا کرنے کی پابند ہیں مگر دوسری طرف کسان کی فصل ارضی وسماوی آفات کے سبب تباہ ہوجائے تو اس کا کوئی پرسان حال نہیں اور چھ ماہ تک عدم تحفظ کا شکار رہتا ہے۔مالیاتی ادارے بھی قرض کی وصولی کے سلسلہ میں تنگ کرتے ہیں۔کہا یہ جاتا ہے کہ ۸۰ فی صد زمیندار اسمبلی میں بیٹھے زرعی ٹیکس کے نفاذ میں رکاوٹ ہیں۔مگر حقائق یہ ہیں کہ صرف ۱۱۵ ایسے ممبران ہیں جس کی آمدنی کا دارومدار صرف اور صرف زمینداری پر ہے۔باقی لوگ زمیندار ہونے کے علاوہ صنعت کار بھی ہیں۔اگر کاشتکاری میں زیادہ فائدہ ہوتا تو لوگ زمین کیوں کر فروخت کرکے صنعت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔آئی ایم ایف کے ایجنٹ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ زرعی ٹیکس کا نفاذ لازمی ہے۔دراصل وہ ملک کی زرعی معیشت کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں محکمہ زراعت سندھ کے سروے کے مطابق کپاس، چاول، گنے اور گندم کی پیداواری لاگت ۱۹۹۰-۹۱ سے اب تک ۱۵۰ فی صد بڑھ گئی ہے۔جسکا معاوضہ انہیں بہت کم ملتا ہے۔پچھلے سال چنے کی قیمت ۱۲۰۰ روپے سے ۱۸۰۰ روپے فی بوری کے درمیان تھی مگر اب ۸۰۰ سے ۹۵۰ روپے کے درمیان ہے۔جو کاشتکاروں کے ساتھ سراسر ظلم ہے۔کاشتکار وطن عزیز کی خاطر چاول کپاس، وغیرہ پیدا کرکے کثیر زرمبادلہ حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔جس کا فائدہ انکی بجائے صنعتکار اٹھاتے ہیں آخر ایسا کیوں ہے؟

مگر اب محکمہ آبپاشی کو ورلڈ بنک کے دباؤ پر اگست ۹۶ء میں اتھارٹی بنانے کا فیصلہ کرلیا گیا ہے۔اس آرڈیننس کے تحت آبیانہ (پچھلے چند سالوں میں ۷۰۰ گنا بڑھایا جاچکا ہے) کے ساتھ فیلڈ اور درینج ٹیکس بھی کاشتکاروں سے وصول کیا جائیگا۔اور ہر نہر پر ایک سو مقامی وڈیروں کی اتھارٹی بنائی جائیگی۔جو پانی کی تقسیم کا فیصلہ کریگی۔جب اخراجات اتھارٹی کے کنٹرول سے نکل جائیں گے تو آبپاشی نظام کو نجکاری

میں دے دیا جائیگا۔ جس سے ظلم اور رشوت ستانی کا ایک نیا باب کھل جائیگا۔ ہر نہر کو ۱۰۰ از میندار وں کی اجارہ داری میں دینے یا نہری پانیوں کی نج کاری کے زہریلے اثرات ان کروڑوں کسانوں پر پڑیں گے جہاں سیاسی دشمنیاں اور برادری سسٹم ہے۔ غریب کسان معاشرے کی ان دو چکیوں میں پس جائیگا۔ علاقے کے یہ ۱۰۰ با اثر ممبران غریب کسانوں کے خلاف پانی کارڈ استعمال کریں گے۔ نہری پانی پر سرمایہ داروں اور سیاست دانوں کی اجارہ داری ہوگی۔ اور چند ایکڑ کا مالک کسان وڈیروں کا غلام بن کر رہ جائیگا۔ اریگیشن اتھارٹی یا نہری پانیوں کی نج کاری کے نظام کو وطن عزیز کے تمام صوبوں کی اسمبلیوں کسان کمیٹیوں نے مسترد کر دیا ہے۔ اور حکومت کو مشورہ دیا ہے کہ رائج آبپاشی نظام (جو سالہا سال سے رائج ہے) میں اصلاح کر کے اسے ہی جاری رکھا جائے۔ لیکن حکومت اری گیشن اتھارٹی یا نہروں کی نج کاری کے نظام کو آرڈیننس کے ذریعے کسانوں پر نافذ کرنے پر تلی ہوئی ہے جو نظام میکسیکو اور فلپائن میں فیل ہو چکا ہے!

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں کیا یہ مناسب ہوگا کہ اتنے بڑے منصوبے پر عمل درآمد کرنے سے پہلے ۷۰ فیصد آبادی جو کہ اس سے براہ راست متاثر ہونے والی ہے کو منصوبہ سے مکمل طور پر لاعلم رکھا جائے۔ حکومت کے پاس طاقت ہے اور کسان غریب بے بس اور لاچار ہیں ہوسکتا ہے صدیوں سے بھوک اور ننگ کے ستائے ہوئے دہقان اپنے جائز مطالبات منوانے کے لئے دیہاتوں سے باہر نکل آئیں۔ اس وقت حکومت پاکستان کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ فاقہ کشوں کے ساتھ وہی سلوک کرنا ہوگا جو انگلینڈ کے بادشاہ جیمز اول نے کیا تھا۔ یا پھر جمہوری دور میں تائیوان کے حکمرانوں کی تقلید کرتے ہوئے کسانوں سے صلاح و مشورہ یا افہام و تفہیم کے ذریعہ مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی سعی کرنی ہے۔

کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ ملک کے کاشتکار ورلڈ بنک کے پسندیدہ پروگرام کا خود جائزہ لیں کہ یہ کس حد تک قابل عمل اور ان کو قابل قبول ہوگا۔ بصورت دیگر نئے تجربہ کی ناکامی کی صورت میں ملک کو خطرناک حالات سے دوچار ہونے کا اندیشہ ہے۔ آپ کی خدمت میں تمام حقائق اس لئے واضح کئے جارہے ہیں تاکہ آپ بھی میرے ساتھ ملک کے بہترین مفاد میں اپنا کردار بروقت ادا کرسکیں۔

جنہیں تعمیر گلشن میں لہو دینا نہیں پڑتا ۔۔۔ وہ اکثر قوم کی آزادیوں کو بیچ کھاتے ہیں

مخلص محمد ظفر اللہ خان۔ ایڈوکیٹ ایم۔این۔اے۔ حلقہ ۵۵۔ بھکر

☆☆☆

میر ظفر اللہ خان جمالی وزیر اعظم پاکستان

(۱)

۲۳/ اپریل ۲۰۰۳ء (سیاسی صورتحال پر میٹنگ)

Respected Samiul Haq Sahib, السلام علیکم

With a view to promote political harmony and strengthen the democratic institutions, may I request for a meeting at the Prime Minister's House, Islamabad at 07.30 p.m. on Friday, April 25, 2003 to discuss ongoing political situation in the country.

With regards, Yours Sincerely, (Mir Zafarullah Khan Jamali)

خلاصہ: وزیر اعظم ہاؤس میں ایک میٹنگ جسمیں سیاسی صورت حال پر تبادلۂ خیال کیا جائیگا۔

(۲)

۲۴ جولائی ۲۰۰۳ء (اداروں کو مستحکم کرنے پر میٹنگ)

Respected Samiul Haq Sahib, السلام علیکم

As discussed in the Parliament, with a view to promote political harmony for strengthening the democratic institutions, I request your good self for a meeting at the Prime Minister's House, Islamabad at 1130 hrs on 27 July 2003. The meeting will be followed by lunch.

With regards. Yours Sincerely, (Mir Zafarullah Khan Jamali)

خلاصہ: جیسا کہ پارلیمنٹ میں تبادلۂ خیال ہوا ہے آزاد اداروں کو مضبوط بنانے کے سلسلے میں میٹنگ وزیر اعظم ہاؤس میں منعقد ہو رہی ہے شرکت فرماویں۔

(۳)

۲۶ دسمبر ۲۰۰۳ء (سارک سے متعلق امور پر تبادلہ خیال کیلئے میٹنگ)

Respected Samiul Haq Sahib, السلام علیکم

May I request you for a meeting on 28th December 2003 at 11.00 a.m. at the Prime Minister House, Islamabad to discuss matters relating to the forthcoming SAARC Summit (04-06 January 2004). The meeting will be followed by lunch. With profound regards,

Yours Sincerely, (Mir Zafarullah Khan Jamali)

خلاصہ: وزیر اعظم ہاؤس میں میٹنگ ہے جسمیں سارک سے متعلق اُمور پر تبادلہ خیال کیا جائیگا۔

(۴)

(صدر کرزئی کے ساتھ لنچ میں شرکت کی دعوت)

In honour of

His Excellency Mr Hamid Karzai

President of the Transitional Islamic State of Afghanistan

Mir Zafarullah Khan Jamali

Prime Minister of the Islamic Republic of Pakistan

request the pleasure of the company of

Maulana Sami ul Haq

at Lunche on

on Tuesday, 22nd April, 2003 at 12.45 for 1.00 p.m

at Prime Minister House, Islamabad

R.S.V.P
Protocol Section
Prime Minister House
Islamabad
Tele : 9224519
9222666

Dress:
Civilians : National/Lounge Suit
Services : SD/Working

خلاصہ: وزیراعظم ہاؤس میں حامد کرزئی صدر افغانستان کے ساتھ لنچ کی دعوت۔

(۵)

۲۰ رجنوری ۲۰۰۲ء (اہلیہ مرحومہ کی وفات پر تعزیت)

I am deeply grived to learn about the sad demise of your esteemed wife.

انالِلّٰہ وانا الیہ راجعون

May Allah rest the departed soul in eternal peace and give you and other family members the strength to bear this irreparable loss. Please accept my sincerest sympathies on this sad occasion.

Yours sincerely, Mir Zafarullah Khan Jamali

خلاصہ: زوجہ محترمہ کی وفات کی تعزیت۔

☆☆☆

ظفر بختاوری[1] اسلام آباد

(سینیٹ سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمینی پر مبارکباد)

Senator Maulana Sami-ul-Haq, Darul-Uloom Haqqania, Akora Khattak, NOWSHERA

Sir, It is a great pleasure to know through the newspapers that you have been honored as the Chairman, Senator Standing Committee on Religious Affairs. I congratulate you on this great occasion.

---

[1] اسلام آباد کے سفارتی حلقوں کے تقریبات کے حوالے سے جانے پہچانے شخص

I believe, your selection for this office is the right choice as your personality is highly respected among the Islamic Scholars in Pakistan. You have also deep knowledge and understanding of Islam. Praying for your long life, progress and prosperity. Zafar Bakhtawari(Chairman)

ترجمہ: مذہبی اُمور کے چیئر مین منتخب ہونے پر مبارکباد۔ آپکو جو یہ عہدہ دیا گیا تو آپ اسکے قابل تھے کیونکہ پاکستان کے تمام مذہبی سکالر آپکی بہت بڑی قدر کرتے ہیں اور اسکے علاوہ آپکے پاس بڑا علم ہے اور اسلام کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔

☆☆☆

ظفر حجازی۔فیصل آباد

(مولانا دریابادی کا قادیانیت کے بارہ میں نرم گوشہ)

مولانا مدرار اللہ صاحب نے تفسیر ماجدی کا ایک اقتباس اپنی تحریر میں پیش کیا ہے (الحق صفحہ ۵۳) جس میں دریابادی صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق لکھا ہے کہ مرزا تو اپنے کو کھلم کھلا اور متبع کامل دین احمدی کہتے ہیں چنانچہ ان کی نبوت کو اتباع رسول ہی قرار دیا ہے، کیا مرزا غلام احمد قادیانی اپنے تمام دعاوی کے باوجود متبع دین احمدی ہی تھے۔اگر وہ اجرائے نبوت کے قائل تھے تو دریابادی صاحب کے مقرر کئے ہوئے معیار کے مطابق مرزا قادیانی، اجماع امت کے مطابق زندیق اور اسلامی حکومت میں واجب القتل ٹھہرتے ہیں۔

مولانا مدرار اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ "بہر حال مرزا قادیانی اجرائے نبوت کا قائل ہے" الحق ۵۳ جب مرزا قادیانی اجرائے نبوت کا قائل ہے تو اس کے بارے میں یہ تاثر دینا کہ وہ متبع دین احمدی ہے نرم گوشہ نہیں تو اور کیا ہے۔ بلکہ یہ اپنے ہی قائم کردہ معیار کو نظر انداز کر کے مرزا کی صفائی پیش کرنے کی خطرناک کوشش ہے۔تفسیر ماجدی کے پڑھنے والے افراد، اس اقتباس سے یہی تاثر لیں گے کہ مرزا قادیانی متبع دین احمدی تھے لا حول و لا قوۃ۔

آپ کے علم میں ہوگا۔آپ سے زیادہ اور کسے علم ہوگا کہ جن دنوں پاکستان قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف ملک بھر میں چلنے والی عوامی، اینٹی قادیانی تحریک کے نتیجے میں زور دار بحثیں ہو رہی تھیں اور کفر و اسلام کی یہ آویزش قادیانیوں (اور لاہوریوں) کو غیر مسلم قرار دئے جانے پر منتج ہوئی تھی انہی دریابادی صاحب نے بھارت میں اپنے پرچے میں اس کے خلاف لکھا تھا۔اس فیصلے کے چند ماہ بعد الحق ہی میں دریابادی صاحب کا ایک خط شائع ہوا۔جو قادیانیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے (اور اجماع امت کے خلاف رائے رکھنے) کا دستاویزی ثبوت ہے۔آپ اس پوری تحریک سے واقف ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ سعادت بخشی کہ باقی علماء کے ساتھ ساتھ مولانا یوسف بنوریؒ کے معاون خصوصی کی حیثیت سے آپ نے بھی اس معرکے میں بھر پور حصہ لیا۔اگرچہ علماء بہت پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے چکے تھے، لیکن اس تحریک میں تو ہر مسلک کے علماء نے آپ حضرات کا ساتھ دیا تھا۔اور اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کی مساعی کو بار آور کر دیا۔یوں قادیانیوں کے خلاف پوری صدی کی جدوجہد اپنے منطقی انجام کو پہنچی۔

ظفر حجازی فیصل آباد

سید ظفر علی شاہ[1] پشاور

(۱)

۱۹ جنوری ۱۹۹۳ء

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پروردگار عالم آپ کو اپنی خصوصی مدد فرمائے۔ آپ جو کوششیں برائے اتحاد اسلام اور اتحاد عالم اسلام اور اتحاد دینی محاذ سے کر رہے ہیں وہ اپنی منزل پہنچیں تو یہ آپ کی زندگی کا ایک سنہرا باب ہو گا۔ میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ ملک میں جو انتشار اور بے حیائی اور دین کے ساتھ مذاق اڑایا جا رہا ہے اس کا واحد حل دینی جماعتوں کا اتحاد ہے۔ وقت کی پکار بھی ہے کہ مسلمانوں اسلام کی سربلندی اور احیائے دین کے لئے ایک ہو جاؤ۔

والسلام نیازمند سید ظفر سابق صوبائی وزیر (ترجمان دین جلد۲ شمارہ۸ صفحہ۱۴)

(۲)

اکتوبر ۱۹۹۶ء

Senator Maulana Samiul Haq Esqr, Darul Ullum Haqania Akora Khattak

My Dear Brother,

I hope this letter finds your goodself and all the members of your family in the best of health. The marriage ceremony of my daughter will be held on the 24th Oct, 1996. I shall be most grateful if you would kindly grace the Occasion with your presence at the Pearl Continental Hotel Peshawar at 8 pm on the 24th Oct. 1996.

A formel invitation card is also being sent to your goodself seprately with highest personal regards.

Your's Sincerely

Syed Zafar Ali Shah

(۳)

۱۷ مارچ ۱۹۹۷ء

محترمی ومکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج گرامی بخیریت ہونگے۔ یادآوری کا بہت شکریہ! دین اسلام کی سربلندی اور عظمت کیلئے آپ جو کچھ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ قوم کو آگاہ کرنا آپ کا فرض اولین ہے۔ جس وقت بھی دین اسلام کے لئے آپ نے اپیل کی ہم انشاء اللہ لبیک کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ دارالعلوم حقانیہ کو قائم ودائم رکھے میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ والسلام سید ظفر علی شاہ

---

[1] پشاور کے سرکردہ تاجر، دینی، تبلیغی کاموں میں دلچسپی لیتے رہے۔ ادارہ تبلیغ الاسلام قائم کیا، جو ربیع الاول میں سیرت کے تقاریب میں سرگرم رہتا ہے مؤتمر عالم اسلامی صوبہ سرحد کے صدر رہے اور گورنر فضل حق کے دور میں صوبائی وزیر بھی۔

سید ظفر علی شاہ ایڈووکیٹ اسلام آباد
(ملک کا بحران اور مسلم لیگ (ن) کا آل پارٹیز کانفرنس)

مکرمی و محترمی مولانا سمیع الحق صاحب! وطن عزیز اپنی تاریخ کے سنگین ترین و آئینی بحران کا شکار ہے۔ پارلیمانی نظام عملاً ختم ہو چکا ہے۔ صوبوں کے درمیان سنگین تنازعات کے بیج بو دیے گئے ہیں۔ ملک کی بقا اور آزادی خطرے میں پڑ چکی ہے۔ پارلیمنٹ کے اندر اور باہر کی تمام محب وطن سیاسی جماعتوں اور تنظیموں کا فرض ہے کہ وہ ملک اور قوم کو اس صورتحال سے نکالنے کے لئے ایک مشترکہ اور متفقہ لائحہ عمل اختیار کریں۔ اسی حقیقت کے پیش نظر پاکستان مسلم لیگ (ن) کے چیئر مین راجہ محمد ظفر الحق اور قائمقام صدر مخدوم جاوید ہاشمی نے دوستوں سے مشورے کے بعد ۲۶ رجولائی ۲۰۰۳ء کو صبح ۹:۳۰ بجے اسلام آباد میں آل پارٹیز کانفرنس بلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ براہ کرم کانفرنس میں شرکت فرما کر عزت افزائی فرمائیں۔ مخلص: سید ظفر علی شاہ ایڈووکیٹ کنوینر اے پی سی

مرکزی نائب صدر پاکستان مسلم لیگ (ن)، مرکزی سیکرٹری اطلاعات اے۔آر۔ڈی سنٹرل سیکرٹریٹ اسلام آباد

امید ہے کہ آپ اپنی دعاؤں میں بھی یاد فرماتے رہا کریں گے۔

☆☆☆

مولانا ظہور احمد[1] خطیب رستم مردان
(بیلجیئم[2] کے واقعہ پر جذبات تحسین و محبت)

یکم مئی ۲۰۰۵ء

ابتدائے سخن بنام آں خداوندے کہ دلہا را بدلہا داد پیوند۔ میرے عظیم مشفق و مہربان استاذنا المحترم و شیخنا المکرم قائد جمعیت فاتح یورپ، عظیم بین الاقوامی علمی شہرت یافتہ ولدِ محترم و مکرم کے عظیم بین الاقوامی علمی و سیاسی شہرت یافتہ فرزند محترم و مکرم، شیخ الحدیث ابن شیخ الحدیث حضرت العلامہ سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔ حفظنا اللہ بطول حیاتکم بجاہ النبی الامین آمین آمین یارب العلمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سلامم بتو باد اے قائد جمعیت ، چوں ریگ بیابان و برگ درخت

استاذنا المکرم قائد جمعیت شیخ الہند کے سیاست کے امین۔ برطانیہ برسلز میں فرنگی ظالم نے آپکے عظیم علمی و سیاسی و روحانی شان اور آپکے عظیم مجاہدانہ شان کے ساتھ جو نا شائستہ اور ذلیل حرکت کی ہے۔ تو حقیقت یہی ہے کہ ذلیلوں کی حرکت بھی ذلیل ہوتی ہے۔ اور عزتمندوں اور اشراف کی حرکت بھی عزت مند ہوتی ہے۔ لیکن فرنگی ظالم تو ذلیل ہی ذلیل ہے، ذلیل سے شرافت کا تقاضا عقل سلیم اور فطرت سلیم کے خلاف ہے۔ مادر علمی دیوبند ثانی دارالعلوم حقانیہ گلستان حسین احمد مدنیؒ کے تمام روحانی اور علمی فرزندوں کو عظیم صدمہ ہے۔ اور عظیم دکھ ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ ایک قسم مسرت بھی ہے۔ کہ آپ نے دنیائے فرنگی میں شیخ الہند کے سیاست کو زندہ کیا اور حضرت امیر المومنین فی الحدیث ثنا فی الحدیث پاکستان کے امام بخاری حضرت مدنی کے علوم کے عظیم امین حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہ کے اسم گرامی اور مقام رفیع کو روشن و بلند فرمایا۔ اور دنیائے کفر اور تمام اقوام عالم کو ثابت کر کے دکھایا۔ کہ فرنگی نظام اور فرنگی ظالم کے مخالف صرف

---

[1] نہایت مخلص شخص، رستم ضلع مردان میں خطابت کے جوہر دکھاتے ہیں حقانیہ، بانیٔ حقانیہ اور ناچیز کے ساتھ سراپا محبت، جمعیۃ کے نظریاتی ساتھی۔

[2] بیلجیئم میں میرے داخلہ سے حکومت کی پریشانی اور برطانیہ یورپ کی پابندی کے واقعہ کا متعدد مقامات میں تفصیلی ذکر آیا ہے۔

اور صرف مرد قلندر مرد درویش علامہ سمیع الحق ہیں۔ اور دنیا کو ثابت کر کے دکھایا کہ میں ہی سرزمین پاکستان میں شیخ الہند کا علمی اور سیاسی جانشین ہوں۔ اور دشمنانِ اسلام اور دشمنانِ علم نبوت کے آنکھوں کا کانٹا آپ ہی کی ذاتِ گرامی ہیں۔ اور فرنگی ظالم و ذلیل نے اپنی خیال و تصور میں آپ کی شان رفیع کی توہین کی ہے، لیکن یہ حقیقت میں آپکی شان رفیع کی معراج ہی معراج ہے۔ اور معراج ہی معراج رہیگا۔

اہانت فرنگی سے مغموم نہ ہوا ے قائد حق　　یہ تو ہوتی ہے تجھے اونچا مقام حق کیلئے

فقط والسلام مع الحب والاکرام والسلام خیر ختام　　خاکروب حقانیہ ظہور احمد رستم

☆☆☆

پروفیسر ظہور احمد اظہر[1]

(الحق کا خصوصی شمارہ بیسویں صدی اور عالم اسلام کا چیلنج)

مکرمی و محترمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ کے لئے شکر گزار ہوں۔ مذکورہ موضوع[2] سے متعلق خصوصی شمارہ کا اعدادایک مبارک قدم ہے اور بروقت ہے۔ اس سلسلہ میں ہر قسم کے تعاون کو سعادت سمجھوں گا۔ ایک سیمینار میں شرکت کیلئے ریاض (سعودی عرب) جارہا ہوں۔ ۱۵ نومبر تک واپس لوٹوں گا۔ ان شاءاللہ واپسی پر مضمون پیش کرونگا۔　نیازمند ظہور احمد اظہر

☆☆☆

جنرل ظہور الاسلام عباسی[3] راولپنڈی

(دفاع افغانستان کونسل[4] کے قیام پر خوشی اور تعاون)

۲۱ جنوری ۲۰۰۰ء

محترم و مکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے پاکستان کی سب دینی جماعتوں اور جہادی تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے افغانستان پر عالم کفر کی معاشی اور اقتصادی یلغار کے خلاف ایک مشترکہ موقف اور لائحہ عمل اختیار کیا ہے، تو مجھے بہت خوشی ہوئی، آپ نے بڑی بصیرت اور جرأت کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور سب شرکا کو توفیق عطا فرمائے کہ اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے متحد ہو جائیں۔ پوری امتِ مسلمہ کے لئے اس چیلنج کا موثر مقابلہ کرنا فرض عین ہے مگر خصوصاً پاکستان پر یہ ذمہ داری براہ راست عائد ہوتی ہے۔ افسوس کہ ہماری غیر اسلامی حکومت طاغوت کا ساتھ دے رہی ہے۔ اللہ ان کو ہدایت دے! میری دعائیں طالبان کی اسلامی حکومت اور آپ کے ساتھ ہیں۔ اور عملاً بھی جو کچھ میں کرسکتا ہوں اپنی کمزوریوں اور بے سامانیوں کے باوجود ہمہ وقت اس کے لئے تیار ہوں۔ اللہ قبول فرمائے۔　آپ کا مخلص دینی بھائی: جنرل ظہور الاسلام عباسی

---

[1] صدر رابطہ ادب اسلامی عالمی پاکستان، لاہور کے اہم تعلیمی اداروں میں لیکچرار　[2] بیسوی صدی اور عالم اسلام کے چیلنجز

[3] جنرل مشرف دور میں فوج میں بغاوت کیس سے شہرت یافتہ شخصیت، تفتیش و حراست کے مراحل سے گزرے، دینی جذبات اور احساسات سے سرشار، ہمارے پاک افغان ڈیفنس کونسل اور دیگر اجتماعی پروگراموں میں بھرپور ساتھ دیتے رہے۔

[4] اسکی تفصیلات مکتوبات کے آخر میں ملاحظہ ہوں۔

مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر[1]

(شیخ الحدیث کی وفات پر تعزیت)

مکرمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ کے والد ماجد اُستاد العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر صرف آپ کو ہی نہیں بلکہ ہزاروں دیندار لوگوں کو صدمہ پہنچا ہے۔مرحوم اکابرین دیوبند کی نشانی تھے۔رب العزت "شیخ الحدیث" کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے اور آپکو یہ صدمہ برداشت کرنے کے ساتھ مرحوم کا سچا جانشین بنائے آمین۔میری طرف سے تعزیت قبول فرمادیں۔

والسلام قاضی محمد ظہور الحسین اظہر تحصیل وضلع چکوال

☆☆☆

ظہیر احمد خان۔چیئرمین آصف علی زرداری۔ریلیف کمیٹی

(نئے سال پر مبارکباد)

Champion of Democracy

We pay sincere homage to Asif Ali Zardari

who has borne these seven years of internment

for the sake of General Public with utmost patience

and fortitude. He is a great stalwart who has not

compromised on principles and great ideals.

Let us be determined to continue our unremitting

struggle for the restoration of democracy,

solidarity and integrity of Pakistan,

خلاصہ۔ ہم آصف علی زرداری کے شکر گزار ہے جس نے جمہوریت کی خاطر سات سال قید گزارے اور صابر رہے۔اس لئے آج ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ اس جمہوریت کو پاکستان کی بقا کیلئے قائم ودائم رکھتے ہیں۔

Zaheer Ahmed Khan

Chairman (AAZRCP)

HAPPY

NEW YEAR

---

[1] خلیفہ مولانا حسین احمد مدنی، علامہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوالؒ کے فرزند وجانشین۔ماہنامہ حق چار یار کے مدیر

ظہیر میر ایڈووکیٹ۔ مدیر ہفت روزہ خدام الدین، لاہور

اپریل ۱۹۹۰ء (نفاذ اسلام بنیادی مسئلہ ہے مگر موجودہ جمہوری نظام سے حل نہیں کرایا جاسکتا

پاکستان جمہوریت سے نہیں لا الہ الا اللہ کے نعرے سے بنا)

مولانا سمیع الحق کے اظہار حق پر روزنامہ نوائے وقت کا اداراتی کالم:۔ روزنامہ نوائے وقت نے اپنی ایک اشاعت کے اداراتی صفحات میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے بیان کہ:۔ ''موجودہ دور میں اہم ترین اور بنیادی مسئلہ اسلام کا نفاذ ہے لیکن موجودہ اسمبلیوں کے ذریعہ نظام نہیں بدلا جاسکتا'' کو ہدف تنقید بنایا ہے:۔

<u>مولانا سمیع الحق کے بیان پر نوائے وقت کی تنقید کا جواب:</u> فاضل اداریہ نگار نے مولانا کے بیان کو سیاق وسباق کے حوالے سے نہیں پڑھا وگرنہ وہ خود مولانا کے بیان کی تائید کرتے۔ حضرت مولانا کے بیان کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ طرزِ حکومت خالصتاً مغربی جمہوری نظام ہے جس میں ملک کی اعلیٰ عدالت کے سربراہ کا ووٹ بھی ایک بدمعاش، جاہل اور گنوار شخص کے برابر ہوتا ہے۔ اسی جمہوری نظام کے متعلق شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے کہا تھا۔

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

نوائے وقت نے مولانا مدظلہ کو ہدف تنقید بناتے ہوئے مزید یہ بھی لکھا ہے کہ ''ملک عزیز پاکستان بھی جمہوریت کی وجہ سے معرضِ وجود میں آیا تھا'' حالاں کہ یہ سراسر جھوٹ اور زیادتی ہے تحریک پاکستان کے وقت ہندوستان کی کل آبادی چالیس کروڑ تھی اور صرف آٹھ کروڑ افراد پاکستان بنانے کے حق میں تھے جب کہ بتیس کروڑ اس کے مخالف تھے اگر جمہوری اصول پیش نظر رکھا جاتا تو پاکستان کبھی نہ بنتا۔ پاکستان بنتے وقت گلی اور کوچوں میں جمہوریت کے بجائے پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ کا نعرہ گونجتا تھا۔ پاکستان بنانے والوں کے نزدیک یہاں مغربی طرز جمہوریت کی افزائش کرنا مقصود نہ تھا بلکہ وہ اسے ایک مکمل اسلامی اور فلاحی مملکت بنانا چاہتے تھے۔ یار لوگوں نے بیالیس سالوں سے جمہوریت کی رٹ لگا کر اس ملک کے بنیادی نظریہ اور ڈھانچہ سے غداری کی ہے۔ اسلام جمہوریت کا مخالف نہیں۔ بلکہ جتنی آزادی اور جمہوریت اس نظام میں ہے شاید کہیں اور ہو۔ دامن اسلام کو تو ذرا اٹھا کر دیکھیے۔ آزادی مساوات اور جمہوریت کی درخشاں مثالیں جو نبی کریم ﷺ نے قائم کی تھیں ان کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملے گی۔ امریکہ اور برطانیہ آج جمہوریت کے اعظم گڑھ سمجھے جاتے ہیں لیکن کیا امریکہ اور برطانیہ میں کالے اور گورے لوگوں کی بستیاں الگ الگ نہیں؟ کیا وہاں جو حقوق گورے لوگوں کو حاصل ہیں وہی حقوق کالے لوگوں کو بھی ہیں؟ کیا آلِ بلالؓ ابھی تک بنیادی حقوق سے عاجز نہیں ہیں؟ لیکن قربان جائیں نبی محتشم ﷺ پر کہ آپ نے اپنی پھوپھی زاد بہن کی شادی اپنے ایک غلام سے کردی تھی آپ نے فرمایا کہ حقوق اور فرائض میں سب یکساں ہیں آپؐ نے فرمایا کہ چوری اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ بھی کرے تو اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیے جائیں گے کیا ایسی مثالیں دنیا کے کسی جمہوری نظام میں عملی طور پر موجود ہیں؟ یہاں جرائم بڑے کرتے ہیں اور سزا چھوٹے بھگتتے ہیں۔ اگر ہم صحیح معنوں میں ملک عزیز میں فلاح اور کامرانی کا دور چاہتے ہیں تو یہ موجودہ نظام سے ممکن نہیں ہمیں محدث دہلوی حضرت شاہ ولی اللہ کا فلسفہ '' فک کل نظام '' کے تحت ہر نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہے اور یہاں صرف اور صرف اسلام کے عادلانہ اور منصفانہ نظام کو عملی طور پر نافذ کرنا ہے اس پس منظر میں اگر مولانا سمیع الحق نے یہ کہا ہے کہ:۔

''موجودہ دور میں ہمارا سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ قانونِ شریعت کا نفاذ ہے۔ اور یہ کام موجودہ مغربی طرز جمہوریت سے ممکن نہیں تو سچ اور حق کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مسلمان ہونے کے ناطے سے اپنے ملک میں اسلام کے نظام کو مکمل طور پر نافذ العمل کروانے کی قوت اور ہمت عطا فرمائے۔ آمین ظہیر میر ایڈووکیٹ۔ مدیر ہفت روزہ خدام الدین۔ لاہور

قاری محمد عادل خان۔ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور
(ابن حاجب نحوی پر مقالہ)

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب الحق۔اکوڑہ خٹک سلام علیکم۔مزاج شریف! چند دن ہوئے جناب مولانا محمد حنیف صاحب ندوی مدظلہ العالی کو پاکستان ٹی وی کی طرف سے ابن حاجب نحوی پر مضمون پڑھنے کی دعوت دی گئی تھی۔مولانا نے تحقیق کیلئے ابن حاجب پر کچھ مواد مجھ سے طلب فرمایا لیکن تلاش بسیار کے باوجود بھی ابن حاجب پر یکجا مضمون نہ مل سکا۔مختلف کتابوں میں چند سطور کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔اس محرک سے میں نے بے حد کوشش اور تلاش بسیار کے بعد ایک مضمون ابن حاجب پر تیار کیا ہے۔اس میں ان کے حالات،تصانیف ان کے متعلق علماء کی آراوافکار،انکی تصنیفات کی تقریباً ۶۵،۶۶ شرحین مع تعارف کی جمع کردی ہیں۔اگر انجناب اپنے آئندہ ماہ کے (مارچ) شمارے میں اس مضمون کی اشاعت پسند فرماویں تو میں جناب کی طرف ارسال کروں۔مضمون میں کچھ غلطیاں بھی ہونگی اور نوک پلک کی درستگی کی ضرورت بھی مجھے محسوس ہوتی ہے کیوں کہ یہ میرا صرف تیسرا مضمون ہے۔الحق چونکہ ایک خاص علمی حلقہ سے تعلق رکھتا ہے۔اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ مضمون اگرچہ مکمل نہیں لیکن علمائے گرامی قدر کی توجہ مبذول کرا کے اس میں اضافہ کارکرنا ہے۔

خیر اندیش قاری محمد عادل خان،ادارہ ثقافت اسلامیہ

☆☆☆

میاں محمد عارف بھٹی۔تحریک اتحاد اسلامی پاکستان
(تحریک آزادی میں علماء دیو بند کا تاریخ ساز کردار
○ جہاد افغانستان دار العلوم حقانیہ اور پاک افغان ڈیفنس کونسل)

۱۴ فروری ۲۰۰۱ء

مکرمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! احوال یہ ہیں کہ میں آپ کا ایک پرانا عقیدت مند ہوں اور اپنی تنظیم کی طرف سے کچھ معروضات اور جذبات روانہ خدمت ہیں،امید ہے آپ حوصلہ افزائی اور قدر افزائی سے نوازیں گے۔جمعیۃ علماء اسلام ایک طویل سیاسی تاریخ کی حامل جماعت ہے۔جس نے برصغیر میں انگریزوں کے خلاف تحریک آزادی کے دوران بیش بہا قربانیاں پیش کی ہیں اور ہر دور میں ایک تاریخ ساز کردار ادا کیا ہے۔اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ تحریک آزادی میں جتنی قربانیاں علماء دیو بند نے پیش کی ہیں کوئی اور مکتبہ فکر یا کوئی بڑی سے بڑی سیاسی جماعت ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔آج یہ انہی بزرگوں کی قربانیوں،جدوجہد اور طویل قید و بند کی صعوبتوں کا ثمرہ ہے کہ ہم آزادی کی فضاؤں میں سانس لے رہے ہیں۔جناب والا! آپ نے ہمیشہ جمعیۃ علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے حق گوئی و بیباکی اور جرأت واستقامت کا مظاہرہ کیا ہے۔آپ کی شخصیت اور پُرجوش قیادت کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ کے اندر مجاہد اسلام حضرت مولانا عبدالحق مرحومؒ کی شخصیت کی جھلک بڑی واضح نظر آتی ہے۔آپ بھی اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے طالبان کے استحکام اور افغانستان کے مظلوم عوام کی حمایت کیلئے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔جن لوگوں نے جہاد افغانستان کی رہنمائی کی اور غلبۂ اسلام کیلئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا،ان کی مجاہدین کی اکثریت جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کی تعلیم یافتہ تھی اور انہوں نے آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالحق مرحومؒ سے درس حریت حاصل کیا تھا۔غلبہ اسلام کیلئے طالبان کی جرأت واستقامت اپنی بزرگوں کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ ہے۔عرب مجاہد اسامہ بن لادن عالم اسلام کا اثاثہ ہے اور پوری دنیا میں طالبان نے اپنی ثابت قدمی سے عالم اسلام کا سر فخر سے بلند کردیا ہے۔ہم اپنے افغان بھائیوں کے ساتھ ہیں اور ان کی حمایت وحفاظت کیلئے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی گریز نہیں کریں گے۔آپ کی زیر قیادت افغان ڈیفنس کونسل کا مجاہدانہ کردار قابل تعریف ہے۔آج امریکہ اور اقوام متحدہ آپ کے اس

جرأت مندانہ اقدام اور افغان حمایت تحریک سے خوفزدہ ہے۔ ہماری تنظیم تحریک اتحاد اسلامی پاکستان بھی افغان ڈیفنس کونسل کے مؤقف، تحریک اور کردار کی مکمل تائید وحمایت کا اعلان کرتی ہے۔ ہم ہر لحاظ سے آپ کے ساتھ ہیں اور ہر مقام و ہر محاذ پر با جماعت آپ کے ساتھ کھڑے ہونگے۔ جناب والا! تحریک اتحاد اسلامی پاکستان ایک فکری، روحانی، انقلابی اور نظریاتی تنظیم ہے۔ ہم ہمیشہ اتحاد اسلامی اور امت واحدہ کے پیغام کو پھیلانے کیلئے مصروف جدو جہد رہے ہیں۔ ایک خدا، ایک رسول اور ایک قرآن کے ماننے والوں کو درسِ اتحاد و اتفاق اور درس حریت دیا ہے۔ ہمارے کارکنوں اور ساتھیوں نے اسلامی تحریکوں میں دینی قوتوں کے شانہ بشانہ کام کیا ہے اور ہر قسم کی قربانیاں پیش کی ہیں۔ اب بھی انشاء اللہ افغان ڈیفنس کونسل کے کاز کیلئے ہر قسم کی قربانی پیش کریں گے۔ جس دن سے یہ تنظیم وجود میں آئی ہے۔ ہم اس کی حمایت میں مختلف شہروں میں کئی پروگرام کر چکے ہیں اور امریکی مصنوعات کے بائیکاٹ کی باقاعدہ تحریک چلا رہے ہیں۔ ہماری تنظیم کو باقاعدہ افغان ڈیفنس میں شامل کیا جائے۔ آپ بھی جو ذمہ داری ہمیں سونپیں گے ہم آپ کے معیار پر پورے اتریں گے۔ خداوند کریم آپ کا حامی و ناصر ہو۔ والسلام میاں محمد عارف بھٹی مرکزی صدر تحریک اتحاد اسلامی پاکستان بہاولنگر

☆☆☆

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری[1] کراچی

دار العلوم کراچی ۱۹؍ ذی الحجہ ۹۲ھ (رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ کے بارہ میں معلومات)

حضرت مولانا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی! الحمد للہ بعافیت ہوں۔ امید کہ جناب بھی بخیر ہوں گے۔ یاد ہوگا احقر نے حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی طرف منسوب کتاب "فیصلہ ہفت مسئلہ" کے بارے میں کچھ لکھا تھا جناب نے فرمایا تھا کہ اسکے بارے میں کچھ معلومات فراہم کی جائیں احقر نے چاہا کہ کچھ لکھدوں مگر فرصت نہ ملی، بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد مدظلہم مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور نے اس پر بہت کچھ لکھ کر رسالہ مستقل بنا دیا ہے، مناسب جانیں تو ان سے مسودہ منگالیں۔ الرشید، اور یاد یاران اور اشرف السوانح، میں اس بارے میں کافی مواد ہے۔ رسالہ تالیف حضرت تھانویؒ ہے۔ حضرت تھانوی حضرت گنگوہی نے ضمیمہ میں لکھا تھا اول الذکر ضمیمہ فتاوی رشیدیہ کے حاشیہ میں مطبوع ہے جو قرآن محل کراچی سے شائع ہوا ہے۔ حضرت الشیخ مدظلہم سے سلام عرض فرمادیں۔ والسلام

☆☆☆

حافظ عاکف سعید[2] فرزند ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم امیر تنظیم اسلامی لاہور

(متحدہ مجلس عمل کی کامیابی اسلام نفاذ شریعت اور امریکہ مخالف جذبات سے ملی

○ بحالی جمہوریت نہیں بلکہ نفاذ شریعت)

بخدمت گرامی مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہ وقابل احترام قائدین متحدہ مجلس عمل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام اور نفاذ شریعت کے ضمن میں آپ کی مساعی کو ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اپنے رب کے حضور دعا گو ہیں کہ وہ آپ

---

[1] معروف عالم مدرس اور روحانی مرشد آخر میں زندگی مدینہ منورہ میں گزاری۔ کئی اصلاحی کتابیں تصنیف کیں۔ عام فہم تفسیر انوار البیان، تحفہ خواتین اور مجموعہ اصلاحی مضامین آپ کی معروف کتابیں ہیں۔

[2] جناب ڈاکٹر اسرار احمد بانی تحریک تنظیم اسلامی کے فرزند تحریک کے موجودہ امیر، خط میں مجلس عمل کو جن اہم امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اسی جرم اور گناہ کا ناچیز پہلے روز سے مرتکب ہوتا رہا اور یہی جرم بالآخر مجلس عمل سے علیحدگی پر منتج ہوا۔

کی ان مساعی کو شرف قبول سے نوازے اور نفاذ شریعت کے ضمن میں آپ کو مزید مؤثر اور متحد انداز میں کام کرنے کی توفیق اور ہمت واستقامت عطا فرمائے۔ آمین!

قومی اسمبلی کی تشکیل نو کے بعد سے اب تک اسمبلی کی جو کارکردگی سامنے آئی ہے اس کے حوالے سے بصد ادب کچھ گزارشات پیش خدمت ہیں۔ الحمدللہ کہ نصح و خیر خواہی کے علاوہ کوئی اور جذبہ اس تحریر کا محرک نہیں ہے۔ ایل ایف او کے معاملے میں اپوزیشن میں شامل دیگر سیاسی جماعتوں کے ساتھ قومی اسمبلی میں ایم ایم اے کا احتجاجی رویہ جمہوریت کی بحالی کے حوالے سے بلاشبہ افادیت کا حامل ہے، لیکن متعدد وجوہ کی بنا پر ہماری دانست میں یہ ایم ایم اے کے شایان شان نہیں ہے۔

ان وجوہ میں اہم ترین وجہ ہماری نگاہوں میں یہ ہے کہ ایم ایم اے کو حالیہ انتخابات میں یہ کامیابی اسلام اور نفاذ شریعت کے حوالے سے ملی تھی۔ پاکستان کے اُن اسلام پسند طبقات کے ووٹ ایم ایم اے کو ملے جو بحالی جمہوریت کو نہیں، نفاذ شریعت کو ترجیح اول گردانتے ہیں اور مغربی طرز فکر اور مغربی طرز معاشرت و سیاست کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ ایم ایم اے کی کامیابی میں "امریکہ مخالف جذبات" کو بھی فیصلہ کن دخل حاصل تھا۔ ان حالات میں ایم ایم اے کے ووٹرز اور بہی خواہ یہ توقع کرنے میں حق بجانب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایم ایم اے کو قومی اسمبلی میں قابل ذکر نمائندگی عطا فرما کر پاکستان میں نفاذ شریعت کے لئے مؤثر آواز اُٹھانے کا جو موقع عطا فرمایا ہے، اُسے ایل ایف او کے بحران کی نذر کرنے کی بجائے مثبت طور پر پاکستان میں شریعت کے نفاذ کے لئے بروئے کار لایا جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر ایم ایم اے کے رہنما اسمبلی میں نفاذ شریعت کے لئے ایک متفقہ بل پیش کریں اور اس پر اپنی توجہات اور مساعی کو مرکوز کریں تو نہ صرف یہ کہ اپوزیشن میں شامل دیگر جماعتوں میں سے بعض اہم سیاسی جماعتیں اور شخصیات مثلاً مسلم لیگ (ن) اور تحریک انصاف کے عمران خان ان کی حمایت کریں گے۔ بلکہ حزب اقتدار کی نمایاں سیاسی جماعت مسلم لیگ (ق) کے ساتھ ساتھ ملت پارٹی بھی اس کی مخالفت کی جرأت نہیں کر سکے گی۔ اس لئے کہ خوش قسمتی سے مسلم لیگ (ق) کی اعلیٰ قیادت جن سیاسی زعماء پر مشتمل ہے ان میں نفاذ شریعت کے لئے اپنے دلوں میں واضح طور پر گوشہ رکھنے والے بھی موجود ہیں۔ ہمیں امید واثق ہے کہ وہ اس معاملے میں ایم ایم اے کی آواز میں اپنی آواز ملانے میں کوئی باک محسوس نہیں کریں گے۔ چنانچہ اس موافق فضا سے فائدہ نہ اٹھانا خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی چلانے کے مترادف ہوگا۔ قومی اسمبلی میں شریعت بل پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ایم ایم اے کے لئے ہمارا مشورہ یہ ہوگا کہ وہ قرآن وسنت کی بالادستی کے حوالے سے آئین میں موجود اُن چور دروازوں کو بند کرنے کی خاطر دستور میں ترمیم کا مسودہ بھی تیار کرے جن کے ہوتے ہوئے قرآن وسنت کی بالادستی سے متعلق دستوری دفعات غیر مؤثر ہو جاتی ہیں، تاکہ دستوری سطح پر قرآن وسنت کی بالادستی اور شریعت کے نفاذ کو یقینی بنانے کا خاطر خواہ سامان کیا جاسکے۔ (اس ضمن میں ماہرین کے مشورے سے آئین میں ترامیم کا جو مجوزہ مسودہ تنظیم اسلامی نے قریباً چار سال قبل ترتیب دیا تھا، آپ کے مطالعے کے لئے منسلک کیا جارہا ہے)

باقی جہاں تک قومی اسمبلی میں ایل ایف او کی مخالفت کے حوالے سے حزب اختلاف کی آئینی جدوجہد کا تعلق ہے، ایم ایم اے اگر آئندہ بھی اپوزیشن میں شامل دیگر سیاسی جماعتوں کی تائید کرتی رہے تو اس میں ہرگز کوئی قباحت نہ ہوگی بلکہ اس معاملے میں اپوزیشن کی اخلاقی تائید کرتے رہنا ایم ایم اے کے سیاسی واخلاقی امیج میں اضافہ کا موجب ہوگا۔۔۔ لیکن ہماری دانست میں اخلاقی تائید سے آگے بڑھ کر بھرپور عملی تائید کا راستہ ہرگز مفید مطلب نہ ہوگا بلکہ ایم ایم اے کے امیج کو مجروح کرنے کا باعث ہوگا۔ "متحدہ مجلس عمل" ان دینی سیاسی جماعتوں کا اتحاد ہے جن کے نزدیک پاکستان کے بقاء و استحکام کا انحصار یہاں اسلامی نظام کے قیام اور شریعت کے نفاذ پر ہے۔۔۔ پاکستان کے دکھوں کا مداوا جمہوریت کی بحالی سے نہیں، قرآن وسنت کی بالادستی اور نفاذ شریعت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اگر پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلام کا مضبوط قلعہ نہ بنایا جاسکا تو نیو ورلڈ آرڈر کا سیلاب اسے بھی عراق کی طرح بہا کر لے جائے گا۔ ایم ایم اے کو اسی کے لئے

ایڑی چوٹی کا زور لگانا ہوگا تا کہ وہ محض اپنے ووٹرز اور مخلصین کی نگاہ میں ہی نہیں اللہ کی نگاہ میں بھی سرخرو ہوسکے۔

والسلام مع الاکرام احقر حافظ عاکف سعید امیر تنظیم اسلامی

(دستور میں مجوزہ ترامیم)

یادداشت بنام وزیراعظم پاکستان

یہ یادداشت ۲۴ مئی کو تنظیم اسلامی کے مرکزی قائدین پر مشتمل ایک وفد نے جس کی قیادت امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کررہے تھے، وزیراعظم سیکرٹریٹ اسلام آباد میں وزیراعظم سے ملاقات کے موقع پر پیش کی۔

بخدمت گرامی میاں نواز شریف وزیراعظم پاکستان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔محترم میاں صاحب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس وقت جو حیثیت عطا فرمائی ہے وہ ایک جانب بہت بڑا اعزاز واکرام ہے تو دوسری طرف اتنی ہی بڑی آزمائش اور امتحان بھی ہے۔محترم میاں صاحب! اس حقیقت کا آپ کو خود ایک بار تجربہ ہو چکا ہے کہ حکومت واقتدار ہرگز کوئی مستقل اور دائمی چیزیں نہیں ہیں۔بقول اقبال: "جو تھا نہیں ہے جو ہے نہ ہوگا یہی ہے ایک حرف محرمانہ"۔ لہٰذا اس مملکت خداداد پاکستان میں اسلامی ریاست یا بالفاظ دیگر نظام خلافت کے لئے دستور سازی کا جو عمل قرارداد مقاصد سے شروع ہوا تھا اسے جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچا کر برعظیم پاک و ہند میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے اس عمل کو "بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل" کے مصداق صحیح رخ پر ڈال دیجئے، جو حضرت مجدد الف ثانی سے علامہ اقبال تک کے چار سو سالہ عمل تجدید واحیاء دین پر مستزاد مسلمانان ہند کی نوے سالہ قومی مساعی جنکو بالآخر قائداعظم محمد علی جناح کی زیرک اور ولولہ انگیز رہنمائی اور لاکھوں مسلمانوں کی جانوں اور ہزارہا خواتین کی عصمتوں کی قربانیوں نے قیام پاکستان کی منزل تک پہنچایا تھا۔تا کہ ایک جانب آپ اللہ اور رسول ﷺ کے محبوب بن جائیں اور دوسری جانب مسلمانان پاکستان ہی نہیں اسلامیان عالم کی آنکھوں کا تارا بن جائیں!

محترم میاں صاحب! پاکستان کے دستور میں اگرچہ ایک جانب اسلامی ریاست اور نظام خلافت کے جملہ دستوری تقاضے بتمام وکمال موجود ہیں لیکن دوسری جانب انہیں بالکل غیر موثر اور پابند سلاسل کرنے والی دفعات بھی موجود ہیں۔اب اللہ کی نصرت وتائید کے بھروسے پر اور ایک جرات مومنانہ کے ساتھ صرف چند لفظی ترامیم سے سلطنت خداداد پاکستان کو کم از کم دستوری سطح پر اس عالمی خلافت علیٰ منہاج النبوت کا نقطہ آغاز بنایا جاسکتا ہے جسکے عالمی سطح پر قیام کی نوید جاں فزا نبی اکرم ﷺ کی صحیح احادیث مبارکہ میں موجود ہے اور وہ لفظی ترامیم ذیل ہیں:۔

۱۔ الحمدللہ کہ ہمارے دستور میں "قرارداد مقاصد" دفعہ ۲۔الف کی حیثیت سے موجود ہے جو اصولی اعتبار سے اسلامی ریاست یا نظام خلافت کے پورے اساسی فلسفے کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔اسکے ضمن میں صرف اس چند لفظی صراحت کی مزید ضرورت ہے کہ "یہ قرارداد پورے دستور پر کلی طور پر حاوی ہوگی"۔

۲۔ دفعہ ۲۲۷۔الف کو اس تشریح کے اضافے کے ساتھ کہ "قرآن اور سنت رسول ﷺ کو پاکستان کے اعلیٰ ترین قانون کی حیثیت حاصل ہوگی" دفعہ ۲ب کی حیثیت سے قرارداد مقاصد کے ساتھ ملحق کردیا جائے۔

۳۔ دفعہ ۴۵ میں یہ صراحت کی جائے کہ صدر مملکت اس دفعہ کے تحت حاصل شدہ اختیار کو شرعی حدود کے ضمن میں شریعت اپیلٹ بنچ آف سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلوں میں کسی کمی یا تبدیلی کے لئے استعمال نہیں کرسکیں گے۔

۴۔ فیڈرل شریعت کورٹ اور سپریم کوٹ آف پاکستان کے شریعت اپیلٹ بنچ کے سلسلے میں ضروری ہے کہ:۔

i۔ انکے جج صاحب کی شرائط ملازمت کو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے جج صاحبان کے مساوی بنایا جائے اور

ii۔ ان میں مستند اور جید علماء کی معتدبہ تعداد کی شمولیت لازمی بنائی جائے۔(اس سلسلے میں خالص فنی اصطلاحات اور

دستوری دفعات کے حوالوں کے ساتھ مطلوبہ ترامیم اس عریضے کے ساتھ منسلک ہیں)۔

۵۔ فیڈرل شریعت کورٹ کے قیام کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل ایک غیر ضروری ادارہ ہے اسے ختم کر کے اخراجات کی بچت کی جائے۔ گویا دستور کی دفعہ ۲۲۷ کی شق i اور ii کے علاوہ دستور کے پورے حصہ نہم کو ختم کر دیا جائے۔

جہاں تک ملکی معیشت کو سود کی لعنت سے پاک کر کے اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ بند کرنے کا سوال ہے جسکا اعلان بحمد اللہ خود آپ بھی اپنے نشری خطاب میں علی رؤس الاشہاد کر چکے ہیں، درج ذیل دو صورتوں میں سے ایک کو فوری طور پر اختیار کر لیا جائے:۔

i۔ فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں دائر شدہ اپیل واپس لے کر فیڈرل شریعت کورٹ ہی سے اسکے فیصلے کی تعمیل کے لئے ایک سال کی مزید مہلت کی درخواست کی جائے۔

ii۔ سپریم کورٹ میں دائر شدہ اپیل کی فوری سماعت کا اہتمام کیا جائے اور اسکے لئے اپیلٹ بنچ فی الفور تشکیل دیا جائے۔ اور اسکی سماعت کے دوران متبادل نظام کی تدوین کی مساعی جاری رکھی جائیں تاکہ اپیل کے فیصلے کے بعد تعمیل کے لئے کسی مزید مہلت کی ضرورت نہ ہو۔

☆☆☆

مولانا عباد الرحمان حقانی[1] جامعہ الصدیق کراچی

۱۱ نومبر ۲۰۰۴ء

مخدوم المحترم حضرت استاذیم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہم۔ مزاج گرامی بخیر و عافیت ہونگے۔ ہماری بڑی نااہلی رہی ہے کہ اتنے طویل عرصے تک آپ جناب سے ربط و کتابت کا سلسلہ بھی قائم نہ رکھ سکا۔ اپنی کوتاہیوں پر معافی کا طلبگار رہوں۔ امید ہے درگزر فرمائینگے۔ حق تو یہ ہے کہ حقانی بزرگوں کی دعاؤں سے ہم جی رہے ہیں اور خود کو ان دعاؤں کے سایے میں سمجھتے ہیں، چھوٹے برادران تعطیلات میں دورۂ تفسیر پڑھنے آئے تھے آپ جناب نے بڑی شفقت و تکریم فرمائی۔ ''وللناس من کاس الکرام نصیب" ۔ حامل مکتوب حسام الدین یوسف صاحب۔ ادارہ کے ڈائریکٹر پشاور کا پروگرام تھا۔ ذکر کیا۔ تو یہ چند سطر تحریر کئے انشاء اللہ جلدی زیارت کے لیے حاضر ہونگے۔ بندہ کی خواہش تو یہ ہے کہ آپ جناب اور حقانیہ سے منسوب ہر فرد کے میزبانی کا شرف مجھ غریب کو حاصل رہے۔ لیکن میری بدقسمتی رہی کہ آج تک میں اس سعادت سے محروم رہا۔ کراچی آمد پر مجھے اطلاع ضرور فرمائیں۔ تو انشاء اللہ حاضر ہونگا۔ حضرت مولانا استاذیم مولانا انوار الحق صاحب، مولانا حامد الحق صاحب، مولانا راشد الحق تمام برادران اور وابستگان کو دعا و سلام۔

والسلام عباد الرحمان حقانی جامعہ الصدیق کلفٹن کراچی۔

---

[1] دار العلوم حقانیہ کے فاضل صالح اور محنتی نوجوان، مہاجر مدنی مولانا عبد الغفور عباسی مرحوم سے قریبی رشتہ رکھتے تھے، ان کے بھائی مولانا مطیع الرحمان حقانی دونوں نے کلفٹن کراچی میں ایک معیاری ادارہ قائم کیا۔

محمد عباس خٹک[1] ائیر مارشل سربراہ افواج پاکستان

(خسر کی تعزیت کا شکریہ)

26 Mar, 96

Samina and I express our gratitude for your condolences on the sad demise of Samina's father. May God bless you for your noble sentiments.

☆☆☆

الحاج عباس خٹک[2] اکوڑہ خٹک

(مدینہ منورہ بھیجا گیا مکتوب)

۱۳ مارچ ۱۹۶۲ء

محترم سمیع الحق صاحب۔ سلامت رہو۔ السلام علیکم۔ دل را بہ دل ورے ست والی بات ہے کئی دنوں سے خیال تھا کہ آپ کو خط لکھوں اور اس خط کے ذریعے اپنی آواز اس پاک سرزمین کو پہنچاؤں۔ جس میں جناب والا شان سرور کائنات دفن ہیں۔ مگر افسوس کہ دنیائی کاموں بلکہ مصروفیات اسقدر تھیں کہ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ سب کچھ آپ پر عیاں ہے۔ محترم تو اس دوران میں آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ مجھے جس قدر خوشی ہوئی۔ آپ کے محبت نامہ ملنے پر اس کا اندازہ مجھے ہی معلوم ہے اور یا ذات عالیشان کو۔ محترم میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں کہ آپ نے عالی جناب والا شان سرور کائنات کے دربار عالی میں اس حقیر گناہگار کا سلام پہنچایا۔ اللہ قبول فرمائے۔ اپنے حبیبؐ کے دربار میں میرا سلام۔ اب آپ سے دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ آپ دوبارہ میرا اور میری بیگم کا سلام حضورؐ کے دربار میں عرض کریں۔ ہمارے لئے دعا مانگیں اور ساتھ میں ہم دونوں کو اپنے سرکار میں طلبی کے لئے یعنی حج مبارک کے لئے۔ بھیا دعائیں تو بہت ہیں۔ ہم سب کے لئے دین اور دنیا کی دعا مانگے کہ یا ذات عالیشان ہم تو ہر چیز کے تیرے محتاج ہیں، تو ہی اپنے حبیبؐ کی خاطر محتاجوں کی حاجت پوری کردے۔ بھیا برخوردارم خالد جان خصوصاً اور ہم میاں بیوی کی صحتوں کے لئے بھی دعا مانگیں۔ آپ نہایت ہی خوش قسمت ہیں کہ آپ رمضان المبارک میں وہاں رہے۔ اللہ آپ کو صحت دے اور آپ کی عبادت قبول فرمائے۔ میں جب آپ سے مخاطب ہوں تو مسجد نبوی کا پورا نقشہ آنکھوں کے سامنے ہے' یا اللہ ایک بار پھر موقعہ دے۔ بھئی پچھلے ہفتہ ڈاکٹر رضا نے مجھے بلڈ پریشر کا مریض ٹھہرایا ہے۔ موقعہ ملے تو میری صحت کے لئے دعا مانگئے۔ جناب مولانا عبدالغفور صاحب کی خدمت میں بھی السلام علیکم عرض کریں۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ پاکستان تشریف لائے تھے مگر بندہ ناچیز کی ملاقات نہ ہوسکی۔ ان سے میرے لئے معافی مانگئے اور دعا بھی کرائیں۔ اور اپنی طرف سے کوششیں کررہا ہوں کہ ان کے پورے نصیحت پر عمل کروں۔ اللہ توفیق دے۔ وظیفہ باقاعدہ کرتا ہوں۔ مولانا عبداللہ کاکاخیل صاحب کی خدمت میں بھی السلام علیکم قبول ہو۔ خدا آپ کو خوش رکھے۔ اور اپنے تعلیمی سرگرمیوں میں کامیاب کرے۔ لیکن عرض خدمت یہ بھی کہ دعاؤں میں اس گناہگار کو بھی یاد کیا کریں۔ محترم سمیع الحق صاحب امید ہے آپ حج کے ایام میں مکہ معظمہ میں بیت اللہ شریف اور عرفات میں بھولینگے نہیں اور اپنے احباب کو یاد رکھیں گے۔ امسال یہاں بہت بارشیں ہیں۔ اب بھی جب میں آپ کو خط لکھ رہا ہوں تو باہر بارش ہورہی ہے' رات بھی بارش تھی اور اب بھی بارش ہورہی ہے۔ اکوڑہ میں کامرس بینک آگیا ہے تو میں ان کے لئے اپنی مارکیٹ میں تعمیر کے کام میں بہت مصروف ہوں۔ برادرم آپ کا مجھ پر احسان ہوگا کہ گاہے بگاہے اپنے خط سے نوازیں گے۔ سب حاضرین مجلس کو دعا اور السلام علیکم قبول ہو۔ اور گناہ گار کو بھی اگر ممکن ہو تو دعا میں حاضرین یاد کرلیا کریں۔ والسلام: محمد عباس خٹک

---

1. تعلق ہمارے ننھیال جہانگیرہ ضلع صوابی سے تھا اور پورے خاندان کے آپس میں باہمی رابطے اور رشتے بھی تھے۔
2. خان اعلیٰ محمد زمان خٹک کے فرزند، جناب اعظم خان کے چھوٹے بھائی خلیل عباس ایم پی اے اور مسعود عباس خٹک ایم این اے اور خالد جان کے والد، شمالی علاقہ جات کے پہاڑوں سے لکڑی کا کاروبار تھا، جس کا ذکر ہے ایسے حالات میں شیخ الحدیث کے انتخابی مہم کیلئے فکرمند تھے۔ سارے خاندان کا ایسا ہی تعلق رہا۔

قاضی عبدالاعلیٰ۔فیصل آباد

۱۸/اپریل ۱۹۷۹ء (کتاب ''قادیان سے اسرائیل تک'' پر لولاک میں تبصرہ)

حضرت المحترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام ظلہ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ، امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔اس خاکسار کے تعارف کا ہلکا سا خاکہ ممکن ہے آپ کے ذہن میں کہیں دھندلکوں میں موجود ہو۔تاہم مختصراً یہ کہ آپ کی جانب سے مرتبہ اور شائع کردہ کتاب ''قادیان سے اسرائیل تک'' پر جو تبصرہ لولاک میں چھپا تھا۔وہ اسی خاکسار کا رقم کردہ تھا۔لولاک کے ذریعے کبھی کبھی آپ تک پہنچ جایا کرتا ہوں۔بہرحال امر مطلوب یہ ہے کہ انہی دنوں آپ کے والد محترم حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی سخت علالت کی تشویشناک خبریں گردش میں تھیں۔کئی بار مولانا تاج محمود سے تذکرہ کیا۔لیکن اتنی فرصت میسر نہ آسکی اس دل نادان کو کہ ایک خط براہ راست ارسال کرکے پوچھ سکتا۔بہرحال آپ ان کی صحت کے بارے مطلع فرمائیں۔ہمارے لئے ان سے دعا کی درخواست بھی ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں اپنی صحت کاملہ عطا فرمائے۔کہ روز روز ایسے سپوت جنم نہیں لیتے۔ڈھیر ساری دعاؤں کیساتھ

حافظ قاضی عبدالاعلیٰ رحمانی صدر سٹوڈنٹ اسلامک ریسرچ پنجاب

☆☆☆

صاحبزادہ عبدالباری جان عمرزئی

(۱)

۲۹/ستمبر (جمعیۃ کے صوبائی شوریٰ کی رکنیت)

محترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب،السلام علیکم،مزاج شریف،گزارش ہے کہ صوبائی امیر جناب محمد ایوب جان بنوری نے آپکو صوبائی مجلس شوریٰ جمعیت علماء اسلام کا رکن نامزد کیا ہے جب بھی شوریٰ کا اجلاس ہوگا تو آپکو شمولیت کی دعوت دی جائے گی لہذا آپ مطلع رہیں۔

صاحبزادہ عبدالباری

(۲)

(جماعتی دورہ)

گرانه وروره محترم مولاناسميع الحق صاحب، خوشحاله اوسے ،السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ،اميددے. چه تاسو او حضرت مولاناشيخ الحديث صاحب مدظله به روغ جوړ يئ. دهغوى خدمت كښې څماسلام او پُښتنه عرض كړئ.باقي عرض دادے چه محترم ميان عصمت شاه صاحب راغلے وو. هغوى وئيل چه مولانامحترم زاهد الراشدى صاحب اكوړى ته راروان دے. او دوى به سرحد...دبعض حضرات سره ليدل غواړى. په دغه فهرست كښ اكوړى اودهيښورمولانابنورى صاحب مدظله هم شامل دى. مياں صاحب داوئيل چه د چارشنبې په ورځ ۲۴ /نومبر به مونږ عمرزوته هم رازو. ماهغوى سره ډېماو كړل.ولے ډيا رومتو چه ما خپله ډائرى او كتله نودغه ورزبه ..نه يم. او ديوضرورى كاردپاره باهر تلونكے يم.نوتاسو مهربانى اوكړئ چه په دغه تاريخ داحضرات راشي. نوچه د عمرزوته دراتللو تكليف اونكړى.دابه ستاسو مهربانى وى.

والسلام : منجانب صاحبزاده عبدالبارى صاحب بقلم خود

ا۔ صاحبزادہ صاحب عمرزئی فاضل دیوبند، جمعیۃ علماء اسلام سرحد کے بانی ارکان میں سے مجاہد ملت مولانا سید گل بادشاہ کے ساتھی اور جمعیۃ علماء سرحد کے سیکرٹری جنرل

عبدالباسط مجاہد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۳/جنوری ۲۰۰۴ء

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم، آپکی اہلیہ محترمہ کی وفات کا سن کر نہایت افسوس ہوا۔ اللہ کریم انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے (امین) ہم بلوچستان کے اہل قلم ودانشور آپکے غم میں برابر کے شریک ہیں اور مرحومہ کے درجات کی بلندی کیلئے دعا گو۔

والسلام، آپکا مخلص عبدالباسط مجاہد، سیکرٹری، بلوچستان انٹلیکچوئل فورم

☆☆☆

مولانا عبدالباقی[1] وزیر اوقاف سرحد

(۱)

(وفاقی مجلس شوریٰ کی رکنیت پر مبارکباد)

۲۹/دسمبر ۱۹۸۱ء

محترم مولانا صاحب، السلام علیکم، آپ کے مشاورتی کونسل میں چناؤ پر مجھے دلی خوشی ہوئی ہے۔ آپ نہ صرف اس کے اہل تھے بلکہ مستحق تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس اہلیت سے نوازا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اسے بروئے کار لاتے ہوئے آپ اس عظیم منصب سے بطریق احسن عہدہ برآ ہونگے۔ اور دین اسلام اور مملکت خداداد پاکستان کی کماحقہ خدمت انجام دیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔

والسلام آپکا مخلص (عبدالباقی)

(۲)

(علماء سرحد کا کنونشن)

۷/دسمبر ۱۹۸۴ء

مکرمی جناب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گزارش یہ ہے کہ ہم نے موجودہ نازک حالات پر غور وفکر کرنے کیلئے آپس میں باہمی صلاح مشورہ کیلئے علماء کرام صوبہ سرحد کا ایک کنونشن منعقد کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ آپ بتاریخ ۱۲/دسمبر ۱۹۸۴ء بروز بدھ بوقت ۳۰-۱۰ بجے میری رہائش گاہ بمقام ۶ اے صاحبزادہ عبدالقیوم لائن، پشاور صدر تشریف لاکر مشکور فرمائیں۔

الداعی خادم العلماء (مولوی عبدالباقی)

(۳)

(اسلامی نظام کیلئے حتی المقدور کوشش)

۱۲/مئی ۱۹۸۵ء

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم! آپکی جانب سے مبارکباد کا پیغام موصول ہوا جس کیلئے میں آپکا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نیک مقاصد میں کامیاب فرمادے اور اس ملک خداداد پاکستان میں جلد از جلد شرعی نظام مکمل طور پر رائج ہو، جیسا کہ آپکو علم ہے پہلے بھی میری یہ سعی رہی ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی حتی المقدور کوشش کرونگا کہ جس مقصد کیلئے ہمارا ملک پاکستان قائم کیا گیا تھا وہ جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچے اور اس میں مکمل اسلامی نظام نافذ ہو کر ہم سب کیلئے دینی اور دنیاوی سعادتوں کا باعث بنے۔ امید ہے کہ اس سلسلہ میں آپکا تعاون مجھے حاصل رہیگا۔ والسلام آپکا نیازمند (مولوی عبدالباقی)

---

[1] مولانا عبدالباقی کوہستانی کئی دفعہ جمعیت کے ٹکٹ پر صوبائی ممبر منتخب ہوئے۔ ۷۰ء میں مفتی محمود کی وزارت میں وزیر بنائے گئے اور اس کے بعد پیپلز پارٹی اور جنرل فضل حق کی کابینوں میں رہے، نہایت خوش مزاج اور باسلیقہ زیرک انسان تھے۔

ڈاکٹر محمد عبدالجبار شاکر[1] اسلام آباد

۹ ستمبر ۱۹۷۴ء (علماء بھٹک کر قادیانی بننے والوں پر محنت کریں)

محترمی ومکرمی سلام مسنون۔ جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانی و لاہوری مرزائیوں کو "غیر مسلم اقلیت" قرار دینے کے سلسلہ میں آئین میں ترمیمی بل کی منظوری پاکستانی عوام کی عظیم فتح ہے۔ اس عظیم فتح کے حصول میں علمائے کرام اور عوام نے جس اتحاد اور امن پسندی کا مظاہرہ کیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ محاذ ممبران قومی اسمبلی، ممبران سینٹ، ممبران صوبائی اسمبلی صوبہ سرحد، حکومت آزاد کشمیر، سیاسی دینی تنظیموں، پاکستانی عوام اور محترم ذوالفقار علی بھٹو، وزیراعظم پاکستان کو خصوصاً مبارکباد پیش کرتا ہے۔ کہ انہوں نے ایک دیرینہ مسئلہ کو جو اسلام دشمن انگریز حکومت کا پیدا کردہ تھا بہ احسن طریق حل کر لیا ہے۔

محاذ پاکستان عوام اور علمائے کرام سے توقع رکھتا ہے کہ وہ آئندہ بھی اسی جذبہ اتحاد کے تحت دیگر قومی و دینی مسائل حل کیا کریں گے۔ اور حزب اقتدار سے بھی امید کرتا ہے۔ کہ وہ بھی کھلے دل سے عوام کے جائز مطالبات کو بلاجھجک شرف قبولیت بخشا کرے گی۔

محاذ محترم بھٹو صاحب سے مزید توقع رکھتا ہے کہ انہوں نے اس تاریخی فیصلہ سے جو عزت وقار اور قوم کا اعتماد حاصل کیا ہے۔ اُس کے پیش نظر وہ زیادہ عزیمت اور جراءت کے ساتھ کشمیر کے تنازعہ میں بھارت کی چیرہ دستی اور جارحیت کا مقابلہ کریں گے اور کشمیر کی جنگ آزادی کو کامیابی سے ہمکنار کریں گے۔ آخر میں علمائے کرام سے التماس ہے کہ وہ اپنی توجہ اُن ہم وطنوں کی طرف مبذول کریں جو بھٹک کر مرزائیت قبول کر چکے تھے۔ انہیں دین کا صحیح راستہ دکھائیں اور مشرف بہ اسلام کریں۔

ڈاکٹر محمد عبدالجبار شاکر

(ڈاکٹر محمد عبدالجبار شاکر کا خط بنام ذوالفقار علی بھٹو)

8th September 1974

Press Release

Telegram: Mr Zulfiqar Ali Bhutto,

Prime Minister of Pakistan,

Islamabad, Pakistan West.

"Please accept our heartiest congratulations on the fulfilment of your promise made to the nation to declare QADIYANIS A NON-MUSLIM MINORITY. We pray to Almighty Allah he may give you the strength to create a truly ISLAMIC STATE in PAKISTAN.

Chairman Dr Mohammad Abdul Jabbar Shakir

---

[1] نامور، محقق، مصنف، ماہر اقبالیات، پروفیسر عبدالجبار شاکر مرحوم دعوۃ اکیڈمی اسلام آباد سے وابستہ رہے، کتب سیرت نبوی ﷺ اور اقبالیات سے خاص شغف رہا، لاہور میں سیرت کی ہزاروں کتابوں پر مشتمل لائبریری بیت الحکمت کے نام سے قائم کیا۔

مولانا محمد عبدالجبار
ناظم وفاق المدارس ڈھاکہ بنگلہ دیش

(۱)

۱۰رشعبان المکرم ۱۳۸۹ھ

برادر محترم مولانا سمیع الحق، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد سلام مسنون عرض ہے کہ میں نے آپ سے ایک درخواست پیش کیا تھا کہ مودودیت کے متعلق کوئی چارج شیٹ نکالا جائے تا کہ ہم اسکو لے کر آگے بڑھیں۔ البلاغ کے رجب کے شمارہ میں ایک چارج شیٹ نکالا ہے البتہ وہ صرف حضرت معاویہؓ پر تنقید کی ہے لیکن چارج شیٹ میں حضور صلعم اور دیگر انبیاء کرام کی تنقید، صحابہ پر تنقید اور سلف صالحین پر تنقید نیز پاکستان و بھارت کے بزرگوں کی شان میں جو کچھ کہا ان تمام چیزوں پر ہونی چاہئے۔

امید قوی رکھتا ہوں کہ آئندہ شمارہ میں چھپ جائے۔ امید ہے کہ آپ مع اھل وعیال خیریت سے ہیں۔ اور ہمارے بزرگ آپکے والد محترم بھی خیر وعافیت سے ہونگے۔ حضرت سے سلام عرض ہے اور دعا کی درخواست ہے۔

فقط والسلام

آپکے مخلص محمد عبدالجبار غفرلہٗ

(۲)

(بنگلہ دیش کا وفاق المدارس ○ نصاب ونظام پر نظر ثانی ○ ۱۹۶۸ء میں وفد اکوڑہ خٹک گیا آخری ملاقات تھی)

۳ مارچ ۱۹۸۲ء

برادرم محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کتنی مدت گزر چکی جو آخری ملاقات ہوئی تھی۔ سن 1968 کو جمعیۃ کی کانفرنس کے سلسلہ میں جا کر اکوڑہ خٹک تک ہمارا وفد گیا تھا اس کے بعد سے پھر ملاقات نصیب نہ ہوئی۔ اب یہاں کی جمعیۃ درہم برہم ہو چکی ہے۔ کارکنان مختلف جماعت اور کاموں میں لگ گئے۔ احقر وفاق المدارس کے دفتر میں پڑا ہوا ہے۔ 1978ء کے اپریل کو وفاق المدارس وجود میں آیا۔ اس دن سے اس میں کام کرتا آرہا ہوں۔ اللہ کے فضل وکرم سے وفاق دن بدن ترقی کرتا چلا آرہا ہے۔ تین سال سے چار درجوں کا مرکزی امتحان بھی کامیابی کے ساتھ انجام پا رہا ہے۔ نصاب تعلیم پر نظر ثانی کر کے اس کو نافذ کر دیا گیا۔ پرائمری کی تمام کتابوں کی از سرِ نو اسلامی بنیاد پر مرتب کیا جا رہا ہے۔ دعا کی درخواست ہے۔ خصوصاً آپ کے والد محترم سے دعا کی التجاء ہے۔ میرے خیال میں یہاں الحق نہیں پہنچتا۔ وفاق کے نام پر ایک عدد کر کے ارسال فرمادیں۔ زرمبادلہ کس طرح بھیجا جائے۔ اطلاع فرمادیں۔

فقط والسلام مع الکرام احقر محمد عبدالجبار

ناظم دفتر وفاق امداد العلوم فریدآباد ڈھاکہ

سینیٹر میر عبدالجبار[1]۔ بلوچستان ڈپٹی چیئرمین سینٹ

(۱)

Dear Sir, MAULANA-SAMI-UL-HAQ

Jamhoori Watan party (JWP) cordially invites you to participate in a national seminar on "Violations of Women's Rights" at 10.00 A.M. on November 18, 1995 at Avari Hotel, Lahore. Leader of the Opposition, Mian Muhammad Nawaz Sharif will be the chief guest while Begum Nasim Wali Khan will preside over the seminar.

You are requested to attend the seminar, which aims at highlighting the violations of women rights, and thus practically express your solidarity with the oppressed women of Pakistan.

SENATOR MIR ABDUL JABBAR KHAN

(Deputy Chairman Senate)Member, Central Committee,J.W.P)

(۲)

(ڈپٹی چیئرمین کا انتخاب منصب کے تقاضے)

مکرم جناب مولانا صاحب۔ السلام علیکم۔ میں آپ کی گرانقدر نیک خواہشات پر تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، جس کی بدولت سینٹ کے حالیہ انتخابات میں نتائج حسب خواہ برآمد ہوئے ہیں۔ بلاشبہ ڈپٹی چیئرمین سینٹ کے منصب پر میرا انتخاب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ کی دعاؤں کا مرہون منت ہے۔ جس منصب کے لئے مجھے منتخب کیا ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے وابستہ توقعات کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میری کوشش ہوگی کہ مجھے سینٹ کے تمام معزز اراکین کا بلا استثناء اعتماد حاصل رہے اور میں منصب کے آئینی وقانونی تقاضون کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو پوری غیر جانبداری اور دیانتداری کے ساتھ انجام دوں۔ مزید برآں، میں دعا گو ہوں کہ مجھے خداوند کریم قومی معاملات کے صحیح ادراک اور آگہی سے نوازے۔

میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔　　انتہائی خلوص کے ساتھ　خیر اندیش　میر عبدالجبار

(۳)

(گھر پر تشریف آوری)

۲؍مارچ ۱۹۹۴ء

قابل صد احترم جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ مگر شومئی قسمت آپ گھر پر تشریف فرما نہ تھے۔ شام کو انشاء اللہ پھر حاضر ہونگا۔　　والسلام　نیازمند　احقر عبدالجبار سینٹر

---

[1] بلوچستان سے تعلق تھا کچھ عرصہ ہمارے سینیٹ کے ڈپٹی چیئرمین رہے بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔

(۴)

۲۲ رمارچ ۱۹۹۴ء (سینیٹ کے منصب ڈپٹی چیئرمین کیلئے تعاون کاشکریہ)

مکرمی، السلام علیکم! میں آپ کے اس تعاون کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جسکا اظہار آپ نے ۲۱ رمارچ ۱۹۹۴ء کو سینٹ کے انتخابات کے وقت کیا۔ بلاشبہ ڈپٹی چیئرمین سینٹ کے منصب پر میرا انتخاب آپ کی حمایت اور تعاون کا مرہون منت ہے۔ میری دعا ہے کہ آپ نے مجھے جس منصب کے لیے منتخب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے متعلق تمام امور بخوبی ادا کرنے کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے۔ میں ہمیشہ آپ کے تعاون، مدد اور مشوروں کا طلبگار رہوں گا۔ میں ایک بار پھر تمام معزز اراکین سینٹ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خیر اندیش (میر عبدالجبار)

☆☆☆

صاحبزادہ عبدالجلیل سجادہ نشین بھوٹان شریف

۶ جولائی ۱۹۹۳ء

جناب محترم مولانا صاحب سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم! میں آیا تھا مگر آپ صاحب موجود نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ وتبارک آپ کو اپنا نیک مشن میں کامیاب رکھیں۔ علاوہ ازیں آپکے بزرگوار والد صاحب مرحوم کے ساتھ ہمارا تعلقات تھا۔ انشاء اللہ اگر زندگی باقی رہی تو میں پھر دوبارہ کسی وقت آجاؤنگا۔ والسلام علیکم صاحبزادہ عبدالجلیل سجادہ نشین بھوٹان شریف تیراہ خیبر ایجنسی قبائل

☆☆☆

مولانا عبدالجمیل ماموں صاحب[1] لوندخوڑ مردان

۱۶ رمارچ ۱۹۶۴ء (مدینہ طیبہ بھیجا گیا مکتوب)

بخدمت جناب مولینا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہاں خیر خیریت ہے۔ اور آپکی خیریت خداوند کریم سے نیک چاہتا ہوں۔ صورت احوال یہ ہے کہ حضرت مولینا صاحب نے شہزادگا کوٹلی میں رات گزاری تھی۔ آپ کے گاؤں میں خیر خیریت ہے۔ آپ کے گھروالی اور بچی پشاور شہر میں ہیں مولانا صاحب کے زبان سے معلوم ہوا ہے کہ اہل خانہ اور بچی بالکل تندرست ہیں۔ تسلی رکھیں۔

پھوپھی صاحبہ اور آپ کی والدہ صاحب نورالحق لالہ سب کے سب اچھے اور تندرست ہیں۔ تسلی رکھیں احکام حج پورا اطمینان سے ادا کریں۔ مولوی عبداللہ صاحب کو اور آپ کو اختر منیر ماسٹر صاحب کی طرف سے السلام علیکم قبول ہو۔[2] لالہ عبدالجلیل صاحب اور عبدالوہاب سب کی طرف سے السلام علیکم اور عید مبارک قبول ہو۔ آپ کو اور عبداللہ صاحب کو عید مبارک قبول ہو۔ عبدالجمیل لوندخوڑ۔ مردان

---

[1] مولانا مرحوم حضرت شیخ الحدیث کے خادم خاص، عرصہ تک رفیق سفر، دارالعلوم دیوبند میں حضرت کے ساتھ تحصیل علم کے لئے گئے، وہاں حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کے دورہ سلہٹ وغیرہ کے خاص باڈی گارڈ ہونے کی سعادت پائی، حسین دوجیہ لسبا قد، دیوبند جانا منقطع ہوا تو یہاں اکوڑہ خٹک حقانیہ میں تکمیل کی۔ ہم سب کے ایک گونہ مربی اور سرپرست رہے۔ اپنے گاؤں لوندخوڑ میں سکول میں پڑھاتے رہے، ہمارے خاندان اور دارالعلوم دیوبند اور حقانیہ میں ماموں صاحب سے مشہور تھے کیونکہ یہ خاندان حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کا ننھال تھا۔ یہ خط مجھے سفرحج کے دوران مدینہ منورہ بھیجا گیا۔

[2] مولانا عبدالجلیل صاحب ان کے بڑے بھائی تھے، شیخ الحدیث کے ابتدائی زمانہ طالب علمی میں ان کے ساتھی رہے۔

والد ماجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ [1] اکوڑہ خٹک

(۱)

(سفرِ حج میں ریل سے کراچی پہنچنے کا ذکر ○ راستہ میں جگہ جگہ استقبال اور سہولت ○ حافظ غلام محمد شیدو کے ہاں قیام ○ جہاز کے سلسلہ میں تشویش اور والدہ سے دعا کی درخواست)

برادرم نورالحق و برخوردارام سمیع الحق ومحمود الحق طول عمرھم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذارش ہے کہ بندہ بمعہٗ ملک امرالٰہی صاحب و حاجی محمد شریف بخیر وعافیت جناب ایکسپریس سے بتاریخ یکم ستمبر صبح ساڑھے آٹھ بجے کراچی پہنچے، راستہ میں خداوند کریم کے فضل اور آپ حضرات وتمام اہل اکوڑہ کی دعاؤں سے بخیر وعافیت پہنچے، راستہ میں جگہ جگہ احباب سے ملاقاتیں ہوتی رہیں اور گاڑی میں تا کراچی نہ ہجوم رہا اور نہ کسی قسم کی تکلیف رہی۔ کراچی کے اسٹیشن پر جناب حافظ غلام محمد صاحب، برادر مولانا عبدالحمید موجود تھے۔ حافظ صاحب موصوف کے ساتھ قیام کرلیا ہے۔ ہر قسم کی راحت ہے مگر والدہ صاحبہ سے عرض کریں کہ دعا میں یاد فرمائیں کہ ابھی تک جہاز کی روانگی کی تاریخ معلوم ومتعین نہیں ہوئی، بہت سے حجاج کرام جہاز کے انتظار میں ہیں امید ہے کہ انشاء اللہ بہت جلد جہاز ل جاوے گا۔

روانگی کے وقت دوسرا خط انشاء اللہ لکھونگا۔ دعا میں یاد فرماتے رہیں۔ جناب حاجی محمد یوسف صاحب وملک رحیم گل صاحب وسید نور بادشاہ صاحب وحضرت مولانا عبدالغفور صاحب وحضرت مولانا محمد یوسف صاحب وحضرت مولانا سید احمد صاحب وحضرت مولانا محمد فیاض صاحب وحضرت مولانا محمد شفیق صاحب وصاحب حق صاحب وجناب رحمٰن الدین وثناء الدین وشمس الدین صاحب وتمام طلبہ وناظمان صاحبان دارالعلوم وجناب عبداللہ جان لالہ صاحب وہدایت اللہ صاحب ونور الٰہی صاحب اور تمام پرسندگان احوال کو سلام عرض ہو اور تمام طلبہ واساتذہ مدرسہ اسلامیہ ومولانا امیر خان وبرادرم امیر خان ککی زئی وکرم الٰہی صاحب حکیم جان وعثمان وعبدالغنی استاد صاحب الغرض تمام پرسندگان کو وتمام اہل اکوڑہ کو سلام عرض ہے۔

اس خط میں بہت سے احباب کے نام نہیں لکھے اگرچہ انکے نام اور انکے پرخلوص جذبات سامنے ہیں مگر اس وقت ضروری کام پر جانا ہے نیز منزل مقصد پر پہنچنے کے لئے پریشان ہوں۔ جب مقصد حاصل ہوجائے تو انشاء اللہ احباب کے نام سلام وخطوط لکھدونگا اس خط کو خود پڑھ کر دوسرے کو نہ دکھاؤ تا کہ کوئی ناراض نہ ہو [2] تمام پرسان حال کو سلام عرض کردو۔ عبدالحق از کراچی مسجد افضل کراچی شہر

(۲)

۲ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ بمطابق ۵ ستمبر ۱۹۵۱ء (کراچی سے جدہ روانگی والدہ ماجدہ سے دعا کی درخواست)

برادرم نورالحق سلمہٗ وبرخوردارم سمیع الحق ومحمود الحق طول عمرھم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج بروز بدھ پانچ بجے الحمدللہ جہاز ل گیا ہے جمعرات کی رات ۱۲ بجے کے بعد جدہ شریف روانہ ہوجائینگے انشاء اللہ جمعرات کے دن جدہ شریف اور جمعہ کے دن انشاء اللہ مکہ معظمہ پہنچ جاوینگے بندہ کی طبیعت اچھی ہے، قیام کراچی کے ایام میں انتہائی سہولتیں میسر رہیں والدہ ماجدہ سے بہ ادب عرض ہے کہ دعا میں یاد فرماویں۔ جناب عبدالہادی لالہ صاحب وغنی گل وتمام اہل محلہ کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ انوار الحق واظہار الحق وزینب ونصرت وام کلثوم کو پیار ہو۔ اسباق پڑھنے میں کوشش کرو، بداخلاقی سے اور لڑائی جھگڑوں سے پرہیز کریں۔ تمام اساتذہ سے سلام عرض ہے انکے

---

[1] کاش حضرت اقدسؒ پر کچھ کلمات لکھنے کی سکت ہوتی، حادثۂ وفات از اوقعت الواقعۃ کا نمونہ تھا مگر قلم اور دل ودماغ نے یاوری نہ کی کہ چند سطریں تعزیتی لکھ سکتا، یہی صورتحال محترمہ والدہ ماجدہ مرحومہ کی جدائی پر پیش آئی ہوش وحواس نے یارائے سخن نہ دیا۔ ع قلم ایں جا رسید وسر بہ شکست

[2] حضرت کو بڑے چھوٹے ہر شخص کے جذبات کا بے حد لحاظ رہتا خط، دکھانے سے منع کیا کہ کوئی نامہرہ جانے کی وجہ سے ناراض نہ ہو۔

۳ حضرت کے چھوٹے بھائی ہمارے واحد چچا جناب نور الحق صاحب مرحوم

خدمت میں عرض ہے کہ دعا فرماویں خصوصاً حضرت مولانا عبدالغفور صاحب سے عرض ہے کہ دعا فرماتے رہیں۔

والسلام بندہ عبدالحق از کراچی ۲ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ، ۵ ستمبر ۱۹۵۱ء

(۳)

(مکہ مکرمہ پہنچنے کی اطلاع ○ دنیا میں جنت ○ پڑھنے میں مشغول رہنے کی تلقین ○ ماموں صاحب مولانا عبدالحنان کے اضافی کلمات ○ چچا نور الحق کی شادی کا ذکر)

مکۃ المکرمۃ ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ

نور چشمی برادرم نور الحق و سمیع الحق و محمود الحق طول عمرھم، السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں بمعہ ہمراہیاں بخیر و عافیت بتاریخ ۶ ذی الحجہ ہفتہ کو مکہ معظمہ پہنچا، رب العزت کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم جیسے ناچیز کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کی عزت بخشی فالحمد للہ علی ذلک۔ راستہ میں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچی انشاء اللہ افعال اور مناسک حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ جائینگے۔ آپ سب حضرات کے لئے مقامات مقدسہ میں دعائیں کیں، رب العزت قبول فرمائے آمین۔ تمام رشتہ دار و اہل محلہ و اہل اکوڑہ کا ذکر دعا میں کیا گیا۔ واقعی دنیا میں روضۃ من ریاض الجنۃ ہے یہ مقام اللہ تبارک و تعالیٰ ہر مسلمان کو اس بیت اللہ مبارک کی زیارۃ سے عزت بخشے۔ میں انشاء اللہ بہت جلد مدینہ منورہ کی زیارت سے شرف حاصل کر کے حاضر ہو جاؤنگا۔ اپنے اسباق میں مشغول رہا کرو خداوند کریم علم و عمل و عمر طویل و عافیت آپ سب حضرات کو عطا فرمادے۔ آمین۔ تمام اہل محلہ والدہ ماجدہ کی خدمت میں سلام عرض ہو۔ والدہ ماجدہ سے اور بہنوں سے عرض ہے کہ ہر موقع دعا میں آپ سب لوگوں کا ذکر کرتا رہتا ہوں، امید ہے کہ والدہ ماجدہ دعا میں یاد فرماتی رہینگی۔ بندہ انشاء اللہ بہت جلد حاضر ہو جاویگا۔ عبدالہادی لالہ صاحب و غنی گل کو سلام عرض ہے۔ تمام برخوردار اور اظہار الحق و نصرت و ام کلثوم کو پیار ہو۔ ملک کرم الٰہی و جناب سب انسپکٹر عبداللہ جان لالہ صاحب و ہدایت اللہ چاچا صاحب و نور الٰہی صاحب وزیر خان صاحب و نور احمد صاحب و حکیم جان صاحب و فقیر شاہ صاحب، شرف الدین صاحب و میر حسن صاحب و غلام صاحب و سردار و فضل الرحیم صاحب و عبدالرشید صاحب و حمید گل صاحب و انار دین و حاجی محمد صاحب و فقیر گل و فقیر حسین و عبدالحق عرف رڑو و چاچا و حاجی غنی اللہ صاحب و نواب بابا صاحب و عبدالقدیر و محمد عارف و تمام پرسان حال کو سلام عرض ہے و تمام اراکین و ممبران مدرسہ و تمام اہل اکوڑہ خورد و کلاں کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ مدینہ منورہ بخیریت انشاء اللہ پہنچ کر دوسرا خط لکھونگا۔ بندہ عبدالحق از مکہ مکرمہ باب السلام معرفت معلم احمد امین بشناق

<u>ماموں جان کا اضافی خط</u>: برخوردار نور چشمی سمیع الحق و برادران سلامت رہو۔ بعد از برخورداری دعائی درازی عمر کے واضح ہو کہ الحمد للہ تعالیٰ کہ آپ کے والد صاحب بھی عین موقع پر پہنچ آئے اور اللہ تعالیٰ نے بخیر عافیت ہم پر رب نے فضل و کرم فرمایا اور اپنا فریضہ حج شریف کی ادائیگی سے مشرف فرمالیا اپنی والدہ سے کہنا کہ میں نے تمہیں خاص کر اور باقی رشتہ داروں کو کسی خاص دعا میں فراموش نہیں کیا۔ تمہاری صحت اور سلامتی ایمان کی دعائیں خوب کیں اللہ تعالیٰ قبول فرمالے۔ اور خاص کر بڑی ہمشیرہ[1] بہت خوش قسمت تھی کہ اس مبارک سفر میں اسے کبھی نہیں بھولا اور اسکے لئے دعائے مغفرت مانگتا رہا۔ محمود الحق، انوار الحق، اظہار الحق، زینب نصرت کو دعا و پیار اور تمہاری دادی صاحبہ کو اور پھوپھیوں کو میری طرف سے سلام اور نور الحق کو شادی کی مبارکباد قبول ہو۔ محمد عبدالحنان[2] از مکہ مکرمہ باب الصفا معلم احمد امین بشناق کی معرفت

---

[1] میری بڑی خالہ مولانا قاضی عزیز الرحمان جہانگیرہ کی اہلیہ قاضی ضیاء الرحمان شہید قاضی عطاء الرحمان کی والدہ جو انتقال فرما گئی تھیں۔

[2] میرے ماموں حضرت مولانا عبدالحنان جہانگیرہ فاضل دیوبند جو اس وقت سو سال سے تجاوز بقیۃ السلف ہیں اس حج میں مکہ مکرمہ میں حضرتؒ کے ساتھ اکٹھے ہو گئے یہ اضافی دعائیہ کلمات انہوں نے حضرت کے خط پر تحریر فرمائے۔

(۴)

(مدینہ منورہ پہنچنے کی اطلاع[1])

۲۶ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۵۱ء بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم من المدینة المنورة

من حج لِلّٰہ فلم یرفث و لم یفسق رجع کیوم ولدته امه (حدیث شریف) من صلی فی مسجدی اربعین صلاة لا تفوته صلاة کتب له براءة من النار و براءة من العذاب وبراءة من النفاق(حدیث شریف)

(الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی اشرف المرسلین سید نا محمد و علی آله و صحبه اجمعین) من المدینة المنورة فی یوم الجمعة ۲۶ ذی الحجه سنة ۱۳۷۰ الموافق ۲۸ ستمبر سنة ۱۹۵۱ء

حضرت محترم المقام (نورالحق وبرخوردارانم محمد سمیع الحق ومحمود الحق وانوارالحق طولعمرھم الموقر)

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته: وبعد بمنه تعالی و صلت المدینه المنوره یوم...الموافق....سالماً شاکرا. و ذلک ببرکة دعائکم الصالح وانی لقائم لکم بالدعاء امام حضرة الرسول الأعظم صلی الله علیه وسلم وعند مقامات الصحابة والسلف الصالح بأن الله یبلغکم المقصود ویجعلکم من القاد مین الی زیارة قبر الرسول صلوات الله علیه فی عام قادم انه سمیع مجیب الدعوات مع ابلاغ تحیاتنا الی کل من. میں بمعہ ملک امرالٰہی ومحمد اشرف صاحبان بخیرو عافیت مدینہ منورہ پہنچا۔ مدینہ منورہ میں چند دن قیام رہیگا آئندہ ہفتہ میں انشاء اللہ تبارک وتعالی بسوئی جدہ شریف روانہ ہوکر وطن کی طرف مراجع ہونگے۔ امید ہے کہ اوائل ماہ محرم الحرام میں یعنی ۱۴ یا ۱۵ اکتوبر تک اکوڑہ پہنچ جاو ینگے، میں بالکل خداوند کریم کے فضل اور آپ حضرات ووالدہ ماجدہ کی دعا سے بخیر وتندرست ہوں، رب العزت آپ سب حضرات کو بعافیت رکھے آمین امید ہے کہ اسباق شروع ہوئے ہونگے اپنے اسباق میں مشغول رہو، جب میں کراچی انشاء اللہ پہنچو نگا تب آپ حضرات کو مطلع کر دونگا۔ تمام خوردو کلان کو سلام عرض ہے، مولانا عبدالحنان صاحب بخیر عافیت ہیں، جناب گل دادا سیف الرحمٰن صاحب[2] سکے بعد حسب معمول سرکردہ اہل محلہ بڑے چھوٹے عزیز واقارب اور تمام اساتذہ مولانا عبدالغفور صاحب ومولانا محمد یوسف صاحب وعبدالحمید وتمام اساتذہ ومدرسہ اسلامیہ وحمید گل وہیڈ ماسٹر صاحب مولانا سید احمد صاحب ومولانا محمد شفیق صاحب ومولانا محمد فیاض صاحب وتمام ممبران مدرسہ کی خدمت ہمشیرہ گان صاحبہ ووالدہ ماجدہ صاحبہ ونور چشمی زینب ونصرت وام کلثوم کو سلام ہو۔ بندہ عبدالحق

(۵)

(کراچی وفاق المدارس کے میٹنگ میں شرکت ○ ملتان اور بنوں کے راستہ سے واپسی کا ذکر)

برادرم مولانا سلطان محمود صاحب وبرخوردارم سمیع الحق طولعمرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کراچی میں وفاق المدارس کا جلسہ اختتام پذیر ہوا، بارشوں کی کثرت رہی، دودن مزید قیام کیا۔ سیر وتفریح تو ہوا مگر دارالعلوم کیلئے ابھی تک کچھ کام کا موقع نہ مل سکا[3]۔ دعا ہے کہ رب العزت

---

[1] یہ خط مسجد حرام اور مسجد نبوی کی تصویروں کے ساتھ چھپے ہوئے عربی کلمات کے لیٹر پیڈ پر لکھا گیا، جس کا اس وقت رواج ہوگا، خالی مقامات کو بھرلیا جاتا تھا اور اس کے بعد اضافی کلمات تحریر کر لی جاتی تھی، تقریباً ساٹھ سال قبل لکھے گئے لیٹر پیڈ میں عجیب نورانیت ہے۔

[2] بڑے ماموں الحاج سیف الرحمٰن جہانگیرہ خاندان میں گل دادا سے پہچانے جاتے ہیں۔

[3] اس سفر میں دو ایک اہل خیر معتقدین کو توجہ دلانے کا مشورہ کسی نے دیا ہوگا، مگر الحمدللہ آخری زندگی تک اللہ تعالی نے دارالعلوم کیلئے کسی اہل ثروت کے ہاں جانے سے انہیں محفوظ رکھا، یہاں بھی اللہ تعالی نے اپنے غیبی امداد سے وابستہ رکھا اور کسی کے ہاں جانے کی نوبت نہ آئی۔

اس سفر کو باعث سعادت بنادے آمین۔ آج بروز ہفتہ کراچی سے روانگی ہے ملتان میں دوائی کے لئے اترنا ہوگا، بعد کو براستہ بنوں آؤنگا انشاء اللہ تعالیٰ بروز منگل اکوڑہ پہنچنے کی اور حاضر ہونے کی سعی کرونگا۔ خداوند کریم آپ سب حضرات کو بخیر و عافیت رکھے گھر میں تسلی کی خبر کرا دیں۔ تمام اراکین کرام جناب الحاج محمد یوسف وسید نور بادشاہ صاحب و حاجی یوسف صاحب و حاجی ملک امرالٰہی و کرم الٰہی صاحبان و الحاج رحمٰن الدین صاحب و تمام اہل محلہ و دیگر اساتذہ کرام کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ بندہ عبدالحق غفرلہ از حیدرآباد سندھ

(۶)

از کمرۂ شیخ التفسیر لاہوری (نظام العلماء کا اجلاس لاہور اور وفاق المدارس ملتان میں شرکت)

برادرم محترم جناب سلطان محمود صاحب و برخوردارم سمیع الحق طول عمرہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بندہ بخیر و عافیت لاہور پہنچا، دو دن یعنی ۲۲ اور ۲۳ جون کو اجلاس نظام العلماء میں شرکت کی ۲۴، ۲۵ کو ملتان خیر المدارس میں وفاق المدارس کا جلسہ ہے۔ جس میں شمولیت کی دعوت مجھے مولانا خیر محمد صاحب نے دی تھی۔ حضرت شیخ التفسیر مدظلہ[1] کے مشورہ سے ملتان میں وفاق المدارس کے اجلاس میں شمولیت کے لئے آج رات لاہور سے ملتان جا رہا ہوں، دو دن کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ حاضر ہو جاؤنگا۔ گھر میں اطلاع دیدیں اور تمام اراکین کو بھی مطلع کر دیں۔ مدرسہ اور مہمانوں کا خیال رکھیں۔ شائد جمعہ کے دن صبح یا شام ملتان ٹرین سے پہنچ جاؤنگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جہانگیرہ والوں سے کہہ دیں کہ میں جمعہ کی رات کو شاید پہنچ نہ سکونگا۔ والسلام بندہ عبدالحق از لاہور ۲۳ جون از کمرہ شیخ التفسیر مدظلہ

(۷)

(جمعیۃ کے مجلس شوریٰ کا اجلاس گوجرانوالہ)

برخوردارم سمیع الحق زید علمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تفصیل عرض پہلے لکھ دی ہے حامد اور راشد بخیر ہیں۔ وہ مزید چند یوم پشاور میں رہیں گے۔ گوجرانوالہ ۲۵ کو شوریٰ کا اجلاس ہے۔ آج جمعہ ہے مزید اگر کوئی بات ہوگی تو پھر فون پر کہہ دوں گا۔

برادرم محمد شفیق و والدہ کو سلام عرض ہے عبدالحق غفرلہ

(۸)

(شیخ الحدیث کی علالت ڈاکٹروں سے معائنہ)

محترمی و مکرمی برادرم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ سلام مسنون۔ خدا کرے مزاج بخیر ہوں۔ آج آپ کا خط والد صاحب کے نام مل کر پڑھا حالات سے آگاہی ہوئی۔ والد صاحب کی طبیعت پہلے کی نسبت بہتر رہتی ہے، کبھی کبھی عصر کو درد ہو جاتا ہے۔ کل جمعرات کے دن کرنل انور نوشہرہ، ڈاکٹر الیاس، ڈاکٹر ناصر اور نواز پشاور سے بھی معائنہ کرایا۔ انہوں نے بھی اطمینان کا اظہار کیا۔ دارالعلوم میں داخلہ کل ہفتہ سے شروع ہوگا۔ فی الحال طلباء کی رفتار سست ہے۔ والدہ کہتی ہے کہ کراچی میں برتنوں کے مکمل سیٹ جس میں کھانے، چائے بمع قہوہ چائے کے تمام برتن ہوں کی قیمت معلوم کرلیں اور ہو سکے تو فون پر بھی قیمت بتلا دیں۔ اگر فون پر اتفاق ہوا اور آپ کے نزدیک قیمت مناسب ہو یعنی ۶ یا سات سو تک ہو تو خرید لیں۔ حامد اور راشد ٹھیک ہیں اور پشاور میں ہیں۔ باقی تمام اہل خانہ بخیر و عافیت میں ہیں۔ جناب شفیق اس کے والد صاحب و برادران کی خدمت میں سلام عرض کریں۔ انوار الحق

---

[1] شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری [2] دونوں خط میرے سفر کراچی کے دوران لکھے گئے ہیں

(۹)

(سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے ملاقات پر خوشی ○ یہ حضرات چراغ سحری ہیں ○ سفراء مدارس کو احتیاطی طرز عمل کی تلقین ○ مولانا شیر علی شاہ کے رشتہ نکاح منگنی کا ذکر)

۱۱۔رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ ۱۹۵۸ء

محترم المقام مولانا شیر علی شاہ صاحب و برخوردارم سمیع الحق زید علمکما وعمرکما۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔حضرت سیدنا المحترم بخاری[1] صاحب مد اللہ مدظلہ کے ساتھ طویل ملاقات کا شرف مبارک ہو۔ایسے اکابرین جو حقیقت میں سلف صالحین کا نمونہ ہیں اور بدقسمتی ہم لوگوں کی کہ یہ حضرات چراغ سحری ہیں ان کے ساتھ ایک ایک لمحہ ملاقات موجب سعادت و برکت ہے۔خداوند کریم ان بزرگوں کی برکت سے ہماری اصلاح فرمادیں۔مولانا عنایت اللہ صاحب[1] کے متعلق مولانا عظیم[2] نے تحریر فرمایا تھا کہ میرے لئے مشکلات پیدا ہورہے ہیں۔اچھا ہوا کہ اس شبہ کا بھی ازالہ ہوچکا ہے۔اگر مولانا عنایت اللہ صاحب سے ملاقات ہوجائے تو ان سے کہہ دینا کہ روئداد میں جن کا نام ہے ان کو چھوڑ کر بقیہ حضرات سے چندہ کے لئے کوشش کریں۔باقی جن حضرات کا چندہ جس کی معرفت اگر مل جائے تو آپ جب آجائیں تو کیش سے انطباق کرلیویں' جن لوگوں نے آپ سے وعدہ کیا ہے منی آرڈر بھیجنے کا اس کا نام اپنی ڈائری میں لکھا کریں اور پھر انطباق کیش سے کرلیں۔الحمدللہ خیریت ہے اکوڑہ میں روزہ بحمد اللہ تعالیٰ باعث برکت ہیں۔مولانا شیر علی شاہ[3] کے لئے مولانا یوسف شاہ کے گھر میں خطبہ کے لئے گئے تھے۔الحمدللہ کامیابی ہوئی مبارک ہو۔والسلام بندہ عبدالحق

(۱۰)

(لاہور کے دورہ تفسیر کے دنوں میں رائے ونڈ حاضری پر خوشی کا اظہار ○ وقت کی قدر اور نماز سے غفلت نہ برتنے کی تلقین ○ شیخ التفسیر کو سلام)

۴رشوال ۱۳۷۷ھ

برخوردارم سمیع الحق وحضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب زید مجدکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ کا خط رائیونڈ[4] سے موصول ہوا اچھا ہوا کہ آپکی دیرینہ تمنا خداوند کریم نے پوری کردی ہے' خداوند کریم امید کے مطابق دنیا و عقبیٰ کے درجات سے آپ حضرات کو نوازے آمین۔کچھ رقم ارسال کردی تھی' سمیع الحق کیلئے شاید مل ہوگی۔مولانا شیر علی شاہ صاحب کی تنخواہ ماہ رمضان مکمل لالہ صاحب قدرت شاہ[5] کو دے دی ہے۔اکوڑہ وصوبہ سرحد میں عید الفطر جمعرات کے دن منائی گئی۔رؤیت ہلال شوال کے گواہ موجود تھے۔خوشی ومسرت حاصل

۱۔ قیام لاہور برائے دورہ تفسیر کے دوران امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے ملاقات، جس کی تفصیل کاروان آخرت میں مذکور ہے دونوں خط قیام لاہور کے دوران موصول ہوئے۔

۲۔ مولانا عبدالعظیم اور مولانا عنایت اللہ صاحب دونوں دارالعلوم کے لئے تحصیل چندہ کی خدمت انجام دیتے تھے، دونوں کو کسی تنازع سے بچنے کے لئے کتنے حزم واحتیاط کی تلقین ہے، کہ اپنے اپنے حلقہ تعارف میں رہ کر اس سے بچا جاسکتا ہے۔ جو حضرات براہ راست چندہ بھیجتے ہیں وہ بھی زحمت سے بچ سکیں گے۔

۳۔ برادرم علامہ مولانا شیر علی شاہ صاحب کے رشتہ نکاح کے لئے مولانا یوسف شاہ صاحب اکوڑہ خٹک کے گھر جانے کا ذکر ہے جو مولانا کے ماموں تھے رشتہ قبول کئے جانے پر مبارکباد کا ذکر ہے۔ ۴۔ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری کے ہاں ہم دونوں کے دورہ تفسیر کے دوران تبلیغی مرکز رائے ونڈ پہلی بار حاضری کا موقع ملا، خط میں اس پر خوشی کا اظہار ہے ۵۔ مولانا شیر علی شاہ مدظلہ کے والد مرحوم

ہوجاتی ہے جب آپ حضرات وقت کی قدر کرتے ہو۔ اپنے اسباق میں مشغول رہتے ہیں، نیز کثرت خواب بالخصوص نماز کے وقت اور اخص الخواص صبح کی نماز کے وقت غفلت نہ برتیں۔ مولانا شیر علی شاہ صاحب ۱۵ ارشوال تک دارالعلوم پہنچنے کی کوشش کریں۔ حضرت مولانا شیخ التفسیر صاحب مدظلہ کی خدمت میں بندہ و دارالعلوم حقانیہ کے لئے دعا کی درخواست اور سلام عرض کردیں۔ دونوں گھروں میں مکمل خیریت ہے بحمد للہ تعالیٰ اطمینان رکھیں۔　　بندہ عبدالحق غفرلہ　ازدارالعلوم حقانیہ

(۱۱)

۱۴ اپریل ۱۹۷۷ء　　(تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران ہری پور جیل لے میں بھیجا گیا گرامی نامہ)

نورچشمی برخوردارم سمیع الحق طول عمرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط موصول ہوا۔ الحمدللہ کہ درس قرآن مجید و درس حدیث شریف میں آپ کا وقت گزر رہا ہے۔ برخوردارم یہ قید و بند و مصیبتیں دینی نظام کے قیام کے لئے ہیں۔ خداوند کریم قبول فرمائے۔ رب العزۃ جلد از جلد کامیابی عطا فرماوے۔ ــ هل انت الا اصبع دميت وفي سبيل الله مالقيت

آپ کے لئے یہ قربانی موجب سعادۃ ہے اور آپ کے واسطے سے ناچیز و خاندان کے لئے باعث اجر ہوگا۔ ان شاء اللہ دین کے لئے قید و سب کچھ قربان کرنا موجب نجات ہے۔ الحمدللہ کہ حضرت مفتی صاحب و دیگر علماء و مجاہدین کی رفاقت میسر ہے۔ کل پشاور ڈاکٹر صاحب کے پاس گیا تھا مگر مایوسانہ جواب دیا امید ہے کہ چند یوم میں پنڈی جاؤں گا۔ رب العزت کامیابی عطا فرماوے۔ بچے و گھر میں خیرت ہے۔ سلام عرض کرتے ہیں فکر نہ کریں حضرت قبلہ مفتی صاحب و دیگر احباب کو سلام عرض ہے۔

خط لکھنا بوجہ ضعف بصارت کے دشوار ہوتا ہے۔ برادرم شفیق صاحب کو سلام پیش ہو۔　　عبدالحق غفرلہ ۱۴ اپریل ۱۹۷۷ء

(۱۲)

۱۰ رشوال ۱۳۸۳ھ　　میرے قیام حرمین الشریفین ۱۳۸۳ھ کے دوران بھیجے گئے والا نامے[1]

(شان رحمانیت کا مظہر ○ ہر ہر رگ و مو سے شکر یہ ○ خلوص وللّٰہیت سے معمور بلا معاوضہ خدمت کی تلقین ○ حجاج کی خدمت کی تلقین ○ مولانا عبدالغفور عباسی اور مولانا زکریا کی مجالس میں شمولیت کریں ○ عربی میں گفتگو رکھیں ○ ارض مقدس کے حالات سے خوشی ہوتی ہے سستی نہ کریں)

عزیز القدر سعادتمند نورچشمی سمیع الحق طول بقاءہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کے دونوں خطوط الخیر و مدینہ منورہ کے موصول ہوکر موجب اطمینان و تسکین قلب ہوئے۔ الحمدللہ کہ ناچیز کی زندگی میں یہ سعادت رب العزت نے عطا فرمادی، ہم جیسے نااہلوں پر یہ فضل اس کی

لے اس اسارت کی تفصیلات حرف ش میں شفیق فاروقی صاحب کے لکھے گئے مکتوبات میں ملاحظہ کریں۔

(اپنے بچوں اور چھوٹوں کے ساتھ انداز مخاطبت، عجز و انکسار تربیت اولاد کی نرالی مثالیں)

ع ان خطوط کے لفظ لفظ سے حرمین الشریفین کی محبت و عظمت، عاجزی و تواضع ٹپکتی ہے، اپنے بچوں اور بیٹوں سے انداز مخاطبت کا کہیں ایسا نمونہ نہیں دیکھا، یہ خطوط الحق کے شیخ الحدیث نمبر میں مولانا عبدالقیوم حقانی مدیر الحق کے ان تمہیدی کلمات کے ساتھ چھپے تھے جسمیں ان خطوط کا صحیح تجزیہ کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرماویں۔

''پیش نظر مکاتیب محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہ العزیز کے ان لاتعداد مکتوبات کی ایک جھلک ہیں جو انہوں نے حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کو مختلف مواقع پر تحریر فرمائے تھے۔ یہ دینی جذبہ خیر خواہی، عالمانہ تربیت اور عشق رسولؐ کے نور سے معمور تحریریں حضرت الشیخ کے بڑے صاحبزادے نے فائلوں کی صورت میں محفوظ کر رکھی تھیں، مولانا سمیع الحق کے نام کے علاوہ بعض دوسرے ایسے خطوط بھی فائلوں میں موجود ہیں جو دیگر حضرات کے نام تحریر کردہ ہیں، جن کو ہم نے موقع اور محل کی مناسبت سے متعلقہ موضوع میں درج کردیا ہے۔ یہ عظیم خزانہ یہ علمی گنج گرانمایہ صرف اس لحاظ سے ہی منفرد اور ممتاز نہیں کہ ایک عظیم باپ ایک بڑے باپ کا اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ خصوصی تعلق خاطر و اعتماد اور خصوصی نظر شفقت و توجہ اور محبت کا ترجمان ہے بلکہ یہ حضرت الشیخ کے عظمت مقام تربیت کے انداز اولاد سے تعلق عجز و انکسار اور ان کے کامل اخلاقی اقدار کو بھی واضح کرتا ہے، ایک باپ اپنے چھوٹے بچوں کے ساتھ کس (بقیہ اگلے صفحہ پر)

شان رحمانیت کا مظہر ہے۔ رب العزت کے فضل بے پایاں کا شکریہ ہر ہر رگ دمو کے ذریعہ سے اگر تمام عمر سر بسجود ہو کر ادا کریں وہ بھی کچھ نہ ہوگا۔ نور چشمی! اس موقع کو غنیمت وفضل عظیم سمجھ کر ضائع نہ کریں' تمام اوقات ذکر الٰہی وصلوٰۃ وسلام حاضری دربار اقدس واستغفار ودعا میں مشغول رکھیں' خداوند کریم اپنی محبت وعشق سردار کونین ﷺ اور ان کی اطاعت کی توفیق کے ذخیرۂ عظیم سے مالا مال فرماوے۔ نور چشمی! بندۂ ناکارہ وسیاہ پر رب العزت کے احسانات عظیمہ ہیں کہ ایک غریب خاندان میں پیدا کرکے علم وعلماء کے گروہ میں داخل فرمایا مگر واقع میں ناچیز میں نہ علم ہے' نہ عمل' انتہائی روسیاہی کے باوجود ستار العیوب نے عیوب پر پردہ ڈالا ہے۔ خداوند کریم آپ کے دعاؤں کے توسل سے اپنی محبت اور حضور اقدس ﷺ کی محبت قرآن مجید واحادیث مبارکہ اور اس کے توابع کے علوم سے منور فرماوے۔ دین کی خدمت جو مخلص خلوص وللّٰہیت سے معمور ہو اس کی توفیق رب العزت عطا فرماوے۔ خداوند کریم حلال رزق وتجارت کا راستہ ناچیز کیلئے کھول دے کہ تدریس کی خدمت بلا معاوضہ کر سکیں۔ آپ مواجہہ شریف (حاضر) ہو کر بندہ کی مغفرت وخاتمہ بالایمان کی دعا کریں اور قرضوں کا بوجھ جو ہے اس کے وجہ سے از حد فکر مندی ہے کہ حقوق العباد ادا ہوں اور حقوق اللہ تعالیٰ کی معافی نصیب ہو اور ہر قسم کے ابتلاؤں سے محفوظیت ہو اور رب العزت دریائے رحمت کے ذریعہ ہماری قباحتوں کو بدل دے' قلب کو نور ایمان سے معمور اور تمام امور میں عافیت نصیب ہو۔ جناب مولانا زین العابدین[1] صاحب وجناب مولانا فقیر محمد صاحب[2] خلیفہ حضرت تھانویؒ کو سلام۔ آپ کی ہمشیرگان بالغ ہو رہی ہیں اس امانت کو رب العزت قبول فرما کر بہترین مواضع میں جو دینی عزت رکھتے ہوں اس میں جگہ عطا فرمادیں۔ اپنے برادران کی اخلاقی وعلمی حالت کے لئے دعا کریں کہ رب العزت انہیں علماء عاملین بنادے۔ والدہ کی صحت کے لئے اور تمام مصائب سے محفوظ رہنے کے لئے دعا کریں۔ میرے لئے دونوں مقامات مقدسہ میں دعا کرتے رہیں کہ خداوند کریم ایمان کاملہ عطا فرماویں۔ قلبی کدورتوں کو دور فرمادے۔ آمین یارب العالمین۔ بندہ عشرہ اخیرہ رمضان میں بیمار رہا، اب بحمد للہ تندرست ہوں' صحت کے لئے دعا کریں' دار العلوم حقانیہ کے بقاو ترقی کے لئے خصوصی دعا کرتے رہیں۔

حجاج کی خدمت باعث اجر ہے' وطن کے جو حجاج ملیں ان کے لئے سہولت کا سامان جس قدر کر سکیں تو باعث اجر عظیم ہوگا' قبلہ مولانا مدنی (حضرت مولانا عبدالغفور عباسی) کی مجلس میں شمولیت رکھیں۔ مولانا عبدالحفیظ صاحب نے سہارنپور سے خط کے ذریعہ اطلاع دی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب اس سال حج کو جارہے ہیں' اکابرین کی مجلس اور فیض صحبت غنیمت ہوا کرتا ہے، ان کی مجلس میں

(گزشتہ صفحہ سے) انداز میں محبت کرتا ہے' ان خطوط میں پند ونصائح کے جواہر ہی نہیں بلکہ انابت الی اللہ' عبدیت کاملہ اور وارفتگی وعشق رسولؐ کے موتی بھی جابجا ٹکے ہوئے ملتے ہیں۔ ان امور کے پیش نظر یہ بہت لازمی اور ضروری ہے کہ حضرتؒ کے تمام مکاتیب کے وہ حصے جو کسی بھی وجہ سے عامۃ المسلمین کے لئے سودمند ہوں' شائع کئے جائیں۔ مگر یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ یہ طے کرنا کتنا کٹھن مرحلہ اور صبر آزما ہوتا ہے کہ خطوط کے اس عظیم ذخیرے سے کون سے خطوط منتخب کر لئے جائیں۔ کون سی عبارات لی جائیں اور کون سی چھوڑ دی جائیں۔ ع داماں نگہ تنگ وگل حسن تو بسیار۔ تاہم ہم نے ان خطوط میں سے چند کا انتخاب کرلیا ہے جو حضرتؒ نے مولانا سمیع الحق کے نام ان کے سفر حجاز کے موقع پر لکھے ہیں۔ ان مکاتیب کی اہم خصوصیات کا اندازہ تو خود قارئین ہی لگا سکتے ہیں۔ تاہم تحریر میں بے تکلفی اور سادگی' مضمون میں وضاحت اور ٹھوس حقیقت پر توجہ' معاملات صفائی اور حقوق کی ادائیگی کی غیر معمولی ترغیب' دینی رنگ' خاص کر عشق رسولؐ اور روالہیت ہر خط میں جھلکتی نظر آتی ہے۔ حق تعالیٰ پر غیر معمولی توکل' بھروسہ' اعتماد اور ہر بار اپنے اصاغر کی دعاؤں کیلئے اپنے احتیاج کا اظہار ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ خطوط لکھنے والے کی شخصی زندگی کے آئینہ دار ہوتے ہیں پھر خاص کر جب وہ نجی نوعیت کے حامل ہوں' ایک جذباتی رشتہ' ایک پدری شفقت اور ایک مربیانہ نظر عنایت کے پیش نظر لکھے گئے ہوں۔ اور پھر خطوط لکھتے وقت کاتب کے ذہن میں ان کے خطوط کی اشاعت اور ان کے منظر عام پر آنے کا تخیل اور تصور تک نہ ہو۔ (عبدالقیوم حقانی)

[1] جامعہ اشرفیہ پشاور میں حدیث پڑھاتے تھے رفیق سفر تھے۔

[2] حکیم الامۃ کے اجلہ خلفاء میں سے تھے، رقت قلب اور ہر وقت رونے کی وجہ سے بکائی کہلانے لگے۔

بھی حاضری دیتے رہیں۔ نیز ان تین ماہ میں گفتگو آپس میں بھی عربی میں کیا کریں[1] اور اگر ہو سکے تو تحریر بھی عربی رکھیں۔ بہر تقدیر گفتگو بالکل عربی میں جاری رکھیں تا کہ اس کی مہارت میسر ہو' خطوط موقع بہ موقع واقفین کو ارسال کرتے رہیں اور دعاؤں میں بھی تمام واقفین کو یاد رکھیں اور خطوط میں بھی کل واقفین کے نام لکھ لیا کریں تا کہ ان کی خوشنودی ہو اور دعوات میں آپ کو بھی یاد کرتے رہیں گے۔ تا حال گھر میں خیریت ہے' داخلہ طلبہ شروع ہو چکا ہے' بحمد للہ طلبہ بکثرت آ رہے ہیں۔ دارالعلوم کی ترقی و بقاء کیلئے دعا کرتے ہیں' خطوط لکھنے میں سستی نہ کریں اور تفصیلی خط لکھا کریں۔ ارضِ مقدس کے حالات اور وہاں کی کیفیات سے قلب کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ گھر کے تمام افراد سلام دعا کا پیغام دے رہے ہیں۔ تمام اراکین[2] حاجی محمد یوسف' سید نور بادشاہ' ملک امر الٰہی' کرم الٰہی' رحمان الدین' حاجی غلام محمد' عبدالغفور وغیرہم سلام عرض کر رہے ہیں۔ حضرت قبلہ مخدومنا مولانا عبدالغفور صاحب مدنی مدظلہ کی خدمت میں سلام اور دعا کی اپیل کریں' نیز حضرت کے صاحبزادگان کو سلام عرض کر دیں۔ برادرم محترم قاری سعید الرحمٰن صاحب کی خدمت میں سلام اور دعا کی درخواست ہے۔ اہل دفتر جناب ناظم اکبر[3] و اصغر سلام عرض کر رہے ہیں۔ خط لکھنے میں سستی نہ کریں۔ استودع الله دینکم و امانتکم و خواتیم عملکم.

بندہ عبدالحق غفرلہ از دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(۱۳)

۲ ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ (لختِ جگر اولاد کی دعائیں صدقہ جاریہ O آپ پر رحمت خداوندی اور فضل عظیم O انوار الحق کا ختم تراویح O طلبہ کا بہ کثرت ورود O سفر عشق میں عاشق کا امتحان O ابتلاء میں صبر و استقامت O اکابر علماء کی حرمین آمد پر استفادہ کی تلقین O مدینہ یونیورسٹی میں حاضری استفادۂ علم کا ذریعہ)

نور چشمی لختِ جگر سمیع الحق سلمہ اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط غالباً ۲۰ رشوال ۱۳۸۳ھ کو موصول ہو کر موجب اطمینان ہوا۔ مفصل خط بنام مولانا شیر علی شاہ سے مزید اطمینان حاصل ہوا۔ الحمد للہ کہ رب العزت نے آپ کے لئے مساعد حالات ایسے پیدا فرمائے جس کی وجہ سے رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا موقع عطا فرمایا اور پھر والدین کے لئے بھی عمرہ کیا۔ والحمد للہ علی ذٰلک۔

سب سے زیادہ رحمت خداوندی اور فضل عظیم کہ رحمۃ للعالمین کے قرب میں جگہ ملی اور روضۃ من ریاض الجنۃ میں حاضری اور سرور دو جہان ﷺ کے مواجہہ شریف میں حاضری کی اجازت و توفیق ایزدی شامل حال رہی۔

لختِ جگر! ولد صالح یدعوا له ' والد کے حق میں صدقہ جاریہ ہے۔ اولاد کی دعائیں ایسے متبرک مقامات میں والدین کے حق میں مفید اور قبولیت کا درجہ و مقام حاصل کر لیتی ہیں۔ آپ کو رب العزت نے موقع دیا ہے حرمین الشریفین میں گڑگڑاتے رہیں' والد عاصی کیلئے دعائیں کرتے رہیں کہ عافیت تامہ و ایمان کاملہ و علم باعمل و اشاعت علم دین سے نوازے اور کل دینی و دنیوی مرادوں میں کامیابی نصیب ہو' بندہ کو ذیابیطس کی بیماری کی وجہ سے انتہائی ضعف لاحق ہوا ہے۔ رمضان شریف میں قلب اور اعضاء رئیسہ پر ضعف کا اثر اور حملہ ہوا مگر بحمد للہ

---

[1] ان ایام میں حضرتؒ کے حکم کے مطابق مدینہ یونیورسٹی کی کلاسوں میں غیر رسمی شرکت کا موقع ملتا رہا۔

[2] دارالعلوم حقانیہ کے وہ اراکین جو اول روز سے حضرت شیخ الحدیثؒ کے ساتھ اساس اور بنیاد میں شریک رہے۔

[3] ناظم اکبر و اصغر یہ حضرتؒ یہاں پشتو اصطلاح کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ مولانا سلطان محمود صاحب "مشر ناظم" اور مولانا گل رحمٰن "کشر ناظم" کے ناموں سے مشہور تھے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے اسی اصطلاح سے پشتو کا ترجمہ کر دیا۔

اب روبصحت ہوں۔ انوار الحق[1] ۲۰ رمضان کو گھر پر آئے تھے۔ ایک ختم تراویح میں انہوں نے پورا کیا۔ اب اس دفعہ قرآن مجید اسے پورا یاد تھا۔ ۱۰ ارشوال کو بہاولپور چلے گئے۔ محمود الحق بھی بخیر ہے' دعا ان کے لئے بھی کیا کریں کہ اس تعلیم کے بُرے نتائج[2] سے محفوظ ہو اور ثمرہ بہتر اس پر مرتب ہو۔ دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ اس دفعہ زیادہ طلبہ کا ورود بکثرت ہے' اکثر طلبہ بوجہ عدم گنجائش داخلہ کے واپس چلے جاتے ہیں۔ اساتذہ گزشتہ دن سے آ گئے ہیں، تمہارے اسباق دوسرے مدرسین پر عارضی طور پر تقسیم کر دیئے ہیں۔ خداوند کریم آپکو بمع رفقاء حج مبرور نصیب فرما کر بخیر و عافیت واپس پہنچا دے۔ آمین۔

برخوردارم! آپ کی اور جناب قاری سعید الرحمٰن صاحب کی خوش قسمتی ہے کہ روضۂ اطہر کے سامنے حاضری کے اس قدر ایام میسر ہوئے (اللہ تعالیٰ) حرمین الشریفین پر حاضری کے فیوض و برکات سے مالا مال فرما دے۔ مجھ گنہگار و روسیاہ کے حق میں تمہارا گڑگڑانا باعث نجات اور سعادت دارین کا ذریعہ بن جائے تو یہ میری خوش قسمتی ہوگی۔

برخوردار! یہ دنیا فانی ہے اور عمر کا اکثر حصہ گزر گیا' یہ دعا کریں کہ مجھ گنہگار کے گناہوں کو رب العزت معاف فرما دے' اپنی رضا کی نعمت اور خاتمہ بالایمان کی نعمت عظیمہ سے نوازے' اپنی بے مائیگی اور ناشکری کا خطرہ از حد لاحق ہے۔ کاش! تمہاری دعائیں ناچیز کے لئے باعث معافی ہو جائیں۔ آپ اپنی خوش قسمتی پر رب کریم کا شکر ادا کریں' اپنے اوقات عزیز حاضری روضہ اطہر اور مکہ معظمہ میں طواف بیت اللہ میں مشغول رکھیں۔ ڈالر کے متعلق قاری صاحب نے دوبارہ اس شخص کو یاد دہانی کی ہے' اس سفر عشق میں عاشق کا ایک ایک امتحان ہوتا ہے۔ جس قدر ابتلاء میں صبر و استقامت ہو اس قدر قرب و رضا خداوندی نصیب ہوگی۔

مولانا محمد یوسف صاحب بنوری' مولانا غلام غوث ہزاروی' اور مفتی محمود صاحب مصر گئے ہیں وہ بھی چند یوم میں حج کے لئے پہنچ جائیں گے۔ جناب الحاج محمد عالم صاحب (عطر جی) سے مکہ معظمہ میں ملاقات کا موقع مل جائے تو کر لیں' مجھے اس کا فکر ہے کہ تمہارے پاس رقم بھی تھوڑی ہے اگر ضرورت ہو تو وہاں اگر قرض مل سکیں تو لے لیں اگر وہاں نہ مل سکے تو جلدی لکھ دیں تاکہ ہوائی جہاز سے جانے والے حجاج کے ذریعہ اگر ممکن ہو تو بھیج دیں گے۔ ہاں اس دفعہ حج کے موقع پر مولانا قاری طیب صاحب' مہتمم دارالعلوم دیوبند بھی جائیں گے اگر ملاقات ہو جائے تو سالانہ اجلاس کے لئے وقت ان سے متعین کر لیں' حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سے ملاقات کا موقع ملے تو بہتر ہوگا۔ مدینہ یونیورسٹی میں حاضری اضافہ علم کا باعث ہوگا۔ عربی بولتے رہیے۔ والسلام: بندہ عبدالحق غفرلہ

(۱۴)

۱۵ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ (میری زندگی میں آپ کا حج و زیارت خداوند کریم کے منن لامتناہیہ میں سے انعام عظیم ہے)

نور چشمی سمیع الحق سلمہ اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عرصہ ہوا کہ خط لکھنے کا ارادہ تھا مگر عوارضات اور آپ کے خط کے انتظار کی وجہ سے دیری ہوئی' مگر آج تک آپ کا خط نہ ملا۔ مدینہ منورہ کا مکتوب تو مل چکا ہے مگر مکہ معظمہ سے آپ کا کوئی خیریت نامہ نہیں ملا۔ امید ہے برخوردارم و برادرم حافظ قاری مولانا سعید الرحمٰن صاحب مناسک حج سے فارغ اور اس سعادت عظمیٰ کو بعافیت انشاء اللہ تعالیٰ حاصل کیا ہوگا۔ نور چشمی! خدوند کریم کے منن لامتناہیہ میں سے انعام عظیم ہے کہ رب العزت نے بندہ کی زندگی میں اپنے بیت مکرم جو اول بیت

---

[1] برادر اصغر مولانا حافظ انوار الحق صاحب

[2] برادر عزیز پروفیسر محمود الحق حقانی جو اپنے شوق سے عصری تعلیم کے لئے اسلامیہ کالج گئے تھے اور الحمد للہ اثرات بد سے محفوظ رہتے ہوئے پروفیسر رہے اور بالآخر کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ کے چیئرمین بن کر ریٹائر ہوئے۔ حضرت کو عصری سیکولر اور لبرل نظام تعلیم کے اثرات کی فکر تھی۔

وضع للناس اور قیاماً للناس اور اولین عبادت گاہ ہے کے طواف اور حاضری کے شرف سے آپ کو نوازا ہے رب العزت حرمین کے فیوضات سے اخذ کی استعداد اور اس کی برکات سے مالا مال فرمادے اور حج مبرور نصیب ہو بندہ کے لئے عافیت تامہ و خاتمہ بالایمان و علم و عمل کی زیادتی اور گناہوں کی معافی کی رو رو کر تضرع و ابتہال کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں ۔عمرۂ نفلی کی ادائیگی کی بھی ہمت کریں۔

والسلام :عبدالحق غفرلہ

(۱۵)

۱۶رذیقعدہ ۱۳۸۳ھ (مولانا عبدالغفور عباسی کا گرامی نامہ O ان کا وجود باعث خیر و برکت O مولانا عبید اللہ انور کی آمد اور سلام O مولانا اسعد مدنی اور قاری محمد طیب کو تسلیمات)

نور چشمی سمیع الحق سلمہ اللہ تعالیٰ !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط ملا اور حضرت قبلہ مخدومنا المکرم حضرت مولانا مدنی صاحب کا گرامی نامہ معمور از کلمات شفقت و جملہ ہائے دعائیہ باعث مسرت و اطمینان بنا۔ حضرت شیخ مدنی مدظلہ العالی کا وجود مسعود حرم محترم میں ناچیز کے لئے اور ہزاروں معتقدین و خدام کے لئے باعث خیر و برکت ہے۔امید ہے کہ حضرت کی دعائیں ناچیز کے حق میں قبول ہو کر ذریعہ و وسیلہ نجات دارین ہوں گی۔

الحمدللہ گھر و شہر میں خیریت ہے۔ کچھ فکر نہ کریں' موقع و وقت کی قدر یہی ہے کہ عبادت میں گزرے اور دعائیں نہایت عاجزی سے بندہ کے حق میں اور دارالعلوم حقانیہ کی ترقی و بقاء کے لئے کرتے رہیں۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب تشریف لائے تھے' سلام عرض کر رہے تھے۔انوارالحق بہاولپور میں کچھ بیمار ہیں۔ بے خوابی کا مرض اسے لاحق ہے اس کے لئے اور میری عافیت و صحت کے لئے اور قرضوں سے نجات اور بالخصوص علم و عمل کی ترقی اور اخص الخصوص خاتمہ بالایمان کی سعادت میسر ہونے کی دعائیں کرتے رہیں۔ خداوند کریم تمہیں اور رفقاء مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب و حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کیلئے یہ سفر مبارک باعث رفع درجات و کامیابی و سعادتمندی دارین کا ذریعہ و علم و عمل کی ترقی کا وسیلہ بنادے۔ آمین ۔تمام اراکین و اہالیان محلہ و احباب و رشتہ داران دعا و سلام کنان و پرسان حال رہتے ہیں' خداوند کریم جل مجدہ کی امداد آپ کے شامل حال ہو واپسی کے لئے کوشش جدہ شریف کے راستہ پر کریں' خداوند کریم غیب سے کامیابی کے اسباب عطا فرماوے۔ حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔ حضرت جناب قاری صاحب سعید الرحمان و حضرت مولانا عبد اللہ صاحب و جمیع رفقین کرام بالخصوص حضرت قبلہ مولانا مدنی صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام عرض ہے' اس سال حج میں جس قدر اکابر شامل ہو رہے ہیں ان سے ملاقات کا شرف اور اگر موقع ہو تو بندہ کے لئے بھی دعا کراتے رہیں۔ حضرت جانشین شیخ العرب والعجم مولانا اسعد مدظلہ کو بھی سلام و حضرت مخدومنا مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند کو بھی سلام عرض کریں اور جلسہ سالانہ دارالعلوم کے لئے تاریخ کا تعین انہی سے کرادیں۔ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین کے مواجہ شریف میں بندہ کے عاجزانہ صلوۃ و سلام عرض کردیں اور رکن و مقام ابراہیم کے درمیان استغفار میرے لئے اور اپنے حق میں کیا کریں۔

والسلام :بندہ عبدالحق غفرلہ

(۱۶)

عبدالحق از دارالعلوم حقانیہ ۔۲۸رذی الحجہ ۱۳۸۳ھ یوم دوشنبہ

(خط میں تاخیر سے شدت انتظار کوفت و قلق O حاضری حرم میں کوشاں)

نور چشمی سمیع الحق سلمہ اللہ تعالیٰ واعزہ اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرۃ !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا مکتوب ۷رذی الحجہ کا مجھے ۲۵ ذی الحجہ کو

ملا' تقریباً ایک ماہ میں خط کا نہ ملنا باعث تشویش بنا رہا۔ چند دفعہ ارادہ ہوا کہ تار کے ذریعہ خیریت معلوم کریں مگر اس کا بھی ذریعہ ایصال معلوم نہ تھا۔

شدت انتظار کا کوفت وقلق تو ملا مگر بعد کو خوشی حاصل ہوئی کہ الحمدللہ آپ مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفاً پہنچ گئے ہیں اور امید ہے کہ فریضہ حج کو بخیر وعافیت ادا کیا ہوگا۔ ایک خط مدرسہ صولتیہ کے ناظم صاحب کی معرفت جن کا پتہ آپ نے مدینہ طیبہ سے لکھا تھا روانہ کردیا ہے شاید وہ ملا ہو یا نہ۔ جناب محمد حسن خان صاحب کے ساتھ ڈاکٹر شیر بہادر صاحب کے بہت گہرے تعلقات ہیں' مجھے خیال نہ رہا کہ اس کو کہتا۔ بہر تقدیر حقیقی کارساز رب العزت ہیں۔ اگر کچھ زیادہ وقت مسجد الحرام میں گزر جائے تو باعث سعادت ہے۔ اس سال بزرگان کرام کا ہجوم مزید باعث خیر وبرکت رہا' خداوند کریم حرم محترم کے فیوض وبرکات سے آپ حضرات ودیگر تمام حجاج کو مالا مال فرماوے اور امت مسلمہ کے لئے باعث خیر وبرکت بنادے۔ آمین ثم آمین غنیمت عظیمہ جان کر اور رب کریم ورحیم کا احسان عظیم جان کر شکر ادا کریں اور احترام حرم محترم و حاضری حرم میں کوشاں رہیں' سالانہ جلسہ دارالعلوم کا ابھی تک کوئی تقرر نہیں ہوا۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ' کی بخیر واپسی دیوبند خط وکتابت کریں گے۔ مولانا بنوری صاحب ومولانا ہزاروی صاحب ومفتی صاحب تو بخیر وعافیت پہنچ گئے ہیں۔ حضرت مولانا قبلہ مدنی صاحب[1] سے اگر ملاقات ہو سکے تو دعا کے لئے درخواست کریں اور سلام عرض کردیں' ڈاکٹر شیر بہادر صاحب وغیرہ گیارہ مئی کو واپس آجائیں گے۔ بندہ بمع اہل خانہ واقارب واحباب بخیر وعافیت ہے' ناظم سلطان محمود نے کل لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں فتق کا آپریشن کرایا ہے اور بحمدللہ کامیاب ہے اور روبصحت ہیں' حضرت مولانا عبداللہ صاحب[2] و حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ دنیوی واخروی مشکلات وپریشانیوں اور تکالیف کو رفع فرماوے' خداوند کریم کے نزدیک عاجزی اور عدم تفاخر مرغوب ہے' آپ اپنے لئے اور میرے حق میں استغفار کرتے ہیں۔ محمود[3] وانور نے کہا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اس طرف امتحان ہمارا شروع ہو اور دوسرے آپ آئیں تو پھر کیا ہوگا[4] وہ کہتے ہیں کہ چند دن کراچی میں ٹھہر جائیں' خیر جو خدا کو منظور ہو وہ بہتر ہوگا' خداوند کریم بعافیت آپ حضرات کو واپس خدمت دین کے لئے لے آئیں۔ آمین

☆☆☆

مولانا عبدالحق[5] دارالعلوم تربت مکران

(۱)

۳۰ اگست ۱۹۸۸ء (ذکریوں پر مقالہ)

گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد از تسلیم عرض آنکہ ذکریوں پر ایک مقالہ ارسال خدمت ہے

---

[1] حضرت مولانا عبدالغفور مدنی   [2] صدیق محترم مولانا عبداللہ کاکاخیلؒ

[3] برادرم محمود الحق ومولانا انوار الحق   [4] یعنی استقبالیہ اور ترحیبی تیاریوں کا موقع نہ مل سکے۔

[5] جماعت اسلامی بلوچستان کے رہنما قومی اسمبلی کے رکن بھی رہے۔

اگر قابل اشاعت ہو تو طبع فرمائیں۔ نیز یہ خط لاہور سے لکھ رہا ہوں۔ خریداری نمبر بھی یاد نہیں امید کہ اس بے اصولی پر معاف فرمائینگے۔
اگر مدت خریداری ختم ہو تو ارسال بذریعہ وی پی بھیج دیں۔ نوازش ہوگی۔ طالب دعا عبدالحق صدر مدرس دارالعلوم تربت

(۲)

(ذکریوں کی جارحیت پر احتجاج)

جمعیۃ العلماء اسلام مکران ڈویژن نے اپنے ایک اہم قرارداد میں اسلام دشمن فرقے ذکری جماعت کی تحصیل بلیدہ مرغوتی کی مسجد کے اندر نمازیوں پر بمباری کی شدید مذمت کی ہے اس سے پورے عالم اسلام کے خلاف ایک سازش قرار دیا ہے۔ اور ٹربیونل کے ذریعہ اسکی تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔
اور اب تک اس کیس کی تحقیقات کی انتہائی سرد مہری پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔ (عبدالحق۔ مکران، تربت)

☆☆☆

مولانا عبدالحق ربانی[1] میر پور خاص سندھ

(حقانیہ کے علمی خدمات پر مسرت O مدارس شاہ ولی اللہ اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کے علوم پر توجہ دیں)

محترمی جناب مولوی سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں آپ کی خدمت میں جنوری میں حاضر ہوا تھا۔ آپ نے جو ہماری مہمان نوازی اور پذیرائی کی اس کے لئے ممنون ہوں۔ مجھے آپ کا مدرسہ دیکھ کر بہت مسرت ہوئی کہ اس دور میں آپ جو علمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اس کی تعریف کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں۔ اس مُسرت کے ساتھ کچھ ملال بھی ہوا کہ آپ کا ادارہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے علوم و فیوضات سے خالی ہے۔ یہ ایسا ہے۔ جیسے جسم بغیر روح کے ہو۔ آپ جواتنا بڑا کام کررہے ہیں اگر اس میں ہمارے ان اکابرین کے علوم کا بھی اضافہ کردیں تو گویا مردہ جسم میں جان پڑ جائیگی۔
میں آپ کو اسلئے خطاب کررہا ہوں کہ آپ کو اس کیلئے اہل سمجھتا ہوں اور آپ کے مدرسہ کو بہترین جگہ سمجھتا ہوں، مجھے امید ہے کہ آپ اس امر کی طرف ضرور توجہ کرینگے اور اگر میری خدمات کی ضرورت ہوئی تو بندہ بھی حاضر ہے۔ اور اس میں آپ کے ساتھ تعاون کرنے کیلئے تیار ہے۔ سلام آپ کے والد صاحب اور جملہ رفقا اور طلباء کو میری طرف سے عرض کردیں۔

احقر عبدالحق ربانی

از مدرسہ عربیہ دارالعلوم قاسمیہ کھری کوارٹرس میر پور خاص

---

[1] سندھ کے مشہور اور ممتاز علماء میں سے تھے علوم ولی اللہی سے خاص شغف تھا۔

مولانا عبدالحق[1] مدرسہ مفتاح العلوم حیدرآباد

(۱)

جنوری ۱۹۸۱ء (ٹیلی ویژن اور قول رسول ﷺ سے مذاق ٥ نئی نسل گویوں کے حوالے)

محترمی سلام مسنون! ٹیلی ویژن عالم اسلام میں یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ ملک میں ایک بھی ایسا عالم باعمل نہیں ہے جو اسوہ رسول ﷺ پر عامل ہو اور قول رسول ٹیلی ویژن پر پیش کر سکے۔ ٹیلی ویژن پر قول رسول ﷺ بیان کرنے کے لئے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا گیا ہے جس سے قول رسول سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ اور یہ صاحب رسول ﷺ کے فرمان کے قطعاً مخالف ہیں۔ مونچھیں بڑھی ہوئیں اور داڑھی منڈی ہوئی۔ اور سر پر امریکی ہپی کی طرح بال۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جس قوم کی تشبیہ اختیار کرو گے روز حساب اسی قوم سے اٹھائے جاؤ گے۔ لیکن ٹیلی ویژن پر قول رسول پیش کرنے والے کے گلے میں نصاریٰ کی غلامی کا طوق بشکل نکٹائی پڑا ہوتا ہے۔ ٹیلی ویژن کے کرتا دھرتا نے کس ڈھٹائی سے اسوۂ رسول ﷺ کے مخالف کو ٹیلی ویژن پر قول رسول پیش کرنے کے لیے منتخب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''وہ بات کیوں کرتے ہو جس پر تمہارا عمل نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ بات بہت بری ہے۔ کہ جو بات تم کہو اس پر تمہارا عمل نہ ہو''۔ معاشرے کو اسلامی بنانے کے لئے کوشش کر رہی ہے لیکن ساتھ ہی ٹی وی نے قوم کی نئی نسل کو ایک گویئے سہیل رعنا کے حوالے کر رکھا ہے۔ جو لڑکوں اور لڑکیوں کو گانا سکھاتا ہے۔ جو بچے اور بچیاں طبلے کی تھاپ پر اور ہارمونیم کی تان پر تالیاں بجا بجا کر گائیں گی ان کی نئی نسل سے اسلامی معاشرہ تو تشکیل نہیں پا سکتا۔ البتہ گلوکارائیں، فلم ایکٹر اور فلم ایکٹریس وجود میں آئیں گی۔ تو یہ کس قسم کا اسلامی معاشرہ ہوگا۔ مولانا عبدالحق صدر نظام العلماء۔ ضلع حیدرآباد۔

(۲)

جون ۱۹۸۳ء (۱۸۵۷ء کا جہاد اور قادیانی مصنف)

محترمی سلام مسنون! ایک کتاب ۱۸۵۷ء کا جہاد کا اشتہار پڑھا، خیال ہوا کہ جنگ آزادی کی تاریخ ہوگی مرتب کوئی پیام شاہجہان پوری[2] تھے۔ کتاب ہم نے منگوالی، لیکن پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تو پکا قادیانی ہے۔ اور مرزا غلام احمد کا فتویٰ کہ انگریز سے جہاد حرام ہے اس کو ثابت کرنے کے لیے علماء دیوبند اور دیگر مجاہدین آزادی کی تاریخ کو مسخ کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ سارے حضرات بھی انگریز سے جہاد کو حرام سمجھتے تھے۔ ابھی اس نے اپنا پندرہ روزہ رسالہ تقاضے بھیج دیا جس میں ایک مضمون ہے کہ صحابہ کرامؓ بھی وفات مسیح کے قائل تھے۔ میں نے پیام شاہجہان پوری کو کھلا خط لکھا ہے دیکھئے کہ وہ اس سے شائع کرتے ہیں یا نہیں۔

مولانا عبدالحق مفتاح العلوم حیدرآباد

---

[1] حیدرآباد سندھ کے بزرگ اور ممتاز عالم جماعتی کام میں جمعیۃ (س) کا ساتھ دیتے رہے۔

[2] پیام شاہجہان پوری کے بارہ میں مکتوب نگار کا خدشہ صحیح تھا۔ ان کے مکتوبات بھی (اس مجموعہ میں شامل ہیں) سے کچھ مزید روشنی پڑھ سکتی ہے۔

مولانا عبدالحکیم[1] ایم این اے، راولپنڈی

(۱)

۲۵ نومبر ۱۹۸۰ء (مفتی محمود کی وفات کے بعد مولانا غلام غوث ہزاروی کو ناظم اعلیٰ بنایا جائے)

عزیز القدر فاضل نوجوان محرر شعلہ بیان ابوالحقائق مولانا سمیع الحق صاحب سلمہ ربہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف، حج کے سفر سے واپسی پر مسلسل اسفار کثیرہ کی وجہ سے حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں خود حاضر بھی نہ ہوسکا اور عریضہ بھی نہ لکھ سکا۔ آپ سے ملنے کو بہت جی چاہتا ہے کاش کہ آپ اپنے راولپنڈی کے آنے کو ہم سے مخفی نہ رکھتے تو ملاقات ہو جاتی۔ رضاء خانی وغیرہ فرق باطلہ جو کچھ کررہے ہیں۔ آپ کے حساس قلب ونظر پر یقیناً اسکا اثر ہوگا۔ اور اسکی رکاوٹ کیلئے اسباب بھی زیر نظر ہوں گے۔ راولپنڈی اسلام آباد کے تمام احباب اور ہزارہ ڈویژن کے علماء کرام کی خواہش ہے کہ مسلک کے تحفظ کی خاطر حضرت ہزاروی صاحب کو مفتی صاحب کی پوسٹ پر لایا جائے اس کیلئے اکابرین جمعیت سے رابطہ آپکے ذریعہ ہو، بہت سارے حضرات کے حسب الحکم یہ عریضہ ارسال خدمت ہے۔ لہذا آپ اپنی مساعی جمیلہ اس سلسلہ میں شروع کردیں۔ امید ہے کہ آپ راولپنڈی قدم رنجہ فرماتے ہوئے مجھے فراموش نہ کریں گے۔ الحاج مولانا فضل مولیٰ صاحب اور دیگر حضرات کی خدمت میں سلام مسنونہ عرض ہے۔ فرقانیہ کے اساتذہ قاری عبدالمالک قاری زرین وغیرہ سلام کہتے ہیں۔ والسلام عبدالحکیم مہتمم جامعہ فرقانیہ مدنیہ کرتا پورہ راولپنڈی

(۲)

(وفاق مجلس شوریٰ میں انتخاب پر مبارکباد ○ اعلاء حق کا اہم سٹیج مفتی محمود مولانا ہزاروی نے تن تنہا فتح حاصل کی)

۱۲ مارچ ۱۹۸۲ء

بخدمت جناب فاضل نوجوان فخر علماء اقران مخدومی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ مزاج گرامی۔ سب سے پہلے تو آپ بندہ کی طرف سے بہت بہت مبارکباد قبول فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسلاف اور اکابرین کے مسلک کے مطابق ایوان حکومت میں کتاب وسنت کی بات کرنے کے لئے منتخب کرادیا۔ الحمدللہ علی ذلک بزرگوارم میں اس بات کا قائل ہوں کہ اپنے حضرات ہر مقام پر ضرور ہونے چاہئیں۔ مخالفت برائے مخالفت علماء حق کا شیوہ نہیں ہے' مسلم لیگی دور میں مرحوم حضرت مولانا احتشام الحق سے اللہ تعالیٰ نے دین کا کتنا کام لیا۔ اسی طرح مفتی اعظم پاکستان قائد جمعیت مفتی محمود صاحب قدس سرہٗ کی وزارت کو دیکھئے۔ موجودہ حالات میں جبکہ بات کرنے کیلئے دوسرا کوئی سٹیج نہیں ہے' تمام راستے اور دروازے بند ہیں ایسے وقت میں سامنے بیٹھ کر ترکی بہ ترکی کتاب وسنت کی روشنی میں کلمہ حق کہہ دینا اور اس کا نشر ہو جانا بہت بڑی غنیمت ہے۔ آپکے ساتھ مخدوم زادہ قبلہ حضرت مولانا قاری سعیدالرحمان صاحب اور مخدوم فاضل عالم باعمل صاحب تجربہ حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب مدظلہ آف کلاچی کا ہونا بہت بڑی طاقت ہے۔ ماضی کی تاریخ گواہ ہے کہ ہمارے مرحوم ومغفور بزرگ بابائے جمعیت حضرت مولانا غلام غوث صاحبؒ ہزاروی' قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی

---

[1] مولانا جمعیۃ کے سرکردہ اور تاسیسی اکابر میں سے تھے مولانا مفتی محمودؒ کے دور میں ان کا مدرسہ فرقانیہ کرتارپورہ راولپنڈی پارٹی کے اہم مراکز میں سے تھا۔ مولانا غلام غوث ہزاروی کی رفاقت میں ہزارہ ٹکرام وغیرہ کے بڑے بڑے بتوں کو گرا کر قومی اسمبلی میں پہونچے، اس اسمبلی کے آخری دور میں سیاسی اختلاف سے اور کچھ اس وقت کے حکومت کے نفس ناطقہ مولانا کوثر نیازی کے اثر سے مفتی محمود صاحب سے الگ ہوکر مولانا غلام غوث ہزاروی کے ہمرکاب ہو گئے۔ مفتی محمود کے بعد جمعیۃ انتشار کا شکار ہوگئی تو آپ مولانا درخواستی کے ساتھ رہے۔ میرے سر پر ذمہ داری نظامت کا بوجھ ڈالا گیا تو کھل کر نہ صرف سرپرستی فرماتے رہے بلکہ جمعیۃ کے مرکزی نائب امیر کا عہدہ سنبھالا اور اپنا ادارہ بھی جماعت کے لئے بدستور وقف رکھا ان کے وفات کے بعد ان کے مسند نشین فرزند اس پالیسی پر گامزن نہ رہ سکے۔

محمودؒ صاحب نے ون یونٹ اسمبلی اور قومی اسمبلی میں ایوب خانی دور میں تن تنہا خاندانی منصوبہ بندی اور دوسرے خلاف اسلام باتوں پر دونوں جگہ عظیم فتح حاصل کی تھی۔ اب تو اللہ کے فضل سے آپ تینوں حضرات ہر لحاظ سے ہزاروں جہلاء پر انشاء اللہ غالب رہیں گے' جبکہ دینی معاملات میں شوریٰ کے ممبران میں سے ایک اچھی تعداد آپ کی تائید کرے گی' موجودہ وقت میں سوائے اس کے دوسرا چارہ کار نہیں ہے' صدر صاحب بذات خود اسلام کے ساتھ اخلاص سے وابستگی رکھتے ہیں' لیکن افسوس کہ ان کی مشینری میں روایتی افسر شاہی بیورو کریٹ اور لارڈ میکالے کی روحانی اولاد اسی طرح گھسی ہوئی ہے' جیسے کہ بابائے پاکستان محمد علی جناح کے وقت سے چلی آرہی ہے۔ آپ یکجہتی اور اولعزمی کے ساتھ پوری توجہ اور جرات سے اپنے اسلاف کی وکالت اور ملک کے مظلوم عوام کی نمائندگی کریں' جو بیگاروں بے دخلیوں اور طرح طرح کے پرائیویٹ ظالمانہ شخصی موصول کی چکی میں پس رہے ہیں۔ اللہ کی نصرت شامل حال ہوگی۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اجلاس کے موقع پر حاضر ہوں گا' دورہ برطانیہ کی رپورٹ پیش کردوں گا۔ انشاء اللہ۔ مخدوم العلماء استاد الفضلاء شیخ وقت قبلہ حضرت شیخ الحدیثؒ مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں نیازمندانہ سلام اور دعاؤں کی درخواست ضرور پیش کردیجئے' عزیزم سلطان محمود صاحب اور آپ کے برادران محترم ودیگر اہلیان حقانیہ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ جامعہ فرقانیہ مدنیہ کے تمام اراکین اساتذہ سلام عرض کرتے ہیں۔

(عبدالحکیم' جامعہ فرقانیہ راولپنڈی)

(۳)

۲۷ نومبر ۱۹۸۳ء (تحریک شیخ الہند اور فکر دیوبند کو جاگر کرنے کی کوشش ○ جمعیۃ کا مقصد الیکشن بازی سمجھ لیا گیا ہے ○ اسلاف کے طرز پر جدو جہد کی ضرورت)

واجب الاحترام وارث خیر الانام مجاہد اسلام جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مخدومی کافی عرصہ کے بعد بڑوں کے ارشاد گرامی کی تعمیل کے طور پر عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ روحانی اولاد شیخ الہندؒ اور قافلہ حریت وتنظیم شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے سپاہ میں سے اکثر حضرات اپنا فرض منصبی ادا کر کے اللہ کو پیارے ہوگئے۔ رحمہم اللہ۔ جناب والا! اس وقت تحریک شیخ الہندؒ یتیم ہے۔ فکر دیوبند منجمد ہے۔ مدارس دینیہ دن بدن زیادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ مگر مسلک کی اشاعت اور بیداری کا نام ونشان نہیں ہے۔ موجودہ نئی پود جمعیت علمائے اسلام کے وجود کے مقاصد سے بے خبر ہے اور اس مغالطہ میں ہے کہ شاید جمعیت علمائے اسلام صرف الیکشن بازی کیلئے ہے۔ مقصد او جھل ہوتا جارہا ہے۔ اور ملک کی ہمہ گیر وہمہ جہت اشاعت وتحفظ کا فریضہ ادا نہیں ہورہا۔ ان حالات میں ہمارا آپس میں رابطہ اور ماضی کی طرح منظم جدوجہد اور تمام فرق باطلہ کے خلاف اپنے اسلاف کے طرز پر علمی، عملی انتظامی جدوجہد اور فرض منصبی کی ادائیگی کیلئے سوچنا بہت ضروری ہوگیا ہے۔ ۷ر نومبر کو لاہور میں مجلس شوریٰ نے آپ کی خدمت میں حاضری اور آپکے مشورے سے نانوتویؒ برادری کے فرزندوں تک پہنچنے کیلئے سوچا جائے۔ لہٰذا حضرت امیر درخواستی صاحب اور حضرت ابن شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور صاحب کے فرمان پر عریضہ ارسال خدمت ہے۔ حضرت مولانا علاء الدین صاحب ڈیرہ اور حضرت مولانا قاری فضل ربی صاحب مانسہرہ اور مولانا میاں عصمت شاہ صاحب کاکاخیل پشاور سے اور بندہ ناچیز راولپنڈی سے حاضر ہوں گے۔ حاضری کی تاریخ سے جناب والا کو مطلع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ اس موقعہ پر آپ کے ضلع کے سربرآوردہ جید علماء کرام مشائخ عظام اور چیدہ چیدہ دیندار شخصیتوں سے ملاقات ہوجائے۔ طلبہ کرام سے خطاب ہوجائے اور درس قرآن، درس حدیث کا پروگرام ہوجائے جیسے آپ مناسب سمجھیں آپ کی سوچ دین اپنے ملک اور ملک وملت کیلئے ہم سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ مقصد یہ ہے کہ باطل جو آج خوش ہورہا ہے کہ دیوبندیت مٹ رہی ہے اس کا سدباب کرنے کے لئے مشورہ ہوجائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جناب والا اجتماعیت اور ہمہ گیر سابقہ روایات کے مطابق مسلسل عمل کیلئے ہماری بہتر

رہنمائی فرمائیں گے۔ بے ادبی گستاخی معاف، ایمان پر خاتمہ اور صحت جان کیلئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ زندگی میں جو جو غلطیاں سرزد ہوئیں ان کی معافی چاہتا ہوں۔ موت کا پتہ نہیں لہٰذا مجھے معاف کر دیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(مولانا) عبدالحکیم۔ مہتمم جامعہ فرقانیہ مدینہ راولپنڈی ورکن مجلس شوریٰ ونائب امیر جمعیت علماء اسلام (پنجاب)

☆☆☆

مولانا عبدالحکیم اکبری[1] گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان

(۱)

(والدہ مرحومہ کی تعزیت)

۳۰/مارچ ۱۹۸۸ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اخبار کے ذریعہ آپ کی والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیھا کی وفات کی خبر سن کر مجھے میرے بھائیوں اور سب اہل خانہ کو سخت دلی صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرماویں۔ چونکہ اسی دن 27 مارچ کو میری والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا تھا جسکی وجہ سے خود تعزیت کے لیے حاضر ہونے سے قاصر رہا، دعاؤں میں یاد کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرماوے اور آپ کو اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے اور آپ بھی دعا فرماوے کہ اللہ تعالیٰ ہماری والدہ ماجدہ کی مغفرت فرماوے اور اپنی رضا نصیب فرماوے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب سے ہمارے لیے دعاؤں کی درخواست کریں اور ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ سے جلد عطا فرماوے۔ برادرم مولانا سعدالدین صاحب برادرزادگانم مولانا محمد انور صاحب، مولانا محمد شفیع صاحب نے بھی تعزیت کے لیے تحریر کرنیکا کہا ہے اور سلام بھی عرض کرتے ہیں۔

والسلام عبدالحکیم اکبری۔ خطیب گومل یونیورسٹی، تحصیل وضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔

(۲)

(تعزیت شیخ الحدیث)

۹ اکتوبر ۱۹۸۸ء

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے انتقال سے جہاں علمی دنیا کو عظیم صدمہ ہوا وہاں مجھے بھی انکے ساتھ خصوصی تعلق کے بناء پر دلی صدمہ ہوا۔

میں منگل کے دن ۷ ستمبر ۱۹۸۸ء کو عصر کے ۶ بجے ہسپتال حاضر ہوا تھا۔ کمرہ نمبر ۳ میں ایک طالب علم عبدالرحمان سے ملاقات ہوئی تھی۔ حضرت مولانا مرحوم چونکہ خصوصی نگہداشت کے کمرہ میں تھے۔ اس لیے اس سے ملاقات وزیارت نہ ہو سکی۔ عبدالرحمان نے آپ کے بارہ میں بھی یہ بتایا کہ آپ ڈاکٹروں کے ساتھ گفت وشنید میں مصروف ہیں اس لیے فی الحال ملاقات نہیں ہو سکتی۔ دوسرے دن میرا عصر کو آپ سے ملاقات کا ارادہ تھا۔ کہ یہ جانکاہ خبر ملی کہ حضرت مولانا صاحب اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جنازہ کے موقعہ پر باوجود خواہش کے ہجوم کی زیادتی کی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ جس کا مجھے افسوس ہے۔ اس جمعہ کی تقریر میں میں نے یونیورسٹی کی جامع مسجد میں مولانا صاحبؒ کی خدمات اور انکے علمی ودینی مرتبہ ومقام پر تفصیلی سے بات کی۔ نماز جمعہ کے بعد قرآن خوانی اور دعا ہوئی جس میں کثیر تعداد میں انتظامیہ کا عہدیداروں، پروفیسروں اور طلباء نے شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر وجمیل عطا فرمائے اور دارالعلوم کو محفوظ رکھے۔ والسلام عبدالحکیم اکبری عفا اللہ عنہ خطیب جامع مسجد گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان

[1] دارالعلوم کے ایک مستعد اور محنتی فاضل، ڈیرہ اسماعیل خان گومل یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے۔ مولانا مفتی محمود کے سوانح افکار وخدمات پر پی ایچ ڈی کیا اور ایک وقیع کتاب کے شکل میں شائع ہوا۔

جسٹس عبدالحکیم خان۔ گورنر سرحد[1]

۱۱/جولائی ۱۹۷۸ء (والد کی تعزیت کا شکریہ)

السلام علیکم اور رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میرے والد بزرگوار کی وفات پر آپ کے تعزیتی پیغام کے لئے میں اور دیگر پسماندگان شکرگزار ہیں۔ آپ کے ہمدردانہ الفاظ نے ہمارا حوصلہ بڑھایا ہے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر صابر و شاکر ہیں۔ یہ دنیا فانی ہے۔ اور اعمال صالحہ ہی باقی رہیں گے۔ مرحوم نے عمر بھر نیک اعمال کے اکتساب کیلئے پوری سعی کی۔ میری دعا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ اس میں میرے ہمنوا ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات دے اور ہم سب پر اپنا رحم و کرم فرمائے۔ آمین آپ کا مخلص عبدالحکیم گورنر ہاؤس پشاور

☆☆☆

مولانا عبدالحلیم صاحب[2] کوہستانی

دارالعلوم مدینۃ العلوم کوہستان ہزارہ ڈویژن

۴/فروری ۱۹۹۷ء (کوھستان میں پارٹی منظم کرنے پر توجہ دیں)

من المسکین عبدالحلیم عفی عنہ، محترمی و مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! سلام مسنون کے بعد امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے، دیگر یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو الیکشن میں ناکامی منظور تھی کیونکہ مقدر کے فیصلے تبدیل نہیں ہوا کرتی۔ باقی یہ ہے کہ آج کے بعد اپنی پارٹی کو منظم کرنی پڑے گی کیونکہ جب تک منظم نہیں ہوتی کامیابی ناممکن ہے اور آپ کو بھی کوہستان میں اپنی پارٹی پر توجہ دینا چاہیے۔ چونکہ الیکشن میں مجھے احساس ہوا ہے ہر ایک پارٹی منظم ہے سوائے ہماری پارٹی کے۔ لیکن یہ بعد کی باتیں ہیں جب کسی وقت آپ سے خود ملوں گا۔

اس وقت برخوردار قاری محمد اسرار الحق کو بھیجنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ کو پتہ ہے کہ الیکشن کیلئے میرے پاس اپنے پیسے موجود نہیں تھے چونکہ جنگلات کے کاروبار میں میرا رقم بند ہے، الیکشن میں میں کافی مقروض ہوا ہوں اور اس وقت مجھے پیسوں کی انتہائی ضرورت ہے براہ کرم محمد اسرار الحق کے پاس آپ سے جتنا ہو سکے بھیجدیں۔ والسلام بندہ آپکا دعا گو رہیگا۔ عبدالحلیم

۱۔ جسٹس ریٹائرڈ، گورنر سرحد

۲۔ دارالعلوم حقانیہ میں سات برس تک تدریسی خدمات انجام دیئے، احقر نے بھی آپ سے کسب فیض کیا۔ مولانا خان بہادر مارتونگ بابا کے خاص تلامذہ میں سے ہیں، ابتداً مارتونگ میں بھی تدریس کی ۲۰۰۲ء کے الیکشن میں قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے آجکل اپنے علاقے میں مصروف درس ہیں۔

عبدالحلیم پیرزادہ[1] چیئرمین بار کونسل پاکستان اسلام آباد

(آئین میں ترمیم کے بارہ میں مشترکہ میٹنگ)

۱۲/اگست ۲۰۰۲ء

Maulana Samiul-Haq

Ameer Jamiatul Ulma-e-Islam,Akora Khattak, Nowshera.

Sub: JOINT MEETING OF REPRESENTATIVE OF LAWYERS AND POLITICAL PARTIES ON PROPOSED CONSTITUTIONAL AMENDMENTS PACKAGES.

My Dear Maulana Samiul Haq Sahib,

You will appreciate that lawyers fraternity and political parties, in general, agree that it is the exclusive right of the parliament to amend the Constitution and the military ruler have no authority to tamper with the Constitution.

In order to consolidate our struggle against the attempt of the present military regime to deface the Constitution and with a view to mobilize public opinion to reach a consensus on the proposed Constitutional Amendment Packages, the Pakistan Bar Council shall host a joint meeting of representatives of Lawyers and political Parties on Saturday the 17th August, 2002 at 10.00 a.m. in Karachi Hall of the Lahore High Court Bar Association, Lahore.

You and Secretary General of Your Party, are cordially invited to grace this occasion with your presence and views. In case you are not personally available to participate in the meeting, you are requested to nominate two representatives of your party to attend the meeting, one of whom will be the spokesman of the Party.We would appreciate if you kindly confirm your participation at the earliest. With best regards,

Sincerely Yours Abdul Haleem Pirzada Chairman Executive Committee

---

[1] آئین میں ترمیم کے بارہ میں وکلاء اور سیاسی پارٹیوں کی مشترکہ میٹنگ کا دعوت نامہ

مولانا عبدالحلیم چشتی[1] کراچی

(۱)

۹ رمضان ۱۳۸۷ھ　　(نامساعد حالات اور ماحول میں ''الحق'' جیسا معیاری رسالہ)

مکرمی تسلیم! یادفرمائی کاشکریہ مجلہ الحق ملتا ہے آپ نے جس محنت سے رسالہ نکالا اور اسکا جو معیار قائم کیا ہے وہ لائق تحسین ہے۔ جہاں سے یہ رسالہ نکلتا ہے وہ کوئی علمی مقام نہیں ہے ایک چھوٹی سی بستی ہے کوئی غیر معمولی کتب خانہ بھی نہیں، لکھنے والے بھی نہیں ہیں۔ ان حالات میں اس ذمہ سے جو آپ نے اپنے سرلی ہے عہدہ برآ ہونا آپ ہی کا کام ہے، اللہ تعالیٰ معاونت فرمائے۔ بھائی صاحب! علمی مضمون بڑے عرصہ میں تیار ہوتا ہے آپ نے علامہ سید انور شاہؒ کے مقالہ کو پسند کیا اس سے خوشی ہوئی اس مضمون کو اپنے رسالہ میں بھی شائع کردیں تاکہ اپنے حلقہ میں پڑھا جائے اور ہمارے لوگوں کو بھی معلوم ہو کہ ہمارے اکابر کس پائے کے گزرے ہیں۔ فی الحال کوئی مضمون تیار نہیں جب بھی فرصت ملی تو کوئی مضمون بھیج دوں گا۔ فوائد جامعہ پر تبصرہ آپ نے ابتک نہیں کیا ہے حضرت والا کی خدمت میں سلام عرض کردیں۔　　والسلام　محمد عبدالحلیم چشتی

(۲)

۲۱ ستمبر ۱۹۶۷ء　　(شیخ الحدیث سے دیوبند میں تلمذ ○ دو بچوں کے داخلہ کی سفارش)

مکرمی سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب کا رسالہ میرے نام آتا رہتا ہے میں مصروف زیادہ ہوں اسلئے کوئی مضمون نہیں بھیج سکا، امید ہے بشرط فرصت کچھ بھیجوں گا۔ اس موقع پر خط لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے والد محترم دیوبند میں اس عاجز کے بھی استاد رہے ہیں، آپ نے میری متعدد تالیفات فوائد جامعہ اور البضاعۃ المزجاۃ وغیرہ پڑھی ہونگی۔ آپ کے دارالعلوم میں حاجی محمد شریف خان صاحب اپنے دو ثمرۃ الفواد بھیج رہے ہیں۔ انہیں مجھ سے بھی تلمذ کی نسبت حاصل ہے اسلئے چند باتیں بے تکلف لکھنے کو جی چاہتا ہے امید ہے آپ خاص خیال رکھیں گے۔ (۱) دونوں لڑکے ذہین ہیں محنتی بھی، ہمیشہ انہیں مصروف رکھا جاتا ہے اسی وجہ سے قرآن مجید کے حفظ کیساتھ میٹرک تک پہنچ سکے ہیں یہ مصروفیت وہاں بھی برقرار رہنی چاہیے۔ (۲) ان کے اخلاق کی نگرانی پرخصوصاً توجہ کی ضرورت ہے تاکہ برا اثر نہ پڑے اور دینداروں سے محبت کم نہ ہو اور مولویوں سے بیزاری نہ ہو۔ (۳) انگریزی کا بھی ماسٹر رکھا جائے تنخواہ معقول دی جائیگی۔ تاکہ جو سلسلہ قائم ہے وہ نہ ٹوٹ سکے۔ اگر انکی تعلیم وتربیت کرنے میں آپ کامیاب رہے تو مزید لڑکے بھی آپکو کراچی سے ملتے رہیں گے دارالعلوم کی شہرت بھی بڑھتی رہے گی۔ غرض حفظ، عربی اور انگریزی تینوں سلسلے قائم رکھے جائیں انشاءاللہ العزیز انہیں بھی فائدہ ہوگا اور آپ کو بھی اجر ملے گا۔ امید ہے کہ حضرت الاستاذ کا مزاج بخیر ہوگا۔ حضرت استاد سے سلام عرض کردیں اور دعا کی درخواست ہے۔ امید ہے مزاج سامی بخیر ہوگا۔　　والسلام　محمد عبدالحلیم چشتی (اسسٹنٹ لائبریرین یونیورسٹی کراچی)

---

[1] مولانا قابل وفاضل کئی کتابوں کے مصنف غالباً مولانا عبدالرشید نعمانی کے بھائی ہیں، والد ماجدؒ سے دیوبند میں تلمذ کا ذکر موجود ہے۔

مولانا عبدالحلیم دیر بابا[1] مدرس دارالعلوم حقانیہ اوچ ضلع دیر

(مولوی سعیدالرحمان کے ولیمہ میں دعوت)

قال النبی ﷺ۔ "اذادعی احدکم الی الولیمہ فلیاتها"۔وفی الفتاوی العالمگیریہ لاینبغی التخلف عن اجابة الدعوة العامه کدعوة العرس۔

مکرمی ومحترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدمجدکم ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، برخوردارم مولوی سعیدالرحمان (سلمہ الرحمان) فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی ومدرس دارالعلوم عربیہ اسلامیہ کانجی کوہاٹ کے نکاح مسنونہ کی تقریب میں جناب کی شرکت ہمارے لئے باعث عزت اور مسرت ہوگی۔تقریب پرسعید کوقائد ملت اسلامیہ مفکر اسلام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء اسلام ومہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک رونق بخشیں گے۔چشم براہ:مولانا عبدالحلیم،مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، متمنی شرکت: حاجی فضل حلیم،قاضی فضل ربی،انوارالحق،حافظ مطیع الرحمان،محمودالحسن،

نظام الاوقات: دعوت ولیمہ: ۲۷رشوال ۹۔۱۴ھ۔۔مطابق ۲رجون ۱۹۸۹ء بروز جمعہ،مقام تقریب،قاضیانو کلے براستہ بٹ خیلہ اوچ ضلع دیر،صوبہ سرحد۔

☆☆☆

مولانا عبدالحلیم کلاچی[2]
نائب مدیرونائب مفتی مدرسہ عربیہ نجم المدارس کلاچی

(۱)

(مفتی محمود کے جنازہ میں شرکت O تعزیتی اداریہ کی فرمائش O لائبریری کا قیام)

مخدوم مکرم حضرت قبلہ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی، حضرت مفتی صاحبؒ کے سانحہ ارتحال کے موقعہ پرآپ عبدالخیل تشریف لائے تھے میں ڈیرہ شہر کے جنازہ میں شریک ہوکر برادرعزیز مولوی محمد نسیم کی بیماری کے باعث واپس ہوگیا تھااوراسطرح آپکی ملاقات سے بھی محروم رہا،حضرت مفتی صاحبؒ کے متعلق آپکے زوردار اداریہ کاانتظار ہے جزوی اختلافات

---

[1] مولانا دارالعلوم حقانیہ کے فارغ التحصیل اورمدرس ہیں،زمانہ طالب العلمی کے میرے رفیق درس اوراس وقت سے بے پناہ مشفق ودعاگو۔تفسیر کادورہ بھی رمضان میں پڑھاتے ہیں ان کابیٹا مولانا سعیدالرحمٰن حقانی دارالعلوم کے مدرس،دوسرابیٹا مولانا مطیع الرحمٰن حقانی رابطہ عالم اسلامی اسلام آباد سے وابستہ ہیں اور رمضان میں جاپان کے ایک اسلامی مرکز میں خدمات انجام دے رہے ہیں،دامادمولانا انوارالحق بھی فاضل حقانیہ ہیں، یہ سب مدرسہ عائشہ للبنات کے نام سے دارالعلوم کے قریب ایک اہم ادارہ بھی چلارہے ہیں۔تلامذہ نے ''دیربابا'' کے نام سے شہرت دی۔

(قاضی عبدالحلیم کی وفات)

[2] مولانا قاضی عبدالکریم کلاچی کے خلف الصدق ہونہار صاحب فکرونظر دل دردمند رکھنے والے قاضی عبدالحلیم حقانیہ میں استفادہ کے بعد افادۂ درس وتدریس کا بھی موقع ملا۔شیخ الحدیثؒ سے والہانہ عقیدت اورہم خدام سے بے پناہ محبت ،خطوط کے ایک بڑے ذخیرہ سے چندایک بطورتذکرہ وتذکیرمحبت شامل کئے جارہے ہیں۔تدوین خطوط کے آخری مراحل میں پچھلے دنوں ان کابعارضۂ قلب انتقال ہوگیا۔ع ☆خوش درخشید ولے دولت مستعجل بود☆ اس اچانک حادثۂ ناجعہ سے ان کے عمررسیدہ بزرگ والد قاضی عبدالکریم کلاچی مدظلہٗ اور چچا قاضی عبداللطیف کوناقابل تحمل صدمہ پہنچااور ہمارے لئے یہ خاندانی اورذاتی صدمہ سے کم نہیں۔

سے قطع نظر حضرت مفتی صاحبؒ کی شخصیت وہ واحد شخصیت ہے جس نے دنیا میں مولوی کا مقام منوایا ہے اور دنیا کے پرانے اور معمر سیاستدان شاطر ذہین چالاک اور عیار بھی آپ سے شکست کھا گئے فرحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً حضرت مفتی صاحبؒ کی یاد میں نجم المدارس پندرھویں صدی کے آغاز کے موقع پر ایک دار المطالعہ کے اجرا کا ارادہ رکھتا ہے اس سلسلہ میں آپ کے اور حضرت شیخ مدظلہ کے دعاؤں کی خاص ضرورت ہے مندرجہ ذیل کتب جلدی روانگی کی صورت پیدا فرمادیں۔ (۱) دعوات حق دو جلدیں (۲) اسلام اور عصر حاضر ایک عدد (۳) روسی الحاد ۲عدد (۴) مسئلہ خلافت وشہادت ۴ عدد (۵) قادیان سے اسرائیل تک ۲عدد (۶) قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ ۳عدد (۷) اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ ناپسندیدہ باتیں ۶عدد (۸) ارشادات حکیم الاسلام ۳عدد (۹) مشاہیر علماء دیوبند اعدد۔

حضرت عم مکرم مدظلہ آپ سے برائے مطالعہ ''سید المرسلین'' لائے تھے وہ بصد شکریہ ارسال خدمت ہے۔

دار المطالعہ کیلئے اگر آپ کے ذہن میں اور کوئی مفید کتاب ہے تو دو چار اور بھی ارسال فرماسکتے ہیں مگر قیمتیں انکی چڑھی ہوئی نہ ہوں بلکہ مندرجہ کتب جتنی ہوں۔ حضرت شیخ مدظلہ کی خدمت میں دعا وسلام، محترم مولانا انوار الحق صاحب، مولانا سلطان محمود صاحب اور دوسرے حضرات کو تسلیمات خصوصی شفیق مکرم جناب فاروقی صاحب کو۔ والسلام احقر عبدالحلیم عفی عنہ

(۲)

(جلسہ میں شرکت کی دعوت)

۷/۹/۸۰ء

عنایت فرمائے مکرم شیخ زادہ جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج اقدس، نجم المدارس ایک عرصہ سے آپکے لئے نگاہ ودل فرش راہ کئے ہوئے ہیں مگر افسوس کہ ابتک شرف پزیرائی حاصل نہیں کرسکا۔ بالمشافہ احقر نے آپ سے عرض کردیا تھا اور آپ نے شمولیت کی امید بھی دلائی تھی حضرت قبلہ والد صاحب نے صبح آپ کے نام خط سپرد ڈاک کردیا ہے۔ ۱۹،۱۸ ستمبر جلسہ مقرر ہوا ہے امید ہے کہ اس بار آپ ہر قسم کے مصروفیات کے باوجود اپنے دور افتادہ تلامذہ کو بھی یاد فرمادیں گے۔

دوردستاں رابہ نعمت یاد کردن ھمت است

ورنہ ھر نخلے بپائے خود ثمرمی افگند

ملتان کے تقریب بخاری اور حضرت مفتی صاحب کے آمد پر احقر ملتان گیا تھا خیال تھا کہ وہاں آپکی زیارت ہوجائیگی مگر ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ،

قبلہ والد صاحب نے جمعیۃ کے مرکزی کونسل میں شرکت نہیں فرمائی اجلاس کا فیصلہ منظر عام پر آچکا ہے معلوم نہیں آپکے ہاں اسکا کیا تاثر ہے ملتان اور یہاں کے حضرات نے تو اسے اچھا نہیں سمجھا مولانا ہزاروی مدظلہ کی حمایت میں بہت سے حضرات خود امیر مرکزیہ کے ہونے کے باوجود فیصلہ دوسری جانب ہوگیا ہے بہرحال جو کچھ بھی ہو حضرت ہزاروی مدظلہ پوری تاریخ کے مالک انسان ہیں اس عمر میں ان کی ناراضگی مول لینا کوئی اچھی بات نہیں ہے گزشتہ ہفتہ کے خدام الدین میں حضرت شیخ مدظلہ کے حالات زندگی پڑھے۔ آپکے متعلق مضمون نگار نے بہرحال بخیلی سے کام لیا ہے قاری فیض الرحمان صاحب کا ایک خط میرے نام آیا ہے میں انہیں جواب لکھونگا تو آپکے بارہ میں ان سے عرض کرونگا کہ انہیں مستقل مضمون اور مستقل حیثیت کے پیش کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ اس سے یقیناً آپکی ذات مستغنی ہے۔ ع

بآب ورنگ وخال خط چہ حاجت روئے زیبارا،

فقط والسلام احقر عبدالحلیم عفی

یاد رہے کہ اشتہار میں آپ کا اعلان کردیا گیا ہے امید ہے آپ ہمیں جھوٹا ثابت نہیں کریں گے مولانا رحمت اللہ صاحب کے جانب سے سلام قبول کریں۔ حضرت شیخ مدظلہ اور دیگر یاد کنندہ گان کو سلام مسنون، مولانا شیر علی شاہ کو خصوصاً

(۳)

۱۴رشوال ۱۴۰۰ھ **(اظہار محبت)**

نور اللّٰہ ما فارقتکم قالباًلکم ولکن ما یقضیٰ فسوف یکون،

مخدوم مکرم صاحب المجد والسعادۃ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب بورک فی ایامکم ولیالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج گرامی، چند دنوں سے آپکی یاد بار بار آرہی ہے حقانیہ کی فضاء دیکھنے کیلئے دل بے چین ہے مگر یہاں داخلہ شروع ہے اور طلبہ کا ورود ہے ان مصروفیات کے پیش نظر مشرف قدوم سے محروم ہوں۔ کوشش کروں گا کہ بہت جلد حضرت شیخ مدظلہم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوسکوں۔ ۴نفر شرکاء دورہ حدیث روانہ ہیں دو خط داخلے کے مدرسہ سے آپ کے ہاں بھیج چکے ہیں ایک والد صاحب مدظلہ کا اور ایک بندہ کا۔ لیکن دفتر سے جواب نہیں ہے اس لئے مجھے یہ شعر یاد آیا ع میں نہ بھولا ہوں نہ بھولوں گا تمہیں تم اگر بھول گئے ہو تو کوئی بات نہیں

امید ہے ان حضرات کی خاص تربیت فرمادیں گے۔ حضرت شیخ مدظلہ کی خدمت میں قدمبوسی، حضرت ناظم صاحب اور مولانا انوار الحق صاحب اور شفیق صاحب کو سلام ودعوات، فقط والسلام، عبدالحلیم عفی عنہ

(۴)

۱۰رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ **(استدعاء دعوات رمضان)**

مخدوم زادہ محترم وشیخ زادہ مکرم جانشین حضرت شیخ امیر المومنین فی الحدیث قائد قافلۂ علماء حق مولیٰنا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم واللہ وبرکاتہ۔ حضرت شیخؒ کی نیابت میں رمضان شریف کے بابرکت ساعات میں دعاؤں کی درخواست ہے امید کہ اس قدیم گنہگار خادم کو بھی دعوات صالحات میں یاد فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

دور دستاں را بحسمت یاد کردن ہمت است ورنہ ہر نخلے بپائے خود ثمری افگند

مخدوم زادہ گان صاحبزادہ گان حامد الحق، راشد الحق صاحبان سے سلام مسنون ومضمون واحد عرض فرمائیں۔ بھائی عزیز قاضی محمد نسیم صاحب کی جانب سے بھی درخواست دعا سلام مسنون ومضمون واحد قبول فرمائیں۔ نجم المدارس بجا طور پر حقانیہ کی ایک شاخ ہے اور حضرت شیخؒ اس کے سرپرست تھے۔ دعاؤں اور توجہ کی ضرورت ہے۔ فقط والسلام دعاگو بندہ عبدالحلیم

(۵)

۱۷رجب المرجب ۱۴۲۷ھ **(دعا جوئی، مخلصانہ محبت)**

مخدوم زادہ مکرم وشیخ زادہ محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ المرام اینکہ بیناکارہ کما تعلمون پہلے دن سے مریض اثم وعصیان ہے مختلف امراض شوگر بلڈ پریشر وغیرہ کا شکار رہا اب بدقسمتی سے چھ ماہ سے عارضۂ قلب کا بھی ابتلاء ہوگیا ہے۔ دو بار پشاور بھی اس سلسلہ میں جانا ہوا بہر حال قدیم زلہ ربا اور حضرت شیخؒ کے پرانے خادم کی حیثیت سے اگر دعاؤں میں یاد فرمادیں تو کرم ہوگا۔ دو چار روز بعد ختم بخاری شریف کی دعاء میں اگر یاد آجاؤں تو نور علیٰ نور۔ کئی بار فون پر دعا جوئی کیلئے رابطہ کی کوشش کی مگر عام طور پر ملنا نہیں ہوا۔ بہر حال تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی کبھی آپ سے رابطہ ملاقات زیارت ہوتی ہے خالص دعا طلبی اور دیدار کی غرض سے۔ کوئی بھی دنیاوی

منفعت کا ثبوت بحمد اللہ نہیں ہوا۔ پریشان اس پر ہوں کہ زندگی ضائع کردی نہ دین کا کچھ کام کر سکا اور نہ ہی دنیا کا۔ پھر والد صاحب مدظلہ نہایت کبرسنی ضعف کے عالم میں ہیں اور میں بیماریوں سے فی حکم الضعفاء ہو چکا ہوں۔ بھائی محمد نسیم صاحب سے ہدیہ سلام قبول فرمائیں ممکن ہو تو مخدوم زادگان اور بھائی شفیق صاحب کو سلام و دعاء شاہ جی کو بھی سلام دعا۔ والسلام

(۶)

(نسواں بل پر سینٹ میں مردانہ تقریر پر اور پارلیمانی مساعی پر خوشی کا اظہار ○ نجم المدارس میں تدریسی مشاغل)

۱۵ ذی القعدہ ۱۴۲۷ھ

مخدوم زادہ مکرم شیخ الاسلام مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ماہنامہ الحق شوال ۱۴۲۷ مطابق ۲۰۰۶ پیش نظر ہے۔ نسواں بل پر سینٹ میں آپ کی مردانہ تقریر سے جو خوشی ہوئی اس کی تعبیر الفاظ کے جامہ میں نہیں سا سکتی حق تعالیٰ نے آپ کو اس موقعہ پر اسلام کی وکالت سفارت اور سچی دوستی کیلئے منتخب کیا ہوا تھا۔ بہت سے حساد کے چاہنے کے باوجود قدیم سے آپ پارلیمنٹ سے وابستہ رہے جب بڑے بڑے شیوخ اسمبلی میں تھے ومنہم شیخنا المعظم امیر المومنین فی الحدیث مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ و مولانا مفتی محمود وغیرہ اس وقت بھی در پردہ آپ کے خدمات ہی کا نتیجہ دینی کارناموں کی شکل میں ظہور پذیر ہوتا تھا کیا قادیانیت کے خلاف ملت اسلامیہ کا مئوقف آپ کا اور شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی نے تحریر نہیں کیا؟ یہ اور اس قسم کے بہت سے آپ کے دینی خدمات (جب کہ آپ اسمبلی کے ممبر نہیں تھے) کی ایک فلم سامنے آگئی۔ اور عارضہ قلب میں مبتلاء یہ مریض کچھ وقت کیلئے تو بالکل صحت مند و تنومند ہو گیا

اُن کے دیکھنے سے جو منہ پر آجاتی ہے رونق (ان کی دینی خدمات)
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

جب الحق میں آپ کی اس قسم کی کوئی عظیم خدمت سامنے آجاتی ہے تو سب سے پہلے اس کی مبارکباد اپنے والد مکرم تلمیذ خصوصی شیخ العرب والعجم کو سناتا ہوں۔ سینٹ کی اس تقریر کو دیکھنے کے بعد بھی فوراً حضرت والد صاحب مدظلہ کو تفصیل بتائی اور انھوں نے پھر خود الحق طلب فرمایا بہرحال آپ کو اور آپ کے واسطہ سے تمام خاندان خصوصاً راشد الحق صاحب حامد الحق صاحب فاروقی صاحب کو آلاف آلاف مبارکباد۔ اور نسلاً بعد نسل دین کی ترجمانی کیلئے آپ کے خاندان کے بقاء اور سلامتی کیلئے دعا گوئی پہنچے بلا امتنان کے معروض ہوں کہ علی الصبح یسین شریف کی تلاوت کے بعد جن دو چار بزرگوں اور ان کے خاندان کا تصریحاً نام لیتا ہوں ان میں اکثر آپ کا نام لیا کرتا ہوں کہ احقر کے تھوڑے بہت دین کی حرکت میں حضرت شیخؒ اور آپکا پسینہ شامل ہے۔ حضرت شیخؒ کی رحلت کے بعد کچھ آزمائشوں سے دوچار ہوں شاید ان کے دعاؤں کا کوٹہ نہیں۔ حقانیہ سے فراغت کے بعد ۳۵ سال میں اس دفعہ پہلا سال ہے کہ بندہ نے تدریسی کتب میں کمی کردی ہے (عارضہ قلب کی وجہ سے) تاہم پھر بھی جلالین شریف نصف آخر، مسند امام اعظم، حماسہ، سبعہ معلقہ، ہدایہ نکاح اور شرح وقایہ آخر میں تھوڑا سا شغل ہے کچھ افتاء اور کچھ امور نظم بھی سپرد ہیں۔ خدمات کی صلاحیت اور اس کا حق ادا کرنے کی دعاء کی درخواست ہے۔ آزمائش پر آزمائش یہ ہے کہ بھائی محمد نسیم صاحب کو آنکھوں کی (بینائی کی) تکلیف ہو گئی ان کی صحت کی دعا بھی مطلوب ہے دو اساتذہ کرام کا اضافہ کر دیا ہے جو تدریس وافتاء میں معاونت کر رہے ہیں۔ نجم المدارس حقانیہ کی ہی ایک شاخ ہے اس کی ہر لحاظ سے سرپرستی فرمادیں۔ گذشتہ سال دو طلبہ جو مشکوۃ شریف میں نجم المدارس میں تھے ان کو حقانیہ میں برائے دورۂ حدیث شریف داخل کرایا ہے۔ اس معمولی سی شراکت کا حق تعالیٰ ہمیشہ ہی سلسلہ قائم رکھے حضرت شیخ کے دور سے ہی یہ سلسلہ تھا کہ مشکوۃ شریف کے بعد طلباء کو حضرت شیخؒ کے زیر سایہ بھیج دیا جاتا۔ طویل خط پر معذرت خواہ ہوں آپ کے مشاغل و مصروفیات سے گو جواب نہ آئے لیکن ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہو۔ والسلام شاہ جی صاحب کو بھی خصوصی سلام۔ والسلام عبدالحلیم کلاچی

مولانا عبدالحلیم مردانی زروبوی[1] صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ
(قادیانی اقلیت قرار دئے جانے کے بعد قابل توجہ امور)[2]

محترمی و مکرمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہٗ۔ السلام علیکم۔ انگریزوں کے زمانہ میں قادیانی مسئلہ کا موجودہ حل نہایت مشکل تھا۔ کیونکہ انگریزوں نے خود اس جماعت کو اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل کیلئے پیدا کیا تھا۔ گذشتہ زمانہ میں بھی وہ انکی سرپرستی کررہے تھے اور اب بھی کررہے ہیں۔ تو انگریزی حکومت سے قادیانیوں کے خلاف اقلیت اور کفر کا فیصلہ انکے مقاصد کے خلاف تھا۔ اگرچہ جزوی طور پر بعض عدالتوں میں انکو ملت سے خارج قرار دیا گیا تھا اور انکے بارہ میں فسخ نکاح کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ پھر جب کہ انگریز ملک چھوڑنے لگا اور پاکستان کا نظریہ ظہور میں آیا۔ تو چونکہ یہ نظریہ دو قومیت پر مبنی تھا اور متحدہ ہندوستان کی تقسیم کا دارومدار اکثریت اور اقلیت قرار دیا گیا تو کچھ لوگوں نے جن میں مسلم لیگی پیش پیش تھے انکو شاید ملکی مفاد کی خاطر غیر مسلم (ہندو سکھ وغیرہ) کے مقابل شمار کیا۔ باوجود اسکے کہ سر ظفر اللہ نے واضح طور پر اعلان کیا تھا کہ احمدی جماعت ان لوگوں کو کافر سمجھتی ہے جو مرزا کی نبوت سے انکار کررہے ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ لوگ متعارف مسلمان نہیں ہیں اور خود مرزائیوں نے ایک تیسری قوم کی حیثیت سے الگ ریاست حاصل کرنے کی سعی کی۔ اگرچہ اس وقت بعض لیڈر اور اسلام کے بھی خواہ تنبیہ کرچکے تھے کہ احمدی جماعت اسلام سے خارج ہے۔ انکو مسلمانوں میں شامل کرنا ملک و ملت دونوں کے لئے سخت مضر ہے۔ مگر افسوس کہ انکی آواز کو نظرانداز کردیا گیا۔ مگر واقعات نے ظاہر کردیا کہ وہ لوگ حق بجانب تھے۔

اب بھی وہی لوگ جنہوں نے انکو مسلمانوں میں شامل کیا تھا تحریک نبوتؐ کے خلاف رہے۔ اور اس مسئلہ کو سیاسی مسئلہ کہہ کر مسلمانوں کے خیالات کو بدلنا چاہا۔ یہ لوگ حتی الامکان اسی تحریک کو ناکام بنانا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے ۲۵ سال تک برسراقتدار رہتے ہوئے انگریز کے اس خودکاشتہ پودے اور مارآستین کی پوری حفاظت کی۔ تمام مسلمان چونکہ دیکھتے ہیں کہ مرزائی جماعت والے صلوٰۃ وصوم کے پابند ہیں اور مرزائی مذہب کے اصول و فروع میں قرآنی نصوص اور احادیث کے بعد التحریف استدلال کرتے ہیں، مگر یہ تحریفات اور عقائد میں ردو بدل چونکہ عامیانہ فہم سے بالاتر ہے۔ لہٰذا عوام انکو ان کے ظاہری اعمال کی بنا پر ملت میں شامل سمجھتے تھے۔ اور انکے خلاف تکفیر کا فتویٰ مولویانہ ضد یا احمقانہ سیاست جانتے تھے۔ الحمدللہ کہ قومی اسمبلی نے کافی غور و تأمل کے بعد اس مسئلہ کا ایسا صحیح حل پیش کیا کہ ایک طرف تو دنیا کے مسلمانوں کے شکریہ کے مستحق ہوئے اور ختم نبوت کے ساتھ صحیح شغف اور سرور کائنات کے ساتھ قلبی محبت کا ثبوت دیا۔ اور دوسری طرف ان لوگوں کے خیالات فاسدہ اور شبہات باطلہ کو ختم کردیا جو کہ اس تحریک کو احمقانہ سیاست اور مولویانہ ہٹ دھری یا کفر سازی کا نتیجہ سمجھتے تھے۔

لیکن مرزائی جماعت پہلے سے اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن تھے وہ ایک زمانہ سے یہ خواب دیکھ رہے تھے کہ کسی وقت وہ پاکستان پر قبضہ کریں گے اور جو مسلمان یا علماء انکے خلاف تحریک چلارہے تھے اور چلارہے ہیں۔ انکو جبر یا لالچ دیکر مرزائی بنائیں گے۔ یا انکو قتل کریں گے چنانچہ انکے معاملات اور بیانات سے واضح ہوچکا ہے۔ اسی خاطر انہوں نے اعلیٰ فوجی عہدوں پر قبضہ کرلیا ہے۔ بری بحری اور ہوائی فوج کے افسروں میں اکثریت انکی ہے۔ سول محکموں کے کلیدی مناصب ان کے ہاتھ میں ہیں۔ بیرونی ممالک میں حکومت کے وسائل سے

---

[1] حضرت مولانا عبدالحلیم زروبی ضلع صوابی، فاضل دیوبند ومدرس، مدارس دہلی، دارالعلوم حقانیہ کے صدر المدرسین، حدیث وعلم کلام معانی واصول فقہ سارے علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ درس علم وحکمت کا آئینہ دار ہوتا ان کے فرزند مولانا محمد ابراہیم فانی فاضل وادیب اردو فارسی پشتو کے شاعر دارالعلوم کے مدرس ہیں جنہوں نے حیات صدر المدرسین کے نام پر ان کی ضخیم سوانح مرتب کی۔ احقر کو بھی ان سے کئی کتابوں میں شرف تلمذ حاصل ہے۔

[2] قادیانی اقلیت قرار دئے جانے کے بعد میرے سوالنامہ کے جواب میں تحریر فرمایا۔

پر چار کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف جماعتی اور حکومتی ذرائع استعمال کر رہے ہیں۔ شخصی وسائل اور اثر و رسوخ سے کام لے رہے ہیں۔ ربوہ کا بند شہر ہونا۔ وہاں ہر قسم کا اسلحہ فراہم کرنا۔ وہاں متوازی حکومت قائم کرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سارے امور انکے ارادوں کی غمازی کر رہے ہیں۔ اب جبکہ انکے خلاف قومی اسمبلی کا فیصلہ بھی صادر ہوا۔ تو ہر شخص کو احتیاط ہونا ہے کہ انکا جذبہ انتقام اور مسلمانوں کی عداوت کا جذبہ تیز سے تیز تر ہوا ہوگا۔ حالات حاضرہ اسکے شاہد ہیں، پھر بہت سے نام کے مسلمان انکے ہمدرد ہیں اور انکی سرگرمیوں کو جائز سمجھتے ہیں۔

تو ایسی صورت میں عام مسلمانوں کا عموماً اور پاکستانی مسلمانوں کا خصوصاً فرض ہے کہ قوم و ملک اور دین کی حفاظت کے لئے پہلے سے زیادہ بیدار ہو جائیں۔ اور ہر قسم کی قربانی سے دریغ نہ کریں "واعدوا لهم ما استطعتم" پر عمل کریں اور حکومت سے بھی مطالبہ کریں کہ مسلمانوں کے دیرینہ مطالبات پر جلد از جلد عمل کریں۔ اور قوم و ملک کو فتنہ سے بچانے کیلئے اپنا فرض ادا کریں۔ ولينصرن الله من ينصره۔

والسلام: عبدالحلیم

☆☆☆

مولانا عبدالحمید سواتی[1] گوجرانوالہ

(۱)

(الحق میں لکھنے پر فخر)

۲ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

سلام مسنون وبعد۔ جناب کے مکرمت نامہ نے عزت افزائی کی۔ حسن ظن کا شکریہ۔ بندہ نہ صاحب علم ہے نہ صاحب قلم ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس بھی نہیں۔ "الحق" میں مضمون لکھنے سے مجھے فخر حاصل ہوگا۔ لیکن پابندی بہت مشکل ہے۔ اگر وقت اور فرصت نے موقع دیا تو ضرور کچھ نہ کچھ حاضر کرتا رہوں گا۔ سرِ دست ایک مضمون جو اس وقت تیار ہے۔ وہ ارسال خدمت ہے اس میں آپکو اختیار ہے اگر کچھ ترمیم کرنا ہیں یا کچھ حصہ حذف کرنا چاہیں جسطرح مناسب خیال فرمائیں۔ اگر یہ شائع نہ فرمائیں تو پھر واپس بھیجنے کا حکم صادر فرمائیں۔ امید کہ آپ بخیر ہونگے۔

والسلام احقر عبدالحمید سواتی خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

(۲)

(الحق کے ساتھ نیک خواہشات وابستہ ہیں)

۱۵ شعبان ۱۳۸۵ھ باسمہ سبحان وتعالیٰ

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ دو مضمون الحق کیلئے ارسال خدمت ہیں۔ ایک کو آپ تبرکات کے سلسلہ میں جگہ دے سکتے ہیں۔ اور دوسرا مضمون ایسا ہے کہ اسکے بعض حصے اگرچہ دقیق ہیں لیکن انشاءاللہ فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔ الحق کے متعلق ہماری نیک خواہشات وابستہ ہیں جس طرح آپ نے اسکے کاغذ اور کتابت کا اہتمام کیا ہے اسی طرح طباعت اور سیاہی وغیرہ کی طرف بھی خاص غور و توجہ کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکے عزائم میں برکت عطا فرمائے۔ اگر ممکن ہو تو حضرت مولانا دامت برکاتہم کی خدمت مبارک میں سلام مسنون عرض کردیں اور بندہ کیلئے دعا کی درخواست۔

والسلام احقر عبدالحمید سواتی خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

---

[1] مولانا جید عالم محقق اور بہت سی کتابوں کے مصنف۔ گوجرانوالہ کے مشہور معیاری مدرسہ نصرۃ العلوم جامع مسجد نور گوجرانوالہ کے مہتمم اور اعلیٰ ترین مدرسین میں سے ہیں، مشہور محقق علامہ محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کے بھائی ہیں۔ صوفی صافی ہونے کے ناطے اپنے حلقہ میں صوفی صاحب کہلاتے رہیں۔ شاہ ولی اللہ کے علوم سے خاصا شغف رہا اور شاہ صاحب کے افادات سے مجلہ الحق کو عرصہ تک نوازتے رہے۔ مکتوبات میں جگہ جگہ ماہنامہ الحق اور ناچیز کے بارہ میں جن انتہائی وقیع جذبات کا اظہار کیا گیا ہے وہ میرے لئے سرمایۂ دارین اور متاع افتخار ہے (س)

(۳)

(شیخ الحدیث کے صحت کے بارہ میں تشویش O الحق کا اچھا معیار، اداریے بہت خوب، زبان سلیجھی اور معیاری)

۱۱ ستمبر ۱۹۶۶ء / ۲۵ جمادی الاول ۱۳۸۶ھ

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدہ وزادت عنایۂ سلام مسنون۔ سلام کے بعد۔ جناب والا کا مکتوب نامہ ملا، یاد فرمانے کا ازحد شکریہ۔ کافی دنوں سے خود ارادہ کر رہا تھا کہ حضرت مولانا دامت برکاتہم کے بارہ میں دریافت کروں تشویش تھی۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو صحت تامہ عطا فرمائے۔ میں خود شرمندہ ہوں کہ الحق کیلئے اس اثناء میں کچھ بھی نہیں بھیج سکا۔ گذارش ہے کہ جون جولائی کا مہینہ میں نے خود بڑی تکلیف سے گذارا ہے۔ مجھے معدہ کا درد ہے۔ قدرے افاقہ ہے، لیکن صحت بہت بگڑ چکی ہے۔ دعا کا متمنی ہوں۔ اور سکے علاوہ کاموں کا اس قدر ہجوم ہے کہ بالکل موقعہ پر نہیں ہوسکتا کہ کچھ لکھ سکوں۔ ویسے بھی قلم کے سلسلہ میں بہت کوتاہ ہوں۔ فی الحال دو تین ماہ تک شاید میں اس قابل نہ ہوسکوں۔ انشاء اللہ کوشش کرونگا کہ الحق کیلئے کچھ کام ہوسکے۔ الحق اللہ کے فضل سے اور آپکی کوشش سے بہت اچھے معیار پر جارہا ہے۔ اپنی کوشش جاری رکھیں اب تو ماشاء اللہ آپکے اداریے بہت خوب ہوتے ہیں۔ زبان بھی بہت سلیجھی ہوتی ہے اور معیاری ہوتی ہے۔ اللھم زد فزد۔ حضرت مولانا دامت برکاتہم سے میرا اسلام عرض کردینا۔ والسلام احقر عبدالحمید سواتی خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

(۴)

(الحق کیلئے دو مضمون محدث دہلوی کے فارسی کتاب سے اردو ترجمہ O خواجہ محمد علی اور انکے والد کے مضامین)

۱۵ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

بخدمت گرامی جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب والا کا مکتوب مل گیا تھا، حضرت مولانا دامت برکاتہم کی صحت پر اطمینان ہوا، اللہ تعالیٰ انکو کامل صحت عطا فرمائے۔ میں فی الحال اپنی بہت سی مجبوریوں کی وجہ سے الحق کیلئے کوئی مضمون نہیں لکھ سکا اس کا افسوس ہے۔ انشاء اللہ جب بھی موقعہ ملا ضرور کچھ نہ کچھ پیش کرونگا۔ فی الحال یہ دو مضمون اور ایک ٹریکٹ ارسال خدمت ہیں۔ ایک مضمون "تحصیل البرکات فی معنی التحیات" یہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی کسی کتاب سے فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور دوسرا مضمون "قرآن وقف" سے ہے۔ یہ بھی اچھا خاصہ معلوماتی اور علمی مضمون ہے، یہ دونوں مضمون مولانا خواجہ محمد علی صاحب جو پہلے کسی وقت دارالعلوم دیوبند میں معین المفتی بھی رہ چکے ہیں۔ یہ انہوں نے بھیجے ہیں۔ اور تیسرا "رجب کی بدعات" مطبوعہ یہ انکے والد صاحب قبلہ خواجہ سید خورشید رحمٰن صاحب سجادہ نشین درگاہ رحمانی کا ہے۔ موقعہ کے مناسب رجب کے پرچہ میں اگر اسکو جگہ دے دیں۔ ترمیم واصلاح کی آپ کو اجازت ہے البتہ اگر یہ مضمون طبع ہوجائیں تو الحق کا ایک ایک پرچہ مولانا سید محمد علی صاحب کے پتہ پر سہارنپور روانہ فرمادیں۔ امید ہے کہ آپ مع الخیر ہونگے۔ والسلام: احقر عبدالحمید خادم اسلام

(۵)

۲۳ رجب ۱۳۸۶ھ باسمہ سبحانہ وتعالیٰ **(علامہ شمس الحق افغانی کا درس ختم بخاری اور درس سورۃ فاتحہ)**

بخدمت گرامی جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ دو مضمون ہیں۔ مولانا افغانی مدظلہ[1] کو

---

[1] علامہ شمس الحق افغانیؒ

نصرۃ العلوم میں امسال دعوت دی تھی تا کہ طلبۂ حدیث کو تبرکا بخاری کی آخری حدیث پڑھا دیں۔ مولانا نے ہماری دعوت قبول فرمائی گوجرانوالہ تشریف لائے۔ صبح کی نماز کے بعد سورۃ فاتحہ پر درس دیا۔ اور ظہر کی نماز کے بعد بخاری ختم کرادی۔ مولانا کے دونوں درس نہایت ہی قیمتی ہیں۔ یہاں سینکڑوں لوگ اس سے مستفید ہوئے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ "الحق" کے ذریعہ ہزاروں لوگ اس سے مستفید ہوجائینگے۔ اسلئے میں نے ایک ساتھی سے نقل کرا کر ارسال کردیئے ہیں۔ مولانا نے بھی اشاعت کی اجازت دے دی تھی۔ لیکن یہ فرمایا تھا کہ کمی بیشی نہ ہو۔ حتی الامکان نقل مکمل کی گئی ہے۔ اگر آپ "الحق" میں یہ مضمون شائع کرنا مناسب خیال نہ فرماتے ہوں تو پھر انکو واپس کردیں۔ اور اگر آپ انکو شائع فرمائیں تو مناسب ہے کہ وہ پرچہ حضرت مولانا افغانی کی خدمت مبارک میں بھجوادیں۔

امید ہے کہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کی صحت اب اچھی ہوگی۔ میرا سلام ان سے عرض کردیں۔ امید کہ آپ مع الخیر ہونگے۔ والسلام عبدالحمید گوجرانوالہ

(۶)

(حجۃ اللہ البالغہ کے ایک باب کا خلاصہ ○ الحق کیساتھ دلی لگاؤ خدمات واجب ستائش ہیں)

۱۸ شعبان ۱۳۸۷ھ ۲۱/ نومبر ۱۹۶۷ء باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

سلام مسنون سلام کے بعد۔ امید کہ مزاج عالی بخیر ہونگے۔ ایک مقالہ جو حجۃ اللہ البالغہ کے ایک باب کا تقریباً ماحصل ہے۔ بعض ضروری باتیں بطور تشریح کے اور بھی اسمیں شامل کرلی ہیں جنکو زیادہ تر قوسین کے اندر بند کردیا گیا ہے۔ اگر یہ جناب کے معیار کے مطابق ہو تو الحق کی کسی ایک ہی اشاعت میں اسکو شائع فرمادیں۔ اگر آپ کو پسند نہ ہو پھر برائے مہربانی اسکو واپس بھجوادیں۔ مجھے کسی قسم کا اعتراض یا شکوہ نہ ہوگا۔ الحق کے ساتھ مجھے دلی لگاؤ ہے۔ آپ کی ادارت اور حضرت مولانا کی سرپرستی میں الحق کی خدمات واجب ستائش ہیں۔ افسوس کہ صحت کی خرابی اور اشغال کی کثرت اجازت نہیں دیتی کہ میں کچھ زیادہ وقت نکال کر الحق کیلئے لکھوں۔ بہر حال گاہ بگاہ جو کچھ ہوگا حاضر خدمت کردیا جائیگا۔ حضرت مولانا دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعا ضرور کریں۔

والسلام احقر عبدالحمید سواتی، خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

(۷)

۲۰/ جون ۱۹۶۸ء باسمہ سبحانہ وتعالیٰ (شاہ ولی اللہ کے ایک مکتوب کا مکمل ترجمہ برائے الحق)

بخدمت گرامی جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ شاہ صاحبؒ کے ایک مکتوب کا مکمل ترجمہ ارسال خدمت ہے۔ اگر مناسب خیال فرمائیں تو الحق میں شائع فرمادیں۔ اگر مناسب خیال نہ فرمائیں تو واپسی اطلاع ضرور دیں۔ حضرت مولانا دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون عرض کریں اور دعا کی درخواست امید کہ آپ مع الخیر ہونگے۔

والسلام احقر عبدالحمید خادم اسلام

(۸)

۲۸ جمادی الاول ۱۳۸۸ھ باسمہ سبحانہ وتعالیٰ (افادات شاہ ولی اللہ کے ایک فصل کا خلاصہ برائے الحق)

بخدمت گرامی جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ مزاج عالی بخیر ہونگے۔ ایک ہلکا پھلکا مضمون

افادات امام ولی اللہؒ جو بدور بازغۃ کی ایک فصل کا خلاصہ ہے، ارسال خدمت ہے۔"الحق" کیلئے شریک اشاعت فرما کر ممنون فرمائیں۔ حضرت مولانا دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد دعا کی درخواست ہے۔ والسلام احقر عبدالحمید سواتی

(۹)

۱۹ ربیع الاول ۹۰ھ (مسئلہ تحدید ملکیت پر مفتی محمد فرید کا مضمون منشور جمعیۃ پر تنقید)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب! زید مجدہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ۸ ربیع الاول ۹۰ جوابی لفافہ آپکی خدمت میں ارسال کیا تھا جسمیں آپکے مفتی صاحب کے مضمون مسئلہ تحدید ملکیت کے متعلق آپکا خیال پوچھا تھا۔ آج تک جواب موصول نہیں ہوا۔ بہت بے چینی سے جواب کا منتظر ہوں۔ خط موصول نہ ہوا ہو تو تحریر فرمادیں تا کہ دوبارہ کچھ تفصیل لکھدوں، حاصل اس خط کا یہی ہے کہ حضرت مفتی صاحب نے جس طرح منشور پر تنقید کی ہے کیا آپ اس سے متفق ہیں۔ ذوالحجہ کے الحق میں آپ نے اطمینان کا اظہار فرمایا تھا اور لکھا تھا کہ کوئی سوشلسٹ ذہن اس منشور کو برداشت نہیں کر سکتا اور آپ کے مفتی صاحب کو اسمیں سوشلزم کے جراثیم نظر آرہے ہیں۔ اپنی واضح رائے لکھیں، بے اطمینانی کا اظہار کر کے ملک میں بے اطمینانی نہ پھیلائے۔ آپ کا اور محترم مولانا شیخ الحدیث صاحب زید مجدہ کا جو عندیہ منشور کے متعلق اوراس جمعیۃ کے متعلق ہو واضح لکھیں مہربانی ہوگی۔ فقط والسلام: عبدالحمید

(۱۰)

(الحق بلا مبالغہ پورے ملک میں واحد معیاری مجلہ، زوردار موزون بروقت فکر انگیز اداریے O اللہ کا فضل ہے کہ سید جمال الدین افغانی اور مدیر الحق سمیع الحق کا تعلق افغانوں سے ہے O نام میں غلطی پر شوقی شاعر کا پھڑکانے والا شعر)

۲۲ شعبان ۱۳۹۱ھ

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ مزاج سامی بخیر ہونگے۔ الحق کے بارے میں اتنا عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو ترقی دی ہے۔ اس پر ہمیں دلی مسرت ہے۔ اور مزید ترقی کیلئے عاجزانہ دعائیں بھی ہیں۔

اس میں شاید مبالغہ نہ ہوگا، اگر یہ کہا جائے کہ اسوقت پورے ملک میں جس قدر ماہانہ مجلات اردو زبان میں شائع ہوتے ہیں۔ جتنے زوردار موزوں، بروقت، صحیح اور فکر انگیز اداریے الحق کے ہوتے ہیں شاید ہی کوئی دوسرا ماہانہ پرچہ اسکا مقابلہ کر سکے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی دین ہے کہ اس نے سرحد جیسے صوبہ میں اس کام کیلئے آپ کو پسند فرمالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید توفیق دے کہ آپ قوم وملت کی رہنمائی کا سامان فراہم کرتے رہیں۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے لکھا تھا کہ ہمارے زمانہ کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ مسلمان (سید جمال الدینؒ) افغانستان میں پیدا ہوتا ہے۔ اور بندہ حقیر عرض کرتا ہے کہ اردو مجلات کی ادارت کیلئے سب سے زیادہ ترقی یافتہ مدیر (سمیع الحق) کو اللہ تعالیٰ نے سرحد جیسے صوبہ میں پیدا کیا ہے، جہاں کی اردو زبان سے سب لوگ بے خبر ہیں۔ و ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء۔

شروع سے الحق سے تعلق عقیدت مندانہ رہا ہے: ہمارا تعلق الحق کے ساتھ شروع سے عقیدت مندانہ رہا ہے اور ہے مگر افسوس

اب تو آپ ہمارا نام بھی بھول گئے ہیں۔ پرچہ جو ہمیں ملتا ہے اس پر پتہ حضرت مولانا عبدالحمید سواتی کے بجائے عبدالمجید جیم سے لکھا ہوا ہوتا ہے۔ میں اس کے سوا کیا کہہ سکتا ہوں بقول شوقی   الرواهالناست اسمی لمّا   کثرت فی غرامها الاسماء

اگر ہو سکے تو حضرت مولانا دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔

والسلام احقر عبدالحمید سواتی خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

☆☆☆

مولانا عبدالحنان صاحب تا جک[1]

۲۷ رمضان المبارک ۸۹ھ (مضامین الحق کے بعض اغلاط اور علمی کلمات کی تصیح وتشریح)

عزیز القدر[2] زیدت معالیه وبورکت ایامه ولیالیه آمین، جُمادی الاول جُمادی الثانی ، اصلاح جمادی الاولی جمادی الاخریٰ ثانی اثنین دوسرا دو کا. اصلاح ایک دو میں کاثالث ثلثه ایک تین میں کا تحقیق اسماء عدد مشتقروح المعانی وکتب نحوالمعانی،

محترم المقام حضرت العلامة ضاعف اللّٰه تعالیٰ جلالکم آمین، نوربرهان سراج منیر، حملها تشبیها،حاوی حاشیة جلالین اناانزلنا التوارة فیها هُدًی وّنور سورة مائده جزء سادس سراجاًمنیرا. ای مثله فی الابتداء به جلالین پاره ۲۲.

فقط والسلام: محتاج دعاء بنده محمدعبدالحنان عفی عنه

(خادم مدرسه هذا اوکاڑه ساهیوال) جامعه حنفیه انوریه متصل ریلوے پل اوکاڑه

(الحق میں مولانا عبدالحمید سواتی کے مضامین کی تفصیل)

۱۔ خاندانی منصوبہ بندی اور افکار شاہ ولی اللہؒ، دسمبر ۱۹۶۵ء/ ۲۰-۲۸

۲۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی چند وصیتیں، فروری ۱۹۶۶ء/ ۴۹-۵۳

۳۔ ملت حنیفہؑ کی حقیقت [افادات شاہ ولی اللہؒ دہلوی]، اپریل ۱۹۶۶ء/ ۲۷-۳۷

۳۔ مسئلہ توسل پر ایک نظر [شرعی نصوص اور مسلک دیوبند]، جون ۱۹۶۷ء/ ۴۰-۵۴

۴۔ اسلام میں حلال وحرام کا تشریعی فلسفہ [افادات شاہ ولی اللہؒ ___ ادارہ تحقیقات اسلامیہ، اسلام آباد کی 'تحقیقات' کے پس منظر میں/ ۲ اقساط]
جنوری ۱۹۶۸ء/ ۳۳-۴۴، فروری ۱۹۶۸ء/ ۱۷-۲۷

۵۔ فرقہ ناجیہ اور نوابت میں فرق [افادات شاہ ولی اللہؒ دہلوی]، اگست ۱۹۶۸ء/ ۲۷-۳۵

---

[1] حضرت مولانا مرحوم دیوبند کے اکابر علماء اور اکابر دارالعلوم کے چشمہ فیض سے سیراب ہونے والے علاقہ چھچھ کے موضع تا جک سے تعلق رکھتے تھے، حضرت شیخ الحدیث مرحوم ان سے اپنے اساتذہ جیسا سلوک کرتے تھے، طویل طالب علمانہ سفر میں ان سے کہیں تلمذ کا موقع ملا' مولاناؒ بھی خصوصی شفقت فرماتے۔ مدرسہ کے مجلس شوریٰ کی رکنیت پر معذرت فرما رہے ہیں۔

[2] خط ناچیز کو غالباً ماہنامہ الحق کے بعض فرو گزاشتوں کی تصیح اور بعض علمی کلمات کی تشریح کے بارہ میں لکھا گیا ہے۔ کچھ تفصیل خطوط بنام حضرت شیخ الحدیثؒ میں

مولانا عبدالحنان[1] جہانگیرہ، فاضل دیوبند

(۱)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم خیریت جانبین کا خواہاں ہوں، میں خود تو بیمار ہوں اسلئے خود نہ آسکا، یہ ایک مسئلہ جو اگرچہ بظاہر تو چھوٹا مگر حقیقت میں دشوار ہے، وہ یہ کہ ڈھیری خٹک کے حاجی سرور جس کو آپ بھی اچھا جانتے ہیں ہمارا بھی تعلق دار ہے اسکے ایک لڑکے کو سینٹ میں کسی پوسٹ پر انٹرویو کیلئے بلایا گیا ہے مگر بغیر وسائل تو کوئی کام ہوتا نہیں اگر آپ انکی کوئی رہبری کردیں تو اچھا ہوگا۔ شاید عبیدالرحمان نے بھی فون کیا ہوگا۔ والسلام محمد عبدالحنان از جہانگیرہ

(۲)

(قیام حرمین کی نعمتیں، زرین نصائح O والد ماجد کے علم وفضل کے سامنے دنیا سرنگون)

بوقت شب گیارہ بجے ۴/اپریل ۱۹۶۳ء

برخوردار محمد سمیع الحق سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم وعلی من لدیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از دعوات خمس الاوقات واضح ہو۔ کہ یہاں تا ہنوز بفضلہ تعالیٰ خیریت شامل حال ہے اور خیر وعافیت آنبرخوردار مع رفقاواحبہ بارگاہ خداوند عالم ہروقت خواہاں ہوں، برخوردار عزیز کئی روز سے آپکی طرف نامۂ عنبر شامہ وصول کیا تھا جسکے دیکھنے اور پڑھنے سے دل کو یک گونہ تسلی اور تشفی ہوئی مگر دوسری طرف ارض مقدسہ سے آیا ہوا خط دیکھ کر دل کے خفتہ جذبات برانگیختہ ہوکر باعث اضطراب ہوئے۔ برخوردارم یہ مبارک اور مقدس سفر ہرفرد امت کے لیے باعث صد افتخار ہے مگر میرے خیال میں عالم شباب میں خصوصاً جبکہ کوئی فرد علوم حقہ شرعیہ کے آب حیات سے قلب ودماغ کی تطہیر کرچکا ہو اسکا اس سعادت سے مشرف ہوجانا ازدیاد یقین اور تقویت ایمان کے لیے نسخۂ اکسیر ہے۔ میرے عزیز خداوند تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے تمہیں اعمال صالحہ کی طرف ہدایت فرمائی اور بعد از حصول علم اپنے حرمین شریفین کی زیارت اور دیدار سے نوازا، اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری ان مشقتوں اور صعوبتوں کو قبول فرمائے اور حج مقبول اور مبرور نصیب فرمادے اور تمہارے لئے باعث ترقی دارین بنادیں۔ برخوردار مسلمان کے لیے سب بڑی ترقی وعزت علم وعمل صالح ہے۔

والد ماجد کی علم وفضل کے سامنے رؤساء زمانہ سرنگون: اور اسی علم وعمل صالح ہی کی برکت ہے کہ آج باوجود اس کے نہ مال ہے اور نہ دولت، بڑے بڑے امراء، رؤساء زمانہ تمہارے والد کے قدمبوسی کو اپنے لئے باعث عزت ونجات سمجھتے ہیں، خداوند عالم تمہیں بھی اپنے ذی مرتبت والد کا جانشین فرمادے۔ عزیز من کتنے خوش نصیب ہو کہ تم نے مقدس ماہ رمضان کے چند لمحے سرکار دوعالم کے دربار میں گزارے اور دیار حبیب کے پاک حرم میں درس وتدریس کی شمولیت سے اصحاب صفہ کی سنت تازہ کردی، برخوردار میرے قلب کی کیفیت میں ہی جانتا ہوں کہ ان امکنۂ مقدسہ کی یاد میں دل پر کیا گزرتی ہے، اللہ تبارک تعالیٰ میرے لئے وہاں پہنچنے کے اسباب مہیا فرمادے امکنۂ مخصوصہ میں میرے لئے دعا مانگا کرنا کہ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر فرمادے اور اس دور پرفتن میں ہمارے ایمان محفوظ رہ سکیں۔ آمین

پوتے ڈاکٹر مجیب الرحمان کی ولادت کی خوشخبری: برخوردار، شاید حضرت مولانا صاحب نے لکھا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے برخوردار عبیدالرحمٰن کو ایک پیارا لڑکا عطا فرمایا ہے تمہیں بھی مبارک ہو۔ مورخہ 29 مارچ کو آپکے سالے عبدالقیوم جان کی شادی میں

---

[1] بڑے ماموں الحاج سیف الرحمان مرحوم اور چھوٹے ماموں بھی مولانا عبدالحنان ہیں، اللہ تعالیٰ نے عمر میں برکت عطا فرمائی۔ الحمدللہ بقید حیات ہیں، عمر کی ایک (سنچری) صدی پوری کرچکے ہیں اور صحت قابل رشک ہے۔ زمینداری ذریعہ معاش ہے فراغت کے بعد گھر پر رہے۔ کراچی کے مولانا زرولی خان وغیرہ نے گاؤں میں ہی ان سے پڑھا۔ حضرت شیخؒ کے رفیق درس دیوبند سے تکمیل وتحصیل کی ہر موسم کسی نہ کسی مناسبت سے اکابر اساتذہ دیوبند اور قیام دیوبند کے واقعات عجیب کیف ومستی میں سناتے رہتے ہیں اس وقت فضلاء دیوبند میں بقیۃ السلف ہیں پہلا حج حضرت شیخؒ کی رفاقت میں کیا۔ دوسرے سفر حج میں یہ خط مدینہ منورہ سے لکھا گیا ہے۔

شمولیت کے لیے ہم بھی تمام اکوڑہ وغیرہ کے احباب کیساتھ گئے تھے شادی خوب دھوم دھام سے اختتام پذیر ہوئی اکوڑہ میں تمام خورد وکلاں خیریت سے ہیں، تم ہر قسم کی تسلی رکھنا اور اپنا نیک سفر خوب دلجمعی اور فراغت سے جاری رکھنا۔ مولانا مفتی محمود اور مولانا بنوری اور مولانا غلام غوث اور مولانا تاج الاسلام مشرقی پاکستان دعوت پر قاہرہ گئے ہوئے ہیں، شاید حجاز بھی جائیں۔ عبید الرحمٰن ویسے ہی ڈیرہ اسماعیل خان میں لیکچرار ہے۔ امسال جامعہ اسلامیہ اکوڑہ میں اُلو بول رہے ہیں، صدر مدرس نہ ملنے کی وجہ سے صرف دو تین طالب علم ہیں جن کو بادشاہ گل مجبوراً خود پڑھانے بیٹھ گیا ہے گزرتے وقت کوئی طالبعلم سامنے نظر نہیں آتا، مولوی عبدالرحمٰن[1] بمعہ بھائی راولپنڈی مولانا غلام اللہ خان کے ہاں چلا گیا ہے۔ محمد امین خان اس مرتبہ اکوڑہ حقانیہ میں داخل ہوا ہے، سلام عرض کر رہا ہے، ہمارے اہل خانہ سب خورد وکلان کی طرف سے دعا وسلام مسنونہ عرض ہو خصوصاً والدہ کی طرف برخوردار کا نام مجیب الرحمان[2] رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بمعہ ساتھیوں کے خیریت سے خوش وخرم واپس فرمادے۔ برخوردار محض سستی کی وجہ سے جواب میں دیر ہوئی ناراض نہ ہونا۔ دعا گو: محمد عبدالحنان از جہانگیرہ ۲۴-۴-۶۴

(نوٹ) اس مرتبہ حقانیہ میں دورہ حدیث میں 68 طالب علم شریک ہیں۔ حضرت صاحب مدنی اور مولانا عبداللہ کاکاخیل کے خدمت میں ہدیہ سلام مسنون کر دیں۔

(۴)

(ایک طالب علم کے داخلہ کے سفارش)

اکتوبر ۲۰۱۰ء شوال ۱۴۳۱ھ

محترم مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرض ہے ہم یہ رقعہ فی الحال جھمچھ سے لکھ رہے ہیں۔ یہ صاحب رقعہ میرے پاس وہاں حالت جنازہ میں اور پھر دوسرے روز پھر حاضر ہوئے اور بڑی منت سماجت کی۔ اب میں ان کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ انکو جیسے بھی ہو داخل کروا دیں تو مہربانی ہوگی۔ یہ مجھ پر احسان ہوگا تاکہ یہ لوگ شکریہ ادا کریں۔ از طرف عبدالحنان جہانگیروی یہ تاکیدی عرض ہے۔ تمام دوستوں اور حاضرین کو سلام مسنونہ کیجیے۔ عبدالحنان از جھمچھ

☆☆☆

مولانا عبدالحنان ہزاروی[3]

(سفر حج کی الوداع نہ کر سکنے پر رنج)

۲۲ رشوال، مطابق ۷ رمارچ

عزیزم محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ بعد سلام مسنون گزارش ہے کہ جب آپ حضرات رخصت ہوئے تو مجھے قطعاً روانگی کے وقت اور تاریخ کا علم نہ تھا۔ باوجود علالت کے بہت رنج ہوا[4] الوداع کے وقت کیوں شریک نہ ہوسکا۔ آج آپ کے مکتوب گرامی سے بہت تسلی ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حج مبرور عطا فرمائے اور تمام دعوات کو قبولیت کا شرف بخشے۔ آپ حضرات کی دعاؤں سے ہی اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندگی عطا فرمائی ہے اپنے رفقاء سفر سے بھی سلام عرض کر دیجئے اور درخواست دعا، پرسوں ہی مولانا مدظلہ کا گرامی نامہ دار العلوم سے برائے دعا صحت شرف لایا تھا۔ جواب عرض کر دیا ہے، مفتی محمود صاحب مولانا غلام غوث صاحب، مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا تاج الاسلام مشرقی پاکستان مصر کے جامع ازھر کی دعوت پر مصر تشریف لے گئے ہیں۔ والسلام محتاج دعا عبدالحنان از جامع مسجد صدر راولپنڈی

---

[1] شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان ساکن مینئی ضلع صوابی [2] جو اس وقت ایک مقبول ڈاکٹر ہیں اور انکی اہلیہ بھی امراض زچگی وغیرہ کی شہرت یافتہ ڈاکٹر ہیں۔

[3] مولانا مرحوم آزادی ہند کیلئے لڑنے والے اصحاب عزیمت وبصیرت اکابر کے قافلہ کے سپاہی تھے اور اپنی صلاحیتوں سے جمعیۃ علماء ہند کے ناظم کے عہدے تک پہونچے۔ تقسیم کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کے تشکیل ونشاۃ ثانیہ میں بنیادی کردار ادا کیا۔ دار العلوم حقانیہ کے قیام کے بعد حضرت شیخ الحدیث کے اولین اساسی رفیق بنے۔ خطوط سے سارے معاملات میں تعاون اور شرکت کا انداز ہ لگتا ہے۔ افسوس کہ خطوط کا ایک بڑا ذخیرہ نہ مل سکا راولپنڈی صدر کے جامع مسجد بھوسہ منڈی کی خطابت سنبھالی۔ ان کے بعد اسی مسجد میں بطل اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی نے زندگی گزاری۔ کاغان ہزارہ کے موضع جرید سے تعلق تھا۔ حضرتؒ کے ساتھ ایک مخلص بھائی اور خاندان کے فرد جیسا تعلق تھا۔ مجھ ناچیز کا نکاح پڑھانے کی سعادت بھی مجھے ملی۔ مزید تفصیلات مکتوبات بنام شیخ الحدیث

[4] ناچیز کے پہلے سفر حج پر روانگی کے وقت

مولانا عبدالحئی ۔امیر جماعت اسلامی ضلع ژوب

۱۲نومبر ۱۹۸۸ء (دو انتخابی امیدواروں میں ایک کو دستبردار کرانے کی خواہش)

محترم المقام جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دام اقبالہ ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی، گزارش ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد نے ملک گیر سطح پر جس اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کیا ہے وہ ملک وملت کیلئے ایک نیک شگون ہے۔امید ہے کہ یہ اتحاد آئندہ چل کر باقاعدہ انضمام کا شکل اختیار کرے گا۔ یہاں ژوب میں اتحاد کے دو اہم جماعتوں کے دو امیدوار ایک دوسرے کے مدمقابل کھڑے ہیں۔ایک مولانا اللہ داد صاحب[1] جو کہ جمعیۃ علماء اسلام کے طرف سے ہیں اور دوسرے[2] وزیر احمد صاحب جوگیزئی جو کہ مسلم لیگ کے نمائندہ ہیں۔اگر یہ دونوں متحد ہوں تو فتح یقینی ہے۔مگر ایک دوسرے کے مدمقابل ہونے کی وجہ سے دونوں کو نقصان ہورہا ہے اور فائدہ کسی تیسرے شخص کو ہوگا۔ جو کہ اتحاد کیلئے سخت نقصان ہے۔آپ سے دست بستہ عرض ہے کہ ملک وقوم کے مفاد کیلئے آپ اس میں مداخلت فرمادیں دونوں کے موقف کو سن لینے کے بعد اختیارات ان سے لیں۔اور ان دونوں میں سے جس کو بھی آپ مناسب سمجھیں دست بردار ہونے کو کہیں ،اگر ان میں کوئی بھی دست بردار ہوجائے اور دوسرے اتحادی کیلئے خلوص کیساتھ کام کرے تو انشاء اللہ فتح یقینی ہوگی۔ میں ایک نہایت اہم کام کے سلسلہ میں شہر سے باہر ہوں اگر موجود ہوتا تو خود قدمبوسی کیلئے حاضر ہوتا۔یہ معاملہ نہایت اہم ہے، دونوں فریق سے اختیارات حاصل فرمادیں۔اور موزوں امیدوار کے حق میں فیصلہ صادر فرما کر دوسرے کو بٹھانے کے باقاعدہ احکام صادر فرمادیں۔انشاء اللہ دونوں آپ کے فیصلہ کے پابند ہونگے۔ باقی خیریت ہے، اللہ تعالیٰ دین وملت کے خدمت کیلئے جناب کی سعی میں مزید قوت عطا فرمادیں۔آمین،

والسلام عبدالحئی امیر جماعت اسلامی ضلع ژوب

☆☆☆

عبدالحئی ابرو، بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد

(قرآن حکیم کا اردو ترجمہ اور اخبارات ○ غیر عربی زبان میں قراءت قرآن کا مسئلہ)

پچھلے اور موجودہ شمارے (شمارہ ۴، ۵) میں قرآنی آیات کے ترجمہ کے سلسلہ میں دو مضامین میرے پیش نظر ہیں، مجھے ان میں عجیب خلط مبحث محسوس ہوا۔اخبارات ورسائل میں جو دعوت قرآن کی نشر واشاعت کا تھوڑا بہت کام ہورہا ہے، صاحب مضمون اس کو بھی بند کرانا چاہتے ہیں پتہ نہیں یہ دین کی کون سی خدمت ہے اور موصوف نے یہ نتیجہ نا معلوم کہاں سے اخذ کرلیا کہ گویا یہ ترجمہ مستقل قرآن ہے جو لوگ دو تین آیات کا ترجمہ اپنے اخبار، رسالے وغیرہ میں متن دیئے بغیر درج کرتے ہیں ان کا یہ مقصد قطعاً نہیں ہوتا کہ یہ قرآن ہے اور اس کا وہی درجہ ہے جو قرآن کے نظم ومعنٰی کا ہے۔وہ تو ایک عام آدمی کو قرآنی آیات کا مفہوم بتانے کے لیے ایسا کرتے ہیں۔سب کو معلوم ہے۔ ہم لوگ عجمی ہیں عربی نہیں جانتے اس لیے قرآن کریم کے معانی ومفاہیم میں غور وفکر نہیں کرسکتے اس لیے قرآن کی اس تاثیر سے محروم ہیں جو

---

[1] جمعیۃ علماء اسلام (س) کے صوبائی صدر مرکزی جامع مسجد ژوب کے خطیب جمعیۃ کی طرف سے امیدوار تھے۔

[2] کچھ عرصہ جمعیۃ سے تعلق رکھا ایک بار منتخب بھی ہوکر قومی اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر اور مشرف کے عبوری دور میں صوبائی وزیر بھی رہے۔

اس کے سمجھنے سے حاصل ہوتا ہے۔شاید یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے شروع میں فارسی ترجمہ کی قراءت سے نماز کے جواز کا فتویٰ دیا تھا۔ صاحب نورالانوار شرح المنار کی مندرجہ ذیل عبارت کو سیاق وسباق میں رکھ کر اس پر براہ کرم غور کیا جائے اور صاحب مضمون کے تشدد کے بارے میں ٹھنڈے دل سے غور وفکر کیا جائے مُلا جیون فرماتے ہیں" ۔۔ أولا نه إن اشتغل بالعر بی ينتقل الذ هن منه الىٰ حسن البلا غة والبراعة ويلتذذ بالا سجاع والفواصل ولم يخلص الحضور مع الله تعالىٰ، بل يكون هذا النظم حجا باً بينه وبين الله تعالىٰ، وكان ابو حنيفه رحمه الله تعالىٰ مستغر قاً فی بحر التو حيد و المشاهدة لا يلتفت إلا إلى الذات" اس سے مقصود یہ ثابت کرنا نہیں کہ امام صاحب صرف ترجمہ قرآن مجید پر اکتفاء کرنے کے قائل ہیں، بلکہ صرف اس طرف متوجہ کرنا ہے کہ قرآن کتاب ہدایت ہے لاریب اس کی تلاوت سے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں مگر قرآن کریم سمجھنے کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے اس لیے اگر اخبارات ورسائل میں ایک دو آیتیں اصل قرآنی متن کے بغیر شائع کردی جائیں توانشاء اللہ اس میں کوئی حرج نہیں خاص طور پر اس لیے بھی کہ خود بعض فقہائے حنفیہ ایک دو آیات عربی حروف کے بغیر لکھنے کے قائل بھی ہیں چنانچہ الموسوعة الفقهية وزارت اوقاف کویت / جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۸ میں مختلف فقہی کتابوں کا حوالہ دے کر بتایا گیا ہے "ذهب بعض الحنيفة إلىٰ جواز كتابة اية او ايتين بحروف غير عر بية لا كتابة كله لكن كتابة القرآن بالعربية و تفسير كل حرفٍ و ترجمة جائز عندهم، لما روى عن سلمان الفارسی رضی الله عنه اَن قوماً من الفرس سالوه ان يكتب لهم شيأ من القران فكتب لهم فاتحة الكتاب بالفارسية"

نیچے قرأة القرآن بغير العربية کے زیرعنوان عربی متن کے بغیر قرآن مجید پڑھنے کے بارے میں موسوعہ میں ہے کہ اس کا دارومدار اس بات پر ہے کہ حفظ قرآن میں کوئی خلل نہ آئے۔چنانچہ مصنف کہتا ہے۔ "وَنَظَرُ الفقهاء فی ذلک علی الاختلاف آرائهم متو جه إلىٰ عدم الإ خلال بحفظ القران و اَن لا تكون مو دية إلى التها ون باَمر ه، ولكنها لا تُسمىٰ قرآناً علىٰ ایّ و جه كانت " (اس عبارت کے آخر میں فقہاء اربعہ کی مختلف کتابوں کے حوالے یوں درج ہیں: حاشیہ ابن عابدین ۱/۳۲۵،۳۲۶،۳۲۷۔ بدائع الصنائع ۱/۱۱۲۔ مواہب الجلیل (مالکی فقہ) ۱/۱۵۹۔ حاشیہ القلیوبی (شافعی فقہ) ۱/۱۵۱)

یہاں جو ممانعت کی وجہ بیان کی گئی ہے وہ ہمارے ہاں بالکل موجود نہیں، اخلال بالحفظ یا تہاون بامرہ کا سینکڑوں ہزاروں مدارس اور حفاظ کی موجودگی میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اخبارات ورسائل کے سلسلے میں تین صورتیں ہیں (۱) یا تو سرے سے قرآنی آیات کا حوالہ ہی نہ دیا جائے میرے خیال میں اس کی کوئی ذی عقل تائید نہیں کرسکتا (۲) دوسرے یہ کہ قرآنی آیت اور اس کا ترجمہ دونوں ذکر کیے جائیں اس میں قرآنی آیت کی اہانت وبے ادبی کا بہت زیادہ احتمال رہتا ہے (۳) تیسرے یہ کہ صرف ترجمہ دیا جائے اور یہ بہر حال نظم ومعنیٰ کی شرط کی بناء پر قرآن مجید نہیں اس لیے اس کی حرمت متن کے مقابلے میں دوسرے نمبر ہے۔ان تمام باتوں اور خاص طور پر حضرت سلمان فارسیؓ کے اثر اور بعض فقہائے حنفیہ کی طرف ایک دو آیات کے صرف ترجمہ پر اکتفاء کے جواز کی بناء پر میں سمجھتا ہوں کہ صاحبان مضمون کا اخبارات ورسائل پر طعن وتشنیع کسی طرح بھی درست نہیں نیکی دعوت کے اس دروازے کو بند کرنا مناسب نہیں۔اگر جھوٹی سچی سیاسی خبروں کے ساتھ رشد وہدایت کے چند بول بھی قارئین کے کانوں تک رسائی حاصل کرلیں تو کیا حرج ہے شاید اللہ تعالیٰ ان ایک دو آیات کی برکت سے کسی کے دل نیکی کی طرف پھیر دے۔وما اريد الا الا صلاح ما استطعت وما توفيقى إلاّ با لله۔

والسلام عبدالحئی ابرو بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد

مولانا عبدالحئی عابد[1]

یکم صفر ۱۳۹۷ھ/۲۲ جنوری ۱۹۷۷ء (دادی مرحومہ کی تعزیت)

محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت عنایتکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔خیریت جانبین مطلوب۔حج بیت اللہ شریف سے واپسی پر ماہنامہ الحق ملا۔جس میں آپ کی مخدومہ محترمہ مرحومہ دادی صاحبہ کی وفات کا پڑھا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔نہایت افسوس اور صدمہ ہوا ہے۔خداوندکریم مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمادیں امین۔میرے نزدیک انسان والدہ کی وفات کے بعد یتیم ہوجاتا ہے،خواہ وہ کسی بھی عمر میں ہے!حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کے لئے تو یہ صدمہ ناقابل برداشت ہوگا۔خداتعالیٰ انہیں صبر جمیل دے! اورانہیں شفاء کاملہ دے۔پسماندگان کوصبر جمیل دے۔

نماز جمعہ پر مرحومہ کے لئے ایصال ثواب کیا گیا۔اللہ کریم قبول فرمائے۔حضرت شیخ الحدیث صاحب سے سلام عرض ہے۔اور درخواست دعاکرنا۔ آپ کانیاخادم عبدالحئی عابد لاہور

☆☆☆

مولانا عبدالخالق[2] راولپنڈی

۱۸مارچ ۱۹۷۷ء (مرحوم خسر الحاج میاں کرم الٰہی پشاور کی وفات پر تعزیت)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔گذارش ہے کہ الحق میں نظر سے گزرا کہ آنجناب کے خسر میاں کرم الٰہی صاحب[3] دار فانی سے دار بقاء میں پہنچ گئے اللھم اغفرلہ وارحمہ و عافہ و اعف عنہ و اکرم نزلہ ووسع مدخلہٗ واغسلہٗ بالماء والثلج والبرد و نقّہ من الخطا یا ینقی الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واھلا خیرا من اھلہ وادخلہٗ الجنہ و اعذہ من عذاب القبر ومن عذاب النار آمین. پس ماندگان کواللہ تعالیٰ صبرواجرنصیب فرمائے۔بخدمت اقدس زبدۃ الصالحین حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی ہدیہ مسنونہ وطلب دعا حضرت مولانا عبدالخالق جامع مسجد کوہ نور

---

[1] مولانا قادرالکلام خطیب اور مبلغ، ملک سے باہر بھی خطابت کا سلسلہ جاری رکھا۔تحفظ ختم نبوت اوراحراراالاسلام کے شعبۂ تبلیغ سے وابستہ رہے۔خطیب بے بدل مولانا ضیاء القاسمی کے بھائی ہیں۔

[2] راولپنڈی کے سرکردہ علماء میں سے تھے،کوہ نور ملز میں خطابت اور درس وافادہ کا سلسلہ جاری رہا،انکے صاحبزادہ مولوی عبدالبصیر دارالعلوم حقانیہ سے فارغ ہوئے۔

[3] مختصر تعارفی ذکر دوسری جگہ موجود ہے۔

جناب عبدالخالق خلیق پشاور (شاعر و ادیب)

(۱)

۱۹۷۶/۲/۲۳ء (دخاکسارو او ذ مولانا غلام غوث هزاروی مناظره)

عزتمنده مولاناسمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمة الله، دارشاد مطابق مے دهزاروی صاحب دمناظرے حال اولیکلو درلیږمه ئے دے کښ څه دیـــــرے مسالدارے خبرے هم دی. خومضمون اوږدیدو نو هغه مے اونه لیکلے. که تاسوئے ضروری گڼرے هغه به هم اولیکم. حضرت قبله مولاناصاحب ناظم صاحب اوحاجی محمدیوسف ته سلام مسنون. ستاسو.....خلیق

(۲)

۱۹۷۶/۳/۱۸ء

عزتمنده مولاناسمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمة الله، ماداکوری یونه هیر یدونکی اتفاق دمه خط دلا ندی یومضمون درلیږلے وو خوبښ موشواو که زما په مردان کښے یومخلص دوست حکیم غلام حسن دے هغه په هغـــه پـــه تیـــرو ورزو کښی راغلے وو. مولاناصاحب.. بیانونونه هغه ډیرمتاثرشو. نن ئے دایوڅوشعرونه[1] راولیږل. خمایه خیال که په الحق کښے چهاپ شی نوبه به وی نوردحضرت مولاناصاحب په خدمت کښی هدیه وسلام، ناظم صاحب، حاجی صاحب اونوروحمبانوته سلام. ستاسومخلص خلیق

(۳)

(اکوڑہ میں مولانا غلام غوث ہزاروی اور مناظرہ خاکسار کی روئداد
○ شیخ الحدیث کی ثالثی خاکساروں کی شکست ○ علامہ مشرقی کے تفردات)

بروز جمعۃ المبارک بتاریخ ۱۹ نومبر ۱۹۳۷ء اکوڑہ خٹک کی ایک مسجد میں مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے خاکسار جماعت کے خلاف ایک پُرجوش تقریر کی اور اعلان کیا کہ بانی جماعت خاکسار علامہ عنایت اللہ خان مشرقی کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ یہ بات تحصیل نوشہرہ کی خاکسار جماعت سے تعلق رکھنے والے راہنماؤں پر ناگوار گذری اور انہوں نے مولانا ہزارویؒ کو پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے ساتھ علامہ صاحب کے کفر کے بارے میں مباحثہ کر کے دلائل سے انکے کفر کو ثابت کریں۔ مولانا ہزارویؒ نے جواب میں کہا کہ میں بحث کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔ تاریخ اور مقام کا تعین آپ از خود کر کے مجھے اطلاع دے دیں۔ خاکساروں نے جواب دیا کہ گزشتہ جمعہ کے دن آپ نے

---

[1] اشعار حسب ذیل ہیں:-

(مولانا عبدالحق قدس سرہٗ کی کامیابی پر
جناب غلام حسن خاکی کے منظوم تاثرات)

عبدحق آن مردحق آگہ ز اسرار رسول[2] — آید از اطراف عالم خلق از بہر حصول
منبع زہد و ہدایت عارف اطوار شرع — رہنمائے دین و دنیا ماحی ظلم و جہول
فیض جاری لطف باری خشیۂ جود و تقی — مظہر انوار عالی مرتبہ ذاتش قبول
علم و فضلش باثمر گشت از گروہ اولیا[3] — عطرش از باغ حسینی[4] بوئی گل کردہ حلول
باداز نورش منور محفل ہر خاص و عام — غیر موجود تمیش اسلام را آرد ذبول
التجا دارد ہمیں خاکی زلطف عام او — در دعائے نیم شب ہر بارمی خواہد شمول

(مطبوعہ الحق مارچ ۱۹۷۳ء)

[2] حدیث شریف [3] شیخ الہند مولانا محمود حسن و شیخ الاسلام حسین احمد مدنیؒ [4] باغ حسینی (جناب مدنی صاحب

جس مسجد میں تقریر کی تھی اُسی مسجد میں آئندہ جمعہ کو بتاریخ ۲۶ نومبر ۱۹۳۷ء مطابق ۲۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ہمارا اور تمہارا آمنا سامنا ہوگا۔ دور دراز اور قُرب وجوار کے علاقوں سے بہت سے لوگ اکوڑہ خٹک پہنچ گئے۔ مجھے بھی جامع مسجد نوشہرہ صدر کے خطیب مولانا قاضی عبدالسلام نے اطلاع دی۔ چنانچہ میں جمعہ کے نماز کے لیے اکوڑہ خٹک پہنچا۔ مولانا ہزاروی صاحبؒ کے ساتھ چند احرار علماء تھے اور خاکساروں میں قابل ذکر افراد کے نام یہ ہیں: شماس خان، مولانا مروت، مولانا شاکر اللہ، مولانا عبدالرؤف صاحب نوشہرہ اور شیر بہادر خان وکیل آف بدرشی۔ نماز جمعہ کے بعد ایک عالم اُٹھ کھڑے ہوئے جو کہ اسی مسجد کے پیش امام معلوم ہوتے تھے، انہوں نے اعلان کیا کہ آج ہماری اس مسجد میں ایک مذہبی مسئلہ پر دو فریقوں کے درمیان بحث ہوگی، چونکہ دونوں فریق ہمارے مہمان ہیں اس لیے ہم انکے درمیان بحث میں غیر جانبدار رہیں گے اور ہمارے لیے یہ دونوں فریق قابلِ احترام ہیں البتہ یہ ایک مذہبی اجتماع ہے اس لیے اسکی صدارت کیلئے ایک مسلم مذہبی عالم کی ضرورت ہے اور میرے خیال میں ہمارے اکوڑہ خٹک کے نامور فاضل مولانا عبدالحق صاحب اگر اس کی صدارت فرمادیں تو یہ بات بہت موزوں ہوگی، تین چار آوازیں اس کی تائید میں بلند ہوئیں۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ مسجد کے صحن کے وسط میں ممبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ایک اور منبر کی ضرورت ہے چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل ہوئی پھر مولانا صاحبؒ نے فرمایا ایک فریق تو صرف مولانا غلام غوث ہزاروی صاحبؒ ہیں اور دوسری طرف پورا خاکسار کا گروہ! اس لیے اُن کو چاہیے کہ اپنا ایک نمائندہ منتخب کر کے بحث کے لیے نامزد کریں۔ چنانچہ خاکساروں نے مولانا مروت صاحب کو اپنا نمائندہ چُن لیا۔ مولانا صاحبؒ نے اعلان کیا کہ ہر فریق کو صرف پندرہ پندرہ منٹ تقریر کرنے کی اجازت ہے لیکن پہلی تقریر مولانا ہزارویؒ کی ہوگی، اس لیے کہ انہوں نے عنایت اللہ خان مشرقی پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے وہ اپنے اس فتویٰ پر دلائل دیں گے۔ مولانا ہزارویؒ کھڑے ہوئے اور کہا کہ مجھے تذکرہ (علامہ مشرقی کی کتاب) چاہیئے، چنانچہ انکو وہ کتاب دے دی گئی۔ انہوں نے ایک صفحہ نکالا اور عربی عبارت پڑھنی شروع کی اور اس کا مفہوم انہوں یہ بیان کیا کہ ''فرنگی نیک اور صالح لوگ ہیں، یہ لوگ جنت میں ہوں گے اور انکے لڑکے اور لڑکیاں حور اور غلمان کی شکل میں ہوں گے''۔ اس وجہ سے یہ کافر ہے۔ اس طرح اسکی دیگر کتابوں مثلاً تذکرہ اشارات، قول فیصل اور ''مولوی کا غلط مذہب'' سے حوالے دیئے اور تقریباً ۵۲ دلائل بیان کئے، مولانا عبدالحق صاحبؒ نے مولانا ہزاروی صاحبؒ کو کہا کہ آپ کا وقت پورا ہوگیا۔ ہزاروی صاحبؒ نے کہا کہ میرا کام بھی پورا ہوگیا۔ اس کے بعد دوسرے فریق کے مولانا مروت کھڑے ہوئے اور اپنی عادت وفطرت کے مطابق نہایت دھیمے انداز میں تقریر شروع کی اور کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ مولانا ہزاروی صاحب جو ایک بہترین عالم اور نیک مسلمان ہیں۔ انکی علامہ مشرقی سے کیا عداوت اور دُشمنی ہے جو کہ ایک اچھا مسلمان ہے اور اسلام کا عسکری غلبہ اس کا مطمحِ نظر ہے۔ مسلمانوں کی ترقی کا خواہشمند ہے نماز پڑھتے وقت اسکی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہوتا ہے، اسکی زبان سے الفاظ کفر یا کفریہ کلمات کبھی بھی نہیں نکلے۔ اس طرح کی باتوں میں مولانا مروت صاحب کا وقت ختم ہوگیا۔ ہزاروی صاحبؒ دوبارہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ نے دیکھا میں نے علامہ مشرقی کے کفر پر ۵۲ دلائل دیئے، ملا مروت نے ایک اعتراض کا بھی جواب نہیں دیا، صرف یہ کہا کہ وہ ایک اچھا مسلمان ہے مسلمانوں کا عسکری غلبہ چاہتا ہے، وہ روتا ہے وہ ہنستا ہے، اسکا کیا مطلب ہے ''مروتو ملا'' (مروت مولوی) میرے اعتراضات کے صحیح جوابات دو، آئیں بائیں شائیں نہ کرنا۔ اس موقع پر شیر بہادر خان وکیل نے کہا یہ کوئی طریقہ نہیں یہ غلط انداز ہے صرف ایک اعتراض ہونا چاہیئے، اس کے لیے ایک منٹ بھی کافی ہے جبکہ اسکے جواب کے لیے کم از کم آدھا گھنٹہ ہونا چاہیئے۔ اسی پر فیصلہ ہوا مولانا ہزاروی صاحبؒ نے تذکرہ کی وہی عبارت پھر شروع کی اور پھر بیٹھ گئے۔ مروت مولانا صاحب جواب کے لیے کھڑے ہوئے اور کہا کہ اس عبارت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انگریز اور فرنگی آخرت میں جنت میں ہوں گے، مشرقی صاحب کہتے ہیں کہ انگریزوں کی زندگی انکی اپنی عملی صلاحیت کی وجہ سے ایسی ہے گویا یہ لوگ جنت میں رہتے ہیں انکے بیٹے بیٹیاں حور وغلمان کی طرح حسین وجمیل ہیں۔

ایک آواز آئی کہ آگے نہ جائیں پہلے یہ فیصلہ کریں کہ بحث آخرت کے متعلق ہے یا دنیا کے! دوسری آواز آئی یہ صدر صاحب کا کام ہے وہ

فیصلہ دیں کہ مولانا ہزاروی صاحب صحیح کہتے ہیں یا مولانا مروت! مولانا عبدالحق صاحبؒ نے کہا کہ میں صدر جلسہ ہوں حکم نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ اگر دونوں فریق مجھ پر اعتماد کرلیں تو پھر میں فیصلہ دوں گا۔ مولانا ہزاروی صاحبؒ نے معنوی انداز میں کہا کہ میرا تو ان پر اعتماد نہیں اس لیے کہ یہ مولانا مروت کے شاگرد ہیں[1] اور اُستاذی کا لحاظ ضرور رکھیں گے۔ اس وقت کچھ شور بلند ہوا لیکن پھر مولانا ہزارویؒ نے باواز بلند کہا کہ توکل بر خدا میں بھی مولانا پر اعتماد کرتا ہوں۔ لیکن اے مولانا عبدالحق! اگر آپ نے استاذی کا لحاظ کیا تو قیامت کے روز میں آپ کا گریبان پکڑوں گا۔ مولانا صاحب (مولانا عبدالحقؒ) نے حاضرین سے پوچھا کہ حاضرین کرام خصوصاً اکوڑہ خٹک کے رہنے والو! آپ لوگ تو مجھے جانتے ہیں اور یہ بھی آپکو معلوم ہے کہ میں کتنے طلبہ کو پڑھاتا ہوں اور اس بات سے بھی آپ آگاہ ہیں کہ میں نے دارالعلوم دیوبند میں سبق پڑھا ہے تو پھر تو میں عربی سمجھتا ہوں گا؟ تمام لوگوں نے یک زبان ہوکر کہا کہ ہاں آپ کا علم تو مسلم ہے۔ پھر آپ نے تذکرہ مانگا اور کہا اس عبارت سے پہلے ایک دو صفحے دیکھنے چاہیئں تا کہ عبارت کا سیاق وسباق معلوم ہو سکے۔ آپ نے عبارت پڑھنی شروع کی، جب بحث ختم ہوئی تو مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ بحث آخرت کے متعلق ہے دُنیا سے متعلق نہیں۔ اسی کے ساتھ آوازیں آئیں کہ بس بات کو زیادہ طول نہ دیں اس لیے کہ روزہ ہے، علامہ کافر ہے! خاکساروں نے بھی کچھ شور بلند کیا لیکن کون سنتا تھا؟ جلسہ درہم برہم ہوگیا۔ مولانا ہزاروی صاحب جلوس کی شکل میں اکوڑہ خٹک کی گلیوں میں پھرائے گئے اور خاکسار بوجھل قدموں کیساتھ واپس ہوئے۔　آپکا خلیق

☆☆☆

مولانا قاضی عبدالرحمان[2]

مولف فضل الباری شرح بخاری (کراچی)

(کتاب پر تبصرہ کی خواہش ○ الحق تڑپانے والے ادارے ○ صلاحیت اور برجستگی میں مزید برکت کی دعا)

۸رصفر ۹۵ھ مطابق ۱۲رجون ۱۹۷۵ء

گرامی قدر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، طول اللہ عمرکم، السلام علیکم، آپکی ملاقات کے بعد سے اب ماہنامہ "الحق" کا شمارہ وصول ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اس ترجمانی حق وصداقت پر قائم رکھے۔ یہ جریدہ اس پرفتن دور میں اسلام کی اہم خدمت انجام دے رہا ہے، میری دعائیں ہیں۔ ہدیہ تبریک قبول فرمائیں۔ مجھے ایک حیرت ہے کہ تبصرہ کے کالم میں "فضل الباری شرح اردو صحیح البخاری کو آپ نے کیوں نہ یاد رکھا؟" مجھے اس کوتاہی سے متنبہ فرمادیجئے جو اس محرومی کا سبب بنی، حضرت شیخ الحدیث زید مجدہم نے مجھے شفقت نامہ لکھا تھا میں نے جوابی عریضہ میں اس خواہش کا اظہار بھی کیا تھا انتظار شدید کے بعد یہ گستاخی کر رہا ہوں اگر ہو سکے تو جلد از جلد یعنی جولائی ۷۵ء کے شمارہ میں تبصرہ فرمادیجئے۔ جلد ثانی عنقریب آنے والی ہے طبع ہونے پر جامعہ کی لائبریری کیلئے ارسال کردی جائے گی۔ انشاء اللہ۔ کار لائقہ سے مطلع فرمائیں۔　والسلام خویدم احقر عبدالرحمان

نوٹ: اس شمارہ کے "نقش آغاز" نے تڑپادیا ہے، خدا کرے کہ ہمارے جرائد اس سلیقہ سے لکھا کریں، حضرت مولانا محمد طیب صاحب تک یہ مضمون پہنچ جائے تو بہتر ہے، اللہ تعالیٰ اس صلاحیت اور برجستگی میں مزید برکت عطا فرمائے۔　خویدم

۱؎　حضرت شیخ الحدیث کا مولانا مروت کی شاگردی کا کہیں ذکر نہیں سنا، شاید مولانا ہزاروی کا یہ ایک مناظرانہ انداز تھا کہ ان کی غیر جانبدارانہ ثالثی پر لوگوں کا اعتماد پختہ ہوجائے۔

۲؎　مولانا قاضی عبدالرحمان فاضل دیوبند تھے جیسا کہ مکتوبات سے معلوم ہوتا ہے، حضرت شیخ الحدیثؒ سے بھی دیوبند میں تلمذ کا شرف حاصل کیا۔ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی سے خاص تعلق تھا۔ فضل الباری شرح بخاری کی تدوین وتالیف ان کا بڑا کارنامہ ہے۔ نشتر روڈ کراچی میں ادارۃ العلوم الشرعیۃ کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ کتاب پر تفصیلی تبصرہ لکھ کر الحق میں شائع کردیا گیا۔

منشی عبدالرحمان [1]

ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ چہلیک ملتان شہر

(۱)

(الحق کیلئے الجزائری مفکر کے علمی مقالے کی پیشکش)

۲۷ردسمبر ۱۹۶۶ء

مکرمی ومحترمی ایڈیٹر صاحب ماہنامہ "الحق" دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ السلام علیکم۔ ہمارے "مجلہ" میں اشاعت کے لیے ایک الجزائری مفکر کا مقالہ ترجمہ ہو کر آیا تھا۔ وہ چونکہ تبلیغی سے زیادہ علمی نوعیت کا دلچسپ مقالہ ہے۔ اسلئے وہ میں آپ کو بھجوار ہا ہوں۔ تا کہ آپ کے جریدہ کے ذریعہ اہل علم اس سے مستفید ہو سکیں۔ آپ کا اعلان پہنچ گیا ہے۔ انشاء اللہ جلد کسی اشاعت میں شریک کردونگا۔ کوئی اور خدمت۔ احقر منشی عبدالرحمٰن صاحب

(۲)

(الحق کا نقش آغاز ○ حق گوئی حق نویسی نے مولانا آزاد اور عطاء اللہ شاہ بخاری کی یاد تازہ کردی)

۱۷رنومبر ۱۹۶۷ء

مکرمی ومحترمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم۔ مزاج گرامی آج کے مطالعہ کا آغاز آپ کے "الحق" کے نقش آغاز سے ہوا۔ حق کہلانے والا روز حق شائع کرنے والا اگر حق نہ لکھے۔ تو اور کون لکھے۔ حق ناشناسی اور حق تلفی کے اس دور میں جتنا نقصان اسلام کو ان حق فروشوں سے پہنچ رہا ہے۔ جو ارباب من دون اللہ کی زبان بنے ہوئے ہیں۔ اتنا نقصان اسلام کو پہلے کبھی برداشت نہیں کرنا پڑا۔ آپ کی حق گوئی یا حق نویسی نے واللہ مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا عطا اللہ شاہ بخاری کی یاد تازہ کردی۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

احقر منشی عبدالرحمٰن صاحب

☆☆☆

محمد عبدالرحمٰن۔ مجلس اتحاد بین المسلمین فیصل آباد

(اصلاح واتحاد امت کی شدید ضرورت)

۲۴راگست ۲۰۰۰ء

محترمی ومکرمی جناب مولانا سمیع الحق مہتمم دارلعلوم حقانیہ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! موجودہ عالمی حالات میں مسلمانان عالم جس کسمپرسی کی حالت میں مبتلا ہیں وہ انتہائی قابل توجہ ہے۔ غور کیا جائے تو اسکی بڑی وجہ ہمارا باہمی انتشار اور قرآن سے دوری ہے۔ معمولی معمولی فروعی اختلافات نے ہمیں آپس میں ہی گتھم گتھا کردیا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر ہم اتنے کمزور ہو گئے ہیں کہ دشمن ہمارے وجود کو بھی برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ باہمی انتشار کے محرکات پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ہم نے دین کی باتوں میں جب غیر ضروری باریک بینی شروع کی تو رائے کا اختلاف بڑھتا گیا اور انتشار وسیع ہوتا گیا۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر دین کے بنیادی ارکان پر عمل تو کرتے نہیں لیکن دینی معاملات میں بحث ومباحثہ پسندیدہ مشغل بنالیا ہے۔ علمائے بنی اسرائیل کیطرح ہمارے بہت سے علماء بھی قرآنی آیات کو بڑے سستے داموں بیچ رہے ہیں۔ دراصل ہمارے ایمان کمزور اور ہمارے اخلاص میں شدید کمی آگئی ہے۔ اوپر سے سائنسی ترقی

---

[1] منشی صاحب مرحوم نے ملتان سے ادارۂ اشاعت علوم اسلامیہ کے ذریعہ نہایت دلنشین انداز میں علمی دینی دعوتی رسالے شائع کر کے مفت تقسیم کا کام شروع کیا جسے اللہ نے مقبولیت دی سینکڑوں رسائل ہر ماہ ہزاروں کی تعداد میں تقسیم ہورہے ہیں۔ جن کا ایک مجموعہ ہمارے مولانا عبدالقیوم حقانی نے القاسم اکیڈمی نوشہرہ سے اسلامی آداب زندگی کے نام سے حال ہی میں شائع کیا ہے۔

نے میڈیا کو اتنا طاقتور بنا دیا ہے کہ فحاشی کی یلغار چاروں طرف سے ہماری نئی نسل کو اخلاقی تباہی کی طرف لے جا رہی ہے۔سودی نظام معیشت قبول کر کے ہم ویسے بھی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے خلاف برسر پیکار ہیں۔لہٰذا ہدایت کے تمام راستے ہم نے خود ہی بند کر رکھے ہیں۔بہت سے اہل درد اس صورت حال کو مسلم امہ کے لئے تباہ کن جانتے ہوئے انفرادی اور جماعتی صورتوں میں اتحادِ امت کے لئے کوشاں ہیں۔مجلس اتحاد بین المسلمین نامی جماعت کے قیام کا مقصد بھی ایسے صاحب درد لوگوں اور جماعتوں کی کاوشوں کو اجاگر کرنا اور باہم مربوط کرنا ہے۔مجلس کے کوئی سیاسی یا نفسانی عزائم نہیں۔محض اصلاح امت، اتحادِ امت اور غلبہ امت رسول اللہ ﷺ ہی اس کا منشور ہے اور ملک میں نفاذ اسلام بھی اتحاد کا ہی ثمر ہو سکتا ہے۔مقاصد کی تکمیل کے لئے مجلس نے فیصلہ کیا کہ ایسی مجلسوں کا انعقاد کیا جائے جہاں باشعور تعلیم یافتہ اور دردمند افراد مل بیٹھ کر اتحادِ امت رسول اللہ ﷺ کی تدابیر کریں اور مسلم امہ کو اس کے بنیادی سبق یعنی لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لائیں۔کیونکہ یہی کلمہ ہماری دنیاوی اور اخروی زندگی میں نجات دہندہ ہے۔اس سلسلے کی پہلی مجلس ۲۳ جون ہمدرد سنٹر لاہور میں منعقد کی گئی جہاں تمام مکاتب فکر کے عمائدین نے اظہار خیال کیا اور مفید مشوروں سے نوازا۔دوسری مجلس ۳۰ اگست ہوٹل ہالیڈے ان میں منعقد کی جا رہی ہے۔تفصیل دعوت نامے میں موجود ہے۔جماعت کے منشور کی کاپی حاضر خدمت ہے۔امید ہے توجہ کا باعث بنے گی اور اتحادِ امت کے لئے آپ کا بھرپور تعاون حاصل ہوگا۔نفسانی عزائم سے بالاتر ہو کر اور ہم سب کی متحدہ کاوشوں سے ہی اتحادِ امت کا کام سرانجام پا سکتا ہے۔بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شاملِ حال ہو اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تب ہی شاملِ حال ہوگا جب ہماری نیتوں میں اخلاص ہوگا، ہماری کاوشیں ہر قسم کے نفسانی عزائم سے بالاتر ہوں گی اور ہمارا مقصود رضائے الٰہی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

اس سمت میں آپکی بصیرت اور تجربے کی بنا پر مفید مشورے ہمارے لئے راہنمائی کا باعث ہوں گے۔امید ہے آپ ہماری حوصلہ افزائی کے لئے ہماری دلچسپی کو نظر انداز نہیں فرمائیں گے۔مجلس میں آپکی شمولیت اور خطاب ہمارے لئے خوشی کا باعث ہوگا۔ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔

نوٹ:۔ سیاسی موضوع کانفرنس کے پلیٹ فارم پر زیرِ بحث نہیں آسکتے۔کیونکہ اولین ترجیح اصلاح اور اتحادِ امتِ رسول اللہ ﷺ ہے۔

خیراندیش محمد عبدالرحمٰن (مجلس اتحاد بین المسلمین)

☆☆☆

میاں عبدالرحمٰن صدیقی[1] دین پور شریف
(تعزیت شیخ الحدیث اور خراج عقیدت)

برادرم سمیع الحق صاحب مدظلہ۔السلام علیکم۔کل اخبار میں آپکے والد محترم کی وفات کی خبر پڑھی دلی صدمہ ہوا۔مولانا ایک عظیم مدبر، بااصول لیڈر اور ایک اچھے پارلیمنٹیرین تھے۔مذہب اور ملت سے انکا اتنا لگاؤ انکے ایک فرض شناس مسلمان اور محب وطن ہونے کی دلیل ہے۔ایک اعلیٰ پائے کے عالم دین ہونے کیساتھ ساتھ ان کے اندر مجاہدانہ صلاحیتیں ایک صداقت ہیں۔محبت اسلام اور خدمت انسانیت کا جذبہ انکے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔یہ بزرگ تو ہمارا قیمتی سرمایہ ہیں۔خدا ہمیں انکے نقش قدم پر چلائے۔اسلام سے محبت، غریب دوستی مساوات مسلمانوں کی خدمت اور جہاد بزرگوں کی روایات کو برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور انکے مشن کو زندہ رکھنے کی توفیق دے، خدا آپکو عظیم سانحہ برداشت کرنے کی ہمت دے اور مولانا کو جنت فردوس میں جگہ عطا فرمائے۔تمام سوگواران جماعت اور متعلقین سے میری طرف سے تعزیت کر دیں۔بہت جلد انشاء اللہ خدمت میں حاضر ہونگا۔ دعاؤں کا طالب فقط آپکا بھائی عبدالرحمٰن صدیقی دین پوری خانپور

---

[1] غالباً اکابر دین پور شریف کے سجادہ نشینوں میں سے ہیں۔

مولانا احمد عبدالرحمٰن صدیقی[۱]۔ نوشہرہ

(۱)

۲۴ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ (فضلاء حقانیہ کے بارہ میں سوالنامہ O شیخ لاہوری کی سوانح کیلئے پیش لفظ وغیرہ)

صاحب الفضیلہ والسعادہ حضرت المخدوم مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد اہداء التحیات واطیب التمنیات! بہت دنوں سے فضلاء حقانیہ والا سوالنامہ جواب کیلئے متقاضی تھا۔ لیکن سوچتا رہا کہ کیا لکھوں۔ کہیں مجھ جیسا ہیچمدان ونالائق دارالعلوم کے مقدس ومبارک مقام ونام پر دھبہ نہ بن جائے۔ آخر مولانا قاری فیوض الرحمٰن صاحب کی مرتب فرمودہ ''حضرت پسروری اور انکے خلفاء'' سے بندہ کے تذکرہ والا حصہ فوٹو اسٹیٹ بھجوا رہا ہوں۔ تاکہ تعمیل ارشاد بہرحال ہو جائے! منسلکہ سائیکلو سٹائل مکتوب دربارہ سوانح حضرت الشیخ العارف العلامہ المفسر لاہوری قدس سرہ بھی اس غرض سے ارسال خدمت عالیہ ہے۔ کہ ایک تو آپ اس سلسلہ میں خود اپنی گرانقدر سرپرستی وبہترین تعاون سے نوازیں کہ آپ حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز وباصلاحیت تلامیذ کرام میں سے ہیں۔ بلکہ میرا قلبی ارادہ ہے کہ اس کتاب کا پیش لفظ آپ سے اور اگر ممکن ہو تو حضرت علی میاں مدظلہم سے گذارش کر کے لکھوایا جائے۔ امید قوی ہے کہ آپ مجھے محروم نہ فرمادینگے۔ انشاء اللہ مولانا انوار الحق صاحب حج سے کب تشریف لا رہے ہیں مجھے ضرور اطلاع دیں۔ ہائی سکول کا فون نمبر 345 ہے۔ نیز ماہ رواں کے آخر بڑے دن کی تعطیلات میں ہم لائبریری اخبارات کے لئے حاضر ہونگے۔

اور دوسری گذارش اس سوانحی مکتوب کے بارہ میں یہ ہے کہ اسے ماہنامہ الحق کے آنے والے شمارہ میں شائع فرما کر احسان عظیم سے نوازیں۔ کہ اس طرح حضرتؒ کے احباب وتلامیذ متوجہ ہو سکیں گے۔ بلکہ اس کتاب پر دو چار سطروں میں اگر آپ احباب و بزرگوں کو متوجہ فرمادیں تو بڑا کرم ہوگا۔ کہ اس طرح ایک تحقیقی اور صحیح مفصل سوانح مبارکہ منصۂ شہود پر آسکے۔ مکتوبات مبارکہ کے سلسلہ میں خاص توجہ دلوائیں کہ انکی اہمیت از حد زیادہ اور آنیوالی نسلوں کیلئے روحانی، علمی، سیاسی مواد لئے ہوئے مینارۂ نور ہوگا۔ ماہ رواں کا الحق پرسوں ملا۔ بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے اداریہ میں بروقت حکام وقت کو توجہ دلائی اور خود غرض سیاست دانوں کا خوب احتساب کیا! اللھم زد فزد و بارک۔ ولکم منی جزیل الشکر وعظیم الاحترام والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الاحقر احمد عبدالرحمٰن

سندی وسیدی ومولائی حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت مقدسہ میں بصد ادب سلام مسنون اور دعا کی عاجزانہ درخواست فرمادیں۔

(۲)

(یوسف سلیم چشتی کے خطوط O مدینہ جانے کیلئے سفارش O شیخ عبدالوہاب نجدی اور مولانا منظور نعمانی کا مضمون)

۳ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

گرامی قدر مخدومی ومحترمی حضرت مولانا دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! طالب الخیر مع الخیر آج آپ سے ملکر محترم کرنل محمد حسن صاحب بہت خوش ہوئے اور واپسی پر دارالعلوم کی عظیم ترقی اور آپ کے خوش اخلاقی اور اخلاق کے بارہ میں ہی گفتگو ہوتی رہی۔ فبارک اللہ لکم! آپ ہفتہ کے دن حسب وعدہ گیارہ بجے ضرور تشریف لے آویں تاکہ ان دیندار حضرات کی حوصلہ افزائی ودلجوئی ہو سکے۔ محترم خان غازی کابلی کی خدمت میں بندہ کل خط لکھے گا۔ جس میں آپ سے ملاقات اور مضمون کے ان شاء اللہ الحق میں شائع ہو جانے کی خوش خبری

---

[۱] حضرت لاہوری اور حضرت شیخ الحدیث کے نہایت برگزیدہ تلمیذ، حقانیہ سے فراغت حاصل کی، نوشہرہ صدر میں مولانا لاہوری کے طرز پر درس تفسیر اور انجمن خدام الدین کا سلسلہ قائم کیا۔ اس کے جلسوں میں اکابر ومشائخ کو بلاتے رہے، اس وقت فالج کے اثرات سے صاحب فراش ہیں۔

دیدیگا۔ آپ بھی اگر اُن سے رابطہ قائم فرمادیں اورالحق رسالہ باقاعدگی سے جاری فرمادیں تو زیادہ بہتر ہو۔ اگر خط لکھیں تو اس میں حضرت الشیخ لاہوریؒ کے بارہ میں مزید مواد بھیجنے کی درخواست بھی فرمادیں۔ محترم محمد سلیم چشتی صاحب کے خطوط تو خالصتاً آپ کے مطالعہ کے لئے ہیں۔ ان کا شائع کرنا شاید اسوقت مفید نہ ہو۔ بہرحال ریکارڈ کیلئے ایک اچھی چیز اور معلومات افزا مکتوب ہیں۔ اور اگر کوئی حصہ آپ شائع بھی فرمانا چاہیں تو عام سے انداز میں تاکہ ان پر اثر بدنہ پڑے۔ بندہ کی ذاتی درخواست پر آپ کا خاص توجہ مبذول فرما کر ہمیشہ کی طرح احسان عظیم سے نوازیں۔ اگر خدانخواستہ کام نہ بن سکا تو نہ سہی لیکن ارمان تو نہ رہے گا۔ اگر کام ہوگیا تو مدینہ پاک میں بندہ تو آپ کا ہی ہے اور آپ کا نمائندہ وہاں مقرر ہو جائیگا۔ انشاء اللہ اس لئے جنرل صاحب کے نام حضرت الاستاد شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی طرف سے ایک مضمون آپ بنالیں جس میں ۳،۴ سال سے کوشش کرنے اور اب ان کی ذاتی توجہ کی درخواست ہو اور بس۔ مختصر سہی لیکن ذرا توجہ کے ساتھ۔ یہ آپ کا اس خادم پر بڑا احسان ہوگا۔ اس سلسلہ میں بندہ دوبارہ پھر حاضری دے گا۔ انشاء اللہ الفرقان میں جو مضمون السید عبدلوہاب بخدی کے بارہ میں مولانا منظور نعمانی کا ہے اگر اُسے آپ الحق میں شائع فرمادیں تو کیا بہت مفید نہ رہے گا۔ میرا مشورہ تو زوردار ہے۔ ولکم منی جزیل الشکر وعظیم الاحترام۔ والسلام مع الکرام طالب دعاوتوجہ الاحقر احمد عبدالرحمٰن صدیقی عفا اللہ عنہٗ

کابلی صاحب کے مضمون کے ابتداء میں آپ ضرور حضرت الشیخ کی سوانح کا شدضرورت اور اسکے تعاون پر زوردار توجہ ضرور مبذول فرمادیں۔ شکریہ!

(۳)

۱۴ مارچ ۱۹۷۱ء (مولانا مدنی کی پیشگوئیاں ثابت ہو جانے پر مقالہ "قلندر[۱] ہرچہ گوید دیدہ گوید")

گرامی قدر برادر محترم ومکرم صاحب الفضیلہ صاحبزادہ۔ حضرت مولانا الحاج سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خیریت کے بعد گذارش ہے۔ کہ کافی مدت سے نہ تو ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ نہ ہی توجہ سے نوازا گیا۔ پہلے تو آپ کبھی کبھار

---

[۱] اس مقالہ نے علمی دینی اور سیاسی حلقوں میں ایک ہلچل پیدا کی۔ تحسین اور تنقید کا طوفان اٹھا لیکن چالیس سال قبل لکھے گئے اس مضمون کے مندرجات پر موجودہ حالات نے مزید مہر تصدیق ثبت کردی ہے لیکن جو آنکھیں بند ہو چکی ہیں۔ انہیں کیا نظر آسکتا ہے۔ فانها لاتعمى الابصار ولكن تعمى القلوب التي في الصدور۔ یہاں یہ مقالہ درج کیا جاتا ہے:-

(موجودہ حالات اور مولانا حسین احمد مدنیؒ کے اندیشے)

ایک المناک صورتحال نے ملک کا شیرازہ جس بےدردی سے بکھیر دیا ہے۔ اس پر نقد واحتساب کے ضمن میں پاکستان کے نقطۂ آغاز اور تشکیل سے لیکر اب تک کے حالات پر مختلف زاویوں سے گفتگو ہو رہی ہے جن خطوط اور بنیادوں پر ملک کی تقسیم یا تشکیل ہوئی، اسے بھی زیر بحث لایا جارہا ہے۔ کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ برصغیر کی تاریخ اپنی حقیقت کی طرف لوٹ رہی ہے، کچھ کنفیڈریشن کی باتیں کرتے ہیں اور کچھ لوگ دبی زبان سے سہی مگر دل کے اندر سے اٹھنے والے ان خیالات کو دبائے نہیں رہ سکے کہ پاکستان کی موجودہ شکل میں قیام بالخصوص بنگال اور پنجاب کی تقسیم کی نہایت شدومد سے مخالفت کرنے میں شاید مسلمانوں کے بعض عظیم رہنما بالخصوص شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی مرحوم کا نقطۂ نظر غلط نہ تھا۔ اس سلسلہ میں اگر سیاسی اور گروہی تصورات سے الگ ہوکر حضرت شیخ الاسلامؒ کے اندیشوں پر ایک نگاہ بازگشت ڈالی جائے تو کیا حرج ہے۔ شاید ان کی نگاہ قلندرانہ کی دوررسی کا کچھ احساس تو ہو جائے خواہ اس موقف کی تصویب یا تغلیط کا کام حالات اور واقعات کے ذمہ کیوں نہ لگادیا جائے مگر حال کے آئینہ میں ماضی کے کچھ نقوش تو سامنے آہی رہے ہیں۔ پاکستان کی صورت میں خلافت اسلامیہ اور اسلامی نظام کے قیام کے مقدس اور حسین تصور میں کھو کر جن لوگوں نے اپنا سب کچھ اس راہ میں لٹا دیا ہے۔ بیشک ان کی قربانیاں صد ہزار تحسین اور بارگاہ ایزدی میں اجر کی مستحق ہیں کہ انما الاعمال بالنیات۔ اگر کسی کی نیتوں میں کھوٹ تھا۔ تو وبال اور بربادی بھی ان کے نامۂ اعمال ہی میں ڈالی جائے گی، مگر اپنے وقت کے ان عظیم، خدارسیدہ اور حقیقت شناس بزرگوں کی فراست مومنانہ اور مسلسل وپیہم آلام ومصائب اور شدائد کا تحمل اس بات کی منہ بولتی شہادت رہی کہ وہ مسلمانوں کے بدخواہ نہ تھے وہ یہ لوگ ضمیر فروش اور خودغرض نہ مسلمانوں کے دشمن، ان کی اخلاص وللہیت ان کی پاکیزہ زندگی کی طرح تاریخ کے بےرحم ہاتھوں کی دسترس سے ہمیشہ محفوظ رہے گی۔

ان کا ناقابل معافی جرم یہی تھا کہ وہ پاکستان میں خلافت اسلامیہ کے بلند بانگ دعوؤں کو ایک فریب اور دھوکہ سمجھ کر تقسیم ہند کو مسلمانوں کے مسائل کا صحیح حل نہیں سمجھتے تھے کہ اس طرح ان کی ایک تہائی سے زیادہ آبادی سفاک ہندو کے رحم وکرم پر رہ جائے گی، لاکھوں مسلمان بےگھر اور بےدر ہو جائیں گے، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تشریف لاکر وجہ مسرت وحوصلہ افزائی بن جایا کرتے تھے۔لیکن معلوم نہیں کہ کسی گستاخی کی وجہ سے آپ کے مراسم بزرگانہ سے محروم ہوں۔ براہ کرم مجھے اکیلے ہونے کا احساس نہ ہونے دیں۔ بڑا کرم ہوگا۔ ماہ رواں کا الحق بہت پسند آیا۔حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مدنیؒ کی زندہ کرامت اوران کے سیاسی تدبر کا اندازہ آپ کے اس مضمون سے اپنے ومخالف سب پر انشاءاللہ عیاں ہو

(**بقیہ پچھلے صفحہ سے**) جنہیں کوئی زمین ٹھکانہ نہیں دے سکے گی۔ ہندوستان میں تعلیمی اقتصادی اور سیاسی لحاظ سے ان کی حالت نہایت پسماندہ اور قابل رحم ہو جائے گی۔اسلام پورے برصغیر سے ایک گوشہ میں سمٹ کررہ جائے گا۔جبکہ ان کے خیال میں ان کے پیش کردہ فارمولا سے پاکستان ہندوستان کے چند گوشوں میں سمٹ جانے کی بجائے پورا ہندوستان ایسا پاکستان بن سکتا۔جس میں شرعی احکام کا نفاذ مسلمانوں کے کامل اور آزاد اختیارات کے ذریعہ پورے ہندوستان میں ہو سکتا۔(اجلاس جمعیۃ العلماء لاہور ۱۹۴۶ء کی قرارداد) پاکستان کی مجوزہ سکیم پر ان بزرگوں نے نہایت خلوص سے ہر پہلو پر غور کیا اور اسکے سیاسی،اقتصادی،لسانی،ملکی، قومی،تبلیغی،خارجہ پالیسی،غرض ہر گوشے پر اپنے تنقیدی خیالات پیش کئے،اور اپنے خیال کے مطابق مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور تحفظ و بقاء کا ضامن فارمولا پیش کیا۔ ان حضرات نے واضح طور پر کہا کہ پاکستان کو مختلف ٹکڑوں میں جو ریاست مل جائے گی،وہ خطرناک جغرافیائی پوزیشن کی وجہ سے اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکے گی۔ چنانچہ بنگال اور پنجاب کی تقسیم اور ان صوبوں کی جنگی اہمیت کے حصوں کا بھارت میں چلے جانے اور پنجاب کی تحصیل گورداسپور کی وجہ سے کشمیر پر بھارت کے تسلط وغیرہ پر ان حضرات نے سختی سے تنقید کی اور اسے پورے برصغیر کے مسلمانوں کے غیر یقینی مستقبل کا پیش خیمہ قرار دیا۔ان حضرات کا خیال تھا کہ برطانوی پارلیمنٹ اس جغرافیائی اتحاد کو ختم کرنے میں ہمیشہ کوشاں رہے گی۔اس سلسلہ میں لارڈ لنلتھگو اور لارڈ ویول کے واضح الفاظ ان کے سامنے رہے اور آج سقوط ڈھاکہ پر ماؤنٹ بیٹن کے تاثرات نے ان خیالات کی حرف بحرف تائید کی کہ انگریزی سامراج اپنے عیارانہ منصوبوں کے ذریعہ برصغیر کے مسلمانوں سے ایک نہ ختم ہونے والا انتقام لینا چاہتے تھے۔

ان حضرات کے تمام خدشات اور اندیشوں کو غلط ثابت کر دکھانے اور تمام غلطیوں کی تلافی صرف اس صورت میں ہوسکتی تھی کہ پاکستان قائم ہوتے ہی ہم یہاں اسلام کی مکمل حاکمیت قائم کر دیتے لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہوا اور ہم نے ان تمام بلند بانگ دعوؤں ہی سے انکار کر دیا جو برصغیر کے مسلمانوں میں بے مثال دینی جوش وخروش کا سبب بن کر انہیں خاک وخون کی گھاٹیوں میں اتارنے کا سبب بنے تھے یہ ایک طویل اور شرمناک کہانی ہے۔ جو ۱۹۴۷ء سے لیکر دسمبر ۱۹۷۱ء بلکہ آج تک کے عرصہ کو اپنے اندر سمیٹے ہوئی ہے۔حضرت مدنیؒ اور ان حضرات کے اخلاص اور للہیت کے لئے یہی کافی ہے کہ پاکستان قائم ہونے کے بعد علی وجہ البصیرت مخالفت کرنے کے باوجود انہوں نے اپنے خطوط بیانات مکاتیب اور نجی پیغامات کے ذریعہ نہ صرف اسے تسلیم کرنے پر زور دیا بلکہ یہاں رہنے والے تمام متعلقین کو حکم دیا کہ اب اپنی مساعی اس ملک کی حفاظت سالمیت اور یہاں اسلام کے غلبہ پر مرکوز کر دیں اور آج حضرت مدنیؒ سے وابستہ لاکھوں علماء اور مشائخ کی جماعت اور بیشمار معتقدین ان کی ہدایت پر عمل پیرا ہو کر اپنا تن من دھن اس ملک کی ترقی اور یہاں اسلام کے غلبہ و نفاذ میں لگے ہوئے ہیں۔مخالف جو بھی کہیں مگر اعلاء کلمۃ الحق منکرات کی مخالفت اور معروضات کی اشاعت میں لا یخافون فی اللّٰہ لومۃ لائم۔ کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔

ع   کچھ ہوئے تو یہی رندان بادہ خوار ہوئے

پاکستان جس کی تشریح لا الہ الا اللہ سے کی جاتی تھی کیا شیخ الاسلام جیسے عارف باللہ اور عبد کامل کو اللہ کی حاکمیت گوارا نہ تھی؟ کہ وہ اس شدومد سے اس کی مخالفت کرتے رہے۔مگر وہ جس کی مومنانہ فراست ان دعوؤں کی حقیقت دیکھ رہی تھی اس تعجب کو انہوں نے اسطرح دور فرمایا:۔

> ’’بہت سے سادہ لوح مسلمانوں کو یہ دھوکہ دیا جا رہا ہے کہ پاکستان میں اسلامی حکومت بطرز خلفائے راشدین قائم کی جائے گی۔یہ خواب تو نہایت شیریں ہے۔کاش!ایسا ہو اگر اس کا ذمہ دار ان لیگ اطمینان دلا دیں تو ہم اراکین جمعیۃ سب سے پہلے اس آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہیں۔کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ وہ لوگ جن کو دین اور مذہب اسلام اور شعائر اسلام سے دور کا واسطہ بھی نہیں نہ صورت اسلامی ہے نہ سیرت وہ اسلامی حکومت قائم کریں اور مذہب کے اصول وضوابط پر بطرز خلفاء راشدین چلائیں وہ حضرات جن میں اور دین و مذہب میں وہ تعلق ہو جو اندھیرے کو روشنی سے ہے اور آگ کو پانی سے ہے وہ دین و مذہب کا احیاء کریں اور اگر بالفرض ایسا ہو بھی تو کیا وہ اقلیت پنجاب اور بنگال کی (جس کی تباہی میں اسی اقلیت نے بنیادی کردار ادا کیا۔سمیع) جو کہ معمولی اقلیت ہے،یعنی صرف پانچ یا سات عدد سے وہ ایسا ہونے دے گی اور اگر بالفرض ایسا ہو بھی گیا تو کیا مسلم اقلیت والے صوبوں میں اس کا ایسا ردعمل نہ ہوگا کہ وہاں خالص ہندو راج اور رام راج قائم کیا جائے‘‘۔الخ (خطبہ صدارت اجلاس سہارنپور)

اور جب ایسے اندیشوں کے اظہار کی پاداش میں اپنے دور کے سب سے بڑے ولی اور اللہ کی مقرب شخصیت کو اُس وقت کی ہر گالی و شنام ایذا رسانی اور توہین سے مسلم قوم نے نوازا تو ان کے ایک جان نثار معاصر مولانا احمد سعید دہلوی مرحوم چلا اُٹھے اور کہا کہ:

(**بقیہ اگلے صفحہ پر**)

جائیگا۔ کہ جو جو باتیں حضرت مدنی قدس سرہ نے اپنی خداداد بصیرت وفہم سے ربع صدی پہلے فرمادی تھیں۔ آج اپنی پوری حقیقتوں کے ساتھ جلوہ گر ہیں اور بزبان حال پکار پکار کر شہادت دے رہی ہیں کہ قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید اور اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله او کما قال ﷺ اکابرین ملت کے انٹرویو کا سلسلہ بھی بہت مفید و مبارک ہے۔ خدا کرے کہ ہماری موجودہ نسل اپنے اکابر کے ان علمی

''پاکستان ایسا ہی ہوگا جہاں مذہب اور اہل مذہب کے ساتھ اس قسم کا وحشیانہ سلوک کیا جائیگا اس پاکستان میں علماء حق کو رائے کی آزادی میسر نہ ہوگی۔ اس پاکستان میں کیا آپ نماز روزے اور شعائر اسلامیہ کی چہل پہل دیکھ سکیں گے بلکہ وہ پاکستانی تو فسق وفجور کی منڈیاں ہوں گی جہاں سب کچھ ہوگا اور نہیں ہوگا تو دین الٰہی کا تذکرہ کہیں نہیں ہوگا۔'' (تقریر سحبان الہند ص ۴)

ایک طرف یہ کہا جارہا تھا، دوسری طرف اسلام کے مقدس نام پر ان اندیشوں کی تضحیک کی جارہی تھی۔ کس کا قیاس صحیح نکلا؟ اس کا جواب اپنی قومی زندگی کی چوبیس سالہ تاریخ کے اوراق میں ڈھونڈ یئے، اگر شروع ہی سے اسلامی نظریات، شعائر اللہ دینی اقدار اور اسلام کے نظام حکومت و معاش کو پنپنے دیا گیا ہوتا تو شاید یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا مگر ہائے رے معصوم تمنا۔

یہ تو رہا پاکستان میں شریعت الٰہیہ کے اجراء اور نفاذ کا مسئلہ جس انداز میں پنجاب اور بنگال کی تقسیم کا فارمولا بنایا گیا۔ حضرت شیخ الاسلامؒ اپنی فراست باطنی کی وجہ سے اس میں آنے والے پرخطرات ہجوم کو دیکھ کر تڑپ اٹھے اور اسے مسلمانوں کے اس برصغیر میں تباہی کا واشگاف الفاظ میں پیش خیمہ قرار دینے لگے۔ فرمایا:۔

''یہ صحیح ہے کہ پاکستان اور اسلامی حکومت کے نعرے بڑے دلفریب معلوم ہوتے ہیں۔ یہ بھی سچ ہے کہ دو اسلامی حکومتوں کے قیام کا تخیل عام مسلمانوں میں ایک خاص قسم کا سرور اور جوش پیدا کرتا ہے۔ اور یہ بھی سچ سہی کہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں کافی اختلافات ہیں مگر اس کے باوجود بھی یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ محض ہندوؤں کی تنگ دلی سے شاکی ہو کر ہم ایسی غلطی کر بیٹھیں جو مستقبل میں ہمارے لئے تباہ کن اور ملت کے لئے باعث بربادی بنے۔ یہ بالکل واضح ہے کہ بنگال اور پنجاب کی حکومتیں اتنی طاقتور نہیں ہوں گی کہ وہ بیرونی حکومتوں کے ساز باز اور انکی دراز دستیوں کا مقابلہ کرسکیں۔ اس لئے یہ ہوسکتا ہے کہ ہم ہندوؤں سے تو مفروضہ آزادی حاصل کر لیں۔ مگر اس مفروضہ آزادی کے بدلہ میں غیر ملکی حکومتوں کی ویسی ہی غلامی میں مبتلا ہو جائیں جیسی کہ آج ہمارے سروں پر نافذ ہے۔ اگر ایسا ہوا۔ تو یہ بدترین بدقسمتی ہوگی۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم معاملات کو محض ہندو دشمنی کی عینک سے نہ دیکھیں، بلکہ پاکستان کے سوال پر سنجیدگی سے غور کر کے یہ فیصلہ کریں کہ آیا یہ پاکستانی حکومتیں خود ہمارے لئے باعث رحمت ثابت ہوسکیں گی یا نہیں! آیا یہ اپنے تحفظ کا مناسب بندوبست کرسکیں گی یا نہیں! آیا یہ اتنی طاقتور ہوں گی یا نہیں کہ بین الاقوامی سیاست میں اپنا وقار قائم رکھ سکیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو دانائی کا اقتضاء یہ ہے کہ مسلم اکثریت کے صوبوں کے لئے ماتحتی اختیارات حاصل کر کے متحدہ ہندوستانی وفاق میں شامل رکھا جائے اور بجائے علیحدہ ہو کر دوسروں کے غلام بننے کے ہندوؤں سے مل کر نہ صرف اپنی آزادی باقی رکھی جائے۔ بلکہ متحدہ ہندوستان کے وسائل سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خود ملت اسلامیہ کی اس طرح اندرونی اصلاح کی جائے۔ کہ وہ زندہ اور طاقتور قوم محسوس ہونے لگے۔ ''مارننگ نیوز'' کا یہ بیان صحیح ہے کہ اب دنیا تقسیم اور علیحدگی کی مہمل سیاسی پالیسی کو چھوڑتی جارہی ہے۔ اس لئے مسلسل تجربات نے ثابت کر دیا ہے کہ اس تنازع البقاء کی دنیا میں صرف طاقتور زندہ رہ سکتے ہیں۔ کمزور، چاہے وہ کتنے ہی حق پرور کیوں نہ ہوں، زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔

مان لیجئے! کہ قیام پاکستان کے لئے اچھے دلائل موجود ہیں۔ مگر یہ اچھے اور خوبصورت دلائل جاپان کو بنگال پر اور روس کو پنجاب و سرحد پر حریصانہ نگاہیں ڈالنے سے باز نہیں رکھ سکتے۔ کیا آزادی و انصاف کے تمام الفاظ ملک گیری کے آرزومندوں کو پاکستان کے کمزور ممالک کی تسخیر کے ارادوں سے باز رکھ سکتے ہیں! اگر کوئی اس معاملہ میں دیانتداری کا ذرا بھی شبہ رکھتا ہے۔ تو وہ بیوقوفوں کی جنت کا ساکن ہے۔ اس دنیا میں جہاں حق کے مقابلہ میں طاقت کا راج ہے۔ پاکستانی حکومتیں محض اس بنیاد پر زندہ نہیں رہ سکتیں کہ مسلمانوں کو آزاد رہنے کا حق ہے۔ اور بحیثیت ایک علیحدہ قوم کے اُن کو ضرور آزاد رہنا چاہئے۔

(نئی زندگی، کتاب دوم ص ۱۱۹ از مولانا مدنیؒ)

بیرونی حکومتوں سے ساز باز یا انکی دراز دستیوں کا مقابلہ، غیر ملکی حکومتوں کی غلامی اپنے تحفظ کا مناسب بندوبست کرسکیں گی یا نہیں۔ روس کی پنجاب و سرحد پر حریصانہ نگاہیں، ملک گیری کے آرزومندوں کے پاکستان کے کمزور حصوں پر تسخیر کے ارادے اور اس قسم کے دیگر جملوں پر غور کیجئے تو آج کے بدترین (بقیہ اگلے صفحہ پر)

روحانی کارناموں سے واقف ہو کر ان کے نقش قدم پر گامزن ہو سکے۔البتہ محترم جناب سید عبداللہ صاحب زید مجدھم کے انٹرویو میں الحق صفحہ ۱۳ پر امام الاولیاء حضرت لاہوری کا اسم گرامی ''محمد علی'' شائع ہو گیا ہے۔ جو غالباً سہو کتابت ہے ورنہ نہ تو موصوف محقق سے اس غلطی کا تصور ممکن ہے اور نہ ہی آپ جیسے مخلص و محب حضرت شیخ سے۔ اسکی اصلاح آئندہ پرچے میں کر دینی ضروری ہے۔ورنہ کج فہم اس سے فرقہ ضالہ

سانحہ ''سقوط مشرقی پاکستان'' کے خطوط پر اس کی تفسیر و تشریح آپ کو مل سکے گی۔

حضرت اور ان کی جماعت کا شائع کردہ لٹریچر آپ کو ایسی باتوں سے بھرا ملے گا۔ ذہن سیاسی آلائشوں سے صاف رکھ کر بھی تو کوئی طالب العلم ماضی اور تاریخ پر نگاہ باز رفت ڈال سکتا ہے۔ پنجاب اور بنگال کی تقسیم پر یہ حضرات ایک لحہ کیلئے بھی آمادہ نہیں ہو رہے تھے اور اس لئے کہ:۔

پس پاکستان قائم ہوتے ہی آدھا بنگال اور آدھا پنجاب مسلمان کھو دیں گے اب رہا آسام وہ پورا کھو دیں گے، سوائے ضلع سلہٹ کے، پس مسلم لیگ کے پاکستان کا یہ کیا نتیجہ ہوگا۔ بنگال میں ایک کوٹھری ملے گی جس کے پورب ہندو راج، پچھم ہندو راج اور اتر ہندو راج، آسام بالکل اور آدھا پنجاب نکل جائے گا۔ نتیجہ یہ ہے، مسلم لیگ کا پاکستان مسلمانوں کے لئے خودکشی سے کم نہیں ہم بھی ہندو راج میں جا کر تباہ ہوئے اور اکثریت صوبے والے بھی تباہ ہوئے۔ (قومی کارکنوں کے نام ہدایات ص ۱۶،۱۷)

تقسیم پنجاب اور پاکستان کے مشرقی اور مغربی حصوں کی ایک دوسرے سے علیحدگی کو حضرت مدنی قدس سرہ ضمیری اور نامراد بٹوارہ کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ:۔

''جمعیۃ العلماء ہند ان تاریک پہلوؤں کی بنا پر کانفرنس کی حالیہ تجویز تقسیم پنجاب یعنی تقسیم در تقسیم کو ایک لحہ کے لئے بھی گوارا نہیں کر سکتی اور یہ تقسیم برطانوی سامراج کا آخری ہتھیار ہے۔ (خطبہ صدارت اجلاس لکھنؤ ۱۹۴۹ء)

اس وقت ان تاریک پہلوؤں کو ہر حیثیت سے واضح کرتے ہوئے کہا گیا کہ دونوں حصوں کو الگ الگ بری، بحری اور فضائی فوج رکھنا پڑے گی اور مشرقی حصہ خاص طور پر ایک جزیرہ بن جائیگا فرقہ وارانہ کشیدگی میں مزید تلخی بڑھے گی۔ مجموعی ہندوستان اور وفاقی حصوں میں مسلمان بے بس اقلیت ہو جائیں گے۔ پنجاب اور بنگال دونوں کے اہم حصے کاٹ دینے سے ان کی موجودہ اہمیت ختم ہو جائیگی۔ مالی بحران پیدا ہوگا اور پاکستان اس حالت میں صحرا اور بنجر علاقوں کا چوکیدار رہ جائے گا اور پھر مشرقی و مغربی پاکستان کو ایک دوسرے سے ملانے والے راستہ کا سوال بھی پیدا ہی نہ ہوگا۔ (ملخصاً از نئی زندگی خاص نمبر ۱۹۴۶ء)

اس نازک جغرافیائی پوزیشن کی وجہ سے آگے چل کر پاکستان جن داخلی مسائل سے دوچار ہو سکتا تھا اور بعد کے حالات نے اس کی سو فی صد تصدیق کر دی۔ اس سے آگاہ کرتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام تحریر فرماتے ہیں:

''بحیثیت مجموعی مسلم اکثریت کے صوبوں کی ہمہ گیر اقتصادی پسماندگی، پانچ میں سے تین صوبوں کا خود مکتفی نہ ہونا۔ ۳۹، ۴۰ فیصدی کی منظم اور مؤثر اقلیت کی مقاومت وغیرہ پاکستان کے وہ داخلی مسائل ہوں گے جن سے حکومت عہدہ برآ نہ ہو سکے گی۔ اور اپنی حالت سنبھالنے کے لئے کسی دوسری طاقت کا سہارا لینے پر مجبور ہوگی جس کی وجہ سے اقتصادی زندگی کا توازن بیرونی حکومتوں اور غیر ملکی سرمایہ داروں کے ہاتھ میں پہنچ جائے گا۔ (آج ہم میں سے ہر شخص غیر ملکی قرضوں کے سود میں دبا ہوا ہے۔ سمیع) مزید برآں یہ حکومت اپنے وسائل کی قلت اور مصارف کی زیادتی کی وجہ سے ملک کی دفاعی ذمہ داریوں کو بھی صحیح طور پورا نہ کر سکے گی۔ اس لئے ملک کے دفاع کو دولت مشترکہ برطانیہ (سیٹو، سنٹو، بغداد پیکٹ وغیرہ سمیع) کے دفاع سے وابستہ کرنا ہوگا۔ (بعد میں برطانیہ کی جگہ امریکہ نے لے لی۔ سمیع) یا اپنے سیاسی مستقبل کی باگ اس کے ہاتھوں میں دینی پڑے گی اور اس طرح نام نہاد سیاسی استقلال روس یا برطانیہ (یا پھر امریکہ اور چین جو سب ملت واحدہ ہیں۔ سمیع) کی سیاسی و اقتصادی غلامی میں تبدیل ہو جائے گا۔ اپنی کمزوری اور تباہ حالی کی وجہ سے نہ اس کو بین الاقوامی سیاست میں کوئی اہمیت حاصل ہو سکے گی اور نہ یہ حکومت اسلامی ممالک کی کوئی مؤثر امداد کر سکے گی۔ بلکہ روس اور برطانیہ کی سیاسی ریشہ دوانیوں کی آماجگاہ بن کر رہ جائے گی۔ (اور اسی روس اور برطانیہ نے مشرقی پاکستان کے المیہ میں بنیادی کردار ادا کیا۔ ع قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید۔ سمیع) ہندوستان اور پاکستان کے باہمی تعصبات سے برطانیہ کو پورا پورا فائدہ اٹھانے کا موقع میسر آئیگا۔ (مکتوبات ج ۲ ص ۷۵)

جغرافیائی صورتحال کی بناء پر یہی کھٹکا قیام پاکستان کے بعد بھی ان رہنماؤں کو لگا رہا۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ نے وفات سے کچھ عرصہ پیشتر اپنی کتاب ''ہماری آزادی'' میں واشگاف الفاظ میں آنے والے خطرہ کی نشاندہی کی اور فرمایا:

''مسٹر جناح اور ان کے ساتھی یہ سمجھنے سے قاصر رہے کہ جغرافیائی صورتحال ان کے لئے ناموافق ہے۔ مسلمان سارے برصغیر میں کچھ اس طرح بکھرے ہوئے تھے۔ کہ ایک سمٹے ہوئے علاقے میں ان کی الگ ریاست بنانا ناممکن تھا۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

قادیانیہ کا ''محمد علی'' بھی مراد لے سکتے ہیں۔ حضرت اقدس سیدی وسندی مرشدی ومولائی شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت بابرکت میں عاجزانہ نیازمندانہ خادمانہ سلام پیش کر کے دعاءِ خاص کی درخواست ہے۔ دو تین روز کے بعد لاہور جانا ہے سیرت کانفرنس ۹۲ھ کے لئے حضرت مولانا عبیداللہ دامت برکاتہم سے تاریخ کا مشورہ کرنا ہے واپسی پر قدمبوسی کا شرف حاصل کرونگا۔ انشاء اللہ

فقط احمد عبدالرحمٰن صدیقی عفی عنہ

مسلمانوں کی اکثریت کے علاقے شمال مشرق اور شمال مغرب میں تھے۔ یہ دونوں علاقے کسی مقام پر بھی ایک دوسرے سے متصل نہیں ہیں۔ یہاں کے باشندے مذہب کے سوا ہر لحاظ سے ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔۔۔۔۔ یہ صورت حال اس وقت تھی اور اب بھی ہے۔ کون اسکی توقع کر سکتا ہے کہ مشرقی اور مغربی پاکستان کے اختلافات دور ہو جائیں گے۔ اور یہ دونوں علاقے ایک قوم بن جائیں گے۔ خود مغربی پاکستان کے اندر سندھ، پنجاب اور سرحد اپنے اپنے جداگانہ مقاصد اور مفاد کیلئے کوشاں ہیں۔ بہر کیف اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ پاکستان کی نئی ریاست ایک حقیقت ہے۔ اب دونوں ریاستوں کا مفاد اسی میں ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ تعلقات بڑھائیں اور اشتراک عمل سے کام لیں۔ (ہماری آزادی ص ۴۵۳، ص ۴۵۴)

سیدنا مولانا مدنیؒ نے تو ایک مکتوب میں پاکستان کے لئے جذبۂ نصح اور خیر خواہی کے اظہار کے ساتھ ساتھ یہاں تک اپنے خطرات کا اظہار کیا کہ: کہ موجودہ شکل میں یہ نقشہ ۲۳، ۲۴ سال بمشکل قائم رہ سکے گا اور آہ! کہ یہی چوبیس سالہ عدد ہماری بربادی اور تباہی کا عنوان یا حرف آخر بن گیا ہے۔ کاش! قیام پاکستان کے بعد ہی مگر ہم اللہ کے ایسے برگزیدہ بندوں کے اندیشوں کو در خور اعتناء سمجھ لیتے اور اس ملک میں اپنی تقدیر بنانے کی مخلصانہ سعی کرتے تو ان تمام خدشات اور اندیشوں کی تلافی کر لیتے اور یہ مختصر مگر پُر خطر خطہ نہ صرف اسلام کی سطوت وشوکت کا ایک مثالی ریاست بن جاتا بلکہ اسلام کی بدولت ہم اسے اغیار اور اشرار کے شر سے محفوظ کر لیتے اور پورے عالم اسلام کی قیادت کا اہل بنا کر اسے اسلام کا حصار اور عالم اسلام کی امیدوں کا مرکز بنا لیتے اور اس طرح آج جان لیوا اور جان نثار سرفروشوں کے ارواح طیبہ کو مزید آسودگی نصیب ہوتی جنہوں نے اسلام کے نام پر اس ملک کے لئے اپنی جانیں اور عصمتیں نچھاور کر دیں یا وہ لوگ جنہوں نے ۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۵۷ء تک انگریز کے خلاف جہاد مسلسل کے زرین ابواب اپنے خون سے رقم کئے۔ ان حالات کو دیکھ کر حضرت شیخ الاسلامؒ کے حساس قلب پر کیا کچھ گذرا ہوگا۔ فرماتے ہیں:-

''ہماری سنی جاتی تو آج وہ مشکلات درپیش نہ ہوتیں اس وقت مسلمان جمہوریہ ہند میں ۳۷ فیصد ہوتے جو کہ مؤثر اقلیت ہے مگر آج چار کروڑ ہیں جو ۹ یا ۱۰ فیصد پڑتے ہیں۔ (مکتوبات ج ۲ ص ۲۳۲)

گیارہ میں سے پانچ صوبوں میں مسلم اکثریت کی حکومتیں ہوتیں جو تمام داخلی معاملات قانون سازی، نظام تعلیم، اقتصادی نظام کے قیام معاشرتی اور تمدنی مسائل، پرسنل لاء وغیرہ میں پوری با اختیار ہوتیں، پورے ہند میں مسلمانوں کے مذہبی ادارے اوقاف، مساجد، مقابر اور ان کا کلچر اور تہذیب وتمدن وغیرہ محفوظ تھا۔ (مکتوبات ج ۲ ص ۸۱)

معلوم نہیں ان مسلمانوں کے دلوں کی کیا کیفیت ہوگی، جو آج پاکستان کی سرزمین ڈھاکہ میں اس جرم کی پاداش میں لاکھوں بہاریوں اور غیر بنگالیوں کو خاک وخون میں تڑپا اور ان کی مقدس عصمتوں کو لٹتا ہوا دیکھ کر بھی بے بس ہیں۔ ان بہاریوں کو جن کا نعرہ تھا کہ ہم بہار کے مسلمان پاکستان کے لئے خون کا آخری قطرہ بہادیں گے۔ (ڈان ۱۱/اپریل ۱۹۴۶ء)

اجڑے اور شکستہ دل آزاد ہوتے ہیں کہ جیسے چاہیں اپنے ٹوٹے ہوئے دلوں کو تاثرات اور جذبات سے آباد کر لیں۔ نہ ملت کی خیر خواہی کسی کا اجارہ ہے۔ تاریخ خود بے رحم کسوٹی ہے۔ بہر حال جو کچھ ہونا تھا ہو چکا یہ سارے اندیشے پاکستان قائم نہ ہونے کی صورت میں لائق اعتنا تھے۔ اب جبکہ یہ اندیشے ''صداقتیں'' بن چکی ہیں تو ہماری نجات اور تمام بربادیوں کی تلافی کی ایک ہی راہ رہ گئی ہے کہ اب اس رہے سہے ملک کو صحیح معنوں میں پاکستان بنادیں۔ اللہ کے نام میں اتنی عظمت اور تاثیر ہے کہ اس کے سہارے سے ایک چھوٹا سا خطہ بھی پوری دنیائے کفر کو لرزہ براندام کر سکتا ہے۔ اس طرح ہم ہندوستان سے عظمت اسلام کا وہی سکہ ایک بار پھر منوا سکتے ہیں۔ جو تقریباً ہزار سال تک منوا چکے تھے۔ کاش! اسلامیان برصغیر اس سرزمین میں اپنی جان تمنا اور لیلائے امید، عروس خلافت اسلامیہ۔ سے ہمکنار ہو چکے ہوتے تو یہ ساری قربانیاں اس راہ میں ہیچ ہوتیں مگر آج تو ''اندیشے'' حقیقت بن کر ہمارا منہ چڑھا رہے ہیں اور ؎

اندیشہ بھی جس بات کا اندیشۂ جاں تھا
آنکھوں سے اب اُس حال کو میں دیکھ رہا ہوں

''سقوط مشرقی پاکستان'' کا یہ داھیۂ کبریٰ اگر کسی طالب العلم کی متجسانہ اور بے چین طبیعت کو مداوائے زخم جگر کی تلاش میں ان قصہ ہائے پارینہ کی طرف لے گئی تو اس جرأت گستاخانہ'' کو قابل عفو سمجھ لیا جائے اور یہ اس لئے کہ ؎

بیکاریٔ جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل
جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی

(۴)

(پروفیسر یوسف سلیم چشتی کا سلام اور اظہار محبت ○ ڈاکٹر اسرار اور اقبال اقبال کا رٹ ○ اقبال و جناح پر سیکرٹ کتاب لکھیں ○ مولانا مدنی مولانا لاہوری حقانیت اسلام کی دلیل)

۱۶ جمادی الثانیہ ۱۳۹۸ھ بمطابق ۲۴ مئی ۱۹۷۸ء بدھ

گرامی قدر صاحب السعادۃ حضرت مولانا دامت برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب الخیر مع الخیر۔ کے بعد گذارش ہے کہ ماہ رواں کے الحق میں خان غازی صاحب کے مضمون شائع فرمانے اور اس پر ادارتی کلمات پر دلی شکریہ قبول فرمائیں۔ کہ دراصل اس سوانح مبارکہ کے کام میں حوصلہ افزائی اور سرپرستی آپ جیسے مخلص دوست اور حضرت شیخ کے خاص تلمیذ رشید کے ہی شایان شان ہے۔

گذشتہ ہفتہ بندہ رائے ونڈ لاہور گیا تھا سوانح حضرتؒ کے سلسلہ میں بہت سے حضرات سے ملا۔ خاص طور پر پروفیسر حضرت یوسف سلیم چشتی مدظلہٗ سے ملا۔ مجھے تو ازحد فرحت ملی۔ چند منٹ کی ملاقات ایک عجب خوشگوار کیفیت لئے ہوئے تھی۔ باقی تفاصیل تو پھر کبھی۔ آپ کے بارہ میں بہت خوش تھے اور معانقۂ الوداعی کے وقت بھی آپ کے نام لیکر فرمایا۔ کہ مولوی سمیع الحق کو میری طرف سے ضرور دعا و سلام کہنا۔ اور میں الحق کو بہت پسند کرتا ہوں۔ اس پر میں نے پوچھا۔ کہ کیا آپ کے ہاں پرچہ آتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ماہنامہ میثاق کے تبادلہ میں جو آتا ہے اسے پڑھتا ہوں۔ لیکن اب ڈاکٹر اسرار صاحب سے وہ کچھ کھچے ہوئے تھے کہ وہ اقبال اقبال کی رٹ لگا رہا ہے۔

دوران گفتگو بندہ نے آپ والا مشورہ بھی محترم چشتی صاحب کے سامنے رکھا کہ اقبال و جناح پر آپ الگ الگ مقالے تحریر فرمالیں۔ اور ان پر بعد میں کسی "مناسب وقت اشاعت" کی وصیت لکھ جائیں جسے انہوں نے بہت پسند کیا۔ اور وعدہ فرمایا کہ فرصت ملتے ہی ادھر توجہ دونگا۔ حضرت مدنیؒ اور حضرت لاہوریؒ کے تو انتہائی عشاق میں سے نکلے اور فرمایا کہ ان دونوں اکابر کے مسلمان ہونے کو بندہ اسلام کی حقانیت کی دلیل سمجھتا ہے۔ دلیل لمی اور دلیل انی دونوں سے نہیں بلکہ ان دونوں اکابر کی وجہ سے مجھ جیسا فلسفی مسلمان ہے۔

حضرت اقدس سیدی وسندی و وسیلتی فی الدارین شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت اقدس میں عاجزانہ مودبانہ سلام مسنون و دعا کی درخواست پیش کردیں اور آپ خود حضرت شیخ مرحوم کے بارہ میں اپنا مقالہ جلد مرتب فرمادیں۔ کہ سخت انتظار ہے۔ اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہم سے بھی کچھ نہ کچھ ابتدائی دور کے حالات و واقعات ضرور کسی وقت حاصل کر کے محفوظ فرمادیں کہ وہ تاریخی نوعیت کی مفید چیز بن سکے گی۔ انشاء اللہ۔ جواب گرامی اور حضرت مدظلہم کی صحت کے بارہ میں اطلاع سے ضرور نوازے۔ والسلام مع الاکرام

فقط الاحقر احمد عبدالرحمٰن صدیقی

(۵)

(ہری پور جیل کی اسارت اور رہائی پر مبارکباد)

۳۰ مئی ۱۹۷۷ء

گرامی قدر صاحب الفضیلۃ والسعادۃ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! طالب الخیر مع الخیر بحمدہ الکریم۔ بعد اہداء التحیات واطیب التمنیات! بندہ پرسوں ہفتہ کے دن دردولت پر حاضر ہوا۔ مقصد دو تھے۔ ایک تو سیدی وآقائی حضرت اقدس شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ کی عیادت و شرف قدمبوسی۔ جو انکے اخلاق کریمانہ و شفقت پدرانہ سے پوری ہونگی سعادۃ نصیب ہوگی۔ آجکل تو کوئی دعا حضرت شیخ مدظلہم کیلئے دل و جان سے بھرپور عقیدت و محبت والے ذکر سے خالی نہیں رہ سکتی۔ رب کریم اس عظیم نورانی شخصیت کو بعافیت تام عمر خضر سے نوازے اور پوری دنیا کو ان کے فیض و برکت سے ہمیشہ مستنیر و مستفیض رکھے۔ آمین بحرمت نبی الرحمۃ ﷺ یا الہ العالمین۔

دوسرا مقصد جناب والا کی خدمت میں اپنے اکابر واسلاف کرام خصوصاً حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مدنی قدس سرہ اور قطب العالم شیخ العصر والتفسیر حضرت لاہوری قدس سرہ کی روحانی وعلمی نسبتوں کے امین ہونے کے لحاظ سے احقاق حق وابطال باطل کے لئے نہ صرف تحریر وتدریس کی خداداد وقابل رشک صلاحیتوں کے کھپانے بلکہ قید وبند پر لبیک کہکر اپنی روایات عالیہ مقدسہ کو تابندہ رکھنے پر خادمانہ وبرادرانہ جذبات تبریک وتحسین پیش کرنے کا متمنی تھا۔ لیکن حضرت الشیخ دامت برکاتہم سے علم ہوا۔ کہ جناب والا راولپنڈی تشریف لے گئے ہیں۔ اور پتہ نہیں کہ کب تک واپسی ہو۔ اس لئے بندہ نے ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور اب اس تحریر کے ذریعہ نہ صرف مبارک (ان گنت بار) پیش خدمت عالیہ ہے۔ بلکہ یہ عاجزانہ درخواست وخواہش بھی کہ کبھی بندہ کے غریب خانہ پر رونق افروزی کی سعادۃ سے نوازیں۔ بندہ دعوت کا ارادہ بھی لے کر حاضر ہوا تھا لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ! اب تو جب آپ بآسانی مناسب سمجھیں کرم ہوگا۔ ویسے آپ نے اب اس خادم پر اپنی پرانی توجہ وکرم فرمائی ترک فرمادی ہے۔ میری کوتاہیوں وکمزوری کا علاوہ آپکی دوائر متعددہ میں مصروفیات شاید حائل ہوں۔ لیکن یہ خادم پھر بھی تو آخر نظر کرم وعنایت کا محتاج ہے اس لئے توجہات کریمانہ کی ضرورت ہے۔

والسلام مع الاکرام   آپکا! احقر احمد عبدالرحمٰن   ناظم اعلیٰ انجمن خدام الدین نوشہرہ صدر

(۶)

(شیخ لاہوری کی سوانح اور تعاون ○ حقانیہ کی مفصل تاریخ وفاق کی سندات کیلئے تحریک شروع کریں)

۱۱صفر ۱۳۹۸ھ

صاحب الفضیلہ والسعادہ حضرت مولانا دامت برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ طالب الخیر مع الخیر تحیات وافرہ طیبہ کے بعد گذارش ہے۔ کہ الحق ماہ رواں میں سوانح حضرت الشیخ العارف المفسر لاہوریؒ کا اعلان شائع فرمادینے پر دل وجان سے جذبات تشکر وامتنان قبول فرمائیے۔ اصل میں یہ جملہ کام آپ جیسے ذی استطاعت وپُرعزم وحوصلہ نیز صلاحیت وفضل وکمال کے حامل حضرات کا ہی ہے بندہ تو ویسے ہی اپنے اکابر کے حسن ظن کی وجہ سے کود پڑا ہے۔ اب تکمیل کے لئے آپ کی دعائیں اور تعاون کا از حد محتاج ہوں۔ آپ اپنی ڈائریوں اور زمانہ طالب علمی دورۂ تفسیر کے حالات قلمبند فرماویں۔ تا کہ ان سے اس سوانح میں فائدہ اٹھایا جا سکے۔ آپ جب اپنا مضمون مکمل فرمالیں تو مجھے ارسال فرمادیں کرم ہوگا۔ چند ضروری مشورے پیش خدمت ہیں:

۱۔ آجکل دارالعلوم حقانیہ اور وفاق المدارس کی سندات کو M A کے برابر قرار دینے کی تحریک شروع کردینی مفید رہے گی۔ اگر مناسب سمجھیں تو الحق میں ایک مضمون بھی دیدیں اور ایک خط چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صاحب کو بھی لکھدیں۔ باقی جیسا آپ مناسب سمجھیں۔

۲۔ سالانہ مجلس شوریٰ کا یہ فیصلہ بہت اہم وصحیح ہے۔ کہ دارالعلوم حقانیہ کی ایک تاریخ ومفصل حالات مختصر زبانوں میں شائع ہوں۔ بلکہ اس کا نقش اول یہ ہو۔ کہ الحق کا ایک نمبر خاص تین چار ماہ میں شائع فرمادیں۔ جس کا پہلے سے بھی آپ نے ارادہ فرما رکھا ہے۔ اس کے بعد نقش ثانی بہتر نقش اول۔ یہ تاریخی کتاب مرتب ہو سکے گی۔ اور اسے ہر صورت دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ جشن سے پہلے شائع ہونا چاہیئے۔ تا کہ دارالعلوم دیوبند کے کاموں میں دارالعلوم حقانیہ کے جملہ کام بھی مندرج ہوسکیں۔ کہ یہ سب دیوبند کا فیض عظیم ہی ہے۔

۳۔ تحریک خلافت اور تحریک ہجرت کے بارہ میں کون سی کتب سے تفصیلی حالات معلوم ہو سکتے ہیں اور خاص کر حضرت الشیخؒ کے بارہ میں کہ انکا اسمیں انکا کیا کردار اور کیا منصب تھا؟ ضرور رہبری فرمادیں۔

(معادلۂ سندات کی کوششیں)

لے الحمدللہ کہ اس مقصد کیلئے بھرپور حصہ لینے کا موقع ملا، صدر ضیاء الحق مرحوم نے اس سلسلہ میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کو مامور کیا اور صدر کی موجودگی میں ہماری کئی میٹنگیں ہوئیں جس میں احقر کو بھی شرکت کا موقع ملا اور بالآخر فضلاء مدارس کے سند کو ڈبل ایم اے کے برابر قرار دیا گیا ہے، اگرچہ عصری تعلیمی اداروں کے ٹھیکیداروں اور جدید علوم کے نام نہاد روشن خیالوں سے علماء کا یہ اعزاز اب تک ہضم نہیں ہوتا رہا اور مشرف کے دور میں سپریم کورٹ کے ذریعہ بھی اسمبلی کے علماء ارکان پر عدالتی تلوار لٹکی رہی۔

حضرت اقدس شیخی وسیدی شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت اقدس میں سلام مسنون اور دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

طالب دعاوتوجہ الاحقر احمد عبدالرحمٰن

ضروری نوٹ درخواست: ماہنامہ الفرقان لکھنو میں حضرت شیخ عبدالوہاب نجدیؒ کے بارہ میں مولانا نعمانی صاحب کا دو قسطوں میں ایک انتہائی مفید مضمون آیا ہے اُسے ضرور الحق میں شائع فرمادیں بہت مفید رہے گا۔

(۷)

(اداریہ ابوالکلام کے روح نے لکھوایا O از ہر شاہ کا مکتوب O صاحب نسبت بزرگ مولانا اللہ یار خان کی سمیع الحق کے قلب پر نظر اور امید افزاء رائے O مولانا محمد اکرم اعوان کے تاثرات اور دعائیں O مولانا لاہوری سوانح)

ازنوشہرہ ۱۳ اپریل ۱۹۷۸ء

گرامی قدر محترمی مکرمی جناب حضرت مولانا دامت برکاتہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔طالب الخیر مع الخیر۔بعد گذارش ہے کہ ماہ رواں کا الحق کے اداریہ[1] میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کی روح مبارکہ آپ کے قلم سے بالکل اپنے مخصوص انداز میں لکھوا رہی تھی۔دل بہت خوش ہوا۔رب کریم آپ کو اپنے اکابر حق کے دفاع اور اسلامی دینی خدمات کے لئے مزید قوت وبرکت سے نوازے آمین۔

(دیوبندیت ایک تحریک اکابر کا کردار اور اخلاف ہمارے کرنے کے کام اور ذمہ داریاں)

[1] دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ کی مناسبت سے اکابر دیوبند اور دیوبندیت کی تاریخ عظیم اخلاف اور اسلاف کے کردار اور کرنے کے کام اور منصوبوں پر ایک موثر جامع تحریر لکھی گئی تھی جسے یہاں شامل کیا جارہا ہے:۔

(تذکار اسلاف)

برصغیر کے علمی و دینی اور سیاسی وملی محسنین جن کے وجود باجود سے برصغیر میں اسلام کی رونق قائم دائم رہی اور جن کی بے مثال اور خیر القرون کی مانند قربانی اور پیہم جہاد سے برصغیر اور بالآخر پوری دنیا میں یورپی سامراج کا جنازہ اٹھا۔ہمارے ہاں چند مخصوص گروہوں نے موقع بہ موقع ایسے محسن ملک وملت حضرات کے خلاف کردارکشی کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔الحق کے پچھلے شمارہ میں اس پر مختصراً اظہار افسوس کیا گیا تھا لیکن ظاہر ہے کہ ایسے لوگ کسی کی شکوہ وشکایت اور نالہ وشیون کی بنا پر اپنے عزائم مشؤمہ سے کب دست بردار ہو سکتے ہیں؟ ہمیں ٹھوس اور مثبت انداز میں بھی اس معاملہ پر سوچنا چاہیے اور امتداد زمانہ اور خاص ظروف وحالات کی وجہ سے اسلامیان برصغیر کی اپنے محسن اسلاف کے احوال وسوانح اور ان کی علمی، سیاسی وملی کارناموں سے جو غفلت اور بے خبری بڑھتی جارہی ہے، اس کا بھی علاج سوچنا چاہیے، جب خود ہمارے مدارس اور تعلیمی حلقے اپنے قابل فخر اسلاف واکابر کے حالات کارناموں علمی مقام مجاہدانہ کردار اور ان کے افکار ونظریات سے کماحقہٗ باخبر نہ ہوں تو اوروں سے کیا گلہ کیا جائے۔

حسن اتفاق کہ سال رواں میں برصغیر کی اسلامی اور علمی عظمتوں کا امین تعلیمی مرکز دارالعلوم دیوبند اپنے صد سالہ دور مکمل ہوجانے پر تعلیمی جشن منانا چاہتا ہے، اس مناسبت سے دیوبندی مسلک ومشرب سے وابستہ تمام حلقوں کا فریضہ ہے۔ کہ موقع سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اسلاف کے سنہری کارناموں سے مسلمانوں کو متعارف کرانے کا بھرپور پروگرام مرتب کرے اور نہ صرف اپنے مدارس، خانقاہوں اور مساجد کی حد تک بلکہ جدید نسل اور نوجوان تعلیم یافتہ طبقوں تک تعارف کا یہ سلسلہ دراز ہو جب ہم دارالعلوم دیوبند کا نام لیتے ہیں تو اس سے مراد دیوبند کے ایک قصبہ میں واقع ایک جامعہ اور دارالعلوم نہیں بلکہ وہ عظیم الشان مکتب فکر اور بے مثال تحریک ہے جس کا آغاز حضرت حکیم الامۃ شاہ ولی اللہ دہلوی کے ہاتھوں اٹھارویں صدی کے اوائل میں ہوا یہ وقت ہندوستان میں مسلمانوں کے زوال کا آخری دور تھا، ایک طرف برصغیر میں مسلمانوں کی عظمت وشوکت کا آفتاب غروب ہورہا تھا تو دوسری طرف (بقیہ اگلے صفحہ سے)

گزشتہ دنوں حضرت مولانا سید محمد ازہر شاہ صاحب قیصر مدظلہم کا عجیب ونفیس مکتوب دیوبند سے ملا۔ اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی ارسال خدمت ہے۔ شائع کرنا نہ کرنا تو آپکی صوابدید پر ہے۔ البتہ اسمیں دو باتیں ایسی ہیں جنکی تشہیر اور تائید آپ ہی فرمانے کے اہل ہیں۔ ایک علامہ انور شاہ سیمینار کے پاکستان میں انعقاد کا مسئلہ اور دوسرا امر زائیت کے بارہ میں مولانا موصوف کے ساتھ بھرپور تعاون کے لئے الحق میں اپیل یا ضروری مناسب طریقہ۔ امید ہے آپ اس پر سوچیں گے۔ حضرت الاستاد مولانا اللہ یار خان صاحب مدظلہ کے دارالعلوم تشریف آوری پر جو ضروری بات چیت قلمبند کرلی تھی۔ وہ حسب ارشاد صاف کر کے ارسال خدمت ہے۔ اگر مناسب سمجھیں تو اسے اُن کے اپنی تحریر مندرجہ رائے بک کے الحق میں شائع فرمادیں اس پورے اور وسیع حلقہ میں الحق کی مزید اشاعت ووسعت کے لئے ازحد مفید ہوگی۔ باقی جیسے آپ مناسب سمجھیں کہ آپ کی نظر وسیع ہے۔

(پچھلے صفحہ سے) انگریزوں کی صبح کاذب نمودار ہونے لگی۔ ایسے حالات میں اس مکتب فکر کے بانی (امام شاہ ولی اللہ دہلوی) نے جس ہمہ گیر انقلابی پروگرام کا خاکہ بنایا اس کا عنوان تھا۔ فک کل نظام یعنی" جاہلیت پر مبنی ہر فکری، علمی، اقتصادی، معاشی، سیاسی نظام کو تہس نہس کر دو"۔ تحریک دیوبند کا یہی ماٹو بنا اور کفر و استبداد اور جاہلیت وظلم کی ہر نشانی سے جنگ اس کا منشور ہوا۔ دارالعلوم دیوبند کی اگر دوسرے لفظوں میں تعبیر کی جائے تو وہ حضرت شاہ ولی اللہ کا یہی الہامی اعلان ہی ہوسکتا ہے کہ فک کل نظام۔ تعلیم و معاش اخلاق وسماج کے ہر ہر شعبہ میں ہمہ گیر انقلاب، حضرت شاہ ولی اللہ نے اولاً تعلیم ہی کے ذریعہ اس انقلاب کو منتقل کیا، پھر ان کے فرزند اور جانشین نے پچاس سال تک انقلاب کے اس پودے کی آبیاری کی اور امیر المومنین سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی شکل میں یہ پودا تناور درخت بن گیا، اور اسکے ثمرات سے برصغیر کا مشرق ومغرب مالا مال ہونے لگ گیا۔ اصلها ثابت و فرعها فى السماء۔ گویا سید شہیدؒ اور ان کے رفقاء نے اس انقلابی خاکہ میں عملی رنگ بھر دیا اور بالآخر انقلاب کا یہ سارا پروگرام تعلیمی، عملی، سماجی، سیاسی، تجربہ گاہوں سے گذرتے ہوئے اور جہاد و جہد کی بھٹیوں میں کندن بنتے ہوئے دارالعلوم دیوبند کی شکل اختیار کر گیا۔ دیوبند کے مقدس بانیوںؒ نے اپنے ان انقلابی اساتذہ سے وہ سب کچھ اپنے وجود میں جذب کرلیا تھا، جو امام انقلاب دہلویؒ سے لیکر سید احمد شہیدؒ تک چاہتے تھے۔

شاہ ولی اللہ کا تفکر وتدبر شاہ عبدالعزیزؒ کا سوز دروں وعظ وتدریس اور تعلیم کے ذریعہ مقصد کی طرف پیش قدمی، انتھک اور مسلسل جدوجہد، سید احمد شہیدؒ کی جہاد و عزیمت، شاہ اسماعیل شہیدؒ کی حمیت وصلابت، مجاہدین ستھانہ و یاغستان کی سرمستی وجان سپاری، علماء صادق پور کی سرفروشی، حاجی امداد اللہ کی زہد وروحانیت، رشید احمد گنگوہیؒ کی تبحر وفقاہت اور محمد قاسم نانوتویؒ کی نبوغ وعبقریت، ان تمام خصائص اور امتیازات نے مل کر جو مجموعی پیکر اختیار کیا اسکی تعبیر دارالعلوم دیوبند کے نام سے کی جانے لگی۔ دعوت وعزیمت کے یہ اساطین آسمان رشد وہدایت اور دائرۂ تجدید دین کے آفتاب و ماہتاب تھے اور اب ان ائمہ تجدید کی صلاحیتوں اور کاوشوں کا اجتماعی ظہور دارالعلوم دیوبند کی شکل میں ہوکر اسے جامع المجددین کا مقام فاخرہ دے گیا۔

اس مقام دعوت وتجدید کی ذمہ داری صرف یہ نہ تھی کہ ملک اس اجنبی کافر طاقت کے پنجۂ استبداد سے نجات پالے جو نہ صرف ہندوستان بلکہ پوری دنیا میں انسانیت کی اعلیٰ وارفع قدروں کا دشمن بن کر طوفان کیطرح چھا گیا تھا۔ بلکہ یورپ کے اس منحوس سامراج کے اقتدار وتغلب کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کو اس کے ملعون ومغضوب تہذیب وتمدن، خدا بیزار مغربیت سے بھی محفوظ رکھنا تھا، اور اس کے ساتھ تعلیمی، معاشی اور اخلاقی ہمہ گیر انقلاب سے عالم انسانیت کو سرخرو کرنا بھی، یہ کتنا ہمہ گیر آفاقی اور کٹھن پروگرام تھا؟ محدود و مادی اغراض کے انقلابی اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ پروگرام کی ایک کڑی تو مکمل ہوگئی، انگریز کو خائب وخاسر ہوکر نکلنا پڑا اور برصغیر کی آزادی کے نتیجہ میں جیسا کہ ہمارے انقلابی اکابر کا اندازہ تھا سارے ایشیا میں برٹش سامراج کا جنازہ اٹھنے لگ گیا، مگر یہ تو حصول مقصد کا ایک ذریعہ تھا ہمہ گیر انقلاب کیلئے پہلے دشمن کو نکالنا ضروری ہوتا ہے۔ پھر مقاصد کیطرف پیش رفت ہوتی ہے۔ انگریز تو نکل گیا، مگر بدقسمتی سے مغرب کی جگہ مغربیت نے لے لی اور اب مغربیت کا عفریت مسلمانوں کی تہذیبی، معاشرتی، تمدنی، ثقافتی قدروں کو بری طرح روندنے لگا۔

مفکر اسلام شاہ ولی اللہ دہلوی کے ہمہ گیر انقلابی پروگرام اور سید احمد شہیدؒ کے متاع بے بہا کو لیکر علماء دیوبند کا قافلہ ایک صدی سے زائد مدت کی مسافت طے کر چکا ہے۔ اس رواں دواں قافلے کا مقصود ومطلوب خدا کے آخری نظام حیات کو رائج کرنے کے علاوہ ہر باطل انقلاب سے برسرپیکار ہوکر اسلام کی ابدی صداقتوں کو ہر شعبۂ حیات میں دائم وقائم رکھنا بھی ہے۔ برصغیر سے ایک اجنبی کافر طاقت کا اخراج مقصود نہیں بلکہ حصول مقصود کا ایک ذریعہ تھا۔ جہاد آزادی وحریت کے ساتھ ساتھ ان کی خدمات اور اهداف ومقاصد کا سلسلہ اتنا وسیع اور دراز ہے کہ جس کا استقصاء نہیں کیا جاسکتا۔ جہاد وسیاست کے میدان میں یہ سرخیل **(بقیہ اگلے صفحہ پر)**

ویسے حضرت الاستاد نے واپسی پر آپ کے بارہ میں فرمایا تھا کہ مولوی سمیع الحق کے قلب پر گہری نظر ڈالی۔ ماشاء اللہ عمدہ حالت ہے اور اس قابل ہے کہ روحانی فیوض اخذ کر سکے صلاحیت موجود ہے وغیرہ وغیرہ جس پر مولانا محمد اکرم صاحب نے کہا کہ خدا کرے کہ یہ دارالعلوم قرون اولیٰ کے مدارس و معاہد کی طرح درسگاہ اور خانقاہ دونوں بن سکے اور اس دور میں اللہ کی نشانی بن جائے آمین وغیرہ"۔ ان خیالات سے مجھے واقعی بہت مسرت ہوئی۔ کہ اپنے محبوب چیزوں کا تذکرہ باعث راحت دل و جان بنتا ہے۔ حضرت شیخ لاہوری قدس سرہ کی سوانح کے بارہ میں آپ ایک تو خود اپنا مضمون مکمل فرمادیں اور ایک مضمون حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی اپنی یادداشت اور ان کے مراسم کی

رہے۔ اسلامی معاشرت و تمدن کی نشو و نما اور حفظ و بقاء کے کام میں ایک ایک سنت کیلئے کبھی کبھار پوری زندگی قربان کردی گئی، اعداء اسلام اور فرق باطلہ کے استیصال اور تعاقب میں یہ لوگ آخری سرحدوں سے دشمن کو نکال کر دم لیتے تھے۔ برصغیر میں عیسائیت کی اولین یلغار کے سامنے فولادی دیوار بن گئے۔ تجدد، ماڈرن ازم اور نیچریت کا فتنہ اٹھا تو یہی لوگ تھے جو میدان میں آئے، تو اس کے خلاف ملائیت اور دقیانوسیت کی طنز و تشنیع اور ہر طرح کے مذاق کو سہتے ہوئے یہی جماعت تھی جو پوری جرأت سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سینہ سپر ہوگئی۔ اور برصغیر کے مسلمانوں کو" کالا انگریز" بن جانے سے روک دیا ورنہ مصلحین کی صلح جوئیوں کے نتیجہ میں آج لارڈ میکالے کی حسرت پوری ہوچکی تھی۔ اور برصغیر کا ہر باسی دل و دماغ سے انگریز اور عیسائی ہوتا۔ صرف شکل و شباہت ہندوستانی رہ گئی ہوتی۔ آریہ سماج اور ہندویت کا بت توڑنے کیلئے یہی لوگ قریہ قریہ، بستی بستی مناظروں اور مباحثوں کی شکل میں پھیل گئے۔ جعلی استعماری نبوت "قادیانیت" کی متعفن لاش کو ٹھکانے لگانے میں اس طبقہ کا تقریباً صدی بھر جہد مسلسل شامل ہے۔ مذہب بیزار اور خدا بیزار مادی تعلیم کا طوفان اٹھا تو اس جماعت نے بے سروسامانی اور بے کسی کے باوجود اسلامی علوم و فنون اور دینی تعلیم کیلئے ایک پورا متوازی نظام قائم کردیا اور نہ صرف ملک بلکہ بیرون ملک بھی قرآن و سنت کی نشرگاہیں اور انسانیت کی تربیت گاہیں قائم کیں، اسلام کی تشریح و ترجمانی اور علوم اسلامیہ کی ترویج و فروغ میں قرطاس و قلم کے ذریعہ جو عظیم سرمایہ فراہم کیا گیا اسکی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ مرتب و مدون نہ ہونے کی وجہ سے دنیا کو نہ ہوسکا، ورنہ اگر علماء دیوبند کی تصانیف اور کتابوں کا کیٹیلاگ مرتب ہوجائے تو بلا مبالغہ اور محتاط جائزے کی بناء پر تصانیف علماء دیوبند کی فہرست اور اجمالی تعارف سے بھی کشف الظنون للچلپی اور ابن ندیم کی الفہرست سے بڑھ کر ایک ضخیم کتاب مرتب ہوجائے، افسوس کہ اس کام کیطرف بہت پہلے توجہ دی جانی چاہئے تھی مگر ایسا نہ ہوسکا۔ فضلاء و علماء دیوبند اور دیوبند کے بالواسطہ یا بلاواسطہ علماء کی چھوٹی بڑی تصانیف اور مولفات شروح و تراجم (جن کا سلسلہ پاک و ہند و بنگلہ دیش کے علاوہ افغانستان، مشرق بعید، مشرق وسطیٰ تک دراز ہے) کی ایک مکمل اور مفصل فہرست ضروری کوائف (مصنف، کتاب، موضوع، زبان، صفحات، سائز اور ناشر وغیرہ) کے ساتھ مدون کرانا وقت کا ایک اہم فریضہ ہے جس سے نہ صرف اپنوں بلکہ یورپ کے مستشرقین کی آنکھیں بھی کھل جائیں گی کہ اس جماعت نے بے سروسامانی اور تنظیم کے بغیر علمی اور اسلامی لٹریچر میں کتنا عظیم اضافہ کیا۔ ناچیز کا ایک محتاط اندازہ یہ ہے کہ اس صدی سوا صدی میں دنیا بھر میں علماء دیوبند کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ جائے گی، اس عظیم کام کی تدوین و ترتیب اور احاطہ و استقصاء کیلئے بہت بڑے وسائل، رجال کار اور ایک عظیم اکیڈمی کی ضرورت ہے اور معلومات کی فراہمی میں پورے دیوبندی مکتب فکر بلکہ علمی ذوق رکھنے والے ہر علم دوست انسان کے تعاون کی بھی کہ وہ اپنی حد تک چھوٹی بڑی ایسی تمام کتابوں کا سروے کر کے اس ادارہ کو صحیح معلومات فراہم کریں، ایسے دائرۃ المعارف اور دیوبندی کتب کے انسائیکلو پیڈیا کے سامنے آجانے سے دیوبندی مکتب فکر کے طلباء اور اہل علم کو اپنے عظیم اسلاف کے علمی و فکری کام سے تعارف بھی ہوجائے گا اور احساس کمتری کے تمام پردے بھی ہٹ جائیں گے۔ کاش! ایک پورا ادارہ اس کام میں لگ جاتا لیکن ادارہ نہ ہو تو کیا افراد کی ذمہ داریاں ختم ہوجاتی ہیں ہماری تاریخ ایسے افراد سے بھی تو بھری ہوئی ہے۔ جنہوں نے ایک ذات سے پوری اکیڈمیوں کا کام کیا۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو اور طلب و جستجوئے صادق اور جوش عمل کا سرمایہ بھی ساتھ ہو۔ گو احقر ان تمام معنوی و ظاہری وسائل سے یکسر عاری ہے اور بے مائیگی علم و عمل کے ساتھ نہایت کثیر الاشغال بھی مگر توکلاً علی اللہ تصانیف علماء دیوبند کی ایک جامع فہرست کی جمع و تدوین کا کام ابتدائی طور پر شروع کرادیا گیا ہے۔ اس پہلے مرحلہ میں پورے طبقہ اور جماعت کا فریضہ اپنے طور پر معلومات کی فراہمی کا ہے۔ بالخصوص بھارت بنگلہ دیش افغانستان عالم عرب، افریقہ اور مشرق بعید میں پھیلے ہوئے علماء و فضلاء دیوبند اور ان کے گونا گوں قومی و علاقائی زبانوں میں تصانیف کے بارہ میں معلومات کو سمیٹنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں اور بھرپور تعاون کا محتاج ہے۔

بہر حال یہ تو ویسے ایک ضمنی بات تھی جو برسبیل تذکرہ آگئی، یہی حال علماء دیوبند کی نگرانی ادارت اور سرپرستی یا اُن کے قلم سے جاری ہونے والے ماہنامہ سہ ماہی، پندرہ روزہ، ہفت روزہ، روزنامہ اخبارات و جرائد اور مجلات کا ہے۔ جو لوگ علماء دیوبند کو تحریر و صحافت کے نام سے ناآشنا (بقیہ اگلے صفحہ سے)

ابتداء وغیرہ حالات پر مشتمل ضرور مرتب فرمالیں۔ بہت مہربانی ہوگی اور میرے لئے بہت زیادہ باعث خوشی۔ کہ ایک شیخ کامل کے تذکرہ میں استاذ گرامی مدظلہ کے خیالات زرین پوری کتاب کی جان بن سکے گی انشاءاللہ۔

جواب گرامی سے جلد نوازیں اور ہاں الحق ماہنامہ آنے والا شمارہ 25 عدد میرے نام بطور ایجنسی روانہ کردیں۔ جتنے حضرات ماہانہ مستقل خریدار بن گئے پھر اتنی تعداد ہر ماہ کے لئے عرض کرونگا۔ خدام الدین بینات البلاغ سب رسالے آتے ہیں۔ الحق کے بارہ میں غفلت ہوئی معافی چاہتا ہوں۔

حضرت شیخ مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون و دعا کی درخواست ہے تو شفیق صاحب واحباب کی خدمت میں سلام مسنون۔

الاحقر احمد عبدالرحمٰن صدیقی

قرار دیتے ہیں، اگر اس صدی میں علماء دیوبند کی صحافتی خدمات کی تاریخ اور دیوبندی علماء واہل قلم کے مجلات و رسائل کا ایک جائزہ مرتب کیا جائے تو یہ بات بہت لوگوں کیلئے موجب حیرت ہوگی کہ یہ فہرست پانچ چھ سو سے کم نہ ہوگی۔ یہ تو کام کے کچھ رخ تھے، رہ گئے رجال کار اور شخصیات تو ان میں سے کتنے ہیں جن کی زندگی، خدمات اور آثار کیلئے کئی کئی اکیڈمیاں ناکافی ہیں، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، شیخ الہندؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، اور بے شمار اعیان واساطین ہیں جن کے علوم ومعارف اور خدمات سے موجودہ دور کی نئی نسل کو فکری وعملی میدانوں میں رہنمائی مل سکتی ہے۔ بانی دیوبند حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اپنے علوم ومعارف اور اسلام کی ترجمانی اور دفاع کے لحاظ سے ایک نئے علم کلام کے بانی سمجھے جاتے ہیں، ایک عظیم عالم کی زبان میں انہوں نے آنے والے کئی سو سال تک اسلام کو دشمنانِ اسلام کے علمی وفکری حملوں سے محفوظ کردیا، جہاد کے میدان میں کمانڈر انچیف کی عظیم ذمہ داریاں سنبھالتے ہیں احیاء سنت کے لئے وہ عہد صحابہؓ جیسی مثالیں پیش کرتے ہیں، سادگی فنائیت عظمت اخلاق میں وہ خیر القرون جیسی معیاری زندگی رکھتے ہیں مگر ہمارے مدارس عربیہ میں کتنے علماء اساتذہ اور طلبہ ہیں؟ جنہیں اپنے اس حجۃ الاسلامؒ کے علوم واحوال کا علم ہے، کتنے طلبہ ہیں جنہیں ایک ہزار سے زائد کتابوں کے مصنف حکیم الامۃ کی دو ایک کتابوں کے مطالعہ کا بھی اتفاق نہیں ہوا کتنے اخلاص وحمیت سے سرشار فعال اور پُرجوش کارکن ہیں جنہیں شیخ الہندؒ کی ہمہ گیر بین الاقوامی تحریک کا کوئی ایک گوشہ بھی معلوم نہیں۔

دیوبند کے صد سالہ جشن کے موقع پر حقیقی کام یہی ہے کہ دیوبند کے کام سے اپنوں اور پرایوں کو آگاہ کیا جائے، بھارت غیروں کا ملک ہے وہاں مولانا انور شاہ کشمیریؒ پر سیمینار ہو رہے ہیں۔ وہاں کے ریڈیو اور ذرائع ابلاغ سے مستقل پروگرام اور فیچر نشر ہوتے ہیں اور ہمارے ہاں اس محاذ پر جو جمود اور سکوت مرگ ہے۔ اس جرم کے شکوے کی سزا بھی مرگ مفاجات سے کم نہیں، مگر کیا اپنے طور پر ہم کچھ نہیں کرسکتے؟ مدارس کے طلباء کیلئے اس موضوع پر ایک اضافی پرچہ شامل کرانا چاہئے اپنے اکابرؒ کے علوم پر مقالات مرتب کرواسکتے ہیں۔ توسیعی لیکچر دیئے جاسکتے ہیں، مدارس اور کالجوں میں ہمارے طلبہ کی تنظیمیں معلوماتی تقریبات منعقد کرسکتی ہیں۔ اپنے وسائل اور رسوخ کے دائرہ میں اخبارات وجرائد میں مضامین لکھ سکتے ہیں۔ دیوبندی مکتب فکر سے وابستہ افراد تنظیمیں اور جماعتیں ملک بھر میں تعارفی سیمینار منعقد کراسکتے ہیں، جسکی ایک مثال فیصل آباد میں ایسے ایک کامیاب اجتماع کی شکل میں سامنے آچکی ہے اور حکیم الامت تھانویؒ کی یاد میں لاہور میں ایک تقریب کا اعلان ہوچکا ہے۔ اسی طرح عالم عرب کو اکابر علماء دیوبند کے علوم ومعارف سے روشناس کرانے کیلئے بڑی سطح پر کام کی ضرورت ہے یہ کام عربی رسائل اور مجلات کے ذریعہ بھی ہوسکتا تھا، مگر بدقسمتی سے پورے پاکستان سے ایک بھی عربی پرچہ نہیں نکل رہا جو ہم سب کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔ اب ایک طویل غفلت کے بعد مادر علمی دارالعلوم دیوبند سے الداعی کے نام سے ایک پندرہ روزہ جریدہ شائع ہونے لگ گیا ہے، جو بسا غنیمت ہے۔ بہرحال یہ اور اس طرح کے بے شمار کاموں کے شعبے اور زاویے ہیں جن پر فکر وعمل کی صلاحیتیں مرکوز کرنی چاہئیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔ سمیع الحق

(۸)

(مولانا اللہ یار خان کی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق سے ملاقات اور باہمی مکالمہ)

۹ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ بمطابق ۱۹ مارچ ۱۹۶۸ء بروز اتوار صبح دس بجے

نوشہرہ صدر سے دور حاضر کے سلسلہ اویسیہ کے شیخ کامل اور حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے شاگرد رشید حضرت العلامہ الاستاد مولانا اللہ یار خان صاحب دامت برکاتہم چکڑالوی کی معیت میں عظیم و جلیل محدث و بزرگ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی عیادت و ملاقات کیلئے دارالعلوم حقانیہ حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ ان دونوں عظیم اکابر کی ملاقات دارالعلوم کے دفتر اہتمام میں ہوئی۔ اس دوران جو گفتگو ہوئی وہ کچھ یوں تھی۔

حضرت الاستاد مدظلہم: آپکی شخصیت اسلام کا نمونہ ہے بڑے دنوں سے ملاقات کی خواہش تھی۔ اللہ آپ سے بہت بڑا کام لے رہے ہیں۔ یہ دارالعلوم بزرگوں کی یادگار ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہم: حضرت بہت اصلاح فرما رہے ہیں۔ آپکی شفقت ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ میں خود بہت گنہگار ہوں۔

حضرت الاستاد مدظلہم: اللہ تعالیٰ آپکو شفاء عطا فرمائے آپ کا وجود برکت ہے۔ مولانا بنوری کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوا اس کا پورا ہونا بہت مشکل ہے۔ جو جاتا ہے اس کا بدل مشکل ہے علماء حق کا وجود عنقا ہو رہا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہم: بالکل۔ برائے نام علماء تو ہونگے دراصل قلت علماء قیامت کی نشانی ہے۔

حضرت الاستاد مدظلہم: ابھی تو سرحد میں دین کی کچھ حس ہے مجھے سال دو سال کے بعد آنا جانا ہوتا ہے۔ یہاں کے طلباء کو بھی علم سے لگاؤ ہے۔ ہمارے علاقہ میں فلم دیکھنا، سگریٹ پینا عام ہے۔ نماز کی پابندی نہیں۔ بڑوں کا احترام اساتذہ اور کتب کا ادب باقی نہیں رہا۔ یہ طلباء کی حالت ہے۔ الحمدللہ کہ آپ کے یہاں بزرگوں کا خوب فیض جاری ہے۔ دل خوش ہوا۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہم: آپ بزرگوں کا سایہ اللہ تعالیٰ ہم پر رکھے بہت شفقت فرمائی۔ ہم بہت خوش نصیب ہیں۔ کہ آپ تشریف لائے۔ آپ سے خوب فیض بحمدہ تعالیٰ جاری ہے خدا اس میں برکت دے۔

حضرت الاستاد مدظلہم: حضرت ہم خوش قسمت ہیں کہ آپ سے ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ ورنہ ہم بہت گنہگار ہیں ہم اس قابل نہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہم: من تواضع لِلّٰه رفعه اللّٰه۔ بزرگوں کا یہی طریقہ ہے۔

حضرت الاستاد مدظلہم: صاحب البیت ادری بمافی البیت۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہم: حضرت بنوریؒ کے انتقال سے بڑا صدمہ ہے کہ علوم قدیمہ وجدیدہ پر انکی نظر وسیع تھی۔

حضرت الاستاد مدظلہم: اس لئے تو میں نے عرض کیا کہ اس خلا کا پُر ہونا مشکل ہے۔ اس طرح مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحبؒ کی جگہ بھی۔ ان سے پہلے بزرگوں کی بات تو چھوڑیئے نا۔ کہ انکی نظیر بہت ہی مشکل ہے میرا زیادہ وقت رد رفض کے کام میں خرچ ہوا درس و تدریس کا کام بھی کرتا رہا۔ یہ رفض بہت بڑا فتنہ ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مد ظلہم: آپ سے اللہ نے بڑا کام لیا۔ واقعی بڑا فتنہ ہے۔

حضرت الاستاد مد ظلہم: یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ فتح الباری ۱۳ ویں حصہ میں ہے۔ کہ جملہ کمالات نبی کریم ﷺ پر مکمل ہیں پھر یہ کمالات ان کے خلفاء راشدین اور ائمہ عدی میں آئے اب کسی کے ذمہ کوئی اور کسی کے ذمہ کوئی کام لگا دیا گیا۔ ہمارے لئے خوشی وشکر یہ کا موقع ہے کہ ہم سے کام لے لیا اس کے اہل تو نہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مد ظلہم: اللہ تعالیٰ دین کا محافظ ہے انتظام فرما دیتے ہیں۔

حضرت الاستاد مد ظلہم: رفض کی وجہ سے صحابہ وسلف صالحین کے مسلک پر پانی پھر جاتا ہے۔ اب جو کتاب رد شیعیت میں لکھی ہے۔ اس کے بعد عقائد اہلسنت پر اگلا حصہ بھی ہے۔ ہر صدی میں اللہ کریم رفض کی تردید کیلئے ۲،۴ اشخاص کو خصوصی طور پر پیدا فرماتے ہیں۔ بہرحال دارالعلوم دیکھتے ہی پتہ چل گیا بہت خوشی ہوئی۔

پھر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدھم نے دارالعلوم کے معائنہ فرمانے کا عرض کیا۔ جس پر حضرت الاستاد مد ظلہم نے حضرت شیخ الحدیث مد ظلہم سے دعا کی درخواست فرمائی۔ شیخ الحدیث صاحب مد ظلہ کا اصرار تھا کہ دعا آپ فرمادیں جس پر حضرت الاستاد مد ظلہم نے فرمایا کہ میں دعا کے حصول کے لئے تو حاضر ہوا ہوں۔ آپ دعا فرمادیں میں اس پر آمین کہونگا۔ چنانچہ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے قنوت نازلہ والی مسنون دعا اور بہت عجیب والہانہ انداز سے پیاری دعا مانگی۔ عجیب روح پرور منظر تھا۔ حضرت الاستاد مولانا اللہ یار خان صاحب دامت برکاتہم نے معائنہ بک پر دارالعلوم حقانیہ کے بارہ میں تحریر بھی فرمایا۔ ان کے ساتھ ان کے خاص خلفاء کرام حضرت حافظ پروفیسر عبدالرزاق صاحب اور حضرت مولانا محمد اکرم صاحب، محترم کرنل مطلوب حسین صاحب اور نوشہرہ کے حاجی عبدالقدوس صاحب، عبداللہ جان صاحب، قاری ریاض محمود دیگر احباب کرام بھی تھے۔ دارالعلوم کا معائنہ بہت مسرۃ وشوق سے فرمانے کے بعد واپسی ہوئی اور راستہ میں بھی دارالعلوم کے حق میں خوشی ودعاء خیر وسعادۃ فرماتے رہے۔ ماشاءاللہ۔

(۹)

نوشہرہ ۶ جون ۱۹۷۸ء (خان غازی کابلی کا پراز عجائب مکتوب ○ پروفیسر سلیم چشتی کا ذکر)

برادر گرامی قدر صاحب الفضل والسعادہ حضرت مولانا دامت برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آداب کے بعد گذارش ہے۔ کہ خان غازی کابلی صاحب کا ایک نیا خط جو پرسوں ملا ہے ارسال خدمت ہے اسمیں بھی عجائبات ہیں۔ اور الحق کے مضامین پر تبصرہ کے علاوہ خود آخری تین صفحات حضرت شیخ کے سوانح سے متعلق ہیں۔ آپ اگر مناسب سمجھیں تو شائع فرمالیں۔ اگر بعض چیزیں ناپسندیدہ ہوں تو انہیں قلمزد فرمالیں البتہ آخری حصہ جس میں حضرت شیخؒ کے بارہ میں معلومات وواقعات ہیں اُسے ضرور شائع فرمادیں۔ کہ اس سے فائدہ و برکت زیادہ مظنون ہے۔ مہربانی ہوگی۔

۲۔ کیا آپ نے خود اپنا اور حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی طرف سے املائی مقالہ حضرت شیخؒ کے بارہ میں تیار فرمالیا ہے! اگر ابھی تک ادھر توجہ نہ فرما سکے ہوں۔ تو خدارا ادھر متوجہ ہوں میں پوری دلسوزی سے یہ عرض کر رہا ہوں۔ کرم ہوگا۔

۳۔ مولانا سید از ہر شاہ قیصر صاحب کا خط پرسوں ملا۔ کہ علامہ انور شاہ کے سیمینار پر براہ راست الحق میں کچھ نہیں لکھا۔ ان کا ارشاد نقل کر دیا ہے۔ باقی امور آپ یادہ جانتے ہیں۔ ویسے مجھے اُن کے معلومات پر حیرانگی ہوئی۔ کہ ماہ مئی کے دارالعلوم رسالہ کے اڈیٹوریل میں کیا شائع کر دیا۔ انا للہ الخ۔

۴۔ پروفیسر سلیم چشتی صاحب کا دوبارہ خط ملا ہے۔ سلام آپ کے لئے بھی لکھا ہے۔

۵۔ بندہ اپنے بزرگوں آپ جیسے احباب کرام کے خطوط اپنے کباڑستان سے الگ چُن رہا ہے۔ عجیب عجیب چیزیں سامنے آئیں۔ آپ کے چند پیارے مکاتیب بھی بہت خوب نکلے۔ کبھی موقع ملا تو پیش کرونگا۔

۶۔ حضرت شیخ الحدیث سیدی وسندی دامت برکاتہم کی صحت مبارکہ اب کیسی ہے۔ ہماری تو دن رات ان کے صحت کے لئے دعائیں ہیں۔ رات بھی ختم القرآن رکھا دیگر مقاصد حسنہ کے ساتھ ان کے لئے صحت وعافیت کی دعا کی۔ خدائے کریم قبول فرمادے۔ انکی صحت سے بھی نوازیں اور انکی خدمت بابرکت میں مودبانہ سلام مسنون۔ ولکم من جزیل الشکر و عظیم الاحترام۔

والسلام الاحقر احمد عبدالرحمٰن مکتبہ حکمۃ اسلامیہ

جواب گرامی سے ضرور مشرف فرمایا کریں جو میرے لئے باعث مسرۃ وسعادۃ ہوتا ہے امید نظر عنایت جاری رکھیں گے۔ شکریہ!

(۱۰)

(مولانا احمد علی لاہوری کے خطوط کی تلاش O مولانا اللہ یار خان کے بارہ میں تشویش O مولانا اکرم اعوان کا الحق کیلئے مضمون O مولانا امین الحق شیخوپورہ کے وفات کی غلط اطلاع O الحق کا تعزیتی نوٹ)

نوشہرہ صدر ۲۴ جون ۱۹۷۸ء

برادر محترم حضرت مولانا دامت برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب الخیر مع الخیر۔ بعد گذارش ہے کہ پرسوں تبلیغی سفر سے واپسی ہوئی۔ تیمر گرہ ضلع دیر کے اجتماع میں بھی حاضری دی جو بہت بابرکت اور دینی حرکت کے اعتبار سے ازحد مفید رہا۔

آپ کا مکتوب گرامی نظر نواز ہو کر حوصلہ افزائی و ذرہ نوازی کا مرتب ہوا۔ رب کریم آپکو دارین کی سعادتوں اور دین کی بہتر سے بہتر خدمت کرنے کے سنہری مواقع دیتے رکھے اور مجھے بھی قبول فرمائے آمین۔

۱۔ حضرت خان غازی کابلی کے مضمون کے بارہ میں جیسے آپ مناسب سمجھیں ویسے وہ تھا دلچسپ مضمون۔ اور پھر شاہ صاحب امیر شریعت کے خیالات کے دونوں رُخ آجانے بہتر ہونگے۔ تاکہ تاریخی طور پر بات صحیح مندرج ہو سکے۔ اس مضمون کے آخری 3 صفحات تو بہت اہم ہیں جن میں کشمیری ومظفر آبادی بحث اور حضرت شیخ کے بارہ میں دو اہم خط ہیں انہیں تو ضرور ہی آنے والے شمارہ میں شائع فرمادیں اور اس پر سوانح شیخؒ کے لئے ضرور ایک نوٹ زوردار لکھیں۔ آپ حیران ہونگے۔ کہ مجھے آج تک اتنے اعلانات کے باوجود حضرتؒ کا ایک تحریر فرمودہ مکتوب بھی کسی طرف سے نہیں ملا۔ حالانکہ حضرتؒ ڈاک کے سلسلہ میں بہت محتاط تھے۔ جواب ضرور دیا کرتے تھے۔ خود میرے سامنے روزانہ بیس تیس تو عام بات تھی۔ اس سے زیادہ بھی ہوتے تھے۔ آخر وہ سارے خطوط کہاں گئے! اس لئے آپ اس مضمون پر اپنی طرف سے احباب کرام کو ضرور متوجہ فرمادیں۔ بڑا اکرم ہوگا۔ اور انشاء اللہ حضرت شیخؒ کے روحانی فیوض سے مالا مال ہونے کا ایک بہتر وسیلہ! بہت مہربانی ہوگی۔

۲۔ حضرت یوسف سلیم چشتی صاحب کا پتہ یہ ہے۔ یہ بہت بہتر رہے گا کہ آپ خود ان کے نام مستقلاً پرچہ جاری فرمادیں۔ امید ہے کہ اس طرح وہ پرچہ کے لئے کچھ لکھتے بھی رہیں گے۔ اگر آپ خط لکھیں تو میرا حوالہ ضرور دیں۔ شکریہ! مکان 61/A چغتائی اسٹریٹ عقب کارپوریشن کالونی اسلام پورہ۔ لاہور۔

۳۔ حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب کے بارہ میں آپ کی تشویش بالکل صحیح ہے۔ وہاں کے مرزائی اور رافضی عرصہ سے مولانا

کے وجہ سے آزاد تھے۔اور پھر پیپلی بھی مقابلہ میں تھے کہ تحریک کے دوران زخم خوردہ تھے۔اس کا حکام ضلع اپنی فرق باطلہ سے آگئے۔باوجود فوجی حکام کے صحیح فیصلہ کے حکام ضلع نے گڑ بڑ کردی۔اب پنجاب ہائی کورٹ نے تین چار دن قبل دوبارہ حضرت مولانا کے حق میں فیصلہ دیدیا ہے۔اورانشاءاللہ حالات جلد سیٹ ہو جائینگے۔حضرت مولانا اخبارات کے خلاف بھی چارہ جوئی کا ارادہ کررہے ہیں۔

۴۔ حضرت مولانا کے ساتھ آنے والے ایک ان کے خلیفہ محترم مولانا محمد اکرم صاحب رئیس منارہ کا خط مجھے آیا۔کہ انہوں نے ایک مضمون سیدنا ابوبکر صدیقؓ پر آپ کے پاس الحق میں شائع کرانے کے لئے بھجوایا۔اور وہ ابھی تک شائع نہ ہونے پر شکوہ کناں تھے۔میں نے جواب دیدیا ہے کہ اس کا نمبر آنے پر ضرور شائع ہوگا۔چونکہ الحق کے مضامین چند ماہ پہلے مرتب ہوتے ہیں۔اس لئے فکر کی بات نہیں آپ سے بھی درخواست ہے۔کہ ادھر توجہ دیکر شائع فرمادیں تو کرم ہوگا۔

ماہ رواں کے شمارہ میں مولانا امین الحق صاحب شیخوپورہ کے انتقال پر تعزیت لکھی گئی ہے۔حالانکہ گزشتہ ماہ بندہ لاہور شیرانوالہ مسجد میں حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہم کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا۔مجلس ذکر و آیت کریمہ کا ختم ہے اور دعا کرتے وقت جب اخباری اطلاع کی روشنی میں انہوں نے دعاءِ مغفرت فرمانی چاہی۔تو ایک صاحب نے آکر بتلایا کہ وہ زندہ ہیں۔البتہ بیمار اور پشاور ہسپتال میں ہیں۔اخبار میں خبر غلط شائع ہوگئی ہے۔

بہرحال جو اطلاع میرے پاس تھی اس سے آپکو مطلع کرنا ضروری سمجھا۔حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہم کی خدمت اقدس میں سلام مسنون ودعا کی درخواست ہے۔ طالب دعا الاحقر احمد عبدالرحمٰن صدیقی عفا اللہ

(۱۱)

نوشہرہ صدر ۳ جولائی ۱۹۷۸ء (کراچی میں اکابر ہند کا اجتماع دارالعلوم حقانیہ میں جمع کرنے کی کوشش کریں)

گرامی قدر حضرت مولانا صاحب دامت برکاتہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔جذبات محبت وعقیدت کے بعد گذارش ہے کہ کراچی میں رابطہ کے جلسہ میں سنا ہے۔بہت سے اکابرین ہند جمع ہو رہے ہیں ان میں سے خاص کر حضرت علی میاں صاحب دامت برکاتہم جیسے حضرات گرامی کو اگر کسی طرح دارالعلوم حقانیہ میں ایک دو روز کے لئے لاسکیں تو ہم خدام انکی زیارت وصحبت سے دیدہ ودل منور کرسکیں گے۔آج ہمیں اخبارات سے پتہ چلا کہ حضرت علی میاں کے علاوہ حضرت مولانا اسعد مدنی اور مولانا منظور نعمانی اور حضرت حکیم الاسلام قاسمی مدظلہ سب کراچی میں تشریف لارہے ہیں۔مجھے بواپسی مطلع فرمادیں۔دارالعلوم میں آپ کا اجتماع سرحد اور ہم خدام پر ایک بڑا عظیم احسان مزید ہوگا۔کہ یہ حضرات جمع ہوجاویں۔ والسلام مع الاکرام فقط طالب دعا الاحقر احمد عبدالرحمٰن صدیقی مکتبہ حکمت اسلامیہ

(۱۲)

(مولانا ڈاکٹر تقی الدین الندوی کا عطیہ ○ شیخ الحدیث زکریا کے ساتھ اعتکاف ○ سوانح لاہوری کیلئے معمولات دورۂ تفسیر لکھنے کی خواہش)

۱۲ اگست ۱۹۸۰ء

بخدمت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،مزاج شریف،نیازمندانہ گزارش ہے کہ محترم ڈاکٹر تقی الدین ندوی صاحب جج ابوظہبی یہاں فیصل آباد میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب مدظلہ کی خدمت میں دس بارہ روز کیلئے آئے تھے ندوہ کی نسبت سے سیہ کار کا تعلق تھا وہ تشریف لیجاتے وقت دارالعلوم حقانیہ کیلئے ۵۰۰ اور آپ کے نام رقعہ عطا فرما گئے جو حامل رقعہ

ارشاد صاحب کے ہاتھ بھیج رہا ہوں۔ جو ایک روز کیلئے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ سیہ کار پورے ماہ کیلئے شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں معتکف ہے۔ اسکی برکات اور رمضان کے مبارک اوقات میں سیہ کار کے دینی، دنیوی اور روحانی جملہ مقاصد میں کامیابی کی دعاؤں کی درخواست ہے نیز حضرت الشیخ لاہوری قدس سرہ کے معمولات دورۂ تفسیر پر آپ اگر توجہ فرما کر کچھ لکھ دیں تو زینت سوانح بن سکے کہ وہ اب تکمیل کے مراحل کے قریب پہنچنے والی ہے آپ دورۂ تفسیر کے حضرت شیخ کے مشاغل و معمولات مبارکہ اور روزے کی کیفیات و افطاری کی روح پرور نقشے کا کچھ بیان فرمادیں کرم نوازی ہوگی۔ حضرت شیخ الحدیث استادی المحترم مدظلہ و برادران کرام و مولانا سلطان محمود صاحب سب کی خدمت میں سلام مسنون و دعا کی درخواست ہے۔ رسید اگر دے دیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ تاکہ اسے سیہ کار اپنے خط کے ہمراہ ان تک بھیج سکے۔ شکریہ، الاحقر احمد عبدالرحمان معرفت مولانا مفتی زین العابدین صاحب مہتمم دارالعلوم پیپلز کالونی نمبر ۲ فیصل آباد

ضروری نوٹ: ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے دوست کی کتاب کی دو جلدیں بھی الحق میں تبصرہ کیلئے دی تھیں وہ بھی ساتھ ہی ارسال خدمت ہیں ان کے یہ دوست بھی حضرت شیخ کی خدمت میں آئے ہوئے تھے مہربانی ہوگی۔ والسلام احمد عبدالرحمان صدیقی فیصل آباد

(۱۳)

جمعرات ۱۹ نومبر ۱۹۸۲ء (قلبی جذبات O محمود الحق حقانی کی دعوت ولیمہ O وفاق المدارس کی سند کا مسئلہ)

گرامی قدر برادر محترم و مکرم حضرت مولانا دامت برکاتکم و الطافکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔ مدتوں سے آپ سے شرف ملاقات و مکاتبت سے محرومی ہے اور ندامت کے ساتھ ساتھ ایک طبعی بوجھ بھی ہے۔ کہ آپ جیسے اپنے مخلص و سرپرست کی شفقتوں سے محروم ہو گیا ہوں۔ بات کچھ بھی سمجھ میں نہ آسکی۔ کہ اس اپنے دورِ کلبت و کمزوری میں آپ جیسے محسن کو کیوں کھو بیٹھا۔ انما اشکو بثی وحزنی الی للّٰہ۔ بہر حال سیہ کار دل و جان سے آپ حضرات کا مداح ہے اور کیوں نہ ہو کہ حضرت شیخی شیخ الحدیث دامت برکاتہم کے نعمت کا خوشہ چین اور انکے نظر کرم کا مورد بہر حال رہا ہے۔ جو بحمدہ الکریم سرمایۂ حیات ہے اور درس قرآن و مجالس ذکر میں حضرت شیخ لاہوری قدس سرہ کے ساتھ ساتھ ان شیخ ثانی مدظلہ العالی کا تذکرہ بھی ورد زبان رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان اکابر کے انفاس قدسیہ سے صحیح معنوں میں مجھ ناچیز و گنہگار کو نوازدے۔ آمین۔ ورحم اللہ عبدا قال آمینا۔ پرسوں حضرت شیخ مدظلہ العالی کی جانب سے برادر محترم مولانا محمود الحق حقانی مدظلہ کی دعوت ولیمہ موصول ہونے پر جذبات برانگیختہ ہو گئے اور پتہ نہیں قلم سے کیا کیا گستاخی کر گیا۔ معذرت خواہ ہوں کہ رع افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را کا مصداق ہوں۔ اس مبارک موقع پر جس خدمت کے قابل سمجھا جاؤں اس سے ضرور نوازیں جسے باعث عزت و مسرت سمجھونگا اور حضرت الشیخ دامت برکاتہم کی خدمت مقدسہ میں سلام نیاز مندانہ مودبانہ کے بعد خصوصی دعاؤں کی التماس ضرور پیش کر کے ممنون فرمادیں۔ اور آپ خود بھی حسب سابق آتے جاتے تو شرف ملاقات اور سرپرستی مدرسہ و انجمن سے نوازتے رہیں۔ کہ ہم خوردوں کی رہبری و دل جوئی آپ نے ہی فرمائی ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ وفاق کی سند ایم اے کے برابر کا کیا مسئلہ ہے۔ کیا یہ حقیقت ہے؟ اس پر اگر جناب والا اپنی قلم کو ہر قم سے ایک جاندار اداریہ الحق میں لے آتے۔ اور اس میں اس کے واقعی مضمرات و اثرات پر بحث کرتے ہوئے حکومتی تعلیمی اداروں و دیگر مواقع کے لئے ایک حق منوا لیتے تو بہت مفید ہو جائے۔ امید ہے توجہ مبذول فرمائینگے۔

گذشتہ الحق میں شیخ الہند قدس سرہ کے مالٹا کے زمانہ اور حاجی ترنگ زئی کے تذکرہ میں جو چند جملے جناب والا کے قلم سے نکلے ان کی گرمی سے کافی دن زیادت ایمان تازہ رہی اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب دعا الاحقر احمد عبدالرحمٰن صدیقی عفا اللہ

مولانا مفتی محمد عبدالرحمان قادری اوکاڑہ

۱۸جون ۱۹۹۵ء (مذہبی قوتوں کے دوبارہ اتحاد کی ضرورت)

محب دین وملت اسلامیہ، علامہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب جنرل سیکرٹری ملی یکجہتی کونسل پاکستان، سلام مسنون، مزاج گرامی، محترم جناب علامہ صاحب آپ نے مذہبی قوتوں کے اتحاد واتفاق کروانے میں ہمیشہ اہم کردارادا کیا، اسی وجہ آپکو بندہ عزت کی نگاہ سے اور اتحاد بین المسلمین کا عظیم داعی کے حوالے سے جانتا ہے، مگر آج ملکی حالات آپکے سامنے ہیں اور آپ کو پھر اپنا کردارادا کرنا چاہیے، اس سلسلے میں آپ جانتے ہیں کہ میاں نواز شریف بھی مذہبی قوتوں سے علیحدہ ہو کر کوئی موثر کردارادا نہیں کر سکے بلٰہذا آپ مذہبی اکابرین کو موجودہ حکومت کے خلاف عملی جہاد کیلئے اکٹھا کریں ہم آپ کا ساتھ دیں گے اور میاں نواز شریف کی سابق غلطیوں کونظرانداز کر کے ہمیں اس سے بھی بات کرنی چاہیئے تا کہ موثر طریقے سے عوام کی آواز ہمارے ساتھ ہو، اس سلسلے میں آپکا ہر قدم جہاد اور ملت اسلامیہ کیلئے مسرت کا پیغام ہوگا، بندہ آپ کی رائے کا منتظر رہے گا۔ اور امید ہے کہ آپ پھر عملی اقدامات اٹھا کر ملک کو بحران سے نکالنے میں اہم کردارادا کریں گے۔

والسلام: ابوالفیضان محمد عبدالرحمان قادری حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ

☆☆☆

حافظ عبدالرحمان مدنی مدیر ماہنامہ محدث لاہور

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ماہنامہ ''محدث'' اگلے ماہ کے آغاز میں خصوصی اشاعت بیادرسول مقبولؐ پیش کررہا ہے۔ براہ مہربانی اپنے موقر ماہنامہ کی آئندہ اشاعت میں منسلکہ اشتہار شائع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ ہم تبادلہ میں آپ کے ماہنامہ کا اشتہار شائع کردیں گے۔ اشتہار بھجوا کر شکریہ کا موقع دیں۔ والسلام حافظ عبدالرحمٰن مدنی

☆☆☆

حکیم عبدالرحیم اشرف المنبر[ا] فیصل آباد

(۱)

۱۵ مارچ ۱۹۶۷ء (مولانا مدنی کے بارہ میں احساسات اور کسی نامناسب مضمون پر میری شکایت)

برادرم محترم ومکرم زید مجدہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی! سرتاقدم معذرت خواہ ہوں کہ دونوں گرامی ناموں کا جواب نہ دے سکا، پچھلے ۲ ماہ عجیب اذیتوں میں گزرے ہیں۔ نہ مطب پر بیٹھ سکا نہ المنبر اور دوسرے کاموں کی جانب متوجہ ہوسکا۔ اس دوران المنبر جبری تعطل کا شکار بھی ہوا ہنوز خبر اپنی حد تک ہی رکھیے۔ اور دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ اس ذریعۂ خدمت دین کو قائم رکھیں اور اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی صلاحیت وتوفیق بھی عطا فرمادیں۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے بارے میں میرے احساسات وہی ہیں جو آپ کے ہیں، ابھی تک اس مضمون کو نہیں دیکھ سکا۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو جاری فرمائیں تو انشاءاللہ تلافی ہوگی۔ یہ محض سہو ہوا کہ ایسا مضمون

[ا] فیصل آباد کے حکیم عبدالرحیم اشرف لوگوں کے جسمانی تشخیص وعلاج کے ساتھ امت کے روحانی علاج کے بارہ میں بھی ہمہ وقت فکرمند اور بے چین رہے۔ اشرف لیبارٹریز کے ساتھ ساتھ صحافت اور تعلیم کے میدانوں میں اور سیاسی اور جماعتی محاذوں پر بھی تاحیات معروف عمل رہے، بہت سے کاموں میں سرپرستی فرماتے، خصوصاً ضیاء الحق کے دور میں صلاح وفلاح کے کاموں میں سرگرم رہے۔

شائع ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ حضرت والد ماجد مدظلہ کی خدمت میں مئودبانہ سلام پیش کریں۔ خصوصی دعاؤں میں شرکت کی درخواست کیجئے۔ پچھلے نومبر میں حاضری کا قطعی ارادہ لیکر پشاور تک آیا۔ مگر بعض موانع کے باعث محروم رہا، خدا کرے جلد حاضری کی کوئی صورت میسر آئے۔ والسلام: عبدالرحیم اشرف

(۲)

(المنبر کا دوبارہ اجراء)

۷ صفر ۱۳۸۷ھ

محبّ مکرم زادت الطافہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ صادر ہوئے بہت دن ہوگئے۔ میں مسلسل سفر پر رہا۔ معذرت قبول فرمائیں۔ الحمدللہ علی احسانہٖ کہ المنبر کے اجراء کی صورت بن رہی ہے۔ ایک عریضہ حضرت مولانا کی خدمت میں پیام فرمانے ارسال کیا جاچکا ہے۔ امید آنکہ جواب صواب مرحمت فرماچکا ہونگے۔

درخواست دعا ہے کہ اللہ رب العزت زندگی کے بقیہ ایام اپنے کام کیلئے مخصوص فرمائیں۔ اور اخلاص و امداد سے نوازیں۔ حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت بابرکت میں سلام مسنون درخواست دعا فرمائے۔ والسلام عبدالرحیم اشرف

(۳)

۱۱ رشوال المکرم ۱۳۸۸ھ (حضورؐ سے امت کا رشتہ منقطع کرنے کی قادیانی کوششیں اور ہمارا فرض)

مکرمی ومحترمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی تقریباً ۹ ماہ کے تعطل کے بعد ماہوار اشاعت کا سلسلہ بفضلہٖ تعالیٰ پھر سے شروع ہوگیا ہے۔ ہر چند بعض اہم موانع موجود ہیں۔ لیکن جس عنوان پر یہ اشاعت مشتمل ہے۔ اس کی اہمیت کا احساس اسقدر شدید ہے کہ ان موانع اور اپنی صحت کی پریشان کن خرابی کے علی الرغم اس سلسلہ کو شروع کیا جارہا ہے۔ حضور خاتم النبیین فداہ ابی وامی ﷺ کی ذاتِ اقدس سے امت مسلمہ کے افراد کا رشتہ منقطع کرنے کی کوششیں تیز سے تیز تر ہوچکی ہیں۔ اور بعض پہلوؤں سے مسئلہ نازک ترین مراحل میں داخل ہوچکا ہے۔ اس بنا پر ہم میں سے ہر شخص کا یہ دینی فرض ہے کہ ختم نبوت کے عقیدے کی اشاعت اور حفاظت کیلئے اپنی مساعی وقف کردے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سہارے یہ کام پھر سے شروع کیا جارہا ہے اور آپ سے پُرزور استدعا ہے کہ

اول: اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر اصلاح احوال، اخلاص کے ساتھ اس کام کو جاری رکھنے اور راقم اور اس کے معاونین کی صحت وعافیت کے لئے مسلسل دعا کریں۔ دوم: اس آوازِ حق کو دُور سے دور تر حلقوں تک پہنچانے کیلئے ہر ممکن جدوجہد کریں۔

سوم: ہفت روزہ ''المنبر'' اور بالخصوص ماہوار اشاعت کے خریدار بنانے کی مہم اس انداز سے شروع کی جائے کہ ایک ماہ کے اندر اندر اوسطاً ہر قاری دس نئے خریدار بنا کر ان کا چندہ دفتر کو بھجوادے۔

چہارم: اپنے ہاں کے کم از کم (الف) بیس، دین سے محبت رکھنے والے اور مطالعہ کا ذوق رکھنے والے (ب) بیس قادیانیوں کے مکمل پتے ونام ایک ہفتہ کے اندر اندر المنبر کو بھجوادیئے جائیں۔ نیز مطلع کیا جائے کہ بزم ختم نبوت کا شائع کردہ لٹریچر کس تعداد میں مطلوب ہے؟ میں متوقع ہوں کہ آپ اس عریضہ کا جواب اسی ہفتہ ارسال فرمائیں گے۔ والسلام عبدالرحیم اشرف

(۴)

(مذاکرہ میں شرکت نہ کر سکنے پر افسوس اور شیخ الحدیث کے افکار بھیجنے کا مطالبہ)

۹ شعبان المعظم ۹۱ھ ۲۹/ ستمبر ۱۹۷۱ء

مکرم و معظمی زادت الطافہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تربیتی کیمپ اور مذاکرہ کے دنوں سے اب تک ہجوم مشاغل، اس ضروری خط ارسال کرنے میں مانع رہے۔ حضرت محترم اور آپکی اور آپ کی آمد مذاکرہ کے موقعہ پر از بس ضروری تھی مگر افسوس کہ آپ تشریف نہ لا سکے ماقدر اللہ فکان. اب گزارش ہے ایک تو حضرت مولانا مدظلہ سے اس عنوان پر آپ کے افکار اور تدابیر بصورت خطاب مرتب کروالیجئے کہ دعوت و تبلیغ کو موثر بنانے کی تدابیر کیا ہوں؟ تقاریر اور لیکچروں کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے۔

امید آنکہ حضرت مولانا مدظلہ بعافیت ہوں گے۔ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ملتان تشریف لے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بالخیر فرمائیں۔ آمین حضرت محترم سے سلام اور درخواست دعا۔ والسلام عبدالرحیم اشرف

(۵)

۱۴ ستمبر ۱۹۸۸ء

(شیخ الحدیث کی تعزیت کیلئے آمد اور تعزیتی تاثرات

○ ضیاء الحق کے دین کے کام شیخ کے اعمال نامہ میں درج ہونگے)

سید و مولائی حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہٗ آج اس دارالعلوم میں اس صورتحال میں، جو اللہ رؤف و رحیم نے انہیں عطا فرمائی تھی نہ دیکھ کر دل و دماغ پر جو اثرات مرتب ہوئے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ اس صدمے کے ہنوز تازہ ہونے کے معاً جو حضرت مرحوم و مغفور کی قلبی دعاؤں کا خصوصی عنوان تھے۔ (صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم) اور میں اپنی معلومات کی حد تک یہ یقین کرنے میں حق بجانب ہوں کہ ضیاء الحق غفر اللہ لہٗ سے جو دین کے کام انجام پائے ان میں جن اہل اللہ کی دعاؤں کا خصوصی حصہ ہے، یہ سب کام خود حضرت علیہ الرحمۃ ہی کے اعمال نامہ میں درج ہوں گے۔ یہ صدمہ کہ آج یہاں حاضری پر انکی زیارت، انکی بے پناہ شفقتوں اور اُن کے انوار والے ماحول سے واپس لوٹ رہا ہوں یہ بجائے خود ایک شدید اضطراب کا باعث ہے چہ جائیکہ انکی غائبانہ دعاؤں سے بھی دائمی محرومی مجھ جیسے ناکارہ کا نصیب بن چکا ہے۔ ان محرومیوں کے ماحول میں جو دلی دعا ہے وہ یہ کہ اللہ رؤف و رحیم انکے جانشین محبی و عزیزی مولانا سمیع الحق کو انکی حقیقی وراثت سے مالا مال فرمائیں اور انہیں توفیق عنایت ہو کر وہ انکے وجود پاک کی جھلکیاں بکھیرتے رہیں۔ (عبدالرحیم اشرف)

(۶)

۲۰/ اگست ۱۹۹۶ء

(تعزیتی خط کے جواب میں صاحبزادہ خالد اشرف کا خط)

مکرم مولانائے محترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی، اباجی محترم رحمۃ اللہ علیہ (مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ) کی وفات حسرت آیات سے یقیناً آپ مطلع ہو چکے ہونگے اکابرین سے انکے روابط و عقیدت کے توسط سے اس عاجز کا ایک نوع کا تعلق بھی رہا اور الحمدللہ آج بھی انکی محبت اور ان سے لگاؤ کا جو بیج انہوں نے بویا تھا وہ آج بھی ہرا بھرا ہے۔ اسی حوالہ سے آپکی خدمت میں ایک درخواست لیکر حاضر ہو رہا ہوں کہ اباجی رحمۃ اللہ علیہ کی بلندئ درجات اور اس عاجز کے لئے صبر و استقامت کیلئے دعا فرماتے رہیں۔ شکر گزار ہونگا۔

والسلام خالد اشرف

مولانا عبدالرحیم اشعر[1] ختم نبوت ملتان

(۱)

(مولانا بنوری کے حکم پر قادیانیوں کے تعاقب میں انڈونیشیا کا سفر)

برادرم محترم سمیع الحق صاحب مدیر الحق۔ السلام علیکم۔ مزاج گرامی! آپ نے گذشتہ تحریک ختم نبوت میں کام کیا۔ مولائے کریم نے قبول فرمایا۔ ۷؍ستمبر کے بعد عالمی طور پر مرزائیوں کے خلاف مسلمانوں کا ردعمل شروع ہوا۔ انڈونیشیا میں مرزائیوں نے مسلمانوں کو ستانا شروع کیا۔ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف بنوری دامت برکاتہم امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کو خط آئے۔ راقم الحروف اور میرے ساتھی مولانا اللہ وسایا صاحب کو حضرت نے وہاں روانہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ جملہ قانونی مراحل طے ہوئے ہیں۔

انشاء اللہ ۲۵؍دسمبر ۱۹۷۵ء کو روانہ ہونگے۔ آپ سے درخواست ہے کہ خود اور حضرت اقدس قبلہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم ہمارے لئے دعائیں فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سفر کو دین کی خدمت کا ذریعہ بنائیں۔ خلوص نیت نصیب فرمائیں۔ نہ علم ہے نہ عمل نہ زہد نہ تقویٰ۔ صرف بزرگوں کی دعائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی لاج رکھیں۔

والسلام الاحقر عبدالرحیم اشعر ختم نبوت ملتان حال کراچی

نوٹ:- اپنے پرچہ میں ہمارے لئے دعا کا چوکٹا ضرور لگادیں۔ تاکہ ملک بھر کے لوگ دعا کردیں۔

(۲)

(الحق سے وابستگی)

۲۲صفر ۱۳۹۶ھ

محترم المقام حضرت مولانا محمد سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی، ماہنامہ الحق برابر آتا ہے لیکن دفتر میں بعض دفعہ کوئی ایسے صاحب وارد ہوتے ہیں تو کوئی پرچہ اڑا جاتے ہیں گزشتہ سال کے جب رسالے جلد بندی کیلئے اکھٹے کئے تو معلوم ہوا جلد ۱۰ شمارہ ۸، بابت ماہ جمادی الاخری ۱۳۹۴ھ غائب ہے۔ مہربانی فرما کر دفتری کو ہدایت فرمادیں کہ دفتر کے پتہ پر مندرجہ بالا شمارے ارسال فرمادیں تاکہ جلد مکمل ہو حضرت شیخ کی خدمت میں تسلیمات عرض کردیں۔ اسلام آباد کے بعد ملاقات بھی نہ ہوسکی۔

احقر الانام عبدالرحیم اشعر

(۲)

۷؍جمادی اول ۱۳۹۹ھ (کتاب قادیان سے اسرائیل تک کی تحسین اور مؤلف سے ملنے کی خواہش

○ چیدہ چیدہ اقتباسات الگ شائع کرنے کی ضرورت)

بخدمت جناب مدیر محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج گرامی، کافی دنوں سے خط لکھنے کا ارادہ تھا مگر کثرت اسفار اور مشغولی سے نہ لکھ سکا، برادر محترم ایک تو ''قادیان سے اسرائیل تک'' پڑھنے کے بعد مصنف کتاب جناب ابومدثر صاحب سے

[1] مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی اکابر میں سے اور رد قادیانیت کیلئے برہنہ تلوار علمی اور تحقیقی میدان میں بھرپور تعاقب کیا، قادیانی لٹریچر پر گہری نگاہ تھی قادیانیوں کو اسمبلی سے اقلیت قرار دینے کی تحریک میں قومی اسمبلی میں پیش کرنے کیلئے ملت اسلامیہ کا مؤقف کے نام سے احقر اور مولانا محمد تقی عثمانی کے لکھے گئے کتاب کے حوالوں کی تخریج اور تطبیق میں مدد فرمائی، قادیانی لٹریچر غلیظ پلندوں کے ڈھیر اٹھا کر اسلام آباد لائے تھے بڑی خوبیوں کے انسان تھے۔

ملاقات کیلئے دل چاہتا ہے وہ وہیں آپ کے پاس رہنے والے ہیں میں نے اس کتاب کو پڑھ کر یہ تاثر لیا کہ غلام احمد سے لیکر یہ ساری ٹولی جاسوسوں اور یہودی مذہب کی گماشتہ اور ایجنٹ تھی، پہلے خیال تھا کہ کچھ مبلغ انکے مذہب کے کام پر دھوکہ میں مبتلا ہونگے اپنا بھی ۳۲ سالہ مطالعہ ہے مگر یہ حقیقت کھلی "من اولـه الی آخره"، قادیانی ٹولہ پوری کی پوری ایمان فروش ٹولہ تھا، خیال یہ تھا کہ اس کتاب کے اقتباس چند چیدہ جیسے مسلمانوں کے روشن مستقبل کے بارے روشن مستقبل لکھی گئی تھی۔ مختصر مختصر اقتباس جس سے انکے ہر آدمی کے کردار سامنے آجائے تو بہتر ہے اور مصنف سے زیادہ آسانی سے اسکو اور کون سرانجام دے سکتا ہے۔ اپنی رائے عالی سے ان سے گفتگو کرکے مطلع فرمادیں وسط اپریل میں ربوہ کے سنگ بنیاد کا مسئلہ ہے یہ طے ہوجائے تو بندہ حاضر خدمت ہوجائے۔ گر آپ فرمائیں کہ وہ مصنف وہاں آپکے ہاں کا رہنے والا ہے یا کسی اور شہر میں سکونت پذیر ہے۔ حضرت الحاج بزرگوارم والد بزرگوار یادگار اکابر مولانا مدت فیوضہم کی خدمت میں بھی سلام عرض کردیں۔ احقر الانام عبدالرحیم اشعر ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان تغلق روڈ،

نوٹ: دفتر آپکے موقر ماہنامہ الحق کا خریدار ہے۔ نمبر ۱۲۲۳ مولانا محمد شریف ناظم دفتر تحفظ ختم نبوت ہے۔ تغلق روڈ ملتان ہے ہمیں جلد نمبر ۱۳ کا نمبر ۱۱ والا رسالہ الحق چاہیئے مطابق رمضان ۱۳۹۸ھ مطابق اگست ۱۹۷۸ کا ایک پرچہ مندرجہ ذیل پتہ پر دفتری کو ہدایت فرماکر بھجوادیں تاکہ ہماری فائل مکمل ہوجائے ہمارا رسالہ گم ہوگیا ہے۔ فقط والسلام احقر الانام عبدالرحیم اشعر

☆☆☆

مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی[1] چکوال

(برسلز اور لندن کے سلوک پر افسوس)

۲۶ اپریل ۲۰۰۵ء

مخدوم المکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیر بخیریت ہے، گزشتہ دنوں اخبارات میں پڑھا کہ آپ کے ساتھ اور آپ کے وفد کے ساتھ برسلز ائیرپورٹ پر جو ناروا سلوک[2] ہوا اس پر دلی طور پر دکھ ہے اور آج کے اخبار میں لندن سے آپ کی واپسی کے موقع پر بھی سابقہ رویہ باعث افسوس ہوا، اللہ تعالیٰ امت مسلمہ اور اسکے اکابرین کی عظمت رفتہ کو بحال فرمائے۔ آمین۔ عالمی استعماری طاقتیں مسلمانوں کو ہر محاذ پر شکست دینے کے لیے متحد ہیں، موجودہ حالات عالم اسلام کی تمام امت مسلمہ کے اتحاد کے قیام کا تقاضا کرتے ہیں، متحدہ مجلس عمل پاکستان بھی انہی وجوہ پر ظہور پذیر ہوئی تھی۔ بشری تقاضہ کے تحت اگر مجلس عمل کے دیگر اکابرین سے کچھ غلطیاں بھی سرزد ہوئی ہیں تو اس کے ازالہ کی بھی باوقار صورت اختیار کیجائے۔ اور اس اتحاد کو مزید مستحکم بنانے کے لیے سر جوڑ کر بیٹھا جائے، موجودہ حکمران اپنی بے حمیتی کی بناء پر مجبور محض ہیں ان سے امت مسلمہ کی بھلائی کی توقع محال ہے۔ موجودہ حالات کو آپ بہتر طور پر سمجھتے ہیں اور انشاء اللہ العزیز آپ سے بہتر فیصلے کی توقع ہے۔ خداوند کریم سب کا حامی وناصر ہو۔ احباب اور صاحبزادگان کی خدمت میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عبدالرحیم سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ نقشبندیہ چکوال

---

[1] مولانا غلام حبیب نقشبندی مرحوم کے فرزند اپنے بھائی مولانا عبدالرحمان قاسمی مرحوم کی وفات کے بعد مسند نشین ہوئے۔ اپنے عظیم والد اور مخلص بھائی کی طرح ایک عرصہ تک جمعیۃ اور ناچیز کے ساتھ وابستگی قائم رکھی مگر ایم ایم اے (مجلس عمل) کے بعض ہائی جیکروں کے نرغے میں آکر وراثت میں ملی جمعیۃ سے تعلق کو نباہ نہ سکے۔

[2] دیگر حصوں میں اس واقعہ کی تفصیلات موجود ہیں۔

مولانا عبدالرزاق[1] منارہ چکوال

(مدارس میں تعلیم کے ساتھ روحانی تزکیہ پر توجہ دی جائے ○ دارالعلوم دیکھنے پر شاندار ماضی چشم تصور میں)

۲۸/مارچ ۱۹۷۸ء

مولانا محترم۔ عاقبت بخیر باد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: آپکی ملاقات باعث مسرت اور باعث برکت ثابت ہوئی۔ کہ حضرت مولانا مدظلہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوگیا۔ اور دارالعلوم دیکھ کر شاندار ماضی چشم تصور کے سامنے آگیا۔

ایک بات کی وضاحت نہ ہوسکی۔ اکابر دیوبند کا معمول تھا۔ کہ دارالعلوم میں تعلیم کے ساتھ تربیت بھی کرتے تھے۔ اور تربیت میں تزکیہ باطن شامل تھا اور اس کا ذریعہ ذکر کی مجلسیں تھیں۔ امید ہے آپ کے ہاں بھی ذکر الٰہی کا اہتمام ہوتا ہوگا۔ اللہ کرے ایسا ہی ہوتا کہ طلبہ اہل دماغ ہونے کے ساتھ اہل دل بھی ہوکر میدان میں نکلیں، یہ چند کتابیں ارسال کر رہا ہوں ان کا مطالعہ فرمائیں اور احادیث کے نقطہ نگاہ سے ان کے متعلق اپنی قیمتی رائے ارشاد فرمائیں۔ یہ نہ خیال کیجئے کہ رابطہ قائم رکھنے کا ایک بہانہ ڈھونڈ لیا وہ تو ان انشاء اللہ تعالیٰ قائم ہی رہیگا۔

حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت میں نیاز مندانہ سلام عرض کریں اور میرے لئے حسن خاتمہ کی دعا کی درخواست کریں۔

والسلام: ناچیز عبدالرزاق عفی عنہ

☆☆☆

مولانا عبدالرزاق اسکندر[2] نیوٹاؤن کراچی

(۱)

۲۹/۱۱/۱۳۹۴ھ مطابق ۱۴/دسمبر ۱۹۷۴ء (مولانا بنوریؒ کے نام خط)

برادر محترم ہو فقکم اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا پہلا خط حضرت مولانا بنوری مدظلہ کے نام آیا مولانا سفر پر تھے واپسی پر پھر داخل بلاد سفر رہا اور اب سفر حج پر تشریف لے جاچکے ہیں۔ سفر سے واپسی پر آپکا مکتوب پیش کردیا جائیگا۔ والسلام عبدالرزاق

(۲)

(مولانا محمد یوسف لدھیانوی پر ماہنامہ بینات کی خصوصی اشاعت)

محترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب، زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کی دینی خدمات کا تقاضہ ہے کہ ان کی زندگی کے تمام شعبوں کو اجاگر کرکے امت کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ امت ان خطوط سے رہنمائی حاصل

---

[1] خانقاہ منارہ چکوال کے شیخ طریقت مولانا حافظ اللہ یار مرحوم کے خصوصی معتمد ان کے ارشادات کے ناشر اور ترجمان تھے، اس وقت حافظ محمد اکرم اعوان صاحب کی دم سے اس سلسلہ اور خانقاہ کی رونق قائم ہے۔

[2] مولانا نے جامعہ نیوٹاؤن میں تکمیل علم کے بعد جامعۃ اسلامیہ مدینہ منورہ، لیبیا کے اسلامی یونیورسٹی وغیرہ سے علمی استفادہ کیا۔ ڈاکٹریٹ بھی کیا۔ احقر ۸۳ء میں پہلے سفر حج کے سلسلہ میں مدینہ طیبہ پہنچا۔ وہاں قیام جامعہ اسلامیہ کے ابتدائی دور کے پاکستانی طلبہ کے بیچ میں مولانا بھی شامل تھا۔ مولانا عبداللہ کاکاخیل مرحوم، مولانا حسن جان صاحب یہ سب ساتھی تھے میرے لئے رحمت ثابت ہوئے دوڈھائی مہینہ ان کی رفاقت میں علمی رحلات میں شرکت اور جامعہ کے بعض اہم اساتذہ کے کلاسوں میں استفادہ کا موقعہ ان حضرات کی برکت سے ملا۔ مولانا حسن خلق اور نجابت وشرافت کے پیکر ہیں۔ اس وقت سے دوستی کا مضبوط رشتہ استوار ہے۔ مفتی احمد الرحمٰن مرحوم کے بعد جامعۃ العلوم بنوری ٹاؤن کراچی کا اہتمام بھی ان کے سر ہوا۔ (س)

کرے، کیونکہ جو قومیں اپنے اسلاف کے کارناموں کو یاد رکھ کر اپنی زندگیاں ان کے نقش قدم پر استوار کرتی ہیں وہ کامیابی کے مراحل طے کرتی ہیں اور ان کا علمی اور عملی ورثہ محفوظ رہتا ہے۔ تاریخ اسلام اس کا گواہ ہے کہ اس نے اپنے اسلاف کے کارناموں کو ہمیشہ یاد رکھ کر محفوظ رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں ماہنامہ "بینات" نے فیصلہ کیا ہے کہ حضرت اقدس مرشد العلماء، شہید ناموس رسالت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی دینی خدمات پر ایک ضخیم وخصوصی نمبر شائع کرے۔ یہ نمبر ماہنامہ "بینات" رجب، شعبان اور رمضان ۱۴۲۱ھ کا مشترکہ شمارہ ہوگا۔ (انشاء اللہ)

حضرت اقدسؒ سے آپ کے تعلق کی بناء پر آپ سے درخواست ہے کہ حضرت کی علمی، عملی، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، رد قادیانیت، اصلاح ومواعظ، تصنیف وتالیف اور دیگر شعبوں سے متعلق کوئی مضمون یا مقالہ ارسال فرما کر اس عظیم دینی خدمت میں معاونت فرمائیں آپ کا یہ مضمون ہمارے لئے بہت بڑا علمی ذخیرہ ہوگا۔ اگر آپ کے پاس حضرت شہیدؒ کی کوئی تحریر یا خط ہو تو وہ بھی ارسال فرمائیں تاکہ حضرت اقدسؒ کے نوادرات میں ان کو شامل کیا جاسکے۔ ہماری گزارش ہے کہ یہ مضمون بہت جلد ارسال فرمادیں تاکہ خصوصی نمبر رمضان المبارک سے قبل شائع کیا جاسکے۔ مضمون کی اشاعت کیساتھ آپکو یہ خصوصی نمبر بھی ارسال کیا جائے گا اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وعافیت کیساتھ رکھے اور بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین نوٹ: مضمون کم از کم ۵ رجب تک ضرور پہنچ جائے ورنہ اسے خصوصی نمبر میں شامل کرنا مشکل ہوگا۔

برائے رابطہ، مولانا سعید احمد جلالپوری نائب مدیر ماہنامہ بینات کراچی

والسلام ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رئیس جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

☆☆☆

ڈاکٹر عبدالرشید۔ صدر شعبہ اسلامیات کراچی یونیورسٹی

(۱)

کراچی ۷/ مارچ ۱۹۸۳ء (رسالہ کا معیار بہت پسند)

محترم المقام جناب سمیع الحق صاحب، السلام علیکم، خط اور رسالوں کا بے حد شکریہ، میں تمام مضامین کا مطالعہ کرکے بہت جلد کچھ عرض خدمت کرونگا۔ میرے لیے یہی کافی ہے کہ مضمون پر حضرات نے توجہ دی۔ آپ اطمینان فرمائیں میرا تبصرہ بے لاگ اور جواب در جواب سے مبرا ہوگا۔ ساتھیوں نے آپ کے رسالہ کے معیار کو بہت پسند فرمایا۔ کیا اسکے گزشتہ سالوں کے شمارے دستیاب ہیں۔ کراچی میں آپکا کوئی نمائندہ ہے یا براہ راست ساتھی رجوع کریں۔ کراچی تشریف لائیں تو زیارت وخدمت کا موقع میرے لیے باعث سعادت ہوگا۔

فروری کا الحق بھی مطالعہ کرونگا جسکا انتظار ہے۔ مارچ کیلئے تبصرہ پیش خدمت کردونگا۔ طالب دعا عبدالرشید

(۲)

۵/ رجب ۱۴۰۳ھ (روشنیہ تحریک اور قیام پاکستان ○ پیر بابا اور پیر روشن کی باہمی مخالفت)

محترم المقام سمیع الحق صاحب، ایڈیٹر الحق، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، شکریہ کہ آپ نے میرے مضمون "روشنیہ تحریک اور قیام پاکستان" کو الحق میں شائع کیا اور پھر اس سلسلے میں تمام حضرات کی رائے بھی قارئین کرام تک پہنچائی، میں نے جنوری ۱۹۸۳ء تک کے شمارے مطالعہ کئے۔ چونکہ ابتدا میرے مضمون سے ہوئی تھی لہٰذا محققین کرام اور قارئین تک میرے جذبات اور حقائق کو بھی پہنچانا آپکا فرض ہے۔ تاکہ کوئی

شک وشبہ باقی نہ رہے، محترم میں نے ''صوفیائے سرحد کی علمی اور اصلاحی خدمات (دسویں صدی ھ) پر پی ایچ ڈی کا مقالہ تحریر کیا، جسکی بنیاد دسویں صدی ھ کی دو اہم شخصیتوں حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا اور بایزید انصاری پیر روشن پیر تاریک کی باہمی مخالفت کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ نتیجہ پیش کرنا تھا کہ ان حضرات کی باہمی مخالفت صرف اور صرف مذہبی تھی۔ میں نے اس سلسلے میں تمام طرح کی تحریروں کا مطالعہ کیا، خواہ وہ فارسی میں تھیں، عربی میں، پشتو میں، انگریزی یا اردو میں، مقالہ کی تیاری کے سلسلے میں میں نے وادی سوات کا متعدد بار دورہ کیا، آستانہ عالیہ پیر بابا کے سید معین الدین شاہ صاحب سے ملاقات کی، ان سے انٹرویو لیا، پرانے بزرگوں سے ان دونوں حضرات پیر بابا اور بایزید) کے متعلق روایات سنیں بایزید اور اخوند درویزہ کی تصانیف اور ان سے متعلق تصانیف کا گہرا مطالعہ کیا اور پھر غیر جانبدارانہ نتیجہ پیش کر دیا، مقالہ زیر طبع ہے، بر سر عام آنے پر پورے حالات کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔ ضروری گزارش یہ ہے کہ میں نے ابتدائی مذہبی تعلیم حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی جیسی شخصیت سے حاصل کی۔ پشتو میری مادری زبان ہے کسی کیمپ سے تعلق نہیں ایک نوجوان استاد ہوں اور تحقیق و جستجو کا جذبہ ہے، صوبہ سرحد سے تعلق رکھنے کیوجہ سے یہ ضروری سمجھا کہ جن حضرات نے نامساعد حالات کے باوجود اسلام اور مسلمانوں خصوصاً صوبہ سرحد کے عوام کی خدمت کی ہے اس سے دنیا کو آگاہ کروں کیونکہ مورخین نے اس سلسلے میں دانستہ یا غیر دانستہ طور پر ان اور ان جیسے دیگر حضرات کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ کچھ حضرات نے میرے عقیدہ کے بارے میں ''ظن'' سے کام لیا، میں ان سب کو درگزر کرتا ہوں اتنا ضرور عرض کرونگا کہ ایک سکالر کو جذبات سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ حقائق کو تاریخی پس منظر میں دیکھنا چاہیئے۔ سرسری وضاحت کیلئے دو مضامین پیش خدمت ہیں۔ علی الترتیب شائع کردیں بہت سارے حضرات کی تشفی ہوگی اور غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ تمام سکالر حضرات، قارئین اور خصوصاً آپکا شکریہ۔ مکرر و شکریہ کیساتھ ڈاکٹر عبدالرشید

☆☆☆

مولانا محمد عبدالرشید[1] پھلن شریف

(۱)

(مولانا عبدالحق عباسی مدنی کا حکم برائے ترسیل ○ ارشادات مولانا عبدالغفور برائے ماہنامہ الحق)

۲۵ اکتوبر ۱۹۶۹ء

بخدمت اقدس محترم و مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دام ظلکم العالی، بعد از ہدیہ تسلیم عرض آنکہ، حضرت قبلہ مرشدی و مربی جناب صاحبزادہ صاحب مولانا عبدالحق صاحب عباسی مدنی مدظلہ العالی کا حکمنامہ بذریعہ حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب کراچی اس عاجز کے پاس پہنچا۔ کہ حضرت قبلہ مرشدنا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات جو آپکے پاس محفوظ ہوں وہ نقل کر کے اکوڑہ خٹک روانہ کریں، تاکہ رسالہ الحق میں چھاپ دیئے جاویں۔ یہ عاجز اس قابل نہیں کہ کچھ تحریر میں لاسکے ہر لحاظ سے عاجز ہوں علم میں بھی اور عمل میں بھی سب سے ناقص ہوں۔ حضرت والا کے خدام میں بہت بڑی ہستیاں موجود ہیں جنکو کافی مدت حضرت قدس سرہ کی صحبت بابرکت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ یہ عاجز چند یوم حضرت والا کی صحبت بابرکت میں رہا۔ پوری طرح سے حضرت کے ارشادات جمع نہ کر سکا۔ لیکن حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ کے حکم کے مطابق چند ارشادات نقل کر کے روانہ خدمت کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ ماہنامہ میں قسط وار چھپواتے رہینگے۔ فی الحال

---

[1] ملفوظات مشائخ نقشبندیہ اور امارات پر ماہنامہ الحق میں شائع کرواتے رہے (س)

دو قسطیں روانہ خدمت ہیں باقی بھی انشاء اللہ جمع کر کے روانہ خدمت کرونگا۔ بندہ نے ہر ممکن حضرت کے ارشادات لفظ بہ لفظ تحریر کئے ہیں۔ اگر کوئی غلطی معلوم ہو تو اسکی تصحیح کر دی جاوے۔ اس عاجز کو بھی دعا سے یاد فرمادیں۔ واپسی جواب سے مطلع فرمادیں۔

محتاج دعا بندہ محمد عبدالرشید مہتمم مدرسہ عربیہ نورالھدیٰ پھلن شریف

(۲)

۲۹ جنوری ۱۹۷۱ء (مولانا فضل علی قریشی کے ملفوظات)

بخدمت اقدس محترم ومکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بندہ بوجہ عدم موجودگی کے سالانہ چندہ ارسال نہ کر سکا، اب جناب رسالہ کو وی پی کر کے ارسال فرمادیویں۔ نیز مضامین کا سلسلہ انشاء اللہ جاری رہیگا۔ میرے قبلہ مرشدی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد حضرت مولانا محمد فضل علی قریشی مسکین پوری رحمۃ اللہ کے ملفوظات کا کچھ حصہ قلمی محفوظ ہے اسمیں سے احباب کے فائدہ کیلئے ارسال کئے جائینگے۔ امید ہے کہ جناب والا انکو پہلی قسطوں میں چھپوانے کی کوشش فرمادینگے۔ احباب سلسلہ اکثر تاکید کرتے رہتے ہیں۔ نیز دعا سے یاد فرماتے ہیں۔ جملہ احباب کو سلام۔

محتاج دعا بندہ محمد عبدالرشید ساکن پھلن شریف

(۳)

۱۴ اگست ۱۹۷۱ء

بخدمت اقدس محترم المقام مولانا صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، یہاں رسالہ الحق بدستور آرہا ہے۔ حضرت والا مدنیؒ کے ملفوظات الحق میں کافی آچکے ہیں اور بحمد اللہ مقبول ہیں اور حضرت غریب النواز محمد فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر بھی ایک دو رسالہ میں آچکی ہیں۔ مزید بندہ ارسال کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ فی الحال تین قسطیں ارسال خدمت ہیں۔ امید ہے کہ جلدی چھپ جاویگی۔ دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ مزید توفیق بخشے۔ بندہ محمد عبدالرشید نقشبندی پھلن شریف

☆☆☆

مولانا عبدالرشید ارشد[1] مکتبہ رشیدیہ لاہور

(۱)

۲۹ رجون ۱۹۷۱ء (کتاب بیس بڑے مسلمان حضرت تھانوی کے متعلق مقالہ اصل مضمون نگار کے بجائے کسی دوسرے نام سے شائع ہونے کا معاملہ)

محترم المقام زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ''بیس بڑے مسلمان'' نامی کتاب کی ترتیب کے وقت حضرت تھانویؒ کے متعلق ایک عمدہ اور مفصل مضمون کی ضرورت تھی مطبوعہ ہو یا غیر مطبوعہ، کراچی میں ایک بہشتی زیور چھپا کہ جہاں غلام محمد صاحب رہتے ہیں آج سے چھ سات

---

[1] مولانا مرحوم دیوبندی علماء میں صحافت وادارت، تحقیق وتصنیف کے مرد میدان تھے۔ ماہنامہ الرشید کے ذریعہ تاحیات علمی دینی تحقیقی خدمات انجام دیتے رہے دارالعلوم دیوبند پر تاریخی ضخیم نمبر نکالا۔ مولانا آزاد مرحوم کے شہرہ آفاق مجلہ ''الھلال'' کو دوبارہ عکسی زندگی دی، جس میں میرے مشورے اور ترغیب کا بنیادی حصہ ہے۔ جس کے عکسی ایڈیشن کے دیباچہ میں اعتراف وتشکر موجود ہے۔ اس کے ساتھ مکتبہ الرشید کے ذریعہ عظیم الشان اشاعتی خدمات انجام دیں اور اکابر دیوبند کے اہم شہکار کتابوں کو نئی زندگی بخشی ناچیز کے ساتھ تعلق اور گہرے روابط کا اظہار خطوط سے ہو رہا ہے۔ ۲۰ بڑے مسلمان اور بعد میں دوسری جلد کے ذریعہ صف اول کے اکابر دیوبند کے سوانح شائع کئے۔

سال قبل اس کے شروع میں .... کے نام سے حضرت تھانویؒ کے متعلق ایک ایسا مضمون نظر پڑا۔ ہم نے وہاں سے نقل کر کے ’’بیس بڑے مسلمان‘‘ کی زینت بنادیا اور اوپر نام .... [1] ہی لکھ دیا۔ کتاب چھپی اور مولانا محمد اشرف صاحب اسلامیہ کالج پشاور کے پاس پہنچی تو انہوں نے متنبہ فرمایا کہ حضرت تھانویؒ والے مضمون کا دوسرا حصہ ’’مجدد الملت کے آثار علمیہ‘‘ حضرت سید سلیمان ندوی علیہ الرحمۃ کا ہے ہم نے فوراً ان کو جواباً عرض کیا کہ آئندہ ایڈیشن میں اسکی تلافی کردی جائیگی۔ نیز انہوں نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ ’’معارف‘‘ میں سید صاحب کا یہ مضمون چھپا تھا۔ اور اس میں اسکا عنوان ’’حکیم الامت کے آثار علمیہ‘‘ تھا۔ غلام محمد صاحب بی۔اے حضرت سید صاحب کے تربیت یافتہ ہیں۔ اور ’’تذکرہ سلیمان‘‘ انہوں نے ترتیب دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاصے اچھے انسان ہیں۔ لیکن اس مکتوب کو پڑھکر جو ’’علمی بددیانتی‘‘ کے عنوان سے آپ کے ’’الحق‘‘ کے شمارہ جون میں شائع ہوا خاصی تکلیف ہوئی کہ انہوں نے اس بارے میں آپ کو تو خط لکھ دیا۔ لیکن مکتبہ رشیدیہ سے استصواب نہ کیا اور آپ پر بھی یہی افسوس ہے کہ آپ نے اتنی بڑی کتاب کے متعلق اس طرح کا شائع کرنا فوراً گوارا فرمالیا۔ اتنی بڑی کتاب اور اس کا ترتیب دینے والا آخر اپنے دوست احباب پر کچھ تو حق رکھتا ہے۔ آخر آپ نے کیوں استصواب نہ کیا۔ شاید کتاب آپ کی نظر سے نہیں گزری۔ اتنی بڑی کتاب جو اکابر کے حالات پر مشتمل ہے اور جسکو شائع کر کے مجھ جیسے ہیچمدان نے پوری جماعت کی جانب سے فرض کفایہ ادا کردیا۔ آخر اسکا جماعت پر کوئی حق نہیں ہے؟ غلام محمد صاحب کے مضمون میں جس شخص کے متعلق اشارے ہیں انکا نام حذف کردیا گیا ہے اور یہ مکتوب پڑھ کر بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری بددیانتی مرتب کی ہے۔ کہ شاید یہ مضمون اُسکا ہو۔ جن لوگوں کے پاس کتاب بھی ہے اور وہ ’’الحق‘‘ بھی پڑھتے ہوں۔ انکی تعداد شاید پچاس سو سے زیادہ نہ ہو۔ اور ’’الحق‘‘ جتنے افراد کی نظر سے گزرتا ہے ان کی تعداد کم از کم پچاس ہزار ہوگی۔ ظاہر ہے کہ یہ لوگ پڑھے لکھے ہونگے ان سب کی نظروں میں ’’مکتبہ رشیدیہ‘‘ کی جو حیثیت رہی ہوگی اسکو آپ بھی محسوس کر سکتے ہیں۔ ایک ایسا ادارہ جو علمی کام کرنیکی خاطر قائم کیا گیا ہے احباب اگر سہواً اسکی اسطرح خدمت کرتے رہے تو یہ بہت بڑی خدمت ہوگی۔ خیال تھا کہ آئین شریعت کانفرنس میں آپ سے بالمشافہ گفتگو کرونگا۔

لیکن ملاقات نہ ہوسکی۔ جو مکتوب ’’الحق‘‘ میں چھپا ہے اسکا عنوان اگر ایک غلطی کی اصلاح ہوتا اور نیچے مضمون میں جہاں جہاں نام حذف ہے وہاں یہ نام درج ہوتا تو پھر بھی ایک بات تھی۔ غلطی ہو جاتی ہے اور بددیانتی جان بوجھ کر کی جاتی ہے۔ نہ معلوم اس دور میں یہ لفظ اسقدر عام کیوں ہوگیا ہے۔ ذرا سے اختلاف پر لوگ ایک دوسرے کو بددیانت بنانے پر تل جاتے ہیں۔ اگر غلام محمد صاحب جیسے اہل علم و عمل بھی اس لفظ کی شناعت و قباحت پر توجہ دیئے بغیر اسکا عام استعمال شروع کردیں تو پھر وہ کون لوگ ہوں گے جو اسکا خیال کریں گے۔

<u>ایک عظیم خدمت:</u> ’’بیس بڑے مسلمان‘‘ جس دن چھپ گئی تھی تو مجھے یوں محسوس ہوا تھا کہ ۲۰ بڑے مسلمان نامی کتاب میری زندگی کا مقصد پورا ہوگیا۔ کیا یہ المیہ نہیں تھا کہ جن اکابر کی بدولت صحیح دین ہم تک پہنچا۔ اور جنہوں نے پوری زندگی ملک و ملت کیلئے وقف کئے رکھی ہم بائیس سال تک ان کے حالات بھی موجودہ اور آئندہ نسل کیلئے محفوظ نہیں کر سکے تھے۔ اس کتاب کی اشاعت سے قبل میں ایسا محسوس کرتا تھا کہ میرا ضمیر ہر وقت مجھے ملامت کر رہا ہے کہ تمکو جب اس کام کا احساس ہے تو پھر کرتے کیوں نہیں۔ میں نے اگرچہ ادھر ادھر سے کچھ مضامین لکھوا کر کچھ کتابوں میں سے ترتیب دے کر یہ کتاب ترتیب دی ہے۔ تاہم اپنی جگہ یہ اتنا بڑا کام ہے کہ جن کی داد آپ بھی دیں گے ایک کتاب بھی ارسال خدمت ہے) والسلام عبدالرشید

---

[1] ڈاکٹر غلام محمد بی اے کراچی کے خطوط میں اس معاملہ پر کچھ روشنی پڑتی ہے اصل مضمون نگار کا مقالہ کسی دوسرے بزرگ کے نام سے شائع ہونے پر یہ بدمزگی پیدا ہوئی۔

(۲)

۱۹ رمضان ۱۳۹۴ھ

(مکتبہ رشیدیہ کے اغراض و مقاصد)

محترمی زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ کے اغراض و مقاصد کی کاپی اور احساس عزم، عہد کی تکمیل نامی کتابچہ ارسال خدمت ہے، کیا جناب اسپر تبصرہ فرمائیں گے؟ ہوسکتا ہے کہ بظاہر نظر یہ ایک تجارتی سکیم نظر آئے لیکن دراصل یہ ایک بلند مقصد اور اعلیٰ نصب العین ہے جسکی غرض و غایت اشاعت علوم اکابر ہے اور بس بعض جماعتیں سیاسی اور دینی کہلوا کر تجارت زیادہ کرتی ہیں اور کام کم۔ ہم نام تجارت کا لینگے لیکن جو روح اس میں کارفرما ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔ کتابچہ میں میں نے اپنے مافی الضمیر کو پوری طور پر ادا کردیا ہے یا نہیں۔ لیکن آپ ایسا صاحب نظر بین السطور سے اسکو ضرور ملاحظہ کریگا۔ اگر یہ کوئی مشن ہے تو مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ آپ سے مطالبہ کروں کہ آپ اپنے موقر جریدہ میں دل کھول کر نہ صرف رسمی تبصرہ فرمائیں بلکہ مکتبہ کی سرپرستی کرتے ہوئے تائید فرمائیں۔

والسلام مع الاحترام عبدالرشید ارشد

(۳)

۲۴ رمئی ۱۹۷۶ء

(دعا بعد الجنازہ اور اکابر دیوبند کا مجموعی مسلک)

محترم المقام زید مجدکم! سلام مسنون نیاز مقرون، آپکا مرسلہ ڈرافٹ مل گیا تھا۔ خوشنویس سے کچھ صفحات مزید آ گئے ہیں وہ کل بھیج دونگا انشاء اللہ، میری تحریر اور یادداشت کے مطابق آپ کل[1] کتابیں خود ۲۱۵ لیکر گئے تھے۔ اور یہاں جو رکھی ہیں وہ میں نے ابھی گنی نہیں، وہ بھی کل کو گن کر لکھونگا۔ دعا بعد جنازہ کے متعلق جو مضمون تازہ "الحق" میں شائع ہوا ہے اسپر ادھر دوست بہت ناراض ہیں۔ جن میں ایک میں بھی ہوں۔ ہمارا اکابر دیوبند کا مجموعی مسلک کسی بھی صورت میں صفیں توڑ کر یا بحالہ مانگنا مشروع یا جائز نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو میں اسپر ایک مضمون لکھ کر الحق میں بھیجدوں۔ آخر اسکو شائع کرنیکی کیا ضرورت تھی۔ مولانا سرفراز صاحب[2] اور میں نے اسپر علیحدہ علیحدہ کتاب بھی لکھی ہے میں کیا اور میری بساط کیا، لیکن مولانا سرفراز کی کتاب کو ہمارے تمام حلقہ میں استناد کا درجہ حاصل ہوا ہے۔ ہوسکتا ہے آپ کے علاقہ میں اس میں کچھ ہمارے ہی حلقہ میں اختلاف ہو اور آپ حضرات مجوزین کے حق میں ہوں۔ لیکن یہ کیا ضروری تھا کہ "الحق" میں اس کی اشاعت کی جاتی، کیا آپ اسپر جواباً کچھ روشنی ڈالیں گے۔ حضرت مولانا کا کیا حال ہے؟ سنا ہے طبیعت خاصی علیل ہوگئی ہے۔ کسی وقت اکوڑہ حاضری کو دل چاہتا ہے۔ لیکن گرمی اور لمبے سفر سے خوف آتا ہے ہوسکتا ہے ہفتہ عشرہ میں حاضری دوں۔ شفیق صاحب کو سلام عرض کریں۔ رانا صاحب، نذیر صاحب سلام کہتے ہیں۔ والسلام: عبدالرشید ارشد

(۴)

۹ راگست ۱۹۷۶ء

(الرشید کے شخصیات نمبر کے بارہ میں مشاورتی مجلس کی ضرورت)

محترم المقام زید مجدکم! سلام مسنون نیاز مقرون، خیریت جانبین مطلوب و محبوب، چند دن ہوئے ایک عریضہ مع اشتہار "مواھب الرحمان"

---

[1] میرے مرتب کردہ مواعظ حضرت شیخ الحدیث مرحوم بنام دعوات حق وغیرہ کی طباعت و کتابت میں مولانا ارشد مرحوم نے بڑی زحمت اٹھائی اور اپنے نگرانی میں کتابت و طباعت کے کٹھن کام میں تعاون فرماتے رہے خطوط میں ایسے امور کا جگہ جگہ ذکر ہے فرحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

[2] علامہ مولانا محمد سرفراز خان صفدر شیخ الحدیث مصنف محقق

ارسال خدمت کیا تھا۔ ''شخصیات نمبر''[1] کے متعلق خیال تھا کہ ایک مجلس مشاورت بلائی جائے۔ جسمیں مولانا محمد تقی عثمانی، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا حبیب اللہ صاحب اور آپ کے علاوہ یہاں لاہور کے کچھ مقامی حضرات شریک ہوں اور فیصلہ کیا جائے کہ کن کن حضرات کا تذکرہ ہو اور پھر اصحاب قلم کا انتخاب کر کے ان سے عرض کیا جائے کہ آپ نے فلاں شخصیت کے متعلق لکھنا ہے۔ یہ مجلس رمضان سے قبل لاہور میں منعقد کرنیکا خیال تھا۔ لیکن موسم کی صورت کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ کچھ سمجھ نہیں آتا کہ کیا جائے۔ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کا کئی دن ہوئے والا نامہ آیا تھا کہ ۱۰ شعبان مقرر ہو اور خیال تھا کہ آپ کو عرض کروں لیکن بارشوں اور سیلاب نے ملک کو آن گھیرا۔ بہر حال اطلاعاً عرض ہے کہ یہ مجلس پانچ سات دن کے نوٹس پر بلائیں گے امید کہ تشریف ارزانی فرمائیں گے۔ دعوات حق کی کتنی ابھی تک نہ ہوسکی۔ ہر وقت ''تحیت'' غالب رہتی ہے۔ چھوٹے موٹے کام خود ہی کرنا پڑتے ہیں۔ ہم نے ایک پریس میں حصہ ڈالا ہے اب آپ کی کتاب انشاء اللہ ہم شائع کریں گے۔ اگر کتابت مکمل ہوگئی ہو تو مطلع فرمائیں۔ انشاء اللہ کام عمدہ ہوگا۔ آپ ترتیب دیکر اور صفحات لگوا کر بھیجدیں یا حکم ہو تو خود حاضر ہو کر لیجاوں۔ آپ کو آنے جانیکی اس بارہ میں زحمت نہ کرنا ہوگی۔ جلد بھی انشاء اللہ پہلے سے بہتر بندھوائیں گے اور ساری ذمہ داری میں اٹھاوں گا۔ حضرت کے مزاج کیسے ہیں؟ سلام اور دعا کی درخواست، شفیق کہاں ہیں ان کی خدمت میں بھی سلام عرض ہے۔

(۵)

۱۴ ستمبر ۱۹۸۱ء (مولانا ابوالکلام کے الھلال کی دوبارہ احیاء اور اشاعت ڈھائی ہزار سے زیادہ صفحات O ہفت افلاک سر کرنے کا کام O الھلال کی ایک سیٹ صدر ضیاء کو پیش کرنے کی خواہش)

محترم المقام زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عریضہ اس لئے ارسال خدمت نہ کرسکا کہ تیسری جلد ابھی مکمل شائع نہیں ہوئی۔ تین چار دن ابھی اور لگیں گے۔ خیال تھا کہ مکمل ہو تو پھر خوشخبری دوں اور ساتھ ہی بقایا دو جلدیں آپ کیلئے اور ایک سیٹ مدرسہ کیلئے قیمتاً بوضع کمیشن بھیجوں۔ آپ نے پہل فرمائی۔ الخیر للمتقدم۔

الحق میں آپ نے جو شائع فرمایا بہت خوب کیا۔ لیکن ایک ٹیکنیکل غلطی فرمادی جو یہ کہ ۱۱۵۰ صفحات پر مشتمل جلد تو صرف ۱۹۱۳ء کی ہے ۱۲۔۱۴ء ملا کر تو ۲۷۰۰ صفحات بن جاتے ہیں۔ یہ تحریر فرمانا چاہیے تھا کہ ہمارے سامنے اسوقت ۱۹۱۳ کی جلد مشتمل صفحات نمبر ۱۱۵۰ ہے۔ جبکہ دو جلدیں ۱۲۔۱۴ کی اور ہیں۔ اگر آئندہ شمارے میں اصلاح فرمادیں تو بڑا کرم ہوگا کہ جو لوگ جانتے ہیں کہ ڈھائی سال الہلال نکلتا رہا اور پھر ہر شمارہ کے ۲۰ یا ۲۴ صفحات ہوتے تھے وہ حیران ہوں گے کہ یہ کیا بات ہے۔ نیشنل بک سنٹر کے انچارج سے ملنا ہے کہ وہ تمام سنٹروں کیلئے سیٹ خریدیں اور یہ آپکی معرفت ہوگا آپ ہی نے فرمایا تھا کہ ایسا کریں۔ آپ یہ پروگرام بنا کر مجھے معلوم فرمائیں کہ میں کب پنڈی حاضری دوں تا کہ ان سے ملاقات کر کے آرڈر لیا جاسکے اور پھر ایک سیٹ صدر صاحب کو بھی پیش کرنیکا خیال ہے، کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ یہ بھی آپ کی معرفت ہو یعنی آپ وقت لے لیں جسمیں میرا نام بھی ہو کہ ملاقات کرنا ہے۔ ان کیلئے عمدہ جلد بنوا رہا ہوں۔ جواب کا منتظر رہونگا۔ حضرت مولانا سے سلام اور دعا کی درخواست سلام قبول فرمائیں۔ شفیق میاں کیسے ہیں۔ والسلام عبدالرشید

(احیاء الھلال میں احقر کا حصہ)

[1] علامہ عبدالرشید لاہور نے مکتبہ رشیدیہ الہلال اکیڈمی ماہنامہ الرشید اور جامعہ الرشید ساہیوال کے ذریعہ بڑی خدمات انجام دیں جس میں بیس بڑے مسلمان ضخیم، دارالعلوم دیوبند، مناقب نبوی پر نعتیہ ضخیم شمارے نہ مٹنے والی خدمات کا ایک حصہ ہیں۔ میرے مشورہ پر مولانا ابوالکلام آزاد کے معرکۃ الآرا نایاب اخبار الھلال کو فوٹو لے کر اصل شکل میں شائع کیا اور اسے نئی زندگی دی' محدود وسائل سے خط میں اس ہفت افلاک کو سر کرنے کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس نئے ایڈیشن کے آغاز میں وہ یہ ساری تفصیل خود لکھ چکے ہیں۔

(۶)

۶ر مارچ ۱۹۸۲ء

(وفاقی مجلس شوریٰ کی رکنیت کے بارہ میں ملے جلے ردعمل کا اظہار ○ احقر کی قرارداد اور مخالفین کی قیاس آرائیاں)

محترم المقام زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جس دن[1] وفاقی مجلس شوریٰ کے ارکان کا اعلان ہوا، ٹیلی وژن پر صدر صاحب کی تقریر بھی سنی اور بعد میں اسماء گرامی بھی سنے جن میں منجملہ کئی اور احباب کے آپ کا اسم گرامی بھی تھا۔ خوشی بھی ہوئی اور دل بھی چاہا کہ ٹیلی گرام دوں یا پھر خط لکھوں لیکن نہ معلوم کیوں نہ ایسا کیا۔ اور کسی کو بھی نہ خط لکھا نہ مبارکباد دی۔ اب جو "الحق" میں ان اصحاب کے نام پڑھے اور مبارکباد کے خطوط مطالعہ کئے تو خیال ہوا کہ یہی وجہ تھی کہ خط کی خواہش کے باوجود خط نہ لکھا جاسکا کہ نام آجاتا۔ رسمی مبارکباد سے غیر رسمی مبارکباد جو دل سے نکلے اور ساتھ دعا ہو وہ بہرحال اچھی شے ہے۔ ایک دوست جو وفاقی مجلس کے ممبر ہیں ان سے ملاقات ہوئی اور پوچھا کہ مفتی[2] محمد حسین صاحب نعیمی چیئرمین کے خلاف بیانات کیوں دے رہے ہیں تو انہوں نے بتایا کہ میں اس کا پس منظر تو دیوبندی بریلوی نزاع سمجھتا ہوں۔ ہم سواد اعظم ہیں ہمارے ممبر کی تجویز زیر بحث (یعنی نعیمی صاحب کی) نہیں لائی گئی اور آپ کے دیوبندی ممبر کی تجویز پر بحث ہوگئی اور پھر پنجاب سے قاری سعید الرحمان صاحب کو وائس چیئرمین بنادیا گیا۔ اس کی بھی تکلیف ہوگی بہرحال وہ بطور لطیفہ کے بیان کررہے تھے اور ایک دوسرے ممبر کو کہہ رہے تھے کہ آپ کو علم ہے کہ جب اس تجویز پر بحث ہورہی تھی تو مفتی صاحب کا نام پکارا گیا لیکن وہ ایوان میں موجود نہیں تھے اور کہتے یہ ہیں کہ مجھے دعوت نہیں دی گئی۔ اس کے علاوہ اور بھی کچھ دلچسپ باتیں سنائیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ آپ کو اگر وہاں لے گیا ہے اور یہ مجلس کچھ کام کرتی ہے تو پھر اکابر کی سنت دعوت وعزیمت پر عمل کرنا ہے اور اگر کسی مرحلہ میں سخت قدم اٹھانا پڑا تو اس سے بھی گریز نہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اسکی استقامت عطا فرمائے۔ "الہلال" کی تقریب کے متعلق محترم جناب میر علی احمد صاحب[3] تالپور سے بات ہوگئی تھی دو ماہ قبل وہ ماں گئے تھے لیکن تاریخ نہ لے سکا۔ اور اسلام آباد جانہ سکا۔ اب تین دن قبل یہاں لاہور ہی میں دوبارہ ملاقات ہوگئی تو ۲۶ر مارچ یا ۲ر اپریل کے جمعہ کا کہا۔ تو انہوں نے اگرچہ قطعی ۲ر اپریل کا وعدہ نہیں کیا لیکن یہ کہا کہ ۲۶ر مارچ نزدیک ہے۔ ۲ر اپریل ٹھیک رہے گی۔ حتمی فیصلہ ان شاء اللہ اسی ہفتہ ہوجائیگا۔ آپ اس دن کو نوٹ فرمالیں اور مقالہ بھی لکھ لیں۔ اتنا طویل نہ ہو آٹھ دس منٹ کا اور اسکا عنوان بھی "الہلال اور اعلائے کلمۃ الحق" اب الحق میں باقاعدہ تبصرہ بھی فرمادیں اور مبسوط۔ لیکن اس کیلئے اب سیٹ اور نہیں ملیگا، ذکر خیر جناب کا تاریخ ساز کام میں ہوگیا کہ آپ اسکے داعی ہیں۔ اور پھر ایک سیٹ بہرحال حاضر خدمت کردیا۔ چھوٹی چھوٹی کتابیں دو لیتے ہیں اور تبصرہ ڈیڑھ ڈیڑھ صفحہ ہوجاتا ہے اور یہ تو بہرحال بہت قیمتی ہے۔ امید کہ جناب مع الخیر ہونگے حضرت مولانا کی خدمت میں دست بستہ سلام اور دعا کی درخواست۔ شفیق میاں کو سلام۔ والسلام نیازمند عبدالرشید ارشد

---

[1] جنرل ضیاء الحق مرحوم کے وفاقی مجلس شوریٰ کی رکنیت کے سلسلہ میں ملے جلے ردعمل کا احباب واکابر نے اظہار کیا

[2] جامعہ نعیمیہ لاہور کے بانی حضرت مفتی نعیمی صاحب جو شوریٰ کے رکن تھے چیئرمین سے مراد مجلس شوریٰ کے چیئرمین مرحوم خواجہ محمد صفدر ہیں۔ دیوبندی ممبر سے احقر مراد ہے جس کی اسلامائزیشن کے بارہ میں تحریک التواء شوریٰ کے افتتاحی اجلاس میں بحث کیلئے منظور کی گئی۔ جو معرکۃ الآراء بحث ومباحثوں کمیٹیوں کے قیام پر منتج ہوئی اور جو آئین میں آٹھویں ترمیم میں شامل کئی اہم اسلامی اور دینی امور کا ذریعہ بنی (س)

[3] سندھ کے تالپور خاندان کے جناب میر علی احمد تالپور جو اس وقت وزیر دفاع تھے اور اپنے علمی ثقافتی اور اکابر کی تاریخ سے دلچسپی اور علمی ذوق کے بناء پر ہم نے مشورہ سے الہلال کے لانچنگ کیلئے منتخب کیا تھا تالپور صاحب بڑی محبت سے نوازتے رہے اور اس دوران دارالعلوم بھی قدم رنجہ فرمایا۔

(۷)

۱۴؍مئی ۱۹۸۳ء (الهلال کی تقریب رونمائی کیلئے میر علی احمد تالپور کا انتخاب)

محترم القام زید مجدکم! سلام مسنون نیاز مقرون، بالآخر تقریب کا وقت طے پا ہی گیا، کل ہی میر صاحب۔ (میر علی احمد صاحب تالپور) سے ۲۳؍مئی کا دن طے پایا۔ آپ تشریف لائیں۔ شفیق صاحب بھی ہمراہ ہوں۔ اور آپ نے ایک مقالہ بھی پڑھنا ہے جس کا عنوان ''الهلال اور عالم اسلام'' ہے۔ آپ ساہیوال بھی تشریف لائیں گے واپسی میں لاہور ٹھہر جائیں۔ حضرت مولانا کی خدمت میں سلام اور دعوات صالحہ کی درخواست۔ والسلام: مع الاحترام نیاز مند عبدالرشید ارشد

(۸)

۲۷؍جنوری (دعوات حق کی کتابت کے مراحل)

محترمی زید مجدکم! سلام مسنون، آج مکتوب محبوب ملا اور اتفاق یہ کہ مواعظ کے خوشنویس بھی بیٹھے تھے، ان کو تین مواعظ نوٹ کرا دیئے کہ یہ کتابت نہ کریں۔ ایک وعظ تو حالیہ مرسلہ پیکٹ میں تھا وہ ان کے پاس ہوں گے، ہدایت کر دی ہے کہ محنت کریں۔ پازیٹو ارسال خدمت ہے۔ از راہ کرم گنجائش نکال کر اسی ماہ کے پرچہ میں لگوا دیں۔ ممنون ہونگا۔ والسلام عبدالرشید ارشد

(۹)

۲؍اگست (الرشید کے دارالعلوم دیوبند نمبر کی اشاعت)

مخدوم ومحترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خیریت جانبین مطلوب ومحبوب۔ دارالعلوم دیوبند کی ہمہ جہتی خدمات آپ ایسے اہل علم حضرات سے پوشیدہ نہیں کہ دارالعلوم نے کس طرح گزشتہ صدی میں ملت اسلامیہ اور برصغیر کی ہر شعبہ حیات میں قائدانہ خدمات سرانجام دیں۔ انہی واقعات وحقائق کو تاریخ کے اوراق سے مستعار لیتے ہوئے ماہنامہ ''الرشید'' دارالعلوم کے شایان شان ہر لحاظ سے معیاری اور دلکش نمبر شائع کر رہا ہے۔ جو کم وبیش ۲۰/۸×۳۰ کے پانچ صد صفحات پر مشتمل ہوگا۔ ادارہ آپ کی بے پناہ مصروفیات اور علمی مشغولیت سے یقیناً آگاہ ہے۔ تاہم ''نمبر'' کو وقیع اور مستند بنانے کیلئے آپ ایسے اہل قلم کا تعاون درکار ہے۔ آپ دارالعلوم کی جس خدمت اور پہلو سے زیادہ متاثر ہیں اس پر دس یا پندرہ صفحات پر مشتمل ایک مضمون ۲۰؍اگست تک ارسال فرما دیں۔ ادارہ آپ کا ممنون ہوگا۔ امید ہے محروم نہیں رکھیں گے۔ والسلام مع الاحترام عبدالرشید ارشد

(۱۰)

(دارالعلوم نمبر کا اشتہار)

محترمی زید مجدکم! سلام مسنون، گرامی نامہ مل گیا تھا، میں کچھ دنوں کیلئے باہر چلا گیا بلکہ سوات کی طرف گیا۔ خیال تھا کہ واپسی پر نیاز حاصل کرونگا۔ لیکن دیر ہوگئی، تھکا ہارا تھا لاہور پہنچ کر دم لیا۔ حضرت مولانا کی علالت سے بڑی تکلیف ہے، اللہ تعالیٰ صحت عاجلہ کاملہ عطا فرمائیں۔ ''بیس بڑے مسلمان'' کی جلد بندی جاری ہے شائع ہونے پر بھیج دی جائے گی۔ ''الرشید'' کے دارالعلوم نمبر کا اشتہار ترجمان میں شائع ہوا ہے وہی ''الحق'' میں شائع کرانا مطلوب ہے کتابت کرا کر شائع کر دیں اگر نہیں تو بلاک بنوا کر بھیج دیں، جیسے رائے ہو مطلع فرمائیں۔ حضرت کی صحت سے مطلع فرمائیں۔ آپ خود تو مضمون رقم فرمائیں جان نہ چھڑائیں۔ والسلام نیاز مند عبدالرشید ارشد

(۱۱)

(عورت اور رکنیت قومی اسمبلی کے بارہ میں بیان کی تحسین ○ آئین میں ترامیم کرکے راستہ روکیں)

جنوری ۱۹۹۱ء

خواتین کی مخصوص نشتوں کی بحالی کے خلاف آپ کا بیان پڑھ کر از حد مسرت ہوئی ۔اس مسئلہ کی اہمیت و نزاکت کے ضمن میں آپ کے سامنے بات کرنا تو سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہوگا۔لیکن پھر بھی یہ حقیقت ہے کہ اسلام نے عورتوں کو جو مقام دیا ہے وہ کسی اور مذہب نے نہیں دیا،لیکن اسلام اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ عورت کا بنیادی فریضہ چادر و چاردیواری کا تحفظ ہے۔عورت گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے اور بچوں کی صحیح تربیت و پرورش کے لیے ہوتی ہے،لیکن چند مغرب زدہ عورتوں نے بے حیائی و فحاشی کو فروغ دینے کے لیے سیاسی اور اشتہاری زندگی میں قدم رکھ کر شہرت حاصل کرنے کی کوشش کی ۔کاش !اگر سابقہ کسی دور حکومت میں عورت کی سربراہی اور نمائندگی کے متعلق کوئی حتمی قانون بن جاتا ،مگر اسلام کا نام لینے والے صرف دعوے ہی کرتے رہے۔

اب جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نسوانی حکومت کا خاتمہ ہوگیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آئی جے آئی کو ایک مضبوط اور طاقتور حکومت عطا کی ہے،اس صورت میں آپ کی اور دیگر علماء کرام کی ذمہ داری مزید بڑھ گئی ہے۔کہ آپ ملکی آئین کو مکمل طور پر اسلامی قالب میں ڈھالنے کی جدو جہد کو تیز کردیں۔

میری آپ سے گزارش ہے کہ عورت کی سربراہی ،خواتین کی مخصوص نشتوں کی بحالی کے ساتھ ساتھ عورت کی بنیادی رکنیت قومی اسمبلی کے خلاف بھی آئین بنایا جانا چاہیے جسکی رو سے کوئی عورت اسمبلی کا الیکشن نہ لڑ سکے۔

اسکے علاوہ معاشرہ میں بڑھتی ہوئی بے حیائی ،فحش فلموں کی بھرمار اور ٹی وی پر حیا سوز فلموں کے خلاف بھی آپ کی کوششوں اور جدو جہد کے ہم متمنی ہیں ۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو نفاذ شریعت کے مسئلہ پر بھرپور جدو جہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے ،آمین

یہ ایک بہت بڑی بھلائی کی بات ہوگی۔حدیث شریف ''من سن سنة حسنة" فله اجرها و اجر من عمل عليها (الحدیث) کے مصداق آپ کے لیے یہ صدقہ جاریہ کی صورت ہوگی۔ والسلام (عبدالرشید ارشد،ساہیوال)

☆☆☆

مولانا عبدالرشید انصاری[1] کراچی

(۱)

۲۹ رشوال المکرم ۱۴۱۹ھ (رسالہ نور ''علی نور کا اجراء)

گرامی منزلت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔گزارش ہے کہ ماہنامہ ''نور علی نور کے نام" سے ذاتی طور پر ایک ماہانہ جریدے کی اشاعت کا آغاز کررہا ہوں۔تعارفی صفحے کی فوٹو کاپی اور''الحق''میں اشاعت کے لئے اعلان ''نور علیٰ نور" ارسال خدمت ہے۔تبادلے یا معاوضے کے طور پر نہیں بلکہ الحق یا جامعہ حقانیہ کی جانب سے جو بھی موصول ہوا کرے گا حکم سمجھ کر نور علیٰ نور

---

[1] مولانا معروف صاحب قلم دیوبندی مکتب فکر کے کئی مجلات خدام الدین لاہور کراچی وغیرہ کے ادارت کی خدمات انجام دیں۔اب فیصل آباد سے نور''علی نور کے نام سے اپنا پرچہ چلا رہے ہیں۔بڑے صاحب فکر و دردانسان ہیں۔

میں اس کی اشاعت کو سعادت قرار دیا جایا کرے گا۔ نیز گزارش ہے کہ نور علیٰ نور کے اجراء پر دعاؤں کے ساتھ اپنا بابرکت پیغام ارسال فرمائیں۔ شکریہ حضرت مولانا انوار الحق صاحب محترم محمد شفیق صاحب صاحبزادہ مولانا راشد الحق صاحب کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ الحق کے جس شمارے میں نور علیٰ نور کے اجرا کا اعلان شائع ہو محترم صاحبزادہ صاحب وہ پرچہ مجھے ارسال بھی کردیں تو نوازش ہوگی۔

مولانا محمد یوسف شاہ کی خدمت میں دعاؤں کے سلام۔ فقط والسلام عبدالرشید انصاری

مسجد عائشہ صدیقہؓ سیکٹر ۱۱۔بی نارتھ کراچی

(۲)

ستمبر ۱۹۹۰ء

(گستاخ رسول ﷺ کو عمر قید کی سزا)

مکرمی زید مجدکم۔ لاہور ۱۹ جولائی۔ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک گستاخ رسول ﷺ کو عمر قید کی سزا کا حکم سنایا گیا، یہ حکم تعزیرات کی دفعہ ۲۹۵ کی ترمیمی ذیل ۲ اور ۳ کے تحت لاہور ایڈیشنل سیشن جج نے حکیم سید اختر ارشد نے کل سنایا۔ گستاخ رسولؐ سلمان رشدی کو گستاخی رسول ﷺ کی سزا دینے کیلئے حکومت نے تعزیرات کی دفعہ ۲۹۵ میں ترمیم کر کے اسکی نئی مدت مقرر کی تھی۔ سلمان رشدی ابھی تک قابو نہیں آسکا مگر پاکستان کے ایک گستاخ رسولؐ کو اس ترمیمی دفعہ کے تحت عمر قید کی سزا کا حکم سنایا گیا ہے۔

راوی روڈ پولیس نے ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۸۸ کو راوی روڈ کی مسجد نورانی قلعہ محمدی کے خطیب مولانا عبدالرشید انصاری کی رپورٹ پر اس علاقے کے محمد اکرم عربی کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ کے تحت مقدمہ درج کیا تھا جس میں ملزم پر یہ الزام لگایا تھا کہ وہ اس قسم کے پمفلٹ شائع کرتا ہے جو گستاخی رسولؐ کے زمرے میں آتے ہیں وہ اپنی تقاریر میں بھی شان رسول میں گستاخی کا مرتکب ہو رہا ہے اور اس نے کلمہ طیبہ میں ''اکرم عربی'' کے لفظ کا اضافہ کرلیا ہے۔

راوی روڈ پولیس نے ملزم کو گرفتار کر کے اس کا چالان عدالت میں پیش کردیا ہے جہاں استغاثہ کی طرف سے مولانا عبدالرشید انصاری خطیب نورانی مسجد، مولانا عبدالمجید خطیب مدینہ مسجد جنرل بس سٹینڈ بادامی باغ اور مولانا قاری محمد الطاف ربانی خطیب جامع مسجد نمبر مارکیٹ اور دوسرے گواہ پیش ہوئے۔ جنہوں نے استغاثہ کی تائید کی۔

فاضل جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے کہ ملزم کے خلاف یہ الزام ثابت ہوگیا ہے کہ وہ پمفلٹ شائع کر کے انکو تقسیم کرتا ہے، جس سے گستاخی رسول ﷺ کا پہلو نکلتا ہے۔ اور اس سے پاکستان کے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ مدعی حکیم عبدالرشید نے شہادتوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ ملزم کئی ناموں سے اس قسم کے پمفلٹ شائع اور تقسیم کرتا رہا ہے، جس سے گستاخی رسول ﷺ کا پہلو نکلتا ہے۔ فاضل جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے کہ مدعی نے تھانہ راوی روڈ میں ۱۸ اگست ۱۹۸۸ء کو رپورٹ درج کرائی مگر انہوں نے یہ مقدمہ ۱۳ اکتوبر کو درج کیا اور دوران تفتیش مولانا عبدالرشید انصاری نے پولیس کو وہ تمام پمفلٹ دیئے جو اس نے اپنے مختلف ناموں سے شائع کئے تھے اس طرح دوسرے علماء نے بھی وہ کتابیں اور پمفلٹ پیش کئے جن سے گستاخ رسول ﷺ کا پہلو نکلتا تھا۔ فاضل جج نے اپنے فیصلے میں لکھا ہے کہ مزید الزام ثابت ہوگیا ہے کہ وہ جہاں گستاخی رسول کا مرتکب ہوتا رہا ہے وہاں اس نے قرآنی آیات میں بھی ترامیم کیں اور ایک انسانی فلسفے کو اسلامی فلسفے کا نام دیا جس سے پاکستان کے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اس لئے ملزم کو تعزیرات کی دفعہ ۲۹۵، الف کے تحت عمر قید اور دفعہ ۲۹۵ سی کے تحت دس ہزار روپے جرمانے کی سزا کا حکم سنایا جاتا ہے۔ (مولانا عبدالرشید انصاری)

مولانا عبدالرشید ترابی[1] مظفرآباد آزاد کشمیر

(۱)

(گلگت بلتستان پر ایک کانفرنس کا اعلامیہ)

۲۷ فروری ۱۹۹۸ء

محترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گلگت بلتستان (شمالی علاقہ جات) پر ایک کانفرنس ۲۴ فروری ۱۹۹۸ء راولپنڈی میں منعقد ہوئی جس میں موسم کی انتہائی خرابی کے باوجود مختصر نوٹس پر آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر کی ساری قیادت اکٹھی ہوئی۔ آزاد کشمیر میں سیاسی تلخیوں کے باوجود ساری قیادت کا ایک ساتھ جمع ہونا جہاں خوش آئند ہے وہاں معاملہ کی نزاکت اور سنگینی کا بھی اظہار ہے۔ الحمدللہ نہایت ہی سنجیدگی سے غور وخوض کے بعد سفارشات اور اقدامات پر مشتمل ایک جامع اعلامیہ جاری کیا گیا ہے جسکی ایک کاپی آپ کی خدمت میں ارسال ہے۔ توقع ہے کہ آپ بھی تحریک آزادی کی تقویت اور استحکام پاکستان کیلئے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے حکومت اور اداروں کو ایک مجہول پالیسی بدلنے پر مجبور کریں گے۔ والسلام عبدالرشید ترابی

(۲)

(والد کی وفات کی تعزیت کا شکریہ)

۱۳ اگست ۲۰۰۰ء

محترمی ومکرم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ہمارے والد گرامی کی وفات کے موقع پر جسطرح آپ نے حوصلہ افزائی اور شفقت فرمائی اس پر ہمارا سارا خاندان ممنون احسان اور آپکے لئے اللہ تبارک تعالیٰ سے بہترین اجر کیلئے دعاگو ہے۔ ایک مرتبہ پھر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے والد مرحوم کی مغفرت فرما کر انہیں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور انکے ثواب کے لئے ہمیں اچھے اعمال کرنے کی توفیق بخشے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمین اور مسلمات مرحومین کی بھی مغفرت فرمائے۔ آمین والسلام عبدالرشید ترابی

(۳)

تمبر ۲۰۰۱ء (دفاع پاک افغان کونسل[2] اقوام متحدہ کے سازشوں کے سدباب کیلئے بروقت اقدام)

محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ تعالیٰ سے آپ کی صحت اور سلامتی کیلئے دعاگو ہوں۔ آپ کا دعوت نامہ برائے شرکت اجلاس دفاع افغانستان کونسل منعقدہ ۲۶ راگست ۲۰۰۱ء لیک ویو ہوٹل اسلام آباد ملا۔ جہاد کے حوالے سے پہلے سے طے شدہ ایک ضروری پروگرام کی وجہ سے حاضر نہ ہوسکا۔ آپ نے نام نہاد اقوام متحدہ کی سازشوں کے سدباب کیلئے بروقت اقدام کرکے قوم کو ایک صحیح سمت دینے اور عالم اسلام کو ان سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے آگاہ کرنے کا جو بیڑہ اٹھایا ہے وہ لائق تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو استقامت اور ہمت سے نوازے۔ آمین، جماعت اسلامی آزاد جموں وکشمیر اس موقع پر کیئے گئے تمام فیصلوں اور اقدامات کی تائید کرتی ہے، افغانستان، پاکستان کے دفاع اور جہاد کشمیر کے خلاف ہونے والی ہر سازش کے خلاف ہونے والی جدوجہد میں ہم آپ کے شانہ بشانہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ امت کو اتحاد وشعور سے نوازے تاکہ استعمار کے ہتھکنڈوں کو ناکام بنایا جاسکے۔ آمین،

والسلام خیراندیش عبدالرشید ترابی

---

[1] آزاد کشمیر جماعت اسلامی کے امیر اور اہم رہنما۔

[2] مکتوبات برصغیر کے آخر میں تفصیلات شامل ہیں۔

(۴)

(کشمیر پالیسی سے پسپائی پر صدر کو خط)

۱۵/جون ۲۰۰۲ء

محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب، امیر جمعیت العلماء اسلام (س) پاکستان، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی، حکومت پاکستان کی کشمیر پالیسی پر پسپائی اور موقف میں تبدیلی کے حوالے سے ایک خط صدر پاکستان کو تحریر کیا ہے، کاپی آپکی خدمت میں بھی ارسال ہے اسکی روشنی میں اس فیصلہ کن مرحلے پر آپ حکومت کو اپنے موقف پر قائم رکھنے اور رائے عامہ کو باخبر اور منظم کرنے میں اپنا کردار ادا فرمائیں تا کہ تحریک آزادی اور تحریک تکمیل پاکستان اپنے منطقی انجام تک پہنچ سکے۔ والسلام، خیراندیش

(۵)

(مجلس عمل کی کامیابی O کشمیر کے بارہ میں اصولی مؤقف پر زور)

۲۱/اگست ۲۰۰۳ء

محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ سے خیریت کی امید ہے اور دعا ہے۔ آپ بزرگوں کی شبانہ روز محنت، درست حکمت عملی اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی تائید ونصرت سے مجلس عمل کو گزشتہ انتخابات میں جو کامیابی حاصل ہوئی، اس سے اہل کشمیر کے حوصلے بلند ہوئے اور کشمیر پر حکومت کی بے تدبیریوں اور ناقص پالیسیوں کی وجہ سے بے اعتمادی اور مایوسی کے جو سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے، وہ بھی چھٹ گئے اور اہل کشمیر کو ایک نئی امید اور نیا حوصلہ ملا۔۔۔اور وہ اس بات پر شکر گزار ہیں کہ مجلس عمل کی قیادت نے مسئلہ کشمیر پر برملا اپنے اصولی موقف کا اعادہ کیا اور تنازعہ کے حل اور کسی بھی بات چیت کو آگے بڑھانے کے لئے سلامتی کونسل کی قرار دادوں کو ہی بنیاد بنانے پر زور دیا۔ جہاں تک بات چیت کا تعلق ہے اگر بھارت سنجیدگی سے مسئلہ کی بنیادی اہمیت اور اس کے پس منظر کو تسلیم کرتے ہوئے آگے بڑھے تو اہل کشمیر کے لئے اس سے زیادہ خوشی کی اور کیا بات ہوگی، اس لئے کہ وہی بھارتی مظالم اور بدترین ریاستی دہشت گردی کا براہ راست شکار ہیں۔ لیکن گزشتہ پچپن سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ بھارت نے بات چیت کے عمل کو مسئلہ کشمیر حل کے بجائے بیرونی اور عالمی دباؤ سے نکلنے اور تحریک آزادی کو سبوتاژ کرنے کے لئے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔ بات چیت کے حوالے سے بھارت کا حالیہ لائحہ عمل بھی خلوص پر مبنی نظر نہیں آتا۔ بھارت سے آنے والے سیاستدانوں اور دانشوروں کے انٹرویوز اور تقاریر کی تان بھی اس بات پر ٹوٹتی ہے کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے۔ اسی اٹوٹ انگ پر بھارتی حکومت کی سوئی بھی اٹکی ہوئی ہے۔

ان حالات میں ہم دونوں ممالک کے درمیان تلخی میں اضافہ نہیں چاہتے لیکن کشمیر کو بنیادی تنازعہ مانے بغیر بھارت کے ساتھ بات چیت کا یہ عمل تحریک آزادی کو سبوتاژ کرنے اور کشمیریوں کی قربانیوں پر پانی پھیرنے کے مترادف ہوگا۔ اگر بات چیت کرنی ہی ہے تو ایسے میں اپنے اصولی موقف کو اور بھی نمایاں کرنے کی ضرورت بڑھ جاتی ہے۔ لیکن ہمیں افسوس ہے کہ لیاقت باغ کے جلسہ عام میں ایک آدھ کے علاوہ قائدین میں کسی نے نہ تو کشمیر کا تذکرہ کیا اور نہ تنازعہ کشمیر اور تحریک آزادی پر کوئی قرار داد ہی منظور کی گئی حالانکہ کشمیر کے بغیر پاکستان جغرافیائی اور نظریاتی لحاظ سے نامکمل ہے۔ جلسہ میں شریک کشمیر سے تعلق رکھنے والے سیاسی کارکنان اور ذمہ داران کی ایک بڑی تعداد نے اس چیز کو محسوس بھی کیا۔ اس لئے اپنا فرض سمجھتے ہوئے ان احساسات کو اس گزارش اور توقع کے ساتھ آپ تک پہنچانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ اپنے جلسوں اور اجتماعات میں اپنے اصولی موقف پر قائم رہیں گے۔ ورنہ آپ کی خاموشی اور مصلحت سے سیز فائر لائن کو مستقل سرحد بنانے کا خواب دیکھنے والوں اور واہگہ بارڈر گرا کر پاکستان کی نظریاتی اساس کو مٹانے کی تمنا کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہوگی اور آزادی کے لئے برسر پیکار کشمیری عوام کی مایوسی میں مزید اضافہ ہوگا جو ظاہر ہے کہ حالات کے موجودہ تناظر میں تحریک آزادی اور پاکستان کی سلامتی کے لئے نہایت تباہ کن ثابت ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ

(۶)

۲۳/جنوری ۲۰۰۴ء

محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تحریک آزادی کشمیر کے تناظر میں بھارتی اہداف اور ہماری حکمت عملی کے حوالے سے تجزیہ اور تجاویز پر مشتمل ایک تحریر آپکی خدمت میں ارسال کی جارہی ہے۔ اگر مندرجات اور تجاویز سے اتفاق ہو تو اپنی اور پالیسی سازاداروں کی سطح پر اسکے مطابق فیصلے اور اقدامات کرنے میں اپنا کردار ادا کریں تا کہ میدان میں جیتی ہوئی جنگ مذاکرات کی میز پر بھی نتیجہ خیز ہو سکے۔ والسلام عبدالرشید ترابی

(۷)

۲۴/مئی ۲۰۰۴ء (اہلیہ مرحومہ کی تعزیت)

محترم المقام مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اخبارات کے ذریعے آپکی اہلیہ محترمہ کی افسوسناک خبر پڑھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرماتے ہوئے انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین، والسلام عبدالرشید ترابی چنار چیمبرز، گلی نمبر G6-1/1، اسلام آباد

(۸)

۲۴/جون ۲۰۰۵ء (کشمیر اور حکومتی اقدامات پر تحریر)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی! مسئلہ کشمیر کے حوالے سے حکومتی اقدامات کی وجہ سے قومی اور تحریک آزادی کشمیر سے وابستہ حلقوں میں جو تحفظات پیدا ہو گئے ہیں، انہیں فوری طور پر دور کرنے اور اہل کشمیر اور کشمیری قیادت کے درمیان باہم اعتماد کے رشتہ کو بحال رکھنے کی اشد ضرورت ہے۔ اس پس منظر میں حالات کے تجزیہ اور لائحہ عمل کے حوالے سے ایک تحریر آپ کی خدمت میں ارسال ہے۔ امید ہے، دیے گئے نکات کی روشنی میں آپ اصلاح احوال کی کوشش فرمائیں گے۔ والسلام۔ عبدالرشید ترابی۔ کشمیر انفارمیشن سنٹر، اسلام آباد

☆☆☆

مولانا عبدالرشید کاشمیری

۱۱/ستمبر ۱۹۷۹ء[1] (علامہ شریف اللہ خان کی وفات اور شخصیت)

ایک دیا اور بجھا

آج 1/9/1979ء کو علوم کا سمندر جو گوشہ خمول میں رہکر طلباء وعلماء کو ہمہ وقت سیراب کر رہا تھا۔ اور جسمانی تکالیف کے باوجود علمی مشکلات کی گھتیوں کو ایسا آشکار فرماتے جیسے آفتاب نصف النہار، یہ عالم بے بدل المعی زمان جامع المعقول والمنقول اور اخلاق کریمانہ کے پیکر طلباء کیلئے ایک رحیم وشفیق باپ آج ہمیں داغ مفارقت دے گئے "انا للہ وانا الیہ راجعون" یہ ذات گرامی جن کا نام نامی اسم گرامی محمد شریف اللہ خان ہے استاذنا واستاذ العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ دائماً ابداً ابداً۔ یہ اکابر علماء کے باقیات الصالحات تھے۔ آج سے تقریباً 16 سال قبل بندہ ناچیز جب آپکے پاس پہنچا تو آپ بستر علالت پر تھے۔ بندہ ناچیز چھ ماہ کے عرصہ تک تیمارداری کا کام انجام دیتا رہا اور

[1] خط سے علامہ بے بدل مولانا شریف اللہ خان کی زندگی پر روشنی پڑتی ہے جو ان کے تلمیذ نے لکھا اس لئے شامل کیا گیا ہے کہ گوشہ گمنامی میں نہ رہ جائے۔

جب شافی العلیل نے آپکو شفاء عطاء فرمائی اور آپ اُٹھنے بیٹھنے لگے تو علمی شغف کو جاری رکھنے کا ولولہ پھر سے موجزن ہوا تو فرمایا مولوی عبدالرشید آپ مجھ سے کچھ کتابیں پڑھو تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ سعادت نصیب فرمائی شرح مواقف امور عامہ توضیح وغیرہ کتب آپ سے پڑھیں ع این سعادت بزور بازو نیست: تا نہ بخشد خدائے بخشندہ: مولانا ایسی شفقت سے پیش آتے کہ شفقت پدری بھی بھول جاتی، مولانا جب صحت یاب ہوئے تو انہیں ہم مدرسہ نصرۃ الحق میں بطور صدر مدرس لائے، کچھ عرصہ کے بعد جب نصرۃ الحق کا الحاق جامعہ مدنیہ سے ہوا تو مولانا کو بھی ساتھ ہی لے گئے، مولانا علمی دنیا میں جانی پہچانی شخصیت ہیں، آپ تقسیم ہند سے قبل مدرسہ عالیہ فتحپوری دھلی میں ایک عرصہ تک صدر مدرس رہے ہیں، آپکا طرز تعلیم عجیب وغریب تھا، آپ معقولات کو محسوسات کی شکل میں سمجھاتے آپکا افہام تفہیم سہل اور آسان ہوتا تھا آپ ہر فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور زندگی کے آخری لمحات تک آپکا علمی فیضان جاری رہا آہ، آج ہم سے جدا ہوئے اللہ تعالیٰ آپ پر کروٹ کروٹ رحمتیں نازل فرمائے آمین۔ احقر الناس عبدالرشید کاشمیری تلمیذ مولانا شریف اللہ خان

☆☆☆

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی[1] کراچی

(ایک رسالہ شہداء کربلا پر افتراء کا تبصرہ)

کیم شعبان ۱۴۰۲ھ

محترم مولانا وفقنی اللہ وایاکم لما یحب ویرضی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے مزاج والا بعافیت ہونگے۔ عرصہ ہوا جب بندہ کا ایک رسالہ ''شہداء کربلا پر افتراء'' برائے تبصرہ جناب کی خدمت میں روانہ کیا گیا تھا تا حال اس پر تبصرہ کی نوبت نہ آئی ناشر کا بیان ہے کہ تقریباً ایک سال ہوگیا ہے۔ اب ایک دوسری کتاب ''یزید کی شخصیت اہل سنت کی نظر میں'' بندہ کے قلم سے نکلی ہے اگر آپ کے موقر ماہنامہ کی کسی قریبی اشاعت میں اس پر تبصرہ ہو سکے تو کتاب روانہ خدمت عالی کرادی جائے۔ امید ہے جواب سے مفتخر فرمائیں گے۔ والسلام محمد عبدالرشید نعمانی ڈی ۱۷ اسٹاف ٹاؤن کراچی یونیورسٹی کراچی ۳۲

☆☆☆

مولانا عبدالرؤف حقانی ایم اے۔ راولپنڈی

(پاکستان کے امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ تعلقات کی نوعیت)

محترم! امریکہ کے ساتھ ہماری حکومتِ پاکستان کے تعلقات کی نوعیت اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی اور مختلف ایسے واقعات ہوتے رہتے اور ایسی خبریں سامنے آتی رہتی ہیں جن سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ہماری حکومت کس حد تک امریکی مفادات کے تابع ہوگئی ہے۔

---

[1] حضرت علامہ حدیث کے کئی شروح اور کتابوں کے مصنف دیوبند میں حضرت شیخ الحدیث سے تلمذ کی نسبت بھی رکھتے تھے جامعۃ العلوم بنوری ٹاؤن کے اساسی اساتذہ میں سے تھے۔

مثلاً ہمارے ملک کی سرزمین پر امریکی اڈے موجود ہونے کی متضاد خبریں، افغانستان کے مسئلہ پر امریکی پالیسی اور مفادات کے زیر اثر ہونا، ہماری بندرگاہوں پر امریکی ایٹمی جنگی بحری بیڑے کی آمد اور ساتھ یہ بات اُس وقت اور واضح ہو جاتی ہے جب امریکی حکومت امداد دینے کے لیے قانون میں خصوصی ترمیم کرتی ہے اور امریکی امداد میں اسرائیل کے بعد پاکستان کا نام نظر آتا ہے۔ میں اپنی ذمہ داری اور جذبۂ حب الوطنی کی بناء پر ایک اہم اور حساس خبر کی طرف اس امید پر کہ آپ مناسب اقدام کریں گے (آپ کی) توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ ریڈیو اسرائیل مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۸۷ء کو اپنی رات کے ساڑھے آٹھ بجے کی نشریات میں یہ خبر نشر کرتا ہے کہ سرائیل کی حکومت نے تردال کارپوریشن کے ذریعے سے ایک لاکھ ڈالر کی مالیت کا آرا (چیرنے کے اوزار) پاکستان کو ۱۹۸۶ء میں برآمد کیا ہے۔

یہ خبر ہر محب وطن کو چونکا دینے کے لیے کافی ہونی چاہئے۔ کیا ہماری حکومت اس حد تک امریکی مفادات کے تابع ہو گئی ہے کہ اُس کی خوشنودی کے لئے بیت المقدس کے غاصب اور فلسطینی مسلمانوں کے قاتل، خون آشام وحشی درندے کے ساتھ خفیہ اقتصادی تعلقات قائم کر چکی ہے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو یہ سراسر سارے ملک کے عوام کے ساتھ غداری ہے۔ ہماری حکومت کو کسی کیمپ ڈیوڈ جیسے ناپاک سمجھوتے میں شریک نہیں ہونا چاہئے۔ آپ ایک ذمہ دار اور محب وطن ہونے کی حیثیت سے اس مسئلہ پر آواز اٹھائیں اور اس مسئلے کی کھلم کھلا تحقیقات ہونی چاہئے اور اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم کرنے والے افراد کا محاسبہ ہونا چاہئے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ اس خبر کے بارے میں واضح اعلان کرے، اور اسلام و مسلمانوں سے غداری کرنے والوں کو سرِ عام سزا دینی چاہئے۔

بس میں نے اپنا فرض پورا کیا ہے، اس کے بعد اگر آپ نے اپنی استطاعت کے مطابق کچھ نہ کیا تو کل محشر کے دن خدائے بزرگ و برتر کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ (عبدالرؤف، ایم اے راولپنڈی)

☆☆☆

مولانا عبدالرؤف[1] چارسدہ ترناب

(۱)

۲۷ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ (مولانا مدنی اور شیخ الادبؒ کے مکتوبات)

صدیق محترم اطال اللہ بقائکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گزارش یہ ہے کہ حضرت مدنی قدس اللہ سرہ العزیز اور شیخ الادب صاحب مرحوم کے خطوط آپ شائع نہ کر سکے۔ امید ہے کہ کسی کے ذریعہ ارسال فرما دینگے۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ حضرت مولانا والد ماجد صاحب دمد ظلہم العالی کی خدمت میں بعد از سلام مسنون دعا کیلئے درخواست ہے۔

دعاجو۔ عبدالرؤف خادم الحدیث النبوی اکبر دارالعلوم مردان

---

[1] شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف ترناب فاضل دارالعلوم دیوبند شیخ الاسلام مولانا مدنی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک اور پشاور مردان وغیرہ کے اہم مدارس میں درس حدیث میں تا آخر مشغول رہے۔

(۲)

۲۵ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ (جشن دیوبند میں شرکت کی تیاری)

صدیقی المحترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم، السلام علیکم وعلی من لدیکم، گزارش یہ ہے کہ احقر راقم الحروف کا اور حضرت مولانا قاری محمد فیاض الرحمان صاحب مدظلہم العالی کا پاسپورٹ[۱] اور ویزے کا کام بالکل مکمل ہو چکا ہے۔اب جناب سے استفسار ہے کہ کس نوعیت کے ساتھ روانگی ہوگی۔کیا آپ حضرات کے معیت میں یا انفرادی حیثیت کیساتھ امید ہے کہ آپ اپنے مکمل پروگرام سے مطلع فرماوینگے۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ حضرت شیخ الحدیث والد ماجد کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے اور دعا کی درخواست۔ نیازمند: عبدالروف خادم الحدیث النبوی ﷺ

☆☆☆

مولانا عبدالروف رحمانی[۲] (جھنڈانگر) حکومت نیپال

(۱)

۳۱ مئی ۱۹۷۸ء (کتاب صیانۃ الحدیث پر تبصرہ)

حضرت المحترم جناب مولانا صاحب مدظلہ العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد سلام کے معلوم ہو کہ آپکا ارسال کردہ خط ملا۔پڑھکر بڑی خوشی ہوئی، میں انتظار بھی کررہا تھا لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آپ نے یاد کرلیا جو آپ ہماری کتاب ''صیانۃ الحدیث'' کا تبصرہ کررہے ہیں۔ بہت خوشی کی بات ہے اور ہم انشاء اللہ العلم والعلماء اور دوسری پرچوں کو بھیجونگا۔اور جو پرچہ الحق آپ بھیج رہے ہیں وہ خدا کے فضل وکرم سے مل جاتا ہے۔اور اپنے والد صاحب سے میرا سلام کہئے گا۔خدا انکو شفا کامل عطا فرمائے۔آمین،

فقط والسلام ناچیز دعا گو خادم عبدالرؤف رحمانی

(۲)

۲۱ اپریل ۱۹۷۹ء (''الحق'' تاریخی مضامین معلومات پاکستان کا بہترین معیاری رسالہ)

مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب زیدت حسناتکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج مبارک؟ دیگر ضروری اینکہ آپکا ماہنامہ الحق برابر موصول ہورہا ہے اور اسکے مضامین اور تاریخی معلومات سے ہم لوگ برابر مستفید ہورہے ہیں، ماشاءاللہ پاکستان کا ایک بہترین معیاری پرچہ ہے۔ اللھم زد فزد جنوری فروری کا شمارہ موجود ہے، مارچ اپریل کا اب تک نہیں ملا، براہ کرم اپنے عملہ کو ہدایت فرمادیں گے، میری ایک کتاب صیانۃ الحدیث حصہ دوم پر آپکا تبصرہ شائع ہوا ہے دوسری کتابیں حقوق ومعاملات نماز کے احکام ومسائل اوقاف کا روشن کارنامہ وغیرہ کس پتہ سے بھیجی جائیں۔جس سے آپکا تبصرہ شائع ہوسکے۔امید ہے کہ پورے پتہ سے آپ مطلع فرمائینگے جس سے کتابیں آپکو مل سکیں۔اپنے محترم ومکرم والد صاحب مدظلہ سے۔۔سلام مسنون عرض فرمادیجئے گا۔ اخوکم فی الاسلام، عبدالرؤف رحمانی

۱۔ بہ سلسلہ جشن صد سالہ دارالعلوم دیوبند

۲۔ مولانا عبدالرؤف رحمانی۔ سلفی المشرب عالم، رابطہ عالم اسلامی مکہ کے تاسیسی ارکان میں سے اور دینی ادارہ جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر انڈیا کے مدیر عام ہیں۔

(۳)

۵رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ		**(مولانا علی میاں کے ہاں رسالہ الحق ○ معیاری طرز نگارش مضامین کی عمدگی)**

مکرمی و محترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب! حفظہ اللہ وتولاہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج مبارک! عرض ہے کہ ایک مرتبہ میں محترم مولانا علی میاں صاحب ندوی کی خدمت میں رائے بریلی گیا تھا وہاں میں نے رسالہ الحق دیکھا، مجھے اسکا معیار، طرز نگارش، مضامین کی عمدگی بہت پسند آیا پھر میں نے الحق منگانا شروع کیا اور برابر وہ میرے مطالعہ میں رہا، میں نے اپنی کچھ کتابوں کو بھی تبصرہ کیلئے بھیجا تھا ان پر آپ کا تبصرہ بھی شائع ہوا جو بہت حوصلہ افزا تھا۔ اس سال میں نے اپنی تازہ تصنیف ''حقوق ومعاملات'' اور نماز کے احکام ومسائل کو برائے تبصرہ ارسال کیا تھا مگر ابتک اس پر تبصرہ نظر سے نہیں گزرا۔ ادھر دو تین ماہ سے الحق کا آنا بھی بند ہو گیا۔ عرض ہے آنجناب سے گزارش ہے کہ دفتر کو اس کی طرف متوجہ فرمایئے اور تبصرہ جلد شائع کرایئے گا۔ مہربانی ہوگی۔ جواب کا انتظار رہے گا، امید کہ جلد جواب سے سرفراز فرمائینگے۔ ایک مضمون قرآن کریم کی فضیلت اور اسکی نشر واشاعت پر بھیج رہا ہوں جسمیں رابطہ کی خدمات کا بھی ذکر ہے۔ امید کہ قبول فرما کر الحق کے صفحات میں جگہ دیں گے۔ اکرمکم اللہ

ناچیز دعا گو خادم عبدالروف رحمانی (رکن رابطہ عالمی اسلامی مکہ مکرمہ)

(۴)

۳/اپریل ۱۹۸۱ء		**(الحق کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے)**

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب، حفظہ اللہ وتولاہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی! آپکا موقر رسالہ الحق برابر آرہا ہے اور یہاں اس سے استفادہ کیا جاتا ہے ماشاء اللہ معیار ہر حیثیت سے اعلیٰ ہے۔ مضامین علمی ادبی ہوتے ہیں، یہاں انکو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ امید کہ آئندہ برابر جاری رہے گا۔ میں نے اپنی تازہ تالیف ''حقوق ومعاملات'' آپ کے پاس برائے تبصرہ بھیجا تھا۔ زیادہ دن گزر گئے مگر اب تک اس پر تبصرہ شائع نہیں ہوا کیا وجہ ہے؟ ایسا تو نہیں کہ وہ کتابیں ابتک نہ پہنچی ہوں۔ میں برابر اس انتظار میں ہوں کہ آپ کے قلم سے اب اس پر تبصرہ آرہا ہے مگر ہر شمارہ پر جب نظر ڈالتا ہوں تو خالی ہی پاتا ہوں۔ آپ سے التماس ہے کہ براہ کرم جلد جواب سے سرفراز کریں اور اگر کتاب آپ کو موصول ہوگئی ہو تو اس پر تبصرہ لکھ کر شائع کریں یا کتاب نہ پہنچی ہو تو بھی مطلع کریں۔ کرم ہوگا۔

ناچیز دعا گو عبدالروف رحمانی

(۵)

۱۶/اپریل ۱۹۸۲ء		**(چند تصنیفات پر تبصرہ مطلوب ہے)**

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب حفظہ اللہ وتولاہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی؟ الحمد للہ بخیر ہوں، امید ہے کہ آنجناب بھی بفضلہ تعالیٰ بعافیت ہونگے۔ اپنی چند تصنیفات پر آپکا تبصرہ مطلوب تھا چنانچہ عرصہ ہوا، کچھ کتابیں حقوق ومعاملات، مسائل نماز وتردید حاضر وناظر ارسال خدمت کیا تھا مگر معلوم نہیں کیوں ابھی تک الحق میں تبصرہ شائع نہیں ہوا، نہ اس سلسلہ میں کوئی آپکا گرامی نامہ بھی باصرہ نواز ہوا۔ بڑی تشویش ہے اگر کتابیں موصول نہ ہوئی ہوں تو صحیح پتہ تحریر فرمائیں بار دگر ارسال کردیں۔ آپکا موقر ماہنامہ برابر آتا ہے، ہم اسمیں تبصرہ شائع ہونے کے بے حد مشتاق ہیں۔ امید کہ توجہ عالی مبذول فرمائیں گے اور بہت جلد جواب سامی سے شاد کام کریں گے۔ قبلہ والد صاحب محترم ومکرم سے سلام مسنون عرض فرمادے۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام		آپکا ناچیز دعا گو خادم عبدالروف رحمانی

مولانا عبدالرؤف فاروقی[1] جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام پنجاب

(۱)

(مجلس عمل کے بعض قائدین کا پرویز مشرف کے ایل ایف او پر ساتھ دینے کا عظیم المیہ)

قائد محترم حضرت مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج گرامی؟ مجھے ہمیشہ کی طرح اب بھی فخر ہے کہ آپ کی ذات اور قیادت سے وابستہ ہوں اور یہ وابستگی اس سیاسی مزاج کی وجہ سے ہے جو دینی غیرت، ملی حمیت اور اسلام کی سربلندی کیلئے جدوجہد کے اعتبار سے علماء امت کا ورثہ ہے اور آپ نے ہر میدان میں اس کا امین ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ میرے دل میں آپ کا انتہائی احترام ہے اور اسی احترام کے باعث میں کبھی بے تکلف ہوکر آپ کے سامنے تحریری یا زبانی اپنے جذبات کا اظہار نہیں کر سکا۔ لیکن آج میں اپنی تمام قوتوں کو مجتمع کر کے یہ عریضہ تحریر کرنے کی جرات کر رہا ہوں کہ میں اپنے دکھ اور ذہنی صدمے کو دبا نہیں سکا اور اس صدمے سے میں اس وقت دوچار ہوا جب میں نے متحدہ مجلس عمل کے جنرل سیکرٹری مولانا فضل الرحمان کو ٹیلیویژن پر آئینی تنازعے کے سلسلہ میں جمالی حکومت کیساتھ سمجھوتے پر دستخط کرتے ہوئے دیکھا، یہ مکروہ منظر اور منحوس گھڑی اپنے ذہن سے محو کرنا چاہتا ہوں لیکن کامیاب نہیں ہو رہا۔ میں نے چار پانچ روز اپنے آپ کو بہلانے کی پوری کوشش کی ہے لیکن حالات پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں آئین پاکستان میں سترہویں ترمیم کا بل پاس ہونے سے پرویز مشرف کے غیر آئینی ریفرنڈم سے حاصل ہونے والی جعلی صدارت پر منتخب ارکان سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کی طرف جس تیزی سے بڑھ رہے ہیں اور اعتماد کے ووٹ کیلئے صدارتی مہم کے اجتماعات میں جس طرح متحدہ مجلس عمل کے منتخب ارکان شریک ہوکر پرویزی پالیسیوں کی حمایت اور تحسین کر رہے ہیں روزانہ ایک نئے صدمے سے میں دوچار ہو رہا ہوں اور اس پہلے صدمے پر میں اپنے آپ کو بہلا نہیں سکا۔ اس طرح آپ سے آج مخاطب ہونے کی جرات پر مجبور ہو رہا ہوں کہ آپ کے علاوہ کون ہے جس کے سامنے میں ماتم کر کے اپنا غم ہلکا کروں۔ قائد محترم! میں واقعات کو تفصیل سے بیان کرنے کی قطعاً ضرورت محسوس نہیں کرتا کہ آپ مجھ سے کہیں زیادہ تمام واقعات سے واقف ہیں۔ روس کے خلاف جہاد سے امارت اسلامیہ افغانستان کی تشکیل تک۔ دفاع افغانستان کونسل کی تشکیل سے افغانستان پر امریکی بمباری تک، امارت اسلامیہ کی شہادت سے متحدہ مجلس عمل کے قیام تک اور پھر ملین مارچ کے نام پر مظاہروں اور قومی انتخابات سے موجودہ سمجھوتے تک، واقعات کی تمام تصاویر میرے ذہن پر نقش ہیں اور ان دنوں یہ تمام تصاویر یکے بعد دیگر میرے دماغ کی سکرین پر بار بار ابھر رہی ہیں اور میں ان سے توجہ ہٹانے کی جتنی بھی کوشش کرتا ہوں ناکام ہوتا ہوں۔

<u>دینی قوتوں کو پرویز مشرف کے سامنے سرنڈر کرانا سقوط ڈھاکہ و بغداد سے کم سانحہ نہیں</u>: آپ یقین جانئے، جذبوں، ولولوں، خواہشوں اور سفروں کے بعد پرویز مشرف کے تمام غیر اسلامی، غیر آئینی، غیر جمہوری اور غیر اخلاقی ظالمانہ اقدامات کو تحفظ اور تسلسل فراہم کرنے کیلئے ہونے والے اس سمجھوتے پر متحدہ مجلس عمل کے نمائندوں کا دستخط کرنا مجھے ایسے لگا جیسے دینی قوتوں کا ''جنرل نیازی'' پرویزی قوتوں کے ''جنرل اروڑا'' کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے بعد شکست اور غلامی کی دستاویز پر دستخط کر رہا ہو، عجیب اتفاق ہے کہ وہ بھی ماہ دسمبر تھا

---

[1] جمعیۃ علماء اسلام (س) کے صوبائی جنرل سیکرٹری شعلہ بیان خطیب۔ مسجد خضراء لاہور کے خطیب اور جامعہ اسلامیہ کامونکے گوجرانوالہ کے مدیر۔ ان کے فرزند مولانا اسامہ حقانیہ سے فارغ ہیں۔ علمی مجلہ بھی چلا رہے ہیں اور ادیان و مذاہب کے تقابل پر ادارہ میں خصوصی کام ہو رہا ہے۔ ان کے اعلیٰ صلاحیتوں پر حال ہی میں انہیں لاہور شیرانوالہ گیٹ میں پارٹی کے مجلس عمومی کے اجلاس میں خفیہ بیلٹ کے ذریعہ انہیں کثرت رائے سے ناچیز کے جگہ ناظم عمومی (سیکرٹری جنرل) منتخب کیا گیا جبکہ ناچیز کو اجلاس میں اتفاق رائے سے بلا مقابلہ امیر مرکزیہ چنا گیا۔

اور یہ بھی ماہ دسمبر۔ میری زندگی میں سقوط ڈھاکہ، سقوط امارت اسلامیہ افغانستان اور سقوط بغداد کی طرح کا یہ بھی ایک سقوط ہے اور ایک عظیم سانحہ، کہ اس سمجھوتے سے اس ملک میں دینی سیاست کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کی کوشش کی گئی ہے۔

قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمٰن کا مجرمانہ یوٹرن: قائد گرامی قدر! دینی سیاست کے ایک کارکن کی حیثیت سے مجھے مولانا فضل الرحمان سے کبھی یہ توقع نہیں رہی کہ وہ دینی سیاست کے محافظ اور علماء حق کی اقدار کے نگہبان ثابت ہوں گے کہ انہوں نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز ایم آر ڈی کے دنیادار سیاستدانوں کی رہنمائی میں کیا اور ان کے ذریعہ جمعیۃ علماء اسلام دولخت ہوئی اور علماء حق کی سیاسی قوت کا خون بہایا گیا۔ لیکن ماتم اس بات پر ہے کہ سیاست میں جس مزاج اور نظریے کے ہم ترجمان تھے متحدہ مجلس عمل میں بوجوہ اس کا تحفظ نہ کر سکے، جناب قاضی حسین احمد اور جناب مولانا فضل الرحمان نے ہماری قربانیوں پر قوت حاصل کی اور ہماری لاش گراتے گراتے دینی سیاست کا خون کر دیا اور ہم ان کے ہاتھ روک نہ سکے شاید یہ ہم نے اسلئے کیا کہ کہیں ہم متحدہ مجلس عمل کو توڑنے کے ذمہ دار قرار نہ دیئے جائیں کہ اس طرح ہمارا وجود بھی ختم ہو جائے گا لیکن اب یہ ہوا کہ متحدہ مجلس عمل تو واقعی قائم ہے لیکن ہمارا سیاسی نظریہ، ہماری تاریخی اقدار، ہمارا علمی سرمایہ اور ہماری پچیس سالہ جدوجہد ذبح ہو کر رہ گئی ہے، اگر ہم جرات سے کام لیتے تو ممکن ہے ہم اپنا سیاسی وجود تو برقرار نہ رکھ سکتے اور تاریخ ہمارے اقدام کو سیاسی خودکشی کا نام دیتی، لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم اپنا سیاسی نظریہ اور مذہبی کلچر زندہ رکھنے میں کامیاب ہو جاتے۔ ہم حکمرانوں کو یوٹرن کا موقع دیتے دیتے اچانک خود ایک بہت بڑا مجرمانہ یوٹرن لے گئے اور نظریے، عقیدے اور شہداء سے بے وفائی کے مرتکب ہو گئے۔ میں کچھ سمجھ نہیں پایا کہ پرویز مشرف اور اسکے اتحادیوں سے یہ سمجھوتہ کس قیمت پر کیا گیا ہے۔ سمجھوتے ہمیشہ کچھ لو اور کچھ دو کے اصولوں پر ہوتے ہیں۔ اپنا نظریہ، اپنا ماضی، اپنے وعدے، اپنے عزائم، اپنی وابستگیاں، مجاہدین و شہداء کے نام پر اپنی جدوجہد اور نہ جانے اپنی کیا کیا متاع گرانمایہ دے کر ہم نے اس سمجھوتے میں لیا گیا ہے کون وضاحت کرے گا کہ کس وعدے پر ہم نے زہر کا یہ پیالہ اپنے حلق میں انڈیل لینا قبول کیا ہے؟

قائد محترم! اب جب کہ متحدہ مجلس عمل سے وابستگی پر میں اپنے آپ کو شرمندہ شرمندہ محسوس کر رہا ہوں کسی تفصیلی جائزے کی بجائے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ بظاہر اب اعلیٰ مقاصد کیلئے جدوجہد اور سیاست کا راستہ کتنا کٹھن اور دشوار گزار ہو گیا ہے۔ درخواست کرنا ضرور سمجھتا ہوں

نئے سفر کیلئے انقلابی فیصلے: جس طرح آپ نے ہمیشہ دینی اقدار اور اسلامی سیاست کیلئے مشکل ترین حالات میں مجھ جیسے کارکنوں کی فکری اور علمی رہنمائی اور علماء و مشائخ کے مزاج کی ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیا ہے اب اس انتہائی کٹھن راستے پر پورے عزم وایمان کیساتھ سفر کا آغاز کرنے کیلئے کوئی انقلابی فیصلہ کرتے ہوئے کارکنوں کی رہنمائی فرمائیں تا کہ آپ کی قیادت میں ہم تاریخ کا وہ کردار ادا کر سکیں جو ہمارے لئے آخرت میں کامیابی کا ذریعہ اور آنے والی نسلوں کیلئے سنگ میل ثابت ہو۔ ☆ متحدہ مجلس عمل پنجاب کے عہدہ سے دستبردار ہونے کی اجازت طلب کر رہا ہوں۔

☆ مرکزی سطح پر ہنگامی بنیادوں پر مشاورت کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے درخواست گزار ہوں کہ اس مقصد کے لئے احباب کو طلب فرمائیں اور راہ عمل کی نشاندہی فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ وقت کا فرض ادا کرنے کی توفیق سے نوازیں۔

والسلام عبدالرؤف فاروقی۔ (جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام پنجاب)

(۲)

(اہلیہ مرحومہ کی تعزیت)

بخدمت قائد محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی؟ آپکے یہاں اہلیہ مرحومہ کی وفات کا صدمہ بہت بڑا صدمہ ہے۔ اور اس پر

تمام جماعتی کارکنوں نے بھی ایک گونہ غم محسوس کیا ہے۔ میں اُس روز سے تعزیت کے لئے حاضری کے ارادے کرتا ہوں۔ لیکن میری کمر کی تکلیف سفر میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ گذشتہ دنوں میں سردی کی لہر نے اس تکلیف میں اضافہ کر دیا ہے۔ خط کے ذریعہ تعزیت میں ادب کے خلاف سمجھتا ہوں لیکن مجبوراً ایسا کر رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دیں اور جنت الفردوس سے نوازیں۔ آپ سے اُن کی طویل رفاقت اور اب وفات کے نتیجہ میں اُن کی جدائی۔ اتنے گہرے تعلق کے بعد اس طرح اُن کا جدا ہونا۔ یقیناً ایک بڑا غم ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازیں۔ جامع مسجد حضراء میں جمعہ کے اجتماع کے دوران اور جامعہ اسلامیہ کامونکے میں با قاعدہ قرآن خوانی کے ساتھ دعائے مغفرت کا اہتمام کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے دعاؤں کی درخواست ہے۔ والسلام: عبدالروف فاروقی

(۳)

(مولانا سمیع الحق اور انکی جماعت کو اعتماد میں لئے بغیر ایل ایف او کی تائید)

محترم قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق صاحب السلام علیکم۔ ایم ایم اے کے صدر قاضی حسین احمد صاحب کے نام اپنے دردمندانہ عریضہ کی نقل ارسال خدمت ہے۔ والسلام عبدالرؤف فاروقی

۱۷ا فروری ۲۰۰۵ء

محترم ومکرم جناب قاضی حسین احمد صاحب صدر متحدہ مجلس عمل پاکستان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی سربلندی کے لئے ہم سب کو خدمات سرانجام دینے کی توفیق سے نوازیں۔ میں بے ترتیب سی چند گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اس خواہش پر کہ آپ اپنے روایتی اخلاق کریمانہ سے ان پر غور فرمائیں گے۔ متحدہ مجلس عمل نے دسمبر 2003ء میں اپنے دستور۔ مقاصد اور نصب العین سے بالاتر ہو کر اور انہیں نظر انداز کرتے ہوئے کسی نا معلوم ''اعلیٰ'' مقصد کے لیے آئین پاکستان میں سترھویں ترمیم کے لئے امریکہ اور پرویز مشرف کی آلہ کار مسلم لیگ ق کے ساتھ سمجھوتہ کیا جس سے اسلام۔ نظریہ پاکستان طالبانِ اسلام، جہاد، مجاہدین اور شہداء کے ساتھ نظریاتی عقیدت رکھنے والوں کو انتہائی صدمہ ہوا۔ متحدہ مجلس عمل نے اپنا سب کچھ دے کر نہ جانے پرویز مشرف، مسلم لیگ اور امریکہ سے کیا حاصل کیا لیکن قوم سے یہ کہا کہ ہم نے پرویز مشرف کو وردی اتارنے پر رضامند کرلیا ہے۔ یہ ہماری سب سے بڑی کامیابی ہے اور جب وہ وردی اتار دے گا تو مجلس عمل اپنے نصب العین اور دستوری اہداف حاصل کرنے کی طرف کامیاب سفر کا آغاز کرے گی اور کوئی رکاوٹ اس کے راستے میں نہ ہوگی۔

میں نے بحیثیت نظریاتی کارکن جمعیۃ علماء اسلام اپنی قیادت سے اس سلسلے میں احتجاج کیا تو مجھے علم ہوا کہ میری قیادت کو اس سلسلے میں اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ حالانکہ مجلس عمل کے دستور کا تقاضہ یہ تھا کہ سپریم کونسل کے تمام ارکان اسطرح کا بڑا فیصلہ باہمی اتفاق رائے سے کرتے۔ غالباً ایسا کوئی تحریری ثبوت مجلس عمل کے ریکارڈ میں نہیں ہے جس سے مولانا سمیع الحق کا اس فیصلے سے اتفاق ثابت ہو۔

<u>ایم ایم اے کو جمعیۃ (س) کا معاہدہ سے دستبرداری کا ڈیڈ لائن:</u> اس صورت حال میں میرے مطالبے پر جمعیۃ (س) کی شوریٰ کا اجلاس 15 جنوری 2004ء کو اسلام آباد میں منعقد ہوا جس میں میری ہی تحریک پر پوری شوریٰ نے مجلس عمل کو ایک نوٹس دیا کہ جمعیۃ متحدہ مجلس عمل کے اس اقدام کو شہداء کے خون سے بے وفائی اور خود اپنے نصب العین سے انحراف قرار دیتی ہے لہٰذا ہمارا مطالبہ ہے کہ مجلس عمل اس معاہدے سے دستبردار ہو کر اللہ تعالیٰ سے اور قوم سے معافی مانگے اور امریکہ کی حلیف واتحادی پرویز حکومت کے خلاف کھلی جدوجہد کرے ورنہ جمعیۃ متحدہ مجلس عمل سے الگ ہونے پر مجبور ہوگی اور اس سے دینی قوتوں کے اس اتحاد کو جو نقصان پہنچے گا اس کی

ذمہ داری بزعم خویش دو بڑی جماعتوں جمعیۃ ''ف'' اور جماعت اسلامی پر ہوگی۔ یہ نوٹس ریکارڈ پر موجود ہے میڈیا اس کا گواہ ہے۔
یہ ایک ماہ کا نوٹس تھا اور اب اس کی مدت گزرے پورا ایک سال ہو چکا ہے۔ ہم نے مجلس عمل سے علیحدگی اختیار نہیں کی۔ محض اپنا تعاون معطل رکھا۔ اس دوران جو کچھ گزر گیا اس کی تفصیل میں گئے بغیر۔ اب تو ثابت ہو چکا ہے کہ ہمارا موقف درست تھا۔ پرویز مشرف پر اعتماد کرنا یا تو سیاسی نادانی اور بھول تھی یا پھر حکومتی وزراء اور مسلمہ سیاستدانوں کے بقول مقاصد فروشی۔

<u>نظریاتی جماعت جمعیۃ علماء اسلام (س) میں فارورڈ بلاک بنانے کی سازش:</u> اس دوران اور اب بھی ہماری جماعت سے رابطہ کرنے اور مسائل پر گفتگو کرنے کی بجائے متحدہ مجلس عمل کا انداز اور طرز عمل انتہائی عجیب۔ معنی خیز۔ غیر دستوری اور غیر اخلاقی ہے کہ مولانا سمیع الحق سے رابطہ کرنے کی بجائے جمعیۃ ''س'' کے نام پر ایسے حضرات کو مجلس عمل کے اجلاسوں جلسوں اور تقریبات میں شریک کیا جا رہا ہے جن کے پاس جمعیۃ کی نمائندگی کا کوئی ثبوت نہیں۔ انہیں نہ تو حضرت مولانا نعمت اللہ یا مولانا قاضی عبدالطیف نے نمائندگی کا کوئی خط دیا ہے اور نہ ہی مولانا سمیع الحق نے یا جمعیت کے شوریٰ نے، بلکہ ایک شخص جسے جمعیۃ نے خارج کیا اُس کو جمعیۃ (س) کے نمائندہ کے طور پر سپریم کونسل کے اجلاسوں میں شریک کر کے ایک طرف بدترین قسم کی ہارس ٹریڈنگ کی جارہی ہے اور دوسری طرف جمعیۃ اور اس کے قائد کی کردار کشی کی جارہی ہے کہ وہ معاملات پر گفتگو کے لئے کوئی وقت نہیں دے رہے! کیا آنجناب اور مولانا فضل الرحمن کو مولانا سمیع الحق سے بات کرنے کے لئے کوئی وقت طے کرنا دشوار ہے؟ یا یہ محض جمعیت کے چند غیر سیاسی افراد کو جمعیت میں فارورڈ بلاک بنانے اور جمعیت کے نام پر دین کے نظریاتی علما کی قوت کو توڑنے کی شعوری کوشش ہے اور مجلس عمل اپنے یہاں چھ کا عدد تو برقرار رکھنا چاہتی ہے لیکن ہم جیسے نظریاتی کارکنوں کو اپنے نامعلوم مقاصد کی راہ میں رکاوٹ سمجھ کر مجلس عمل سے دیدہ دانستہ دور رکھنے کی پالیسی پر گامزن ہے؟ میڈیا کے ذریعہ قوم کو یہ تاثر دینا کہ مولانا سمیع الحق سے ملاقات کا وقت طے کرنے کے لئے کمیٹی بنادی گئی ہے اور اُس کمیٹی کو مولانا کے نام خط دے دیا گیا ہے۔ میرے نزدیک کسی فریب سے کم نہیں!۔ اب جب کہ متحدہ مجلس عمل پر نہ تو پرویز حکومت اعتماد کررہی ہے نہ اپوزیشن اور نہ ہی نظریاتی دینی کارکن۔ تو کیا ضروری نہیں کہ مجلس عمل خودفریبی سے جرا تمندی کے ساتھ اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے نکل آئے اور اپنے جرم کا کفارہ ادا کرنے کے لئے اُن اہداف کی طرف لوٹ آئے جو مجلس عمل کا اساسی نصب العین قرار دیے گئے تھے اور ایک سال بعد ہی سہی، یہ تسلیم کرے کہ 15 جنوری 2004ء کے نوٹس میں جمعیۃ (س) نے جو موقف اختیار کیا تھا وہ درست ہے! محترم! ہم متحدہ مجلس عمل کی اساس ہیں۔ اس کی بنیادوں میں ہمارا خون شامل ہے اور یہ ہمارا حوصلہ ہے کہ ابھی تک ہم اس کا ایک حصہ ہیں! میری گزارش ہے اس اتحاد کو توڑنے کا راستہ اختیار نہ کریں کہ اس سے دینی سیاست کا اس ملک میں دروازہ بند ہو جائے گا۔ اور آپ تاریخ کے مجرم قرار پائیں گے۔ یہ آخری مرحلہ ہے اگر آپ نے حالات کی نزاکت کا احساس نہ کیا تو اس کی تمام تر ذمہ داری آپ پر ہوگی۔ ہم دینی قوتوں کا بازوئے شمشیرزن ہیں۔ ہمارے ساتھ بات کرنے کا حوصلہ اپنے اندر پیدا کریں۔ اگر آپ اس سلسلہ میں قابل عمل راستہ اختیار کریں گے تو جس جرنیل کو آپ نے وردی کے ساتھ آئینی صدارت کی تلوار دے کر مزید خونخوار اور نظریۂ پاکستان کا قاتل بنادیا تھا اور اب آپ سے اُس کی وردی کے خلاف تحریک بھی نہیں بن رہی ہے۔ اُسے اس کی غیر آئینی اور ملک دشمن سرگرمیوں سے روکنے میں ہم آپ کے دست و بازو ہوں گے۔ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ ٹھنڈے دل و دماغ سے میری ان معروضات پر غور فرمائیں گے۔

جواب کا منتظر عبدالروف فاروقی رکن جمعیۃ علماء اسلام پاکستان لاہور خطیب جامع مسجد خضراء سمن آباد لاہور

(۴)

(جمعیۃ کی مجلس شوریٰ کا اعلان O آزاد قبائل میں اپریشن حکومت یہود ونصاریٰ کے ایجنڈے پرعمل پیرا اور متحدہ مجلس عمل کا مجرمانہ کردار)

جمعیۃ علماء اسلام دینی نظریات سیاسی تاریخ اور عملی حراج کے اعتبار سے ایک الگ شناخت کی حامل عظیم سیاسی جماعت ہے، جو"اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام" اعلاء کلمۃ الحق اور عالمی طور پر غلبہ اسلام کے لیے جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہے۔ جمعیۃ کی پوری تاریخ اس جدوجہد کی آئینہ دار ہے۔ اور اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر رکھا ہے کہ وہ نازک سے نازک ترین حالت میں بھی ہر طرح کی قربانیاں دیتے ہوئے اس جدوجہد کو جاری رکھے گی۔

آج جب کہ ملکی سالمیت خطرے میں ہے۔ آزاد قبائل میں اپریشن کر کے غیور اور محب وطن قبائلوں کو پاکستان سے متنفر کر کے ملک کو مزید خطرات کی طرف دھکیلا جا رہا ہے، دینی مدارس کے خلاف یہود ونصاریٰ کے ایجنڈے پرعمل کی راہیں ہموار کی جارہی ہیں۔ جہاد اور مجاہدین کو دہشت گردی سے منسوب کر کے اسے ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کی کوشش جاری ہے۔ محکمہ تعلیم کے نصاب سے اسلامی تعلیمات اور قرآنی آیات کو نکالا جا رہا ہے۔ ملک سے اسلامی تہذیب کو ختم کر کے یورپ اور بھارت کی مادر پدر آزاد فحاشی اور عریانی و بے حیائی پرمبنی تہذیب کو مسلط کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور پاکستان کی آزادی وخودمختاری کو امریکہ کی سیکورٹی فورسز کے ناپاک پاؤں سے پامال کر دیا جارہا ہے اور اس پر مزید ظلم یہ ہے کہ ملک میں دینی، سیاسی جماعتوں کے اتحاد اور پارلیمنٹ میں نمائندگی کے اعتبار سے ایک بہت بڑی قوت "متحدہ مجلس عمل" کے نام پر موجود ہے اور وہ اس سب کچھ کو خاموشی سے برداشت کرتے ہوئے مجرمانہ اقدام کی مرتکب ہورہی ہے اور یوں لگتا ہے کہ متحدہ مجلس عمل نے یا تو اپنے اہداف ونصب العین سے جان بوجھ کر انحراف کرتے ہوئے امریکہ کی اتحادی حکومت کے ساتھ کوئی انتہائی مجرمانہ سودا بازی کر کے شہداء کے خون اور مجاہدین کی روحوں سے کئے گئے عہد و پیمان کی بہت بڑی قیمت وصول کی ہے یا پھر وہ ایمانی فراست کے اعتبار سے اس قدر تہی دامن اور مفلس ہیں کہ وہ ملک وملت کی قیادت ورہنمائی کے اہل ہی نہ تھے کہ اس کے نام نہاد قائدین اس وقت حکومت کے تمام مجرمانہ اقدامات میں بالواسطہ اور بلاواسطہ شریک نظر آتے ہیں۔ حکومت اپنے تمام ظالمانہ اور غیر منصفانہ اقدامات کو ایم ایم اے کے قائدین کے ساتھ 17ویں آئینی ترمیم پر ہونے والے سمجھوتے کا حصہ قرار دے کر ایم ایم اے کو شریک مجرم قرار دے رہی ہے۔ ایسے میں جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں نے وقت کا عظیم کردار ادا کرنا ہے اور وہ ________ جمعیۃ علماء اسلام کی تاریخ کی روشنی میں وہ کردار ہے جسکی بنیاد حضرت لاہوریؒ۔ حضرت درخواستیؒ، حضرت ہزارویؒ، اور مولانا مفتی محمودؒ نے اپنے کردار وعمل اور ایمان و تقویٰ سے رکھی تھی اس کردار کا تقاضہ یہ ہے کہ جمعیۃ کے کارکن امریکہ اور اس کی اتحادی حکومت اور اسکی تمام ابلیسی قوتوں سے ٹکرانے کے لیے تیار ہو جائیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ نے آج تمام حالات کا جائزہ لے کر انتہائی اہم لائحہ عمل مرتب کیا ہے جس کا اعلان قائد جمعیۃ حضرت مولانا سمیع الحق اپنے خطاب میں کرنے والے ہیں۔ دفاع پاکستان کنونشن میں جمعیۃ کے کارکن عہد کرائیں کہ اس لائحہ عمل کو بروئے کار لانے کے لیے اور ملک کے دفاع کے لیے تن من دھن کی قربانی دینے کے لیے تیار ہو جائیں۔ یہ کام انشاءاللہ مولانا سمیع الحق کی قیادت میں ہوگا۔

(۴)

(جمعیۃ علماء اسلام اور ہماری فوری ذمہ داریاں)

محترم و مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی۔ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے مرکزی امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ العالی نے جماعتی احباب سے مشاورت کے بعد آپ کو جمعیۃ کا مرکزی نامزد فرمایا ہے، امیر مرکزیہ کی طرف سے اس منصب پر آپ کی نامزدگی جمعیۃ کیلئے آپ کی خدمات کے اعتراف اور آپ کی صلاحیتوں پر بھرپور اعتماد کا مظہر ہے۔ میں آپ کو دلی مبارک پیش کرتا ہوں۔

محترم! آج کے ملی، ملکی اور قومی حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور جمعیۃ کے کارکنوں کی طرف سے ہم پر بڑی ذمہ داری عائد ہوئی ہے۔ ہمیں انشاء اللہ

☆ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کو ایک فعال سیاسی قوت بنانا ہے۔

☆ علماء دیوبند کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہر طبقہ کے لوگوں میں پائی جانے والی مایوسی کو دور کرنا ہے۔

☆ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی اور مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمہم اللہ علیہم کی جمعیۃ کے روشن چہرے پر اقتدار اور مفادات کی سیاست کے نتیجہ میں کچھ لوگوں نے جو بدنما داغ چھوڑے ہیں، انہیں دور کرکے جمعیۃ کے اعتقادی ونظریاتی تشخص کو بحال کرنا ہے۔

☆ ملک میں مذہبی سیاست کا وقار بلند کرنا ہے..........اور

☆ اسلامی جمہوری پاکستان کو امریکی غلامی سے نجات دلانے اور اسلامی شریعت کی بالادستی کیلئے جدوجہد کو منظم کرنا ہے۔

ہم مخلصانہ اور انتھک جدوجہد کے ذریعہ ہی یہ اہداف حاصل کرسکتے ہیں۔

محترم! آپ جمعیۃ کی مرکزی مجلس عاملہ کے عہدیدار ہیں اور قومی سیاست میں اپنا کردار ادا کریں گے لیکن بلحاظ عہدہ آپ صوبہ کی صوبائی جمعیۃ کے نگران اور اس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے ذمہ دار ہوں گے اور مجھے امید ہے کہ آپ اپنی یہ ذمہ داری احسن طریقہ سے انجام دیتے ہوئے جہاں مرکز میں میری رہنمائی فرمائیں گے وہاں اپنے صوبہ میں جمعیۃ علماء اسلام کو ایک ایسی مضبوط سیاسی قوت بنانے میں اپنی توانائی اور بہتر صلاحیت استعمال کریں گے جو اسلام، شعائر اسلام اور مملکت خداداد پاکستان کا تحفظ کرسکے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق کی قیادت میں مذہبی سیاست کا کھویا ہوا وقار بحال کرنے اور اکابر علماء دیوبند کی نظریاتی سیاست کو زندہ کرنے کی توفیق سے نوازیں۔ مجھے آپ کے مثبت اور حوصلہ افزا تحریری خیالات کا انتظار رہے گا۔

والسلام: عبدالرؤف فاروقی جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام پاکستان خطیب جامع مسجد خضراء سمن آباد لاہور

(۵)

اکتوبر ۲۰۱۰ء

(سہ سالہ نئے دور کیلئے جمعیۃ علماء اسلام کے دس نکاتی اہداف)

(21 اکتوبر 2010ء سے شروع ہونے والی سہ سالہ دستوری مدت میں جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے اہداف جو ۱ نومبر ۲۰۱۰ء کو قائد محترم حضرت مولانا سمیع الحق کی صدارت میں طے کئے گئے)

۱۔ جمعیۃ علماء اسلام کے نظریاتی تشخص کو بحال کرنا اور مفادات کی سیاست کو مسترد کرتے ہوئے اکابر کے طرز پر نظریاتی سیاست کو فروغ دینا۔

۲۔ اکابر علماء دیوبند کے نہج پر سامراجی قوتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ملک کو غلامی سے نجات دلانا اور اس کی خودمختاری و آزادی کو

بحال کرنے کے لئے جدوجہد کرنا۔

۳۔ امریکہ اور اس کے اتحادی حکمرانوں کی طرف سے ملک کے اسلامی تشخص اور دینی مدارس کے نصاب و نظام کو پامال کرنے اور دہشت گردی کے نام پر جہاد کو بدنام کرنے کی کوششوں کا سدباب۔

۴۔ جمعیۃ کا پہلا اور آخری ہدف ہے ''خدا کی زمین پر خدا کا نظام'' اور جمعیۃ کی سیاست کا محور یہ ہی ہے۔لہٰذا نفاذ شریعت کی راہ ہموار کرنے اور اس سلسلے میں تمام رکاوٹیں دور کرنے کے لیے ہر طرح کی جمہوری اور پر امن انقلابی تدابیر اختیار کرنا۔

۵۔ ملک کو درپیش صلیبی اور صیہونی دہشت گردی کی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لیے ملک کی تمام محب وطن دینی اور سیاسی قوتوں کو متحد کر کے ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا۔

۶۔ نسلی، لسانی، علاقائی اور بالخصوص فرقہ وارانہ تعصبات کو ہوا دینے کی بیرونی و داخلی سازشوں کا مل کر مقابلہ کرنا اور قومی و ملی یکجہتی قائم کرنے کے لیے تمام وسائل بروئے کار لانا۔

۷۔ غربت، مہنگائی، بدعنوانی، بیروزگاری اور کرپشن وغیرہ کو ختم کر کے اسلامی جمہوریہ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی کوشش کرنا۔

۸۔ عوام کی جان و مال کا تحفظ کرنے کے لیے مروجہ نظام عدل میں انقلابی تبدیلیاں لا کر اسے اسلامی نظام عدل کی بنیادوں پر استوار کرنا اور عوام کو ان کی دہلیز پر انصاف فراہم کرنا۔

۹۔ انگریزوں کے بنائے ہوئے سیکولر اور طبقاتی تقسیم پر مبنی نظام تعلیم کو تبدیل کر کے سب کے لیے تعلیم کے یکساں مواقع فراہم کرنا

۱۰۔ عالم اسلام کے درمیان مستحکم روابط پیدا کرنا اور امت مسلمہ کو درپیش سازشوں اور چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے منظم کوشش کرنا۔ عبدالرؤف فاروقی ناظم عمومی

(۶)

دسمبر ۲۰۱۰ء

(نئی مرکزی مجلس عاملہ اور عہدہ داروں کا مشترکہ اجلاس)

محترم و مکرم حضرت مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ مزاج گرامی؟ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ اور چاروں صوبوں کے منتخب عہدیداروں کا انتہائی اہم مشترکہ اجلاس انشاء اللہ العزیز 13،14 دسمبر 2010ء کو حسب ذیل ترتیب کے مطابق منعقد ہو رہا ہے: صدارت: استاد العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق (امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان) بمقام: جامعہ قاسم العلوم اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور پہلی نشست: 13 دسمبر بروز سوموار بعد نماز مغرب دوسری نشست: 14 دسمبر بروز منگل 10 بجے صبح

ایجنڈا: ۱۔ موجودہ ملکی و بین الاقوامی مذہبی و سیاسی صورت حال کا جائزہ۔

۲۔ چاروں صوبوں میں جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیمی صورت حال

۳۔ مرکزی و صوبائی مجالس عاملہ کے دستوری فرائض پر غور و فکر اور ذمہ داریوں کی تعیین و تقسیم۔

۴۔ باقی امور باجازت امیر محترم

نوٹ: اجلاس کے بعد تمام شرکاء جمعیۃ ضلع لاہور کی طرف سے استقبالیہ تقریب میں شریک ہوں گے یہ استقبالیہ پریس کلب شملہ پہاڑی لاہور میں منعقد ہوگا اور اس موقع پر پریس کانفرنس میں اجلاس کے فیصلوں کا اعلان کیا جائے گا۔

اجلاس کی اہمیت کے پیش نظر وقت کی پابندی کے ساتھ شرکت کے لیے تشریف لائیں اور ملکی سیاست میں قافلۂ حق کا کھویا ہوا وقار بحال کرنے کے لیے لائحہ عمل مرتب کرنے میں اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعہ اپنی منصبی ذمہ داریوں کو پورا فرمائیں۔

والسلام: عبدالرؤف فاروقی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

مولانا عبدالرؤف ملک ۔ لاہور

(افغان مجاہدین کے متحارب گروہوں میں مصالحت)

حضرت مولانا سمیع الحق السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ متحدہ علماء کونسل پاکستان، افغان مجاہدین کے متحارب گروہوں کے درمیان مصالحتی کوششوں کے ضمن میں رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے تعاون سے ۲۵۔۲۶ شوال ۱۴۱۴ھ بمطابق ۶۔۷ اپریل ۱۹۹۴ء بروز بدھ و جمعرات پشاور (پاکستان) میں ایک کانفرنس کا اہتمام کر رہی ہے، جس میں افغانستان، پاکستان اور عالم اسلامی کے دیگر اطراف سے جید علماء کرام اور راہنمایان گرامی شرکت کریں گے۔ صدارت امام حرم مکی فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل حفظہ اللہ فرمائیں گے۔ اس کانفرنس میں افغانستان کے متحارب گروہوں کے اسباب نزاع کا جائزہ لیکر بہتر حل تک پہنچنے کی کوشش کیجائیگی۔ پھر یہ حل ایک مؤثر وفد کی وساطت سے متحارب گروہوں کے سامنے پیش کر کے اس کو سب کے لئے قابل قبول بنایا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ نے اصلاح کی یہ ذمہ داری اس امت خصوصاً اس کے علماء اور قائدین پر ڈالی ہے۔

(وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما فان بغت احداهما على الاخرى فقاتلوا التي تبغي حتى تفيء الى امر الله، فان فاءت فاصلحوا بينهما بالعدل واقسطوا ان الله يحب المقسطين، انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون)

اس لئے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے متحدہ علماء کونسل پاکستان کے امیر حضرت مولانا مفتی ظفر علی نعمانی اپنے لئے باعث شرف سمجھتے ہیں کہ انکی دعوت پر آنجناب اس کانفرنس میں شریک ہو کر افغانستان کو اس بحران سے نکالنے کی مہم میں تعاون فرمائیں۔

براہ کرم آپ اپنی آمد کے پروگرام سے کونسل کے اسلام آباد آفس کو آگاہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو (آمین)

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عبدلرؤف ملک سیکریٹری جنرل

☆☆☆

مولانا عبدالستار تونسوی[2] صدر تنظیم اہل سنت پاکستان

(۱)

شعبان ۹۸ھ، جولائی ۱۹۷۸ء (نصاب دینیات میں شیعہ سازشیں اور کل پاکستان سنی کونشن)

محترم المقام واجب العزت والاحترم ۔ السلام علیکم ۔ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اسکولوں کے لیے جو نصاب دینیات ترتیب دیا جا رہا ہے اس میں سے خلفائے راشدینؓ کی حیات طیبہ، ان کی اسلامی وملی خدمات اور سواد اعظم کے عقائد و نظریات کے مطابق عبادات کو خارج کرنے کی ایک گھناؤنی سازش ہو رہی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ اس سازش کے محرکات و عوامل کیا ہیں۔ اس اقدام کے نتائج انتہائی پر خطر ہو

---

[1] میری دعوت پر عورت کی حکمرانی کے خلاف تشکیل پانے والا وسیع الاطراف والاحزاب متحدہ علماء کونسل میں سرگرمی سے حصہ لیتے رہے مگر بالآخر اسے ہائی جیک کر کے آخر تک اس نام کو اپنی سرگرمیوں کو استعمال کرتے رہے جبکہ باقی اصل جماعتیں اس سے لاتعلق ہوگئیں۔ یہی وتیرہ انکا شریعت بل کی جدوجہد اور افغانستان کے مصالحتی کوششوں میں بھی رہا ایسے دو کیلئے ایک افراد سے تحریک کے مخلص کارکنوں کی حوصلہ شکنی ہوتی رہتی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ خوبیوں کو دیکھ کر خامیوں سے صرف نظر کرنے والی ذات ہے۔

[2] معروف مناظر مبلغ اہل سنت والجماعۃ کے حقوق ومفادات کے لئے تنظیم اہل سنت پاکستان نامی تنظیم قائم کی اور اسکے صدر ہیں

سکتے ہیں، خلفائے راشدین کی تاریخ، حیات طیبہ کے مقدس حالات وواقعات کونصاب دینیات سے خارج کرنے کا یہ واضح مفہوم ہوگا کہ ملتِ اسلامیہ کی دینی غیرت وحمیت مٹ چکی ہے۔

اِس اہم مسئلہ پر غور کرنے کے لئے تنظیم اہل سنت پاکستان کے زیر اہتمام ایک کل پاکستان سنی کونشن کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جس میں ملک بھر کے تمام مکاتب فکر کے مقتدر علماء کرام ومشائخ عظام کو مدعو کیا گیا ہے۔

مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر آپ سے استدعا ہے، کہ کونشن میں تشریف لا کر اپنی گرانقدر آراء وتجاویز اور خیالات سے مستفیض فرمائیں۔ امید ہے کہ استدعا کو شرف پذیرائی بخش کر سپاس گزار فرمائیں گے۔ پروگرام اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے۔

والسلام محمد عبدالستار تونسوی (مرکزی صدر) محمد ضیاء القاسمی (ناظم اعلیٰ)

(۲)

(شیعی جارحیت اور اہل سنت کے حقوق)

محترم المقام گرامی قدر جناب حضرت مولانا سمیع الحق، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ملک میں روز افزوں شیعی جارحیت خصوصا اسلام آباد میں پولیس کے ساتھ ان کے مسلح تصادم سے کوئی سنی اہل نظر آنکھیں بند نہیں کر سکتا۔ ملی بقاء اور سنی حقوق ومفادات کے تحفظ کی تدابیر پر غور کرنے کیلئے جامع مسجد تنظیم اہل سنت نواں شہر ملتان میں بتاریخ ۴۔۵ ستمبر ۸۰ء بروز جمعرات جمعہ ایک ملک گیر کونشن منعقد ہو رہا ہے۔ جسمیں ملک وملت کے اکابر علماء ومشائخ اپنی ملی بقاء وتحفظ کی تدابیر وتجاویز پر غور کریں گے۔ آپکی خدمت میں التماس ہے کہ اس اہم ملی اجتماع میں بہر حال شرکت فرما کر اپنی ملی غیرت ودینی حمیت کا ثبوت دیں اور ملت کی رہنمائی کے فرض سے سبکدوش ہوں۔ پروگرام ۴۔۵ ستمبر ۱۹۸۰ء بروز جمعرات وجمعہ مقام دفتر تنظیم اہلسنت جامع مسجد چوک نواں شہر ملتان۔

نشست اول ۴ ستمبر ۲ر۱ ۲ بجے بعد نماز ظہر۔ اکابرین کے خیالات، نشست دوم ۴ ستمبر ۲ر۱ ۸ بجے بعد نماز عشاء۔ تجاویز، آراء اور ارشادات، نشست سوم ۵ ستمبر۔ جامع مسجد تنظیم اہلسنت نواں شہر ملتان میں جلسہ عام ہوگا۔ نوٹ: پہلی اور دوسری نشست میں صرف مندوبین شریک ہوں گے (انشاء اللہ تعالیٰ)

الداعی محمد عبدالستار تونسوی صدر تنظیم اہلسنت پاکستان ملتان

(۳)

۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

(والدہ ماجدہ کی وفات پر تعزیت)

بخدمت ذوالمجد والاحترام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی! آپ کی والدہ ماجدہ کے وفات حسرت آیات کا سن کر دلی صدمہ واندوہ ہوا۔ قائد اہل سنت عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ، اور جملہ مبلغین واراکین تنظیم اہل سنت پاکستان آپ کے صدمہ وغم میں برابر کے شریک ہیں۔ نیز دعا گو ہیں اللہ رب العزت مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آپ کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین۔ محدث اعظم دجلۂ علوم حضرت العلامہ مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں تسلیمات ومضمون واحد پیش فرمائیں۔ شکریہ۔

دعا گو محمد عارف سیال عفی عنہ مہتمم مرکز تنظیم اہل سنت چوک نوری شہر ملتان

(۴)

(صدر ضیاء الحق کے نام کھلا خط)

بخدمت گرامی قدر جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان۔ مسلمانانِ پاکستان۔۔۔ اہل سُنت۔۔۔۔۔ کی تبلیغی

تنظیم۔۔۔۔۔۔ تنظیم اہلِ سنت پاکستان، ملتان۔۔۔۔کی مرکزی مجلسِ شوریٰ:۔

آپ کی حکومت کے شیعہ سنّی جدا جدا نصابِ دینیات ختم کر دینے کے مبارک فیصلہ کا پُر جوش خیر مقدم کرتی ہے اور اس مبارک و مفید اقدام پر آپ کو ہدیۂ تبریک پیش کرتی ہے۔ساتھ ہی اس افواہ پر کہ جدید نصابِ دینیات میں حضرات خلفائے راشدینؓ کا باب حذف کیا جارہا ہے، اپنے شدید کرب و اضطراب کا اظہار کرتی ہے اور امید کرتی ہے کہ یہ افواہ بے بنیاد ہوگی۔

آپ نے پاکستان کے تحفظ کی خاطر مجبوراً زمامِ اقتدار ہاتھ میں لینے کے بعد بارہا اس حقیقت کا کھلا اور واضح اعلان کیا ہے، کہ پاکستان کا مقصد تخلیق و تشکیل نظامِ اسلامی کا قیام تھا۔اور پاکستان میں بہر حال اسلامی نظام نافذ کر دیا جائے گا۔

آپ کا یہ اعلان وارشاد جہاں صحیح اور مبارک ہے، وہاں یہ حقیقت بھی ناقابل انکار ہے کہ اسلامی نظام کی عملی شکل نظام خلافت راشدہ ہے۔ خلافتِ راشدہ کا دور اسلام کی عملی تصویر اور کتاب وسنّت کی صحیح اور سچی تعبیر ہے۔کتاب وسنّت کی نورانی تعلیمات وہدایات پر مبنی جو عادلانہ نظامِ حکومت دنیا میں برسرکار آیا وہ نظام خلافتِ راشدہ سے عبارت ہے، جس کے زیر سایہ مدّتوں کی دُکھی انسانیت نے سُکھ اور چین کا سانس لیا۔خلافتِ راشدہ ہی کے زرّیں اور مثالی دَور میں اسلام کو اپنے صحیح خدوخال اور واقعی رنگ وروپ میں دنیا کے سامنے اپنے حسن وجمال اور اپنی رعنائی وزیبائی کے بھرپور مظاہرے کا بہترین موقع ملا۔ہم اس حقیقت کا برملا اظہار واعلان کرتے ہیں کہ تاریخ اسلام سے اگر خلافتِ راشدہ کا دور نکال دیا جائے، اور حضرات خلفائے راشدینؓ کا نام اوران کے کارنامے حذف کر دیئے جائیں تو باقی صرف اسلام کا نام ہی نام رہ جاتا ہے۔اسکی روح سلب ہو جاتی ہے۔ ہمارا پُر زور مطالبہ ہے کہ، جدید نصابِ دینیات میں حضرات خلفائے راشدین اور یارانِ نبی ﷺ کے ایمان افروز سوانح حیات اوران کے نُورانی کارناموں کے ذکر اذکارمبارکہ کو بیش از بیش جگہ دی جائے تاکہ ہماری نئی پود اپنے اسلاف کے انقلابی کردار سے روشناس ہو کر اس کی صحیح اتباع کر سکے اور ہمارے بچے سچے مسلمان بن سکیں۔اور اس طرح مملکت خداداد پاکستان کو ایک مثالی اسلامی مملکت بنایا جاسکے۔امید ہے ہماری اس دردمندانہ درخواست پر پوری پوری توجہ مبذول فرمائی جائے گی۔

حضرت مولانا محمد عبدالستار صاحب تونسوی صدر تنظیم اہل سنت پاکستان ملتان

کاپی بنام مولانا سمیع الحق صاحب

☆☆☆

عبدالستار چوہدری۔ایڈیٹر روزنامہ جناح اسلام آباد

(روزنامہ جناح کا اجراء ایڈیٹر عبدالودود قریشی کا تعارف) ۶ ارکتوبر ۲۰۰۳ء

محترم ومکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ "روزنامہ جناح" جدید طرز کی مشینری، تجربہ کار اور سینئر صحافیوں کی ٹیم کے ہمراہ انشاء اللہ عنقریب اسلام آباد راولپنڈی سے اپنے اشاعت کا آغاز کر رہا ہے، اسے جلد ہی برطانیہ، جرمنی، لاہور، ملتان، کراچی، پشاور، کوئٹہ اور مظفرآباد سے شائع کیا جائے گا۔روزنامہ "جناح" ملک کے صف اول کے اخبارات کی طرح ایک مکمل رنگین ایڈیشن اور ہفتہ وار سنڈے میگزین "روش" کے ساتھ شائع ہوگا۔جبکہ دوپہر کے اخبار " تازہ اخبار " کا اجراء بھی کیا جارہا ہے اخبار میں قومی وبین الاقوامی خبروں کے علاوہ ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق خصوصی اشاعتیں بھی شامل ہوں گی، روزنامہ "جناح"

ایشیاء نیوز، نیوز نیٹ ورک کا ایک وسیع اور اہم پراجیکٹ ہے جس کا مقصد جدید ٹیکنالوجی اور الیکٹرانک میڈیا کے اس دور میں پرنٹ میڈیا کے بدلتے ہوئے تقاضوں کو پورا کرنے کے علاوہ سچائی پر مبنی تحقیقی رپورٹنگ کے فروغ اور زرد صحافت کی حوصلہ شکنی کرنا ہے۔
روزنامہ "جناح" پاکستان کے ہر شہر، قصبے اور ہر طبقے کے مسائل کو اجاگر کرے گا اور اس بات کو یقینی بنائیگا کہ انتظامیہ اور قانون نافذ کرنے والے اداروں تک مظلوم افراد کی آواز پہنچا کر ان کے مصائب اور دکھوں کے ازالے کیلئے ان کا ساتھ دے "جناح" ظلمت کے اندھیروں میں امید کی کرن ثابت ہوگا۔

روزنامہ "جناح" ایک نئے جذبے، نئے انداز اور عزم' جرأت اور بے باکی کے ساتھ اپنی مستند اشاعت کا آغاز کررہا ہے۔ اس میں جو کچھ شائع ہوگا وہ آپ کی توقعات وخواہشات کے مطابق ہوگا اس سلسلے میں آپکی آراء تجاویز ہماری رہنمائی کرینگی اور آپ کی تحریریں ہمارے لئے مشعل راہ ہونے کیساتھ ساتھ ملک وقوم کیلئے مستقبل کا لائحہ عمل مرتب کرنے میں بھی مددگار ثابت ہونگی۔ ہم آپکے مشوروں کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان پر نیک نیتی سے عمل کرنے کی کوشش کرینگے۔

"روزنامہ جناح" کے ایڈیٹر عبدالودود قریشی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار صحافی ہیں۔ مصلحت کوشی سے مبرا اور منافقت وجھوٹ کو ناپسند کرتے ہیں۔ حقائق پر مبنی بے لاگ گفتگو کرتے ہیں۔ انہوں نے گارڈن کالج راولپنڈی سے اپنے تعلیمی سفر کا آغاز کیا۔ ایف اے، بی اے کے امتحانات جیل میں پابند سلاسل ہوکر دیئے۔ اپنے پروفیشنل کیریئر کے دوران سترہ بار گرفتار ہوکر ملک کی مختلف جیلوں میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں ان گرفتاریوں میں حکومت نے ڈیفنس آف پاکستان رولز اور تحفظ امن عامہ کی دفعات کا بے دریغ استعمال کیا۔ جبر اور لالچ سے دبنا اور جھکنا انکی سرشت میں نہیں، بطور صحافی پنجاب کے مارشل لاء ایڈمنسٹر اور سابق گورنر پنجاب جنرل (مرحوم) غلام جیلانی سے سوال پوچھنے پر فوجی عدالت نے فوجی حکومت کے خلاف منافرت پھیلانے کے الزام میں ان پر فرد جرم عائد کی۔ ابھی اس مقدمے کا فیصلہ محفوظ تھا کہ فوجی حکومت ختم ہوگئی۔ انہوں نے ۱۹۷۴ء میں روزنامہ تعمیر سے صحافتی زندگی کا آغاز کیا، جنوری ۱۹۷۸ء میں ہفت روزہ "روش" کا اجراء کیا، جو اب بھی اسلام آباد/راولپنڈی سے باقاعدگی سے شائع ہورہا ہے۔ روزنامہ مرکز میں اسسٹنٹ ایڈیٹر اور ڈپٹی ایڈیٹر رہے۔ ۱۹۹۴ء میں صوبہ سرحد کے مشیر اطلاعات رہے، روزنامہ خبریں میں دوسال تک بحیثیت سٹیشن انچارج جوائنٹ ایڈیٹر رہے۔ یونی پلس ٹی وی اسلام آباد سے بطور انچارج کرنٹ افیئر بھی منسلک ہیں وہ ۲۰۰۱ء سے روزنامہ "جناح" اسلام آباد، روزنامہ "تازہ اخبار" ہفت روزہ "روش" کو مؤثر طور پر کامیابی سے قارئین تک پہنچانے کی منصوبہ بندی اور تیاری کرتے رہے۔ ان کی زندگی کا مشن ظلم کا راستہ روکنا، مظلوم کا ساتھ دینا اور جھکنے و بکنے کی بجائے سچ کی آواز بلند کرنا ہے یہی نعرہ اب کارکنان "جناح" کا ہے۔ روزنامہ "جناح" کی پالیسی تحقیقی اور حقیقی رپورٹنگ، بروقت اشاعت، نیا انداز، نئے خیالات، نئے رجحانات، اپنی پالیسی پر چلنے اور دوسروں کی عدم تقلید پر مبنی ہے۔ روزنامہ "جناح" کا سٹاف تعلیم یافتہ، تجربہ کار، قومی اور بین الاقوامی امور اور نشیب وفراز کو بذریعہ پرنٹ میڈیا قاری تک پہنچانے میں دسترس رکھتا ہے۔ اخبار کی کامیابی میں آپ کی تجاویز، مشورے، پیغام، تصویر اور معاونت کی ضرورت ہے۔ قافلہ "جناح" انشاء اللہ منزل کی طرف روانہ ہونے کیلئے تیار ہے، بہت جلد یہ قومی اخبار آپ کے پاس ہوگا۔ ہمارا وعدہ اور عزم ہے کہ آپ کا تعاون، دعائیں اور ہماری محنت دونوں مل کر انسانیت کی بھلائی کیلئے سب کچھ بلا خوف وخطر کریں گے۔ روزنامہ جناح کی باقاعدہ اشاعت ۱۵ اکتوبر کو ہوگی۔ آپکے جواب کا منتظر۔

والسلام عبدالستار چوہدری ایڈوائزر ٹو ایڈیٹر

مولانا عبدالستار خان نیازی[1] لاہور

(۱)

۱۴ جون ۱۹۷۵ء (بھٹو کے آخری دور حکومت کے بدحالی کا نقشہ اور قومی کنونشن)

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب، سلام مسنون۔ باقی ماندہ پاکستان میں بھی بسلسلہ تکمیل رضا غیر ایسے حالات وارد کردیئے گئے ہیں، کہ افراد خود اپنی زندگی سے بیزار ہوکر غیر شعوری طور پر جذبہ حب وطن سے عاری ہوجائیں۔ مادر وطن پر تسلط غیر ہو اور آج کا اہل کار بھارت کی آئندہ تاریخ کا روشن ستارہ گردانا جائے۔ آپ جانتے ہیں؟ بلوچستان اور صوبہ سرحد میں غیر قانونی، غیر آئینی، وطن کُش کارروائیوں کے بعد کشمیر کے مستقبل کو کس طرح بھارتی پنجے میں ڈال دیا گیا ہے۔ قومی اور صوبائی قانون ساز اداروں کو خانہ ساز بنا کر کس ڈھنگ سے سیاسی خودکشی کی راہ سجھائی جارہی ہے۔ آئین سے پہلے اپنے ہی اقتدار کی ہر ضمانت حاصل کرنے کے بعد عوام کو جذبہ آزادی کی آخری رمق سے تہا کرنے کیلئے آئین اور قوانین میں سوقیانہ قطع وبرید کے ذلت آمیز عمل کو کس طرح جاری رکھا جارہا ہے۔ ''اصلاح برائے سزا'' کے مکروہ اصول کی بناء پر زرعی، صنعتی، تعلیمی اور تجارتی شعبہ ہائے حیات ملی میں منافقانہ چالوں کو اصلاحات کا نام دے کر کس طرح مستقبل کی راہوں پر روشن کئے جانے والے ہر ممکنہ چراغ کو گل کردیا گیا ہے۔ بھوک، ننگ، افلاس، بے روزگاری، مہنگائی کو کسطرح سوچی سمجھی سازش کے تحت معاشرہ کے ہر شعبے میں وارد کردیا گیا ہے۔ اقوام عالم کی برادری میں مادر وطن کی توہین اور بالآخر اسکے اخراج کو کس سنگ دلی سے خارجہ پالیسی کا بنیادی اصول بنادیا گیا ہے۔ راہنمائی اس بے شرمی سے راہزنوں کے سپرد کردی گئی ہے، کہ جن افراد کو کوئی شخص اپنی عزت خطرہ میں ڈالے بغیر ایک رات مہمان بھی نہیں ٹھہرا سکتا، زمام کار مملکت پر انہیں کی دسترس ہے۔ کس غیر دور اندیشی سے فیڈرل سیکورٹی فورس اور پیشہ ور غنڈوں کے ذریعہ انتظامیہ کی اہلیت اور کارکردگی کو معاشرہ کشی کی حد تک معطل کردیا گیا ہے۔ کسان مرچکا، مزدور صلیب پر ہے، آج عذاب مسلسل میں مبتلا ہے، طالب علم کا حال برباد اور مستقبل حزن ویاس لیے ہوئے ہے، غرضیکہ

ع آگ ہے اولاد ابراہیم ہے، نمرود ہے

ان حالات میں ہم قومی شعور کے بجھتے ہوئے چراغ اگر اپنے خون سے روشن نہ کریں۔ تو ہمارا وجود بے سود ہے۔ چنانچہ نہایت غور وخوض کے بعد فیصلہ کیا گیا ہے کہ مورخہ ۱۴، ۱۵ ؍جون ۱۹۷۵ء بروز ہفتہ، اتوار بمقام فضل القادر بلڈنگ ۳۳ ڈیوس روڈ لاہور کل پاکستان قومی کنونشن طلب کیا جائے، جس میں متحدہ جمہوری محاذ میں شریک تمام سیاسی جماعتوں کے سربراہان، دیگر ہم خیال سیاسی وغیر سیاسی تنظیموں کے

(مولانا نیازی مردِ بیباک)

[1] مرد بیباک مولانا نیازی نے قلندرانہ اداؤں کیساتھ بڑے شان بان سے ملک وملت اور دین وشریعت کی جنگ شان بے نیازی سے لڑی اور ہر محاذ پر پیش پیش رہے۔ مجوزہ قومی کنونشن کے دعوتنامہ میں بھٹو کے آخری دور کی بدحالی کا نقشہ بڑے جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے' خط کے آخر میں مجاہد ملت مولانا مفتی محمود کے تائیدی کلمات سے واضح ہورہا ہے کہ کنونشن سب کا مشترکہ پروگرام تھا' مولانا نیازی اسکے کنوینئر تھے' بعد میں عورت کی حکمرانی کا مسئلہ ہو یا شریعت بل کا معرکہ' شیعہ سنی فرقہ واریت کی عفریت کو ملی یکجہتی کونسل کے ذریعہ لگام دینے کی بات ہو یا بابری مسجد کے بارہ میں جدوجہد' مولانا نیازی نے ہر مرحلہ پر اپنے بزرگوانہ سرپرستی سے نوازا اور ہر میدان میں عملاً حوصلہ بڑھایا' شریعت بل کو بہت سوں نے اختلاف مسلک ومشرب اور فرقہ بندی کے بھینٹ چڑھایا مگر مولانا نیازی نے سارے تعصبات سے ہٹ کر تحریک نفاذ شریعت میں قائدانہ تعاون کیا' حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ داغ مفارقت دے گئے تو کہا کہ اپنے کو یتیم نہ سمجھیں، میں ساتھ رہونگا۔ جہاد افغانستان سے تحریک طالبان میں بہت سے لوگ گروہی تعصب کی وجہ سے کنی کترا گئے' لیکن مولانا نے ڈٹ کر تائید وتعاون کا اعلان کردیا اور فتح مزار شریف پر دارالعلوم حقانیہ کے فتح مبین کانفرنس میں شریک ہوکر حکومت پاکستان سے طالبان حکومت کو فوراً تسلیم کرنے کی کانفرنس کے مطالبات کی تائید کی

ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

عمائدین کرام، ممتاز سیاسی قائدین، ملک کے معروف دانشور، قانون دان اور طالب علم راہنما، مسئلہ کشمیر اور دیگر ملکی وملی مسائل پر منددبین سے خطاب فرمائیں گے۔ آپ سے استدعا ہے کہ اس قومی کنونشن میں شریک ہوکر اپنی حب الوطنی کا ثبوت دیں، تا کہ ان حالات سے قوم وملک کو محفوظ کر کے اس دور کی تاریک راہوں پر آزادی وخوش حالی کی راہ دکھاتی ہوئی شمعیں فروزاں کی جا سکیں۔ موجودہ درپیش مسائل کا جائزہ اور انکا حل اس کنونشن کا واحد مقصد ہے، تا کہ اہل حرم کے ''سومنات'' پوری قوم کا منہ چڑا کر یہ نہ کہہ سکیں کہ یہاں کوئی ''غزنوی'' نہیں۔ عبدالستار خان نیازی (کنوینر کل پاکستان قومی کنونشن) فضل القادر بلڈنگ ۳۲ ڈیوس روڈ لاہور

نوٹ: قومی کنونشن کے فیصلوں کی توثیق کیلئے انہی تاریخوں میں مجلس عمومی کا اجلاس ہوگا یا پھر ۶ رجون بروز پیر مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ میں ہوگا اسلئے آپ اہتمام سے شریک ہوں۔ حضرت مولانا مفتی) محمود صاحب) جنرل سیکرٹری کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام

(۲)

۲۲ اکتوبر ۱۹۹۳ء (بوجہ علالت شادی کی دعوت میں شرکت سے معذرت)

مکرم ومحترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب، زادلطفکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ایک ماہ سے زائد عرصہ ہوگیا ہے کہ بوجہ پونگی مہرہ کمر کے دیگر اعصاب دب گئے ہیں اور چلنے پھرنے سے معذور ہوں۔ مورخہ ۲۴ رنومبر تا ۲ ردسمبر اسلام آباد کمپلیکس میں جی، ایم ملک کے زیر علاج رہا ہوں۔ ۲ ردسمبر کوم ش کی وفات پر لاہور آیا اور اس تاریخ سے صاحب فراش ہوں۔ ڈاکٹر کے زیر ہدایت فزیو تھراپی ہورہی ہے اور تھوڑی سی ایکسر سائز بھی کر رہا ہوں چلنے پھرنے سے معذور ہوں۔ آپ خصوصی دعا فرمائیں۔ اس مجبوری کیوجہ سے آپکے صاحبزادے کی دعوت ولیمہ میں شرکت سے معذور ہوں۔ آپ کا نوازش نامہ اور دعوت نامہ مل چکا ہے مشکور ہوں۔ فقط والسلام مخلص نیازی

(۳)

۱۲ مارچ ۲۰۰۰ء (دینی جماعتیں اتحاد سے اخوت بشری اور احترام انسانیت کا جامع پروگرام دیں)

محبی، مولانا سمیع الحق صاحب زادلطفکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، الحاد اور لادینیت کی طرف سے یہ پراپیگنڈہ گمراہی کا باعث بن رہا ہے کہ دینی جماعتیں وہ سیاسی اہمیت ووقعت نہیں رکھتیں حالانکہ تحریک پاکستان میں ساری دنیا نے دیکھ لیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لاالٰہ الا اللہ، کا نعرہ بلند نہ ہوتا تو پاکستان وجود میں نہ آتا اب بھی دہریت لادینیت الحاد وزندقہ کی طرف سے یہ گمراہی پھیلائی جارہی ہے کہ دینی جماعتیں کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتیں حالانکہ دنیا کے تمام مفکرین کو تسلیم کرنا پڑ گیا ہے کہ عقل کی بجائے وحی ربانی ہی انسانیت کو کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کرسکتی ہے، زمان ومکان پر تاریخی تصور پیش کرنے والے آئن سٹائن نے اعلان کیا ہے کہ عقل کی رہبری سے عالمی مسائل حل نہیں ہونگے ہم یہ انقلابی نقطہ نگاہ پیش کرنا چاہتے ہیں کہ زمان ومکان کی بحث میں تسلیم کرنا پڑے گا کہ رنگ نسل وطن قومیت علاقائیت زبان کے تعصبات انسان کی رہنمائی میں بڑی رکاوٹ ہیں آج یورپ امریکہ بلکہ ساری دنیا کو ماننا پڑے گا کہ حق وصداقت کا معیار انسانی اتحاد واحترام آدمیت ہے، دوسرے گمراہ کن پلید سودی معیشت سے نجات حاصل کرنے کیلئے پیغمبر عالم ﷺ کی دعوت اتحاد انسانیت اور احترام آدمیت ہی اس خلفشار کو دور کریگی۔ حضور ﷺ کا یہ ارشاد کہ سودی معیشت انسانیت کیلئے تباہ کن ہے اور تعصبات جاہلی کی بنیاد پر اجماعیت، تباہی وبربادی کا باعث ہوگی ہم ساری دنیا کو پھر ایک نقطہ پر جمع کرنا چاہتے ہیں کہ کسب حلال اور بذل حلال کیساتھ صدق مقال کی جو رہنمائی پیغمبر اسلام نے کی ہے اور کوئی نہیں کرسکتا ہم سمجھتے ہیں کہ جہالت وگمراہی کے فرنگی تصورات کو مسترد کرتے ہوئے اخوت بشری مساوات محمدی اور حریت انسانی کا نقشہ صرف وحی ربانی سے پیش ہوسکتا ہے۔

میں اس آفاقی انقلابی تصور کے پیش نظر اسلام کے علمبرداروں کی ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ وہ انسانیت کو ان گمراہیوں سے بچائیں۔ نہ صرف اپنے فروعی اختلافات ختم کر کے اخوت بشری کا جامع پروگرام دیں بلکہ باطل کی تمام سازشوں کے مقابلہ میں متحد ہو کر پھر ایک بار اتحاد انسانیت، اخوت بشری کا انقلابی تصور پیش کریں عالم اسلام اس انقلابی دعوت کا علمبردار ہو اور ایک ارب پچیس کروڑ مسلمان پھر گمراہیوں کی تباہیوں سے انسانیت کو نجات دلاسکیں اس پاکیزہ اور برتر مقصد کیلئے میں توقع رکھتا ہوں کہ اسلامی جماعتوں کے سربراہان ایک پلیٹ فارم پر ساری دنیا کو ابلیسی نظام سے بچائیں اور ملک میں نفاذ شریعت کیلئے تحریک تحفظ ناموس رسالت کے ۲۰ مارچ ۲۰۰۰ء کے سربراہی اجلاس میں شرکت کر کے آئندہ لائحہ عمل طے کریں جس میں قرآن وسنت کو سپریم لاء قرار دینا۔ بلاسودی معشیت کا نفاذ، تحفظ ناموس رسالت کے قانون کی حفاظت اور جذبہ عشق واطاعت رسول ﷺ سے سرشار ہو کر جہاد فی سبیل اللہ کے پروگرام کو قومی سطح پر تشکیل دیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ اجلاس ملک میں دینی سیاسی جماعتوں کے سیاسی اتحاد کی بنیاد رکھدیگا۔ اور قوم کو مشکل گھڑی میں دینی سیاسی رہنمائی فراہم کریگا۔

فقط والسلام مع الاکرام مخلص محمد عبدالستار خان نیازی،

داعی تحریک تحفظ ناموس رسالت پاکستان وصدر جمعیت علماء پاکستان

☆☆☆

قاضی عبدالسلام خلیفہ مجاز حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ (نوشہرہ صدر)[1]

(عربی قصیدہ حقانیہ سے الحق کا خیر مقدم ○ ایک مصرع میں تین تلمیحات)

اخی فی اللہ تعالیٰ دامت معالیکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہوگی قصیدہ حقانیہ[2] ارسال خدمت ہے۔ مصروفیات کی کثرت سے تعمیل حکم میں تاخیر ہوئی معافی دیجئے۔ اگر کوئی سقم نظر آئے تو خود ہی اصلاح فرمائیں۔ دعا کا خواستگار رہوں۔ حضرت والد کی خدمت اقدس میں بھی تحیہ سلام اور درخواست دعا پیش کرنے کی تکلیف فرمائیں۔ فقط والسلام قاضی عبدالسلام عفا عنہ نوشہرہ

---

[1] ہمارے علاقہ کے قابل احترام شخصیت کا کاخیل محترم کے بزرگ رہنما جامع مسجد نوشہرہ کے خطیب، دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ حکیم الامۃ حضرت تھانوی کے خلیفہ مجاز قریبی عزیزوں میں سے قاضی حسین احمد وغیرہ کا تعلق جماعت اسلامی سے تھا مگر آپ مودودی صاحب کے شدید مخالف تھے، سب سے پہلے مودودی صاحب کے بارہ میں تنقیدی رسالہ لکھا انکے فرزند و جانشین قاضی عبدالعلام صاحب مرحوم نے بھی دینی اور تعلیمی شعبوں میں زندگی گزاری۔ ناچیز سے بزرگانہ شفقت فرماتے، ماہنامہ الحق جاری ہوا تو بھرپور دعاؤں اور محبت کا اظہار ایک منظوم قصیدہ کے شکل میں کیا جو یہاں شریک اشاعت ہے۔

[2] (منظوم قصیدہ سے ماہنامہ الحق کی اشاعت کا خیر مقدم)

هٰذِهٖ قَصِيدَةٌ حَقَّانِيَّةٌ جَرٰى مِنَ الْقَلَمِ اِنْتِصَاراً لِحَقِّ الْحَقِّ جَلَّ مَجْدُهٗ لَعَلَّ كَلِمَةً مِّنْهَا يَقَعُ فِي مَعْرَضِ الْقَبُولِ ط

حَمْداً لِّلْحَقِّ تَعَالٰى عَنْ مُّحَاكِيهٖ ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلٰى حَقٍّ يُّدَانِيهٖ

ثنا ہے اس حق تعالیٰ کی جو محاکات اور مشابہت سے بہت اونچا ہے۔ پھر درود ہے اس حق پر جو (مخلوق میں سے) اس کے قریب ہے۔

حَقُّ الْمَقَالُ فَكُلُّ النَّاسِ يَعْنِيهٖ وَكُلُّ مَرْءٍ عَنِيٍّ بِالْحَقِّ يُرْوِيهٖ

بات جب حق ہوتی ہے تو تمام لوگ اسکو مقصد بنا لیتے ہیں۔ اور جس شخص نے حق کو طلب کیا وہ حق اس کی پیاس کو بجھائیگا۔

(بقیہ اگلے صفحے پر)

حکیم محمد عبدالسلام[1] ہری پور

عزیز محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میری یہ خواہش تھی کہ حضرت شیخ الحدیث کی بیمار پرسی کیلئے حاضر ہوں، مگران دنوں میں اپنی طبیعت بھی ناساز ہوگئی، اسلئے باوجودارادہ کے حاضر نہ ہوسکا۔ معافی چاہتا ہوں۔ شیخ الحدیث اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ ان کا سایہ اللہ تعالیٰ ہم سب پر تادیر قائم رکھے۔ آپکے کام کی بڑی قدر کرتا ہوں زیادہ تعریف مناسب نہیں، کہ مولانا غلام غوث کی طرح نظر نہ لگ جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت عطا فرمائے۔ حاجی محمد یوسف صاحب کو میری طرف سے سلام عرض کریں رات کوالحق کا مطالعہ کررہا تھا صفحہ ۳۴ پر یہ مضمون کہ "تاریخ کو مسخ نہ کیجئے" نظر سے گزرا، ماشاء اللہ اچھے پیرائے میں لکھا گیا ہے۔ ان بزرگوں کا دفاع کرنا اس زمانے میں جہاد کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ خیر آپ کو سمجھانے کی ضرورت نہیں، نیچے ایک شعر لکھا ہوا تھا جو مجھے اسطرح یاد پڑتا ہے۔

تمہاری زلف پہ آئی تو حسن کہلائی — وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں ہے

اپنی خیریت، حضرت مولانا کی صحت کے بارے میں کبھی کبھی ضرور مطلع فرماتے رہا کریں۔ والسلام محمد عبدالسلام (ہری پور)

---

[1] ہری پور ہزارہ کے حکیم عبدالسلام ایک متحرک پر جوش ملی وسماجی، سیاسی کاموں میں سرگرم عمل، گورنمنٹ طبی بورڈ اور دارالعلوم کے مجلس شوریٰ کے ممبر دیسی یونانی دواخانہ کے نام سے مطب اب انکے فرزند حکیم عبدالرشید چلا رہے ہیں حضرت شیخ الحدیثؒ کے خاص حلقہ احباب میں شامل تھے۔

(بقیہ پچھلے صفحہ سے)

[2] لِلْحَقِّ کَانَ سَمِیْعاً عَبْدُہٗ اَبَداً
حق کا بندہ ہمیشہ حق کو قبول کرنے والا ہی رہا ہے۔
مَنْ یَّسْمَعَ الْحَقَّ یَعْرِفْ حَقَّہٗ فِیْہِ
جوکوئی حق کو قبول کرے گا وہ اپنا حق اس حق کے متعلق پہچان لے گا۔

وَحَقَّ لِلْحَقِّ اَنْ یُّعْلٰی مَعَا لِمُہٗ
اور حق ہے یہ حق کا کہ اسکے نشانوں کو اونچا کیا جائے
وَالْحَقُّ یَعْلُوْ مَقَالُ الْمُصْطَفٰے فِیْہِ
اور حق اونچا ہی رہتا ہے یہ فرمانِ مصطفیٰ ہے حق کی شان میں۔

وَاِذْ فَشَا الْکِذْبُ وَانْشَبَّتْ مَخَالِبُہٗ
اور جب جھوٹ عام ہوگیا اور مضبوط ہو گئے پنجے اسکے۔
فِیْ زِیِّ حَقٍّ فَحَقُّ الْحَقِّ یُزْرِیْہِ
حق کے لباس میں تو حق کا حق اسکو عیب لگا کر چھوڑے گا۔

دَارَالزَّمَانُ وَعَزَّالْحَقُّ فِیْ ظُلَمٍ
گھوم گیا زمانہ اور حق اندھیروں میں نایاب ہو گیا۔
وَقَلَّ اَعْوَانُہٗ مَنْ کَانَ یَدْرِیْہِ
اور کم ہو گئے اسکے امداد کرنے والے جو اسکو جانتے تھے۔

وَصَارَ صَاحِبُہٗ ضَاقَتْ مَعَائِشُہٗ
اور حق والا ایسا ہوگیا کہ اسکی زندگی کے علائق تنگ ہو گئے۔
کَاَنَّہٗ جَمْرَۃٌ فَدَخَلَّ فِیْ فِیْہِ
گویا یہ حق ایک چنگاری ہے جو اسکے منہ میں اتر گئی ہے۔

دَاءُ الْعِنَادِ اَحَاطَ الْعَقْلَ غَیْھَبُہٗ
عناد حق کی مرض ہے جسکی گھٹا نے عقل پر احاطہ کیا ہے۔
وَاَبْطَلَ الْحِسَّ وَالْاِدْرَاکَ قَاضِیْہِ
اور حس و ادراک کو عناد کے قاضی نے باطل کیا ہے۔

وَالنَّاسَ مَرْضٰی وَلَا یَدْرُوْنَ دَائَھُمْ
اور لوگ تو ایسے مریض ہیں جو اپنے مرض کو نہیں پہچانتے۔
فَذُوْنَ ذِیْ الْحَقِّ مَنْ یُّقْدِرِیْدَاوِیْہِ
تو سواحق والے کے کس کو قدرت ہے جو انکی مرض کی دوا کرے۔

مَنْ یَّنْصُرِ الْحَقَّ فَالرَّحْمٰنُ یَنْصُرُہٗ
جو کوئی حق کی امداد کرے رحمٰن پاک اسکی امداد فرمائے گا۔
مَاشَاءَ مِنْ فَضْلِہٖ یُعْطِیْہِ یُرْضِیْہِ
جو چاہے اپنے فضل سے اسکو دے دیگا راضی فرمائے گا۔

یَاقَاضِ ھٰذَا عَطَاءٌ مِّنْ خَزَائِنِہٖ
اے قاضی یہ حق کی امداد اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک عطاء ہے۔
مَنْ نَّالَہٗ فَازَ فَلْیُوْفِ اَمَانِیْہِ
جو اس عطاء کو پا گیا بامراد ہوگیا تو ضرور اپنی خواہشات پوری کرے۔

(الحق جلد ۲ شمارہ ۸)

[2] آدھے ہی مصرعہ میں الحق، مولانا عبدالحق" اور ناچیز سمیع الحق کے بارہ میں تلمیح ہے۔

مولانا عبدالشکور ترمذی[1] ساہیوال سرگودھا

(۱)

(مصلحت بینی اور سکوت علماء اور عوام کیلئے باعث ابتلاء ○ ہدایۃ الحیران اور جواہر القرآن)

یکم ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ باسمہٖ تعالیٰ

مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب زاد مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی؟ یہ مضمون اسلام اور سائنسی ایجادات، عرصہ ہوا لکھا تھا کاغذات میں مل گیا۔ اب سامنے آ گیا الحق میں اشاعت کیلئے ارسال ہے۔ قرآن مجید کو سائنسی تحقیقات پر مبنی کرنے کی غلطی کی اصلاح زیادہ تر اس مضمون سے مقصود ہے اور اسکا یہ نفع دائمی ہے اسلئے ہر وقت اسکو شائع کرنا مفید ہے۔ والسلام

مشورہ آزادی رائے:۔ ہدایت الحیران کے بارہ میں میرا مشورہ یہ ہے کہ طلباء مدارس عربیہ بلکہ مدرسین کو بھی اس طرف متوجہ کیا جائے۔ اسطرف سے بے توجہی مسلک دیوبندیت سے انحراف کا باعث بن سکتی ہے۔ ہمارے اکابر کی یہی مصلحت بینی اور مودودی صاحب کے بارہ میں اجمال و اہمال مودودی مسلک کے فروغ کا باعث بن چکا ہے۔ اسی طرح اب مولانا غلام اللہ خان صاحب کے بارہ میں ابہام و اجمال سے کام لیا جارہا ہے۔ یہ طرز نئے علماء کیلئے سبب ابتلاء بن رہا ہے۔ آپکا تبصرہ پڑھا مگر آپ جیسے ذی استعداد نوجوانوں سے جس محنت اور تفصیل کی توقع تھی وہ پوری نہیں ہوئی۔ عام کتابوں کی طرح اجمالی تبصرے سے اسکا صحیح تعارف نہیں ہوسکتا نہ اسکی اہمیت کا علم ہوسکتا ہے معلوم ہوتا ہے۔ آپ کو کتاب پڑھنے کا وقت کم ملا ہے۔

اہل بدعت کی بعض ایسی اعتقادی بلکہ عملی کوتاہیوں (جو کہ محض فرعی حیثیت کی تھیں) کے خلاف ہمارے اکابر کا تشدد اور انکا شدید و بلیغ رد معروف و مشہور ہے۔ لیکن جواہر القرآن میں جس طرز فکر اور انداز تحریر کو اختیار کیا گیا ہے اس سے اسلئے صرف نظر کرلیا جاتا ہے کہ ان مسائل کی حیثیت فروعی ہے۔ کیا اہل بدعت سے جن مسائل میں شدید اختلاف ہے ان سب مسائل کی حیثیت اصولی ہے؟ ہدایت الحیران کا مقدمہ پورے غور سے اگر پڑھ لیا جائے۔ تو انشاء اللہ یہ اصولی فروعی کی بحث اس قسم کے نئے مسائل کی تردید کرنے کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ کیا جواہر القرآن کے فروعی مسائل حد بدعت میں بھی نہیں آتے؟ بہر حال ان کے خلاف شدید ردعمل سے سوائے تحزب اور گروہی تعصب کے سوا کیا امر مانع ہے اور ان پر سکوت کیسے جائز ہے؟ میری تلخ نوائی معاف ہو ہمارے اکابر کا تو یہ طرز نہ تھا۔ ہاں اصولی اور فروعی، مسائل میں فرق ضرور ہے۔ اور انکی تردید میں بھی فرق ملحوظ ہوگا مگر ان سے سکوت اور اغماض کرلینا سمجھ میں نہیں آتا جبکہ اس سکوت سے ہزارہا طلباء اس نئے فکر سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اور اہل مدرسہ کیلئے یہ بات فکر انگیز ہے۔ اگر حضرت شیخ الحدیث مدظلہم کو قوت و فرصت ہوتی تو یہ احقر ان کی خدمت میں یہ گزارش پیش کرتا اب آپ ہی کو مخاطب بنا کر حال دل کہہ رہا ہے باقی کون سنتا ہے۔ طوطی کی صدا اس نقار خانہ میں۔ فقط والسلام عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

---

[1] دبستان حکیم الامۃ تھانوی سے وابستہ ایک محقق اور جید عالم، مصنف، مفتی، حضرت تھانوی کے خلیفہ اجل مولانا عبدالکریم گمتھلویؒ کے فرزند و جانشین انکے تحقیقی تعلیمی اور اصلاحی خدمات کو مزید بڑھایا۔ سرگودھا کے ساہیوال نامی شہر میں مدرسہ حقانیہ قائم کیا انکے فرزند مولانا عبدالقدوس ترمذی دینی مجلہ حقانیہ اور ادارہ کے ذریعہ اپنے بزرگوں کے کام کو چار چاند لگا رہے ہیں، مکتوبات میں جگہ جگہ دیوبند میں حضرت شیخ الحدیث سے تلمذ اور عقیدت و محبت کا ذکر ہے۔

(۲)

۲۵ اگست ۱۹۷۱ء اسم تعالیٰ　(ماہنامہ تعلیم القرآن میں بینات پر نقد غیر مہذبانہ ہے)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے؟ میری معروضات پر توجہ فرمائی کا شکریہ۔ مولانا سعید الرحمان صاحب کو بھی یہ کتاب بھیجدی ہے تاکہ وہ اسکا مطالعہ کرلیں۔ کتاب کے شائع ہونے سے پہلے ایک اشتہار دیا گیا ہے وہ آپ کو بھیجا جارہا ہے۔ چسپاں کرادیں۔

میرے مضمون اسلام اور سائنسی تحقیقات کے پہنچنے کا ذکر تو آپ نے اپنے مکتوب میں کیا ہے مگر اسکے بعد ۲۶ جمادی الاول ۹۱ھ کو ایک دوسرا مضمون "مقام رسول اکرم ﷺ قرآن وسنت کی روشنی میں" میں نے بھیجا تھا اسکے ملنے کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔ کیا وہ آپ کو نہیں ملا؟

استاذ محترم حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت بابرکت میں بہت سلام مسنون عرض ہیں اور دعاء کی درخواست ہے۔

تعلیم القرآن میں ہدایت الحیر ان کے جواب لکھے جانے کا اعلان آچکا ہے۔ یہ تو اسکے شائع ہونے کے بعد ہی معلوم ہوگا۔ کہ وہ کیسا جواب ہوگا؟ مگر اسمیں بینات کراچی کے تبصرہ پر جو نقد کیا گیا ہے وہ بہت غیر مہذبانہ ہے۔ اور اس جماعت کے تشدد آمیز مزاج سے کسی خیر کی توقع ہے بھی نہیں۔ مگر پھر بھی اختلاف کی حدود میں رہنا بھی ضروری تھا مگر انہوں نے تمام حدود کو پامال کردیا ہے۔ اسکا جواب لکھ کر میں نے بینات میں شائع ہونے کیلئے بھیجا تھا۔ مگر مولوی محمد یوسف صاحب لدھیانوی نے یہ لکھ کر واپس کردیا کہ یہ جواب آں غزل ہے کسی اور رسالہ میں مناسب ہو تو شائع کرادیں۔ بھلا کسی کی لڑائی میں دوسرا کیسے داخل ہو بینات سے متعلق تعلیم القرآن میں مضمون شائع ہوا تھا۔ اسکا جواب اسی میں اگر شائع نہیں کیا جاتا تو پھر دوسروں کو کیا غرض ہے۔ اصل میں سامنے آکر مقابلہ کرنے سے گھبراتے ہیں اسی سے اس جماعت، شرذمہ قلیلہ کو حوصلہ ہوگیا ہے۔　والسلام　عبدالشکور

(۳)

۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ　(مراسلہ جذبہ تحقیق توجہ کا مستحق تھا)

مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب زادمجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی؟ ماہنامہ الحق جنوری ۷۲ء میں جذبہ تحقیق کے عنوان سے ایک مراسلہ[۱] شائع ہوا تھا وہ اسکا مستحق تھا کہ اسپر بہت جلد مضمون شائع کردیا جاتا۔ مگر میری صحت کمزور ہے اور مدرسہ کے کام بھی بہت زیادہ ہیں اسلئے مجھے جلدی موقع نہیں مل سکا۔ اب یہ مضمون جذبہ تحقیق اور اسکے نتائج الحق کیلئے ارسال خدمت ہیں براہ کرم اسکو بہت جلد شائع کردیا جائے۔ اسمیں چونکہ دو آیتوں کی تفسیر کے بارہ میں بھی بحث ہے اسکا حوالہ البلاغ کا مولانا محمد تقی صاحب سے حاصل کرنے کیلئے لکھا گیا وہ بھی اسکو پسند کرتے ہیں کہ اسپر میں نے کچھ لکھ دیا ہے۔ میرا مطلب اسکے بیان سے یہ ہے کہ آپ یہ خیال نہ کریں کہ مولانا محمد تقی البلاغ کے مضمون پر تبصرہ کو شاید محسوس کریں گے۔ یہ بات ان سے پہلے ہو چکی ہے آپ کسی قسم کے خیال کئے بغیر میرے مضمون کو شائع کرادیں۔ باقی دل آپ سے ملاقات کو کرتا ہے مگر موقع ابھی تک نہیں ملا۔

حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون مع شوق زیارت پیش کردیا جائے۔ اگر ہوسکے تو میرے مضمون کے وصول ہونے کی اطلاع کردی جائے۔ تاکہ اطمینان ہو جائے۔ مکرر آنکہ اسکے جلد شائع کرانے کا حکم دیا جائے۔　والسلام　عبدالشکور ترمذی

۱۔ یہ مراسلہ ان مکتوبات میں مولانا احمد عبدالحلیم کانپوری کے خطوط میں ملاحظہ فرمادیں۔

(۴)

۸ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ (دیوبند میں شیخ الحدیث سے تلمذ کی تفصیل O شیعوں کا الگ نصاب کا مطالبہ O قومی اتحاد کی منظوری ہر لحاظ سے افسوسناک)

مکرمی و محترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب زاد مناقبکم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے؟ رسالہ ''الحق'' کے ذریعہ حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب دامت فیوضہم کے بارہ میں علالت وغیرہ کا حال معلوم ہو کر باعث تشویش ہوا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کا سایہ دراز فرمائیں اور قوت وصحت کے ساتھ ملک وملت کی زیادہ خدمات انجام دینے کا موقع عطا فرمائیں آمین۔

یہ میری سُستی اور کم ہمتی ہے کہ حضرت والا موصوف مد ظلہم کی خدمت بابرکت میں عریضہ لکھنے سے قاصر رہتا ہوں۔ حالانکہ دارالعلوم دیوبند میں حضرت موصوف سے مطول وغیرہ متعدد کتابوں کے پڑھنے اور تلمذ کا شرف حاصل رہا ہے۔ اگر موقع مل جائے تو یہ عریضہ حضرت والا کو بھی سنا دیا جائے۔اور دعاء خیر کی درخواست فرمائی جائے۔امید ہے کہ اب حضرت روبصحت ہوں گے۔اور مزاج گرامی کی صحت سے اس ناکارہ کو بھی مطلع فرما کر ممنون فرمایا جائے گا؟ حضرت والا کو تکلیف دینے کے بجائے جناب کو ہی طلب حالات وخیریت کا واسطہ بنانا مناسب سمجھا گیا۔ جناب سے کبھی نیاز حاصل ہونا یاد نہیں آتا مگر رسالہ الحق کے ذریعہ غالباً جناب احقر کو پہچانتے ہوں گے کہ اس احقر کے بعض مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔اس تعلق سے بھی اور عمر کے تناسب سے بھی قدرے جناب سے خود کو بے تکلف پاتا ہوں اس بے تکلفی کا ثمرہ یہ ہے کہ اپنی معروضات کے پیش کرنے میں آپ سے حجاب نہیں ہوتا اسی کا ایک مظہر درج ذیل مضمون بھی ہے۔

وفاق ۵ شعبان ۹۷ھ میں قومی اتحاد کے سیکرٹری پروفیسر غفور احمد کی پریس کانفرنس کی کارروائی میں یہ پڑھ کر کہ کل ہمیں شیعہ مطالبات کمیٹی کی طرف سے جو مطالبات موصول ہوئے تھے مرکزی کونسل نے رات کے اجلاس میں ان کی منظوری دے دی ہے۔اور مطالبات کی تفصیل یہ ہے کہ شیعہ اور سُنی بچوں کیلئے دینیات کا علیحدہ نصاب ہو۔عزاداری کے جو حقوق حاصل ہیں ان میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔شیعہ اور سُنی کا علیحدہ اوقاف بورڈ بھی ہوگا الخ بڑی حیرت ہوئی کہ ان امور پر ہمیشہ سواد اعظم اہلسنت والجماعت اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے رہے ہیں اور جب کبھی بھی یہ مطالبات شیعہ کمیٹی کی طرف سے حکومت وقت کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔تو علماء حق نے ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند فرمائی ہے

<u>شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کا اسمبلی میں صدائے احتجاج:</u> یہاں تک کہ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے اس مسئلہ پر قومی اسمبلی کے اجلاس میں بار بار تحریک التواء پیش کیں اور اسمبلی کے کئی علماء ارکان کی تائید سے سوال اٹھایا کہ یہ چیز نہ صرف ہماری اقتصادی اور فکری و مذہبی زندگی بلکہ سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی زندگی کے لئے بھی تباہ کن ہے اور مسلمانوں کے فکری اتحاد کو نقصان پہنچا کر بالآخر ملک کے اتحاد وسالمیت کیلئے خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔اب نامعلوم کن وجوہات کی بناء پر ملک وملت کے اتحاد وسالمیت کو پارہ پارہ کرنے والے اور سیاسی اقتصادی اور معاشرتی زندگی کی لیے تباہ کن مطالبات کو علماء کی جماعت نے کیسے تسلیم کر لیا اور اپنی ماضی کے تمام بیانات کو حرف غلط قرار دے دیا؟ مودودی جماعت کی حکمت عملی تو اپنی ایسی مصلحت کو شیعوں کیلئے ہمیشہ بدنام تھی ہی مگر اب ایسا معلوم ہونے لگا ہے کہ اس سیاسی حمام میں سب ہی ننگے ہوتے ہیں (الا ماشاء اللہ) اگر ووٹوں کے حاصل کرنے اور اتحاد کو برقرار رکھنے کیلئے ملک وملت کے مفادات کو اسطرح نظر انداز کیا جاتا رہا تو پھر اسلامی حکومت کا امر بالمعروف نہی عن المنکر کے فریضہ کے انجام دہی پر اعتماد کرنا مشکل ہو جائے گا۔اسپر غور فرما کر اگر مناسب ہو تو وضاحت فرمادی جائے۔ والسلام: سید عبدالشکور ترمذی ساہیوال

(۵)

(دیوبندیت کی سیاسی اور غیر سیاسی تفریق O دینی مدارس اور انکا نصاب O شیعہ سنی نصاب اداریہ[1] پر تحسین)

سا ہی وال ضلع سرگودھا مدرسہ عربیہ حقانیہ از عبدالشکور ترمذی عفی عنہ، ۸/صفر المظفر ۱۳۹۸ھ

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے آپ مع الخیر ہوں گے۔ اور ہمارے حضرت استاذ مکرم دامت برکاتہم بھی مع الخیر ہوں گے۔ رمضان المبارک کے ایک عریضہ کے جواب میں الحق کے لئے مضمون طلبی بھی تھی میری آنکھوں میں نزول الماء کی شکایت ہوگئی ہے اس لئے لکھنے پڑھنے کا کام تقریباً بند ہی ہوگیا مگر وقتی ضرورت کی وجہ سے ''دینی مدارس اور انکا نصاب'' پر کچھ لکھا ہے۔ اس کو الحق میں جلدی شائع کرادیا جائے۔ اس مضمون کے لکھنے کے بعد آپ کا اداریہ الحق میں نظر سے گزرا دلی مسرت کے ساتھ دعائیں نکلیں میرے مافی الضمیر کو آپ نے واضح کردیا اور شاید تو اور داسی کو کہتے ہوں گے۔ جزاکم اللہ خیرا۔

اس سے قبل عرصہ ہوا ایک مضمون خلائی سفر کے بارہ میں الحق کیلئے بھیجا گیا تھا اس کو بھی تلاش کرا کر شائع کرادیا جائے۔

باقی کیا عرض کروں سیاسی حضرات تو قومی اتحاد پر زور دے رہے ہیں اور اس ناکارہ کو ملکی افتراق سے سخت پریشانی لاحق ہے، دیوبندیت کی تفریق سیاسی اور غیر سیاسی مدت سے چلی آرہی تھی مگر اکابر کی موجودگی کیوجہ سے باہمی احترام میں فرق نہیں آیا تھا اب وہ بھی ختم ہوتا جارہا ہے اور مزید تفریق بھی ہوتی جارہی ہے۔ تحفظ ختم نبوت اور تنظیم اہلسنت کو اپنے اپنے دائرہ کار کی خاص خدمتوں پر مامور ہونے کیوجہ سے معیوب نہیں سمجھا جاتا مگر اب تنظیم میں ہی سے ایک جماعت تحفظ حقوق کے نام سے اور دوسری اسی مقصد کیلئے خدام اہلسنت کے نام سے بھی آپ کے سامنے ہیں، مقصد ایک اور نیک ہے مگر نہ معلوم ایک جماعت اور اتحاد سے کیوں وحشت ہے، دوسروں کیساتھ رواداری کرنے والے آپس میں کیوں حد سے زیادہ، کیا عرض کروں خوددار ہو جاتے ہیں اور دوسرے بلکہ اپنے کی تھوڑی سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اور دوسرے مسلک سے اتحاد کی دعوت دینے والے خود بھی اتحاد کیوں نہیں کرتے؟

مجھے معاف کیا جائے اس وقت دیوبندیت جس کو اہلسنت والجماعت کی دوسری تعبیر کہا جانا چاہئے، سخت انتشار کا شکار ہے اور اس کی سیاسی و غیر سیاسی تقسیم کے علاوہ عقائد کی بنیاد پر بھی تفریق ہو رہی ہے۔

بعض اونچے حضرات تو سیاسی اکھاڑہ میں اس درجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ ان کو شاید مسلک کے تحفظ اور دیوبندیت کے انتشار کا خیال ہی نہیں آتا ہوگا۔ بلکہ شاید وہ اس سوچ کو تنگ نظری قرار دیتے ہوں۔ یا یہ کہ وہ غیروں سے دوستی اور اتحاد کی کوشش ہے اور اپنوں سے اختلاف ہی نہیں بلکہ نفرت کی فضاء پیدا کردی گئی ہے یا اس طرز عمل سے پیدا ہوگئی ہے۔ اپنے مدارس دینیہ میں اساتذہ اور طلبہ کے مابین اسی بنیاد پر ہنگامے برپا ہونا معمول بن چکا ہے اور گروہی تعصب حد سے زیادہ بڑھ چکا ہے۔ کیا اس سلسلہ میں بھی آپ اظہار خیال بلکہ سعی و کوشش سے کام لے کر اصلاح احوال کی طرف توجہ دیں گے۔ اگر مناسب ہو تو الحق میں اس پر اظہار خیال کے ساتھ کچھ تجاویز بھی سامنے لائی جائیں اور سیاسیات سے قطع نظر صرف مسلک کے لحاظ سے سوچا جائے۔

<u>ہماری ہر تنظیم اور اتحاد سیاسی اغراض کا شکار ہو جاتا ہے:</u> ہماری مشکل یہ ہے کہ جو اجتماع یا اتحاد ہوتا اور تنظیم بنتی ہے وہ سیاسی اغراض کا شکار ہو کر رہ جاتی ہے یہاں تک کہ وفاق المدارس العربیہ کا بھی یہی حال ہو رہا ہے۔ اب دینی مدارس کے نصاب کے بارہ میں سیاسی اغراض کے پیش نظر ہی کوئی آواز نہیں اٹھائی جارہی اور وفاق کا جو مقصد تھا کہ دینی مدارس کا تشخص اپنے خصوصی نظام کے ساتھ باقی رہے اس کے بارہ میں کچھ نہیں سوچا اور کیا جارہا ہے بلکہ وفاق المدارس کی خالص دینی حیثیت کو تنظیم المدارس میں تبدیل کرکے اس کو سیاسی بنادیا گیا۔ اس وقت ضروری تھا کہ تمام سیاسی پہلوؤں سے قطع نظر کرکے، مدارس دینیہ کا تشخص اور اس کا نصاب برقرار رکھنے کی سعی کی جائے

---

[1] یہ اداریہ جس کا کئی اکابر کے خطوط میں ذکر آیا ہے، الحق مارچ ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا جو بعد میں اسلام اور عصر حاضر نامی مجموعۂ مضامین میں صفحہ ۳۳۳ تا ۳۳۵ میں موجود ہے۔

اور اس کے لئے وفاق المدارس العربیہ اپنی اصل صورت میں اپنا فرض انجام دے۔ مگر افسوس کہ اس طرف بالکل توجہ نہیں دی جارہی اور تو کیا کیا جاتا۔ شاید کسی قابل ذکر عالم نے مدارس عربیہ کے نصاب کے بارہ میں کوئی بیان بھی نہیں دیا۔ میرا یہ عریضہ الحق میں شائع کردیا جائے۔　والسلام

(۶)

(علالت اور بتدریج صحت ○ ترتیب سوانح کا کام)

۱۵ اپریل ۱۹۷۸ء

مولانا المکرم زاد مجدکم وعنایتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد اللہ میرے ایک آنکھ کا اپریشن ہوگیا ہے۔ اسکی حالت بہتر ہوتی جارہی ہے۔ دوسری آنکھ میں ابھی موتیا اچھی طرح نہیں اُترا اسکا اپریشن کسی وقت بعد میں ہوگا۔ صحت وقوت کیلئے دعاء کی درخواست ہے۔ دوائیں استعمال ہورہی ہیں۔ فکر کی کوئی بات نہیں۔ بتدریج حالت صحت کی طرف آرہی ہیں۔ دعاؤں کی ضرورت ہے اگر چہ یہ ناکارہ کسی لائق نہیں ہے۔ لیکن آپ کے اصرار پر کچھ لکھ کر پیش کردونگا۔ تھوڑا سا صحت کا انتظار ہے۔ باقی حالات کا انتظار ہے کہ ترتیب سوانح کا کام کہاں تک پہنچ گیا ہے۔ امید ہے کہ اس سے مطلع فرمائیں گے۔

الحق میں اپنے نوٹ کے ساتھ مضمون کی اشاعت کا شکرگزار ہوں۔ ترجمان اسلام میں جو مضمون مختصر چھپا ہے۔ اسکو نوائے وقت میں بھی اشاعت کیلئے بھیجا تھا۔ مگر اس نے اب تک شائع نہیں کیا۔ اسکے بجائے نصاب تعلیم پر نظر ثانی کی ضرورت کا مضمون 14 اپریل کے پرچہ میں شائع کردیا اس پر بھی آپ ایک نظر ڈالیں۔ اگر ہمت ہوتی تو اسکا جواب لکھتا۔　　والسلام　　عبدالشکور ترمذی

(۷)

(دینی نصاب کے بارہ میں اداریہ ○ استاذ کی سوانح عمری میں حصہ نہ لے سکنے پر قلق)

۲۵ ربیع الاول، اپریل ۱۹۷۸ء

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا گرامی نامہ مجھے لاہور میں ملا میری آنکھوں میں موتیا اتر گیا تھا ایک آنکھ میں کچھ روشنی ہے اسی سے پچھلا مضمون الحق کے لئے بمشکل لکھ سکا دائیں آنکھ کا آپریشن کرنے کے لئے لاہور آیا الحمدللہ 2 اپریل اتوار کے دن اپریشن ہوگیا الحق میں دینی نصاب کے بارے میں مضمون سُن کر دلی مسرت ہوئی جزاکم اللہ اگر مجھے موقع ملتا حضرت مولانا استاذ المکرم دامت فیوضہم کی سوانح عمری میں کوئی خدمت کرسکتا تو میرے لئے باعث سعادت ہوتی مگر صورت حال اسکی اجازت نہیں دے رہی جسکا مجھے بے حد قلق اور افسوس رہے گا۔ اگر چہ آپ جیسے صاحب قلم وانشاء پرداز حضرات کی تحریروں کیساتھ مجھ ہیچمداں کی تحریر کا جوڑ تحریر میں ٹاٹ کا پیوند لگانا ہوگا مگر اب اسکا بھی موقعہ ملتا نظر نہیں آتا۔ رفع انتظار کیلئے عریضہ ارسال خدمت ہے۔

حضرت مدظلہ کی خدمت میں سلام عرض کہہ دیں اور دعا کی درخواست ہے۔　والسلام　　عبدالشکور ترمذی

(۸)

(آنکھوں کا اپریشن)

۱۱ جمادی الاولی ۱۳۹۹ھ

برادر مکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں لاہور آیا ہوا ہوں میری دوسری آنکھ کا آپریشن مورخہ 3 اپریل کو ہوا تھا آج 9 اپریل کو میو ہسپتال سے فارغ ہوگیا ہوں دو ایک روز میں گھر جانے کا ارادہ ہے انشاء اللہ۔ الحمدللہ آپریشن کامیاب رہا ضعف وعوارض تو ہیں اور رہیں گے مگر تشویش کی کوئی بات نہیں دل چاہا کہ اپنے حال کی اطلاع آپکو کردی جائے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ حضرت استاذ مکرم دامت برکاتہم کی علالت سے طبیعت بہت متاثر ہے دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے۔ اگر یاد

رہے حضرت سے بھی حقیر کا سلام عرض کر دیا جاوے اور حضرت کی آنکھوں کا مزید حال اور صحت سے مطلع فرما کر ممنون فرماویں۔

فقط۔ والسلام عبدالشکور بقلم عبدالصبور

مکرمی سلام مسنون۔ حضرت والد صاحب مدظلہ کا مضمون جو جنگ اخبار میں آپکی نظر سے گزرا ہے۔ اسلام اور سائنسی ایجادات اخبار کس تاریخ کا ہے مطلع کریں۔ تا کہ اخبار مذکور منگوالیا جاوے عبدالصبور (فرزند)

(۹)

۲۳ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ (نصاب ادارۃ علیحدہ طبع کر کے تمام اراکین نصاب کمیٹی اور اصحاب مدارس کو بھیجا جائے)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ سے ممنون ہوا ذرہ نوازی کا ممنون ہوں یہ احقر خود کو ہرگز اس قابل نہیں سمجھتا کہ میرا کوئی مضمون علمی اور تحقیقی جرائد میں شائع کیا جائے میرا جب کسی بات کا دل میں شدید تقاضہ ہوتا ہے اور دیکھتا ہوں کہ اس بات کی ضرورت ہے تو ٹوٹے پھوٹے طرز پر کچھ لکھ دیتا ہوں۔ یہ آپکی محبت ہے کہ آپ عباء ریشمی میں میرے ٹاٹ کے پیوند لگانے کو خوشدلی سے قبول ہی نہیں کر لیتے بلکہ ہمت افزاء کلمات سے بھی نوازتے ہیں جزاکم اللہ صفر کا الحق پہنچا تھا آپ کا ادارۃ اس میں نظر سے گزرا تھا مگر چونکہ وہ جاری تھا اسلئے احقر نے اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا تھا۔ ربیع الاول کا چندہ نہ بھیجنے کی وجہ سے نہیں آپکا وی پی آجائیگا وصول کر لیا جائیگا۔ اسکو ہی دیکھونگا امید ہے کہ وہ بہت عمدہ ہوگا۔ احقر کی رائے ہے کہ آپکے اس ادارۃ کو رسالہ سے علیحدہ طبع کرا دیا جائے اور تمام اراکین نصاب کمیٹی اور وہ اصحاب مدارس جنکے پاس الحق نہ جاتا ہو ان سب کی خدمت میں اس ادارۃ کو بھیجا جائے بہت مفید اور بروقت ہونے کی وجہ آپ اسکا انتظام کر لیں تو انشاء اللہ یہ خدمت بڑی مقبول ہوگی۔ اور اجر عظیم کا باعث ہوگی۔ یہ احقر تو صرف مشورہ ہی عرض کر سکتا ہے ولست اذامن اهل العمل الهم وفقنا لماتحب وترضیٰ من قول او عمل امین دعاؤں کا محتاج ہوں اور دعا گو ہوں۔ والسلام: عبدالشکور ترمذی

(۱۰)

(الحق کے اصلاحی مضامین ○ معاشی نظام کے بارہ میں تحریر پر شاگرد کی رہنمائی اور اصلاحی نظر)

۲۸ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

حضرت المحترم دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی امید ہے کہ بعافیت ہونگے؟ "ماہنامہ الحق" آتا رہتا ہے ماشاء اللہ عمدہ اصلاحی مضامین ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ نافع بناوے آمین۔

معاشی نظام کے بارہ میں ایک تحریر لکھی ہوئی رکھی تھی سوچ رہا تھا کہ جریدہ طباعت کیلئے بھیجوں کہ ربیع الاول کا الحق پہنچا خیال ہوا کہ حضرت والا کی خدمت میں بھیجدوں تا کہ حضرت کے ملاحظہ کے بعد یہ مضمون الحق میں شائع ہو جائے۔ اور حضرت والا کی رائے گرامی بھی اسکے متعلق ساتھ ہی شائع ہو جائے۔ دارالعلوم دیوبند کے زمانہ میں احقر کو حضرت والا سے نسبت تلمذ بھی حاصل ہے سکول کا سبق تو خوب یاد ہے کہ حضرت کے شاید دورہ کی بھی کوئی کتاب حضرت کے پاس تھی۔ امید ہے کہ حضرت والا اس تحریر کی خامیوں پر اصلاحی نظر فرمائینگے۔ اور ایک شاگرد کی رہنمائی فرمائینگے۔ یہ کوئی مستقل مضمون نہیں ہے چند کتابوں کے اقتباسات کو مرتب کر دیا گیا ہے۔ والسلام عبدالشکور ترمذی

(الحق میں مکتوب نگار کے مضامین کی تفصیل)

(۱) اسلام میں معاشی مسئلہ کا اخلاقی حل۔ جلد ۴ شمارہ ۱۱ صفحہ ۳۳، جلد ۴ شمارہ ۱۲ صفحہ ۲۵ دو اقساط میں

(۲) مقام رسول ﷺ۔ جلد ۷ شمارہ ۲ صفحہ ۱۱، جلد ۷ شمارہ ۳ صفحہ ۱۶، جلد ۷ شمارہ ۴۔ ۵ صفحہ ۳۸ اور جلد ۷ شمارہ ۶ صفحہ ۵۶ چار اقساط میں

(۳) اسلام میں ارتداد کی سزا۔ جلد ۸ شمارہ ۱۱۔ ۱۲ صفحہ ۴۶، جلد ۹ شمارہ ۱۔ ۲ صفحہ ۲۰ دو اقساط میں

(۴) جذبہ تحقیق اور اسکے نتائج۔ جلد ۹ شمارہ ۸ صفحہ ۳۳، جلد ۹ شمارہ ۶۔ ۷ صفحہ ۲۰ دو اقساط میں

(۵) اسلام اور سائنسی ایجادات۔ جلد ۱۳ شمارہ ۱۲ صفحہ ۹ (۶) قومی کمیٹی برائے دینی مدارس کی خدمت میں۔ جلد ۱۴ شمارہ ۶ صفحہ ۱۳

مولانا عبدالشکور۔ خطیب مرکزی جامع مسجد کوئٹہ، بلوچستان

(۱)

(الحق کے مضامین سے دلچسپی)

۱۵ نومبر ۱۹۶۶ء

گرامی قدر حضرت مولانا صاحب دامت برکاتکم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی، بحوالہ نمبر ۱۲۷، مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۶۶ء گزارش یہ ہے کہ اکتوبر کا پرچہ مل گیا جس کیلئے بے حد ممنون ہوں اور نومبر کا پرچہ بھی ۱۰ ر کی صبح کو مل گیا تھا ویسے ۹ رتاریخ کو جب میں نے جناب کو زحمت دینے کیلئے عریضہ حوالہ ڈاک کیا، اسکے بعد ایک صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا جس کے پاس اسی وقت رسالہ پہنچا، انہوں نے وصول کر کے میرے سامنے کیا، میں نے سرسری مطالعہ کیا تو حضرت العلامہ مولانا افغانی صاحب مدظلہ العالی کی تقریر ”فلسفہ معراج“ نظر سے گزری۔ جسکی مجھے اس وقت ضرورت تھی، میں نے صاحب رسالہ سے عرض کیا کہ ہوسکتا ہے میرے پاس اب تک نہ پہنچا ہو، اسلئے اس وقت تک کیلئے یہ مجھے دیدیجئے اس طرح مطالعہ کیلئے میں ان سے لے آیا لیکن اگلی صبح کو میرے نام بھی آپہنچا اس لئے ان کا ان کو واپس کر دیا آپ نے میرے لئے جو زحمت اٹھائی اس کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ والسلام بندہ عبدالشکور غفرلہ

(۲)

(الحق کے نامکمل پرچہ کی تکمیل)

۲۴ ستمبر ۱۹۷۵ء

محترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف، امید ہے کہ آپ مع حضرت شیخ الحدیث صاحب بخیر ہونگے اور رمضان المبارک کی رحمتوں، مغفرتوں اور برکتوں سے وافر حصہ حاصل کر رہے ہونگے، اللہ تعالیٰ جملہ اعمال حسنہ کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین، الحق نمبر ۹، ۱۰ پہنچ گیا۔ شکریہ، مگر اس دفعہ ہمارے حصہ کا رسالہ مکمل نہیں۔ ص ۲۵ تا ۳۲، مکمل ایک جز آٹھ صفحات کا غائب ہے۔ اگر یہ جز مل سکے تو رسالہ مکمل ہو جائیگا ورنہ ناقص رہیگا۔ آگے آپ جیسے مناسب خیال فرمائیں۔ اس جزو کے نہ ہونے سے قاری طیب صاحب مدظلہ کا بیان قرآن و حج ناقص رہتا ہے اور دوسرا مضمون بھی ریاض الحسن صاحب کا اہم ہے اسلئے اطلاع دینے کی گستاخی کر رہا ہوں ورنہ ممکن تھا کہ خاموش رہتا اور آپ کو تکلیف نہ دیتا۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں مودبانہ سلام اور دعا کی درخواست ہے۔

والسلام بندہ عبدالشکور غفرلہ، مرکزی جامع مسجد کوئٹہ، خریداری نمبر ۹۹۶

☆☆☆

مولانا محمد عبدالشکور دین پوری[۱]

(۱)

(فرزند کے وفات کی اطلاع)

۱۷۔ ۱۲۔ ۱۹۹۳ء

مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، سلام مسنون، میرا فرزند اکبر متعلم جامعہ مدنیہ لاہور اسباق موقوف علیہ عمر ۱۷ سال نام عبدالقدیر مرحوم اس دار فانی سے رخصت ہو گیا ہے، سخت صدمہ ہے طبیعت اُداس ہے، حضرت شیخ الحدیث صاحب دعا کریں رسالہ میں دعا کیلئے شائع کر دینا، شاید بخشش ہو جائے۔ مولوی عبدالرحمان صاحب صدیقی کو مطلع کر دیں۔ دعا خیر سے یاد فرماویں۔

---

[۱] مولانا مرحوم زندگی بھر تنظیم اہل سنت پاکستان اور پھر مجلس تحفظ حقوق اہل سنت کے محاذوں سے سنی حقوق کیلئے برسرپیکار رہے، خطابت کا ایک خاص انداز رکھتے تھے۔

حضرت درخواستی گھر پر ہیں۔ والسلام غمزدہ محمد عبدالشکور دین پوری

(۲)

(شیعہ سنی نصاب کی علیحدگی کے بارہ میں الحق کے مضامین ○ شیخ الحدیث کا تحریک التواء ○ محبت صحابہ میں الحق نے حق ادا کردیا)

خانپور ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ بمطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۷۳ء

مکرم مولانا سمیع الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ، سلام مسنون الحق کا بحمدللہ ہر ماہ بلاناغہ مطالعہ کررہا ہوں ماشاء اللہ ہر لحاظ سے ہر پرچہ قابل دید بہترین ہوتا ہے۔ آپ نے اعزازی طور پر پرچہ جاری فرما کر احسان عظیم کیا ہے۔ جزاکم اللہ جزاءً احسنا

نصاب کے متعلق جس تفصیل و معلوماتی مضامین کا سلسلہ جو آپ نے شروع کیا ہے واللہ صحابہ کرام کی محبت و عقیدت کا الحق نے حق ادا کردیا ہے۔ والد صاحب محترم شیخ الحدیث مدظلہ نے تحریک التواء پیش فرما کر اہلسنت کی پوری نمائندگی کا حق ادا کردیا، تنظیم اہلسنت پاکستان انشاء اللہ بعد عیدالاضحیٰ راولپنڈی یوم مطالبات منارہی ہے پوسٹر شائع ہورہے ہیں۔ کیا آپ شرکت کرسکتے ہیں تو ہم دعوتنامہ روانہ کردیں جواب سے نوازیں۔ دھڑا دھڑ تاریں اطراف اکناف سے وزیراعظم وزیر تعلیم کو روانہ کررہے ہیں۔ شیعہ وفد پارک ہوٹل پنڈی میں مستقل طور بیٹھا ہے۔ آپ تمام اہلسنت حضرات کو اپیل کریں کہ آج اس مسئلہ پر متفق ہوجائیں ورنہ

داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں

آپکو ہم مطالبات کی شکل میں پمفلٹ روانہ کرینگے وہ ''الحق'' میں شائع فرمائیں، نیز اس سلسلہ کو جاری وساری رکھیں علماء کو اپیل فرمائیں اس نازک وقت پر ہر سنی اپنا فریضہ سمجھ کر میدان عمل میں نکلے۔ حکومت نے تمام اخبارات کے نام حکم جاری کیا ہے کہ اس مسئلہ پر ایک سطر شائع نہ کریں، پریس والے بھی ڈرتے ہیں۔ ۹ دن تنظیم کا وفد اسلام آباد ٹھہرا رہا مگر نا کام، مفتی صاحب مدظلہ انشاء اللہ پورا پورا تعاون کررہے ہیں۔ شیخ الحدیث مدظلہ و دیگر اساتذہ کو سلام مسنون، فقیر بھی کوئی بہتر مضمون روانہ کریگا۔ از راہ کرم ''الحق'' میں شائع کردیں، اگر اجازت ہو تو الحق میں نصاب کے متعلق مضمون جو آپ نے تحریر فرمایا ہے ہم جدا بصورت پمفلٹ شائع کردیں انشاء اللہ نفع ہوگا۔

منتظر جواب۔ محمد عبدالشکور دین پوری نائب صدر تنظیم اہلسنت پاکستان، لوہاری گیٹ ابدالی روڈ ملتان

(۳)

(نصاب دینیات کے بارہ میں قابل قدر خدمات ○ مجلس تحفظ حقوق اہل سنت کے نام سے الگ تنظیم کی تشکیل)

از ملتان ۲۱/ جون ۱۹۷۵ء

مکرم مدیر الحق صاحب سلمہ، سلام مسنون، نصاب دینیات کے سلسلہ میں آپکی خدمات قابل قدر ہیں آپکے مضمون کو مولانا غلام حسین قائم پوری نے ٹریکٹ کی شکل میں شائع بھی کیا ہم سنی حقوق کیلئے میدان عمل میں آچکے ہیں یہاں ایران نہیں بننے دیا جائیگا۔ اکثریت بہرحال اکثریت ہے۔ شاہ صاحب بخاری نے جب سے نصاب پر دستخط کئے۔ ہم نے شدید اختلاف کیا ۹ سال سے تنظیم میں تھا استعفاء دیدیا چھ اور علماء بھی ہمنوا ہوگئے۔ پھر ہم نے تمام اکابرین کو صورتحال سے آگاہ کیا۔ سب نے دعا فرمائی اور سرپرستی قبول کی اور استعفاء کے حق میں مشورہ دیا۔ اب مجلس تحفظ حقوق اہل سنت کے نام سے جماعت کی تشکیل کردی ہے آپ بھی اپنے مشورہ سے نوازیں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے تذکرہ کریں۔ رسالہ میں یہ خبر شائع کریں کہ نوجوان میدان عمل میں سنی مسلک کے تحفظ کیلئے سرگرم ہیں۔ دفتر جمعیۃ العلماء اسلام کے ساتھ

لے لیا ہے۔دو دفعہ مفتی صاحب سے طویل ملاقات مشورہ لے چکے ہیں۔آئندہ رسالہ مجلس تحفظ حقوق اہل سنت لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر روانہ کریں۔حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں سلام مسنون۔ عبدالشکور دین پوری

(۴)

(مرکزی شوریٰ کا اجلاس)

۲۱/جنوری ۱۹۷۸ء

حضرت مولانا گرامی زید لطفکم،سلام مسنون، انشاء اللہ حسب پروگرام مجلس تحفظ حقوق اہل سنت پاکستان کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس ۱۸ صفر ۱۳۹۸ھ ۲۸ جنوری ۱۹۷۸ ہفتہ کے روز صبح ۱۰ بجے ہوگی ،جسمیں چاروں صوبوں سے آئے ہوئے اکابرین اہل سنت سنی قوم کو درپیش مسائل پر غور اور آئندہ سہ سالہ مدت تک کیلئے مرکزی عہدہ داروں کا انتخاب عمل میں لایا جائیگا۔دعوت نامہ آپ کو مل چکا ہوگا۔امید ہے آپ بے پناہ مصروفیات اور موسمی شدتوں کے باوجود ہمارے اعتماد کی لاج رکھتے ہوئے شریک اجلاس ہوکر ہماری بہتر رہنمائی فرمائینگے۔حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون۔ دعا گو عبدالمجید ندیم ناظم اعلیٰ محمد عبدالشکور دین پوری صدر مجلس

(۵)

(مجلس تحفظ حقوق سے تعلق)

۲۳/جون ۱۹۷۹ء

مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ،سلام مسنون ،آپکو جو مجلس تحفظ حقوق سے تعلق ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔حضرت مدظلہ بھی دعا گو ہیں۔الحمدللہ علی ذالک،۶،۷ جولائی جمعہ،ہفتہ خلافت راشدہ کانفرنس جماعت منعقد کررہی ہے تشریف لاکر نوازیں وقت مقرر کریں اور ہمیں مطلع کریں۔اشتہار میں نام مجبۃً دے رہا ہوں امید ہے بار خاطر نہ ہوگا،یہاں ضروری ہے کہ کام کیا جاوے۔جواب کنج جدید مدنی مسجد ایبٹ آباد ہزارہ محمد عبدالشکور صدر مجلس کے پتے پر دیں۔ عبدالشکور دین پوری

(۶)

(مولانا نورالحسن شاہ بخاری کا نصاب پر دستخط ◯ الگ تنظیم کا باعث بنا)

حضرت مولانا صاحب مدظلہ،سلام مسنون،الحمدللہ آپکی خاص عنایت سے رسالہ ''الحق'' بدستور آرہا ہے۔فقیر مستفید ہورہا ہے۔جزاکم اللہ، تنظیم اہلسنت سے ہم چھ علماء نے علیحدگی اختیار کرکے بمشورہ اکابرین مجلس تحفظ حقوق اہلسنت کے نام جماعت قائم کی ہے۔نورالحسن شاہ بخاری نصاب پر جب سے دستخط کردیئے،ہم بکھر گئے،اب مفتی صاحب سے لیکر شیخ القرآن تک سب ہمارے ساتھ ہیں آئندہ آپ رسالہ مجلس تحفظ حقوق اہل سنت لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر بھیجیں۔ محمد عبدالشکور مفصل خط لکھونگا۔انشاء اللہ

(۷)

(نصاب دینیات میں اقلیت کو اکثریت پر بالادستی اور مساویانہ مقام)

مکرمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ایڈیٹر الحق اکوڑہ خٹک السلام علیکم ورحمۃ اللہ: شیعہ حضرات کے مطالبہ پر تیار ہونے والے جدید نصاب دینیات سے ملک کی واضح اکثریت سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے حلقوں میں پیدا شدہ اضطراب و بے چینی آپ سے مخفی نہیں۔قطع نظر اسکے کہ ایک معمولی اقلیت کو غالب اکثریت کے مقابلہ میں مساویانہ مقام دے کر غیر منصفانہ بالادستی قائم کردی گئی ہے جس سے سنی برادری میں اضطراب و ہیجان کا پیدا ہونا قدرتی امر ہے۔

جدید نصاب دینیات میں عقیدہ اہل سنت والجماعت کو نہ صرف یہ کہ صحیح معنوں میں پیش نہیں کیا گیا، بلکہ مسلمہ حقائق کو نظرانداز کرکے تاریخ کے مشکوک مواد کو جگہ دے دی گئی اور مسلمہ کلمہ اسلام میں رہنمائے اساتذہ کے صفحہ ۳۶ پر اضافہ وتبدیلی کردی گئی ہے۔پھر اس سال محرم الحرام میں مذہب کے نام پر ملک کے طول وعرض میں جو خون ریز ہنگامے بپا ہوئے۔یاران نبی پر نہایت شرمناک زبان درازی اور تبرابازی کی گئی۔امروٹ (صوبہ سندھ) چوٹی زیرین ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان، خان بیلہ رحیم یار خان اور چکوال، ضلع جہلم ودیگر مقامات

پر فسادات ہوئے اور اہل سنت والجماعت پر مظالم ڈھائے گئے۔ نیز ریڈیو، ٹی، وی پر ایک فرقہ کی اجارہ دارانہ نشرواشاعت ہوئی یہ تمام حالات ہر محبِّ وطن پاکستانی کیلئے باعث تشویش ہیں۔ ۲۹ر مارچ بروز پیر بوقت صبح ۱۰ بجے شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ایک سنی کونشن ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں چاروں صوبوں سے اکابرین اہل سنت تشریف لاکران حالات پر غوروخوض کریں گے۔ تاکہ مذہب حقہ اہل سنت والجماعت کے تحفظ اور ملک وملت کو انتشار و بدامنی سے بچانے کیلئے اجتماعی لائحہ عمل ترتیب دیا جاسکے، براہ کرم دعوۃ نامہ ہمراہ لاویں۔

محمد عبدالشکور دین پوری صدر شعبہ اہلسنت منجانب سید عبدالمجید ندیم ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ حقوق اہل سنت والجماعت پاکستان بیرون لوہاری گیٹ ملتان

(۸)

(سنی کاز کیلئے مشاورت)

مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، سلام مسنون، ۱۳ یا ۱۴ صبح ۸ بجے تشریف لاویں، نہایت ضروری سُنّی کاز کیلئے اہم مشورے قرارداویں ،مطالبےرات کو جلسہ عام اشتہار بنا کر اپنے رسالہ میں خبر دیں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ سے دعا کرائیں سلام عرض۔

عبدالشکور دین پوری

(۹)

(قاری محمد طیب کی وفات پر احساسات)

اگست ۱۹۸۳ء

یہ ہوش ربا خبر سن کر پورا عالم اسلام سوگوار وغمزدہ ہوا کہ متکلم اسلام، یادگار اسلاف حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ اس دار فانی سے رخصت ہوگئے ۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دارالعلوم دیوبند میں تعلیمی، دینی، مذہبی، قلمی خدمات ان کی یادرہیں گی۔ مدرسہ کی ترقی ومقبولیت میں انکا وافر حصہ ہے، دعا ہے کہ رب العزت مرحوم کی مغفرت فرمائے، پوری جماعت شریک غم ہے۔ محمد عبدالشکور دین پوری۔ خانپور۔ صدر مجلس تحفظ حقوق اہل السنت

☆☆☆

جناب عبدالصمد[1] صنعتکار کراچی

(شیخ الحدیث کی وفات پر صدمہ اور خراج عقیدت)

۱۲ر ستمبر ۱۹۸۸ء

مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب. السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے والدِ محترم جناب مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ کے انتقال پر ملال کا سُن کر انتہائی دکھ اور صدمہ ہوا۔ انا لِلّٰہ و انا الیہ راجعون ۔ یہ میرے لئے باعث صد افتخار تھا کہ نہ صرف مولانا مرحوم سے ذاتی شرف ملاقات حاصل تھا، بلکہ اُن کی بزرگانہ شفقت ومحبت میرے لئے بے پایاں تھی۔ میری بدنصیبی سمجھئے کہ مولانا کی بیماری کے ایام میں میں ملک سے باہر تھا اور مجھے موقعہ نہ مل سکا کہ آخری وقت میں اُن کی قربت حاصل کرتا اور اُن کی خدمت کرسکتا۔ بہر حال اللہ کو یہی منظور تھا۔ مولانا مرحوم کی موت "موت العالم موت العالم" کے مصداق ہے اور تمام مسلمانوں کے لئے ایک عظیم سانحہ۔ آپ کے علمی تبحر اور اسلام کی خدمات کا ہر شخص معترف ہے اور یقیناً اِس عظیم المیہ سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا۔ جس کا پُر کرنا آسان نہیں۔

مولانا نے دارالعلوم حقانیہ قائم کر کے ایک دائمی شمع روشن کردی تھی اور یہ اُسی کا فیضان عام ہے کہ آج ہزاروں طالب علم اس درسگاہ سے فارغ التحصیل ہو کر چراغ سے چراغ جلا رہے ہیں۔ یہ مولانا مرحوم کا اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ مولانا کا نام ہمیشہ ہمیشہ زندہ جاوید رہے گا۔

اللہ تعالیٰ سے پُرخلوص دعا ہے کہ اِس خادم دین کو حضور ﷺ کے طفیل، جوارِ رحمت میں جگہ دے اور آپ اور جملہ لواحقین ومتعلقین بشمول ہم جیسے چاہنے والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اُن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے آمین۔ فقط والسلام عبدالصمد

---

[1] کراچی کے ایک معروف صنعتکار، پی ٹی آئی وغیرہ کے چیئرمین، اکوڑہ خٹک اور جہانگیرہ کے کارخانوں کے بھی نگران رہے۔

پاکستان میں عورت کی حکمرانی کے خلاف جدوجہد

مولانا عبدالصمد بلوچستانی۔ بلوچستان

(پاکستان میں عورت کی حکمرانی پر خواب میں حضور اقدس ﷺ کی ناگواری علماء بالخصوص احقر سمیع الحق کو سرزنش کا ذکر)

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خیریت طرفین نیک مطلوب۔ ابھی چند دن ہوئے، بندہ عاجز عمرہ شریف کی سعادت سے واپس آیا۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا پیغام جو آپکے نام ہے وہ پہنچانے کیلئے آتے ہی خط روانہ کر دیا۔ میں خود جناب کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ لیکن آتے ہی میں سخت بیمار ہو گیا۔ بہت بوڑھا اور کمزور ہو چکا ہوں۔ شاید کہ مل کر بات کا موقع نہ مل سکے اور اللہ کے ہاں جلد جاؤں۔ تو میں نے مناسب سمجھا کہ میں رسول اللہ کی امانت آپ تک پہنچا دوں۔

بندہ عاجز 12 دن مدینہ منورہ میں رہا۔ آخری وقت کو روتے روتے نیند آگئی۔ خواب دیکھا کہ حضور ﷺ انتہائی پریشانی کی حالت میں پیشانی پکڑے ہوئے سر جھکائے ہوئے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور چاروں طرف سے سینکڑوں بزرگ اور علماء بیٹھے رو رہے ہیں، بیٹھے ہوئے علماء میں سے کچھ کو تو میں نے پہچان لیا۔ آپکے والد بزرگوار مولانا عبدالحقؒ صاحب اور مولانا مفتی محمود صاحب بھی اسی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ میں بھی اسی مجلس میں جا کر بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ نے انتہائی ناراضگی کی حالت میں فرمایا کہ پاکستان کے علماء کو کیا ہو گیا۔ ان لوگوں نے میرے دین کو پوری دنیا میں رسوا کر دیا۔

پاکستانی علماء سے ہمیں امیدیں تھیں کہ یہ پوری دنیا میں اسلام کو پھیلائیں گے۔ لیکن انہوں نے ایک بے دین انسان کو اپنا قائد (وزیر اعظم) مان لیا۔ جو کہ میری ختم نبوت کے مسئلے کا تحفظ نہیں کریگا۔ اسکا ساتھ دینے والے میرے صحابہؓ کے دشمن ہیں اور ختم نبوت کے منکرین کے ساتھ انکی ملاقات ہو چکی ہے۔

پاکستان کی وزیر اعظم نے انکو تسلی دیدی کہ تمہیں دوبارہ پاکستان لاؤنگی۔ اور تمہیں کھلی مذہبی آزادی دونگی۔ اور قدم مضبوط کرنیکے بعد ملاؤں کو سیدھا کرونگی۔ میری شریعت میں عورت کی حکمرانی مردوں پر حرام ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ارشادات بیان فرمائے۔ بیٹھے ہوئے علماء منکرین دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔

<u>میں جب واپس آنے لگا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عبدالصمد: عبدالحق کے بیٹے کو جا کر کہنا کہ میرے روضے پر آپکو آنے کی اجازت نہیں ہے۔ میرے دین کا درد نہیں تو میری محبت کے جھوٹے دعوے بند کرو۔ دین کے دشمن کو تم نے اپنا حکمران مان لیا۔ اور ابھی تک خاموش ہو؟</u>

والسلام پیغام پہنچ گیا۔ خاص اکوڑہ خٹک دارالعلوم حقانیہ مولانا سمیع الحق کے مشرف باد والسلام: خاکسار فقیر ان لاشی عبدالصمد

(اہم خط کے بارہ میں وضاحتی حاشیہ)

(عورت کی حکمرانی کے خلاف تاریخی جدوجہد اور احتجاجی تحریک)

بلوچستان کے مولانا عبدالصمد صاحب کے اس مکتوب کا تعلق انتخابات کے نتیجہ میں محترمہ بے نظیر بھٹو کے وزیر اعظم بالفاظ دیگر کسی اسلامی

ملک میں عورت کے حکمران بننے سے ہے اور جس میں خواب میں نبی اکرم ﷺ نے اس صورتحال پر ناراضگی اور علماء کرام کی اس معاملہ میں سردمہری پر شدید رنج وغم کا اظہار کیا ہے اور خط کے آخر میں احقر ناکارہ اور کمترین گنہ گار کے بارہ میں خصوصی طور پر ناگواری کے ساتھ توجہ دلائی ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ اقدس کی منامی زیارت بھی یقینی ہوتی ہے۔ من رآنی فی المنام فقد رأی الحق (الحدیث)۔

<u>احقر کی نشاندھی کی بظاہر وجہ:</u> ناچیز گنہ گار کا خاص طور پر نشاندھی کی وجہ بظاہر یہی سمجھ ہی آسکتی ہے کہ بے نظیر کے برسراقتدار آنے سے بہت پہلے جمعیۃ علماء اسلام اسی بنیاد پر دو گروپوں میں تقسیم ہوگئی کہ جمعیۃ کے اکابر اولیاء اللہ ومشائخ مولانا درخواستی مرحوم کی قیادت میں ملک کے اُن سیکولر اور سوشلسٹ عناصر کے ساتھ جمعیۃ کا الحاق اور سیاسی تعاون دین اور اسلام کیلئے جائز نہیں سمجھ رہے تھے۔ جو ایم آر ڈی اور اے آر ڈی کے نام سے اکٹھے ہوگئے تھے اور جس کا بنیادی تانا بانا پیپلز پارٹی سے بنا گیا تھا اور اس وقت اس کی قیادت محترمہ نصرت بھٹو کے ہاتھ میں تھی۔

<u>جمعیۃ کی تفریق کی وجہ عورت کی حکمرانی:</u> ان اکابر کا خدشہ یہی تھا کہ سیکولر طاقتوں کو برسراقتدار لانے سے شریعت اور تنفیذ اسلام کی کوئی امید نہیں ہے، دوسری اس کی قیادت بھٹو مرحوم کے بعد انکی بیوی نصرت بھٹو یا انکی بیٹی محترمہ بے نظیر بھٹو کے ہاتھ میں آئے گی اور جمہوریت کا سہارا لیکر ہم خود اس جرم میں شریک ہوں گے جو دنیا کے بڑے اسلامی نظریاتی ریاست پاکستان میں عورت کی حکمرانی پر منتج ہو گا۔ جمعیۃ کے جوشیلے اور نوجوان طبقے نے اکابر کی اس دوراندیشی اور دینی بصیرت وفراست پر اعتماد کیے بغیر اپنا وزن لادینی سیاست کے پلڑے میں ڈال دیا اور جمہوریت کے نام پر ساری توانائیاں خرچ کردیں۔ یہ جمعیۃ کی تفریق کا ایک بنیادی سبب تھا۔

<u>جمعیۃ کی سیاست کا محور جمہوریت نہیں شریعت بنائے رکھنے کی جدوجہد:</u> احقر اکابر کے ہدایات اور اہداف کی روشنی میں پوری جماعت کو اس جرم میں شریک ہونے سے بچاتا رہا اور جمعیۃ کو اسلامی شریعت اور اسکے بنیادی محور شرعی نظام سے ہٹنے نہ دیا۔ پارلیمنٹ میں شریعت بل کیلئے جدوجہد اس کا ایک حصہ تھا اور الحمدللہ سالہا سال ملک کے دینی طبقوں اور اکابر علماء کا قبلہ درست سمت میں جاتا رہا، اس سلسلہ میں متحدہ شریعت محاذ قائم ہوا جس میں ملک کے تمام مسالک اور مکاتب فکر شامل ہوئے اور ملک کے دینی طبقوں اور اسلامی جماعتوں کی بہت بڑی اکثریت اپنے حقیقی منزل نفاذ اسلام کیلئے رواں دواں رہی اور لادینی سیاست کے تعاون علی الاثم والعدوان سے بچ گئی، شریعت بل کے شکل میں یہ ایک طویل لانگ مارچ ہے۔ جس کی داستان اور زرین تاریخ کو شاید کوئی آنے والا حقیقت شناس اور انصاف پسند مورخ محفوظ کر سکے، بہر حال اس ساری جنگ اور تگ ودو جو سالہا سال پر محیط تھی اور جمعیۃ انہی خدشات کے وجہ سے ایسی قوتوں کی سیاسی رفاقت کی مخالفت کرتی رہی کہ یہ راستہ عورت کی حکمرانی اور سیکولر سیاست کی طرف جارہا تھا اور بالآخر وہی ہوا جس سے ہم ڈر رہے تھے، حالات اور تاریخ نے ہمارے موقف کو سچ کر دکھایا اور

<u>خاتون کی حلف برداری کے ساتھ ہی شرعی موقف کا اعلان:</u> ۱۹۸۸ء کے انتخابات میں ایک خاتون برسراقتدار آگئی جس نے قرآن وسنت کے واضح احکام امت مسلمہ کے چودہ سو سالہ اجتماعی تعامل اور علماء امت کے متفقہ شرعی موقف کو پامال کر دیا۔ خاتون کی حلف برداری کے ساتھ ہی احقر نے جمعیۃ کے طرف سے شرعی موقف کا علی الاعلان اظہار شروع کر دیا اور رائے عامہ کو شرعی موقف سے آگاہ کرنے کیلئے تمام ذرائع بروئے کار لائے گئے۔

<u>سقوط ڈھاکہ جیسی کرب واذیت کی رات:</u> اس ضمن میں دوسرے ہی دن اخبارات کے ذریعہ اپنے شرعی موقف کا واشگاف الفاظ میں اعلان واظہار شروع کر دیا گیا۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی ۴ دسمبر ۱۹۸۸ء مطابق ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ میں دو کالمی سرخیوں کیساتھ چھپی

ہوئی یہ خبر اسکی ایک مثال ہے۔

''صدر کے اعلان کے بعد ساری رات بے چینی میں گذری'' اسلام آباد (نمائندہ خصوصی) جمیعۃ علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل سینیٹر مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ بے نظیر بھٹو کی وزیر اعظم کی حیثیت سے نامزدگی اسلامی تاریخ کا ایسا انوکھا اور ناپسندیدہ واقعہ تھا کہ ایوان صدر سے دعوت نامہ ملنے کے باوجود میں وزیر اعظم کی حلف برداری کے لمحات میں شریک ہو کر اسے دیکھنے کی ہمت نہ کر سکا۔ وزیر اعظم کی حلف وفاداری کے بعد جب مولانا سمیع الحق سے رابطہ کیا گیا کہ وہ اس تقریب میں کیوں شریک نہیں ہوئے تو اسلامی جمہوری اتحاد کے رہنما نے نمائندہ جنگ سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ صدر کے گذشتہ رات کے اعلان کے بعد ساری رات بے چینی میں گذاری اور جو کیفیت مجھ پر سقوط ڈھاکہ کے وقت محسوس ہوئی تھی، وہی کرب واذیت میں نے پچھلی رات محسوس کی۔ انہوں نے کہا کہ جمہور نے جو فیصلہ دیا ہے ہم اسے بدل تو نہیں سکتے بہرحال اللہ تعالیٰ اس ملک کو استحکام بخشے، ہمارے مشکلات اور آئے روز کے بحران ختم ہو سکیں۔ اسلامی جمہوری اتحاد کے آئندہ کے لائحہ عمل کے بارے میں سوال کے جواب میں مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ہم قومی اسمبلی اور سینٹ میں بھرپور حزب اختلاف کا کردار ادا کریں گے اور کسی کو قومی اور اسلامی معاملات میں من مانی کی اجازت نہیں دیں گے۔ ہم نے جبر اور گھٹن کے ماحول میں بھی حق بات کہی ہے اور کسی دباؤ کو قبول نہیں کیا۔ ہمیں یقین ہے کہ حکومت سے باہر چھوٹے چھوٹے گروپ اپنے اختلافات ختم کر کے اسلامی جمہوری اتحاد کے پلیٹ فارم سے ملک وقوم کی فلاح میں اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے۔ ہم اچھے کو اچھا اور برے کو برا کہیں گے۔ ہم اختلاف برائے اختلاف کو ملکی مفاد میں نہیں سمجھتے۔ انہوں نے کہا کہ نئی وزیر اعظم اس وقت ایک عظیم امتحان میں ہیں، اللہ کرے کہ وہ اس امتحان سے سرخرو ہو کر نکلیں۔ (روزنامہ جنگ ۳ دسمبر ۱۹۸۸ء راولپنڈی)

<u>خاتون کی نامزدگی کی خبروں میں صدر غلام اسحاق سے ملاقات میں سخت وارننگ:</u> اس سے قبل جب خاتون کو وزیر اعظم نامزد کرنے کی خبریں آئیں تو جمیعۃ علماء اسلام (س) اپنے مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقدہ جامعہ فرقانیہ راولپنڈی میں منعقد ہوا جس میں ۴۳ ارکان شوریٰ اور تمام منتخب اراکین قومی وصوبائی اسمبلی نے شرکت کی۔ اجلاس نے متفقہ طور پر خاتون کی مجوزہ حکمرانی کو مسترد کرتے ہوئے اعلان کیا کہ عورت کے وزیر اعظم بننے کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں۔

(روزنامہ جسارت وغیرہ کراچی ۲۸ نومبر ۱۹۸۸ء)

اسی دن کے اخبارات میں ایک دوسرے بیان میں صدر غلام اسحاق کو متنبہ کرتے ہوئے بیان موجود ہے کہ ''اگر صدر مملکت نے اسلام آئین اور اسلامی تاریخ کی روایات سے انحراف کرتے ہوئے کسی خاتون کو وزیر اعظم نامزد کر دیا تو تاریخ اس کو معاف نہیں کرے گی

(قومی اخبارات ۲۸ نومبر ۱۹۸۸ء)

اسی پر اکتفاء نہیں ہوا بلکہ ۲ دسمبر ۱۹۸۸ء کو احقر نے ایوان صدر میں غلام اسحاق خان سے ملاقات کی اور اس شرعی اور اہم ترین آئینی نکات سے انہیں مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کیا (قومی اخبارات ۲ دسمبر ۱۹۸۸ء)

<u>پی پی پی کی تلملاہٹ وزیر قانون کی مجھے پھانسی کی دھمکی:</u> اس موقف کے سامنے آنے سے پیپلز پارٹی تلملا اٹھی اور بعد میں محترمہ بے نظیر کے کابینہ کے وزیر قانون جناب افتخار گیلانی نے مجھے للکارتے ہوئے کہا کہ آئین کے دفعہ نمبر ۶ کے رو سے آپ کو غداری کی سزا دی جا سکتی ہے۔

درد وکرب اور علماء کی تشویش اور اضطراب اور احساس مسئولیت کے دوران مذکورہ بالا مکتوب کسی اللہ کے بندے کے طرف سے موصول ہوا، جس میں حضور اقدس ﷺ کے کرب واضطراب کے ذکر نے ہلا کر رکھ دیا۔ فوری طور پر اس مکتوب کو ملک بھر کے تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء ومشائخ کو بھیجا گیا اور ان سے اس صورتحال پر فوری قدم اٹھانے کی اپیل کی گئی۔

ملک گیر علماء کنونشن کا انعقاد: اہم اور سرکردہ حضرات کی مشاورت کے بعد ایک متحدہ علماء کنونشن بلانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس ضمن میں کئی وفود نے ملک بھر کے دورے کیے اور ان داعیین کو اعتماد میں لیا گیا، جن کی طرف سے ان کی دستخطوں سے ایک مشترکہ دعوت نامہ تیار کیا گیا جس کا پورا عکس آپ آگے ملاحظہ فرمادیں گے۔

یہ ملک گیر اور ہمہ گیر اجتماع ۲۷ فروری ۱۹۸۹ء راولپنڈی میں منعقد ہوا اور اسکے نتیجہ میں علماء اور دینی جماعتوں کا پہلا متحدہ محاذ متحدہ علماء کونسل کے نام سے قائم ہوا جس نے عورت کی حکمرانی کے خلاف ایک منظم اور ملک گیر تحریک کی شکل اختیار کی، پشاور سے کراچی، مظفر آباد، کشمیر اور قبائل وشمالی علاقہ جات تک احتجاجی جلسوں کا ایک طویل سلسلہ جاری رہا، جس سے دنیا کو یہ پیغام موصول ہوا کہ پاکستان کے علماء اس غیر شرعی صورتحال سے بیزار ہیں اور کلمہ حق کے اظہار واعلان میں وہ کسی مداہنت اور مصلحت کوشی کے روادار نہیں ہیں۔ اس کونسل نے امت کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو مجتمع کردیا اور قراردادوں اجتماعات اور اپنی پالیسیوں سے پورے ملک کو لادینیت سیکولرازم، اباحیت اور مغربیت کے بھینٹ چڑھانے سے بچانے کی کامیاب سعی کی۔ کونسل نے پہلے اجلاس میں مدلل اعلامیہ جاری کیا کہ قرآن وسنت کے واضح ارشادات کی بناء پر یہ بات چودہ سوسال سے فقہاء امت میں مسلمہ اور غیر متنازعہ چلی آرہی ہے کہ کسی اسلامی حکومت میں سربراہی کے منصب کی ذمہ داری کسی خاتون کو سونپی نہیں جاسکتی۔ اس کونسل کے جو غالباً تاسیسی اجتماع سے قبل کی ہے، کی ایک رپورٹ یہاں درج کی جارہی ہے جو اس وقت جمعیۃ علماء اسلام (س) کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات جید عالم دین مفکر اور صحافی حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب کی قلمبند کی گئی ہے۔

(خاتون کی حکمرانی کے خلاف مولانا سمیع الحق کا طلب کردہ اجلاس ۲۱ دسمبر ۱۹۸۸ء راولپنڈی)

اسلام آباد ۲۱ دسمبر ۱۹۸۸ء جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل سینیٹر مولانا سمیع الحق کی دعوت پر مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام کا ایک مشترکہ اجلاس آج جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر میں منعقد ہوا۔ اجلاس تین نشستوں میں کم وبیش پانچ گھنٹے جاری رہا، پہلی دو نشستوں کی صدارت مولانا سمیع الحق نے اور تیسری نشست کی صدارت جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کے امیر مولانا محمد عبداللہ نے کی۔ اجلاس میں بارش کے باوجود ملک کے چاروں صوبوں سے سرکردہ علماء کرام کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی۔ اجلاس میں عالم اسلام کی تاریخ میں پہلی بار ایک خاتون کی حکمرانی قائم ہونے پر گہری تشویش اور شدید اضطراب کا اظہار کرتے ہوئے مشترکہ اعلامیہ کی صورت میں اس کی مذمت کی گئی اور ملک بھر کے علماء کو اس سلسلہ میں اعتماد میں لے کر جدوجہد کا لائحہ عمل طے کرنے کے لیے ۲۲ جنوری ۸۹ء کو اسلام آباد میں تمام مکاتب فکر کے علماء کا ملک گیر قومی کنونشن طلب کرنے کا فیصلہ کیا گیا جس میں پانچ ہزار سے زائد علماء کو دعوت دی جائے گی اور تمام دینی حلقے عورت کی حکمرانی کے بارے میں اجتماعی موقف اور جدوجہد کا اعلان کریں گے، اجلاس میں طے کیا گیا کہ مولانا محمد عبداللہ درخواستی، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا محمد عبداللہ، مولانا سمیع الحق، مولانا عبدالقادر روپڑی، مولانا ظفر علی نعمانی، مولانا مفتی احمد الرحمن، مولانا مفتی محمد حسین نعیمی، پروفیسر ساجد میر، مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، مولانا عبدالخالق رحمانی، خواجہ حمید الدین سیالوی، مولانا مفتی زین العابدین، مولانا نور محمد

آف جنوبی وزیرستان اس کنونشن کے داعی ہوں گے، جبکہ مولانا زاہد الراشدی کی سربراہی میں قومی کنونشن کے لیے رابطہ کمیٹی قائم کی گئی جس کے ارکان میں مولانا محمد اسعد تھانوی، مولانا محمد عادل، خالد خواجہ اور مولانا ملک عبدالرؤف شامل ہیں۔ مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عورت کی حکمرانی کا قیام ایک ایسا المیہ ہے جس سے پورے عالم اسلام میں پاکستان کی شدید رسوائی ہوئی ہے، اجلاس میں مولانا مفتی محمد حسین نعیمی کی طرف سے عورت کی حکمرانی کو عدالت عظمیٰ میں چیلنج کرنے کے اقدام کا خیر مقدم کرتے ہوئے بھرپور حمایت وتعاون کا فیصلہ کیا گیا، اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ عورت کی حکمرانی کا راستہ روکنے کے لیے آئین میں ترمیم کے امکانات کا جائزہ لیا جائے گا اور اس سلسلہ میں قومی اسمبلی کے تمام گروپوں سے دینی بنیادوں پر رابطہ قائم کیا جائے گا اس مقصد کے لیے سینیٹر خواجہ حمید الدین سیالوی، سینیٹر مولانا قاضی عبداللطیف، مولانا عبدالستار خان نیازی ایم این اے، مولانا شہید احمد ایم این اے اور حاجی گل خطاب ایم این اے پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی جو آئینی ترمیم کے امکانات پر مختلف پارلیمانی گروپوں سے بات چیت کرے گی، اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ عورت کی حکمرانی اور قادیانیوں کی نئی سرگرمیوں کے خلاف ۳۰ دسمبر کو ملک بھر میں یوم احتجاج منایا جائے گا اور اس موقع پر پورے ملک میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام خطبات جمعہ میں عورت کی حکمرانی اور قادیانیت کے بارے میں دینی موقف کا دوٹوک اظہار کریں گے، اجلاس میں موجودہ حکومت کی طرف سے قاتلوں کی سزائیں منسوخی کی کاروائی کو اسلامی احکام اور انصاف کے تقاضوں کے منافی قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی گئی اور ٹی وی کے پروگراموں میں بوسہ بازی کے مناظر دکھانے کی کاروائی کے آغاز اور سابق وزیر اعظم کا ۱۵ فٹ بلند مجسمہ بنانے کی خبروں پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور علماء سے اس کا نوٹس لینے کی اپیل کی گئی، اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ کہا گیا ہے کہ اگر حکومت نے نئی آئینی ترامیم یا گذشتہ ترامیم ختم کرنے کے عنوان سے اسلامائزیشن کے سلسلہ میں کیے گئے اقدامات بالخصوص قرارداد مقاصد کو آئین کا حصہ بنانے، حدود آرڈیننس اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کو ختم یا کمزور کرنے کی کوشش کی تو اس کی شدید مزاحمت کی جائے گی۔ اجلاس سے سینیٹر مولانا سمیع الحق، مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، مولانا مختار احمد قادری، مولانا مفتی ظفر علی، مولانا عبدالقادر روپڑی، مولانا محمد عبداللہ، مولانا مفتی زین العابدین، سینیٹر مولانا عبداللطیف، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا قاری سعید الرحمٰن، مولانا فدء الرحمٰن درخواستی، مولانا مفتی احمد الرحمٰن، مولانا اسفندیار خان، مولانا زاہد الراشدی، مولانا اسعد تھانوی، مولانا صدر الدین رفاعی، مولانا عزیز الرحمٰن انوری ودیگر نے خطاب کیا۔

(متحدہ علماء کونسل کا قیام)

(اس متحدہ علماء کنونشن کے پہلے اجلاس کی قراردادیں اور لائحہ عمل

O خاتون کی حکمرانی مسترد اور ہمہ گیر جدوجہد کا اعلان)

''متحدہ علماء کنونشن منعقدہ ۲۷ فروری ۱۹۸۹ء بمقام جامعہ اسلامیہ راولپنڈی کے اہم فیصلے''

☆ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کا ملک گیر ''متحدہ علماء کنونشن'' اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قرآن وسنت کے صریح احکام اور اجماع امت کے خلاف ایک خاتون کی حکمرانی کو یکسر مسترد کرتے ہوئے اس کی تبدیلی کے لیے ہمہ گیر جدوجہد کا اعلان کرتا ہے۔

☆ ملک میں شریعت مصطفوی علی صاحبہا التحیۃ والسلام کے غلبہ ونفاذ، خاتون کی حکمرانی سے گلوخلاصی اور قادیانیت ودیگر اسلام دشمن عناصر کی بیخ کنی کے لیے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کی مشترکہ تنظیم ''متحدہ علماء کونسل پاکستان'' کے نام سے قائم کرنے کا اعلان کیا جاتا

ہے۔

☆ دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث مکاتب فکر کے گیارہ گیارہ نمائندہ علماء پر مشتمل تینتیس (۳۳) رکنی سپریم کونسل قائم کر دی گئی ہے جو پالیسی اور نظم و نسق کے تمام امور کی ذمہ دار ہوگی، جبکہ انتظامی معاملات کو چلانے کے لیے دو دو نمائندوں پر مشتمل چھ رکنی رابطہ کمیٹی قائم کی جائے گی۔

☆ ۱۰ مارچ کو پورے ملک میں ''یوم احتجاج'' منایا جائے گا اور اس موقع پر تمام مکاتب فکر کے علماء کرام خطبات جمعۃ المبارک میں خاتون کی حکمرانی، نفاذ اسلام اور دیگر امور کے بارے میں ''متحدہ علماء کونسل'' کے موقف و مطالبات کی وضاحت کریں گے۔

☆ جب تک موجودہ صورت حال تبدیل نہیں ہو جاتی خاتون کی سربراہی میں قائم وفاقی حکومت کی تمام سرکاری تقریبات کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔

☆ صوبائی اور ضلعی سطح پر ''متحدہ علماء کونسل'' کی باقاعدہ تنظیمیں قائم کی جائیں گی جن کا پروگرام اور اصول و قواعد سپریم کونسل طے کرے گی۔

☆ ملک بھر میں ضلعی سطح پر علماء کرام کے مشترکہ کنونشنوں کا سلسلہ شروع کیا جائے گا اور مینار پاکستان پارک لاہور میں ملک گیر عوامی اجتماع طلب کیا جائے جس کے پروگرام اور تاریخ کا اعلان سپریم کونسل کرے گی۔

☆ متحدہ علماء کونسل پاکستان کی سپریم کونسل کا پہلا اجلاس کونشن کے اختتام پر آج ہی شام ساڑھے چھ بجے راولپنڈی میں ہوگا انشاء اللہ العزیز۔

قرارداد: **(عورت کی سربراہی کا مسئلہ)**

علمائے دین کا یہ عظیم نمائندہ اجتماع کسی بھی سیاسی غرض کے بغیر خالص شرعی بنیاد پر امت مسلمہ کے اس اجماعی فیصلہ کی توثیق کرتا ہے جو قرآن وسنت کے واضح دلائل پر مبنی ہے کہ مسلمانوں کی کسی مملکت یا حکومت کی سربراہی کسی عورت کے سپرد کرنا قطعاً ناجائز ہے۔ علمائے دین کا یہ اجتماع یقین رکھتا ہے کہ مسلمانان پاکستان اور مسلمانان عالم اس شرعی فیصلے کے بموجب درحقیقت کسی عورت کو سربراہ بنانے کیلئے آمادہ نہ تھے اور نہ اب آمادہ ہیں۔ لیکن مظلومیت کے نعرے کی آڑ میں دشمنان اسلام کی بیرونی واندرونی سازشوں نے مسلمانان پاکستان کو یہ روز بد دکھایا کہ حکومت کی سربراہی ایک عورت کے حوالے کر دی گئی۔

چونکہ مملکت پاکستان کا قیام اسلام کے نام پر عمل میں آیا تھا اور اس ملک میں اس کے بنانے والوں نے، اسلامی معاشرہ اور اسلامی نظام قائم کرنے کا اعلان کیا تھا اور چونکہ تمام دنیا میں پاکستان کو اسلامی احکام و تعلیمات کی نمائندگی کا مقام حاصل ہے، اس لئے اس ملک میں عورت کی سربراہی محض اک منکر ہی نہیں بلکہ اس منکر کے خلاف اگر علمائے دین نے جدوجہد نہ کی اور عورت کو سربراہی سے ہٹایا نہ گیا تو اسلامی تعلیمات کے علی الرغم یہ باور کر لیا جائے گا کہ اسلامی شریعت میں عورت کی سربراہی جائز ہے۔

مذکورہ بالا اسباب کی بناء پر علماء دین کا یہ نمائندہ اجتماع اعلان کرتا ہے کہ وہ عورت کو حکمرانی کے عہدے پر مامور کرنے کے فیصلے کو تبدیل کرنے کیلئے اس وقت تک اپنی جدوجہد جاری رکھے گا جب تک یہ غیر شرعی فیصلہ واپس نہ لیا جائے۔

علمائے دین کا یہ اجتماع پیپلز پارٹی کے مسلم ارکان پارلیمنٹ سے خاص طور پر اور دیگر تمام ارکان پارلیمنٹ سے عام طور پر مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اسلام کو بدنام کرنے والی اس صورتحال کو فوری طور پر ختم کریں جس کی وجہ سے تمام دنیا میں مسلمانوں کی رسوائی ہوئی ہے۔

یہ اجتماع پاکستان کے تمام مسلمانوں سے کہتا ہے کہ وہ سیاسی لحاظ سے خواہ کسی پارٹی کا ساتھ دیں، لیکن شرعی منکرات میں کسی کا ساتھ دیکر اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔

(متحدہ علماء کونسل کے عظیم مقاصد ہمہ گیر اھداف اور پروگرام
○ خاتون حکمران حکومت پر لگایا گیا چارج شیٹ)
(لاہور کے جلسہ عام کا ایک جامع ہمہ گیر اعلامیہ)

اس کونسل کے عظیم مقاصد پروگرام اور ہمہ گیر اہداف پر حسب ذیل اعلامیہ سے کچھ روشنی پڑسکتی ہے جو متحدہ علماء کونسل کے جلسہ عام باغ موچی دروازہ لاہور ۱۵ جون ۱۹۸۹ء میں احقر نے پڑھ کر سنائی۔

مملکتِ خداداد پاکستان اس وقت اندرونی اور بیرونی جن مشکلات سے دوچار ہے اور جس طرح سازشوں کا حصار اس کے گرد مسلسل تنگ کیا جارہا ہے۔ اس سے ملک کا ہر حساس اور باشعور شہری شدید ذہنی کرب سے دوچار ہے۔ بلکہ دینی حلقے مجبور ہو گئے ہیں کہ وہ تمام تر مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ملک کے اسلامی تشخص اور معاشرہ کے دینی اقدار کے تحفظ کی خاطر آخری اور فیصلہ کن جدوجہد کے لیے متحد اور منظم ہو جائیں۔ پاکستان کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے کے لئے صیہونی، صلیبی اور برہمن لابیوں نے فعال کردار ادا کرنا شروع کر دیا ہے موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد مختصر مدت میں جس تیزی کے ساتھ پاکستان کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے کے لیے اقدامات کیے ہیں اس سے ہمارے اس خدشہ کو تقویت پہنچتی ہے کہ اسلام دشمن لابیاں اس حکومت کو اپنا آلہ کار بنا چکی ہیں جس کے شواہد درج ذیل ہیں:۔

☆ قرآن وسنت کے واضح احکام، امت مسلمہ کے چودہ سوسالہ اجتماعی تعامل اور علماء امت کے متفقہ شرعی موقف کو نظرانداز کرتے ہوئے ایک خاتون کو ملک کا وزیراعظم بنادیا گیا ہے۔

☆ خاتون وزیراعظم نے اسلامی قوانین کو وحشیانہ، ظالمانہ اور انسانی حقوق کے منافی قرار دے کر غیر مسلم لابی کی ترجمانی کی ہے۔ حدود آرڈیننس کو منسوخ کرنے کے بارے میں اس پارٹی کے بیانات بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہیں۔

☆ افغان مجاہدین کے تاریخی شرعی جہاد کو سبوتاژ کرنے کی سازش کی جارہی ہے، غیر مسلم لابی کے اشارے پر افغان پالیسی میں تبدیلی کی جاچکی ہے۔ افغان مجاہدین کی عبوری حکومت کو تسلیم کرنے میں مجرمانہ طریقہ سے تاخیر کر کے روس، امریکہ اسرائیل اور بھارت کو خوش کیا جارہا ہے۔ اس پس منظر میں علماء کرام جہادِ افغانستان کی مخالف اے۔ این۔ پی سے اتحاد کو بھی جہاد افغانستان کے تقاضوں کے خلاف سمجھتے ہیں اور یہ اتحاد علماء کرام کے لیے ناقابل برداشت ہے۔

☆ مسئلہ کشمیر کو نظرانداز کر کے بھارتی خوشنودی حاصل کی جارہی ہے، بلکہ کشمیر کے ایک حصہ شمالی علاقہ جات کو پاکستان کا صوبہ بنانے کی تجویز پیش کر کے مسئلہ کشمیر کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا جارہا ہے۔

☆ قادیانیوں کی سرپرستی کا سلسلہ جاری ہے، سندھ کا چیف سیکرٹری اور اقوام متحدہ میں پاکستان کا نمائندہ اور مختلف ملکوں میں سفراء کی حیثیت سے قادیانیوں کو مقرر کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام جیسے بدنام زمانہ قادیانی کو پاکستان کے ایٹمی راز فراہم کر کے رازداری کے قومی

تقاضوں سے انحراف کیا گیا ہے۔

☆ سندھ میں ہندوؤں کی بالادستی اس قدر بڑھادی گئی ہے کہ ملکی سالمیت کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ اپنے اقتدار کے لیے علاقائی اور لسانی عصبیتوں کی پشت پناہی کی جارہی ہے، سندھ میں قتل وغارت، ڈاکہ زنی اور تخریب کاری کا بازار گرم ہے۔

☆ ریڈیو، ٹی وی اور دیگر ذرائع ابلاغ کو فحاشی، عریانیت اور لادینیت کے فروغ کے لیے وقف کر دیا گیا ہے۔ اسلامی پروگرام بتدریج کم کیے جارہے ہیں۔ میوزک ۸۹ اور یوتھ فیسٹیول جیسے پروگراموں کے ذریعہ مغربی تہذیب کو عام کیا جارہا ہے۔ صوفیائے کرام کے بارے میں گمراہ کن پروگرام نشر کیے جارہے ہیں۔

☆ حالیہ بجٹ کے ذریعے مہنگائی اتنی بڑھادی گئی ہے کہ عوام کی کمر ٹوٹ کر رہ گئی ہے۔ سیلز ٹیکس کے ذریعہ کاروباری زندگی کو معطل کر کے رکھ دیا گیا ہے، افراط زر کی شرح بڑھ گئی ہے اور محدود آمدنی والے طبقہ کا جینا دوبھر کر دیا گیا ہے۔

☆ اس صورت حال کے پیش نظر دینی حلقے بجا طور پر محسوس کرتے ہیں کہ موجودہ وفاقی حکومت کی ان پالیسیوں کا زیادہ دیر تک جاری رہنا جہاں ملک وقوم کے نظریاتی مستقبل کے لیے تباہ کن ثابت ہوگا، وہاں اس پر خاموشی اختیار کرنا شرعی وقومی ذمہ داریوں کی ادائیگی سے مجرمانہ گریز کے مترادف ہوگا، اس کے لیے ملک کے تمام مکاتب فکر کے مشائخ عظام وعلماء کرام متحدہ علماء کونسل پاکستان کے پلیٹ فارم پر متحد ہو کر ملک کی اسلامی بنیادوں کو مضبوط کرنے اور پاکستان کی بقا کے لیے فیصلہ کن کردار ادا کرنے کے لیے میدان عمل میں آگئے ہیں اور آج ۱۵ جون ۱۹۸۹ء کو باغ بیرون موچی دروازہ لاہور کے تاریخ ساز جلسۂ عام سے عوامی جدوجہد کا آغاز کر رہے ہیں۔ اس موقع پر اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ

○ <u>ہماری جدوجہد خالص دینی اور نظریاتی ہے جس کا مقصد عورت کی غیر شرعی حکمرانی سے نجات حاصل کرنا اور سیکولرازم کی طرف لے جانے والی پالیسیوں کی راہ میں سد سکندری بن کر اسلامی نظام کے نفاذ کی طرف پیش قدمی کرنا ہے۔</u>

○ اس جدوجہد میں کوئی سیاسی جماعت نہ ہماری حریف ہے نہ حلیف، جو قوت ہماری راہ میں حائل ہوگی، وہ ہماری جدوجہد کا براہ راست ہدف ہوگی خواہ اس کا تعلق حکمران جماعت سے ہو یا آئی۔ جے۔ آئی سے یا کسی اور جماعت سے۔

○ ہماری اس جدوجہد کے نتیجہ میں یا تو حکومت کو اپنی پالیسیاں بدلنا ہوں گی یا عوام حکومت کو بدل دیں گے۔

○ ہر صوبے، ڈویژنل اور ضلعی سطح پر کونسل کو منظم کیا جارہا ہے اور علماء کارکنوں کے کونشن منعقد کرنے کا پروگرام طے کیا جارہا ہے۔

○ رائے عامہ کو شرعی موقف سے آگاہ کرنے کے لیے تمام ذرائع بروئے کار لائے جائیں گے۔

○ ہمارا دوسرا جلسۂ عام ۲۷ جولائی ۱۹۸۹ء کو پشاور میں ہوگا، اس کے بعد کراچی اور کوئٹہ سمیت پاکستان اور آزاد کشمیر کے بڑے شہروں میں عوامی جلسے منعقد کیے جائیں گے۔

○ پاکستان میں اسلامی نظام کے مکمل نفاذ تک ہماری جدوجہد متحدہ طور پر جاری رہے گی۔

(خاتون وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کی دوبارہ حکمرانی کے موقعہ پر زرداری، لغاری اور پارٹی رہنماؤں کے ساتھ سمیع الحق سے ملاقات اور عورت کی حکمرانی کے مسئلہ پر روبرو اظہار حق)

"۱۵ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو دوبارہ وزیر اعظم بننے سے دو چار روز قبل محترمہ بے نظیر میری رہائش گاہ واقع گلشن جناح اسلام آباد میں تشریف لائیں، اہم رفقاء اور اعیان حکومت انکے ساتھ تھے، اس موقع پر بھی مسئلہ زیر بحث آیا، اس ملاقات کی تفصیل

اخبارات نے شائع کی۔نوائے وقت کے خصوصی رپورٹر سلطان سکندر کے حوالہ سے یہی خبر ماہنامہ ''الحق'' میں معاون مدیر مولانا عبدالقیوم حقانی نے اپنے تمہیدی نوٹ کے ساتھ شائع کیں یہ دونوں یہاں درج کی جاتی ہیں''

۱۵ اکتوبر کو وزیراعظم بے نظیر بھٹو اسلام آباد میں متحدہ دینی محاذ کے سربراہ مولانا سمیع الحق کی اقامت گاہ پر حاضر ہوئیں، ظاہر ہے کہ وہ وزیراعظم بننے والی تھیں، ملک کی سیاسی صورت حال، دین اسلام کی وسعت و جامعیت اور اسکے بطور نظام کے ہمہ گیری و آفاقیت کے اعتراف سمیت، ملک میں نفاذ شریعت، اسلامی سزاؤں کے بارے میں انکے سابقہ نازیبا اور باغیانہ ریمارکس، عورت کی حکمرانی پر دوٹوک شرعی موقف اور مستقبل میں ان سے ممکنہ کردار کے موضوع پر باہمی تبادلۂ خیال ہوا ایسے مواقع پر علماء حق کا کردار کیا ہونا چاہئے، موقف حقہ کے اظہار میں کسی لومۃ لائم اور طعن وتشنیع کی پرواہ کیے بغیر خدا لگتی کہنا ہی دینی قوتوں اور قرآن وسنت سلف صالحین اور علماء حق کا شیوہ ہے۔ اس موقع پر مولانا سمیع الحق نے اُن سے جو کہا اس میں ماضی کی فاش کوتاہیوں، اللہ ورسول ﷺ کے احکام سے استہزاء و بغاوت کی مذمت اور مستقبل میں توبہ وندامت اور روشن مستقبل کی ضمانت کے لائحہ عمل کی واشگاف الفاظ میں نشاندہی کردی گئی ہے، لہٰذا وہی گفتگو نوائے وقت اور جنگ راولپنڈی ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۳ء کے شکریہ کے ساتھ نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

اسلام آباد (سلطان سکندر سے) پاکستان پیپلز پارٹی کی شریک چیئرپرسن بے نظیر بھٹو نے جمعہ کو سہ پہر یہاں متحدہ دینی محاذ کے سربراہ اور جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل سینیٹر مولانا سمیع الحق سے انکی اقامت گاہ پر ملاقات کی اور عورت کی حکمرانی اور اسلامی تعلیمات کے حوالے سے ایک گھنٹہ تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔سابق گورنر سندھ محمود ہارون، فاروق لغاری، آصف زرداری، مولانا کوثر نیازی اور ڈاکٹر اشرف عباسی بھی انکے ہمراہ تھے۔اس موقع پر بینظیر بھٹو نے اسلام میں عورت کی حکمرانی کے مسئلے کے لیے حل دریافت کیا تو مولانا سمیع الحق نے کہا کہ اسلام کی رو سے عورت حکمران نہیں بن سکتی، بے نظیر بھٹو نے مولانا سے کہا کہ میں آپ سے ووٹ لینے نہیں آئی ہوں۔ ایک دو ووٹوں کی کوئی بات نہیں،

<u>اسلام کے بارہ میں اچھے خیالات اور اسلام کی خدمت میں تعاون کی اپیل</u>: میں آپ سے کھل کر بات کرنے آئی ہوں میں اسلام کے بارے میں بہت جامع اور گہری نظر رکھتی اور اسلام کو دین رحمت سمجھتی ہوں، بنیادی حقوق کا جو تصور اسلام نے دیا وہ کسی اور مذہب میں نہیں خاتون کو طلاق اور وراثت کے جو حقوق اسلام نے دیئے ہندوازم اور یہودی ازم میں نہیں ہیں ،اسلام روشنی کا مذہب ہے جو سارے چیلنجوں کا مقابلہ کرسکتا ہے میرا جذبہ ہے کہ اسلام کی خدمت کروں اور دنیا کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر رکھوں کہ اسلام ہی دنیا کو موجودہ بحرانوں اور مشکلات سے نجات دلا سکتا ہے۔اس لیے آپ اور دیگر علماء میرے ساتھ تعاون کریں۔آپ کے والد سے میرے والد کی بڑی عقیدت تھی، آپ میرے لیے نئے نہیں ہیں صرف اس جذبے کے اظہار اور دعا لینے کے لیے آئی ہوں، اگر مجھے بڑی ذمہ داری اور اسلام کی خدمت کرنے کا موقع ملے تو مجھے آپکی رہنمائی کی ضرورت ہوگی۔اس موقع پر مولانا سمیع الحق نے کہا کہ آپ نے اسلام کے بارے میں بڑے اچھے خیالات ظاہر کئے ہیں جس سے مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے،

<u>دلآزار غیر اسلامی بیانات کی طرف توجہ</u>: بدقسمتی سے آپ سے منسوب ایسے بیانات اسلام کے حوالے سے آجاتے ہیں جن سے علماء اور لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں، کبھی اسلامی حدود و تعزیرات کو وحشیانہ کہنے اور کبھی ملاازم اور ملائیت کو برداشت نہ کرنے کے بارے میں خبریں آتی ہیں حالانکہ اسلام میں ملائیت اور ملاازم نہیں ہے نہ ہی تھیا کریسی کا تصور ہے میں خود تھیوکریسی پر لعنت بھیجتا ہوں، ملا تو اس کا نام ہے جو اسلام کے بارے میں وسیع اور گہری نظر رکھتا ہو، جس کا آپ نے اظہار کیا ہے۔ان تاثرات کی

روشنی میں تو خود آپ ایک بڑی ''ملا'' ثابت ہو گئیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں نیو ورلڈ آرڈر کا سامنا ہے۔ پاکستان پر عالم اسلام کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ ہمیں ان سارے چیلنجوں کا مقابلہ کرنا ہے، پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانا اور دنیا کو یہ بتانا ہے کہ یہ بنیاد پرستی، دہشت گردی اور دقیانوسی دین نہیں ہے۔

<u>ناشکرے نواز شریف نے موقع کھو دیا:</u> مولانا سمیع الحق نے کہا کہ نواز شریف کو خدا نے چانس دیا تھا ہم چاہتے تھے کہ یہاں ایسی قیادت وجود میں آئے جو وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں، کشمیر اور افغانستان کے لیے ایک سہارا بن سکے، مگر بدقسمتی سے نواز شریف نے یہ موقع کھو دیا۔ اللہ تعالیٰ جب موقع دیتا ہے تو ناشکری کی بہت بڑی سزا بھی ملتی ہے۔

<u>ہماری پہچان دینی سیاست کے حوالہ سے ہے اصول میں لچک نہیں ہو سکتی:</u> آپ نے تعاون کے بارے میں کہا مگر ہمارے لیے مصیبت یہی ہے ہم پر اللہ نے ایک نظریہ، اصول اور اسلامی تعلیمات کا ترجمان بننے کی ذمہ داری ڈالی ہے اور خوش قسمتی سے دینی قوتیں، علماء و مشائخ مجھے دینی سیاست کے حوالے سے پہچانتی ہیں ہم سیاست میں ان حدود کے پابند ہیں چونکہ ہماری سیاست اس حوالے سے ہے اگر میرے منصب پر آپ ہوتیں اور آپکو دین کا ترجمان سمجھا جاتا تو مجھے یقین ہے کہ آپ بھی اس اصول کے دائرے میں رہنے کی پابند ہوتیں۔

<u>مولانا کوثر نیازی کی باتوں کا جواب:</u> بے نظیر بھٹو نے عورت کی حکمرانی کے مسئلے کے حل کے بارے میں استفسار کیا تو مولانا کوثر نیازی نے کہا کہ مولانا سمیع الحق بڑے پروگریسیو ہیں ایسی کوئی بات نہیں اس مسئلے کا حل ہوگا ہندوستان میں علماء نے اندرا گاندھی اور پاکستان میں علماء نے محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کی تھی اس موقع پر مولانا سمیع الحق نے کہا کہ میں اپنی ذات کی حد تک جتنا پروگریسیو ہوں، تو اسلامی تعلیمات کی حد تک اتنا ہی سخت ہوں۔ ہندوستان سیکولر ریاست ہے جہاں مسلم اور غیر مسلم کی تمیز نہ ہو وہاں عورت اور مرد کا کیا مسئلہ ہوگا۔ جے یو آئی نے فاطمہ جناح کی حمایت نہیں کی بلکہ اپنا الگ مؤقف اختیار کیا تھا۔ جب اللہ اور رسول ﷺ کے واضح احکام موجود ہوں وہاں ہمارے لیے مشکلات ہوتی ہیں، آپکی ذات کی حد تک بڑا احترام اور آپکی ہمت اور حوصلہ اپنی جگہ ہے۔

<u>خدمت اسلام کیلئے ہر کسی سے تعاون کرتے ہیں:</u> انہوں نے کہا کہ جہاں اسلام کی خدمت کے لیے تعاون کی ضرورت ہو ہم نے کسی موقع پر تردد نہیں کیا۔ اگر آپ کو موقع ملتا ہے اور آپ واقعی اسلام کی خدمت کرتی اور مشورہ مانگتی ہیں، تو میں حاضر ہوں اسی بنیاد پر ہم نے ضیاء الحق کو اسلامی قوانین کی تدوین میں مشورے دیئے، مولانا نے کہا آپ کی خیر خواہی اور بھلائی کے جذبے سے کہتا ہوں کہ آپ کے اب تک اسلام کے بارے میں جن تاثرات، بیانات اور منشور کے حوالے سے جو باتیں سامنے آئی ہیں ان کا مکمل ازالہ کریں۔ اسلام کی مکمل کر ترجمانی کریں اور اسلام کے بارے میں منفی پراپیگنڈہ کرنے والوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں کہ اسلامی سزائیں صرف ڈرانے کیلئے ہیں، دو چار چھپڑوں سے اصلاح کی جاتی ہے، موجودہ انگریزی ظالمانہ نظام میں تو ایک تولہ چرس، ہیروئن رکھنے پر ملزم کو دو تین سال حوالاتوں میں رگڑا جاتا ہے اور اسکے بیوی بچے بیروزگاری کا شکار ہو جاتے ہیں۔

<u>آپ کی ذات کا مسئلہ نہیں مفتی محمود یا مولانا عبدالحق یا میری بیٹی ہوتی تب بھی مسئلہ بہرحال رہے گا:</u> مولانا سمیع الحق نے کہا کہ عورت کی حکمرانی کے مسئلے کا کوئی حل نہیں ہے یہ آپ کی ذات کا مسئلہ نہیں اگر خاتون مفتی محمود، مولانا عبدالحق یا میری بیٹی ہوا سکے بارے میں بھی موقف اور مسئلہ بہرحال یہی رہے گا کہ عورت حکمران نہیں بن سکتی قوم جیسا بھی فیصلہ کرے ہم مسئلے سمجھانے کے پابند ہیں۔

(رپورٹ سلطان سکندر نوائے وقت راولپنڈی ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۳ء)

مولانا سمیع الحق سے بے نظیر بھٹو کی ملاقات
(اسلام کی آفاقیت کا اعتراف اور ایک شرعی مسئلہ کی وضاحت)

نئی منتخب مبینہ معلق قومی اسمبلی میں حلف برداری کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کی شریک چیئر پرسن محترمہ بے نظیر صاحبہ اپنے شوہر اور پارٹی رہنماؤں کی معیت میں متحدہ دینی محاذ کے سربراہ مولانا سمیع الحق سے ملاقات کے لیے اسلام آباد میں ان کی اقامت گاہ پر تشریف لے گئیں۔ گھر آئے مہمان کی عزت افزائی اور اس کا خیر مقدم ہر اعتبار سے ضروری ہوتا ہے۔ اس سے قطع نظر کہ آنے والے کے ساتھ اختلافات ذاتی ہیں یا اجتماعی۔ اخلاقی و آداب حیات کا تقاضا یہ ہے نیز مہمان بھی کوئی مرد ہو یا عورت۔ عورتوں میں بھی اپنے ملک کی سیاسی لیڈر بے نظیر صاحب ہوں یا برطانیہ کی لیڈی ڈائنا اور میزبان بھی مولانا فضل الرحمن، مولانا اجمل قادری، سید عبدالقادر آزاد یا مولانا سمیع الحق جیسا عالم دین ہو تو ان کے لیے ازبس ضروری قرار پاتا ہے کہ اس ملاقات کو اہل حق کے وقار و دین اسلام کی تعلیمات اور اپنے موقف کی تفہیم و تبلیغ اور اشاعت کا ذریعہ بنائیں کیونکہ ایسی مہمان خاتون کے نہاں خانہ دماغ میں بہر حال یہ یقین موجود ہے کہ میں کسی عام دنیا دار سیاستدان سے نہیں بلکہ ایک عالم دین سے ملاقات کرنے آئی ہوں اور اس ملاقات کے موضوع گفتگو اور رسائل و مسئول کی باتوں کا ہر مرد عورت اور دیندار و بے دین شخص نے اپنے اپنے زاویہ نگاہ سے جائزہ لینا ہے۔ بہر کیف! ملک کی ایک تاریخی ملاقات ہوئی۔ محترمہ بے نظیر صاحبہ نے اگرچہ برملا یہ کہا کہ میں آپ سے ایک دو ووٹ مانگنے نہیں آئی، دعا کے لیے حاضر ہوئی ہوں اور اس لیے آئی ہوں کہ اسلامی تعلیمات خصوصاً عورت کی سربراہی کے مسئلہ پر آپ میری رہنمائی کریں۔ مگر محترمہ ایک خاتون اور مولانا سمیع الحق ایک عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ملک کے مسلمہ سیاستدان بھی ہیں اس لیے عامۃ الناس اور سیاسی رہنماؤں نے اس ملاقات کو زیادہ تر سیاسی نقطہ نگاہ سے دیکھا ہے جبکہ ہمارے نزدیک یہ ملاقات نجی نہیں دو جماعتوں کے سربراہوں کی ملاقات تھی اور یہ ملاقات دونوں لیڈروں کے سیاسی رجحانات سے زیادہ مذہبی اقدار اور عورت کی سربراہی ایسے معرکۃ الآراء مسئلہ میں اسلامی تعلیمات اور شرعی مسئلہ کی دوٹوک وضاحت کا ذریعہ بنی ہے۔

محترمہ بے نظیر صاحبہ نے اس موقع پر اسلام پر اپنے غیر متزلزل ایمان اور نوع انسانی کے لیے اسلام کی آفاقیت خصوصاً عورتوں کو ان کے حقوق دلانے میں تمام مذاہب سے اسلام کی امتیازی شان کا اعتراف و اظہار کیا تو مولانا سمیع الحق نے بھی اپنی دینی منصب کو پورا لحاظ رکھتے ہوئے کسی لیت و لعل کے بغیر اسلام میں عورت کے سربراہ مملکت یا سربراہ حکومت بننے کے ناجائز ہونے کی صاف صاف وضاحت کر دی اور محترمہ سے یہاں تک کہ آپ بہت بڑی سیاستدان ہیں۔ آپ کی ہمت، حوصلے اور انتھک جدوجہد اور آپ کی ذات کا میں احترام کرتا ہوں مگر اسلامی شریعت کا مسئلہ یہی ہے کہ عورت سربراہ نہیں ہو سکتی۔ مولانا نے مزید کہا کہ یہ مسئلہ صرف بے نظیر کی ذات یا پیپلز پارٹی کی رہنما کے لیے نہیں بلکہ اگر مولانا مفتی محمودؒ میرے والد مولانا عبدالحقؒ یا میری اپنی بیٹی کا معاملہ ہو تو اس کے لیے بھی مسئلہ یہی ہے کہ عورت سربراہ نہیں ہو سکتی۔ ہم نہایت خلوص اور دیانتداری اور غیر جانبداری کے ساتھ عرض کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ مولانا سمیع الحق نے حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کے شرعی قوانین کے بارے میں اس سنت کو تازہ کر دیا۔ جس میں آپ ﷺ نے اپنے محبوب صحابی حضرت اسامہ بن زیدؓ سے فرمایا تھا کہ چور کا ہاتھ ضرور کاٹا جائے گا۔ یہ مسئلہ چوری کرنے والی عورت صرف قبیلہ بنی مخزوم کی فاطمہؓ کا نہیں۔ اگر میری بیٹی فاطمہؓ چوری کرے تو میں اسکا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔ (اللہ اکبر صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ وسلم) پیپلز پارٹی اور متحدہ دینی محاذ کے مرکزی رہنماؤں کی یہ ملاقات مستقبل میں مزید ملاقاتوں کا پیش خیمہ بنتی ہے یا نہیں اور دونوں جماعتوں کے مابین بعض معاملات میں اتحاد و

تعاون کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے یا نہیں آنے والا وقت ہی بتا سکے گا۔ اسلامک فرنٹ نے جماعت اسلامی کی کوکھ سے جنم لیا تھا۔ جماعت اسلامی نے محترمہ فاطمہ جناح کو صدر بنانے کے لیے خان عبدالولی خان سے مل کر مرحوم صدر ایوب خان کے خلاف بھرپور انتخابی مہم چلائی تھی۔ مسلم لیگ نے اسمبلیوں میں مردانہ نشستوں پر بعض عورتوں کو کامیاب کروایا ہے اور محترمہ نوجہاں پانیزئی کو سینٹ کی سربراہی کے اعلیٰ منصب تک پہنچادیا ہے۔ اب انکے اور مملکت پاکستان کی کرسی صدارت کے درمیان کسی ایک ناگہانی حادثے کا ہی فاصلہ باقی رہ گیا ہے جب کہ پیپلز پارٹی وزارت عظمیٰ کے سرکش گھوڑے کی باگ ڈور ایک خاتون کے ہاتھ میں دینے کے حق میں ہے اور اپنے ناروا رویے کو ۱۹/اکتوبر کو اس نے دوسری مرتبہ عملی جامہ پہنادیا ہے۔

مولانا سمیع الحق بے نظیر ملاقات کی روئیداد روزنامہ نوائے وقت سے ہم یہاں نقل کرر ہے ہیں تا کہ قارئین اس خبر کے تمام پہلوؤں کی اہمیت کا خود اندازہ کر سکیں اور اس گئے گزرے دور میں ایک عالم دین کی جانب سے اعلاء کلمۃ الحق کا نظارہ دیکھ کر اپنے ایمان کو تازگی دے سکیں۔

(اسی تحریک کے دوران عرب اور مسلم ممالک کے حکمرانوں اور سفراء وعلماء سے بھی رابطے کئے گئے ملاقاتوں اور مراسلوں کا سلسلہ جاری رہا)

(عورت کے حکمرانی کے سلسلہ میں عرب ممالک کے حکمرانوں اور سفراء وعلماء کو بھیجا گیا خط)

صاحب الفضیلہ و السعادہ السید ....زید مجد کم. السلام علیکم و رحمة الله وبر کاته.بعد تحیه بهیه واشواق قلبیه و مودة وافیه اقدم فی خدمتکم بانه لایخفی علی احد ان تفویض الامارة الی المراۃ فی الدولة الباکستانية الاسلامیه تاثر قلب کل مسلم واعلن الی المسلمین کافه لان الله سبحانه یقول "الرجال قوامون علی النسآء بما فضل الله بعضهم علی بعض الایه" و عن ابی بکره قال لما بلغ رسول الله ﷺ ان اهل فارس قد ملکوا علیهم بنت کسریٰ قال لن یفلح قوم ولوا امرهم امراۃً رواه البخاری.

بعض اخواننا الذین لا یعملون باالقران و لا باالحدیث ولیس فی قلبهم حس لامر الدین یحملون هذه المسئلة علی امر سیاسی مع ان هذاالامر یصادم نصوص القران و الحدیث. فبا قتراح الشخصیات البارزة من العلماء والمفکرین لدین الله اردنا ان نکسب التائید من نخبة الناس وان نتحد علی امر واحد لتکون کلمة اللّٰه هی العلیا و کلمة الذین کفرو االسفلی. فلهذا الامر مرالجلیل تسر منظمة علماء الباکستان دعوتکم لحضور الموتمر التی ستنتعقد ۲۷ فبرائر ۱۹۸۹ء فی المقام الموعودة اهداف الموتمر والبر نامج ملفوفه مع الرساله.

نرجوامن فضیلتکم الحضور فی الموتمر و شکرا.

اخوکم فی الله مولینا سمیع الحق

عضوالمجلس الشیوخ السکتیر العام لجمعیة علماء اسلام

...ت کی حکمرانی کے خلاف* پاکستان کے تمام مسالک کے علماء و مشائخ کے دستخطوں سے یہ فتویٰ* مہ جاری کیا گیا۔ اس مقصد کیلئے ان کے دستخط ... کیا
...ے* پاکستان میں بھیجے گئے یہ* رنگین فتویٰ* مع دستخطوں سمیت جو اہم دستاویز ہے یہاں محفوظ کیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کی منامی حبیبہ ...
مولانا عبدالصمد بلوچستانی کا اصل خط بھی دیا جا رہا ہے۔ (س)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محترمی و مکرمی!

متحدہ علماء کنونشن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اُمید ہے کہ مزاجِ گرامی بعافیت ہوں گے۔

پاکستان میں حالیہ انتخابات کے نتیجے میں جو افسوسناک صورتِ حال پیدا ہوئی ہے۔ اس میں نہ صرف یہ کہ ملک کی قیادت ایک خاتون کو سونپ دی گئی ہے، بلکہ چالیس سال میں جو قدم نفاذِ اسلام کی طرف بڑھے تھے، وہ بھی خطرے میں پڑ گئے ہیں، نیز قادیانیت اور دیگر اسلام دشمن عناصر کو اپنی سرگرمیاں از سرِ نو منظم کرنے کا حوصلہ ملا ہے۔

اِن نازک حالات میں علماءِ اُمت پر جو بھاری ذمہ داریاں عائد ہو گئی ہیں، اُن سے عند اللہ بری ہونے کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تمام عُلماءِ کرام اپنے فروعی اختلافات کو نظر انداز کر کے اتحاد و اتفاق اور اخلاص و للّٰہیت کے ساتھ وقت کے اس چیلنج کا مقابلہ کریں، اور باہمی مشورے سے آئندہ کے لئے کوئی لائحہ عمل اپنائیں۔ اس صورتِ حال میں نفاذِ اسلام کی جدوجہد کو مربوط بنانے، خاتون کی حکمرانی کی شرعی حیثیت واضح کرنے اور خلافِ اسلام سرگرمیوں کے سدِّباب کے سلسلے میں لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۸۹ء بروز پیر، اسلام آباد میں تمام مکاتبِ فکر کے عُلماء کا ایک مُلک گیر کنونشن منعقد کیا جا رہا ہے۔

آنجناب سے التماس ہے کہ اس کنونشن میں تشریف لا کر اپنی گرانقدر آراء سے کنونشن کو با مقصد اور کامیاب بنائیں۔

واجرکم علی اللہ

پروگرام

مقام: "اسلام آباد ہوٹل" (اسلام آباد)

- افتتاحی اجلاس: ۹ بجے صبح
- پہلی نشست: ۹ تا ۱ بجے دوپہر
- وقفہ برائے طعام و نمازِ ظہر: ۱ تا ۲ بجے دوپہر
- دوسری نشست: ۲ تا ۴½ بجے سہ پہر

برائے رابطہ:- اسلام آباد

صاحبزادہ پیر برکات احمد فون: ۸۲۵۱۲۱

سیّد حبیب الرحمٰن شاہ بخاری فون: ۷۲۳۳۳

مولانا سید چراغ الدین شاہ ۸۴۷۷۹۷ ۷۱۴۵۴

حضرت مولانا محمد اجمل خان
خطیب جامعہ رحمانیہ قلعہ گوجر سنگھ لاہور

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن
مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

حضرت مولانا مخدوم زادہ قاضی محمد اسرار الحق
مہتمم جامعہ اسرار العلوم، راولپنڈی

حضرت مولانا محمد اسفندیار خان
سیکرٹری جنرل سوادِ اعظم اہل سنت پاکستان

حضرت مولانا محمد اطہر نعیمی۔
مہتمم دار العلوم نعیمیہ۔ کراچی

حضرت مولانا پیر برکات احمد
سجادہ نشین جلال پور شریف

حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی
صدر جمعیت علمائے پاکستان صوبہ سندھ

حضرت مولانا خواجہ محمد حمید الدین سیالوی
امیر جمعیت دعوۃ الاسلامیہ پاکستان و
سجادہ نشین سیال شریف۔

حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی
ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ۔ لاہور۔

حضرت مولانا قاری رضا المصطفیٰ الاعظمی
خطیب مرکزی میمن مسجد۔ کراچی

حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی
صدر مہتمم دار العلوم۔ کراچی

حضرت مولانا ملک محمد رحیم سکندری۔ جامعہ راشدیہ
پیر جو گوٹھ۔ خیرپور (سندھ)

حضرت مولانا ابو الزاہد محمد سرفراز خان صفدر
شیخ الحدیث نصرۃ العلوم۔ گوجرانوالہ

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ۔ پاکستان

حضرت مولانا محمد سمیع الحق
مہتمم جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور

حضرت مولانا عبداللہ صاحب
امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی
مہتمم مخزن العلوم والفیوض خانپور رحیم یارخان

حضرت مولانا عبداللہ شاہ
مہتمم مدرسہ حسینیہ بدر العلوم
بچل شاہ میانی سکھر (سندھ)

حضرت مولانا عبدالباقی
مہتمم جامعہ مفتاح العلوم۔ کوئٹہ

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ۔ لاہور۔

حضرت مولانا عبدالغفور صاحب کوئٹہ۔

حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی
امیر جماعت اہل حدیث پاکستان

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی
مہتمم دارالعلوم اسلامیہ۔ کوئٹہ

حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری۔ کراچی
شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ۔ کراچی

حضرت مولانا عبدالکریم۔ بیر شریف والے
لاڑکانہ (سندھ)

حضرت مولانا صوفی علی شیر
مہتمم مدرسہ حزب الاسلام تلو بھانڈو سندھ

حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری

حضرت مولانا غلام قادر
شکارپور (سندھ)

حضرت مولانا غلام محمد
مہتمم جامعہ شمس الہدیٰ۔ کلاب جیل ضلع خیرپور (سندھ)

محترم جناب میاں فضل حق
سیکرٹری جنرل مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

حضرت مولانا حاجی فضل کریم
سیکرٹری جنرل جماعت اہل سنت پاکستان

حضرت مولانا قربان علی سکندری
پیرجوگوٹھ۔ خیرپور (سندھ)

حضرت مولانا محب اللہ صاحب
پیر جھنڈا سعید آباد۔ حیدرآباد (سندھ)

مہتمم جامعہ حمادیہ۔ منزل گاہ۔ سکھر

حضرت مولانا معین الدین لکھوی
امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث۔ پاکستان۔

حضرت مولانا محمد مہر اللہ
مہتمم مرکزی تجوید القرآن۔ کوئٹہ

حضرت مولانا نصراللہ قادری
مہتمم مدرسہ غوثیہ جیلانیہ شکارپور (سندھ)

حضرت مولانا نور محمد، وانا وزیرستان

حضرت مولانا مفتی ولی حسن
شیخ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن۔ کراچی

حضرت مولانا محمد یعقوب

ترجمہ از تعلیقی کی بیرلہ انگریزی -

بلوچستان - مکرمی جناب [illegible] صاحب مولانا سمیع الحق صاحب - زید مجدہ -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خیریت طرفین نیک مطلوب

میں [illegible] ملاجی [illegible] لیبیا [illegible] سے واپس آیا - [illegible]

[illegible] میں [illegible] [illegible]

[illegible] میں [illegible] [illegible]

[illegible] اللہ کی امانت

[illegible] نہیں دوں -

[illegible] جواب [illegible]

[illegible] میں [illegible] اور [illegible]

[illegible] میں [illegible] کیا - [illegible]

والد [illegible] مجلس میں [illegible]

میں [illegible] مجلس میں [illegible]

[illegible] کر دیا -

[illegible] میں [illegible] اسلام [illegible]

[illegible] (وزیر [illegible]) [illegible]

[illegible] نہیں [illegible] گیا - [illegible] ہیں -

میں اور رفقاء خیریت سے ہیں ... ساتھ آنکا ... [illegible]

پاکستان کا وزیر اعظم ... قومی اسمبلی ... نہیں دی ... پاکستان میں ...

اور تمہیں کھلی مذہبی آزادی دی ... اور قدم مضبوط کر کے ... [illegible]

سلسلہ دعا کرتے رہیں ... [illegible] ... شکر ادا ... [illegible]

ان کے علاوہ اور بہت ... ارشادات بیان ... بھیجے ... دعا کریں

اور ... کرتے رہے ...

میں جب واپس آتا تو ... شکر ... السلام علیہ ... بیٹھے

تو ... کہ ... آپ انکی اجازت نہیں ملی ۔

... نہیں ... محبت ... [illegible]

... والسلام ... [illegible]

[illegible]

اور ... فانیا ... الحمد ۔

... [illegible]

... [illegible]

دارالعلوم حقانیہ

[illegible]

قاضی عبدالصمد سر بازی[1]

(۱)
(حالات حاضرہ پر نظم برائے الحق)

از قلات　تاریخ: ۶ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ بمطابق ۲۹ مارچ ۱۹۶۶ء

محترم بندہ زید مجدہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد از سلام مسنون نوازش نامہ موصول ہوکر باعث مسرت ہوا۔ نظم موسوم بہ ''حالات حاضرہ'' کے متعلق حسب ذیل ابیات کے بارے میں تحریر فرمائے تھے۔(۱) لطف و انعام بهشت ایں همه از دست بهشت الخ بہشت اول معروف ہے یعنی جنت، اور بہشت ثانی فعل ماضی ہشتن سے یعنی چھوڑ دیا۔ بہشت نمبر اول میں باء زبر ہے اور بہشت نمبر ۲ میں باء زیر ہے۔ اور اس فعل بہشت کا فاعل پیر مغان ہے جس نے اپنی رخ کو جہنم کی طرف پھیر دیا ہے اور ضال ومضل بن گیا ہے۔ اس فعل بہشت کا نمونہ بانظر دیوان حافظ میں حسب ذیل بیت میں موجود ہے۔

چون سامری مباش که زر داد از خری　　　موسیٰ بهشت و در پے گوساله میرود

(۲)　امن جویان زمان قاتل نوع انسان

اپنی جگہ پر صحیح ہے اور لفظ ''اند'' مقدر ہے یعنی قاتل نوع انسان اند۔ فارسی محاورہ میں قاتل اند کافی ہے، جمع کے معنی لفظ ''اند'' سے ادا ہو جاتا ہے لہذا قاتلیں لکھنے کی ضرورت نہیں۔

(۳)　پاسبانان جهاں رهزن امن اندو امان

صحیح ہے شاید اس کاپی میں لفظ ''اند'' رہ گیا ہے اگر رہ گیا ہے تو اسکی تصحیح فرمالیں۔ باقی ''رہزن'' کی ضرورت نہیں لفظ ''اند'' سے جمع کا معنی ادا ہوسکتا ہے۔ دیگر الحمدللہ ہر گونہ خیریت ہے والد بزرگوار کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔　　احقر العباد عبدالصمد سر بازی عفی عنہ

(۲)
(اشعار معاشرہ امروز کے بعض ابیات کی تشریح)

تاریخ ۸ رجمادی الثانی ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۶۶ء

بگرامی خدمت محترم بندہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: وفقنا اللہ وایاکم لما یحب ویرضیٰ۔ بعد از سلام مسنون آنکہ ایک نظم تازہ بعنوان ''معاشرہ امروزہ'' بزبان فارسی ارسال خدمت ہے، امید کہ اسکو کسی قریب ترین اشاعت میں شائع فرمائینگے۔ اسمیں دو تین جگہیں ایسی ہیں کہ اگر حاشیہ پر انکی وضاحت کر دینگے تو زیادہ مناسب ہوگا۔

(۱) بیت نمبر ۲۳ قادیانی غلام از شوخی دست برده بتاج سلطانی تاج سلطانی سے مراد واضح فرماویں کہ حضور اکرم ﷺ جو کہ تمام انبیاء کا سلطان اور خاتم الانبیاء ہیں۔ غلام احمد قادیان سے حضور کا غلام ہوکر انتہا شوخی اور گستاخی سے آپ ﷺ کے تاج نبوت کی طرف ہاتھ بڑھا کر اسکے چھین لینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ یا جو الفاظ آپ کے ذہن مبارک میں آئے۔

---

[1] قاضی صاحب بلوچستان کے معروف عالم اور جانے پہچانے شخصیت قضاء درس وتدریس کے ساتھ عربی فارسی سخن شناسی اور شعر وشاعری میں دسترس۔

(۲) بیت نمبر ۲۷ تازہ دم شد غرور ساسانی الغ کسریٰ، پرویز بادشاہ ایران جس نے غرور کیوجہ سے حضور اکرم ﷺ کے نامہ مبارک کو چاک کر دیا تھا، وہ ساسانی خاندان سے تھا۔ حضور اکرم ﷺ اس پر بددعا کی جس کے نتیجہ میں اسکے اپنے لڑکے نے اسکا پیٹ چاک کر دیا اور اپنی اس گستاخی کے کیفر کردار تک پہنچا۔ اور غلام محمد پرویز نے سنت نبوی کا انکار کر کے سنت نبوی ﷺ کے دفتر کو چاک کر دیا گویا کسریٰ پرویز ساسانی کا غرور پھر تازہ دم ہو گیا۔

(۳) بیت نمبر ۲۶ میں کرامت "از فضل رحمانی" حاشیہ پر بھی اسکی وضاحت فرماویں۔

حضرت مولانا مدظلہ العالی کی خدمت میں میرا اسلام مسنون عرض کر دیں۔ والسلام احقر العباد قاضی عبدالصمد سربازی

(۳)

۳ رجب ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۶ء (قبہ خضراء)

محترم و مہربان بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد از سلام مسنون انکہ آپ کا مراسلہ مورخہ ۲۶/۱۰/۶ نمبر ۱۷۱۱ موصول ہو کر کاشف احوال ہوا۔ معلوم ہوا کہ خان چشتی صاحب کے نام پر الحق جاری کیا گیا اور انکی رقم بھی دفتر کو موصول ہوئی اور یہ کہ نظم بعنوان "معاشرہ امروزہ" موصول ہو کر اگلے ماہ کی اشاعت میں شامل ہوگا۔ اس مراسلہ کے ذریعہ سے بہت سارے امور کے متعلق اطمینان حاصل ہوا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء، اس نظم مذکورہ کے ایک مصرع میں یہ لکھا گیا ہے کہ ہیں کرامت "فضل رحمانی" بیت نمبر ۲۶ اگر اسکو یوں تبدیل کیا جائے کہ ہیں کرامات "فضل رحمانی" تو بہتر ہوگا۔ اور نظم بعنوان "قبہ خضراء" موصول ہوا ہے۔۔۔ میں نے اپنے لڑکے عبدالستار کو جو قلات میں ہے کہا تھا کہ اس نظم "قبہ خضراء" کو باردیگر نقل کر کے دفتر الحق میں ارسال کر دیں، اسکے بعد پھر میں نے دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے باردیگر نقل کر کے بھیج دیا ہے۔ بہرحال اگر پہنچا ہے فبہا ورنہ پھر اطلاع دینا تاکہ باردیگر ارسال خدمت کیا جائیگا۔ اور اس نظم کو جب اشاعت میں دیدینگے تو بہت ہی مناسب ہوگا اگر الحق کے اس خاص پرچہ پر "قبہ خضرا" کی فوٹو بھی چھپ جائے۔ فقط والسلام، اپنے والد صاحب محترم کی خدمت عالیہ میں سلام مسنون عرض کریں۔ احقر العباد عبدالصمد سربازی از مستونگ

(۴)

۱۹ رجب ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲ نومبر ۱۹۶۶ء (فلپائن کے تبلیغی سفر پر مضمون برائے الحق)

بخدمت محترم مہربان مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد از سلام مسنون انکہ جناب کا گرامی نامہ مورخہ ۶۶/۱۰/۲۵ موصول ہو کر باعث عزو افتخار ہوا۔

(۱) الحق کا تازہ پرچہ اب تک نہیں پہنچا ہے کب تک شائع ہوگا؟

(۲) الحق کا پرچہ بذریعہ وی پی مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرماویں۔ "قاضی برکت اللہ صاحب قاضی سرادان بمقام مستونگ قلات ڈویژن" میں نے ان سے کہا ہے وہ وی پی کا پرچہ وصول کریگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۳) عربی مضمون تبلیغی مضمون ہے جو ترکی کے بعض احباب کے نام پر فلپائن کے تبلیغی سفر کے حالات درج ہیں، صرف ترجمہ میں وہ لطف نہیں جو عربی میں ہے اگر آپ فرماویں تو میں اسکی ایک نقل روانہ کر دونگا۔ اور ترجمہ آپ حضرات میں سے کوئی کر دے اور مع ترجمہ شائع کیا جاوے اگر مناسب معلوم ہوتا ہے تو مجھے لکھ دیں ورنہ خیر بیت۔ قبلہ والد صاحب محترم کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دیں۔

احقر العباد عبدالصمد سربازی از مستونگ قلات ڈویژن

(۵)

۱۹ر نومبر ۱۹۶۶ء (انوار الباری شرح بخاری پر بطور تقریظ اشعار)

محترم مہربانم مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد از سلام مسنون آنکہ بندہ وفاق المدارس کے اجتماع منعقدہ ۱۵ر نومبر کے سلسلہ میں ملتان گیا ہوا تھا، کل ۱۸ر کو واپس مستونگ خیریت سے پہنچ گیا ہوں۔ ایک رات مدرسہ مطلع العلوم کوئٹہ میں قیام ہوا۔ وہاں پر رسالہ ''الحق'' کیلئے ایک خریدار تیار کیا اور اس سے رقم لے کر آج بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ رقم وصول ہونے پر رسالہ انکے نام پر جاری فرماویں جنکا پتہ حسب ذیل ہے۔

''مولوی عبدالرحمان صاحب کشمیری مدرس مدرسہ مطلع العلوم بروری روڈ کوئٹہ''

آج آپکے نوازش نامہ مورخہ ۱۳ر نومبر باصرہ نواز ہوا۔ حالات مندرجہ ۔۔۔ سے آگاہی ہوئی اگر آپ اگلے پرچہ میں ''معاشرہ امروزہ'' کیلئے گنجائش نکالیں تو بہتر ہوگا۔ دیگر آنکہ بندہ نے انوار الباری اردو شرح صحیح البخاری کے متعلق بطور تقریظ چند اشعار کہے ہیں ان میں سے میں نے آپ کے والد بزرگوار کو دو تین ابیات سنادئے، انہوں نے پسند فرما کر ارشاد فرمایا کہ ان کو لکھ کر روانہ کر دیں رسالہ الحق میں شائع کر دیں گے۔ دیگر الحمدللہ ہر گونہ خیریت ہے امید کہ آپ مع متعلقین خیریت سے ہونگے۔ ملتان میں آپکے والد ماجد صاحب اور بھائی انوار الحق صاحب اور عبدالعظیم صاحب سے ملاقات ہو کر بڑی خوشی ہوئی۔ ان کے علاوہ اور دیگر حضرات سے بھی ملاقات ہوئی، بندہ آج قلات جا رہا ہے، واپسی پر انوار الباری والی نظم تحریر کر کے ارسال خدمت کر دونگا۔ انشاء اللہ اور وہ عربی مضمون بھی قلات میں ہے اگر فرصت ملی اسکی نقل لے کر بھی ارسال خدمت کر دونگا۔ اپنے والد بزرگوار اور اپنے بھائی انوار الحق کی خدمت میں سلام عرض کریں۔

والسلام قاضی عبدالصمد سربازی

(۶)

از مستونگ ۲۲ر جون ۱۹۶۸ء (الحق یعلو ولا یُعلیٰ O کونسا حق پرست الحق کو بھول سکتا ہے)

بگرامی خدمت محترم مہربانم مدیر الحق جناب مولانا سمیع الحق زید مجدہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد از سلام مسنون: آنکہ جناب کا نوازش نامہ موصول ہو کر موجب سرفرازی ہوا، یاد آوری کا ممنون ومتشکر ہوں۔ یہ درست ہے کہ ظاہری طور پر کچھ عرصہ سے خط وکتابت سے غفلت اور کوتاہی ہوئی ہے، اس سلسلہ میں بندہ اپنے قصور کا معترف ہے اور معافی کا خواستگار۔ مگر دل کی گہرائیوں سے الحق کا حامی ومددگار ہے کونسا حق پرست الحق کو بھول جائے؟ دعا ہے کہ اللہ عزوجل الحق اور حق پرستوں کا بول بالا کردے اور پیغام حق کو عالم کے گوشہ میں پہنچادے اور سعادت دارین نصیب فرمائے۔ امین

انشاء اللہ العزیز بندہ عنقریب ایک نظم الحق کیلئے ارسال خدمت کردیگا۔ اللہ عزوجل آپکو ہمیشہ خوش وخرم رکھے اور پیغام حق کے پہنچانے میں توفیق مزید عنایت فرمائے۔ امین

بندہ کا سلام عرض کردیں۔ دعاؤں سے یاد فرماویں۔ ازاحقر العباد عبدالصمد سربازی رکن مجلس شوریٰ قلات ڈویژن۔

(۷)

(الحق کے حق میں نظم)

بگرامی خدمت محترم مہربان مولانا سمیع الحق صاحب! وفقکم اللہ تعالیٰ باعلاء کلمۃ الحق.

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعداز سلام مسنون آنکہ الحق کیلئے الحق کے حق میں ایک نظم ارسال خدمت ہے۔ مبدء فیاض نے جو کچھ اندر ی دل میں ڈالا گیا ہے اس کو قلم بند کر کے ارسال خدمت کر رہا ہوں۔

ع گر قبول افتدز ہے عز و شرف مہربانی فرما کر اسکی رسیدگی سے بدو کلمہ یاد و شاد فرما دیں۔ نیز اپنی خیریت اور حضرت مولانا المحترم مدظلہ العالی کی خیریت سے بدو کلمہ یاد و شاد فرما کر مشکور فرما دیں۔ فقط والسلام احقر العباد عبدالصمد سر بازی، الحق یعلو ولا یعلی

(الحق کے بارہ میں منظوم جذبات کا اظہار)

باشہامت جلوہ افروز است 'الحق' ماہوار — از شکوہش ہر رگِ باطل گشتہ تارتار
خوش درخشندہ است چوں خورشید تابانِ جہاں — ضوء افشاں است در ہر گوشہ و کنج و کنار
کشت دلہا را کند سرسبز و تازہ و مبدم — در اثر چوں ابر نیساں است ویا ابر بہار
جملہ مضمونش بخوبی دل پسند و دلربا — دل ہمی خواہد کہ خواند ہر یکے را بار بار
ہست پیغامِ حیات او سُو بہ سُو در کُو بہ کُو — بہر باطل قاصد موت است ہمچوں زہر مار
سرپرستش بانی ' دارالعلوم آن دیار — شیخ 'عبدالحق' آں شیخ الحدیث نامدار
مطلعش یک خطہ معروف در ارض خٹک — مرکزش 'حقانیہ' سر چشمہ اش در کوہسار
از 'سمیع الحق' بشنو نکتہائے صدق و حق — کو مدیر 'الحق' است آں حق پرست و حق نگار
شان حق یعلو ولا یعلیٰ بتائید الہ — ہست باطل پست و مردود و ذلیل و نابکار
حق بمیدان چوں در آید نور افشاں در جہاں — ظلمتِ باطل کند راہِ ہزیمت اختیار
حق و باطل را بہ ہنگامے کہ باشد معرکہ — روح باطل می پرد ازتن بوقت کارزار
اصل حق ثابت بود تا آسمانہا فرع او — اصل و فرعش تا بروز حشر باشد برقرار
از اہل حق چوں نعرۂ تکبیری گرد د بلند — لات و عُزیٰ سرنگون افتادہ باشد خوار و زار
نصرتِ حق شامل احوال مرد حق بُود — از حکایات سلف بنی مثال بے شمار
ہست سربازی یکے از خادمانِ دینِ حق — دارد امید قوی از رحمتِ پروردگار

(۸)

(قادیانی اقلیت فتح مبین)

۲۱ رجنوری ۱۹۷۵ء

محترم بندہ جناب مولانا المحترم زیدمجدہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ابعداز سلام مسنون انکہ بہ سلسلہ دعوی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی وفسادا ھل ربوہ بندہ رسالہ مختصر منظوم بنام "فتح مبین" تیار کردہ ست سردست ازاں رسالہ غیر مطبوعہ چندے ابیات مشتمل بر اثرات این انقلاب کہ در پنجاب وصوبہ سرحد وصوبہ بلوچستان رونما شدہ ست ومولانا شمس الدینؒ براہ حق قربانی پیش کردہ ست (اللہ عزوجل اورا درجنت الفردوس بھمراہ شھداء فی سبیل اللہ ممکن گرداندم) ارسال خدمت ست. اگر پسند خاطر مبارک شد باشاعت دادہ ممنون بفرمائیکے. بندہ دریں ایام در کراچی بہ مدرسہ تعلیم الاسلام مجاھد

آباد در دار الافتاء وقضاء موظف است ،البته تعلق بنده درقلات بلوچستان هم استوار بباشد .فقط والسلام

احقر العباد عبدالصمد سربازی اسزمدرسه تعلیم الاسلام مجاهد آباد کراچی

(۹)

تاریخ ۲۵ جنوری ۱۹۷۵ء　　(ایک فروگذاشت کا تدارک)

بگرامی خدمت حضرت مولانا المحترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد از سلام مسنون انکہ دو، تین روز قبل ازیں چند ابیات از رسالہ غیر مطبوعہ خود موسوم بہ "فتح مبین" بہ سلسلہ فساد اہل ربوہ ارسال خدمت کردہ بودم، بعد ازاں بخیالم آمد کہ یک بیت از میاں ایں ابیات سہواً فروگذاشت شدہ۔ مہربانی فرئید این بیت فروگذاشتہ را شامل آنہا بجا اشاعت وآن بیت این ست۔

ارش در قلات و در خضدار　　گشت ظاہر بجملگی یک بار

بعد از آن بیت این بیت واقع ست۔　　اہل مستونگ ہم دریں میداں　　بردہ سبقت بہ قوت ایماں

غالبا خط ارسال داشتہ شدہ بندہ بخدمت اقدس رسیدہ باشد　　والسلام　عبدالصمد سربازی

☆☆☆

مولانا محمد عبدالعزیز[1] اسلام آباد

خطیب لال مسجد اسلام آباد

(لال مسجد کے المناک سانحہ کے بعض گوشے وفاق المدارس سے الحاق بحال کرنے کی اپیل)

بخدمت گرامی حضرات علماء کرام وفاق المدارس العربیہ پاکستان۔۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد از ہدیہ تسلیمات وصد آداب گذارش ہے کہ آپ حضرات ہم سے بہت زیادہ اس بات سے آگاہ ہیں کہ یہ ملک اسلام کیلئے بنا تھا اور آج ہم پاکستان کے حالات کا ذرا گہری نظر سے جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ قرآن وسنت کا نفاذ نہ ہونے کی وجہ سے آج پورا ملک قتل وغارت گری اور ظلم وستم کی آماجگاہ بنا ہوا ہے، ہر طاقتور نے اپنی ریاست بنائی ہوئی ہے، سندھ اور بلوچستان کے کتنے ظالموں نے اپنی جیلیں بنا رکھی ہیں اور ظلم وستم روا رکھا جا رہا ہے جو شائد تاریخ نے کبھی نہ دیکھا ہو، گلی گلی کوچے کوچے فحاشی کے سینٹر قائم ہیں جسمیں انتہائی گندی فلمیں ملک کے نوجوانوں کو مہیا کی جارہی ہیں اور ان میں جنسی آگ لگائی جا رہی ہے، پھر اس جنسی آگ کو بجھانے کیلئے ہر شہر، ہر بستی میں ہزاروں سینکڑوں بدکاری کے

(الحق میں مولانا عبدالصمد سربازی کے مضامین کی تفصیل)

الحق نظم، جلد ۳ شمارہ ۱۱	حالات حاضرہ، جلد ۱ شمارہ ۹	شہادت شمس الدین شہید، جلد ۱۰
فساد اہل ربوہ وشہادت مولانا شمس الدین (نظم) جلد ۱۰ شمارہ ۷	قافلہ سالار جلد ۱ شمارہ ۸	
قہر خضراء جلد ۲ شمارہ ۲	معاشرہ امروزہ جلد ۲ شمارہ ۱۲	

[1] مولانا نے اسلام آباد کے لال مسجد کے واقعہ سے عالمی شہرت پائی۔ خطیب لال مسجد مولانا عبداللہ شہید کے فرزند اکبر اور شہید غازی عبدالرشید مرحوم کے بڑے بھائی اس خط میں اس تاریخی سانحہ کے بہت سے گوشوں پر نظر پڑ سکتی ہے۔

اڈے بااثر لوگوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی سرپرستی میں چل رہے ہیں جن میں ملک وقوم کے معصوم بچیوں کو شادی اور نوکری کے بہانے بلایا جاتا ہے اور پھر ان کی زبردستی برہنہ تصویریں بنا کر پوری زندگی کیلئے زنا کے اڈوں میں جھونک دیا جاتا ہے، شعائر اسلام کا مذاق اڑایا جارہا ہے، جہاد جیسے اسلامی فریضے کو دہشت گردی کہا جارہا ہے، اسلام آباد کے اندر راہی سے زائد مساجد کو غیر قانونی کہہ کر شہید کرنے کی سازش تیار کر کے سات مساجد کو شہید کیا گیا، جب مظاہرے، قرار دادیں، کانفرنسیں اور اسمبلی کے فورم پر آواز بے اثر ثابت ہوئی تو انتہائی مجبوری کی صورت میں جامعہ حفصہ کی طالبات نے سرکاری عمارت پر عارضی قبضہ کر کے حکومت کو ایک نئے انداز میں چیلنج دیا اور حکومت کو مجبور کیا کہ وہ مساجد گرانے سے باز آئے۔ الحمدللہ مساجد گرانے کا سلسلہ بند ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ جامعہ حفصہ کی طالبات نے ملک میں تمام پریشانیوں کے حل کیلئے اسلامی نظام کے نفاذ کا مطالبہ بھی کر دیا۔ پھر جب اسلام آباد میں لال مسجد کے قریب ایک بیس سالہ بدکاری کے اڈے کا علم ہوا جس اڈے کی چلانے والی عورت پر قریبی تھانے میں کئی مقدمات درج ہیں لیکن چونکہ اس عورت کے بااثر لوگوں سے تعلقات تھے، اس وجہ سے پولیس کارروائی کرنے میں بے بس نظر آتی تھی تو ایک کارروائی کر کے اس بدکاری کے اڈے کو جہاں یومیہ سوڈیڑھ سو مرد آتے تھے اور ہماری مسلمان بہنوں کے ساتھ زنا کرتے تھے اس اڈے کو بند کرا دیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ اسلام نافذ کرنا حکومت کا فرض ہے اور منکرات کا خاتمہ حکومت کا فرض ہے لیکن جب حکومت اسلام کو نافذ نہ کرے اور منکرات کا خاتمہ نہ کرے بلکہ اسلام کے خلاف پوری توانائی کے ساتھ سازشیں کرے اور منکرات کو عام کرنے کیلئے ساری طاقت لگا دے تو آیا علماء کا فریضہ نہیں بنتا کہ ایسی صورت میں وہ حکومت کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔ اگر ایک مدرسہ حکومت کے خلاف ڈٹ جاتا ہے اور حکومت کو مساجد کی تعمیر پر مجبور کر دیتا ہے، حکومت کو مشکل میں ڈال دیتا ہے تو کیا آپ بزرگوں کی رہنمائی میں سارے مدارس نفاذ اسلام کے لئے ڈٹ جائیں اور منکرات کے خاتمے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں تو کیا صورت حال بہت بہتر نہ ہو جائے گی؟ لیکن افسوس یہ ہے کہ ان تین مہینوں میں ساری توانائی صرف اور صرف اس ایک نکتہ پر صرف کی گئی کہ کس طریقے سے جامعہ حفصہ والوں کو اپنے موقف سے ہٹایا جائے۔

کیا ایک میٹنگ بھی اس کیلئے ہوئی کہ حکومت پر کس طرح دباؤ ڈالیں کہ وہ نفاذ اسلام کی کوشش کرے اور منکرات کا خاتمہ کرے۔

<u>لال مسجد میں پورے ملک کے بزرگ جمع ہو کر طریق کار وضع کریں:</u> میں آپ حضرات سے اللہ اور رسول ﷺ کا واسطہ دیکر عرض کرتا ہوں کہ جب آپ ایک طرف ہمارے طلباء طالبات کے موقف کی تائید کرتے ہیں اور کچھ طریقہ کار میں اختلاف ہے تو میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ وفاق والے بزرگ لال مسجد میں پورے ملک سے تمام بڑے بزرگوں کا ایک اجتماع منعقد کریں اور اسمیں سارے بزرگ چند دن کا اعتکاف کریں اور اللہ سے خوب مانگیں اور اس کے بعد آپ بزرگوں کی آراء کی روشنی میں صحیح نہج پر کوئی موثر طریقہ کار وضع کر کے اس کے بعد کسی ایک بزرگ کے ہاتھ پر نفاذ شریعت کی تحریک چلانے کیلئے بیعت ہونے کا اعلان کریں۔ رب کعبہ کی قسم میں سب سے پہلے اس کے ہاتھ پر بیعت ہونے کیلئے تیار ہوں اور پھر جیسے وہ بتائیں گے اس ترتیب پر چلنے کیلئے تیار ہوں۔ جب آپ بزرگ حضرات آگے آئیں گے تو انشاء اللہ برکت بھی بہت زیادہ ہوگی اور ہم چھوٹے جو غلطیاں کر رہے ہیں اس کا بھی ازالہ ہو جائے گا۔ اس کے لئے میں آپ کا شدت سے انتظار کروں گا اس کے ساتھ ساتھ ایک دردمندانہ گذارش بھی ہے کہ جب آپ جامعہ حفصہ کے موقف کی تائید بھی کرتے ہیں تو پھر صرف طریقہ کار کے اختلاف کو بنیاد بنا کر خدارا دس ہزار طلبہ و طالبات کے تعلیمی مستقبل کو داؤ پر لگنے سے بچائیے، ان کا الحاق بحال کیجیے اور ان کے سروں پر دست شفقت رکھیے۔ سارے طلبا اور طالبات اساتذہ اور معلمات آپ کے انتہائی مشکور ہونگے۔

مولانا محمد عبدالعزیز

مولانا عبدالعزیز مظاہری[1]

گورنمنٹ ہائی سکول جمرود

(۱)

۲۷ر (مولانا آزاد اور مولانا مدنی کے دفاع پر برہمی)

محترمی مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' کل اتفاق سے ماہ مارچ کا الحق پڑھنے کے لئے ملا۔ نقش آغاز میں آپ نے مولانا آزاد اور مولانا مدنی کے دفاع میں جو کچھ لکھا ہے وہ ایک سنجیدہ ذہن کی عکاسی نہیں کرتا۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں میں یہ دونوں شخصیتیں متنازعہ فیہ رہی ہیں۔ ان کے عقیدت مندوں کے ساتھ ان سے اختلاف رکھنے والے بھی موجود رہے ہیں اور ظاہر بات ہے کہ جو لب ولہجہ کسی عقیدت مند کا ہوسکتا ہے۔ مخالف سے اسی لب ولہجے میں بات کرنے کی توقع رکھنا کھلی حماقت ہے، معتقدین کو اپنے مرکز عقیدت پر تنقید برداشت کرنے کا حوصلہ ہونا چاہیے۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے علمائے کرام میں اکابر پرستی اور غلو فی العقیدۃ کی بیماری بری طرح سرایت کرگئی ہے۔ اور مجھے مولانا اعزاز علی صاحب کے وہ الفاظ آج تک یاد ہیں جو انہوں نے جماعت اسلامی کے ایک رکن عالم سے ملاقات کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہے تھے کہ ''میں اس شخص کا چہرہ تک دیکھنا نہیں چاہتا جس کے امیر نے ہمارے شیخ پر تنقید کی ہے۔'' مجیب شامی نے جو کچھ چھاپا اور شائع کیا' وہ ایک کتاب کی تلخیص تھی' جو کانگریس کے ایک چوٹی کے لیڈر نے لکھی ہے' اس کے مندرجات سے قطع نظر دیانت کا تقاضا یہ تھا کہ مصنف کے خیالات من وعن شائع کئے جاتے' اب اس کی اشاعت سے مجیب شامی کی نیت کیا تھی؟ وہ خدا اور وہ خود جان سکتا ہے' لیکن اس نے ایک سوال کے جواب میں یہی لکھا ہے کہ اس کی اشاعت سے کم از کم یہ بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ ہندو قوم کا ذہن مسلمانوں کے بارے میں کیا سوچتا ہے؟ جس قوم کا ساتھ دینے کے لئے مولانا نے اپنوں کو ناراض کیا وہاں کے بارے میں کیا سوچتے اور لکھتے ہیں کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کانگریس کی حمایت میں مولانا کا موقف غلط تھا؟ وہ متحدہ قومیت کا نعرہ بلند کرکے بھی ہندوؤں کے دلوں کو جیت نہ سکے۔ آپ نے از راہ عقیدتمندی مولانا کی شان میں جو شاندار قصیدہ پڑھا ہے کیا واقعی آپ مولانا کو ایسا سمجھتے ہیں؟ مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ لوگوں کو جانچنے کے لئے آپ کے ہاں دو الگ الگ معیار ہوں گے کیونکہ ایک عام معیار تو یہ ہے کہ جس شخص کی داڑھی مقدار شرعی سے کم ہو ایسا من کان فھو فاسق لیکن کیا آپ مولانا کے عمل پر ایسا فتویٰ صادر کرسکتے ہیں؟ غناء کے بارے میں علماء اور محدثین یہی کہتے رہے ہیں کہ سماعہ حرام والتلذذ بہ کفر لیکن مولانا آزاد فرماتے ہیں کہ میں تو موسیقی کے بغیر زندہ رہ ہی نہیں سکتا۔ ام کلثوم کے گانوں کے رسیا تھے اور غناء کے جواز میں قل من حرم زینۃ اللّٰہ التی...... الخ قرآنی آیت پیش کی ہے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ ان کا یہ عمل اسلام کے مطابق تھا یا منافی؟ ان کے علاوہ علمی اور مذہبی مسائل میں ان کی انفرادی آراء پر بھی علماء نے بہت لے دے کی ہے۔ شاید آپ کے علم میں یہ بات نہ ہو لیکن میں ذاتی طور پر اس بات سے واقف ہوں کہ جب مولانا آزاد کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا تو دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے ایصال ثواب کے لئے دارالتفسیر میں ختم قرآن اور تعزیتی جلسہ کرنا چاہا' مگر شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی نے دارالتفسیر دینے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا۔ میں ایک زندیق کی بیوی کی موت پر جلسہ کرنے کیلئے اسے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ آپ نے مجیب شامی کے لئے انگریزوں کی کاسہ لیسی اور زلہ ربائی کے الفاظ

---

[1] مولانا مظاہری سہارنپور کے مدرسہ مظاہر العلوم کے فارغ التحصیل تھے۔ محکمہ تعلیم سے وابستہ تھے۔ جماعت اسلامی اور مولانا مودودی سے بے حد متاثر اور وکالت میں پیش پیش رہے۔ اس مکتوب میں بھی میرے ایک اداریہ (مارچ الحق ۲۷ء) پر جذبات کا اظہار کرتے ہوئے جذبات کا دامن ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

بھی استعمال کئے ہیں۔ان سے معلوم نہ ہوسکا کہ آپ کا اشارہ دونوں کی طرف ہے۔کیونکہ خود تو مجیب شاید انگریزوں کے دور میں پیدا بھی نہ ہوا تھا۔اس نے دور ایوبی میں لکھنا شروع کیا ہے۔ہوسکتا ہے آپ نے مولانا مودودی یا جماعت اسلامی کی طرف اشارہ کیا ہو' کیونکہ مجیب صاحب' مولانا مودودی کے عقید تمندوں میں سے ہیں۔اگر میرا اندازہ صحیح ہے تو یہ آپ کی طرف سے بڑی زیادتی ہوگی۔ آپ نے مولانا مدنی کے نام پر رسالہ بنانے کی پاداش میں ایک کاتب کو برطرف کرنے کا بھی ذکر کیا ہے۔لیکن یہ بات محض آپ کے لکھنے پر تسلیم کرلوں گا۔ورنہ قابل تسلیم بالکل نہیں ہے۔کیونکہ زندگی سے لے کر اسلامی جمہوریہ تک مختلف ناموں سے رسالہ چھپتا رہا ہے اور روز اول سے آج تک میں اس کا قاری اور خریدار رہا ہوں۔ مجھے یاد نہیں پڑھتا کہ مجیب شامی نے کبھی مولانا مدنی کا ذکر کیا ہو۔اگر سالہا سال میں کہیں ایک آدھ مرتبہ ان کا ذکر آیا بھی ہو تو اس پر کاتب کو برطرف کرنے کی سزا سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ویسے میں مجیب کو خط بھی لکھ رہا ہوں' وہ خود وضاحت کرلیں گے۔آخر میں مَیں یہ عرض کروں کہ ہم دوسروں کو تو مورد الزام ٹھہراتے ہیں کہ وہ ہمارے اکابر کا ادب واحترام نہیں کرتے لیکن خود ہمارا اپنا حال یہ ہے کہ دوسروں کے اکابر اور اپنے حلقے سے باہر کسی بڑی شخصیت کے لئے ہمارے پاس احترام کا لفظ نہیں ہوتا۔یہ اور بات ہے کہ تومرا حاجی بگو کے جولب میں ہم بھی ''من ترا ملا بگویم'' کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ملحد کے لئے بھی احترام کے الفاظ استعمال کرنے میں فیاضی سے کام لیں اور فیض احمد فیض کی بھی تعریف کریں۔یہ چند سطریں صرف آپ کے لئے ہیں، مقصد کسی بحث میں الجھنا نہیں ہے۔اس لئے امید ہے آپ کبیدہ خاطر نہیں ہونگے۔ والسلام: عبدالعزیز مظاہری (گورنمنٹ ہائی سکول جمرود)

(۲)

(بغداد ○ چند فروگذاشتیں)

جون ۱۹۸۳ء

الحق ماہ مئی میں جناب ڈاکٹر بخت رواں صاحب کا ایک مضمون ''بغداد'' نظر سے گزرا، سردست اس کی چند ادبی اور لسانی فروگذاشتوں کی نشاندہی ضروری سمجھتا ہوں۔

۱۔ نمبر ۵ پر وجہ تسمیہ بتاتے ہوئے نمبر ۳ کے تحت جو عبارت انہوں نے نقل کی ہے اس کا ترجمہ غلط ہے۔صحیح ترجمہ یوں ہے۔ استعرقت ابلکم (تمہارے اونٹ عراق پہنچ گئے) کا محاورہ اس وقت استعمال ہوتا ہے یا یہ الفاظ اس وقت کہے جاتے ہیں جب کسی کے اونٹ عراق پہنچ جاتے ہیں یا عراق میں داخل ہو جاتے ہیں۔باب افعال اور استفعال کا استعمال اس معنیٰ میں عام ہے۔احجز (قصدالحجاز) اعرق (قصد العراق) استعرق (دخل العراق) اس لحاظ سے اس عبارت کا وجہ تسمیہ سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔

۲۔ نمبر ۲۰ پر ڈاکٹر صاحب نے بغداد کی تعریف میں محمد بن خلف ہمدانی کے جو اشعار نقل کئے ہیں ان کے ساتھ آخر میں یہ شعر بھی درج کیا۔ ۔ یقیم الرجال الاغنیاء بارضهم وترمی النوىٰ بالمقترین المراميا

اطلاعاً عرض ہے کہ یہ شعر ایک حماسی شاعر ایاس بن قائف کا ہے اور اس کا بغداد کے ساتھ کوئی دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔نیز شعر کا پہلا لفظ یقیم نہیں تقیم ہے۔ڈاکٹر صاحب نے اس شعر کے نیچے جو ترجمہ دیا ہوا ہے وہ بھی ''چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا'' کی یاد دلا رہا ہے، شعر کا صحیح مطلب اور ترجمہ یہ ہے مالدار لوگ تو اپنی دولت وثروت کی بناء پر اپنے شہروں میں مقیم رہتے ہیں یعنی انہیں کسب معاش کی تلاش میں سفر کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی اور تنگدست لوگوں کو احباب واقرباء کی جدائی دور دراز مقامات پر پھینک دیتی ہے، یعنی وہ بیچارے تلاش روزگار میں ''قطر'' اور ''دوبئی'' کا سفر اختیار کر کے اپنے رشتہ داروں سے دور ہو جاتے ہیں۔

۳۔ نمبر ۲۱ پر مغنی کا ترجمہ مسکن اور ٹھکانا کرنے کی بجائے ''جائے غنا'' سے کرنا بھی درست نہیں ہے قرآن مجید میں کان لم یغنو

فیھا اسی مادہ سے ہے۔

۴۔ نمبر ۱۵ پر ڈاکٹر صاحب نے خطیب بغدادی کی جو عبارت نقل کی ہے اسمیں انہوں نے خان خیل کی ترکیب پر غور نہیں فرمایا ۔خان ترکی زبان کا لفظ ہے جو مہمان سرائے اور مسافر خانہ کے معنی میں مستعمل ہے عربی میں اس کا استعمال اسی معنی میں ہوتا ہے۔اس کی جمع خانات آتی ہے۔المنجد میں اس کا معنی خانوت محل نزول المسافرین اور فندق لکھا گیا ہے۔اور خیل عربی میں گھڑ سواروں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔اس لئے الدار المعروفة بخان خیل ۔کا مطلب یہی ہے۔کہ وہ گھر ایسا مہمان خانہ یا مسافر خانہ کہلاتا تھا جس میں گھوڑے یا گھڑ سوار فوجی رہتے تھے۔اور اسی مناسبت سے ان کا نام خان خیل پڑ گیا تھا ڈاکٹر صاحب سوات کے خانخیل سے اس کا تعلق جوڑنے کے لیے دور کی کوڑی لائے ہیں بہتر ہوتا اگر ڈاکٹر صاحب ان روایات کے ماخذ بھی بیان فرماتے جنہیں وہ احادیث کا درجہ دے چکے ہیں۔امید ہے میری ان معروضات سے ڈاکٹر صاحب کبیدہ خاطر نہیں ہونگے۔ مولانا عبدالعزیز مظاہری (گورنمنٹ ہائی سکول جمرود)

☆☆☆

مولانا عبدالعظیم امیر جمعیۃ اہل حدیث پشاور

۱۳ انومبر ۱۹۸۸ء (مرض وفات میں شیخ الحدیث کی تیمارداروں سے قدر دانی کا سلوک ○ اہل حدیث بھی حقانیہ سے محبت کرتے ہیں)

محترمی جناب فضیلۃ الشیخ مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعدہ آپکا سپاس نامہ بابت تعزیت موصول ہوا۔ جزاک اللہ خیراً، آپکا دارالعلوم تو بفضل مولی سرحد بھر میں ایک نادر المثال ادارہ ہے۔اسکے ساتھ ماسوائے گمراہ فرقوں کے احناف کیا اہل حدیث حضرات بھی پوری محبت و ہمدردی رکھتے ہیں۔مولانا مرحوم جس نے ایک عظیم الشان درسگاہ قائم کرکے رحلت فرما گئے اسی طرح سے ایک مناسب وموزوں فرد جو بہت حد تک اپنے بزرگ پدر کیساتھ اخلاق واعمال میں مماثلت رکھتے ہیں جانشین چھوڑ کر رحلت فرما گئے۔انشاء اللہ چند دن بعد دارالعلوم میں خود حاضر خدمت ہو جاؤنگا۔اللھم اغفرلہ(عبدالحق) وارحمہ وادخلہ الجنہ واعذہ من عذاب القبر وعذاب النار، آمین والسلام علیکم عبدالعظیم (یونیورسٹی ٹاؤن پشاور)

شیخ الحدیث کے متعلق ایک مختصر سا واقعہ

مولانا مرحوم سے اگر چہ بوجوہ چند نزدیک سے محبت میسر نہ ہو سکی لیکن مرض الموت سے صرف دو تین ہفتے پہلے میں مع چند رفقائے جماعت برائے عیادت بوقت عصر انکے پاس خیبر ہسپتال میں حاضر ہوئے۔اس وقت ایک خادم انکو چائے پلا رہے تھے ہمیں کمرے میں برکنارہ بٹھادیا۔اور اس نے کہا کہ ان کو مہمان کا پتہ لگ جائے تو چائے پینا چھوڑ دینگے۔خیر چائے سے فارغ ہو کر اطلاع دی گئی اس اشد کمزوری میں انہوں نے باقاعدہ پگڑی باندھ لی اور ایک مددگار کے سہارے چارپائی سے اتر کر ایک آرام کرسی میں بیٹھ گئے ہم بھی قریب ہو گئے دوران گفتگو مرحوم ضیاء الحق صاحب کا ذکر آیا۔اسکے واسطے انہوں نے دعائے مغفرت کی ہم تو سوائے دعائے صحت وایمان کے لاتعلق بات خلاف مجلس سمجھتے تھے۔انکی کمزوری کے سبب ہم نے مجلس ازخود مختصر کیا۔انکے اس طور طریقے کو دیکھ کر ہمیں سخت تعجب ہوا کہ اس شدید کمزوری میں بھی انہوں نے ایک صحیح سالم انسان کیطرح حد درجہ کی وقار، ہمدردی، قدر دانی کا اظہار کیا۔حالانکہ بالعموم ایسے کمزور اور ذی شان افراد اشاروں سے ایک دو بات کرکے مجلس ختم کرتے ہیں۔لیکن انکو یہ باتکلف ضیافت کے آداب بجالانے پر اپنا ایمان مجبور کرتے تھے۔اللھم اغفرلہ وارحمہ، عبدالعظیم امیر جمعیت اہل حدیث پشاور

حافظ عبدالغفار روپڑی۔ مرکزی نائب امیر جماعت اہل حدیث لاہور

۲۲رجنوری ۲۰۰۱ء (اہلیہ مرحومہ کی تعزیت)

مکرمی جناب سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔آپ کی اہلیہ محترمہ کی وفات کی خبر سُن کر دلی صدمہ پہنچا ہے، مرحومہ آپ کی تحریک میں برابر کی شریک رہیں ان کی وفات سے آپ اب ایک اچھے اور معاون ساتھی سے محروم ہو گئے ہیں۔میری اور احباب جماعت اہلحدیث کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بشری لغزشوں سے درگزر فرماتے ہوئے ان کی حسنات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نواز کر انہیں جنت الفردوس میں مقام دے۔اور آپ کو و دیگر لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

والسلام حافظ عبدالغفار روپڑی مرکزی نائب امیر جماعت اہلحدیث پاکستان

صاحبزادہ عارف سلیمان روپڑی چیئرمین سیاسی امور

☆☆☆

مولانا عبدالغفور صاحب[1] اسلام آباد

یکم ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ (کتاب ''مودودی پر اعتراضات کا علمی جائزہ'' کے جواب میں ○ مفتی عبدالشکور ترمذی سے نظر ثانی ○ الحق میں اشاعت کی خواہش)

گرامی قدر حضرت مولانا صاحب مدظلہ مدیر ماہنامہ ''الحق''۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

ا۔ بعد از تحیہ مسنونہ کے گزارش آنکہ آپ نے بندہ کا جو مضمون ۔۔۔۔معیار صحیح حدیث ۔۔۔۔اپنے رسالہ میں شائع فرما کر بندہ کی حوصلہ افزائی کی ہے۔بندہ اس پر آنجناب کا تہ دل سے شکرگزار اور ممنون کرم ہے۔

ب۔ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب سابق مدرس مدرسہ حقانیہ نے مودودی صاحب کی حمایت میں ''مولانا مودودی پر اعتراضات کا علمی جائزہ'' نامی کتاب لکھی ہے۔اس کے مقاصد سے بھی آپ بخوبی واقف ہوں گے۔میں نے اس کتاب کے شروع کے دو بابوں کا مفصل و مدلل جواب لکھا ہے۔اسکو کتابی صورت میں ابھی تک اسکی اشاعت کا کوئی انتظام نہیں ہو سکا۔اب خیال ہے کہ کسی معیاری ماہنامہ میں شائع کرا سکوں، اگر آپکے اغراض و مقاصد اسکی اجازت دیتے ہوں۔اور آپ پر بھی کسی قسم کا کوئی بار نہ ہو تو میں اسکو قسطوار بغرض اشاعت ارسال کرنے کیلئے تیار ہوں۔

مفتی صاحب کے دوسرے باب کا جو میں نے جواب لکھا ہے اس کے فل سکیپ کے ۱۶۰ صفحات ہیں۔اور اسمیں میں نے صرف اپنی تحقیق اور اپنے علم پر ہی اعتماد نہیں کیا بلکہ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا سے لفظ بلفظ تصحیح بھی کروالی ہے۔اب باب زیر نظر ثالث ہے۔وہ شاید دوسرے باب سے بھی بڑھ جائیگا۔پھر اسکی تصحیح بھی انہی سے کرواؤں گا انشاءاللہ۔

تو آپ کی اگر مرضی ہو تو یہ سلسلہ مضامین[2] شروع فرما دیں۔ورنہ کسی قسم کا کوئی جبر و اکراہ نہیں۔کیونکہ ہر انسان اپنے کام کی نوعیت کو زیادہ جانتا

---

[1] مولانا مفتی محمد یوسف مرحوم جماعت اسلامی سے غلو حد تک تعلق اور مولانا مودودی پر اکابر کی تنقید کی، غیر منصفانہ دفاع اور وکالت میں حد سے گزر گئے تو اکابر علماء ہند و پاکستان کے اصرار پر دارالعلوم حقانیہ سے الگ کردیئے گئے۔انہوں نے دفاع مودودی میں علمی جائزہ کے نام پر ضخیم کتاب لکھی۔خط کا تعلق اس کتاب سے ہے۔ [2] الحق کو حتی الوسع ایسے متنازعہ بحث و مباحثے سے دور رکھا جاتا ہے اس لئے اشاعت نہ کرائی جا سکی۔

کرتا ہے۔اور آپ حالات کے مدوجزر سے بھی بخوبی واقف ہیں۔"الحق" کے اغراض ومقاصد اور اس کے نصب العین سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں، اس لئے آپ کی جو بھی رائے ہو اس سے غیر مبہم طور پر مطلع فرمادیں۔ یہ خیال نہ فرمادیں کہ اگر کورا جواب دیا تو عبدالغفور کی دل شکنی ہوگی۔ اسمیں دل شکنی وغیرہ کی کوئی بات نہیں۔ ہر ایک کا طریقہ کار الگ الگ ہوتا ہے۔کوئی ضروری نہیں کہ ساری دنیا میری ذہنیت کی ہی حامل ہو۔امید ہے کہ جواب سے جلد مطلع فرمادیں گے۔ایک بات اور یاد آگئی۔ یہ خیال بھی نہ فرمادیں کہ یہ مضمون تو بہت طویل ہے سال دو سال تک پھر رسالہ بھی مفت دینا پڑیگا۔ کیونکہ میں "الحق" کا خریدار ہوں۔

والسلام خیر الختام احقر عبدالغفور غفرلہ خطیب مسجد جامع خاتم النبیین اسلام آباد

☆☆☆

پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالغفور پشاور یونیورسٹی

۳۰ جولائی ۲۰۰۵ء

(خسر مرحوم کی وفات پر تعزیت)

محترمی ومکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب، مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آج مورخہ 30 جولائی 2005ء کو ماہنامہ الحق موصول ہوا۔ جسمیں چند اکابرین کے علاوہ آپ کے خسر الحاج دوا خان[1] آف مینگلور سوات کی وفات کا پڑھ کر بے حد افسوس ہوا۔ برادرم قاری عبدالرؤف صاحب اور جملہ اہل خانہ آپ کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں اور بمصداق کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت سوائے صبر کے اور کچھ نہیں کر سکتے اگر بروقت اطلاع ملتی تو ضرور جنازے میں بھی شرکت کرتے۔اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔آمین۔

والسلام پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالغفور، چیئرمین شعبہ مطالعات سیرت، پشاور یونیورسٹی

☆☆☆

مولانا عبدالغفور حیدری[2]
سیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام پاکستان

(۱)

(ملی یکجہتی کونسل میں شرکت کیلئے نمائندوں کا انتخاب)

محترمی ومکرمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ! امید ہے آپ خیریت سے ہونگے۔گذارش ہے کہ ملی یکجہتی کونسل کے مرکزی اجلاس کے حوالے سے آپ جب بھی اجلاس بلائیں۔دعوت نامے۔ جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے مرکزی امیر حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہ کے نام بھجوائیں۔ اجلاس میں شرکت کے لیے نمائندوں کی نامزدگی وہ خود فرمائیں گے۔اسی طرح صوبائی

---

[1] الحاج دوا خان مرحوم سیدھے سادے اللہ والے انسان المومن غر کریم کے مصداق مسلمان۔میرے بچوں اسامۃ سمیع، خزیمہ سمیع اور بچیوں کے نانا یعنی میرے سسر تھے، اللہ تعالیٰ نے وفات سے قبل حج کی سعادت سے نوازا، مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔سوات کے تاریخی گاؤں منگلور جہاں کے پہاڑی میں گوتم بدھ کا پہاڑ میں تراشا ہوا مجسمہ بھی ہے، کے ایک معزز اور باثر خاندان سے تعلق تھا۔ ۱۹۸۰ء میں ان کی صاحبزادی سے میرا عقد ثانی ہوا۔

[2] جمعیۃ علماء اسلام (ف) کے سرکردہ رہنما، سیکرٹری جنرل قومی اسمبلی اور سینٹ کے رکن منتخب ہوتے رہے۔بلوچستان کے شہر قلات سے تعلق ہے وہاں کے جامعہ شاہ ولی اللہ کے رئیس۔ بڑی محبت والے اور اخلاق کریمانہ کے انسان ہیں۔

سطح پر بھی اگر اجلاس ہو تو اس کے دعوت نامے جمعیت علمائے اسلام پنجاب و دیگر صوبوں کے امیر یا سیکرٹری جنرل کو بھجوائیں۔ اس طرح وہ خود نمائندگی کے لیے افراد نامزد کریں گے۔ شکریے کے ساتھ یہ خط ارسال خدمت ہے۔

والسلام مولانا عبدالغفور حیدری ایم این اے سیکرٹری جنرل جمعیت علمائے اسلام پاکستان

(۲)

(اجلاس کوئٹہ کی میزبانی کی خواہش)

بحضور جناب مولانا شاہ احمد نورانی صاحب چیئرمین ملی یکجہتی کونسل بذریعہ مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جیسا کہ آپ نے ملی یکجہتی کونسل کا سربراہی اجلاس کوئٹہ میں طلب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس موقعہ میں جمعیت علماء اسلام کی خواہش ہے کہ میزبانی[1] کا شرف ہمیں بخشیں۔ احسان مند ہونگے۔ والسلام عبدالغفور حیدری سیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام پاکستان

☆☆☆

نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی

منسٹر آف ریلوے اسلام آباد

(الیکشن میں کامیابی پر مبارکبادی کا شکریہ)

۱۲۸ فروری ۱۹۸۵ء

My Dear Maulana Sahib

I am most grateful for your kind message on my success in the elections to the National Assembly of Pakistan. I pray to Almighty God to grant me the fortitude to be able to plead the cause of masses of Pakstan, so that they could lead a comfortable respectable and a life which guarantees the future.

I did sincerely appreciate your kind message which was full of encouragement. I pray for your prosperity and a healthy life.

With the very best of wishes and kind regards,

Yours Very Sincerly

(NAWABZADA ABDUL GHAFOOR KHAN HOTI)

---

[1] انکی خواہش پوری کردی گئی اور کوئٹہ میں انکی میزبانی میں کونسل کا تاریخی اہم اجلاس ہوا۔

مولانا عبدالغفور سواتی[1] صدر مدرس دارالعلوم حقانیہ

(۱)

(ناچیز کو مخلصانہ دعائیں)

عزیزم نور چشم سمیع الحق طال عمرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از دعا صورت حال یہ ہے کہ تمہارا خط ملا باعث خوشی وخرمی ہوا۔ تمہاری محبت ومودت کا شکریہ اس غریب میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ یہ سب آپ لوگوں کی حسن ظن اور ذرہ نوازی ہے۔ خداوند کریم تمہیں علوم راسخہ نصیب کرنے اور آپ کے والد بزرگوار کی حیات میں کمالات سے خدا آپ کو مالا مال کرے۔ خدا آپ کے علم دینی کی ترقی سے آپکے والد بزرگوار کی مسرت مدیدہ عطا فرمائے بندہ عید سے کچھ دن پہلے غریب خانہ آیا ہے۔ ۱۵ دن قیام ہسپتال میں رہا۔ مرض میں تخفیف ہوگئی تھی مگر جب واپس ہوا تو وہی قدیم حالت تھی۔ آپ لوگوں کی دعا کی ضرورت ہے۔ بندہ کو ضعف زیادہ ہے غالب یہ کہ ۱۶۔۱۷ شوال کو حاضر خدمت ہوجائے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اگر کتابوں کی تقسیم ہو تو بندہ کے نام ہدایہ آخرین کا ایک حصہ اور حماسہ لکھ دیا جائے باقی آپ حضرات کا اختیار ہے۔ آپ کے والد بزرگوار کو اور تمام مدرسین کو اور دونوں ناظم صاحبان اور ممبران کو سلام علیکم عرض ہو۔

عبدالغفور غفرلہ

(۲)

(مولانا عبدالغفور سواتی کا ایک مکتوب[2] اپنے مرشد مولانا عبدالمالک نقشبندی کے نام ○ مفتی محمد یوسف کے حقانیہ میں تدریس کا قصہ اور ان کے علیحدگی کے وجوہات ○ شیخ الحدیث کی طرف سے معذرت)

محترمی رحمت سبحانی سیدی ومرشدی حضرت صاحب دام مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذارش ہے کہ حضرت کا ماء عونامہ وارد ہو کر بخشا

(مولانا عبدالغفور سواتی کا مختصر تعارف)

[1] مولانا الحافظ عبدالغفور مقام ومسکن غرشیر تحصیل خوازہ خیلہ ضلع سوات مورخہ ۲۱ شوال ۱۳۶۹ھ دارالعلوم حقانیہ میں عہدہ صدارت تدریس پر آپ کا تقرر ہوا۔ مسلم شریف اور بیضاوی شریف کے علاوہ فنون کی کتابیں پڑھایا کرتے تھے۔ ۱۸ شوال ۱۳۷۶ھ کو تعلیمی سال کے آغاز پر دارالعلوم کیلئے رخت سفر باندھا۔ راستہ میں موضع چار باغ رات گزرنے کا ارادہ کیا۔ رات کو حسب معمول سحری کیلئے اُٹھے پھر فجر کی سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت کے انتظار میں تھے کہ عارضہ قلب سے جاں بحق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اساتذہ کرام اللہ نے ان جیسے جامع الصفات حلیم الطبع سراپا شفقت وتواضع شخصیت کی خصوصی شفقت وتربیت عطا فرمائی۔ گھر کے قریب مسجد قدیم کے دروازے کے سامنے ان کی رہائش تھی اللہ تعالیٰ نے ان کی خدمت وصحبت اور دعاؤں سے نوازا۔ اللہ نے انہیں طلبہ کو سمجھانے کا عجیب ملکہ عطا فرمایا تھا، ادق اور نہایت مشکل مقامات کو چھوٹی چھوٹی مثالوں سے سمجھاتے تھے۔ شیخ الحدیث قدس سرہ نے انہیں سوات کے دارالعلوم چار باغ سے والی سوات سے خط وکتابت کر کے دارالعلوم کیلئے مانگا۔ بانی ریاست سوات بادشاہ صاحب اور والی سوات جہانزیب عبدالحق مرحوم نے از راہ ایثار انہیں یہاں آنے کی اجازت دی، مشہور شیخ طریقت حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی مرحوم سے بیعت وارشاد کا تعلق تھا اور ان کا یہ تعلق حضرت خواجہ مرحوم کے دارالعلوم حقانیہ اور شیخ الحدیث سے تعلق کا ذریعہ بنا۔ مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ دہلوی سے شرف تلمذ رہا اور ان کے مدرسہ امینیہ دہلی میں اعلی درجے کے مدرس رہے۔ مفتی اعظم کے فرزند مولانا حفیظ الرحمان واصف نے ان کی وفات کی اطلاع روزنامہ الجمعیۃ دہلی یکم جون ۱۹۵۷ء کو سیاہ حاشیہ میں ان الفاظ سے دی۔

''یہ خبر انتہائی رنج وملال کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت مولانا حافظ محمد عبدالغفور صاحب سابق مدرس مدرسہ امینیہ اسلامیہ اپنے وطن مغربی پاکستان میں مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۵۷ء کو حرکت قلب بند ہوجانے سے وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم راقم الحروف کے مشفق استاذ تھے اور والد ماجد حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز ترین اور جاں نثار شاگرد رشید تھے۔ از شوال ۱۳۴۹ھ تا ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ تقریباً سولہ سال مدرسہ امینیہ کی خدمت انجام دی۔ تقسیم ہند کے بعد سے اپنے وطن میں تھے اور دارالعلوم حقانیہ (اکوڑہ خٹک) کے شیخ الحدیث تھے۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں مقام خاص عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم کو ان کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین''

[2] حضرت مکتوب نگار کے طرف سے اپنے پیر ومرشد مولانا عبدالمالک نقشبندی کو لکھے گئے خط کا یہ مسودہ ایک خالی منی آرڈر فارم کے پشت پر پنسل سے لکھا گیا ہے جس میں دیگر باتوں کے علاوہ مودودی مکتب فکر سے متاثر دارالعلوم حقانیہ کے جید استاذ اور مفتی مولانا محمد یوسف بیری کی حقانیہ سے علیحدگی میں تردد اور تاخیر کی وجہ لکھی گئی ہے جبکہ ان کے مرشد اس تاخیر کے روادار نہ تھے۔ مکتوب میں حضرت شیخ الحدیث کی اس معاملہ میں بے قصوری کا بھی ذکر ہے اس مکتوب کی کچھ تفصیلات مکتوب نگار اور مولانا عبدالمالک نقشبندی کے خطوط بنام شیخ الحدیث میں مل سکتی ہیں۔

موجب سعادت واریں ہوا۔اللہ تعالیٰ آنجناب کو جزاء خیر دے کہ اپنے بیانات میں سے اس ذرہ حصہ کو بھی نواز کر موقع عطا فرمایا۔حضرت بندے نے پہلے ایک عریضہ لکھا تھا جس میں یہ گذارش تھی کہ چند عدد شجرہ شریف وی پی کے ذریعے ارسال فرمادے کیونکہ یہاں چند صاحبان مطالبہ کرتے ہیں اگر نسخہ شجرہ شریف تیار ہو تو ارسال کیا جائے۔نمبر۲۔اور جماعت کا ایک آدمی مسمی غلام قادر ہے کہ انکے گھر میں بچے نہیں ہوتے بہت علاج کرایا ہے مگر اب تک فائدہ نہیں ہوا۔انکو دعا بھی کیجئے کہ انکو خدا اولد صالح عطا کردے اور ایک تعویذ بھی اگر عنایت ہو تو بڑی عنایت ہوگا۔رہا مولوی یوسف کا قصہ تو اس میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب کا کوئی قصور نہیں ہے، کیونکہ وہ انکے واقف تو تھے نہیں مگر فقیر نے انکو یہ بتا دیا تھا کہ ہمارے مدرسے کا خادم ہے اور متحرک نہیں اس سے مدرسے کو فائدہ ہوگا۔یہ کہاں معلوم تھا کہ یہ مودودیت کا شکار ہوگیا ہے، چنانچہ پہلے پوشیدہ تھا اب کھل کر کام کرنے لگا اب ایک چیز نے ہم کو بوجہ مجبوری انکو مفتی بنانے پر آمادہ کیا ہے، وہ یہ ہے کہ وہ انکو فقہی جزئیات کی مہارت ہے اور صاحب تحریر ہے اور اس جیسا مدرسہ میں اور کوئی نہیں ہے تو اس چیز نے مولانا عبدالحق صاحب کو نہیں بلکہ ہم سب کو مجبور کیا ہے کہ فی الحال وہ مفتی ہے اگر ہم کو کوئی دوسرا آدمی ملا تو انکو فتویٰ سے علیحدہ کیا جائیگا۔مولانا عبدالحق صاحب کا یہ خیال ہے کہ حضرت بھی محمد یوسف کے نام ایک خط بھیج دے کہ اس میں انکو نصیحت ہو شاید کہ انکی اصلاح ہوجائے۔

(ابن مولانا عبدالغفور سواتی ڈاکٹر عبدالشکور[1])

(۳)

۲۵/مارچ ۱۹۹۵ء

(ملی یکجہتی کونسل کے قیام اور تاسیسی اجتماع پر مبارکباد)

عالی قدر جناب مولانا صاحب دام لطفکم۔السلام علیکم۔مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والی دینی جماعتوں کا وہ اجتماع جس کیلئے آپ کوشاں تھے کل بخیر وخوبی منعقد ہوا۔یہ امر میرے لئے اور میری طرح سوچ رکھنے والے ہر پاکستانی کیلئے نہایت مسرت کا باعث ہوا۔اس اجتماع کے انعقاد پر آپ کو تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اس اجتماع میں شرکت کرنے والے تمام قابل ذکر دینی جماعتوں کے مندوبین نے بیک آواز فرقہ پرستی کی مخالفت کی اور مختلف ممالک کے مابین رواداری کی اہمیت کو اجاگر کیا۔اس طرح وطن عزیز میں موجود ان عناصر کا منہ بند ہوجائے گا جو ہر خرابی کا سبب (نعوذ باللہ) اسلام اور علمائے دین کو قرار دیتے ہیں اس اجتماع کے مقاصد کے حصول کیلئے خدا آپ اور دیگر علمائے کرام کی مساعی کو کامیابی سے ہمکنار کریں۔ آمین فقط آپ کا بھائی ڈاکٹر عبدالشکور ضلع ہسپتال کرک

☆☆☆

مولانا عبدالغنی حقانی[2] چمن ایم این اے بلوچستان

(۱)

کیم اکتوبر ۱۹۸۸ء

(شیخ الحدیث کی تعزیت)

حامداً ومصلیاً ومسلماً

برادرم عزیز مولانا سمیع الحق صاحب وبرادران۔حضرت شیخنا واُستاذؒ کی رحلت کی سن کر سخت افسوس ہوا۔حضرت کی اُستاد کی حیثیت سے

[1] ہمارے محبوب استاذ مولانا عبدالغفور سواتی" (ملاحظہ ہو انکے مکتوبات کا حاشیہ) صدر المدرسین دارالعلوم کے فرزند رشید۔اخلاق وصفات کے پیکر، میڈیکل کیا، ڈاکٹر بنے۔جوانی میں وفات پاگئے اس وقت کرک کے ڈسٹرکٹ ہسپتال میں خدمات انجام دے رہے تھے بچپن اپنے والد بزرگوار کے ساتھ اکوڑہ خٹک میں گزارا۔

[2] مولانا دارالعلوم حقانیہ کے سابقین فضلاء اور حضرت شیخ کے قابل اور قریب ترین شاگردوں میں سے ہیں۔بلوچستان جمعیۃ کے سرکردہ رہنما اور چمن کے جامعہ اسلامیہ کے بانی اور شیخ الحدیث ہیں۔اپنے شیخ کے درسی آمالی کو بڑے اچھے انداز میں قلمبند کیا۔

شفقت میں کبھی نہیں بھول سکتا ہوں۔ حضرت کی دینی ملی اور سیاسی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ خاص کر کے دارالعلوم حقانیہ سے قیامت تک انشاء اللہ عالم اسلام مستفیض ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم شیخ رحمت اللہ علیہ کی قبر مبارک کو نور سے بھر دے اور وسیع دینی خدمات کی صلہ میں درجات بلند فرمائیں۔ لواحقین اور متوسلین کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور حضرت شیخ رحمت اللہ علیہ کے مشن کو تا روز قیامت دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائیں۔ فقط: فقیر عبدالغنی عفی اللہ عنہ و دیگر اراکین

جمعیت علماء اسلام ضلع پشین بلوچستان

(۲)

۱۳ دسمبر ۲۰۰۲ء (دینی قوتوں اور عزیزم حامدالحق کی کامیابی O علمی تحفہ کا شکریہ O تحیۂ تبریک)

عزت مآب حضرت مولاناسمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته، نسئل الله لناولکم العافیه، اولاتبریک وړاندې کووده زړه له کمې چه الله تعه جل وعلیٰ ستاسومشرانوپه سربراهي دينـي قـوتونه درډيره حـده انتـخابـي كـامـيابي وركه خصوصا فرزند ارجمند مولوي حامد الحق صاحبزاده دلوئې خداى جل و علىٰ سـخـه غـواړو چې ده دين اسلام ده سربلندئي ذريعه وگرزوي. ثانيا ستاسوعلمي گران قدره تحفه دستياب شوه ده لوې خداې سخه غوا ړم چه ده دی شـفـقـت عوض جزيل دركي. ثالثاده عيدالفطرپه مناسبت تاسواومحترم مـولـوي انـوارالـحق صاحب اونوردوستانوته ده خپله طرفه اور ده برخوردار هريولکه مولوي محمديوسف اور مولوي محمدايوب جان له طرف تحية تبريک دئې وړاندې كوو اميددی چه لطفا قبول شي.

دعاخواه عبدالغنی

☆☆☆

مولانا محمد عبدالقادر[1] درسگاہ نیازیہ ڈیرہ غازی خان

(یکم محرم کی تعطیل اقلیت کے جذبات کی پاسداری مگر سنیوں سے بے اعتنائی)

حضرت مخدومنا، دامت برکاتکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا کرے مزاج گرامی بخیر وعافیت ہو۔ یہ عریضہ ایک نہایت گہرے تاثر سے لکھ رہا ہوں امید ہے کہ غور سے ملاحظہ فرما کر جواب سے سرفراز فرمایا جائیگا۔ اس دفعہ یکم محرم کی تعطیل کے حوالہ سے صدر لغاری نے جو بیان دیا ہے اسمیں اذیت ناک بات یہ ہے کہ اسمیں خلیفہ ثانی، مرادِ رسول ﷺ شہید مدینہ منورہ ومحراب نبوی ومسجد نبوی شریف سیدنا حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام تک نہیں لیا۔ جبکہ آپ جانتے ہیں کہ یکم محرم سیدنا امیر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا دن ہے اور اسی طرح لغاری صاحب کا دس محرم کو سید السادات سیدنا حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بارے میں جو بیان آیا ہے امید ہے وہ آپ نے پڑھ ہی لیا ہوگا۔ اور محرم میں بینظیر کا جو کردار رہا ہے اور اس نے اپنے عقائد باطلہ وکفریہ اور رسومات جاہلیہ کیساتھ برملا جس کامل وابستگی کا مظاہرہ کیا ہے وہ بھی آنجناب پر واضح ہے ان دونوں کرداروں کو سامنے رکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ایک عورت اپنے کفر کیساتھ جتنی مخلص ہے نام نہاد تہجد گزار مرد اپنے اسلام کیساتھ اتنا مخلص نہیں ہے۔ علاوہ ازیں فکر طلب امر یہ بھی ہے ملک کی ۹۸ فیصد مسلم آبادی اور اسکے عقائد حقہ ایمانی اور روحانی جذبات خود سنی کہلانے والے بدنصیب حکام کے ہاں کتنے بے توقیر ہیں؟ اور اسکے مقابلہ میں گمراہ ترین اقلیت کے

[1] مولانا عبدالقادر ڈیرہ غازی خان کے فعال شخصیت ہیں ہماری جماعت جے یو آئی کے انتخابات میں امیدوار بھی رہے۔ مشہور فوجی بغاوت کیس میں جنرل مستنصر باللہ وغیرہ کے ساتھ زیر تفتیش رہے اور بری ہو گئے۔

احساسات ونظریات کا ان کے ہاں کتنا پاس ہے؟ اب اگر ایسے موقع پر کسی مصلحت پسندی کی بناء پر ایسے بزدل اور بے حمیت لوگوں کا مسلم آبادی کے ایمان وایقان اور اسکے دینی جذبات کو نظر انداز کرنے، اسکے بنیادی حقوق پامال کرنے، ملکی آبادی میں اسطرح دوہرے برتاو، امتیازی سلوک اور تفریق وتقسیم کے خلاف موثر ومثبت احتجاج نہ ہو۔ تو طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں۔ ہمارے نزدیک اس مسئلہ میں شدید ترین احتجاج کی اسلئے بھی ضرورت ہے تا کہ جو لوگ بدترین منافقت کو بہترین سیاست سمجھتے ہیں انھیں معلوم ہو کہ سارے ملک میں بھیڑ بکریوں کے ریوڑ نہیں رہتے بلکہ باہوش وحواس بھی ہیں۔

☆☆☆

مولانا عبدالقادر۔ مدرس دارالعلوم کراچی

(۱)

جولائی ۱۹۷۰ء (قرآن کا کوئی مفہوم سائنس پر موقوف نہیں O شہاب الدین ندوی کے مضمون پر ناقدانہ نظر)

مکرمی مولانا المحترم سلام مسنون۔ ماہ ربیع الاول کے پرچہ میں ایک مقالہ "ایک زمینی نشان" محررہ مولانا شہاب الدین بنگلوری نظر سے گذرا۔ اس مضمون کے بعض اجزاء سے یہ مفہوم ہوتا ہے۔ کہ حق تعالیٰ کے قول زوج کریم یا اس قسم کے دوسرے نصوص مثلاً ومن کل شئ خلقنا زوجین الآیۃ ۔ کا اصلی مفہوم سائنسی تحقیقات کے بعد معلوم ہوا۔ اور اس سے قبل ان آیات کا جو مفہوم سمجھا جاتا تھا' 'ہر قسم کی عمدہ چیزیں ہر قسم کے اچھے نباتات'' یہ مفہوم مجازی تھا۔ چنانچہ صفحہ ۵۷ پر لکھتے ہیں۔ مگر علم نباتات کی ترقی کی بدولت اس کا اصل مفہوم اب واضح ہوسکا ہے۔ یعنی ہر قسم کے نر ومادہ انتہی۔

مضمون نگار کا یہ دعویٰ بندہ کے ناقص خیال میں محل نظر ہے۔ اس لئے کہ قرآن پاک محاورات عرب، عرف علم اور لوگوں کے متعارف اور متفاہم معانی کے مطابق نازل ہوا۔ قرآن پاک کا اصلی مفہوم وہی ہوگا جو فلسفیانہ تحقیق یا سائنسی انکشافات سے قطع نظر ایک خالی الذہن اور صحیح العقل آدمی کے ذہن میں متبادلاً آتا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ قرآن کے مخاطبین صرف فلاسفہ، مناطقہ اور سائنس دان نہیں بلکہ اکثر ایسے لوگ ہیں جنکو ان علوم وفنون سے دور کا علاقہ بھی نہیں ہوتا۔ اگر قرآن پاک کے اصلی مفہوم کو سمجھنے کیلئے کوئی سائنسی تحقیق اور اسکا سمجھنا موقوف علیہ ہو تو لازم آئے گا کہ قرآن پاک کے اولین مخاطبین اصلی مفہوم سے ناواقف رہے ہوں۔ بلکہ سائنسی تحقیق سے قبل کے جملہ مفسرین، محدثین اور علماء امت اصلی مفہوم نہ سمجھ سکے۔ اور مجازی اور ثانوی مفہوم کو اصل مفہوم سمجھنے کی خوش فہمی میں مبتلا رہے۔ قرآن پاک نے اسی عمومی خطاب کے پیش نظر دقیق وعمیق دلائل ذکر کرنے کی بجائے دلائل آفاقی وانفسی ذکر فرماتے ہیں کیونکہ اس قسم کے دلائل ہر جاہل گنوار کی سمجھ میں بھی آسکتے ہیں۔ اور قرآن پاک کے آسان ہونے کی جو تصریح حق تعالیٰ نے اپنے قول ولقد یسرنا القرآن للذکر میں فرمائی ہے اس کا یہی مطلب ہے۔ علاوہ ازیں ان سائنسی تحقیقات کو ثبات ودوام نہیں ہوتا۔ سائنسدانوں کی تحقیقات بدلتی رہتی ہیں۔ اگر قرآن پاک کا اصل مفہوم کسی سائنسی تحقیق پر موقوف ہوتا تو اگر مرورِ زمانہ کے ساتھ وہ سائنسی تحقیق بدل جائے۔ تو لازم آئے گا کہ قرآن کا مفہوم بدل جائے یا مہمل ہو جائے۔ البتہ اگر یوں کہا جاتا کہ اصل مفہوم تو وہی ہے جو متقدمین نے بیان کیا۔ یعنی اچھے قسم کے نباتات وغیرہ کیوں کہ زوج کا معنی جیسے جوڑا آتا ہے ویسے زوج کا معنی مثل ونظیر بھی آتا ہے۔ کما فی قولہ تعالیٰ احشروا الذین ظلموا وازواجھم۔ اور قطع نظر اس کے کہ نباتات میں نر مادہ ہوں یا نہ ہوں۔ اثبات توحید کے لئے مختلف پودوں کا وجود جو بعض اعتبار سے ایک دوسرے کے مشابہ اور بعض اعتبار سے غیر متشابہ ہوتے ہیں۔ مشتبہ وغیر متشابہ (القرآن) کافی ہے کہ ایک زمین سے ایک قسم کا پانی پی کر اور ایک قسم کا تخم ہونے کے

باوجود رنگ و بو اور ذائقہ میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ البتہ اس اصلی مفہوم کے وسیع دائرہ میں بطور لطیفہ وعجیبہ کے اور بطور ایہام کے یہ دوسرا مفہوم بھی آسکتا ہے جسکا انکشاف سائنسی تحقیقات سے ہوا۔ لیکن اس مفہوم کو اصلی مفہوم قرار دینا محذورات کو مستلزم ہے۔ واللہ اعلم۔ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے مواعظ میں مذکور ہے۔ جس کا حوالہ یاد نہیں کہ میرے پاس ایک صاحب آئے اور کہنے لگے کہ آج مجھے ایک سائنسی مسئلہ کی دلیل قرآن سے مل گئی۔ میں نے پوچھا کیا مسئلہ ہے کہنے لگے سائنس کا مسئلہ ہے کہ دنیا کی ہر شے میں تقریباً نر و مادہ ہے۔ تو میں نے پوچھا کس آیت سے دلیل معلوم ہوئی کہنے لگے۔ آج میری بیوی سورہ یٰسین پڑھ رہی تھی۔ تو آیت سبحان الذی خلق الازواج کلھا. سے مجھے اس مسئلہ کی دلیل معلوم ہوگئی۔ لیکن حضرت نے تردید کی کہ سائنسی مسائل کا تعلق قرآن سے نفیاً و اثباتاً نہیں لگانا چاہیے۔ فقط (عبدالقادر۔ مدرس دارالعلوم کراچی ۱۴)

☆☆☆

مولانا عبدالقادر روپڑی[۱]

(شیخ الحدیث کی تعزیت)

اللہ تعالیٰ آپکو سلامت با کرامت رکھے۔ آمین والد مرحوم کی خبر وفات سن کر سخت صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ انکو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔ اولاد پر والدین کا سایہ خصوصاً انکی شفقت اور دعائیں خدا کی رحمت کا خاص حصہ ہوتی ہیں۔ آپ لوگوں کا وجود مرحوم کی نشانیاں اور باقیات الصالحات ہیں۔

نیک اولاد والدین کے لیے صدقہ جاریہ ہے (او ولد صالح) دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین۔ میں خود ناسازی طبیعت کی وجہ سے پہلے خط نہ لکھ سکا جس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ عبدالقادر روپڑی

☆☆☆

مولانا سید عبدالقدوس ترمذی[۲] جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

(۱)

۱۹ رجمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ (تذکرہ حضرت مدنی پر خوشی کا اظہار مفتی عبدالشکور پر مضمون کی خواہش)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ، بخدمت گرامی مخدومنا المکرم دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی طبع سامی؟ احوال آنکہ جناب کا گرامی نامہ صادر ہوکر باعث افتخار و موجب فرحت ہوا۔ آں جناب نے ''تذکرہ حضرت مدنیؒ'' پر جس طرح خوشی کا اظہار فرمایا اور حضرت والد ماجد قدس سرہ سے جس انداز میں تعلق کا ذکر فرمایا ہے اس سے ازحد خوشی اور حوصلہ افزائی ہوئی احقر اس پر تہہ دل سے شکر گزار ہے حق تعالیٰ بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائیں۔ ایک گزارش یہ ہے کہ احقر حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ پر مضامین و مقالات جمع کر رہا ہے اسمیں آں جناب کا مضمون بھی ناگزیر ہے۔ اسلئے درخواست ہے کہ حضرت والد صاحبؒ پر آپ ایک مضمون تحریر فرما کر عنایت فرمادیں تاکہ اس مجموعہ میں شامل کرلیا جائے، شکریہ۔ احقر کو معلوم ہے کہ آں جناب عدیم الفرصت ہیں لیکن اسکے بغیر بھی چارہ نہیں خواہ مضمون مختصر ہی ہو باقی دعا کی ہر حال میں درخواست ہے۔ فقط والسلام، احقر سید عبدالقدوس ترمذی غفرلہ،

۱۔ مولانا اہل حدیث علماء اور اکابر میں اہم مقام رکھتے تھے، آخر تک اجتماعی ملی اور دینی مواقع پر سرپرستی فرماتے اور بھرپور ساتھ دیتے رہے۔

۲۔ عظیم فقیہ مفتی اور محقق، مولانا عبدالشکور ترمذی کے فرزند انکے ادارہ اور تحریری اور علمی خدمات کو ماہنامہ الحقانیہ کے ذریعہ عام کر رہے ہیں۔

(۲)

۳۰ امئی ۲۰۰۱ء (تذکرہ مفتی عبدالشکور ترمذی کی تالیف)

بخدمت گرامی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم۔ مزاج گرامی! احوال آنکہ احقر ناکارہ بعض اکابر اور احباب کے شدید تقاضہ نیز ضرورت وقت کے پیش نظر اپنی تمام تر نا اہلی کے باوجود اپنے والد ماجد حضرت اقدس فقیہ العصر یادگار اسلاف حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی قدس سرہ کی علمی، فقہی، تصنیفی اور تبلیغی خدمات پر مشتمل کتاب بنام "تذکرہ حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہ" مرتب کر رہا ہے۔ اس کی بخیریت تکمیل کے لیے خصوصی دعا کے ساتھ آپ کے قلمی تعاون کی بھی ضرورت ہے۔ چونکہ حضرت اقدسؒ سے آپ کا بھی تعلق رہا ہے اس لیے ہماری خواہش ہے کہ آپ کے تاثرات و مشاہدات کو بھی اس کتاب میں شامل کیا جائے۔ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ اولین فرصت میں مطلوبہ تحریر ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ واجرکم علی اللہ تعالیٰ۔

ماہنامہ "الصیانہ" مجلس صیانۃ المسلمین لاہور رجب المرجب ۱۴۲۲ھ میں حضرتؒ کے حالات پر خصوصی نمبر شائع کرنا چاہتا ہے امید ہے کہ آپ کی تحریر اس سے قبل موصول ہو جائے گی۔ شکریہ جواب کے لیے لفافہ حاضر ہے آخر میں دعاؤں کی درخواست پر اجازت چاہتا ہوں۔ والسلام احقر سید عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

☆☆☆

حافظ محمد عبدالقدوس قاسمی[۱] پشاور یونیورسٹی

(۱)

۱۳ اپریل ۱۹۶۶ء (دارالعلوم کے ساتھ تعاون)

برادرم سمیع الحق! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عدیم الفرصتی کی بنا پر خود حاضر نہ ہو سکا۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بہ خیر ہونگے۔ اگر آپ کو میرے چیک کی رقم مل گئی ہو تو ۳۵ روپیہ والی رقم کی رسید محترمہ صنوبر قریشی نیویارک کے نام کاٹ دیجئے۔ اس وقت یہ نام بھول گیا تھا۔ اسلئے آپ سے عرض کی تھی کہ صرف خالی جگہ چھوڑ دیجئے۔ والسلام محمد عبدالقدوس

(۲)

۸ جنوری ۱۹۷۷ء (الحق کے مضامین سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے)

محترمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولانا سید سعید اللہ صاحب[۲] کو آپ سے ایک علمی کام متعلق ہے۔ آپ ان کا مقصد بہرحال پورا کر دیجئے۔ ممنون ہونگا۔ میرا خود حاضری کو جی چاہتا تھا۔ اور مجھے کچھ تکلیف ہے جس کی وجہ سے سردست سفر کے قابل نہیں۔ الحق کے تازہ شمارے کے مضامین پڑھ کر دل باغ باغ ہوا ہے۔ اللہ کرے حسن بیان اور زیادہ۔

حضرت مولانا شیخ الحدیث کی خدمت میں السلام علیکم عرض ہے۔ والسلام نیازمند محمد عبدالقدوس

---

[۱] فاضل دیو بند شعبہ عربی اسلامیہ کالج کے سربراہ، قاضی حسین احمد جماعت اسلامی کے برادر بزرگ، حضرت شیخ الحدیث مرحوم کے دیرینہ رفیق، زیارت کاکا صاحب نوشہرہ سے تعلق تھا۔ وہیں تدفین ہوئی قاکی نسبت رکھتے تھے۔ [۲] قاضی سعید اللہ اسلامیہ کالج کے لیکچرار الحق میں مضامین چھپتے رہے۔

(۳)

(نقش دوام پر تبصرہ)

۱۸ جنوری ۱۹۸۲ء

محترمی مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! امید ہے کہ مزاج گرامی بخیریت ہونگے۔ مولانا صاحب کی خدمت میں میرا اسلام عرض کردیجئے۔ ''نقش دوام''[1] پر تبصرہ حسب فرمائش لکھ چکا تھا۔ دو مہینہ سے طاق نسیان میں پڑا رہا۔ اب ارسال خدمت ہے۔ اگر ''الحق'' کے طاق نسیان میں مزید مدت گزارے تو کوئی حرج نہیں۔ والسلام نیازمند محمد عبدالقدوس

(۴)

(موجودہ نظام تعلیم کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے تجاویز O تعلیم کے پانچ عناصر)

محترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ہمارے موجودہ نظام تعلیم کا ڈھانچہ بنیادی طور پر وہی ہے جو پاکستان کے قیام سے ذرا پہلے اس ملک میں رائج تھا اور جسے ہم مغربی نظام تعلیم کے نام سے پکارتے ہیں تاہم اس ڈھانچے میں وقتاً فوقتاً ایسی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں جن کے طفیل اس نظام تعلیم کا رخ کسی قدر اسلامی نظام تعلیم کی طرف پھر گیا ہے اور ابھی کوششیں جاری ہیں کہ اس نظام تعلیم کا ڈھانچہ اس طرح بدل دیا جائے کہ ان مقاصد کے قریب آجائے جو اسلام نے نظام تعلیم سے وابستہ کیے ہیں۔

تعلیم کے تین عناصر ہیں۔ اساتذہ، طلباء، اور نصاب۔ ان تین عناصر کے علاوہ گھر اور ماحول بھی تعلیم کے عمل میں اپنا کردار ادا کرتا ہے اسلئے ہم جب موجودہ نظام تعلیم پر غور کرینگے تو ہمیں ان پانچوں عناصر میں ایسی تجاویز پر غور کرنا ہوگا۔ جو ان عناصر کے کردار کو موثر طور پر اسلامی رنگ میں ڈھال سکے۔ جہاں تک اساتذہ کا تعلق ہے ہمارے ملک میں ان کی تربیت کیلئے مختلف مدارج پر درسگاہیں قائم کی گئی ہیں جہاں اساتذہ تربیت حاصل کرتے ہیں کہ وہ معلم ہونے کے فرائض کس طرح بہ طریق احسن ادا کرسکیں گے۔

وفاقی حکومت نے قومی تعلیمی کونسل کے نام سے ایک نیم آزاد ادارہ کی تشکیل اس غرض سے کی ہے کہ تعلیم کو بہتر بنانے کیلئے تعلیم کے ہر شعبے میں علماء اور ماہرین کی تجاویز حاصل ہوسکیں اور چیدہ چیدہ افراد کی رائے نظام تعلیم کے انتظامیہ کے سامنے رکھی جاسکے۔

اس کونسل سے وابستہ ایک کمیٹی مذہبی تعلیم کی کمیٹی ہے جس کا دائرہ کار یہ ہے کہ ایسی تجاویز مرتب کی جائیں جن کے ذریعہ تعلیم کے مذہبی مقاصد اچھی طرح حاصل ہوسکیں سردست یہ کمیٹی ان نصابوں پر غور کررہی ہے جو ثانوی تعلیم کے مرحلے تک ملک کے مختلف حصوں میں رائج ہیں۔ ان نصابوں میں سے ایک نصاب اساتذہ کی تربیت گاہوں کا بھی ہے جن پر غور کرنا اور اسے اسلامی بنانا انتظامیہ کا فریضہ ہے۔ اس کمیٹی کو اپنے کام میں مدد دینے اور تربیت گاہوں کے لیے اچھا نصاب تعلیم مرتب کرنے کیلئے ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ ایسی تجاویز مرتب کی جائیں جو ان تربیت گاہوں کو اسلامی رنگ دے کر بہتر صلاحیت کے اساتذہ تیار کرنے میں مدد دے سکیں۔ آپکا مخلص حافظ محمد عبدالقدوس قاسمی سوالنامے کا جواب مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرمادیجئے۔ ''میاں بشیر احمد اسسٹنٹ پروفیسر ادارہ تعلیم وتحقیق ایف ۴۲ نزد مسجد وسطی یونیورسٹی کیمپس پشاور یونیورسٹی، پشاور صوبہ سرحد''

سوالنامہ

۱) اساتذہ کی تعلیم کے مقاصد کیا ہونا چاہیے؟ اس ضمن میں عمومی اور خصوصی مقاصد دونوں پیش نظر رہیں۔

۲) اساتذہ کی تعلیمی اور پیشہ ورانہ صلاحیتیں کیا ہونا چاہیں؟ ۳) اساتذہ کی نصاب تعلیم کی نوعیت کیا ہونی چاہیے؟

۴) اساتذہ کی طریقہ تعلیم کی نوعیت کیا ہونی چاہیے؟

---

[1] غالباً حضرت امام انور شاہ کشمیری کی سوانح حیات مولفہ مولانا انظر شاہ کشمیری

۵) اساتذہ کن اخلاقی اور روحانی اقدار کے حامل ہوں؟ اور اس ضمن میں ان کی تربیت کا مزید اہتمام کیا ہو؟

۶) اساتذہ اپنے لیے کس قسم کا تعلیمی فلسفہ وضع کریں؟ کہ دوسرے فلسفوں کے پڑھنے سے ذھنوں اور افکار میں جو تصادم اور غیر یقینی جیسی کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ دور ہو سکے۔

۷) اساتذہ کی ملازمت کے سلسلے میں کن امور کا خیال رکھا جائے کہ معاشرہ میں وہ اپنا صحیح مقام حاصل کر سکیں۔

۸) اساتذہ کی تربیت کیسے کی جائے کہ وہ نہ صرف مملکت پاکستان بلکہ تمام مسلم امہ کی وحدت اور سالمیت قائم کرنے میں بھرپور کردار ادا کر سکیں۔

۹) اساتذہ کے نصاب تعلیم میں بعض اہم مضامین مثلاً تعلیمی نفسیات، اصول تعلیم نظم وضبط، فلسفہ تعلیم کے لیے کس قسم کا اسلامی ڈھانچہ مہیا کیا جائے؟

۱۰) اساتذہ کی تعلیم میں معاشرے کا کردار کیا ہونا چاہیے؟ تاکہ اساتذہ کی تعلیم معاشرے کی فلاح وبہبود کیلئے ہو۔ منجانب: حافظ محمد عبدالقدوس

(۵)

مولانا عبدالقدوس صاحب کی حالت اب قدرے بہتر تھی امید پیدا ہوگئی ہے میں آج واپس آیا ہوں مولانا سے بھی درخواست کریں اور آپ سے بھی اور تمام طلبہ سے کہ ان کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔ عبدالسبوح قاسمی

☆☆☆

مولانا عبدالقدوس ہاشمی[۲]

(ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد)

(۱)

سہ شنبہ ۱۲/اپریل ۱۹۷ء شمسی (الحق کیلئے سیرت پر مضمون)

مولانا مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اس خط کیساتھ میری دو کتابیں ملیں گی انہیں میری طرف سے بطور ہدیہ قبول فرما کر رسید سے مطلع فرمائیں تو شکر گزار ہوں گا۔ رسالہ الحق کیلئے سیرت پر ایک چھوٹا سا مضمون بھی ان شاء اللہ اگلے ہفتہ ارسال کر دونگا۔ یہ غالباً ربیع الاول کی اشاعت کیلئے موقع اور وقت کی بات ثابت ہو۔ پسند فرمائیں تو شائع کر دیجئے گا۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔ مولانا شیر علی شاہ اور جناب ناظم صاحب کتب خانہ کی خدمت میں بھی سلام مسنون عرض ہے۔ دعا گو عبدالقدوس ہاشمی

معہ کتاب (۱) تقویم تاریخی (۲) مجلۃ الاحکام الشرعیہ

---

[۱] مولانا عبدلقدوس قاسمی کے برادر اصغر، دارالعلوم دیوبند کے فاضل، جدید علوم اور زبان پر بھی دسترس، سعودی عرب اور پاکستان کے مختلف جامعات میں لائبریرین رہے، قاضی حسین احمد سے عمر میں بڑے تھے۔

[۲] مولانا عبدالقدوس ہاشمی محقق سکالر فاضل دیوبند ''تقویم تاریخی'' جیسے مفید کتابوں کے مصنف ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد سے وابستہ اور مؤتمر عالم اسلامی پاکستان کے ڈائریکٹر جنرل رہے، بے حد مشفق بزرگ، قیام اسلام آباد کے دوران بار بار دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے کراچی کے مشہور ایڈورٹائزنگ فرم اورینٹ کے جناب ایس ایچ ہاشمی جناب متین ہاشمی کے والد بزرگوار

(۲)

(نیروبی کے غیر مسلم اجتماع میں تقریر)

۲۷ اپریل ۱۹۷۰ء

مکرم مولانا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مطالعہ سیرۃ طیبہ کے متعلق میری ایک چھوٹی سے تقریر ہے جو میں نے نیروبی (افریقہ) میں ایک غیر مسلم اجتماع میں کی تھی اسکا انگریزی اختصار شائع ہوا تھا لیکن اردو میں یہ اب تک کہیں شائع نہیں ہوئی ہے۔ اسلئے اردو دنیا کیلئے یہ نئی چیز ہے۔ پسند آجائے تو رسالہ الحق کے صفحات میں جگہ دیدیجئے۔ ورنہ بڑی بے تکلفی سے واپس کر دیجئے۔ میں بُرا نہیں سمجھونگا۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بخیر وعافیت رکھیں، مولانا مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون پیش فرمادیں۔ مخلص دعا گو عبدالقدوس ہاشمی

(۳)

(علمی ومطالعاتی زندگی کے بارہ میں سوالنامہ)

یکم ستمبر ۱۹۷۱ء شمسی

مولانا مکرم ومحترم! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، سوالنامہ نشان نمبر ۷۰۴ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۷۱ء مل گیا یاد فرمائی کا شکریہ میں ۱۴ اگست سے سفر میں تھا۔ آج ہی واپس آکر حاضر دفتر ہوا ہوں یہ خط صرف اسلئے لکھ رہا ہوں کہ آپکو جواب کا انتظار ہوگا ارادہ ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپکے سوالنامے کا جواب لکھوں البتہ یہ ممکن نہیں کہ فوراً تعمیل ارشاد کرسکوں۔ سوالنامہ احتیاط سے رکھ لیا ہے۔ ہفتہ عشرہ کے بعد ہی کچھ لکھ سکوں گا۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ آپکی خدمت میں جواب ارسال کر دونگا۔ حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت میں سلام عرض کر دیں اور کرم فرما مولانا شیر علی شاہ صاحب سے سلام کہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب لوگوں کو توفیق خیر کیساتھ تا بہ دیر سلامت رکھیں۔

والسلام مخلص عبدالقدوس ہاشمی

(۴)

(اہلیہ مرحومہ کی وفات)

۲۵ نومبر ۱۹۷۱ء

مولانا مکرم ومحترم زید مجدکم! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اہلیہ مرحومہ کی وفات پر آپکا تعزیت نامہ ملا باعث تسکین خاطر ہوا بہت دنوں سے بیمار تھیں بہرحال ایک وقت مقرر ہے اور اسے آنا ہی تھا آپکی ہمدردی کا شکریہ۔ جزاک اللہ۔

نالوں کی کشاکش سہہ نہ سکا خود تارنفس کا ٹوٹ گیا　　اک عمر سے تھی تکلیف جسے کل رات وہ قیدی چھوٹ گیا

اللہ تعالیٰ سے دست بہ دعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سکو بخیریت سلامت رکھے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام مسنون وسپاس ہمدردی کے بعد التماس ہے کہ مرحومہ کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ وہ ایک دین دار اور مخیر بی بی تھیں۔

والسلام　رہین منت احقر عبدالقدوس ہاشمی

(۵)

(اہلیہ کی وفات کے بعد محلہ پر بم کا گرنا)

۲۷ دسمبر ۱۹۷۱ء

مولانا مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ایک مختصر سا مضمون حاضر ہے لیکن کب حاضر ہے جب کہ بڑی دیر ہو چکی اور آپ شاید رسالہ مرتب کر چکے ہوں گے اس کیلئے معذرت خواہوں۔ مولانا! آپ یقین فرمائیں کہ میں پچھلے دنوں اتنی پریشانیوں میں رہا کہ لکھنے کے قابل ہی نہ تھا۔ اہلیہ کی وفات پر دو ہفتے بھی نہیں گزرے تھے کہ کراچی میں میرے محلہ "بہار کالونی" پر بم گرا۔ کئی سو آدمی نذر اجل ہو گئے۔ میرے

گھر میں الحمدللہ کوئی جانی نقصان تو نہ ہوا لیکن بم کے دھماکے سے مکان غارت ہوگیا۔ میرے بال بچے صبح کے وقت کراچی سے باہر ایک بنگلہ میں پناہ گزین ہوئے اور اب تک وہیں ہیں۔ مکان بنے تو واپس گھر آئیں۔ بھلا ان حالات میں لکھنے کی صلاحیت کہاں تھی۔ اب ذرا یہاں سکون ہوا تو وعدہ کی تکمیل کی مگر: ع دل یہ کہتا ہے کہ جیسا دل میں تھا ویسا نہیں۔ بہر حال جو کچھ ہوسکا بھیج رہا ہوں۔ پسند آجائے تو زہے قسمت، نہ آئے تو شکایت نہیں۔ اللہ کرے آپ سب لوگ بخیر وعافیت رہیں۔ حضرت شیخ الحدیث کی خدمت عالی میں حقیر کا سلام مسنون اور درخواست دعاء۔ محب مکرم مولانا شیر علی شاہ کی خدمت میں ہدیہ سلام مسنون۔ والسلام : دعاء گو عبدالقدوس ہاشمی

(۶)

(الحق کو اولین فرصت میں اول تا آخر پڑھتا ہوں O اداریوں کی تحسین مولانا اعزاز علی کا ذکر)

بہ جناب فضیلت مآب مولانا سمیع الحق صاحب المحترم وفقہ اللہ بما ھو رضاہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آج ماہنامہ الحق کا تازہ شمارہ ملا میں اس رسالہ کو اولین فرصت میں شروع سے آخر تک حرفاً حرفاً پڑھتا ہوں۔ چنانچہ آج بھی پورا رسالہ پڑھ گیا آپ کا اداریہ اور بھائی و قادیانی کے خطوں کا جواب پڑھ کر دل سے دعا نکلی۔ جزاک اللہ، الحق کو اسی طرح حق گو ہونا چاہیے۔ مولانا اعزاز علی کے خط کا عکس دیکھا بڑی پرانی بات یاد آگئی مجھے بھی یہ فخر حاصل ہے کہ مولانا اعزاز علی سے عربی ادب کے کچھ سبق پڑھے ہیں۔ استاذ کے حروف کا عکس دیکھا تو دیر تک انکے لیے دعاء کرتا رہا۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء، آپ ہر ماہ الحق کا تازہ شمارہ میرے نام ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کے پتہ پر ارسال فرماتے ہیں (اعزازی نمبر ۳۰۷) اس کیلئے سراپا سپاس ہوں۔ اس بار میں نے عرض یہ کرنا ہے کہ آئندہ ماہ جولائی سے رسالہ اسلام آباد نہ ارسال کیا جائے ضائع ہوگا میں اس ماہ کی ۲۲ تاریخ کو ادارہ سے علیحدہ ہو جاؤنگا۔ اور اوائل جولائی میں ان شاء اللہ کراچی چلا جاونگا۔ وہاں میرا پتہ یہ ہوگا اور یہی میرا مستقل پتہ ہے۔ سید عبدالقدوس اے ۴۴۸ بلاک ڈی شمالی ناظم آباد کراچی نمبر ۳۳۔ براہ کرم دفتر کو ہدایت فرمادیں کہ پتہ بدل دیا جائے۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث مدظلہ العالی سے سلام مسنون عرض کردیں۔ متعنا اللہ بطول بقاءہ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو بخیر وعافیت رکھیں۔ والسلام حقیر عبدالقدوس ہاشمی

(۷)

۳۰ را کتوبر ۱۹۷۴ء (قادیانی مسئلہ حل ہونے کے بعد دنیا میں اسکے سیاسی ودینی زہر کا تریاق پھیلائیں)

مولانا محترم ومکرم وفقکم اللہ بما ھو رضاہ، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ نشان نمبر ۱۳۳۲ مورخہ ۲۹ را کتوبر ۱۹۷۴ء موصول ہوا۔ آپ نے اس گرامی نامہ میں جو سوالات[1] لکھے ہیں ان کے سلسلہ میں حسب ذیل سطور پیش ہیں۔ (۱) قادیانی مسئلہ کو جسطرح اسمبلی نے حل کیا ہے وہ ہر آئینہ قابل ستائش ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر دے جنھوں نے اسکے لیے سعی فرمائی ہے۔ علمائے کرام اور دیندار مسلمان تو ابتدائے فتنہ قادیانیت ہی سے ان لوگون کو دین ودنیا دونوں کیلئے عظیم خطرہ قرار دے کر انکو خارج از دائرہ اسلام کہتے چلے آئے تھے۔ شکر ہے کہ دیگر ارکان اسمبلی کو بھی خداوند تعالیٰ نے حق کی طرف رہنمائی فرمائی میں نے اسمبلی کا فیصلہ سن کر سجدہ شکر ادا کیا۔ (۲) قادیانیوں نے دشمنان اسلام کی حمایت اور اعانت سے ساری دنیا تو نہیں مگر بہت سے ملکوں میں اپنے اثرات کا زہر پھیلا دیا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ ہم بھی اس زہر کا تریاق لے کر مختلف ملکوں میں پھیل جائیں اور ان کے سیاسی اور دینی زہر کا مقابلہ کریں۔

میرے خیال میں کرنے کا یا ایک ضروری کام ہے افریقہ کے دو ملکوں کو اس تریاق کی شدید ضرورت ہے ایک نائجیریا اور دوسرا مشرقی

---

[1] قادیانیوں سے متعلق سوالنامہ کے جواب میں

افریقہ۔اسی طرح جنوب مشرقی ایشیاء کے دوممالک ملیشیا اورانڈونیشیا کی طرف فوری توجہ کی شدید ضرورت ہے۔(۳)اقلیتوں کی حفاظت اوران کے عمرانی حقوق کی صیانت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ہم ان لوگوں کو کھلی چھٹی دیدیں جو نہ وطن کے وفادار ہیں اور نہ دین حق کے۔مسلمانوں سے زیادہ اقلیتوں کے حق میں نرم اور وسیع الصدر دنیا کی کوئی دوسری قوم نہیں ہے۔لیکن کسی اقلیت کو یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ فتنہ اختلاف پیدا کرے اور مسلمانوں کی اجتماعی طاقت کے خلاف دشمنان دین سے مل کر سازش کرتی رہے۔اور نہ اسکی اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ ملک کے کسی حصہ میں اپنی الگ آبادی بنا کر متوازی حکومت قائم کرے یا افسروں کی ملی بھگت سے نظم حکومت ومعیشت کو متاثر کرتی رہے۔ہمارا فریضہ ہے کہ ہم ان تمام بگڑے ہوئے حالات کی اصلاح کریں اور اسطرح اصلاح کریں کہ قادیانیوں کو مسلمان بن کر ریشہ دوانیوں سے باز رکھنے کی ہر مناسب تدبیر اختیار کریں۔ انکے شناختی کارڈوں پر انکا دین واضح طور پر لکھ دیا جائے ان کے پاسپورٹوں پر انکا دین ظاہر کردیا جائے تاکہ تلبیس والتباس کا سدباب ہوجائے۔(۴)مسلمانوں کو کسی مرحلہ پر غافل نہیں ہونا چاہیے۔ہر وقت چوکنا رہنا چاہیے۔پاکستان میں قادیانیوں کے اندر تبلیغ دین کا وسیع انتظام کیا جائے بہت سے قادیانی مسلمان ہونے کو تیار ہوجائیں گے ان بیچاروں کو مغوات مرزا کی خبر نہیں ہے وہ یہ سمجھتے ہیں یہ بھی پیری مریدی کے دیگر سلسلوں کی طرح کوئی سلسلہ ہے اور جب وہ یہ جان لیں گے کہ یہ اسلام نہیں بلکہ ایک بالکل علیحدہ دین ومذہب ہے تو امید ہے کہ بہت سے تائب ہوکر ایمان لے آئیں گے۔اور اس سے بہتر کیا ہوگا کہ بھٹکا ہوا انسان دین حق پر آجائے اور یہی عمل تبلیغ دوسرے ممالک میں بھی جاری کیا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اسکے اچھے نتائج برآمد ہونگے۔ والسلام عبدالقدوس ہاشمی

(۸)

یکشنبہ ۴رشوال المکرم ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۷راگست ۱۹۸۰ء (ذکری مذہب کے بارہ میں معلومات مہیا کرنے کی طلب)

حضرۃ مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،سب سے پہلے تو عید سعید کی مبارکباد قبول فرمائیں۔متعنا اللّٰہ بطول بقائکم،حضرۃ شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں بھی سلام مسنون پیش فرمادیں۔اس خط کے ذریعہ آپ سے ایک مدد کی درخواست ہے اور وہ مدد صرف آپ ہی کر سکتے ہیں درخواست یہ ہے کہ براہ کرم جلد از جلد آپ موتمر کیلئے ذکریوں کے متعلق ضروری معلومات عطا فرمائیں۔ مجھے یاد آتا ہے کہ دوبار پچھلے سال رسالہ الحق میں ذکریوں سے متعلق مضامین لکھے ہیں۔موتمر میں جو معلومات مہیا رکھی جاتی ہیں۔ان میں ذکریوں کے متعلق معلومات ناکافی ہیں۔سوالات یہ ہیں:(۱) ذکریوں کی تعداد بلوچستان میں کتنی ہے،تقریباً؟(۲)اس فرقہ کی بنیاد کس نے رکھی اور کب رکھی؟(۳)ذکریوں کے خصوصی عقائد واعمال کیا ہیں؟(۴) کیا ذکریوں کے عقائد،اعمال اور تاریخ پر کوئی کتاب ہے؟امید ہے کہ آپ تکلیف فرماکر ہمیں یہ معلومات عطا فرمائیں گے۔والسلام مع احسن تمنیات واجزل الاحترام۔

مخلص عبدالقدوس ہاشمی (ڈائریکٹر جنرل موتمر العالم الاسلامی)

(۹)

۱۸رشوال المکرم ۱۴۰۰ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۸۰ء (دفتر مؤتمر عالم اسلامی میں الحق کے شماروں کی حفاظت)

مکرم ومحترم مولانا!متعنا اللّٰہ بطول بقاکم،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ نے ہماری درخواست پر ذکریوں کے متعلق معلومات لکھے موقر رسالہ الحق بارہ شمارے جو بذریعہ ڈاک ارسال فرمائے وہ مل گئے۔جزاک اللہ خیراً،اس عنایت کیلئے دل سے شکرگزار اور صمیم قلب سے دعاءگو ہیں۔ان شاء اللہ تعالیٰ یہ شمارے دفتر موتمر میں محفوظ رہیں گے۔اور بطور مستقل مراجع کے ہمیشہ کارآمد ثابت ہونگے۔

والسلام مع الاحترام مخلص ڈائریکٹر عبدالقدوس ہاشمی

(۱۰)

اگست ۱۹۸۱ء　(تقویم ہجری اور رویت ہلال کے بارہ میں ایک علمی مکتوب)

مکرم ومحترم مولانا السلام علیکم! میں آپکی اس رائے سے متفق ہوں کہ تقویم ہجری کے اختیار کرنے کی صورت میں جن دقتوں اور پریشانیوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے وہ سب محض تخلیق واہمہ ہیں۔ ایک بار جب ہجری تقویم کو اختیار کرلیا جائے گا تو اوہام کے یہ بادل سب کے سب چھٹ جائیں گے۔ یہ صحیح ہے کہ رؤیت ہلال کی یقینی تاریخ متعین نہیں ہوسکتی۔ لیکن رؤیت ہلال تقریبات مذہبی کے لئے ضروری ہے۔ عام حسابی ضرورت کے لئے تو ہر ماہ رویت ہلال کی عملی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب کچھ حسابی طریقہ پر متعین کیا جاسکتا ہے۔ رہا عملاً اور واقعۃً رویت ہلال کا ہونا تو اسکے لئے ہر جگہ مقامی رویت کو عبادات کے لئے مستند قرار دیا جاسکتا ہے۔ جہاں تک خالص حسابی سال کا تعلق ہے شمسی سال کی پوری مدت بھی برابر، برابر کے بارہ حصوں پر اسی طرح ناقابل تقسیم ہے جیسے قمری سال کی مدت شمسی سال کو اس سلسلہ میں ذرہ برابر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ اسلام ایک آفاقی مذہب ہے۔ تمام مقامات اور تمام زمانوں کیلئے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ مکہ مکرمہ کی اذان صبح کے مطابق انڈونیشیا میں نماز صبح ادا کی جائے۔ ہاں مقامی عبادت حج مکہ مکرمہ کے افق کے مطابق ہی ادا ہوگی۔ یہ کوئی نقص نہیں ہے۔

جس وقت ویٹی کن میں کرسمس کا گھنٹہ بجتا ہے۔ اس سے تقریباً ۱۱ گھنٹے قبل ہی جزیرہ سخالین میں کرسمس کی عبادت ہو چکی ہوتی ہے اور جس وقت بنارس میں بسنت پنچمی کا اعلان ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی وقت ماریشس میں نہیں ہوتا۔ اس بات کو ہجری تقویم کے سلسلے میں پیش کرنا صحیح طرز عمل نہیں ہے۔　دست فطرت نے کیا ہے جن گریبانوں کو چاک　منطقی بحثوں کی سوزن سے نہیں ہوتے رفو

مخلص: مولانا عبدالقدوس ہاشمی (مصنف تقویم تاریخی)

(۱۱)

مئی ۱۹۸۶ء　(داتا گنج بخشؒ، لال شہباز قلندر کے مزارات کی تاریخی حیثیت O مزار والے کی سماع کا تصور)

آپ سے اپنے بحوالہ بالا خط میں دو مزاروں کے متعلق سوال ہے۔ (۱) داتا گنج بخش کا مزار بمقام لاہور ۲۔ لال شہباز قلندر کا مزار سہون شریف (سندھ) اپنے ناقص مطالعہ کے بموجب داتا گنج بخش کے مزار کے متعلق اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مزار شہر لاہور ہی میں ہونا چاہئے۔ داتا گنج بخش کا نام علی بن عثمان ہجویری ہے۔ ان کی وفات غالباً ۴۶۸ ہجری لاہور میں ہوئی۔ اب رہا یہ سوال کہ جو مزار آج حضرت کا مزار مشہور ہے کیا یہی مزار حضرت داتا گنج بخش کا ہے تحقیقی مطالعہ بتاتا ہے کہ مزار بہت دنوں کے بعد بنا ہے حضرت کا مزار شاہی مسجد لاہور کے سامنے جو قلعہ کا دروازہ ہے اس کے اندر بائیں طرف کہیں ہے۔ وہاں کئی قبریں ہیں ان میں سے ایک قبر غالباً علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش کی ہے۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری نے ایک تحقیقی مقالہ میں یہی ثابت کیا ہے ان کا یہ مقالہ رسالہ خدام الدین میں طبع ہوا تھا۔

دوسرا مزار لال قلندر سہون میں ہے وہ بہت بعد کا ہے۔ شہباز قلندر کا تاریخی وجود مشتبہ ہے۔ وہ کون تھے۔ واقعی طور پر پتہ نہیں چلتا کہ ان کا نام علی بن عثمان مروندی تھا۔ وہ کب سندھ آئے کب وفات پائی کچھ بھی پتہ نہیں چلتا۔ غالباً یہ فرضی شخصیت کچھ کمانے کھانے کے لیے سندھی ہندوؤں اور شیعہ گھرانے کی کوششوں سے پیدا کی گئی ہے۔ ان کے متعلق کچھ بھی یقینی طور پر پتہ نہیں ملتا۔ یہی رائے مشہور مصنف مرحوم حسام الدین راشدی نے اپنی کتابوں میں ظاہر کی ہے۔ دوسرے محققین لال شہباز قلندر کے نام سے کسی تاریخی شخصیت کا پتہ نہیں بتاتے۔ میری رائے یہی ہے کہ محض عرس کرنے اور کمانے کھانے کے لیے ایک نام گھڑ لیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک بات سب سے پہلے غور طلب ہے

کہ مزار اگر بالکل صحیح ہو اور ہمیں معلوم بھی ہو تو کیا ہم مرنے والے بزرگ سے کوئی رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ یہ امر مسلم ہے کہ ہم کسی مزار پر کچھ بھی کریں اس کی کوئی خبر صاحب مزار بزرگ کو نہیں ہو سکتی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا مزار تو معلوم ہے اور ان سے بھی زیادہ بزرگوں کے مزار معلوم ہیں۔ مثلاً حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام شافعی، حضرت ابوبکر شبلیؒ وغیرہ کے مزار تو ہم یقینی طور پر جانتے ہیں لیکن اگر ہم مزاروں پر چیخیں چلائیں تو انکو اسکی اطلاع ہو سکتی ہے۔ تجربہ اس تصور کو غلط قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید غلط قرار دیتا ہے اسکے بعد اس تحقیق کی کیا قیمت رہ جاتی ہے۔ کہ مزار اصلی ہے یا محض فرضی۔ اس بحث میں کیوں درد سر اٹھایئے۔ کیا حاصل ہوگا یہ عرس یا میلے تو محض کاروبار ہیں۔ اسکا تاریخی ثبوت سے کیا واسطہ؟ اور اگر واسطہ ہو تو ہمیں اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ (مولانا) عبدالقدوس ہاشمی

(۱۲)

(بینکوں کی منافع ربوا اور حرام ہے ○ لبنان کے مفتی اعظم شیخ حسن خالد کا تازہ فتویٰ)

بگرامی خدمت جناب مولانا محمد سمیع الحق صاحب مدیر رسالہ الحق اکوڑہ خٹک۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج اتفاق سے ایک فتویٰ پر نظر پڑی جو سماحۃ الشیخ حسن خالد مفتی الجمہوریۃ اللبنانیہ نے ایک مستفتی کے جواب میں لکھا ہے اور رسالہ الفکر الاسلامی بابت جمادی الثانیہ ۱۳۹۳ھ (جولائی ۱۹۷۳ء) میں شائع ہوا ہے۔ دل نے چاہا کہ آپکو اس کا ترجمہ بھیجدوں۔ کہنے والے کہا کرتے ہیں کہ بنکوں کے سود کے حلال ہونے کا فتویٰ ممالک اسلامیہ میں دے دیا گیا ہے۔ حالانکہ مجھے اب تک کسی اسلامی ملک کے کسی ذمہ دار مفتی کا ایسا فتویٰ نہیں ملا ہے ہر جگہ بنک کے سود کو حرام ہی قرار دیا گیا ہے۔ یہ ایک اور فتویٰ اس سلسلہ میں مل گیا فتوی یہ ہے پیش خدمت ہے۔

سوال۔ بہ گرامی خدمت سماحۃ الشیخ حسن خالد مفتی الجمہوریۃ اللبنانیۃ الموقر سلام اللہ علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ وبعد بعض لوگ اپنی رقم بنکوں میں جمع کرا دیتے ہیں اس جمع پر انہیں فی صد کے حساب منافع بھی حاصل ہوتا ہے یہ منافع حرام ہے یا حلال۔ فتویٰ دیں۔ اعزکم اللہ۔

جواب۔ الحمد للہ رب العلمین. والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء و المرسلین وعلی آلہ وا صحابہ والتابعین۔

وبعد:۔ بنکوں کا دیا ہوا منافع ہماری دانست میں ربوا ہے اور ربوا اللہ تعالیٰ کی کتاب کریم میں اُس کے صریح کلام اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ احادیث صحیحہ کے بموجب حرام ہے اور ساری امت کا اس پر اجماع ہے کہ ربوا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''اللہ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور ربوا کو حرام قرار دیا ہے'' اور فرمایا ''اے وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہو۔ اللہ سے ڈرو اور جو باقی رہ گیا ہے ربوا میں سے، اگر تم ایمان والے ہو تو اسے چھوڑ دو۔ اب اسکے بعد بھی تم نے یہ نہیں کیا تو اللہ و رسول کی طرف سے جنگ کے لئے خبردار ہو جاؤ''

(سورۃ البقرہ آیت۔ ۲۷۵۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹)

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر، اسکے لکھنے والے اور اُس کے گواہوں پر لعنت کی (صحیح مسلم ۲۶/۱۱) اور لعنت صرف کسی بڑے شرعی گناہ کے ارتکاب ہی پر ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا احکام کی بنا پر کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ بنکوں میں جمع کیے ہوئے کسی مال پر کوئی فائدہ یا منافع حاصل کرے کیونکہ یہ ربوا ہے اور ربوا حرام ہے۔

دوسری طرف اسلام میں یہ بھی ایک اصول ہے کہ ''ضرورت ممنوعات کو مباح کر دیتی ہے'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''بغیر بغاوت وعداوت کے اگر کوئی شخص مضطر ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں'' (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۷۳)

اسی لئے اُس مضطر کیلئے جس کو بھوک پیاس سے جان جانے کا حقیقی خطرہ موجود ہو یہ جائز ہے کہ اگر حرام غذا کے سوا کچھ اور نہ ملے تو اُسی سے

اپنی جان بچائے۔ اور حرام مشروب کے سوا کوئی اور مشروب میسر نہ آئے تو حرام ہی سے اپنی پیاس بجھالے۔ لیکن لازم یہ ہے کہ بقدر ضرورت سے زیادہ استعمال میں نہ لائے۔ یہ صرف اسی کیلئے اور اُسی خاص حالت میں مباح ہے ورنہ یہ ازروئے شریعت حقیقۃً حرام ہی ہے۔ ان اصول کا اطلاق بنک سے حاصل شدہ منافع پر بھی ممکن ہے۔ بنک سے جو منافع ملے اسے بنک سے تو لے لیا جائے مگر حلال مال سے بالکلیہ الگ رکھا جائے دونوں کو ملنے نہ دیا جائے۔ اگر کوئی ضرورت قاہرہ پیش ہی آجائے تو محض ضرورت کی حد تک اس سے فائدہ اُٹھا جائے تا کہ دین اسلام نے جس حد تک اجازت دی ہے۔ اس سے تجاوز نہ ہو جائے۔ بہتر ہے کہ ایک فنڈ ضروریات کے نام سے قائم کرلیا جائے اور بنک سے حاصل شدہ منافع کو اسی میں جمع رکھا جائے مسلمانوں کو انفرادی یا جماعتی کوئی ضرورت شدید جب پیدا ہو جائے اور حلال ذریعہ سے اسکی تکمیل ممکن نہ رہے تو اس جمع شدہ سود والی رقم سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اس مال کو مال زکوۃ میں نہیں شمار کیا جائے گا۔

دستخط شیخ حسن خالد، مفتی الجمہوریۃ اللبنانیہ

☆☆☆

مولانا عبدالقدیر۔ وزیر آباد

فروری ۱۹۸۸ء (اجتہاد اور پارلیمنٹ O دینی مسلمات کے خلاف بے دینوں کا محاذ)

نوائے وقت ۲۲ ستمبر ۱۹۸۷ء کے اداریہ میں قسط آخری پڑھی جس میں جناب کے قلم سے اجماع امت و اجتہاد و مجتہدین کی مختصر بحث پڑھ کر دل بہت خوش ہُوا۔ جزاکم اللہ۔

اب ۱۲ نومبر میں ادب کالم ہفتہ وار خصوصی اشاعت میں موضوع (اجتہاد کا اختیار منتخب پارلیمنٹ کو حاصل ہے) پڑھ کر شدید صدمہ ہوا۔ ڈاکٹر گورایہ کی انگریزی کتاب ''علامہ اقبال اور جدید ریاست میں تعبیر شریعت کا اختیار'' کتاب پر ایوان میں مجلس مذاکرہ اور تبصرہ ہوا جس میں حنیف رامے اور چند ججوں نے اظہار آراء و خیالات پیش کئے پڑھ کر بے حد رنج و غم ہوا۔

کہ یہ لوگ جناب ڈاکٹر اقبال کو مجتہد مطلق قرار دے رہے ہیں اولی الا مر منکم سے علماء کرام کے بجائے امت کی منتخب اسمبلی کا قانون کہہ رہے ہیں جو ملک کے ممبران اسمبلی کی خواہش کے مطابق قوانین بنائے گی۔ قوم نے علماء کا اجتہاد مسترد کردیا اور اقبال کا اجتہاد ہوا جس پر پاکستان قائم ہوگیا تو گویا اقبال مجتہد بن گیا۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ

گذشتہ مجتہدین کو اگر فرداً فرداً زیادہ علم حاصل تھا۔ اس دور میں اجتماعی طور پر قوم کو ان سے زیادہ علم حاصل ہے اب اجتماعی اجتہاد سے پارلیمنٹ قانون سازی کرسکتی ہے۔ یہ شعر بھی تو غالباً اقبال ہی کا ہے

گریز از طرز جمہوری غلام پختہ کارے شو　　　که در مغز دو صد خر فکرِ انسانی نمی آید

(مولانا) عبدالقدیر۔ وزیر آباد

ڈاکٹر عبدالقدیر خان (اے کیو خان) راولپنڈی شہرہ آفاق سائنسدان

(۱)

۱۹ مارچ ۱۹۹۷ء (دارالعلوم حقانیہ کی دین متین کیلئے خصوصی اہمیت O ایک خاص نام اور مقام کا حامل ہے)

مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا تعلیمی ادارہ دین متین کی خدمت کے لئے خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ اور ایک خاص نام اور مقام حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے مدرسے کو مزید برکات سے نوازے۔ اپنی مطبوعات بھیجنے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انشاء اللہ کبھی آپ کے مدرسے کی زیارت کیلئے حاضری دوں گا۔ آپ کی صحت و درازی عمر کے لئے دعا گو ہوں۔

شکریہ آپ کا مخلص عبدالقدیر خان

(۲)

۲۰ جنوری ۲۰۰۱ء (اہلیہ محترمہ کی وفات پر تعزیت O ملنے اور ادارہ کی زیارت کی خواہش)

محترمی، مکرمی مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے آپ کی زوجہ کے انتقال پر ملال کی افسوسناک خبر پڑھ کر دلی صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ رب العزت مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کو اور دوسرے اہل خانہ کو اس ناقابلِ تلافی اور اندوہناک صدمہ کو برداشت کرنے کا صبر اور ہمت عطا فرمائے۔ آمین۔ آپ کی زندگی میں ایک خلا پیدا ہو گیا ہے اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے آپ کو سکون صبر عطا فرمائے۔ آمین۔

موجودہ حالات سے جونہی اللہ رب العزت نے چھٹکارہ دلایا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہونگا۔

فقط والسلام آپ کا طالب دُعا عبدالقدیر خان نشانِ امتیاز اور ہلالِ امتیاز

(۳)

(دینی مساعی پر مسرت کا اظہار)

آپ مولانا سمیع الحق کی دینی مساعی سے مسرت ہوتی ہے اللہ رب العزت آپ کو تندرست اور خوش وخرم رکھے اور اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ عبدالقدیر خان

(ڈاکٹر قدیر فخر پاکستان اور پرویز مشرف کا شرمناک سلوک)

ل شہرۂ آفاق سائنسدان جنہوں نے پاکستان کو ایٹمی قوت بنا کر پورے دنیا میں امت مسلمہ اور پاکستان کا سر فخر سے بلند کر دیا اور پورے عالم اسلام کی دفاعی میدان میں پس ماندگی کا کفارہ ادا کر دیا۔ مگر افسوس کہ دشمنوں کو ان کا یہ جرم برداشت نہ ہو سکا اور ''پرویز مشرف'' جیسے اپنوں کے ہاتھ عظیم ابتلاء اور مصائب کے دور سے گزر رہے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اس دور کے ماتھے پر شرمناک اور بدنما داغ ہے جس کے سامنے میر جعفر اور میر صادق کے دھبے بھی دھندلا کر رہ گئے ہیں اس سلوک نے سقراط کو زہر کا پیالہ پلانے کی یاد تازہ کر دی ہے۔

مولانا عبدالقیوم حقانی[1] اکوڑہ خٹک جامعہ ابوھریرہؓ

(۱)

(امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے جواب کا سلسلۂ مضامین ○ چکوال کے مدارس میں تدریس ○ بے چینی اور حقانیہ آنے کی خواہش)

از دارالعلوم حنفیہ چکوال ۱۵ محرم ۱۴۰۱ھ

گرامی قدر میرے مشفق و مہربان حضرت الاستاذ ابو حامد مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا کرے کہ آپ حضرات و حضرت شیخ الحدیث و جملہ احباب و متعلقین خیریت سے ہوں۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ سے متعلق احقر نے جن تین اعتراضات کے جواب کا سلسلہ شروع کیا تھا تو اس سلسلہ میں پہلے الزام و اعتراض ''قلت حدیث'' کا جواب تین قسطوں میں بعنوان ''امام ابوحنیفہ اور علم حدیث'' و ''وصیت امام اعظم'' آپ نے شائع فرمادیا۔ بعدہ اظہار الاسلام (قاضی مظہر حسین کے مدرسہ) سے دارالعلوم حنفیہ (حافظ غلام حبیب صاحب) کو جب سے منتقل ہوا تو اس وقت سے تاحال ذہنی و فکری سکون میسر نہ ہوسکا۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ نے اس بات کو حد درجہ محسوس کیا ہے اور انکی جماعت کے افراد مختلف طریقوں سے ہمیں ستاتے ہیں تاکہ ہم یہ مدرسہ بھی چھوڑ جائیں۔

استاد جی، حقیقت یہ ہے کہ یہاں اس دوسرے مدرسہ میں پہلے کی نسبتاً تنخواہ بھی خوب ہے مراعات بھی اچھے ہیں۔ تدریسی کام بھی بحمد للہ خوب چل رہا ہے لیکن ذہنی سکون میسر نہیں۔ دل بے چین اور مضطرب رہتا ہے زندگی کے تلف ہونے کا بھی خطرہ ہے ہمارے پہلے مدرسہ والے اس تاڑ میں رہتے ہیں۔

کیونکہ میری اس غلطی سے کہ میں دوبارہ چکوال ہی کے دوسرے مدرسہ میں آ گیا۔ مجھے آپ ہی کی کمال شفقت سے یہی امید ہے کہ آپ نہ صرف مفید رائے اور صحیح مشورہ سے نوازیں گے بلکہ اپنی ہی سرپرستی میں لے لیں گے۔ امید کہ حضرۃ الشیخ الحدیث دامت برکاتہم سے بھی میری رفع پریشانی کیلئے دعا کرادیں گے۔ پچھلے دو دن سے عزم کرلیا ہے کہ امام صاحبؒ سے متعلق جو سلسلہ شروع کیا ہے اسکی تکمیل ہوجائے بحمد للہ اس سلسلہ میں کسی حد تک کامیاب ہوگیا ہوں۔ قسط نمبر ۴ (اسلامی دستور کا چوتھا ماخذ رائے قیاس اور امام اعظم ابوحنیفہ) ارسال خدمت ہے یہ درحقیقت امام صاحب پر ''اہل الرائے ہونے کے الزام کا جواب ہے۔'' ''قیاس کی شرعی و آئینی حیثیت'' کے عنوان سے رف مسودہ تیار کرلیا ہے جو صاف کر کے بہت جلد بھیج دونگا۔ انشاءاللہ،

یہاں کتابوں کی بہت قلت ہے مجھے ایک ایک کتاب کیلئے بہت تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔ امید کہ آپ اپنے اس دیرینہ خادم کی رفع پریشانی و رفع اضطراب کیلئے خصوصی دعوات صالحات، توجہات میں فراموش نہ فرمادیں گے۔

والسلام آپکا مخلص شاگرد اخوندزادہ عبدالقیوم حقانی دارالعلوم حنفیہ چکوال ضلع جہلم

---

[1] مولانا حقانی مدظلہٗ عزیز ترین تلامذہ اور متعلقین میں سے ہیں۔ دارالعلوم، ناچیز اور شیخ الحدیث سے تعلق کا مکتوبات ایک منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اس سرگذشت سے مرحلہ بہ مرحلہ وابستگی قرب و اتحاد محبت اور تعلق واضح ہوتا ہے۔ اللہ نے تصنیف و تالیف اور تحریر و تقریر میں امتیازی صفات سے نوازا ہے۔ حضرت داؤد کے لئے لوہے کی تسخیر کی طرح انہیں کسی کتاب کی تدوین و ترتیب اور پھر فوری اشاعت کے ہفت خوان کو سر کرنے کا ملکہ دیا ہے۔ اللھم زد فزد آگے چل کر انشاء اللہ علم و دین اور تحقیق و تالیف کے میدان میں فتوحات کے جھنڈے گاڑتے جائیں گے (س)

(۲)

(سردست چکوال میں قیام کا مشورہ ○ ٹیپ ریکارڈ کی ضرورت اور امالی ترمذی پر کام کا آغاز ○ حقانیہ کی خدمت کی تمنا)

از دارالعلوم حنفیہ چکوال عبدالقیوم ۔۱۴ شوال ۱۴۰۱ھ

گرامی قدر حضرت الاستاذ زاد شفقتکم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !خدا کرے کہ آپ حضرات وحضرت شیخ الحدیث مدظلہ مخدوم زادگان اور برادرم شفیق فاروقی سب خیریت سے ہوں، جمعہ کے روز شب کے ۹ بجے چکوال رسائی ہوئی ، یہ لوگ احقر کے شدت سے منتظر تھے۔ جملہ شرائط مان لئے گئے اور تنخواہ میں بھی خوب اضافہ کیا۔آپ کی ہدایات کے مطابق فی الحال نامناسب ہی ہے کہ وعدہ خلافی کی جائے جبکہ میرے یہاں سے جانے پر مدرسہ کی ویرانی بھی لازم آتی ہے۔سردست کوئی ایسا امر ناگوار بھی نہیں جسے یہاں استعفے کا عنوان بنایا جا سکے۔ اس لیے فی الحال یہاں دارالعلوم حنفیہ چکوال ہی میں کام کرنے کا فیصلہ کرنا پڑ گیا ہے۔ذی قعدہ کے بعد اگر میں ان کو کوئی دوسرا متبادل آدمی دے سکا اور یہ بھی رضامند ہوئے تو ممکن ہے کہ پھر آپ کی خدمت اور دارالعلوم حقانیہ کے روح پرور علمی وروحانی ماحول میں رہنے کی سعادت میسر ہو۔انشاء اللہ عید کے موقعہ پر حاضر خدمت ہونگا پھر جو آپ کا حکم ہوگا ویسا ہی کریں گے۔انشاء اللہ، بہر حال احقر کی اولین وآخرین تمنا یہی ہے کہ

دگر ہیچ مرادے ساز تو نہ مے خواہم : ہمیں قدر یکی کہ از خدام جدا کنی

میں نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالیہ کو بھی یہی لکھا ۔اگر مناسب ہو جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا۔تو پھر ٹیپ ریکارڈ سے تقریر ترمذی اخذ کرنے کا کام یہاں سے بھی کیا جا سکتا ہے اگر یہ سعادت میرے نصیب میں ہے تو میرے لیے باعث صد افتخار ہے پھر اس کی مزید ترتیب وتہذیب کا کام آپ ہی کی سرپرستی میں چھٹیوں میں دارالعلوم حقانیہ ہی میں انجام دیا جا سکتا ہے جبکہ دوسرے کتابوں کے مطالعہ اور مراجعت بھی ضروری ہوگا ،طریق کار بطور نمونہ کے مولانا تقی عثمانی کی تقریر ترمذی اور دوسری کتابوں کو سامنے رکھنا ہوگا اس کام کے لیے عزم پختہ حوصلہ بلند اور خود اعتمادی حاصل ہے ۔اس لیے اگر کتاب الطہارت ٹیپ ریکارڈ سے اخذ کرنے کے بعد اس کی ترتیب وتہذیب کا کام شروع کردیا جائے گا تو یہ بھی ایک مناسب قدم ہے اور ترتیب وتہذیب کی حضرت کو بھی احقر پیشکش کرتا ہے خواہ چکوال میں ہو یا ایام تعطیلات میں دارالعلوم حقانیہ میں ہو سردست اگر مناسب ہو تو پھر ریلیں اور ایک ٹیپ ریکارڈ بھیج دیا جائے تاکہ کام شروع ہو جائے میں نے ٹیپ ریکارڈ کے لیے یہاں کے بعض دوستوں سے بات کی لیکن وہ مسلسل کام کرنے کے لیے کسی کا آمادہ ہونا اور ٹیپ ریکارڈ کا دے رکھنا کارے دارد حضر ت شیخ الحدیث کی خدمت میں درخواست دعا وسلام، ناظم صاحب استاذ مولانا انوار الحق صاحب، شفیق فاروقی صاحب کی خدمت میں سلام عرض۔ والسلام عبدالقیوم حقانی

(۳)

(شاہ ولی اللہ کی ''الانصاف'' سے الحق کیلئے اقتباسات ○ عربی جرائد)

عبدالقیوم عفی عنہ از دارالعلوم حنفیہ۔۱۸/۱/اکتوبر ۱۹۸۱ء

گرامی قدر میرے مشفق ومہربان حضرت الاستاذ دامت شفقتکم وعنایاتکم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !خدا کرے کہ آپ حضرات وحضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ خیریت سے ہوں۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ''الانصاف فی بیان سبب الاختلاف'' ہاتھوں لگی

خوب دلچسپی سے پڑھی اور تین چار بار اس کو پڑھا بہت فائدہ ہوا۔اس کا ایک اقتباس دل کو بھلا معلوم ہوا موجودہ دور میں اگر اس کو سامنے رکھا جائے تو حد درجہ مفید ہوگا۔ارسال خدمت ہے اگر موزوں و مناسب ہو تو شائع فرما دیا جاوے۔

۲۔یہاں کے طلباء اور ذاتی طور پر احقر سے دور جدید کی عربی سے بامحاورہ واستعمال طرز تحریر سے ناواقف ہونے کی بنا پر یہ مشورہ طلب کر تے ہیں کہ ملک میں یا بیرون ملک اگر کوئی عربی جرائد طلب کیے جائیں تو کیسے رہیں اگر ایسا کوئی مفید رسالہ یا مزید مشورہ ہو نشاندہی فرمادیں اور مفید مشورہ سے نوازیں،حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں سلام اور دعا کی درخواست ہے۔حضرات اساتذہ کرام اور برادرم شفیق فاروقی کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ والسلام آپ کا احقر عبدالقیوم عفی عنہ'دارالعلوم حنفیہ چکوال،ضلع جہلم

(۴)

(کیسٹوں سے امالیٔ ترمذی کی منتقلی کا کام O حاضری میں تاخیر پر معذرت)

۲۲ر دسمبر

مشفق ومحسنی حضرت الاستاذ دامت شفقتکم العالیہ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ،یہ ہوسکتا ہے کہ مکتوب سے پہلے کاتب حاضر خدمت ہو جائے۔تاہم یہ خدا تعالیٰ ہی کے کام ہیں جیسے چاہتا ہے ویسے ہی ہوتا ہے۔ایک ہفتہ قبل حضرت الاستاذ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا تھا۔خدا کرے کہ میری یہ مجبورا اور تاخیر آپ کے تکدر اور ناراضگی کا باعث نہ ہو اور انشاءاللہ نہ ہوگی کیونکہ چھٹی لیتے وقت مجھے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی نسبت آپ سے زیادہ۔۔۔۔۔کا تصور تھا۔کیونکہ کاتب کی بھی آمد تھی مگر آپ نے چھٹی دینے میں نہ صرف کشادگی کی بلکہ الٹا میری چھٹی کے وکیل بھی بن گئے۔امید ہے کہ اب بھی میری مجبوری اور معذوری پر نظر ہوگی۔خدا جانے کاتب میرے بغیر آپ کیلئے کس قدر پریشانی کا باعث ہوگا۔یہاں تو کیسٹ سے تقریر لینے کا کام جاری ہے۔ ۲۰ کیسٹ ساتھ لایا ہوں۔آج ۱۸ ویں پر کام کر رہا ہوں۔کیسٹ سے نقل کرنے سے زیادہ وقت کیسٹوں کے ٹوٹ جانے پر انکے جوڑنے اور بنانے پر لگتا ہے۔اب کی بحثیں آسان اور مختصر ہیں۔اب اندازہ یہی ہے کہ انشاءاللہ رمضان تک کتاب الطہارۃ کو آسانی سے نمٹایا جاسکتا ہے۔انشاءاللہ۔خدا کرے کہ مزید تاخیر نہ ہو اگر ہو بھی گئی تو پھر جو کیسٹ نقل کر چکا ہوں انکی صفائی کا کام شروع کرونگا۔اگر منتہی کے طلباء کیلئے میری غیر حاضری شاق ہو تو میرے حاضر ہونے سے قبل اگر کوئی استاذ ایک دو دن پڑھاتے رہے تو زیادہ بہتر ہے۔اب میرے لیے دو غم بن گئے ہیں ایک یہاں کی پریشانی اور دوسرا تاخیر جو آپ حضرات کی ناراضگی کا باعث ہوگی خدا کرے ایسا نہ ہو۔حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں بھی سلام اور دعا کی درخواست عرض ہے۔حضرت ناظم صاحب حافظ محمد ایوب صاحب اور استادم مولانا انوار الحق صاحب کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ والسلام احقر عبدالقیوم حقانی

(۵)

(مجلس شوریٰ میں شمولیت O مجدد الف ثانی اور اکابر دیوبند کی پالیسی O ارباب اقتدار پر محنت سے عالمگیرؒ پیدا ہوا O ڈاکٹر تنزیل الرحمان کے مقالۂ اجتہاد سے اختلاف)

۲۷ دسمبر ۱۹۸۱ء

گرامی قدر مشفق ومحسنی حضرۃ الاستاذ دامت شفقتکم العالیہ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،خدا کرے کہ آپ حضرات وحضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم وجملہ مخدومزادہ گان خیریت سے ہوں۔

مجلس شوریٰ کیلئے انتخاب مبارک ہو۔آپکے لئے اور استادم مولانا قاضی عبداللطیف صاحب مدظلہ کیلئے سابقہ اسمبلی میں حضرت شیخ الحدیث

مدظلہ العالی کا ایک مثالی کردار پہلے سے موجود ہے قوم اور ملک وملت کو بھی آپ سے وہی امنگیں وابستہ ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی اور ہمارے دیوبند کے اکابر کی یہی پالیسی تھی کہ بغیر کسی لالچ وطمع کے خلوص اور للّٰہیت کیساتھ ارباب اقتدار پر محنت کرکے عالمگیریت[1] پیدا کرنا چاہیئے۔ السعی منّا والا تمام من اللہ۔

اگر آپ مجلس شوریٰ میں شرکت کرنے سے انکار کردیتے تو اسکا معنی یہ ہوتا کہ مسلح اور سوار دشمن کے مقابلہ میں آپکو باوجود اسلحہ اور سواری مہیا ہونے کے پیادہ اور بغیر ہتھیار کے جنگ لڑنے پر اصرار ہے جو عقل وخرد کے نزدیک شکست وریخت کا پیش خیمہ ہے۔ باری تعالیٰ آپکا حامی وناصر ہو۔

اسلامی مشاورتی کونسل کے چیئرمین جناب ڈاکٹر تنزیل الرحمان صاحب کا ایک مقالہ بعنوان ''اجتہاد'' زرعی یونیورسٹی پشاور میں پڑھا گیا بعد میں نوائے وقت میں شائع ہوا۔ موصوف نے اپنے مقالہ میں بڑی شہ سرخی میں ''اجتہاد مطلق'' کے بند ہونے کی وجہ سیاسی امور قرار دیتے ہیں۔ پھر بین السطور اجتہاد مطلق کی اس زمانہ میں بھی جواز بلکہ ضرورت کی دعوت دیتے ہیں۔ جبکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ چوتھی صدی سے اجتہاد مطلق بند ہوچکا ہے گو جنس اجتہاد کی اب بھی اجازت ہے بشروط۔ ڈاکٹر صاحب نے علامہ ابن تیمیہؒ (آٹھویں صدی) کو مجتہد مطلق قرار دیا ہے (حالانکہ ائمہ اربعہ کے بعد کسے بھی مجتہد مطلق کہنا ایک بہت بڑا اور عظیم بہتان ہے) اور شاہ ولی اللہ، علامہ اقبال کے بارے میں بھی تقریباً اسی خیال کا اظہار کیا ہے۔ اگر خدانخواستہ اجتہاد مطلق کے دروازے آج کھولے جائیں تو دین کی ساری عمارت دھڑام سے آگرے گی احقر نے اس سلسلہ میں ایک مقالہ سپرد قلم کردیا ہے۔ اگر اشاعت مناسب معلوم ہوتی ہو تو شائع کردیا جائے۔ عنوان میں جاذبیت کیلئے آپ جو موزوں سمجھیں۔ حضرت شیخ الحدیث، اساتذہ کرام برادرم شفیق فاروقی صاحب کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

والسلام آپکا شاگرد احقر عبدالقیوم حقانی عفی عنہ، دارالعلوم حنفیہ چکوال ضلع جہلم

(۶)

(پارلیمنٹ میں فتنۂ قادیانیت کا تعاقب O اٹلی کے سائنسی انسٹی ٹیوٹ میں پاکستانی طلبہ کیلئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی رکاوٹ O سینٹ میں مرزا ناصر کے بکواس کا جواب)

فروری ۱۹۸۷ء

ہفت روزہ تکبیر کراچی کی تازہ اشاعت ۱۹ فروری ۱۹۸۷ء میں گوشوارہ کے عنوان کے تحت جناب ابن الحسن نے سینٹ میں مولانا سمیع الحق جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء اسلام کے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے متعلق ایک ریمارکس کو غلط سمجھ کر چند مفروضے قائم کرکے اصل حقیقت پر پردہ ڈال دیا ہے اور پارلیمنٹ میں علماء حق کی حق پسندی اور اظہار حق کو بھی تعصب قرار دے کر ایمان وکردار کی کمزوری تک بات بڑھادی ہے

ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

حیرت ہے کہ تکبیر جیسے سنجیدہ اور محتاط پرچے کے لکھنے والے بھی بعض اوقات جان بوجھ کر یا واقعۃً ناسمجھی سے حقیقت کو خرافات میں کھودیتے ہیں۔ واقعہ یہ تھا کہ سینٹ میں جناب کوثر نیازی کی تحریک التوا کے جواب میں جب ایک وزیر باتدبیر نے سرکار نامدار کی صفائی میں لب کشائی فرمائی تو اس موقع پر سینیٹر مولانا سمیع الحق نے ارکان پارلیمنٹ پر اصل حقیقت واشگاف کردی۔ کہ ٹری اسٹ (اٹلی) میں واقع سائنسی

---

[1] اورنگزیب عالمگیر مغلیہ فرمانروا

انسٹی ٹیوٹ میں مشہور سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے جو بی بی سی لندن کو انٹرویو دیتے ہوئے پاکستانی طلبہ کی قلت، عدم رجحان اور لاپرواہی کی شکایت کی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ نہیں کہ پاکستانی قواعد وضوابط اس کے لئے رکاوٹ بنے ہوئے ہیں یا طلبہ میں فنی اور سائنسی تعلیم کا رجحان کم پایا جاتا ہے بلکہ دراصل واقعاتی حقیقت یہ ہے کہ اس کے پس منظر میں ڈاکٹر عبدالسلام کی اصل تحریک اور مشن کی تکمیل کو نقصان پہنچا ہے چونکہ ٹری اسٹ کے سائنسی انسٹی ٹیوٹ تک رسائی اور داخلہ سے فائز المرامی تک سارے مراحل ڈاکٹر صاحب موصوف اور اسی گروہ سے تعلق رکھنے والے دوسری برگزیدہ شخصیتوں کی ممنونیت، احسان مندی، شرائط کی جکڑ بندی، مخصوص ذہنی تربیت اور ایک مخصوص گروہ کے مفادات کے تحفظ کے معاہدوں اور مضبوط ضمانتوں سے گذرنا پڑتا ہے جو اہل ایمان اور غیرت مند مسلمان کے ایمان وکردار اور توحید ورسالت سے غداری کے مترادف ہے۔ جناب مولانا سمیع الحق صاحب نے پارلیمنٹ میں یہی کہا تھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام اور اس کے پیش رو سر ظفر اللہ اس راہ سے اب تک کتنے اہل ایمان اور نوجوان طلبہ کی حمیت اسلامی کا جھٹکہ کر چکے ہیں۔ انہیں ہدایت اور صراط مستقیم سے بھٹکا کر جہنم کے گڑھوں میں اوندھے منہ دھکیل چکے ہیں۔

<u>تکبیر کا کالم نگار حقائق کی پردہ پوشی:</u> مولانا سمیع الحق نے ارکان پارلیمنٹ پر واضح کیا کہ پاکستانی طلبہ میں سائنسی تعلیم کا رجحان اور اس فن میں کمالات کے حصول کا جذبہ بدرجہ اتم موجود ہے اور الحمد للہ کہ وہ سائنسی علوم میں مہارت کی وجہ سے دنیا میں ایک ممتاز مقام حاصل کر چکے ہیں مگر یہاں کے غیور مسلمان ایک معروف قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کے ذریعہ اپنے بچوں کا جھٹکا نہیں کرانا چاہتے اور یہ ساری باتیں سینٹ کے ریکارڈ پر موجود ہیں مگر ابن الحسن صاحب نے سیاق وسباق سے ہٹ کر صرف یہی لکھا کہ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ وہ چونکہ قادیانی ہے اس لئے تحریک مسترد کر دیں۔

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہیں — وہ بات ان کو بڑی ناگوار گذری ہے

ابن الحسن صاحب نے اپنی تحریر کے آخر میں عبدالسلام قادیانی کی کوششوں کا پاکستان کے سائنسدانوں کی ترقی وکمال میں بڑا دخل قرار دیا ہے۔ ہمیں حیرت ہے کہ انہیں اصل واقعاتی حقائق کی پردہ پوشی کی کیوں کر جرأت ہو رہی ہے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور اس کے آقا و مرشد سر ظفر اللہ کے ہاتھوں پاکستان کے ایٹمی تنصیبات سیاسی ساکھ، قومی سالمیت، ملی یکجہتی اور ایمانی سلامتی کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے۔ ملت اسلامیہ کے ناسور اور عجمی اسرائیل (قادیانی نبوت) کی جس طرح یہ لوگ حمایت وسرپرستی اور بین الاقوامی سطح پر اسکے تحفظ اور مشن کا تکمیلی کردار ادا کر رہے ہیں اس سے اغماض وچشم پوشی ایک بہت بڑا قومی جرم اور ملی المیہ ہے۔ اس سلسلہ کے مستند اور ناقابل تردید اور مضبوط شواہد اور قطعی واقعات کی روئیداد وتفصیل موتمر المصنفین اکوڑہ خٹک کی اشاعت "قادیان سے اسرائیل تک" میں ملاحظہ فرمائیے۔

(پاکستان کے بارہ میں مرزائی پیشوا مرزا طاہر کی ہرزہ سرائی سمیع الحق نے سینٹ میں کیسٹ سنایا)

جناب مولانا سمیع الحق کی ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے متعلق پارلیمنٹ میں تازہ ترین گفتگو (جس پر ہفت روزہ تکبیر کے کالم نویس جناب ابن الحسن برافروختہ ہیں) ان کے گزشتہ سال کے اظہار حق اور پارلیمنٹ میں اعلاء کلمۃ الحق کا ایک لاحقہ اور تتمہ ہے۔ جب لندن میں ڈاکٹر عبدالسلام کے مذہبی پیشوا مرزا طاہر نے اپنے آقایان ولی نعمت کی خوشنودی کے لئے پیشین گوئی کی تھی کہ:۔

"اب پاکستان توڑ دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور یہ ملک صفحۂ ہستی سے نیست ونابود ہو جائے گا"

تو مولانا سمیع الحق نے پارلیمنٹ میں مرزا صاحب کی اس تقریر کی کیسٹ سنانے اور ملکی وقومی مجرموں کو بے نقاب کر کے قرار واقعی سزا دے کر عدل وانصاف قائم کرنے کا مطالبہ کیا تھا جس پر اس وقت کے وزیر قانون بھی اب کے وزیر با تدبیر کی طرح وکیل صفائی بن گئے تھے۔

جناب ابن الحسن کے دو صفحات کے مفصل مضمون میں زور تحریر اور ادیبانہ انداز میں جس انتہا پسند تخیل اور بے جا تعصب کی عکاسی کی گئی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے دانشوروں کے طرز فکر اور زاویہ نظر میں کس قدر رنگینیاں اور کتنی وسعتیں ہیں اور کن کے لئے؟

(عبدالقیوم حقانی۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

(۷)

از مکۃ المکرمہ ۶ر جولائی ۱۹۹۰ء (ادائیگی مناسک حج کی سعادت عمرہ کے بعد حج)

مشفقی و محسنی حضرت الاستاد دامت برکاتکم العالیہ و شفقتکم العالیہ، السلام علیکم و رحمۃ اللہ، امید کہ مزاج عالی بالخیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوا آپ حضرات سے نسبت تلمذ اور آپکی دعاوں کے صدقے ہم لوگ مناسک حج سے فارغ ہو چکے ہیں۔ والحمدللہ علی ذالک، یہ سب کچھ اللہ ہی کا احسان اور فضل ہے ورنہ یہ رحمت پروردگار کہاں اور یہ بندہ گنہ گار کہاں؟ آپکے احسانات، تربیت، بے پناہ شفقتیں، حسن نظر، اور قدم قدم پر مہربانیاں ایک ایک کر کے سامنے ہیں یہی وجہ تھی کہ تا ہنوز بحمد اللہ کسی بھی دعا میں آپ نہیں بھولے حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ کی طرح الحمدللہ کہ آپ بھی اپنے دل کی دھڑکن بن چکے ہیں اور اسمیں کوئی بھی تصنع اور مبالغہ نہیں۔

گزشتہ سال جب عمرہ کے موقع پر مکۃ المکرمہ میں میں نے عرض کیا تھا کہ حضرت، میں چاہتا ہوں کہ حج کیلئے ٹھہر جاوں اور یہاں کے واقف کار دوستوں اور علاقے کے رفقاء نے اس کے انتظامات بھی کر لئے تھے مگر آپ نے فرمایا نہیں یہ مناسب نہیں اگر حج ہی مقصود ہے تو پھر بیت اللہ کا طواف کرو اور خدا سے یہاں یہی مانگ لو کہ وہ آئندہ سال آپکو حج کرادے۔ میں نے تکرار نہیں کی دل میں بہت سے ولولے تھے باتیں تھیں جذبات بھی ابھرتے تھے دلائل بھی تھے مگر جرات نہ کر سکا سر تسلیم خم کر کے واپس اکوڑہ خٹک پہنچ گیا۔ اللہ کریم نے آپ کی بات کی لاج رکھ لی، خالہ جی مہربان ہو گئیں اور اب حج کی سعادت حاصل ہو گئی حالانکہ اسکی کوئی توقع نہ تھی کیونکہ خانگی حالات ہمارے خالہ جی سے درست نہیں تھے ساری عمر اسکا گھر تک نہ دیکھا تھا اسکا ہمارے ہاں آنا جانا نہیں تھا۔ مگر جب اللہ مہربان ہوا تو حج بیت اللہ کی سعادت کا ذریعہ بن گئیں۔ بہر حال میرا تو خدا گواہ ہے رواں رواں آپکا ممنون شکر گزار اور دعا گو ہے اللہ کریم اپنے غیب کے خزانوں سے آپکی مدد فرمادے اپنے عظیم اہداف اور مقاصد میں کامیابیوں سے سرفراز فرمادے۔ آمین،

بیت اللہ کے دیواروں کے سایہ میں ملتزم سے لپٹ لپٹ کر رو رو کر حطیم عظیم میں مسجد الحرام میں منیٰ مزدلفہ اور عرفات میں غرض ہر جگہ اپنی مغفرت کی دعا کے بعد آپ حضرات اور اپنے والدین کیلئے دعائیں کرتا رہا خدا تعالیٰ واللہ بھی انہیں قبول فرمادے۔ (آمین)

محترمہ خالہ جی بھی خیریت سے ہیں ذکر ہوتا رہتا ہے تسلیمات اور دعا کی درخواست پیش کرتی ہیں اپنے خاندانی بزرگ محترم جناب شیر علی خان صاحب، محبت سے آپکا تذکرہ کرتے اور سنتے رہتے ہیں دعا کی درخواست اور تسلیمات پیش کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ ہم لوگ بھی اس سال حج پر آجائیں اسلئے اس سے قبل خط نہ لکھ سکا پھر مناسک حج سے قبل اور بعد احقر نے خوب آپ کی جستجو کی مگر کسی سے بھی معلوم نہ ہو سکا کہ آپ آئے ہیں یا نہیں پرسوں مولانا قاری سعید الرحمان صاحب وزیر سے سر راہ ملاقات ہو گئی آپکا پوچھا تو کہا کہ وہ نہ آسکے۔ بہر حال اب ہم لوگوں کی مدینہ منورہ کو تیاریوں کا شغل ہے ۱۶ جولائی کو مدینہ منورہ روانگی ہو گی خصوصیت سے دعا کی درخواست ہے کہ بارگاہ نبوتؐ میں حاضری ادب اور احترام سے ہو اور وہاں کے برکات و انوارات سے محروم نہ لوٹیں۔

مخدومزادہ ذی قدر استاذ محترم حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ کی خدمت میں خطوط لکھے ہیں تسلیمات اور دعا کی درخواست عرض ہے۔ تمام اساتذہ کرام و مخدومزادگان اور احباب و یاد کنندگان سے تسلیمات۔ برادرم شفیق بھائی سے تسلیمات خدا کرے کہ اب وہ روبصحت ہوں

خدا تعالیٰ انہیں عافیت سے رکھے کہ بڑا کام اللہ کریم ان سے لے رہا ہے۔ والسلام خادم عبدالقیوم حقانی عفی عنہ

(۸)

۲؍جنوری ۱۹۹۵ء (انگلینڈ کا سفر تبلیغی سرگرمیاں ○ حقانیہ اور الحق کے تعارف کی ضرورت)

مشفقی و محسنی استاذی المحترم حضرت مہتمم صاحب مدظلہ العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید کہ مزاج عالی بالخیر ہوں گے۔ آپکی دعاؤں کے صدقے اللہ کریم نے خیر و عافیت سے انگلینڈ پہنچا دیا محترم جناب علامہ خالد محمود صاحب اپنے رفقاء کیساتھ ائیرپورٹ پر لینے آئے تھے اسی رات انہوں نے برمنگھم پروگرام رکھا تھا دوڑ بھاگ کر بمشکل تقریب میں پہنچایا پھر لندن کے پروگرام ہوئے دن میں دو دو جلسے ہو رہے ہیں لندن، برمنگھم اور کونٹری میں، پھر آئندہ ہفتہ مانچسٹر اور سکاٹ لینڈ وغیرہ کے پروگرام ہیں مولانا بے چارے خود شفقت فرماتے ہیں۔ سارا دن خود ساتھ رہتے، خدمت کرتے ہنساتے اور بہلاتے ہیں مجھے یہاں پر کام کی اس نوعیت کا اندازہ نہیں تھا۔ خلاف توقع بحمداللہ مسلمانوں جسمیں پاکستانی، سورتی، بھارتی، بنگلہ دیشی لوگ ہیں خوب دلچسپی لیتے ہیں۔ میری ساری تقریریں جو مجھے یاد تھیں سنا سنا کر پرانی ہو گئی ہیں نئے مطالعہ کا نہ تو وقت ملتا ہے نہ کوئی کتاب ساتھ ہے جلدی میں اپنے خطبات بھی ساتھ نہ لا سکا اب پریشان ہوں کہ کیا بنے گا جنہوں نے ایک جگہ تقریر سنی وہی لوگ دوسری جگہ آ گئے۔ اپنی ہر تقریر میں اپنے شیخ حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ اور دارالعلوم حقانیہ کا ذکر اصل ھدف ہوتا ہے سیاسی تقاریر پر بھی پابندی ہے مگر پھر بھی علماء دیوبند کے کارناموں میں شریعت بل اور اس سے متعلقہ مساعی و خدمات کا ذکر آ ہی جاتا ہے۔ کل علامہ صاحب نے فرمایا کہ یہ تیری بیماری ہے میری بھی یہی بیماری ہے۔ آتے وقت رات کے پونے نو بجے احقر حاضر خدمت ہوا تھا مگر چوکیدار بابا نے فرمایا کہ استاد جی کو آج لوگوں نے تنگ کیا ہے بار بار مہمان آتے رہے تو پھر میں نے یہی سمجھا کہ آپ کو صرف مصافحہ واجازۃ کیلئے تکلیف دینا مناسب نہیں۔

ہندوپاک کے دینی مدارس میں دارالعلوم دیوبند اور کراچی کے مدارس کا یہاں خوب کام اور تعارف ہوا ہے۔ حافظ غلام حبیب کا چکوال کے مدرسہ کی خوب شہرت ہے حالانکہ سب حقیقتیں آپکو معلوم ہیں جبکہ دارالعلوم حقانیہ کا پاکستانی احباب کے علاوہ دیگر لوگوں میں تعارف نہیں ہے الحق سے بھی لوگ کم واقف ہیں۔ یہ تو ایک بین الاقوامی جگہ ہے یہاں جیسا بھی ہو خواہ اپنے ہی اخراجات سے ہو تعارف اور کام بہرحال ہونا چاہیے تھا۔

برادرم حافظ راشد الحق نے جو رہنما خطوط اور مشاہدہ و تجربات بتائے تھے وہ بھی بہت کام آئے مگر میں تو یہاں برصغیر کے پاکستانی ہندوستانی بنگلہ دیشی لوگوں میں اسطرح گھر گیا ہوں کہ مجھے یہ محسوس بھی نہیں ہوتا کہ میں برطانیہ میں ہوں۔ فکری اور تحریری کاموں اور تدریسی اور وہاں کے ہنگاموں سے کچھ دنوں کیلئے یہ یکسوئی بظاہر میرے لیے بہت مفید رہی صحت بھی اچھی رہی ہے اور ٹینشن اور ہر وقت چڑچڑاپن اور بچوں اور خاندان کے جھمیلوں سے ایک طرف ہو جانے سے بہت فرق آ گیا ہے۔ یہاں آپکی یادیں، محبتیں، دعائیں اور نسبتوں کا متاع سفر یا زادراہ ساتھ لیکر انشاء اللہ جنوری کے درمیانی عشرہ کے اوائل میں سعودی عرب حرمین شریفین روانہ ہونے کی کوشش کروں گا۔ برادرم شفیق الدین فاروقی عزیزان مولانا حامد الحق، حافظ راشد الحق و دیگر احباب و یاد کنندگان سے تسلیمات عرض ہیں۔ والسلام عبدالقیوم حقانی

(۹)

از برطانیہ، ۱۹؍جنوری ۱۹۹۵ء (تحفظ دینی مدارس اور جہاد افغانستان کے مسائل کا جگہ جگہ ذکر)

مشفقی و محسنی استاذی المحترم دامت شفقتکم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خدا کرے کہ آپ بعافیت ہوں اور خدا تعالیٰ ہمیشہ عافیت

سے رکھے شاید مجھے کچھ روز مزید بھی یہاں قیام کرنا پڑے احباب کا اصرار ہے اور مسلسل جلسے رکھے ہوتے ہیں۔اللہ پاک قبول فرماوے آمین ثم آمین۔.............گزشتہ سے پیوستہ ہفتے یہاں کے جنگ اخبار میں آپ کی دینی مدارس کے سلسلہ مساعی لاہور میں کامیاب اجلاس کی مختصر خبریں چھپی تھیں، جس سے دینی حلقے بہت خوش تھے اور الحمدللہ کہ پاکستانی ماحول میں اسکے بہت ہی اچھے اثرات دیکھے اور مجھے بھی عالمی حالات کے ضمن میں جہاد افغانستان میں طلبہ کے قیام امن اور پاکستان کے فرسودہ حالات میں دینی مدارس کے تحفظ واستحکام کے سلسلے میں اپنے شیخ نوراللہ مرقدہ مرکز علم دارالعلوم حقانیہ اور آنجناب کی مساعی کا گوضمناً ہی سہی تذکرہ کرنے کی راہ مل جاتی ہے مخلصین خوش ہوتے ہیں اور مبغضین کے چہرے ہر جگہ نمایاں رہتے ہیں۔آپ اپنی دعاؤں میں اس گنہگار خادم کو بھی حصہ وافر مرحمت فرمائیے گا۔خط لکھنے کا موقع ہی نہیں ملتا بلکہ یہاں دوستوں کا ماحول ہی ایسا ہے کہ لکھنے پڑھنے پر طبیعت آمادہ ہی نہیں ہوتی آپ محسوس نہ فرماویں استاذ المکرم حضرت مولانا حافظ انوار الحق مدظلہ وتمام اساتذہ کرام و برادرم مولانا حامد الحق وحافظ راشد الحق جملہ یاد کنندگان واحباب کی خدمت میں سلام عرض ہیں اور دعاؤں کی درخواست۔ عبدالقیوم حقانی

(۱۰)

ازلندن۔۲۰ فروری ۱۹۹۵ء (تدریسی اور تعلیمی کام میں ترقی کیلئے مزید توجہ کی خواہش)

مشفقی ومحسنی استاذی المحترم والدی الکریم حضرت العلامہ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خدا کرے کہ آپ بخیر وعافیت ہوں اور اللہ کریم ہمیشہ عافیت سے رکھے۔آمین ثم آمین۔اس سے قبل بھی خطوط ارسال خدمت کیے ہیں امید کہ موصول ہوگئے ہوں گے۔آپ سے سات سمندر پار ہوں موقع ملتا ہے تو خطوط سے ملاقات اور حصول دعا کا راستہ اپنا لیتا ہوں۔آج تو ایک اوقات رمضان میں خصوصی درخواست دعا کے ساتھ ایک خصوصی درخواست یہ بھی عرض کرنی ہے، کہ اس فقیر وحقیر کو آئندہ سال حدیث کی کتاب مرحمت فرماویں تو احسان بھی ہوگا، اور مزید تعلیم وتربیت اور ترقی کے لیے خصوصی نظر عنایت پر اجر وثواب بھی، ویسے بھی اب تک جو بیناالل وگنہگار اس قدر دینی نسبتوں کے حوالے سے جو کچھ تھوڑا بہت انسانوں میں شمار ہوتا ہے یا علم دین کی کوئی خدمت ہو رہی ہے یا تدریس یا تصنیف وتالیف کے جو کچھ لاحقے لگے ہوئے ہیں یہ بھی تو آپ ہی کی ذاتی توجہ اور اس گنہگار کے ساتھ خصوصی اور ذاتی تعلق خاطر ہی کے ثمرات ہیں واجرکم علی اللہ، اگر باہر سے کسی نئے مدرس کو لاکر اس کو ابوداؤد یا شمائل یا مشکوٰۃ وغیرہ دینے کے فیصلے کیے جائیں تو میرے خیال میں (اور یہ خیال غلط بھی ہوسکتا ہے شاید حماقت بھی ہو) اپنے شب وروز کے خدام کو زیادہ ترجیح دینی چاہیے۔

بہر حال میری اس بے وقوفی پر ناراض نہ ہوں میں نے کہا شاید زبانی نہیں کہہ سکوں گا اس لیے کئی روز سے دل میں اٹھکیلیاں کھانے والے ان خیالات نے یہ لکھنے پر مجبور کر دیا ہے، اگر کوئی غلطی یا بے ادبی ہے تو معاف فرمادیں۔اس بات پر نہ اصرار ہے نہ انکار۔میرے لیے تدریسی کام میں جو فیصلہ اور کسی بھی درجے کی کتاب آپ دیں آمنا وصدقنا آپ ہی کا فیصلہ درست ہے، آپ کی صوابدید پر سر تسلیم خم اور اپنے جذبات اپنی ذات تک محدود رہیں گے، واجرکم علی اللہ۔

استادم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ سے بھی تسلیمات عرض ہیں اور دعاؤں کی درخواست بھی، مخدوم زادگان برادرم مولانا حامد الحق، حافظ راشد الحق برادر شفیق الدین فاروقی اور مولانا محمد یوسف شاہ وجملہ حاضرین وسامعین سے سلام محبت۔ والسلام عبدالقیوم حقانی

(۱۱)

(سرزمین خرم کے مشاغل O پاکستانی شیعوں کے ملی یکجہتی کے سلسلہ میں احقر کے بارہ میں تاثرات)

من الارض المقدس مکۃ المکرمہ، ۱۷/مئی ۱۹۹۵ء

مشفقی ومحسنی استاذنا المکرم حضرت الاستاذ حضرت مہتمم صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خدا کرے کہ آپ بعافیت ہوں اللہ کریم عافیت سے رکھے۔

اتنا تو علم تھا کہ آپ نے حج پر آنا ہے مگر یہ معلوم نہ ہوسکا کہ آپ تشریف لائے بھی ہیں اور اگر آنا ہوا ہے تو کہاں ہیں ملاقات سے محروم رہا، میری والدہ اور میری خالہ کا گزشتہ سال بھی حج کا پروگرام تھا مگر داخلہ نہ ہوسکا سال رواں میں بھی میرے بیرون ملک سفر کی وجہ سے داخلے بند ہو چکے تھے۔ اور بظاہر اسباب مایوسی تھی، مگر خداوند عالم مسبب الاسباب ہے آپ حضرات سے نسبت اور آپ کی دعائیں اور قلبی توجہات وعنایات کی برکات سے خدا تعالیٰ نے ۳۰ مئی کو کام کرا دیا پیسے جمع کرائے اور اسی رات کو روانگی ہوئی جبکہ اس سے قبل ہم لوگ ذہنا بھی تیار نہ تھے کہ قطعی مایوسی تھی اور اب بحمد اللہ ارکان حج سے فارغ ہو چکے ہیں۔ والدہ ماجدہ عافیت سے ہیں اور کمزوری وضعف اور بیماریوں کے باوصف طواف زیارت تک اپنے پاؤں سے کیا اور اب بھی یومیہ تین طواف کر لیتی ہیں، بے چاری خالہ جی کا کام نہ ہوسکا اس کے رہ جانے کا دکھ اور افسوس ہے منیٰ مزدلفہ عرفات اور بیت اللہ کے سایہ میں اپنے اساتذہ بالخصوص اپنے شیخ مربی حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ اور آپ حضرات ہر وقت یاد رہتے ہیں دارالعلوم کے بقاء واستحکام اور ترقی کے لیے والدہ ماجدہ دعاؤں کا اہتمام فرماتی ہیں۔ برادرم شفیق الدین فاروقی وبرادرم حضرت مولانا حامد الحق صاحب وبرادرم مولانا راشد الحق صاحب اور حضرت اسامہ سمیت تمام مخدوم زادگان اور خانہ حق کے ہر ہر فرد کے لیے دعا فرمانے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ اللہ کریم سب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماوے، ترقیات اور بلند درجات عطا فرماوے اور صحیح معنوں میں علوم نبوت کا وارث وجانشین اور حضرت شیخؒ کے مشن کو زندہ اور جاری رکھنے والا بنائے۔ ہاں! یہاں حج میں پاکستانی شیعوں سے واسطہ پڑ گیا ہے ہماری عمارۃ میں ہیں آپ سے بہت خوش ہیں اور کہتے ہیں کہ مولانا سمیع الحق صاحب اتحاد وبین المسلمین کے داعی اور درحقیقت ہماری ہی حفاظت کا حصار قائم کرنے والے ہیں۔ تمام اساتذہ کرام وحاضرین مجلس ومخدوم زادگان سے تسلیمات، جون کے اوائل یعنی پہلے سادسیہ میں واپسی ہوگی، انشاء اللہ۔　　والسلام　　عبدالقیوم حقانی

(۱۲)

از برطانیہ ۳۱/جنوری ۱۹۹۶ء　(برطانیہ میں دن رات دارالعلوم جیسا ماحول O کمپیوٹر کی حیرت انگیز ترقی)

مشفقی ومحسنی استاذی المحترم حضرت العلامہ مولانا سمیع الحق صاحب۔ دامت شفقتکم العالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خدا کرے کہ آپ وجملہ اساتذہ کرام ومخدوم زادگان بخیر وعافیت ہوں اللہ پاک ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین

احقر الحمد للہ آپ حضرات کی دعاؤں التفات کے صدقے تعلیم وتبلیغ اور دروس قرآن میں مصروف ہے اور خوب خوب شغل ہے جیسے رمضان میں اکوڑہ خٹک اور گردونواح میں ختم قرآن کی تقریبات ہوتی ہیں۔ اور ماحول اپنا رہتا ہے مجھے بھی الحمد للہ یہاں کے مساجد میں ہر رات تقریباً اسی طرح کا ماحول میسر ہے۔ شب وروز کے ساتھی بھی تقریباً ایسے ہیں جیسے دارالعلوم کے طلبہ، حالانکہ یورپ میں کوئی کسی کے لیے فارغ نہیں ہوتا مجھ پر اللہ کا کرم اور احسان ہے کہ دن کو بھی رفقاء میسر ہیں، نسل نو، میں کام کی ضرورت ہے اور اسی موضوع پر ہی بولنا پڑتا ہے نو بجے کے قریب جنگ لندن مل جاتا ہے ۱۷ سے آج ۳۱ جنوری تک اخبارات میں آپ کے بیانات نہیں ہوتے نورانی میاں یا پھر قاضی

حسین احمد ملی یکجہتی کونسل کے حوالے سے چھائے رہتے ہیں زیادہ تر قاضی حسین احمد کے بیانات ہوتے ہیں۔ ۵فروری کی ہڑتال کی اپیل اور یکجہتی کونسل کی جانب سے بیانات بھی قاضی حسین احمد اور نورانی میاں کے لگ رہے ہیں خدا کرے باعث بالخیر ہوں، یہاں باہر کے ماحول میں طبعاً دل ادھر متوجہ رہتا ہے۔ عمرہ کے لیے ویزا کی کوشش جاری ہے اس دفعہ مشکلات زیادہ ہیں۔ خدا کرے کہ آسانی ہو استاذ محترم حضرت مولانا انوار الحق، شفیق الدین فاروقی، مولانا حامد الحق اور برادرم حافظ راشد الحق سے تسلیمات عرض ہیں اور دعاؤں کی درخواست...... کل سیر و تفریح پر ساتھی ایک جگہ لے گئے تو کمپیوٹر کی جدید اور حیرت انگیز ترقی نے حیرت زدہ کر دیا۔ کمپیوٹر نے مالک مکان کی آنکھوں کے ڈوروں کو کمپیوٹر رائز اڈ کر دیا ہے اور اس کا تالا بنا دیا ہے۔ وہی مالک مکان جب آتا ہے اور آنکھیں کھول کر دروازہ کے ایک خاص حصہ پر نظر ڈالتا ہے تو تالا خود بخود کھل جاتا ہے، نہ دوسروں کی آنکھ کام کرتی ہے اور نہ کوئی چابی...... انگوٹھے کی ساخت کو کمپیوٹر میں ڈال دیا گیا جب وہی انگوٹھا دروازے پر لگتا ہے تو وہ کھل جاتا ہے یہی حال چابی کا ہے اس کی ساخت کمپیوٹر رائزڈ کر دی گئی لگانے کی بجائے صرف دکھانے سے تالے کھل جاتے ہیں۔ فیا للعجب، رمضان المبارک میں خصوصیت اور اہتمام سے دعاؤں کی درخواست۔ عبدالقیوم حقانی

(۱۳)

(برطانیہ میں دعوتی تدریسی سرگرمیاں O عورت کی حکمرانی پر حق و باطل کے امتیاز کیلئے لمبی بات)

از لندن جنوری/۱۹۹۶ء

مشفقی و محسنی استاذی المحترم حضرت مہتمم صاحب۔ دامت شفقتکم العالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خدا کرے کہ آپ بعافیت ہوں اور اللہ کریم ہمیشہ خیر و عافیت و حفاظت سے رکھے۔ آمین ثم آمین

۷ جنوری کو پشاور سے روانگی ہوئی رات دبئی میں آئی پھر براستہ پیرس جانا تھا اور پیرس میں جہاز بدلنا تھا۔ دبئی والوں نے کہا پیرس سے واپس کر دیے جاؤ گے کہ وہاں ویزہ لگے بغیر ائیر پورٹ پر نہیں اترنے دیتے لہٰذا ٹکٹ تبدیل کر دی گئی اور وہاں سے براہ راست لندن آ پہنچا۔ والحمدللہ علی ذلک۔ ساتھی انتظار میں تھے آٹھ بجے عشاء کی نماز ہوتی ہے۔ ساڑھے ۶ بجے جہاز اترا، پہلی تقریب لندن ہی میں عشاء کی نماز کے بعد رکھی گئی تھی اعلانات بھی ہوئے تھے خدا تعالیٰ نے بروقت پہنچا دیا اور الحمدللہ کہ پروگرام کامیاب رہا اس دفعہ گذشتہ سال کی طرح برطانیہ میں مختلف شہروں میں یہ پروگرام تقسیم کر کے بھاگم بھاگ کے بجائے یہیں لندن ہی کی دو مساجد جو بڑی مرکزی جگہ پر واقع ہیں ٹوٹنگ میں اور بالہم میں اوقات تقسیم کر دیے ہیں علماء کے لیے دورہ تفسیر کی صورت بھی ساتھی بنا رہے ہیں۔ الحمدللہ مسلمان شوق سے آتے اور درس وتقاریر میں شرکت کرتے ہیں۔ ہر نماز کے بعد اور دینی خوشی و مسرت کے ہر لمحے میں سیدی حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب اور آپ حضرات کے لیے بے اختیار دل سے دعائیں نکلتی ہیں ورنہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا جو کچھ وہاں دیکھا سنا پڑھا سیکھا اور پریکٹس حاصل کی یہاں اس کی نقل ہوتی ہے۔ اور لوگ دعائیں دیتے ہیں آپ سے نسبتوں کی لاج ہے۔ جو پروردگار کے فضل وکرم کی صورت میں خدمت دین کی توفیقات سے نوازے جاتے ہیں۔ ع۔ وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے۔ گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی مجھے ماحول علمی دینی اور صوفیانہ ملا ہے لندن میں رہتے ہوئے مجھے یہ محسوس نہیں ہوتا کہ میں واقعی لندن میں ہوں یا کسی اسلامی مدرسہ میں، فارغ اوقات میں خوب خوب علم و مطالعہ اخذ و انتخاب اور لکھنے کا موقع بھی فی الحال مل جاتا ہے۔

<u>بے نظیر سے تعاون کیوں؟ ہر پاکستانی کا سوال:</u> بایں ہمہ پاکستانی مزاج اور پاکستانی سیاست ہر جگہ نمایاں رہتی اور چلتی رہتی ہے، ابھی تک یہاں کا جنگ لندن تو نہیں دیکھا، مگر ہر پاکستانی کا یہی سوال ہوتا ہے کہ علماء کرام! تم بے نظیر کے ساتھ تعاون کیوں کر رہے ہو؟ ہند بنگلہ دیش برما رنگون اور دیگر اسلامی ممالک کے لوگ بھی کہتے ہیں کہ علماء بے نظیر کا تعاون کیوں کر رہے ہیں؟ سب کو سمجھانا پڑتا ہے کہ بے نظیر کا معاون ایک خاص گروہ ہے مولانا فضل الرحمٰن اور ان کے چند ساتھی ہیں جمعیۃ علماء اسلام کے اکابر اور مولانا سمیع الحق کا ان

سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ایک جذباتی نے تو گزشتہ رات یہ بھی کہا کہ برطانیہ میں دین کی تبلیغ تب موثر ہوتی جب پاکستان میں تم بے نظیر کا ساتھ نہ دیتے پھر مجھے تفصیلات بتانی پڑیں اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کے لیے لمبی بات کرنی پڑی۔ بہرحال یہ سب آپکی دعائیں ہیں ۔اللہ پاک قبول فرمائے۔ مخدوم زادہ گان حضرت مولانا حامد الحق صاحب حقانی، مخدوم زادہ حافظ راشد الحق حقانی سے تسلیمات عرض ہیں بر ادرم شفیق الدین فاروقی اور مولانا محمد یوسف شاہ اور تمام احباب و حاضرین سے سلام، حضرت مولانا انوار الحق کو علیحدہ خط لکھ دیا ہے۔ کبھی کبھی خط بھیجا کرو تو نگاہ پڑھ لیا کریں تو احسان ہوگا۔ والسلام عبدالقیوم حقانی

(۱۴)

۱۵/جون ۱۹۹۷ء (محبت گرویدگی، تعلق خاطر اور نسبت پر فخر و امتیاز)

مشفقی و محسنی سیدی واستاذی المحترم دامت شفقتکم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپ میرے مہربان، مربی، محسن اور حد درجہ شفیق استاذ ہیں آپ کی بے انتہا مہربانیاں اور احسانات ہیں میری زبان میرا قلم اور صلاحیتیں آپ ہی کی خصوصی عنایات کی مرہون منت ہیں مجھے بھی آپ کے ایک کارکن شاگرد و فنا فی خادم اور آپ کی ذات سے محبت گرویدگی تعلق خاطر اور نسبت پر فخر و امتیاز ہے اور اسی نسبت پر زندگی گزر رہی ہے۔آپ کی فکر آپ کے ذہن بلکہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اور ادائیں میری تحریر و تقریر کا ہدف رہیں میری تمام صلاحیتوں کے استعمال کی بنیاد اور محور و مرکز آپ کی ذات ہی رہی ہے اور مجھے اس پر ناز بھی ہے فخر بھی۔ خدا کا شکر بھی۔ آہ کاش آپ بھی مجھے اپنے ہی آئینہ میں دیکھتے۔ والسلام عبدالقیوم حقانی

(۱۵)

۲۲/جولائی ۲۰۰۰ء (دینی مدارس کے جمود و اضمحلال اسباب و عوامل ٥ اصلاح احوال کیلئے سوالات)

مکرمی و محترم المقام عالی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف، مدارس دینیہ نے ماضی قریب میں اسلامی تہذیب و ثقافت کے تحفظ و بقاء کے سلسلہ میں جو گرانقدر مثالی خدمات انجام دی ہیں وہ ہماری علمی و تمدنی تاریخ کا ایک زریں باب ہے، کارگاہ حیات میں ہمارے ان مدرسوں کی حیثیت انسانی فیکٹریوں اور مردم ساز کارخانوں کی رہی ہے جن سے ایسے ایسے رجال کار بن سنور کر نکلے ہیں جن کے علمی رسوخ، پاکیزگی و کردار، بلندی اخلاق، جہد و عمل اور ایثار و اخلاص پر ملت کو بجا طور پر فخر ہے۔ جن کی علمی و دینی سرگرمیوں سے چمنستان دعوت و عزیمت تر و تازہ و صدا بہار تھا جن کے جہد و عمل کی داستانیں آج بھی کتنے دلوں کیلئے بانگ جرس کا کام دے رہی ہیں یہ ساری کی ساری تاریخ ساز شخصیتیں ہمارے انہیں مدرسوں کی ساختہ پرداختہ تھیں۔ ہمارے ان تعلیمی اداروں کا شاندار کردار آفتاب نیمروز کی طرح واضح اور روشن ہے جس سے انکار کوئی شپرہ چشم ہی کر سکتا ہے مگر ماضی کی طرب انگیز و مسرت افزا داستان کیساتھ ہمیں تصویر کے دوسرے رخ کی جانب بھی اپنی توجہ مبذول کرنی چاہیے آجکل ہمارے انہیں ملت نواز اداروں کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ ان مردم ساز کارخانوں میں جمود و اضمحلال کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے، بلکہ اس عمومی تاثر کی صحیح تعبیر بعض لوگوں کے نزدیک یہ ہے کہ یہ دینی درسگاہیں اپنی افادیت دن بدن کھوتی جارہی ہیں اور ماضی کی بنیاد پر ملت نے ان سے جو توقعات اور امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں وہ آج پوری نہیں ہورہی ہیں، یہ واقعہ بھی ہے۔ جس کا پوری سیر چشمی و فراخ دلی کیساتھ یہ اعتراف کرنا چاہیے کہ ہماری دینی درسگاہوں سے موثر علمی و دینی شخصیتوں کی تیاری تقریباً بند ہو رہی ہے دوسری طرف حکومتی سطحوں پر ہندوپاک میں دینی مدارس کو نیست و نابود اور صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے یکساں طرز کی پالیسی پر عمل کیا جارہا ہے۔اس تشویشناک صورت حال کا تقاضا ہے کہ پوری بالغ نظری و دلسوزی کیساتھ حالات و واقعات کا تجزیہ کر کے طے کیا جائے کہ (۱) وہ کیا اسباب و عوامل ہیں جن کی بناء پر ہمارے مدارس جمود و تعطل کا شکار ہوتے جارہے ہیں۔ (۲) نظام تعلیم و تربیت میں وہ کونسی خامیاں اور کمزوریاں پیدا ہوگئی ہیں جن کی وجہ سے ہماری محنت مفید و موثر نہیں ہو رہی

ہے۔(۳) کیا ہمارا متداول نصاب تعلیم عصری تقاضوں کو پورا نہیں کر رہا ہے اسلئے اس کی افادیت کم ہوتی جارہی ہے۔(۴) کیا مدارس دینیہ کے تعلیم و تعلم کا جو اصل مقصد تھا وہ ہمارے دل و دماغ سے اوجھل ہو گیا ہے اسلئے یہ جمود پیدا ہو گیا ہے۔(۵) وہ کون سے اقدامات ہیں جن کے ذریعہ پھر سے مدارس کو فعال و متحرک اور مردم خیز بنایا جاسکتا ہے۔(۶) دینی مدارس کو سرکاری تحویل و تسلط سے محفوظ رکھنے کیلئے وہ کونسا بھرپور کردار اور ٹھوس لائحہ عمل اختیار کیا جائے جس سے دینی اداروں کی ساکھ بھی باقی رہے اور انہیں حکومتی دست برد سے بھی محفوظ رکھا جاسکے۔

امید ہے کہ آپ جیسے ملت کے دردمند اصحاب فکر ونظر جو مدارس کے احوال و کوائف سے صرف نظر ہی نہیں بلکہ عملی طور پر واقفیت رکھتے ہیں اور حقیقی طور پر مدارس کے بقاء و تحفظ اور اصلاح و دفاع کے براہ راست ذمہ دار بھی ہیں ان سوالات کو اپنے غور و فکر کا محور بنائیں گے اور اپنے نتیجہ فکر سے مطلع بھی کریں گے۔ جسے ماہنامہ القاسم میں اور پھر بعد میں علیحدہ کتابی صورت میں بھی شائع کیا جائے گا۔ تا کہ ان کی روشنی میں ایک ایسا لائحہ عمل تیار کیا جاسکے جن کے ذریعے ملت کے ان مردم ساز کارخانوں کو زیادہ سے زیادہ کارآمد و نفع بخش بنایا جاسکے۔

یہ وقت کی ایک ایسی ضرورت ہے، جس سے ہماری چشم پوشی اور بے اعتنائی کسی مخصوص طبقہ یا جماعت کے مفاد سے نہیں بلکہ پوری ملت کے دینی، علمی اور فکری مفاد سے بے پروائی ہوگی کیونکہ ہماری سہل پسندی و غفلت کوشی ان لوگوں کے لئے ہمارے مدارس میں دخل اندازی کا موقع فراہم کردے گی جو ان مدارس کے دینی کردار اور مذہبی قدروں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے ہیں اور ایک عرصہ سے اس فکر میں لگے ہیں کہ کسی طرح ان کی اس حیثیت کو پامال کردیں اگر ہماری لاپرواہی اور بے توجہی کی بناء پر یہ مذہب بیزار طاقتیں اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئیں تو یہ ملت کا ایسا خسارہ ہوگا جس کی تلافی صدیوں میں بھی ممکن نہ ہوسکے گی ہمیں حالات کے رخ کو سمجھنا چاہیے اور اس وقت کے آنے سے پہلے جب کہ ہماری کوششیں بے سود اور ہماری جدوجہد لاحاصل ہو جائے اصلاح احوال کی فکر کرنی چاہیے اگر درست ہے اور یقیناً درست ہے کہ جس قوم کے پاس تابناک ماضی کا آئینہ ہوتا ہے اسے اپنے حال کی پیچیدگیوں کے سلجھانے میں دشواری نہیں ہوتی تو ہمیں یہ سعادت حاصل ہے اسلئے بغیر کسی مایوسی اور خوف ناکامی کے ہمیں قدم آگے بڑھانا چاہیے انشاء اللہ خدائے بزرگ و برتر کی مدد ہمارے شامل حال ہوگی۔ اور کامیابی کی راہیں کھلیں گی۔ آپ کے جواب کا منتظر عبدالقیوم حقانی

(۱۶)

۱۱ مئی ۲۰۰۱ء **(القاسم کا مولانا علی میاں ندوی کے بارہ میں تاریخی دستاویز)**

مکرمی و محترم القام مخدوم مکرم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! مزاج شریف، آپکو شاید معلوم ہو کہ ''ماہنامہ القاسم'' مفکر اسلام، داعی کبیر، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ پر خصوصی، شاندار، تاریخی اور ہر لحاظ سے جامع اشاعت کا اہتمام کر رہا ہے۔ الحمدللہ، اس سلسلہ میں کافی کام ہو چکا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ حضرات کی قلمی معاونت، فکری رہنمائی اور عملی شرکت ہو جائے تو ادارہ کیلئے افتخار اور ہم خدام، گنہگاروں کیلئے تشجیع اور حوصلہ افزائی کا باعث ہوگا۔ اللہ کریم اجر عظیم سے نوازے کہ آپ روز اول سے ادارہ القاسم، جامعہ ابوھریرہؓ، اور القاسم اکیڈمی کیساتھ قلبی تعلق رکھتے ہیں اور محبت فرماتے ہیں۔ اس عظیم تاریخی دستاویز میں آپکی بھی شرکت تاریخی ہونی چاہیے۔ اپنے مضامین کے علاوہ حضرت پر لکھے گئے دیگر مضامین اور حضرات کے مذاق اور مزاج سے مناسبت رکھنے والے علماء اور مشائخ کی بھی نشاندہی فرمائیں۔ والسلام عبدالقیوم حقانی

(۱۷)

۱۳ جون ۲۰۰۱ء

(بیرونی میڈیا سے انٹرویو کا کیسٹ)

استادی المحترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! حسب ہدایت کیسٹ سے مضمون اتار لیا گیا۔ بعض سوالات سمجھ میں نہیں آئے جگہ چھوڑ دی ہے واقعۃً دلچسپ اور حیرت افزا مضمون ہے مزید دعا کی درخواست، آپ کی مرسلہ کیسٹ کل ۴ بجے موصول ہوئی اس لیے کام میں دیر ہو گئی۔ معذرت خواہ ہوں۔ عبدالقیوم حقانی

(۱۸)

۲۱ اگست ۲۰۰۳ء

(عراق میں پاکستانی افواج کے بارہ میں فتویٰ[1] پر اتفاق رائے کی کوشش کی تحسین)

سیدی وسندی ووسیلتی الی اللہ ووالدی الکریم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج شریف۔ گرانقدر شفقت نامہ مع فتویٰ موصول ہوا۔ یادفرمائی باعث عزت افزائی ہوئی۔ اللہ کریم اجر عظیم سے نوازے۔ ہم گنہ گاروں کیلئے بہت خوشی اور اعزاز وافتخار ہے کہ آپ حضرات کے گوشہ قلب میں ماہنامہ "القاسم" کیلئے جگہ ہے آپ نے یاد فرما کر احسان فرمایا۔ فتویٰ کو ادارتی کالم کے نقش اول میں بطور مہمان اداریہ شامل کیا گیا ہے اور یہ اپنے لئے اور ادارہ کیلئے اعزاز سمجھتے ہیں۔ آپکی سیاسی ومذہبی خدمات پوری امت کیلئے مشعل راہ ہیں اللہ کریم نے آپکی قائدانہ صلاحیتوں سے تمام مکاتب فکر کے علماء کو ایک حساس اور اہم شرعی مسئلہ پر متفق کر کے پوری امت کی رہنمائی کی توفیق بخشی ہے۔ اللہ کریم آپکا سایہ رشد وہدایت ہم گنہ گاروں کیلئے اور پوری امت کیلئے تادیر قائم ودائم رکھے۔ دعاؤں کی درخواست۔ مخدوم زادہ گان اور برادرم شفیق الدین فاروقی کی خدمت میں سلام عرض ہیں۔ والسلام عبدالقیوم حقانی

(۱۹)

(خط میرے لئے ملا عمر کو اعزازی سند سے کم اعزاز نہیں O کتب خانہ حقانیہ کو مطبوعات کا سیٹ)

۱۵ جنوری ۲۰۰۴ء

والدی الکریم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، ۱۰ جنوری کا شفقت نامہ موصول ہوا جو میرے لئے آپ کی طرف سے ملا عمر کے نام اعزازی سند سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ ہم شاد ہیں کہ ہیں تو کسی کی نگاہ میں سید سلیمان ندوی نمبر ہو یا اس سے قبل کی قلمی کاوشیں سب آپ کی توجہ وعنایت، تعلیم وتربیت، حوصلہ افزائیوں، شفقتوں اور عنایات کی مرہون منت ہیں، و اجرکم علی اللہ، مادر علمی کی رسید سے مزید مسرت ہوئی اور اعزاز حاصل ہوا۔ اپنی تمام مطبوعات کا مکمل سیٹ ارسال خدمت ہے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے کتب خانہ میں رکھوا دیں میرے لئے اعزاز ہے افتخار ہے اور یہ سب اسی گلشن کا پھل ہے اللہ کریم آپکا سایہ شفقت وہدایت تادیر ہم گنہ گاروں اور فقراء کے سروں پر قائم رکھے۔ آمین والسلام عبدالقیوم حقانی

---

[1] عراق پر امریکی حملہ کے بعد پرویز مشرف امریکہ کے کہنے پر پاکستانی افواج بھیجنا چاہتا تھا۔ پاک افغان ڈیفنس کونسل کے اکابر کے مشورہ اور خواہش پر احقر نے ملک کے جید علماء اور مفتی حضرات کو اسلام آباد جمع کیا، سب نے بڑے غور اور بحث وتمحیص کے بعد وہ تاریخی فتویٰ مرتب کیا جسے میں نے کونسل کے زیر اہتمام رات کو لیاقت باغ راولپنڈی میں پڑھ کر سنایا، اس فتویٰ سے حکومت وقت کے اوسان خطا ہو گئے اور امریکی مدد اور عراقیوں کے قتل عام کیلئے افواج پاکستان بھیجنے کی رائے بدل گئی۔

(۲۰)

۱۴؍ ا مئی ۲۰۰۱ء [1] (کتاب صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام کی تشہیر و تعارف)

والد ی الکریم و استاذی المکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، برائے تبصرہ مدیران جرائد و اخبارات کے نام آپ کے خط کی فوٹو کاپی برائے ملاحظہ ارسال خدمت ہے۔ اشتہار کی چھپائی وغیرہ اور مضمون کیلئے فرصت نہ ملی۔ گزشتہ تین چار روز اپنے بعض امور میں پھنس گیا ہوں ٹھیکہ داروں اور گلکاروں نے دھوکے دے کر حلا کے رکھدیا ہے اب بھی اسی چکر میں ہوں تاہم مولانا سید محمد صاحب نے پشاور میں اشتہار برائے طباعت بھی دیدیا ہے چھپ کر آجائے تو پیش خدمت کر دونگا۔ والسلام، عبدالقیوم حقانی

۱۲۰ کتب برائے جرائد اور ۱۱ کتب مزید برائے کالم نگاران وغیرہ بھیجے گئے ہیں۔

(۲۱)

(القاسم کی اردو زبان میں اکابر پر اشاعتیں)

مخدوم و مکرم، مدیر محترم زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج شریف، امید ہے کہ ماہنامہ القاسم کی خصوصی اشاعت ''مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نمبر'' موصول ہو گیا ہوگا اور آپکی نگاہ توجہ و عنایت کا منظور نظر بن کر نقد و تبصرہ کے مرحلوں سے گزر رہا ہوگا۔ آپکے خصوصی تعلق خاطر و محبت پر دلی شکریہ پیش خدمت ہے۔ واجرکم علی اللہ، اور اب القاسم اکیڈیمی کی تازہ اشاعت ''سوانح قائد ملت مولانا مفتی محمودؒ'' پیش خدمت ہے۔ پٹھانوں کے اس دیہاتی ماحول میں القاسم اکیڈمی کی اردو زبان میں اشاعتیں یقیناً علم و ادب سے بے اعتنائی کے اس دور میں فروغ ادب کا چراغ جلائے رکھنا ہم گناہگاروں کے بس کی بات نہیں ہے آپ حضرات کی جانب سے مسلسل ہمت آفرینوں، توجہات، حوصلہ افزائیوں، دعاؤں اور اپنے جرائد میں خصوصیت سے نقد و تبصرہ فرما کر ہم گنہ گاروں کی مخلصانہ پشت پناہی سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ امید ہے حسب سابق و حسب معمول خصوصی نقد و تبصرہ سے نوازیں گے اس معمولی سے علمی و ادبی اور سوانحی خدمت کو ہم عاجزوں اور ناکاروں کی نسبت سے نہ دیکھیں۔ صاحب سوانح کی عظمت کے حوالے سے بہرحال جو بھی بن پڑے تبصرہ وتعارف سے سرفراز فرمادیں۔ واجرکم علی اللہ، والا گرامی حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ سلام عرض کرتے ہیں اور دعاؤں کی درخواست۔

والسلام حافظ محمد قاسم عفی عنہ مدیر ماہنامہ القاسم (برائے مولانا عبدالقیوم حقانی)

---

[1] (کتاب دفاع اسلام اور معرکۂ صلیبیت کی داستان)

(اوپر والا خط اس خط کے جواب میں لکھا گیا ہے)

۱۶؍ مئی ۲۰۰۱ء (بنام حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی)

برادر مکرم و معظم حضرت مدیر محترم زید مجدکم، سلام مسنون، یہ کتاب آپ اور میرے مشترکہ احساسات اور دفاع اسلام بمقابلہ صلیبیت کی ایک داستان ہے آپ اس معرکۃ المعارک کے صف اول کے شہسوار ہیں۔ فهنيئاً لكم و تقبل الله جهودكم،

یہ معرکہ اب زوروں پر ہے کتاب کو لوگوں تک پہونچانا میرے بس کی بات نہیں نہ کتاب فروشی مقصد ہے مگر اس کے مافی الضمیر کو آپ اپنے خداداد قلم اور صلاحیت سے لوگوں تک پہونچا سکتے ہیں اس پر ایک زوردار ادارتی کالم اگر مناسب سمجھیں تو تحریر فرمادیں اور تبصرہ و تعارف بھی تازہ ترین اشاعت میں اپنی قلم فیض رقم سے تحریر فرمادیں۔ آپ کے جواب اور تعاون کا منتظر ہوں کہ ہم اور آپ اس کارزار حق و باطل کے ہمدم و رفیق ہیں۔ والسلام، سمیع الحق،

(۲۲)

(تحریک نفاذ شریعت کا انقلابی کردار ○ سینیٹ میں شریعت بل پر مفصل خطاب کی ترسیل اور اشاعت کی اپیل)

مکرمی ومحترم المقام زیدت معالیکم سلام مسنون! امید کہ مزاج عالی بالخیر ہونگے۔ ملک میں نفاذ شریعت کا بنیادی اور سیاسی مسئلہ نازک ترین مرحلہ سے گزر رہا ہے تحریک نفاذ شریعت اپنا انقلابی کردار ادا کر رہی ہے جمعیۃ علماء اسلام کو بحمد اللہ اس میں مرکزی اور بنیادی کردار ادا کرنے اور متحدہ شریعت محاذ کی دعوت وتشکیل اور تحریک کی داعی جماعت کا مقام حاصل ہے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کی دعوت وتحریک پر آج بحمد اللہ شریعت محاذ پورے ملک کے دلوں کی دھڑکن بن چکا ہے۔ ادھر حکومت سیاسی مخالفین خودغرض سیاستدان اور اسلام دشمن عناصر اور بیرونی طاقتیں اس کو ڈائنامیٹ کردینے کے ذلیل ترین ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں۔ ایوان بالا سینٹ میں قائد جمعیۃ محرک شریعت بل حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اس سلسلہ میں مفصل خطاب کیا ارباب اقتدار ممبران پارلیمنٹ قومی رہنماؤں اور اسلامیان ملت کو احساسِ ذمہ داری اور ایک مسلمان کی حیثیت سے آخرت میں جوابدہی کے احساس کی انگیخت کی ہے اعتراضات کے جوابات شبہات کا ازالہ اور بے جا فتوات کی بے وقعتی اور حکومت کے شرمناک کردار کا پردہ چاک کردیا ہے یقین ہے کہ آپ حضرات اور جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن قائد جمعیۃ کی اس تقریر اور پیغام کو گھر گھر پہنچائیں گے سردست آپ کی خدمت میں شائع شدہ تقریر کی کاپیاں پیش خدمت ہیں۔ آپ حساس طبقہ اور موثر کارکنوں اور مخلصین میں تقسیم فرمادیں اور کیا ہی بہتر ہوگا کہ ضلعی اور تحصیل کی سطح پر جماعتی حلقے اپنی اپنی جانب سے شائع کرکے زیادہ زیادہ تعداد میں اسکی اشاعت وتقسیم کے کارخیر میں حصہ لیں۔ باری تعالیٰ اجر عظیم سے نوازے۔

والسلام عبدالقیوم حقانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور

(۲۳)

(کتاب روئے زیبا کی تابانیاں برائے تبصرہ)

مکرمی ومحترم المقام مدیر معظم وبرادر مکرم زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ! کتابوں کے تبصروں وتعارف کے حوالے سے آپ نے ہمیشہ وسیع النظری اور کمالِ شفقت وعنایت علم پروری فرما کر اور ہم فقیروں دیہاتیوں اور طالب علموں کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ واجرکم علی اللہ۔ "روئے زیبا ﷺ کی تابانیاں" یقیناً آپ کے لئے بھی موجب فرحت وباعثِ سرور، تسکین صدور اور تمرید نظر کا وسیلہ بنے گی اور حسب معمول اس حوالے سے بھی ہم طالب علموں کو حسب سابق اپنی بھرپور حوصلہ افزائیوں اور تشجیعات سے نوازیں گے۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے ان کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

اسکے ساتھ ایک فارسی رسالہ بھی ملفوف ہے۔ والسلام عبدالقیوم حقانی

(۲۴)

۲۲ستمبر ۲۰۰۲ء

(کتاب ماں کی عظمت پر تبصرہ)

محترم ومکرم حضرت المدیر زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ! مزاج شریف! "ماں کی عظمت" ارسال خدمت ہے از راہ کرم وعنایت حسب سابق خصوصی شفقت اور مہربانی فرماتے ہوئے تبصرہ وتعارف ارقام فرمادیں احسان ہوگا۔ اللہ کریم اجر عظیم سے نوازے۔

والسلام

(۲۵)

۱۷ افروری ۲۰۰۶ء　(بیٹی عافیہ اور حافظ عرفان الحق کی شادی پر مسرت اور دعائیں)

استاذ نا المکرم والمعظم۔ جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی صاحب زیدت فیوضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! دستِ مشفق سے خصوصی طور پر تقریب رخصتی کا والا نامہ باعثِ از دیادِ محبت ومودت ہوا۔ دل کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ایسا کہ جملہ ہائے مسرت نکلنے کے لئے سوچ میں پڑ گئے ہیں کہ نکلیں تو کہیں مارے افراطِ خوشی وانبساط کے بے ترتیب نہ ہو جائیں۔ اللہ جل مجدہٗ پیاری بیٹی مخدومہ عافیہ کو عرفانِ حق کے ساتھ عافیت والی زندگی نصیب فرمائے۔ دین پر استقامت نصیب فرمائے۔ اور حافظ عرفان الحق کو مہربان ومشفق خاوند کی صورت میں جلوہ افروز فرمائے۔ مسئول بننے کی صورت میں حق پر چلنے چلانے کی استعداد سے مزید حصۂ وافر عطا فرمائے۔ دعا ہے کہ دونوں اپنے دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کی روحِ مقدسہ کے لئے علیین میں سامانِ فرحت وسرور بنیں۔ میں جہاں بھی ہوا' جدھر بھی ہوا' اپنی تمام مصروفیات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے بوقتِ رخصت بسر وچشم حاضر ہونے کی سعادت سمجھوں گا۔ ان شاء اللہ۔

والسلام　عبدالقیوم حقانی

(۲۶)

یکم اجون ۲۰۰۶ء　(مولانا اسعد مدنی اور القاسم نمبر کیلئے مضمون کی خواہش)

سیدی و سندی و استاذی و والدی ووسلتی الی اللہ تعالیٰ المجید. السلام علیم رحمۃ اللہ!

مزاج شریف۔ مولانا سیّد اسعد مدنی نمبر کے حوالے رسائل کو اشتہارات جاری کر دیے ہیں آپ کا اسم گرامی کا اعلان بھی کر دیا ہے مضمون عنایت ہو تو سرفرازی ہوگی نہ بھی ہو تب بھی آپ سے نسبت پر افتخار ہے اور یہی ہمارا اعزاز ہے جامعہ دارالعلوم حقانیہ حضرت شیخ کی نسبت کے حوالے ایک دو مضمون مل گئے ہیں بطور نمونہ ارسال خدمت ہیں عثمانی نمبر دوبارہ شائع کر رہے ہیں علی میاں نمبر دوسری مرتبہ چھپ کر آ گیا ہے۔

عبدالقیوم حقانی

(۲۷)

۱۸ استمبر ۲۰۰۶ء　(اردو ڈائجسٹ اور تکبیر میں خطاب پر خوشی)

استاذی المکرم ووالدی الکریم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کل آپ کو تکبیر میں دیکھا آپ کو دیکھ کر دل خوش ہوا اللہ کریم حفاظت فرمادے آج اُردو ڈائجسٹ میں آپکو پڑھا آپ کی گفتگو سے لطف اندوز ہوا اللہ کریم آپ کا سایہ ہمت وبہادری ہم فقیر طالب علموں اور امت کے سروں پر دیر تک قائم رکھے۔ اردو ڈائجسٹ والی گفتگو القاسم کے لیے نقل کر لی ہے بغرض حصول دعا اس کی کاپی ارسال خدمت ہے۔　عبدالقیوم حقانی

(صیہونی اور امریکی گٹھ جوڑ پر خطاب)

سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب کا خطاب!

جب افغانستان پر امریکی حملہ ہوا تو ۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء کو ملک کی سرکردہ اور مذہبی جماعتوں کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ دراصل یہ صلیبی جنگ ہے اور یہ سلسلہ رُکے گا نہیں، آگے بڑھے گا، اگر ہم نے امریکا کو افغانستان پر حملے کے لئے راستہ نہ دیا ہوتا تو عراق پر

حملہ ہوتا، نہ فلسطین میں وہ سب ہوتا جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ اسرائیلی حملہ سوچی سمجھی سازش کا حصہ ہے اور یہودی اور عیسائی اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک پوری عرب دنیا پر قبضہ نہیں کر لیتے۔ مدینہ منورہ کا حصول ان کے ناپاک منصوبوں کا حصہ ہے۔ میں نے الجزیرہ ٹی وی پر یہ خبر سنی کہ اسرائیلی طیارے مدینہ منورہ کی فضائی حدود میں بار بار دیکھے گئے، تو یہ ان لوگوں کا ناپاک منصوبہ ہے۔ جس کی پشت پر ان کے مذہبی تصورات ہیں جو بُش کو بھی گھیرے میں لیے ہوئے ہیں۔ وہ ایک انتہا پسند شخص ہے، جس کو یقین ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور تبھی ہوگا جب سارا عرب علاقہ اسرائیل کے قبضے میں آچکا ہوگا۔ وہ دن جلد از جلد لانے کے لیے ہی یہ سب کیا جا رہا ہے۔ انہیں یقین ہے کہ یہود و نصاریٰ جب تک نہیں ملیں گے، مسلمانوں کا قلع قمع نہیں ہوگا اور ۱۵۰۰ سال میں صیہونی طاقتیں پہلی بار مسلمانوں کے خلاف اس انداز میں متحد ہوئی ہیں کہ پہلے کبھی نہیں ہوئی تھیں۔ ہندو، یہودی اور عیسائی سب مسلمانوں کے خلاف متحد ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ درندے اور دہشت گرد ہیں، انہیں مارو، ختم کرو۔ فلسطین، عراق، افغانستان، کشمیر اور روسی ریاستوں میں نہتے مسلمانوں کا بے دریغ قتلِ عام اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

یہ سب اس لئے بھی ہو رہا ہے کہ مسلمان ریاستوں کے حکمرانوں میں سے کوئی ابدالی، غزنوی اور صلاح الدین ایوبی نہیں۔ در پردہ یہ سب صیہونی قوتوں کے ہمنوا اور ان کے ہاتھوں میں کٹھ پتلیاں ہیں۔ او آئی سی بڑی طاقتوں کو سب سے زیادہ تحفظ فراہم کر رہا ہے۔ جب بھی کوئی مسئلہ اُٹھتا ہے، مسلمانوں کی نگاہیں او آئی سی کی طرف ہی اُٹھتی ہیں، مگر وہ ایک آدھ اجلاس کے بعد معاملے کو نمایاں کرنے کے بجائے چھپا دیتی ہے۔ ایک سال پہلے او آئی سی مکہ معظمہ میں جمع ہوئی تو ہم سب بہت خوش ہوئے کہ اب یہ کوئی فیصلہ کر کے اُٹھیں گے مگر انہوں نے وہاں بھی یہی رٹ لگائے رکھی کہ ہم دہشت گردی کے خلاف پوری کوشش کریں گے۔

عزیزانِ محفل! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ دہشت گردی امریکا کے خیال میں صرف اور صرف جہاد کا دوسرا نام ہے جو اسلام کو آج بھی زندہ رکھے ہوئے ہے اگر ہمیں اب تک کسی شی نے بچا رکھا ہے تو وہ جہاد ہے۔ اگر کوئی اس کے لئے دہشت گردی کا لفظ استعمال کرتا ہے تو درحقیقت وہ اسلام کو گالی دیتا ہے، اگر جہاد نہ ہوتا تو آج افغانستان اور عراق میں امریکا کی مکمل حکمرانی ہوتی، اگر جہاد نہ ہوتا تو آج لبنان میں تین ہزار مجاہدین اسرائیل کو ناک کے چنے نہیں چبوا سکتے تھے۔

یہ اسرائیل کا ایک طویل منصوبہ ہے۔ جس کا اگر ابھی سدِ باب نہ کیا گیا تو یہ مسلمانوں کے لئے بہت بڑی مشکل بن سکتا ہے۔ ملکی سطح پر ایسے فورم منعقد کیے جانے چاہیں جو اس مسئلے کا حل نکالیں اور اسرائیل کی صرف مذمت ہی نہ کریں بلکہ عملی اقدامات بھی تجویز کریں۔ اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں اور لبنان کی فوج کی مدد کریں۔ پارلیمان کا ایک فوری مشترکہ اجلاس بلایا جائے جس میں ان اقدامات پر عمل پیرا ہونے کے لئے مشاورت کی جائے۔ (تقریر سے اقتباس) اردو ڈائجسٹ (رپورٹنگ الطاف حسین قریشی)

(۲۸)

(اشاعتی خدمات کی رپورٹ)

۲۳/ فروری ۲۰۰۷ء

والدی الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، جس طالب علم کے ہاتھ میں آپ نے قلم پکڑوایا تھا حوصلہ افزائیوں، تشجیعات اور تسامح و چشم پوشیاں کر کے اسے کام

کرنے کے مواقع اور میدان مرحمت فرمائے تھےاس کی قلمی واشاعتی کارکردگی کی ایک رپورٹ ارسال خدمت ہے آپ ہی کا صدقہ جاریہ ہے آپ خوش ہوں گے اور دعاؤں سے نوازیں گے۔ واجر کم علی اللہ۔ والسلام عبدالقیوم حقانی

(۲۹)

(القاسم کا مولانا حسن جان شہید کی شخصیت اوران پر خصوصی شمارہ)

مکرمی ومحترمی جناب راشد الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج شریف۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب المدنی نور اللہ مرقدہٗ کی شہادت اور سانحۂ ارتحال ملتِ اسلامیہ کا عظیم سانحہ اور حادثہ ہے۔آپ جمعیت علماء اسلام کے عظیم رہنما، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نائب صدر، مسلمانوں کے بے باک رہنما، اکابر دارالعلوم دیوبند کے علوم ومعارف کے محافظ وپاسباں، پاکستان کے ابن خلکان ہزاروں مدراس کے سرپرست ونگہبان ہی نہیں بلکہ ملتِ اسلامیہ کے ولولوں اورامیدوں کے عظیم سہارا تھے۔ ہزاروں علماء، اساتذہ، شیوخ، محققین، مدرسین اور مجاہدین کے استاذ اور مربی تھے۔آپ کی رحلت سے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان، وفاق المدارس اور مدارسِ اسلامیہ بلکہ پوری ملتِ اسلامیہ یتیم ہوگئی ہے۔

درس وتدریس، فروغِ علم، خدمتِ علم حدیث، اصابت رائے، عزم وہمت، جرأت وبے باکی، قوتِ عمل، ہمت مردانہ، اٹل ارادہ، ایمانی فراست، سیاسی بصیرت، ملی وساجی شعور، فکری اعتدال، احقاقِ حق وابطالِ باطل آپ کا طرۂ امتیاز تھا، حق تعالیٰ نے آپ کو علم وعمل، اخلاص وتقویٰ، کردار واخلاق، عزم واستقلال، ملت کی درمندی اور ہمدردی خلائق کے تابناک جوہر عطا کئے تھے۔

ان گونا گوں اوصاف وکمالات کے ساتھ آپ کی پوری زندگی جہد مسلسل اور سعی پیہم کا عملی نمونہ تھی۔ملت اسلامیہ کے اس عظیم مجاہد اور معمارِ قوم نے جمعیۃ علماء اسلام اور وفاق المدارس، دینی مدارس، دعوت وتبلیغ اور تدریسی پلیٹ فارم سے مسلمانوں کی دینی ودینوی فلاح وترقی، جان ومال کی حفاظت، دستوری حقوق کی بازیابی، فرقہ وارانہ فسادات کی روک تھام، مظلوموں کی اعانت وداد رسی، مدارسِ اسلامیہ اور تعلیمی اداروں کی سرپرستی ونگہبانی، سماجی ومعاشرتی اصلاح اور مختلف میدانوں میں مسلمانوں کی نمائندگی جیسے صدہا قومی، ملی مسائل کے لئے کارہائے نمایاں انجام دیئے، اسی کے ساتھ یہ مردِ مجاہد فرقہ پرستی کی مخالفت، قومی یکجہتی کے فروغ، امن وقانون کی بالادستی، ملک وملت کی تعمیر وترقی کے لئے سرگرمِ عمل رہا اور جمعیۃ علماء اسلام کے اسٹیج سے پارلیمنٹ کے ایوانِ بالا تک مسلمانوں کے حقوق کی بازیابی اور حفاظت کے لئے ہمہ تن معروف جہاد رہا۔علاوہ ازیں آپ نے ارشاد وسلوک کے ذریعہ لاکھوں انسانوں کی ظاہری وباطنی اصلاح کا فریضہ انجام دیا۔ الحاصل درسی، علمی اور قومی وملی خدمت کا کوئی میدان ایسا نہیں جہاں آپ کی جدوجہد کے روشن نقوش موجود نہ ہوں۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کے وصال اور شہادت کے بعد آپ کے پاکیزہ افکار وخیالات کو عام کرنا، مجاہدانہ خدمات سے نسلِ نو کو آگاہ کرنا اور آپکے مشن اور ملی تحریکات سے روشناس کرانا، تمام وابستہ افراد اور اداروں بالخصوص وفاق المدارس، تلامذہ ومسترشدین اور جمعیۃ علماء اسلام پاکستان اور دیگر متوسلین کی ذمہ داری ہے۔اس عظیم ذمہ داری سے عہدہ براری کے لئے ماہنامہ القاسم نے بھی خریدارانِ یوسف میں اپنا نام لکھوانے کے لئے شیخ الحدیث مولانا حسن جانؒ شہید نمبر کی اشاعت کا فیصلہ کیا ہے تاکہ آپ کی حیات وخدمات کے مختلف پہلو محفوظ ہو جائیں اور آئندہ نسلوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں۔جس میں زعماء اور قومی رہنما، اکابر ومشائخ، اساتذہ واہلِ علم، محققین ومصنفین،

دانشور، ادیب و سکالر، صحافی اور قلم کار بھر پور حصہ لے رہے ہیں۔ از راہِ کرم و عنایت آپ بھی اپنے مشاہدات، تأثرات، تعلقات، مکاتبت۔۔۔۔ الغرض موصوف کے کسی بھی علمی، دینی، قومی، سیاسی اور ملی خدمات کے حوالے سے مفصل تحریر بھیج کر اس کاروانِ علم وقلم میں شرکت فرما کر ہم فقیر غم زدہ طالب علموں کی حوصلہ افزائی فرمادیں گے۔ والسلام عبدالقیوم حقانی

(۳۰)

(سوانح مرتب کرنے کی خواہش)

۲۳/جولائی ۲۰۰۸ء

سیدی وسندی ووالدی الکریم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔ یہ اشتہار البلاغ[۱] میں لگا ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ اس سے قبل ہم آپ کی سوانح مرتب کرلیں۔ انشاء اللہ جولائی کے اواخر یا اگست شروع میں حاضر خدمت ہوں گا آپ از راہ کرم اپنے ذہن وفکر کو ادھر متوجہ فرمادیں دستیاب چیزیں بہ سہولت مل سکیں تو احسان ہوگا۔ والسلام عبدالقیوم حقانی

(۳۱)

والدی الکریم واستاذی المحترم۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ! حضرت اقدس حضرت شیخ الحدیثؒ کی سوانح[۲] کا پشتو ترجمہ پیش خدمت ہے از راہ کرم و عنایت اپنی یادداشت اور مناسب خدمت واضافہ فرمادیں تو احسان ہوگا۔ واجرکم علی اللہ۔

عبدالقیوم حقانی

(۳۲)

(تذکرہ وسوانح امیر شریعت)

۵ مئی ۲۰۱۰ء

سیدی وسندی استاذی ووالدی ووسیلتی الی اللہ تعالیٰ۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اللہ پاک صحت عافیت اور سلامتی عطا فرمادیں۔

حضرت امیر شریعتؒ کے تذکرہ وسوانح سے متعلق آپ کے حوصلہ افزا کلمات سے تشجیع ہوئی ہوگی واجر کم علی اللہ۔

کاروان آخرت کے انہی صفحات[۳] کو میں نے کراس بھی کرلیا تھا فوٹو بھی لے رکھی تھی مگر عین ترتیب کے وقت ذہول ہوگیا۔ اب القاسم میں شائع ہوگا۔ اس کے بعد دوسرے ایڈیشن میں من وعن شریک کردیا جائے گا۔ واجر کم علی اللہ۔ والسلام: عبدالقیوم حقانی

(۳۳)

۱۰ فروری ۲۰۱۱ء

سیدوسندی ووسیلتی الی اللہ تعالیٰ الجید السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی توجہ دعاؤں اور تشجیعات کا ثمرہ اشاریہ پیش خدمت ہے، بوقتِ فرصت بشرطِ سہولت ایک نظر عنایت۔ واجر کم علی اللہ والسلام عبدالقیوم حقانی

۱۔ مولانا محمد تقی عثمانی کے حیات وخدمات کے بارہ میں سوانحی کتاب کے متعلق

۲۔ مسودہ تیار ہے مگر افسوس کہ اب تک شائع نہ ہوسکا۔

۳۔ امیر شریعت کے ساتھ لاہور میں ملاقات، تاثرات جو کاروان آخرت کے آغاز میں شامل ہیں۔

سردار عبدالقیوم خان[1]

صدر آزاد کشمیر

(۱)

(پاکستان کی پریشان کن صورتحال اور دردمند اشخاص کی مشاورت)

نمبر۔ پی ایس/۵۶۰/۸۵ء، ایوان صدر مظفر آباد ۵ر دسمبر ۱۹۸۵ء

مکرمی ومحترمی جناب مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ امر کسی وضاحت کا محتاج نہیں ہے کہ ہمارا یہ عزیز وطن، پاکستان جو ہماری جان ومال اور عزت وآبرو کا محافظ اور ہمارے اسلامی تشخص کا ضامن ہے۔ آج کن کن اندرونی وبیرونی مشکلات بلکہ خطرات میں بھرا ہوا ہے۔ اپنوں کی نالائقیوں اور دشمنوں کی ریشہ دوانیوں کا غالباً یہ نکتہ عروج ہے۔ ہر محب وطن پریشان ہے خود ہمارا وجود ایک سوالیہ نشان بن رہا ہے۔ محب وطن عناصر اور افراد کی کیفیت یہ ہے کہ کچھ تو محض دل میں کڑھتے ہیں۔ بعض کچھ نہ کچھ ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ حکومت باخبر ہونے کے باوجود بے خبری کا مظاہرہ کر رہی ہے اور ایسا لگتا ہے کہ کوئی سمت باقی نہیں رہی۔ انتہائی بدقسمت نتیجہ یہ ہے کہ منفی وتخریبی فکر والے چند مٹھی بھر لوگ بزعم خود اس ملک کی قسمت کے مالک بن بیٹھے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے شر وفساد کے زور سے اس ملک کا جو چاہینگے کر دینگے۔ اس سے بھی بڑھ کر بدقسمتی یہ ہے کہ اس ملک میں بسنے والے لاکھوں کروڑوں شرفاء کی حالت زار یہ ہے کہ وہ ان شرپسندوں کے خوف سے ان کے پیچھے چلنے پر مجبور ہیں۔ بالکل وہی بدنصیب کیفیت ہے جسکی نشاندہی خدا کے حبیب ﷺ نے فرمائی "یکرم الرجل مخافة شره" یعنی ایک وقت ایسا آئیگا کہ کسی شخص کی عزت اس کے شر کے خوف کی وجہ سے کی جائیگی"۔ اس سے ایک سیدھا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم جیتے جی مرجائیں اور وہ بھی حرام موت مریں یا ہمیں کچھ کرنا چاہیے تا کہ نہ صرف ہم خود محفوظ رہیں بلکہ یہ عزیز اور محبوب وطن بھی محفوظ رہ سکے۔ اور آیا کچھ ہو بھی سکتا ہے کہ نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے تو پھر ہم کیا کریں کیسے اور کب کریں۔ اس سوال پر غور کرنے کے لئے حسن اتفاق سے ہم درج ذیل چند احباب گزشتہ شب میرے ہاں مل بیٹھے تھے۔ ۱۔ جسٹس (ریٹائرڈ) محمد افضل چیمہ صاحب ۲۔ محمد رفیق صفدر صاحب۔ ایم این اے۔ ۳۔ ایم حمزہ صاحب۔ ایم این اے۔ ۴۔ میاں فضل حق صاحب ۵۔ مولانا عبدالرحیم اشرف صاحب، فیصل آباد۔ ۶۔ مفتی زین العابدین صاحب ۷۔ لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) مجید ملک صاحب ایم این اے۔ ۸۔ چوہدری محمد یعقوب صاحب۔ ۹۔ رانا صفدر جنگ صاحب

اس پر تو ہم سب کا اتفاق ہے کہ ہم خاموش تماشائی بن کر اپنی عزت وآبرو کے لٹنے کا انتظار نہیں کر سکتے۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ تخریب پسندوں کی قوت اتنی نہیں ہے کہ ہم ان کا باآسانی مقابلہ نہ کر سکیں۔ اس پر بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ہمیں فی الفور اپنا فرض ادا کرنے کا پروگرام مرتب کرنا چاہیئے۔ تاخیر پہلے ہی بہت ہو چکی ہے۔ پھر ہم تمام دوستوں کی رائے یہ ٹھہری کہ اس سے پہلے کہ کوئی پروگرام مرتب کیا جائے، ملک بھر سے جو بھائی پہلی نشست میں شرکت فرماسکیں انکو اس مشورے میں تکلیف دی جائے۔ نیز ان سب دوستوں کا خیال یہ ہے

---

[1] سردار صاحب۔ مجاہد اول بارہا آزاد کشمیر کے صدر اور وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ کشمیر کاز کے مرحلہ وار تاریخ سے انہیں الگ نہیں کیا جاسکتا۔ اگرچہ بارہا انکی شخصیت بڑی نشیب وفراز سے دوچار ہوئی اور بارہا چرخہ کاتنے والی بڑھیا کی طرح اپنے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ انکے قائم کردہ تحریک استحکام پاکستان وغیرہ میں احقر کو بھی رکن بننے کے اعزاز سے نوازتے رہے۔

کہ وقت بہت کم ہے اور اگر کچھ کرنا ہے تو پھر جلد از جلد مشورہ مکمل کر لیا جائے۔ چنانچہ 11 دسمبر 1985ء بروز بدھ اسلام آباد میں کوٹھی نمبر 16 گلی نمبر 25، سیکٹر ایف 2/8 (فون نمبر 852359) جہاں عبوری طور پر میں ٹھہرتا ہوں۔ وہیں سب حضرات کو تکلیف دی جائے۔ اس ابتدائی نشست کے لئے بھی جو کل 4 دسمبر کو یہاں ہوئی، کافی حضرات کے ساتھ رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر وقت کم ہونے کے باعث ایسا نہ ہو سکا۔ اس مجوزہ نشست میں شرکت کیلئے جن حضرات سے درخواست کی گئی ہے وہ بھی کوئی حتمی امر نہیں ہے۔ آپ سب اس مجلس میں بیٹھ کر جیسے پسند کرینگے ویسے ہی ہوگا۔ ایک ضمنی گزارش یہ بھی ہے کہ جن حضرات کو اس وقت دعوت دی جا رہی ہے۔ برائے کرم اس نشست کو ان ہی تک محدود رکھا جائے۔ گیارہ دسمبر کو یہاں دن کے دس بجے سے اس مجلس کا آغاز ہوگا۔ پھر جتنی دیر ضروری ہوگا۔ مجھے میزبانی کا شرف بھی حاصل ہو جائیگا۔

اس کو دھرانے کی شائد ضرورت نہیں ہے کہ یہ معاملہ کتنا اہم اور کس قدر فوری نوعیت کا ہے۔ اس لئے اپنی دوسری مصروفیات پر اس کو موقوف نہ فرمائیں اور وقت کا لحاظ بھی ضروری ہے کیونکہ جو بات ایک بار کوئی صاحب فرما دیتے ہیں اس کو دھرانا ممکن نہیں ہوتا اور اس طرح ایک دوسرے کے خیالات سے کماحقہ خبر نہیں ہو پاتی۔ وما توفیقی الا باللہ! والسلام سردار محمد عبدالقیوم خان

(۲)

(اجلاس کی کاروائی کی ترسیل)

۱۴ دسمبر ۱۹۸۵ء

مکرمی و محترمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میرے مراسلہ مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۸۵ء کے تسلسل میں آپ کو کاروائی اجلاس مجوزہ مجلس استحکام مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۸۵ء بمقام کشمیر ہاؤس، اسلام آباد کی نقل ارسال ہے۔ جیسا کہ کاروائی اجلاس کے پیرا ۵ میں فیصلہ کیا گیا ہے مرکزی کمیٹی کے اراکین مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۸۵ء بوقت ۱۰ بجے صبح حیات ہوٹل پشاور میں جہاں تک ممکن ہو چیدہ چیدہ ہم خیال اشخاص کے اجتماع سے خطاب کریں گے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اجلاس میں مقررہ تاریخ اور وقت پر شرکت فرمائیں۔

والسلام مخلص سردار محمد عبدالقیوم خان)

(۳)

(تحریک کا مرکزی مجلس کا اجلاس)

۲ مارچ ۱۹۸۸ء

مکرمی و محترمی جناب مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حسب ہدایت جناب سردار محمد عبدالقیوم خان کنوینر تحریک استحکام پاکستان تحریر حاضر خدمت ہے کہ تحریک کی مرکزی مجلس کا ایک خصوصی اجلاس بتاریخ 7 مارچ 1988ء کو صبح 10 بجے کشمیر ہاؤس ایف 2/5 میں منعقد ہو رہا ہے۔ اجلاس کا ایجنڈا حسب ذیل ہوگا:۔

۱۔ سابقہ کاروائی کی توثیق۔ ۲۔ فیصلوں پر عملدرآمد کا جائزہ۔ ۳۔ تحریک میں مزید ارکان کی شمولیت پر غور۔ ۴۔ تحریک کے مقاصد کو متعارف کرنے کیلئے تحریک کے کنوینر اور مرکزی مجلس کے اراکین کے دو دن کا پروگرام ۵۔ دیگر امور باجازت صدر مجلس۔

براہ کرم وقت مقررہ پر تشریف لائیں۔ رزاق برائے سیکریٹری تحریک استحکام پاکستان

(۴)

۱۴ ستمبر ۱۹۸۸ء　(ضیاء الحق کی شہادت کے بعد صورتحال پر تحریک استحکام پاکستان کی مشاورت)

مکرمی ومحترمی جناب مولانا صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔قیام پاکستان کی جدوجہد میں حضرات مشائخ اور علمائے کرام کی خدمت اور مساعی جلیلہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہیں۔اسی طرح قیام پاکستان کے بعد اس کی سالمیت، استحکام اور اس میں اسلامی نظام کے نفاذ اور ترویج کے سلسلے میں بھی حضرات مشائخ اور علمائے کرام کی خدمات اور ذمہ داریاں بھی واضح ہیں تاہم جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کی اچانک شہادت کی وجہ سے خلاء پیدا ہوا ہے۔اور جس قدر سنگین صورت حال پیدا ہوگئی ہے۔اس کے پیش نظر ہر محب وطن پاکستان کی اگرچہ اپنی ایک خاص ذمہ داری ہے لیکن اس ذمہ داری کا ایک بڑا اور نمایاں حصہ وہ ہے جو آپ حضرات کی منظم اور مربوط مساعی کے بغیر کسی صورت مکمل نہیں ہوسکتا۔وقت نہایت تنگ ہے۔قبل از وقت کسی مشاورت کی گنجائش نہ تھی۔اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔چنانچہ اس عظیم مقصد کیلئے تحریک استحکام پاکستان کی مرکزی مجلس نے درخواست کی ہے کہ ملک بھر کے مشائخ عظام اور علمائے کرام کو اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے غور وفکر کی خاطر اسلام آباد تکلیف دی جائے۔لہٰذا آپ سے ملتمس ہوں کہ مورخہ 25 ستمبر 1988ء کشمیر ہاؤس اسلام آباد تشریف لاکر حسب پروگرام شرکت فرمائیں۔آپ کی رہائش وغیرہ کا انتظام کردیا گیا ہے۔پروگرام حسب ذیل ہے:۔

تاریخ 25 ستمبر 1988ء اتوار۔　پہلی نشست 9 بجے صبح تا 1 بجے ظہر، دوسری نشست 2:30 بجے تا 5 بجے شام۔

ہم آپ کی آمد کے منتظر ہوں گے۔براہ مہربانی اپنی آمد سے قدرے پہلے مطلع فرمائیے۔　شکریہ

والسلام　مخلص　سردار محمد عبدالقیوم خان

(۵)

(شیخ الحدیث کی تعزیت اور ان کے مشن کی تکمیل کا عہد)

آپ کے نامور والد محترم کی وفات کی خبر سن کر بہت زیادہ دکھ ہوا۔یہ واقعی بہت بڑا قومی نقصان ہے، میری طرف سے دلی تعزیت قبول کیجئے۔اللہ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے، آپ کو اور خاندان کے دیگر سوگوار افراد کو اس صدمے کے برداشت کی توفیق بخشے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ کے قومی اسمبلی میں اور سیاسی ودینی محاذ پر انکی لازوال خدمات کو تاریخ کا روشن باب قرار دیا۔شیخ الحدیثؒ تو مادی اعتبار سے اس دنیا سے وفات پاچکے ہیں لیکن انکے ہزاروں تلامذہ ان کے ہزاروں عقیدت مند اور پیروکار بالخصوص ان کے لائق فرزند اور عظیم سیاسی راہنما مولانا سمیع الحق کی مساعی تحریک نفاذ شریعت کی کوششیں قیامت تک مولانا عبدالحقؒ کا نام زندہ رکھیں گے۔آیئے آج ہم عہد کریں کہ مولانا عبدالحق مرحوم نے جس مشن کو جاری فرمایا تھا اسکی تکمیل وتنفیذ تک اور اس عظیم مقصد کے حصول میں ہم اپنی جان تک کھپا دیں۔اسلام دشمن قوتیں ایسی بڑی شخصیتوں کے انتقال پر خوش ہوتی ہیں لیکن مولانا مرحوم ایسے آدمی ہیں جو اپنے بعد ہزاروں شاگردوں کا ایک وسیع سلسلہ چھوڑ گئے ہیں۔انکے لائق کے مخلص تلامذہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کے مشن کو جاری رکھیں گے اور جب تک اسلام کا جھنڈا بلند نہیں ہوجاتا اس نظام کی حفاظت کے لیے کام کرتے رہیں گے۔

(۶)

۲۶ نومبر ۱۹۸۸ء　(سارک کانفرنس)

مکرمی ومحترمی جناب مولانا صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔میں نے ان دنوں سارک کانفرنس کے شرکاء کے نام مسئلہ کشمیر اور اس

کے حل کے ضمن میں ایک مراسلہ ارسال کیا ہے۔اس کی ایک نقل آپ کی معلومات اور توجہ کے لئے ارسال خدمت ہے۔

والسلام مخلص سردار محمد عبدالقیوم خان

(۷)

(سارک کانفرنس کے شرکاء کے نام مسئلہ کشمیر کے بارہ مراسلہ)

عزت مآب جناب سمیع الحق سینیٹر۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امن وسلامتی، باہمی مفاہمت اور علاقے کے لوگوں کے مشترکہ مسائل کے حل کے لئے جنوب مشرقی ایشیا کے ممبر کے سربراہوں کی پاکستان میں موجودگی بذات خود ایک بڑا اہم واقعہ ہے۔اس تاریخی فرصت کا استفادہ کرتے ہوئے میں آپ حضرات کی توجہ ایسے مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو چاہے کتنا ہی پس منظر میں چلا گیا ہو، تاہم اپنی حدود اور اپنی اہمیت کے پیش نظر آپ کی فوری توجہ کا طالب ہے۔

اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان تعلقات کی بحالی کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ جموں وکشمیر کا دیرینہ حل طلب مسئلہ ہے۔کوئی سیاستدان جو اس علاقے کی سیاسی تاریخ سے واقف ہے اس امر سے انکار نہیں کرسکتا کہ اس مسئلہ سے صرف نظر کرنے یا اس کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے تمام کوششیں سے باہمی اعتماد کو شدید دھچکا لگا ہے اور باہمی غلط فہمیاں بڑھ گئی ہیں حتی کہ غیر متنازعہ حلقے بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔اس علاقے کے سربراہوں کو اس صورت حال کی حقیقی سنگینی کا احساس کرنے میں اور کتنا وقت درکار ہوگا؟ درحقیقت اس وقت یہ مسئلہ سارک سربراہوں کی فہم وفراست، تدبر اور سیاسی سوجھ بوجھ کے لئے ایک آزمائش بنا ہوا ہے۔یہ امر بھی محتاج وضاحت نہیں کہ اس نیک شگون تنظیم کے مستقبل کا حتمی انحصار ہی اس بات پر ہے کہ اس بنیادی مسئلے سے کیسے نمٹا جائے اور اس میں ناکامی کسی ادنیٰ شبہ کے بغیر اس تنظیم کی حتمی تباہی کا باعث ثابت ہوگی اور یہ صورت حال پورے علاقہ کی تباہی کا سبب بن سکتی ہے۔دانشمندی اور دوراندیشی کا تقاضا ہے کہ اس قسم کے تمام حقیقی مسائل کا مکمل طور پر جائزہ لیا جائے اور انہیں حل کیا جائے۔ان بنیادی مسائل سے صرف نظر کرنا وقتی طور پر سانس لینے کی مہلت تو مہیا کرسکتا ہے لیکن یہ رجحان انجام کار کہیں زیادہ نقصان دہ اور تباہ کن ہوگا۔ایک معمولی سازخم اگر اس کی بروقت پرواہ نہ کی جائے تو ناسور کی شکل اختیار کرسکتا ہے۔

<u>مسئلہ حل میں تاخیر کے نقصانات:</u> مسئلہ کشمیر پہلے ہی اضطرری صورت حال کے مرحلے میں داخل ہو چکا ہے۔اگر موثر بماضی کر کے دیکھا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اگر گزشتہ چالیس سال میں یہ مسئلہ حل ہو گیا ہوتا تو یقیناً ان دو ہمسایہ ملکوں میں ہمسائیگی کے انتہائی خوشگوار تعلقات قائم ہو گئے ہوتے اور اس طرح اس علاقے کی آسودہ حالی وترقی کے علاوہ عالمی سیاست میں یہ علاقہ اپنا مثبت کردار ادا کرنے کے قابل ہو گیا ہوتا۔بنیادی طور پر یہی وہ مسئلہ ہے، جس کے باعث بھارت تناسب سے کہیں بڑھ کر جنگی تیاریوں میں مصروف ہے۔جس سے پورے علاقے میں خوف وہراس پھیلا ہوا ہے اور عوام کی بنیادی ضروریات پر صرف ہونے کے بدلے بھاری عوامی فنڈز فوجی ساز وسامان کیلئے منافع بخش مارکیٹ بنا ہوا ہے اور اسی مسئلہ کی وجہ سے یہ علاقہ بیرونی بڑی طاقتوں کیلئے کھلونا اور یرغمالی بنا ہوا ہے۔

اس مسئلہ کے حل میں تاخیر بلاشبہ دونوں ملکوں کی آزادی وخودمختاری کے تار وپود کو تباہ وبرباد کرنے کے مضمرات کی حامل ہے۔اس مسئلہ کا اتنا ہی ایک اور اہم پہلو ہے۔جس کا سمجھنا کسی چشم بینا رکھنے والے کیلئے کچھ دشوار نہیں۔اس تاریخی حقیقت سے کسے مجال انکار ہے کہ جہاں برصغیر ہندوپاکستان کے کروڑوں انسانوں نے ہندوستان یا پاکستان میں رہنے یا شامل ہونے کیلئے اپنا حق خود ارادیت استعمال کیا ہے وہاں

صرف کشمیری ہی وہ قوم ہے جسے اس حق سے ابھی تک محروم رکھا گیا ہے۔آخر کیوں؟ جب لوگ آزادی،انسانی حقوق اور حریت کی بات کرتے ہیں تو کیا وہ اس مسئلے کو فراموش کر دیتے ہیں؟اگر کوئی ایک شخص بھی ایسا ہو جو حق خود ارادیت کے استعمال کرنے کا مطالبہ کرے تو اخلاق اور انصاف کا تقاضا ہے کہ اسے یہ حق دیا جائے۔ چہ جائیکہ معاملہ ایک کروڑ سے زائد جیتے جاگتے کشمیریوں کا ہو جو گزشتہ چالیس سال سے غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے آزادی کے لئے کراہ رہے ہیں۔

<u>سارک کانفرنس کے عظیم شخصیات انصاف سے جائزہ لیں:</u> مثل مشہور ہے کہ حقیقت کو چھپانا سورج کو اپنی انگلی تلے چھپانے کے مترادف ہے۔اس سنگین صورت حال کا ذمہ دار کون ہے؟ آپ ایسی عظیم شخصیات کو ٹھنڈے دل و دماغ اور انصاف سے اس کا جائزہ لینا چاہیے۔کشمیریوں کو خود ارادیت کے اس حق سے محروم کرنے کا ذمہ دار کون ہے جو انہیں اقوام متحدہ نے دیا ہے،خصوصاً جبکہ یہ معاملہ اب بھی اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر ہے۔وہ کوئی بھی ہو،خواہ بڑا ہو یا چھوٹا،اسے اس کا ذمہ دار قرار دینا چاہیے اور غیر مبہم الفاظ میں اس سے کہنا چاہیے کہ وہ اس سنگینی کا احساس کرے اور عدل وانصاف کے ضابطوں کو قبول کرے۔اس وقت جبکہ سارک ملکوں کے اندر اور باہر ساری دُنیا کی نظریں اس کانفرنس پر لگی ہوئی ہیں۔ہمیں توقع کرنی چاہیے کہ سارک ممالک کے سربراہ مادی قوت اور دباؤ کے سامنے عدل وانصاف اور آزادی کے شعور کو ہاتھ سے نہیں جانے دیں گے۔انسانیت جبر و استبداد سے نہیں بلکہ صرف عدل وانصاف سے زندہ رہ سکتی ہے۔کسی بھی معیار سے جانچیں تو عدل وانصاف کا کم از کم تقاضا یہ ہے جسے حضرت محمد ﷺ نے نہایت موزوں پیرائے میں یوں بیان فرمایا ہے کہ "دوسروں کیلئے وہ پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو" آج کوئی شخص بھی دوسروں کے حقوق آزادی غصب کر کے اور دوسروں کی آزادی کی قیمت پر خود آزادی سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔کیا افغانستان کی مثال ان تازہ ترین واضح تاریخی شواہد میں سے نہیں ہے۔جس نے اندھی قوت کو باطل ثابت کیا ہے۔اس سے کس کو مفر ہے۔ہم نوشتہء دیوار کیوں نہیں پڑھتے کیا یہ بات بلا شک وشبہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی ہے کہ وقت اس زخم کو مندمل نہیں کر سکا ہے۔ہم کشمیر کی صورت حال کو نہیں دیکھ سکتے جو روز بروز ابتر اور بدتر ہوتی چلی جارہی ہے آخر یہ صورت حال کہاں تک جا پہنچے گی۔اگر کشمیریوں کو ان کے حق خود ارادیت سے محروم رکھا گیا تو وہ کسی ایسے حادثے کے لئے مورد الزام قرار نہیں پائیں گے۔جس نے پورے برصغیر بلکہ اس سارے علاقے کا امن واستقرار معرض خطر میں پڑ جائے۔

<u>محض حد بندی نہیں بلکہ کشمیریوں کی آزادانہ رائے:</u> مسئلہ کشمیر کسی طرح بھی ہندوستان اور پاکستان کے دو ملکوں کے درمیان کوئی علاقائی تنازعہ نہیں ہے جیسا کہ ہندوستان بالعموم باور کرانے کی کوشش کرتا ہے۔یہ حق خود ارادیت،بین الاقوامی سطح پر ایک تسلیم شدہ امر ہے لہٰذا جب تک خود کشمیری کسی معاہدے کے فریق نہ ہوں گے تب تک کوئی معاہدہ اس صورت حال پر کسی طرح اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ صرف اپنے حجم کے بل بوتے پر قابض قوت اب تک عالمی رائے عامہ کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتی رہی ہے کہ کشمیر ہندوستان اور پاکستان کے درمیان محض حد بندی کا ایک تنازعہ ہے۔ممکن ہے کہ کچھ ممالک باً سانی یہ مفروضہ تسلیم کر لیں لیکن یہ قطعی غلط اور بے بنیاد صورت حال ہے۔اس بات میں قطعی کوئی ابہام نہیں ہے کہ جب تک کشمیریوں کو اپنی آزادانہ رائے سے یہ فیصلہ کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا کہ وہ ہندوستان و پاکستان میں سے کس کے ساتھ الحاق کریں گے۔تب تک یہ مسئلہ اپنے تمام خطرات کے ساتھ ایک رستے ہوئے زخم کی طرح باقی رہے گا۔کسی قسم کا دباؤ تاخیر تنازعے کی بنیادی نوعیت کو تبدیل نہیں کر سکتی۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ممالک کا وقار اور مقام و منزلت ان کے ایفائے عہد سے طے ہوتا ہے۔ہندوستان پہلے خود اقوام متحدہ میں فریادی

ہو کر گیا تھا اور اس مسئلے پر متعدد بحثوں کے بعد نہ صرف یہ کہ اس نے اتفاق کیا بلکہ خود تجویز پیش کی کہ سارے تنازعے کا تصفیہ ریاست جموں وکشمیر کے عوام کے آزادانہ استصواب سے ہوگا۔ کیا یہ تعجب خیز بات نہیں کہ وہی مشرقی قوت کسی احساس ندامت کے بغیر اپنے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرنے سے منحرف ہو رہی ہے۔ جیسا کہ واقعات نے پہلے ہی یہ ثابت کر دیا ہے کہ مرور ایام سے نہ تو کشمیریوں کی یہ وابستگی کمزور ہوئی اور نہ ہی ایک کروڑ کشمیری عوام کا جذبہ حریت سرد ہوا ہے۔ ہمیں اپنے مشرقی ہونے پر ناز ہے۔ ہماری زندگیوں کا انحصار اخلاقی بنیادوں پر ہے۔ کیا کسی کو یہ یاد دہانی کرنے کی ضرورت ہے کہ اپنے وعدوں کا پاس کرنا نہ کہ انحراف کرنا ایک بنیادی اخلاقی قدر ہے۔ میں نے سیز فائر لائن کے دونوں طرف بسنے والے مرد وزن اور بچوں کی طرف سے ایک انسانی مسئلہ آپ کے سامنے رکھا ہے جس کے سبب پہلے ہی دو ہمسایہ ملکوں کے درمیان تین جنگیں ہو چکی ہیں اور جس نے صورت حال کو جوالا مکھی بنا رکھا ہے تا کہ آپ اس علاقے کے امن واستقرار اور فلاح و بہبود کے نام پر ہندوستان کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ کشمیریوں کے ساتھ کئے ہوئے اپنے قانونی اور اخلاقی وعدوں کا پاس کرے اور کشمیر کے ایک بہت بڑے حصے پر ایک طویل اور نا قابل برداشت جبری تسلط کو ختم کرے۔ یہ کشمیریوں کے حق خودارادیت کے آزادانہ استعمال سے ہی ہو سکتا ہے۔

<u>یو این اے کے وعدوں کا ایفاء کرائیں:</u> میں ہمیشہ پاکستان اور اس کے ہمسایوں کے درمیان اچھے تعلقات کا آرزومند رہا ہوں اور میں نے اس سلسلہ میں حتی المقدور کوشش بھی کی ہے تاہم ریاست جموں وکشمیر کے لوگوں کو حق خودارادیت نہ دینے پر ہندوستان کی ہٹ دھرمی نے ان دو ہمسایہ ملکوں کے درمیان اچھے تعلقات بحال کرنے میں رکاوٹ پیدا کر رکھی ہے۔ ہمیں وثوق ہے کہ دوسرے ممبر ممالک ریاست جموں وکشمیر کے لوگوں کے ساتھ یو این او میں کئے گئے وعدوں اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے کیلئے ہندوستان اور پاکستان پر زور ڈالیں گے بالخصوص ہندوستان کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اسے نہ صرف اپنے وعدے پورا کرنا ہوں گے بلکہ چالیس سال سے ظلم وتشدد کے جو شرمناک ہتھکنڈے وہاں آزما رہا ہے اس سے بھی اس کو باز رہنا ہوگا جس میں ریاست میں آبادی کا تناسب بدلنے اور ریاست کے لوگوں کا تشخص ختم کرنا شامل ہے۔ علاقائی تعاون، استحکام اور بین الاقوامی امن کے مقاصد اگر فی الواقع ان پر یقین ہو تو ان مقاصد کا تقاضا ہے کہ سارک ممالک اور حکومتوں کے سربراہ اس فرصت سے استفادہ کریں۔ مناسب طریقے اور ذرائع ایجاد کریں نیز ایک دیرینہ حل طلب مسئلے کو حل کرنے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ مسئلہ کشمیر بارود کا ایک انبار ہے کہ جسے اگر کچھ دیر مصنوعی طور پر اسی طرح رہنے دیا گیا تو یہ کسی وقت جوالا مکھی بن کر بہت بڑی تباہی کا باعث ہوگا جس سے نا قابل تصور جانی اور مالی نقصان ہوگا۔ مجھے توقع ہے کہ سارک ممالک اور حکومتوں کے سربراہ اس تاریخی فرصت کو ضائع نہیں ہونے دیں گے جو انہیں اس وقت حاصل ہے۔ ہم ایک طویل عرصے سے صورت حال میں تبدیلی کے ایک موڑ کے منتظر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اب عالمی معاملات میں اقوام متحدہ کے کردار میں مؤثر تبدیلی آئی ہے۔ لہٰذا جموں وکشمیر کے عوام آزاد کشمیر کی حکومت اور اپنی طرف سے میں سارک ممالک اور حکومتوں کے سربراہوں سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ بلا تاخیر مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کرنے میں مدد دیں۔ حد آداب مخلص سردار محمد عبدالقیوم خان

(۸)

کیم اگست ۱۹۹۳ء (۹۳ء کے انتخابات، سازشیں دھاندلی اور اسکے توڑ کیلئے دینی قوتوں کی ذمہ داری)

مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ حضرات کو کچھ کہنا میرے جیسے آدمی کے لئے گویا سورج کو چراغ دکھانے

کے مترادف ہے۔ تاہم اس میں میری نیت کے اعتبار سے میں توقع رکھتا ہوں کہ اگر غلطی ہے تو درگزر فرمائیں ورنہ توجہ فرمائیں۔ سوائے خیر خواہی اور بھلائی کے بہرحال اس کا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ نیتوں کا عالم بہرحال اللہ تعالیٰ ہے۔ پہلی بات جو عرض کرنا وہ یہ ہے کہ اس وقت جو انتخابات ہو رہے ہیں ان کو کسی بھی صورت سابقہ انتخابات پر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ اگرچہ یہ انتخابات بھی سابقہ انتخابات کی طرح ہی استحکام کے نام پر ملک کو غیر مستحکم کرنے کی مشق کا حصہ ہیں تاہم ان کی اس وقت اپنی خاص نوعیت بھی ہے۔ بظاہر تو اس کا سبب محض جناب صدر اور وزیراعظم کے مابین غیر ضروری اختلافات ہیں۔ لیکن یہ اختلافات بھی پیدا ہوئے نہیں بلکہ کروائے گئے ہیں۔ جس کسی نے بھی کروائے ہیں۔ وہ لوگ جن کو پاکستان کا استحکام کبھی بھی گوارا نہیں تھا وہ اس حد تک تو کامیاب ہو گئے۔ تاہم اگر پاکستان کے عوام اور خواص خاص کر سیاستدان، علماء مشائخ و دانشور حضرات اس نازک صورتحال کا صحیح جائزہ لے کر عمل کریں تو اللہ کے بھروسے پر اس بات کی قوی امید کی جاسکتی ہے کہ انتخابات کا نتیجہ بڑی حد تک ملک کے حق میں ثابت ہو۔ گویا دشمن کا لگایا ہوا پھندا ہے جس میں وہ خود گرفتار ہوسکتا ہے اور ملک بچ جائے یہ بات نہ صرف عین ممکن ہے بلکہ کچھ زیادہ مشکل بھی نہیں ہے۔ بھارت کے اندر اور باہر رونما ہونے والی دور رس تبدیلیوں کے تقاضے کو بھی مدنظر رکھنا بے حد ضروری ہے۔ صرف حالات کا صحیح اور ٹھنڈے دل سے تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔ نتیجہ نہایت ہی واضح ہے۔

یہ بھی کہنے کی اجازت دیجیے کہ اگر میری گزارشات پر غور نہ کیا گیا تو مجھے ایسے لگتا ہے۔ کہ افراد تو انتخابات کو جیسا ویسا جیت جائیں گے مگر خاکم بدہن ملک ہار جائے گا۔ قوم ہار جائیگی اور ملی مقاصد کو شکست ہو جائیگی۔ فرد تو کوئی اور جیتے گا مگر فتح کسی اور کی ہوگی۔ جو افراد جیتیں گے وہ یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ وہ خود جیتے ہیں مگر دراصل ان کو جتوایا گیا ہوگا اور نتیجۃً وہ اپنے اور ملک کیلئے نہیں بلکہ کسی اور کیلئے کام کر رہے ہوں گے۔ اس امکان کو بھی رد نہیں کرنا چاہیے کہ جن کو جتوانا مقصود ہے ان کی لسٹیں پہلے سے ہی تیار کر لی گئی ہوں۔ اس سے خدانخواستہ یہ مراد نہیں ہے کہ انتخابی مشینری یا حکومت اس قسم کی بددیانتی کی مرتکب ہوگی۔ اس کی ضرورت ہی نہیں رہے گی اس قسم کے انتظامات نہایت دانشمندی سے بالواسطہ طور پر کیے جاسکتے ہیں اور متعلقہ قوتیں یقیناً ہمارے علم کے بغیر ہی اپنے کام میں پہلے سے ہی مصروف ہوں گی۔ یہ امر بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ اس انتخاب میں اسلام اور پاکستان کی مخالف اور دشمن قوتیں پیسہ کس طرح بے دریغ صرف کریں گی اور ہمارے لوگوں کی ایک ایسی منڈی لگ جائے گی جو اپنی غیرت، حمیت، اسلاف کی روایات حتیٰ کہ دین وملت ہر چیز کا سودا کرلیں گے۔ اس میں تو کوئی دورائے نہیں ہیں۔ یہ امر کسی خصوصی معرفت کا محتاج بھی نہیں ہے۔ اس انتخاب کا اثر ملک کے استحکام پر پڑے گا۔ اسلامی معاشرے کے قیام کے لئے کی جانے والی نیم دلانہ کوشش پر پڑے گا۔ کشمیر کی تحریک آزادی متاثر ہوگی۔ ملک کا دفاع متاثر ہوگا۔ عالمی اسلامی برادری میں ہماری حیثیت کم ہو جائے گی۔ اور عالمی برادری میں ہماری اہمیت نہ ہونے کے برابر ہوگی۔ اگر محض کسی کی جیت یا ہار کی بات ہوتی تو کچھ مضائقہ نہیں تھا مگر یہ انتخابات ہماری آنے والی پوری تاریخ پر اپنے انمٹ اثرات مرتب کریں گے۔ یہ انتخابات ہمیں ایک صدی پیچھے بھی لے جاسکتے ہیں اور وقت کے تقاضوں کے برابر بھی کر سکتے ہیں۔ جہاں تک دینی محاذ یا اتحاد قائم کرنے کا تعلق ہے اس بات پر گردوپیش کے موجودہ حالات کے تناظر میں غور کرنا ضروری ہے کہ کیا ان انتخابات میں کوئی دینی محاذ قائم بھی کیا جاتا ہے کہ نہیں۔ اس وقت انتخابات میں تین طرح کے لوگ شریک ہیں۔ ایک جو اسلامی معاشرے کے قیام کے مخالف ہیں۔ ایک وہ جو اسلامی معاشرہ قائم کرنے کے دعویدار ہیں۔ اور ایک وہ جو اسلامی معاشرہ کا قیام چاہتے ہیں اور کسی صورت اس کے مخالف نہیں ہیں۔ اس تجزیے سے تو چاہیے یہ کہ دونوں موخرالذکر عناصر یکجا ہو کر انتخابات میں حصہ لیں۔ لیکن عالمی عناصر کی کوشش یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان دونوں کو کسی صورت اکٹھا نہ ہونے دیا

جائے تا کہ دونوں کی ہی شکست ہو اور یہ کہا جا سکے کہ خدانخواستہ، اسلامی عناصر کو شکست ہوگئی ہے بلکہ اسلام کو شکست ہوگئی ہے۔ جیسا کہ 1970ء کے انتخابات میں ہو چکا ہے۔ اس لئے میری گذارش یہ ہے کہ اس وقت دینی جماعتوں کے نام پر کوئی اتحاد نہ قائم کیا جائے نہ کوئی محاذ بنایا جائے ایسی کوئی صورت نہیں ہے کہ اس قسم کا محاذ یا اتحاد سوائے اپنے ہی ووٹ خراب کرنے کے اور کوئی قابل ذکر خدمت کر سکے۔ جس طرح لادین قوتیں سب ہمہ تن مل کر ووٹ دیں گی اسی طرح ہمیں بھی چاہیے کہ ہم ان کے جھانسے میں نہ آئیں اور اسی بساط پر جو ہمارے خلاف بچھائی گئی ہے ان کو شکست دیں۔ اپنی اپنی جماعتوں سمیت یا ان سے ہٹ کر کسی کم تر پوزیشن پر اتفاق کرلیں تو انشاء اللہ سانپ بھی مر جائے گا۔ اور لاٹھی بھی محفوظ رہے گی۔ پھر ہمارے مخالفین کو نئی حکمت عملی ترتیب دینا پڑے گی۔ جس میں کافی وقت درکار ہوگا۔

<u>بے نظیر کے مقابلہ میں نواز شریف کو ترجیح دینے کا مشورہ:</u> ہزار نقص بیان کئے جائیں اور کمی و بیشی گنوائی جائے مگر اس وقت ملک میں دو ہی سیاسی قوتیں ہیں ایک میاں صاحب ہیں تو دوسری محترمہ ہیں دونوں میں انتخاب کرنا ہمارے لئے سرمو بھی مشکل نہیں ہے۔ اس وقت مذہبی اور غیر مذہبی کی بحث سے ہٹ کر محض مثبت و تعمیری قوت اور منفی و تخریبی قوت کی بناء پر اپنی قوت مجتمع کرنے کی ضرورت ہے۔ افضل ترین کی تلاش کے بجائے کمتر ہی پر اکتفاء کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم ہوائی قلعے بناتے رہیں اور دشمن ہمارا صفایا کر دے۔ دشمن ہمارا اتنا نقصان نہیں کرے گا مگر خود کردہ کا کیا علاج ہے۔ دکھائی یہی دیتا ہے کہ دشمن ہم سے ہی کام لے کر ہمارا کام تمام کرنا چاہتا ہے۔ ہم اگر اپنی اپنی انا کو ملک و ملت کی انا میں مدغم کردیں تو کیا حرج ہے اور کیا عجب کہ ہماری یہ قربانی اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدگی اور قبولیت کا شرف حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو لوگوں کی صحیح راہنمائی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام: مخلص سردار محمد عبدالقیوم خان

(۹)

۳ رجولائی ۱۹۹۵ء (مقبوضہ کشمیر میں بھارت کا انتخابی ڈرامہ اور ہماری ذمہ داریاں)

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ اس امر سے یقیناً آگاہ ہوں گے کہ بھارت مقبوضہ کشمیر میں انتخابات کا ڈرامہ رچانے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ کشمیری عوام کی قوت مزاحمت، جذبہ آزادی اور عزم و حوصلے نے بھارت کے ان تمام منصوبوں کو ناکام بنادیا ہے جو وہ مقبوضہ کشمیر میں سیاسی عمل کے نام پر بین الاقوامی برادری کو دھوکا دینے کیلئے بنا رہا تھا۔ اپنی کوششوں میں ناکامی کے بعد بھارت نے مقبوضہ کشمیر کے معصوم اور بے گناہ لوگوں پر مظالم میں بے پناہ اضافہ کردیا ہے۔ " پکڑو اور مارو" کی بے رحمانہ پالیسی اختیار کی گئی ہے جس کے تحت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وحشی بھارتی فوجی درندے تمام کشمیری نوجوانوں کو شہید کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ گھروں میں گھس کر ورثاء و بیہاڑے لواحقین کے سامنے عفت مآب خواتین کی بے حرمتی کے دلخراش واقعات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ کشمیری عوام کی قوت ارادی کو کچلنے کیلئے ہر قوم کے ہتھکنڈے اور حربے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ اسکے ساتھ بھارتی افواج نے سیز فائر لائن کیساتھ ساتھ آزاد کشمیر کی سول آبادی پر اشتعال انگیز فائرنگ کا سلسلہ بھی تیز تر کردیا ہے اس کی وجہ بالخصوص وادی نیلم اور بالعموم تمام سرحدی علاقوں میں لوگوں کو سنگین مسائل اور مشکلات درپیش ہیں۔

۲۔ ان واقعات کی وجہ سے پاکستان اور بھارت کے درمیان تلخی اور کشیدگی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور یہ صورت حال کسی وقت بھی کسی بڑے حادثے کا سبب بن سکتی ہے۔ بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں تعینات اپنی چار لاکھ سے زائد افواج میں مزید اضافہ کیا ہے اور اس

بات کی اطلاعات ہیں کہ وہ گرم تعاقب کے علاوہ آزاد کشمیر کے اندر محدود فوجی کارروائی کے عزائم بھی رکھتا ہے۔

۳۔ اس پریشان کن اور تکلیف دہ صورت حال میں ایک امید افزا پہلو یہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر مسئلہ کشمیر کے بارے میں آگہی بڑھی ہے اور اس مسئلہ کے پرامن سیاسی حل کے لئے موثر کوششوں کا آغاز ہوا ہے بین الاقوامی برادری میں مسلسل اس امر کا احساس بڑھ رہا ہے کہ۔(۱) مسئلہ کشمیر کی وجہ سے جنوبی ایشیا میں جوہری جنگ کے خطرات بڑھ رہے ہیں اور اس خطے میں آباد ایک ارب انسانوں کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔ (۲) یہ کہ اس مسئلہ کے مستقل اور پائیدار حل کے لئے کشمیری عوام کی امنگوں اور آرزوؤں کو بہر طور ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔(۳) یہ کہ اس خطہ کے دونوں اطراف کی مسلمہ کشمیری قیادت کی میٹنگ کے نظریئے کو بھی عالمی سطح پر پزیرائی حاصل ہو رہی ہے۔

۴۔ تاہم یہ بڑی ستم ظریفی کی بات ہے کہ عین اس وقت جبکہ ایسی سنگین صورت حال ہے اندرون ملک بعض عناصر آزاد کشمیر کے اندر بے چینی واضطراب پیدا کرنے اور امن وامان کا مسئلہ پیدا کرکے آزاد کشمیر کو غیر مستحکم کرنے کیلئے سرگرم عمل ہیں یہ تاثر اور بھی زیادہ تکلیف دہ ہے کہ یہ لوگ از خود نہیں بلکہ کسی کے اشارے پر ان بدنصیب کارروائیوں میں مصروف ہیں حکومت آزاد کشمیر کے بارے میں آئے دن نت نئے شوشے چھوڑے جاتے ہیں اخبارات میں ایک خاص مقصد کے تحت میری اور میرے ساتھیوں کی کردار کشی کیلئے جھوٹی خبریں چھپوائی جاتی ہیں 6 مئی کو خاص طور پر آزاد کشمیر میں پہیہ جام ہڑتال کے نام پر آزاد کشمیر کو غیر مستحکم کرنے غنڈہ گردی اور لاقانونیت پیدا کرنے کی منظم کوشش کی گئی۔تاہم آزاد کشمیر کے عوام مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس سے لاتعلقی کا اظہار کرکے اس کوشش کو ناکام بنادیا۔ آزاد کشمیر کے باشعور عوام،خواص سے توقع ہے کہ وہ آئندہ بھی ایسی تمام سازشوں کو ناکام بنادیں گے۔

ریاست جموں وکشمیر کی سب سے بڑی سیاسی قوت اور عوام کو سواد اعظم آل جموں وکشمیر کانفرنس کا کارکن ہونے کی وجہ سے آپ پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے بلاشبہ اس جماعت کے سیاسی کردار پر نہ صرف پاکستان کی سلامتی،مقبوضہ کشمیر کی آزادی اور آزاد کشمیر کے دفاع کا دارومدار ہے بلکہ اس پورے خطے کے مسلمانوں کا محفوظ مستقبل بھی اسی کی قوت سے وابستہ ہے۔میرے اس خط کے مخاطب صرف مسلم کانفرنس کے کارکن ہی نہیں ہیں بلکہ ملک کے تمام محب وطن طبقات اور عناصر بھی ہیں جو آزاد کشمیر کے اندر استحکام کی اہمیت سے آگاہ ہیں۔ جن کا مفاد اور نقصان مشترک ہے۔

چنانچہ مقبوضہ کشمیر کے حریت پسند عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی،پاکستان کیساتھ کشمیریوں کی وابستگی کو مضبوط تر بنانے اور تحریک آزادی کشمیر کے بنیادی مقاصد کو اُجاگر کرنے کے کیئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اس سال بھی "۱۳ رجولائی تا ۱۹ رجولائی ہفتہ یکجہتی والحاق پاکستان" منایا جائے۔آپ سے استدعا ہے کہ اس ہفتہ کے دوران پورے جوش وخروش سے جلسے وجلوس اور تقاریب منعقد کرکے اپنا قومی وملی فریضہ ادا کریں۔اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو مخلص سردار محمد عبدالقیوم خان صدر آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس

(۱۰)

۲۵ رنومبر (المجاہد تحریک کا اعلان ایک بڑی آزمائش ○ حاضر ہونے کی کوشش)

گرامی قدر واجب الاحترام۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔جناب کا نوازش نامہ کل ملا۔یاد آوری کیلئے تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔اور امید کرتا ہوں۔کہ جناب اپنی توجہ مبارک کے گوشہ سے محروم نہ رکھیں گے۔یوں بھی تو ہم نے المجاہد تحریک کا اعلان کرکے خود کو بھی اور ساری قوم کو آزمائش میں ڈالدیا ہے۔خدا کرے کہ ہم اس میں سرخرو ہوں۔اس ضمن میں بھی جناب والا کی پوری امداد کی ضرورت ہے جو ظاہر

ہے۔ میں کوشش کرونگا کہ کسی وقت حاضر ہوسکوں۔ والسلام سردار عبدالقیوم خان

(۱۱)

(پاکستان کے مستقبل کی حفاظت کیلئے منشور اعظم کے نکات)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ ملت پاکستانیہ ایک بار پھر اپنی زندگی کے ایک نئے نازک اور اہم مرحلے سے دوچار ہے۔ چند ہفتوں بعد عام انتخابات ہونے والے ہیں۔ اگر ان انتخابات میں فیصلہ یہ ہونا ہے کہ پاکستان کے معاملات چلانے کا اختیار کس کے پاس ہونا چاہیے تو شائد اس میں زیادہ تردد کی بات نہیں ہے۔ مگر ایسا تو صرف ان ممالک کا مقدر رہا ہے۔ جن کے ہاں ادارے مضبوط اور مؤثر ہیں۔ ہمارے ہاں ابھی اسکا تصور ہے نہ خواہش۔ اسلئے ہمارے ساتھ ان انتخابات کا تعلق محض اتنا ہی نہیں ہے۔ ان کے نتائج خدانخواستہ ایسے بھی ہوسکتے ہیں کہ واپسی کا کوئی راستہ ہی نہ رہے۔ یہ بات بھی یاد رکھی جانی چاہیے کہ ملک جس ڈگر پر پہنچادیا گیا ہے اسکو درست کرنے کا موقع بھی انہی انتخابات کے نتائج سے ہی پیدا ہوگا اگر ہوگا۔ چند روز قبل لاہور میں تحریک استحکام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں پاکستان کی موجودہ صورت حال پر تفصیل کیساتھ غور کیا گیا۔ ملک کے ممتاز دانشوروں صحافیوں علمائے کرام اور سیاستدانوں کے اس اجلاس میں طے پایا کہ قوم کی توجہ اس "منشور اعظم" کی طرف دلائی جائے، جو ایک آزاد خودمختار اسلامی پاکستان کے محفوظ مستقبل کا ضامن ہے۔ اسلئے اپنے ووٹ کے ذریعے نہ صرف آپ پاکستان کی سلامتی، استحکام، آزادی وخودمختاری، اسلامی تشخص یعنی پاکستانیت کی حفاظت کرسکتے ہیں بلکہ کشمیر کے ان حریت پسند عوام کی بھی مدد کرسکتے ہیں۔ جن کا خون اسلام اور پاکستان کے نام پر پانی کی طرح بہہ رہا ہے۔ اور جن کی زندگی وموت کا دارومدار مستحکم پاکستان پر ہے خواہ پاکستان کی حکومتیں ان کیلئے کچھ کرسکتی ہیں یا نہیں۔ تحریک استحکام پاکستان کے نزدیک اس منشور اعظم کے بنیادی نکات حسب ذیل ہیں:۔ ۱۔ دستور پاکستان کی حفاظت کی جائے۔ اس سے ماوراء کسی اقدام کی حمایت نہ کی جائے۔ دستور کے اسلامی کردار کو متنازعہ ہی نہ بننے دیا جائے اور نیو سوشل کنٹریکٹ کے نام پر دستور پاکستان اور وفاق پاکستان کے خلاف کسی اندرونی یا بیرونی سازش کو ناکام بنانے کا عزم کیا جائے۔ ۲۔ پاکستان کے جوہری پروگرام کا تحفظ کیا جائے یہ نہ صرف ہماری اقتصادی ضروریات کیلئے ضروری ہے بلکہ بھارت کے توسیع پسندانہ، مجرمانہ عزائم کا راستہ بھی روکے ہوئے ہے۔ اور یہ بات واضح کی جائے کہ جوہری پروگرام کے حصول اور استعمال پر بھارت کے مقابلہ میں کوئی امتیازی پابندی قبول نہیں کی جائے گی۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ کون لوگ اس پروگرام کو جاری رکھنا چاہتے ہیں اور کون ہیں جو اس پر اندرون خانہ سمجھوتہ کرچکے ہیں۔ ۳۔ تقسیم برصغیر کے اصولوں اور اقوام متحدہ کی قراردوں کے تحت کشمیری عوام کی منصفانہ جدوجہد آزادی کی حمایت پوری قوت کے ساتھ پہلے کی طرح جاری رکھی جائے گی۔ یہ بات واضح کردی جائے کہ کشمیر پر کوئی سودے بازی نہیں کی جاسکتی۔ ۴۔ بھارت سے تعلقات کے بارے میں قومی موقف کے مطابق رویہ اختیار کیا جائے گا۔ بھارت پر یہ بات واضح کردی جائے کہ مسئلہ کشمیر کو کشمیری عوام کی امنگوں کے مطابق حل کئے بغیر اس کے ساتھ دوطرفہ ہمسائیگی کے خوشگوار تعلقات قائم نہیں کئے جاسکتے۔ ۵۔ یہ بات واضح کردی جائے کہ پاکستان کی دفاعی ضروریات کو اولیت حاصل رہے گی۔ ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے مسلح افواج کو ملت کی بھرپور حمایت حاصل رہے گی۔ اس پر کوئی پس وپیش کی جائے گی نہ سمجھوتہ۔ ۶۔ قومی غیرت وحمیت کا تحفظ کیا جائے گا۔ دوسرے ممالک سے دوستانہ تعلقات قائم رکھتے ہوئے اس امر کو یقینی بنایا جائے گا۔ پاکستان کی سیاست کو

غیر ملکی آلہ کار بننے سے روکا جائے گا۔ اور پاکستان کے معاملات کو پاکستانیت کے نقطہ نظر سے پاکستان کی سرزمین پر ہی طے کیا جائے گا۔

۷۔ ہر قسم کے علاقائی، لسانی گروہی اور فرقہ وارانہ تعصبات کا مقابلہ کیا جائے گا اور وفاق پاکستان کو زیادہ مضبوط کیا جائے گا۔

جو سیاسی قوتیں انتخابی میدان میں اترنے کیلئے تیاریاں کر رہی ہیں انکی پوزیشن کا بھی اسی نقطہ نظر سے جائزہ لیا جانا چاہیے۔ اس وقت اصل مقابلہ دو اہم سیاسی مکاتب فکر میں ہی ہے ان سات متذکرہ بالا نکات کی روشنی میں ملکی مفادات اور قومی مسلمات کے بارے میں دونوں سیاسی قوتوں کی قیادتوں کے طرز عمل، ان کی کمٹمنٹ اور حکومت کے دوران انکی کارکردگی کے بارے میں کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے۔ اس وقت مرکزی نکتہ صرف اس قدر ہے کہ کیا یہ انتخابات پاکستانیت کو طاقتور بنائیں گے یا خدانخواستہ کمزور کریں گے۔ فیصلہ آپ کا آپکے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نازک مرحلہ پر ہماری رہنمائی اور امداد فرمائے۔ آمین

والسلام: آپ کا مخلص سردار محمد عبدالقیوم خان (صدر تحریک استحکام پاکستان، وزیر اعظم آزاد کشمیر)

☆☆☆

عبدالقیوم لطفی۔ صدر پاکستان ایجوکیشنل انٹرپرائزز سنٹر کراچی

(۱)

۱۰ ر ستمبر ۱۹۶۸ء (الحق کا انتظار دو کتابیں O اسلام ہماری پسند، یاجوج ماجوج اور اسرائیل)

مکرمی و محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم۔ جلد نمبر ۳ کا شمارہ نمبر ۱۲ ابھی موصول ہوا ہے۔ اس شمارہ میں مضامین کی فہرست بمعہ مضمون نگار حضرات کے اسماء گرامی موجود ہے۔ جو محققین کے لئے بے حد مفید ہوگی۔ آپ کے ہر شمارے کا انتظار رہتا ہے۔ آپ کی خدمت میں دو مطبوعات روانہ کی جارہی ہیں۔

۱۔ اسلام۔ ہماری پسند Islam . our Choice

۲۔ یاجوج ماجوج اور اسرائیل Gog, Magog and Israel

امید ہے پسند آئیں گی۔ وصولیابی کی اطلاع دیجئے گا۔ اگر مزید کاپیوں کی ضرورت ہو تحریر فرمایئے گا۔ انشاء اللہ جلد ہی پہنچ جائیں گی۔

والسلام المخلص عبدالقیوم لطفی انچارج۔ پیریوڈیکل سیکشن

(۲)

۱۰ ر اپریل ۱۹۶۹ء (ڈاکٹر غلام صابر عباسی، وحدت و امامت کلمۃ کی روشنی میں)

محترم مولانا صاحب! سلام مسنون، تازہ شمارہ موصول ہو چکا ہے۔ ابھی تک اس کے مطالعہ سے محروم ہوں کہ کتب خانہ کے ممبران مطالعہ بین حضرات ہی کے ہاتھوں میں ہے۔ البتہ دیباچہ پڑھ لیا تھا جو خوب ہے۔ ڈاکٹر غلام صابر عباسی ہمارے کتب خانہ کے باقاعدہ ممبر ہیں۔ بڑے نیک اور صالح ہیں۔ قوم کے لئے دل میں کافی درد ہے اور جذبات میں آکر جب لکھنے بیٹھتے ہیں تو متواتر قلم چلتا رہتا ہے۔ میں نے ان کی تحریریں پڑھی ہیں جن سے ان کے نیک جذبات اور اسلامی حمیت کا پتہ چلتا ہے۔ میں نے ان سے ایک مضمون چاہا تھا کہ آپکی

خدمت میں روانہ کرسکوں جو ملسلک ہے۔عنوان ہے۔"وحدت وامامت کلمہ کی روشنی میں" امید ہے آپ اس پر صحت فرما کر شائع فرمادیں گے۔اور یہ ماہ مئی کے پرچہ میں آجائیگا۔اپنی رائے سے اگر مطلع فرمائیں تو عین نوازش وبندہ پروری ہوگی۔ڈاکٹر غلام صابر عباسی کو آپ میرے اسی پتہ پر اگر لکھنا چاہیں تو لکھ سکتے ہیں۔اس کے بعد آپ کی ملاقات بالواسطہ ہو جائیگی۔ والسلام

عبدالقیوم لطفی A-355, Block D, ناتھ ناظم آباد۔ کراچی

(۳)

۱۹ر جولائی ۱۹۷۱ء (مسلم ڈائجسٹ باقاعدگی سے ملنے کی یقین دہانی)

The Serial's Liberaian,

Karachi University Library,

Pakistan.

Dear Sir, We are obliged to you for your letter of the 19th May, last just received.

As requested we have today sent the last three issues of the "Muslim Digest" to Maulana Samiul Haq and will ensure that the publication are regularly sent out to him as you wish.

Yours faithfully,

for MUSLIM DIGEST A.Y. KOLIA

(۴)

۱۸ر اگست ۱۹۷۱ء (افریقہ میں دینی لٹریچر کا فقدان اور عیسائی احمدی سرگرمیاں)

محترمی ومکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔حسب الحکم مسلم ڈائجسٹ کے لئے افریقہ لکھ دیا تھا۔تین شمارے انہوں نے روانہ فرمادیئے ہیں۔غالباً آپ کو مل گئے ہونگے۔یا جب مل جائیں تو اطلاع فرمادیجئے گا۔زحمت تو ہوگی۔

امید ہے آپ کا پرچہ افریقہ جارہا ہوگا۔وہاں اچھی خاصی تعداد میں ہندوپاک کے مختلف حصوں میں مسلمان ہیں۔لیکن دینی لٹریچر کا فقدان ہے خاص طور پر اردو میں،میرے پاس مسلمانوں کی ایسوسی ایشن کے کچھ پتے تھے جو گم ہوگئے چنانچہ میں کافی لٹریچر روانہ کررہا کرتا تھا۔اگر آپ کے علم میں کچھ جماعتیں ایسی ہوں کہ جو دین کیلئے سرگرم عمل ہوں تو ان کے پتہ روانہ فرمادیجئے گا۔شکرگزار ہونگا۔

دوم یہ کہ اپنے پرچہ میں اگر اس قسم کا اطلاع شائع فرمادیں کہ دیگر حضرات بھی دینی لٹریچر افریقہ بھیجا کریں تو بہتر ہوگا۔کیونکہ عیسائی اور احمدی مشنری وہاں بڑا کام کررہی ہیں۔میرے لائق کوئی خدمت ہو تو تحریر فرمائیں۔

عبدالقیوم لطفی انچارج شعبہ رسائل وجرائد جامعہ کراچی

مولانا قاضی عبدالکریم[1] کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان

(۱)

(الحق کا ہر نقش ثانی نقش اول سے بہتر ہے O دوارکا کی تباہی O مولانا افغانی کے مضامین کے ترجموں کی تجویز)

۲۰/المکرم ۸۵ھ

مکرمی مدیر الحق دامت معالیکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، الحق بابت دسمبر ۶۵ء پیش نظر ہے یہ امر باعث اطمینان ہے الحق کا ہر نقش ثانی نقش اول سے بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اللھم زد فزد ولا تنقص

(۱) دوارکا[2] کی تباہی کے عنوان سے جس فوجی مجاہد کا مکتوب شائع ہوا ہے وہ نہایت موثر اور دلدوز ہے کاتب خط کا مکمل پتہ دینا ضروری تھا اس سے روایت بہت ہی قوی ہو جاتی اور راوی مجہول و معلوم کی روایت میں جو فرق ہو سکتا ہے اسی انداز سے اسمیں قوت آجاتی اب بھی اس مجاہد کا ایڈریس دیا جا سکتا ہے۔

(۲) قاضی صاحب[3] سر بازی کی تجویز بہت عمدہ ہے کہ حضرت افغانی مدظلہ کے مضامین کا انگریزی ترجمہ اور مغرب زدہ لوگوں میں اسکی اشاعت بڑی مفید ثابت ہوگی احقر کے ناقص خیال میں اگر مستقل طور پر انکی اشاعت (انگریزی میں) مشکل ہو تو ایک صورت یہ بھی تو ہو سکتی ہے کہ خود الحق کے چند صفحات کو انگریزی میں شائع کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ماہنامہ الصدیق ملتان چند صفحات عربی میں شائع کرتا رہتا ہے یا پشاور کے بعض اخبارات ایک صفحہ پشتو میں لکھتے رہتے ہیں۔ مستقل یا اردو اس کے مختص کر دیئے جائیں تو امید ہے کہ رسالہ مجمع البحرین ہو۔ اردو دان اور انگریزی دان دونوں طبقوں میں مقبول ہو جاویگا۔ والسلام ناکارہ عبدالکریم از نجم المدارس کلاچی

(۲)

۲۶ شعبان ۸۵ھ (مولانا محمد زمان حقانی کے ''تمنا عمادی'' کے خلاف مضامین)

مخدومی السلام علیکم ورحمۃ اللہ، تعمیلاً ایک مضمون ارسال خدمت کر رہا ہوں خدا کرے مفید ثابت ہو۔ اشاعت رسالہ کے سلسلہ میں گزارش ہے کہ ضلع کے اکابر علماء سے اس کا ذکر خیر ہوتا رہا متعدد علماء مطالعہ کیلئے بھی لے گئے چند ایک نے جاری کرنے کا وعدہ بھی کیا پرسوں ایک منی آرڈر علاقہ شیرانی درازندہ بھیج چکا ہوں۔ الحاد و دہریت اور پرویزیت و فتنہ انکار حدیث کے خلاف مضامین زیادہ سے زیادہ ہونے چاہئیں۔ عزیز مولوی محمد زمان صاحب فاضل حقانیہ و متعلم درجہ تخصص نیو ٹاؤن کراچی نجم المدارس کے ہونہار فرزند نے ایک اہم مضمون تمنا عنادی المعروف بہ عمادی کے خلاف لکھا ہے اس نے صحیح بخاری کے خلاف ہفوات کئے ہیں مضمون قابل قدر ہے۔ معلومات اور مستدلات کی حد تک اردو کی تصحیح کرنی ہوگی عنقریب ان سے کہونگا کہ نقل کر کے بھیج دیں۔ فتنہ انکار حدیث کے خلاف جہاد از حد ضروری ہے دار العلوم کو بحمد اللہ مواقع حاصل ہیں اللہ تعالیٰ مزید سے مزید توفیق عنایت فرما دیں۔ آمین ناکارہ عبدالکریم

---

[1] ڈیرہ اسماعیل خان کلاچی کے علمی وروحانی خاندان کے چشم و چراغ، اپنے وقت کے مرجع خلائق علامہ قاضی نجم الدین مرحوم کے فرزند رشید، وقیع علمی ادارہ نجم المدارس کے بانی ومہتمم، فقہی مسائل واحکام پر دسترس ضخیم مجموعہ نجم الفتاوی سے نمایاں، علم وعمل زہد وتقویٰ، افتاء، وتصنیف اور علمی وروحانی کمالات سے متصف، اس وقت فضلاء دیوبند کے چراغ سحری اور قافلۂ اہل حق کے بقیۃ السلف سیاسی میدان میں جمعیۃ کے پلیٹ فارم پر بھرپور جدوجہد کی بزم پر قومی وملی اور سیاسی محاذ پر سرپرستی اور شفقت ومحبت مکتوبات کے سطر سطر سے نمایاں ہے۔ [2] ۶۵ کے پاک بھارت جنگ میں پاک بحریہ کے ہاتھوں بحری جنگی جہاز کی تباہی کا ایمان افروز واقعہ [3] قاضی عبدالصمد سربازی بلوچستان سے تعلق تھا۔

(۳)

۲۳ شوال ۸۵ھ (مولانا محمد زمان حقانی کے علمی وتحریری مشاغل O الحق کیلئے علمی مواد میں تعاون)

مخدوم زادہ محترم دامت معالیکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ ملا عزیز مولوی محمد زمان صاحب نجم المدارس میں مشغول ہیں ملا حسن، میبذی وغیرہ کتب بحمد اللہ پڑھا رہے ہیں۔ موصوف کا مضمون بالاستعیاب دیکھنے کی فرصت بھی باوجود کوشش سے نہیں نکال سکا تا بہ اصلاح چہ رسد۔ مضمون کما حواہ ارسال کر رہا ہوں اور موصوف کی جانب سے آپکو اس کی ترتیب اور جزوی ترمیم کی اجازت ہے۔ جہاں تک میں سرسری طور پر اسے دیکھ سکا ہوں مفید اور اپنے موضوع میں نایاب پایا ہے۔ کلیم کے خرید وفروخت کے سلسلہ میں یہاں کے دارالافتاء میں ایک مفصل مضمون موجود ہے حضرت افغانی مدظلہ کی مفصل رائے بھی اس سلسلہ میں اسکے ساتھ شامل ہے۔ کسی فرصت میں اسے خود ہی ترتیب دے کر نقل کرا کر الحق کیلئے بھیجدونگا۔ انشاء اللہ نوادرات اور تبرکات کے سلسلہ میں شمس المشائخ حضرت افغانی دامت برکاتہم کے غیر مطبوعہ جواہر پارے اور ایک آدھ مکتوب سامی مربی الاولیاء حضرت خواجہ سراج الدین صاحب ؒ ارسال کرونگا۔ خدا کرے حضرت شیخ مدظلہ بخیر وعافیت سے ہوں۔ احقر کے جانب سے تسلیمات وتکریمات اور طلب دعا کی درخواست عرض کریں۔ احقر بھی لاہور بعض عوارض قویہ کی وجہ سے نہیں جاسکا ماشاء اللہ۔

کارروائی پڑھ لی ہے عزائم نہایت نیک اور سخت معلوم ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ توفیق عمل سے نوازیں اور ہمیں ان حضرات کی صحیح اور مخلصانہ اعانت کی توفیق بخشیں۔ آمین والسلام ناکارہ عبدالکریم

(۴)

۱۸ ذالحجہ ۸۵ھ (نوادرات وتبرکات اکابر کیلئے سمیع الحق کی جدوجہد میں تعاون)

محترم المقام حضرت خلیفہ صاحب دامت معالیکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، حامل رقعہ صاحبزادہ مولانا سمیع الحق صاحب مدیر الحق اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک وسابق مدرس اعلیٰ دارالعلوم دیوبند کے فرزند ارجمند اور خلف الرشید ہیں ہمارے واجب الاحترام مخلص اور عنایت فرما ہیں موصوف کو جناب عبدالکریم صاحب[1] صابر سے ملنا ہے جناب موصوف کو اپنے پاس ٹھہرائیں اور صابر صاحب کو بلا کر ان سے معاملہ طے کرنے میں مدد دیں۔ بزرگوں کے جو مکاتیب گرامی ان کے پاس ہیں انکو الحق کیلئے حاصل کرنے میں کوشش فرمادیں تاکہ ان کا فیض الحق کے ذریعہ اہل حق میں پھیل سکے یہ کام بوجہ احسن ہو تو انشاء اللہ اس کے ثواب میں ہم اور آپ بھی شریک ہونگے۔ جلسہ نجم المدارس پر آپ جب تشریف لائیں تو جناب صاحبزادہ صاحب موصوف کو بھی ساتھ لادیں تاکہ جلسہ کی رونق دوبالا ہو اور اکابرین دارالعلوم حقانیہ کی دعائیں حاصل کی جاسکیں۔ والسلام ناکارہ عبدالکریم

(۵)

اپریل ۶۶ء (شاعر عبدالکریم صابر کے ساتھ اکابرین کے نادر خطوط کا الحق کیلئے حصول)

مخدوم زادہ محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ ملا عدم فرصت کے باعث حکم کا مسئلہ اور نہ کوئی دوسری چیز ارسال خدمت کرسکا اور بظاہر حالات مستقبل قریب میں بھی فرصت پانا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ کل ملتان چنیوٹ اور

---

[1] انکے ساتھ بزرگوں کے نوادر اور نگارشات کے سلسلہ میں ملنا تھا کہ الحق میں شائع کئے جاسکیں۔

سرگودھا ہنوں کے سفر سے واپسی ہوئی مدرسہ میں ۱۵ ذی الحجہ ۸۵ھ تک چھٹی ہے جس کیلئے کئی ایک کام پہلے ہی سے پس انداز ہیں ماشاء اللہ، ۱۰، ۱۱ اپریل ۶۶ء کو مدرسہ کا سالانہ جلسہ ہو رہا ہے ان سب کی بخیر انجام کیلئے آپ کے دعاوں کی ضرورت ہے اور حضرت والا سے بھی دعا کرائیں۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک صاحب ہیں جو کہ شاعر بھی ہیں عبدالکریم صابر انکا نام ہے بلدیہ ڈیرہ میں کلرک ہیں ان کے پاس حضرات اکابرین کے خطوط موجود ہیں حضرت شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ دہلوی حضرت خواجہ دوست محمد صاحب قندھاروئؒ حضرت خواجہ عثمان صاحبؒ حضرت خواجہ سراج الدین صاحبؒ حضرت مدنیؒ کے اپنے قلم کے سید سلیمان صاحب ندویؒ کے مولانا آزاد رحمہ اللہ تعالیٰ کے اپنے قلم کے۔ وہ بہر حال ضرورت مند ہے اور معاملہ کرنے کا خواہشمند ہے شاید غلام رسول مہر یا حضرت حامد میاں صاحب سے بھی بات چیت ہوئی ہے۔ بہر حال کہیں معاملہ طے نہیں کیا اگر الحق کیلئے ان کی ضرورت ہو اور معاملہ کرنا مقصود ہو تو آپکو خود ان سے ملنا ہوگا اور معاملہ کے طور ان سے بات چیت کرنی ہوگی اگر خیال ہو تو اس کیلئے ۱۰، ۱۱ اپریل ۶۶ء کے آگے پیچھے کی تاریخیں موزوں رہینگی تا کہ آپ ان سے ملکر نجم المدارس کے جلسہ میں بھی رونق افزوں ہو سکیں۔ حضرت کی خدمت سلام مسنون و دعا جو۔ ناکارہ عبدالکریم عفی

ہاں ملتان میں حضرت افغانی مدظلہ سے عرض کیا گیا حضرت نے فرمایا مختصر مضمون تو میں نے بھیجدیا میں نے عرض کیا جب تفصیل تحریر فرمادیں تو مسئلہ پر روشنی ڈالی جاوے۔

ہاں دوسرا خط لکھ رہا ہوں اگر آپ ڈیرہ اسماعیل خان صابر صاحب سے ملنا چاہیں تو یہ خط مکتوب الیہ کے حوالہ فرمادینگے اسطرح آپکو ڈیرہ میں ان سے ملنے میں سہولت ہوگی۔ مولوی حافظ غلام رسول صاحب خلیفہ حضرت لاہوریؒ اور حضرت افغانی مدظلہ کے نام یہ عریضہ لکھ رہا ہوں موصوف تجارت گنج ڈیرہ اسماعیل خان کی مسجد میں رہتے ہیں۔ والسلام عبدالکریم

(۲)

(مفتی محمد شفیع سرگودھوی کی وفات اور اکابر کی علالت O لادینی یلغار میں حفاظتی جرنیل O الحق کے جاندار اداریے O خاندانی منصوبہ بندی O بسم اللہ کی گنبد اور محاورہ پر تنقید)

۲۰ ربیع الثانی ۸۶ھ

مخدوم زادہ محترم مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اپنے مشفق ترین استاد شیخ التفسیر والحدیث جامع الکمالات العلمیۃ والعملیۃ قبلہ حضرت صاحب سرگودھوی نور اللہ مرقدہ کی وصال کے ساتھ ساتھ حضرت افغانی دامت برکاتہم حضرت مولانا بنوری مدظلہ حضرت شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ مدظلہ کی خبر علالت اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا عبدالحنان صاحب مدظلہ کی اطلاع ضعف ونقاہت نے آنکھوں میں اندھیرا کر دیا۔ خیال آنے لگا مذہبی درندوں کی یلغار میں حفاظتی دستوں کے ایک ایک جرنیل کو یکے بعد دیگرے یونہی بلاوے کا مقصد اسکے بغیر لیا ہی کیا جاسکتا ہے کہ اسلام کے نام لیوا بھیڑوں کے حق میں تولہ ماتولیٰ کا فیصلہ کیا جاچکا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ، خدا کا شکر ہے کہ ابتک مکتوب کے ذریعہ حضرت افغانی مدظلہ اور الحق بابت اگست ۶۶ء کے ذریعہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی صحتیابی کی اطلاع تو جان افزا ثابت ہوا حق تعالیٰ سب ہی حضرات کو تا زیست مزید با مسرت رکھے۔ آمین۔

الحق کی بلند پروازی اور روز افزوں محبوبیت سے دل بیٹھا ہی ہوتا ہے۔ والحمدللہ اداریہ میں بفضل اللہ غضب کی جان ہوتی ہے ہر اداریہ پر مبارکباد دینے کو دل چاہتا ہے۔ جولائی کے اداریہ کو پڑھ کر فوری مسئلہ کلیم کے تفصیلات ارسال کرنے گویا بطور انعام پیش کرنے کا ارادہ ہوا خاندانی منصوبہ بندی والوں سے کہہ دیجئے کلاچی میں پچاس فیصد لوگ آج کل اسی نارو مرض میں مبتلا ہیں۔ اور عدم اشتہار میں سب یکساں

فرمایئے غلہ کا یہ بچاؤ اسٹاک کہاں پہنچایا جاوے کیا مرض نارو کی ''غلہ بچاؤ'' کی یہ تحریک اہلاک تخم انسانی کے دلدادوں کو غور وفکر کی دعوت نہیں دے رہی۔ پچھلے اداریہ میں آپ نے مریض غفلت مدعیان علم وتقویٰ کو جھنجوڑتے ہوئے فرمایا ہے کہاں ہیں بسم اللہ کی گنبد میں ان کے جہاں تک یاد پڑتا ہے حکیم الامۃ حضرت تھانویؒ نے اس جملہ کے استعمال پر خاص گرفت فرمائی ہے۔ مگر نہ محل اور موقعہ اسوقت یاد ہے اور نہ تفصیل اور جو کچھ ذہن میں ہے اس کے لکھنے کی ضعف کے باعث طاقت نہیں پاتا۔ تجارتی فرم میں حضرت اقدس مدظلہ کا خطاب نہایت معیاری معلومات افزاء جیسا کہ چاہیے محققانہ ہے جزاھم اللہ۔ ابتداء مضمون میں ایک جملہ کہ آمدنی اور نقصان بٹائی کے طریقہ پر دونوں کو ملے۔ کی حاشیہ پر وضاحت ہو جاتی تو کسی کو یہ شبہ نہ پڑتا کہ مضاربت صحیحہ میں مضارب بھی نقصان کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

(۷)

(الحق کیلئے نگارشات O شیخ الحدیث کی علالت پر تشویش O نجم المدارس سے حقانیہ کیلئے طلباء)

۲۸ رمضان المبارک ۸۶ھ

مخدومنا العلام دامت برکاتہم ومخدوم زادہ مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ ملا احقر تحریراً وتقریراً ہر طرح خادم ہے لیکن حضرت کی بار بار ہمت افزائی کہ کوئی مضمون الحق کیلئے ارسال کیا جاوے اپنی کوتاہی پر شرمندگی ہوتی رہی، چند سطریں جن کے مندرجات کی اس وقت ضرورت ظاہر ہے ارسال کر رہا ہوں اگر کسی پہلو سے مفید نظر آویں تو شائع فرما دیے جاویں۔ حضرت اقدس کی علالت طبع سے بڑی پریشانی ہوئی اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عاجلہ عطا فرماویں۔

تنت نیاز طبیان نیاز مند مباد   وجود نازکت آزدہ وگزند مباد

حضرت کا وجود یقیناً مغتنم ہے اور ہزاروں مسلمانوں کے حوائج دینیہ اس سے وابستہ ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آفات دارین سے مصئون ومحفوظ رکھیں۔   ع   ویرحم اللہ عبدا قال آمینا

(۳) حضرت بنوری مدظلہ کو احقر اپنی ناقص رائے تو ارسال کر ہی چکا ہے خیال یہی تھا کہ آپ جیسے اکابر خوب اچھی طرح غور فرما کر یا تو میری غلط فہمی کو دور فرماویں گے یا حضرت مذکور کو حقیقت حال سے اطلاع فرماوینگے۔ تو آپکو معاملہ کی اہمیت معلوم فرمانے میں سہولت رہے گی۔

(۴) نجم المدارس سے جو طلباء حضرت سے شرف تلمذ حاصل کرنے کا ارادہ کئے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ (۱) معظم خان سکنہ نندور تحصیل ٹانک (۲) غلام علی ولد شیر علی صاحب سکنہ کوٹ نواز تحصیل ٹانک (۳) عزیز الرحمان ولد کریمداد سکنہ کلاچی صرف ونحو کے علاوہ منطق میں ملاحسن فلسفہ میں میبذی نیز عقائد میں شرح عقائد وغیرہ پڑھ لی ہیں گزشتہ سال مشکوٰۃ شریف مکمل، مدارک تقریباً ۲۳ پارہ تک ہدایہ ثالث وغیرہ پڑھ چکے ہیں ان کا ایک اور ساتھی (۴) عبدالغفور ولد فقیر احمد سکنہ بندکورائی تحصیل ڈیرہ، اگر غیر افغانی زبان کے باعث ملتان نہ چلا گیا تو وہ بھی ساتھ ہوگا غالباً وہ قاسم العلوم جائینگے۔   والسلام ناکارہ عبدالکریم

براہ کرم مضمون دیتے ہوئے (احقر کے نام) کیساتھ علامہ کا لفظ ہرگز نہ ہو۔

(۸)

(سیدنا معاویہ پر بہتان اور علماء کا سکوت)

۱۱ محرم ۸۷ھ

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، کل ایک لفافہ میں مضمون بھیج چکا ہوں نظر ثانی کا موقعہ نہیں ملا مکمل نقل بھی نہیں ہے رف کو دیکھا جو بہت غلط سلط تھا یہ لکھنا ضروری معلوم ہوا اس جملہ کے بعد ''خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا'' کیونکہ دل نہیں مانتا کہ علماء دین

کے حضور سیدنا امیر معاویہؓ پر بہتان لگایا جاوے انکی توہین ہو اور یہ بالکل ساکت وصامت رہیں اور اظہار حق کا فریضہ ادا نہ کریں۔ عبدالکریم ۱۱محرم ۸۷ھ، حضرت افغانی مدظلہ کو عریضہ مع شمارہ ۱۱ اپریل بھیج رہا ہوں۔۔ خیال ہے حضرت نے شرکت نہیں فرمائی۔

(۹)

(الحق کے شذرات پر قلبی دعائیں)

۱۰ شعبان المکرم ۸۷ھ مطابق ۱۳؍۱۱؍۶۷

مکرم ومحترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، الحق بابت رجب ۸۷ھ دفتر نجم المدارس میں تو نہیں پہنچا۔ لیکن کل کسی اور عزیز کے ہاتھ میں نظر سے گزرا۔ اداریہ پڑھا پہلا ایٹم ''مشینی ذبح'' احتجاجا کچھ کم نہیں تھا اور بیانہ طرز خوب ہی دلچسپ ہے۔ ہندی بزرگ[1] کی بھی خوب خبر لی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ، لیکن اداریہ کے آخری ایٹم پرستاران سلاطین علماء کو بروقت جگانے سے تو دلی دعائیں نکلیں۔ ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

قلبی مبارک قبول فرمادیں حضرت الشیخ دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون وطلب دعا کی درخواست۔ ناکارہ عبدالکریم

دوسرا خط عزیزان مولوی عزیز الرحمان ومولوی غلام علی صاحبان کو دیکر ممنون فرمادیں عزیز گرامی قاضی عبداللطیف صاحب کی جانب سے سلام مسنون ومضمون واحد۔

(۱۰)

(شیخ الحدیث کی صحت کے بارے میں اضطراب)

۱۹۶۷ء

مکرمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ ملا۔۔ ۱۱ اپریل ۶۷ء سے ۱۵، ۱۶ اپریل تک اطلاعات چھپتی رہیں انجام میں بھی ہیں۔ حضرت افغانی مدظلہ کی شرکت کہیں نظر سے نہیں گزری امید ہے حضرت نے شرکت نہیں فرمائی ہوگی۔ نہ معلوم یہ دوسرے علماء اور ائمہ حضرات کس خیال کے تھے اور کیسے دلچسپی لیتے رہے۔ حضرت اقدس مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون۔ عزیزان مولوی عزیز الرحمان اور مولوی غلام علی کے خطوط میں حضرت کی صحت سے متعلق بڑی تشویش معلوم ہوتی ہے، جس سے بڑا فکر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عاجلہ سے نوازیں۔ آمین، مضمون جلدی میں بلاسوچے سمجھے لکھدیا۔ صحیح معلوم ہو اور ممکن ہو تو حضرت سے مشورہ بھی کرلیں تو اس شمارہ میں دیدیں یا اسی کو اپنی طرف سے دیدیں جو بھی باعث خیر ہو مقدر ہو جاوے۔ آمین، والسلام عبدالکریم

(۱۱)

(جمعیۃ کانفرنس کی کامیابی O الحق کے اداریہ کا وزن دار ہونے کا اعتراف)

۳ ربیع ۲؍۸۸ھ، مطابق ۳۰ جون ۶۸ء

محترم المقام حضرت مدیر الحق دامت معالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ ملا یاد فرمائی باعث تشکر وامتنان ہے۔۔ جزاکم اللہ تعالیٰ، احقر نے شوال میں حضرت شیخ کے نام ایک عریضہ مشتمل۔۔۔ نمایاں کامیابی طلباء حقانیہ اور امتحان وفاق ارسال کیا تھا اس کے بعد بھی کسی تقریب سے شاید آں جناب کو یا حضرت شیخ کو اور غالبا تقریب میں بین الاسلامی کانفرنس کوئی خط روانہ کیا تھا۔ بہرحال اس جانب سے عرض نیاز کی کوشش ہوتی رہی ادھر سے مشاغل عالیہ وعلیہ توجہات ظاہریہ میں بظاہر مانع رہے خدا کرے دعوات صالحہ اور توجہات قلبیہ بہرحال باقی رہے۔ آمین۔ جمعیت کانفرنس کی کامیابی حضرات اکابر اہل اللہ کے روحانی تصرف اور خالص فضل الٰہی کا باعث رہی۔

---

[1] مولانا عبدلماجد دریابادی مرحوم

والحمدللہ، آپکا اداریہ[1] بحمد اللہ بڑا وزنی تھا احباب سے اس کا تذکرہ ہوتا رہا اور اب تو ترجمان کا اسے نقل کر دینا اسکے وزن دار ہونے کا کھلا اعتراف ہے۔ جزاکم اللّٰہ احسن الجزاء ------- تو یہ عرض کر دیا گیا ہے کہ اشتہار کے متعلق خود ہی کھٹک ہوتی ہیں اور پھر سرگودھا تک کے دوستوں کے مختلف اعزاز سے اس پر توجہ دلائی کہ آپ کے الحق نے ------- الحق سے اپنی نسبت سے تو خوشی ہوئی لیکن اسکی توجہ دلانے کا فریضہ ذرا کٹھن سا معلوم ہوتا ہے غیبی امداد ہوئی کہ آپ نے یاد فرمایا اور مجھے عرض حال کا موقعہ مل گیا۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون وطلب دعا کی درخواست عرض ہے، حضرت ناظم صاحب کی خدمت میں سلام مسنون۔

والسلام ناکارہ عبدالکریم از کلاچی

(۱۲)

(سفر ڈھاکہ سے واپسی)

۲۳ رشوال ۸۸ھ

مکرم ومحترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ، امید ہے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور آپ بخیریت حقانیہ واپس تشریف لے آئے ہونگے۔ احقر چاہتا تھا آپ کے حکم کی تعمیل ہو اور ڈھاکہ میں حضرت شیخ الاسلامؒ کے اثرات پر کچھ لکھے لیکن آنجناب کو شاید معلوم نہ ہو احقر مرض القلب (بلڈ پریشر) میں مبتلا ہے ڈاکٹروں نے اس طویل سفر سے منع کر دیا تھا لیکن آپ حضرات کی زیارت کے شوق میں میں ان کی بات نہ مان سکا واپسی پر اثر بڑھ گیا ہے اور اب معمولی سبق پڑھانے سے بھی تکلیف محسوس کرنے لگا۔ دماغ پر زور دیا لیکن لکھنے کیلئے طبیعت کو آمادہ نہ کر سکا۔ معذور سمجھیں۔ والعذر عند الکرام مقبول ناکارہ عبدالکریم

(۱۳)

(مولانا اسعد مدنی کا سفر پاکستان O شیخ الاسلام مدنیؒ پر مضمون)

۲۰ ربیع ۔۔ ۸۹ھ

محترم المقام مخدوم ومعزز والا قدر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سمّع اللہ اقوالہ ونظر احوالہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، حضرت مولانا عبدالحق صاحب

---

[1] صفر کے پہلے ہفتے میں لاہور میں جمعیۃ العلماء اسلام کی عظیم الشان کانفرنس ہوئی۔ ملک بھر کے ممتاز علماء کی شمولیت' دینی وملکی معاملات کے گوشہ پر جامع اور ہمہ گیر انداز میں مخلصانہ سوچ وبچار' دینی احساسات اور جذبات کا نہایت پرامن اور باوقار طریقہ سے مظاہرہ اور نظم ونسق کے لحاظ سے بجا طور پر یہ اجتماع ایک مثالی اجتماع تھا' مجموعی طور پر اس اجتماع سے خوابیدہ جذبات بیدار' حوصلے بلند' ولولے تازہ ہو گئے اور یاس وقنوط کے بادل چھٹ گئے' دینی افق پر آوازۂ حق کا یہ آفتاب وماہتاب جس شان بان سے طلوع ہوا۔ اس کی چکاچوند سے اہل ہوی والحاد کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ دینی زوال اور اندراس کا خواب دیکھنے والے حواس باختہ ہو گئے۔ اور اسلامی تاریخ کی یہ روشن حقیقت ایک بار پھر آشکارا ہو گئی کہ ارباب عزیمت اور حق پرست علماء کے پایۂ ثبات کو نازک سے نازک حالات بھی جادۂ حق سے نہیں ڈگمگا سکتے' اور نہ حالات کی نامساعدت انہیں فریضہا علائے حق کی ادائیگی سے روک سکتی ہے' علماء حق ان اسلاف کے جانشین ہیں جنہوں نے ہر دور میں اسلام کا نشان بلند وبالا رکھا' شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز کے علوم وافکار کی ترجمان سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی قربانیوں کی امین مولانا محمد قاسم نانوتوی' مولانا رشید احمد گنگوہی کے عزم اور ولولہ جہاد کی محافظ اور شیخ الہند محمود الحسن' بطل جلیل شیخ الاسلام حسین احمد مدنی' حکیم الامت' مولانا اشرف علی تھانوی' شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری' شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری' سید سلیمان ندوی اور مولانا محمد علی جوہر کی وراثت اور عظمتوں کی حامل جماعت بھی اگر دین کی حفاظت واشاعت اور حریم اسلام کی حراست ومدافعت میں غفلت برتنے لگے تو چمنستان دعوت وعزیمت کی رونق اور بہار کیسے قائم رہے؟ جبکہ حسب بشارت نبویہ قیامت تک دعوت وعزیمت کے اس گلشن محمدی کو سدا بہار اور سرسبز وشاداب رہنا ہے۔ لاتزال من امتی امة قائمة بامر اللّٰہ لایضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتی یاتی امر اللّٰہ وهم علی ذلک. میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی' ملامت اور مخالفت کرنے والوں سے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا' یہاں تک کہ قیامت آجائے اور یہ لوگ اسی حالت میں ہوں۔ اس رواں دواں اور سدا جوان دین کی حفاظت واشاعت کے لئے ہر کٹھن گھڑی میں خدائے حی وقیوم نے بصیرت صدیقی' حمیت فاروقی' تحمل عثمانی' اور فراست حیدری سے سرشار ارباب عزیمت' ائمہ رشد وہدایت اور وارثان علوم نبوت علماء حق کی دستگیری فرما کر انہیں توفیق دی کہ بقول مخبر صادق ومصدوق ﷺ ان کا شیوہ حیات اور مقصد زندگانی یہی رہ گیا ہے کہ ینفون عنه (دین اللّٰہ) تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاهلین۔ اہل بدعت کی احداث وتحریف اور رد باطل واصحاب جہل کو تاویل وتلبیس سے دین خداوندی کی مدافعت کریں۔ ہم علماء کرام کے ان روح پرور مظاہرات دعوت وعزیمت پر خداوند قدوس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہیں اور دعا ہے کہ خداوند قدوس اس اجتماع کے اثرات کو دیرپا بنا کر ان مساعی کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور ملک وملت کی حقیقی فلاح وسرخروئی کا ذریعہ بناوے اور اہل حق کو مزید جوش' ولولہ اور پائیدار جدوجہد' نظم وضبط اور بہترین صلاحیتوں سے نوازے۔

کاتب وامانی خلیفہ مجاز حضرت شیخ الاسلام نوراللہ مرقدہ نے دیوبند سے کہا ہے کہ حضرت مولانا اسعد صاحب مدنی مدظلہ حجاز مقدس سے واپسی پر کابل ہوتے ہوئے غالباً گمان یہ ہے کہ ۱۳ر جولائی کو پشاور تشریف لا رہے ہیں اور ۲۵ جولائی تک پاکستان رہینگے۔ ظاہر ہے کہ حضرت مولانا عزیرگل صاحب اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہم کی زیارت مقصود ہوگی۔ مولانا مدنی کے پروگرام کا اور یہ کہ انکا ویزا بھی منظور ہوگیا بروقت آپکو ضرور علم ہو جاوے گا جتنا پہلے اطلاع ہو سکیں فرمادیں تاکہ ضلع یا ڈویژن کے احباب اور علماء حضرات کو مطلع کیا جاسکے۔ حقانیہ کس تاریخ کو تشریف لا رہے ہیں آپ یہ اطلاع ہمیں تار کے ذریعے بھیجیں گے۔ کل پرسوں ہی ایک عزیز کے ذریعہ یہ معلوم ہو کر بہت ہی صدمہ ہوا کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہم کو ضعف بصارت اور نقاہت وغیرہ بہت زیادہ ہے حضرت حق جل مجدہ افادہ عام کیلئے حضرت کی صحت کو تا زیست مزید تام و کامل رکھیں۔ آمین آمین لا ارضی بواحدة، حتی ضم الیها الف آمینا، بہت دفعہ حصن حصین میں مذکور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ دعا بے اختیار زبان پر آجاتی ہے۔(یا حلیم یا کریم اشف مولانا الشیخ عبدالحق) والقبول من اللہ تبارک وتعالیٰ. آپ نے ایک گرامی نامہ میں شیخ الاسلام حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ پر کچھ لکھنے کا حکم فرمایا تھا اسوقت تو یہ دیکھ کر کہ آپکی غلط فہمی پر ہنسی آئی۔ حضرت پر لکھنے والے قلم میں جان اور جان سے زیادہ ایمان کی ضرورت ہے جو اس بے جان اور سراپا عصیان قلم کو اس سلسلہ میں جرأت بے جا کا یقیناً کوئی حق نہیں۔ چند دن بعد ایک پرانا رجسٹر کسی ضرورت سے اٹھایا تو اس میں سالہا سال قبل کا اہم مسودہ حضرت ہی سے متعلق پایا بہت ہی حیرت ہوئی کہ یہ کیوں لکھا کب لکھا اور کس طرح لکھا پھر اسے آپکی کرامت پر حمل کیا اب تیسرے نمبر پر جب دیوبند سے حضرت صاحبزادہ والا جاہ کی آمد کی خبر معلوم ہوئی تو وہی آپکی خدمت میں نقل کرا کر بھیج رہا ہوں امید ہے کل کی ڈاک سے روانہ ہو جائے گا۔ اگر آپ حضرت اسعد مدنی مدظلہ کی آمد پر الحق کا کوئی ضمیمہ پندرہ بیس صفحات کا بطور خیر مقدم کے شائع کرنا چاہیں اور اگر اس مضمون کو بھی اس لائق سمجھ لیں کہ اسمیں آجاوے تو بروقت ہوگا ورنہ جو بھی مزاج یار میں آئے۔ اسکو حضرت پر مضمون کہنا تو یقیناً صحیح نہیں ہاں آپکے حکم کی جزوی تعمیل کہہ دیجئے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہم کی خدمت میں دست بستہ تسلیمات وطلب دعا کی درخواست۔ والسلام، عزیز گرامی قاضی عبداللطیف کی جانب سے سلام مسنون، ناکارہ عبدالکریم عفی عنہ

(۱۴)

۲۴ر شوال ۹۰ھ بمطابق ۱۹۷۰ء[1] **(علماء حق کی کامیابی زہوق باطل کی کھلی نشانی)**

مخدوم زادہ مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت اقدس کی کامیابی پر تہنیتی تار ارسال خدمت کر چکا تھا۔ ثانیاً اہلیان حلقہ نوشہرہ کی اس خوش بختی پر پھر مبارکباد عرض کر رہا ہوں کہ انہوں نے احق بالا انتخاب والے کو منتخب کر کے اپنی خوش قسمتی اور پوری دینداری کا ثبوت دیا ہے والحمدللہ علی ذالک حمداً کثیراً، پاک اسمبلی میں اکابرین علماء، بالخصوص حضرت شیخ، حضرت ہزاروی اور حضرت مفتی صاحب کا وجود ماشاءاللہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ملک کے دن بدل رہے ہیں اور زہوق باطل کے کھلے نشانات ہی ہیں خدا کرے ہماری امیدیں کامیاب ہی ہوں۔ صوبے میں بحمداللہ عشر تو پہلے ہی سے نکل چکا ہے اب تو خمس کی امیدیں ہو رہی ہیں کیا عجب گردش ایام کے رخ پھر جائیں۔ مشکلات پیش نظر ہیں نہ جائے ماندن اور نہ پائے رفتن کا معاملہ درپیش ہے لیکن احل المشکلات کی دستگیری سے ناامیدی بھی تو ایمان کی جانکنی ہے حامل رقعہ عزیز محمد اعظم صاحب سلمہ موقوف علیہ دورہ شریف کتابیں یہاں پڑھ چکا ہے موصوف کے داخلہ کیلئے رمضان المبارک میں عریضہ ارسال خدمت کر دیا گیا تھا۔ انتخابی مصروفیات کے باعث دیر سے پہنچ رہا ہے امید ہے دار العلوم

---

[1] خط ۷۰ء کے معرکۃ المعارک الیکشن میں حضرتؒ کے حصہ لینے اور کامیابی کے بارہ میں اور اگلا خط بھی۔

میں داخلہ شروع ہوا ہوگا۔ نجم المدارس کے جدید آغاز و انجام کیلئے برکت اور حسن خاتمہ کی دعائیں مطلوب ہیں۔ ڈیرہ سے بھٹو صاحب کی شکست نے صوبائی سیٹوں کی کمی پوری کردی ہے یا یوں فرمایئے کہ اپنا بدلہ پہلے سے ہی چکالیا ہے۔ ماشاء اللہ والخیر فیما صنع اللہ حالیہ انتخاب نے مسلمانان بنوں اور بلوچستان کو خدمت دین کا جو موقعہ عطا کیا ہے وہ رب کریم کا احسان عظیم ہے اللھم فادم رحمتک علینا فنا اھل الملک مشکلات بلامبالغہ سب نے اٹھائیں لیکن بحمد اللہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں حق کی آواز پہنچ ہی گئی والحمد للہ۔

ے من وتو گر فنا ئیشدیم چہ باک   غرض اندر میاں سلامت اوست

حضرت مولانا شیر علی صاحب کی مزید قربانی اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازیں آمین، حضرت شیخ دامت برکاتہم نیز حضرت مولانا شیر علی صاحب اور حضرت ناظم صاحب کی خدمت میں سلام مسنون۔   ناکارہ عبدالکریم عفی عنہ

(۱۵)

۲۳رذی الحجہ ۸۹ھ، ۷۰/۹/۱   (اسلامی منشور پر الحق کا تبصرہ)

عنایت فرمایم محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ ملا۔ اسلامی منشور سے متعلق میری گزارش پر توجہ باعث ممنونیت ہے اس سے خوشی ہے کہ ترجمان نے بلا تاخیر اسے ازراہ قدر دانی گزشتہ اشاعت میں شائع کردیا ہے۔ موجودہ مشکلات میں راہ حق کی تلاش میں پریشانیاں قدرتی ہیں اور جسے بھی ذمہ داریوں کا احساس ہوگا یقیناً وہ اتنا ہی فکرمند ہوگا کون ہے جسے اختلاف محبوب ہوگا لیکن اختلاف ذوق وطبائع کے باعث اس سے چھٹکارا بھی تو ناگزیر ہے۔

ع   گر تو نمی پسندی تغییر کن قضارا

مزید کچھ عرض کرتا لیکن ڈرتا ہوں شاید اپنا مقصد صحیح طور پر واضح نہ کرسکوں اسلئے الباقی کو عندالتلاقی پر اٹھائے رکھتا ہوں۔ مخدومی المکرم حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت میں سلام مسنون عرض کردیجئے۔ حضرت موصوف کی عنایات بے غایات موجب صد مسرت واطمینان ہیں والحمد للہ، حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب مدظلہ کی جماعتی سلسلہ میں خصوصی توجہات یقیناً حضرت شیخ کے جذبات صادقہ کا عکس ہیں موصوف اور حضرت ناظم صاحب کی خدمت میں سلام مسنون، عزیزم حافظ عبدالحلیم سلمہ اور انکے رفقاء پر آنجناب کی خصوصی نظر عنایت کا خصوصیت سے ممنون ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء،   والسلام، ناکارہ عبدالکریم عفی عنہ از نجم المدارس کلاچی

(۱۶)

۲۶ربیع الاول ۹۱ھ، ۷۱/۵/۲۲ء

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، نجم المدارس کی درخواست حزین بدستخط حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہم بروقت موصول ہوگئی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ ذریعہ خیر وبرکت گردانے ونعوذ باللہ من شرہ وشر ما فیہ چندون پہلے آپکے ایک سابق حکم کی تعمیل میں ایک مختصر سا مضمون الحق کیلئے بھیج چکا ہوں شاید کسی پہلو سے پسند آجائے۔ حضرت شیخ مدظلہم نیز جناب ناظم صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ عزیز گرامی قاضی عبداللطیف صاحب کی جانب سے سلام مسنون۔

ناکارہ عبدالکریم

محمد زمان عفی عنہ سے تسلیمات عرض ہیں۔

(۱۷)

۲۳ رر جب ۹۱ھ (سالانہ جلسہ میں شرکت کی تاکید O حافظ عبدالحلیم کی منظوم تحریک)

مخدوم زادہ محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج گرامی، نجم المدارس سالانہ جلسہ کے سلسلہ میں حضرت شیخ دامت برکاتہم کے متعلق تو آجکی خاصی امید کے بعد مایوسی ہوئی ماشاءاللہ،

کانما ابرقت قوماً عطا شا غمامته فلما راوھا رقشعت وتجلت

اس عریضہ میں آنجناب کے متعلق مستقل دعوت عرض کی تھی ہر چند کہ گرامی نامہ میں آنجناب کے جانب سے وعدہ نہیں تھا لیکن انکار بھی نہیں تھا ہم نے اسکو نیم نہیں بلکہ پوری رضا سمجھ کر اشتہاری اعلان کر دیا ہے اب قوی امید بلکہ یقین ہے کہ ہم کو موقعہ پر جھوٹا ہونے سے ہر طرح بچانے کی کوشش فرمائیں گے۔ والسلام: ناکارہ عبدالکریم عفی عنہ

(۱۸)

۱۲ رذی الحجہ ۹۰ھ، ۱۷ر۲ر۱۳ء (ادارے کی تحسین اور جزوی اختلاف)

محترم المقام مکرمی ومحترمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ ملا یاد فرمائی سے بہت بہت خوشی ہوئی. جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء، الحق کے ادارئے آپکو معلوم ہی ہے میں بہت ہی پسند کیا کرتا ہوں بحمدللہ ان میں وزن ہوتا ہے صوری ومعنوی محاسن کے باعث ع کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است، کا مصداق ہوتے ہیں اس سے باوجود بعض اوقات کچھ جملے اپنے خام خیالی کے باعث کھٹکنے لگتے ہیں تو آپکے مکارم اخلاق سے اس پر کچھ عرض کرنے کی جرات بھی ہو جاتی ہے۔ ذی الحجہ ۹۰ھ مطابق فروری ۷۱ء کا اداریہ بھی حسب روایات سابق وزنی اور نہایت ہی دلپسند اختصار کے باوجود کامل اور جامع ہے واجرکم علی اللہ تعالیٰ، مگر آرزوئے اتفاق واتحاد میں آپ نے اگر خدانخواستہ اسلامی آئین کے نام سے الخ کی عبارت میں ایک سے زیادہ مسودے (علماء کی جانب سے) پیش ہو جانے پر اسلامی آئین کے موقف کو نقصان پہنچنے کی ذمہ داری علماء حق پر ڈالی ہے اسکے قبل از وقت اعلان پر خوشی نہیں ہوئی۔ کیا آپ اس حقیقت سے واقف نہیں ہیں کہ دوسری منتخب علماء میں منتخب علماء ہیں کتنے کیا تاج محمد خان میانوالی اور سہگل صاحب وغیرہ علماء ہیں۔ اور پھر کیا انکا الیکشن لڑنا صرف آپ سے اختلاف کرنے ہی کیلئے نہیں تھا اور اسوقت ایک بار نہیں ہزار ہزار بار کوشش کرنے کے باوجود معافی سے ذرا اتفاق محسوس کرتے ہیں کیا وہ جان بوجھ کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ عمارت نہیں کھڑی کرینگے اور کیا ان مصروف ترین ساعات میں یہ ممکن بھی ہے کہ آپ کے گنے چنے کارکن دوسری مہمات کو چھوڑ کر صرف ان کے پیچھے ہی پھرتے رہیں کیا یہ وہ لوگ نہیں کہ علامہ خالد محمود صاحب کے ذریعہ سے مناظرہ کرا کر اسی کے ذریعہ کامیابی حاصل کر کے بھی اس سے مصافحہ کرنا بھی حرام جانتے تھے بلکہ حضرت مفتی صاحب سے بھی انکے ایک بزرگ نے ملاقات کے وقت مصافحہ سے پہلو تہی کی اور کیا بھی تو الٹے ہاتھ سے۔ اور جسے تمام حقائق سامنے ہوں تو اسوقت مخالفین علماء کو یہ لقمہ دینا کہ اگر ایک سے زیادہ مسودہ پیش ہوا تو اسلامی آئین کو نقصان پہنچے گا اور اسکی ذمہ داری علماء پر ہوگی اور کون ہے جو اس حقیقت کا آپ سے زیادہ آگاہ ہو کہ عوام اور بالخصوص ملاحدہ کی عدالت میں علماء سوء سے زیادہ علماء حق ہی کی پیشانی پر یہ داغ لگایا جائے گا۔ اختلاف کرنے والے اختلاف کرتے رہینگے۔ ع گر تو نمی پسندی تغیر کن قضارا

<u>اتحاد واتفاق کیلئے اپلیں صحیح تھیں مگر تسویہ پسند نہیں:</u> آپکو اپنا کام کرنا ہے مجالس میں آپ اتحاد واتفاق پر زور دیتے رہیں لیکن اعلان عام میں رطب ویابس کو برابر رکھ کر اپیل کرنا احقر کے ذوق پر گران ہی سا گزرا احتشام صاحب کے وقت میں جب آپ کے جانب

سے اس قسم کی اپیلیں ہوتی تھیں بلامبالغہ بات فی الحقیقت صحیح تھی اتفاق واتحاد کی بیحد ضرورت تھی لیکن وہ بزرگ انتہائی مخالفت کیلئے تھا اس نے نہ اتفاق کرنا تھا نہ کیا اندرون خانہ اتفاق کی آخری حد تک کوشش کرنا فرض تھا اور اکابرین تک نے بیحد کوشش فرمائی۔ شکر اللہ مساعیہم لیکن جب اپیل عام میں دونوں کو برابر رکھا جاتا تو بیچ یہ ہے ہم تو خیر کس قطار میں ہیں جمعیت کے اکابر اس تسویہ کو محسوس ضرور فرمایا کرتے تھے۔ بہر حال وزنی اداریوں پر دلی مبارکباد عرض کرتا ہوں ان جزئی ترمیمات پر امید ہے معاف رکھیں گے اور محسوس نہیں فرمائینگے۔ حضرت شیخ دامت برکاتہم کے کامیابی پر عزیز حافظ عبدالحلیم سلمہ کے تاثرات کو الحق میں جگہ دی گئی ماشاء اللہ بڑی خوشی ہوئی۔ عزیز کو متعلم دار العلوم حقانیہ ظاہر کیا جاتا تو مزید خوشی ہوتی۔ آخری مصرعہ میں کاتب یا ترجمان والے کی نامناسب ترمیم سے لفظ سے نظم مصرع بگڑ جاتا ہے۔ اصل مصرع یہ تھا ہے دعا میری یہ ہر منظوم میں منشور میں

اور اگر اسکو اسطرح پڑھا جائے تو بھی صحیح ہوسکتا ہے ہے دعا میری بھی ہر نظم میں منشور میں

آخر سے پہلے شعر کے پہلے مصرع میں بھی ایک لفظ کاتب ترجمان کی غلطی سے رہ گیا ہے اور شعر میں رکاوٹ پیدا ہوگئی۔

چاہتا ہے رب کہ اب تو حدیث یار کو اصل مصرع یہ ہے چاہتا ہے رب کہ اب سے تو حدیث یار کو

عزیز مذکور کا نتیجہ پانچ پرچوں میں قدرے بہت ہی بہتر آیا ہے جو اسکا کمال نہیں بلکہ حضرت شیخ کی نظر رحمت وشفقت اور اساتذہ دار العلوم حقانیہ کی محنت اور کمال ہے جزاکم اللہ، ۵۰۰ نمبروں میں ۲۸۵ نمبر نہایت ہی ہمت افزا ہیں آپکو اور موقعہ مل جاوے تو ہم سب کے جانب سے حضرت شیخ دامت برکاتہم کو مبارکباد عرض فرمادیں۔ عزیز موصوف ریاضی اور فلسفہ کے بعض کتابیں پڑھنے کیلئے کل ملتان مدرسہ قاسم العلوم میں داخلہ کیلئے روانہ ہوگیا ہے حضرت شیخ اور آپکے دعاؤں کا میری طرح وہ بھی محتاج ہے۔

معذرت خواہ ناکارہ عبدالکریم عفی عنہ از نجم المدارس کلاچی

(۱۹)

۲۳ رذی الحجہ ۹۰ھ، ۱۷/۲/۲۰ء **(کشفات رسول پر ایک نعت)**

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، بینات میں کشفاۃ رسول ﷺ کے سلسلہ میں ایک نعت شائع ہوئی ہے اسی سے متاثر ہوکر کچھ طبع آزمائی کی ہے ادبی حیثیت سے شاید قابل قبول نہ ہو لیکن جذبات خیر ہیں الحق میں جگہ پاسکے تو ماشاء اللہ، بینات میں آجانے کے باعث بینات ہی کو بھیج رہا تھا کہ اچانک آپ کا ایک سابقہ ملفوظ یاد آگیا کہ (قریب تو ہم ہی ہیں) شاید آپکو یاد ہو بینات میں میرا ایک مضمون چھپا تھا ایک صحیح حدیث سے غلط استدلال کے عنوان سے اس پر آپ نے یہ فرمایا تھا۔ بینات کا پتہ لکھتے لکھتے رائے بدل گئی عزیزوں سے مشورہ کیا تو ان کا رجحان بھی الحق کے جانب ہوا یک دم پتہ بدل دیا اسے آپ کا جذب نہ کہا جائے تو کیا نام دیں بہر حال ع گر قبول افتدز ہے عز وشرف

کیا اچھا ہو کہ مارچ شمارہ میں آجائے۔ والسلام ناکارہ عبدالکریم عفی از نجم المدارس

(۲۰)

۲۷ محرم ۹۲ھ، ۱۲/۳/۱۷ء **("پاکستان اور مولانا مدنی وغیرہ کے اندیشے" مضمون پر تاثرات O تلافی صرف نفاذ اسلام سے ہوسکتی ہے O الحق کا سوالنامہ O سرحد میں جمعیۃ کی حکومت)**

مخدوم زادہ والا قدر عنایت فرمایم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ ملا۔ نمبرا، الحق

بابت صفر کے اداریے میں آپکی جانب سے عائلی قوانین پر لکھا جائے اور اگر مناسب سمجھیں تو اسمیں اس خط کا حوالہ بھی آجاوے ہر خط کی اشاعت پر احقر کا کوئی اصرار نہیں۔ حضرت شیخ مدنی قدس سرہ کے اندیشے۔ پڑھ لئے بلکہ سنا دیئے اور بہ تکرار، پروفیسر سلیم صاحب کا خط پڑھکر میں نے بہت ضروری سمجھا تھا کہ پاکستان سے متعلق حضرت کی رائے بھی اس مضمون کا جزو ہونا چاہئے۔ لیکن نہ صرف خیال بلکہ ہمہ نااہلی اس پر قلم نہیں اٹھایا۔ کیا حضرت مدنیؒ پاکستان کے خلاف تھے کے عنوان سے چند سطریں بھی لکھیں۔ خطبہ جونپور مل گیا تھا خطبہ سہارنپور اور کشف حقیقت کو کتب خانہ میں تلاش کر رہا تھا کہ تائید غیبی کے طور پر الحق مل گیا اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر عطا فرما دے۔ بیحد خوشی ہوئی کہ جو کچھ سمجھانے میں میں وقت محسوس کرتا قلم ساتھ نہ دیتا اور نقص تحریر کا گلہ باقی رھتا وہ ساری کمی آپ نے پوری کردی۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء لیکن جیسا کہ ترجمان اسلام نے اسے پمفلٹ کی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے ضروری ہے (یعنی پروفیسر صاحب کے مضمون کو) ضروری ہے کہ یہ مضمون بس اسی کیساتھ ہی قارئین تک پہنچے نئی نسل پاکستانی پیداوار کو اس کا کوئی بھی علم نہیں کہ آخر حضرت کا قصور ہی کیا تھا جسکی وجہ سے پروفیسر صاحب جیسے بزرگ بھی رو میں بہ کر آپکے خلاف گستاخانہ تحریر تک پہنچ گئے۔ حافظ محمد حنیف صاحب مدیر ترجمان کو میں لکھونگا کہ وہ اسے مضمون اعتراف تقصیر کا جزء بنائیں۔ ڈاکٹر احمد حسین صاحب کمال نے اس سلسلہ میں جو کچھ ترجمان میں لکھا ہے میں نے اسے کافی نہیں سمجھا۔ البتہ ایک چیز اگر چہ آپکی تحریر میں صاف کردی گئی ہے کہ ان اندیشوں سے بچنے کا واحد علاج تقسیم ملک کے فوراً بعد بھی اور اب بھی یہ ہے کہ یہاں مکمل اسلامی نظام قائم کردیا جاتا اور اب بھی یہاں مکمل اسلام کو نافذ کردیا جاوے تو یہ خطرات سب ختم ہوسکتے ہیں اور جو پیش آگئے ہیں انکی تلافی ہوسکتی ہے۔ بہر حال آپ کے مضمون میں یہ بات آگئی ہے لیکن اسکو خاص طور پر نمایاں کرنا تھا اور اب بھی ممکن ہو تو اسے مضمون کا ضمیمہ بنایا جاوے اور اگر آپکا یہ مضمون اعتراف و تقصیر کا جزو بن جاتا ہے تو اس میں بھی آجانا چاہیے۔ مولانا عبدالستار نیازی جیسے بزرگوں کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ سقوط ڈھاکہ کے بعد آج ملک میں یہ نعرے بلند ہو رہے ہیں کہ ابوالکلام اور حسین احمد کا نظریہ صحیح تھا اس قسم کا نعرہ لگانے والوں سے ہمیں ہوشیار رہنا پڑے گا۔ یہ لوگ اسی قسم کے مضامین سے لوگوں کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ گویا یہ لوگ اب بھی اکھنڈ بھارت اور متحدہ ہندوستان بنانا چاہتے ہیں اور دونوں ملکوں کو ایک ملک بنانا چاہتے ہیں حالانکہ یہ قطعاً صحیح نہیں ہے اور نہ کسی مسلمان کے ذہن میں یہ بات ہے اب تو اسکا علاج صرف اور صرف اپنا استحکام استقلال اور اسلامی احکام کا مکمل نفاذ ہے اس میں ہندوستانی مسلمانوں کی حفاظت ہے اسی میں اپنا وقار ہے اور اسی سے مستقبل قریب میں پورے ہندوستان کو بنایا جاسکتا ہے۔

الحق کے سوالات کا جواب کچھ لکھ لیا تھا تبیض باقی ہے مگر آپ کے اس اعلان سے کہ ایک ایک الگ مضمون آرہا ہے گا وقت کی کافی گنجائش معلوم ہوئی اکابرین کے اسماء گرامی کی فہرست دیکھ کر تو گھبرایا کہ اپنا پیتل کا چلا تو اس سلسلۃ الذھب کی کوئی کڑی بننے سے رہا تاہم پہلا مضمون دیکھ کر کچھ تسلی بھی ہوئی کہ شاید ہر قسم کی گنجائش تو ہے۔ بہر حال اگر فرصت ملی اور صاف کر کے بھیجنے کا موقعہ مل بھی گیا تو بھی ضروری نہیں کہ اسے ضرور شائع کیا جاوے نامناسب معلوم ہوگا۔ تو بلا تکلف قلم زد کردیں۔ ہاں قارئین کو اتنی طویل انتظار میں رکھنا کہ پورے ماہ بعد ایک مضمون پڑھ لیا کریں اور پھر سالوں بعد ان سے کوئی نتیجہ اخذ کریں آپکو الحق کے قارئین کے ذوق وشوق اور قوت حافظہ پر اتنا اعتماد ہے تو ماشاء اللہ، حضرت شیخ دامت برکاتہم ومتعنا اللہ بطول بقاوہ وشرفنا بلقاء کی خدمت تسلیمات تکریمات وطلب دعوات۔ پاکستانی مذاکرات کی تاریخ میں غالباً یہ سہ فریقی مذاکرات میں پہلی دفعہ کامیابی سے ہمکنار ہوگئے ہیں اگر عبوری آئین کے مرحلہ پر بھی یہ چشم بد سے دور رہ جاتے ہیں تو سرحد کی حد تک تو تاریخ کا یہ نیا باب ہوگا مامورات شرعیہ کا اجراء اور منہیات الٰہیہ پر قدغن کیا خیال ہے سید شہید رحمۃ اللہ علیہ کی روح فرط مسرت سے جھوم نہیں رہیگی کہ ھذا تاویل رؤیای قد جعلھا ربی حقاً۔ والسلام، ناکارہ عبدالکریم عفی عنہ

(۲۱)

۲ رمضان المبارک ۹۲ھ

(حافظ محمد سلیم کی وفات)

سلام مسنون، ؎ مصائب بہت ہیں مگر ان کا جانا عجب اک سانحہ سا بن گیا ہے

فللہ ما اخذ و لہ ما اعطیٰ و کل شیٔ عندہ باجل مسمی اللھم لا تحرمنا اجرہ و لا تفتنا بعدہ، عزیز مرحوم و مغفور کیلئے دعائے رفع درجات اور اپنے اور اپنے اخوان مکرم برخورداران و متعلقین کیلئے دعائے حفاظت عن المعاصی والمصائب تا حین حیات اور دعائے حسن خاتمہ وقت موعود کیلئے مستدعی اور متمنی ہوں۔ بالخصوص اوقات سحر و افطار میں واجرکم علی اللہ تعالیٰ، ہوسکتا ہے غم غلط کرنے کو لخت جگر نور بصر عزیز حافظ محمد سلیم رحمہ اللہ قدس سرہ، پر الحق کیلئے ایک مضمون بھی بھیجوں اور قریب ترین اشاعت میں اسکے پڑھنے کا منتظر ہوں۔ سترہ سالہ نوجوان کی آخری گھڑیاں بڑے بڑے مرتاض اور مجاہدین کیلئے باعث رشک تھے والحمدللہ ثم الحمدللہ، انکے والد ماجد عزیزم قاضی عبداللطیف سلمہ اور مرحوم کے ہمشیرہ گان خصوصیت سے دعائے صبر واجر کے مستحق ہیں۔ والسلام، عبدالکریم

(۲۲)

۲۷ ج ل ۹۲ھ، ۲/۷/۸ء

(غیر اسلامی بجٹ کی تحسین پر ناراضگی)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف سرحد کا بجٹ تو آپ نے ضرور پڑھا ہوگا سنا ہے (پڑھا نہیں) کہ مفتی صاحب نے اس کو اسلامی بجٹ قرار دیا ہے لیکن اپنی کم فہمی اس کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ اگر اسکے مصارف میں خاندانی منصوبہ بندی کیلئے رقم مخصوص کی گئی ہے اور اگر اس میں شراب ٹیکس کی آمدنی شریک ہے درحال آن کہ غیر ملکی اگرچہ مسلمان نہیں ہو اس سے حاصل ہو جوئے اور سود سے آمد ہی ہو۔ پشاور جمعیت کی قرارداد سے گھبراہٹ زیادہ ہوگئی ہے چونکہ سنا ہے گیارہ کو صوبائی شوریٰ بھی ہو رہی ہے اگرچہ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ ڈیرہ سے کس کس کو اطلاع دی گئی ہے۔ بہرحال یہ معلوم نہیں پشاور جمعیت کے میٹنگ میں آپ شریک تھے یا نہیں اور یہ ضلعی میٹنگ ہیں یا شہری، صوبائی شوریٰ میں آپ غالبا شریک ہونگے۔ بہرحال اس پر آپ حضرات کو خاص طور پر ہر پہلو سے غور کرنا ہوگا۔ اگر آپ کو بھی اس کے اسلام بجٹ ہونے میں تردد ہو تو پھر ظاہر ہے کہ بروقت اس کو وضاحت سے بیان فرمادیں مگر محض اپنی جانب سے کسی کے حوالہ سے نہیں تا کہ رائے میں قوت معلوم ہو۔ نقل نہیں بلکہ اصل معلوم ہو۔

والسلام، عبدالکریم

(۲۳)

۷۲/۱۱/۶ء

(حافظ محمد سلیم مرحوم کی خوبیاں)

کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ولو کانت الدنیا تدوم لواحدلکان رسول اللہ فیھا مخلدا، مکرم و محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمہ اللہ، تعزیت نامہ ملا۔ آپکی ہمدردی کا بہت بہت شکریہ بیس سالہ عزیز حافظ محمد سلیم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی جدائی بلاشبہ صبر آزما ہے۔ موصوف بہت سے خوبیوں کے مالک تھے نہایت حلیم و بردبار اور حسن اخلاق کا الحمدللہ ایک مجسمہ قرآن مجید کے بہترین حافظ تھے اور دینی تعلیم کے ایک ہونہار طالب علم بہرحال ہر چہ از مولیٰ از حمہ اولی اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمادیں اور ہم سب بالخصوص ان کے غم زدہ ہمشیرہ گان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمادیں اور اجر جزیل سے نوازیں۔

ویرحم اللہ عبدا قال آمینا، آپکی ہمدردی کا مکرر شکریہ، از طرف قاضی عبدالکریم و قاضی عبداللطیف کلاچی

(۲۴)

۴رر جب ۹۵ھ،۴ ر ۷ ر ۲۵ء (مولانا عبدالحق ٹانک کا وصیت نامہ اور افادات)

مکرمی حضرت مدیر الحق ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ، الحق بابت ماہ رواں آج ۴ ر ۷ ر ۲۵ تک نہیں پہنچا مانع بخیر ہو۔ میں نے ایک خط قبل ازیں مولانا عبدالحق مرحوم ٹانک کی وفات پر آپکو لکھا تھا ان کا وصیت نامہ اور ایک دوسرا مضمون معارف الاولیاء کا ایک باب، اسرار الوضوء، الحق کیلئے محفوظ کر رہا ہوں۔ قادیانی مسئلہ پر سد باب اقتدار کی سردمہری موجب صد تشویش و پریشانی ہے۔ و افوض امری الی اللہ حضرت شیخ مدظلہ کو تسلیمات و تکریمات۔ والسلام، ناکارہ عبدالکریم

(۲۵)

۷۴ء (قادیانوں کے غیر مسلم ہونے کے فیصلہ پر ایڈیٹر الحق کے سوالنامہ کے جوابات اور تجاویز)

مکرم و محترم وفقکم اللہ تعالیٰ لما یحبہ و یرضاہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، سوالنامہ اور پھر مکرر یاددہانی موجب ممنونیت ہے۔ جواباً گزارش ہے مجھے اپنی زندگی میں اسلام کے بعد کسی چیز سے بھی شاید اتنی خوشی ہوئی ہو جتنی کہ ۷ ستمبر ۷۴ء کے[1] ایمانی روحانی اور تاریخی فیصلہ کے اسا علان سے ہوئی فما فرحت بشیء بعد الاسلام فرحی بھذا الاعلان اسلئے کہ (الف) اس میں مسلمانوں کی شاندار کامیابی اور ارتداد و مرزائیت کی ذلیل شکست تھی (ب) اسلئے کہ پاکستان کی تاریخ میں کسی ایمانی اور اسلامی مطالبہ میں ایسی صریح اور واضح کامیابی کی مثال موجود نہیں تھی (ج) ماحول کو دیکھتے ہوئے اور خود اپنی اور قوم کے ماظہر منہا و بطن معاصی مظالم اور آثام کی تاریکیوں میں بھی اپنے گناہ بھرے کانوں کو اور نہ ہی معاصی آلود آنکھوں کو اس قابل سمجھا کہ وہ عزت دین کی ایسی سامعہ نواز خبر سن سکیں گے یا اعزاز اسلام کا ایسا پُر لطف منظر دیکھ سکیں گے۔ سبحان الحیّ الکریم (د) اور خاص طور پر اسلئے کہ اگر فیصلہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اسکے برعکس ہوتا تو ہزاروں نہیں لاکھوں دین سے ناواقف لکھے پڑھے پاکستانیوں کا ایمان متزلزل ہو جاتا وہ قادیانوں اور لاھوریوں کے کفر و ارتداد میں متردد ہوتے اور دنیوی مفاد حاصل کرنے یا دنیوی نقصانات سے بچنے کی خاطر حکومت کے ہاں میں ہاں ملاتے اور دنیا بھر کے علماء و فضلاء کے اجماع کے خلاف مرزائیوں کو مسلمان کہنے کی ناروا جسارت کرتے اور اپنا ایمان کھو بیٹھتے الحمد للہ ثم الحمد للہ اس فیصلہ سے سب کے ایمان بچ گئے۔ اللہ والوں کے روحانی تصرفات مجاہد اور باریک بین علماء کی شب و روز کی تگ و دو اور مخلص مسلمانون کی پرسوز آہوں اور مخلصانہ دعاوں سے الحمد للہ کہ عام رجحان کے علی الرغم کایا پلٹ گئی اور ایک دم پلٹ گئی اور غیر متوقع طور پر مسلمانوں کی مدتوں کی آرزو پوری ہوگئی۔

شکر للہ ھر آن چیز کہ خاطر فی خواست آخر آمد دیس پردۂ تقدیر پدید

ونعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔

الھی چون عزیزم کردی امروز لکن فردا بہ پیش خلق خوارم

دوسرا سوال

آپکا دوسرا سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کی ذمہ داری اس فیصلہ پر ختم ہوگئی ہے یا اس فتنہ کے مہلک اثرات کا تعاقب اور احتساب جاری رکھنا ہوگا۔

---

[1] قادیانی غیر مسلم قرار دیئے جانے کے فیصلہ کے بعد میرے سوالنامہ کے جواب میں لکھا گیا خط۔

جواباً عرض ہے کہ یہ فیصلہ تو قبولِ اسلام کا اعلان ہے اس پر استقامت نہ ہوئی اور اسکے تقاضوں کو پورا نہ کیا گیا بلکہ اسمیں تاخیر ہوئی تو اسکا حشر بھی وہی ہوگا جو پاکستان بنادینے کے بعد نظریہ پاکستان سے تغافل کا ہوا کہ خود پاکستان کو دھکا لگا اور اسے دو نیم ہونا پڑا یہاں اس غلطی کا اعادہ کیا گیا تو یہ فیصلہ بھی مسلمانوں کے حق میں مفید ہونے کے بجائے معاذ اللہ الٹا ارتداد کیلئے زیر زمین راہ ہموار کرنے کا باعث بنے گا۔

فیصلہ کے تقاضے:

تجاویز: فیصلہ کے تقاضوں کو بروئے کار لایا جائے:

تجویز ۱: میری مراد اس فیصلہ کے تقاضوں سے یہ ہے کہ اب فوری طور سے حکومتی سطح پر

(۱) ان نامسلموں کو کلیدی آسامیوں سے ہٹایا جائے۔

(۲) ان کے اوقاف حکومت کے قبضہ میں لے لئے جاویں۔

(۳) ان کے اسلامی نام انجمن حمایت اسلام وغیرہ قانوناً ممنوع قرار دیئے جاویں۔ ایک غیر مسلم کا اسلام کی حمایت کے نام سے کام کرنا پرلے درجہ کا دجل نہیں تو کیا ہے۔

(۴) اسلامی شعائر از قسم آذان مسجد وغیرہ کا استعمال یہ غیر مسلم ہرگز نہ کرسکیں۔

(۵) اور انکے نیم فوجی تنظیمیں بلا کسی تاخیر ممنوع قرار دیئے جاویں۔

ان تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے مسلمانوں کا وہی اتحاد برقرار رہنا از حد ضروری ہے جو ۲۹ مئی تا ۷ ستمبر رہا ہے۔ آپ جانتے ہیں اسکی تقطیع کا عمل شروع ہوچکا ہے۔ شیعہ نصاب الگ کرنے کیلئے شیعہ ایجی ٹیشن کی دھمکیاں اسکا پہلا زینہ معلوم ہوتا ہے اسکے علاوہ نہ معلوم زیرزمین کیا کیا ہورہا ہوگا ۱۹۵۳ء کے بعد دیوبندی بریلوی اتحاد کو کسطرح پارہ پارہ کرکے قوم کو لڑایا گیا۔

تجویز نمبر ۲: مجلس عمل کے اجتماعات مسلسل ہوتے رہیں۔ میرے نزدیک اس کیلئے مجلس عمل کو برقرار رکھنے کیساتھ ساتھ ظاہری طور پر مسلسل اسکے اجتماعات ہوتے رہیں اور اکابرین مجلس عمل اپنے روحانی توجہات اور تصرفات میں کمی نہ آنے دیں اسکے بغیر جذبات قوم میں اس اتحاد کو برقرار رکھنا ناممکن ہے۔ والامر بید اللہ تعالیٰ۔

تجویز نمبر ۳: پاکستان کی خارجہ پالیسی آزاد ہو:

ان تمام تقاضوں کو پورا کرنے کے باوجود بھی ان مرتدین کے سیاسی ناخدا انکی پشت پناہی کرتے رہینگے اور انھیں پاکستان اور پورے عالم اسلام کو خراب کرنے کیلئے استعمال کرتے رہینگے اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان اور پورے عالم اسلام کی خارجہ پالیسی آزاد ہو اور حقیقۃً آزاد ہو کیا آج اس حقیقت سے انکار کیا جاسکتا ہے کہ جو ممالک بھی مغربی ممالک کے تسلط سے آزاد ہیں جو سلطنتیں امریکی بلاک کے زیر دست نہیں ہیں کیا ان میں بھی مرزائیت کوئی مسئلہ ہے۔ ملک اپنی پاؤں پر کھڑا ہوگا تو یہ فتنہ اپنی موت مرجائے گا۔

تجویز نمبر ۴: تبلیغی طور پر:

مرزائے قادیانی کی ننگ انسانیت زندگی کو خاص طور پر تعلیم یافتہ طبقہ میں ننگا کیا جائے اور (تجویز) عربی مدارس میں اور نہیں تو بلا کسی تاخیر القادیانی والقادیانیہ قسم کے کتابوں کو داخل نصاب کیا جائے کم از کم وفاق المدارس کے امتحان میں اسکا امتحان لازمی ہو۔ تقابل ادیان کے نام سے وفاق کے امتحان میں ایک پرچہ کا اضافہ ہو اور جب تک کوئی مستقل کتاب اس عنوان پر شائع ہوکر شریک نصاب نہیں کرلی جاتی جس میں مرزائیت، سبائیت، اباحیت اور اسلامی معاشی، اقتصادی اور سیاسی نظام کے منہ آنے والے نظاموں کے اصطلاحات کو منقح

کیا گیا ہو ان کے دلائل کو بیان کر کے عقل و نقل سے انکے تار پود نہ بکھیرے گئے ہوں اسوقت تک صرف اس کتاب کے امتحان پر اکتفاء ہو۔ اصحاب خیر سے اپیل کی جائے کہ اس کتاب کے حسب ضرور نسخے وفاق المدارس سے منسلک درجہ علیا کے مدارس کو مفت مہیا کریں اور ارباب اہتمام سے اپیل کریں کہ طلباء دورۂ حدیث شریف کو یہ کتاب یا اسکا خلاصہ پڑھا دیا جائے۔

اسطرح تحفظ ختم نبوت اور تحفظ اسلام و داعین و نظامہائے اسلام کا کام پورے ملک میں پھیل کر حفاظت عقائد حقہ کا ذریعہ بنے گا اور وقتی نہیں انشاء اللہ تعالیٰ صدقہ جاریہ اور دائمی ہوگا۔ والامر بید اللہ تبارک و تعالیٰ، از قاضی عبدالکریم صاحب مہتمم نجم المدارس کلاچی، ناقل و مرسل عبدالحلیم عفی عنہ فاضل حقانیہ ۸ شوال المکرم ۹۴ھ

(۲۶)

(قادیانی ایم ایم احمد کے بارہ میں ایماندارانہ اداریہ کی تحسین)

۲۸ / رمضان المبارک ۹۱ھ،

مخدوم زادہ گرامی قدر محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، الحق کے اداریے یوں تو عموماً اپنی اندر وہ جاذبیت رکھتے ہیں کہ قارئین حق نعرہ تحسین بلند کئے بغیر نہیں رہ سکتے لیکن اس دفعہ ایم ایم احمد سے متعلق جو ایماندار اداریہ لکھا ہے وہ نہ صرف جرأت گفتار کا بہترین نمونہ ہے بلکہ مؤمنانہ کردار کی واجب التقلید مثال ہے۔ کثر اللہ امثالکم، اللہ تعالیٰ امت خاتم النبیین علیہ السلام کی جانب سے آپکو بہترین جزا خیر عطا فرمادیں۔ ع ویرحم اللہ عبداً۔ قال آمینا،

یہ چھپنے کی خواہش کیلئے بلکہ دل کی گہرائیوں سے آپکو مبارکباد عرض کرنے کیلئے لکھ رہا ہوں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل حضرت شیخ الحدیث کی خدمت تسلیمات تکریمات اور طلب دعوات کی درخواست۔ عزیز گرامی قاضی عبداللطیف صاحب اور دوسری متعلقین کی جانب سے سلام مسنون، ومضمون واحد عرض ہو۔ والسلام ناکارہ عبدالکریم عفی، از مدرسہ عربی نجم المدارس کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

(۲۷)

(مولانا دریابادی کی مرزائیت نوازی اور الحق میں انکے تذکرہ پر ناراضگی)

ہفتہ ۱۶ / ربیع الاول ۹۵ھ بمطابق ۲۹ مارچ ۱۹۷۵ء

مخدوم زادہ مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، دارالعلوم حاضری پر اکثر آپکی ملاقات سے محرومی رہتی ہے۔ ۔ چوں غریب مستمند بہ درت رسیدہ باشد چہ قدر طپیدہ باشد چوں ترانہ دیدہ باشد

الحق بالخصوص اداریات کی مدح میں آپکو معلوم ہے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ گزشتہ روز اس سے پیوستہ اداریہ میں حسب سابق بہت وزنی اور قابل قدر ہے۔ زادکم اللہ تعالیٰ علماً وعملاً وتحریراً وتقریراً۔ لیکن دریابادی صاحب کے نام سے پہلے شمارہ میں بھی گہن آئی مارچ کے شمارہ مرزائی نوازکے ذکر سے تکویت سے مجبور ہوا کہ وہی حنظل مکرر پر اپنی تلخ کلامی سے کم از کم آپکو مطلع کردوں۔ ہمارے مرحوم مہربان حضرت مولانا عرض محمد صاحب مہتمم مطلع العلوم بروری روڈ کوئٹہ رحمۃ اللہ علیہ کا اس چلے ہوئے جملہ کا اتنا خشک بھی نہ ہونا چاہئے پر مولانا کا یہ جواب مجھے ہمیشہ یاد آجاتا ہے کہ اتنا تر بھی نہیں ہونا چاہئے کہ انسان ڈوب جائے۔ پاکستانی عوام کا آپکو یقیناً تجربہ ہوگا ہماری ملک کی دینی لاعلمی ادنیٰ حد تک پہنچی ہوئی ہے اور بہت سے کور ذوق نیم تعلیمافتہ لوگوں کو اس سے بڑا سہارا مل سکتا ہے کہ کوئی ملقب بہ مولانا بھی اسکا قائل ہے کہ مرزا کافر نہیں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ الحق کے ذریعہ ان کور باطن بہانہ جو طبائع کو یہ سہارا ہرگز نہیں ملنا چاہئے۔ واللہ اعلم،

والسلام ناکارہ عبدالکریم عفی عنہ کلاچوی، بحیثیت الحق کا ایک خریدار اور ناظر کے، حال وارد دارالعلوم سرحد

(۲۸)

٦ ررمضان المبارک ۹۹ھ (جشن صد سالہ دیو بند کیلئے رہنمائی سنبھالیں)

برادر مکرم و معظم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سمع اللہ اقوالہ وتقبل افعالہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ ملا۔ طلباء نجم المدارس کلاچی کے متعلق بزرگان حقانیہ کا حسن ظن ہم سب کیلئے نیک فال ہے اللہ تعالیٰ اسے قائم ودائم رکھے۔ ونعوذ باللہ من الحور بعد الکور خدا کرے حضرت شیخ مدظلہ کی صحت تسلی بخش ہورہی ہو حضرت سے اور آپ سب سے ماہ مبارک دعوات میں شریک فرمالینے کی مکرر سہ کرر درخواست ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے جلسہ دستار بندی کے سلسلہ میں ماہنامہ الرشید میں پنجاب کے فضلاء دارالعلوم دیوبند کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ اپنے ضروری پتے انہیں بھیجیں اور پاسپورٹ وغیرہ کے طرف بھی توجہ دلائی ہے اور یہ کہ ویزا وغیرہ سے متعلق انتظامات ان کے ذریعہ سے کیئے جاسکیں گے تقسیم کار کے ماتحت صوبہ جاتی طور پر کام واقعی باعث سہولت رہے گا سرحد میں آپ سے اور دارالعلوم حقانیہ سے زیادہ موزوں کون ہوسکتا ہے آپ کے جانب سے اس قسم کا اعلان نہیں پڑھا گیا۔ سرحد کے فضلاء کی قیادت دارالعلوم اور آپ ضرور کریں اور انہیں اس سلسلہ میں ہر قسم کی سہولتیں دلائیں اور اسکے لئے کوئی مستقل عملہ رکھیں یہ کار خیر بھی ہے اور دارالعلوم سے خصوصی نسبت اور تعلق کی بنا پر یہ سہرا آپ کے سر ہی رہنا چاہئے۔ ایک آدھ منشی نہیں مگر ضروری عملہ کا انتظام فرمادیں اور الحق کے کسی دوورقی ضمیمہ کے ذریعہ فضلاء سرحد سے رابطہ قائم فرمادیں ایک ناقص خیال ہے جسکا اظہار کردیا گیا امید ہے آپ اس پر غور فرمائینگے صوبجاتی حدود پر تقسیم کار اختلاف امزجہ وطبائع وتمدن و معاشرہ کی بنا پر خاص طور پر قابل توجہ معلوم ہوتا ہے۔

حضرت ناظم صاحب کی خدمت سلام مسنون، برخوردار حافظ عبدالحلیم سلمہ بلوچستان کے سفر پر ہے عشرہ اخیرہ میں انشاء اللہ واپس ہوگا۔ برادر محترم قاضی عبداللطیف صاحب اور حافظ عبدالرشید صاحب بھی بہ غرض سردی وزیرستان گئے ہوئے ہیں۔ بحمد اللہ قیام وصیام کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے قبول بھی فرمالیں۔ آمین والسلام، ناکارہ عبدالکریم عفی عنہ

(۲۹)

(جشن دستار بندی دیو بند O پوتے کی وراثت اور پشاور شریعت کورٹ کا غلط فیصلہ)

۱۸ رذی قعدہ ۹۹ھ، ۷۹/۱۰/۱۱ء

مکرمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، شکر ہے کہ عزیزان حافظ محمد نسیم اور اسکے رفقاء آپکے زیر سایہ تربیت پارہے ہیں اللہ تعالیٰ انکو اور ہم سب کو دین کا صحیح فہم اور اسلام کے صحیح خدمت کا جذبہ صادقہ عنایت فرمادیں۔ آمین

(۱) دارالعلوم دیوبند کے جشن دستار بندی کے سلسلہ میں یہ جو کچھ آپکی خدمت عرض کرنا چاہتا تھا وہ آپ نے غور نہیں فرمایا یا میں صحیح طور پر نہیں سمجھا جاسکا۔ الرشید کے حالیہ شمارہ میں آپ نے دیکھا ہوگا اہل پنجاب کے ویزوں وغیرہ کے سلسلہ میں وہ کچھ محنت کرنے کا وعدہ فرمارہے ہیں اور ایک یک جا قافلہ لیجانے کا کوئی خیال ہے میں بھی کہنا چاہتا تھا کہ سرحد کی نمائندگی آپکو کرنی چاہے بلکہ بلوچستان کی بھی اسطرح تقسیم کار سے شریک ہونیوالو کو راستہ ہیں اور وہاں بھی حلقہ بندی کرکے سہولت رہے گی ورنہ اکثر حضرات پریشان ہوکر اچھے اثرات لیکر نہیں آئینگے دینی تعلقات میں وہ صلاحیت نہیں رہی جو کچھ زمانہ پہلے تھی اب اچھے اور برے سا اثرات۔۔۔ مرتب ہوتے ہیں وعدہ فردا کی بات پرانی ہوتی جارہی ہے۔ انا للہ، شاید آپ غور فرمادیں۔

(۲) پوتے کے میراث پر پشاور لاء بنچ نے جو کچھ کہا ہے وہ آپ نے اخبارات میں پڑھ لیا ہوگا مشرق پشاور ۲۴ اکتوبر ۹ے۹ء میرے

سامنے ہے آسمیں بیٹوں کی موجودگی میں یتیم پوتے کو وراثت کا حصہ دینا منافی قرآن وسنت بھی کہا ہے اور ساتھ یہی حکومت سے سفارش کی ہے کہ یتیم پوتے ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں درخواست دیکر اپنے سربراہ کو اپنا حصہ متعین کرانے پر آمادہ کرے۔ اگر اس سے مراد وصیت کرانا بھی ہو تب بھی قانون کے ذریعہ اور جج کو درخواست دیکر متعین کرانا کیوں قرآن وسنت کے منافی نہیں۔ بہرحال آپ نے الحق میں اس پر ضرور لکھا ہوگا یوں تو اسلامی حکومت کیلئے اس کا جواب آسان ہی ہے کہ ہم نے پہلے ہی دن عائلی قوانین کو آسمانی شریعت سے مستثنٰی قرار دیا ہوا ہے علماء کی طرح تمہارے اس کہنے سے کیا فرق پڑسکتا ہے کہ یہ قرآن وسنت کے منافی ہے۔ تاہم اس پر اگر موثر احتجاج ضروری نہیں ہے جیسے کہ ابتداء میں اس پر نہیں ہوا اور نہ خود ممبران شریعت بنچ کے شرعی عالم ہونے پر ہوا ہے تو دینی ماہناموں کا غیر موثر احتجاج تو ضرور ہی آجانا چاہئے۔ معذرۃ الی ربکم،

عزیزان کے ذریعہ یہ خط اسلئے بھیج رہا ہوں (بجائے ڈاک کے) کہ انہیں آپ سے ربط کا ایک بہانہ مل جائے گا۔ خدام الدین کو ایک مضمون (کیا ملک میں رائج زمیندارہ سسٹم اسلامی زمینداری کے حکم میں ہے) کے نام سے بھیج چکا ہوں آپ سے بہ غور اس کے مطالعہ کی اپیل ہے غالبا ابھی تک آیا نہیں شاید عنقریب آئے۔ موقعہ پر یاد آجائے تو حضرت شیخ کی خدمت سلام مسنون اور دعا کی درخواست پیش کردیں۔ امید ہے برخوردار عزیز حافظ عبدالحلیم سلمہ کو دعا میں یاد فرماتے ہونگے۔ واجرکم علی اللہ تعالیٰ، ناکارہ عبدالکریم عفی عنہ

(۳۰)

(شیوخ حقانیہ کی نجم المدارس آمد)

۱۹ رجب ۱۴۰۰ھ، ۲/۶/۸۰ء

مخدوم زادہ والاقدر محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، اس شدید گرمی میں طویل سفر کر کے آپ حضرات نے نجم المدارس کی جو سرپرستی فرمائی ہے اس پر ہم سب کا دل حقانیہ کیلئے وقف تشکر وامتنان ہے افسوس ہے کہ ہم لوگوں سے شیوخ حقانیہ[1] کا صحیح کیا کچھ بھی احترام نہ ہوسکا۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ آپ کا مفصل خطاب نہ ہوسکنے یا آپ کا اس سلسلہ میں تکلف سے کام لینے کا البتہ افسوس رہا اسے اپنے اوپر قرض سمجھیں اور اسکی ادائیگی کی فکر بھی فرماویں۔ خدا کرے حضرت شیخ دامت برکاتہم صحت یاب ہو کر دولتکدہ تشریف لے آئے ہوں حضرت سے ہم سب کیلئے دعا کرا کر ممنون احسان فرمائیں خود بھی اپنی دعاؤں میں کبھی بھی فراموش نہ فرماویں۔ اور حضرت سے بھی یہی درخواست کریں عزیز حافظ محمد نسیم سلمہ اور اسکے رفقاء آپ کے خصوصی شفقتوں کے ہمیشہ متمنی اور خواہاں ہیں۔ امید ہے دریغ نہیں فرماوینگے۔ والسلام، ناکارہ عبدالکریم عفی عنہ،

(۳۱)

(اکوڑہ آمد اور احقر کی عدم موجودگی)

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ، ۲/۸۱/ ۲۸ء

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، ۹ بجے کا وعدہ آپ نے فرمایا تھا دس بج رہے ہیں اب اجازت لے رہا ہوں۔ نظام العلماء کا تبصرہ پڑھ لیا اپنی جگہ بہت ہی مفید ہے اللہ تعالیٰ ان کا آپکا اور ہم سب کا حافظ وناصر رہے۔ حضرت سے رات امتحان کے بارہ میں عرض کیا حضرت نے انتہائی شفقت سے فرمایا ضرور ہی کوشش کرونگا کہ یہ خلا پیدا نہ ہوجائے ورنہ واقعی مخالفین کیلئے خوشی کا باعث ہوگا۔ اپنے لئے اور برخورداران اور برادران کیلئے دعا کا مستدعی ہوں۔ اور خود دعا گو ہوں۔

ناکارہ عبدالکریم کلاچوی حال وارد دارالعلوم حقانیہ،

---

[1] حضرت مولانا عبدالحلیم زروبی اور دیگر اکابر اساتذہ نے احقر کی معیت میں شرکت کی۔

(۳۲)

۲۷ ربیع ۲،۲۰۲ھ، ۲۲/۲/۸۲ء (مضمون "اقبال خمینی میں فکری ہم آہنگی" میں گمراہ کن خیالات پر احتجاج)

انّاللہ وانّاالیہ راجعون

ع وائے گردرپس امروزنہ بودفردائے

الحق بابت ربیع ۱،۲۰۲ھ مطابق جنوری ۸۲ء کا شمارہ ص ۲۷ سامنے ہے یقین نہیں آتا کہ اقبال خمینی[1] میں فکری ہم آہنگی کے عنوان سے یہ مضمون دارالعلوم حقانیہ کے ترجمان الحق میں چھپا ہوگا جس میں یہ کفریہ جملے موجود ہیں کہ

اسی فلسفہ اور نظریہ اقبال کی تائید واضح انداز میں کرتے ہوئے خمینی نے بھی یہ کہا ہے کہ اب تک سارے رسولؐ جن میں حضرت محمد ﷺ بھی شامل ہیں عدل وانصاف کے اصول کی تعلیم کیلئے آئے لیکن (خاک بدہنش) وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوسکے۔

"(پھر مکرر بکتا ہے) حتی کہ نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ بھی جو انسانیت کی اصلاح اور مساوات قائم کرنے آئے تھے (معاذاللہ معاذاللہ) اپنی زندگی میں نہ کرسکے (اناللہ وانا الیہ راجعون) وہ واحد ہستی جو یہ کام سرانجام دے سکتی ہے وہ دنیا سے بددیانتی کا خاتمہ کرسکتی ہے امام مہدی کی ہستی ہے اور وہ مہدی موعود ضرور ظاہر ہونگے۔ الحق ص ۲۷ بابت جنوری ۸۲ء اقبال مرحوم پر یہ بدترین تہمت کہ وہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بشمول سیدالانبیاء ﷺ واصحابہ وسلم کو انسانیت کی اصلاح اور مساوات قائم کرنے میں ناکام سمجھتے رہے اور تمام انبیاء علے نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو بشمول سیدالانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو انسان کامل نہیں سمجھتے تھے۔ اس کا دفاع تو اقبالیین کی ذمہ داری ہے۔

ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ شیخ المحدثین بقیۃ السلف حضرت العلامہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ کی سرپرستی اور ان کے خلف رشید لائق جانشین حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی ادارت میں چھپنے والے ایک خالص دینی مذہبی اخلاقی اور علمی ماہنامہ میں یہ باطل ہفوات کیسے گھس آئے اور کس ظالم نے اسے ایک لمحہ فکریہ لکھ مارا۔ کیا یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ سیدالانبیاء والمرسلین علیہ وعلی آلہ واصحابہ من الصلوٰات افضلہا من التسلیمات اکملہا کی شان پاک اعلیٰ وارفع ہے یا آپکی امت کے ایک فرد امام مہدی کی اور کیا اس میں بھی کسی ادنیٰ ترین مسلمان کے نزدیک کسی شک وشبہ کی گنجائش ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرستادہ رسول اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جم غفیر انسانیت کے اکمل ترین درجات پر ہی فائز تھے۔

کیا یہ فریب نظر ہے یا واقعی الحق میں ان سطور کی اشاعت ہوچکی ہے اور اسے لمحہ فکریہ قرار دیا گیا اور اس جرم عظیم کی تلافی کیلئے البتہ اس میں اختلاف کی گنجائش ہے کا تیر چلایا گیا۔ الحق جس کا ماضی شاندار رہا ہے اسے اسطرح کی کسمپرسی میں ڈال دینا اور کسی زائغ کے حوالہ کردینا نہ صرف الحق اور دارالعلوم حقانیہ پر بلکہ پوری حقانی برادری پر ظلم عظیم ہے۔ عملہ الحق کی تطہیر لازم ہے اور اس میں ادنیٰ غفلت بہت ہی خطرناک ثابت ہوسکتی ہے۔ ع چوں کفر از کعبہ برخیزد کجاماند مسلمانی

ے کاش کہ مادر نزادے مرا یانہ دیدے چشم من ایں ماجرئ

ناکارہ عبدالکریم غفرلہ ولوالدیہ از نجم المدارس کلاچی خریدار نمبر ۱۳۷

---

[1] تفصیلات کیلئے اعظم خان خسروی کے مکاتیب ملاحظہ ہوں۔

(۳۳)

(مولانا عبدالحلیم زروبی کی وفات پر تاثرات ○ کلاچی کے فضلاء حقانیہ و دیو بند کا تعزیتی پیغام)

۱۹ جنوری ۱۹۸۳ء، ۲۴ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

(محترمی و مکرمی زید مجدکم یہ تعزیتی خط[1] براہ کرم حضرت مرحوم کے صاحبزادہ مولانا ابراہیم فانی کو دیدیں)

برادر مکرم و محترم جناب مولٰینا محمد ابراہیم صاحب فانی موفق بفناء فی اللّٰہ یبقاء باللّٰہ بادا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہٗ العزیز کا سانحہ ارتحال سن کر بے حد صدمہ ہوا انا للّٰہ و انا الیہ راجعون فللّٰہ ما اخذ وله ما اعطی و کل شیئ عنده باجل مسمی فلتصبر و لتحتسب فان المصاب من حرم الثواب ۔ اس قحط الرجال میں یہ سانحہ اور بھی شدید ہو جاتا ہے۔ جدھر دیکھتا ہوں ادھر میں ہی میں ہے یعنی انانیت اور نفسانیت کی ظلمت میں جب ہر طرف سے ہم لوگ گھرے ہوئے ہیں ایسے میں نیست کی کرنیں خاموش ہونے لگیں تو یقیناً دل بیٹھنے لگتا ہے حضرت جو خیر کثیر ساتھ لے گئے ہیں انہیں تو انشاء اللہ "واللہ حسیبہ" وہی بس ہے واللّٰہ خیر منا له۔ لیکن علم کا یُتم موجب صد تشویش ہے ماشاء اللّٰہ و الامر بید اللّٰہ.

یوں اس دور فتن و محن سے اہل اللہ طبعاً بھی روٹھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل و کرم سے محفوظ و مصئون اور غیر مفتون اٹھا ہی رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے برکات سے ہم سب پسماندگان کو عموماً اور حضرت مرحوم کے ارشد تلامذہ اور آپ حضرات کو خصوصاً محروم نہ فرماویں آمین۔ نجم المدارس میں قرآن مجید کے ختم کئے گئے اساتذہ اور طلباء اور دیگر مخلصین کے اجتماع میں حضرت کے رفع درجات کیلئے دعائیں کی گئیں والمرجو منہ القبول و مقبول و ھو المامول۔ آج صبح ہی حضرت کی شفقت یاد آئی اور یہ تک بندی ہوئی۔

خونچکا نیکریم با قلب دو نیم   بر وصال حضرت عبدالحلیم
بہر تاریخش بگو نالہ کناں   شیخ حق در جنت ماوی رساں

۹۱۰ ۱۰۸ ۳۰۴/۳۰۴/۳۸/۱۲۶۱

۱۹۸۳

حضرت مرحوم کے تلامذہ جو اسوقت یہاں موجود ہیں تسلیمات کے بعد انتہائی دکھ اور صدمہ سے پیغام تعزیت پہنچانے کو عرض کر رہے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم اور حضرت ناظم صاحب، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور حضرت کے دوسرے پسماندگان کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد مضمون واحد عرض ہے یہاں موجودہ تلامذہ یہ ہیں مولوی محمد زمان صاحب مدرس مدرسہ ہذا مولوی حافظ عبدالحلیم صاحب مدرس مدرسہ ہذا۔ مولوی حافظ محمد نسیم صاحب مدرس مدرسہ ہذا۔ مولوی محمد اعظم صاحب سکنہ ماٹجی، مولوی حافظ امان اللہ صاحب ماٹجی، مولوی عزیز الرحمٰن صاحب کلاچی، مولوی غلام علی کلاچی، مولوی حافظ گلاب نور صاحب ٹانک، مولوی محمد عبداللہ صاحب کلاچی، مولوی حافظ حبیب الرحمٰن صاحب کلاچی، مولوی حافظ حبیب الرحمٰن صاحب کلاچی گلداد خان، مولوی محمد حفیظ صاحب، مولانا عبدالمجید صاحب، مولانا سعد اللہ صاحب ظفر کوٹ، مولانا کمال شاہ صاحب فاضل دیو بند، مولانا عبدالمجید فاضل حقانیہ، مولوی محمد ہاشم صاحب ظفر کوٹی وغیرھم، و دیگر علماء حضرات موجودین حضرت مولانا قاضی عبداللطیف، مولانا مولوی محمد اکرم صاحب، مولانا محمود صاحب فاضل دیو بند

---

[1] اس خط میں استاذنا الکریم حضرت العلامہ مولانا عبدالحلیم زروبوی صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ کے وفات کی تعزیت ان کے صاحبزادہ مولانا محمد ابراہیم فانی مدرس دارالعلوم حقانیہ سے کی گئی ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل دیو بند مولانا حافظ عبدالرشید صاحب فاضل خیر المدارس مولوی حاجی عبدالرازق صاحب خان فورٹ سنڈیمن سب ہی مغموم ومحزون ہیں اور سلام مسنون اور پیغام تعزیت عرض کرر ہے ہیں۔ والسلام عبدالکریم

(۳۴)

(متحدہ دینی محاذ[1] کا قیام صرف منفی نہیں مثبت پہلو بھی)
(تحریک عمل (پاکستان) کا پیغام قائد محاذ کے نام)

حضرت محترم داعی دین مبین وقائد العلماء والصالحین سمیع اللہ اقوالک الی یوم الدین وحفظک عن رجوم الشیاطین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دینی متحدہ محاذ کے قیام پر مبارک باد قبول فرماویں۔ ترکت اللات والعزیٰ جمیعا کا نعرۂ مستانہ لگانے کا حق درحقیقت آپ ہی کا تھا۔ فعیائُ لک ثم ھنیأ اور یہ اس لئے کہ دارالعلوم حقانیہ جو کہ بقول حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے دیو بند ثانی ہے کے اہتمام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی جانشینی اور جمعیت علماء اسلام کی صحیح قیادت کا تقاضا یہی تھا۔ فکنت احق بھا و اھلھا۔ مگر اس سلسلہ میں اس بات کی یاددھانی بے حد ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ اتحاد بھی منفی پہلو پر بنا اور بن رہا ہے کیونکہ اس میں لات وعزیٰ کے ترک پر دعوت دی گئی ہے مثبت پہلو کو واضح نہیں کیا گیا اور چاروں طرف سے اسکی پذیرائی کی بنیاد بھی بظاہر جذبۂ منافرت ہی معلوم ہوتا ہے کہ

ع جب کیا تنگ بتوں نے تو خدا یاد آیا ۔۔۔ صرف منفی پہلو پر اس ملک میں کئی اتحاد بنتے بھی اور مٹتے بھی۔ جتنی فوائد ان سے ضرور حاصل ہوئے مگر ہزار افسوس کہ اصل مقصد دور سے دور تر ہوتا گیا ۔ ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

ہم سمجھتے تھے کہ لائیگی فراغت تنظیم   کیا پتہ تھا کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

اس سے تو بڑی خوشی ہوئی کہ نام کی حد تک آپ نے مروجہ جمہوریت کو طلاق دیدی ہے دلی دعا ہے کہ یہ طلاق رجعی نہ ہو بائن ہو مغلظہ ہو اور کلما کی کوئی ایسی قسم جس کے جواز کا کوئی حیلہ نہ بن سکے۔ ویرحم اللہ عبدا قال آمینا۔ اب انتظار اسکی ہے کہ مروجہ جمہوریت کے اثانی ثلاثہ یعنی اس یورپین خیمہ کے تین ستون جو کہ۔

(۱) <u>بالغ رائی دہی کی بنیاد پر انتخاب:</u> جسکی وجہ سے قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں صرف اور صرف وہی بڑا سرمایہ دار ہی پہنچ سکے جو لاکھوں کی قیمت سے یہ سیٹ خرید سکے۔

(۲) <u>اکثریت کے ہر فیصلہ کو تسلیم کرنا:</u> جو کہ قرآن وسنت کی بالادستی کا سب سے بڑا حریف اور بنیادی دشمن ہے۔

(۳) <u>اسلامی ملک کی اسمبلیوں میں غیر مسلموں کو شریک کرنا۔</u> جو کہ نص قطعی لاتتخذو ابطانة من دو نکم یالو نکم خبالاً کے انشائی واخباری دونوں پہلوؤں کی کھلی مخالفت ہے اور حکم الٰہی سے بغاوت جمعیت علماء اسلام کے ص ۵۶ یا ص ۵۷ کی قرار دادوں میں بھی اسکی تصریح موجود ہے۔ کیا دینی محاذ ان اقانیم ثلاثہ کے خلاف جرأت مندانہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے فاصدع بما تو مر پر عمل پیرا ہوگا۔ نظام کو بدلنے کا دعویٰ تو آج ہر کہ ومہ کی زبان پر ہے۔ لیکن دکھتی رگ کو ہاتھ لگانے سے ہر کوئی کترا رہا ہے۔ اگر شاہ ولی اللہ کی قیادت واقعی قابل تقلید ہے تو پھر فک کل نظام کا گھونٹ پینا ہی پڑے گا۔ اب تک جتنے اتحاد ٹوٹے انکی ناکامی کا طعنہ ہم یقیناً لادین قیادت کو دینے میں حق بجانب ہیں۔ دینی اتحاد اگر مثبت پہلو کو مبہم لیکر کچھ عرصہ تک چلا اور پھر دست وگریبان ہوا تو اس کا ذمہ دار بھی ابہام ہوگا جسکی مثالیں مشاہدہ میں آرہی ہیں گول مول اسلامی نظام کو قبول کرنے میں تو ہر ملحد وزندیق سب سے پہلے مجاہد بننے کو تیار ہے۔ اب شف شف سے کام نہیں چلے گا صاف شیفتا لو کہنا پڑے گا۔ یھلک من ھلک عن بینۃ و یحیی من حی عن بینۃ (الایۃ)۔ پچاس کی بجائے

[1] اس محاذ کے بارہ میں کچھ تفصیلات مکتوبات پاک وہند کے آخر میں شامل ہیں۔

پانچ جماعتیں ہوں مگر ہوں یکجاں و دو قالب۔ تحسبھم جمیعاً و قلوبھم شتیٰ کا مصداق بننے سے اللہ محفوظ رکھیں۔ ملک وملت میں فساد پیدا کرنے والے بھی مذکورہ بالا تین بُت ہیں انکے خلاف دینی محاذ نے مضبوط آواز اٹھائی تو کوئی وجہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت آپکے شامل حال نہ ہو اور بدیر یا سویر کامیابی آپ کے قدم نہ چومے۔ واللہ علیم حکیم۔ بارک اللّٰہ تعالیٰ فی اقوالکم و اعمالکم ورزقنا اللّٰہ تعالیٰ اتباعکم فیما یرضاہ قولاً و عملاً و قلباً واللہ علی ما یشاء قدیر

ناکارہ عبدالکریم غفرلہ ولوالدیہ مہتمم نجم المدارس کلاچی و سرپرست تحریک عمل برائے نفاذ شریعت اسلامیہ پاکستان

(۳۴)

۴ ج ۱، ۱۴۰۸ھ، ۱۲/۸۷/۲۶ء **(سالانہ جلسہ میں شرکت مطلوب قلوب)**

مخدوم العلماء حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف، ۱۱، ۱۲مارچ ۸۸ء، ۲۱، ۲۲رجب ۱۴۰۸ھ جمعہ ہفتہ کو نجم المدارس کلاچی کا سالانہ جلسہ مقرر کر دیا گیا ہے آنجناب کی تشریف آوری مطلوب قلوب ہے۔ امید ہے شرف قبولیت سے نوازیں گے۔ والسلام، منتظر جواب ناکارہ عبدالکریم غفرلہ

(۳۵)

۱۹۸۸ء **(راولپنڈی میں جمعیۃ (س) کا سنی کنونشن اور شریعت بل کیلئے تحریک اور جدوجہد**

O شیخ عبدالقادر جیلانی کی نصیحت اور قرارداد)

محترم المقام حضرت ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام پاکستان دامت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ بہ سلسلہ حاضری ۱۰/۱۱ مارچ ۱۹۸۸ء سنی کنونشن اور جمعیت علماء اسلام کے اجلاسوں میں شرکت کیلئے ملا۔ یاد فرمائی کیلئے نہایت ممنون ہوں۔ شاید کہ مجھے اللہ تعالیٰ اس کا اہل بنادے کہ ملک وملت کے ان خدمات کیلئے کچھ ادنی سی سعی بھی کرسکوں۔

کچھ اعذار حقیقیہ ایسے ہیں جن کی بنا پر یقین نہیں کہ اہل اللہ کے اس عظیم اجتماع میں شرکت کا شرف حاصل کرسکوں۔ تاہم کوشش کرونگا کہ یہ سعادت حاصل کرسکوں بصورت دیگر سنی کنونشن کے سلسلہ میں گذارش ہے کہ جہاں آپ حکومت سے ان تجاوزات کے سلسلہ میں مطالبات رکھیں وہیں خود بھی (علماء کرام) یہ عملی اقدام کریں کہ ان دشمنان ملک وملت کے قطعی طور پر سماجی بائیکاٹ کا اعلان کریں اور اس کی بنیاد پیران پیر حضرت مولینا سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے اس فتوی پر رکھیں جس کی ایک نقل فوٹو سٹیٹ منسلک ہے۔ بشرطیکہ اس قرارداد کے مجوزین موید ین اور شریک اجلاس ہر جماعت کے ذمہ دار حضرات خود اس پر سختی سے عمل کریں۔ ورنہ صرف اپیل اور کاغذی قرارداد نہ صرف بے سود بلکہ دینی فتوی تو بے عزت کرنے کے مترادف ہوگی۔

جمعیت کے اجلاس کے سلسلہ میں گذارش ہے۔ کہ شریعت بل پیش کرنے اور نفاذ شریعت کیلئے تحریک چلانے سے جماعت بلا شبہ آسمان رفعت پر پہنچ گئی مگر ۱۲رمضان المبارک کے بعد جمود پر جمود اور سکوت پر سکوت نے عظمت سابقہ کو ختم کردیا۔

خدا کیلئے اس سلسلہ میں عملی اقدام کی کوئی معمولی سی معمولی صورت سہی مگر بتائیں اور کوئی قدم اٹھائیں۔ میں نہ عوام کو سڑکوں پر لانے کے حق میں ہوں کہ اس سے تخریب کاروں کو فائدہ پہنچے گا اور حقیقت یہ ہے کہ عوام سے یہ امید بھی خیال محال اور جنون ہے۔ اور نہ ہی اندر کی آواز کو ختم کرانے کے حق میں ہوں کہ بندوق پھینک کر میدان میں نکلنے کے مترادف ہے اور جو کہ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ کے بھی خلاف ہے لیکن خالی خولی جذباتی تقریروں سے بھی کام چلا لینے کو کوئی تحریک نہیں سمجھتا۔ یہ نشستند و گفتند و برخاستند کا کھیل ہے جس میں اب قوم

کیلئے کوئی ترغیب نہیں رہی تحریک مثلاً ہر ضلع سے نہیں تو صوبہ میں ایک پیدل جماعت لانگ مارچ کی شکل میں نکالیں جو صوبہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بطور مثال ایک چلہ تک اپنے مطالبات کو چھ نمبروں کی طرح رٹتے اور رٹاتے رہیں۔ گھر گھر نفاذ شریعت کی ضرورت اور اہمیت پہنچائیں۔ مخالفین کو للکاریں اور قرار دادیں پاس کراتے جائیں۔ بستر ے ساتھ رکھیں خرچ اپنا ہو۔ یہ ایک مثال میں نے عرض کی دراصل شریعت محاذ جو ابھی نہیں محرکین بل اگر جمعیت کے ہیں تو اس کی سب سے زیادہ ذمہ داری اس جماعت کی ہے باقی دوسرے ساتھی جتھے اترتے رہیں تو آپ انہیں نہیں روک سکتے مدح وقدح کا مرکز آپ کی جمعیت ہے اور بس۔

بہر حال اہل تشیع کے خلاف جو تحریک چلائیں یا نفاذ شریعت کے سلسلہ میں تحریک کی جو عملی شکل اختیار فرمادیں احقر کو حکم دیں انشاء اللہ ایک مخلص رضا کار کی حیثیت سے تعمیل کرتا رہونگا۔ اس سے زیادہ کا اہل نہیں ہوں۔ والسلام ناکارہ عبدالکریم

یہ اجلاس عامۃ المسلمین سے پرزور درخواست کرتا ہے کہ وہ امن وامان کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے مذہب حقہ ما انا علیہ واصحابی کی بھی پوری پوری حفاظت کریں۔ ان دشمنان صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان معاندان یاران رسول ﷺ صدیق وفاروق کو کھلم کھلا بت کہنے والوں اور بیت اللہ شریف کی بے حرمتی کرنیوالوں سے خیر کی کوئی امید نہ رکھیں اور غوث اعظمؒ پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کے اس فتوی پر سختی سے عمل پیرا ہوں جو کہ بحوالہ حدیث پاک غنیۃ الطالبین کے ۱۴۷ پر درج ہے اور وہ یہ ہے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو میرے اصحاب کی تنقیص شان کریگی پس تم ان کی مجلس میں نہ بیٹھو نہ انکے ساتھ مل کر کھانا کھاؤ اور نہ پیئو نہ ان سے رشتہ بندی کرو نہ انکے جنازہ کی نماز پڑھو نہ ان سے مل کر نماز پڑھو۔ علماء کرام کا فرض ہے کہ وہ ہر قسم کی گروپ بندی اور سیاست بازی سے بالاتر ہو کر پیران پیر صاحبؒ کا یہ فتوی گھر گھر پہنچائیں اور اپنے فرض مذہبی ادا کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔

(۳۶)

۱۰رجب ۱۴۰۹ھ، ۲۰/۱۲/۸۸ء (جماعتی اتحاد کے بجائے نفاذ شریعت اور اسلامی جمہوریت پر اشتراک)

گرامی قدر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، دعوت نامہ ملا حاضری نہایت ضروری تھی اور حاضری کا شوق بھی ہوا میں پرسوں ہی بارش میں ایک طویل سفر سے آیا پھر بھی حاضر ہونے کے لئے احباب سے پروگرام بتانے کی اپیل کی مگر اس خصوصی پیغام کو آپ سے براہ راست سننے کی سعادت سے بوجوہ محروم ہورہا ہوں۔ والعفو من اللہ تعالیٰ، کچھ ناقص خیالات کا مسودہ برخوردار حافظ عبدالحلیم صاحب کو دے رہا ہوں اور ان کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیج رہا ہوں مناسب سمجھیں تو انکو میرے معروضات پیش کرنے کا موقعہ عنایت فرمادیں۔ اسلامی جمہوریت اور اسلامی انتخاب کے خدوخال واضح کرنے کی جو تجویز احقر نے دی ہے اگر اس کیلئے کوئی کمیٹی آپکی تائید اور خصوصی توجہ سے بن گئی تو فھو المراد مسودہ کی باقی چیزیں تو آپکی ہی ترجمانی ہے۔ والسلام،

جماعتی اتحاد کی بجائے نفاذ شریعت اور اسلامی جمہوریت کے نقطہ پر اشتراک کی کوشش کی جائے۔ جماعت کو ختم کرنا اور انضمام کی باتیں قابل اجتناب ہیں کما ھو الظاہر جس کے جانب مضمون میں بھی اشارہ کردیا گیا ہے۔

(۳۷)

(شریعت کورٹ اور رجم سود وغیرہ کے بارہ میں فیصلے ○ نفاذ شریعت بل کے لئے تحریک ○ عورت کی سربراہی پر خطبات جمعہ میں اجتماع ○ عابدہ حسین کی مخالفت)

۲۰ جمادالاولی ۱۴۰۹ھ، ۳۰/۱۲/۸۸

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ ملا مزار پر حاضری کے وقت آپ سے

شرف ملاقات حاصل نہ ہو سکنے کا ہم سب کو بھی افسوس رہا ماشاءاللہ والخیر فیما صنع اللہ تبارک وتعالیٰ پنڈی میں سپریم کورٹ کے طرف رجوع کرنے کا فیصلہ سنا ہے کر لیا گیا ہے احقر کا خیال کچھ اور ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ رجم کے متعلق آپ کے سامنے ہے اگر صدر مرحوم مداخلت نہ کرتے تو انکا فیصلہ اجماع امت کے خلاف باقی رہتا۔ جواز تصویر کے متعلق بھی وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ کورٹ کی اکثریت جیسی ہے وہ آپکو معلوم ہے دلائل انکے نزدیک کچھ نہیں فیصلہ اکثریت پر ہوتا ہے انکی علمی اور دینی حیثیت بھی آپکو معلوم ہے۔ پھر کیوں اجماع امت کے خلاف پر مہر تصدیق ثبت کروانا چاہتے ہیں۔ اظہار حق تو اپنا فریضہ ہے یا اس کے ذریعے کرائیں یا دس ہزار علماء کے دستخطوں یا تائید سے کرائیں ضرور کر دیا جائے۔ لیکن کوئی عملی اقدام کرنا ہو تو خدا کیلئے اجتماع عام میں اسکا فیصلہ نہ کرائیں نفاذ شریعت سے متعلق ۲۷ رمضان المبارک کے اعلان والے فیصلہ سے عبرت حاصل فرمادیں۔ اگر کوئی عملی قدم اٹھانا ہے تو دیوبندی بریلوی اہل حدیث علماء (نمائندوں کی) کوئی خصوصی میٹنگ میں ہر پہلو سے سوچ کر کوئی فیصلہ کریں جذباتی فیصلوں میں ہمیشہ نقصان رہتا ہے۔ شیعہ وغیرہ کو تکثیر سواد کیلئے ہرگز شریک نہ فرمادیں۔ عابدہ حسین[1] سے متعلق آپکے جرءاتمندانہ اقدام سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ واجرکم علی اللہ تعالیٰ آج آپ کی جانب سے اعلان[2] کے مطابق ممبر کا مضمون عورت کی سربراہی پر ہوگا انشاءاللہ، عورت کی سربراہی اور اسکا ازالہ کے عنوان سے ایک مضمون بھی دینی جرائد کو روانہ کر چکا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں۔ عزیز مکرم مولانا انوار الحق صاحب و دیگر مقررین کو تسلیمات و تکریمات و دعاؤں کی درخواست۔ ناکارہ عبدالکریم غفرلہ

(۳۸)

(شیخ الحدیث کے وفات پر تاثرات تعزیت O ایک معاملہ پر اظہار افسوس)

مخدوم زادہ گان گرامی قدر برادران محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب وحضرت مولانا انوار الحق صاحب دامت معالیکم بورکت ایامکم ومعالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

انّا للہ وانّا الیہ راجعون، فللّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ باجل مسمّی فلتصبر ولتحتسب فانّ المصاب من حرم الثواب، حضرت شیخؒ کے وصال پر شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ سے مستعار لیکر وہی شعر عرض کرونگا جو حضرتؒ نے حضرت مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ صاحبؒ کے وصال پر فرمایا تھا اور وہ یہ کہ

زیں ماتم او سپہر بقانوں گرسیتے ازچشم اختراں ہمہ شب خون گرسیتے

حضرت کی زندگی دیکھ کر یوں کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ اٹھتر سالہ شب وروز کی دینی محنتوں اسلامی خدمات مجاہدانہ سرگرمیوں اور نیم شب کے گرم وسرد آہوں کا صلہ اور حرز دوری وصول کرنے بارگاہ رب کریم میں تشریف لے گئے ہیں اور اب واللہ حسیبہ مثقال ذرّۃ خیراً یرہ کے ماتحت آپ پائی پائی کا حساب وصول فرمارہے ہیں۔ فھنیئاً لہ ثم ھنیئالہ،

علمی تدریسی تقریری اور تحریری خدمات تو آپکے اظہر من الشمس ہیں لیکن نفاذ شریعت کیلئے آپ اس خدمت میں بالکل ہی منفرد ہیں کہ پاک

---

[1] میاں محمد خان جونیجو اور نواز شریف نے شیعہ رہنما جھنگ کی بیگم عابدہ حسین صاحبہ ممبر قومی اسمبلی کو اسمبلی میں قائد حزب اختلاف منتخب کرانے کا فیصلہ کیا ہم نے آئی جے آئی میں اور اس سے قبل عورت کی ولایت وحکمرانی کے خلاف جدوجہد کی تھی جس کو اپنے سیاسی مفاد میں نواز شریف وغیرہ پسند کرنے لگے تھے اس لئے میں اس فیصلہ کے خلاف سختی سے ڈٹ گیا اور یہ معاملہ ٹل گیا۔

[2] عورت کی حکمرانی کے خلاف محاذ متحدہ علماء کونسل کا فیصلہ کہ خطبات جمعہ میں اسکو موضوع بنایا جائے۔

پارلیمنٹ میں کفروالحاداور غیر اسلامی ازموں کی ہمہ جہتی یلغار میں آپ نے شریعت محاذ کی بنیاد ڈالدی ہے اب ملک میں اس کیلئے جوکوئی جب بھی جس قسم کی خدمت انجام دے گا شریعت محاذ ہی اس کی مضبوط بنیاد ثابت ہوگی۔ جہاد افغانستان کا لہولہان میدان آپ کے ارشد تلامذہ کے ایمانی جرات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ روسی افواج کی ذلیل واپسی اور اندرون ملک نفاذ شریعت کیلئے شریعت محاذ کی شکل میں صحیح راستہ کی نشاندہی اور پھر اپنے ارشد تلامذہ دورحقانیہ کے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور زملۂ دارالعلوم دیوبند کے قاضی عبداللطیف صاحب سے شریعت بل پیش کرانے اور پھر متحدہ شریعت محاذ کی صدارت کر کے قوم کی صحیح مذہبی سیاسی اور روحانی راہنمائی کردینے کے بعد آپکو اتباع سنت نبوی ﷺ میں فسبح بحمد ربک واستغفرہ کی صدائے حقانی آخر کیوں نہ پہنچتی ان فتوحات کی تخم ریزی کے بعد تو آپکا ناسوتی دنیا میں رہنا خلاف سنت سا معلوم ہوتا۔ اللھمّ فتغمّدہ بغفرانک واسکنہٗ ...جنانک اللّٰھمّ فلاتحرمنا اجرہ ولاتفتنّا بعدہٗ،

اب افغانستان میں مجاہدین کے ذریعہ صحیح اسلامی حکومت قائم کرنا اور پاکستان کے تمام عدالتوں کو ظلم وعدوان اور کفروطغیان کے ظالمانہ قوانین سے نجات دلانا اور انکی جگہ جمہوری تقاضوں کے عین مطابق فقہ حنفی کی تشریح وتفصیل کیساتھ قرآن وسنت کے عادلانہ قوانین کو نافذ کرانا آپکے لائق تلامذہ مخلص معتقدین اور غیر اسلامی سیاست کی نجاست سے پاک ذہن اور نیک طینت متوسلین کا اولین فریضہ بنتا ہے۔ وفقنا اللّٰہ وایاھم لمایحب ویرضاہ وعصمنا وایّاھم من الغیّ والمیل الی الشیطان. نجم المدارس کلاچی میں تین دن تک قرآن مجید کے ختم ایصال ثواب ہوتے رہے۔ والقبول من اللّٰہ وھوالمرجو من جنابہ الکریم،

غم نصیب ناکارہ عبدالکریم غفرلہ ولوالدیہ مہتمم مدرسہ عربیہ نجم المدارس کلاچی

واقول لک یاابن الشیخ خاصۃً، کہ دستار بندی[1] کے سلسلہ میں آپکا ایک عیار کے فراڈ میں آجانے سے بیحد صدمہ ہوا۔ ٹھیک ہے آپ حضرتؒ کی جدائی کے غم سے نڈھال تھے غور کا موقع نہیں ملا ہوگا۔ لیکن شخصیتوں کے ابھرنے اور گرنے کے مواقع بھی تو ہوتے ہیں یہ عیار ہمیشہ حضرت شیخ کی عزت سے کھیلتا رہا ہے اس وقت بھی جبکہ عامۃ المسلمین اشکبار آنکھوں سے غم واندوہ میں ڈوبے ہوئے تھے یہ زندہ باد کے نعرے لگوا کر حضرت کی روح کو اذیت پہنچا رہا تھا اور آپکے ساتھ مذاق کر رہا تھا دارالعلوم کی تخریب جیسا کہ آپکو معلوم ہے اس کے اہم مقاصد میں سے ہے یہ آپکا دشمن آپکی جماعت کا دشمن آپکی شریعت کا دشمن اس شریعت خور ملا کو تو سختی سے جھٹک دینا تھا کہ تم نے جو پگڑیاں پہلے سے بندھوائی ہیں وہی کافی ہیں مزید کی ضرورت نہیں۔ آپ کے اس نرم رویہ سے ایک شریعت خور کی عزت افزائی ہوئی ہے جو بمصداق من وقّر صاحب بدعۃ فقداعان علی ھدم الاسلام مھدم الاسلام، کی اعانت ہے اس سے ملک میں ہزاروں علماء کے دل ٹوٹے ہیں مشرق میں یہ فوٹو دیکھ کر حقیقت ہے کہ دل بیٹھ گیا۔ سعدیؒ حقیقت سمجھا گئے ہیں کہ ؎

نکوئی بابداں کہ دل بداں مانند | کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

آپکو شاید اندازہ نہ ہو اس سے وہ اپنی سیٹ کو کافی تقویت پہنچا چکا ہے۔ خدا کیلئے حضرت کی نرمیوں پر اپنی نرمیوں کو قیاس نہ کریں، فشتان بینھما وما یترتب علیھما ؎

---

[1] حضرتؒ کے جنازہ کے موقع پر ناچیز حقیر پر تقصیر کی علماء واکابر ومشاہیر کے ہاتھوں دستار بندی ہوئی غم سے نڈھال اور غمزدہ شخص کو اس میں کسی کو بھلانے نہ بھلانے میں کوئی عمل دخل نہیں تھا، اخبارات میں تصویر دیکھ کر حضرت قاضی صاحب کو اس عمل میں بعض افراد کی شرکت ناگوار گذری، ایسے کسی بھی موقع پر بلاخوف لومۃ لائم اپنی رائے کے اظہار میں خاموشی یا مصلحت کشی کو وہ کتمان حق سمجھتے ہیں۔

جوان کے زلف میں آئی تو حسن کہلائی　　وہ تیرگی جو مرے نامہ سیاہ میں ہے

مجھے اس سخت کلامی کا حق نہیں تھا مگر حضرتؒ کے ناطے سے آپ سے جو تعلق ہے اس نے اس ترش کلامی پر مجبور کیا ہے معافی چاہتا ہوں۔

واللّٰہ یعلم المفسد من المصلح وعسیٰ ان تکرھوشیئاً وھو خیرلکم　　والسلام

(۳۹)

(ایک عزیز کی شہادت)

۲۴ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ، ۲۴/۵/۹۵ء

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ماموں زاد بھائی کا حادثہ[1] سن کر بہت ہی صدمہ ہوا بالخصوص نعش نہ ملنا ایک المیہ ہے جس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، فللہ مااخذولہ مااعطی وکل شیء عندہ باجل مسمی فلتصبر ولتحتسب فان المصاب من حرم الثواب. ہم لوگ کئی سال پہلے ایک شباب صالح حافظ اور تالی للقرآن بھتیجے کی اس قسم کی شہادت (الغریق شہید) کا صدمہ سہہ چکے ہیں چند گھنٹے نعش نہ ملنے کا جو صدمہ تھا نعش نہ ملنے کا اس سے اسکی وفات تو کوئی سانحہ ہی معلوم نہ ہوتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ اسوقت جس درد سے ربنا ولاتحملنا مالاطاقۃ لنا بہ، بار بار زبان سے نکلا تو اندازہ ہوتا تھا کہ واقعی یہ وقت اضطرار کی دعا ہے جسے حضرت حق جل جلالہ نے قبول بھی فرمالیا تھا کل بعد ختم خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے بعد ہی اور بعد نماز مغرب اجتماعی طور پر دعائیں کی گئیں اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں صبر جمیل اور اجر جزیل سے آپکو نوازیں اور مستقبل میں حفاظت دارین نصیب جائیں دے۔ حاضری اپنا فریضہ ہے اللہ تعالیٰ ہمت اور صحت عطا فرماویں۔ آمین،

شریک غم ناکارہ عبدالکریم غفرلہ

(۴۰)

(تخصص فی الفقہ کے مقالات پر تنقیدی نظر)

۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ، ۲۴/۸/۹۵ء

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ بمع درجہ تخصص فی الفقہ کے تین مقالے مل گئے اس میں شک نہیں کہ ایسے مقالات کے مطالعہ سے میری ناقص معلومات میں اضافہ ہوجاتا ہے پھر جہاں اپنے ناقص فہم سے سمجھنے میں دقت پیش آتی رہتی ہے اسکے لئے اوراق کتب کے الٹ پلٹ سے اور بھی فائدہ ہوجاتا ہے نااہلیت کے باوجود جب میری طلب کو اس میں ادنی دخل بھی نہیں تو یہ امید بے جا نہیں ہوتی کہ کوئی نہ کوئی غیبی امداد ملتی رہیگی۔ جس سے میں خزی دنیا اور عذاب آخرت سے انشاء اللہ بچ سکوں۔ لیکن مصروفیات معلومہ کے علاوہ شدت گرمی، دوران رأس کا مسلسل لاحقہ حوادثات عامہ افکار خاصہ اور حافظہ کی سخت کمزوری کے باعث تعمیل میں معمولی نہیں تاخیر پر تاخیر ہوتی رہیگی۔ اگر دارالعلوم اس کو برداشت کرسکے اور بروقت کام نہ ہوسکنے سے حقانیہ کو نقصان نہ ہو تو نان شیراز پیش کرنے سے کوئی عذر نہیں۔ والامر الیکم،　　والسلام

حضرت مولانا مفتی غلام الرحمان صاحب کی خدمت میں سلام مسنون اور مضمون واحد عرض ہو۔　ناکارہ عبدالکریم غفرلہ ولوالدیہ

---

[1] قاضی ندیم الرحمان فرزند قاضی عطاء الرحمٰن جو گھر کے ساتھ بہنے والے دریائے لنڈا میں ڈوب گئے تھے۔

(۴۱)

(فیملی لاز کی مخالفت پر شہر بدری)

مکرمی دامت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، گرامی نامہ بروقت موصول ہوا میں نے تعمیلا کلیم کے مسئلہ پر نظر ڈالی ابھی اسے مکمل کر کے ناقل کے حوالہ نہیں کیا تھا کہ ڈی سی صاحب ڈیرہ اسماعیل خان نے مجھے شہر چھوڑنے اور دو ماہ کیلئے بستی کلاچی سے اسی میل دور شیودانده ڈاکخانہ پنیالہ میں رہنے کا آرڈر دیا۔ فیملی لاز اور خاندانی منصوبہ بندی کے خلاف میری تقریریں اسکی باعث بنیں ہیں اب یہاں شیرو واٹدہ میں مقیم ہیں اہل واٹدہ بفضلہٖ تعالیٰ نہایت ادب واحترام سے پیش آرہے ہیں جزاھم اللہ تعالیٰ، چھ طلباء میرے ساتھ ہیں مشکوۃ شریف، ترمذی شریف، ۔۔۔وغیرہ چھ اسباق پڑھا رہا ہوں ۔۔۔۔بہرحال ارشاد کے تعمیل سے قاصر رہا امید ہے معذور سمجھیں گے۔ حضرت اقدس کی خدمت سلام مسنون اور دعاجوئی، عبدالکریم مقیم واٹدہ خان محمد ڈاکخانہ خوہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

بعض احباب کو الحق کے خریداری کی ترغیب دی اور وہ پتہ لکھ کر گئے۔ الحق میں مولانا عبدالکریم اور دیگر علماء کی گرفتاری پر احتجاج لکھدیں

(۴۲)

(عرض مصاب بجناب رسالت مآبؐ)

مکرمی سلام مسنون۔ ایک قلمی کتاب سے نعتیہ کلام از حضرت ابوالحسن صاحب نقل کرا رہا ہوں یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ خرقانی صاحب ہیں یا کوئی اور ۔۔ اس نوعیت کے مضامین[1] اپنے بزرگوں کے مولفہ یا منقولہ قصائد میں مطبوع ضرور ہیں۔ قاضی عبدالکریم کلاچی

عرض مصاب بجناب رسالت ماب ﷺ. از جناب ابو الحسن صاحب

یا رسول عربی ﷺ قبلۂ حاجات روا — مستغیث آمدم چارہ کارم فرما

درد مندیم و جگر ریش مرا مرہم نہ — چارہ سازا کرم تست بهر مرض دوا

دل پر از آبلہ دارم زهجوم صد رنج — ای نسیم کرمت عقدہ کشائے دلها

بهر زهراءؓ و علیؓ و حسنؓ و بهر حسینؓ — نظر لطف بحالم بکن ای عقدہ کشا

جز درت نیست مرا جائے پناہ دیگر — کیست تا حال بهر سد زمن فرد گدا

قاضی عبدالکریم

(۴۳)

(اہلیہ کی وفات پر تعزیت مکرر)

از عبدالحلیم ومحمد نسیم۔۔ ربایان حقانیہ کی جانب سے سلام مسنون مضمون واحد۔ اس سے قبل فون پر ملنے کے بعد تعزیت کے خطوط بھیج چکے ہیں

---

۱. اعنی ما یمکن ویجوز طلبه من الانسان کا لحوائج العلمیة و العملیة و المشروعیة طرق الحصول الی اللّٰہ تبارک و تعالیٰ چنانچہ اس معنی میں شیخ الہندؒ نے مرثیہ میں حضرت گنگوہیؒ کو قبلہ حاجات فرمایا گیا ہے. ۲. انها لقول الاخر اغثنی یا رسول اللّٰہ انی لمغبون و فطنی الفطام (قصیدہ نعتیہ غالبًا ترجمہ حضرت تھانوی مندرجہ مناجات مقبول۔

۳. اماندا، الشوق فی الابیات المختلفة و المقطع فکقول حجة الاسلام مولانا محمد قاسم رحمة اللّٰہ صاحب فی قصائده الطیبه ۔

مدد کر ای کرم احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

آں مخدوم کے نام بھی اور حضرات مخدوم زادہ گان حامد الحق راشد الحق صاحبان کے نام بھی سب سے مکرر تعزیت معروض ہے۔

چاک تقدیر کو ممکن نہیں کرنا رفو　　　　سوزن کیمیا اسے گو عمر بھر سیتی رہے

(۴۴)

(حافظ عبدالحلیم کی حقانیہ میں تقرری کی خواہش)

محترم المقام مخدوم زادہ مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سمع اللہ اقوالہ وزاد کمالہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، حالات کی نزاکت پریشان کن ہے والامر بید اللہ تعالیٰ پنڈی شوریٰ کے اجلاس میں جانے کا عزم کیا مگر۔۔۹ کو یکا یک بواسیر کے حملہ سے معذور ہوگیا۔ والخیر فیما صنع اللہ تعالیٰ، یہ عریضہ اس تقریب سے لکھ رہا ہوں کہ عزیز حافظ عبدالحلیم سلمہ نیوٹاون کے درجہ تخصص فی الفقہ میں حضرت مفتی صاحب نگران درجہ کے کثرت معروفیات کی وجہ سے ممکن نہیں ہے میں نے اسے لکھا کہ اگر ممکن ہو تو پھر تخصص فی الحدیث وغیرہ میں داخلہ لے لیں اور اسطرح اپنا وقت اور نیوٹاون کے صرف ضائع نہ کریں اس ضمن میں معلوم ہوا کہ حقانیہ میں ابتدائی درجہ کے کسی مدرس کی جگہ فارغ ہوئی ہے اگر مذکور سلمہ کو اس کا بلاتکلف اہل سمجھا جائے اور ساتھ ہی الحق میں وہ کوئی جگہ پا سکے کیونکہ تحریر سے اسے دلچسپی ہے، جس کیلئے آپ جیسے مہربان رئیس القلم کی نگرانی میں مفید ہو سکتی ہے تو حضرت شیخ مدظلہم کے زیر سایہ ان کا رہنا یقیناً باعث سعادت ہوگا۔ امید ہے آنجناب اس سلسلہ میں بلاتکلف صورت حال سے آگاہ فرمادینگے چونکہ بات معاملہ کی ہے اسلئے اس میں جو بھی جواب مرحمت فرمادیں اس میں پوری صفائی کا لحاظ رکھا جاوے۔　　　　والسلام

عزیز قاضی عبداللطیف کی جانب سے سلام مسنون، حضرت شیخ مدظلہ اور حضرت ناظم صاحب کیخدمت سلام مسنون۔

ناکارہ عبدالکریم عفی عنہ

(۴۵)

(مولانا حکیم عبدالحق فاضل دیوبند ٹانک کی وفات اور حالات)

بخدمت محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سلمہ زیدہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، دارالعلوم حاضری ہوئی تھی مگر آپ سے ملاقات کا افسوس ہی رہا۔ دوبارہ ۷۳/۶/۲۵ کو پشاور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے صوبائی اجلاس کیلئے حاضری ہوئی خیال تھا آپ بھی تشریف فرما ہونگے مگر سودائے خام شد، ماشاء اللہ، ہمارے قدیمی اور مخلص رفیق حضرت مولانا عبدالحق صاحب فاضل دیوبند سابق امیر جمعیت علماء اسلام ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کا ۷۳/۶/۲۸ بروز جمعہ وصال ہوگیا ہے انا للہ و انا الیہ راجعون، موصوف اپنے علمی عملی اور سیاسی و دینی خدمات کی بنا پر اس کے مستحق ہیں کہ اگر گنجائش ہو تو الحق کے اداریہ میں اس پر کوئی نوٹ آجائے معلومات کیلئے گزارش ہے کہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب سکنہ توران علاقہ ٹانک ضلع ڈیرہ اسماعیل خان نے تقریباً ۵۵ سال کی عمر میں ۷۳/۶/۲۸ بروز جمعہ وفات پائی۔ ضلع بھر سے علماء جنازہ میں شریک ہوئے عامۃ المسلمین نے کثرت سے جنازہ میں شرکت کی آپ دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے ذہین وفطین عالم دین تھے مدرسہ سراج العلوم سرگودہا کے مایہ ناز تلامذہ میں سے تھے۔ ابتداء ہی سے ذکی تھے تقریباً پندرہ سال جمعیت علماء اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کے کامیاب ضلعی امیر رہے۔ گزشتہ تینوں الیکشن آپ کے امارت میں ہوئے اور حسب طاقت خوب خوب آپ نے ان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آخر میں فالج کے اثر سے زیادہ متاثر تھے' ضعف ونقاہت کافی تھا اسلئے امارت سے مستعفی ہوگئے۔ تقریباً پندرہ سال تک ہی ٹانک کے ایک مشہور مسجد میں بلا معاوضہ حسبہ اللہ جمعہ پڑھاتے رہے اور تقریر میں ہمیشہ اصلاحی مضامین کیساتھ ساتھ حکومت کے غلط کارروائیوں پر کھلی

تنقید کرتے رہے اس جرم میں ایک دفعہ دو ماہ جلاوطن کئے گئے دو سال قبل حج بیت اللہ اور روضہ پاک علی ساکنہا الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ خانقاہ یاسین زئی پنیالہ مرشد و شیخ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب سے ارادت کا تعلق تھا۔ اچھے حکیم تھے دواخانہ حقانیہ کے مالک تھے اور دکان کے شغل کیساتھ ساتھ خصوصیت یہ تھی کہ علمی ذوق رکھتے تھے مطالعہ کتب بالخصوص کتب تصوف اور تفسیر سے خاص شغف تھا علاقہ بھر کے علماء تحقیق مسائل میں آپکے طرف رجوع کیا کرتے تھے اور آپکی تحقیق پر اعتماد رکھتے تھے۔ قلم پختہ تھا ایام مرض الموت میں معارف اولیاء الرحمان کے نام سے ایک عجیب مجموعہ مرتب فرمایا ہے ماخذ اسکے فتوحات مکیہ ابریز فصوص، الیواقیت، اور روح المعانی وغیرہ ہیں ایام مرض ہی میں ایک وصیت نامہ لکھا ہے جو آج کے علماء کیلئے قابل تقلید اقدام ہے ان کے فرزند عبدالحکیم صاحب نے اجازت دی تو الحق میں اشاعت کیلئے بھیجونگا۔ اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمادیں آمین اور ہم کو حسن خاتمہ سے نوازیں۔ آمین۔ ناکارہ عبدالکریم

(۴۶)

۲۲ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ (ملی یکجہتی کونسل کی اخبار میں رپورٹوں[1] پر تشویش ○ شیعہ اسلامی فرقہ نہیں)

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ملی یکجہتی کونسل کے سلسلہ میں آں محترم کو شرقاً وغرباً کافی داد تحسین مل چکی ہے بالخصوص کئی دینی ماہناموں نے ضرورت سے بھی زیادہ عقیدت کا اظہار کیا ہے لیکن بعض اہم دینی ماہناموں کی خاموشی سے آپ نے بھی اندازہ لگایا ہوگا کہ جن خدشات کا اظہار حق چاریار لاہور نے کیا ہے وہ بے معنی بھی نہیں۔

میں نے بھی آپ کے پہلے اجلاس کے بعد جو کارروائی کسی روزنامہ میں پڑھی اور یہ کہ کسی اسلامی فرقہ کو کافر کہنا اسلام کے خلاف اور قابل نفرت فعل ہے کئی دفعہ پر اتفاق ہو رہا ہے تو بہت صدمہ ہوا کہ یہ ان الحکم الا لِلّٰہ جیسے کلمہ حق سے روگردانی کی تازہ مثال ہے کہ کونسل کے سیاق وسباق سے اس کا صاف اور واضح نتیجہ فرقہ امامیہ کو عملاً اسلامی فرقہ دکھلانا ہے اور جس کا مطلب اہل سنت والجماعت کے مختلف ممالک کے اجماعی فتویٰ پر پانی پھیرنا ہے (نادانستہ ہی سہی) اب قومی اتحاد کی پیروی میں باری باری اس فرقہ بلکہ ان فرقوں کو صدارت بھی ملیگی اور انکے زیر صدارت ملک وملت اور اسلام اور نفاذ شریعت کے تجاویز پر اہل سنت کے عمائدین غور وخوض کر رہے ہونگے اور پھر قرآن وسنت کے احکام کو قصہ پارینہ سمجھا ہوگا۔ حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بلا استحقاق شفقتوں نے مجھے آپ کی خدمت میں اس تلخ نوائی پر مجبور کیا ہے آپ کے فیصلے اٹل ہیں بالفرض اس میں کوئی کمی محسوس بھی کرلیں تو بھی تیر رفتہ کو واپس کرنا آپ کے بس کی بات نہیں بڑا افسوس ہے کہ نقوی صاحب نے دوسرے دن اپنے اخبار رضاکار کے ذریعہ اپنی زبان صاف کردی ہے لیکن اہل سنت کے ذمہ دار حضرات کا کوئی بیان نہ کسی نے سنایا اور نہ نظر سے گزرا کہ یہ نقوی صاحب وغیرھم کیساتھ رفع فسادات کے سلسلہ میں مصالحتی فارمولا ہے ورنہ فرقہ امامیہ سے متعلق اہل سنت کا وہی اجماعی فتویٰ ہرگز تبدیل نہیں ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ نقوی صاحب نے کہا کہ ہمارے عقیدے صدیوں سے چلے آرہے ہیں نہ تبدیل ہوئے ہیں اور نہ کوئی اسے تبدیل کرسکتا ہے نقوی کے اس بیان کے بعد آپ خود فیصلہ کریں۔ ضابطہ کے نمبر ۷ کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے بہرحال اپنے ژولیدہ خیالات کا پلندہ آپکو بھیج رہا ہوں امید تو نہیں کہ آپ اپنے اہم معروفیات سے ان کے لئے کوئی وقت نکال سکیں تاہم ممکن ہے یہ عریضہ پڑھ کر اس کے جواب میں آپ کے یہ الفاظ قوم کے کانوں تک پہنچ جائیں کہ فلاں فلاں نے یا جن لوگوں نے ضابطہ

---

[1] مکتوبات پاک وہند کے آخر میں اس کونسل کی کچھ تفصیلات شامل ہیں۔

اخلاق کے فلاں فلاں دفعہ پر خدشات کا اظہار کیا ہے وہ بے جا ہیں فرقہ امامیہ کے متعلق اہل سنت والجماعت کے تمام مسالک کا اجماعی فتوی جو عرصہ سے چھپ رہا ہے وہ بحال ہے اس میں نہ کوئی تبدیلی آئی نہ آسکتی ہے۔

والسلام ناکارہ عبدالکریم غفرلہ ولوالدیہ از نجم المدارس کلاچی

آج ۲ صفر ۱۴۱۶ھ کو کوئٹہ میں اختلاف اور اس پر آپکا بیان میری ان خدشات کے واقعی ہونے کی دلیل ہے کہ یہ دشمنان دین کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے خلفاء راشدینؓ کے الفاظ اصل میں تھے یا نہیں یہ تو ملی کونسل[1] کا اندرونی جھگڑا ہے ہوں تو بھی جیسا میں نے پہلے عرض کیا فتوی کے بیان کے بعد اس دفعہ کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے اور اپنے زعم میں یوں بھی کوئی وزن اس میں نہیں تھی کیونکہ ان کے معیار ۔۔پر نہ خلفاء راشدین صحابی ہیں نہ اصحاب رضوان ۔۔نورانی صاحب کا بیان انہی اخبار میں پڑھا انہوں نے تو صاف اس کو مذہبی اتحاد کہا ہے۔

فاروقی صاحب کا انٹرویو اور اسطرح اس کے دلائل میں کہ یہ خدشات واہی ہیں نہ کہ ہم جیسے طلباء کی سادگی کی پیداوار حضرت آپ کی ذمہ داری بہت اونچی ہے جو غلطیاں حریف کی تھیں انہیں آپ حضرات دہرانے لگیں تو صدمہ کیوں نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔اٹل اصول ہے۔اور جامع مانع کہ اسمبلیوں میں غیر مسلم کو مسلم بنانا حرام سمجھتے ہیں آپ خود ان پر عمل کرنے لگیں ۔انا للہ

(۴۷)

(منصوص نصاب زکوۃ میں کمی بیشی)

محترم المقام حضرت مولینا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔حقانیہ کے مفتی مولینا مختار اللہ صاحب کی فرمائش پر ان کے ایک طویل مضمون پر کچھ اپنا ناقص خیال لکھ دیا ہے جو کہ پیش خدمت ہے آپ سے اپنی اہم مصروفیات کے باوجود اس پر نظر ڈالنے کی درخواست ہے۔مسئلہ اتنی طویل تفصیل کا محتاج نہیں تھا۔احقر کے نزدیک اس کا پریشان کن پہلو یہ ہے کہ اس تصریح کے باوجود کہ منصوص نصاب میں کمی بیشی نہیں چاہئے اس طویل تفصیل کا سارا زور اسی کے جواز پر ہے۔آپ ویسے بھی بحیثیت مہتمم حقانیہ اور سرپرست الحق کے اس کے ذمہ دار تو ہیں مگر انہوں نے تشکر وامتنان کے عنوان سے جن جن حضرات کا شکریہ ادا کیا ہے انہیں حرف حرف کا ذمہ دار بنا دیا ہے۔ بہرحال آپ اسے بھی اپنی مصروفیت سمجھ کر مطالعہ فرمالیں۔

والسلام ناکارہ عبدالکریم

(۴۸)

(اموال تجارت کرنسی اور حوائج اصلیہ سے زائد کا نصاب)

۲۲ اگست ۲۰۰۳ء

حامداً و مصلیا و مسلما اما بعد.....از ناکارہ عبدالکریم غفرلہ ولوالدیہ .بذریعہ مولانا سمیع الحق صاحب

بخدمت گرامی قدر جناب مولانا مفتی مختار اللہ صاحب اختارہ اللہ لما تحبہ ویرضاہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ نے اپنے ایک طویل تر تحقیقی مقالہ پر اس ناکارہ سے اپنا خیال ظاہر کرنے کیلئے مکرر نمبر ۳ تحریر یاد فرمایا ہے یاد فرمائی کیلئے ممنون ہوں اور تعمیل فرمائش میں طویل تاخیر پر اگرچہ جبری ہوئی ہے معذرت خواہ بھی ہوں۔مضمون طویل تر ہے نہ پائے رفتن و نہ یارائے ماندن کا قصہ ہے سرسری اور طائرانہ نظر سے جو کچھ سمجھ سکا ہوں پیش خدمت ہے۔مضمون کے کئی حصے ہیں مرکزی حصہ میرے خیال میں اموال تجارت جدید کرنسی اور حوائج اصلیہ سے زائد

---

[1] تفصیلات مجموعہ مکاتیب میں ملی یکجہتی کونسل کے زیر عنوان سے دیکھی جا سکتی ہیں۔

سامان کے نصاب کے لئے جس پر قربانی۔ زکوۃ۔ فطرانہ فرض یا واجب ہو۔ ثمنین میں سے کس کے نصاب کو معیار بنایا جائے۔ آپکے اس اعتراف کے باوجود کہ اب تک عموماً فقہائے کرامؒ نے ان کا معیار چاندی کا نصاب انفع الفقراء سمجھتے ہوئے متعین فرمایا ہوا ہے لیکن آپکے خیال میں موجودہ حالات میں ضروریات زمانہ کی رعایت کرتے ہوئے اس کا معیار نصاب ذھب کو بنانا چاہیے حضرت اعلیٰ مولینا شیر علی شاہ صاحب مدظلہ شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ کے تائیدی اور تحسینی کلمات طیبات کا تعلق اپنی ناقص سمجھ میں اسی حصہ سے ہے تقلیداً بھی اور ادباً بھی اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں سمجھتا البتہ تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ اتنا عرض کرونگا کہ اس کا اختیار مالک اموال کو دیا جائے کہ چاہے تو ان کا معیار اپنی ضرورت کی وجہ سے نصاب ذھب کو بنا کر اسی کے مطابق عمل کرتا رہے۔ شرعاً عنداللہ اس پر مواخذہ نہیں ہوگا اور چاہے تو مزید درجات حاصل کرنے کیلئے نصاب فضہ کو معیار بنا کر طیبو ابھا نفسا کے مطابق درجات عالیہ کا امیدوار رہے مالک کے اختیار سے متعلق علامہ سرخسی امام نووی اور علامہ کاسانی رحمھم اللہ تعالیٰ کے حوالے آپ نے خود اپنے مضمون میں لکھکر ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ اس میں اسلاف کی اقتداء ہے ابتدا کی جانب ذرہ بھی میلان نہیں یسر ہی یسر ہے عسر ہرگز نہیں نہ ضرر ہے نہ ضرار ہے مالک کو کلی اختیار ہے۔ مالک اس کے سوا آخر چاہتا ہی کیا ہے۔ عرب کے کسی ملک مثلاً کویت وغیرہ نے اگر ان اشیاء جدید کرنسی اموال تجارت وغیرہ کیلئے نصاب ذھب کو معیار بنا دیا ہے تو بالکل ٹھیک کہا ہے اس کا تعلق اخذ زکوۃ سے ہے وہ تو بالکل اسطرح ہے جسطرح ہمارے فقہا کرامؒ نے فرمایا ہے کہ حکومت اموال ظاہرہ کی زکوۃ لینے کا حق رکھتی ہے اموال باطنہ کا نہیں ہر کوئی جانتا ہے کہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اموال باطنہ میں زکوۃ وغیرہ فرض ہی نہیں۔ فرض ہے مالک خود ادا کرے ہاں اموال ظاہرہ کی زکوۃ وغیرہ جس اسلامی حکومت میں نظام زکوۃ قائم ہو حکومت کو ادا کرے مالک مال کو اختیار دینے پر فتوی دینے کا بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اختلاف کا کوئی نیا دروازہ کھولنے کا ان شاءاللہ زیادہ خطرہ نہیں ہوگا اب جو حضرات اسی سابق فتوی کے مطابق فتوی دینا پسند کرینگے ہم کو ان سے الجھنے کی کیا ضرورت ہے کیا نصاب فضہ کے معیار کے مطابق زکوۃ فرض ہو جانے کا فتوی غلط ہو گیا غلط کہنا تو شاید غلطی ہو۔ حالات حاضرہ کے مطابق نصاب ذھب کو معیار بنا دینے کی گنجائش نکل آئی ہے۔ عرب ممالک کے اس اعلان کا تو لوگوں کو یہ فائدہ پہنچا کہ جو لوگ اسی پہلے فتویٰ پر عمل کرنا پسند کرینگے ان کی زکوۃ کا ایک حصہ حکومت باقی جو بچا اسے وہ اپنے منشا کے مطابق اقارب اور مختلف لوگوں سے تعلقات سہنے والوں میں تقسیم کر کے خوش ہونگے۔ لیکن یہاں پاکستان میں گھر گھر اس نئی تحقیق کی اشاعت کہ پرانا فتوی مسترد کر دیا گیا نیا فتوی آ گیا خیال فرمایئے کیا نتیجہ نکلے گا اختیار مالک کا فتوی نیا نہیں پرانا ہی ہے مفقودۃ الزوج کے مشکلات کو حل کرنے کا فتوی نیا ہی تھا لیکن اسے طریقہ سے حل کیا گیا پہلے اکابر نے ہر طرح ہر جگہ قابل اعتماد بزرگوں سے طویل خط و کتابت کے ذریعہ بہر حال ممکن ہوا بالمشافہہ بھی سوال جواب ہوا تحقیق کے بعد اس کی اشاعت سے بحمداللہ امت کی ایک مشکل کو حل کیا گیا مگر موجودہ مسئلہ کی ترتیب بالکل معکوس ہے پہلے اشاعت اب اس کے بعد بزرگوں اور ہم جیسے طالب علموں سے اس کی تائید یا تحقیق کا مطالبہ۔ اس لئے یا تو مشکلات کا سامنا ہوگا اور یا پھر بے نتیجہ محنت یہ تو تحقیق کا پہلا حصہ ٹھہرا۔ دوسرا حصہ آپ فرماتے ہیں منصوصی نصاب میں ترمیم نہیں کی جا سکتی 1/2 52 تولہ چاندی منصوصی نصاب ہے۔ جس کے پاس یہ نصاب ہو اس پر زکوۃ واجب ہے۔ تینوں مقدمات صحیح ہیں ان میں اختلاف نہیں ماشاءاللہ مگر اسی مضمون میں آپ نے چھ ہزاری ملازم میں جس کی تنخواہ چھ ہزار ہے اس کی مشکلات پر جذباتی طرز بیان سے افسوس ظاہر کیا کہ متوسط گھرانے کے اخراجات وہ پورے نہیں کر سکتا اب اگر عید قربانی کے دن اس مہنگائی میں اس پر قربانی لازم ہو جائے تو اسے قربانی کیلئے قرض لینا پڑیگا یا اگر دو اڑھائی ہزار اس کے پاس ہوگا وہ قربانی پر خرچ ہو کر تہی دست ہو جاوے گا۔ اسی طرح کے چند صغریٰ کبریٰ ملا کر اسے مضطر قرار دینے کی کوشش کی اور پھر بحالت اضطرار کیلئے لکھا کہ حرام حلال ہو جاتا ہے تو یہاں بھی واجب کا ترک جائز ہونا چاہیے بلکہ از روئے فتوی اس سے وجوب ساقط کر دینا چاہیے پھر غضب یہ کیا کہ بحالت اضطرار حرمت کے ساقط ہونے کی

مثال بوقت ضرورت پیشاب سے سورت کے لکھنے کا جواز لکھ دیا گیا بحوالہ کتاب فقہ حالانکہ حالت اضطرار میں حرام کی حرمت کے ساقط کی مثال لحم خنزیر وغیرہ بھی تو ہوسکتی ہے۔ اب آپ خود خیال فرمادیں کہ اگر بالفرض چھ ہزاری ملازم اپنے حوائج اصلیہ چھ ہزار ماہانہ سے پورے نہیں کرسکتا تو اب قربانی کیلئے آپ کا خیال ہے کہ قرض لینا حالت اضطرار ہے اور اس لئے اس کو اس واجب کا ترک کرنا جائز ہوگیا اور اس لئے علماء کو اس پر عام طور پر فتویٰ بھی دیدینا چاہیے گذارش یہ ہے کہ اگر چھ ہزار ماہانہ لینے والے ملازم کے حوائج اصلیہ اس تنخواہ سے پورے نہیں ہوسکتے تو آپ کے اس ملک کے لاکھوں ان مزدوروں کے حوائج اصلیہ کیسے پورے ہوسکتے ہیں جنکو بالفرض والمحال اگر روزانہ کام ملتا بھی رہے تو ایک سو یومیہ کے حساب سے ان کی ماہانہ آمد تین ہزار ہی بن سکتی ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ملک کے تمام مزدوروں اور اسطرح چھ ہزار یا اس سے کم تنخواہ پانیوالے ملازمین سب حالت اضطرار میں ہیں فلہٰذا ان پر کسی میں سے نہ قربانی واجب ہے اور نہ ہی فطرانہ اور یہ بھی اس حالت میں کہ اس کے پاس 1/2 52 تولہ چاندی موجود ہے اگر یہی حاصل میزان صحیح ہے تو پھر آپکا یہ دعویٰ کس لحاظ سے صحیح ہے کہ جن چیزوں کا نصاب منصوص ہے ان میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ جب باون 52 تولہ چاندی کا نصاب منصوص ہے اور پھر وہ موجود بھی ہے اسپر زکوۃ تو فرض ہے اور اس کیلئے قرض لینا بھی جائز ہے مگر بوجہ مقدمات فرضیہ واجب ساقط ہوگیا۔ اسی طرح یسروا ولا تعسروا کی روایات کو آپ نے عبادات اور معاملات دونوں کو شامل کہا ہے۔ جبکہ اشعۃ اللمعات ۳۲۹/۳۳۰ میں یسروا ولا تعسروا کے ماتحت تحریر فرماتے ہیں شعور انگیز ورأخذ حقوق مثل زکوۃ وخراج وخصومت وغیرہ آن بعد ازاں کہ ادا کنندہ واجب را بوجہ مشروع اور کیا سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ خلیفہ رسول اللہ ﷺ کو یہ روایت نہیں پہنچی تھی جنہوں نے فرمایا اور زکوۃ ہی کے متعلق واللہ لو منعوانی عقالا لجاهدتهم۔ حضور ﷺ کا ارشاد تو بہرحال اس سے پہلے ہی کا ہے خود حضور پاک کا اس شخص کو جو جماعت میں شریک نہ ہوا یہ فرمایا انا فقت یا فلان یہ عبادات میں تیسیر ہے اور یہ فرمانا کہ جو لوگ جماعت میں شریک نہیں ہوتے میں چاہتا ہوں کہ ان کے گھروں کو آگ لگادوں لیکن چونکہ بچوں اور عورتوں پر جماعت میں شریک ہونا ضروری نہیں ان کی وجہ سے اس خیال پر عمل نہیں کرتا۔ کہ پھر ان کی عورتیں اور بچے کہاں رہینگے۔ کیا اس میں تعسیر تو نہیں اور ایک دفعہ تو آپ ﷺ نے اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو منع فرمادیا تھا جس نے غلطی سے قبلہ کی جانب تھوک دیا اور یہاں تک بھی غالباً فرمادیا کہ اس نے اللہ اور رسولؐ کو ایذاء دی تکلیف پہنچائی۔ بیت اللہ جو شعار اسلام ہے یہ تھوکنا اس کی رہانت کی علامت ہے کیا اس مضمون میں سورت پیشاب سے لکھنے کا بلاضرورت شدیدہ کہنا شعار اسلام کی توہین نہیں۔ اور کیا فقہاء کرامؒ نے بعض مسائل کو از قبیلہ مما یعرف ولا یعرف فرما کر ایسے اعلانات سے منع نہیں فرمایا اور کیا اس کا ماخذ آیت کریمہ واذا جاءهم امر من الامن اوالخوف اذاعوا به الخ نہیں ہے کیا اس میں صاف ممانعت نہیں کہ ہر بات چاہے امن کی ہو اور چاہے خوف کی اس کا اشتہار غلط ہے حقیقت واقعیہ بھی ہو تو بھی اس کی عام اشاعت غلط ہے ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم الخ۔ اس مضمون میں ایسی بات کا کھلا اشتہار کیا گیا سیدنا عمر فاروقؓ کی جانب نصاب دیت میں کمی بیشی کی نسبت جو کہ صحیح بھی نہیں کس طرف اشارہ ہوسکتا ہے کیا یہ تو نہیں کہ بعض منصوصی نصابوں میں کمی بیشی ممکن ہے اس پر تفصیل کا یہ موقع نہیں اتنا عرض کرنا مناسب ہے کہ امیر المومنین نے اپنی طویل مبارک زندگی میں بعض نصوص کی تخصیص یا تعمیم کا فیصلہ ضرور کیا ہے مگر ایک تو ان کو الحق ینطق علے لسان عمرؓ کی سند حاصل تھی ثانیاً اقتدوا باالذین من بعدی ابی بکر و عمر کا تمغہ ملا ہوا تھا ثالثاً علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین کے تاجدار ہے۔ ان کے اکثر فیصلے جو ان کے دور حکمرانی میں ہوئے۔ عموماً صحابہ کرام علیہم الرضوان میں بالخصوص مہاجرین وانصار کے ذی رائے حضرات کے مشوروں سے ہوئے الفاروق ۲۲۰/۲۷ کا بیان ہے کہ عراق کی فتح کے بعد ان کے اراضی کو حکومت کی تحویل میں دینے کا مسئلہ جب پیش ہوا تو مسلسل تین دن تک اس پر شوریٰ کے اجلاس ہوتے رہے۔ تیسرے دن انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم اجمعین کے سرکردہ

حضرات کے اتفاق سے یہ فیصلہ ہوا کہ اسے حکومت کی تحویل میں دیدینا چاہیے۔بہر حال سپریم کورٹ کے اعلیٰ ججوں کو بعض قانونی دفعات کی تشریح کا اگر حق حاصل ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ تیسرے درجے کے عدالتوں کو بھی اس کی اجازت ہے خصوصیات بالا کی وجہ سے جو حق خلفائے راشدین یا صحابہ کرام یا ابوبکر و عمر کو حاصل تھا ہم نام کے عالم فاضل کہلوانے والے یا ان سے ہزار ویں درجہ نیچے جج بھی نہیں ہمیں وہ حق قطعا حاصل نہیں ہے جو ان کو حاصل ہے اسی طرح اور باتیں بھی مضمون میں اشارۃ و کنایۃ آئیں اور لکھ گئیں جن سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا بالخصوص بعض مقامات پر روح شریعت فقہ زکوۃ۔حکمت اور فلسفہ زکوۃ قسم کے الفاظ استعمال کرنا جن سے مشرقیت اور پرویزیت اور زمانہ حال کے سیاسی احبار کو اسلامی احکام میں قطع و برید کے راستے کھل سکتے ہیں اور جو آپ کے اپنے دعوے کے بھی خلاف ہیں کہ ہم منصوص نصابوں میں کمی بیشی کے قائل نہیں۔اجتہاد کا دروازہ بند نہیں مگر نصوص کے خلاف نہیں جن مسائل پر خیر القرون میں جو فیصلے ہو چکے ہیں ان سے خروج نہ ہو عرصہ دراز تک فقہاء اسلام کے جو فیصلے زیر تعامل رہے ہوں وہ برقرار رہیں۔نئے مسائل جیسے ٹیلفون پر شہادت۔ہوائی جہاز میں نماز۔لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ امامت وغیرہ ان پر ہر عصر کے حاضر علماء ایسے مسائل میں شوق اجتہاد پورا کر سکتے ہیں۔بہر حال مضمون کے پہلے حصہ کے بعد باقی مضمون سے غلط تاثرات پیدا ہو سکتے ہیں اور جن سے اہل باطل و اہل زیغ اور سیاست پرست غلط فائدہ اٹھا سکتے ہیں اس لئے اپنی مخلصانہ اور نیازمندانہ درخواست یہ ہے کہ مابعد اول حصہ پر صاحب مضمون کا جمیع مویدین کے نظر ثانی کرنا مناسب بلکہ ضروری سمجھتا ہوں۔بصورت دیگر خدا نا کردہ اس کی ذمہ داری دار العلوم حقانیہ اکوڑہ الحق اور ان کے سرپرستوں پر عنداللہ و عندالناس عائد ہوگی۔

واللہ یقول الحق و هو یهدی السبیل . ناکارہ عبدالکریم

(۴۹)

۵ ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۳/۲/۲۸ء **(اہلیہ مرحومہ کی تعزیت)**

مخدوم العلماء حضرت محترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، اہلیہ محترمہ غفرلها ورحمها رحمة واسعة طویل علالت کے عظیم درجات لیکر رب کریم کے پاس پہنچنے کی اطلاع وقت پر مل گئی تھی۔انا للہ وانا الیہ راجعون،

اللہ تعالیٰ بال بال انکی مغفرت فرمادیں اور پسماندگان بالخصوص ان کی اولاد کرام ذکور و اناث اور احفاد عزیز کو صبر جمیل پر اجر جزیل کیساتھ ساتھ اپنے اعمال صالحہ اور دعوات مستجابہ سے انکے درجات عالیہ کو بلند سے بلند تر بنانے کی توفیق سے نوازیں۔فان هدية الاحياء الى الاموات الاعمال الصالحة والدعوات والصلوات تصل اليهم كالجبال۔

نجم المدارس میں ختمہائے قرآن مجید تلاوت سورۃ یٰسین شریف اور متعدد اجتماعات میں دعوات سے ایصال ثواب کی کوشش کی گئی والقبول من اللہ تعالیٰ، والسلام محتاج دعا ناکارہ عبدالکریم غفرلہ ولوالدیہ، متعدد عوارضات کے باعث عرض مدعا میں تاخیر کیلئے معذرت خواہوں۔

(۵۰)

(برطانیہ وغیرہ کا سمیع الحق کے داخلے پر[1] پابندی سے خوشی اور مبارکباد O

لال مسجد اسلام آباد کے سانحہ پر وفاق المدارس کے کردار کی مذمت)

ستمبر ۲۰۰۷ء ارباب وفاق المدارس و عمائدین مجلس عمل کی خدمت میں

محترم المقام عنایت فرمایم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ' ذیل کے سطور کا اصل محرک الحق

---

[1] آخری جلدوں (غیر ملکی یورپ وغیرہ کے مکتوبات) میں کچھ تفصیل شامل ہے۔

بابت ج ۲۔۱۴۲۸ھ کے صفحہ نمبر ۵ میں ملعون رشدی کے مضمون میں خود آنجناب کے متعلق یہ پڑھ کر کہ چند دن پہلے مجھے برطانوی وزرات داخلہ نے دہشت گرد اور انتہا پسند قرار دیا اور برطانیہ میں میرے داخلہ پر پابندی لگائی اس سے جو خوشی ہوئی زبان قلم اس کی صحیح ترجمانی سے قاصر ہے۔اس پر ایک بار نہیں سو بار آپ کو مبارکباد عرض کرتا ہوں خدا کا شکر ہے کہ ہمارے سیاسی حضرات میں بھی کچھ ایسی شخصیتیں موجود ہیں جس کا وجود بتان آذری کے پرستار اپنے ملک میں برداشت نہیں کر سکتے۔ جبکہ عموماً آج کے سیاسی راہنما

ع با ما شراب خورد و بہ زاہد نماز کرد کے مصداق ہیں اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ساٹھ سالہ پاکستان میں اسلام کے متعلق ہم رب کریم جل جلالہ اور اس کے حبیب بالمومنین رؤف رحیم علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ الف الف صلوات وتسلیم کے سامنے سیاہ رو اور شرمندہ ہیں۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ حد یہ ہے کہ گزشتہ دنوں ایک چنگے بھلے صاحب قلم وقرطاس نے نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنے والی ایک مختصر مگر بقیمت بہتر جماعت بلکہ اس کی مطالبہ شریعت کا جس ہتک آمیز عنوان سے مذاق اُڑایا ہے اور شیطان کے فریبی چالوں کی تمہید سے ابتداء کر کے کئی صفحے سیاہ کرتے ہوئے آخری تان ٹوٹی تو ان ہی چند بے سروسامان صالحین اور صالحات پر جو کہ مساجد اللہ کی بے حرمتی پر اپنی حرمتیں قربان کرنے کا پختہ عزم کئے ہوئے ہیں۔ کسی کے طریق عمل سے اختلاف کرنا کوئی نئی بات نہیں مگر اپنے زعم کو شریعت ہی قرار دے دینا اور مخالف کو کھلے لفظوں میں مخالفین شریعت کی سند عطا کرنا ایک ایسی تعلّی ہے جس سے ماضی قریب کے ہمارے ہی اکابر کے ارواح طیبہ کو کافی دکھ پہنچ سکتا ہے۔اور وہ رب کریم کے دربار میں کیا عجب افسوس کرتے ہوئے عرض کر رہے ہوں کہ یارب

ما زیاران چشم نیکی داشتیم   خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

تاریک ترین تاریخ: یہاں دس جولائی ۲۰۰۷ء کی تاریک ترین تاریخ سے پہلے کہہ چکا تھا' مجھے بے حد افسوس ہے کہ میری بدگمانی غلط ثابت نہیں ہوئی کہ اس قسم کے مضامین ظالم ترین دشمنوں کے لئے علماء اسلام اور مدارس دینیہ پر ہر قسم کے ظلم کرنے کا راستہ ہموار کر سکتے ہیں۔ابھی اس قلمی مجاہد کے تحریر کی سیاہی خشک نہیں ہوئی تھی۔

وفاق المدارس کے کردار پر افسوس: کہ وفاق المدارس کی قیادت نے سب سے پہلا اور سب سے بڑا ظلم یہ کر دیا کہ جامعہ حفصہ کو وفاق المدارس سے خارج کر کے اپنی طاقت آزمائی کرتے ہوئے اسے بے یارومددگار کر دیا اور یہ نہ سمجھے کہ ہم نے اپنے ماتحت ہزارہا دینی مدارس کو ظالم ترین حکومت کی جھولی میں ڈال دیا ہے۔اس طرح ان کی ظالمانہ اور غاصبانہ چودھراہٹ تو ثابت ہوگئی مگر ہزارہا دینی مدارس کی ناک بھی تو کٹ گئی۔

جج صاحب کا مسئلہ: انہی دنوں جج صاحب کا مسئلہ چلا ہوا تھا چنانچہ پورے ملک کے چھوٹے اور بڑے وکلاء صاحبان ہزار تن (جسم) و یک جان ہو کر ان کے ساتھ رہے اور کامیاب ہوئے۔مگر مولوی صاحبان کی غلط قیادت نے نہ صرف اپنا بلکہ سب کا بیڑا غرق کر دیا۔

طریق کار کا اختلاف' عمائدین وفاق المدارس و مجلس عمل: غصہ تھوک دو' اور خدا کیلئے غور تو کرو جھگڑا کے فریقین غازی برادران اور حکومت کے دونوں جھے عالی اور سافل ہیں۔آپ کا زبانی دعویٰ یہ ہے کہ ایک فریق حکومت یقیناً مجرم ہے کہ اس نے مساجد اللہ کو گرایا ہے۔دوسرا فریق غازی برادران کا دعوی جھوٹا نہیں ہے نہ مدعی علیہ کا اس سے انکار ہے۔اب اختلاف اس میں ہو گیا کہ مجرم سے اپنا حق کس طرح وصول کیا جائے یعنی اسے مساجد کو گرانے سے کس طرح روکا جائے' غازی برادران کا طریق کار آپ کے خیال میں صحیح نہیں تھا' ٹھیک ہے' آپ کو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ جب آپکے خیال میں از روئے دیانت صحیح نہ تھا تو بھی انکا ساتھ دیں۔سوال یہ ہے کہ ظالم سے اپنا حق وصول

کرنے کا وہ کونسا عملی طریق کار اختیار کیا تھا آپ نے یہ جو سب کچھ گنوا کر اسلام آباد کے دارالسلام میں بیٹھ کر اور دکھاوے کے آنسو بہا دینے کے بعد آپ کی آنکھیں کھلیں اور ملک کے مختلف مقامات پر کنونشنوں کی تجویز پیش کر کے اطمینان سے بیٹھ گئے۔ غازی برادران سے پہلی ملاقات کے بعد کیوں نہ اپنے ہزاروں مدارس سے جن کی آپ قیادت کر رہے ہیں یہ اپیل کی کہ بلاکسی تاخیر کے فلاں تاریخ پر مساجد کے گرانے پر حکومت کیخلاف احتجاجی قراردادیں بھیجو اور نفاذ اسلام کے نام سے اپنے بیسوں سے زائد ممبران قومی وصوبائی اسمبلیوں کو بھی احتجاجی قراردادیں بھیجو کہ کیوں صم بکم ہو کر ایسے اہم امر پر گونگے اور بہرے ہو کر بیٹھے ہو۔ یہ اعزاز دین اور مساجد اللہ کی حرمت کا مسئلہ اگر تم اس طرح اس پر خاموش رہے اور مہر سکوت نہ توڑا تو آئندہ ہمارا ووٹ تم پر حرام ہوگا۔ اسی طرح آپ نے اسی وقت جبکہ غازی برادران کا طریق کار تم کو پسند نہ تھا کیوں نہ جرات کرتے ہوئے ملک کے ہر صوبہ کے اہم مقامات پر کنونشنوں کی خودسرپرستی کی۔ یہ ایک مثال عرض کی گئی ہے کیا غازی برادران کے طریق عمل کے مقابلہ میں کوئی بھی صحیح طریق عمل تم نے پیش کیا۔ آپ شب وروز غازی برادران کے طریق عمل کے خلاف تو شور مچاتے رہے مگر اصل مسئلہ اور مجرم فریق کے خلاف ساکت اور صامت رہے۔

عذر لنگ: (آپ لوگ) یہ کہہ کر پیچھا نہیں چھڑا سکتے نہ قوم سے نہ خدا اور رسول ﷺ سے نہ آج اور نہ کل بروز قیامت کہ ہم نے کہہ تو دیا اور کہتے رہے کہ حکومت نے مساجد گرا کر غلط کام کیا ہے' سوال یہ ہے کہ آپ نے وہ صحیح طریق کار کیا پیش کیا جو حکومت کو غلط کام کرنے سے روکنے پر اثر انداز ہو' یہ بھی یاد رہے کہ غازی برادران سے پہلی بار رابطہ کرنے اور ان کا آپکی اس تجویز سے انکار کرنے کہ ہم مؤثر طریق کار کو صرف زبانی وعدوں پر نہیں چھوڑ سکتے اس کے بعد آپ کے پاس کافی وقت تھا جس سے میں طریق کار کے مقابلہ میں صحیح طریق کار پیش کر سکتے تھے مگر آپ کو نہ کرنا تھا نہ کیا' خدارا صرف چرب لسانی سے کام نہ لیں واقعہ یہی ہے کہ وقت تھا مگر آپ نے اس کو ضائع کر دیا اور اس پر خلق خدا گواہ ہے' اس لئے اب بعد از وقت نالہ زنان شور وفغان اور گریہ وزاری کی حیثیت تو

ع جل گیا (بلکہ جلا دیا) جب کھیت اور برسا تو پھر کس کام کا۔ کی ہے۔

حکومت نواز اعلانات: آپ کے یہ بے جان ادارے جو مختلف ماہناموں میں آ رہے ہیں ان حکومت نواز اعلانات کا کیا کفارہ ہو سکتے ہیں جن میں آپ نے نمبر اول ان گنے چنے مجاہدین کو مخالف شریعت قرار دیا۔ نمبر دو ان کے متعلق اخبار کے مطابق لکھا کہ یہ بدمعاش ہیں ان کو جیل میں ڈال دینا چاہیے۔ نمبر ۳ مسجد کو بصورت تنگی شارع عام مختصر کیا جا سکتا ہے۔ نمبر ۴ ایک بڑی قد وقامت کے خیر خواہی امت کی مدعی ماہنامہ نے صاف لفظوں میں صاف اور کھلا غلط اعلان شائع کیا کہ حکومت نے اب غلط آرڈر واپس لے لئے اور گرائے گئے مساجد کی تعمیر شروع کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دروغ گویم بروئے تو کی کتنی بھدی مثال ہے۔ برائے خدا ان چار نمبروں کو غور سے پڑھیں اور وفاق کو سیاسی لٹیروں سے بچائیں۔

یاس اور نا امیدی: یہاں تک لکھ لینے کے بعد اخبارات میں شوریٰ وفاق کے اجلاس منعقدہ ملتان کی کارروائی نظر آئی اور بالخصوص یہ کہ آپ نے اس میں شرکت کی اور یہ کہ وفاق کے مرکزی ذمہ دار بحالہ اپنے عہدوں پر براجمان ہیں تو بے حد مایوسی اور نا امیدی ہوئی کہ اب تک وفاق کے بعض ذمہ داروں کا رونا تھا' اب تو آوے کا آوا جلتا نظر آ رہا ہے۔

صرف آپ سے[1] امید تھی کہ حقانیہ جس میں ایک ہزار افراد دورہ حدیث شریف میں شریک ہیں اس کی نظیر چشم بد دور پورے ایشیاء میں کیا عرب وعجم از ہر مصر میں بھی شاید کہ نہ مل سکے۔اس کے اعلیٰ ذمہ دار کی حیثیت سے وفاق کو اس وبا سے بچانے کی مکمل اور کامیاب سعی فرماویں گے۔مگر آہ کہ غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔خیال تو یہی آیا کہ ان سطور کو پھاڑ ہی دوں۔لیکن مقلب القلوب حق تعالیٰ کی ذات ہے' کیا عجب کسی درجہ میں کوئی بات کام کی بھی اس میں سے آپ کو پسند آ جائے اور اس سے آپ حقیقت پسندی کو کام میں لے آئیں' حالات کا کیا کہنا' عریضہ کی ابتداء خوشی اور مسرت سے ہوئی اور چند ہی دنوں میں کتنی تبدیلی آ گئی۔لہٰذا آپ اپنی ذمہ داری کا احساس فرماویں اور دو چار غیر ذمہ دار صاحبان سے وفاق کو پاک کریں والی اللہ المشتکیٰ۔ ناکارہ عبدالکریم

(۵۱)

۱۹ ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ، ۱۸ دسمبر ۲۰۰۸ء **(خودکش حملوں کی شرعی حیثیت)**

عنایت فرمایم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت معالیہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔منسلکہ مضمون خودکشی اسلام کی نظر میں احقر نے اواخر شعبان ۱۴۲۹ھ یکم ستمبر ۲۰۰۸ء کو لکھا تھا جسکے ایک دو دن بعد عمرہ کے سفر پر چلا گیا۔شوال المکرم میں واپسی ہوئی۔ذیقعدہ کے اوائل یا اسکے بعد کسی تاریخ میں مجاہدین کا ایک وفد کثیر تعداد میں ملاقات کے نام سے نجم المدارس آیا جس کی قیادت مولانا نصیب خان[2] کر رہے تھے جنکو دارالعلوم حقانیہ کے استاد کے نام سے متعارف کرایا گیا۔وفد کے قائد نے آخر ساتھیوں کو رخصت کیا تا ہم پچاس ساٹھ ساتھیوں کو بیٹھنے کیلئے کہا۔یہ سن کر مجھے بے حد تعجب ہوا کہ وہ خودکشی کے جواز میں مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں انہوں نے کہا حضرت مولانا مفتی فرید صاحب نے فرمایا تھا کہ شرعاً تو ناجائز ہے مگر عرفاً جائز ہے۔میں نے اتنا ہی کہا مولانا وہ کوئی مسلمان ہوگا جو شریعت کے ناجائز کو عرف اور رواج کی وجہ سے جائز کہہ کر اپنا معمول بنا تا رہے گا۔خدا کیلئے اسطرح کی دلیل سے پرہیز کریں کیونکہ اس سے علماء کی بدنامی ہوگی۔بہرحال یہ مجلس بے مزہ رہی اس نے اپنے بیان میں فتح الباری کا بھی کچھ نام لیا اور کہا کہ اس میں اس کا حوالہ موجود ہے۔جس پر بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ برخوردار حافظ عبدالحلیم سلمہ نے کہا کہ وہ حوالہ بھیج دیں۔چنانچہ اب عیدالاضحیٰ کے بعد اس نے یہاں کلاچی آ کر اپنے ساتھیوں کے عام اجتماع میں فتح الباری کے جلد اور صفحہ کا حوالہ دیا۔اور جس میں حضرت عمرؓ کا نام غالباً بار بار دہرایا۔چنانچہ وہ عبارت یہ معلوم ہوئی۔فتح الباری صفحہ ۱۸۵ جلد ۸،**عن مدرک بن عوف عمرؓ فقلت ان لی جاراً رمی .... فی الحرب فقتل فقال ا ناس القی ....الی التھلکہ فقال عمر کذبوا ولکنہ اشتری الاخرۃ باالدنیا**۔کیا فقتل کے معنی یہی ہیں کہ خود اپنے آپ کو قتل کیا چونکہ سننے والے

---

[1] مکتوب نگار مدظلہ کے اس درد کو ساتھ لئے ہوئے احقر ایک طویل عرصہ بعد وفاق کے اجلاس شوریٰ میں شریک ہوا مگر اسکی تفصیل پریس میں چھپی ہے کہ اجلاس کے اشتعال انگیز فضاء کو سرد کرانے کیلئے ایک لمبی چوڑی طویل تقریر کروا کر گویا وکیل استغاثہ کو اناڑی جنرل بنوا کر اجلاس کا وقت ختم کروا دیا گیا اور احقر کو اجلاس کے اختتامی لمحات میں بامر مجبوری واک آؤٹ یا بائیکاٹ کر کے اپنا احتجاج نوٹ کروانے کے سوا چارہ نہ رہا۔

[2] مولانا حقانیہ کے فاضل اور اس وقت حقانیہ میں معقولات ومنقولات پر عبور رکھنے والے جید مدرس ہیں۔افغانستان کے علاقہ خوست سے تعلق اور شمالی وزیرستان میں رہائش رکھتے ہیں۔شمالی وزیرستان میں تحریک طالبان کے نام سے برپا شورش میں انکا غیر محتاط رویہ ارباب مدارس کیلئے باعث اضطراب وتشویش بنا ہے۔

کہتے ہیں کہ مولوی نعیب خان نے بعض اکابر حقانیہ کا بھی حوالہ دیا کہ انہوں نے اس حوالہ سے خودکشی کا جواز نکالا ہے۔ واللہ اعلم۔

اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ لاتقتلوا انفسکم کی صریح آیت اور اسکی تفسیر میں معارف القرآن مصنفہ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندی صفحہ ۳۸۱ میں واضح الفاظ کہ جسکے لفظی معنی یہ ہیں کہ تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ اس میں باتفاق مفسرین خودکشی بھی داخل ہے اسی طرح گلدستہ تفاسیر صفحہ ۵۴ میں بخاری مسلم ترمذی اور نسائی سے خودکشی کے مختلف اقسام سے اسی قسم کی سزاؤں کا ذکر کرنا کیا واقعی کثرت زخموں کی وجہ سے خودکشی کا حرام ہونا مخصوص ہے۔ کثرت اعداء کے باوجود اگر کوئی حملہ کر دیتا ہے تو اسکی تفصیل مسئلہ مضمون شامی وغیرہ کے حوالہ سے موجود ہے۔ پھر خودکشی کی یہ خاص صورت صرف قتل نفس کے ساتھ مخصوص نہیں لازماً اسکے ساتھ کتنے غیر مجرم نفوس مسلمہ بلکہ معصومہ بچے اور بچیاں اور معصوم و محفوظ غیر مجرمہ مسلمان عورتیں بھی ہلاک ہونگی اور ہو رہی ہیں اور اسکے علاوہ شاید بیسوں سے نہیں سینکڑوں سے زیادہ انکے ورثاء کو جو صدمے پہنچیں گے ان سب سے رب رحیم و کریم کی سزا سے یہ ظلم کرنیوالے بچ سکیں گے اور پھر انکو ترغیب دینے والے ہی فتوی دہندہ گان کو خدا نا کردہ اسی سزا میں شامل ہو جانے کا کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔ بہرحال صورت حال آپ کو زیادہ معلوم ہوگی بات معمولی نہیں قابل صد غور ہے۔

والسلام: ناکارہ عبدالکریم غفرلہ

فتح الباری میں کسی جگہ یہ بھی ہے کہ غالباً حضرت عامرؓ نے کافر پر حملہ کرتے ہوئے اسکے اپنے ہاتھ کا چھرا انکے گھٹنے کے نیچے لگا رگ کھل گئی خون زیادہ بہا اور آپ کا وصال ہو گیا تو انکے ساتھی جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تھے بہت ہی پریشان ہوئے انکو فکر ہوئی یہ گویا خودکشی ہوئی کیونکہ اپنے ہاتھ سے آلہ قتل خود کو لگا حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوا (تو تسلی دی کہ نہیں نہیں وہ شہید ہیں) خودکشی تب ہوتی کہ جان بوجھ کر ایسا کرتے۔ ماشاء اللہ صحابہ کرام تو اسکو بھی خودکشی سمجھ کر بہت پریشان ہوئے کہ انکا اجر جہاد معاذ اللہ ختم ہو گیا مگر حضور ﷺ کی تشریح سے تسلی ہو گئی مگر نفس کشی کی ترغیب بڑی جراءت معلوم ہوتی ہے۔ فالی اللہ المشتکی

(۵۲)

(تہمت تراشی اور افتراء پردازی دشمنان نفاذ شریعت کی بوکھلاہٹ)

محترم المقام مخدوم العلماء حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بندہ کل عصر کو ایک سہ روزہ سفر سے واپس آیا تو عزیزان نے آپ سے متعلق ایک صبر شکن خبر سنائی۔ یعنی کسی سازش ٹولے کے افترائی بیان کی اطلاع دی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ع

قتل کرتے ہیں مگر ہاتھ میں تلوار نہیں

صدمہ ہوا سر سے دھواں نکلا

اور دفعتاً سرور عالم ﷺ کے اس ارشاد گرامی کے طرف ذہن منتقل ہوا کہ ولقد اُوذیت فی اللہ وما اوذی نبی حالانکہ بعض انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کو آروں سے بھی چیرا گیا جب کہ آپ ﷺ کو واللہ یعصمک من الناس کے ماتحت اس سے محفوظ رکھا گیا۔ درحقیقت عزت پر حملہ ہزار جھوٹا سہی انسان انسان ہو تو اس کے دماغ کو چکرا دیتا ہے۔ سید الانبیاء جبل استقامت تھے علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام مگر قصہ افک میں حضرت کی پریشانی سب کو معلوم ہے پھر سیدنا عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جو حالت ہو گئی تھی کیا اسے بخاری شریف پڑھتے پڑھاتے ہوئے کوئی بھی تیز تیز آنسو بہائے بغیر گذر سکتا ہے۔ یہی تو ارشاد عالی کا مقصد ہے ولقد اُوذیت فی

الله و ما اُوذی بینی ۔ وجہ ظاہر ہے کہ اس سے دشمن کے گھر تو گھی کے چراغ جلنے ہی لگتے ہیں حاسدین کا دل بھی باغ باغ ہونے لگتا ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ سادہ لوح متعلقین بھی اس جال میں پھنسنے لگ جاتے ہیں۔ کیا سیدنا حضرت مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے مخلص اس سے متاثر نہیں ہو گئے تھے۔ پھر عزت اور آبرو ریزی کی تلوار کا یہ زخم بر ما بگذشت کا مصداق بھی نہیں ہوتا آج تک اعداء دین اعداء اسلام اعداء قرآن اور شریعت دشمن طاقتیں اس سے اپنا کام چلا رہی ہیں اور سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو ایذاء پہنچانے میں کوئی بھی دقیقہ فرو گذاشت نہیں ہونے دیتے صدق صدق رسول اللہ ﷺ ولقد اُوذیت فی الله و ما اُوذی بینی۔

درحقیقت گھٹیا دشمن کا آخری حربہ تہمت تراشی اور افتراء پردازی ہی ہوتا ہے۔ اس ذلیل حرکت سے نہ صرف آپ کو بلکہ دنیائے اسلام کے ہر اس مسلمان کو جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کو نافذ کرنا چاہتا ہے اور اسلام کا بول بالا دیکھنا چاہتا ہے دلی رنج پہنچا ہے اور یہ رنج پہنچانے والے ارشاد ربانی والذین یؤ ذون المومنین و المومنات بغیر ما کتسبو فقد ا حتملو ابھتانا و اثما مبینا کے مصداق ہو گئے ہیں خداوند کریم انہیں ذلیل وخوار گردانیں۔ آمین۔

اس سے آپ کو یہ اندازہ لگانا چاہیے کہ آپ کا نشانہ بالکل ٹھیک لگ رہا ہے آپ نے دکھتی ہوئی رگ کو پکڑا ہے دشمن بوکھلا گیا ہے اور اس لیے اب وہ ان ذلیل حرکات پر اتر آیا ہے دشمن ہر محاذ پر لڑ سکتا ہے۔ اس کے پاس دنیا بھر کے مورچوں کا جواب ہے لیکن شریعت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا مورچہ انہیں کھائے جا رہا ہے یہ چارو دھاری تلوار ہے یہ آگے پیچھے دائیں بائیں ہر باطل اور باطل نواز لوگوں کو کاٹ رہی ہے اس کا ان کے پاس تہمت و افترا کے بغیر کوئی جواب نہیں۔ آپ اپنے موقف پر مضبوطی سے ڈٹے رہیں پکڑے ہوئے رگ کو نہ چھوڑیں۔

ع — خدا خود میر سامان است ارباب توکل را

ایسی حالت میں قرآن پاک کی زبان میں آپ کو اور آپ کے تمام قریب و بعید کے متعلقین کو یہی کہا جا سکتا ہے کہ ان الذین جائو ا بالا فک عصبة یعنی یہ ایک تجبہ نشین نہیں پورا عصبہ ہے پھر ساتھ ہی منکم یعنی اغیار کے علاوہ دوسرے اشرار کی بھی اس میں مداخلت بعید از امکان نہیں۔ بہرحال لا تحسبو ہ شرالکم بل ھو خیر لکم۔

مولانا ابوالکلام آزاد پر جب بعض کور باطنوں نے ان کی عظمت شان سے گھبرا کر ان پر شراب پینے کی تہمتیں تک گھڑ ڈالیں تو شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ جیسے اکابر ائمہ اسلام سیاسی راہ الگ ہونے کے باوجود بھرپور دفاع کرتے رہے۔

مکتوبات شیخ الاسلام جلد اول صفحہ ۲۰۹ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

میں نے بارہا ان کے (مولانا آزاد) ساتھ نماز بھی پڑھی ہے اور جماعت میں شریک ہوا ہوں۔ میں نے کبھی ان کو شراب پیتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ شراب کے نشہ میں پایا۔ جو لوگ ان پر اس قسم کے الزام رکھتے ہیں کوئی چشم دید واقعہ ذکر نہیں کرتے۔ ایسے اعتراضات اپنے مخالف پر کرنیوالے مسلمانوں میں ہمیشہ سے ہر زمانہ تحریک میں مشہور ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ مولانا آزاد صاحب مدظلۂ میں بعض کمزوریاں بھی ہیں الخ انتھیٰ مافی المکتوبات ایسی اونچی اور عظیم شخصیتوں کو بھی لوگوں نے معاف نہیں رکھا اور شراب نوشی کا الزام لگایا اور حضرت مولانا صاحب جیسی شخصیتوں کو اس کا دفاع کرنا پڑا۔ پھر جو لوگ اس بہتان کی اشاعت میں مزہ لے لے کر حصہ لے رہے ہیں رب جلیل جل شانہ نے ان کو بھی آگاہ فرمایا ہے کہ:

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین آمنو الھم عذاب الیم فی الدنیا والآخرہ۔

آپ معصوم نہیں ہیں اور نہ ہی محفوظ لیکن جو معصوم اور محفوظ تھے کمینہ خصلت دشمنوں نے ان کو بھی معاف نہیں کیا ۔

قیل ان الرسول ﷺ قد کھنا قیل ان الا لہٗ ذو ولد

من لسان الوریٰ فکیف انا ماجی اللہ والرسول ﷺ معاً

کیا عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ محفوظ نہیں تھیں کیا سیدنا موسیٰ کلیم اللہ صاحب طور معصوم نہیں تھے اور کیا کسی قحبہ نشین ہی سے ان پر تہمت نہیں لگائی گئی تھی اور کیا یوسف الصدیق معصوم نہیں تھے اور کیا انکے خلاف یہ کہ جزاء من ارادباھلک سوءً کے الفاظ سے دست درازی کا دعوی دائر نہیں کر دیا گیا تھا۔ حالانکہ مقصد اپنا پیچھا چھڑانا تھا۔ صورت کچھ بھی ہو ان کے نزدیک جب تک طالبین حق اور محافظین شریعت کو بد نام نہیں کیا جائے گا شریعت کی تلوار سے دشمنان شریعت کی گلو خلاصی ناممکن ہے۔ یہی ایک نقطہ ہے اور اسی کو مٹانے کے لیے یہ کرتب دکھائے جارہے ہیں۔ دکھانے والا کون ہے یہ عالم الغیب ہی جانتا ہے۔ اہل باطل کی ملت واحدہ بہر حال اس نقطہ پر متفق ہے۔ ۔

مٹ گئے آپ ہی جتنے تھے مٹانے والے آج تک نقش شریعت نہ مٹا پر نہ مٹا

(۵۳)

(طالبان افغانستان کا ماضی اور حال درخشندہ ہے O پاکستان میں فتح مبین)

عزیز القدر جناب محترم مولانا راشد الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحق کا تازہ پرچہ مل گیا عربی حصہ اس کا نیا معلوم ہوا میں نے مضمون مفاہیم پڑھ ہی لیا تھا کہ طالبان اسلام کی کامیابی کا مژدہ جان فزا سامعہ نواز ہوا جس سے جسم و جان کو تازگی اور روح و ایمان کو تقویت پہنچی و **الحمد للہ حمداً کثیر او سبحان اللہ بکرۃ و اصلاً۔**

شکر ہے (س) کا وفد نشان سعادت ثابت ہوا حضرت مولانا مدظلہ کا قومی صحافت کے نامہ نگاروں کو ساتھ لے جانا نہایت مناسب اور بروقت تھا جو لوگ ان بوریا نشینوں کو گوشہ خاطر میں نہیں لا رہے تھے بلکہ ان میں سے بعض کے اقلام ان مجاہدین اسلام کے خلاف زہر اگل رہے تھے ان کو اپنے ہی جرائد اور اخبارات میں لکھنا پڑا کہ طالبان کے حدود اختیارات میں شریعت اسلامیہ عملاً نافذ ہے اور جہاں پوری دنیا مقتل عوام اور بدامنی و فسادات سے کرہ ناریٔی ہوئی ہے وہاں خطہ طالبان میں آج پورا امن و امان ہے۔ اور ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے کہ یہ مولائے حقیقی جل شانہ کے ساتھ ان کے سچے اور صحیح تعلق کا کھلا نشان ہے۔

کاش کہ ہمارے ملک کے نظام اسلام کے دعویدار جماعتوں کی آنکھیں کھل جاویں اور یہ حضرات بھی ملاحدہ اور زنادقہ کے سامنے واضح اسلام کو کھل کر بیان کرنے سے نہ شرمائیں تو یہاں بھی تحت الثریٰ سے طالبان اسلام کی کوئی جماعت غیب سے نکل کر قرون اولیٰ کی تاریخ دھرا سکتی ہے۔ ع مردے از غیب بیرون آید کارے بکند۔۔۔۔۔ اور

جو ہو ذوق عمل پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں غلامی میں نہ کام آتی ہیں تدبیریں نہ شمشیریں

عجیب منکرین خدا کے آخر گماشتہ کو تختہ دار پر لٹکا دینے سے امریکہ سمیت پورا عالم کفر لرزہ براندام ہے۔ کہ مسلم قوم کے مردہ جسم میں یہ روح کس مسیحا نے پھونک دی ہے اور ایمانداری کی بات تو یہ ہے کہ اس سے بھی زیادہ جرات مندانہ اقدام یہ ہے کہ امریکہ جیسی اسلام دشمن بلکہ

صحیح یہ کہ انسان دشمن پوری دنیا پر حکمرانی کا خواب دیکھنے والی حکومت کی نمائندہ صحافی عورت کو بیک اشارہ انگشت گیٹ آوٹ کر دیا کہ مسلمانوں کی اس مجلس میں بے پردہ عورت کا بیٹھنا اسلام کے خلاف ہے جسے ایک سچی مسلمان حکومت ہرگز برداشت نہیں کرسکتی فللہ درھم وعلی اللہ اجرھم ونصرھم

بہر حال طالبان کا ڈیڑھ سالہ ماضی اور حال نہایت درخشاں ہے مستقبل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ہر اسلام خواہ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ رب ذوالجلال سے گڑگڑا کر رات دن دعا کرتا رہے کہ وہ ذات پاک نفاذ شریعت اسلامیہ میں قدم قدم پر ان طالبان باایمان و نافذان اسلام کا ہر حال میں حامی، حافظ و ناصر رہے آمین۔ بحرمت النبی ﷺ واصحابہ من التسلیمات اکملھا ومن الصلوٰۃ افضلھا نجیب کے قتل پر روس اور روسی نظام کے پجاری، بہت ہی چراغ پا ہیں۔

انسانی ہمدردی سے نڈھال یہ لوگ اس وقت کہاں تھے جبکہ اسی نجیب کے ہاتھوں لاکھوں مسلمان اس لئے شہید ہوئے ہو رہے تھے کہ

ع　　اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

خمینی انقلاب کے بعد ایران میں جو کچھ ہوا کس سے پوشیدہ ہے اس وقت ان کی انسانی ہمدردی کی رگ کیوں نہیں پھڑکی۔ پاکستان میں کشتوں کے پشتے لگ رہے ہیں ابھی کل ملتان میں خانہ خدا میں نماز پڑھتے ہوئے 28 دین پڑھنے والے قرآن کریم یاد کرنے والے جن میں نابالغ معصوم بچے بھی تھے شہید کر دیے گئے کیا وہ انسان نہیں تھے کیا وہ انسانی ہمدردی کے مستحق نہیں تھے کتنی جگہ ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئیں اور کتنی مجالس عامہ اور خاصہ میں ان کیلئے دعائے مغفرت رفع درجات اور ان کے پسماندگان کیلئے دعائے صبر اور مستقبل میں دعائے حفاظت کی گئیں۔ اور جہاں دعائیں ہوئیں۔ ان میں روسی ایجنٹوں کی تعداد کتنی تھی۔ اقوام متحدہ کو غیرت دلائی جارہی ہے کہ ان کے دفتر میں محفوظ آدمی کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔ گویا طالبان کا یہ جرم نہایت ہی ناقابل معافی ہے۔

یہ لوگ اگر مسلمان ہیں تو وہ کیا کہیں گے سردار دو جہان فخر آدم و آدمیان رحمت عالم و عالمیان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق جنہوں نے فتح مکہ کے وقت بدبخت مرتد ابن خطل کو جو توہین رسائل کا مرتکب تھا اس وقت بھی قتل کرا دیا جبکہ وہ بیت اللہ الحرام کے پردوں میں چھپ کر محفوظ ہونا چاہتا تھا۔

بہر حال طالبان افغانستان کا ماضی اور حال درخشندہ ہے رب کریم ان کا مستقبل بھی تابندہ رکھے۔

ع　　ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

پاکستان میں یقیناً اس فتح مبین پر مبارک کا اولین مستحق آپ حضرات اور الحق کا پورا ادارہ اور حضرت مہتمم دارالعلوم حقانیہ کو سمجھتا ہوں اور اس لئے قلم برداشتہ ان سطور بالا کے ذریعہ اپنی طرف سے نجم المدارس کلاچی کے اساتذہ اور طلبہ کی جانب سے اور تحریک عمل برائے نفاذ شریعت کے اراکین اور معاونین کی طرف دلی مبارک پیش کرتا ہوں ونعوذ باللہ من الحور بعد الکور

گر قبول افتد زہے عز و شرف۔　　والسلام ناکارہ عبدالکریم غفرلہ ولوالدیہ مہتمم نجم المدارس کلاچی

مولانا قاضی عبداللطیف [1]

کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان

(۱)

۱۰ مئی ۱۹۹۹ء (عم محترم جناب نورالحق کی وفات پر تعزیت)

گرامی قدر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، مولانا انوارالحق صاحب، برخوردار جناب احتشام الحق صاحب زادمعالیکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ماہنامہ الحق بابت اپریل، مئی ۱۹۹۹ء میں آپ کے عم محترم اور خاندان کے بزرگ حضرت نورالحق صاحب [2] کی رحلت کی خبر سے بہت صدمہ ہوا۔ اناللہ و اناالیہ راجعون۔

مرحوم کا وجود مبارک حضرت شیخ الحدیث کے خاندان میں بزرگوں کی آخری یادگار تھی مگر افسوس کہ

صبح دم وہ بھی نہ چھوڑی تو نے اے بادِ صبا — یادگار رونق محفل تھی پروانے کی خاک

ماشاء اللہ، تاہم آخری منزل مقصود تک رسائی رکھنے اس پل کو عبور کرنا لازمی شرط قرار دیا گیا ہے۔ کل من علیھافان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام، حق تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ انشاء اللہ تعزیت کیلئے حاضری کی کوشش کروں گا۔ دعا کو جانیں اور دعاؤں میں یاد فرمائیں۔ برخورداران حامد الحق، راشد الحق صاحبان کی خدمت میں مضمون واحد ہدیۂ تسلیم عرض فرمادیں۔ خدا کرے کہ دارالعلوم میں بہمہ وجوہ خیریت ہو۔ والسلام قاضی عبداللطیف کلاچی

(۲)

مئی ۱۹۹۰ء (وسیع البنیاد حکومت وغیرہ در پردہ سازشیں O مجاہدین افغانستان کی استقامت اور تائید غیبی)

افغانستان میں روس کی یلغار کے مقابلہ میں افغان مجاہدین کی مثالی قربانیوں اور عالمی سطح پر حکومت پاکستان کی غیر معمولی استقامت کے نتیجہ میں ۵ فروری ۱۹۸۹ء کو افغانستان کی سرزمین سے روس کو اپنا آخری سپاہی بھی نکالنا پڑا۔ تاہم روس نے اپنا قبضہ برقرار رکھنے کے لئے نئی حکمت عملی اختیار کی۔ ایک طرف مجاہدین میں انتشار، اختلاف اور باہمی رقابت اور دوسری جانب اپنے پٹھو نجیب کو مسلسل بے تحاشا اسلحہ کی ترسیل اور غیر محدود اقتصادی امداد مہیا کرنا۔ جب کہ امریکہ کو روس کی ذلت آمیز شکست کے بعد افغان مجاہدین سے کوئی قابل ذکر دلچسپی نہیں رہی۔ امریکہ نے اپنی روایتی خودغرضی برتتے ہوئے مجاہدین کی امداد میں سردمہری اختیار کی حتیٰ کہ پاکستان میں روسی ایجنٹ بغلیں بجانے لگے کہ امریکہ افغانستان میں روسی مفادات کی نگہداشت کر رہا ہے ان حالات میں روس امریکہ اور پاکستان یک زبان ہو کر افغانستان میں وسیع البنیاد حکومت کی رٹ لگاتے رہے۔ جن کا مقصد افغانستان میں مجاہدین اور کمیونسٹوں کی مخلوط حکومت کی تشکیل۔ دوسرے لفظوں میں

---

[1] مولانا مدظلہ بقیۃ السلف دارالعلوم دیوبند کے فاضل شیخ الحدیثؒ کے ارشد تلمیذ عمر بھر جمعیۃ علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے حضرت مفتی محمودؒ کے ساتھ اور ان کے بعد ناچیز کے جماعتی کاموں میں قائدانہ مشفقانہ رہنمائی فرمائی۔ اللہ نے نہایت حکیمانہ سوجھ بوجھ سے نوازا۔ جماعت کیلئے ان کا وجود "دماغ" کی حیثیت رکھتا ہے۔ جمعیۃ کے سینئر نائب امیر کے ساتھ سرحد کے امیر اور بعد میں تشکیل دیئے جانے والے متحدہ مجلس عمل کے بھی صوبائی امیر رہے۔ کلاچی کے قاضی خاندان کے ستون اور بقیۃ السلف قاضی عبدالکریم مدظلہ کے برادر اصغر اور دست راست ہیں سینٹ کے رکن رہے اور ہم دونوں نے ۸۵ء میں سینٹ میں مشترکہ طور پر شریعت بل پیش کیا۔

[2] عم محترم، حضرت شیخ الحدیثؒ کے چھوٹے بھائی جن کا ۱۳ اپریل ۱۹۹۹ء کو انتقال ہوا۔ برادرم احتشام الحق وغیرہ کے والد بزرگوار تھا۔

اسلامی حکومت کے قیام کو سبوتاژ کرنا ہے۔ یہ حقیقت اب پوشیدہ نہیں رہی کہ افغانستان میں روس صرف فوجی شکست سے دوچار نہیں ہوا بلکہ دنیا بھر میں کیمونزم کے بخیئے ادھڑ گئے۔ روس کا اندرونی نظام پاش پاش ہوگیا۔ انسانیت کو سکون و اطمینان دلانے کا مدعی اپنے زہر آلود خنجر سے خود نیم بسمل ہے۔ اس وقت مشرق اور مغرب دونوں تذبذب کا شکار ہیں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا زریں موقعہ ہے اور اس سے کفر کی دنیا لرزہ براندام ہے یورپ خائف ہے کہ افغانستان کی مجاہدین کی اسلامی حکومت سے پاکستان اور عالم اسلام ایک ناقابل تسخیر قوت بن سکتی ہے۔

<u>افغانستان میں شاہنواز تنائی کی بغاوت:</u> اس منصوبہ کی کڑی معلوم ہوتی ہے۔ امریکہ روس جو مجاہدین کی حکومت کی بجائے وسیع البنیاد مخلوط حکومت کے علمبردار ہیں اور پاکستان اس سازش میں ان کا آلۂ کار ہے ہرتینوں کو اس بغاوت سے اپنی منزل قریب نظر آنے لگی۔ ہرتینوں انقلاب کی کامیابی کی گھڑیاں گننے لگے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے خلوص کی وجہ سے اس انقلاب کو ان کے لئے تائید غیبی بنا دیا۔ ارباب بصیرت مجاہدین نے فیصلہ کیا کہ ہمارے لئے نجیب اور تنائی میں کوئی فرق نہیں۔ انہوں نے اپنے کمانڈروں کو ہدایت کی کہ دونوں دھڑوں میں سے جو بھی غیر مسلح ہو کر اپنے آپ کو مجاہدین کے حوالہ کرے اسے پناہ دی جائے اور اس علاقہ میں اپنی پوزیشن کو مستحکم کیا جائے۔ یہ حقیقت میں وہی فراست ایمانی ہے جس کے متعلق ارشاد گرامی ہے:۔

اتقو فراست المئومن فانه ینظر بنور اللّٰه اس بغاوت کا فائدہ بہرصورت مجاہدین کے حصہ میں آیا۔

۱۔ نجیب انتظامیہ کے دشمنوں میں اضافہ سے اسکی مشکلات بڑھ گئیں۔ ۲۔ پرچم اور خلق کا قدیمی ٹکراؤ تازہ ہوا۔

۳۔ یورپ کے جو ممالک نجیب کو مستحکم سمجھ کر اپنے سفارت خانے دوبارہ بحال کرنے والے تھے ان کے فکر میں تبدیلی آگئی۔

۴۔ نجیب انتظامیہ کے متعلق روس کو اپنے رویہ پر نظر ثانی کرنی ہوگی۔

۵۔ راسخ العقیدہ مجاہدین کی صفوں میں مزید یکجہتی اور استحکام پیدا ہوا۔

۶۔ پرچم یا خلق میں سے کسی کے ساتھ مصالحت یا مداہنت کرنے والوں کی سازش تشت از بام ہوئی۔

یہ سب تائید غیبی مجاہدین کی استقامت علی الحق کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ مستقبل میں بھی ان کا حامی اور ناصر ہو۔

مولانا قاضی عبداللطیف ممبر سینٹ آف پاکستان۔

(۳)

۱۰ رستمبر ۲۰۰۰ء (کامیاب دورہ پر مبارکباد O دار العلوم کا استحکام اولین فرض)

گرامی قدر محترم مولانا سمیع الحق صاحب شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک زادمعالیکم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی۔ جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے کامیاب ترین دورہ پر ہدیہ تبریک قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نظر بد سے محفوظ فرمائیں۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم۔

لاہور کی میٹنگ حاضری اور کارروائی کے لحاظ سے حوصلہ افزاء رہی۔ اکابر تحریکات کی غیر حاضری کا احساس ضرور تھا۔ تفصیل عند الملاقات عرض کرونگا۔ بہرکیف دار العلوم کا استحکام اولین فرائض میں سے ہے۔ حق تعالیٰ اپنے حفاظت میں رکھے۔ برخورداران گرامی جناب انوار الحق صاحب، حامد الحق صاحب، راشد الحق صاحب کی خدمت حسب مراتب سلام عرض ہو۔ قاضی عبداللطیف از کلاچی

(۴)

۲۵ اکتوبر ۲۰۰۵ء (مولانا محمد اشرف علی قریشی کی وفات پر تعزیت)

گرامی قدر محترم مخدوم زادہ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق، زادمعالیکم۔ سلام مسنون۔ مزاج گرامی۔ آپکے بہنوئی جناب اشرف علی قریشی کی

وفات حسرت آیات پر صدمہ ہوا مرحوم بہت سے خوبیوں کے مالک تھے حق تعالیٰ انکے درجات بلند فرمائیں۔ پس ماندگان کو صبر جمیل سے نوازیں اور انکی خوبیوں کا صحیح وارث اور جانشین گردانے مدرسہ فیض المدارس اور ہم سب اس غم میں برابر آپکے شریک ہیں اللہ تعالیٰ مزید صدمات سے محفوظ رکھے۔ آج ماہ مقدس کا عشرہ مغفرت اختتام پذیر ہے حق تعالیٰ کے بے پایاں رحمت سے ناامید نہیں کہ ہم تہی دامنوں کو بھی عتقاء کی فہرست میں داخل فرمادے متوقع ہوں گذشتہ دو عشرات میں جناب نے اپنے دعوات مستجابہ میں شریک کیا ہوگا۔ مستقبل کیلئے پھر دعاؤں کے خصوصی توجہ پر محتاج ہیں۔ عزیزان گرامی۔ جناب حامد الحق، راشد الحق، نورچشم اسامہ کو سلام اور دعا عرض فرمادیں۔

والسلام قاضی عبداللطیف از کلاچی

مفتی قاضی نصیرالدین ابن مولانا قاضی عبداللطیف کلاچی

۱۰ رجب ۱۴۳۱ھ/۲۳/ اکتوبر ۲۰۱۰ء

(جمعیت کے مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں قاضی عبداللطیف کی دعوت ○ رو رو کر کامیابی اور حفاظت کی دعائیں ○ قاضی صاحب کا تعلق اس گھرانہ حق سے تھا اور ہے)

گرامی قدر شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب قائد جمعیت علماء اسلام پاکستان زید معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی۔ بندہ جانبین کا خیریت خواہ ہے محترما: آپ صاحب کی جانب سے حضرت اقدس قبلہ ابا جان سینئر مرکزی نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب کے نام جمعیۃ کے مرکزی شوریٰ کے اجلاس خانپور بتاریخ ۲۷ جون ۲۰۱۰ء کا دعوت نامہ موصول ہوا۔ محترم آپ صاحب کو حضرت قاضی صاحب کی طویل علالت جو کہ ایک برس ہونے کو ہے کہ صاحب فراش ہو چکے ہیں علم ہے لیکن اس کے باوجود جب بھی احباب نے جس طور بھی عیادت کی انہوں نے اپنی صحت کے دعا کے بجائے ملکی و دینی جماعتی کمزوری اور اس کی حفاظت کی طرف توجہ دلائی۔ آج بھی جب ان کے سامنے اس اہم اجلاس کا دعوت نامہ پیش کیا اور سنایا تو رو رو کر کامیابی کی اور حفاظت کی دعائیں کی۔

حضرت والا! اس مرد درویش دوراندیش کی فکر اور پوری زندگی جمعیت علماء اسلام پر قربان رہی اور علماء حق کے قافلہ کے سالار و سپاہی رہے انہوں نے جو نشیب و فراز دیکھے اور ان سے گزرے وہ آپ صاحب سے بلکہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں جسکے احباب و اغیار سب معترف ہیں بہرحال جیسے حضرت سیدی قاضی صاحب کا تعلق جمعیت علماء اسلام اور علماء حق کے قافلہ اور خصوصا اس گھرانہ حق سے تھا اور ہے اللہ تعالیٰ اس پر فتن دور میں ہمیں اس کے ساتھ وابستہ اور استقامت کے ساتھ قائم رکھے آمین ثم آمین اور اس قافلہ حق کو ہر میدان میں کامیابی کے ساتھ حفاظت سے رکھے۔ ع ایں دعاء از من واز جملہ خلق آمین باد

آخر میں آپ صاحب سے اور جملہ جماعتی احباب سے خصوصا شرکاء اجلاس سے حضرت قاضی صاحب کی صحت کاملہ عاجلہ بالخیر کیلئے درخواست دعا ہے۔ والسلام مفتی قاضی نصیرالدین ابن حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب بقلم نصیرالدین قاضی کلاچوی

☆☆☆

مولانا عبداللطیف حقانی کرم ایجنسی

۲۰ دسمبر ۲۰۱۰ء

(حقانیہ کے ایک فرزند کے احساسات وجذبات)

محترمی و مکرمی جناب قائد ملت اسلامیہ نمونۂ اسلاف محدث ابن محدث امیر جمعیت علماء اسلام استاذی و استاذ المجاہدین شیخ المشائخ حضرت اقدس حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی۔ مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ھدیہ سلام مسنون! امید ہے مزاج گرامی بالخیر ہوں گے۔ اخبارات، جرائد ورسائل میں آنجناب کے حق پرستانہ، جرأتمندانہ بیانات دیکھ کر مجھ جیسے لاکھوں عقیدت مندوں کے دل باغ باغ ہو رہے ہیں۔ آنجناب نے ہر موقع پر حق کی خاطر

صدائے حق بلند کی ہے جس پر یقیناً اہل حق کو ناز اور فخر کرنے کا حق حاصل ہے۔ تحفظ ناموس رسالت کے حوالے سے آنجناب نے ایک بار پھر اقتدار کی ایوانوں میں کھلبلی مچادی ہے۔ یہ بات مخفی نہیں کہ ایک ڈکٹیٹر کے دور میں آنجناب اور قاضی عبداللطیفؒ نے مل کر توہین رسالت کی سزا کو قانوناً موت ٹھہرایا۔ جو آپ لوگوں کا امت مرحومہ کے افراد پر ایک احسان عظیم ہے۔ اب اس شق میں ترمیم کرنے کی موجودہ زرداری اور گیلانی کی حکومت جو ناکام کوشش کر رہی ہے آپ کے ہوتے ہوئے ایسا کرنا ناممکن ہے۔ آپ کی قیادت میں فرزندان اسلام اس ناپاک جسارت کو خاک میں ملا کر دم لیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس وقت ملک میں افراتفری، بے چینی، گروہی، مسلکی اور سیاسی اختلافات اور دہشت گردی کے واقعات میں بے تحاشہ اضافہ ہوا ہے۔ بے قرار اور دردمند دلوں کی نظریں آپ کی طرف اٹھ رہی ہے کہ آنجناب ہی اس بکھرے ہوئے شیرازے کو یکجا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ماضی کی دریچوں میں اگر دیکھا جائے تو اسلامی جمہوری اتحاد ہو یا متحدہ دینی محاذ، پاک افغان ڈیفنس فورم ہو یا متحدہ مجلس عمل آنجناب کے مساعی جمیلہ کے وہ تابندہ نقوش ہیں جو مٹانے جانے سے بھی نہیں مٹ سکتے۔ حقانی فرزندوں نے جب افغانستان میں امارت اسلامی قائم کی تو ہر ایک لیڈر نے اپنے آپ کو طالبان کا ساتھی اور حامی قرار دیا۔ لیکن مشیت ایزدی کہ جب سقوط کابل ہو گیا۔ امریکہ اور اسکے حواری وقتی طور پر غالب ہو گئے۔ تو بہت سارے لوگوں نے طالبان کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لئے اور اُن کی زبان گونگ ہو گئی۔ ناطے رشتے سب توڑ دیئے، جانے انجانے بن گئے۔ عین ایسے وقت میں ایک ہی زبان تیز تلوار کی طرح چل رہی تھی اور بابانگ دھل کہہ رہی تھی کہ میں کل بھی طالبان کا ساتھی اور حامی تھا اور آج بھی ہوں۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے دبا نہ سکی۔ وہ قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق کی زبان۔ جیسے یورپ وامریکہ طالبان کا باپ کہہ کر پکارتے ہیں۔ میدان جہاد میں اپنے عظیم محدث والد کی نقش قدم پر چلنے والے اس عظیم فرزند کی شجاعت، جرأت اور بلند ترین عزم واستقامت کو سلام۔ اللہ تعالیٰ حقانی فرزندوں کیلئے خصوصاً اور پوری امت مسلمہ کیلئے عموماً آنجناب کا وجود مسعود پرانوار جھود تادیر قائم ودائم رکھے آمین۔ آنجناب کا ادنیٰ ترین خادم وتلمیذ عبداللطیف حقانی کرم ایجنسی

☆☆☆

مولانا عبدالکریم نعمانی[1] خانیوال

(تابع شریعت سیاسی پالیسیوں اور ملی یکجہتی کونسل کے معاہدہ میں صحابہؓ اور امہات المومنین کے تحفظ پر خراج تحسین)

۴/اپریل ۱۹۹۵ء

بخدمت اقدس حضرت مولانا سمیع الحق صاحب قائد جمعیت علماء اسلام پاکستان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے بخیر وسلامت ہوں گے۔ آپکے دینی واسلامی اقدامات، ایثار اور ہر دور میں تابع شریعت اور کامیاب پالیسیوں کو دیکھ کر دل جگر ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اور آپ کے زیر سایہ کام کرنا یہ بندہ عبادت سمجھتا ہے۔ کاش کہ آپ کی سوچ وفکر کی قدر کرنے والے لوگ میسر ہو جاتے اور جماعت کو فی الواقع فعال بنانے والے ساتھی مل جاتے تو اسلام کے نام پر ذاتی مفادات حاصل کرنے والوں کو ان کے ناپاک عزائم سے باز رکھنا مشکل نہ تھا۔ حالیہ انتخابات فریق ثانی نے بے وفائی کر کے جانیوالوں کو کہیں کا بھی نہیں چھوڑا آپ نے حال میں ملک بھر میں ہونے والی دہشت گردی کی کامیاب روک تھام کیلئے جس مبارک انداز میں ملی اتحاد ویکجہتی کونسل کا قیام فرمایا انتہائی تحسین کے قابل ہے خصوصاً نکتہ نمبر ۴ جس میں خلفاء راشدین و امہات المومنین کے ایمان کے منکر کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر اہل شیعہ سے دستخط لے لینا انتہائی قابل قدر اور منفرد کارنامہ ہے اگر اس کاروائی کی فوٹو کاپی بندہ کے پاس ارسال کرنا مناسب سمجھیں تو نہایت ہی مہربانی ہوگی

ٹیلیفون کی درخواست دے دی ہے عنقریب انشاء اللہ لگ جائے گا اور نمبر ارسال کر دوں گا۔ فقط والسلام

---

[1] مولانا جمعیۃ علماء اسلام (س) کے مخلص اور بزرگ اکابر میں سے ہیں جمعیۃ کے محاذ پر سرگرم حصہ لیا خواہ اسلامی جمہوری اتحاد، ملی یکجہتی کونسل یا شریعت بل کی تحریک ہو۔ کبیر والا میں جامعہ ابوبکر صدیق کے ذریعہ بھی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مولانا عبداللطیف[1] جہلم

(۱)

(خالد علوی اور اسکی کتاب)

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ

محترم المقام مولانا قاری سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی۔ بندہ ناکارہ آنجناب کے بزرگوار شیخ الحدیث صاحب مدت فیوضہم اور آپکی مساعی جمیلہ کو دیکھ سنکر دل سے دعا گو رہتا ہے۔ پروردگار تعالیٰ آپ حضرات کی کوششوں کو مزید ترقی بخشے آمین اس دفعہ کے الحق میں قاری فیاض الرحمٰن صاحب نے، خالد علوی کی کتاب سیرت پر تبصرہ لکھا ہے۔ مؤلف کا تعلق مودودی جماعت سے ہے۔ جیسا کہ رسالہ میں تحریر ہے اور اس کتاب میں ابوالاعلیٰ مودودی کی کتاب کی عبارتیں بھی نوٹ کی گئی ہیں۔ تبصرہ کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ ہم اس کتاب کے مطالعہ کی پرزور سفارش کرتے ہیں۔ اس سے تو خود مودودی جماعت کی صفائی ہوگی۔ اور انکے لٹریچر کی طرف ترغیب ہوگی۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ تالیف کے ساتھ مؤلف کا کتنا تعلق ہوتا ہے۔ بس صرف توجہ فرمائی کی ضرورت ہے آپ حضرات تو ہر لحاظ سے ہم سے فوقیت رکھتے ہیں۔ سورج کو چراغ دکھانے والی بات ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ و جملہ علماء و طلباء کی خدمت میں ہدیہ تسلیمات فقط منجانب: عبداللطیف غفرلہ جہلم

(۲)

(مساجد اور شیعوں کا ماتمی جلوس)

۲۶ رمضان ۱۴۰۲ھ

محترم جناب! سلام مسنون۔ منسلکہ احتجاجی قرارداد[2] ارسال خدمت ہے اس کی اہمیت اس کے موضوع سے ظاہر ہے۔ براہ مہربانی اس کو اپنے حلقہ اثر کی مساجد سے خصوصاً جمعہ کے اجتماع یا ویلفیر کمیٹیوں اور دوسری انجمنوں سے پاس کروا کر مخصوص پیڈ وغیرہ پر مندرجہ ذیل حکام کو پہلی فرصت میں بھجوائیں تاکہ اس کی مطلوبہ افادیت حاصل کی جاسکے آپ کا یہ تعاون یقیناً ایک بہت بڑے اجر کا مستحق ہوگا:۔

۱۔ صدر مملکت جناب جنرل ضیاء الحق صاحب اسلام آباد ۲۔ لفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی صاحب گورنر پنجاب لاہور

۳۔ جناب ہوم سیکرٹری صوبہ لاہور پاکستان ۴۔ آئی۔ جی پولیس۔ لاہور پاکستان

۵۔ خواجہ محمد صفدر صاحب چیئرمین مجلس شوریٰ پاکستان اسلام آباد ۶۔ ڈی۔ آئی۔ جی پولیس راولپنڈی۔ پاکستان

خادم اہل السنّت عبداللطیف

(۳)

(احترام مساجد کیلئے قانون سازی کروائیں)

۵ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ، ۱۹۸۲ء

محترم المقام زید مجدکم۔ سلام مسنون۔ مزاج شریف جہلم کے جو حالات و واقعات ۲۱ رمضان المبارک شیعہ کے جلوس یوم علیؓ کے موقع پر مسجد کی بے حرمتی اور نمازیوں کو زخمی کرنے کے سلسلہ میں ہوئے قبل ازیں قراردادیں جو خدمت میں روانہ کی ہیں۔ حالات اس سے معلوم ہو گئے ہونگے۔ اس سلسلہ میں آپ مع اپنے دوسرے علماء حضرات و ہم خیال اراکین وفاقی شوریٰ کے اگر صدر صاحب سے زوردار اور

---

[1] مولانا قاضی عبداللطیف جہلمی علماء دیوبند میں نمایاں شخصیت تھے اپنے ساتھی اور رہنما مولانا قاضی مظہر حسین مرحوم کے ساتھ ملکر شیعہ حضرات کے مقابلہ میں اہل سنت والجماعۃ کے کاز کیلئے جدو جہد جاری رکھی خلافت راشدہ اور حق چار یار منشور کے تعارفی عنوانات تھے۔ جہلم کے مدنی محلہ میں جامع مسجد گنبد والی کے خطیب تھے مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام کے نام سے ادارہ قائم کیا جو اس وقت ان کے صاحبزادگان کی نگرانی میں مصروف خدمت ہے (س)

[2] قرارداد کا تعلق شیعہ حضرات کے ماتمی جلوسوں کا مساجد جہلم کی بے حرمتی سے تھا اور ایسے جلوسوں کو ضابطوں کے دائرہ میں رکھنے کے مطالبات تھے۔ ہر سال جہلم اور چکوال میں یہ کشیدگی اور تنازع چلتا رہا۔

مؤثر طریقے سے بات کریں کہ جس طرح تحفظ ناموس صحابہؓ آرڈیننس اور احترام قرآن مجید قانون بنا دیا گیا ہے۔ اسی طرح احترام مساجد کا قانون نہایت ضروری ہے کہ جب تک شیعہ کے جلوسوں کو امام باڑوں میں پابند نہیں کیا جاتا ہے۔ کم از کم مساجد کو تحفظ دیا جائے۔ کہ مساجد کے سامنے سے بلا نوحہ ماتم نعرہ بازی سینہ کوبی زنجیر زنی وغیرہ خاموشی سے اور جلدی جلدی جایا کریں۔ اور جگہ مقرر کی جائے کہ مسجد کے اتنے فاصلہ سے خاموش ہوں۔ اور گزر کر اتنے فاصلہ تک خاموش رہیں۔ اور خلاف ورزی کرنے والوں کیلئے سزا متعین ہو۔ دعا ہے آپ حضرات کی کوشش سے یہ کام ہو جائے تو فساد میں کمی واقع ہو جائیگی۔ جو ہر سال مساجد اہل سنت سے گزرتے وقت ہوتا ہے اور جانی نقصان کے علاوہ حکومت کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کئی روز تک ملک کی انتظامیہ اسی کام میں مصروف رہ جاتی ہے۔

فقط والسلام: خادم اہل السنّت: عبداللطیف غفرلہ

(۴)

(قاضی مظہر حسین کی گرفتاری)

افسوس کہ ۱۷ صفر ۱۴۰۱ء کو شیعہ حضرات کے چہلم کے جلوس گزارنے کے موقع پر مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور ان کے رفقاء علماء اہلسنت اور طلبہ و بچوں کو گرفتار کیا گیا۔ مسجد مدنی میں جمعہ و اذان تک نہیں ہو سکی۔ امام و موذن گرفتار کر لئے گئے۔ مسجد پر پولیس کی ناکہ بندی رہی۔ شیعہ جلوس پہلے سے زیادہ بھانگڑے ڈالتا گزرا۔ یہ تمام کارروائی مقامی اور ضلعی انتظامیہ نے کی۔

مولانا عبداللطیف جامعہ حنفیہ۔ مدنی مسجد جہلم

(۵)

۱۲ رجب ۵ھ

محترم مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معارفکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ گذشتہ سال بھی عرض کیا تھا مگر آپ کسی مجبوری کے تحت تشریف نہ لا سکے تھے۔ امسال آپ ضرور تشریف لاوینگے۔ سالانہ جلسہ ہمارا انشاء اللہ العزیز مورخہ ۱۰۔۱۱۔۱۲ جولائی بدھ سے شروع ہو کر نماز جمعہ پر ختم ہوتا ہے۔ تاریخیں نوٹ فرمالیں تاکیداً عرض ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ اور مولانا عبدالقیوم صاحب کو سلام مسنون پیش ہو۔

والسلام خادم اہل سنت عبداللطیف غفرلہ

☆☆☆

مولانا عبدالطیف شاہ مسعودی[۱] مظفر آباد۔ آزاد کشمیر

۲۶ ستمبر ۱۹۸۳ء (مولانا انور شاہ کا خاندان O بابا مسعود اور مسعودی قوم)

بذریعہ مولانا سمیع الحق صاحب۔ محترم المقام گرامی القدر خان غازی کابلی صاحب مدظلہٗ سلام مسنون۔ زندگی میں پہلی بار بذریعہ تحریر ملاقات کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ رب کریم اس خط کو آپ تک پہنچانے کے اسباب و مدد عطا فرمائے۔ آمین!

<u>مختصر تعارف</u>: خط لکھنے کے اصل مقصد کو بیان کرنے سے قبل معمولی سا تعارف ضروری ہے' ناچیز حضرت مولانا محمد سعید مسعودی مدظلہ

۱۔ خان غازی کابلی وہی مرحوم اور علامہ محمد انظر شاہ کشمیری کے مکتوبات میں ایسے بعض مسائل چھیڑے گئے اس خط میں بھی بابا مسعود اور مسعودی قوم پر روشنی پڑ رہی ہے مکتوب نگار نے میری وساطت سے خان غازی کو مخاطب کیا (س)

(گاندریل) کا حقیقی بھتیجا ہے اور مستقلاً بہ سلسلہ ملازمت مظفر آباد میں رہائش پذیر ہے۔ جبکہ قبلہ والد صاحب آبائی گاؤں (سوات) وادی نیلم میں رہتے ہیں۔ آپ کو خط لکھنے کے لئے (مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ) سے رابطہ قائم کر کے پتہ حاصل کرنا پڑا۔ اور یہ کہ آپ سے مخاطب ہونے کا اشتیاق بھی تھا جس نے آپ کا پتہ حاصل کرنے کے لئے کوشش پر مائل کیا۔

<u>کیا علامہ انور شاہ افغانی تھے؟:</u> راقم نے ماہنامہ الحق (اکوڑہ خٹک میں آپ کا ایک مضمون بعنوان ''کیا علامہ انور شاہؒ الکشمیری افغانی تھے'' پڑھا۔ اس مضمون میں آپ نے حضرت تایا جان مدظلہ (مولانا مسعودی صاحب) کا ذکر بھی فرمایا تھا۔ چونکہ آپ کے مضمون اور ایڈریس سے پتہ چلتا ہے کہ موصوف صاحب طرز فرد ہیں اور بعض حضرات میں رب العزت نے انفرادی خصوصیات ودیعت فرماتا ہے چونکہ مجھے آپ کی شخصیت کے بارے میں ذرہ بھر علم نہیں ہے۔ لہٰذا اس سے پہلے خط میں کوئی غلطی اور کوتاہی ہو تو درگزر فرمادیں' یہ ہمارے اسلاف کی روایت بھی ہے' متذکرہ مضمون کی نسبت سے عرض یوں ہے کہ اس سلسلہ میں حضرت قبلہ انظر شاہ صاحب سے کافی بحث ومباحثہ ہو چکا ہوگا۔ ممکن ہے بحث وتمحیص کے بعد کوئی نتیجہ بھی برآمد ہوا ہوگا۔ راقم اس نتیجہ کی آگاہی کے سلسلے میں سخت بے چین و بے قرار ہے۔

<u>بابا مسعودؒ کا مزار کہاں ہے:</u> ہمارے علم کے مطابق حضرت بابا مسعودؒ کا مزار مبارک ''زوورہ'' کشمیر میں ہے۔ جبکہ آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ حضرت کا مزار جنوبی وزیرستان میں ہے کیا یہ دونوں مزار ایک ہی شخص کے ہیں یا دو کے اور اگر ایک کے ہیں تو دونوں کا آپس کا تعلق کیا رہا ہے؟ تاریخی شواہد کیا بتاتے ہیں؟ چونکہ آپ صاحب علم وفراست ہیں اور تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا ہوا ہے۔ لہٰذا آپ ہی صحیح تحقیق فرماسکتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اس میں کامیابی بھی ہو چکی ہو۔ اس بارے میں راقم مطلع ہونا چاہتا ہے۔ امید ہے آپ مجھے مایوس نہیں کرینگے۔

<u>مسعودیؒ کہاں سے آئے اور کہاں آباد ہیں؟</u> قبلہ والد صاحب نے مجھے بتایا تھا کہ صوبہ سرحد کے جنوبی حصے میں مسعودی خاندان کی کافی آبادی ہے۔ یہاں مظفر آباد میں بھی مسعودی خاندان کی آبادی ہے' اور کراچی وملتان میں بھی ہے۔ جبکہ چند گھرانے سعودی عرب میں بھی مستقلاً آباد ہو چکے ہیں۔ حضرت انظر شاہ کو بھی راقم نے اس بارے میں خط لکھا ہے۔ قبلہ تایا جان (مولانا محمد سعید مسعودی) سے مصلحتاً خط وکتابت بند ہے۔ بس خیریت دریافت ہوتی رہتی ہے۔ آپ کی ان سے خط وکتابت ہو تو میرا ذکر ضرور فرمادیں۔ آپ کے تفصیلی تعارف کا محتاج ہوں۔ مفصل حالات جاننے پر ہی ذہن میں کوئی خاکہ ترتیب دے سکوں گا۔ امید ہے مشفقانہ جواب سے نوازیں گے۔ میرا علم بہت محدود ہے اور جو ہے بھی وہ دُنیاوی ہے۔ لہٰذا بہت سی غلطیاں کرسکتا ہوں۔ بزرگوں اور اہل علم حضرات کو خطاب کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ حضرت انظر شاہ صاحب کے جواب کا انتظار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جواب موصول ہو گیا تو آپ کو ضرور مطلع کرونگا آپ نے متذکرہ مضمون میں جو بحث چھیڑ رہا ہے اسکے فیصلے اور نتیجے سے ضرور مطلع فرمادیں۔

<u>کشمیر مسعودیوں کا وطن نہیں:</u> میرے مطالعہ کے مطابق کشمیر مسعودی خاندان کا آبائی مسکن نہیں ہے۔ بلکہ ہجرت کر کے آئے ہیں اور کہاں سے ہجرت کر کے آئے ہیں مجھے علم نہیں البتہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ عراق سے ہجرت کی ہے جبکہ بعض کا خیال ہے کہ افغانستان کے جنوب سے آئے ہیں۔ لیکن کشمیر میں بھی صدیاں گزر چکی ہیں۔ مسعودی خاندان کے پہلے فرد رحمان شاہ آئے ہیں ان کی اب چھٹی پشت چل رہی ہے' میرے ذہن میں ایک یہ بات بھی آئی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ حضرت بابا مسعودؒ نے جنوبی وزیرستان میں کچھ عرصہ قیام کیا ہو اور ان کے عقیدت مندوں نے حسب رواج مزار بنایا ہو اس قسم کے بیٹھک والے مزارات برصغیر میں بے شمار ہیں اس بارے میں زیادہ کچھ لکھنے کی جسارت نہیں کرسکتا' میں تو بس آپ کا جواب چاہتا ہوں' اللہ تعالیٰ کرے یہ خط نامساعد حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے آپ تک بخیریت پہنچے اور آپ کا جواب مل جائے۔ والسلام خاک پائے اسلاف عبداللطیف شاہ مسعودی

(ایڈمنسٹریٹو آفیسر اسلامی نظریاتی کونسل) آزاد کشمیر بنک روڈ۔ مظفر آباد

قاضی محمد عبداللہ مانسہرہ ہزارہ

(شیخ الحدیث کی تقریر ڈھاکہ O مولانا غلام غوث سے تعلق O دادی مرحومہ کے حالات)

۱۸ر جون ۱۹۷۸ء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ____ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت مولانا سمیع الحق صاحب، مدیر "الحق" اکوڑہ خٹک زید مجدہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امابعد، آپکا نوازشنامہ نمبر ۲۹۷۲ ___ ۸/۶/ ۱۶ر کل پچھلے پہر موصول ہوکر باعث راحت ہوا۔ میں نے خط تو لکھ دیا تھا لیکن ڈر رہا تھا کہ وہاں سے کوئی جھاڑ ہی نہ آجائے۔ ایک دفعہ مولانا غلام غوث ہزاروی نے بھی بدوران گفتگو ان میں سے ایک روایت بیان کی تھی لیکن میں نے انہیں کچھ نہیں کہا تھا کیونکہ میں انکی طبیعت سے واقف تھا۔ وہ یہاں مدرسہ متعلقہ انجمن اصلاح الرسوم مانسہرہ میں کافی عرصہ تک مدرس رہ چکے تھے جسکا میں صدر تھا۔ ان دنوں اور اسکے بعد بعض امور کے متعلق ان کے سوالوں کے جواب میں جو حوالہ جات کتب میں نے انکو مہیا کئے تھے ان کا ذکر بعد میں انہوں نے بارہا کیا اور فرمایا کہ میں نے انہیں سنبھال کر رکھا ہوا ہے اور جو میرے لئے باعث تسلی ہوئے ہیں۔ اسمبلی کے ممبر بننے کے بعد بھی حسّبِ سابق وہ خندہ پیشانی سے ملتے رہے ہیں۔ اللہ انہیں خیریت سے رکھے۔ الیکشن میں میں بوجہ عالم دین ہونے کے انکا طرفدار رہا تھا اور انکی کامیابی سے بمقابلہ ایک مقامی خان خوش تھا۔

جیسے میں نے اپنے خط میں لکھ دیا تھا کہ اس میں شک نہیں کہ تین چار سال بعد مولانا کی تقریر ڈھاکہ کے نقل کرنے میں کچھ تحریف ہوگئی ہو۔ پھر بھی شیخ الحدیث کا میرا خط سننے کے بعد خاکسار پر غم وغصہ کا اظہار نہ کرنا بہت مستحسن اور میرے لئے باعث تسکین وخوشنودی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔۔۔۔الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ، اللہ ان سے راضی ہو آمین، ویسے بھی غلطی اور بھول ہر انسان سے ممکن ہے نسی آدم فنسیت ذریتہٗ، یہ نسیان ہے ہمیں ورثہ میں ملا ہے۔ لیکن متنبہ ہونے پر اقرار کر لینا قابل تعریف اخلاق کا خاصہ ہے۔ میں اس خاکسار کے خط کا جواب دینے پر آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن وہ حصہ مضمون تو ہمیشہ کیلئے مجلہ کا مستقل حصہ بن چکا ہے اسکا تدارک بھی ضروری ہے۔ آگے آپکی مرضی۔ جہاں تک میرا خیال ہے میں نے ایک خط آپکو بطور یاددہانی یکم اپریل ۱۹۷۸ء کو لکھا تھا کہ علمائے سرحد کے تذکروں میں قاری فیوض الرحمان صاحب صدر اسلامی تعلیمات گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد نے عمی المکرم جامع العلوم قاضی ابو اسماعیل یوسف حسین خانپوری ہزاروی کا تذکرہ بھی آپکو بغرض اشاعت بھیجا تھا اور انہوں نے بھی آپکو یاددہانی کرائی تھی (لیکن وہ خط پوسٹ کرنے سے پیشتر ہی اخبار میں آپکی گرفتاری کا پڑھ چکا تھا) آپ نے اس خط کا جواب جیل سے ہی دیا تھا اور تلاش کر کے اس مضمون کے شائع کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا لیکن افسوس ہے وہ وعدہ آج تک شرمندۂ تعبیر نہ ہوا۔ امید ہے آپ اس پر توجہ دے کر ممنون فرمائیں گے۔ میں عرصہ سے بیمار ہوں اور صاحب فراش متعدد شکایات کا شکار لیکن رحمت خداوندی کا امیدوار ہوں۔ میرے بستر پر کتابیں پڑی رہتی ہیں جنکا مطالعہ کر کے راحت حاصل کرتا ہوں۔ لڑکا مطالعے سے بوجہ ہدایت ڈاکٹروں روکتا رہتا ہے لیکن میں نے علامہ امام ابن تیمیہؒ کے حالات میں پڑھا ہے کہ طبیبوں میں سے ایک نے آپکو مطالعہ اور علمی مباحث سے روکا تھا جس کے جواب میں امام موصوف نے اسے کہا تھا کہ جس فعل سے طبیعت کو راحت پہنچتی ہو اس فعل سے بدن میں قوت آتی ہے یا نہ؟ اس نے کہا کیوں نہیں، اسپر آپ نے فرمایا کہ ان اشغال سے میں باز نہیں آسکتا کیونکہ ان سے مجھے راحت نصیب ہوتی ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ جو واقعات آپ نے اپنی دادی اماں رحمہا اللہ کی وفات کے موقع پر تحریر فرمائے تھے جو واللہ بالکل میری دادی صاحبہ اور انکی دو ہمشیرگان یعنی تین دادیوں کے حالات سے بہت حد تک مطابقت رکھتے تھے وہ کسی وقت لکھ کر بھیجوں لیکن یہ مقدر نہ ہوا اور اب تو عرصہ بھی کافی گزر چکا ہے انکے ذکر سے آپ کے غم کے تازہ ہونے کا اندیشہ ہے اسلئے طبیعت اس پر مائل نہیں ہوتی۔ مولانا شیخ الحدیث مکرم کی خدمت میں میرا سلام مسنونہ اور شکریہ پہنچا دیں۔ مہربانی ہوگی۔ ہذا والسلام، خاکسار قاضی محمد عبداللہ (ایڈوکیٹ) عفی عنہ، محلہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول، مانسہرہ، ضلع ایضاً، صوبہ سرحد، خریدار "الحق" نمبر ۲۷۸۵

مولانا قاری عبداللہ[1]

مدیر امام الہند لائبریری، بنوں

(۱)

ستمبر ۱۹۹۷ء (الحق کا خصوصی شمارہ بیسویں صدی کے چیلنج)

السلام علیکم! امید ہے مزاج بخیر ہونگے۔ ''الحق'' کا تازہ شمارہ ''نمبر'' ملا پڑھ کر عظمت رفتہ کی یاد تازہ ہوئی۔ آپ نے یہ نمبر شائع کر کے علماء حق کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر دیا ہے۔ اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ فرضِ کفایہ کا اجر فرض عین سے زیادہ ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ''الحق'' کا یہ شمارہ ملکی سطح پر ایک مکمل تقریب رونمائی چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فیضان مدنی کو میزاب حقانی سے جاری فرمادیں۔ (آمین) اور انشاء اللہ یہ فیضان جاری ہے۔ ''الحق'' کے شمارہ میں آپ کا اداریہ، فانی صاحب کا مضمون عباسی صاحب اور ضیاء الدین صاحب خاص کر ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری کا مضمون جو ہے وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے اور کیوں نہ ہو ڈاکٹر صاحب تو مولانا آزاد مرحوم کے فکر و نظر کے بہترین شارح ہیں۔ اس شمارہ کی اشاعت پورے ملک میں انتہائی ضروری ہے۔ استاذ محترم مولانا سمیع الحق صاحب کی پرانی تحریر اور آپکے چند مقامات پر مخصوص جملے وہ بھی حقیقت حال کی بہترین تصویر ہے جہاں پچیس سال اور پچاس سال والی بات آپ نے لکھی ہے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ قاضی عبدالکریم صاحب، حکیم محمد سعید صاحب والے مضامین بھی معیاری ہیں لیکن واسطی کے مضمون سے صدمہ بھی پہنچا ہے ایسا ہوتا رہتا ہے سر ظفر اللہ قادیانی کے خلاف جو تحریر فانی صاحب نے لکھی ہے اس سے انشاء اللہ ہمارے حضرت اقدس صدر صاحبؒ کی روح مبارک ضرور خوش ہوئی ہوگی۔ یہ نمبر مولانا .... صاحب کو ضرور بھیجدیں کیونکہ انہیں دیکھ کر یقیناً مولانا کو ''خوشی'' حاصل ہوگی نیز اگر ہو سکے تو مسلم لیگ کے تمام صوبائی دفتروں کو بھی ایک ایک کاپی بھیجدیں میری سوچ کے مطابق اگر آج مولانا ابوالکلام آزادؒ مرحوم زندہ ہوتے تو آپکو ان حقائق کے شائع کرنے پر ضرور انعام دیتے۔ میری طرف سے فانی صاحب کو دعا سلام اور مبارک باد قبول ہو۔ باقی کوئی خاص بات نہیں کہ تحریر کروں۔ میری طرف سے سب کو سلام اور مبارکباد دیدینا۔

فقط والسلام: مولانا قاری عبداللہ[2] مدیر امام الہند لائبریری (بنوں) سرحد

(۲)

جولائی ۱۹۹۸ء (شیخ الحدیث کی نسبت کا مظہر ہر حرف میں سکون اور اعتماد کی فضا)

محترم راشد الحق صاحب۔ الحق کا مئی ۱۹۸۹ء کا پرچہ بہت خوب اور مضامین بہت بہترین ہیں خاص کر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ کی تقریر تو عجیب ہے۔ اندازہ کے مطابق حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ کی نسبت نے کام کیا ہے۔ ہر جملہ اور ہر حرف میں سکون اور اعتماد کی فضا قائم تھی۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی مدد فرمادیں۔ میری طرف سے مبارکباد دے دیں۔

(قاری محمد عبداللہ جامعہ علوم القرآن باراں کلہ بنوں)

---

[1] قاری عبداللہ فاضل حقانیہ بنوں فراغت کے بعد شعبہ دارالحفظ میں پڑھاتے رہے، اکوڑہ خٹک میں علمی اور تحقیقی ذوق کے وجہ سے ایک مکتبہ قائم کیا۔ اب بنوں میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام کے طرف سے کچھ عرصہ سینیٹ کے رکن رہے۔ مکاتیب کی جلد اشاعت اور اسکے انتظار میں کافی پرجوش رہے۔ کتاب اور مطالعہ کا عمدہ ذوق پایا ہے۔

[2] یہ خط حافظ راشد الحق کے نام ہے جو اس وقت الحق کے مدیر ہیں۔

ڈاکٹر سید عبداللہ[1] لاہور شعبہ اردو

(۱)

۲۸/نومبر۱۹۷۲ء (اردو وانسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے بارہ میں وضاحت)

مکرم ومحترم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں ایک مطبوعہ یاد داشت ارسال کر رہا ہوں جو اردو انسائکلو پیڈیا آف اسلام (پنجاب یونیورسٹی) کے بارے میں تازہ ترین معلومات پر مشتمل ہے۔ اگر ممکن ہو تو اسے بہ تمام وکمال اپنے جریدے میں شائع فرما دیجئے یا اس کے ضروری اقتباسات نمایاں مقام پر شائع کردیجئے تا کہ اس عظیم منصوبے کے متعلق پبلک کو آگاہی ہو آج کل بعض بد اندیش محض ذاتی بغض کی وجہ سے اس مہتم بالشان تصنیف کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں اور اسے بند کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مذکورہ یادداشت کی اشاعت سے ان کے شر وفساد کا ازالہ ہو جائے گا۔ والسلام نیازمند سید عبداللہ

(۲)

۹/دسمبر۱۹۷۲ء (شیخ الحدیث کے دعا کی قبولیت)

مکرم ومحترم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی۔ نامہ گرامی صادر ہوا۔ بات تو ٹھیک ہے۔ لیکن میں ذرا زیادہ تحقیق کر کے مصدقہ حالات مع نام آپکی خدمت میں ارسال کردوں گا۔ فی الحال آپ توقف کریں اور انتظار کریں۔

قبلہ مدظلہ العالی سے عرض کریں۔ پچھلے سال میں نے اپنی ایک پریشانی کے سلسلے میں دعا کے لئے درخواست کی تھی جو انہوں نے منظور فرمائی تھی۔ ان کی دعا سے خدا تعالیٰ نے مجھے پریشانی سے بڑی حد تک نجات دی۔ میں قبلہ کا شکر گزار ہوں۔ اور متمنی ہوں کہ میرے لئے مستقلاً دعا کیا کریں۔ میں دعا کا ہر دم محتاج ہوں۔ والسلام نیازمند سید عبداللہ

(۳)

۲۲/دسمبر۱۹۷۲ء (اردو وانسائیکلو پیڈیا کے خلاف سازشیں)

مخدوم معظم ومکرم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔ ایک تکلیف دیتا ہوں۔ آج کل بعض خاص حضرات اردو دائرہ معارف اسلامیہ (اردو انسائکلو پیڈیا آف اسلام پنجاب یونیورسٹی) کو جو خدا کے فضل وکرم سے پندرھویں جلد تک جا پہنچا ہے۔ ایک سازش کے تحت بند کرانے یا اس کے موجودہ نظام کو جس کی سربراہی میرے سپرد ہے درہم برہم کرنے کی مہم میں لگے ہوئے ہیں۔ اور میرے اس مشن کو کہ میں نے گذشتہ پانچ سال کی سربراہی کے دوران اس کتاب کو فرنگیوں کے تعصبات سے پاک کرنے کی تا حد امکان کوشش کی ہے اور اہم امور میں اس میں دین کی مکمل روح بھرنے کی بھی سعی کی ہے ناکام بنانے میں لگے ہوئے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ اس مہم میں یونیورسٹی اورینٹل کالج کا ایک استاد عربی بطور خاص سرگرم ہے۔ جو شاید خود سربراہ بننا چاہتا ہے۔

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر اردو دائرہ معارف اسلامیہ (اردو انسائکلو پیڈیا آف اسلام) کے سلسلے میں یہ حضرات کوئی مراسلہ یا زبانی کچھ لے کر آئیں تو اسے چھاپنے یا اس پر اعتماد کرنے سے پہلے مجھ پر یہ کرم ضرور کریں کہ مجھے مطلع کر کے تحقیق حال ضرور کرلیں،

---

[1] مشہور محقق ادیب سکالر اور پنجاب یونیورسٹی سے اردو انسائکلو پیڈیا آف اسلام کے تدوین وترتیب کے مؤسس اور روح رواں۔ پوری زندگی علم وفن اور معاشرہ کی خدمت میں خرچ کی۔

میں خادم ہوں اور اپنے علم و بساط کے مطابق میں نے قوم اور دین کی خلوص سے خدمت کی ہے۔ زیادہ سلام واحترام۔

والسلام نیازمند (ڈاکٹر) سید عبداللہ

(۴)

۹ را کتوبر ۱۹۷۳ء (دائرہ معارف اسلامیہ کی تدوین کی مصروفیت)

مکرم و محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا، شکریہ آپ نے "الحق" کے لئے مقالہ لکھنے کی فرمائش کی ہے۔ میں آج کل اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی تالیف و تدوین کے سلسلے میں بے حد مصروف رہتا ہوں۔ وقت بہت کم ملتا ہے۔ بہر حال میں کوئی مضمون لکھنے کی کوشش کروںگا۔ اگر بن پڑا تو حاضر خدمت کردوں گا۔ امید ہے آپ کے مزاج بخیر ہونگے۔ والسلام مخلص سید عبداللہ

(۵)

۶ رمئی ۱۹۷۱ء (علمی منصوبہ معجم مصادر اسلامی)

مکرم و محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔ ہم نے توکل علی اللہ ایک علمی منصوبہ " معجم مصادر اسلامی" شروع کیا ہے جسکی جزئیات اس مطبوعہ تعارف نامے میں موجود ہیں جو آپکو بھیجا جا رہا ہے۔ یہ آپ کی آگاہی کے لئے اور حصول توجہ کی امید پر ارسال ہے۔ نیز درخواست ہے کہ آپ اپنے جریدے میں اس کا مناسب انداز میں تذکرہ فرمادیں تاکہ جمہور کو آگاہی ہو۔ اس کرم کے لئے میں آپکا ممنون ہونگا۔ والسلام نیازمند سید عبداللہ

(۶)

(الحق کا اقلیتی فیصلہ نمبر آراء کا عمدہ مجموعہ دینی مقاصد کیلئے کام آئے گا O مسلمانوں کی معاشرت پر فلم، ٹی وی، نام نہاد ادب کے ذریعہ یلغار مقابلہ کیلئے جماعت تیار کیا جائے O حتی المقدور دائرہ معارف کو مسلمان بنا رہا ہوں شیخ سے نظر ڈالنے کی خواہش)

۱۳ دسمبر ۱۹۷۲ء

مکرم و محترم السلام علیکم۔ مزاج شریف۔ الحق کا "اقلیتی فیصلہ" نمبر ملا۔ آپ نے اس سلسلے میں آرا کا عمدہ مجموعہ فراہم کرلیا ہے۔ امید ہے کام آئے گا۔ اور آگے چل کر دینی مقاصد کے لیے مفید ثابت ہوگا۔ لجز اکم اللہ آج میں بذریعہ ہذا آپ کو۔ بلکہ بالفاظ صحیح تر۔ قبلہ حضرت مولانا عبدالحق کو ایک امر دیگر کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو اتفاق ہوگا کہ مسلمانان پاکستان کو دنیوی لحاظ سے جتنی بھی کامیابیاں ہوں فھو المراد ہونے کے باوجود، دینی لحاظ سے اس وقت تک بیکار و بے نتیجہ رہیں گی جب تک اس ملک کی عام فضا دینی یعنی اسلامی نہ ہو گی۔ اس فضا کا انحصار دو باتوں پر ہے اول یہ کہ مسلمانوں کی معاشرت کو اس مغربیت سے بچایا جائے جو پہلے نام نہاد ادب اور پھر فلم کے ذریعے پھیلی، مگر یہ مصیبت اب اس قلعے کے اندر پہنچ گئی ہے جسے ہم گھر کہتے ہیں۔ دوسری بات اسلامی قوانین کا نفاذ ہے۔ میں اس وقت معاشرتی مسئلے کا ذکر کرتا ہوں جو حملے کی صورت میں اس وقت نمودار ہے یہ نیا حملہ ٹیلی ویژن کے ذریعے بڑے زور سے ہوا ہے، بعض علماء کا یہ خیال کہ ہم خود چونکہ فلم دیکھتے ہیں نہ ٹیلی ویژن لہٰذا ہمیں اس سے سروکار نہیں اس لیے کافی نہیں کہ وہ دیکھیں یا نہ دیکھیں قوم کا ایک بڑا حصہ دیکھنے لگا ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ کل علماء کی اولادیں بھی اس میں مبتلا نہ ہو جائیں گی، شاید یہ بات علماء کی زبان پر اس لیے آتی ہے کہ

وہ خود نہیں دیکھتے اس لیے وہ اس کی زہرناکی سے آگاہ نہیں، ورنہ اس زہر کو معمولی نہ سمجھتے۔ کہنا میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی جماعت تیار کی جائے جو معاشرتی مسئلے کی ذمے داری اٹھائے اگر مساجد سے منسلک علماء اپنے حلقہ اثر میں عوام الناس کو اس بے حیائی کی طرف متوجہ کریں جو ٹیلی ویژن کے اشتہارات میں ہوتی ہے تو عام لوگ منظم ہو کر آواز بلند کر سکتے ہیں۔ تعلیم یافتہ طبقے سے امید نہ رکھئے کہ ان میں سے ہر ایک کا (سمیت میرے) مزاج مغربی ہے ہم لوگ اب پا بہ زنجیر ہیں۔ بہرحال یہ مسئلہ سوچنے کا ہے۔ اور علماء کے سوچنے کا ہے کہ وہ قدرے آزاد ہیں۔ فقط آخر میں قبلہ سے درخواست کریں کہ میرے لیے ہر وقت دعا فرماتے رہا کریں۔ تین سال قبل میں ایک روحانی ابتلا کا شکار ہو گیا تھا۔ قبلہ نے آپ کے توسط سے میرے لیے دعا کی تھی۔ رفتہ رفتہ خدا تعالیٰ نے کرم کیا اب بھی استدعا ہے کہ دعا فرماتے رہا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے آزمائشوں سے محفوظ رکھے۔ ایک بات اور دریافت طلب ہے میں آج کل جس کام میں لگا ہوا ہوں دائرہ معارف میں اسمیں ہمارے ذمے مفوضہ کام تو یہ ہے کہ ہم انگریزی والے متن کا ترجمہ کر کے چھاپیں مگر میں حتی المقدور اسکو مسلمان بنا رہا ہوں۔ اس سلسلے میں بعض دینی مقالے آتے ہیں جو ہم خود لکھواتے ہیں کیا قبلہ ان میں سے بعض پر نظر ڈال سکیں گے اگر ہو سکے تو بڑا احسان ہو گا۔ قبل ازیں مفتی محمد شفیع صاحب یہ کام کرتے تھے مگر اب وہ ضعیف اور معذور ہیں۔　طالب جواب نیاز مند سید عبداللہ

(۷)

اطلاع نامہ نمبرا　　**(قومی زبان کانفرنس راولپنڈی O زیر بحث مسائل O شرائط شرکت)**

(بتاریخ ۲۸،۲۹،۳۰ مارچ ۱۹۷۵ء)

انجمن ترقی اردو لاہور اور ضلع ہزارہ و راولپنڈی کی اردو انجمنوں کے زیر اہتمام بتاریخ ۲۸،۲۹،۳۰ مارچ ۱۹۷۵ء (بروز جمعہ ہفتہ، اتوار) ایک عظیم الشان قومی زبان کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس کی صدارت کے لیے عالی جناب جسٹس انوار الحق صاحب جج، سپریم کورٹ پاکستان کا نام نامی تجویز ہوا ہے۔ اس میں عالی جناب ملک معراج خالد صاحب وفاقی وزیر قانون کو بطور مہمان خاص شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔ اس کانفرنس میں شرکت کے لیے پاکستان بھر کی اردو انجمنوں کے نمائندوں اور دوسرے منتخب ارباب کے علاوہ، سائنسی اور معاشرتی علوم کے اساتذہ کے نمائندے، درسگاہوں میں اردو کے اور اردو میں پڑھانے والے اساتذہ کے نمائندے، اردو میں تصنیف و تالیف کرنے والے سرکاری و غیر سرکاری اداروں کے نمائندے، اردو اخبارات کے نمائندے، اردو میں وثیقہ نویسی عرضی نویسی کرنے والوں کے نمائندے، اردو ٹائپ رائٹرز کمپنیوں کے اور اردو ٹائپسٹوں، مختصر نویسوں اور کاتبوں کے نمائندے اور اخبار فروش یونینوں کے نمائندے شرکت کریں گے۔ اس سلسلے میں گزارشات ذیل پر توجہ کی درخواست ہے:۔

۱۔　اردو انجمنوں اور دوسری تعلیمی علمی اور سماجی انجمنوں سے جنہیں دعوت نامہ بھیجا جا رہا ہے۔ درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی انجمن کی طرف سے صرف ۲ نمائندوں کا انتخاب کر کے ہمیں مطلع کریں۔

۲۔　اساتذہ کے نمائندوں کے نام، اساتذہ کی مرکزی انجمنوں کی وساطت سے حاصل کیے جائیں گے۔ ہر انجمن، اپنی طرف سے چار چار نمائندے منتخب کرے گی۔

۳۔　سائنسی اور معاشرتی علوم کے اساتذہ کا انتخاب مجلس استقبالیہ خود کریگی۔

۴۔　اسی طرح اردو کے اساتذہ کا انتخاب بھی مجلس استقبالیہ خود کرے گی۔

۵۔　علی ہذا القیاس شرکاء (جن کا ذکر اوپر آیا ہے) کے دوسرے طبقوں کا انتخاب بھی مجلس استقبالیہ خود کرے گی۔

۶۔ نامور عالموں اور ادیبوں اور ممتاز خدمت گزاران اردو مجلس استقبالیہ دعوت نامہ بطور مندوب خاص خود بھجوائے گی

شرائط شرکت:۔

۱۔ مذکورہ بالا شرکا اپنے سفر کے اخراجات خود برداشت کریں گے یا ان کی انجمنیں یہ بار اٹھائیں گی البتہ قیام وطعام کے اخراجات مجلس استقبالیہ برداشت کرے گی۔ لیکن یہ گزارش ہے کہ مارچ کے آخر میں راولپنڈی کے موسم کے مطابق تمام حضرات بستر کمبل وغیرہ ہمراہ لائیں گے۔ کیونکہ راولپنڈی میں مناسب ہوٹلوں کی سہولت، مارچ کے آخر میں بعض وجوہ سے نہ مل سکے گی جسکی وجہ سے مجلس استقبالیہ نے اس غرض کے لیے پنڈال کے قریب ایک بلڈنگ کا انتظام کیا ہے۔ جس میں سب مندوبین یکجا قیام کریں گے۔

۲۔ شرکا اپنی شرکت کی اطلاع انعقاد کانفرس سے ایک ہفتہ پہلے مجلس استقبالیہ کو بھجوادیں۔ بصورت دیگر مجلس استقبالیہ قیام وطعام کے انتظام سے قاصر رہے گی۔

مسائل زیر بحث:۔

۱۔ صوبہ سرحد، بلوچستان اور پنجاب کی حکومتوں نے اردو کو دفتری زبان بنانے کا جو وعدہ کیا تھا اس کے بارے میں صورت واقعی کا جائزہ لیا جائے گا اور مذکورہ بالا حکومتوں کو ان کا وعدہ یاد دلایا جائے گا۔

۲۔ مرکز میں اردو کو سرکاری زبان بنانے کا مسئلہ۔

۳۔ عدالتی زبان کے سلسلے میں ہائی کورٹ پنجاب کے اقدام کی تحسین اور دوسری صوبائی ہائی کورٹوں سے اپیل۔

۴۔ اردو ذریعہ تعلیم وامتحان کا مسئلہ۔　　۵۔ مختلف صوبوں میں اردو کے حالات کا جائزہ اور فروغ اردو کی تجاویز۔

۶۔ پبلک سکولوں کا مسئلہ۔

۷۔ پبلک سروس کمیشن کے امتحانوں میں اردو کو ذریعہ امتحان و گفتگو بنانے کا سوال۔

۸۔ نجی دائرے میں اردو کی ترویج کا سوال۔　　۹۔ متفرق امور۔

اس موقعہ پر مسئلہ اردو سے متعلق مقالات پڑھے جائیں گے اور قراردادیں بھی منظور ہوں گی، جو حضرات مقالہ پڑھنے یا قرارداد پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ ہمیں جلد مطلع کریں۔۔۔۔ قرارداد فوراً بھیج دیں اور مقالے کے عنوان سے آگاہ کردیں تاکہ پروگرام میں شامل ہو سکے۔ التماس ہے کہ پبلک سکولوں (یورپین ٹائپ سکولوں اور انگریزی میڈیم سکولوں) کے کوائف سے ماہر حضرات ان درسگاہوں کے مہلک اثرات پر معلوماتی مقالے لکھیں۔

ضروری التماس:۔ ۱۔ ہمارے اس التماس نامے کا جواب جلد سے جلد ہمیں دیجیے تاکہ انتظامات میں سہولت ہو۔

۲۔ مفصل پروگرام مرتب ہو رہا ہے۔ جس کے ساتھ اطلاع نامہ نمبر۲ بھی شائع ہوگا جن حضرات کی طرف سے شرکت کی اطلاع ہمیں جلد مل جائے گی۔ ہم انھیں اطلاع نامہ نمبر۲ اور پروگرام کانفرنس براہ راست بھجوادیں گے۔ بصورت دیگر جملہ حضرات اخبارات کے ذریعے ہمارے پروگرام سے مطلع رہنے کی تکلیف گوارا فرمایں اطلاع نامہ نمبر۲ اور پروگرام انشاءاللہ ۲۰ مارچ ۱۹۷۵ء کو انجمن ترقی اردو لاہور کے دفتر سے شائع ہو جائے گا۔ اس کانفرنس کا مقام انعقاد اور مندوبین کی جائے رہائش وغیرہ کے کوائف بھی درج ہوں گے۔

۳۔ راولپنڈی میں انجمن ترقی اردو لاہور کی درخواست پر مقامی مجلس استقبالیہ مرتب کی جارہی ہے، جس کے لیے میاں حیات بخش صاحب اور ملک جمال الدین صاحب سے درخواست کی جارہی ہے کہ ضلع راولپنڈی اور ضلع ہزارہ کی اردو انجمنوں کے نمائندوں کا اجلاس

جلد طلب کر کے نمائندہ مجلس استقبالیہ کی تشکیل کریں۔

۴۔ خط و کتابت کا پتہ درج ذیل ہے۔ فوری جواب کا طلبگار نیازمند ڈاکٹر سید عبداللہ ناظم انجمن ترقی اردو لاہور

پتہ اردو نگر۔ ملتان روڈ لاہور (فون نمبر ۶۵۲۷۹)

(۸)

۶ / اگست ۱۹۷۵ء (شیخ الحدیث کی علالت پر تشویش افاقہ سے اطمینان ○ سعادت و برکت کا سلسلہ)

مخدوم و مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔ چند روز قبل اخبارات سے یہ معلوم ہو کر تشویش ہوئی تھی کہ قبلہ حضرت مولانا مدظلہ کو کچھ تکلیف ہوئی تھی۔ اب ایک خبر کے ذریعے پتہ چلا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے اب افاقہ ہے بلکہ شفا ہے۔ اس سے اطمینان ہوا۔ میری طرف سے پرسش مزاج کیجئے۔ خدا تعالیٰ قبلہ کو ہر طرح صحت و عافیت سے رکھے تا کہ سعادت و برکت کا سلسلہ تا دیر جاری رہے۔ میرے لئے دعا کی بھی درخواست کریں کہ خدا تعالیٰ مکروہات سے محفوظ رکھے اور اچھے اسباب پیدا کرتا رہے۔

مجھے امید ہے آپ بھی بخیریت ہوں گے۔ والسلام سید عبداللہ

(۹)

(الحق جیسے بلند پایہ مجلے کیلئے لکھتے ہوئے ڈر اور تردد ○ شیخ الحدیث کی دعا نے روحانی ابتلاء سے نکال دیا)

۲۷ / مارچ ۱۹۷۶ء

مکرم و محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ ملا آپ کے جذبات خیر کے لئے شکر گزار ہوں میں آپ کے مجلہ الحق کے لئے ہر خدمت کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن کثرت مصروفیت کے باعث عملی طور پر اب تک کچھ نہ کر سکا۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اتنے بلند پایہ دینی مجلے میں لکھتے ہوئے مجھ بے علم کو قدرے ڈر اور تردد ہوتا ہے۔ بہر حال میں بہت جلد کچھ نہ کچھ لکھ کر ارسال کروں گا۔ اپنے والد گرامی قبلہ مولانا عبدالحق مدظلہ کی خدمت بابرکت میں میرا اسلام عرض کیجئے۔ اور یہ بھی درخواست کیجئے کہ میرے لئے دعا فرمایا کریں اس سے قبل بھی ایک مرتبہ میں نے دعا کی درخواست کی تھی وہ دعا ان کی طرف سے ہوئی تھی اور خداوند تعالیٰ نے مشکل آسان کر دی تھی۔ اب بھی التجا ہے کہ میرے لئے دعا فرمائیں تا کہ میں مکروہات اور دیگر آزمائشوں سے بچ کر بصحت و عافیت دین کی اور اسلامی شرافتوں کی کوئی خدمت کر سکوں۔ والسلام نیازمند سید عبداللہ

(۱۰)

۱۲ / اپریل ۱۹۷۶ء (انسائیکلو پیڈیا کیلئے کتب خانہ حقانیہ کی رجسٹریشن ○ الحق کیلئے مضمون)

مکرم و محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔ گرامی نامہ محررہ ۱۰ اپریل پیش نظر ہے ممنون ہوں اور حضرت مدظلہ کا بھی شکر

---

۱۰ / اپریل ۱۹۷۶ء (ڈاکٹر عبداللہ کے نام احقر کا خط)

مخدوم محترم جناب ڈاکٹر عبداللہ صاحب سلام مسنون۔ نامہ گرامی نے مشرف فرمایا۔ اب منتظر ہوں کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد آپ کو الحق کے لئے کچھ نہ کچھ ارسال فرمانے کی توفیق عطا فرمادے۔ حضرت مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون اور دعا کا کہہ دیا وہ خود بھی طالب دعوات ہیں اور آپ کے رفع مشکلات اور سرخروئی دارین کیلئے دست بدعا ہیں۔ اردو انسائیکلو پیڈیا کی نویں جلد تک تو میں نے کتب خانہ دارالعلوم کے لئے خریدی تھیں اب سنا ہے ۱۵ جلدیں مکمل ہوگئی ہیں۔ اگر تکلیف نہ ہو اور اپنے ادارہ کو حکم فرمادیں کہ نویں جلد کے بعد جتنی جلدیں چھپی ہیں اُسے رعایتی نرخ پر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے نام بذریعہ وی پی بھیج دیں تو کرم ہوگا کوئی اور صورت ہو تو اس سے مطلع فرمادیں تا کہ آپ کے اس شاہکار سے کتب خانہ جلد از جلد معمور ہو سکے۔ والسلام سمیع الحق

گزار ہوں۔اردو انسائکلو پیڈیا کی اس وقت تک ۱۵ جلدیں مکمل ہوگئی ہیں ان میں چودھویں جلد ابھی تدوین کے مرحلے میں ہے باقی ایک تا ۱۳ اور ۱۵ و ۱۶ مکمل ہیں۔سترھویں بھی انشاء اللہ اگلے مہینے مکمل ہو جائے گی۔اس سلسلے میں گزارش ہے کہ اگر آپ دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے ہمیں اپنی لائبریری کے کوائف بھجوادیں اور اپنے مدرسے کی تفصیلات سے بھی آگاہ کردیں تو آپ کی لائبریری رجسٹرڈ ہو جائیگی۔اس سے آپ کو نصف قیمت پر سب جلدیں مل سکیں گی۔ازراہ کرم یہ کاروائی جلد کیجئے تاکہ وائس چانسلر صاحب سے اجازت لی جاسکے۔

آپ کے ارشاد کے مطابق ایک مضمون ارسال خدمت کررہا ہوں اگر یہ آپ کے رسالے کے قابل ہو تو اس کو چھاپ دیجئے اور اگر اس کے چھپنے کا فیصلہ ہو جائے تو مجھے اسکی ۱۰ مطبوعہ نقلیں مہیا فرما دیجئے تاکہ میں ادھر ادھر حکام وقت کو بھی اپنے خیالات سے آگاہ کرسکوں۔مضمون اس خط کے ہمراہ رجسٹرڈ کیا جارہا ہے۔ والسلام نیازمند سید عبداللہ

(۱۱)

(دارالعلوم کیلئے نصف قیمت کی رعایت O الحق بہت سی قیمتی معلومات پر مشتمل ضرورت کی چیزیں ملیں)

۱۸ رمئی ۱۹۷۸ء

مکرم و محترم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج شریف۔آپ کے دارالعلوم کی لائبریری کو نصف رعایت کے اصول پر خریدنے کا حق دے دیا گیا ہے۔اس سلسلے میں ادارہ معارف اسلامیہ کے دفتر سے بھی آپ کو مراسلہ لکھا جارہا ہے۔دیگر گزارش یہ ہے کہ اس مرتبہ آپ کا پرچہ الحق بہت سی قیمتی معلومات پر مشتمل ہے اور مجھے اپنی ضرورت کی بہت سی باتیں مختلف مضامین میں ملیں۔خدا کرے آپ کا پرچہ اسی طرح خدمت کرتا رہے۔قبلہ والد صاحب کی خدمت میں میری طرف سے سلام عقیدت پیش کریں۔ والسلام مخلص سید عبداللہ

(۱۲)

(تنفیذ اسلام کیلئے تدریجی پروگرام O ساقط العمل حصوں کی ازسرنو تدوین میں نئے ماحول کا لحاظ O ماڈرنٹی کے اچھے اور برے حصوں میں تمیز ضروری O جدید معاشریات کا اسلامی تجزیہ)

۷ راگست ۱۹۷۸ء

مکرم و محترم مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج شریف۔میں نے آپ کے مجلہ الحق تازہ ترین کا مطالعہ کیا۔اس پرچے کے نقش آغاز میں آپ نے اسلامی نظام کے نفاذ کے بارے میں کچھ تبصرہ کیا ہے اس مقالے کے مندرجات بالعموم صحیح ہیں۔لیکن آپ کے بعض جملے میرے نزدیک زیادہ غور کے مستحق ہیں۔مثلاً مرغی اور انڈے کی بحث میں میرا خیال ہے کہ آپ ایک بات کو نظرانداز کر جاتے ہیں۔میں جنرل صاحب کی رائے یا آراء کا پابند نہیں مگر ان کی اس بات میں بڑا وزن ہے کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے ایک معقول تدریجی پروگرام کی ضرورت ہوگی۔یہ تدریجی پروگرام عبادات اور اخلاقیات اسلامی کے سلسلے میں نہیں ہوگا۔بلکہ قوانین کے اس حصے سے متعلق ہوگا جو غیر اسلامی حکومتوں کے زمانے میں ساقط العمل رہا اور اب مسلمانوں کی حکومت کے آجانے کے بعد اس کا ازسرنو نفاذ ضروری ہے۔مثلاً تعزیرات اسلامی۔یہ تعزیرات اسلامی نئے ماحول کے مطابق نئے ایکٹوں کی صورت میں نفاذ پائیں گی۔نصوص کی روشنی میں ان نئے ایکٹوں کے لئے نئی لفظیات اختیار کرنی پڑیں گی۔اور جرائم کے جو نئے نئے انداز نکل آئے ہیں۔ان سب سے اعتناء کرنا پڑے گا۔ظاہر ہے کہ اس کے لئے کچھ تھوڑا وقت درکار ہوگا۔جرم و سزا کی قسمیں اور نئی صورتیں مدنظر رکھے بغیر نصوص پر عمل اس وقت مکمل نہیں ہوسکتا۔اس لئے ہونا یہ چاہیے کہ اعلان تو فوراً ہو جائے کہ حکومت تعزیرات اسلامی کے نفاذ کا مکمل ارادہ رکھتی ہے لیکن ایک معین مدت

ایکٹ بنانے کے لئے دی جائے۔تا کہ جامع ایکٹ (قرآن وسنت کی روشنی میں) مرتب ہو جائیں۔

اسی طرح "ماڈرنٹی" یعنی جدید دور کی معاشرتی قدریں اور شکلیں ہوں یہ چونکہ معاشرے کے ایک بڑے حصے میں سرایت کر چکی ہیں، اس لئے اس بات کا تجزیہ بڑا ضروری ہے کہ ان کا کونسا حصہ قابل عمل اور کونسا ناقابل عمل قرار دیا جائے۔یعنی کون سا حصہ ترمیم واضافے کے ساتھ اپنے فکری ودینی نظام عمل میں جذب کرلیا جائے یہ کوئی معمولی کام نہیں بڑا طویل عمل ہے۔اس کے لئے علوم جدیدہ اور جدید معاشریات کا گہرا مطالعہ قرآن مجید اور شعوریات اسلامی کی روشنی میں کرنا پڑے گا۔ہم جتنے بھی دیندار کیوں نہ ہو جائیں "ماڈرنٹی" کے اچھے حصے سے بے نیاز نہیں ہوسکتے اور اگر ہم نے بے نیازی اختیار کی تو عام رویہ یہ ہوگا کہ عام لوگ مغربی معاشریات کو اختیار کرتے جائیں گے۔ بلاتنقید۔جیسا کہ آج کل ہم دیکھ رہے ہیں۔اس سے بہتر ہے کہ جو صورت حال یا مجبوری پیدا ہوگئی ہے اسکا جائزہ ضرور لیں۔ علماء کا فرض ہے کہ وہ جدیدیات کے مطالعہ سے گریز یا انکار نہ کریں بلکہ ان کا بغور تجزیہ کریں اور صالح تنقید کے ساتھ ضروری امور کو اختیار کریں۔باقی کو ترک کردیں۔

اندریں حالات تدریج کے لفظ سے گھبرانا نہیں چاہئے۔یہ بڑا وسیع اور گہرا اور پیچیدہ مسئلہ ہے بلاشبہ بقول آپ کے اسلامی کتب خانہ مدون شکل میں سب باتوں سے مالا مال ہے لیکن معاف فرمایئے اس کتب خانے میں جدید معاشریات کسی جگہ موجود نہ ہوگی کیونکہ جدید معاشریات تو جدید زمانے ہی میں ہوسکتی ہے۔لہٰذا اپنے پرانے کتب خانے میں جدید معاشریات کا اسلامی تجزیہ بھی شامل کرنا چاہیے ورنہ لوگ آپ کو پیچھے چھوڑ جائیں گے اور بالآخر مغرب کی ساری معاشریات کو آپ کی اجازت کے بغیر قبول کرتے جائیں گے۔

میری ذاتی رائے میں نفاذ شرع اسلامی کے سلسلے میں دونوں طرف کوئی پروگرام نفاذ کے طریقے کے بارے میں ابھی تک سامنے نہیں آیا۔ یہ سب باتیں غور طلب ہیں۔امید ہے کہ آپ میری ان تصریحات کو بے ادبی پر محمول نہ کریں گے۔آخر میں قبلہ مولانا مدظلہ العالی کی خدمت میں میرا سلام عقیدت پیش کرتے ہوئے میرے لیے دعا کی استدعا کریں میں پہلے بھی اپنی بعض مشکلات میں ان کی دعا سے فیض یاب ہو چکا ہوں وہ ایک مرتبہ پھر میرے لئے دعا فرمائیں۔بلکہ اکثر کرتے رہیں۔ممنون ہوں گا۔ والسلام نیازمند سید عبداللہ

(۱۳)

(اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کی تکمیل کیلئے ڈاکٹر عبداللہ کو موقع دیا جائے)

۱۳/جولائی ۱۹۷۹ء

بخدمت شریف جناب مولانا سمیع الحق صاحب محترم ایڈیٹر الحق اکوڑہ خٹک (ضلع پشاور)۔مخدومی محترمی، السلام علیکم، مزاج شریف، ایک تکلیف دیتا ہوں۔آپکو معلوم ہے کہ میں اس وقت پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام) کا چیئرمین اور چیف ایڈیٹر ہوں۔میری یہ ملازمت وسط نومبر ۱۹۷۹ء میں ختم ہورہی ہے اور مزید توسیع کا معاملہ یونیورسٹی میں زیر غور ہے۔اور شاید رائے میرے حق میں اچھی ہوگی۔لیکن اس سلسلے میں ایک مشکل بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے زائد العمری کا قانون ممانعت توسیع شاید مانع آئے لیکن گورنر صاحب پنجاب اس ممانعت کے باوجود کسی شعبے یا شخص کے غیر معمولی حالات کے تحت (جو قومی مقاصد کیلئے ناگزیر ہوں) استثنائی حکم جاری کر سکتے ہیں۔میں نے وائس چانسلر صاحب کو ایک عرضداشت بھیجی ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے منصوبے کی تکمیل قومی مقاصد کے اعتبار سے ناگزیر ہے اور چونکہ یہ منصوبہ میرے ہی تخیل کے نتیجے میں ابھرا اور پھر اس کو، معیار اور اعتماد بخشنے کی سعادت بھی مجھ کو حاصل رہی جس کا سب نے اعتراف کیا ہے۔اور

اب ۲۱ جلدوں + اشاریہ ۲ جلد میں سے ۱۷ جلدیں شائع ہو کر تھوڑا کام باقی ہے اسلئے اس کی تکمیل بھی میرے تجربے کی روشنی میں میرے ہی ہاتھوں ہو۔ تو یہ میرا اعزاز بھی ہوگا اور منصوبے کیلئے بھی ضروری ہوگا ورنہ خدشہ یہ ہے کہ منصوبہ غلط ہاتھوں میں نہ چلا جائے جو اس کے دینی مزاج کو مستشرقانہ اغوات کی آماجگاہ بنا دے اس کے علاوہ جب مجھے یہ عہدہ پیش کیا گیا تھا تو یونیورسٹی نے یہ کہہ کر پیش کیا تھا کہ اس منصوبے کی سربراہی و نگرانی کیلئے موزوں آدمی موجود نہیں تو اب تو عدم دستیابی کا مشکل اور بھی زیادہ ہوگئی ہوگی۔ میں التماس کرتا ہوں کہ آپ میری عرضی کا حوالہ دیئے بغیر گورنر صاحب جنرل محمد سوار خان صاحب [1] چانسلر پنجاب یونیورسٹی و گورنر پنجاب گورنر ہاؤس لاہور سے جلد ترین فرصت میں یہ سفارش کریں کہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے منصوبے کیلئے صحیح العقیدہ شخص کی ضرورت ہے اور موجودہ سربراہ (یعنی سید عبداللہ) سے بہتر کوئی آدمی دستیاب نہ ہوگا اسلئے اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی تکمیل تک سید عبداللہ کو موقعہ دیا جائے۔ آپ از راہ کرم گورنر صاحب پنجاب کے نام سے سفارش نامہ جلد تحریر فرمادیں ممنون ہوں گا۔ نیاز مند (سید عبداللہ)

مزید: اگر دو چار کلمات قبلہ بزرگوار بھی لکھ سکیں تو اس سے فائدہ ہوگا۔ یا وہ اگر چاہیں تو صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کو لکھ سکتے ہیں۔ نیاز مند سید عبداللہ مزید: جب آپ سفارش نامہ تحریر وارسال کر چکیں تو از راہ کرم مجھے بھی مطلع فرمادیں تا کہ آگاہی ہو۔ سید عبداللہ

(۱۴)

۲۵ رجولائی ۱۹۷۹ء **(مولانا عبدالحق میرے روحانی مرشد)**

محب محترم مشفق مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف۔ آپ نے بہ تائید مبارک حضرت مولانا مدظلہ العالی نے جو خط گورنر صاحب کو لکھا ہے اسکی اطلاع اور نقل مل گئی ہے میں آپ دونوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میری طرف سے حضرت مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام مسنون واخلاص مودبانہ پیش کریں۔ وہ میرے روحانی مرشد ہیں میں اس سے قبل کئی روحانی صدمات اور آزمائشوں میں ان سے طالب دعا ہو چکا ہوں اور خداوند کریم نے رحم فرمایا ہے آج کل بھی میں ایک "روحانی آزمائش" میں ہوں ان سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ والسلام نیاز مند عقیدت مند سید عبداللہ

(گورنر پنجاب جنرل سوار کے نام سفارشی خط)

[1] ڈاکٹر صاحب کے حسب الحکم میں نے گورنر پنجاب کے نام حسب ذیل عریضہ بھیجا جس پر حضرت شیخ الحدیث کے تائیدی دستخط بھی کروائے گئے۔ ڈاکٹر صاحب کے مکتوب میں ایک عظیم علمی کام کے ادھورے رہ جانے کا خطرہ پھر ڈاکٹر صاحب کی ہر لحاظ سے موزونیت ایسا کرنے کی متقاضی تھی اور بحمد اللہ یہ کام کافی حد تک ڈاکٹر صاحب کے ذریعہ تکمیل پذیر ہوا۔

محترم المقام جناب جنرل محمد سوار خان صاحب گورنر پنجاب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آنجناب کی زیر سرپرستی پنجاب یونیورسٹی کا شعبہ اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ (اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام) کی تدوین وتبویب کا جو عظیم الشان علمی کام انجام دے رہا ہے اور جواب روبہ تکمیل ہے اس عظیم علمی کام کی مثال پورے برصغیر میں نہیں مل سکتی۔ اردو ادب اور میدان علم وتحقیق کے عظیم مصنف اور محقق علامہ شبلی نعمانی علامہ سلیمان ندوی جیسے دسیوں حضرات کی خواہیں اسطرح شرمندہ تکمیل ہونے لگی ہیں بین الاقوامی طور پر علمی دنیا میں پاکستان کا سربلند ہو چکا ہے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہوگا کہ یہ عظیم کام تحریک وتدوین، منصوبہ اور محنت اور انتھک سعی ولگن کے لحاظ سے اس کے چیف ایڈیٹر جناب ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب کی شبانہ روز جدوجہد کا مرہون منت ہے اور ان جیسا صحیح الفکر سلیم الطبع، اور صحیح العقیدہ، دانا اور نقاد مسلمان عالم اگر یہ کام انجام نہ دیتا تو ایک طرف شاید یہ کام ادھورا رہ چکا ہوتا یا پھر اسلامی وتحقیقی نکتہ نظر سے اس میں بے شمار خامیاں رہ جاتیں اب جب کہ انسائیکلو پیڈیا کا کام تکمیل کے مراحل میں ہے، ہم نے سنا ہے کہ اسکا موجودہ سربراہ جناب ڈاکٹر سید عبداللہ مدت ملازمت ختم ہونے کی وجہ سے سبکدوش ہو رہے ہیں۔ اسطرح ایک عظیم علمی تحقیقی کام اور مایہ ناز خدمت ادھورا رہ جانے کے خطرات ہیں اس لئے علمی ادبی اور صحافتی دنیا کے خواہش کی ترجمانی کرتے ہوئے ملتجی ہوں کہ اسکے موجودہ سربراہ کو دائرہ معارف کی تکمیل تک خدمت کا موقع دیا جائے بلکہ انہیں مجبور کیا جائے کہ وہ اس کام کو جلد از جلد خود ہی تکمیل تک پہنچائیں۔ والسلام بندہ عبدالحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ۔ سمیع الحق مدیر ماہنامہ الحق

(۱۵)

(شیخ الحدیث سے دعاؤں کی درخواست)

۱۷ اگست ۱۹۷۶ء

مکرم و محترم السلام علیکم، مزاج شریف، کرم نامہ موصول ہوا۔ مجھے اطمینان ہوا کہ حضرت گرامی مرتبت قبلہ شیخ الحدیث مدظلہ نے اس عاجز کے روحانی آلام کے ازالہ کیلئے دعا فرمائی اس عاجز کی استدعا ہے کہ میرے لیے دعا کو امر مستقل بنائیں تاکہ میں مذکورہ آلام سے نجات پا کر کچھ خدمت دین کی اور کچھ خدمت خلق کی کرسکوں۔ میرا نیازمندانہ سلام پہنچایئے۔ آپ نے الحق کے اگلے پرچے میں اگر ادارہ معارف اسلامیہ کے سلسلے میں کچھ لکھنے کا ارادہ کیا ہے تو میری التجا ہے کہ دسمبر سے پہلے اس موضوع پر براہ راست کچھ نہ لکھا جائے کیونکہ میرا معاملہ نومبر میں طے ہوگا۔ کہیں یہ نہ سمجھا جائے کہ ایک امر دفتری کے سلسلے میں میں نے اخباری مہم چلادی ہے ممکن ہے اسکا برا اثر پڑے۔ ذاتی سفارش کی حد تک جو کام ہوگیا ہے انشاء اللہ اسی کا اثر کافی ہوگا۔ باقی احوال بدستور ہیں۔ اگر مکروہات مندرجہ بالا اور گرمی کی شدت نے اجازت دی تو انشاء اللہ تعالیٰ الحق کیلئے ضرور کچھ لکھوں گا۔ دعا فرمایئے۔ والسلام نیازمند سید عبداللہ

(۱۶)

(ادب کلچر زبان کے دائروں میں محبت کی اساس دریافت طلب ہے)

۱۷ اردو نگر ملتان روڈ ۲۸/ جون

مشفقی و مکرمی۔ السلام علیکم۔ مزاج شریف۔ اس عریضے کا محرک محض یہ مخلصانہ جذبہ ہے کہ پاکستان کے اندر بسنے والے مختلف طبقے اور افراد انسانی روحانی اور مادی سطح پر کسی ایسے رشتے کی تلاش کرسکیں جو محبت اور مہر و الفت کا ضامن ہوسکے۔ میں جانتا ہوں کہ پاکستان کے باشندوں کے مابین اختلافات موجود ہیں اور ان کی بڑی ذمے داری سیاسی اور مفاداتی مسائل پر ہے اور جب تک ان مسائل کا حل نہ ہوگا محبت کے سلسلے اچھی طرح استوار نہ ہوسکیں گے۔ لیکن اس میں بھی کچھ کلام نہیں کہ ان سیاسی و مفاداتی الجھنوں کو دور کرنے میں بھی روحانی و انسانی رشتہ بندی بڑی حد تک ممد و معاون ہوسکتی ہے۔ یہ درست ہے کہ چونکہ سیاسی و مفاداتی مفاہمت ہمارے بس کی بات نہیں کیونکہ اس کے فیصلے ایک دوسرے دائرے میں ہوتے ہیں لیکن وہ کام کیوں چھوڑے جائیں جو ہمارے دائرہ اختیار میں ہیں خصوصاً جبکہ ہماری نجی کوششوں سے ان کے حل ہونے کے امکانات بھی موجود ہوں۔ میرے نزدیک یہ خوش قسمت دائرے تین ہیں۔ (۱) ادب (۲) کلچر اور (۳) زبان۔ کیا یہ ممکن نہیں ہوسکتا کہ ان تینوں دائروں کے تعلق میں محبت کی اساس دریافت کرلی جائے۔

چونکہ ان تین دائروں میں سب سے نازک دائرہ زبان کا ہے اور فضا کو مکدر کرنے کے لیے سب سے زیادہ اسی کو استعمال کیا جاتا ہے کیوں نہ ہم بھی اسی سے ابتدا کریں اور دیکھیں کہ زبان کے مسئلے کا کوئی خوشگوار حل نکل سکتا ہے یا نہیں؟

میں اس وقت تک (۱۹۴۰ء سے اب تک) یکے بعد دیگرے وقت کے قومی مطالبوں کے تحت اردو زبان کو مشترکہ قومی زبان سمجھ کر اس کے مسائل و مطالبات میں دلچسپی لیتا رہا ہوں اس لیے اپنا فریضہ اب بھی یہ سمجھتا ہوں کہ لسانی مسئلے کے بارے میں افہام و تفہیم کی کسی صورت کے لیے بہ حیثیت ایک خادم اردو سعی کرنے میں پہل کروں۔

اس سلسلے میں سب سے بڑا اور واحد سوال یہ ہے کہ کسی ممکن مفاہمت میں اردو اور علاقائی / صوبائی زبانوں اور اردو کے دائرہ استعمال کی نوعیت کیا ہوسکتی ہے جس کی بنا پر ہمارے ملک کا لسانی مسئلہ حل ہوجائے۔ یہ سوال اس سپرٹ میں کیا جارہا ہے کہ پاکستان میں اردو اور علاقائی / صوبائی زبانوں میں سے ہر ایک کو بقا و فروغ کا حق حاصل ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی ممکن تصفیے کا دارومدار کسی ایسے اصول پر ہوگا جو منصفانہ ہو، معقول ہو اور قومی تاریخ اور قومی مستقبل کی امیدوں سے ہم آہنگ ہو۔

اندریں حالات میں مخلصانہ و عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں اپنے گراں قدر خیالات کا بے تکلف اظہار فرما کر ممنون

فرمائیں۔ اگر آپ کا ارشاد ہوگا تو اس سلسلے کی تمام خط و کتابت مخفی رکھی جائے گی اور جب احباب کی اکثریت کے ارشادات موصول ہو جائیں گے تو پشاور، کوئٹہ یا لاہور میں یا کسی اور مناسب مقام پر ایک مجلس مشاورت منعقد کر لی جائے گی جس میں کوئی فارمولا تلاش کر لیا جائے گا۔

آخر میں پھر عرض کر دوں کہ میری اس کوشش کو بے غرض درویش کی کوشش سمجھا جائے۔ اس میں کسی قسم کی سیاست یا مفاد یا مقصد دنیوی شامل نہیں۔ مجھے صرف یہ خیال آیا ہے کہ ہم لوگ لڑتے اچھے نہیں لگتے۔ ہماری تاریخ بڑے زمانے سے مشترک ہے اس لیے روح بھی یکساں ہے۔ اگر روحانی وانسانی سطح پر محبت کے رشتے استوار ہو سکیں تو اس میں کیا مضایقہ ہے۔

ماقصہ سکندر و دارا نخواندہ ایم　　　از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

اگر خدا نے کامیاب کر دیا تو اس کا کرم ہوگا اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے ناکامی ہوگی تو میں اسے بھی اپنی ہی تقدیر سمجھوں گا اور آپ کو اور سب احباب کو دعا دوں گا۔ جواب سے ضرور ممنون فرمائیے۔ والسلام سید عبداللہ

(۱۷)

(قادیانیوں کے بارہ میں اقلیتی فیصلہ کے بعد لڑائی تنہا علماء نے لڑی ○ علماء امت کا اصولیات میں اتحاد ضروری ہے ○ دو عظیم خطرے مغربیت اور اشتراکیت ○ فیصلہ کے بارہ میں تین چار مغالطے ○ مغربی فتنوں کا پیچیدہ نظام عقائد ○ عقیدہ کے ساتھ معاشی اور معاشرتی حصوں پر بھی زور)

قادیانیوں کے بارے میں اقلیتی فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس طرح علماء کی وہ جدوجہد کامیاب ہوئی جس کے لیے وہ تقریباً ایک سو سال بھرپور لڑائی لڑتے رہے۔ اور مجھے یہ کہنے دیجیے کہ تنہا لڑتے رہے۔

میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ لڑائی تنہا علماء نے لڑی تو بالکل حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ علماء کے علاوہ جو طبقے یہاں موجود ہیں ان کی بہت سی تحریریں بطور شہادت پیش کی جا سکتی ہیں کہ ان کا نقطۂ نظر بالعموم علماء کے موقف کے خلاف اور قادیانیوں کے حق میں رہا ہے اور اس میں بڑے بڑے اکابر کے نام لیے جا سکتے ہیں۔

تو مقصد گفتگو یہ ہے کہ یہ خالصتاً علماء کے موقف کی جیت ہے جس میں کسی سیاسی مفاد و مصلحت کو دخل نہیں اور اب جبکہ علماء اس جنگ عقیدہ میں کامیاب و بامراد اور سرخرو ہو کر باہر آ رہے ہیں تو یہ پھر علماء ہی کا فرض ہے کہ اس فیصلے کے بعد کے مضمرات پر بھی وہی غور کریں اور اس فیصلے کے بعد، جو نتیجے نکل سکتے ہیں ان کے بارے میں اپنے ذہن کو صاف کریں اور ایک تنظیم اور قوت مجمعہ سے ان نئے فرائض کے لیے خود کو کمربستہ و مستعد کریں جو اس سلسلے میں ان پر عائد ہو سکتے ہیں کیونکہ بالآخر دین کی خدمت علماء ہی کریں گے اور وہی کر سکتے ہیں کیونکہ دین کی خاطر (نہ کہ سیاست اور مفادات دنیوی کی خاطر) کام کرنے کی اصولی صلاحیت علماء ہی کے پاس ہے۔

اقلیتی فیصلے سے علماء پر یہ روشن ہو جانا چاہیے کہ اس ملک میں (بلکہ دنیا کے ہر ملک میں) دینِ اسلام کی برکت اسی صورت میں ہر کسی پر واضح ہو سکتی ہے کہ علمائے امت میں اصولیات میں اتحاد ہو۔

آج تک اسلام کے بارے میں بے حسی اور بے رونقی جتنی بھی موجود ہے۔ اس کا ایک بڑا سبب علماء کا باہمی اختلاف ہے۔ ہم کہنے کو تو کہہ دیتے ہیں کہ پاکستان اور عالم اسلام میں اسلام کا قانون اور اسلامی طرز زندگی رائج ہو لیکن ہمیشہ یہ اختلاف دیکھنے میں آیا ہے کہ اسلامی قانون کی فروعات کو مدار کار بنا کر اختلاف کا بازار گرم ہوا اور عام مسلمان شہری کے لیے یہ سمجھنا مشکل ہو گیا کہ کس کے اسلام پر عمل کیا جائے۔ بلکہ اس پریشان خیالی سے بچنے کے لیے عام لوگ اب یہ کہتے ہیں کہ بھئی ان لوگوں کے پاس جب کوئی متفقہ طریق کار اور دستور

العمل ہی نہیں تو اس پریشانی میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

راقم الحروف دین اسلام میں گہرا اعتقاد رکھتا ہے اور علمائے کرام کا معتقد اور پیرو ہے لہٰذا ان باتوں کو تنقیص یا بے خیالی پر محمول نہ کیا جائے۔ یہ باتیں عام تعلیم یافتہ طبقہ کے علاوہ بے علم اَن پڑھ طبقے میں بھی پھیل چکی ہیں اور اس قابل ہیں کہ ان پر ٹھنڈے دل سے غور ہوتا کہ لوگوں کی بے یقینی اور ان کا ضعف اعتقاد دور ہو۔

یہ درست ہے کہ ہمارے قدیم دینی ادب میں اختلاف فقہا اپنی ایک مصلحت رکھتا تھا اور مصلحت یہ تھی کہ دین حق کی آخری جزئی تک یہ جستجو کی جائے کہ خدا اور خدا کے رسول ﷺ کا منشا اس باب میں کیا تھا۔ یہ سچائی اور حق کی تلاش تھی اور مضایقہ اس میں اس لیے نہ تھا کہ امت مسلمہ پر اس کا برا اثر نہ پڑتا تھا اور کسی کے گمراہ ہونے کا خدشہ نہ تھا۔ کوئی مسلم جو مسلک بھی اختیار کرے بہر حال دین سے اس کا تمسک غیر متزلزل تھا۔ مگر اب صورت حال بدل چکی ہے اب طوفان مغرب عقائد کی عمارت کو ڈھا چکا ہے دنیا داری غالب آ چکی ہے اور یورپ کی مادہ پرور سائنس نے شکوک کے مینار کھڑے کر دیے ہیں۔

ایسے میں مابہ الاختلاف کے بجائے مابہ الاشتراک پر زور دینے کی ضرورت ہے۔ علماء کے سامنے اس ملک میں بہت سے اہم مسائل ہیں ان کی خاطر علماء کا آپس میں اتحاد۔ اور ہر بڑے مسئلے کے بارے میں کم وبیش متفقہ یا مفاہمتی دستور العمل تیار ہونا چاہیے تا کہ عام لوگوں کو اس کے قبول کرنے یا اختیار کرنے میں پریشانی نہ ہو۔

علمائے کرام اچھی طرح باخبر ہیں کہ اس وقت اسلام کے سامنے دو عظیم خطرے ہیں، ایک مغرب کے افکار اور طرز معاشرت کا خطرہ اور دوسرا خطرہ ہے اشتراکیت (کمیونزم سوشلزم وغیرہ) یہ دونوں فتنے قادیانی فتنے سے کچھ کم خطرناک نہیں۔ اب جبکہ علماء اپنی قوت سے باخبر ہو چکے ہیں اور یہ بھی جان چکے ہیں کہ ان کی اصل طاقت اتحاد میں ہے ان پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا دونوں فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے آپس میں متحد ہو جائیں۔

ہمارے ملک کے بہت سے علماء ان مغربی فتنوں کی مضرت کو اس لیے کم اور معمولی سمجھتے ہیں کہ ان کے پیچیدہ نظام عقائد سے باخبر نہیں اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ ان مغربی عقیدوں کے ہر ہر پیچ میں کتنے کتنے خطرناک سومنات آباد ہیں تو انہیں خوب احساس ہو کہ ان کا مقابلہ کرنا کتنا ضروری ہے۔ بلکہ فرض عین ہے۔ لہٰذا علمائے کرام پر واجب ہے کہ ان فتنوں کے بارے میں صحیح معلومات بہم پہنچائیں اور پھر ان کا مقابلہ کرنے کے لیے متحد ہو جائیں۔ بے خبری کی صورت میں ان خطرناک فلسفوں اور عقیدوں کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

قادیانی فیصلے کے بعد، تعلیم یافتہ لوگوں میں تین چار قسم کے مغالطے بڑی کثرت اور شدت کے ساتھ پھیل رہے ہیں یا پھیلائے جا رہے ہیں۔ ایک خیال یہ پھیل رہا ہے کہ قادیانیوں کے بعد اب شیعہ، اور دوسرے چھوٹے فرقوں کی باری آئے گی۔ دینی طور سے بھی اور سیاسی طور سے بھی۔ ایک مغالطہ یہ بھی پھیل رہا ہے کہ غیر اسلامی ملکوں میں قادیانیوں کے ذریعے اسلام کا نام تھوڑا بہت اور ان کے توسط سے چرچا ہو رہا تھا اس فیصلے کے بعد جب تک ان ملکوں میں کوئی متبادل نظام (ہماری تبلیغ کے) موجود نہ ہوں گے اس وقت تک اس قسم کا چرچا اب نہ رہے گا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ علماء اپنے موجودہ اکتسابات کے ساتھ ان ممالک میں تبلیغ کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اور غیر قادیانی تعلیم یافتہ طبقہ اتنا بے حس ہے کہ اسے دین کے معاملات سے کوئی دلچسپی ہی نہیں۔ لہٰذا خیال یہ پھیلایا جا رہا ہے کہ اس سے آخر کار اسلام کے مفاد کو نقصان پہنچے گا۔ میری رائے میں یہ مغالطہ ہے لیکن علماء کے لیے، بہر حال یہ پہلو بھی قابل غور ہے اور فوری توجہ کے قابل ہے۔

ایک خیال یہ بھی پھیلایا جا رہا ہے کہ مسلمانوں کا حقیقی طرز معاشرت قادیانی گھرانوں میں ہے۔ ورنہ عام تعلیم یافتہ مسلمان تو اس معاشرت سے بیزار ہی نظر آتے ہیں، تعلیم یافتہ (غیر قادیانی) نوجوانوں میں، پردہ داری، حیاداری، جمعہ اور جماعت کی پابندی بلکہ خود نماز کا التزام،

قرآن مجید سے تعلق (محض خواندگی وغیرہ کی بھی) اب بالکل مفقود ہے۔سوال یہ کیا جاتا ہے کہ اسلامی معاشرتی طریقوں کا پابند قادیانی، غیر پابند غیر قادیانی تعلیم یافتہ لوگوں پر غیر ممالک میں (بلکہ خود اپنے ملک میں بھی) کیا زیادہ بااثر نہ ہوگا۔ اسلام کے بنیادی مزاج سے مختلف ہے۔جب مقصد اسلام ہے تو اسلام ہی کا نام کیوں نہ لیا جائے۔اسلام کے راستے سے اور اس کے ذریعے ہر مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اس خیال سے تبلیغ کے لیے زبردست تنظیم درکار ہے۔

دوسرا مسئلہ معاشی و معاشرتی ہے۔سچ یہ ہے کہ علماء محض عقیدے پر اتنا زور دیتے ہیں کہ معاشی و معاشرتی حصہ غائب ہو جاتا ہے۔آج کے معاشی ذہن کو مدنظر رکھ کر معاشی عدل وانصاف کے حق میں اور معاشی برائیوں کے خلاف واضح پروگرام بنا کر پُر زور کام کرنا چاہیے ورنہ مخالف یہ مغالطہ پیدا کرتے ہیں کہ علماء معاشی انصاف اور غربا کے مفادات کے مخالف ہیں۔

معاشرتی طور پر فحاشی و عریانی اور مغربیت کے خلاف منظم کام کی ضرورت ہے۔معاشرت ہی سے کسی نظام مذہب کے خارجی فروغ و غلبہ کا پتہ چلتا ہے۔سینما کے فحش اشتہارات سے اسکی ابتدا کی جاسکتی ہے۔دینی تعلیم کے نصابات اور نصب العین پر دوبارہ غور ہونا چاہیے فی الحال وہ دینی لحاظ سے مکمل مگر تبلیغی لحاظ سے غیر مکمل ہیں۔ممالک غیر میں اسلام کی تبلیغ کے لیے علماء کو (نئے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر) کام کرنا چاہیے۔تطہیر نفس وتزکیہ قلوب کے پرانے نظام کو زندہ کرنا چاہیے تا کہ افراد حرص و ہوا سے پاک ہوسکیں۔

اقلیتی فیصلے کے بعد اس پر نظر رکھی جائے کہ کوئی فرقہ حکومت کی رواداری یا کمزوری سے فائدہ نہ اٹھا سکے اور سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ علماء خود کو اسطرح آمادہ کریں کہ کسی سیاسی مفاد کے آلہ کار نہ بن سکیں۔ والسلام سید عبداللہ

(۱۸)

(وقت کا اہم ترین مسئلہ یہودی مسلمانوں کے گھروں کے اندر پہنچ گئے ہیں)

مکرم ومحترم۔السلام علیکم۔مزاج شریف۔ایک دوست نے ایک تحریر دی ہے۔وقت کی ضرورت ہے اگر آپ اسے شائع فرمادیں تو کرم ہو گا۔یہ مضمون عام اور وسیع ضرورت کی وجہ سے بعض دوسرے جرائد کو بھی بھیجا جارہا ہے امید ہے آپ اس کے باوجود اشاعت کا موقعہ دیں گے۔اگر آپ اس مضمون کو شائع کرکے،اس کے کم از کم پچاس نسخے زائد بھی نکلوا سکیں تو کاغذ کی قیمت میں دے دوں گا۔زائد نسخے مجھے پہنچا دیجیے تا کہ میں مناسب تقسیم کرسکوں۔مضمون سے متعلق میرا نام کسی ضمن میں نہ آئے۔ والسلام

آپکی خیریت کا طالب۔ نیازمند سید عبداللہ

(یہ مسئلہ وقت کا اہم ترین مسئلہ ہے۔یہودی مسلمانوں کے گھروں کے اندر پہنچ گئے ہیں۔بیداری کی ضرورت ہے)

(۱۹)

(میری علمی ومطالعاتی زندگی "مدیر الحق کے سوالنامہ کے جواب میں" عالم اسلام کو درپیش مسائل)

مخدوم ومکرم،السلام علیکم۔مزاج شریف!تلطف نامہ موصول ہوا،آپ کے جذبات مخلصانہ کا شکر گذار ہوں۔میں نہایت ہی بے مایہ اور کم دستگاہ آدمی ہوں۔مسجد سے زندگی شروع کی،حالات وواقعات مدرسہ میں لے گئے اور میں متعلقہ علم میں خاصی دور تک گیا مگر ذہنا مسجد ہی کا رہا۔بس بندۂ ناچیز پُر تقصیر،کوچہ گرد شہر رسوائی ہوں۔فقط آجکل ایک آزمائش کی وجہ سے دلجمعی میسر نہ تھی اور شاید میں فی الحال معذرت کر دیتا مگر آپ کے والد بزرگوار قبلہ مولانا عبدالحق مدظلہ کا اسم گرامی خط میں موجود پا کر میں انکار کو سوء ادب خیال کرتا ہوں،مختصر جواب نامے کا ارادہ کرلیا ہے۔آپ قبلہ سے عرض کریں کہ میرے لیے دعا فرمائیں کہ مجھے یکسوئی اور اطمینان نصیب ہو اور مقدس عقیدوں کی مزید خدمت کی توفیق عطا ہو۔اب جوابات پیش ہیں:-

(۱) ظاہر ہے کہ یہاں کتابوں سے مراد کتاب اللہ کے سوا دوسری کیا ہیں، ایسی کتابیں تین طرح کی ہیں۔ (۱) کتبِ دین و تصوف (۲) حکمت وفکریات (۳) ادب وشعر۔

الف۔ کتبِ دین میں اوّل اوّل اپنے والدِ محترم (کہ وہ بھی عالمِ دین تھے) کے زیرِ اثر امام غزالیؒ کی کیمیائے سعادت سے متاثر ہوا۔ میری عربی کی استعداد کم تھی اس لیے میں اُن کی عربی کتابوں سے زیادہ مستفید نہ ہوسکا۔ مگر فارسی کی اس مختصر کتاب نے مجھے اخلاقیاتِ زندگی سے رُوشناس کیا۔ اس کے بعد شوق نیموی کی "آثار السنن" سے روشناس ہوا۔ یہ اُس زمانے کا ذکر ہے جب میں بی۔ اے کا طالب علم تھا اور مجھے معارف واسرارِ دین کا چسکا نہیں پڑا تھا۔ اِسی زمانے میں میں نے "مواعظِ اشرفیہ" کا مطالعہ کیا، اندازِ بیان نہایت دلکش تھا۔ اشعار و لطائف کی آمیزش نے بڑا مزا دیا۔ اسی زمانے میں ایک اردو کتاب "الدّین القیم" نظر سے گذری۔ اس کے بعد دینی کتابوں کے مطالعہ کا شوق بڑھتا گیا۔ اس اثناء میں ایک طرف مولانا ابوالکلام آزاد کی تحریریں اور شبلی کی تاریخیں نظر سے گذریں، اور دوسری طرف میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شامل ہوگیا، میں نے "بلوغ المرام" اور "مشکوٰۃ شریف" مسجد چینیاں لاہور میں پہلے پڑھ رکھی تھی، اب مسجد شیرانوالہ میں "صحیح مسلم" اور "حجۃ اللہ البالغہ" کی تحصیل کے علاوہ حضرت مولانا کے "خاص" درسِ قرآن میں شرکت کی۔ اس ماحول نے گہرا نقش چھوڑا۔ چنانچہ اب تک فکریاتِ جدید کے وسیع الاطراف مطالعہ کے باوجود میرا ذہن دینی ہی ہے۔

جب ذہن پختہ ہوگیا تو "صحیح بخاری" کے علاوہ "فتح العزیز" (تفسیر شاہ عبدالعزیزؒ) اور "جلالین" اور بعد میں "بیضاوی" کا مطالعہ کیا۔ جامعہ ملیہ علی گڑھ میں زیرِ تعلیم ہونے کے زمانے میں ان سے تفسیر سورۂ یوسف بھی پڑھی۔ بعد میں مولانا اشرف علی تھانویؒ کی "بیان القرآن" کو دیکھا۔ امام ابوالحسن الاشعریؒ کی "مقالات الاسلامیین" کا بہت بعد میں مطالعہ کیا اور احیاء العلوم بھی نظر سے گذری۔

تصوف کی کتابوں میں "کشف المحجوب"۔ کلاباذی کی "کتاب التعرف لمذہب اہل التصوف" ابونصر سراج کی "کتاب اللمع" کو بھی دیکھا۔ محی الدین ابنِ عربیؒ کی "فصوص الحکم" اور "فتوحات" سے بھی دلچسپی رہی، لیکن سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ بعد میں امام ابنِ تیمیہؒ اور علامہ ابنِ قیمؒ کی تصانیف بھی جستہ جستہ نظر سے گذریں۔ سو یہی مختصر سی کہانی ہے دینی وعربی کتابوں سے تحصیل واکتساب کی۔ اگرچہ گاہ گاہ اور جستہ جستہ عربی کی دیگر کتب بھی دیکھتا رہا اور اب بھی دیکھتا ہوں۔ مگر اب میری توجہ تصوّراتِ اسلام کی تعبیر وتشریح کی طرف زیادہ ہے۔ اور میری رائے ہے کہ نئے دور کو نئے علمِ کلام کی ضرورت ہے، کیونکہ دین پر اعتراضات کی نوعیت بدل گئی ہے۔ اب حملے عقلی نہیں سائنسی فکر کی طرف سے ہیں۔ لہٰذا آج کا مسئلہ دین کو نئے اجتماعی افکار کی زد سے بچانا ہے۔

ب۔ حکمت وفکریات میں میری دلچسپی فلسفے کے طالب علم کی حیثیت سے ہے میں نے افلاطون، ارسطو، پھر طامس، کونیاس اور آگے کانٹ روسو، والٹیر، شوپن ہار، سپنوزا، نٹشے، برگسان، ولیم جیمز، ڈیوی اور برٹرینڈ رسل کا خاص مطالعہ کیا ہے۔ اور آج کے "وجودعبث" کے داعی حکماء کو بھی دیکھا ہے، اس سلسلے میں اور بھی بہت کچھ دیکھا ہے۔ ان سب کے زہر کا تریاق علامہ اقبالؒ کی کتابوں میں ملتا ہے، اور مولانا ابوالکلام آزاد کی "ترجمان القرآن" اور مولانا مودودیؒ کی "تفہیم القرآن" سے ازالۂ اوہام ہوتا ہے۔

ج۔ ادب وشعر میں حافظ ورُومی کے علاوہ نظیری وغالب اور بعد میں اقبالؒ، اردو میں میر تقی میر اور جدید دور میں غزل کے شعراء حسرت موہانی اور فانی سے بہت متاثر ہوں۔ اکبرالہ آبادی اور امیر مینائی کا ذائقہ بھی میسر ہے۔ اور یوں محسوس کرتا ہوں کہ زندگی میں یادِ خدا کے بعد شعر سے بڑا روحانی سکون ملتا رہا۔

(۲) مجھ پر خاص کتابوں سے زیادہ عام مطالعے کا اثر ہوا، اس لیے خصوصی نقوش کا ذکر مشکل ہے۔ اب میں ادب کا اور دین کا بیک

وقت طالب علم ہوں، اور اس نقطۂ نظر سے مطالعہ کرتا رہتا ہوں اور بالآخر ایک مجموعی تاثر قائم ہو جاتا ہے۔

(۳) الہلال اور معارف (اعظم گڑھ) کا مسلسل مطالعہ رہا اور ادبی رسائل میں ہمایوں (لاہور) اردو (دہلی و کراچی) نیا دور اور ماہِ نور (کراچی) وغیرہ وغیرہ اکثر اُردو رسالے زیر نظر رہتے ہیں۔ اب نئے دینی رسالوں میں البلاغ (کراچی) الحق (اکوڑہ خٹک) اور ترجمان الحدیث (لاہور) نظر سے گذرتے ہیں، اور گاہ گاہ ترجمان القرآن (لاہور) بھی۔

(۴) میں تعلیمی زندگی میں دینی علوم حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا غلام مرشد لاہوریؒ اور مولانا عبدالحی فاروقی وغیرہ سے۔ اور دُنیوی علوم میں ابتدائی زمانے کے متعدد اساتذہ کے علاوہ پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیع (لاہوری) پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد اقبال (لاہور) اور پروفیسر حافظ محمود خاں شیرانی سے اکتساب کیا۔ میرے ایک پرائیوٹ استاد خواجہ محمد سلیم (جو کہ میرے عظیم محسن بھی تھے) میرے انگریزی کے استاد تھے۔ اور یوں زندگی بھر ہر کسی سے کچھ نہ کچھ سیکھا۔ عالم ایک مکتب ہے اس میں شجر حجر تک سے کسب دانش ممکن ہے۔

(۵) یہ سوال تفصیل طلب ہے، اس پر پھر کسی موقع پر اظہار خیال ہو سکے گا۔

(۶) -------- ایضاً --------

(۷) اس وقت عالمِ اسلام کو جو مسائل درپیش ہیں وہ کئی قسم کے ہیں۔ (الف) سیاسی (ب) فکری (ج) داخلی انحطاط۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ کتابیں درکار ہیں جن کی تفصیل اس شذرے میں ممکن نہیں۔

مجملاً عرض ہے کہ سیاسی مسائل سے قطع نظر کہ اس وقت میرے مدِ نظر نہیں، جدید نظریات کا مقابلہ کرنے کے لیے سب سے زیادہ ضروری امر یہ ہے کہ جدید معاشرتی علوم کا مطالعہ کیا جائے بلکہ انہیں تمام دینی مدارس کے نصاب میں شریک کیا جائے۔ معاشرتی علوم سے مراد علمِ سیاسیات، علمِ معاشیات، علمِ شماریات، تاریخ ارتقائے سائنس اور تاریخ فلسفۂ جدید اور علمِ نفسیات اور تاریخ ادبِ مغرب بھی مفید ہے۔ ان سب علوم پر انگریزی میں تو بہت کچھ ہے مگر اُردو میں بھی ہر قسم کی کتابیں مل جاتی ہیں۔

میرے خیال میں دینی مدارس میں انگریزی کے متوسط علم کے علاوہ مذکورہ بالا علوم کے آمیزش سے ان مدارس کی افادیت میں بیحد اضافہ ہوگا، اور وہ نئے زمانے کے فتنوں کی صحیح نوعیت سمجھ کر ان کا علاج کر سکیں گے۔ مرض کی تشخیص کے بغیر علاج ناممکن ہے۔ ہمارے علماء کے پیشِ نظر قدیم زمانے کے ملحدانہ خیالات ہیں مگر وہ جدید الحاد کے سامنے کچھ بھی نہیں، علماء آج کے بگاڑ کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ زمانہ تقابلِ ادیان سے زیادہ تقابلِ افکار کا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ داخلی انحطاط کا علاج اور بھی ضروری ہے، اور میں غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس کا ایک بڑا سبب تربیتِ نفوس کا فقدان ہے۔ ہمارے پرانے معاشرہ میں تصوف و طریقت کا ایک نظام تھا جو اندر کی بیماریوں کے علاج پر توجہ صرف کرتا تھا، نفس کی اصلاح و تزکیہ پر زور دیتا تھا۔ مگر اب خود دینی حلقوں میں اس کی اہمیت نہیں سمجھی جاتی۔ جو طبقے دینداری پر زور دیتے ہیں وہ تو اس تربیت کے اب قائل ہی نہیں معلوم ہوتے اور جو طریقت پر قائم ہیں وہ صرف تکیئے اور زاویے کی رونق ہی کو مقصودِ نظر جانتے ہیں۔ اصلاحِ نفوس کا کام انہوں نے بھی چھوڑ دیا ہے۔

انسانی زندگی میں جذبات تمام افعال و اعمال پر بڑا اثر ڈالتے ہیں، ان کی تعدیل کے لیے مناسب قسم کے ذوقی وسائل کی ضرورت ہے۔ کچھ ادبی ذوق، کچھ جمالیاتی مشغلہ، کچھ علمِ جذبات، کچھ تطہیرِ جذبات کی صُورتیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہر چند پولیس جرائم کا سدِ باب کرتی ہے مگر ان کی تعزیر سے جرائم رک نہیں جاتے، جرائم تو رُکتے ہیں تعدیلِ جذبات سے، تطہیرِ نفوس سے، شرافتوں کے عمل سے، دردمندی سے، ہمدردی سے، شفقت سے، محبت سے۔! اب اگر اس داخلی انحطاط کو روکنا ہے تو اس کے لیے دین پر مبنی اخلاقیات کے علمِ رسمی کے ساتھ ساتھ تطہیرِ نفوس اور تعدیلِ جذبات کا سامان بھی مہیا کرنا چاہیئے، شفقتوں کا ایک نظام قائم کرنا لازمی ہے تا کہ قلوب میں نیکی اور اچھی زندگی کیلئے کشش پیدا ہو۔ ذکر و

فکر اپنی جگہ ٹھیک ہے مگر ظاہری طور سے شفقتوں کا عمل اور محبتِ لوام کا نظام، توازن اور تعدیل پیدا کرے گا۔ دینی ارکان کا عمل بالجوارح ہو اور خارجی زندگی میں طہارتِ نفس اور محبت و شفقت اور حُسنِ معاملہ اور عدل و احسان نظر نہ آئے تو لوگوں پر دین کا اثر نہیں ہوتا، خصوصاً آج کے دور میں لوگ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔

(۸) اس سوال کا جواب سوال نمبر ۷ میں آ گیا ہے۔

(۹) یہ سوال بھی تفصیلی طلب ہے ان شاء اللہ پھر کسی موقعہ پر کچھ عرض کر سکوں گا۔

ممکن ہے بعض جگہ ربط قائم نہ ہو سکا ہو۔ سو اس کا خیال نہ کیجیے۔

گر بہم بر زدہ بینی خط من عیب مکن　　　　که مرا محنتِ ایام بہم بر زدہ است

آخر میں پھر گزارش ہے کہ قبلہ کی خدمت میں میرا اسلام پہنچا دیجیے۔ اور عرض کیجیے کہ میرے لیے دعا فرمائیں۔ میں آج کل ایک پیچیدہ پریشانی میں ہوں خدا تعالیٰ مجھے اس سے نجات دے اور جملہ احوال کی اصلاح فرمائے۔

میں ۲۵ اگست تک لاہور واپس جانے کا ارادہ رکھتا ہوں مزید خط و کتابت، اس کاغذ کی پیشانی پر لکھے ہوئے پتے[1] پر کریں۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کا حصول بھی مذکورہ بالا پتے پر خط و کتابت سے ممکن ہوگا۔ باقی سلام و دعا　　نیازمند　سید عبداللہ

(۲۰)

(قومی سیرت کانفرنس اسلام آباد کا خطبہ)

۷رفروری ۱۹۸۱ء

مکرمی و محترمی، السلام علیکم، میں آپ کی خدمت میں اپنے کلیدی خطبہ کا ایک نسخہ بھیج رہا ہوں جو میں نے قومی سیرت کانفرنس اسلام آباد میں پڑھا از راہ کرم اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے اپنے اخبار کی کسی قریبی اشاعت میں شائع کر کے ممنون فرمائیں۔　　والسلام

نیازمند (سید عبداللہ)

---

[1] مذکورہ خط میں میرے سوالنامے کے مختلف شقوں پر روشنی ڈالی گئی ہے میرا سوالنامہ بھی ملحوظ قارئین رہے۔

(سوالنامہ)

۱۔ آپکو علمی زندگی میں کن کتابوں اور مصنفین نے متاثر کیا اور آپ کی محسن کتابوں نے آپ پر کیا نقوش چھوڑے؟

۲۔ ایسی کتابوں اور مصنفین کی خصوصیات۔　۳۔ کن مجلات اور جرائد نے آپکو شغف رہا، موجودہ صحافت میں کون سے جرائد آپکے معیار پر پورے اترتے ہیں؟

۴۔ آپ نے تعلیمی زندگی میں کن اساتذہ اور درسگاہوں سے خاص اثرات لئے، ایسے اساتذہ اور درسگاہوں کے امتیازی اوصاف جن سے طلباء کی تعمیر و تربیت میں مدد ملی۔

۵۔ اس وقت عالم اسلام کو کن جدید مسائل اور حوادث و نوازل کا سامنا ہے۔ اس کیلئے قدیم یا معاصر اہل علم میں سے کن حضرات کی تصانیف کارآمد اور مفید ثابت ہو سکتی ہیں؟

۶۔ علمی، فکری اور دینی محاذوں پر کئی فتنے تخریبی، الحادی، اور تجددی رنگ میں (مثلاً انکار حدیث، عقلیت، اباحیت، تجدد، مغربیت، قادیانیت اور مادرزم) مصروف ہیں انکی سنجیدہ علمی احتساب میں کونسی کتابیں حق کے متلاشی نوجوان ذہن کی رہنمائی کر سکتی ہیں؟　۷۔ موجودہ سائنسی اور معاشی مسائل میں کونسی کتابیں اسلام کی صحیح ترجمانی کرتی ہیں۔

۸۔ مدارس عربیہ کے موجودہ نصاب اور نظام میں وہ کونسی تبدیلیاں ہیں جو اسے موثر اور مفید تر بنا سکتی ہیں۔ امید ہے اپنے مفید خیالات سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

(الحق میں مکتوب نگار کے مضامین کی تفصیل)

۱۔ میری (سید عبداللہ) علمی و مطالعاتی زندگی [جوابِ سوالنامہ]، مارچ ۱۹۷۲/ ۲۹-۳۳

۲۔ معجم مصادر اسلامی، ایک اہم ضرورت [بسلسلہ کتابیات اسلام]، جون ۱۹۷۴/ ۲۹-۳۲

۳۔ قادیانیت [اقلیتی فیصلہ۔ سوالنامہ کا جواب]، اکتوبر ۱۹۷۴/ ۲۳-۲۷

۴۔ مسلمانوں کا معاشرہ مغربیت کی زد میں [ٹیلی ویژن کی ہلاکت آفرینی]، جنوری ۱۹۷۵/ ۳۶

۵۔ دینی مدارس کا نصاب و نظام تعلیم، ستمبر ۱۹۷۵/ ۳۳-۳۶

۶۔ نفاذ شریعت کا مطلب کیا؟ [خدشات کا ازالہ]، جون ۱۹۷۸/ ۱۸-۳۰

۷۔ اسلامی نظام کا نفاذ اور تدریجی پروگرام [مکتوب]، ستمبر ۱۹۷۸/ ۴۸

مولانا محمد عبداللہ صاحب شہید[1] اسلام آباد

(۱)

(دعا بعد الجنازہ کے بارہ میں شائع شدہ فتویٰ پر ناراضگی)

۳۰ رمئی ۱۹۷۶ء

بخدمت جناب سیدی مولانا محمد سمیع الحق صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، نہایت ادب کیساتھ آپکا موجودہ رسالہ "الحق" پڑھا۔ اسمیں نماز جنازہ کے بعد دعا پر فتویٰ پڑھ کر نہایت دلی صدمہ ہوا کہ وہ رسالہ جو اسم باسمیٰ تھا اسمیں اتنی کمزور باتیں اور ایسے کمزور فتاوے شائع کرنا زیب نہیں دیتا۔ جب سے میں نے قاسم العلوم ملتان اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاون سے تعلیم حاصل کی اور بیس سال سے خدمت خطابت سرانجام دے رہا ہوں۔ کسی بزرگ عالم سے دعاء بعد الجنازہ کا عمل نہیں دیکھا اور چنانچہ میں بھی دعا نہیں کیا کرتا اس رسالہ میں فتویٰ شائع ہونے سے اب کئی لوگ مجھے ملامت کرنے لگ گئے کہ تم بڑے عالم آگئے ہو بڑی دیوبندی بنے ہوئے ہو الحق میں جواز کا فتویٰ آگیا۔ اب خبردار ہرگز بڑنہ کرنا۔

مولانا محترم، آپ نے کیا ہمارے لیے مصیبت بنادی؟ خدارا اگلے شمارہ میں اس فتویٰ کی تردید شائع کردیجئے بصورت دیگر مجبوراً ہم الحق کے فتویٰ سے برآت کا اظہار علی الاعلان کرینگے کیا فتاوی دارالعلوم دیوبند میں یہ مسئلہ نہیں آچکا تھا؟ کیا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کا فتویٰ اس بارے میں موجود نہیں ہے؟

میں نے کئی سال قبل بیس مدارس سے ایک فتویٰ منگایا تھا وہ فتویٰ تھا کہ نماز تراویح پڑھانے اور ختم قرآن پر اجرت لینے کا، تمام مدارس یعنی انیس جگہ سے جواب آیا تھا کہ یہ قطعاً ناجائز ہے البتہ آپکے مدرسہ کے مفتی صاحب نے گھما پھرا کر کے جواز کا فتویٰ دیا تھا میرے خیال میں اگر مفتی صاحب کا کام یہی ہے کہ ادھر ادھر سے اقوال شاذہ سے لوگوں کو جواز کے فتویٰ دینا ہے تو پھر اس شعبہ افتاء کو بند کردینا بہتر ہے۔ واللہ اعلم، شدت سے جواب کا انتظار ہے۔ فقط محمد عبداللہ

(۲)

(دینی مدارس کے فضلاء کے بارہ میں جمعیۃ اہل سنت کے سفارشات)

مکرمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہم العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد سلام مسنون گزارش ہے کہ دینی مدارس کے فارغ التحصیل علماء کرام کے سکولوں میں عربی ٹیچرز اور آرمی، ایئرفورس، کمیشن میں خطابت وامامت اور مدارس سے فراغت کے بعد مزید تعلیمات میں اضافہ اور وقار کو پیش نظر رکھتے ہوئے جمعیت اہل سنت والجماعت کے اجلاس میں جو سفارشات پاس کی گئی ہیں انکی ایک کاپی برائے اشاعت ماہنامہ الحق آپکی خدمت میں ارسال ہے۔ اسکو جلد اور مکمل شائع کراکے کار خیر میں تعاون فرمائیں۔

والسلام محمد عبداللہ (قاری سعید الرحمان)

---

[1] اسلام آباد کی عالمی شہرت یافتہ مظلوم مسجد۔ لال مسجد کے خطیب جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ کے سربراہ مجاہدین اسلام مولانا عبدالعزیز اور غازی عبدالرشید شہید کے والد بزرگوار، عجیب فنانی اللہ اور فنانی الحق ایک البیلی شخصیت، نامعلوم ظالموں کے ہاتھوں اعلاء حق کے پاداش میں اللہ کے گھر لال مسجد میں شہید کردیے گئے۔

مولانا محمد عبداللہ بھکر[1] ماہنامہ مناقب بھکر

(۱)

۵/ذیقعد ۱۳۸۶ھ (سید قطب کے بارہ میں میرے تاثرات سے اختلاف)

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم العالی۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج مبارک۔ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ الحق میں آپ نے سید قطب[2] کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ ترجمان اسلام کی تحریرات اور اکابر کے نظریہ کے بالکل برعکس ہے خیال تھا کہ اگر سید قطب کی کتابوں کے مطالعہ سے پہلے آپ نے ایسا غلطی سے لکھ دیا ہوگا تو اب ترجمان اسلام کے مضامین سے متنبہ ہوئے ہوں گے اور اس اپنی تحریر کے متعلق صحیح بات ضرور لکھیں گے۔ مگر اب تک ہماری یہ امید پوری نہیں ہوئی۔ آپ کی اس غلط تعریف سے جن لوگوں نے سید قطب کے متعلق ممتاز عالم، مفکر اور دینی اقدار کا بلند حوصلہ داعی ہونے کا نظریہ قائم کیا ہوگا اور اس سے عقیدت قائم کر کے اس کے لٹریچر سے گمراہی کے راستہ پر پڑینگے۔ انکی ذمہ داری کس پر ہوگی؟ آپ کی تحریرات اور الحق کے دوسرے مضامین سے دل کو خوشی ہوتی تھی مگر مذکورہ تحریر اور اسکے متعلق بعد کی اس خاموشی سے مایوسی ہونے لگی ہے۔امید کہ آپ اس معاملہ میں جواب سے مطمئن فرمائینگے اور الحق میں اپنی تحریر سے رجوع لکھ کر یقینی فریضہ ادا فرمائیں گے۔ والسلام محمد عبداللہ بھکر

(۲)

۲/رمضان ۱۳۸۹ھ (بارگاہ رسالت اور بزرگان دیوبند نامی کتابچہ)

محترم مولانا! زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج مبارک، بارگاہ رسالت اور بزرگان دیوبند کی کتاب کی دو کاپیاں ارسال خدمت ہیں۔الحق میں تبصرہ فرما کر ممنون فرمائیں،تبصرہ والا پرچہ ارسال فرماسکیں تو نوازش ہوگی۔ والسلام

(۳)

۱۸/صفر ۱۴۰۵ھ (الحق کے ذریعہ اشاعت حق)

محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم السامی۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج مبارک، ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر جناب سے بہت مختصر ملاقات ہوئی۔روانگی کے وقت بھی آپ کو تلامذہ میں گھرا ہوا دیکھ کر تکلیف نہیں دی۔الحق کا پرچہ مل گیا ہے۔جناب کی اس عنایت پر شکر گزار ہوں۔اللہ تعالیٰ الحق کے ذریعہ اور زیادہ اشاعت حق کی توفیق عطا فرمائے۔ہو سکے تو حضرت مولانا صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام مسنون اور دعاء کی درخواست عرض کریں۔امید ہے کہ مزاج بعافیت ہونگے۔ والسلام عبداللہ بھکر

(۵)

۲/صفر ۱۴۰۹ھ،۱۵/ستمبر ۱۹۸۸ء (شیخ الحدیث کی وفات پر تعزیت)

محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم السامی۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج مبارک، حضرت شیخ الحدیث قدس اللہ سرہ العزیز کی وفات کی افسوسناک خبر اخبار میں پڑھی، بہت صدمہ ہوا، رات ریڈیو کی خبر معلوم ہو جاتی تو جنازے میں شرکت نصیب ہو سکتی

---

[1] بھکر کے سرکردہ عالم ممبر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب

[2] اسکی تفصیل کیلئے مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے احقر کے نام خطوط

تھی۔ اپنی اس محرومی کا اور زیادہ افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کے درجات بلند فرمائے، ان کا وقت مقرر تھا۔ اپنے وقت پر دنیا سے تشریف لے گئے۔ اپنی نیک اور مبارک زندگی میں انہوں نے آخرت کے لئے جو بڑا ذخیرہ کیا وہ یقیناً اس کی آسودگی اور راحت میں ہوں گے۔ نقصان تو ہم بدنصیبوں کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت سے محروم ہو گئے۔

آنچہ از ما گم شدہ گر از سلیماں گم شدے

ہم سلیماں ہم پری ہم اھر من بگریستے

اللہ تعالیٰ آپ کو اور سب برادران کو حضرت والد کی جانشینی کا حق ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ سب بھائیوں اور متعلقین کی خدمت میں سلام مسنون اور مضمون واحد عرض ہے۔ والسلام محمد عبداللہ

☆☆☆

عبداللہ بن سعید جلال آبادی (ڈھاکہ بنگلہ دیش)

(۱)

(اکابر کے کتب کی بنگلہ دیش زبان میں ترجمہ اور اشاعت)

بخدمت شریف حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ العالی، مدیر الحق اکوڑہ خٹک پشاور، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب والا، امید ہے کہ خیریت سے ہوں گے آج تک جو بندہ کے نام باقاعدہ الحق بھیج رہے ہیں اسکا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کثرت مشاغل کی وجہ سے بندہ کو فراموش بھی کر سکتے ہیں اسلئے یاد دلانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ دفعہ جب آپ کے محترم والد صاحب کے معیت میں مشرقی پاکستان تشریف لائے تھے تو ٹنگی کے مقام پر تبلیغی اجتماع میں اور ایڈن ہوٹل میں جمیۃ علماء اسلام کے اجتماع میں بندہ سے ملاقات ہوئی تھی۔ بندہ بنگلہ زبان کا ایک مصنف اور مضمون نگار اور مترجم ہے۔ حضرت مولانا بنوری، مفتی محمد شفیع، مولانا آزاد وغیرہ بزرگوں کے مختلف مضامین بنگلہ میں ترجمہ کر کر کے کثیر الاشاعت اخباروں میں شائع کیا ہے مولانا سید سلیمان ندوی صاحب کا خطبات مدارس کا پورا ترجمہ ہی بندہ نے کیا ہے حضرت اسماعیل شہید حضرت شاہ ولی اللہ، اور حضرت سید حسین احمد مدنی رحمہم اللہ کے خطبات کا تراجم بھی بنگلہ میں بندہ نے کیا ہے جسکی اشاعت امدادیہ لائبریری ڈھاکہ نے کیا۔ سنا کہ آپ کے محترم والد صاحب سیرت مجلس ڈھاکہ کے دعوت پر تشریف لائیں گے۔ واقعی تشریف لا رہے ہیں یا نہیں نیز آپ بھی معیت میں تشریف لائیں گے کہ نہیں معلوم کرنا چاہتا ہوں علاوہ بریں بندہ اپنے انجمن کیطرف سے شائع کردہ ''خطبہ حجۃ الوداع'' عربی اور اردو نسخہ دستی طور پر بدست جناب فضیلت شاہ کاکاخیل (ساکن زیارت گاہ کاکا صاحبؒ) گزشتہ مہینہ بھیج دیا تھا معلوم نہیں کہ ملا ہیں اگر نہ ملا ہو تو اطلاع فرمادیں دوبارہ بذریعہ ڈاک بھیج دیا جائیگا۔

مولانا محترم، علماء کرام کا اندوہ ناک اختلاف اور آپس کی کیچڑ اچھالنا بہت گراں معلوم ہو رہا ہے۔ علماء کا دار دن بدن گر رہا ہے غیر جانب دار رہنے کا سزا تو دو ہرا ملتا ہے ہر کوئی ایسے آدمی کو فریق خلاف کا آدمی سمجھتا ہے۔ سنا تھا کہ مولانا قاری زاہر قاسمی دونوں فریق کو کراچی یکجا بلا

۱۔ موصوف کا علمی دینی اور تصنیفی خدمات کا تعارف ان کے خطوط میں موجود ہے۔

رہے ہیں اس بارے میں آپکو کیا معلوم؟ آپ نے کس جماعت میں شمولیت اختیار کیا کہ نہیں اطلاع دیں اور ہم کو اس بارے میں مشورہ دیں۔ بندہ نے دو سال میں بہت سارے کام کیا مختصر خط میں جسکا اظہار ممکن نہیں ملاقات میں اگر آپ تشریف لائیں ورنہ بعد کے خط میں تفصیل لکھونگا انشاء اللہ، البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی مدظلہ العالی نے میرے کاموں پر اطمینان کا اظہار فرمایا۔ جواب سے نوازیں۔ اطلاعا عرض ہے کہ بندہ کا پتہ رحمت عالم اسلام مشن کے بجائے حسب ذیل استعمال کریں۔ الحق بھیجنے میں بھی ذیل کا پتہ ملحوظ رکھیں۔ فقط والسلام جواب کا منتظر دعا کا خواستگار بندہ عبداللہ بن سعید جلال آبادی

(ناظم اعلیٰ انجمن اظہار حق ڈھاکہ، بمعرفت حافظ محمد ادریس صاحب تیسری بازار حافظیہ مدرسہ، تیج گاؤں ڈھاکہ۔۸

اسلام کی پکار نامی بنگلہ زبان کی کتاب جسکا تذکرہ تبلیغی اجتماع میں بندہ نے کیا تھا بروقت شائع ہوگئی تھی۔ جس میں الحق کے حوالہ بھی موجود ہے حضرت عثمان مدظلہ العالی اقتباسات کا تراجم سن کر خوشی کا اظہار فرمایا۔ کتاب کے صفحات ۱۴۴، عبداللہ بن سعید

(۲)

۸۳/۱۹/۱ (ٹونگی ڈھاکہ کے تبلیغی اجتماع میں شیخ الحدیث اور احقر کی شرکت اکابر کے دینی لٹریچر کی طلب)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم، امید ہے کہ خیریت سے ہوں گے اور حسب دستور دینی خدمات انجام دیتے رہے ہونگے۔ آپ بڑے آدمی ہیں شاید یاد نہ رہے کہ راقم الحروف کون ہے، چودہ پندرہ سال پہلے آپ آپکے والد بزرگوار کے معیت میں جب ڈھاکہ اور سلہٹ کا دورہ کیا تھا اس وقت آپ سے راقم الحروف کی پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ دوبارہ بعد والے سال ٹنگی کے علاقی تبلیغی اجتماع میں۔ مئی ۸۰ء کو انڈونیشیا اور ملیشیاء سے واپسی کے وقت بھی شاید ایک خط بنکاک کے ہوائی اڈہ سے آپکے نام پر ڈاک میں ڈالا تھا جسمیں ملیشیاء کے مسلمانوں کی قلت تعداد کے متعلق بھی لکھا تھا بعینہ وہی شکایت مولانا تقی عثمانی صاحب سے بھی کی تھی اور دونوں حضرات سے ازراہ کرم اپنے اپنے رسالے بھیجنے کی درخواست کی تھی۔ آپ نے تو رسالہ حسب دستور سابق بھیجنے کا وعدہ بھی فرمایا تھا لیکن میری بدقسمتی ہے کہ اب تک مجھے ایک رسالہ بھی موصول نہیں ہوا اور تقی صاحب جیسے بڑے آدمی نے ہم جیسے بیگانوں کو ٹالنا ہی بہتر سمجھا۔ خیر یہ انکی اپنی ادا، اس سے شکایت کر کے کیا فائدہ؟ لیکن مجھے تعجب ہے کہ آپ ۶۶ء کو تو ہم کو درخور اعتنا خیال فرمایا کہ مدرسہ عالیہ ہوسٹل ڈھاکہ کے پتے پر اعزازی کاپی بھیجتے تھے لیکن اب جب ہماری احتیاج آپ جیسے حضرات کے فکر ونظر کے مطالعہ کی بڑھ گئی اب ہم کو پرچہ مل نہیں رہا ہے حالانکہ اس وقت تو الحق نیز دوسرے پاکستان پرچے خریدنے کو ملتے اور اس وقت بغیر آپ نے بھیجنے کی کرم فرمائی کے کوئی سبیل ہی باقی نہیں رہی۔ بہرحال اب نئے سرے سے درخواست ہے کہ آپ براہ کرم بنگلہ دیش کے علماء حضرات پر رحم کھا کر آپ کے نیز آپکے ہم خیال رفقاء کے پرچے ہمارے لیے بھیجنے کی صورت نکالیں تاکہ ہم کو علمی میدان میں جو وحشت محسوس ہو رہی ہے اسکا خاتمہ ہو اور ہم کو اپنے بزرگوں کے حالات معلوم کرنے کے ذرائع ہاتھ لگیں۔ آپکے والد صاحب کے حالات اور ملفوظات اگر آپ حضرات نے محفوظ اور مرتب کیے ہیں تو ضرور اسکا نسخہ ہمارے لیے بھیجا کریں۔ نیز مفتی محمود صاحب اور مولانا بنوریؒ پر اگر آپ نے کوئی خاص نمبر یا خاص مضمون شائع کیے ہو تو یہ خاص نمبر بھی ضرور ہمارے لیے بھیجا کریں۔

اب میں کچھ ذاتی حالات بھی لکھوں۔ بندہ نے ۶۶ء میں مدرسہ عالیہ ڈھاکہ سے فراغت حاصل کی۔ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے ہاتھ بیعت بھی تھا۔ خطبات مدارس، انسانیت موت کے دروازے پر (آزادی ہند) کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کیا اور یہ کتابیں یعنی ترجمے شائع بھی

ہوگئے۔دو دو ایڈیشن ہوا۔الادب المفرد (بخاری) کے لیے اور بستان المحدثین کا بھی بنگلہ ترجمہ مکمل ہو گیا اور اس وقت زیر اشاعت ہے۔
۱۳۹۸ھ مطابق ۷۸ء) سے ایک رسالہ بنگلہ زبان میں مہانبی سرانیکا (تذکار رسول ﷺ) کے عنوان سے میری زیر ادارت سالانہ ایک دو دفعہ شائع ہوتا رہتا ہے۔ بین الاقوامی معیار ہے۔مضامین اسمیں شائع ہوتے ہیں۔حضور ﷺ کے خطوط نمبر کے عنوان سے اسکا ایک خاص نمبر بھی شائع ہوا۔اگر آپ بنگلہ سمجھتے تو ضرور اسکا نسخہ بھیجتا۔آپ ضرور سیرت النبی ﷺ کے کسی پہلو پر اپنا مضمون بھیجیں ہم ترجمہ کر کے شائع کریں گے۔ایرانی انقلاب کے متعلق آپ اپنے جواب خط میں کچھ روشنی ڈالیں کیا یہ انقلاب اسلامی انقلاب کے نام سے موسوم ہونے کا مستحق ہے یا نرا شیعہ انقلاب ہے؟ کیا حکومت پاکستان اسلامی نظام کے متعلق اپنے اعلان میں مخلص ہے؟ اخبار میں آیا تھا کہ پاکستان ایران پر حملہ آور ہونے والا ہے اسمیں کوئی صداقت بھی ہے؟ براہ کرم جواب سے نوازیں کیونکہ ان سوالات کے متعلق ہمیں رہنمائی کرنے والا انسان کوئی نہیں ہے۔ والسلام مع الاحترام آپکا دینی بھائی عبداللہ بن سعید جلال آبادی (سلہٹی)

ناظم اعلیٰ مرکز نشر الاسلام بنگلادیش پیش امام، خطیب گوبوبن مسجد ڈھاکہ۔ ۷

(۳)

(بنگلہ دیش میں الحق اور اکابر کے کتابوں کیلئے تڑپ)

۱۹۷۹/۶/۱۲ء

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی، مدیر الحق اکوڑہ خٹک! السلام علیکم، حضرت مولانا امید ہے کہ خیریت سے ہونگے آپکا رسالہ الحق بھی جاری رہا ہوگا۔کبھی آپکے ادارئیے ہمیں پریشان کرتے تھے آپ بہت دنوں تک مدرسہ عالیہ ہوسٹل ڈھاکہ کے ایڈریس پر بندہ کو اعزازی طور پر الحق بھیجتے تھے حالانکہ اس وقت یہ خریدنے بھی ملتا تھا۔اب ہم اس کے زیادہ محتاج ہیں کہ ہمارے اس حصہ کے بھائیوں کے افکار واحوال سے باخبر رہیں لیکن اسکی کوئی بھی صورت نظر نہیں آرہی ہے۔ابھی ابھی مولانا تقی عثمانی مدیر البلاغ کو کراچی میں خط لکھا اور ساتھ ہی ساتھ آپکو بھی لکھ رہا ہوں۔ بینات کا خاص نمبر پر آپ کا مضمون ''سفر حج کی چند یادیں'' پڑھ کر آپ کی یاد تازہ ہوگئی آپکو شاید یاد ہو کہ تبلیغی اجتماع سے جب آپ آپکے والد ماجد کی معیت میں واپس تشریف لا رہے تھے تو بندہ بھی آپکی گاڑی میں سوار تھا۔اسلام کی پکار کے نام سے بندہ کی ایک کتاب آپکو دکھایا تھا جس میں ایک غلط مصرعہ ''پھول کی پتہ سے کاٹ سکتے ہیں ہیرے کا جگر'' دیکھ کر آپ نے ٹوکا تھا۔
حضرت مولانا ہندوستان سے علیحدگی کے بعد ہمارے علمی میدان میں جو کمی آئی تھی اس کی تلافی ہم پاکستان سے کرتے تھے لیکن اب پاکستان سے جدائی کے بعد ہم یتیم بن چکے ہیں۔اگر علمی مواد کی فراہمی میں آپ نے ہمارا ہاتھ نہ بٹایا تو اس خسارہ سے نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی ہے۔اگر ہو سکے تو پاکستان کے مخیر حضرات کی توجہ ادھر مبذول فرمادیں۔ ہمارے مرکز اشاعت اسلام کیلئے دینی کتابوں کی شدید ضرورت ہے۔ پبلشر حضرات اگر ادھر توجہ فرمادیں تو یہ کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے۔بیرونی نظریات اور غیر اسلامی بلکہ خلاف اسلامی لٹریچر کی فراہمی میں کوئی کمی نہیں رہتی اور انکے فراہم کرنے والے بھی کم نہیں ہیں اگر کمی ہے تو اسلامی لٹریچر کی اور انکے فراہم کرنے والوں کی حضرت مولانا آپ سن کر خوش ہونگے کہ سیرت پاک کے سلسلہ میں ہم نے یہاں بنگلہ زبان میں کچھ کام کیا ہے۔سیرت النبی ﷺ کا بنگلہ ترجمہ شائع ہو رہا ہے۔ دو جلد شائع ہو چکی ہیں۔ بندہ نے خطبات مدارس کا بنگلہ ترجمہ ۶۶ میں کر رکھا تھا ۷۳ کو یہ شائع بھی ہو گیا۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ کی ''انسانیت موت کے دروازے پر'' کا بھی بندہ نے ترجمہ کیا اور یہ بھی شائع ہو کر مقبول عام ہوا۔امام بخاریؒ کی ادب المفرد کا بھی بندہ نے بنگلہ زبان میں ترجمہ کیا البتہ کچھ حصہ کا ترجمہ اب بھی باقی ہے گزشتہ سال ہم نے تذکار نبوی (سہانبی سمرونیکا) کے نام پر

ساڑھے سولہ فرما ضخیم رسالہ شائع کیا جسمیں سید سلیمان ندوی اور مولانا آزاد کے سوا مولانا ظفر احمد عثمانیؒ ،مولانا آزاد سبحانی، شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز جیسے اکابرین کے مضامین بھی شامل ہیں۔نائب صدر بنگلہ دیش کے پیغام بھی اسمیں شامل ہے۔تذکار نبوی کا یہ سلسلہ ہم جاری رکھنا چاہتے ہیں اورنئی اشاعت کی کاپی بھی اب پریس میں جانے والی ہے۔اگراس سلسلہ میں آپکا کوئی مطبوعہ یا غیر مطبوعہ اور حضرت علامہ افغانی مدظلہ کا کوئی مقالہ اورآپ کے والد ماجد کی کوئی سیرت والی تقریر ازراہ کرم بھیج دیں تو ترجمہ کر کے ہم اسکو شائع کردیں گے۔

الحق کی اعزازی (بلکہ احسانی کہنا زیادہ موزوں ہوگا) کاپی اگرروانہ کریں تو یہ عین احسان ہوگا۔اوراگر گزشتہ آٹھ سال یعنی بنگلہ دیش کے علیحدگی کے بعد کی پوری فائل ہمارے مرکزنشرالاسلام کے دارالمطالعہ کیلئے بھیج سکیں تو ہم بہت ممنون ہوں گے۔اگرزرمبادلہ کی کوئی صورت نظرآئے تو اطلاع فرمادیں تاکہ ’’ھل جزاء الاحسان الا الاحسان‘‘ پرعمل کیا جاسکے۔اگرآپ کی کوئی تصنیف اس عرصہ دراز میں شائع ہوئی ہو تو ازراہ کرم اطلاع دیں تاکہ کم سے کم واقفیت رہے۔آپکے والد ماجد کی خدمت میں میرا السلام علیکم ضرور پہونچائیں اوردعا کی درخواست بھی۔مولانا امین احسن اصلاحی اوران کا ماہنامہ میثاق تو باقی ہے؟ان کا پتہ اگرمعلوم ہوتو ازراہ کرم اطلاع فرمادیں۔افغانی مسلمانون کا حالیہ جہاد سنتا ہوں کہ بہت تیز چل رہا ہے۔اردوزبان میں اگراس سلسلے میں کچھ وہاں سے شائع ہوا ہوتو ازراہ کرم ارسال فرمادیں تاکہ یہاں بھی شائع کیا جاسکے۔بندہ آپ کے جواب کا منتظر۔فقط والسلام خاکسار عبداللہ بن سعید جلاآبادی سلہٹ

(۴)

دسمبر ۱۹۸۷ء (رکنیت پارلیمنٹ اعلاء کلمۃ اللہ کا ذریعہ اور باعث فخر ○ اکابر کے کتابوں کا بنگلہ میں ترجمہ)

مکتوب بنگلہ دیش جمعیت علماء اسلام کی قیادت آپ کو سونپ دی گئی سن کر بہت خوشی ہوئی۔اسمبلی میں آپ کی رکنیت اوراعلاء کلمۃ اللہ کی ترجمانی بھی ہمارے لئے باعثِ فخر ہے۔مجھے آپکی آراء اورحضرت شیخ مدظلہ کی ذات اورافادیت سے بے حد شغف ہے اس لئے حضرت الشیخ کے مجالس،مواعظ،افادات اورتالیفات اورآپ کے تالیفات وتصنیفات اورتقاریر وغیرہ کے متعلق بے حد دلچسپی رکھتا ہوں اور برابراستفادہ کرتا ہوں ادب المفرد خطبات مدارس،انسانیت موت کے دروازہ پر فضائل رمضان،وصول الافکار الی اصول الاکفار بستان المحدثین،سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا،اوردیگر کئی ایک کتابوں کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کر چکا ہوں اورمؤتمر المصنفین کی گراں قدر اشاعتوں کا ترجمہ کرنا چاہتا ہوں۔مولانا عبدالقیوم حقانی کی کتاب ’’دفاع امام ابوحنیفہ‘‘ پرمجلّہ ’’دارالعلوم‘‘ دیوبند کا تبصرہ دیکھ کران کی کتاب سے بہت دلچسپی ہوئی۔اورمیرے حالیہ سفرقاہرہ میں میرے ساتھ رہی میں نے امین العام شیخ الازہراستاذ حسام الدین سے اس کے بارے (دفاع امام ابوحنیفہ) بات چیت کی تھی اورامام ابوحنیفہ پر قلت حدیث کے اعتراض کے جواب میں بندہ نے ان کے سامنے دفاع ابوحنیفہ اوراعلاء السنن کا ذکر چھیڑا تو انہوں نے اعلاء السنن اورمولانا ظفراحمد عثمانی کی تعریف کی۔دفاع ابوحنیفہ کا اشتیاق ظاہر کیا۔استاذ حسام الدین فنِ حدیث میں کافی مہارت اورشغف رکھتے ہیں۔ہمارے اس مکالمہ سے دوسرے ممالک کے علماء بھی بڑے محظوظ ہوئے۔ماہنامہ الحق اوردارالعلوم اورحضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ہنگامی مجلسوں کو آپ حضرات کی دینی وسیاسی اوراشاعتی سرگرمیوں سے واقفیت پرمسرت اورافتخار کا حق پہنچتا ہے۔ (عبداللہ بن سعید جلال آبادی ازہری بنگلہ دیش)

ڈاکٹر عبداللہ چغتائی[۱] لاہور

(۱)

۱۱/جون ۱۹۷۸ء (الحق کیلئے لکھوں گا)

محترم معظم مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا مرسلہ خط ملا۔ میں انشاء اللہ العزیز آپ کے الحق کے لئے ضرور خوشی سے لکھونگا اگرچہ کسی قدر تاخیر سے۔ آپ کے خط کے ہمراہ فتویٰ بھی مل گیا۔ اس کا شکریہ عبداللہ چغتائی

(۲)

۱۵ اے ایف گلبرگ لاہور ۱۸/جون ۱۹۷۸ء (ماہنامہ الحق ملنے پر شکریہ)

محترم معظم جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدیر الحق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ابھی ابھی آپکے ارسال کردہ چار رسالے "الحق" کے پرچے متفرق موصول ہوئے ہیں جن کا شکریہ۔ میں نے کچھ فوٹو وغیرہ متعلق سید آدم بنوریؒ ارسال کئے تھے ان کی رسید سے مطلع فرمائیں۔
عبداللہ چغتائی

(۳)

۲۳/جولائی ۱۹۷۸ء (بہائی تحریک اور علامہ اقبال کا ارشاد)

محترم معظم زادلطفہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا تازہ الحق ملا شکریہ اس میں ایک مضمون بعنوان "بہائی تحریک" بے محنت سے لکھا گیا ہے۔ علامہ اقبال کے کلام میں کہیں ہے وہ کہتا ہے کہ میرے زمانہ میں دو شخصوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ایک نے حج کو ترک کردیا اور دوسرے نے جہاد کو یہ لازمی تھا۔

آپ کسی کاتب سے خواہ نستعلیق یا نسخ طرز میں عمدہ صحیح "الحق" کو لکھوائے اس رسم الخط کو ترک کریں اور ہو سکے تو اس پر آیت قرآنی سورۃ بنی اسرائیل[۲] پوری لکھوالو اس طرح ہوگا۔ الحق آیت مقاصد وغیرہ عبداللہ چغتائی

(۴)

۱۱/نومبر ۱۹۷۸ء (علامہ عبدالعزیز میمن پر مقالہ کا ذکر)

محترم معظم جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدیر الحق ماہانہ زادلطفہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے ایک طویل مضمون مرحوم عبدالعزیز میمن[۳] پر لکھا ہے جس پر میں ایک مضمون پہلے لاہور کے روزنامہ نوائے وقت طبع کرچکا ہوں۔ جو آپکی نظر سے گزرا ہوگا۔ مگر میں نے الگ مقالہ مرحوم پر لکھا ہے اور مطبوعہ مضمون سے بالکل مختلف ہے اور زیادہ مفصل ہے۔ پھر مولانا میمن کی ملازمت کا آغاز بھی پشاور سے ہوا تھا اور اگر اسے طبع کرنے کا ارادہ ہو تو میں برائے طبع "الحق" ارسال کردوں دو قسطوں میں الحق میں کریگا۔ اگر ارشاد ہو تو ارسال کردوں اور آپ کے جواب آنے کے بعد اسے شروع کروں گا اور ایک ہفتہ کے بعد ارسال کرونگا۔ عبداللہ چغتائی

---

۱ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی مشاہیر وقت میں سے ایک منفرد شخصیت ماہنامہ الحق کے ٹائیٹل مضامین وغیرہ کے بارہ میں ان کی دلچسپی اور علمی تحقیق وتجسس نمایاں ہے۔ ۲ وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (الآیۃ) ۳ علامہ میمن ایک عبقری معروف شخصیت

(۵)

۱۹/دسمبر ۱۹۷۸ء (مضمون پروفیسر عبدالعزیز میمن کا بقیہ حصہ)

محترم معظم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے جو مضمون بعنوان "پروفیسر عبدالعزیز میمن" ارسال کیا ہے اس میں سے یہ حصہ آج معلوم ہوا کہ رہ گیا ہے آپ ازراہ نوازش اس حصہ کو اس مضمون میں جہاں 1943ء میں علی گڑھ میں میمن صاحب سے ملنے کا ذکر ہے اس کے بعد اسے شامل کرلیں اور اس تراشہ کے شامل کرنے کے بعد اصل مضمون اس طرح رہیگا۔

والسلام عبداللہ چغتائی

(۶)

(مجلہ الحق کا سرورق سادہ اور باوقار ہونا چاہیے زیبائش ممنوع ہے ○ مولانا عبدالحق کو ہدیہ تبریک)

۱۹/دسمبر ۱۹۷۸ء

محترم معظم جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدیر الحق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نوازش فرما کر اس کے مطابق بلاک وغیرہ بنوالو اور آئندہ مجلہ کا سرورق اسی طرح استعمال کریں۔ میری طرف سے بھی حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کریں۔ کاش یہ تمام کاروائی مدرسہ اکوڑہ خٹک میں ہوتی اور آپ کو ضرور چاہیے تھا کہ آپ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کے مختصر سوانح حیات بھی رقم کردیتے تاکہ اس کے ہمراہ یادگار قائم رہتی۔ ٹائٹل میں کسی قسم کی زیبائش ممنوع ہے مدرسہ کے مطابق اسے ہونا چاہئے۔

والسلام عبداللہ چغتائی

(۷)

۳۰/اپریل ۱۹۷۹ء (جشن شہنشاہیت ایران پر اداریہ کی تحسین)

محترم معظم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زادلطفہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اچھا کیا ایران[1] پر بعنوان ھلک کسریٰ سے لکھا۔ اور ضروری تھا حضرت عمرؓ کی زندگی سے استفادہ کرتے کہ وہ خود ایران تشریف لے گئے تھے تاکہ وہ وہاں سلطنت ساسانی کا پوری طرح خاتمہ کردیں ۹۱۸ھ میں اگرچہ ایران میں دولت ترکیہ نے جنگ جالدراں شاہ اسماعیل صفوی سے لڑکر بہت بڑا کارنامہ ادا کیا تھا۔ جب سے اس طرح سلطنت ایران میں شیعیت کا آغاز ہوگیا اور وہی قائم رہ گیا۔ میرے خیال میں یہ حدیث نہیں ہے۔ یعنی ھلک کسریٰ عبداللہ چغتائی

(۸)

۱۲/مئی ۱۹۸۱ء (الحق کا ٹائٹل معارف اور برہان جیسا ہونا چاہیئے)

محترم معظم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا تازہ "الحق" ملا اس کا غلط اور نازیبا ڈیزائن دیکھ کر لکھنے پر مجبور ہوگیا ہوں۔ یہ رسالہ الحق ایک عربی مدرسہ کا رسالہ ہے جسکا کام محض دینیات کو پیش کرنا ہے۔ ہند میں قدیم رسالہ معارف ہے جو ماہوار اعظم گڑھ سے آتا ہے۔ اسی لئے آج تک یہ خواہش ظاہر نہیں کی کہ ان کے رسالہ کا نام بھی اعلیٰ خطاطی پر منحصر ہو۔ میرے نزدیک اسے قدیم ترین الحق کے عنوان سے ہی چھپنا چاہیے۔ اسطرح آپ کے لئے مخفی نہیں بلکہ رسالہ ہذا کی وجہ سے اس طرح پیش کرنا ٹھیک نہیں ہے معارف کے علاوہ وہاں سے برہان

---

[1] ایران کے ڈھائی ہزار سالہ جشن شاہنشاہیت پر الحق میں اداریہ لکھا تھا جسے اس وقت بے حد سراہا گیا (س)

بھی آتا ہے۔ وہ بھی اسی طرح کا ہے میں نے جو سرورق تجویز کیا تھا وہ محض آپکے ایسا کرنے سے کیا تھا اور اس میں ملحوظ رسالہ کی اہمیت ہے۔

کابل میں سزائے رجم پر غیروں کی غوغا آرائی: افغانستان میں امان اللہ کے زمانہ میں کابل میں رجم کی سزا دی گئی تھی مگر اس پر یورپ وغیرہ سے بہت شور برپا ہوا تھا وہ معاملہ شرعی تھا مگر اسی پر کافی بحث ہوتی تھی مگر اسلام کے آگے کون سُنتا ہے۔

میں پھر عرض کردوں کہ قدیم الحق کو اسی طرح رہنے دو ٹھیک ہے اور اس طرح پیش کرنے سے کوئی کامیابی نہیں ہے۔ عبداللہ چغتائی

(۹)

(حضرت سیدآدم بنوریؒ کی اکوڑہ خٹک آمد[1] O شیخ رحمکار کی زیارت کیلئے اکوڑہ آمد اور آدم بنوری کو خانقاہ آنے کی دعوت O تین دن خانقاہ کاکا صاحب کا قیام)

حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ العزیز کے خلفاء نامدار اور اُس عصر کے مشہور بزرگوں میں سے حضرت سید آدم بنوریؒ بھی تھے۔ ایک دفعہ ہندوستان سے افغانستان جاتے ہوئے سرائے اکوڑہ خٹک پہنچے۔ حضرت شیخ المشائخ رحمکارؒ کو جب ایک ایسے ولی کامل اور مرد باخدا کے اس علاقہ میں پہنچنے کی اطلاع ہوئی۔ تو اعزاز و اکرام کے طور پر خود اکوڑہ تشریف لے گئے۔ اُن سے ملاقات کی اور اپنی خانقاہ میں تشریف لانے کی دعوت دی۔ وہ اکوڑہ سے خانقاہ میں تشریف لے آئے۔ حضرت شیخ نے ان کی خوب مہمان داری خاطر تواضع کی۔

تین دن تک حضرت بنوریؒ وہاں مہمان رہے علمی صحبتیں رہیں۔ اور تیسرے روز رخصت ہوگئے۔

(۱۰)

(مولانا یوسف بنوری کا ذکر اور لفظ بنوری کی تحقیق)

۳۱ مئی ۱۹۸۱ء

محترم معظم جناب مولانا عبدالحق زاد لطفہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط ابھی ابھی ملا ہے جس کا جواب بھی ابھی لکھ رہا ہوں۔ اول تو مجھے آپ کے خط کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ آپ نے میرے مضمون کو ضرور پڑھا ہے۔ نہ معلوم آپ مرحوم یوسف بنوریؒ کو کتنا جانتے تھے۔ مگر میں تو آپ سے ۱۹۳۸ء سے اول ملا تھا۔ جبکہ آپ دیوبند سے فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔ مگر آپ کا صحیح زمانہ میں نے ڈابھیل میں دیکھا جب کہ آپ پر ایک عربی مدرس کا ولولہ اور عشق سوار تھا۔ میں کیا عرض کروں میں نے برسبیل تذکرہ ان کے ذکر میں بنوری پر روشنی ڈالی ہے اور اس ضمن میں میں نے تذکرہ شیخ رحمکار مرتبہ جناب سید سیاح الدین کاکاخیل صفحہ ۱۶۳۔۱۶۴ سے اس وقت ضرورت کے طور پر سامنے رکھا ہے مگر اس کے علاوہ میں محض آپ کیلئے لکھتا ہوں کتاب "حضرات القدس" مولفہ شیخ بدرالدین سرہندی کی کتاب صفحہ ۳۸۴۔۳۸۵ مطبوعہ لاہور محکمہ اوقاف پنجاب ۱۹۷۱ء بھی ضروری ہے جو اس وقت میرے سامنے ہے۔ حضرات القدس کے اردو ترجمہ کے جلد ۲ صفحہ ۳۵۲ پر ہے مگر اس ضمن میں سرحد میں تصوف کی تاریخ میں تذکرۃ الابرار والاشرار مصنفہ اخوند درویزہ ننگرہاری۔ کا مطالعہ بھی حد درجہ ہے۔ ویسے ایک مبسوط کتاب حضرت مجدد الف ثانی پر جا ملے۔

میرے خیال میں ایک امر قابل علمی تحقیق ہے وہ ہے لفظ "بنوری" جو گیسٹ سیٹر کے اعتبار سے پٹیالہ میں ایک تحصیل ہے انگریزی جلد ششم صفحہ ۱۴۳۔۱۴۴ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ علاقہ بنور اپنی جگہ پر ضرور اس وجہ سے اہم ہے اور جیسا کہ حضرات القدس سے بھی واضح ہے کہ وہ عہد شاہجہاں میں وہاں تھے۔ مگر میرا خیال ہے کہ حضرت آدمؒ کا تعلق اضلاع پشاور سے تھا اور یہی وجہ حضرت یوسف بنوری کے سامنے تھی۔ میرے ہاں ایک اور کتاب اولیاء سرحد پروفیسر سواتی نے لکھی تھی جو جہانگیرہ سرحد کے باشندہ تھے میں نے تلاش کی اپنی جگہ پر فی الحال نہیں

[1] ڈاکٹر عبداللہ چغتائی نے حضرت آدم بنوری کے ذکر کے ضمن میں مولانا سیاح الدین کاکاخیل کی تصنیف تذکرہ شیخ رحمکار کے صفحات ۱۶۳، ۱۶۴ کا فوٹو سٹیٹ بھیجا جس میں اکوڑہ خٹک آمد کا ذکر مذکورہ بالا اس حصے کا اقتباس ہے۔ جس سے اکوڑہ خٹک کی تاریخی عظمت پر روشنی پڑتی ہے۔

ملی۔ ملنے پر عرض کر دوں گا۔

کل یہاں سے ایک فتویٰ کا مسودہ بھی آپ کے ہاں ارسال کیا گیا ہے جسکا کسی قدر ترمیم شدہ مضمون اصل اب ارسال کرتا ہوں۔آپ اسے بھی مطالعہ کریں کرم ہوگا۔

<u>کسی مسجد کے بارہ میں فتویٰ:</u> اصل نقطہ جو مدنظر ہے یہ ہے کہ میں جانتا تھا کہ کسی طرح مفتی محمود صاحب اس معاملے میں ایک گواہی دیدیں اس کے لئے مرحوم حضرت یوسف بنوری کا بھی مشورہ تھا مگر میں نے چند اور ذریعہ سے جب ان سے بالمشافہہ پر گفتگو کی تو انہوں نے اس کو ایک فتویٰ کی صورت میں ارسال دینے کو کہا۔ ویسے اس مسئلہ میں لاہور کے بہت بڑے دینی عالم اپنی گواہی درج کرا دیتے ہیں کہ یہ مسجد ٹھیک نہیں ہے۔ اسے صحیح طور پر مقصد کے مطابق اور صحیح مسجد کے طور پر تعمیر ہونا چاہیئے جو آج بھی ہو سکتی ہے۔ برائے نوازش آپ اس ضمن میں بھی ذرا توجہ فرمائیں کرم ہوگا۔ آپ نے رسالہ مدرسہ کا ذکر کیا ہے بہت طویل عرصہ ہوا کسی نے ذکر کیا تھا مگر اسے آج تک دیکھا نہیں۔ اگر آپ فرمائینگے تو میں بھی اپنی مشاغل علمی کے تحت مضمون لکھنے میں کبھی دریغ نہیں کرونگا۔

امید ہے آپ ضرور نوازش فرمائیں گے برائے کرم ہوگا۔ یہ بھی ایک علمی خدمت ہے۔ آپ نے خط لکھ کر ممنون فرمایا ہے۔

عبداللہ چغتائی

☆☆☆

مولانا عبداللہ القاسمی[1] بھارت

(الحق کے ذریعہ کاوشوں کا علم)

۵ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

محترم مناو مخدومنا حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ ماہنامہ الحق ڈاک کے دست برد سے بچ کر گاہ بگاہ موصول ہوتا رہتا ہے۔ جس کے ذریعہ سے آپ بزرگوں کی اشاعت وترویج اسلام کی شبانہ روز جدوجہد وکاوشوں اور ایوان حکومت میں اعلاء کلمۃ الحق سے اطلاع ہوتی ہے نیز حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کے گراں مایہ خطبات سے بھی استفادہ ہوتا ہے۔ مجلّہ کے اجراء پر ہم مشکور ہیں۔ نیز یہاں پر صوبہ مہاراشٹر میں بھی وفاق المدارس الاسلامیہ العربیہ قائم ہے۔ ہم ناتجربہ کاروں کو رہنمائی کی ضرورت ہے امید کہ وفاق کے اصول وضوابط وطریقہ کار سے مستفید فرمائیں گے۔ اور اسکی طبع شدہ کاپیاں ارسال فرمائیں گے۔ باقی تمام حالات لائق صد شکر ہیں۔ تمام احباب کو پرخلوص ہدیہ سلام قبول ہو خصوصاً حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم جنکی زیارت کا شرف اجلاس صد سالہ (میں ہوا تھا) کی خدمت اقدس میں پرخلوص ہدیہ سلام پیش فرمائیں۔ نیز دعاء نیم شبی و آہ سحرگاہی میں فراموش نہ فرمائیں۔ فقط والسلام مع الاکرام عبداللہ القاسمی

[1] مدیر المعہد الاسلامی دار العلوم۔ بھرگاؤں مہاراشٹر انڈیا

مولانا عبداللہ درخواستی[1] امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

(۱)

(دادی مرحومہ کی وفات پر تعزیت)

۲۰/دسمبر ۱۹۷۶ء

محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سلمہ اللہ تعالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آں محترم کی دادی صاحبہ کی خبر معلوم ہو کر ازحد افسوس ہے۔ دعا ہے اللہ تعالی مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ محترم المقام اللہ تعالی حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور آپ حضرات کو صبر کی توفیق دے۔ واقعی مرحومہ آپ انشاء اللہ العزیز مرحومہ کیلئے قرآن مجید پڑھ کر ایصال ثواب کیا جائیگا۔ باقی احباب کو سلام عرض۔

بحکم حضرت درخواستی مدظلہ العالی بقلم مطیع الرحمٰن ابن حضرت صاحب مدظلہ

(۲)

(ملتان میں ضلعی کونشن)

۱۲/شعبان المعظم ۱۴۰۷ھ

محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پنجاب میں ضلع ملتان جماعتی کام کے لحاظ سے اہم ترین علاقہ ہے۔ یہاں حضرت درخواستی نے ۲۰/اپریل کو ایک بڑے کونشن کا اہتمام کیا ہے اسمیں آپ کی تشریف آوری ضروری ہے۔ اور انشاء اللہ اس پر اچھے نتائج مرتب ہونگے۔ فقط والسلام محمد عبداللہ درخواستی بقلم سید خورشید عباس

(۳)

(جماعتی اتحاد کے سلسلہ میں مشاورت)

۲۴/نومبر ۱۹۸۸ء

عزیزی ومحترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جماعتی اتحاد کے سلسلہ میں جو بات چیت چل رہی ہے۔ اس سلسلہ میں جناب ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب، مولانا محمد اجمل خان صاحب، مولانا میاں محمد اجمل صاحب، قادری مولانا فداء الرحمٰن صاحب درخواستی، مولانا زاہد الراشدی صاحب، جاوید ابراہیم پراچہ صاحب و آنجناب باہمی مشورہ سے جو بات چیت طے کریں۔ فقیر اس سے اتفاق کریگا۔ فقیر بیماری کے باعث شرکت سے معذور ہے۔ دعا ہے اللہ تعالی جماعت کو اتحاد و اتفاق کی دولت سے مالا مال فرمادے۔

والسلام محمد عبداللہ درخواستی

(۴)

(جمعیۃ کے خلاف سازشی منصوبہ پر ناراضگی کا اظہار)

۲۷/نومبر ۱۹۸۸ء

عزیزان گرامی قاری محمد اجمل خان صاحب و مولانا عبدالحکیم صاحب نائب امیران و مولانا سمیع الحق صاحب۔ ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام پاکستان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔[2] کل کے اخبارات میں جمعیت علماء اسلام کے اتحاد اور پھر پالیسی کے متعلق پڑھ کر ازحد صدمہ ہوا۔ اس طریق کار سے جمعیت کے دونوں دھڑوں کو ایک سازش کے تحت ایک دوسرے سے دور کرنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ فقیر کو اس اس فیصلہ سے ہرگز اتفاق نہیں ہے۔ مجلس شوریٰ کا اجلاس ہو رہا ہے۔ اس کے فیصلے حتمی ہونگے۔ آپ حضرات سے تاکیداً کہتا ہوں کہ سوچ سمجھ

---

[1] حضرت درخواستی معروف علمی، روحانی، منفرد شخصیت، علم وعمل، تقویٰ وزہد، احادیث اور تفاسیر پر بے مثال عبورتوں کا حافظ احادیث میں محدثین کے اصطلاح الحافظ کا اس دور میں واحد مثال، روحانی وعلمی صفات وکمالات کے وجہ سے قافلہ اہل حق کے سیاسی میدانوں میں بھی سرخیل رہے، چند سطروں میں ان کے البیلے صفات اور مجددانہ اداؤں کا احاطہ ناممکن ہے۔ اے تو مجموعۂ خوباں بہ چہ نامت خوانم

[2] اس خط کا تعلق بھی جمعیۃ کے دو دھڑوں کے بحران سے ہے۔

کر ملک کے مفاد میں اور جمعیت علماء اسلام کے استحکام کیلئے فیصلے کریں۔میرے نزدیک اسلامی جمہوری اتحاد سے الگ ہونا۔پیپلز پارٹی اور دیگر لادینی طاقتوں کو مستحکم کرنے کے مترادف ہے۔اس سے قبل اس سلسلہ میں جو کمیٹی قائم کی گئی تھی اس کی تجاویز کا مرکزی شوریٰ کی توثیق کے بغیر اعلان ضابطہ کے خلاف ہے۔کیونکہ مرکزی شوریٰ ہی تمام امور میں حتمی فیصلہ کی مجاز ہے۔ والسلام محمد عبداللہ درخواستی

(۵)

یکم محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

(حج کی سعادت پر مبارکباد)

محترم جناب برادرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ آپ حضرات بعافیت تمام ہونگے۔باری تعالیٰ نے آپکو حج کی سعادت نصیب فرمائی باری تعالیٰ حج مبرور فرمائیں آمین ثم آمین۔حضرت والد یم صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت اب الحمدللہ تعالیٰ پہلے سے بہت بہتر ہے۔دعاء کی درخواست ہے۔حضرت مولانا صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام مسنون۔اللہ تعالیٰ انکو شفاء کاملہ جلد سے نوازیں آمین ثم آمین۔ عبداللہ درخواستی بقلم مطیع الرحمان درخواستی

(۶)

(شیخ الحدیث مولانا عبدالحق[1] میرا سہارا تھے)

حضرت مولانا مطیع الرحمٰن صاحب[2] درخواستی تعزیت کے لیے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تو انہوں نے بتایا کہ ۷ ستمبر کی شام کو امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم کو جب شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے سانحہ ارتحال کی خبر دی گئی تو بے حد رنجیدہ اور پریشان ہوئے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اوران کے کمالات،دینی خدمات اور عظمت کا بیان شروع کیا حضرت درخواستی دامت برکاتہم کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے الحاج اور دعا پر توجہ تھی ارشاد فرمایا کہ میرے سارے رفیق جارہے ہیں۔مولانا مفتی محمود کے بعد شیخ الحدیث مولانا عبدالحق میرے لیے بہت بڑا سہارا تھے اب میں اکیلا رہ گیا ہوں پھر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی نماز جنازہ میں شرکت کا عزم مصمم کر لیا مگر ڈاکٹروں نے کسی بھی صورت میں جانے کی اجازت نہیں دی اور سفر سے منع کردیا پھر حضرت شیخ الحدیثؒ کے لیے مسلسل ایصال ثواب اور دعا کا اہتمام جاری رہا۔

(۷)

بگرامی قدر جناب حضرت مولانا صاحب زیدمجدہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔المرام اینکہ آنجناب اپنے دارالعلوم کیطرف سے جو شکریہ کا خط مخیر حضرات کی طرف بھیجتے ہیں ایک عدد روانہ فرمائیں۔تاکہ ہم بھی اس جیسی طرز کو اختیار کرسکیں۔مہربانی ہوگی۔جتنا ہوسکے جلدی ارسال فرمائیں۔

والسلام مطیع الرحمان درخواستی بحکم حضرت درخواستی نگران جملہ شعبہ جات مدرسہ عربیہ مخزن العلوم عیدگاہ خان پور ضلع رحیم یار خان

(۸)

فروری ۱۹۸۸ء

(خان پور میں مجلس شوریٰ کا اجلاس)

مکرمی زید لطفکم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا دو روزہ اہم اجلاس ۱۴ فروری ۱۹۸۸ء بروز منگل بعد نماز مغرب جامعہ عربیہ مخزن العلوم عیدگاہ خان پور ضلع رحیم یار خان میں طلب کیا گیا ہے۔جس میں مندرجہ ذیل اُمور پر غور کیا جائے گا۔انشاءاللہ العزیز

---

[1] یہ روایت مولانا عبدالقیوم حقانی نے قلمبند کی ہے۔ [2] مولانا مرحوم کے بڑے صاحبزادہ حاجی مطیع الرحمان صاحب

۱۔ ضمنی انتخابات کے نتائج کی روشنی میں جمعیۃ کا آئندہ لائحہ عمل۔ ۲۔ سینٹ میں شریعت بل کے بارے میں پیش رفت کا جائزہ۔
۳۔ پنجاب حکومت میں جمعیۃ کی شمولیت کو مؤثر بنانے کی تجاویز۔ ۴۔ جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیم نو لائحہ عمل۔
۵۔ دفتری اُمور اور ترجمانِ اسلام کی بندش کا مسئلہ۔ ۶۔ دیگر اُمور با جازت صدر

اجلاس میں آپ کی شرکت از حد ضروری ہے۔ از راہ کرم وقت مقررہ پر تشریف لائیں۔

والسلام محمد عبداللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

(۹)

(سمیع الحق پر مکمل اعتماد کا اظہار O جمعیۃ اور اسلامی جمہوری اتحاد O پارلیمانی لیڈروں کی تقرری O عورت کی حکمرانی کے خلاف جدوجہد)

جماعتی کارکنوں کے لیے چند ضروری ہدایات اور وضاحتیں[1]

۱۔ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے تمام فیصلوں کی مجاز مرکزی عمومی و مجلس شوریٰ ہے۔ اور جمعیۃ کے مرکزی عہدہ داران ان فیصلوں پر عملدرآمد کے ذمہ دار ہیں۔ میری علالت کی وجہ سے نائب امیر اول مولانا قاری محمد اجمل خان صاحب جمعیۃ کے قائمقام امیر کے فرائض سرانجام دیں گے۔

۲۔ مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس کے موقع پر میں نے مولانا سمیع الحق صاحب کو ان کی مصروفیت اور شدید انکار کے باوجود جمعیۃ کا ناظم عمومی مقرر کیا تھا اور مجلس عمومی نے متفقہ طور پر اسے منظور کیا تھا مولانا موصوف نے دارالعلوم حقانیہ ماہنامہ الحق اور سینٹ کی مصروفیات کے باوجود ناظم عمومی کی حیثیت سے جو سرگرم اور مخلصانہ جدوجہد کی ہے۔ وہ قابل قدر ہے۔ اگرچہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مولانا سمیع الحق صاحب کی مصروفیات میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے اور وہ بار بار اس منصب کی ذمہ داریوں سے معذرت کر رہے ہیں۔ مگر میں جمعیۃ کیلئے ان کی خدمات کو اب بھی ضروری سمجھتا ہوں اور انہیں ہدایت کرتا ہوں کہ وہ حسب سابق ناظم عمومی کی حیثیت سے اپنے فرائض بدستور سرانجام دیتے رہیں۔

۳۔ جمعیۃ اور اسلامی جمہوری اتحاد: جمعیۃ علماء اسلام پاکستان اسلامی جمہوری اتحاد میں شامل ہے اور جب تک اسلامی جمہوری اتحاد ملک میں اسلامی قوانین کی بالادستی اور جہاد افغانستان کی مکمل حمایت کی پالیسی پر مکمل کاربند ہے جمعیۃ اس میں شامل رہے گی اور قومی اسمبلی میں جمعیۃ کے چاروں ارکان۔ مولانا نعمت اللہ صاحب۔ مولانا شہید احمد صاحب۔ حاجی گل خطاب صاحب۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب اسلامی جمہوری اتحاد میں شامل رہیں گے اور ان کے گروپ لیڈر مولانا شہید احمد صاحب ہوں گے جبکہ مشترکہ پارلیمنٹ میں جمعیۃ کے پارلیمانی گروپ کی قیادت مولانا سمیع الحق صاحب کریں گے۔ اسی طرح پنجاب اسمبلی میں جمعیۃ کے تینوں ارکان مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔ مولانا قاری سعید الرحمن صاحب اور حاجی محمد اشرف کلیار صاحب اسلامی جمہوری اتحاد میں شامل رہیں گے اور ان کے گروپ لیڈر مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب ہوں گے۔

(۴) عورت کی حکمرانی کے خلاف جمعیۃ کی جدوجہد: جناب سرور کائنات ﷺ کے ارشاد گرامی اذا کان امراءُ کم شرار کم

---

[1] جمعیۃ کے دونوں گروپوں کے اتحاد اور حضرت الامیر مدظلہ کا سہارا لیکر بعض یکطرفہ اقدامات اور متضاد خبروں سے ابہام پیدا ہو گیا تھا۔ جس کے رفع کرنے کیلئے حضرت مرحوم کی دستخط شدہ یہ تحریر تحریر حقائق اور وضاحتوں کیلئے جاری کی گئی۔

واغنیاء کم بخلاء کم وامور کم إلیٰ نساء کم فبطن الارض خیر لکم من ظھرھا. کے مطابق عورت کی حکمرانی شرعاً جائز نہیں ہے اوراس کے خلاف جدوجہد کو جمیعۃ علماء اسلام پاکستان اپنا دینی فریضہ سمجھتی ہے یعنی ملک بھر میں جماعتی کارکنوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ نظام شریعت کے نفاذ اوراسلامی احکام کی بالادستی کے لیے مجلس شوریٰ کے فیصلوں کے مطابق مولانا سمیع الحق صاحب کی زیر قیادت جدوجہد جاری رکھیں اللہ رب العزت جمیعۃ کو اس عظیم اور مقدس جدوجہد میں کامیابی سے ہمکنار فرمائیں۔

(۵) میرے نام کچھ حضرات کے جعلی اقدامات: لاہور میں حاجی غلام دستگیر صاحب کے مکان پر بحالت مرض میرے قیام کے دوران میں نے بعض دفتری اموراورانتظامی امور میں حاجی غلام دستگیر صاحب سے مشورہ لیتے رہنا کا کہا تھا کہ میری جگہ یہ مشورہ دیں گے اور قاری محمد اجمل اور میاں محمد عارف ایڈوکیٹ کو بھی پابند کیا تھا۔ جاوید ابراہیم پراچہ وغیرہ نے اس کا سہارا لیکر ایک جعلی کاغذات میرے نام منسوب کئے اور حاجی صاحب کے ساتھ ایک پریس کانفرنس میں ان لوگوں نے ایسے منصوبوں کا اعلان کیا کہ میرے علم میں بھی نہ تھے جبکہ دستوری طور پر مولانا قاری محمد اجمل خان صاحب قائم مقام امیر ہیں۔ اور مجلس شوریٰ ملکر تمام امور میں فیصلہ کرنے کی مجاز ہے۔ آج خان پور میں جمیعۃ کے اکثر اکابر وارکان شوریٰ اور اراکین قومی وصوبائی اسمبلی نے آکر صورتحال معلوم کرنا چاہی تو میں نے ابہام اور غلط فہمیاں دور کرنے کیلئے مندرجہ بالا تحریر لکھدی تاکہ کارکن تذبذب اور غلط فہمی میں نہ رہیں۔ والسلام محمد عبداللہ درخواستی

مولانا مطیع الرحمان درخواستی خانپور۔ فرزند مولانا عبداللہ درخواستیؒ

۲۵ دسمبر

محترم المقام جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ وعلیکم السلام، گرامی نامہ دعوت ولیمہ جناب مولانا حامد الحق صاحب کا مل گیا۔ سالانہ ختم بخاری کی تاریخ قریباً ایک ماہ پہلے میں مقرر کی گئی ہے اسلئے شادی کی شرکت سے محرومی ہوگی۔ بہت ہی افسوس رہیگا۔ یہاں اور کوئی نہیں ہے کہ انتظام کر سکے۔ حضرت والد صاحب مدظلہ کی صحت بہت ہی کمزور ہوگئی ہے چلنے پھرنے سے معذور ہوگئے ہیں دعا کی ضرورت ہے امید ہے بندہ کا عذر شرف قبولیت سے نوزا جائیگا۔ والعذر عند کرام الناس مقبول۔ محتاج دعا مطیع الرحمان درخواستی

☆☆☆

مولانا سید عبداللہ شاہ خلیفہ حضرت مولانا عبدالغفور عباسیؒ[1]

(۱)

(ہمشیرہ کی وفات پر تعزیت)

۱۴ نومبر ۱۹۶۸ء

عزیز القدر محترم المقام جناب مولانا سمیع الحق صاحب لازالت شموس علومہ بازغۃً، امین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امابعد ۱۳ نومبر کو جناب کا رسالہ الحق فقیر کو ملا کھولتے ہی مرحومہ کی وفات حسرت آیات کا تذکرہ نظر سے گزرا۔ جنابا،

گر پیر نود سال بمیرد عجیبے نیست این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد

---

[1] حضرت الشیخ مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدینہ کے خلفائے اجل اور خاص خدام اور مقربین میں سے تھے شریفی مسجد کراچی کے خطیب رہے اور پھر ڈرگ کالونی کراچی میں منزل سادات حسینی کے نام سے رشد وہدایت کا کام جاری رکھا پاکستان میں حضرت عباسیؒ کے دوروں کا پروگرام وغیرہ ان کے ہاتھوں میں ہوتا۔

لیکن الارزاق مقدر، والآجال مقدر بتعزیت نامہ بھی ہے اور تہنیت نامہ بھی تعزیت جناب کیلئے، تہنیت مرحومہ کیلئے تعزیت تو اس لئے کہ جناب ہمشیرہ مرحومہ کے جدائی سے متاثر ہوئے، اور تہنیت اسلئے کہ موت تو آنا تھا تو اللہ پاک نے شہادت کا درجہ عنایت فرمایا اب صبر پر اجر ہے اللہ پاک اس سے محروم نہ فرمادیں، آمین

فلو کانت الدنیا تدوم لاھلھا لکان رسول اللّٰہ فیھا مخلدا،

حضرت والد محترم صاحب کیخدمت میں ناچیز کیطرف سے تعزیت اور سلام مسنونہ عرض فرمادیں۔ اللھم اجعل قبرھا روضۃ من ریاض الجنہ اللھم اغفرھا وارحمھا برحمتک یاارحم الراحمین، فقط والسلام دعاجو سید عبداللہ شاہ غفرلہ کراچی

(۲)

رمضان المبارک ۲۳، ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۵ء (دارالعلوم کیلئے امداد)

محترمی جناب سمیع الحق صاحب زیدمدارجۂ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خیریت اہم الاعراض، مبلغ یکھزار کا ڈرافٹ مدزکوٰۃ برائے امداد دارالعلوم اکوڑہ خٹک ارسال خدمت ہے، وصولی کی تکلیف فرماکر مدرسہ کے فنڈ میں جمع فرمادیں۔ اللہ پاک اس تکلیف کا اجر دیدیگا۔ ناچیز کیطرف سے حضرت الشیخ والد محترم کیخدمت میں تبریک عید اور سلام عرض فرمادیں۔ دعاوں کیلئے بھی درخواست ہے۔ جناب کو عید مبارک اور سلام قبول ہو۔ فقط والسلام دعاجو عبداللہ شاہ غفرلہ،

(۳)

۲۹ ستمبر ۱۹۷۵ء (پاکستان میں دین کے چار ستون)

محترمی جناب قابل قدر سمیع الحق صاحب زاداللہ کمالاتہٗ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ندامتوں کے ساتھ رقیمہ ارسال خدمت ہے باعث (الحق) میں حضرت محترم والد صاحب کے شفاء کے لئے قارئین رسالہ سے التماس دعائے صحت ہے۔ بیماری کا پڑھ کر خدا گواہ ہے۔ دل کو صدمہ ہوا۔ اعتقادا پورے پاکستان میں چار ہستیوں کو ستون دین محمدی ﷺ سمجھتا ہوں۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب، حضرت مولانا والدکم، حضرت مولانا بنوری صاحب، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، لیکن اپنے بیکاری کیوجہ سے نہ ابھی تک رسم خطوط نہ ملاقات لیکن اس خبر نے بے اختیار کردیا، ناپاک ہاتھ اٹھا کرنا پاک زبان سے ذات پاک سے طلب صحت کا عرض کیا۔ مجیب الدعوات شرف اجابت نصیب فرمادیں، آمین ثم آمین، عید قریب آرہا ہے۔ فقیر کیطرف سے تبریک عید اور سلام مسنونہ والد صاحب کی خدمت میں عرض فرمادیں۔

فقط والسلام دعاجو عبداللہ غفرلہ دارالذکر ۳؍۴۷ ڈرگ کالونی کراچی نمبر ۲۵

(۴)

۴ نومبر ۱۹۷۵ء (ملاقات نہ ہوسکنے پر افسوس)

محترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب زاداللہ کمالاتہ ومقاماتہ، آمین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، افسوس بیحد افسوس جناب نے اپنے علوشان کے باوجود ایک فقیر حقیر کے ملاقات کیلئے کثرت مشاغل کے باوجود وقت نکالکر تشریف لایا۔ اور بندہ غریب خانہ پر موجود نہ تھا جناب کا کام تو بن گیا۔ وہ اجر من اللہ ہے لیکن یہ عاجز محروم رہا تو اب رب کریم سے اپنے افسوس پر اجر کا امیدوار ہوں۔ حضرت والد محترم کی خدمت میں دعاجو کا سلام مسنونہ اور استدعائے ادعیہ عرض فرمادیں۔ فقط والسلام دعاجو عبداللہ شاہ غفرلہ کراچی۔

(۵)

۲۴؍جولائی ۱۹۶۹ء (مولانا عبدالغفور عباسی کا سفر آخرت اور مرثیہ کا ذکر)

محترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب زیدت مکارمکم ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،چار پانچ دن قبل ایک عریضہ مشتمل بمضمون مرض و وفات حسرت آیات جناب حضرت صاحب[1] ارسال خدمت کیا ہے۔امید ہے ملا ہوگا۔ پرسوں ۲۲ جولائی کو جناب عبدالحق صاحب کا گرامی نامہ مدینہ منورہ سے آیا تحریر فرمایا تھا کہ جو کچھ معلومات حضرت والد نور اللہ مرقدہ کا آپکو ہو وہ جناب سمیع الحق صاحب کو بھیجدو۔ نیز اور خلفاء کیلئے فرمایا ہے کہ انکو بھی کہدو کہ جو کچھ حالات انکو معلوم ہو وہ بھی بھیجدے۔کل یہ مرثیہ جو کہ اس خط سے پہلے دستی کسی کو دیا تھا یہ دو نسخے تھے اسکے لیے بھی ارشاد فرمایا تھا۔کہ ایک آپ رکھلو ایک سمیع الحق صاحب کو بھیجدو۔تعمیل حکم میں مرثیہ آج ہی روانہ کیا گیا اور ان شاء اللہ مضامین کیلئے تتبع کرتا رہونگا۔سیدھے سادھے الفاظ بلا ترتیب بھیجا جائیگا۔اور جناب خداداد استعداد کے مطابق اسکو مزین کر کے الحق کے حوالہ فرمایا کریں۔

(ضروری عرض) اس مرثیہ سے ہر شخص فائدہ نہیں لے سکتا ہے۔اگر اسکو ترجے کا زیور پہنایا جائے۔تو یہ فقیر اسکو چھپوا کر بہت سے احباب کو بھیجدیگا۔اور فائدہ اسکا عام ہو جائیگا۔جناب کو تکلیف تو ہوگی لیکن فقیر یہ کام خود نہیں کر سکتا ہے۔ فقط والسلام

حضرت مولانا دادا و لانا والد صاحب کی خدمت میں فقیر کا سلام عرض فرمادیں۔ دعا جو عبداللہ شاہ غفرلہ کراچی

نوٹ: یہ ہے اصل واقعہ اسمیں جو حالات جناب مناسب سمجھیں اسکو لے لیں باقی کو چھوڑ دیں۔نیز جناب کو اصلاح کا بھی حق حاصل ہے۔ تزئین عبارت کیلئے جناب خداداد استعداد کو استعمال کر سکتے ہو۔فقیر کیطرف سے جناب والد صاحب کیخدمت میں سلام مسنونہ عرض فرمادیں۔اور ادعیہ کیلئے عرض پیش خدمت کریں۔نیز جناب سلطان محمود صاحب کو سلام مسنون قبول ہو۔ فقط والسلام

دعا جو عبداللہ شاہ غفرلہ کراچی

(۶)

(مولانا عباسی مدنیؒ کی دعائیں اللہ پاک حضرت کے بعد سمیع الحق کو اس ادارہ دینیہ کا ساقی بنادے)

۲۴؍جولائی

واجب صد احترام جناب سمیع الحق صاحب زاداللہ درجاتہ ،آمین۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،جناب کا محبت نامہ معہ مکتوب حضرت المحترم شیخ الحدیث صاحب ملا ،حضرت والد صاحب مدظلہ العالی کو سنادیا گیا۔کراچی سے جواب لکھنے کیلئے وقت نہیں ملا۔چٹا کانگ سے جواب دیا جاتا ہے۔حضرت والد صاحب جناب کے خلوص محبت اور ادعیہ کا نہایت مشکور ہیں (فرماتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ جناب کے مدارج اس سے زیادہ بلند فرمائیں آمین اور اس باغ دین کی نگہبانی اور سیرابی اللہ پاک وجوذی جود سے تامین حیات لیتا رہے۔اور اسکے بعد اللہ پاک جناب سمیع الحق صاحب کو اس ادارہ دینیہ کا ساقی بنادے۔آمین فقیر جناب کا اور برخورداران سمیع الحق صاحب وغیرہ اور اساتذہ وطلبہ واراکین دارالعلوم کے ادعیہ غائبانہ اور شوق ومحبت کا خلوص دل سے شکر گزار ہے۔اللہ پاک سب کو خوش وآباد رکھے ،آمین ،انشاء اللہ ۲۷ جولائی کو فقیر بغرض علاج لاہور پہونچ جائیگا کچھ وہاں علاج کے سلسلہ میں ٹھرنا پڑیگا۔حسب معمول جناب اور تمام اساتذہ وطلبہ واراکین فقیر کے شفاء کیلئے دست بدعا رہیں کہ اللہ پاک علاج مفید بنادے۔فقیر آپ سب حضرات کیلئے خلوص دل سے دعا گو ہے۔ فقط والسلام

عبداللہ شاہ غفرلہ بحکم حضرت المحترم مدنی صاحب از چٹا کانگ مشرقی پاکستان

جناب محترم صاحبزادہ عبدالرحمان صاحب وعلاؤ الدین شاہ صاحب ومحمد اخان صاحب وناچیز عبداللہ شاہ کیطرف سے سلام مسنونہ قبول ہو۔

---

[1] حضرت مولانا عباسی مہاجر مدنیؒ کے سفر آخرت کے احوال جو الحق کے جلد ۴ شمارہ ۱۲ صفحہ ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲ پر شائع ہوئے ہیں مزید تفصیلات ڈاکٹر محمد اسماعیل مدینہ منورہ کے مراسلہ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

مولانا عبداللہ قادر بخش السّلفی۔کوٹ اڈّو

(اسلامائزیشن کی جدو جہد کی تحسین)

محترم ومکرم جناب سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب۔حفظہ اللہ تعالیٰ،سربراہ متحدہ دینی محاذ پاکستان،السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خیریت سے ہوں گے۔رمضان المبارک کی برکتوں کو سمیٹ رہے ہونگے۔دینی، بھلائی اور فلاحی کاموں میں مصروف ہوں گے اللہ تعالیٰ مزید توفیق دے اور برکت ڈالے آپ کی کامیابی اور پارٹی کی کامیابی پر ہم آپکو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔آپکی ملک میں اسلامائزیشن کیلئے کوشش مبارک کی مستحق ہے۔مزید آپ سے گزارش ہے کہ آپ ملک میں اسلامائزیشن کیلئے کوشاں رہیں گے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ملک میں اسلامائزیشن کیلئے کوشاں رہنے کی توفیق دے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خیر اندیش،عبداللہ قادر بخش السّلفی

رئیس معہد الشریعۃ والصناعۃ کوٹ اڈو ضلع مظفر گڑھ

☆☆☆

مولانا عبداللہ کاکاخیل [1]

(۱)

۲۱ محرم ۱۳۷۷ھ (دیوبند جانے کی تگ ودو O مولانا بنوری سے دورہ پڑھنے کا مشورہ

O جلسہ دستار بندی میں تاخیر O مولانا اسعد کا دورۂ پاکستان

O مولانا حفظ الرحمان کی سفارش مولانا اسعد کی کوشش O عربی مجلات کی ترسیل)

برادر عزیز! اسلام مسنون،نامہ مودت موصول ہوئے چند دن ہوئے ہیں۔دیوبند جانے کے بارے میں آپ نے جو مشورہ دیا ہے کافی دنوں سے خود بھی یہی فیصلہ کر چکا ہوں۔بغیر کسی ذمہ دارانہ سفارش کے ویزا ملنا مشکل تھا اسلئے مولانا حفظ الرحمان صاحب کی سفارش طلب کی سوء اتفاق سے انھوں نے نامکمل اور خلاف مطلوب سفارش لکھدی۔پھر صحیح سفارش پہنچنے کی امید پر درخواست دینا ملتوی کر دیا اور خیال تھا کہ اگر سفارش نہ پہنچی تو پھر بغیر سفارش درخواست دیکر قسمت آزمائی کرلوں گا نتیجہ جو بھی برآمد ہوتا حال کوئی سفارش نہیں ملی لیکن اب والد بزرگوار کا خط آیا ہے کہ مولانا اسعد صاحب سفارش مہیا کرنے کی کوشش میں ہیں درخواست دینے کا خیال چھوڑ دیں۔یوں معلق اور مذبذب رہنا

---

[1]

اپنی تعلیم کیلئے باعث نقصان سمجھا نہ یہاں استقلال اور نہ وہاں پہنچنے کی پوری امید۔ پورے دو مہینے کے اسباق بھی اس بے اطمینانی کی وجہ سے خراب ہوگئے حاضری تو دیتا رہا لیکن فراغت قلب کے فقدان اور ذہن کے انتشار کیساتھ تعلم دراست کا حق ادائیگی کب ممکن تھی۔ چنانچہ دلجمعی اور اطمینان قلب حاصل کرنے کیلئے مناسب یہی سمجھا کہ موجودہ سال کراچی میں گزار کر استاذ محترم مولانا بنوری سے دورہ پڑھ لوں اور آئندہ سال اگر خدا نے چاہا تو دیوبند کا تبرک حاصل کرلوں گا۔ استاذ محترم کا مشورہ بھی پہلے سے یہی تھا چنانچہ قسمت آزمائی کے طور پر درخواست دینے کا ارادہ بھی اب ترک کردیا۔ یہاں کے ایک قابل اعتماد شخص سے معلوم ہوا ہے کہ بجٹ میں کمی ہونے کی وجہ سے شوریٰ نے جلسہ دستار بندی موخر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اپنے ارادہ میں اس لچک پیدا ہونے کی ایک وجہ بھی ہے کیونکہ حضرت شیخ کے وصال کے باوجود موجودہ سال کیلئے دیوبند جانے کا اصلی داعی یہی تھا۔ قاری طیب صاحب کے شائع کردہ اعلان کے مطابق تو یہ جلسہ اوئل اپریل میں ہونے والا ہے یہ مذکورہ صدر معلومات کسی کی ذاتی اور غیر رسمی تھے۔ صحیح اور غلط ہونے کا علی السویہ احتمال رکھتے ہیں بہر حال

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

خداوند تعالیٰ کی رحمت واسعہ سے کیا بعید ہے کہ آئندہ سال اس پاک سرزمین میں دونوں کی مصاحبت ہوجائے وادعو ربی عسی ان لا اکون بدعاء ربی شقیا۔ والد بزرگوار کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ محترم صاحبزادہ مولانا اسعد صاحب پاکستان تشریف لانے والے ہیں ویزا کیلئے درخواست دی ہے۔ تحقیقات کیلئے پولیس کے آدمی والد بزرگوار کے پاس زیارت آئے تھے۔ ممکن ہیں قریبی ایام میں پہنچ جائیں ان سے صحیح معلومات ہوجائیں گے۔ آپ تو زیارت سے بھی مشرف ہوجائیں گے۔

اس سال مجھے خارجی مطالعہ کا موقع بہت کم ملتا ہے اخبار کا مطالعہ بھی صرف عنوانات تک محدود رہتا ہے۔ ہفتہ عشرہ میں بمشکل ایک دفعہ مجلس علمی کے کتب خانے میں جانے کا موقع مل جاتا ہے۔ درحقیقت مدرسہ کا نظم ونسق کچھ ایسا ہے کہ صبح سے شام تک دن کے تقریباً پورے اوقات پڑھنے میں صرف ہوجاتے ہیں۔ کچھ تو تھوڑا بہت وقت جو بچ جاتا ہے اسمیں تو درسی کتب کا سرسری مطالعہ کرلیتا ہوں وہ بھی اپنی مہمل طبیعت کے مطابق بلا کسی خاص التزام کے۔

جو عربی جرائد ہاتھ لگیں گے آپ کو بھیجا کروں گا پرسوں مولانا بنوری کے دو رسالے "صحیفۃ الحج" آپ کے نام حوالۂ ڈاک کرچکا ہوں غالباً وصول کرچکے ہونگے۔ خیال ہے کہ کسی وقت مصری سفارتخانے میں جاکر کچھ رسالے نکالوں آپ کو بھیجدوں گا مکتوبات، مذاکرات وغیرہ اپنے پاس محفوظ رکھئے۔ زندگی رہی تو وطن آنا ہی ہے۔ دستی وصول کرلوں گا انشاء اللہ تعالیٰ،

سعید[1] سے تو ملاقات ہوچکی ہوگی انکا خط آیا ہے لکھا ہے کہ ایک دو دن میں شاید اکوڑہ چلا جاؤں۔ تشریح طلب بات کی اس نے تشریح کی ہوگی۔ کوئی خاص بات نہیں تھی۔ "هر چه خود را به پسندی به یاران به پسند" کے پیش نظر ایک خاص موقعہ پر یہ تمنا پیدا ہوگئی کہ اس لذت اندوزی میں آپ بھی شریک ہوتے۔ "تو نیز بر سر بام آکه خوش تماشائے ست"

عزیز[2] کہاں ہیں کیا کرتے ہیں؟ اگر خط لکھنے یا ملاقات کی نوبت آگئی تو میرا سلام کہد یجئے۔ اس وقت دوپہر کے بارہ بج رہے ہیں خط کا آخری حصہ اونگھ کی حالت میں لکھا اب اجازت طلب کرتا ہوں. "قلم این جا رسید و سر بشکست" والسلام عبداللہ کاکاخیل

---

1. قاری سعید الرحمان 2. مولانا عزیز الرحمان حیدری

(۲)

(مجلّہ صوت الشرق کے صفحہ ۸ پر مولانا حسین احمد مدنی کی تصویر O چٹان کے خاص شمارے)

۲۴ر جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ

الی اخی المکرم، غب اهداء السلام، اوسل الیکم مجلة "صوت الشرق" التی طبعت علی صفحتها الثامنة صورة حضرت مولانامدنی(یغفرالله له ویرحمه ویجعلنا یوم القیامة فی رفاقته مع الذین هوانعم علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین "آمین") باالبوسطه وعلیکم باعادالها اذا سافرتم مع رفقائکم الی "زیارت" فی هذاالاسبوع.

وامامجلة "چٹان" فماوجدت منهافی "نوشهره" الاعدداًواحداً بعد صرف کثیر جهدِواجتهادٍووجدت رایکم فیها صائباً. لیست هذه کما ظنّنافی صورة عددمخصوص نعم لها نصیب من ذالک الذکر المبارک. ولستُ اخالکم قاصرین عن مجردمطالعتهافی "اکوره" والا زوّجت تلک المجلة بهذه فی البرید. "والمکاتیب" فساقدمهاالیکم فی المقابلة الآتیة انشاء الله تعالیٰ ومنی السلام علی الرفیقین العزیزین عزیزالرحمان وسعیدالرحمان والسلام، السیدمحمدعبدالله الکاکاخیل زیارت کاکاصاحبؒ

(۳)

(اپنی شادی میں ہر حال میں شرکت کی دعوت)

۸ر شعبان ۱۳۷۷ھ

پیارے بھائی سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، صورت حال سے قطع نظر کرتے ہوئے بلاکسی تمہید کے صرف مقصد ہی سے آغاز کررہاہوں کہ بروز پنجشنبہ مورخہ ۶ر مارچ کو منعقد ہونیوالی میری تقریب شادی میں شرکت کرنے کیلئے جمعرات کے دن آپ حتمی طور پر زیارت تشریف لائیں گے۔ منگل کے دن زیارت جاتے ہوئے ایک گھنٹہ کیلئے اکوڑہ حاضر ہونے کی میں کوشش کروں گا۔ لیکن اگر موقعہ مل نہ سکا تو اس خط کو خود میری حاضری پر آپ محمول فرمائیں گے۔ اس موقعہ پر آپکا کوئی معقول یا غیر معقول عذر قابل قبول نہ ہوگا۔ دوست دوست کیلئے قربانی دیتا ہے اس وقت آپ کی یہ قربانی ہوگی کہ اس موقعہ میں کسی طریقہ سے بھی ہو مجھے تنہا نہ چھوڑیں۔ قبلہ والد بزرگوار مدظلہم العالی اجازت ضرور دیدینگے۔ امتحان کے ایام قریب ہیں تیاری میں آپ مصروف ہونگے مطالعہ ضرور فوت ہوگا البتہ آپ کی لکھی ہوئی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ پرچہ کیساتھ کوئی تعارض نہیں ہے لیکن بالفرض اگر یہ تعارض بھی ہوتا تو پھر بھی آپ کو معاف کرنے والا نہ تھا پرچہ دیکر آپ زیارت تشریف لاتے اور رات گزار کر دوسرے پرچہ کیلئے واپس جاتے۔ اس سے پیشتر بھی بیشتر دعوتیں سیریؔ[1] یا زیارت آنے کے متعلق میں آپ حضرات کو دے چکا ہوں لیکن وہ اس نوعیت کی نہ تھیں وہ تفریحی دعوتیں تھیں جن کیلئے اگر زندگی رہی تو کافی وقت آئندہ بھی ہے۔ لیکن ایسے مواقع شاذ ونادر ہی زندگی میں آتے ہیں۔ اس وقت بھی اگر غفلت اور عدم مبالات سے آپ نے کام لیا تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے یہ بات میرے دل میں رہے گی۔ اور آپ کی یہ بے وفائی بھی کبھی بھی فراموش نہیں کرسکوں گا۔ صرف آپ ہی کے خط کو ان تاکیدات سے مؤکد کرنے کی ضرورت اسلئے محسوس کی کہ آپ ہی ان امور میں ناقابل اعتماد اور غفلت برتنے والے بے پروا ثابت ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپکو ذرا بھی لطافت طبع سے نوازا ہو تو اسپر مزید اضافے کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے۔

"اگر در خانہ کس است اشارہ بس است" والسلام سید محمد عبداللہ کاکاخیل

---

[1] سخاکوٹ کے قریب چھوٹی سی بستی سیریؔ یا سیا نگانو کلے کے نام سے موسوم تھی، مولانا عزیز گل اسیر مالٹا اور مولانا نافع گل وغیرہ اس بستی میں رہتے تھے اور موروثی زمینوں پر گذر اوقات کرتے تھے۔

(۴)

۱۸رشعبان ۱۳۷۷ھ (شرعی طریقہ پر سادگی سے شادی O حق ضیافت ادانہ کرسکنے پر معذرت)

برادر عزیز، السلام علیکم، تقریباً ایک ہفتہ کی تھکاوٹ اور نقل کم خوابی سے سبکدوش ہو کر آج اس معذرت پیش کرنے کا کچھ نہ کچھ قابل ہو رہا ہوں کہ آپ حضرات کی نوازش کے مقابلہ میں میں آپکا حق خدمت بالکل ادانہ کرسکا۔ ان امور کو بالائے طاق رکھ کر شرعی طریقہ پر سادگی سے کام سرانجام دینے کا تقاضہ تو یہ نہ تھا کہ اس قدر بدنظمی ہو کہ ''ضیوف مکرمین'' کی بھی صحیح خدمت نہ ہو سکے لیکن یہ سب کچھ کردہ تقدیر تھا۔ وکل ماقدر الرحمان مفعول اور راضی بہ تقدیر ہونا ہمارا عقیدہ ایمان ہے۔ لیکن اس قسم کی واردات پر ندامت ہونا بھی فطری امر ہے۔ سکیم کے ماتحت آپ حضرات کی بے وقت فرقت کیلئے رسہ کشی نے بھی کچھ تلخی پیدا کردی تھی لیکن میرے حصہ میں جو کوتاہی آئی ہے اس کیلئے میں عفو و درگزر کا صدق دل سے خواستگار ہوں۔ عام عادات کے مطابق آپ یہ تکلف سمجھیں گے۔ لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ سنجیدگی میں جو کچھ میرے قلم سے نکلتا ہے وہ بعینہ دل کی صدا ہوتی ہے۔ الفاظ میں اسراف اور مبالغہ آمیزی میری عادت میں سے نہیں ہے۔ وما انا من المتکلفین، عزیز صاحب غالباً لاہور میں ہونگے انکا پتہ معلوم نہیں خط بھیجنے سے قاصر ہوں۔ اگر اتفاقاً خلاف پروگرام اکوڑہ میں ہوں تو وہ بھی اس مضمون کے مخاطب ہیں۔ آپ نے عندالملاقات یہ وضاحت نہیں فرمائی کہ دیو بند کیلئے پاسپورٹ حاصل کرنے میں آپ نے کتنی کامیابی حاصل کرلی ہے؟ میں بھی کوشش میں ہوں دعا فرمایئے کہ یہ رفاقت فوت ہونے نہ پائے۔ مکتوبات[1] کا مطالعہ چھوٹ نہ جائے نہایت مفید مطالعہ ہے۔ وقتاً فوقتاً احوال سے آگاہی دیتے رہیے گا۔ واقفین پرسان حال کی خدمت میں سلام مسنون پیش ہے۔ والسلام اخوکم السید محمد عبداللہ کاکاخیل

(۵)

۴رشوال ۱۳۷۷ھ ع اے غائب از نظر کہ شدی ہم نشین دل

برادرم سمیع الحق صاحب، السلام علیکم، والا نامہ موصول ہوا۔ آج ایک عذر کی وجہ سے جانہ سکا کل بروز جمعرات اپنے دورے کا آغاز سفر پشاور سے کر رہا ہوں۔ پاسپورٹ آفس کے ساتھ صرف بیک واسطہ کافی تعلق پیدا ہو سکتا ہے اسکے علاوہ اور بھی بہت سے تعلقات کام میں لائے جاسکتے ہیں اب صرف میری ہمت مردانہ اور اسکے لئے توفیق الٰہی کی ضرورت ہے۔ از روئے حدیث ''دعاء غائب لغائب'' مستجاب ہوتی ہے آپ بھی میری کامیابی کیلئے دعا فرمائیں امید ہے کہ فرشتے آمین کہدیں گے۔ میں ویسے تو لفظ ''جملہ دوستان'' کے ضمن میں ہمیشہ آپ کیلئے دعا مانگتا رہا ہوں۔ لیکن اس دفعہ ماہ رمضان کے خصوصی اوقات میں خصوصی طور بھی آپ اور دیگر احباب کو دعا میں یاد رکھا ہے اس تذکرے کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی لیکن آپ نے چونکہ محض برسبیل تذکرہ اس کے متعلق استفسار فرمایا میں نے صرف اتنا اظہار ضروری سمجھا کہ میں اتنا غافل نہیں ہوں آپ اگر غائب رہتے ہیں ساتھ نہیں ہوتے تو آپ کی یاد ہمیشہ دل میں رہتی ہے۔

اے غائب از نظر کہ شدی ہم نشین دل می بینمت عیان و دعامی فرستمت

ونعم ماقیل خیالک فی عینی و ذکرک فی فمی وحبک فی قلبی فاین تغیب

پشاور جاتے ہوئے اگر اکوڑہ پہلے آجاوں تو یہ اندیشہ ہے کہ دفتر کے ٹائم تک پشاور نہ پہنچ سکوں نوشہرہ کے آڈہ پر سواری ملنے میں جو دقتیں پیش

---

[1] مکتوب شیخ الاسلام مولانا مدنی

آتی ہیں وہ آپ کو معلوم ہیں تو اسطرح مزید ایک دن کی تاخیر ہوگی۔ اگرچہ اس اہم معاملہ میں ’’چہ سل پہ لالی پورے داپو رے ذ ہنگر و‘‘ میری غفلت اور سستی کا یہ حال دیکھ کر آپ یہ جواب دینے میں ایک گونہ بالکل حق بجانب ہونگے لیکن اب میں نے ہر ممکن عجلت اور چستی سے کام لینے کا عزم کیا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔ وہاں سے بواپسی ’’سیری‘‘ جاتے ہوئے میں اکوڑہ حاضر ہونے کی کوشش کرلوں گا۔ اور اس صورت میں پھر آپ کو بھی اپنا ہمراہ بناؤں گا۔ وہاں جا کر تفریحاً مجھے کوئی دن کاٹنے نہیں ہیں صرف اخت عزیزہ کی ملاقات کیلئے شدرحال ہوگا۔ کیونکہ اگر کچھ حیات باقی رہی تو آئندہ رمضان کو پھر کہیں ملاقات ہوگی۔ صلہ رحمی کا تقاضی یہی ہے کہ طویل سفر کے آغاز سے قبل خویش واقرباء سے ضرور مل لیا جائے آپ بھی اس کے مکلف ہیں آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔

دل و جان خود فدا کن ز رفیق نکته دانی　　　که سخن نگفته باشی به سخن رسیده باشد

اگر مجھے اکوڑہ آنے کا موقع مل نہ سکا تو وقتاً فوقتاً میرے پروگرام سے آپ مطلع ہوتے رہنگے زیارت واپسی کا آپ کو بروقت علم ہوجائیگا۔ فارغ شدہ کتب کے ایصال کیلئے خود آپکے نفس نفیس سے معتمد ذریعہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ خدا کرے کہ مزاج اقدس بعافیت ہو۔

والسلام　السید محمد عبداللہ کاکاخیل

(۶)

بتقریب عید الفطر ۱۳۷۷ھ　　(پاسپورٹ کیلئے جدوجہد ○ تہنیت عید)

برادر عزیز، السلام علیکم، شاید لکھنے کی باری میری تھی اس واسطے آپکا قلم مبارک حرکت میں نہیں آیا معلوم ہوتا ہے کہ ان امور میں آپ بڑے محتاط واقع ہوئے ہیں حالانکہ میرے نزدیک یہ غلط التزام کسی قسم کی سنجیدگی کا متقاضی نہیں ہے۔ ’’ولکل وجهة هو موليها‘‘ سعید کے اس آخری خط کا جو میں نے جواب لکھا تھا وہ آپ نے دیکھا ہوگا اس کے متعلق آپ کی رائے ملنے کا بھی انتظار تھا۔ اب اگر قلمی طریقے سے نہیں بلکہ زبانی طور پر اس موضوع پر تبادلہ خیالات کرنے کیلئے آپ وقت نکال سکیں تو غالباً یہ زیادہ مناسب رہیگا۔ میں نے سعید کو بھی لکھا کہ عید کے تیسرے دن چند ضروری کاموں پر مجھے ایک دورہ کرنا ہوگا جن میں سے اہم ترین اور عجلت طلب مسئلہ پاسپورٹ کے متعلق جدوجہد کا تیز کرنا ہے لیکن صرف اسی انتظار میں میں منگل کا دن بھی تاخیر کرلوں گا۔ خدا کرے کہ یہ حسن طلب کارگر ہوجائے۔ عید کے موقعہ پر تہ دل سے اس مخلص کی تہنیت قبول فرمالیجئے ’’گر قبول افتدزہے عز و شرف‘‘۔ امید ہے کہ پیر نہیں تو منگل کے دن آپ بالکل فارغ البال ہونگے۔　　والسلام　　عبداللہ کاکاخیل

(۷)

عید الاضحیٰ ۱۳۷۷ھ　　(مولانا بنوری کے دورۂ حدیث میں شرکت)

خوژه روره، ډیرو رځے اوشولے چه بوبل دحالاتو نه بے خبره یو خدائے خبر چه په کلی به یے او که په دیو بند خو په توکل یاپه غالب گمان داخط درلیږم. مایاتر نه ویزا ’’دپاره درخواست نه دِ ورکړے اخترپه دیے چهتو کبنی مه دخوزیدلو نیت دیے. څه لږ ډیر امید خو پیدا شویدیے دعا کوه چه کامیاب شم. راتلو نه مخکښے ما یو مشوره په خط در لیږلی وه غالباً چه والد صاحب مد ظلهم به دماسره اتفاق نه وی کړے که نوی نو تاخو به منلی وه.

داخله مه دلته دوره کی اخستی ده مولانا یوسف صاحب صرف بخاری او ترمذی لولوی که ددیو بند داداعی نه وے نو داسبق پریښودل زره بالکل نه غواړی.

نو ر سنگه حـال دیے که نه کرفیو وغیره لگیدلے وی نو خبرراکه چه په احتیاط کی شو ا گرچه خبره به د تعجب ضـرور وی. نور خیر خیریت دیے که سه نوی ز ره وی نو را ولکهه گهنته او شوه بس به کو. کنماختر د مبارک شه. ملگرو والفانو آشنایا نو ته ډیر ډیر سلام او مبارکی. والسلام عبداللّٰہ کاکاخیل

(۸)

(دیوبند پہنچنے اور تحصیل علم میں رفاقت کی تمنا O مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی کی ویزا کیلئے کوشش)

۱۸ ذوالحجہ ۱۳۷۷ھ

سخن خوش شنیده ام که پیر کنعان گفت فراق یار نه آن مے کند که بتوان گفت

حدیث هول قیامت که گفت واعظ شهر کنایتیست که ازروزگار هجران گفت

برادر عزیز! آپ کے تاثرات پہنچے جس بے بسی اور تنہائی سے آپ نالاں ہیں میں بھی اس فرع اکبر میں آپکا سہیم ہوں بلکہ واماندگی اور دورافتادگی کی جن دلشکنیوں سے میں دوچار ہوں شاید آپ نہ ہونگے یہ سب کچھ نوشتہ تقدیر ہے ورنہ اپنا خیال تو یہی تھا کہ موجودہ سال آپ جیسے دلی رفیق کی رفاقت میں بڑا پر کیف گزرے گا۔ ابھی نا امیدی نہیں ہے رحمت خداوندی سے یہی توقع ہے لعل الله یحدث بعدذالك امـــراً ،میرے ویزا کیلئے مولانا حفظ الرحمان صاحب نے ہائی کمشنر ہند مقیم کراچی کو لکھا تھا سفارشی خط کی مجھے نقل بھی بھیجدی تھی کہ اس کے ذریعہ ہائی کمشنر سے ملاقات کر کے ویزا حاصل کر سکوں۔ لیکن سفارش میں ایک فاحش غلطی ہونے کی وجہ سے میں ہائی کمشنر سے ملا ہی نہیں اور تصحیح سفارش کیلئے مولانا کو لکھا جواب کا انتظار ہے۔

مولانا یہ سمجھے تھے کہ میں محض حضرت شیخ قدس سرہ کی فاتحہ کیلئے ہندوستان جانا چاہتا ہوں چنانچہ سفارش خط میں یہی لکھکر نہایت مختصر ویزا کی سفارش فرمائی تھی یہ ویزا بالکل بے سود تھا اسلئے میں نے صحیح سفارش طلب کی پہنچنے پر پھر ویزا حاصل کرنے کیلئے کوشش جاری کروں گا۔ آپ کے غائبانہ ویزا کیلئے بھی میں معلومات کر کے کوشش کروں گا۔ دونوں کے حق میں کوئی یک طرفہ فیصلہ ہو چکنے کے بعد مطلع کردوں گا۔

مولانا بنوری ہوا تبدیل کرنے کی غرض سے کوئٹہ تشریف لے گئے ہیں ایک ہفتہ بعد تشریف لے آئیں گے ان کے اسباق کی چھٹی ہے بقیہ اسباق ہورہے ہیں لیکن اس عدم استقلال کی وجہ سے دل لگی سے پڑھا نہیں جارہا ہے۔ آپ تو خوب مصروف جدوجہد ہونگے میرے لئے بھی دعا کرتے رہئے کہ مقاصد اصلیہ میں کامیاب ہو جاؤں۔ کراچی میں آج کل ناقابل برداشت شدید گرمی ہے کوئی کام انشراح صدر سے نہیں ہوسکتا خط بھی خلاف منشا نا تمام چھوڑتا ہوں۔ دماغ میں اب بہت کچھ ہے۔ لیکن قلم پر لایا نہیں جاتا۔ آپ انتقامی کاروائی عمل میں نہ لائیں۔ اخلاص ومودت اور عمق تعلق کے حسب تقاضا ہر قسم کے دلی احساسات وجذبات بے لاگ لکھ کر اثقال قلبیہ کو ہلکا کر دیا کریں۔ ان حالات میں ان دور افتادوں کا تھوڑا بہت اطمینان قلب تو اب ان نصف ملاقاتوں ہی سے ہوگا۔ اپنے سبق کی کوائف اور رفقاء کے حالات سے آگاہ فرماتے رہے۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۹)

۵ صفر ۱۳۷۸ھ (ہمدم دیرینہ کی کمیابی کی وجہ سے تنہا پسندی کو ترجیح O مودودی کا قلم اور اکابر پر گندگی اچھالنا)

صدیق عزیز، السلام علیکم، نامہ مودت ملے ہوئے پانچ دن ہوتے ہیں۔ کراچی کے دلکش نظاروں کا میں کیا نقشہ کھینچ سکوں گا جبکہ ان سے لطف اندوز ہونے کا مجھے موقعہ ہی نہیں ہے یہ تو جب آپ جیسا ہمنشین دل رفیق ہم مجلس بھی ہوتا تو اس کی ہمنشینی میں یہ ذوق وشوق بھی

رہتا۔ توڑ بیٹھے جبکہ ہم جام وسبو پھر ہم کو کیا برسا کرے آسمان سے گر بادہ گلفام

برادر عزیز! یہاں میرے اوقات کا جو حصہ اساتذہ حضرات کی مجالس اور کتب بینی سے متعلق ہے تو نہایت شاندار پر لطف اور قابل سرور ہے۔ لیکن وہاں سے علیحدہ ہو کر جب طلبہ حضرات سے واسطہ پڑتا ہے۔ تو سوء اتفاق سے کوئی بھی اس قابل نہیں ہے کہ "دیار زیرک" کا خلا پُر کر سکے۔ نفاق خودغرضی کم ظرفی گویا کہ ازل سے ان کے خمیر میں ملی ہوئی ہے۔ یہاں کنارہ کشی ہی میں فائدہ ہے میں باوجود مکانی تعلق کے تقریبا ہر ایک سے اجنبی رہنے کی کوشش کرتا ہوں اور بے تکلفی اور اختلاط کا تعلق بنانے سے گریز کرتا ہوں اور امید ہے کہ یہ استغنا نہیں بلکہ عین مصلحت ہے۔ خیالی دنیا میں جب گھومتا ہوں تو اپنی غذا تو صرف لیل کی ظلمات اور نوم کی مدہوشیوں میں کبھی کبھی پاس آجاتی ہے لیکن وہ یاد جو کسی وقت بھی دل سے نکلتی نہیں ہے وہ آپ رفقاء کی شیرین مجالس ماضیہ کی یاد ہے۔ یہ شاعرانہ مبالغہ آرائی نہیں بلکہ عین حقیقت ہے۔ جمعیۃ العلماء کی لاہور میں منعقد ہونے والی کانفرنس بارش کی وجہ سے ملتوی ہوگئی تھی معلوم ہوا ہے کہ دوبارہ تاریخ انعقاد کا تقرر ہوا ہے آپ تو قریب ہیں شائد شامل ہوسکیں مودودی صاحب کا قلم پھر سے اکابرین پر گندی اچھالنے کیلئے حرکت میں آیا ہے دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ یہ کہیں وعید "قد آذنتهٔ بالحروب" کے عملی طور پر مستحق ہونے کی گھڑی قریب نہ آئی ہو؟ افـامنوا مكر الله فلايامن مكر الله الاالقوم الخاسرون،

<u>مطالعہ ولٹریچر کی خواہش:</u> کراچی میں عربی کتب وجرائد کے مطالعہ کیلئے وافر سامان موجود ہے لیکن ہم جیسوں کیلئے موقعہ مطالعہ بالکل ناپید۔ مہینے میں کوئی ایک آدھ رسالہ نظر سے گزر جاتا ہے۔ جس سے کوئی محسوس فائدہ حاصل نہیں ہوگا فراغت کے بعد ایک سال اگر مستقل طور پر اس قسم کا مطالعہ کیا جائے تو شاید کچھ کام نکل سکے۔

<u>کراچی کے کھٹمل:</u> یہاں کی مرطوب آب وہوا کھٹمل کی پیداوار کیلئے نہایت موافق ہے۔ تقریبا ہر جمعہ کو ایک دفعہ چارپائی گرم پانی سے دھوتا ہوں۔ لیکن پھر بھی ایذا رسانی کیلئے چند دانے بچ جاتے ہیں اگر آپ کے ہاں یہ جنس نایاب ہو اور افزائش نسل کی ضرورت محسوس کرتے ہوں تو حکم دینے پر چند درجن لفافہ میں بند کر کے ارسال کردوں گا۔

اختتام قرطاس نے مزید لکھنے کیلئے نشاط بھی ختم کردیا یاد آوری اور یاددہانی کیلئے اس قدر قلیل بھی کافی ہوجاتا ہے البتہ حظ مخاطب کی کمی زیادتی اس کی تطویل واختصار کے مقدار پر ہوتی ہے۔ دیکھیں گے کہ اب آپ کا دو ماہہ کب ملے گا؟ والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۱۱)

کیم ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ (جلسہ حقانیہ اور قاری محمد طیب کے پروگرام)

برادرم سلام مسنون، آپکا خط کل ملا ایک دن پہلے میں خط لکھ چکا ہوں غالبا آپ کی عدم موجودگی میں گھر پہنچ گیا ہوگا۔ قاسم العلوم کے جلسہ کے التواء کی خبر شاید آپ کو بروقت نہیں ملی ہوگی جو قاری صاحب سے ملتان میں ملاقات ہونے کی امید تھی میرا تو خیال تھا کہ وہاں علم ہو کر آپ سیدھا کراچی کا رخ کرلیں گے لیکن اب تک نہ آنا بظاہر اس قسم کے کوئی پروگرام نہ ہونے کی علامت ہے۔ جلسے کی تاریخ کا علم ہوا ان حالات میں جلسے کا انعقاد اگرچہ اجازت سے کیوں نہ ہو کچھ عجیب ضرور معلوم ہوتا ہے۔ قاری صاحب کل مدرسہ میں تشریف لائے تھے رات کی گاڑی سے اپنی دختر کے ہاں ڈیرہ غازی خان تشریف لے گئے پاکستان میں مزید پندرہ دن قیام کا پروگرام ہے۔ خدا کرے کہ آپ کے ہاں بھی تشریف لاکر رونق جلسہ بنیں۔ آپ کے جلسہ میں اس دفعہ حظ شرکت سے محروم ہوں۔ جو کوائف پہلے مشاہدہ میں آتی تھیں اب آپ قلمبند فرمائیں گے تو ہم یہاں بیٹھے اپنا حظ لے سکیں گے اس موقعہ پر اطراف وجوانب کے بہت سے رفقاء جمع ہوئے ہونگے اس بزم یاران

میں کم از کم میرا اسلام تو کہد یجئے یہ بمنزلہ میری حاضری کے ہوجائیگا۔خط مختصر کرتا ہوں آپ معروف تیاری ہونگے اور تا اختتام جلسہ ہی مشغلہ رہیگا۔یہ کہنا اگر تکلف ہو کہ کم فرصتی کی بناء پر یہ طویل داستانیں پڑھنے کا موقعہ نہیں ہوگا یا معمولات اور مشاغل ضروریہ میں خلل اندازی ہوگی تو کم از کم یہ کہنا تو بے معنی نہیں ہوگا کہ ان تازہ اور جدید دلچسپیوں کے سامنے یہ داستان سرائیاں اپنی جاذبیت کھو چکی ہونگی۔اس وقت یہ محض آپ کی یاد دہانی کا "ان چند سطور کی شکل میں" شکریہ بھیجتا ہوں۔احباب ورفقاء سے سلام،

والسلام احوال کا منتظر عبداللہ کاکاخیل

(۱۲)

مدرسہ عربیہ کراچی نمبر ۵۔ ۱۵ر جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ

برادرم

از یک حدیث لطف کہ آں ہم دروغ بود

ام شب زدفتر گلہ صد باب شستہ ایم،

عبداللہ کاکاخیل

(۱۳)

مدرسہ عربیہ کراچی (قاری سعید الرحمان کی اکوڑہ سے راولپنڈی منتقلی تنہائی میں اضافہ)

۲۴ر رجب ۱۳۷۸ھ

مکرمی! سلام مسنون، نہ معلوم آپ کے کیا حالات ہیں؟ اس تصور سے کہ شاید آپ محزون ہیں خود اپنی طبیعت اداس رہتی ہے۔براہ کرم اپنے طبعی کوائف کے بارے میں ضرور لکھیں۔کل سعید کا ایک مختصر سا خط آیا ہے۔کچھ امیدیں قائم ہوگئی تھیں کہ اپنے رنگ میں وہ سابقہ محفل آرائیاں پھر عود کر آجائینگی مگر یہ سب امیدیں انہوں نے پھر خاک میں ملا دیں۔انکے شیدو سے منتقل ہونے سے آپ کیلئے ایک اور تنہائی پیدا ہوگی جو موجودہ آلام پر ایک نئے الم کا اضافہ ہوگا۔کیا کیا جائے وتلک الایام نداولها بین الناس ، ہمارا امتحان یکم شعبان کو شروع ہو کر آٹھ کو ختم ہونے والا ہے۔فرصت بہت کم رہ گئی ہے۔نہایت اجمال سے یہ چند سطور محض یاد دہائی اور استفسار حال کیلئے سپرد قلم کیے۔خدا کرے کہ جلد آپکے حالات بدل جائیں۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۱۴)

مدرسہ عربیہ کراچی ۵ر شعبان ۱۳۷۸ھ (پریشانیوں میں اللہ کے طرف سے خیر کا سامان O استاذ عطیہ مصری)

مکرمی، سلام مسنون، آپکا خط ملا ہے ہمارا امتحان یکم شعبان سے شروع ہے تین اہم پرچے باقی رہتے ہیں۔روز منگل ۸ر شعبان کو فراغت ہوجائیگی ۱۱ کو غالباً روانگی عمل میں آجائیگی۔

آپ کے مکاتیب سے اندازہ ہوا کہ سانحہ معہودہ اب آپ لوگوں کیلئے چنداں اھمیت کا حامل نہیں رہا ہے۔اور بظاہر اس درد والم کے حادثہ میں سراپا خیر پنہاں تھا۔قدرت کی موشگافیاں ایسی ہی ہوتی ہیں میں تو لاشعوری طور پر پہلے ہی سمجھا ہوا تھا کہ قدرت ان وادیہائے حسرت واندوہ کے پس پشت خیر وسلامت ہی کا کوئی منزل دکھلانا چاہتی ہے۔

لیکن آپکی نفس ذات جب عزیز ہوتو ان فوائد وحکم سے قطع نظر نفس اتنا احساس کہ آپ مبتلائے غم ہیں ہمارے غم کا سبب بننے کیلئے کافی تھا۔

خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے غموم کے ازالہ سے ہمیں بھی اطمینان بخشا۔ فالحمدللہ الذی اذھب عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور۔ محترم استاذ عطیہ صاحب مدرسہ کی تعطیلات کیمطابق عنقریب دو ماہ کیلئے اپنے وطن (مصر) جانے والے ہیں۔ ان کے ذریعہ وہاں سے چند مفید عربی کتب خریدلانے کا خیال ہے اگر دوران تعطیل میں ڈاک سے پہنچ سکیں تو دونوں موزون فرصت میں مطالعہ کرسکیں گے۔ موصوف بقدر ضرورت اردو دیکھ لینے کے بعد پنجاب وسرحد کے دورے کی خواہش بلکہ ارادہ رکھتے ہیں۔ امید ہے کہ خوش خلق اور اخلاص ومحبت کے اس پیکر کو آپ بھی دیکھ لیں گے۔ امتحان کی فکر کی وجہ سے ذہن ٹھکانے پر نہیں ہے۔ اس قدر پر اس وقت اکتفاء کرتا ہوں ویسے احساسات تو دل میں بہت اٹھ رہے ہیں۔ قلت فرصت اور عدم سکون خاطر کیلئے طرملاقات پر چھوڑ دیتا ہوں۔

وقد یجمع اللّٰہ بین الشتیتین بعدما　　　یظنان کل الظن ان لا تلاقیا

والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۱۵)

مدرسہ عربیہ کراچی ۲۵رشعبان ۱۳۸۷ھ　(سفر دیوبند میں رفاقت O پنجاب یونیورسٹی سے امتحان)

برادر عزیز، سلام مسنون، نامہ مودت نے نوازا، خوشی ہوئی کہ آپ نے بھی رفاقت کو ترجیح دیدی۔ آپ نے اوائل شوال میں جانے کا اشتیاق ظاہر کیا ہے۔ دراصل اسوقت کراچی میں میرا ٹھہرنا زیادہ تر انگلش کے امتحان کیلئے طر ہے جو ۴ اپریل سے شروع ہوگا اور اس کیلئے تیاری یہاں ہی بہتر ہوسکتی ہے۔ داخلہ میں نے پنجاب یونیورسٹی کو بھیجا ہے اور سنٹر بہاولپور مقرر کرایا ہے چنانچہ ۴ اپریل کو تین چار دن کیلئے مجھے بہاولپور جانا ہوگا، ۴ اپریل کو غالباً اوائل شوال ہی ہونگے اب اگر آپ شوال ہی میں جانا چاہیں تو یہ ہوسکتا ہے کہ ان ایام میں آپ لاہور آجائیں اور میں بھی امتحان سے فارغ ہوکر بجائے کراچی واپس آنے کے بہاولپور سے لاہور چلا جاؤں اور لاہور سے پھر سفر ہند پر روانگی ہو۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے ان ایام میں آپ مجھ سے زیادہ معروف ہونگے اور جیسا کہ آپ محسوس کرتے ہیں کہ ابتداء سال میں تعطیل کا اثر اچھا نہیں پڑتا ان دنوں میں مدرسہ سے غائب ہونا آپ بھی گوارا نہیں کریں گے۔ علاوہ ازیں اگر اس بات کو نظر انداز کر کے اس سفر شوق پر پابہ رکاب بھی ہوئے تو اس عجلت پسندی کا نتیجہ غالباً بے اطمینانی اور پراگندہ بالی ہی کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ اور اس طریقہ سے وہ ساری لذات وکیفیات جن کے حصول کی تمنائیں مدتوں سے دلوں میں لئے بیٹھے ہیں کافور ہوکر رہ جائیں گی۔ اسلئے میرے خیال میں تعطیل ذالحجہ میں یہ سفر دونوں کیلئے زیادہ مناسب رہیگا۔ میں بھی دونوں امتحانوں سے فارغ ہوکر بالکل مطمئن ہوں گا اور آپ بھی آغاز سال کے مشاغل اور ذمہ داریوں سے پورے طور پر سبکدوش ہونگے۔ بہرحال اوائل شوال تک بھی اب کافی دن ہیں آپ اور زیادہ سوچ سکتے ہیں ماہ رمضان میں آپکا جانا تو ویسے بھی غالباً زیادہ مناسب نہیں تھا کیونکہ ان ایام میں بزرگوں کے مزارات اور دیوبند کی مبارک سرزمین تو آپ بے شک دیکھ لیتے لیکن دیوبند کے علمی ماحول کی سرگرمیوں کا مشاہدہ نہ کرسکتے۔

ایام ذی الحجہ میں تعطیل چونکہ کم ہوتی ہے اسلئے ممکن ہے کہ تعطیل سے آگے پیچھے ایک دو دن کیلئے ہم یہ دلکش نظارہ دیکھ سکیں۔ ویزا عموماً تین مقامات کا مل سکتا ہے میں نے دیوبند سہارنپور اور دہلی کا انتخاب کیا وہاں پہنچکر کوشش کریں گے کہ کچھ توسیع ہوجائے اور گنگوہ اور تھانہ بھون کی زیارت سے بھی فیض یاب ہوں۔ انڈیا میں قیام کے بارے میں آپ نے دریافت فرمایا ہے میرے خیال میں ہفتہ عشرہ کافی رہیگا۔ اصل مقصد تو دیوبند میں چند دن گزارنے ہیں بقیہ مقامات کی صرف زیارت کرلیں گے۔ البتہ دہلی کے تاریخی شہر میں بھی ایک دو دن گزار دیں گے اور تفریح کیلئے اتنا کافی ہوگا۔ بہرحال اس وقت اتفاق رائے سے جو پروگرام طے ہوا اسپر عمل کرلینگے امید ہے کہ مزاج

بخیر ہوگا۔ محترم شیر علی شاہ صاحب کو میرا سلام کہہ دیجئے۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل ۱۲ر فروری ۱۹۶۱ء

(۱۶)

مدرسہ عربیہ کراچی ۱۷ر رمضان ۱۳۸۰ھ (رفاقت احباب کی یاد O مولانا بنوری کا سفر حجاز و مصر)

برادرم ، السلام علیکم ، آپ کا خط ملا، اس سال معمول سے بھی سفر کافی طویل ہوگیا۔ ان ایام میں احباب کی شیرین مجالس سے لطف اندوزی ہوتی تھی اب یہ میسر نہیں ہے تو کم از کم ان قلمی مخاطبت کا تو ہر وقت دل میں داعیہ رہتا ہے۔ گزشتہ رمضان کے تفریحی سفر کی یاد ابتک دل میں اور نقشہ نظروں کے سامنے ہے۔ واقعی نعمت سلب ہو جانے کے بعد اس کی قدر ہونے لگتی ہے احباب کے ساتھ رفاقت کی یہ چند گھڑیاں بھی کتنی کشش کی حامل ہوتی ہیں۔ کہ ان کی یاد ہمیشہ کیلئے دل پر نقش رہ جاتی ہے دیکھئے آئندہ زندگی میں پھر کب ایسے مواقع قدرت فراہم کرتی ہے؟ اگر قدرت کو منظور ہوا تو ہندوستان جانے کا فیصلہ بالکل قطعی ہے اواخر مئی میں یہ تمنا پوری ہو جائیگی ، انشاء اللہ تعالیٰ، اگر سعید کی بھی رفاقت رہی پھر تو اور لطف کی بات ہوگی میں انکو ترغیب دیدونگا اور آپ بھی اپنا زور ڈالتے رہیے امید ہے کہ عزم مصمم کرلیں گے۔ محترم مولانا بنوری آج کل سفر حجاز پر ہیں رمضان مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں گزاریں گے متحدہ جمہوریہ جانے کا بھی خیال ہے حج کرکے واپس تشریف لے آئیں گے۔ پرسوں حافظ افضال اللہ صاحب[1] سے ملاقات ہوئی تھی انکا آپکو خط لکھنے کا خیال ہے۔ انکا تو خیال تھا کہ ایک لفافہ میں بھیجیں گے۔ لیکن مجھ سے انتظار نہیں ہوسکتا نہ معلوم کیا لکھیں گے؟ محمود صاحب کا آج کل کیا مشغلہ رہتا ہے انکو اور محترم شیر علی شاہ صاحب کو میرا سلام کہئے گا۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل ۵ر فروری ۱۹۶۱

(۱۷)

مدرسہ عربیہ کراچی ۱۶ر ذی قعدہ ۱۳۸۰ھ (بہاولپور میں میٹرک کا امتحان O سفر دیوبند و دہلی کے پروگرام)

برادرم سمیع الحق ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا خط ملے ہوئے چند دن ہوئے ہیں میٹرک کے امتحان سے فارغ ہو کر ۱۱ اپریل کو میں واپس کراچی پہنچ گیا۔ بہاولپور میں قیام مولانا حبیب اللہ صاحب بنوری (لنڈیکوتل والے) کے مکان پر رہا پرچے امید ہے کہ اچھے رہے۔ دوسرا امتحان ۱۷ر مئی یعنی یکم ذی الحجہ کو شروع ہورہا ہے۔ اب آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ میری اصلی عدیم الفرصتی کے ایام تو یہی ہیں سفر ہند کا پروگرام اس کے بعد ہی بن سکے گا۔ نہ معلوم تعطیل کے ان ایام کے علاوہ آپ کیلئے چھٹی لینا کیوں مشکل ہے؟ غالباً آپ اس سفر میں کچھ زیادہ عرصہ لگانے کا خیال رکھتے ہونگے اگر ہفتہ عشرہ پر اکتفا کیا جائے تو پھر معاملہ آسان ہو جائیگا۔ بزرگوں کی صحبت سے سیرابی ہونی مشکل ہے لیکن طویل قیام کیلئے رمضان کا مہینہ مناسب رہتا جیسا کہ آپ کا پروگرام تھا اب جبکہ رفاقت کی خاطر پروگرام ان ایام تک مؤخر کردیا گیا تو اب مختصر قیام مناسب رہیگا۔ مقصود اصلی دیوبند جانا ہے تین چار دن وہاں گزاریں گے۔ دہلی کی سیر و تفریح کیلئے دو دن کافی ہونگے۔ اگر ویزا میں اضافہ ہوسکے تو بقیہ مقامات کی صرف زیارت مقصود ہے قیام کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔ الغرض اس سفر کیلئے ایک عشرہ بالکل کافی ہے۔ اس سفر سے مانوس ہو جائینگے۔ طویل قیام کیلئے اگر قدرت کو منظور ہو تو پھر دوسری فرصت میں پروگرام بنالیں گے۔ بہرحال

(حافظ افضال اللہ جہانگیرہ کا تذکرہ)

[1] مولانا لطف اللہ جہانگیروی کے فرزند نابینا حافظ قرآن اور ملک کے حالات ، تحریکات پر گہری نظر ، مودودی صاحب کے مداح قاضی حسین احمد جماعت اسلامی کے قریبی کزن دونوں کی ہم عمری اور رشتوں نے انکے مودودیت کو جلا بخشی۔ جہانگیرہ میں میرے ننھیال سے گھروں کی دیواریں ملی ہوئی تھیں۔ نو عمری اور ہم عمری میں میری مولانا حسین احمد مدنی اور جمعیۃ علماء ہند سے فکری ہم آہنگی کے وجہ سے ان دونوں کیساتھ ہر وقت مناظرہ کا بازار گرم رہتا۔

آپ انتظار کر چکے ہیں کچھ تھوڑا سا انتظار اور بھی کر لیں تو شاید زیادہ حرج نہیں ہوگا۔ کرنسی کا کیا بندوبست ہوگا؟ میں نے معلومات کئے ہیں پچاس روپے کی کرنسی مل جاتی ہے بیس روپے پاکستانی نوٹ لیجانے کی اجازت ہے۔ میں اپنی کرنسی یہاں سٹیٹ بینک سے حاصل کرلوں گا۔ آپ پشاور میں معلومات کر لیجئے اگر وہاں سٹیٹ بینک کے کسی برانچ سے کرنسی مل سکے تو بہت اچھا ورنہ پھر آ پکو اپنا پاسپورٹ اور ویزا کراچی بھیجنا ہوگا اور یہاں کوشش کی جائیگی۔ عدیم الفرصتی کی وجہ سے خط لکھنے میں تاخیر ہوگئی انتظار شاق نہ گزرے۔ اس وقت اس پر اکتفاء کرتا ہوں۔ شیخ صدیق صاحب[1] کی وفات کا قصہ احمد الرحمان صاحب[2] نے تفصیل سے سنایا بہت صدمہ ہوا۔ انکی ظرافت بھری باتیں کانوں میں گونج رہی ہیں خدائے تعالیٰ مرحوم کو اپنی مغفرت سے نوازے آمین، مولانا شیر علی شاہ صاحب کو میرا سلام کہہ دیجئے۔ والد بزرگوار کو درخواست بھیجی ہوئی ہے۔ والسلام: عبداللہ کاکاخیل ۱۲ را کتوبر ۱۹۶۱

(۱۸)

(سفر دیوبند و دہلی کی تیاریاں)

۳۰ رذیقعدہ ۱۳۸۰ھ

مکرمی سلام مسنون، کافی دن ہوئے ہیں کہ میں نے آ پکو مجوزہ پروگرام کے بارے میں خط لکھا ہے لیکن اب تک اسکا جواب نہیں آیا۔ اب دوبارہ یہی عرض ہے کہ ۲۷ مئی کو انشاء اللہ امتحان سے فراغت ہورہی ہے اس کے بعد جو تاریخ آپ مناسب سمجھیں اسپر دونوں لاہور پہنچ جائیں گے لاہور میں چونکہ آپ واقف ہیں اسلئے آپ قیام کیلئے کسی مناسب ہوٹل کا انتخاب کیجئے تاکہ اسی کو موعد ملاقات مقرر کردیا جائے۔ کرنسی کا آپ نے غالباً بندوبست کیا ہوگا میں بھی عنقریب حاصل کرلوں گا انشاء اللہ سعید کو اس بارے میں جو خط لکھا تھا اس اللہ کے بندے نے اسکا بالکل جواب ہی نہیں دیا۔ جواب کا انتظار رہیگا۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل۔

(۱۹)

(پروگرام سفر ہند)

۲ رذالحجہ ۱۳۸۰ھ

برادرم سلام مسنون، آپکا خط ملا پرسوں میں نے ایک خط لکھا تھا وہ بھی شاید آج وصول کر چکے ہوں گے۔ ۲۷ مئی کو امتحان سے فراغت ہورہی ہے ۲۷ اور ۲۸ کو میں کرنسی حاصل کرلوں گا ۲۹ کی صبح کو میں کراچی ایکسپریس سے روانہ ہو جاؤں گا اگر بالفرض کراچی ایکسپریس سے رہ گیا تو پھر تیز گام سے روانہ ہوں گا۔ انشاء اللہ، آپ بھی ۲۹ رمئی کو روانہ ہو جائیں۔ میرا تو خیال تھا کہ ایک رات لاہور میں بھی رہنا ہو جائیگا اسلئے ہوٹل کے انتخاب کیلئے آپ کو لکھا تھا۔ اگر لاہور سے فوراً ہندوستان روانگی ہو سکے تو پھر ہوٹل میں قیام کی ضرورت نہیں ہوگی۔ بہرحال موعد ملاقات کا وقت مقرر کرنا ضروری ہوگا۔ میرے پاس کچھ زائد سامان بھی ہوگا جسکا لاہور میں کسی کے پاس رکھنے کا بندوبست کریں گے۔ اگر ہو سکے تو ایک دوسرے کو اپنی روانگی کے متعلق تار کے ذریعہ بھی مطلع کیا جائے۔ میں نے یہ چند سطور نہایت مصروفیت اور بے اطمینانی میں لکھدئے۔ آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ اہلیہ صاحبہ کچھ بیمار ہیں خداوند تعالیٰ شفاء عاجلہ نصیب فرمائے، آمین والسلام: عبداللہ کاکاخیل

(۲۰)

(سفر دیوبند میں تاخیر در تاخیر)

۳ رذی الحجہ ۱۳۸۰ھ

برادرم سمیع الحق صاحب، السلام علیکم کل ایک خط بھیجا تھا غالباً ملا ہوگا آج پنجاب بورڈ کیطرف سے اطلاع آئی کہ فاضل عربی کا زبانی امتحان

---

[1] اکوڑہ خٹک میں حاجی صاحب مہربان علی شاہ مرحوم کے خاص خادم۔

[2] مولانا مفتی احمد الرحمان مہتمم جامعۂ نیو ٹاؤن جوان دنوں اکوڑہ خٹک اپنے والد شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان کامل پور کے ساتھ مقیم ہے۔

جو ۲۷ مئی کو ہونے والا تھا ۲۷ مئی کی بجائے ۳۰ مئی کو تین بجے دوپہر کے بعد ہوگا۔ ہماری بھی عجیب قسمت ہے جو طے کرتے ہیں اسکے خلاف ہوتا ہے مجھے زیادہ فکر اس بات کی ہے کہ میری وجہ سے آپ بہت زیادہ پابند ہو گئے نہ معلوم آپ بھی مجھ پر کتنے غصہ ہونگے۔ یہ سارا غصہ اگر ملاقات کے وقت تک موخر کر دیا تو اچھا رہیگا کہیں آپ اس سے پہلے برس نہ پڑیں۔ بہرحال اب یہی فیصلہ ہے کہ ۳۱ مئی کی صبح کو میں یہاں سے کراچی ایکسپریس، تیز گام پر روانہ ہو جاؤں گا۔ آپ بھی ۳۱ مئی کی صبح کو روانہ ہو جائیں۔ یکم جون کو لاہور پہنچ جائیں گے اگر ہو سکے تو اس تاریخ کو ہندوستان بھی روانہ ہو جائیں گے۔ اگر آپ ایک دن پہلے لاہور روانہ ہو جائیں اور مجھے تار کیذریعہ اطلاع ہو جائے کہ آپ روانہ ہو چکے ہیں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ تا کہ مجھے اطمینان ہو جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ رفاقت کے خیال کا مدتوں کا یہ انتظار بے کار نہ چلا جائے اس بعد المشرقین کے فاصلہ سے ایسے اجتماعی پروگراموں کیلئے بہت احتیاط کی ضرورت ہوگی آپکو یاد ہوگا کہ پشاور میں ملنے کیلئے ہم کئی بار ایسے پروگرام بنا چکے اور بے احتیاطی کی وجہ سے پھر اسکے مطابق ملاقاتیں نہ ہو سکیں۔ بہرحال اب تو چند دن رہتے ہیں مزید خط و کتابت بھی ہو سکے گی۔ امید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۲۱)

۵ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ

(سفر میں مزید تاخیر)

برادرم سلام مسنون، آپکا خط مل گیا میرے اور دو خطوط بھی ملے ہونگے اور حالات سے آپ مطلع ہو چکے ہونگے کہ ۳۱ مئی سے قبل میری روانگی مشکل ہے ۳۱ مئی کی صبح کو کراچی ایکسپریس سے روانہ ہونگا انشاء اللہ، اب آپ خود اپنے احوال کا جائزہ لیجئے اگر ۳۱ مئی تک آپ انتظار کر سکتے ہوں تو بہت بہتر، اس عرصہ دراز کے انتظار کا پورا ثمرہ مل جائیگا بصورت دیگر آپ ۲۷ مئی کو سفر ہند پر روانہ ہو جائیے۔ تین چار دن کے بعد میں بھی پہنچ جاؤں گا اور چند دن ہندوستان میں اور پھر بواپسی رفاقت ہو جائیگی۔ آپکو میں نے شاید بہت تنگ کیا اسلئے اس وقت اس مسئلہ میں ذرا تری سے کام لے رہا ہوں ورنہ آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تنہا جانے میں میرے لئے کیا لطف ہوگا؟ آپ مجھے جلدی جواب دیجئے کہ کس صورت کو آپ اختیار کریں گے؟ اگر رفاقت ہو جائے تو پھر آپ بستر وغیرہ ساتھ نہ لائیے دری کمبل اور کچھ میرے پاس موجود ہیں زیادہ سامان بار بن جائیگا۔ ایک دو جوڑے کپڑے ضروری ہونگے سوٹ کیس کی شاید ضرورت نہ ہوگی میرے پاس موجود ہے کرنسی کا پہلے سے انتظام اشد ضروری ہے ورنہ سخت تکلیف ہوگی۔ ایسے ہی جائے اجتماع کی تعیین بھی ضروری ہے میں نے پہلے خط میں بھی لکھا تھا کہ اگر آپ ایک دن پہلے روانہ ہو جائیں اور مجھے خط کے ذریعہ اطلاع ہو جائے تو یہ زیادہ مناسب ہوگا۔ میرے خیال میں کسی مناسب ہوٹل کا انتخاب زیادہ موزوں رہیگا امید ہے کہ آپ جواب سے بہت جلد مطلع فرمائیں گے۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۲۲)

۸ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ

برادرم سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کرنسی کیلئے صبح سٹیٹ بینک گیا تھا کراچی میں انڈیا ویزا اور کرنسی کیلئے غیر معمولی ہجوم جمع رہتا ہے کوئی ایک بجے کے قریب بوجھ سر سے اتر گیا اور پچاس روپے کی اجازت مل گئی اس وقت ڈیڑھ بجے کا وقت ہے کہ میں تھکا تھکایا اپنے کمرے میں پہنچ گیا سب سے پہلی نظر آپ کے خط پر پڑی جو سرہانے کے قریب کتابوں کی الماری میں پڑا ہوا تھا گرمی کی وجہ سے بری حالت ہو رہی ہے لیکن حسب ارشاد عجلت سے کام لیتے ہوئے سب سے پہلے آپ کے خط کا جواب لکھ رہا ہوں۔ خدا کرے کہ بروقت مل جائے۔ اگر میں ۳۰ مئی کو بعد از عشاء خیبر میل سے روانہ ہو جاؤں تو ۳۱ مئی کو رات کے کسی وقت لاہور پہنچوں گا۔ اس رات کو پہنچنے سے

پروگرام میں کوئی خاص فرق نہیں آیگا اگر ۳۱ مئی ہی کو دیوبند روانہ ہونا ہو تو کراچی ایکسپریس سے پہنچنے کی صورت میں بھی یہ پروگرام مس نہیں ہوگا کیونکہ کراچی ایکسپریس یکم جون کو صبح سویرے مجھے لاہور پہنچا دیگی کراچی ایکسپریس میں میرے لئے آرام رہیگا ایک تو ہجوم بھی نسبتاً کم رہیگا دوسرے یہ کہ دن کو پہنچ جاؤں گا اسلئے آپ یکم جون کو کراچی ایکسپریس پر میرے پہنچنے کا انتظار کیجئے۔ میں خود کبھی لاہور نہیں گیا ہوں یہاں کے بعض واقف طلبہ نے انارکلی میں دہلی مسلم ہوٹل کا مشورہ دیا لیکن آپ کا فیصلہ زیادہ قرین صواب ہوگا اگر لاہور میں آپکا پتہ متعین ہو اور مجھے فوراً خط لکھ کر آپ بتلا دیں تو شاید روانگی سے قبل میرا ایک خط لاہور میں بھی آپ کو مل جائے بہت خوشی ہوئی کہ رفاقت کی صورت نکل آئے۔ امید ہے کہ آپ بخیر ہونگے۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۲۳)

(مولانا عزیرگل کاکاخیل پر بہتان تراشیوں کی کتاب ○ اکابر کی سنت پر جوابی کاروائی سے گریز)

زیارت کاکا صاحب ۱۲ راگست ۱۹۶۱ء

مکرمی سلام مسنون، آپکا خط ملے ہوئے کافی دن ہوئے ہیں بعجلت جواب دینے کیلئے طبیعت آمادہ کرنے کی کوشش کی لیکن پھر بھی تاخیر ہوگئی۔ یہ معلومات ہو کر عم بزرگوار مدظلہ[1] اور ہم سب کو انتہائی کوفت ہوئی بدقسمتی سے دیوبندی جماعت کی کوئی ایسی تنظیم نہیں ہے کہ اپنے محاذ سے جماعتی دفاع کر سکے اور دراصل ایسی ہی شکل میں مدافعت موثر ثابت ہو سکتی ہے۔ انفرادی طور پر ایسے مواقع پر میدان مقابلہ میں اترنا بھی کارے دارد۔۔۔ اور یقیناً ہر کسی کا کام نہیں ہے۔ خصوصاً جبکہ طبائع بھی قدرتی طور پر اتنی سادہ واقع ہوئی ہوں کہ اس قسم کی سب وشتم کے سماع کو سنت اکابر سمجھ کر جوابی کاروائی کو اگر فضول نہیں تو چنداں اہم بھی قرار نہیں دیتے ہوں۔ تاہم انکو طبعی کوفت ضرور ہوئی۔ کتاب حاصل کرنے کی ہم کوشش کریں گے شیخ الاسلام مولانا مدنی مرحوم کی طرف انتساب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اپنے آپ کو معتقدین میں سے ضرور سمجھتا ہوگا۔ اسلئے ایک نسخہ دیوبند بھی بھیجدیں گے۔ اور کیا کیا جاسکتا ہے تھر درویش برجان درویش امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۲۴)

مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی ۱۳ راکتوبر ۱۹۶۱ء (کراچی تک کا سفر اور راولپنڈی تک مشایعت)

مکرمی سلام مسنون، کل رات ساڑھے سات بجے بعافیت اپنی منزل دیرینہ پہنچ گیا راستہ میں جابجا ہجوم ہوتا رہا لیکن بروقت اوپر کی سیٹ قبضہ کرنے کی وجہ سے مجھے کوئی خاص دقت پیش نہیں آئی بلکہ کافی آرام رہا۔ آپ دونوں[2] حضرات کی پنڈی تک رفاقت نے طبیعت میں اتنی نشاط پیدا کردی تھی کہ آئندہ سفر میں بھی اسکی وجہ سے کوئی زیادہ وحشت محسوس نہیں ہوئی۔ اگر آپ تکلف نہ سمجھیں تو اس کا شکریہ پیش کرتا ہوں آپ دونوں قبول فرمالیں۔ آج بعافیت پہنچنے کی رسیدیں بھیجنے بیٹھ گیا ہوں۔ مفصل خطوط آئندہ لکھے جائینگے۔ تاہم میں عنقریب بہت مصروف ہو جاؤں گا اسلئے تاخیر آپ معاف فرمائیں گے اور جواب کا انتظار کئے بغیر احوال سے مطلع کرتے رہینگے۔ محترم شیر علی شاہ صاحب کو سلام عرض ہے۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل

---

[1] اسیر مالٹا حضرت مولانا عزیرگل کاکاخیل جن کے خلاف ایک خردباختہ شخص عبدالرحمان نے بے جا اتہامات پر مبنی کتاب لکھا تھا تفصیل مولانا اسعد مدنی مرحوم کے مکتوبات میں ملاحظہ فرمائے

[2] میں اور برادرم قاری سعید الرحمان

(۲۵)

(عدن مکہ مکرمہ پہنچنے اور عمرہ کرنے کی تفصیل)

۱۷ر جولائی

برادرم، سلام مسنون، ایک خط عدن شہر سے بھیج چکا ہوں امید ہے کہ ملا ہوگا۔ میں خدا کے فضل سے پوری جماعت سمیت بعافیت پرسوں بروز اتوار ۱۵ر جولائی جدہ کی بندرگاہ پر پہنچ گیا۔ بعد مختصر یہ کہ جامعہ اسلامیہ کا مندوب استقبال کیلئے کھڑا تھا۔ کار میں بٹھا کر اول اپنے گھر لے گیا وہاں آرام کیا اور کچھ تناول بھی کیا۔ ظہر اور پھر عصر کی نماز پڑھ کر عمرہ کرنے کیلئے مکہ مکرمہ روانہ کیا۔ احرام ہم یلملم سے باندھ چکے تھے۔ رستہ میں ایک مقام پر اتر کر قہوہ خانہ میں چائے پلائی گئی اور کچھ آرام کیا۔ مغرب کے وقت مکہ مکرمہ پہنچے۔ اللہ کے مبارک گھر پر نگاہ پڑی اور اللہ اکبر لا الہ اللہ کے نعرے بلند ہو گئے۔ اسوقت قلب کی جو کیفیت تھی اسکے اظہار سے قلم عاجز ہے۔ طواف شروع کیا ملتزم میں آئے مقام ابراہیم میں نماز پڑھی۔ زمزم پیا۔ صفا مروہ کے درمیان سعی کی۔ پھر حلق کیا اور حلال ہو گئے۔ ان تمام مقامات میں آپ کو شیر علی شاہ صاحب کو نیز ناظم صاحب کو دعاؤں میں یاد رکھا۔ اور من جملہ اور دعاؤں سے یہ دعا خصوصیت سے کی کہ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو بھی بیت اللہ شریف اور روضہ مطہرہ علی صاحبہما الف الف صلوۃ وتحیہ کی زیارت نصیب فرمائے۔ رات مکہ معظمہ میں رہے صبح کو طواف وداع کر کے کے جدہ چلے آئے ہم چونکہ کافی تھکے ہوئے تھے اور نیند بھی بہت کم کی تھی اسلئے فوراً مدینہ منورہ جانے کیلئے آمادہ نہیں ہوئے جامعہ کے مندوب نے جدہ کے ایک عالی شان ہوٹل فندق الحرمین میں ٹھہرایا۔ میرے ساتھ کمرہ میں دو ساتھی ہیں اس کمرے کا کرایہ ۲۴ ریال ہے طعام کا خرچہ اسکے علاوہ ہے رات اطمینان سے گزری صبح ہوئی نماز پڑھی ناشتہ کیا اور اسی ہوٹل کے کمرے میں بیٹھ کر آپکو یہ خط لکھ رہا ہوں آج عصر کے بعد مدینہ منورہ روانگی ہوگی وہاں پہنچکر تین چار دن کے بعد خط لکھوں گا۔ انشاء اللہ،

میری تمنا ہے کہ آپ احباب کی رفاقت یہاں نصیب ہو جائے۔ اسباب کے درجہ میں پاسپورٹ تو کم از کم آپ پہلے سے تیار کر کے رکھ لیجئے اس سال جو وفد آیا ہے اس میں سات طالب علم ہمارے مدرسہ کے ہیں جن میں دو کو بالکل عین وقت پر لیا گیا ہے۔ دراصل دو طالب علم رہ گئے تو ان کی جگہ پر ایسے لے رہے تھے کہ جنکا پاسپورٹ تیار ہو۔ چنانچہ ہمارے مدرسہ کے ان دو طالب علموں کو لیا گیا۔ اس لئے آپ پاسپورٹ تیار کر کرے رکھ دیجئے۔ اس کے بعد اور کوشش کرنی چاہیے۔ سفر کے ان جملہ اخراجات کا کفیل جامعہ ہے۔ قلیوں کو پیسے ہم نے اپنی جیب سے دیئے تھے وہ بھی ہمیں دینے کا وعدہ کیا ہے۔ عدن سے یہاں تک کے حالات لکھ دیئے۔ عدن میں خیال تھا کہ یہاں نظاروں کی پوری تفصیل قلمبند کر کے بھیجوں گا لیکن کم فرصتی کی وجہ سے ان چند سطور پر اکتفاء کیا جو وہاں سے بھیج دیئے۔ آپ آئندہ سفر کے حالات آئندہ خط میں قلمبند کروں گا انشاء اللہ، کمرے کے ساتھی مولانا حسن جان صاحب سلام پیش کرتے ہیں۔ شیر علی شاہ، ناظم صاحب کو سلام کہہ دیجئے۔ امید ہے کہ آپ بعافیت ہونگے۔ والسلام عبداللہ کاکا خیل

(۲۶)

(جواب خط میں تاخیر اور سرد مہری کا شکوہ)

مدرسہ عربیہ کراچی ۹ر جنوری ۱۹۶۲ء

مکرمی سلام مسنون، کافی عرصہ سے آپکا کوئی خط نہیں آیا۔ مجھے کوئی شکایت نہیں ہے۔ مواقع بخیر ہوں۔ مجھے خود اگر داستان سرائیوں کی فرصت نہیں ہے تو کم از کم ضروری احوال سے باخبر رہنے کیلئے کبھی کبھی یہ مختصر رقعے تو بھیجدیا کروں گا۔ اس کے جواب میں آپ جو روبہ اختیار کریں وہ آپکی مرضی ہے۔ آپ کے افتخار صاحب[۱] کراچی میں ہیں۔ ملاقات کیلئے آتے رہتے ہیں۔ تقریباً کوئی ایک ماہ سے اس کی ملاقاتیں میری ساتھ ہو رہی ہیں۔ میں نے پہلی ہی ملاقات میں انکی اس حماقت پر اس کو ملامت کیا۔ اب تک کوئی روزگار نہیں ملا ہے اور نہ

ملنے کی کوئی قوی امید ہے بہت پریشان ہے میں نے اسکو گھر جانے کا مشورہ دیا لیکن وہ کچھ مزید قسمت آزمائی کرنا چاہتے ہیں۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ شیر علی شاہ صاحب کیلئے میں کوشش کر رہا ہوں اب تک کوئی جگہ مل نہیں سکی ہے یہ بھی ایک مستقل فن ہے جسمیں مجھے کوئی مہارت حاصل نہیں ہے۔ تاہم ایک دوسرے کے اعتماد پر امید باندھنی پڑتی ہے۔ برادرم انوار الحق صاحب سے کہئے کہ مدینہ یونیورسٹی کا معاملہ ابھی ٹھنڈا پڑا ہے جن دنوں میں گرم ہو جائے میں حتی الوسع انکے لئے اپنی کوشش کروں گا فی الحال صرف امیدواروں کی درخواستیں گئی ہیں اور سفارت خانہ میں ایک آفیسر لگا ہوا ہے ان پر غور کرنے کا کام ابھی شروع نہیں ہوا ہے۔ نئی روح کا اضافہ ہوا ہے کہ نہیں اور کیا نوعیت ہے؟ کم از کم اسکی اطلاع تو از خود دیدیتے۔ انتظار رہیگا۔ سعید صاحب کا کیا حال ہے؟ خط و کتابت کو تو وہ بوجھ سمجھتے ہونگے۔ اگر ملاقات ہوئی تو کم از کم ایک عدد سلام میرا ضرور پیش کیجئے۔ امید ہے کہ آپ بخیر ہونگے۔ والسلام: عبداللہ کاکاخیل

(۲۷)

مدرسہ اسلامیہ کراچی ۱۶ رجنوری ۱۹۶۲ء

(پہلے نومولود بیٹے کی تعزیت)

برادر عزیز! السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ کل آپ کا خط ملا بہت صدمہ ہوا کہ سال بھر[۲] کی امیدوں پر یکدم پانی پھر گیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ قدرت کو یہی منظور ہوگا۔ آپ تو ماشاء اللہ عالم ہیں۔ یہ عقیدہ کہ شفاعت کیلئے پیشوا بھیجدیا سکون بخشیگا۔ اللہ تعالیٰ اسکو توشہ آخرت بنا کر آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین، ہماری بھابی صاحبہ کو بھی میری طرف سے تعزیت پیش کر دیجئے۔ رات کے نو بجے کا وقت ہے۔ چائے تیار ہوگئی ہے اور دور چلنے والا ہے اس وقت آپ کی یاد اچانک آگئی۔ قلم ہاتھ میں ہے اور یہ چند سطور لکھدی ہیں لیکن اب چائے کا حق ادا کرنے کیلئے مجھے کچھ وقفہ کرنا پڑ رہا ہے۔ وقفہ بہت طویل ہو گیا رات گزر گئی اور اب دن کے آٹھ بجے کا وقت ہے کل رات مولانا لطف اللہ صاحب[۳] گھر تشریف لے گئے ان کو چھوڑنے کیلئے سٹیشن پر گیا بواپسی صدر میں کچھ وقت لگا مدرسہ میں جب پہنچا تو بارہ بج رہے تھے اسلئے خط مجبوراً نامکمل رہا۔ بڑے جوش سے قلم ہاتھ میں لیکر لکھنے بیٹھ گیا تھا۔ لیکن اس طویل وقفہ کی وجہ سے ساری باتیں ذہن سے نکل گئیں۔ اب سوچتا ہوں کہ کیا لکھوں؟ لیکن کچھ بھی سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ دراصل اس خط کا مقصد بھی زیادہ تر تعزیت کا پیش کرنا تھا اسکے ساتھ کسی اور مضمون کا لگاؤ بھی نہیں ہو سکتا۔ اسلئے اسکو صرف تعزیت نامہ سمجھ کر قبول کیجئے۔ باقی آئندہ، والسلام: عبداللہ کاکاخیل

(۲۸)

مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی یکم فروری ۱۹۶۲ء

(مولانا شیر علی شاہ نے کراچی آمد کا مژدہ سنایا ہے)

صدیق مکرم، السلام علیکم، عرصہ ہوا کہ ایک خط لکھ چکا ہوں آپکا کوئی خط اب تک مل نہیں سکا۔ شیر علی صاحب[۴] کا خط آیا ہے لکھتے ہیں کہ ۲۵ رشعبان کو سمیع الحق صاحب یہاں خانپور پہنچ جائیں گے۔ اور پھر خانپور سے ہم دونوں تفریح کیلئے کراچی روانہ ہوں گے۔ اس بات سے بہت خوشی ہوئی میں نے انکو خط لکھا ہے جسمیں عزم کو مؤکد بنانے کی تاکید کی ہے۔ آپ کو بھی یہ خط اس تاکید کیلئے لکھ رہا ہوں۔ یہ سفر نہایت

---

۱ قاضی افتخار الملک اکوڑہ خٹک کے قاضی خاندان کے باسلیقہ نوجوان جو ایک عرصہ تک دار العلوم کے دفتر اہتمام میں خدمات انجام دیتے رہے اور میرے کاموں میں بھی بڑی دلجمعی سے ہاتھ بٹاتے رہے۔ گاؤں سے اکتا کر کراچی چلے گئے بعد میں رسالپور چھاؤنی میں مستقل رہائش اختیار کی۔

۲ پہلا نومولود بچہ جو حالت زچگی میں ذخر و اجر آخرۃ بن گیا ۳ حضرت مولانا لطف اللہ جہانگیروی فاضل دیوبند

۴ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

شاندار رہیگا اور اس سال کی عید بھی ایک عجیب عید ہوگی سفر ھند کی کچھ یاد بھی تازہ ہو جائیگی۔ بہر حال میں آپ کے عزم کو اور زیادہ مصمم بنانا چاہتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آپ مصمم بنا دیں گے۔ میری طرف سے سب کو سلام۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۲۹)

مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی ۱۳ رمارچ ۱۹۶۲ء (کراچی جانے کا پروگرام اور التواء پر ناراضگی)

مکرمی، السلام علیکم، آپکا خط ملا۔ ۲۶ اور ۲۷ رمضان کو آپ حضرات کی آمد کا انتظار رہا اتفاق سے ان ایام میں کراچی کے علاقہ ناظم آباد میں ایک شاندار مسجد تیار ہوگئی تھی اور ۲۸ رمضان کو اس کی رسم افتتاح ادا ہونی والی تھی مسجد کے منتظمین اور جانبین سرکاری افسر اور گریجویٹ قسم کے لوگ تھے انکو کسی معقول اور سنجیدہ قسم کے امام اور خطیب کی ضرورت تھی اس غرض سے وہ مدرسہ میں آئے تھے میں دل میں خوش ہو رہا تھا کہ تیر موقعہ پر لگ گیا اور اسی مسجد میں شیر علی شاہ صاحب کا تقرر کرادیں گے۔ حسن اتفاق سے آپ کے عبدالعظیم بھی اس دن یہاں آئے تھے انسے بھی میں نے یہ تذکرہ کیا۔ آپ کے ناظم صاحب کے عزم حج کا مجھے عبدالعظیم سے علم ہوگیا تھا جب آپ ان تاریخوں میں نہیں آئے تو میرا خیال یہی تھا کہ ناظم صاحب کیساتھ تشیع کے طور پر آپ کراچی آجائیں گے لیکن آخرکار ناظم صاحب بھی کراچی پہنچ گئے اور آپ حضرات ویسے کے ویسے رہ گئے۔ آپکا ارادہ تو پہلے سے نہیں تھا لیکن مجھے اس کا افسوس ضرور ہے کہ میں آپ کے حسب منشاء زیادہ تحریض اور خوشامد کر کے آپکے نفس کو خوش نہیں کر سکا۔ حالانکہ آپ نے اس کا تقاضا بھی کیا تھا اور اب اس کے ترک پر توبیخ بھی کر رہے ہیں۔ بہر حال یہ موقعہ تو گزر گیا آئندہ کسی دوسرے موقعہ کا انتظار کریں گے۔ میں زیادہ کیا تفصیلات لکھوں۔ اب تو ایک دو ماہ اور انتظار کر کے سب کچھ زبانی سنئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ خط آپ اور شیر علی شاہ دونوں کیلئے ہے۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۳۰)

مدرسہ عربیہ کراچی ۴ راپریل ۱۹۶۲ء (قاری سعید الرحمان کو کراچی قیام کا مشورہ دیں)

مکرمی جناب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ، لاہور سے آپ اور شیر علی شاہ صاحب کا مشترک خط ملا تھا۔ اسی دن اکوڑہ کے پتہ پر جواب دیدیا تھا۔ اب تک آپکا کوئی جواب نہیں آیا۔ سعید الرحمان صاحب کی معیت کی وجہ سے پرسوں عصر سے خط لکھنے کیلئے جذبات ابھر رہے تھے آج اگر سعید الرحمان صاحب سبقت نہ کرتے تو میرا خط بھی انتہائی طول پکڑ لیتا۔ لیکن جو مضمون لکھنا تھا وہ لکھ چکے اسلئے میں صرف یہ چند لفظ بطور رسید کے کہ سعید الرحمان صاحب میرے پاس پہنچ گئے لکھدئے۔ آپ کے خط کا انتظار رہے گا۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل،

نوٹ: اگر سعید الرحمان صاحب کو کراچی میں قیام کرنے کا آپ نے مشورہ دیدیا تو مجھ پر بڑا احسان ہوگا۔ میری یہ تنہائی جو میرے لئے کافی حد تک باعث الم ہے دور ہو جائیگی۔ اسلئے آپ اپنے مشورہ سے انکو فوراً مطلع فرمائے۔

(۳۱)

(مکتوب مدینہ طیبۃ ○ جامعہ اسلامیہ مدینہ پہنچنے اور تعلیم کے آغاز سے قبل کے حالات)

الجامعۃ الاسلامیہ بالمدینۃ المنورہ ۸۲/۳/۲۳ھ

محترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اس سفر میں پہلا خط کراچی کی بندرگاہ سے دوسرا عدن تیسرا جدہ اور یہ چوتھا سرور کائنات ﷺ کے شہر مبارک مدینہ منورہ سے بھیج رہا ہوں سفر عمرہ کی تفصیل میں نے جدہ کے خط میں عرض کر دی تھی اسکے بعد رات کے وقت مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے بس چونکہ ہمارے لئے ریزرو تھی اسلئے خوب اطمینان سے منزل بہ منزل آرام کرتے ہوئے صبح سویرے مدینہ منورہ پہنچے۔

مولانا عبدالغفور صاحب کا ایک بھتیجا بھی ہمارا ساتھی ہے مولانا موصوف کو امانات پہنچانے کیلئے بس اولاً انکے محلّہ میں لے گئے۔ مولانا نے چائے پلائی اور فرمایا کہ مستقل دعوت بعد میں ہوگی۔ پھر جامعہ میں آئے سامان اتارا اور ناموں کا اندراج کرایا۔ کمرے اسی وقت مع آہنی چارپائیوں اور عالیشان بستروں کے مل گئے۔ غسل کر کے صاف کپڑے پہنکر سردار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضری دیدی آپ اور شیر علی شاہ اور ناظم صاحب کا سلام عرض کیا اور دعائیں مانگیں۔ ہم شروع کے تین دن حسب قاعدہ شاہی مہمان رہے جامعہ کی بس میں ناشتہ اور کھانے کیلئے مدینہ منورہ کے عالیشان ہوٹل فندق التیسیر میں ہمیں لے جاتے تھے اور پھر اسی بس میں واپس لاتے تھے چوتھے دن سے اپنا انتظام خود کرنا پڑ رہا ہے۔ مطبخ کا کوئی بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے فی الحال ہوٹل سے کھانا پڑتا ہے۔ جامعہ میں اوائل جمادی الاولیٰ تک تعطیل ہے۔ تعطیل ختم ہونے کے بعد داخلے کا امتحان ہوگا اور پھر درجات کی تعیین ہوگی۔ درجہ ثانویہ کا ۲۴۵ اور درجہ عالیہ کا ۳۰۰ ریال وظیفہ مقرر ہے۔ دراصل دیوبند اور ندوہ کے جو طلبہ گزشتہ سال آئے ہیں انکی سندوں پر اعتماد کرتے ہوئے جامعہ والوں نے انکو بلا امتحان حسب منشاء درجات دیدیئے لیکن افسوس کہ سوائے ایک ندوی طالب علم کے باقی سب طالب علم سالانہ امتحان میں فیل ہوگئے جسکی وجہ سے جامعہ کو سندوں پر اعتماد نہیں رہا۔ اب داخلہ کیلئے سند تو شرط ہے لیکن درجات حسب منشا نہیں مل سکتے بلکہ امتحان لینے کے بعد جامعہ خود فیصلہ کریگا۔ دوران تعطیل جامعہ ہمیں وظیفہ دینے کا ارادہ نہیں رکھتا لیکن طلبہ نے یہ درخواست پیش کی ہے کہ ہمارے قبل از وقت بھیجنے کا ذمہ دار سفارت خانہ ہے اسلئے دوران تعطیل وظیفہ سے محروم کرنا بے انصافی ہے۔ دیکھتے ہیں کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ گزشتہ روز مولانا عبدالغفور صاحب نے ہم سب پاکستانی طالب علموں کی دعوت کی تھی اگر آپ وہ مطبوعہ تقریر کراچی کے پتہ پر بھیجد یتے تو میں پیش کر دیتا۔ ہاں طالب علموں میں ایک طالب علم سفارشوں کی زور پر بغیر کسی سند کے سفارت خانہ نے منتخب کر کے بھیجا ہے۔ اسکے لئے بڑی مشکل پیدا ہوگئی ہے اور جامعہ والے سوچتے ہیں کہ اسکے ساتھ کیا کریں اسلئے آپ برادرم انوار الحق صاحب سے کہدیجئے کہ فی الحال عجلت سے کام نہ لیں اور کوئی سند حاصل کر کے پھر آنے کا سوچیں جامعہ کی طرف سے مسجد نبوی میں مغرب اور عشاء کیلئے پہنچانے کا باقاعدہ انتظام ہے۔ اسکے علاوہ دوسرے اوقات میں بھی بس چلی جاتی ہے گویا کہ ہم روزانہ دو تین نمازیں مسجد نبوی میں پڑھ لیتے ہیں۔ تعطیل ہونے کی وجہ سے یہاں کے تعلیمی کوائف کے متعلق کچھ عرض کرنا مشکل ہے آئندہ فرصتوں میں شاید اس پہلو پر کچھ روشنی ڈال سکوں۔ میری کوشش ہوگی کہ وقتاً فوقتاً آپ لوگوں کو خطوط کے ذریعہ یاد کرلیا کروں۔ لیکن اگر مجھ سے تاخیر ہو جائے تو اسکا جواب آپ خاموشی سے نہ دیدیجئے۔ اس دور افتادہ مسافر کو اپنے ملک کے حالات سے آپ مطلع کرتے رہئے میرے لئے تسکین اور اطمینان کا باعث ہوگا۔ میری طرف سے شیر علی صاحب، ناظم صاحب، محمود صاحب، اور جملہ واقفین کو سلام عرض ہے۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۳۲)

(مدینہ منورہ کے مشاغل وطن جانے کا پروگرام)

مسجد النبی ﷺ المدینۃ المنورۃ یوم الجمعہ ۸ محرم ۱۳۸۲ھ بمطابق ۳۱ مئی ۱۹۶۲ء

برادر عزیز سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عرصہ ہوا کہ آپ مسلسل خاموش ہیں۔ نہ معلوم کس قصور کی بناء پر آپ نے یہ روش اختیار کی ہے۔ کہیں میری خوش طبعیوں کو تو آپ نے برے محمل پر حمل نہیں کیا ہے؟ خدا کرے کہ ایسا نہ ہو آپ کی ذات سے تو کم از کم یہ توقع نہیں ہے۔ میں گزشتہ ایک ماہ میں نہایت شدید معروف رہا۔ بہت سے احباب کے خطوط کے جوابات میں اس وجہ سے تاخیر کر دی۔ مولانا سعد الدین صاحب کا خط عرصہ سے آیا ہے انکا جواب آج تک ذمہ پر ہے۔ ممکن ہے آج انکو بھی خط لکھدوں۔ ہوسکتا ہے کہ آپکو بھی

اس قسم کا کوئی مانع پیش آیا ہو۔اگر چہ بظاہر یہ ایام آپ کی زیادہ مصروفیت کے معلوم نہیں ہوتے ہیں۔ ہمارا امتحان کل بعافیت ختم ہو گیا رسمی طور پر ابھی چھٹی نہیں ہوئی ہے۔ ۱۶محرم سے باقاعدہ چھٹی ہو جائیگی۔تقریباً سب ساتھیوں نے وطن جانے کا ارادہ کرلیا ہے انکی وجہ سے میرے قلب میں بھی داعیہ پیدا ہو گیا ہے۔ جامعہ والوں نے دو ماہ تعطیل کا وظیفہ پیشگی دینے کا وعدہ کیا ہے جسکی وجہ سے طلبہ کی ہمت بن گئی ورنہ یہ اخراجات کچھ قابو سے باہر ہی تھے اب اگر ہوائی جہاز کا نہیں تو بحری جہاز کا کرایہ بن جائیگا۔اب تک وظیفہ نہیں ملا ہے ٹیکے بھی نہیں لگوائے ہیں ویزا بھی حاصل کرنا ہے امتحان کی وجہ سے اتنی مصروفیت تھی کہ ان کاموں سے قبل از وقت فراغت حاصل کر نہ سکے اب کچھ دن اسمیں لگیں گے۔اس کے بعد حجاج کے جہاز ''سفینہ حجاج'' یا پھر بحرین کے رستہ سے روانگی ہوگی۔اس تردد کی بناء پر میں آپکو اپنی روانگی کی صحیح تاریخیں تو نہیں بتلا سکتا ہوں البتہ تخمینی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ تاخیر ہونے کی صورت میں بھی اگر اواخر محرم میں نہیں تو اوائل صفر میں ملاقات ہو جائیگی۔انشاء اللہ تعالی، ساتھیوں کا خیال ہے کہ وطن روانگی سے قبل کچھ دن مکہ مکرمہ میں قیام کرلیا جائے۔اس لئے شاید ہفتہ عشرہ کے بعد مدینہ منورہ سے حرم مکہ مکرمہ چلے جائیں۔اگر آپ نے خط بھیجا ہو تو ممکن ہے کہ وہ مجھے اس دوران میں مل جائے۔چونکہ اپنے پروگرام کے مطابق ملاقات کا عرصہ اب قریب ہو گیا اسلئے مختصر خط کو بھی کافی سمجھتا ہوں۔طویل و عریض داستانیں زبانی سناؤں گا۔انشاء اللہ، مولانا شیر علی شاہ صاحب، قاضی صاحب، ناظم صاحب، افتخار صاحب، محمود صاحب، اور انور صاحب کو میرا اسلام کہہ دیجئے۔مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں گنبد خضراء علی صاحبہا الف الف صلوۃ وتحیۃ کے سامنے بیٹھ کر یہ سطور آپ کو رقم کر رہا ہوں اس وقت مغرب کی اذان ہونے میں چند دقیقے ہی باقی ہیں۔ خط بس کرتا ہوں بظاہر مدینہ منورہ سے اس سال کا یہ میرا آپکو آخری خط ہوگا۔پورے تین ماہ کیلئے جوار رسول ﷺ کو چھوڑنے کا تصور دل میں کچھ اداسی کی کیفیت پیدا کر رہا ہے۔خداوند تعالی بخیر و عافیت مدینہ منورہ واپس پہنچادے۔آمین ثم آمین۔اگر مناسب سمجھیں تو اپنے والد ماجد کی خدمت میں میرا اسلام اور درخواست دعا پیش کر دیجئے۔

والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۳۳)

مدرسہ عربیہ کراچی ۱۹ر جون ۱۹۶۲ء **(اچانک گھر واپسی)**

برادرم، اچانک ہی گھر روانگی کا پروگرام بن گیا آج جبکہ آپ اس خط کا مطالعہ فرمارہے ہیں میں خیبر میل سے گھر پہنچ چکا ہوں گا انشاء اللہ گھر پر میرا قیام نہایت ہی مختصر رہیگا۔غالباً ایک ہفتہ کے بعد میں واپس کراچی روانہ ہوں گا۔اس مختصر قیام میں شاید اکوڑہ نہ آسکوں جلسے سے قبل آپکا آنا بھی مشکل ہوگا۔جلسہ کے بعد اگر زیارت آنے کا وقت نکال سکیں تو بہتر ہوگا۔تفصیلات زبانی سناؤں گا۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۳۴)

سفینۂ حجاج کراچی بندرگاہ ۸ر جولائی ۱۹۶۲ء **(سفینہ حجاج کراچی سے خط، کراچی سے روانگی)**

برادرم سمیع الحق وشیر علی شاہ صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جہاز میں بیٹھ کر یہ خط لکھ رہا ہوں۔پاس لیکر کچھ ساتھی چڑھے ہوئے ہیں۔ انکے حوالہ کرنے کا خیال ہے اگر انکو یاد رہا تو سپرد ڈاک کرادیں گے۔ ہمارا جہاز آج ۸ر جولائی بروز اتوار صبح گیارہ بجے روانہ ہونے والا ہے۔اس وقت دس بجے ہیں ایک گھنٹہ روانگی میں رہ رہا ہے موذعین کوتا را جارہا ہے اسلئے اس اختصار پر اکتفا کرتا ہوں مکہ معظمہ میں دو تین دن قیام کا خیال ہے وہاں سے تو شاید خط نہ بھیج سکوں مدینہ منورہ پہنچکر خط لکھوں گا اور آپ سب حضرات کا سلام نبی اکرم ﷺ کو پہنچادوں گا۔اور دعاؤں میں آپ حضرات کو یاد نہ رکھوں تو اور کس کو یاد کروں گا۔یہ چند سطور بطور اطلاع وبطور یادگار قلمبند کر لئے اب

محمود صاحب کے حوالہ کرتا ہوں۔ خدا حافظ والسلام راجی دعوائکم عبداللہ کاکاخیل

(۳۵)

میاں نگانو کلے ستا کوٹ ۷راگست ۱۹۶۲ء (حاضر ہونے سے معذرت)

محترمانم مولانا شیر علی شاہ و مولانا سمیع الحق صاحب، صاحبان، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ آپ حضرات بخیر ہونگے۔ یہ عریضہ اس اطلاع کیلئے ارسال خدمت کر رہا ہوں کہ معہود پروگرام کے مطابق میں حاضری سے معذور ہوں دراصل اسی تاریخ کو مدینہ کے چند ساتھیوں کی یہاں آمد کی توقع ہے ان کے ساتھ غالباً ''سفر سوات'' کا تفریحی پروگرام بھی بن جائے اسلئے کنڈ کا پروگرام فی الحال معطل کردیں گے آئندہ بھی کوئی خاص توقع نہیں ہے کیونکہ رجوع کے ایام قریب ہیں اب تو شاید اس کے بعد ملاقات اکوڑہ کے سٹیشن پر ہی ہو آپ حضرات کو یہاں آنے کیلئے کہنا تو شاید سوء ادب ہوگا۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل میاں نگانو کلے ستا کوٹ

(۳۶)

(یمن سعودی عرب مصر کے تنازعات ○ جامعہ کے کلاسوں کا نقشہ ○ گھنٹی بجانا بدعت ○ مسلکی جھڑپیں ○ نظریاتی تصادم کے فائدے)

الجامعۃ الاسلامیۃ المدینۃ المنورۃ ۲۶۔۶۔۸۲ھ، ۲۳ ستمبر ۱۹۶۲ء

صدیق کریم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا خط ملے ہوئے چند دن ہوئے ہیں آپ کی مصروفیت کے پیش نظر تو مناسب یہ تھا کہ اوائل شعبان تک خط موخر کردیتا تا کہ خوشی سے پڑھ لیتے اور بڑی نشاط کیساتھ فوراً جواب بھی دیدیتے۔ لیکن اس دورافتادگی کی وجہ سے تخاطب اور ہم کلامی کا جذبہ ان مناسبات کے آگے حائل بن رہا ہے۔ اور لاشعوری طور پر اس نصف ملاقات پر مجبور ہو رہا ہوں۔ جمعہ کی نماز حرم نبوی شریف میں پڑھ کر آیا ہوں۔ اور اب عصر کی نماز پڑھ کر دوبارہ جانے کی تیاری ہے ایک بس جا چکی ہے اور دوسری بس کوئی بیس منٹ کے بعد جانیوالی ہے حرم جا کر لکھنے کا موقعہ نہیں ملیگا اسلئے اس مختصر سے وقت میں لکھنے کی کوشش کر رہا ہوں تا کہ کل کی ڈاک میں نکل جائے۔

پاسپورٹ کیلئے آپ نے حرکت شروع کردی یہ خوشی کی بات ہے اللہ تعالیٰ آپکو کامیابی عطا فرمادے ہندوستانی پاسپورٹ جمع کرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ اسوقت ہوتا کہ آپ مڈل ایسٹ کے اس پاسپورٹ میں انڈیا کا اندراج بھی کراتے اور اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہندوستانی پاسپورٹ آپ کے پاس رہے اور مڈل ایسٹ کا پاسپورٹ آپ حاصل کرلیجئے کوئی خلاف قانون بات نہیں ہے۔ میں اپنا ہندوستانی پاسپورٹ اپنے ساتھ لایا ہوں کچھ عرصہ کے بعد تجدید کا مسئلہ درپیش ہوگا اگر جدہ میں پاکستانی سفارت خانہ کے ذریعہ نہ ہوسکے تو پھر آپ کے پاس پاکستان بھیجدوں گا۔ ویسے آپ معلوم تو کرلیجئے کہ میری عدم موجودگی میں یہ تجدید وہاں ہوسکتی ہے یا نہیں؟

آپ کے خط سے ملکی حالات کا علم ہوا۔ یہاں کے سیاسی حالات بھی بہت مضطرب ہیں یمن کے مسئلے کا سعودی عرب اور مصر دونوں ملکوں کی سیاست پر اثر انداز ہونا بالکل ظاہر ہے اسلئے دونوں ملک اپنے ہمنواؤں کی مدد میں کمی نہیں کرتے ہیں لیکن ناصر نے تو اپنی غرض کیلئے بڑی حد تک بین الاقوامی قوانین سے بھی تجاوز کرنا شروع کردیا ہے۔ مصری طیاروں کا یمن کے ان قبائل پر جو انقلاب کے مخالف ہیں بمباری کرنا نہایت ہی دردانگیز بات ہے یہ خبریں تفصیل سے آپ اخباروں میں پڑھتے ہونگے۔ جامعہ میں تعلیم شروع ہے۔ روزانہ چار گھنٹے پڑھائی ہوتی ہے ہر دو پیریڈوں کے درمیان دس منٹ کا وقفہ ہوتا ہے پڑھائی سکول کالجوں کی طرح بینچوں وغیرہ پر ہوتی ہے استاذ کرسی پر بیٹھ کر یا پھر کھڑے ہوکر لیکچر دیتے ہیں۔ البتہ گھنٹی بجنے کا نظام نہیں ہے یہ ان لوگوں کو بدعت معلوم ہوتی ہے اس کے بجائے مستقل ملازمین

مقرر کردیئے گئے ہیں جو وقت ختم ہونے پر ایک ایک درسگاہ میں جا کر زبانی اطلاع دیتے ہیں اساتذہ اچھے ہیں لیکن اکثر غیر مقلد اور وہابیت کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ البتہ ایک استاذ شیخ محمد امین شنقیطی نہایت متواضع خوش اخلاق اور بہت ہی جامع اور گہرے عالم ہیں۔ مجھے سب سے زیادہ انکا درس پسند ہے۔ درسوں میں خوب جھڑپیں رہتی ہیں جامعہ میں چالیس سے زیادہ ملکوں کے طالب علم آ کر جمع ہو گئے ہیں۔ یہ مختلف مشربوں کے طالب علم ہوتے ہیں اساتذہ ایک خاص مسلک کے زعیم ہیں اسلئے ان جھڑپوں کا ہونا بالکل طبعی امر ہے لیکن سب سے زیادہ ان اساتذہ کی توجہات کا مرکز ہم پاکستانی طالب علم بنے ہوئے ہیں ہمارا فروع میں حنفی اور عقائد میں اشعری یا ماتریدی المسلک ہونا ان کو ناگوار ہے۔ اور زیادہ تر درسوں میں جھڑپیں ہمارے ساتھ رہتی ہیں جو کبھی کبھار نہایت دلچسپ شکل اختیار کر جاتی ہیں۔ یہاں آنے کے بعد زندگی میں پہلی مرتبہ علمی اور نظریاتی تصادم سے واسطہ پڑا۔ اسکو ہم اپنے حق میں بہت مفید پاتے ہیں اگر ہم یہاں نہ آتے تو وہاں کی پڑھی پڑھائی باتوں پر قانع رہتے اور بہت سے مسائل ہم سے اوجھل رہ جاتے اب یہاں آ کر ان باتوں کی طرف توجہ ہو گئی اور تبرکات مدینہ اور جوار رسول ﷺ کی نعمت کے بعد یہاں آنے کا سب سے بڑا علمی فائدہ میں یہ پاتا ہوں۔ اس سال بظاہر تعطیل میں گھر جانا مشکل ہے جامعہ آخری سال سے پہلے کرایہ نہیں دیگا۔ اور خود ذات الید کی اتنی گنجائش نہیں ہے کہ جسمیں آنا جانا ہو سکے اسکے علاوہ کچھ اور مصالح کا بھی یہ تقاضی ہے کہ اس سال یہیں رہ جائیں۔ مدینہ کا موسم یکدم تبدیل ہو گیا ہے آج کل سردی ہے اور دن بدن بڑھتی جارہی ہے میں طبعی طور پر سردی کے موسم کو بہت پسند کرتا ہوں اسلئے طبیعت بہت خوش اور منشرح رہتی ہے اور یہاں طبیعت خوش نہ ہو تو پھر اور کہاں خوشی ہوگی ہفتہ میں ایک آدھ مرتبہ یہاں کی دیہات کھجور کے باغات کی تفریح کیلئے بھی جاتے ہیں۔

مولانا عبدالغفور صاحب مدظلہم کی خدمت میں آپکا سلام باقاعدہ پہنچاتا ہوں وہ والسلام بھی فرمادیتے ہیں مولانا کا ہمارے ساتھ اچھا تعلق ہے مولانا بدر عالم صاحب کیساتھ بھی ملتے رہتے ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ کے دربار میں آپکا تحیہ سلام پیش کیا ہے وقت اور کاغذ دونوں ساتھ ساتھ ختم ہو رہے ہیں۔ شیر علی صاحب کو لکھنے کا ارادہ تھا لیکن وقت کی تنگی کی وجہ سے لکھ نہیں سکتا ہوں اب اذان میں نصف گھنٹہ باقی ہے بس تیار ہے حرم جانا ہے، اجازت چاہتا ہوں میرا اسلام ناظم صاحب، شیر علی شاہ صاحب، محمود صاحب، انوار صاحب اور دوسرے برادر اور جملہ متعلقین کو پہنچا دیجئے۔ اگر مناسب سمجھیں تو والد ماجد کی خدمت میں بھی میرا اسلام پیش کر دیجئے۔ حسن جان صاحب آپکو سلام کہتے ہیں۔

عبداللہ کاکاخیل

(۳۷)

زیارت کاکا صاحب ۲ ستمبر ۱۹۶۳ء **(اکابر کی مجلس میں شرکت کی دعوت)**

مکرمی، سلام مسنون، خط ایسے وقت میں ملا کہ مجھے یقین نہیں ہے کہ میرا جواب بروقت مل سکے گا۔ بہر حال سابقہ اطلاع کے مطابق آپکو معلوم ہوگا کہ میری روانگی ۵ ستمبر بروز جمعرات تیز رو سے ہے۔ مجھے لائل پور بھی جانا ہے جس کیلئے مجھے وزیر آباد پر گاڑی تبدیل کرنی ہوگی۔ اب آپکا خط آنے کے بعد خیال کچھ یوں ہو رہا ہے کہ راولپنڈی میں اتر جاؤں اور پھر وہاں سے رات کو لائل پور کیلئے چناب پر سوار ہو جاؤں اس طریقہ سے پنڈی میں رہنے کیلئے دس بارہ گھنٹے مل جائیں گے سعید کا خط بھی آپکے خط کیساتھ ہی ملا انکو بھی خط لکھ رہا ہوں۔ بدھ کے دن اکابر قسم کے چند مہمان آرہے ہیں۔ آپ اور شیر علی صاحب اگر ان کی مجلس بار خاطر نہ سمجھیں تو اس تاریخ کو زیارت تشریف لے آئیے۔

والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۳۸)

کراچی ائیر پورٹ، ۱۲ ستمبر ۱۹۶۳ء

برادرم مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، یہ خط میں کراچی ائیر پورٹ پر لکھ رہا ہوں۔ ہوائی جہاز سے آج مورخہ ۱۲ ستمبر کو روانگی ہے۔ جہاز روانہ ہونے میں صرف ایک گھنٹہ باقی ہے۔ امید ہے کہ آپ بعافیت ہونگے۔　والسلام

(۳۹)

(عربی اخبارات کا مطالعہ اور فوائد O مدینہ منورہ کی عید O خانہ کعبہ کیلئے پاکستانی غلاف)

الجامعۃ الاسلامیہ المدینۃ المنورہ ۱۲ شوال ۱۳۸۳ھ

صدیق مکرم، السلام علیکم، حسب ارشاد چند عربی اخبارات ارسال کر رہا ہوں نفس خبریں تو آپ اپنے ہاں کے اخبارات اور ریڈیو سے بھی معلوم کر سکتے ہیں البتہ عربی اخبارات کے جو دوسرے فوائد ہیں وہ وہاں میسر نہیں ہیں ان اخبارات میں بعض اخبار اگرچہ جدید نہیں ہیں لیکن مذکورہ مقصد کے پیش نظر یہ بھی فائدے سے خالی نہیں ہیں میں کوشش کروں گا کہ آئندہ بھی وقتاً فوقتاً آپکو کچھ نہ کچھ عربی تحریر فراہم کر سکوں اگرچہ میری غفلت اور سستی کا کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ مکہ مکرمہ سے میں نے ایک خط بھیجا تھا امید ہے کہ ملا ہوگا عید سے ایک دن قبل واپس مدینہ منورہ چلا آیا یہاں عید اتوار کے دن ہوئی مہینہ یہاں عموماً ۲۹ دن کا پورا ہو جاتا ہے۔ عید کی نماز مسجد نبوی ﷺ میں پڑھ کر اہل مدینہ کے دستور کے مطابق صحابہ رسول رضوان اللہ علیہم کی قبور کی زیارتوں کیلئے پہنچ گئے وہاں سے فارغ ہونے کے بعد رسم مبارکباد میں لوگوں کیساتھ شریک ہوئے۔ یہاں پر ہم نے عید کی رسم تبریک کو اپنے ہاں کی بہ نسبت زیادہ عام پایا۔ الغرض یہاں کی عید بھی بڑی شاندار ہوتی ہے اسلامی اخوت کا جذبہ زیادہ نمایاں پایا جاتا ہے۔

جو کمرہ ہم نے کرایہ پر لیا تھا عید کے تین چار دن اسمیں گزار کر واپس جامعہ چلے آئے ہیں۔ ۷ رشوال سے جامعہ کھلا ہے اور پڑھائی شروع ہے۔ اب ہم حسب سابق عصر کے بعد حرم جاتے ہیں اور عشاء کی نماز کے بعد واپسی ہوتی ہے۔ کل بالکل خلاف توقع سعید الرحمان کا صرف تین چار سطروں پر مشتمل ایک مختصر خط آیا ہے آج ان کو بھی لکھنے کا خیال ہے۔ آپ کی ملاقاتیں تو ہوتی رہتی ہونگی۔ اس سال خانہ کعبہ کیلئے غلاف بھیجنے کا شرف پاکستان کو حاصل ہو گیا یہ خوشی کی بات ہے ماہ رمضان میں جو غلاف پہنایا گیا ہے وہ یہاں کا تیار کردہ غلاف ہے۔ بظاہر پاکستانی غلاف حج کے موقعہ پر پہنایا جائیگا۔ امید ہے کہ آپ بعافیت ہونگے۔ مولانا عبدالغفور صاحب مدظلہ کی خدمت میں آپ کا سلام میں برابر پہنچاتا ہوں وہ بھی سلام لکھنے کیلئے فرمادیتے ہیں۔ میری طرف سے جملہ احباب کو سلام عرض ہے حسن جان آپکو سلام کہتے ہیں۔ آپ کے خط کا انتظار رہیگا۔　والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۴۰)

المدینۃ المنورہ ۱۷/۱۲/۱۳۸۳ھ　**(مکہ سے زمزم کی ترسیل)**

برادر مکرم زید مجدکما، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، میں کل دوپہر بعافیت وسلامت مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ مجھے افسوس ہے کہ الوداعی ملاقات آپ دونوں سے نہیں ہوسکی اور اس سے بڑھ کر افسوس اس بات کا ہے کہ سمیع الحق صاحب سے تو مکہ مکرمہ میں بالکل ملاقات ہی نہیں ہوسکی۔ اسکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حرم میں نماز پڑھنے کیلئے کوئی جگہ آپ لوگوں نے مخصوص نہیں کی ہے۔ بہر حال اب تو آپ یہ دعا فرمائیے کہ چند ماہ کے عرصے کے بعد اپنے وطن میں ملاقات ہو جائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

آپ حضرات کی عدم موجودگی میں "زمزم" کا ایک ٹین بھروا کر ٹانکہ لگا کر میں آپکے مکان کے غسلخانہ میں چھوڑ کر آیا ہوں اگر یہ ٹین آپ اپنے ساتھ لے جاسکیں تو عنایت ہوگی۔ آپ کے ذمہ یہ بوجھ ڈالنا مجھے پسند نہیں تھا اگر میری طبیعت اور مزاج سے آپ شناسا ہوئے ہوں تو آپ کو یہ اندازہ ہوگا کہ آپ حضرات کو یہ تکلیف دینا خود میرے دل پر کتنا شاق گزرا ہوگا لیکن کیا کیا جائے؟ محض مجبوری اور ضرورت کی بناء پر مجھے یہ کرنا پڑا یہاں سے زمزم اور کھجور کے بغیر گھر جانا عرف نے تقریباً محال کر دیا ہے اور ھوائی جہاز میں انکا لیجانا بھی ممکن نہیں ہے اسلئے میں نے بحری جہاز سے سفر کرنے والے احباب پر اس بوجھ کی تقسیم کرنے کی یہ ناپسندیدہ جرات کرلی۔ میں نے یہ بھی سوچا تھا کہ آپ دونوں کے سفر کی تاریخ اور جہاز متعین ہونے کے بعد جدہ حاضر ہو کر اپنا یہ بوجھ جہاز پر پہنچادوں اور اس طریقہ سے کافی حد تک آپ اس کی تکلیف سے سبکدوش ہو جاتے لیکن بعض مصالح کی پیش نظر میں نے یہی مناسب سمجھا کہ مکہ ہی میں یہ آپکے حوالہ کردوں۔

بہرحال اب امید یہی ہے کہ وطن پہنچنے کے بعد آپ جلد ہی مجھے اس امانت کی سلامت پہنچنے کی خوشخبری بھیجد ینگے۔ اگر راولپنڈی یا اکوڑہ تک اسکا لیجانا مشکل ہو تو کراچی میں کسی محفوظ جگہ میں امانت رکھوا کر آپ چھوڑ جایئے کراچی سے آگے لیجانا پھر میرے لئے آسان ہے۔ انشاء اللہ، ویسے اس بات کا بھی اگر آپ خیال رکھیں کہ اگر ٹین سے ٹانکا لگوانے کے بعد بھی کہیں سے پانی ٹپک رہا ہو تو آپ دوبارہ ٹانکا کا کچھ بندوبست کردیں تو مہربانی ہوگی۔ پورا خط اپنی غرض کی باتوں سے بھر دیا۔ اپنی دوسری باتیں وطن پہنچ کر زبانی کریں گے انشاء اللہ، مقدمۃ الحجش تو بھیج ہی دی اب خدا ہمارے جانے کا بھی کچھ بندوبست کردے تو یہی عین توقع ہے۔ مولانا عبدالروف صاحب اور اسکے جملہ ساتھیوں کو سلام عرض ہے۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل

مولانا حسن جان صاحب سلام کہتے ہیں۔

(۴۱)

(مسائل میں شذوذ اور شیخ البانی کا جامعہ سے انفصال O جامعہ کا تاسیسی مقصد O شیخ مصطفیٰ سباعی)

المدینۃ المنورہ ۱۴ر شعبان ۱۳۸۲ھ

محترم ومکرم زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپکا خط ملے ہوئے کچھ عرصہ ہوتا ہے جواب میں شاید کچھ تاخیر ہوئی معذرت کیا پیش کروں گا اتنی تاخیر تو ہو ہی جاتی ہے۔ اسوقت آپکا خط تو میرے سامنے نہیں ہے یاد رہے آپکے جواب طلب مسئلہ کے جوابات دینے کی کوشش کروں گا امید ہے کہ حافظہ خیانت نہیں کریگا۔ آپ نے شیخ البانی صاحب کے انفصال کے اسباب کے بارے میں دریافت کیا ہے موصوف کے انفصال کا سبب انکا بہت سے مسائل میں شذوذ تھا اس قسم کے شواذ جامعہ کے نائب رئیس عبدالعزیز بن باز کے نزدیک بھی مرضی نہیں تھے اور ویسے اسکی شکایت اتنی عام ہوگئی کہ موصوف کی علیحدگی کا حکم محمد بن ابراہیم جو کہ جامعہ کے رئیس اعلیٰ ہیں کو جاری کرنا پڑا۔ اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ شیخ البانی کا غیر مقلدانہ مسلک اور علمی استقلال جامعہ کے مسلک کے خلاف تھا بلکہ یہ تو جامعہ کی تاسیس کا تقریباً عین مقصد ہے لیکن باجود اسکے جامعہ کے زعماء اس حد تک حریت کے حامی بھی نہیں ہیں کہ چودہ سو برس بعد اپنے شخصی اختراع سے بعض ایسی آراء ایجاد کردی جائیں کہ اس سے قبل امت میں کسی سے وہ منقول نہ ہوں۔ شیخ البانی صاحب[1] سے بعض اس قبیل کی شکائتیں تھیں چنانچہ باوجود کامیاب ترین استاذ ہونے کے جامعہ کو انکے انفصال کا ایسے وقت میں فیصلہ کرنا پڑا جبکہ جامعہ کو استاذوں کی سخت ضرورت تھی۔ شیخ البانی صاحب کا

---

[1] میرے حرمین کے پہلے سفر کی یادداشتوں میں شیخ سباعی سے ملاقاتوں اور شیخ البانی سے مناقشوں کا کچھ ذکر موجود ہے۔

انفصال جب ہوا تو وہ اسوقت اپنے وطن جدید دمشق میں تھے اب بھی وہ دمشق ہی میں ہیں اور مکتبہ طاہریہ میں کام کرتے ہیں۔ آپ نے غالباً مصطفیٰ سباعی اور انکے رسالے کے بارے میں بھی تحریر کیا تھا۔ مرحوم کا سوگ دینی قسم کے عربی مجلات میں اب تک منایا جارہا ہے میرے پاس اس قسم کے مجلات کا ایک بڑا بنڈل اس وقت پڑا ہوا ہے۔

انکا مجلہ "حضارۃ الاسلام" غالباً محمد مبارک یا مصطفیٰ زرقاء کی زیرادارت نکلنا شروع ہوجائیگا۔۔۔۔ موصوف کی کتاب "السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی نادرالوجود ہوکررہ گئی ہے۔ مکہ کے بعض مکاتب میں دگنی قیمت پر مل رہی ہے۔ ویسے اسکی طباعت کا پروگرام ہے اس سال کے آخیر تک دوبارہ چھپ کر بازار میں آنے کی امید ہے اس کا انتظار کیا جائے تو میرے خیال میں مناسب ہوگا۔ ویسے آپ کہیں تو الگ بات ہے۔ آپکا غالباً تیسرا سوال میرے موضع اقامت کے بارے میں تھا میں یہاں اپنے اس پرانے قلعہ "کوارٹر" میں حنیف نیپالی والے کمرے میں ہوں باقی طعام وغیرہ میں حسن جان صاحب سے شرکت ہے۔

زکام کی کچھ معمولی سی شکایت ہورہی ہے جسکی وجہ سے خط لکھنے سے دماغ پر کچھ بوجھ ہورہا ہے۔ اس پر بس کرتا ہوں۔ جملہ احباب اور بزرگان کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہوں۔ نیز حسن جان صاحب اور دوسرے احباب آپ کو سلام پیش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ بخیر ہونگے۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۴۲)

(مشرق وسطیٰ کے سفر کی خواہش)

المدینہ المنورہ ۱۰/۱۲/۸۴

برادر مکرم زادت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپکا خط کل ملا اس مرتبہ گزشتہ تاخیرات کا تدارک کرتے ہوئے اولین فرصت میں جواب پیش کررہا ہوں۔ آپ نے جس انداز میں جو شکوہ مجھ سے کیا ہے دراصل اسکا حق تو مجھے آپ سے کرنے کا تھا کیونکہ مراسلات میں تاخیر جانبین سے تھی اور اسکی ابتداء جناب کی جانب سے تھی۔ تو اب یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اس تقصیر کو جس میں آپ میرے ساتھ برابر سے زیادہ کے شریک تھے صرف میری ہی سردمہری کا ثبوت قرار دیا جائے؟ بہر حال اتنی معمولی باتوں کو آپ خاطر میں نہ لائیے اور میرے بارے میں آپ یہ اطمینان رکھئے کہ جس کے ساتھ ایک مرتبہ میرا تعلق قائم ہوا ہے آخر دم تک میں اس کو نباہنے کی کوشش کروں گا۔ انشاء اللہ۔ "شرق اوسط" کے سفر پر جانے کا بڑا اشتیاق ہے لیکن پاسپورٹ کی مشکلات اب تک حل نہیں ہوسکی ہیں سعیدالرحمان صاحب نے پاسپورٹ انکے پاس راولپنڈی ارسال کرنے کیلئے لکھا تھا لیکن یہ طریقہ خطرناک ہونے کے علاوہ تاخیر طلب بھی ہے کیونکہ پاسپورٹ کسی حاجی کے ذریعہ بھیجنا ہوگا اور کام ہوچکنے کے بعد واپسی کیلئے پھر کسی آئندہ کی تلاش ہوگی انہوں نے اسکے علاوہ ایک دوسرے حل کا مشورہ بھی دیا تھا اسکے مطابق بنیادی کاروائی تو کرچکا ہوں۔ لیکن اب تک نتیجے کا کوئی علم نہیں ہے۔

پاسپورٹ کے علاوہ دوسرا مسئلہ "ذات الید" کا ہے گزشتہ سال دو ساتھی یہ سفر کرکے آئے ہیں انکے کہنے کے مطابق کم از کم ڈیڑھ ہزار ریال اس سفر کیلئے درکار ہیں دو مہینے چھٹیوں کا وظیفہ تو مجھے پیشگی مل جائیگا اسکے علاوہ نوسو ریال کی بچت کا مسئلہ بھی میرے لئے چنداں آسان نہیں ہے۔ لیکن اگر پاسپورٹ کا مسئلہ حل ہوگیا تو پھر زاد وراہ کا انتظام کسی نہ کسی طریقہ سے کرہی لوں گا۔ انشاء اللہ، آج ذوالحجہ کی پہلی تاریخ ہے جامعہ میں آج سے حج کیلئے پورے بیس دن کی چھٹی ہوگئی ہے پانچ یا چھ تاریخ کو مکہ مکرمہ روانگی کا ارادہ ہے شاید یہ خط آپ کو حج سے قبل مل جائے دعا فرمایئے کہ اس گنہ گار کے حج کو خداوند تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے حج مبرور بنادے امسال وافقین حجاج بکثرت اور مسلسل پہنچ رہے ہیں امتحان کیلئے ایک حرف تیاری نہیں کرسکا ہوں حج کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہیگا اب تو امتحان میں کامیابی کیلئے آپ احباب کی

دعائیں ہی آسرا ہیں۔حرم نبوی میں آجکل وہ منظر ہے جو گزشتہ سال ان ایام میں آپ خود دیکھ چکے ہیں نماز سے ایک گھنٹہ پہلے اگر حرم میں پہنچکر جگہ قبضہ نہ کرلی جائے تو پھر باہر سڑکوں پر ہی نماز پڑھنی ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ ان پر کیف مناظر کی لذت سے ہر مسلمان کو محظوظ کرائے۔ نوشہرہ کے جس حاجی کا آپ نے تذکرہ فرمایا ہے اب تک اس سے ملاقات نہیں ہوئی ہے میں حتی الامکان کوشش کروں گا کہ اسکی امداد کرسکوں خود اپنے پاس تو جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے گنجائش نہیں ہے دوسروں سے دلانے کا مسئلہ ہے اسلئے پورے وثوق سے کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں۔اس سے قبل شیر علی شاہ صاحب کے خط کے جواب میں ایک خط انکو ارسال کر چکا ہوں۔گرفتار شدہ طلبہ کے بارے میں اس سے معلومات ہوئے چار طالب علم اب تک گرفتار ہیں۔ان پر معصود کیس کے علاوہ کچھ اور سیاسی قسم کے الزامات ہیں۔عنقریب انکی رہائی کی امید ہے دکانداروں کو انکے ضائع شدہ مال کا عوض فیصل نے دیدیا۔''مجلۃ الحق'' کے صدور کی خبر سے خوشی ہوئی میں بقدر استطاعت تعمیل ارشاد میں کوتاہی نہیں کرونگا۔انشاء اللہ،عربی کے صفحات کا ہونا ضروری ہے۔ایک دینی اور علمی ادارے کے رسالے میں عربی کا حصہ نہ ہونا علمی ذوق کے فقدان کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ آپکو آپ کے مقاصد میں کامیاب کرے اپنے والد ماجد مدظلہ ناظم صاحب قاضی صاحب اور محترم ابو امجد کی خدمت میں میرا اسلام پیش کر دیجئے۔حسن جان صاحب اور دوسرے تمام احباب سلام کہتے ہیں۔

والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۴۳)

منگل ۵ جولائی ۱۹۶۶ء (دیار عرب میں مدینہ سے عمان تک)

سعودی عرب کے مقامی وقت کے مطابق صبح سوا چار بجے ہمارا جہاز ''مدینہ ایئر پورٹ'' سے عمان کے لئے اڑا۔یہ دو انجنوں والا چھوٹا جہاز تھا۔سوار ہوتے وقت جہاز کا ہواباز ہم نے دیکھا۔اسکی شکل وصورت سے بعض ساتھیوں کو گمان ہوا کہ یہ انگریز ہے۔مجھے بھی اس گمان کی تصدیق کرنے میں کوئی خاص تردد نہیں ہوا۔

<u>مقدس سرزمین پر غیر مسلم پائلٹ نہ ہونے کی خواہش:</u> کیونکہ عام طور پر سننے میں آتا ہے کہ سعودی طیاروں کے ہواباز زیادہ تر امریکن یا یورپین ہوتے ہیں۔تاہم اس تفکر میں محو ضرور ہوا کہ اس مقدس سرزمین مہبط وحی پر ایک غیر مسلم کو قدم رکھنے کا موقع کیونکر دیا جا رہا ہے۔جبکہ یہاں کے شرعی قانون میں غیر مسلموں کے لئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حدود میں داخل ہونے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔اگر اسکی وجہ ملکی ہوابازوں کا کم ہونا ہو تو اسلامی ممالک سے ہواباز طلب کرنے سے بھی تو یہ کمی پوری کی جاسکتی ہے۔

میں اس تصور میں محو تھا کہ اتنے میں جہاز کے لاؤڈ سپیکر پر اعلان ہوا کہ چند لمحوں بعد ہمارا جہاز ''مدینہ ایئر پورٹ'' کو چھوڑنے والا ہے۔یہ جہاز سولہ ہزار فٹ کی بلندی پر اڑان کرکے دو گھنٹے چالیس منٹ کے عرصے میں عمان پہنچے گا۔جہاز کے ہواباز کا نام محمد اکرم ہے۔

ہواباز کا اسلامی نام سن کر بڑی خوشی ہوئی۔دینی جذبات کا تقاضہ یہی تھا کہ حرمین کی یہ مقدس اور پاک سرزمین ایسے ناپاک قدموں سے ملوث نہ ہو۔رہا اس مسئلہ میں فقہا کا اختلاف اور دلیل کے اعتبار سے کسی پہلو کا راجح اور مرجوح ہونا تو اس سے اس وقت ہمارا کوئی سروکار نہیں تھا۔جہاز چونکہ کم بلندی پر پرواز کر رہا تھا۔اس لئے نیچے کا منظر کافی حد تک صاف نظر آرہا تھا۔مدینہ سے عمان تک کا پورا راستہ سنگلاخ وادیوں اور خشک پہاڑوں کا ایک طویل سلسلہ تھا۔

<u>تصور تبوک:</u> ابھی دو گھنٹے نہیں گذرنے پائے تھے کہ ہمارا جہاز ''تبوک'' کی بستی کے اوپر پرواز کرنے لگا۔جہاز کے ایک ملازم نے ہمیں بتلایا کہ یہ ''تبوک'' ہے۔اس وقت اس تصور میں ڈوب جانا ایک طبعی امر تھا کہ یہ طویل مسافت جو ہم نے چشم زدن میں طے کرلی

صحابہ کرام کے زمانے میں کتنا شاق اور جاں گداز سفر تھا۔ حجاز کی تڑپانے والی گرمی، مسافت کی اس دوری اور پھر سنگلاخ وادیوں اور خشک ریگستانوں کے خطرناک سفر نے ''غزوہ تبوک'' کو کتنا مشکل بنایا تھا۔ اسکا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ بہت سے منافقوں کا نفاق اس میں ظاہر ہوا۔ اور کئی مسلمان اسکی وجہ سے ابتلاء میں پڑ گئے۔ لیکن یہ صحابہؓ ہی کا مقام تھا کہ دین حنیف کی خاطر وہ اتنی عظیم قربانیاں پیش کر گئے۔ ان کا عشر عشیر بھی اگر آج کے مسلمان پیش کر دیں تو جنگی حالت کچھ سے کچھ ہو جائے۔

جہاز اعلان کے مطابق بالکل ٹھیک وقت پر ''عمان'' کے ایئر پورٹ پر اترا۔

عمان تہذیب کا اندازہ: جہاز سے اترنے کیلئے سیڑھی پر پہلا ہی قدم رکھ کر اس شہر کی تہذیب و تمدن کا کچھ نہ کچھ اندازہ ہم لگا سکے۔ ایئر پورٹ پر بہت سے لوگ اپنے خویش و اقارب کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ لباس سب کا انگریزی تھا۔ مرد کوٹ پتلون اور عورتیں بدترین قسم کا عریاں لباس پہنے ہوئے کھڑی تھیں۔

ایسے ماحول میں ہم اپنے لباس اور وضع قطع کے اعتبار اوپرے معلوم ہو رہے تھے لیکن ہماری اسی وضع قطع نے ایئر پورٹ پر ہمیں فائدہ ضرور پہنچایا۔ کسٹم والوں نے ہمارے سامان کو ہاتھ تک نہیں لگایا حالانکہ یہاں تفتیش میں سختی ہونے کی وجہ سے مسافروں کا بہت وقت ضائع ہوتا ہے۔ یہ محض ہمارے پاکستانی ہونے کا اعزاز تھا۔ اور ہمارا لباس پاکستانی ہونے کا ایک ظاہری ثبوت تھا۔ ایئر پورٹ سے ایک شاندار ٹیکسی پر سوار ہو کر ہم شہر گئے۔ یہاں کے ڈرائیور نوواردوں کو ٹھگنے میں بڑے مشہور ہیں۔ نصف دینار سے کم کرایہ لینے پر ڈرائیور رضامند نہ ہوا۔ حالانکہ اصل کرایہ ربع دینار سے زیادہ نہ تھا۔ ڈرائیور کا یہ سلوک مجھے زیادہ نامانوس بھی معلوم نہ ہوا۔ کیونکہ خود ہمارے ملک میں بھی بہت سے دوکاندار، ڈرائیور اور نچلے طبقے کے دوسرے لوگ نوواردوں کی ناواقفیت سے ناجائز فائدہ اٹھانے میں کمی نہیں کرتے۔

''خندق النصر الجدید'' میں ہم نے قیام کیا۔ یہ ایک متوسط درجے کا ہوٹل ہے۔ اور عمان کی مشہور جامع مسجد ''المسجد الحسینی'' کے قریب واقع ہے۔ تین چارپائیوں کا کمرہ ہم نے تیس قرش کی چارپائی کے حساب سے نوے قرش میں لے لیا۔ (اردنی دینار میں سو قرش ہوتے ہیں اور دینار ایک سٹرلنگ پونڈ کے برابر ہوتا ہے)۔

یہاں کے معمولی اور متوسط ہوٹلوں میں اپنے ریسٹورنٹ کا انتظام نہیں ہوتا ہے۔ البتہ ہوٹل کے منتظمین وقت پر طعام مہیا کرنے پر مکلف ضرور ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہماری اس قسم کی خدمت عماد نامی ایک فلسطینی لڑکے کے سپرد رہی جو کہ سکول کی چھٹی جماعت کا طالب علم ہے اور گرمی کی تعطیلات میں ہوٹل کی ملازمت کرتا ہے۔

یہودی مظالم کے شکار سکول کے بچے: عماد کی طرح غاصب یہودیوں کے مظالم کے شکار بے شمار سکول کے دوسرے فلسطین لڑکے بھی فارغ اوقات میں اسی قسم کی معمولی ملازمت کرتے ہیں۔ ان میں بہت سے بچوں کے والدین کسی وقت اپنے ملک میں عزت اور آرام و راحت کی زندگی بسر کر چکے ہوں گے۔ لیکن آج انکا آرام و راحت مفقود ہے۔ اور وہ پیٹ پالنے کیلئے اپنے بچوں سے اسی قسم کے معمولی کام کرانے پر مجبور ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں دھکیلے ہوئے ان ستم زدہ مہاجرین کی زبان حال مسلمانان عالم سے اپیل کرتی ہے کہ وہ رنگ و نسل اور ملک و وطن کے فوارق سے بالاتر ہو کر اسرائیل کے وجود کو جو عالم اسلامی کے قلب میں ناسور کی حیثیت رکھتا ہے، صفحۂ ہستی سے مٹانے کیلئے متحد ہو جائیں۔

اخوانیوں سے پاکستان کے مدارس کا تعارف: عصر کی نماز ''مسجد الحسینی'' میں پڑھ کر ہم ''دار الاخوان المسلمین'' میں گئے۔ چند اخوانی حضرات نے جو مکتبہ میں مطالعہ کر رہے تھے ہمارا اچھا استقبال یا۔ اور طویل خوش آمدید کے بعد پاکستان کے حالات دریافت کئے۔

انکے سوالات زیادہ تر پاکستان میں دینی سرگرمیوں کے بارے میں تھے۔تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی سے وہ متعارف تھے۔دونوں جماعتوں کے افکار ونظریات،طریقہ کار اور اسکے عملی نتائج سے بھی وہ کافی حد تک واقف تھے۔اسکے علاوہ پاکستان میں دوسرے دینی اداروں اور جماعتوں کے بارے میں انہوں نے دریافت کیا۔میں نے خاص طور پر اپنے ملک کے اسلامی مدارس کے نظام سے انکو متعارف کیا۔کہ اس وقت ملک کے دونوں حصوں میں ہزار سے زیادہ اسلامی مدارس کام کر رہے ہیں۔یہ مدارس اہل خیر کے تبرعات پر چلتے ہیں۔حکومت کیطرف سے کسی قسم کی مالی امداد قبول کرنا انکے مزاج اور اصول کے خلاف ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ یہ مدارس تعلیم وتربیت کے نظام میں بالکل آزاد ہیں۔ہر سال ہزاروں کی تعداد میں طلباء ان سے فارغ ہو کر درس وتدریس،وعظ وارشاد اور دوسرے دینی مناصب سنبھالتے ہیں اور اس طریقہ سے ان مدارس کے ذریعہ ملک میں دین کی ایک عظیم خدمت انجام پائی جا رہی ہے۔

اخوانی حضرات سے جب ہم نے دریافت کیا کہ کیا انکو''اردن'' میں مکمل طور پر آزادی حاصل ہے؟تو انہوں نے جواب میں کہا کہ ظاہری عنوان تو آزادی کا ہے۔لیکن حکومت جماعت کی ہر حرکت وسکون پر کڑی نگرانی رکھتی ہے۔حکومت کو''اخوان'' سے کسی قسم کی ہمدردی ہرگز نہیں ہے۔البتہ''اخوان'' سے حکومت کو یہ فائدہ ضرور ہے۔کہ اشتراکیت اور شیوعیت کا مقابلہ کرنے میں اخوانی تحریک سے اسکو مدد مل رہی ہے۔اور اسی مصلحت کی خاطر انکو تھوڑی بہت آزادی حاصل ہے۔

''اخوان'' نے شربت وغیرہ پیش کر کے ہماری خاطر تواضع کی۔اسکے بعد''رابطۃ العالم الاسلامیہ'' کے دفتر میں جانے کیلئے ہم نے اجازت طلب کر لی چنانچہ ان میں سے ایک صاحب رہنمائی کے لئے ہمارے ساتھ ہو گئے۔

<u>رابطہ عالم اسلامی کے دفتر میں تیسیر ظبیان سے ملاقات رابطہ کے مقاصد:</u> رابطہ کے صدر''تیسیر ظبیان'' صاحب کے نام ہمارے جامعہ کے ایک مخلص دوست عبدالعزیز اسعد نے خط دیا تھا۔یہ خط ہم نے تیسیر ظبیان صاحب کو دے دیا۔بظاہر اس میں ہمارا تعارف تھا۔ظبیان صاحب بڑی خوش لقائی سے پیش آئے۔عربی قہوہ سے ہماری ضیافت کی۔مغرب تک ہم انکے ساتھ مصروف گفتگو رہے۔تیسیر ظبیان صاحب نے رابطہ کے مقاصد سے ہمیں متعارف کرتے ہوئے کہا کہ''رابطۃ العالم الاسلامیہ''۱۹۵۱ء میں وجود میں آیا اسکی تاسیس کا مقصد عربی زبان کی نشر واشاعت دین حنیف کی دعوت کو عام کرنا،عصر حاضرہ کے الحاد کا مقابلہ اور نئی روشنی کے نوجوانوں کے اخلاقی معیاروں کو بلند کرنا ہے۔علاوہ ازیں اجتماعی،اقتصادی،طبی اور کئی دوسرے شعبوں میں مسلمانوں کی خدمت کرنا بھی رابطہ کے مقاصد میں داخل ہے۔ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے رابطہ نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے۔اس میں وقتاً فوقتاً مختلف علمی موضوعات پر محاضرات کا بندوبست بھی شامل ہے۔

<u>عورتوں کے حقوق پر محاضرہ اور لبنانی عالم شیخ زعبی کا خطاب:</u> چنانچہ آج بھی مغرب کی نماز کے بعد رابطہ کے دفتر میں اسی سلسلے کا ایک محاضرہ''حقوق المرأۃ فی الاسلام'' کے موضوع پر ہوگا۔محاضر کا نام شیخ محمد علی زعبی ہے جو کہ لبنان کے مشہور محقق عالم ہیں۔

تیسیر ظبیان صاحب کے تقاضہ پر ہم نے محاضرہ سننے کے لئے مغرب کی نماز کے بعد دوبارہ رابطہ کے دفتر میں آنے کا وعدہ کر لیا۔محاضرہ اپنے وقت پر شروع ہوا اور کوئی دو گھنٹے تک جاری رہا۔محاضرے کی اکثر باتیں میرے نزدیک تو عام اور مبتذل قسم کی تھیں۔لیکن حاضرین جو جدید تعلیم یافتہ نوجوان تھے۔تقریباً ہر بات پر داد وتحسین کی آوازیں بلند کرتے تھے۔اور وقتاً فوقتاً جوش میں آکر تالیاں بھی بجا دیتے تھے ویسے زعبی صاحب کی طرز ادا اور طریقہ تفہیم نہایت مؤثر اور جذاب تھا۔

بطور مثال زعبی صاحب نے شرعی قانون میراث میں عورت کا حصہ مرد کے حصے کے نصف ہونے کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہا کہ شریعت

نے مرد کو اپنے اہل وعیال کے نفقہ کا ذمہ دار بنایا ہے اور عورت پر اس قسم کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔
عورت جب تک باپ کے گھر ہوتی ہے تو وہ اسکے اخراجات کا ذمہ دار ہوتا ہے اور جب شوہر کے گھر چلی جاتی ہے تو وہ اسکا اور اسکی اولاد کا نفقہ مہیا کرنے پر مکلف ہوتا ہے اس لئے عدل وانصاف کا تقاضہ یہی تھا کہ مرد کا حصہ ترکہ میں عورت کے حصے سے زیادہ ہو۔
اتنے سے نکتے کو حاضرین نے بہت سراہا اور داد وتحسین کی آوازیں بلند کردیں۔زعبی صاحب نے محاضرہ جاری رکھتے ہوئے ایک قاعدہ بیان کیا کہ اسلام نے بہت سے امور میں عورت کی ترکیب جسمی کا بھی خیال رکھا ہے۔چنانچہ عورت کو بعض ان تکالیف پر مکلف نہیں بنایا گیا جو اسکی ترکیب جسمی کے منافی ہیں۔

عورت اور جہاد: مثال کے طور پر انہوں نے جہاد کا ذکر کیا کہ عورت کی ترکیب جسمی کے پیش نظر عدل وانصاف کا تقاضہ تھا کہ اس پر جہاد فرض نہ کیا جائے۔اور شریعت نے ایسا ہی کیا۔لیکن عورت اپنی مرضی سے جہاد میں شرکت کرنا چاہے۔تو شریعت اسکو روکتی بھی نہیں۔چنانچہ حضرت فاطمہؓ،حضرت نسیبہؓ اور چند دوسری صحابیات کا میدان جہاد میں موجود ہونا صحیح روایت سے ثابت ہے۔زعبی صاحب کا انداز بیان کچھ ایسا تھا کہ انکے نزدیک عورت اگر اپنی مرضی سے میدان جہاد میں مردوں کے دوش بدوش لڑنا چاہے تو شریعت میں اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔لیکن جہاں تک میرے علم کی رسائی ہے۔بعض صحابیات کا غزوات میں جانا زخمیوں کی مرہم پٹی اور انکو پانی پلانے اور اس قسم کی دوسری خدمات کے لئے ہوا کرتا تھا۔عملی طور پر عورت کا جنگ میں حصہ لینا ثابت نہیں ہے۔
اختتام محاضرہ پر زعبی صاحب نے خصوصی مجلس میں ہمیں خوش آمدید کہا۔

اہالئی پاکستان کے بارہ میں تاثرات: پاکستان اور اہالئی پاکستان کے بارے میں اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔انہوں نے فرمایا کہ شعبی کی روایت سے ایک حدیث میری نظر سے گذری ہے جسکی سند کی مجھے تحقیق نہیں ہے۔اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ عرب دین سے برگشتہ ہوجائیں گے اور انکو صحیح راہ پر لانے کیلئے عجم انکے ساتھ لڑنے آئیں گے۔انہوں نے تواضع کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے خیال میں وہ زمانہ قریب آرہا ہے کہ ہمیں درست کرنے کیلئے عجم ہمارے ساتھ برسر پیکار ہوں اور کوئی بعید نہیں ہے کہ یہ پاکستان کے عجم ہوں۔

(۴۴)

بدھ ۶ جولائی ۱۹۶۶ء (مکتوب اردن O دیار عرب میں عمان سے بیت المقدس تک)

مدرج رومانی: آج صبح ہم "مدرج رومانی" دیکھنے گئے۔"مدرج رومانی" عمان میں رومانی عہد کا مشہور قدیمی اثر ہے۔یہ اس زمانے کا ایک تھیٹر ہے جو پہاڑ کے دامن میں ایک بہترین محل وقوع میں واقع ہے گول دائرے کی شکل میں اسکی چڑھتی ہوئی سیڑھیاں بیک وقت چھ ہزار سے زائد تماشائیوں کے لئے کافی ہیں۔آج کل "مدرج" کو بعض خصوصی جلسوں اور اجتماعات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔
چنانچہ ہمارے عمان پہنچنے سے ایک دن قبل اس میں رابطۃ العالم الاسلامیہ کیطرف سے سیرت النبی ﷺ کا جلسہ منعقد ہوا تھا۔
اس "مدرج" کے اطراف وجوانب میں پہاڑ کو تراش تراش کر رومیوں نے جو مکانات بنائے ہیں وہ آجکل محکمہ آثار قدیمہ کے دفاتر کے کام لائے جارہے ہیں۔ہم ان دفاتر میں بھی گئے۔اصحاب کہف کے غار جسکا حال ہی میں اس محکمہ نے انکشاف کیا ہے سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے مدیر محکمہ کے فنی مساعد رفیق وفا الدجانی صاحب سے ملنے کا خاص طور پر شوق تھا لیکن سوء اتفاق سے وہ "نابلس" گئے ہوئے تھے محکمہ کے دوسرے ملازمین نے ہمیں دیکھ کر عربی عادات کے مطابق بڑی گرمجوشی سے "اھلا وسھلا" مرحبا بالضیوف الکرام کے

کلمات بار بار دہرائے، ہمیں بٹھایا اور بڑی عزت، اکرام اور تواضع سے پیش آتے ہوئے ہمارا شکریہ ادا کیا کہ ہم نے یہاں آکر انکو ملاقات اور خدمت کا موقعہ دیا۔ ایک عیسائی خاتون اس استقبال میں سب سے زیادہ پیش پیش تھی۔ اس نے پوچھا کہ آپ شربت پینا پسند کریں گے یا چائے؟ ہم نے اول تو معذرت کی لیکن بالآخر اسکے مسلسل اصرار سے مجبور ہو کر شربت پینا قبول کرلیا۔ بظاہر حکومت کی طرف سے اس محکمہ کے ملازمین کو زائرین کے ساتھ اس خوش اسلوبی کے ساتھ پیش آنے کی خصوصی ہدایات ہیں۔ مردوں کے دوش بدوش عورتوں کو بھی اس قسم کے امور اور فرائض سونپنے کی وباء سارے اسلامی ممالک کو لپیٹ میں لے چکی ہے جس کا سبب مغرب کی حیوانی تہذیب کی اندھی تقلید ہے۔

اصحاب کہف کا غار: رفیق وفا الدجانی صاحب کے موجود نہ ہونے کی صورت میں ہم نے اس غار سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے انکی تالیف کردہ کتاب ''اکتشاف کہف اہل الکہف'' جو ہمیں دجانی صاحب کے دفتر سے دستیاب ہوگئی مطالعہ کرنے پر اکتفا کرلیا۔ نیز محکمہ کے دوسرے ملازمین نے بھی کچھ ابتدائی معلومات فراہم کیں۔

یہ غار عمان سے پانچ میل کے فاصلہ پر ''رجیب'' نامی بستی کے قریب واقع ہے۔ ''قریہ صحاب'' کو جانے والی بسیں اسکے قریب سے ہوتے ہوئے گذرتی ہیں۔ ہم ٹیکسی پر سوار ہو کر غار پہنچے۔ چوکیدار غار کا دروازہ بند کر کے کہیں چلا گیا تھا۔ اسکے گھر والوں نے دور سے ہمیں دیکھا اور چند منٹوں میں اسکی دو چھوٹی بچیاں چابی لیکر پہنچ گئیں اور ہمارے لئے غار کا دروازہ کھول دیا۔ یہ کافی کشادہ غار تھا اسکے اندر چند مصلے اور قرآن مجید رکھے گئے تھے ہم نے دو رکعت نماز نفل پڑھی اور قرآن مجید کی ان آیتوں کی تلاوت کی جن میں اصحاب کہف کا قصہ بیان ہوا ہے۔ اس موقعہ پر ان آیات کی تاثیر سے قلب کی کیفیت بالکل دگرگوں تھی۔ واقعی اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنے ان نیک بندوں کو جنہوں نے باطل کے مقابلہ میں حق پر ڈٹ کر خرق عادت صبر واستقامت کا ثبوت دیا ہے ایسے ہی خرق عادت انعامات وکرامات سے نوازا ہے۔

اس غار کے اوپر ایک مسجد اور ایک اسکے سامنے بنی ہوئی ہے۔ یہ مسجد بعد کے مسلمان بادشاہوں نے اس نصرانی معبد کی جگہ پر بنوائی ہے جسکا ذکر قرآن مجید نے ''لنتخذن علیہم مسجدا'' کے الفاظ میں کیا ہے۔ غار چونکہ جنوب رو ہے اس لئے دھوپ اس میں داخل نہیں ہوسکتی اور یہی وہ وصف ہے جو قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ **وتری الشمس اذا طلعت تزاور عن کھفھم ذات الیمین واذا غربت تقرضھم ذات الشمال** (اور تو دیکھے دھوپ جب نکلتی ہے بچ کر جاتی ہے انکی کھوہ سے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کترا جاتی ہے ان سے بائیں کو)۔ دجانی صاحب نے اپنی کتاب ''اکتشاف کہف اصل الکہف'' میں اس غار کی فنی کھدائی کی وہ پوری داستان قلمبند کی ہے جسکی روشنی میں آثار قدیمہ کے یہ ماہرین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اصحاب کہف کے غار کے محل وقوع کے بارے میں جو متعدد روایات تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ ان میں صحیح روایت وہی ہوسکتی ہے جو اس غار کا محل وقوع عمان کے قرب وجوار میں بتلاتی ہے۔ شہر افسس یا بعض دوسرے مقامات میں اصحاب کہف کیطرف منسوب جو غار پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی غار ایسا نہیں ہے جسکا اکتشاف اتنی علمی تحقیق اور ایسی فنی بحث وتنقیب پر مبنی ہو۔ بلکہ برعکس اسکے ان غاروں میں بعض وہ ضروری علامات مفقود ہیں جنکا اصحاب کہف کے غار میں ازروئے قرآن پایا جانا ضروری ہے۔ چنانچہ دجانی صاحب نے دقیق علمی تقابل کرتے ہوئے کئی وجوہ سے ''کہف افسس'' وغیرہ کا غار اصحاب کہف ہونا تحقیق کے خلاف ثابت کیا ہے۔

جمعرات ۷ جولائی ۱۹۶۶ء

قلعہ عمان اور اسکا عجائب خانہ: عمان کے قابل دید مقامات میں سے ایک عمان کا قدیم ترین قلعہ ہے۔ یہ قلعہ گو زیادہ دور نہیں۔ لیکن سہولت کے لئے ہم ٹیکسی پر سوار ہو کر گئے۔ یہ شہر کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ اس کے اردگرد تمام اطراف میں سوائے شمالی جانب

کے خندق کھدی ہوئی ہے نیز اسکے اردگرد پہاڑیوں پر کھنڈرات پائے جاتے ہیں۔ جو بظاہران سلسلہ وار قلعوں کے اجزاء ہیں۔ جو شہر کی حفاظت اور دفاع کیلئے اس کے اولین بانیوں ’’عمونیوں‘‘ نے تعمیر کرائے تھے۔

عمان کا عجائب خانہ اس قلعہ میں واقع ہے اس عجائب خانہ میں ارض اردن کے وہ قدیمی آثار رکھے گئے ہیں۔ جو ماہرین آثار کی مسلسل و پیہم کوششوں کے بعد یہاں دریافت ہوئے ہیں۔ ان آثار میں مختلف عہدوں کے، کتبے، نقوش، مجسمے، برتن، حیوانات کی ہڈیاں اور دوسری کئی چیزیں پائی جاتی ہیں۔ عجائب خانہ میں، بہت ہی قدیم زمانے کی ایک قبر بھی منتقل کردی گئی ہے جس سے اس زمانے کی تدفین و تکفین کی رسوم و تقالید پر روشنی پڑتی ہے۔ یہ قبر ایک گنبد نما کمرے کی شکل ہے جس میں ایک خاندان کے کئی افراد چھوٹے بڑے اور مرد و زن یکے بعد دیگرے دفن کردئے گئے ہیں۔ ہر مردے کے سامنے میز پر اسکی خورد و نوش کا سامان پڑا ہوا ہے۔ خورد و نوش کی ان چیزوں میں خاندان کے افراد کے مراتب کے اعتبار سے تفاوت کا خیال رکھا گیا ہے۔ ماہرین آثار نے یہ بوسیدہ بلکہ خاک شدہ ہڈیاں اور قبر کی دوسری چیزیں عجائب خانہ میں منتقل کر کے بالکل اسی ترتیب کے ساتھ اصلی قبر کا ماڈل بنوا کر اس میں رکھدی ہیں۔

<u>بحرمیت کے مخطوطات اور حیرت انگیز انکشاف:</u> عجائب خانہ کے عجائبات میں ہم نے بحرمیت کے مخطوطات بھی دیکھے۔ آج سے دو ہزار سال قبل کے یہ مخطوطات علمی دنیا میں بڑی قدر و قیمت رکھتے ہیں۔ امریکہ اور یورپ کے مختلف ملکوں میں متعدد بار انکی نمائش کرائی گئی ہے۔ اور اب بھی وقتاً فوقتاً مختلف مناسبات میں انکی نمائش ان ملکوں میں کرائی جاتی ہے۔

ان مخطوطات کے انکشاف کا قصہ بھی عجیب ہے۔ ایک چرواہا اپنی گمشدہ بکری کی تلاش میں بحرمیت کے کھنڈرات کے قریب ایک پہاڑ کا چکر لگا رہا تھا۔ چلتے چلتے وہ ایک ایسی چٹان پر جا پہنچا جس کے نیچے ایک بڑا غار تھا۔ چرواہے نے ایک پتھر اٹھا کر اس غار میں پھینک مارا۔ اسکی حیرت کی انتہا نہ رہی جبکہ اسکو ایسی آواز سنائی دی جیسا کہ کوئی مٹکا ٹوٹ گیا ہو۔ وہ اس گمان پر کہ اس نے کسی قیمتی خزانے کا سراغ لگالیا۔ خوشی کے مارے کپڑوں میں نہیں سمایا جا رہا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو پکارا، وہ آئے اور اسکے ساتھ غار میں داخل ہوگئے۔ چرواہے کا اتنا خیال تو صحیح ثابت ہوا کہ اس غار میں کوئی مٹکا موجود ہے۔ لیکن مٹکے میں بھرا کیا تھا؟ نہ سونا تھا، نہ چاندی، یہ چمڑے کے پرانے اور بوسیدہ ٹکڑے تھے جو چرواہے اور اسکے ساتھیوں کے لئے کسی کام کے نہ تھے۔ ان کی امیدوں پر پانی پھر گیا اور انتہائی مایوسی کے عالم میں واپس چلے گئے۔ حکومت کو اس بات کا علم ہوا اور یہ جگہ اپنی حفاظت میں لے لی۔ ماہرین آثار کو بلایا گیا۔ چمڑے کے یہ بوسیدہ ٹکڑے جو چرواہے نے کسی قیمت کے بھی نہیں سمجھے ماہرین آثار کے لئے سونے چاندی سے بڑھ کر قیمتی خزانہ ثابت ہوئے انہوں نے اس قرب و جوار میں اور غاروں کی کھدائی کرا کر مزید اس قسم کے بیش بہا تاریخی مخطوطات کا سراغ لگالیا۔ ان مخطوطات میں سے کچھ بطور نمونہ قدس اور کچھ عمان کے عجائب خانوں میں رکھدئے گئے۔

(ترجمہ از کتاب ’’حقائق و معلومات‘‘ بادنیٰ تصرف)

<u>عمان کی دل شکن فضا ڈاڑھیوں سے مذاق:</u> خیال تھا کہ عمان میں چار پانچ دن ضرور رہیں گے لیکن شہر کے اہم اور قابل دید مقامات دیکھنے کے بعد ہمارے لئے انس کا کوئی سامان باقی نہیں رہا۔ برعکس اس کے یہاں کی فضاء سے طبیعت کچھ مکدرسی ہوگئی۔ یہاں کی فحاشی اور عریانی تو کوئی ایسی چیز نہ تھی جس کا اندازہ ہم پہلے سے نہ لگا چکے ہوں جس چیز نے ہمیں زیادہ دل برداشتہ کیا۔ وہ یہاں کے لوگوں کا ہمارے لباس اور ڈاڑھیوں کو نہ صرف تعجب کی نگاہ سے دیکھنا بلکہ ایک گونہ مذاق اڑانا تھا۔ ہم نے بارہا محسوس کیا۔ کہ یہ لوگ ہمیں دیکھ کر ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارے کرنے لگتے ہیں بسا اوقات بچے مذاق کے طور پر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیتے ہیں گویا کہ ہم اپنے لباس

اور چہروں پر ڈاڑھی ہونے کی وجہ سے ایک عجیب وغریب نمونہ کے انسان ہیں جوان کے شہر میں وارد ہوئے ہیں۔

ڈاڑھی کے ساتھ یہاں کے لوگوں کا یہ معاملہ دیکھ کر مجھے جامعہ کے ایک اردنی دوست کی ایک بات یاد آگئی۔ایک دفعہ جامعہ کے مدیر تعلیم نے اسکو ڈانٹ کر کہا کہ تمہیں اگر یہاں رہنا ہے تو ڈاڑھی ضرور رکھنی پڑے گی۔اس نے جواب میں کہا کہ جامعہ کے نظام کا احترام کرتے ہوئے میں ڈاڑھی رکھ لوں گا،لیکن ایسی ڈاڑھی سے آخر فائدہ کیا جو موسم گرما کی تعطیلات میں عمان کے ایئرپورٹ ہی پر دوبارہ مونڈھ لی جائے؟اور یہ اس لئے کہ اردن کی فضا میں ہمارے لئے ڈاڑھی رکھنا ممکن نہیں ہے۔

<u>ایک پر لطف مجنون سے واسطہ:</u> عمان شہر میں ڈاڑھی کے اس شدید فقدان کے باوجود آج جب میں ظہر کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد جارہا تھا۔تو ذرا دور سامنے سے ایک ڈاڑھی والا شخص فٹ پاتھ پر خراماں خراماں آتا ہوا نظر آیا۔میں خوش تھا کہ برادری کا ایک آدمی تو مل گیا، لیکن آدمی جب قریب آیا تو اسکی چال ڈھال اور بری حالت سے صاف عیاں تھا کہ وہ پاگل ہے۔پاگل بھی کس لطف کا پاگل تھا!اس نے بالکل قریب آکر جب مجھے دیکھا تو بڑی متانت اور سنجیدگی کے انداز میں مجھے مخاطب کر کے کہنے لگا کہ: مرحبا یا مجنون(خیر سے آئے دیوانے)اور یہ کہہ کر اپنی رفتار جاری رکھتے ہوئے استغراق کے عالم میں اسی طرح ڈوبا ہوا چلا گیا۔اس مجنون نے مجھے مجنون کیوں سمجھا؟ غالباً اس لئے کہ لباس پوشاک اور وضع قطع کے اعتبار سے اس نے مجھے شہر کے دوسرے لوگوں سے مختلف پایا۔

خرد کا نام جنوں رکھ لیا جنون کا خرد　　　جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

<u>قدس کو روانگی اور دریائے اُردن پر عبور:</u> ایسی فضا سے دل برداشتہ ہو کر ہم نے آج ہی قدس(یروشلم)جانے کا فیصلہ کر لیا۔اور ظہر کی نماز پڑھ کر اس مبارک شہر کیلئے رخت سفر باندھا جو مکہ اور مدینہ کے بعد کئی اسلامی مقدسات کو اپنی آغوش میں لینے کی وجہ سے مسلمانان عالم کا مرکز توجہ ہے۔

عمان سے قدس تک کا راستہ ہم نے بس پر سوار ہو کر کوئی ڈیڑھ گھنٹے میں طے کیا۔دریائے اردن پر ہمارا عبور ہوا۔یہ وہ دریا ہے جسکا پانی موڑ کر اسرائیلی مزید لاکھوں یہودیوں کو درآمد کرنے کے لئے خشک صحراء کو آباد کرنے کا انتظام کر سکا ہے اردن کی زمین کو سیراب کرنے کیلئے اب اس میں بہت تھوڑا پانی رہ گیا ہے۔اسرائیلی حکومت اپنی مجرمانہ سکیم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے مسلسل کئی سال تک مصروف عمل رہی۔ عرب ممالک کا ریڈیو اور خاص کر قاہرہ ریڈیو مسلسل دھمکیاں سناتا رہا۔جب کام قریب الاختتام ہونے لگا،تو بڑے پیمانے پر قاہرہ میں عرب سربراہوں کی کانفرنس بلائی گئی۔اس مسئلہ کو خفیہ اور علانیہ اجلاس میں خاص طور پر اٹھایا گیا۔سارے عوام امید سے وابستہ تھے کہ گرجنے والے کبھی تو برسیں گے بھی۔لیکن نتیجہ اس سے زیادہ نہ نکلا کہ: ''نشستند و گفتند و برخاستند''

<u>بحیرۂ لوط:</u> قدس جاتے ہوئے ذرا دور سے بحیرہ لوط نظر آیا۔کہا جاتا ہے کہ لوط علیہ السلام اور انکی قوم اس بحیرہ کے قریب آباد تھی۔اس بحیرہ کا علمی اور مشہور نام بحر میت ہے اور یہ اس لئے کہ اس میں مچھلیاں یا دوسرے جاندار نہیں پائے جاتے۔اس بحیرہ میں معدنیات اور کیمیاوی مواد کا عظیم ذخیرہ پوشیدہ ہے جسکی مالیت ماہرین کی تخمین کے مطابق اربوں روپے تک پہنچتی ہے۔ان قدرتی ذخائر کو کام میں لانے کے ابتدائی تجربے کے طور پر عرب ممالک کی مساہمت سے ایک کارخانہ قائم کر دیا گیا ہے جس نے ابتدائی کام شروع کر دیا ہے۔بحر میت کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ یہ دنیا بھر میں سطح سمندر سے سب سے نیچی جگہ ہے۔

شام چار بجے کا وقت تھا کہ ہماری بس قدس پہنچ گئی بسوں کے اڈے پر مزدور اچک اچک کر ہمارا سامان اٹھا لینا چاہتے تھے۔یہ مزدور زیادہ تر کم سن فلسطینی لڑکے تھے۔ایک دو بچوں نے بغیر کہے ہمارا سامان بس کی چھت سے اتار دیا جب میں نے انکو اس تصرف پر ڈانٹا تو ان میں

سے ایک نے کہا کہ: نحن اهل القران مثلکم (ہم آپ کی طرح قرآن والے یعنی مسلمان ہیں) اس بچے کا لب ولہجہ اس مختصر جملے کی شرح خود کر رہا تھا۔ اسکے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ہم اور آپ ایک اسلام کے رشتہ میں منسلک ہیں اس لئے ہم اپنے ہم پیشہ اہل انجیل عیسائی مزدور بچوں کے مقابلہ میں زیادہ حقدار ہیں۔ کہ آپ کام کا موقعہ دے کر ہماری مدد کریں۔ اس بات سے ایک نتیجہ میں نے یہ نکالا کہ قدس میں مسلمان اور عیسائی اسطرح مل کر رہتے ہیں کہ بسا اوقات تمیز مشکل ہو جاتی ہے اور خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے اس تصریح کی ضرورت پڑتی ہے کہ میں مسلمان ہوں۔

انہی دونوں بچوں سے سامان اٹھوا کر ہم "فندق الہاشمی" میں گئے۔ حرم سے قریب تر ہوٹل یہی ہے لیکن اس اضافی قرب کے باوجود یہ حرم سے کم از کم دوڈھائی فرلانگ کے فاصلہ پر واقعہ ہوگا۔ بازار اور اسکے بعد تنگ اور پُر پیچ گلیوں سے گذر کر حرم جانا پڑتا ہے۔ ہم نے پونے دینار میں تین چار پائیوں کا کمرہ کرایہ پر لے لیا اور ذرا استانے کے بعد حرم روانہ ہو گئے۔

<u>حرم اور اسکے مقدسات:</u> حرم کا اطلاق چار دیواری کے اندر اس وسیع علاقے پر ہوتا ہے جس میں مسجد اقصیٰ، مسجد صخرہ، جدار براق، مجلس سلیمان، اصطبل سلیمان اور کئی دوسری چیزیں واقع ہیں۔ حرم کے چودہ دروازے ہیں جن میں سے دس کھلے رہتے ہیں۔ ہم جس دروازے سے داخل ہوئے بطل حریت مولانا محمد علی جوہر کی قبر اس کے قریب واقع ہے۔ ہم نے مرحوم کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگیں اور اسکے بعد مسجد اقصیٰ میں چلے گئے۔

<u>مسجد اقصیٰ:</u> جس مقام کی عظمت وقداست قلب میں جاگزیں ہوتی ہے، اسکو پہلی بار دیکھ کر عموماً دل پر ایک ناقابل بیان کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ یہ کیفیت اگر میرے قلب پر آج سے چار سال قبل خانہ کعبہ اور روضہ مطہرہ کی اولین زیارت سے طاری ہوتی تھی تو آج مسجد اقصیٰ میں داخل ہو کر طاری ہوگئی ہے۔ آقائے نامدار ﷺ کا رات کے ایک محدود حصہ میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس پہنچ جانا اور پھر یہاں سے ہفت آسمان کی سیر کرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا تاریخ اسلام کا کتنا عظیم باب ہے، جو اس خطۂ ارض سے وابستہ ہے۔ اسراء ومعراج کی پوری داستان گویا کہ مجسمہ بن کر یہاں نظر آنے لگی۔

<u>مسجد صخرہ:</u> عصر کی نماز مسجد اقصیٰ میں پڑھ کر ہم صخرہ میں گئے۔ یہ مسجد مسجد اقصیٰ کے تقریباً بالمقابل اس چٹان کے اردگرد مثمن شکل میں واقع ہے جسکا ذکر قصہ معراج کی بعض روایات میں آتا ہے۔ مسجد صخرہ کی عمارت باجماع مورخین دنیا کی خوبصورت ترین عمارتوں میں سے ایک ہے یہ اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے ۷۲ء میں تعمیر کرائی تھی۔ مصر کا خراج مسلسل سات سال تک اس کیلئے وقف رہا۔ عمارت مکمل ہو جانے کے بعد ایک لاکھ دینار اس فنڈ سے بچ گئے۔ جو اس مسجد کے اخراجات کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ خلیفہ نے ان دیناروں کو ڈھال کر اسکی چادریں مسجد کے گنبد اور دروازوں کو چڑھا دیں۔

صلیبی لڑائیوں میں جب قدس پر عیسائیوں کا قبضہ ہوا تو یہ مسجد انہوں نے گرجے میں تبدیل کر دی۔ صلاالدین ایوبی نے جب قدس کو آزاد کرایا تو مسجد صخرہ سے عیسائی اثرات کو ختم کر کے اس میں کئی اصلاحات بھی کرادیں۔ اس کے بعد مختلف دوروں میں ملوک وسلاطین اس میں حسب ضرورت اصلاحات کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ۶۸ء کی جنگ فلسطین میں یہودی توپوں کی زد میں آنے کیوجہ سے مسجد کی دیواروں اور ستونوں کو کافی نقصان پہنچا۔ چنانچہ ان آخری اصلاحات کیلئے اعلیٰ سطح پر ایک بین الاسلامی مجلس قائم کر دی گئی اور تمام عرب اور اسلامی ممالک کی مشارکت سے اردن کے موجودہ بادشاہ شاہ حسین کے دور میں یہ اصلاحات پایہ تکمیل تک پہنچیں۔

<u>مجلس سلیمان اور اصطبل سلیمان:</u> مسجد صخرہ کے بعد ہم مجلس سلیمان اور اصطبل سلیمان دیکھنے گئے۔ عوام کا عقیدہ ہے کہ مجلس سلیمان وہ

جیل خانہ ہے جس میں سلیمان علیہ السلام نافرمان جنوں کو قید کر کے سزا دیا کرتے تھے اور اصطبل سلیمان میں سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے باندھے جاتے تھے۔ یہ اصطبل تنگ و تاریک زمین دوز گلی کی شکل میں ہے۔ اسکی دیواروں میں بہت ہی طویل و عریض اور وزنی پتھر لگے ہوئے ہیں۔ عوام کا خیال ہے کہ اتنے بڑے بڑے پتھر جنات ہی کے ذریعہ ان دیواروں میں لگائے جاسکتے ہیں۔

جمعہ ۸ جولائی ۱۹۶۶ء

کنیسۃ القیامہ: آج ہم نے ''کنیسۃ القیامہ'' دیکھا۔ یہ عیسائیوں کا وہ مقدس گرجا ہے جس میں انکے حسب عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر موجود ہے۔ انکا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر اٹھائے جانے سے قبل چودہ مراحل سے گذرے تھے جن میں آخری مرحلہ صلیب اور اس کے بعد قبر کا ہے۔ یہ مراحل چونکہ زیادہ تر اس کنیسہ کی زمین پر پیش آئے اس لئے اس کنیسہ کو سب مسیحی فرقوں کے نزدیک ایک خاص شرف اور قداست حاصل ہے۔ کنیسہ کے مختلف حصوں میں چودہ مراحل کی من گھڑت داستان کو تصویروں اور مجسموں کی صورت میں ظاہر کردیا گیا ہے۔

جامع عمر: امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب قدس میں تشریف لائے تھے۔ تو انہوں نے من جملہ دوسرے مقامات کے ''کنیسۃ القیامہ'' بھی دیکھا۔ حضرت عمرؓ نے جب نماز پڑھنے کے لئے کنیسہ سے باہر نکلنا چاہا تو کنیسہ کے پادریوں نے کہا آپ یہاں بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے کنیسہ میں نماز پڑھنا گوارا نہیں کیا اور فرمایا مجھے خطرہ ہے کہ مسلمان اس فعل کو حجت بنا کر کنیسہ میں عبادت کو اپنا حق سمجھنے لگیں گے۔ چنانچہ باہر نکل کر کنیسہ سے چند قدم کے فاصلہ پر انہوں نے نماز پڑھی۔ اس جگہ پر بعد میں جو مسجد بنادی گئی جو جامع عمر کے نام سے معروف ہے۔

معہد اسلامی علم دین کی حالت زار: اس کے بعد ہم معہد اسلامی دیکھنے گئے۔ یہ معہد حرم کی حدود میں واقع ہے۔ اور بظاہر اردن میں یہ واحد ثانوی اسلامی مدرسہ ہے معہد کے مدیر اور اساتذہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ہمیں معہد کے نصاب اور طریقہ تعلیم سے متعارف کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے جدید اور قدیم دونوں علوم کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس میں کافی حد تک کامیاب ہیں۔ میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ ان سے کہوں کہ اسی معہد کے سند یافتہ طالب علم ہمارے ساتھ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں شریک تعلیم رہے ہیں۔ ان میں سے ہم نے کوئی ایک بھی ایسا نہیں پایا جو جدید یا قدیم میں مہارت تو کیا معمولی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔

ہم نے بھی اپنے ہاں کے اسلامی مدارس کے نصاب اور نظام تعلیم سے انکو متعارف کیا۔ انکو یہ معلوم ہو کر انتہائی تعجب ہوا کہ ہمارے مدارس کا فارغ التحصیل طالب علم بہت سی کتابوں کے علاوہ ہدایہ اور صحاح ستہ کی اکثر کتابیں شروع سے لیکر آخر تک پڑھ چکا ہوتا ہے۔ مدیر معہد نے عربی قہوہ سے ہماری ضیافت کی اور اس کے بعد نماز جمعہ کیلئے ہم مسجد اقصیٰ روانہ ہو گئے۔

یہاں امام غزالی دو سو علمی حلقوں کو کم سمجھ کر رو پڑے تھے: بیت المقدس میں علم دین کی اس حالت زار کو دیکھ کر مجھے امام غزالی کا قصہ یاد آیا۔ میں نے سنا ہے کہ امام غزالی جب بیت المقدس میں آئے تو اس وقت یہاں دو سو علماء تدریس میں مشغول تھے۔ امام غزالی روئے اور فرمایا کہ افسوس علم پر ایسا زوال آیا کہ بیت المقدس میں درس کے صرف دو سو حلقے پائے جاتے ہیں۔ امام غزالی نے اپنے وقت میں دو صد حلقہائے درس کو کم سمجھا اور روئے اور آج صحیح معنوں میں ایک بھی حلقۂ درس یہاں نظر نہیں آتا لیکن دین کی اس حالت زار پر کوئی رونے والا نہیں ہے۔

جمعہ کی نماز ہم نے مسجد اقصیٰ میں پڑھی۔ خطیب نے خطبہ میں شاہ حسین کی درازی عمر اور بقاء سلطنت کے لئے دعائیں مانگیں اور مؤذن نے

باآواز بلند آمین کہا۔ یہ دعائیں سن کر یوں محسوس ہونے لگا کہ ہم اس قدیم زمانے میں ہیں جس میں بادشاہ وقت کی درازی عمر اور بقاء سلطنت کے لئے دعائیں مانگنا جمعہ کے خطبوں کا جزو لاینفک تھا۔

جمعہ کی نماز کے بعد مصطفیٰ ابوطیر صاحب سے اتفاقاً ملاقات ہوگئی۔ یہ قدس کے قریب ''صور باھر'' نامی بستی کے باشندہ ہیں اور جامعہ میں ہمارے ساتھی رہ چکے ہیں۔ انکی معیت میں ہم نے حرم کے بعض مقدسات دوبارہ دیکھے۔ مسجد اقصیٰ کی بعض تفصیلات جو ہم معلوم نہیں کر سکے تھے انہوں نے بتلا دیا۔ چنانچہ اقصیٰ قدیم، محراب زکریا، جامع عمر، اور جدار براق وغیرہ کی نشاندہی انہوں نے ہی کر دی۔ ابوطیر صاحب یہ وعدہ کر کے چلے گئے کہ کل آکر وہ ہمیں خلیل الرحمٰن اور بعض دوسرے مقامات کی زیارت کرائیں گے۔

(۴۵)

ہفتہ ۹ جولائی ۱۹۶۶ء (تیسرا مکتوب) (دیار عرب میں اریحا، بیت اللحم، خلیل الرحمٰن)

خلیل الرحمٰن: مصطفیٰ ابوطیر صاحب حسب وعدہ آج صبح ہوٹل میں آئے اور انکی معیت میں ہم مدفن انبیاء خلیل الرحمٰن دیکھنے گئے۔ یہ شہر بیت المقدس کے جنوب مغرب میں بیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ بقول ابن بطوطہ کے اس کا رقبہ کم مگر قدر و منزلت زیادہ، مناظر حسین وجمیل اور معنویات بڑی عجیب وغریب ہیں۔

اسرائیل کی نام نہاد حکومت قائم ہونے سے قبل خشکی کے رستہ سے جانے والے مسافر خلیل سے بیرسبع ہو کر غزہ اور قاہرہ جایا کرتے تھے۔ خلیل سے غزہ تک کی مسافت جو ساٹھ میل سے زیادہ نہیں ہے۔ بس کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں میں طے ہو جاتی تھی۔ لیکن آج جبکہ فلسطین کی ان اجزاء پر یہودیوں کا قبضہ ہے خلیل سے غزہ جانے والے مسافر کے لئے سوائے اسکے چارہ کار نہیں ہے کہ وہ بیت المقدس جاکر قاہرہ کے لئے ہوائی جہاز پر سوار ہو اور پورے دو گھنٹے کی پرواز کے بعد قاہرہ پہنچ کر وہاں سے بذریعہ ریل گاڑی کم از کم آٹھ گھنٹے میں صحراء سینا کو عبور کر کے غزہ پہنچے۔ گویا کہ جو مسافت صرف ربع دینار کی اُجرت سے دو گھنٹے میں طے ہوتی تھی وہ آج پچیس دینار اور گیارہ گھنٹے سے کم میں طے ہونا ممکن نہیں۔

خلیل کے باشندے دینداری، خوش خلقی اور قدامت پسندی میں مشہور ہیں۔ حرم ابراہیمی کے ان پاسبانوں نے اب تک اپنے شہر میں سینما قائم نہیں ہونے دیا ہے۔ گرجے کا اس شہر میں کہیں نام ونشان نہیں۔ بلکہ جہاں تک میں نے سنا اور بعض معتمد سفرناموں میں پڑھا بھی ہے، خلیل دیار اردن میں وہ واحد شہر ہے جہاں سرے سے عیسائی یا کسی دوسرے غیر مسلم باشندے کا وجود ہی نہیں ہے۔ ویسے مجلۃ العربی کے نمائندہ کے حسب تصریح یہاں عیسائی باشندے موجود ہیں لیکن انکی تعداد بہت قلیل یعنی صرف ایک سو بیس ہے۔

خلیل میں مغربی تہذیب کے آثار کم نظر آتے ہیں عورتیں عموماً پردے دار ہیں۔ سکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے والی اکثر خواتین نے بھی اپنی بودوباش میں آبائی روایات کو بالکلیہ نظر انداز نہیں کیا ہے۔ یہ تعلیم یافتہ خواتین اپنے لئے ایک خاص طرز کا لباس اختیار کر چکی ہیں، جو قدیمی بندشوں سے ایک گونہ آزاد اور جدید عریانی سے خالی ہے۔

حضرت ابراہیم وغیرہ انبیاء کے قبور: شہر خلیل کے ایک نشیبی مقام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکی زوجہ حضرت سارہؓ نیز حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ اور انکی زوجات اور حضرت یوسف علیہ السلام کی قبور واقع ہیں۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ اس وقت دنیا میں انبیاء کرام کی طرف منسوب جو قبریں پائی جاتی ہیں، ان میں نبی کریم ﷺ کے روضہ مطہرہ کے بعد ثبوت وتواتر کے اعتبار سے دوسرا درجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک ہے۔ ان قبور کے اوپر جو مسجد بنی ہوئی ہے وہ حرم ابراہیمی کہلاتی ہے۔ اصلی قبور نگاہوں سے اوجھل ہیں۔

زائرین لکڑی کی ان مصنوعی قبروں کے پاس کھڑے ہوکر سلام عرض کرتے ہیں جو مسجد کے فرش پر اصلی قبور کی نشاندہی کیلئے انکے اوپر محاذاۃ میں بنی ہوئی ہیں۔ سلام ودعا کے بعد حرم ابراہیمی میں بیٹھ کر میں نے قرآن مجید کی کچھ تلاوت کی حسنِ اتفاق سے آج میری منزل تلاوت سورۂ حجر تھی جس میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتوں کے آنے اور حضرت اسحاق کی ولادت باسعادت کی بشارت دینے کا قصہ بیان ہوا ہے موقعہ اور محل کی مناسبت سے ان آیات کی تلاوت میں آج ایک خاص کیف محسوس ہو رہا تھا۔ ظہر کی نماز حرمِ ابراہیمی میں پڑھ کر ہم بیت اللحم روانہ ہو گئے اور ہمارے قلوب خلیل کی ظاہری ومعنوی برکات اور باشندوں کے تدین واخلاق سے نہایت متاثر تھے۔

<u>قریہ حلحول مرقد یونس:</u> ٹیکسی کے ڈرائیور سے طے ہوا تھا کہ بیت اللحم جانے کیلئے وہ قریہ حلحول کا رستہ اختیار کرے گا۔ حلحول میں حضرت یونس علیہ السلام کیطرف منسوب قبر پائی جاتی ہے جس کا ذکر ابن بطوطہ نے بھی اپنے سفرنامہ میں کیا ہے۔ خادم قبر کے پاس یہ سفر نامہ موجود تھا۔ اس کو جب معلوم ہوا کہ ہم عربی جانتے ہیں۔ تو اس نے از خود کتاب اٹھا کر فرفر متعلقہ عبارت سنادی، اس کا مقصد شاید یہ تھا کہ ہمارے دل میں اس قبر کے ثبوت سے متعلق شبہات اگر ہوں تو وہ دور ہو جائیں۔ حالانکہ اس قسم کی یقین دہانی کے لئے ایک طالب علم کے نزدیک ابن بطوطہ کا قول کب سند بن سکتا ہے؟ بہت ہی مختصر سلام ودعا کے بعد ہم بیت اللحم روانہ ہو گئے۔

<u>بیت اللحم کنیسۃ المھد حضرت عمر کی غیر مسلموں کے بارہ میں مشاہیر کی رواداری:</u> تین بجے کا وقت تھا کہ ہم بیت اللحم پہنچے۔ یہاں کا مشہور قابل دید مقام کنیسۃ المھد ہے جو تاریخی روایات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت پر بنا ہے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دیار قدس کے سفر میں کنیسۃ القیامہ کی طرح یہ کنیسہ بھی دیکھ کر نماز پڑھنے کیلئے باہر نکلے اور یہ فرمان صادر فرمایا کہ کوئی مسلمان اس میں عبادت اور کسی قسم کا تصرف نہ کرنے پائے۔ اس کنیسہ کے جو پادری اور بطریق ہم نے دیکھے وہ زیادہ تر یونانی نسل کے ہیں جو کافی عرصہ سے اس کنیسہ کی خدمت کیلئے یہاں آ کر آباد ہوئے ہیں۔ یہ عربی بول تو لیتے ہیں مگر بہت ہی ناقص اور معمولی جسکی وجہ بظاہر رہبانیت کی یہ زندگی اور اہل بلاد سے اختلاط کم ہونا ہے۔ ایک پادری نے ٹوٹی پھوٹی عربی میں کنیسہ کی تفصیلات سے متعارف کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت کی نشاندہی کردی۔ اسکے بعد اس نے اوپر کے ایک کمرے میں یہ کہہ کر ہمیں بھیجا کہ وہاں جا کر قرآن دیکھ لو۔ ہم حیران تھے کہ قرآن مجید کنیسہ میں کہاں سے آیا۔ جب کمرہ میں ہم داخل ہوئے تو وہاں انجیل کے مختلف مطبوع اور مخطوط نسخے نمائش کے لئے رکھے گئے تھے۔ بظاہر اس بیچارے کا یہ خیال تھا کہ ہم پاکستانی انجیل یا بائبل کے لفظ سے آشنا نہ ہوں گے چنانچہ ہماری سہولت کی خاطر اور ذہنی بوجھ سے بچانے کے لئے اس نے یہی تعبیر اختیار کر لی۔ تھوڑی دیر اس ظلمت کدہ میں رہ کر ہم باہر نکلے اور جامع عمر میں عصر کی نماز پڑھی۔ ہمیں چونکہ رات واپس قدس پہنچنا تھا، اس لئے بیت اللحم کے دوسرے قابل دید مقامات مثلاً حقل الرعاۃ، قبر راحیل، اور مغارۃ اللبن وغیرہ کو چھوڑ کر صرف کنیسۃ المھد دیکھنے پر اکتفا کر لیا۔

اتوار ۱۰ جولائی ۱۹۶۶ء

<u>اریحا:</u> آج صبح دیار فلسطین کے قدیم ترین تاریخی شہر اریحا کے لئے ہم نے رخت سفر باندھا۔ رہنمائی کے لئے ابوطیر صاحب اس سفر میں بھی ہمارے ساتھ تھے۔ اریحا بیت المقدس کے شمال مشرق میں پچیس میل کے فاصلے پر بحر میت کے قریب واقع ہے۔ یہ اردن کا گرم ترین علاقہ شمار ہوتا ہے چنانچہ اردن کے اہل ثروت حضرات موسم سرما گذارنے کیلئے عموماً یہاں آتے ہیں۔ یہ شہر چھوٹا مگر بہت خوبصورت ہے۔ اسکے اطراف وجوانب میں عین سلطان، عین قرطل اور بعض دوسرے چشمے بہنے کی وجہ سے ہر طرف شادابی ہی شادابی ہے خوشبودار پھول، لمبے اور خوبصورت درخت، لہلہاتے ہوئے کھیت اور سرسبز وشاداب باغات بکثرت نظر آتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد

نبوت میں بنی اسرائیل کو جس شہر میں جھک کر داخل ہونے کا حکم ملا تھا وہ اکثر مفسرین کے نزدیک یہی شہر اریحا ہے۔

ضریح موسیٰ علیہ السلام: اریحا کے قرب وجوار میں من جملہ کئی قابل دید مقامات کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیطرف منسوب قبر مبارک بھی ہے۔ جو عربی اصطلاح میں ضریح موسیٰ کہلاتی ہے۔ یہ قبر چونکہ شہراہ سے کافی ہٹ کر واقع ہے۔اس لئے سپیشل ٹیکسی کے علاوہ وہاں پہنچنے کیلئے سواری کا کوئی دوسرا انتظام نہیں ہے، چنانچہ نصف دینار میں ٹیکسی لے کر ہم اس مبارک ضریح پر پہنچے یہ آبادی سے دور پہاڑوں کے وسط میں ایک اونچی جگہ پر واقع ہے۔اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد بنی ہوئی ہے۔ مسجد اور قبر دونوں کو ایک قلعہ نما فوجی چوکی احاطے میں لی ہوئی ہے۔قبر اور مسجد کی درمیانی دیوار پر عربی میں یہ عبارت نقش ہے کہ یہ مقبرہ سلطان ابوالفتح بیبرس کے حکم سے ۶۸۶ھ میں جبکہ وہ حج سے بواپسی یہاں آیا تھا، تعمیر ہوا ہے۔

قصر ہشام: دعا وسلام سے فارغ ہو کر اسی ٹیکسی پر مزید ربع دینار دیکر ہم قصر ہشام دیکھنے گئے یہ قصر ہشام بن عبدالملک نے سردی کے ایام گذارنے کے لئے یہاں تعمیر کرایا تھا یہ اریحا سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر جنوب میں واقع ہے اسکے اکثر و بیشتر حصے اب کھنڈرات میں تبدیل ہو چکے ہیں، تاہم اس زمانے کے بادشاہوں کی بود و باش، زندگی کے طور طریقوں اور رفاہیت اور تنعم کے مختلف وسائل پر اس سے اب بھی کافی روشنی پڑ سکتی ہے۔قصر کے بعض کمرے ہم نے ایسے دیکھے کہ ان کے فرش میں سرمر کے پتھروں کو جوڑ کر پھل دار درختوں، پرندوں، چرندوں اور درندوں کی تصویریں بنائی گئی ہیں۔ایک تصویر میں شیر کو ہرن کا شکار کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ بقول ایک عرب کاتب کے یہ قصر اپنے محل وقوع، انتہائی وسعت و کشادگی خاص طرز تعمیر اور آرائش و زیبائش میں تفنن کے اعتبار سے اپنے اندر ایک ایسا جامع ماحول رکھتا ہے جس میں شہری تہذیب و تمدن کے ساتھ ساتھ دیہاتی سکون و سادگی کا امتزاج بھی پایا جاتا ہے۔ایسے شاہی ویرانوں میں آ کر دنیا کی بے ثباتی کا استحضار خوب ہوتا ہے۔اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ. الآیۃ۔تم جہاں کہیں بھی ہو موت تم کو آ پکڑے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔

ساتھیوں کا اتفاق اس پر ہوا کہ مذکورہ دونوں مقامات پر اکتفا کر کے واپس قدس جانا چاہئے۔ورنہ اریحا کے قرب وجوار میں تل سلطان جبل تجربہ، بحرمیت، خرائب قمران اور کئی دوسرے مقامات بھی ایسے موجود تھے جن کا دیکھنا تفریح سے خالی نہ تھا۔

پیر ۱۱ جولائی ۱۹۶۶ء

قریہ صور باھر: آج دوپہر کے کھانے پر ابوطہیر صاحب نے اپنے گاؤں صور باھر میں مدعو کیا تھا۔صور باھر ایک سرحدی گاؤں ہے جو قدس سے دو تین میل کے فاصلے پر خلیل جانے والی سڑک پر اسرائیل کی حدود کے قریب واقع ہے۔ابوطہیر صاحب نے گھر کی کھڑکی سے اشارہ کر کے دور کے کھیتوں میں چکر لگانے والے چند یہودی ہمیں دکھائے۔اتنے خطرناک دشمن کے ساتھ حدود پر واقع ہونے کی وجہ سے اس گاؤں کے باشندے ہمیشہ خطرہ میں رہتے ہیں۔ان لوگوں کے کہنے کے مطابق اس علاقہ میں فوج موجود نہ ہونے کی وجہ سے اسرائیل ہر دو چار سال کے بعد حد بندی لائن کی تجدید کرتے ہوئے، صور باھر کی کچھ نہ کچھ زمین پر قابض ہو جاتا ہے۔صبح سے شام تک کا وقت ہم نے اس پرسکون دیہاتی ماحول میں گذارا اور عصر کی نماز کیلئے واپس بیت المقدس چلے آئے۔

جبل زیتون سلمان فارسی اور رابعہ عدویہ کے مزارات: عصر کی نماز مسجد اقصیٰ میں پڑھ کر ہم جبل زیتون پر گئے۔ جہاں بہت سے شہداء صالحین کی قبور کے علاوہ حضرت سلمان فارسیؓ اور رابعہ عدویہؒ کے مزارات بھی موجود ہیں جبل زیتون کے جس علاقہ میں سلمان فارسی کا مزار واقع ہے وہ قریہ طور کہلاتا ہے۔علاوہ ازیں عیسائیوں کے متعدد تاریخی گرجے اور بعض دوسرے مقدسات بھی جبل زیتون پر واقع ہیں۔

منگل ۱۲ جولائی ۱۹۶۶ء

بیت المقدس سے متعلق تاثرات: آج کا دن زیادہ تر حرم مبارک میں گذرا۔ بیت المقدس میں ہمارے قیام کا یہ آخری دن تھا کل دمشق جانے کے لئے ٹیکسی میں آج سے سیٹیں ہم نے بک کرادیں۔ اس مبارک شہر کو خیر باد کہنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنی ڈائری میں اختصار کے ساتھ وہ تاثرات قلمبند کر دوں جو ایک ہفتے کے دوران قیام یہاں سے متعلق میرے قلب میں پیدا ہوئے ہیں۔

بیت المقدس میں اسلامی مقدسات کے ساتھ ساتھ چونکہ عیسائی مقدسات بھی بکثرت موجود ہیں اس لئے اس شہر میں عیسائیوں کا نسبتاً زیادہ آباد ہونا ایک طبعی امر ہے۔ علاوہ ازیں دنیا کے مختلف ملکوں سے بھی عیسائی بکثرت اپنے مقدس مقامات دیکھنے کے لئے یہاں آتے رہتے ہیں۔ اس مسلم عیسائی اختلاط کی بناء پر یہاں بے پردگی اور عریانی کے مناظر نسبتاً زیادہ نظر آتے ہیں۔ زیادہ افسوسناک حقیقت تو یہ ہے کہ حرم مبارک بھی ان عریاں مناظر سے محفوظ نہ رہ سکا۔ کیونکہ مخصوص اوقات کے علاوہ غیر مسلم سیاحوں کو حرم مبارک میں داخل ہونے کی عام اجازت ہے۔ البتہ اس تفریح کے بدلے ان سے کچھ رقم وصول کی جاتی ہے۔ جس کے لئے حرم کے دروازوں پر باقاعدہ ٹکٹ ایشو ہونے کا انتظام ہے۔ عرب ممالک کے باشندہ عیسائی اس قانون سے مستثنیٰ ہیں۔ وہ مسلمانوں کیطرح بلا کسی پابندی کے ہر وقت حرم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ عیسائیوں کے ساتھ اس درجہ کے اختلاط کے نتیجہ میں یہاں کے بعض مسلمانوں کا اسلامی حس وشعور بالکل مردہ ہو چکا ہے۔ اسکی ایک مثال میں یہ پیش کر سکتا ہوں کہ قدس کے بازاروں میں زیتون کی لکڑی کی مصنوعات کی تجارت بہت بڑے پیانے پر ہوتی ہے۔ سیاح یہ چیزیں یادگار کیلئے خریدتے ہیں۔ ان مصنوعات میں کھلونوں، گلدانوں اور بہت سی دوسری چیزوں کے علاوہ صلیب اور حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کے مجسمے بھی فروخت ہوتے ہیں۔ ایک مسلمان تاجر سے جب میں نے دریافت کیا کہ آپ صلیب وغیرہ کو جو کہ کفر کا شعار ہے، عیسائی تاجروں کیلئے چھوڑ کر دوسری چیزوں کی تجارت پر کیوں اکتفا نہیں کرتے؟ تو اس کا جواب یہ تھا کہ یہ تجارت کا مسئلہ ہے مذہب کا اس کے ساتھ تعلق نہیں ہونا چاہئے۔ ویسے قدس کی سرزمین اسلامی غیرت وحمیت سے بھرپور دل رکھنے والے مسلمانوں سے بھی خالی نہیں۔ اس اسلامی غیرت کا ایک قصہ میں نے یہ سنا کہ چند سال پیشتر جب عیسائیوں کا پوپ اردن آیا تھا تو بادشاہ نے بطور اعزاز اسکو ایک یادگاری گرجا تعمیر کرانے کیلئے قدس میں زمین کا ایک ٹکڑا دیا۔ قدس میں اگرچہ بے شمار گرجے موجود ہیں لیکن غیور مسلمانوں سے برداشت نہ ہوا کہ ایک دشمن اسلام کی یادگار اس اعزاز کے ساتھ اس سرزمین پر قائم ہو۔ چنانچہ ایمان کی حرارت والوں نے بہت سے کاریگروں کو بلا کر شب بھر میں اس زمین پر مسجد تعمیر کرادی جسکا نام غالباً مسجد صلاح رکھا گیا۔ مسلمانوں کے مشتعل جذبات کا خیال رکھ کر حکومت نے اس حرکت پر کوئی مواخذہ نہ کیا۔ اور اس طریقہ سے زمین کا یہ ٹکڑا جو پوپ کی یادگار کیلئے مخصوص ہوا تھا اسلامی غیرت وحمیت کی یادگار بن کر رہ گیا۔ قدس کا شہر دو قسم کا ہے قدیم اور جدید۔ مقدسات سب قدیم میں واقع ہیں۔ اور یہ اردن کے قبضہ میں ہے اور جدید کے نصف سے زیادہ حصے پر یہودی قابض ہیں۔ برلن کی طرح اس شہر کو تقسیم کرنے کے لئے بھی بیچ میں دیوار کھڑی کردی گئی ہے۔ یہ منظر دیکھ کر ہر مسلمان کے دل میں انتقام کا جذبہ بھڑکتا ہے۔ قدس کے مسلمان جو پاکستان کے ساتھ بڑی عقیدت رکھتے ہیں بکثرت اس امید کا اظہار کرتے رہتے ہیں کہ کسی وقت یہودیوں کے ساتھ فیصلہ کن معرکہ میں پاکستان انکا سہارا ثابت ہوگا۔

(۴۶)

(۱۹۶۵ء کی جنگ پر سعودی عرب میں ردعمل O ایک تفصیلی خط کا الحق نومبر ۶۵ء میں مطبوعہ اقتباس)

مدینہ منورہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۶۵ء

اسی مناسبت سے ہندو پاکستان کی لڑائی کے بارے میں یہاں کے عوام کے تاثرات کا بیان کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یہاں پہنچ کر

میں نے دیکھا کہ پاکستان پر ہندوستان کے وحشیانہ حملے کے بعد اب یہاں کے لوگوں میں ہندوستان کے خلاف انتہائی غم وغصہ اور شدید نفرت کے جذبات پائے جارہے ہیں۔ پاکستان کے ساتھ انکی ہمدردیوں میں اور اضافہ ہوگیا ہے۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور ملک کی دوسری تمام مساجد میں پاکستان کی کامیابی کیلئے دعاؤں کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ ملک کے طول وعرض میں پاکستان کی امداد کیلئے عوام چندے اکٹھے کررہے ہیں، جس میں تاجر، صنعتکار اور ملازم پیشہ غرض یہ کہ ہر طبقہ کے لوگ حصہ لے رہے ہیں۔ اسی مقصد کے لئے ملک کے مختلف شہروں میں کرکٹ اور فٹ بال وغیرہ کے کھیل بھی کھیلے گئے ہیں۔ ان میچوں پر حاصل شدہ رقم پاکستان کو دی جائے گی۔ خلاصہ یہ کہ یہاں کے عوام میں اتنا ہی جوش وخروش پایا جاتا ہے جو کہ ہم اپنے ہاں کے عوام میں دیکھ کر آئے ہیں۔

یہاں کے اخبارات نے پاکستانی فوج کی خوب تعریفیں کی ہیں۔ یہاں کے ایک روزنامہ "عکاظ" نے لکھا ہے کہ دنیا بھر کے مبصرین اس پر ناطق ہیں کہ پاکستان کی فضائیہ ہندوستان کی فضائیہ سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

پاکستان کی نمایاں فتح اور ہندوستان کی فاش شکستوں کا راز پوری دنیا پر فاش ہو چکا ہے۔ جس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ جامعہ میں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے، ایشیا، افریقہ اور یورپ کے پچاس سے زائد ملکوں کے طالب علم زیر تعلیم ہیں۔ یہ طالب علم چھٹیاں اپنے ملکوں میں گذارنے کے بعد اب واپس جامعہ پہنچ رہے ہیں، ان میں سے ہر ایک طالب علم پہلی ہی ملاقات میں سب سے پہلے ہمیں پاکستان کی حیرت انگیز فتح یابی پر مبارکباد پیش کرتا ہے یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ہندوستان اپنے ریڈیو اور اخبارات کے ذریعہ دنیا کے سامنے جو اپنی شکستوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا رہا ہے وہ اس میں ذرا برابر بھی کامیاب نہیں ہوسکا ہے۔

جامعہ کے حالات بدستور ہیں۔ گذشتہ سال جو طالب علم جامعہ سے فراغت حاصل کرچکے ہیں ان میں سے بیشتر کو افریقہ اور بعض دوسرے ممالک میں دعوت وتبلیغ کے لئے بھیجا گیا ہے۔ یہ طالب علم وہاں مستقل طور پر کام کریں گے اور سعودی حکومت انکو تنخواہیں دے گی۔ ویسے جامعہ کے چند اساتذہ پر مشتمل ایک وفد بھی چند ماہ کے لئے افریقہ کے بعض ممالک کے دورہ پر گیا ہوا ہے یہ اساتذہ عنقریب واپس پہنچنے والے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدظلہٗ اور دوسرے اصحاب کے لئے آپ نے الحق کے جو پرچے دیئے تھے وہ میں نے پہنچا دیئے ہیں۔ مولانا نے خوشی کا اظہار اور دعائیں فرمائیں آپ سب حضرات کی خیریت کے بارے میں دریافت فرمایا میں نے آپ حضرات کا سلام پیش کیا، انہوں نے بھی جواباً سلام لکھنے کے لئے فرمایا۔

حضرت مولانا بدر عالم صاحب مدظلہٗ آج کل بہت زیادہ علیل ہیں۔ بہت صدمہ ہوا۔ بات کرنے کی طاقت بھی اب ان میں باقی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ انکو شفاء عاجلہ اور عمر دراز عطا فرمائے۔ آمین سید عبداللہ کاکاخیل

(۴۷)

(شیخ الحدیث کی الیکشن میں کامیابی پر مبارکباد غم انبوہ کو خفیف بنادیا) ۱۱ دسمبر ۱۹۷۰ء

برادرم مولانا شیر علی شاہ و مولانا سمیع الحق صاحب، سلام مسنون، حضرت مولانا صاحب کی کامیابی پر میری طرف سے دلی مبارکباد آپ دونوں کو پیش ہے۔ مولانا شیر علی شاہ کی رہائی پر مبارکباد مولانا کی کامیابی کی صورت میں گویا کہ پورے حلقے بلکہ پورے ملک کی جمعیت کی طرف سے قدرتی طور پر پیش کردی گئی۔ اللہ تعالیٰ انکی مساعی کو قبول فرمائے۔ اس خط کیساتھ ساتھ ایک خط مولانا کی خدمت میں بھی روانہ کررہا ہوں یہ انکی نظر سے گزار دیجئے۔ ممکن ہے وہ خود خطوط نہ پڑھتے ہوں۔ جمعیت کا خاطر خواہ طور پر کامیابی حاصل نہ کرنے سے افسوس ضرور ہوا لیکن غم انبوہ کو تسلی سمجھ کر بڑے حضرات کا اسمبلی میں پہنچنا کافی حد تک اس غم کو خفیف بنادیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جمعیت سے وابستہ

توقعات کو پورا کرادے۔ اب صوبائی الیکشن آرہا ہے۔ سعید صاحب کی طرف نگاہیں ہیں۔ نہ معلوم پیپلز پارٹی کے خلاف اتحاد کا اس علاقے میں بھی کچھ سوچا جارہا ہے یا نہیں؟ صوبائی کے بعد پھر تدبیر منزل کا الیکشن آرہا ہے اسمیں کامیابی کیلئے آپ دعا فرمائیں۔

والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۴۸)

(پردیس نائیجریا میں الحق کی قدر و قیمت O نائیجریا میں تدریسی وظیفہ)

FATC Yola Nigeria ۳ فروری ۱۹۷۵ء

برادرم مولانا سمیع و مولانا سعید الرحمان صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ہر قسم کے تکلف سے بالاتر ہو کر مشترک خطوط کا سلسلہ آپ دونوں کے نام شروع کردیا ہے۔ پتہ کی تبدیلی قدرے استقلال وانفرادیت کیخاطر سمجھ لیجئے چونکہ آپ دونوں کی ملاقات ہروقت رہتی ہے اسلئے ایسا کرنے میں حقیقت پسندی کو مدنظر رکھنے کے بعد، کوئی حرج محسوس نہیں ہوتا ہے۔ آپ کے دونوں رقعے مع ''الحق'' کے دو پرچوں کے اور سعید الرحمان صاحب کا خط وصول ہوچکا ہے۔ الحق کی اہمیت میرے لئے یہاں زیادہ اسلئے بھی ہورہی ہے کہ یہ واحد پرچہ ہے جو اپنے ملک سے میرے پاس یہاں آتا ہے۔ اسکے علاوہ اب تک اردو زبان میں کوئی اخبار یا رسالہ نظر سے نہیں گزرا اور آپ کو معلوم ہے کہ پردیس میں اپنی چیز کی کتنی قدر ہوسکتی ہے''وفیات اعیان'' اور نیز ملک اور اسکے گردوپیش کے نشیب وفراز سے باخبر رہنے کا اب یہی ایک وسیلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو اسکے کامیاب چلانے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ میں اب یہاں تقریباً سٹ ہوچکا ہوں۔ البتہ تدریسی وظیفہ جیسا کہ پہلے خط میں بتا چکا ہوں فی الحال عارضی طور پر انجام دے رہا ہوں۔ اگلے ستمبر میں فیڈرل اڈوانس ٹیچرز کالج میں جس کیلئے میرا تقرر ہوا ہے مستقل ہوسکوں گا۔ انشاء اللہ، جس ادارے میں میں اس وقت پڑھا رہا ہوں لڑکوں کا معیار وہاں بہت ہی کمزور ہے انگریزی کا سہارا لئے بغیر انکو عربی پڑھنا مشکل ہے اور انگریزی استعداد کے بارے میں آپ خوب جانتے ہیں تو تدریسی مواد کے بہت زیادہ آسان ہو اور غیر عربی زبان پر پوری قدرت ہونیکی وجہ سے جو اوقات بچے رہتے ہیں وہ انگریزی کی نذر ہوجاتے ہیں۔

نائجیریا یا کم از کم شمالی نائجیریا کے اسلامی احوال کو قدرے تفصیل سے میں مرتب کرنا چاہتا ہوں اسلئے کچھ تاخیر ہورہی ہے۔ اگر شام اور اردن کے سفرنامے کیطرح سفرنامہ مرتب کروں تو وہ آسانی سے ہوسکتا ہے تاہم اگر مجھے اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوسکی تو پھر رطب ویابس بھیج ہی دوں گا۔ بہرحال آپ عجلت کئے بغیر انتظار میں رہیے۔ یہ خط کافی جلدی میں لکھدیا۔ حضرت مولانا صاحب، ناظم صاحب، انوار الحق صاحب، شفیق صاحب کو سلام مسنون۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۴۹)

(مولانا عزیز گل کاکاخیل کے بارہ میں مفتی سیاح الدین اور مولانا کی اہلیہ مرحومہ کے بارہ میں سوانحی حالات O مولانا زکریا بنوری کی وفات)

مدرسہ اسلامیہ کراچی ۴ رجون ۱۹۷۵ء

برادرم مولانا سمیع الحق صاحب، سلام مسنون، آپ کے موقر جریدہ ''الحق'' میں استاذ محترم جناب مفتی صاحب کا مضمون بالاقساط شائع ہو رہا ہے اور غالباً اسکے حوالہ سے بعض دوسرے جرائد میں بھی اسکی اشاعت ہورہی ہے۔ یہ دو چار صفحات پر مشتمل تحریر ارسال خدمت ہے جسمیں مرحومہ تائی صاحبہ کے وہ احوال جو میں نے زبانی سنے تھے اور میرے ذہن میں محفوظ ہیں قلمبند کردیئے گئے ہیں۔ ''بینات'' میں ان

کی اشاعت مفتی صاحب کے مضمون پر حاشیہ کے طور پر ہو رہی ہے۔ جہاں نکاح کا قصہ ختم ہو کر حضرت صفیہؓ کا قصہ شروع ہو جاتا ہے وہیں پر حاشیہ کی علامت دیکر ذیل میں نسبتاً باریک قلم سے اسکی کتابت شروع ہو جاتی ہے اور ساتھ ساتھ ایک آدھ سطر اصل مضمون کا متن بھی جاری رہتا ہے آپ جیسے مناسب سمجھیں کر دیجئے۔اور اشاعت کی ضرورت نہ ہو یا ناموزوں ہو تو پھر چھوڑ دیجئے۔ باقی خیریت ہے مولانا بنوری کے والد محترم موت وحیات کی کشمکش میں ہیں آج تو خاصکر طبیعت بہت ہی خراب ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی حالت پر رحم کر دے۔

برادرم سعید الرحمان صاحب کو سلام مسنون، والسلام

یہ خط پرسوں کا لکھا ہوا ہے کل آغاجی صاحب کا انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کل کے احوال (یعنی تعزیت، جنازہ وغیرہ) کی بناء پر سپرد ڈاک کرنے کی نوبت نہ آسکی آج ارسال کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر دائمی نعمتوں سے انکو نوازے۔

(۵۰)

(مولانا کی علالت پر تشویش)

مدرسہ عربیہ کراچی ۱۲/۷ جولائی ۱۹۷۵ء

برادرم سمیع الحق صاحب، سلام مسنون، حضرت مولانا کی علالت کا علم مجھے کافی تاخیر سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ انکو عاجل شفاء عطا فرمائے۔ اس بات سے اطمینان ہوا کہ جو تکلیف مقدر تھی وہ گزر چکی اور اب مولانا رو بہ صحت ہیں معلوم نہیں کہ مولانا تا حال ہسپتال ہی ہونگے یا گھر واپس تشریف لے آئے ہونگے۔ تاہم یہ عیادتی عریضہ انکی خدمت میں اکوڑہ کے پتہ پر ارسال کرتا ہوں۔ آپ انکو، وہ جہاں بھی ہو پہنچا دیجئے۔

باقی خیریت ہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کا سایہ کو ہمارے سروں پر تا ابد بعید قائم فرمائے۔ آمین، سعید الرحمان صاحب بخیر ہیں۔

والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۵۱)

(نائیجریا میں تعلیمی ڈیوٹی O سفرنامہ کی ترتیب)

P.T.C Yola Nigeria، ۱۱/ نومبر ۱۹۷۵ء

برادرانم، سلام مسنون، اس سے قبل لاگوس سے ایک خط ارسال کر چکا ہوں۔ اور اپنے مستقر عمل کا ذکر بھی اسمیں کیا تھا۔ خیال تھا کہ اس پتہ پر آپکے خطوط آجائیں گے۔ لیکن جب Yola پہنچا تو دوسرے حضرات کے خطوط مجھے مل گئے مگر آپ دونوں کا کوئی خط نہیں تھا۔ مجھے ایک مجبوری کیوجہ سے Logos میں قیام کافی طویل کرنا پڑا۔ اور وہ مجبوری سامان کا انتظام تھا جو میرے پیچھے آنیوالا تھا۔ بہر حال کوئی دو ہفتے سے میں "یولا" میں ہوں۔ فیڈرل اڈوانس ٹیچرز کالج میں میرا تقرر ہے لیکن یہ کالج چونکہ زیر تعمیر ہے اور بمشکل جنوری تک اسمیں بعض مضامین شروع ہو سکیں گے۔ لیکن بعض دوسرے مضامین بشمولیت عربی کے آئندہ ستمبر میں شروع ہوں گے۔ بناء بریں پرنسپل نے سٹاف کے آدمیوں کو فی الحال دوسرے اداروں میں مشغول کر دیا ہے لیکن تنخواہ اور انتظامی کاروائیوں کا تعلق بدستور F.A.T.C سے وابستہ رہیگا۔

کالج کے اپنے مکانات بننے والے ہیں مکان مکمل فرنیچر اور فریج وغیرہ کے ساتھ ملتا ہے سر دست میرا قیام کالج کے ہاسٹل میں ہے۔ کھانا تیار ملتا ہے اور جتنا اسکا چارج کریں گے اس سے کہیں زیادہ وہ ہم پر خرچ کرتے ہیں۔ پاکستانی حضرات کافی تعداد میں موجود ہیں۔ زیادہ تر ایجوکیشن میں ہیں اور کچھ انجنیئر ز بھی ہیں۔ ایک دوسرے کے گھر آنا جانا رہتا ہے۔ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ ہم پردیس میں ہیں۔ میں نے اپنا سرسری سا سفرنامہ مرتب کرنا شروع کر دیا ہے۔ اسمیں کچھ نہ کچھ حالات سامنے آجائیں گے۔ کچھ دنوں بعد وہ بھیج دوں گا۔ حضرت مولانا اور برادران کی خدمت میں سلام مسنون۔ "الحق" اگر مناسب سمجھیں تو لفافہ پر مندرجہ پتہ پر بھیجنا شروع کر دیجئے۔ پتہ مختصراً کافی ہے۔

F.A.T.C. فیڈرل اڈوانس ٹیچرز کالج کی تخفیف ہے۔ P.M.B پرائیویٹ میل بیگ کی تخفیف ہے۔

N.E.S. نارتھ ایسٹرن سٹیٹ کی تخفیف ہے۔ P.M.B. کا نمبر اگر یاد نہ رہے تو بھی حرج نہیں F.A.T.C پر لکھنا بھی کافی ہے۔

والسلام عبداللہ کا کاخیل

(۵۲)

(سینیٹ کے انتخاب پر مبارکباد)

۱۵/اپریل ۱۹۸۵ء

برادرم سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مبارکباد زبانی پیش کرنے کی خواہش تھی اور اس لئے تحریری طور پر پیش کرنے میں تاخیر ہوگئی۔ لیکن آپکی موجودگی یا عدم موجودگی کے علم نہ ہونے کی وجہ سے ہمت اب تک نہ کرسکا۔ مولانا صاحب مدظلہ کی خدمت میں حاضری دی تھی اس وقت آپ موجود نہ تھے ورنہ کچھ اور باتیں بھی کرنی تھیں۔ اگلے ہفتے کی شام کو جو غالباً ۱۳/اپریل کی تاریخ ہوگی میں شام کے وقت آجاوں گا۔ اگر آپکا اس دن کوئی پروگرام ہو تو مجھے مطلع فرمادیں تاکہ فضول کوفت نہ اٹھانی پڑے۔

والسلام عبداللہ کا کاخیل

(۵۳)

(شادی کی تبریک)

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، ۱۶/جنوری ۱۹۹۴ء

برادرم مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عزیزم حامد کی شادی کا علم سب سے پہلے اخبار سے ہوا۔ ان دنوں ایک مہم کے سلسلہ میں میں گاؤں میں مقیم تھا دس بارہ دن کے بعد جب یونیورسٹی آکر اپنی جمع شدہ ڈاک چیک کی تو اسمیں آپکی طرف سے شائع شدہ شادی میں شرکت کا دعوت نامہ بھی موجود تھا۔ بروقت مطلع نہ ہونا شرکت نہ کرسکنے کیلئے عذر ہے لیکن مبارکبادی پیش کرنے میں اتنی تاخیر یقیناً نامناسب ہے اسمیں میری سستی کو بڑا دخل ہے۔ بہرحال آپ تاخیر سے مبارکبادی قبول کر لیجئے۔ دعا ہے کہ سلسلہ ازدواج میں اس نئے منسلک شدہ جوڑے کیلئے اللہ تعالیٰ یہ شادی موجب برکت وشادمانی بنادے۔ عزیزم حامد اور دوسرے متعلقین کو بھی آپ کے توسط سے مبارکبادی پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام عبداللہ کا کاخیل

(۵۴)

(کسی سفارش کے جواب میں)

اسلام آباد، ۱۷/اگست ۱۹۹۵ء

محترم مولانا سمیع الحق صاحب، سلام مسنون، آپ کیطرف سے پیغام کا حامل بعد از وقت پہنچا جبکہ کوٹہ کے مطابق طلباء کے نتیجے کا اعلان ہوچکا۔ ایسے وقت میں اب کیا مدد کی جاسکتی ہے ماضی میں برادرم انوار الحق کی سفارشات لیکر کچھ طالب علم بروقت ہمارے پاس آتے تھے۔ جو جائز مدد ہوسکتی تھی میں نے کردی تھی اور وہ یہاں سے اب سند فراغت تقریباً حاصل کرنے والے ہیں۔ الغرض عذر کی معقولیت کو آپ سمجھ رہے ہیں۔ آئندہ جو استطاعت کے مطابق خدمت ہو ضرور کریں گے۔ امید ہے کہ آپ بخیر ہونگے۔ والسلام عبداللہ کا کاخیل

(۵۵)

(علامہ عبدالحق نافع گلؒ کی تعزیت)

برادرم مولانا سمیع الحق صاحب، سلام مسنون، "الحق" وصول ہوئے کافی عرصہ ہوا ہے۔ پڑھ کر خط لکھنے کا جلدی خیال تھا لیکن کچھ موانع درپیش ہوئے لکھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ اس مرتبہ "الحق"[1] پڑھ کر کچھ یوں محسوس ہوا کہ آپ کو بادل ناخواستہ کسی کام پر مجبور کیا جارہا ہے

---

[1] خط کا پس منظر پورے طرح ذہن میں نہیں مگر غالباً مکتوب نگار کے والد ماجد علامہ عبدالحق نافع گل کے وفات پر الحق میں تعزیتی شذرہ کیلئے ان سے سوانحی مواد مانگا تھا انہوں نے نہایت جامع انداز میں سوانحی تحریر بھیجدی کچھ عوارض اور مصروفیات کچھ ان کی تحریر کی جامعیت کہ میں نے اپنے طور پر شذرہ لکھنے کے بجائے انکے مراسلہ ہی کو ادارتی کالموں میں بطور تعزیت شامل کردیا جو انکے لئے موجب شکایت بن گئی۔

اور آپ اپنے آپکو ایک الجھن میں مبتلا واقع پاتے ہیں۔ برادر عزیز اگر آپ اس تعزیتی مکتوب میں جو کہ آپ نے اولین فرصت میں کراچی سے ارسال کیا تھا مجھ سے مطالبہ نہ کرتے تو ہماری طرف سے کبھی بھی آپکو اس الجھن کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ میں تو صرف اس غلط فہمی کی وجہ سے کہ آپ واقعی اخلاص اور ہمدردی سے اس چیز کا مطالبہ کررہے ہیں اس کیلئے تیار ہوا بلکہ میں نے تو اس وقت یہ سمجھ لیا تھا کہ اگر میں ایسا نہ کروں تو آپ کے دل میں مجھ سے ہمیشہ کیلئے ایک شکایت سی پیدا ہو جائیگی۔ یہ ہماری غایت درجہ کی سادہ لوحی ہے کہ غمو بیت میں آپکے الفاظ کو ہم واقعی آپ کے ضمیر کی ترجمان سمجھنے لگتے ہیں اس مرتبہ تو اسکے برعکس قرائن بھی قائم تھے لیکن میں نے آپ کے اخلاص میں شک نہیں کیا۔ پھر جب آپ تعزیت کی رسم ادا کرنے کیلئے بہ نفس نفیس تشریف لادئے تو اس وقت کے انداز و شان کو دیکھکر میرا یہ حسن ظن تبدیل ہو گیا۔ چنانچہ میں نے اس سرراہے ملاقات میں آپ سے کہہ بھی دیا کہ اگر آپ اس موڈ میں نہ ہوں تو میرے نوٹس مجھے واپس بھیجدیں۔ ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو ان باتوں سے خوش ہوتے ہوں لیکن آپ نے نہ یہ نوٹس واپس کئے اور نہ انکی اشاعت میں کسی ایسے اسلوب کو اختیار کیا جو آپ کے منصب کیساتھ زیب دیتا۔ میں آپکا خط اگر تعزیتی مکاتیب کے مجموعہ میں مل گیا آپ کے پاس واپس بھیجتا ہوں تا کہ اپنے الفاظ پر دوبارہ نظر ڈال کر خود فیصلہ کرلیں کہ آیا مجھ جیسے سادہ لوح کو ان الفاظ سے دھوکہ ہونے میں معذور سمجھا جاسکتا ہے یا نہیں؟ ہوسکتا ہے بلکہ یہی زیادہ متوقع ہے کہ آپ میرے مذکورہ بالا سطور کو احباب کی محفل کیلئے تمسخر کا سامان بنادیں۔ رہا یہ کہ واقعی آپکو اپنی کسی کوتاہی کا احساس ہو تو یہ ناممکن ہے اسلئے کہ کم از کم آجکل کے حالات میں آپ بہت سے حقائق کے ادراک سے قدرتی طور پر قاصر ہیں ایسے موقوں پر اعلیٰ مثل معنویات اور اقدار پر نگاہ رکھنے والوں کے ظرف کی ساخت ہی کچھ اور ہوتی ہے اسلئے میرے خط کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہے یہ محض اس یاددھانی کیلئے ارسال ہے کہ آپ اس الجھن اور دردسر میں مبتلا ہونے کا سبب میں نہیں ہوں بلکہ آپکی یہ تحریر ہے جسکا منجر اور مظہر بہت ہی مختلف ہے۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۵۶)

(نائیجریا جاتے ہوئے الوداعی سلام)

برادرم سمیع الحق، سلام مسنون، میں نائیجریا کیلئے گھر سے رخصت ہو کر پنڈی جارہا ہوں دور کا سفر ہے دارالعلوم کے سامنے سے گزرتے ہوئے الوداعی سلام نہ کہنا ضمیر اور جرم سمجھ رہا تھا اسلئے گاڑی سڑک پر کھڑی کروا کر حاضر ہوا لیکن ملاقات قسمت میں نہ تھی بہرحال دعاؤں میں یاد رکھئے۔ حضرت مولانا کی خدمت میں میری طرف سے پرخلوص عیادت اور درخواست دعا پیش کردیجئے۔ معلوم ہوا کہ ان کی ملاقات عصر سے قبل مشکل ہے۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل

(۵۷)

(اسلام آباد میں تدریسی خدمات اور مستقل رہائش)

برادم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپکا خط ملا یاد آوری کا شکریہ گزشتہ تین ماہ سے میں اسلام آباد میں ہوں۔ تقریبا دو ماہ سے بچے بھی ساتھ ہیں مستقل گھر حال ہی میں اسلام آباد کے ایک نو آباد سیکٹر ۲-۱۰/۱ میں ملا ہے جو کہ پیرودائی روڈ کے قریب واقع ہے اس سے پہلے یوسف کیساتھ قیام رہا۔ تفصیلی سرگزشت زبانی ہی سنائی جاسکتی ہے صحت عموماً خراب ہی رہتی ہے جب تک اپنی سواری میسر نہ ہو دور افتادہ اور منتشر مقامات پر رہنے والے احباب اور بزرگوں سے ملاقات میں دشواری رہیگی۔ اپنی طبعی کاہلی اس عذر پر مستزاد ہے۔ سیالکوٹ کے دوران قیام جو کہ کافی طویل رہا ملاقات کرنا بھی اچھی خاصی مہم تھی۔ اس دور افتادہ اور ہر طرف مقام سے شد رحال کرکے آنا اور پھر آپکو موجود نہ پانا یا مصروف پانا ایک ایسی صورت حال تھی جو کہ حوصلہ شکنی ہی کا سبب بن سکتی تھی۔

اسلام آباد میں فون کے ذریعہ رابطہ یونیورسٹی کے اوقات میں ہوسکتا ہے بشرطیکہ دفتر کا عملہ مجھے دریافت کرنے میں تعاون سے گریز نہ کرے۔ ہمارے کلیہ اصول الدین کے دفتر کا نمبر ۸۵۱۱۷۸ ہے۔ علاوہ ازیں ہفتہ میں دوبار مجھے قسم الفنیات میں بھی جانا ہوتا ہے وہاں کا نمبر ۸۲۵۷۴۸ ہے۔ گھر کا پتہ بالکل ہی آسان ہے۔ ۲-۱۰/ز سیکٹر میں میرے مکان کا نمبر ۷ ہے۔ آپ چھٹی کے دن یا شام کے وقت آئیں گے تو مجھے موجود پائیں گے انشاء اللہ، اسوقت اس پر اکتفا کرتا ہوں شفیق صاحب کو سلام، ڈاک کا پتہ برادرم یوسف کی معرفت فی الحال مناسب رہیگا۔ اور وہ یہ ہے مکان نمبر ۲۶۳ سیکٹر I-9/1 اسلام آباد۔ والسلام عبداللہ کاکاخیل

☆☆☆

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ[1]

(مدیر "صدق جدید" لکھنو انڈیا)

(۱)

۲۹ اپریل ۱۹۶۶ء (الحق تجربۃً کھولا تو دل لگ گیا O محمد علی کی ذاتی ڈائری مکتوبات سلیمانی حکیم الامت کا ذکر O صدق کے اجراء کی اطلاع O تفسیر کو توشۂ آخرت سمجھتا ہوں)

مکرم بندہ وعلیکم السلام، ہندوستان وپاکستان ملا کر رسالوں کی وہ بھرمار رہتی ہے کہ دل اکتا گیا ہے۔ صرف چند ایسے ہیں جنہیں خوشی سے کھولتا پڑھتا ہوں۔ پسند آنے پر (لستم پستم) ایک نظر ڈال لیتا ہوں۔ پھر بھی کئی ایسے ہیں جو بے کھلے ہی رہ جاتے ہیں۔ اور ہر نئے پرچے سے بدگمانی ہی رہتی ہے۔ الحق محض تجربہ کیلئے کھولنا پڑا[2] تو دل لگ گیا۔ ماشاء اللہ مولانا شمس الحق کا مضمون خوب ہے۔ بارک اللہ اور بھی دو ایک مضمون ایسے ہیں اچھے ہیں۔ لکھنو دفتر کو تبادلہ کیلئے لکھ رہا ہوں۔ صدق ان شاء اللہ اس ہفتہ سے پہونچا کرے گا۔ میرا ذاتی پتہ دریاباد ہی کا ہے۔ آپ نے محمد علی[3] اور مکتوبات سلیمانی کا ذکر حسن ظن کیساتھ کیا ہے۔ آپ لوگ تو شاید زیادہ قدر افزائی حکیم الامت کی کریں گے۔ پہلا ایڈیشن مدت ہوئی ختم ہوگیا دوسرے ایڈیشن کا مسودہ مدت ہوئی لاہور مولوی سید رئیس احمد جعفری[4] کے پاس چھپنے کو جاچکا ہے۔ باقی اپنے لئے توشہ آخرت تو اپنی اردو تفسیر کو سمجھتا ہوں۔ والسلام دعاگو ودعاخواہ عبدالماجد

(۲)

۱۳ مئی ۱۹۶۸ء (رسالوں کے انبار عظیم میں چند پابندی سے دیکھتا ہوں ان میں سے ایک الحق O مکتوبات حصہ دوئم ہدیۃً بھیج رہا ہوں)

برادرم وعلیکم السلام: مکتوبات (حصہ دوئم کے لئے اپنے دفتر (لکھنو) لکھ رہا ہوں، وہاں سے انشاء اللہ ہدیۃً پہنچ جائیں گے۔ میرے خیال میں

---

[1] علامہ دریابادی صاحب طرز ادیب منفرد صاحب انشاء وتحریر صحافی صدق جدید کے ذریعہ سچی باتوں کے ترجمان محقق مصنف، اور سب سے بڑی صفت شارح ومفسر قرآن اپنے دور کے علم وادب پر ایک چھاپ چھوڑی۔ (س) [2] ایک نووارد، نا تجربہ کار جو اردو زبان وادب کے کوچہ سے نابلد تھا۔ پرچہ الحق کے بارے میں وقیع الفاظ (اگلے خط میں سنجیدہ اور علمی پرچہ) پر جتنا بھی فخر کروں کم ہے۔ (س) [3] محمد علی جوہر۔ رئیس الاحرار۔ ان کے بارہ میں تصنیف محمد علی کی ذاتی ڈائری مراد ہے۔ [4] معروف ادیب ومصنف۔

نہ تھا کہ آپ کا دیندار حلقہ اسے قابلِ التفات سمجھے گا۔ ورنہ پہلے ہی نذر کر دیتا۔ باقی الحق میں کچھ لکھنا لازمی نہیں محض آپ کی پسند اور سہولت پر ہے' رسالوں کے انبارِ عظیم میں گنتی ہی کے چند ہیں جنھیں پابندی سے دیکھتا ہوں' ان میں ایک الحق ہے۔ تفسیر جلد اول (منزل اول) پریس کے وعدہ کے مطابق اس عشرہ میں چھپ جانا چاہیے۔ خان صاحب اب یاد آ گیا......[1]...... ؟ کراچی کا ماہنامہ ہے اس کے معاملے میں آپ مجھے نہ لیں۔ اپنی صحافت بڑی ہی بے حس ظالم..........؟؟ ایک بدتمیز کے قلم سے خلفا راشدین کے حق میں ایک پورا ....؟؟؟

(۳)

۱۵/اکتوبر ۱۹۶۸ء　　(نومسلم علامہ محمد اسد مصنف روڈ ٹو مکہ O چوہدری نیاز علی خان جوہر آباد O تفسیر ماجدی کا ذکر O مولانا گیلانی اور جوہر کا مرثیہ)

برادرم، السلام علیکم، کلمات محبت وحسن ظن کا شکریہ کس زبان سے ادا کیا جائے۔ یہ اسد صاحب[2] وہی ہیں ماشاءاللہ زندہ سلامت' میاں بیوی دونوں مراکش میں مقیم ہیں۔ پورا پتہ اور حالات چوہدری نیازی علی خان صاحب جوہر آباد ضلع سرگودھا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔ تفسیر کے لئے کیا عرض کروں۔ منیجر مون بک ایجنسی نے ۵-۶ نسخے پشاور اور کراچی روانہ کئے۔ شروع کے تین نسخے تو مرسل الیہم کو وصول ہو گئے۔ باقی نسخے وہیں روک لئے گئے۔ چنانچہ مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کے نسخہ کے ساتھ بھی وہی معاملہ پیش آیا اس وقت سے ہمارے منیجر صاحب بہت ڈر گئے ہیں۔ باقی نسخے خوردرد کے ہوئے ہیں۔ مولانا گیلانی نے صرف چند ہی شعر حضرت جوہر کے مرثیہ میں لکھے' میں نے اپنی کتاب محمد علی کی ذاتی ڈائری میں ۳ جلدوں میں نقل کر دیئے ہیں۔ کتابوں کے پتے بارہ میں مجھ سے بہتر رہنمائی منیجر مون بک ایجنسی کچہری روڈ لکھنؤ دے سکتے ہیں۔ والسلام　　دعاگو و دعاخواہ عبدالماجد

(۴)

۶/فروری ۱۹۶۹ء　　(تعزیت نامے پر دعائے اجر)

کل من علیہا فان

جناب من وعلیکم السلام، آپ کے کلمات تعزیت وہمدردی کا اجر اللہ آپ کو عطا کرے۔　　والسلام　　عبدالماجد

(۵)

مورخہ ۶ فروری ۱۹۷۰ء　　(قادیانیہ احمدیہ کسی کی تکفیر سے دانش وبینش اس حقیر کو بہت تامل ہے)

مخدوم ومکرم، السلام علیکم، ورحمۃ اللہ، علالت کی بناء پر تفصیلی تحریری گزارش سے بالکل معذور ہوں۔ قادیانیہ، احمدیہ بلکہ کسی کی بھی تکفیر سے دانش وبینش اس حقیر کو بہت تامل ہے اور اصل علاج ہی مرض سے بہت بدتر ہے۔　　والسلام　　دعاگو عبدالماجد

---

[1] خالی جگہ والے الفاظ سمجھ میں نہ آ سکے۔ مولانا کی تحریر بالخصوص آخری عمر میں بہت مشکل سے پڑی جا سکتی ایکے حروف یا نقوش کو دوبارہ کوئی صاحب اسی خط کے نصف حصہ پر نمایاں کر دیتے تھے۔ بعض دفعہ ایسا نہ ہوتا تو محدب شیشوں سے بھی اس کا پڑھنا مشکل ہو جاتا۔

[2] نومسلم علامہ محمد اسد کتاب روڈ ٹو مکہ کے مصنف

(۶)

(مولانا عزیر گل کے بارہ میں نیازمندی کا اظہار انکے حالات بالخصوص اہلیہ خاتون فرنگ کی خیریت)

۲۴ راپریل ۱۹۷۰ء

برادرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، ماہ نامہ الحق سے بڑی ہی مسرت سے یہ معلوم کر کے حاصل ہوئی کہ مولوی عزیر گل صاحب ماشاء اللہ بقید حیات ہیں۔ میں ان کا ایک نیازمند ۴۰، ۴۱ سال قبل کا ہوں۔ براہ کرم ضرور یہ بتا دیجئے کہ مولوی صاحب کہاں ہیں۔ اور کیا کرتے ہیں خاتون فرنگ[1] انکے عقد میں آئی تھیں وہ بھی اچھی ہوں گی۔ بصارت ۸۰ فی صدی زائل ہوگئی ہے۔ ایک سال سے زیادہ ہوا فالج[2] میں مبتلا ہوں۔ والسلام دعا گو دعا خواہ عبدالماجد

(۷)

(قادیانی مسئلہ سے متعلق مراسلہ نہیں پہنچا الحق جیسے سنجیدہ اور علمی پرچہ کے سوال پر ضرور توجہ کی جاتی)

۶ رجنوری ۱۹۷۵ء

برادرم، وعلیکم السلام، آپ کا کوئی مراسلہ اس سے قبل ''قادیانی'' مسئلہ سے متعلق نہیں پہنچا۔ یہ کارڈ زیر جواب بھی کئی مہینوں کے بعد پہنچا۔ الحق جیسے سنجیدہ اور علمی پرچہ کے سوال پر ضرور ہی توجہ کی جاتی۔ والسلام عبدالماجد

مولانا عبدالقوی خان دریابادی[3]

(۱)

(مکتوبات سلیمانی برائے تبصرہ)

محترم زاد مجدکم۔ سلام مسنون مزاج مبارک عم محترم مولانا عبدالماجد صاحب کے حسب ارشاد مکتوبات سلیمانی حصہ دوئم کا ایک نسخہ ارسال خدمت ہے بغرض تبصرہ رجسٹرڈ مرسل ہے رسید سے مجھے ضرور مطلع فرما دیجئے گا۔ احقر العباد حکیم عبدالقوی دریابادی

(۲)

(شیخ الحدیث کی تعزیت خدمات اور جہاد افغانستان سے غیر معمولی شغف یادگار رہیں گے)

بسم اللہ صدق جدید، ۲ ا نومبر ۱۹۸۸ء

محترم المقام سلام مسنون۔ حضرت شیخ مولانا عبدالحق صاحب کی وفات حسرت آیات کی خبر پا کر بہت صدمہ ہوا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو درجات عالیہ پر فائز کرے انکی ذات جو خدمات انجام دیتی رہی ہیں اور آخر میں جہاد افغانستان سے اُنکا غیر معمولی شغف ہمیشہ یادگار رہیں گے۔

افسوس کہ انکی ملاقات کی سعادت سے محروم رہا۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو اس سانحہ عظیم پر توفیق صبر عطا کرے اور آپ کے ذریعہ پاکستان میں نصرت و خدمت دین کا جو کام ہو رہا ہے وہ جاری رہے۔ آپکے غم میں شریک عبدالقوی دریابادی

---

[1] اسیر مالٹا مولانا عزیر گل کا کاخیل فرنگ خاتون سے ان کی نومسلم اہلیہ عرف ''مدر'' مراد ہیں

[2] اس حالت میں بھی بعض مکتوبات اپنے لرزیدہ ہاتھوں سے لکھتے جو کاغذ پر نیڑھے میڑھے ارتعاشی نقوش محسوس ہوتے اور کارڈ کے نچلے حصہ میں ان کا کوئی معاون اسے دوبارہ کچھ واضح انداز میں لکھ دیتا جس کی برکت سے خط سمجھ میں آ جاتا۔

[3] مولانا عبدالماجد دریابادی کے صدق جدید ہفت روزہ سچ اور دیگر تمام کاموں کے روح رواں اور کرتا دھرتا مرحوم کے بھتیجے

مولانا عبدالماجد چنیوٹ

(سورۃ والنجم کی تلاوت میں شیطان کی مداخلت چند اشکالات)

بخدمت اقدس جناب مولانا صاحب مدظلہم العالی۔ مجھے علم ہے کہ آپ کی مصروفیات زیادہ ہیں لیکن مجھے ایک اشکال درپیش ہے جس کا جواب اپنی تحقیق اور مقامی علماء سے معلوم نہ ہوسکا آپ اپنے محققانہ قلم سے اس کا جواب تحریر فرمادیں۔ اس سلسلے میں آپ اس کو دارالافتاء کے حوالہ نہ کریں بلکہ براہ کرم براہ راست اپنے بے پایاں علم کے دریا سے سیراب کریں امید ہے کہ جواب سے نوازیں گے۔ چند مسلمہ تاریخی حقیقتیں پہلے سے میرے سامنے تھیں جن کی وجہ سے مجھے یہ اشکال پیش آرہا ہے اور وہ یہ ہیں بخاری کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں سورۃ النجم کی تلاوت فرما رہے تھے اور مشرکین مکہ بھی اردگرد ہی بیٹھے سن رہے تھے۔ جب آپ نے سورۃ ختم کی تو آپ نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ ہی تمام انس وجن نے سجدہ کیا' بخاری کے الفاظ سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ابتداء سورۃ والنجم اذاھوٰی سے پڑھنا شروع کیا کیونکہ سورۃ والنجم تعبیر پوری صورت سے ہے اور فتح الباری میں جو روایات اس حدیث کی شرح میں مندرج ہیں ان سے تو یہ بات صریحاً ثابت ہوتی ہے۔ حین نزلت السورۃ التی یذکر فیھا نجم فسجدلھا انس والجن (فتح الباری جلد نمبر ۸ صفحہ ۴۳) وعن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ قال اول سورۃ انزلت فیھا السجدۃ النجم (روایت بخاری شریف) اول سورۃ استعدنا بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھا فقراء علی الناس النجم (۴۳۵) وروی النسائی باسناد صحیح عن المطلب بن ابی وداعۃ قال قراء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ والنجم فسجدو مسجد من عندہ صفہ (۴۳۵) اوراس کے علاوہ مختلف کتب احادیث میں تلک الغرانیق کا جو قصہ ذکر ہوا ہے۔ اورحافظ ابن حجر نے وہ تمام روایتیں نقل کی ہیں اور سند کے اعتبار سے ان روایات کی توثیق کی ہے اگر چہ اس واقعہ کی مختلف توجیہات کی جاتی ہیں تا کہ وحی وکلام نبوی پر سے اعتبار نہ اٹھ جائے لیکن ان روایات سے یہ بات تو بہر حال ثابت ہوتی ہے کہ آپ ابتداء سورۃ النجم سے تلاوت کررہے تھے' پڑھتے پڑھتے جب یہاں تک پہنچے افرئیتم الات والعزی الخ تو شیطان نے آواز ملا کر تلک الغرانیق العلیٰ پڑھا یا اور کچھ کیا جو بھی ہو فتح الباری میں ہے اخرج ابن ابی حاتم وطبری و ابن المنذر قال قرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ والنجم فلما بلغ افریتم الاتّ والعزیٰ القی الشیطان علی لسانہ تلک الغرانیق (فتح الباری جلد نمبر ۸ صفحہ ۳۰۶) وقال السھیلی وسبب ذالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرء سورۃ النجم فالقی الشیطان فی امنیتہ ای فی تلاوتہ عندالذکر الات والعزیٰ فطار ذالک بمکۃ فرح المشرکون وقالوا قدذکر الھتنا بخیر (حاشیہ سیرۃ ابن ھشام جلد دو صفحہ تین) غرض یہ ہے کہ ان روایات سے یہ بات قطعی ثابت ہوتی ہے کہ آپ مسجد حرام میں ابتداء سے والنجم تلاوت فرمارہے ہیں اور آخر میں سجدہ کیا۔ جس کے ساتھ مل کر مشرکین نے بھی کر دیا (کیوں کیا فی الحال اس میں بات نہیں) مشرکین کے سجدہ کی اطلاع حبشہ کے ان مہاجرین کو پہنچی جو اس واقعہ سے تھوڑی مدت قبل کفار مکہ کے ظلم سے تنگ آکر ملک حبشہ گئے تھے ان کو یہ بتایا گیا کہ قریش مکہ مسلمان ہوگئے وہ اس غلط فہمی سے ملک حبشہ سے مکہ واپس آگئے مگر یہاں آکر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی۔ اور پھر دوبارہ وہ بھی اور کچھ صحابہ بھی ہجرت کر گئے'

هجرت المسلمين عن مكة الى ارض حبشه وكان وقوع ذالک مرتين وذكر اهل السيران الاولى كانت فى شهر رجب سنة خمسين من المبعث (فتح الباری جلد نمبر ۷ صفحہ ۱۲۹ عینی جلد نمبر ۷ اصفحہ نمبر ۱۶ باب ہجرۃ الحبشہ یعنی پہلی دفعہ حبشہ کی طرف ہجرۃ ۵ھ نبوی میں رجب کے مہینہ میں ہوئی اور کتب سیرۃ میں لکھا ہوا ہے کہ اہل مکہ کے اسلام لانے کی غلط اطلاع سن کر وہ شوال ۵ھ نبوی میں واپس ہوئے تھے تو گویا سورۃ النجم کی تلاوت کا واقعہ اس دوران میں ۵ھ نبوی ماہ شعبان یا رمضان میں پیش آیا ہوگا۔ زرقانی المواہب اللدنیا میں ہے۔ قرء رسول صلى الله عليه وسلم بمكة والنجم فى رمضان سنة خمسين من المبعث وكان خروج اهل الحبشه اليها فى رجب وقدم شوال وقال الواقدى (جلد اول صفحہ ۲۸۷) جس سے یہ صاف معلوم ہے کہ والنجم کی ابتدائی آیات پانچ نبوی ماہ شعبان سے قبل نازل ہوئی۔ نمبر ۲ معراج کا واقعہ کب پیش آیا اس میں اگر چہ اور آیات مختلف ہیں، علامہ ابن حجر نے دس قول نقل فرمائے ہیں۔ (فتح الباری صفحہ ۱۴۰-۱۴۱ جلد دو، عینی جلد سترہ صفحہ ۲۰ اس بارہ میں مولانا ادریس نے جو سیرۃ المصطفیٰ میں لکھا ہے وہ تحریر کرتا ہوں وہ فتح الباری سے ماخوذ ہے اور تحقیق محاکمہ ہے لہٰذا ان تمام مقدمات سے نتیجہ یہی نکلا کہ معراج دس نبوی کے بعد گیارہ نبوی میں سفر طائف سے واپسی کے وقت کسی مہینہ میں ہوئی سیرۃ المصطفیٰ طبع ثانی جلد اول صفحہ ۲۱۱ اور اس کو ترجیح دی ہے بلکہ ابن حزم تو اجماع نقل کرتے ہیں۔ نمبر ۳ تمام مفسرین سورۃ والنجم کی ان ابتدائی آیات کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ ان میں واقعہ معراج کو بیان کیا گیا ہے، خواہ مراد رویت جبریل ہو خواہ رویت باریہ رویت باری بالفواد ہو یا بالعین تمام تفاسیر ان ذکر کردہ واقعات کے ساتھ جو ماضی کے صیغہ کے ساتھ مذکور ہیں یہ لکھا ہوا ہوتا ہے نوذالک حين اسرى به صلى الله عليه وسلم بلکہ تفسیر مظہری میں تو یہاں تک ہے:

والصحيح انه مواجههٗ صلى الله عليه وسلم الى سدرة المنتهىٰ قطعى ثابت بهذا الايت يكفر جاحدهٗ حاجيده والمراد بالايات العجائب الملكوتية التى راها فى ليلة المعراج فى سيره وعوده من البراق والسموات والانبياء والملائكة وسدرة المنتهىٰ وجنة الماوىٰ (جلد ۹ صفحہ ۱۱۴) اب اشکال یہ ہے کہ پانچ نبوی سے قبل نازل ہونے والی آیات میں گیارہ نبوی میں پیش آنے والے واقعہ معراج کے واقعات کس طرح صیغہ ماضی کے ساتھ بطور حکایت ذکر کئے گئے ہیں، یہ تاویل یہاں نہیں کی جاسکتی کہ تحقیق وقوع کی بناء پر مستقبل کے واقعات کو ماضی کے صیغہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، کیونکہ آیات کا طرز اور انداز بیان بتلا رہا ہے کہ یہ یقیناً ماضی کے واقعہ کی حکایت ہو رہی ہے، مذکورہ بالا امور کو ذہن میں رکھ کر اشکال کا حل کر دیجئے اگر اس اشکال کا ذکر اور اس کا ذکر متقدمین میں سے کیا ہو تو اس کا حوالہ دیجئے اگر آپ کے علم میں پہلے کسی نے کچھ نہیں لکھا اور آپ اپنے طور پر کچھ حل پیش کرتے ہوں تو اس کے تفصیلی دلائل لکھئے تاکہ اطمینان ہو جائے۔

عبدالماجد، مدرس مدرسہ چنیوٹ جھنگ

حافظ عبدالمالک ابن مولانا فضل کریم

مظفرآباد آزاد کشمیر

۸ردسمبر۲۰۰۰ء (دارالعلوم دیوبند میں داخلہ کیلئے تعاون کی خواہش)

محترمی ومکرمی، مشفقی ومحبی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد سلام مسنون بلاتمہید کے جناب کو اپنا مختصر تعارف کروانے کے بعد اپنا مدّعا پیش کرتا ہوں۔ میں مظفرآباد، آزاد کشمیر کا رہنے والا ہوں۔ میری عمر ۱۹ سال ہے اور میرا تعلق ایک دینی گھرانے سے ہے۔ والد محترم ایک ممتاز عالم دین اور کشمیر کی مشہور شخصیت ہیں۔ حضرت! اللہ کریم نے مجھے اپنی کتاب کے ساتھ وابستگی کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت کیلئے بھی منتخب فرمایا ہے یعنی میں حافظ قرآن بھی ہوں۔ اور اس وقت بی ایس سی میتھ (BSc. Math) کا طالب علم ہوں۔ صورت حال یہ ہے کہ ایف سی کرنے کے بعد بی ایس سی میں داخلہ لے تو لیا مگر اندر سے آواز آئی کہ میاں! اس عصری تعلیم کو حاصل ضرور کرو مگر ہنر کی غرض سے، معلومات کی غرض سے اور صرف ضرورت کی حد تک۔ مگر اس کو مقصد نہ بناؤ۔ تو حضرت! میں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ میں باقاعدہ کسی دارالعلوم میں داخل ہو کر دینی تعلیم حاصل کروں۔ اس سلسلہ میں میں "دارالعلوم دیوبند" کو اپنے مادر علمی کے طور پر اختیار کرنا چاہتا ہوں۔ بس اسلاف کی جدوجہد علمی اور حالات نے مجھے اس بات پر مجبور کیا کہ میں "دارالعلوم دیوبند" ہی کو اپنے مادر علمی کے طور پر منتخب کروں۔ یہ تو میرا جذبہ و شوق ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

اس سلسلہ میں مجھے وہاں داخلے کیلئے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔ میرے ساتھ میرا چھوٹا بھائی بھی ہے۔ جس کی عمر گیارہ سال ہے اُس کو بھی میں ساتھ ہی لے جانا چاہتا ہوں۔ پاسپورٹ وغیرہ میں نے بنوالیا ہے۔ باقی وہاں داخلہ کے سلسلہ میں اپنی خصوصی شفقت وتوجہ فرماتے ہوئے، زبانی، تحریری وتقریری، غرض جس طرح بھی ممکن ہو سکے راہنمائی وتعاون فرمائیں۔ چونکہ یہاں کشمیر کے بیشتر علمائے کرام سے جب مشورہ کیا تو انہوں نے آپ کا حوالہ دیا اور آپ سے رابطہ کرنے کو کہا۔ حضرت! اگر آپ تعاون فرمائیں تو انشاء اللہ میں جناب کو تعلیمی میدان میں قطعاً مایوس نہیں کروں گا۔ الحمدللہ میں مطالعہ کا از حد شوقین ہوں اور اس وقت تک اُردو و انگریزی کی تقریباً ۱۰ سے ۱۵ ہزار کتب کا بلامبالغہ مطالعہ کر چکا ہوں۔ جن میں چھوٹے کتابچے سے لے کر کئی کئی جلدوں پر مشتمل کتابیں شامل ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ اسلاف کی سوانح عمری اور دیوبند کی تاریخ شامل ہے۔ اس سب کا تذکرہ محض تحدیثِ نعمت کے طور پر اور آنجناب کی توجہ خاص کی بناء پر کیا ہے۔ اس سے کوئی نمود ونمائش مقصود نہیں ہے۔ تو حضرت! اس سلسلہ میں جس طرح بھی ممکن ہو ہمارا داخلہ "دیوبند" میں فرمادیں اور اس سلسلہ میں انتہائی غور وخوض اور سعی فرمائیں گویا آپ کے اپنے لختِ جگر ہوں۔ امید کامل ہے کہ جناب مایوس نہ فرمائیں گے اور جلد از جلد رمضان ہی میں اس ناچیز کو حوصلہ افزاء جواب سے نوازیں گے اور داخلے کا بندوبست فرمائیں گے۔ حضرت! مجھے نظرانداز نہ کرنا۔ ہیرا کیچڑ میں بھی ہیرا ہی ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کے تعاون سے میں کنکر سے موتی اور ہیرا بن کر ہمیشہ کیلئے آپ کے نامہ اعمال میں روشن عمل کی صورت میں چمکوں، آپ کی ذرا سی شفقت، توجہ اور تعاون، میری زندگی کو سنوارنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پہ قائم رکھے اور دین کی مزید شمعیں روشن ہوتی رہیں۔ آمین۔ جوابی لفافہ ہمراہ ارسال خدمت ہے امید ہے کہ جلد جواب سے نوازیں گے۔

والسلام مع الاحترام

آپ کی کمال شفقت، محبت ودعا کا محتاج

(حافظ) عبدالمالک عفی عنہ، ابن مولانا فضل کریم مظفرآباد آزاد کشمیر

مولانا عبدالمالک[1] (منصورہ) لاہور

(۱)

۱۲/اگست ۱۹۹۵ء　　**(جمعیت طلبہ عربیہ کے پروگرام میں شرکت)**

بخدمت محترم ومکرم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سیکرٹری جنرل ملی یکجہتی کونسل پاکستان وسیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام پاکستان، السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جمعیت طلبہ عربیہ اوراسکے کارکنان کی شدید خواہش ہے کہ آپ انکے پروگرام میں شرکت فرمائیں۔انہوں نے مجھے سے بھی جناب کی خدمت میں سفارشی عریضہ لکھنے کا کہا ہے چنانچہ آپ سے مجھے اورانہیں جو محبت ہے انکی بناپردرخواست ہے کہ انہیں بطور خاص وقت عنایت فرما کراوراپنے علمی فیوض سے بہرہ ورفرما کرممنون فرمائیں۔امید ہے کہ مہربانی فرمائیں گے۔　　والسلام: عبدالمالک عفی عنہ منصورہ لاہور

(۲)

۳۱/جولائی ۱۹۹۶ء　　**(صوبائی کنونشن O حکومت ہٹاؤ مہم)**

مکرمی ومحترمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ۷/اگست ۹۶ بروز بدھ صبح ۹ بجے سے ۵ بجے تک الحمرا لاہور میں حکومت ہٹاؤ مہم کے سلسلہ میں تمام مکاتب فکراور دینی تنظیموں کا ایک عظیم الشان صوبائی کنونشن ہورہا ہے۔جس سے محترم جناب قاضی حسین احمد امیر جماعت اسلامی پاکستان، علامہ شاہ احمد نورانی صدر جمعیت علماء پاکستان، مولانا سمیع الحق سیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام، علامہ ساجد نقوی صدر تحریک جعفریہ، مولانا عبدالقادر روپڑی امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان، مولانا معین الدین لکھوی امیر متحدہ جمعیت اہل حدیث، مولانا گوہر رحمٰن، مولانا عبدالرحمٰن اشرفی، اوردیگر قائدین اور ممتاز علماء کرام خطاب فرمائیں گے۔آپ بھی شرکاء کنونشن کی اپنے گراں قدر خیالات سے رہنمائی فرمائیں۔

والسلام: عبدالمالک ناظم علماء کنونشن، صدر جمعیت اتحاد العلماء پاکستان ودیگر اراکین مجلس دعاۃ

(۳)

۱۴/اکتوبر ۱۹۹۶ء　　**(طالبان افغانستان اورربانی وحکمت یار کے درمیان مصالحت کرانے کی خواہش)**

بخدمت محترم جناب علامہ مولانا سمیع الحق، سیکرٹری جنرل ملی یکجہتی کونسل ؛ جمعیت علماء اسلام پاکستان۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اللہ کرے مزاج گرامی بخیروعافیت ہو۔جناب کے ساتھ میرا جو تعلق ہے، وہ آپ کومعلوم ہے، میں دل کی گہرائیوں سے آپ کی دینی اور سیاسی بصیرت کا معترف ہوں، میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو للّٰہیت عطا فرمائی ہے۔جو آپ کو حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ سے وراثت میں ملی ہے اور آپ اپنے نصب العین، پروگراموں اور سیاسی منصوبوں کے لحاظ سے حضرتؒ کے صحیح جانشین ہیں، میں اسی جذبہ سے آپ سے عرض کررہا ہوں کہ افغانستان میں طالبان، حکمت یار اور ربانی کے درمیان جنگ دین اور لادینیت کے درمیان جنگ نہیں ہے بلکہ دو دینی گروہوں کے درمیان جنگ ہے، اور دینی گروہوں کے درمیان بلاوجہ شرعی جنگ جہاد نہیں ہوتا بلکہ ملک گیری کی ہوس شمار ہوتی ہے، ان

---

[1] جمعیت اتحاد العلماء پاکستان متعلقہ جماعت اسلامی کے صدر اور منصورہ کے شیخ الحدیث MMA کے ٹکٹ پر ایم این اے منتخب ہوئے، ہزارہ کے علاقہ اوگی سے تعلق ہے۔

گروہوں کی دین داری میں آپ یہ فرق کر سکتے ہیں کہ طالبان زیادہ دین دار ہیں اور ربانی حکمت یار کم دین دار ہیں اور کوئی دوسرا اسکے برعکس رائے دے سکتا ہے' لیکن دونوں میں سے کوئی بھی بے دین بہرحال نہیں ہیں۔ اسلئے اس جنگ میں فریق بننا کسی لحاظ سے بھی درست نہیں ہے' اسمیں جس فریق کا نقصان ہو وہ ہمارا نقصان ہے۔

کلاھما خلف عن فقد صاحبہ

ھذا اخی حین ادعوہ وذا ولدی

یہ تو آپ کی شان تھی اور اس میں ہم آپ سے توقع رکھتے تھے کہ آپ اپنی حیثیت اور مقام کے لحاظ سے ایسا کریں گے' لیکن افسوس ہے کہ آپ ایسا نہیں کر رہے جب کہ محترم جناب قاضی حسین احمد صاحب نے اس عرصہ میں اس بات کا ثبوت پیش کیا ہے۔ کہ وہ اس میں فریق نہیں ہیں' میں تو آپ دونوں کو ایک دیکھنا چاہتا ہوں اور یہ بھی کہ دونوں امت مسلمہ کی صحیح طریقے سے قیادت کریں۔ اسلئے میں اشارے پر اکتفا کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ آپ نے ۱۶ر اکتوبر ۱۹۹۶ء کو جو فتح مبین کانفرنس منعقد کی ہے اسے کسی طریقے سے صلح مبین کانفرنس میں تبدیل کریں اور فوری طور پر قاضی حسین احمد یا کسی دوسری شخصیت جسکو آپ مناسب سمجھیں کو ساتھ ملا کر فریقین میں باعزت سمجھوتہ کرا کر تاریخ میں اپنی حقانیت کو نوشتہ دیوار کے طور پر ثبت کر دیں' میں آپ سے اس بات کی زیادہ توقع اسلئے کرتا ہوں کہ آپکو اللہ تعالیٰ نے کتاب وسنت' فقہ اسلامی اور تاریخ کا براہ راست علم عطا فرمایا ہے اور آپکے ساتھ علماء کا جو گروہ وابستہ ہے اسے بھی اللہ تعالیٰ نے فقاہت فی الدین کی نعمت سے نوازا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اپنے اس محب کی اس محبت کو اس کا حق عطا فرمائیں گے۔ والسلام مولانا عبدالمالک منصورہ لاہور

(۴)

۲۳/ دسمبر ۱۹۹۶ء (متحدہ دینی محاذ میں شرکت سے تذبذب وتردد)

بخدمت محترم ومکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ متحدہ دینی محاذ کے سلسلہ میں ابھی مزید کام کرنے اور مشاورت کی ضرورت ہے۔ آپ اس سلسلہ کو جاری رکھئے۔ انشاء اللہ کامیابی ہو جائے گی۔ تنہا میری شرکت کی افادیت ہوتی تو میں ضرور حاضر ہوتا، لیکن تردد اور تذبذب کے ساتھ حاضری بے معنی ہے۔ جیسا کہ میں نے راولپنڈی میں بھی جناب سے عرض کر دیا تھا۔ امید ہے کہ معذرت قبول فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ تاہم دینی اور ملی مسائل میں باہمی تعاون وتوافق سے دریغ نہ ہوگا۔ (انشاء اللہ)

والسلام عبدالمالک عفی عنہ صدر جمعیت اتحاد العلماء پاکستان منصورہ لاہور

(۵)

۲۰ر جنوری ۲۰۰۱ء (اہلیہ مرحومہ کی وفات پر تعزیت)

بخدمت جناب حضرت علامہ مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آنجناب کی بلند پایہ، بابرکت اور باعظمت رفیقہ حیات کی رحلت کی خبر سن کر انتہائی صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحومہ کی جدائی سے جناب اور مرحومہ کے اصحاب فضائل اور صاحبات مناقب بیٹوں، بیٹیوں اور اہل خاندان کو جو رنج وغم اور نقصان پہنچا ہے وہ سب سوگواروں خصوصاً آنجناب کیلئے بہت بڑی آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور آپ کو جملہ خاندان کیساتھ اس عظیم صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ قبر نے مرحومہ کا استقبال کیا ہوگا۔ اہلاً وسہلاً مرحبا کہا ہوگا اور انکو انشاء اللہ وہ بشارتیں ضرور ملیں گی جو مومنات صالحات کیلئے قرآن وسنت میں آئی ہیں اور وہ قبر میں راحت اور سکون اور ناز ونعمت کی زندگی گزاریں گی۔

جنت کا فرش، جنت کا لباس اور جنت کی خوشبوؤں سے معطر ہوں گی۔ان کی اپنی نیکیوں کا بہترین پھل رزق کریم کی شکل میں اور خاندان کی دعائیں اور اعمال صالحہ صدقہ جاریہ کی شکل میں انکے درجات کی رفعت کا سامان ثابت ہوں گے۔اس غم کے موقعہ پر جامعہ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ لاہور کے اساتذہ، طلبہ اور جمعیت اتحادالعلماء پاکستان، رابطۃ المدارس الاسلامیہ پاکستان کے قائدین، منتظمین اور ارکان اپنے بزرگ قائد اور غمزدہ خاندان سے تعزیت کرتے ہیں۔اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس مصیبت میں آپ اور جملہ خاندان کو صبر جمیل اور اجر جزیل سے نوازے۔آمین والسلام آپکا غمزدہ بھائی عبدالمالک (شیخ الحدیث جامعہ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ، لاہور، صدر جمعیت اتحادالعلماء پاکستان ممبر قومی اسمبلی پاکستان)

(۶)

بخدمت محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب امیر جمعیت علمائے اسلام۔السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر و عافیت ہوں گے اور دین وملت کی خدمات جلیلہ کے فرائض ادا کرنے میں مصروف جہاد ہوں گے۔اللہ کرے کہ ایسا ہو۔امین

بعدازاں عرض ہے کہ راقم الحروف نے منسلکہ خط ملک بھر کے ناظمین کے نام تحریر کیا ہے۔بعض اخبارات (پاکستان وغیرہ) نے شائع بھی کیا ہے۔جناب کی اطلاع اور توجہ کے لیے ارسال خدمت ہے۔ والسلام آپ کا مخلص خاکسار (مولانا) عبدالمالک

صدر جمعیت اتحادالعلماء پاکستان

☆☆☆

مولانا عبدالمالک شاہ بولان بلوچستان

(حاضر وناظر کا اللہ پر اطلاق کی بحث مجدد الف ثانی شیخ الحدیث عبدالحق مولانا سرفراز خان کے حوالے)

جولائی ۱۹۹۰ء

محترمی ومکرمی سلام مسنون! فتنہ قادیانیت کے سلسلہ میں مضامین میں مولانا مدرار اللہ صاحب کے مضمون میں جو "حاضر وناظر" کی بحث چل پڑی ہے تو اس سلسلہ میں توضیحاً گذارش ہے کہ اس حاضر وناظر کے لفظ کو اللہ تعالی پر اطلاق کرنے میں صرف میں اکیلا نہیں ہوں بلکہ اور علماء کرام ومفتیان وعظام بھی اطلاق کرتے ہیں۔

نہ تنہا من دریں میخانہ مستم جنید وشبلی وعطار ہم است

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:۔" حق سبحانہ وتعالی بر احوال جزئی وکلی او مطلع ست وحاضر وناظر شرم باید کرد" مکتوب ۷۸ دفتر اول حصہ ۶۸۔اسی طرح شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

مسلمان کا سر غیر اللہ کے سامنے اونچا رہتا ہے ایک اللہ کے سامنے جھکتا ہے پیشانی رکھتا ہے اور اللہ تعالی کا ایسا فرمانبردار ہے کہ اسے حاضر ناظر سمجھتا ہے ہر جگہ خواہ ساتویں زمین کے نیچے چلا جائے وہاں بھی اللہ موجود سمندر کی گہرائیوں میں پہنچ جائیں تو وہاں بھی اللہ موجود ہے اور اگر ہوائی جہاز اور راکٹ کے ذریعہ زہرہ اور مشتری تک پہنچ جائے وہاں بھی اللہ کو موجود اور حاضر ناظر سمجھتا ہے۔اور الحمد للہ الحمد للہ کہ مسلمان کو یہ سبق یاد ہے "دعوات حق نمبر ۱۵ حصہ دوم اور شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صاحب صفدر نے اللہ تعالی پر حاضر ناظر کے اطلاق کے بارے میں سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔دیکھئے مقدمہ تبرید النواظر ۱۵ تا ۲۴۔

مولانا عبدالمالک صدیقی نقشبندی خانوال[1]

(۱)

(مولانا احمد علی کے رسالہ مودودیت سے حق پرست علماء کی ناراضگی کے اسباب کی اشاعت کی تلقین ○ رسالہ نے قصر اسلام کو از سر نو مرمت کر دیا)

باسمہ الکریم ازمحمد عبدالمالک صدیقی عفی عنہ۔ کراچی نمبر۲ کھجور بازار گلی گوپال حاجی عبدالوحید صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ثانیاً عرض ہے کہ جو رسالہ حضرت مولانا احمد علی صاحب کے قلم سے شائع ہو چکا ہے اس کا نام حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب ہے، پتہ خریدنے کا کتب خانہ مقبول عام ریلوے روڈ لاہور مقرر ہے۔ قیمت فی نسخہ ۸ (آٹھ آنے) مقرر ہے مگر یہ رسالہ جو دو روز سے میں نے مطالعہ کیا ہے۔ میرا ضمیر ابتداء تا انتہا اس رسالہ کو نہایت ہی غنیمت اور ہر فرد وبشر کے لیے لازمی سمجھتا ہے۔ بڑی خوبی اس رسالے میں یہ ہے کہ ابتداء تا انتہا اخلاص سوز ملتا ہے نفسانیت کے شبہ تک کا اندازہ نہیں اس لیے بہتر ہوتا کہ دارالعلوم حقانیہ اس رسالہ کو کافی کچھ تعداد میں خرید کرتے ہوئے کم ازکم اپنے ہمسائے ملک سرحد کے چیدہ چیدہ مقامات اور چیدہ چیدہ افراد تک مفت شائع کرتے ، اپنے مقاصد جو مطلق اپنے اخلاصی جزوں کی وجہ سے تائید اسلام پر ثابت ہیں تو اس کو یہ بھی مناسب ہے۔ اسلام کو تحریک نے اتنا ہی باقی نہیں رکھا گیا کبھی اسلام اپنی تبلیغ کو موثر کر سکے۔ اور تائید ایزدتعالیٰ اسلام کو پہلے سے حاصل ہے۔ اسکا یہ اثر ہے کہ آپ کے خادم صدیقی کو آج سے نہیں بلکہ پاکستان کے ظہور سے قبل کتنے عرصہ سے مکمل تنفر بوجہ نقص اسلام بہم پہنچانے حاصل تھا مگر اپنے قلب کے اندر افسوس وحسرت ملتا ہوا، دعا گو رہا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے تھوڑے عرصہ سے علماء حق کو وہ بینائی عطا فرمائی جسکی مجھ کو ضرورت تھی بلکہ مجھے تو کیا ، اسلام کو ضرورت تھی۔ الحمدللہ میرا جسد فرحت سے لبریز ہو چکا ہے بوجہ اسکے کہ علماء حقہ ان کے محاذ کے لیے ہمہ تن تیار ہو چکے ہیں۔ خیر میرا مشورہ ہے دارالعلوم حقانیہ کے لیے اگر اس کو حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم وارا کین دارالعلوم گہری نظروں سے اسلام کی دردخواہی مدنظر رکھتے ہوئے میرے مشورے پر عمل کرینگے تو عزوجل ان کو ترقیات کا ناز وفخر عطا فرمائیگا۔ مقصد اشاعت رسالہ ہے چاہے وہ دارالعلوم کی آمدن سے نہ ہو کوئی ہمدرد اسلام اپنی آمدن سے اس رسالہ کو کافی تعداد میں حاصل کرتے ہوئے ملک میں شائع کر دیں۔ یعنی اس نے قصر اسلام کو از سر نو مرمت کر دیا ، برائے عنایت میرا یہ عریضہ مکمل حضرت مہتمم صاحب کی خدمت میں پیش کریں برائے سلام مسنون۔ ۲ نوائے پاکستان لاہور ایک اخبار ہے جس میں حضرت مولانا لاہوری کے مضامین اس تحریک کی تردید میں ہیں۔ ان کو بھی مختلف احباب کے یہاں پر شائع کروانے کی کوشش کریں۔ اگر ان کو دارالعلوم پہلے سے شائع کر رہا ہے تو اس کو طلباء اور مدرسین کے لیے اور موثر ثابت ہوگا۔ نوٹ: اسکے جواب کا انتظار رہے گا۔ والسلام صدیقی عفی عنہ

---

[1] سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور شیخ طریقت، جن کے حلقہ ارادت میں اکثر علماء محدثین، مدرسین، فضلاء اور طلباء مدارس عربیہ شامل تھے (المتوفی ۹ ستمبر ۱۹۷۳ء) عمر بھر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے والہانہ تعلق خاطر رہا۔ حضرت شیخ الحدیث بھی غایت تواضع اور عقیدت کے درجہ سے حضرت سے مرشدوں جیسا سلوک فرماتے رہے۔ حدیہ ہے کہ مولانا مرحوم کے دارالعلوم حقانیہ آمد کے موقع پر مجالس مراقبہ وغیرہ میں بھی مریدین کے حلقہ اور صف میں بیٹھتے۔ مولانا مرحوم نے از خود تبرکا و اعزازاً حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا اسم گرامی بھی خلفاء مجازین میں شامل فرمایا ہے۔ مزید تفصیل کیلئے مکتوبات بنام شیخ الحدیث دیکھئے۔

صاحبزادہ خواجہ عبدالماجد صدیقی[1] حقانی خانیوال

(۲)

(والدہ کی تعزیت)

محترم المقام واجب الاحترم استاذنا المحترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!بعدازسلام مسنون عرض ہے کہ اگلے دن بذریعہ اخبار جنگ راولپنڈی سے معلوم ہوا کہ جناب کی والدہ محترمہ انتقال فرما چکی ہیں۔ بہت ہی صدمہ ہوا۔ والدہ بھی افسوس فرما رہی ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین حقیقت ہے کہ بہت ہی افسوس ہوا کیونکہ وہ آپکی نہیں بلکہ ہماری بھی والدہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ مولانا صاحب اور تمام اہل بیت کو بہت سلام اور افسوس فرمادیں۔ عبدالواجد[2] اور خطیب صاحب بھی افسوس فرماتے ہوئے سلام عرض کرر ہے ہیں۔ نوٹ محترم آپکا ارسال کردہ تعزیت نامہ موصول ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت میں یکجا رکھے۔ خدا حافظ دعا گو خواجہ عبدالماجد صدیقی

☆☆☆

جناب عبدالمجیب

سابق مشیر حکومت سعودی عرب

(قوم کی اخلاقی بربادی میں میڈیا کا کردار)

یکم جنوری ۲۰۰۶ء

آپ کا ATV تو واقعی PTV پر بازی لے گیا مگر کس پہلو سے بازی لے گیا اور آگے بڑھ گیا؟ نہایت دکھ کیساتھ عرض کرتا ہوں کہ آپ کا ATV اپنے منفی پروگراموں یں PTV سے کوسوں آگے نکل گیا ہے۔ PTV تو مردوزن کے مخلوط گانے ،ناچنے تھرکنے اور سفلی وصنفی جذبات کو بھڑکانے میں موجود نسل کو گندہ کررہا ہے۔ لیکن آپ نے تو موجودہ نسل کے ساتھ ساتھ آئندہ نسل کے نوخیز بچوں اور بچیوں کو بھی اپنے پروگرام ''مستی ہی مستی'' میں مخلوط رقص وموسیقی ، بے حیائی ،صنفی اعضاء نمائی اور جنسی ہوسنا کی کا چسکا لگادیا ہے۔ اسطرح آپ موجودہ نسل کے ساتھ ساتھ اگلی پوری نسل کو بھی تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہماری نسل کشی بذریعہ عریانی وفحاشی ہمارے دشمن نہیں کرر ہے ہیں بلکہ آپ جیسے ''اپنے'' ہی کرر ہے ہیں۔ سبحان اللہ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے! اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ جیسے ذمہ داران ابلاغ عامہ کو توفیق دے کہ وہ اپنے گھر میں آگ کو خود ہی بجھادیں۔ آمین!

آپ لوگ کیسے مسلمان ہیں کہ اپنے ہی ہاتھوں اپنے بچوں اور بچیوں کو اخلاقی ،روحانی اور دینی لحاظ سے قتل کرر ہے ہیں یعنی یہ کہ آپ اپنی ہی خودکشی کرر ہے ہیں اور شرم تک محسوس نہیں کرتے۔ ذرا تاریخ پر ایک نظر ڈالیں دنیا میں مسلمانوں کے عروج کا زمانہ ساری دنیا کسے قرار دیتی ہے؟ مسلمان ''سپر پاور'' اس وقت بنے تھے جب وہ ایک طرف سیرت و کردار کے حامل تھے اور دوسری طرف وہ علمی وفکری میدان میں تمام علوم وفنون کے شعبوں میں اور تحقیقات وایجادات میں بقیہ دنیا سے بہت آگے تھے۔ تمام Social Sciences اور Physical Sciences میں مسلمانوں نے اپنے جھنڈے گاڑدیئے تھے اسوقت مسلمان دنیا پر اس طرح سے چھا گئے تھے کہ دنیا کے دیگر تمام لوگ

---

[1] حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ کے فرزند و جانشین حضرتؒ کی وفات کے بعد ان کی تعلیم وتربیت حضرت کے خلفاء کے اجتماعی مشورہ سے اول تا آخر دارالعلوم حقانیہ میں ہوئی۔ حضرتؒ کے خلیفہ ارشد مفتی حقانیہ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ نے دونوں بھائیوں کو اپنے نگرانی میں ساتھ ہی رکھا۔

[2] عبدالواجد سے مراد دوسرے بھائی ہیں اس وقت خواجہ عبدالماجد خانیوال کے خانقاہ مینار والی مسجد میں حضرتؒ کے مسند نشین ہیں۔

مسلمانوں سے ہی تعلیم وتربیت حاصل کرتے تھے۔غرضیکہ مسلمان بام عروج پر اس وقت پہنچے تھے جب وہ سیرت وکردار،علم وفن اور تعلیم و تعلم میں سرفہرست تھے اور اسی لئے امام وقت تھے۔وہ تو صرف اور صرف صالح علم وعمل کے علمبردار اور شاہکار تھے۔اس عروج میں مسلمان نہ تو کسی سفلی وگندی حرکات میں ملوث تھے اور نہ ہی شیطان کے صنفی وجنسی حربے کا شکار ہوسکے تھے۔یاد رکھیئے کہ قرآن کے مطابق شیطان ابلیس نے انسان اول آدم علیہ السلام اور حضرت حوا پر اولین حربہ عریانی کا ہی استعمال کیا تھا وہی ابلیسی حربہ آجکل آپ لوگ بھی دانستہ یا نا دانستہ طور پر استعمال کررہے ہیں آخر یہ اسٹیج شو (''مستی ہی مستی'' وغیرہ وغیرہ) میں بچیوں کا نچوانا ان کے کولھے مٹکانا اور چھاتیوں کے ابھار کو نمایاں کرنا کس چیز کی غمازی کرتے ہیں؟ صرف اور صرف عریانی کی غمازی کرتے ہیں۔لہٰذا آپ لوگ اس شیطانی عمل عریانیت سے باز آجایئے۔ان مختصر حقائق کی روشنی میں جائزہ لیجئے کہ آجکل PTV اور اس سے بڑھکر آپکا ATV کیا مسلم ملت کو عروج کا راستہ دکھارہا ہے یا زوال کی جانب بزور وزبردستی دھکیل رہا ہے۔ہر مسلم کا،ملک کا اور ملت کا یعنی تینوں کا بیڑہ غرق کیا جارہا ہے۔موجودہ وقت کی دونوں نسلوں کو ذبح کیا جارہا ہے۔کیا آپ لوگوں کو ذرہ برابر بھی شرم نہیں آتی۔کیا آپ کو اللہ کی کوئی پکڑ یاد نہیں آتی اور کیا آپ کو اللہ کی حالیہ پکڑ بھی نظر نہیں آتی؟ کیا واقعی آپ لوگ جو سرخیل ابلاغ عامہ ہیں دنیاوی زندگی اور اخروی زندگی کو ملیا میٹ کرنے کا فیصلہ کرچکے ہیں؟ کیا عذاب دنیا اور عذاب آخرت بھگتنے کیلئے فی الواقع تیار ہوچکے ہیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے حضور صدق دل سے توبہ کریں اور آئندہ کے لیے اصلاح احوال کا وعدہ کریں۔لہٰذا اللہ کے واسطے سوچئے،فکر کیجئے اور اپنے منفی ''پروگراموں'' پر نظر ثانی کیجئے۔ورنہ انجام کار تو ہے ہی معلوم ومعروف۔ والسلام،جواب کا منتظر۔عبدالمجیب۔کراچی

☆☆☆

مولانا عبدالمجید لدھیانوی[1] کہروڑپکا ملتان

امیر مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت

۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ (حقانیہ میں وفاق المدارس کا تاریخی اجلاس O اسیر مالٹا مولانا عزیر گل کی شرکت)

کرم فرما مولانا سمیع الحق صاحب،عافانی وایاہ اللہ فی الدارین۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ،وفاق المدارس کے مرکزی دفتر کی طرف سے شوریٰ کے اجلاس کی اطلاع موصول ہوئی۔اجلاس کیلئے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کو تجویز کیا گیا ہے۔انشاء اللہ العزیز ہمیں یہ سعادت نصیب ہوگی۔آپکی اور بزرگوار مرسرمایہ ملت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کی زیارت نصیب ہوگی۔میرا خیال یہ ہے کہ ہر آنے والے کے دل میں بقیۃ السلف حضرت مولانا عزیر گل صاحب[2] دامت برکاتہم اور استاذ الاساتذہ حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی دامت برکاتہم کی زیارت کا اشتیاق ہوگا۔ہر کسی کیلئے سخاکوٹ اور مردان جانا مشکل ہوگا۔اگر کسی ایک مجلس میں ان دونوں بزرگوں کو کچھ وقت کیلئے اکوڑہ لانے کا انتظام ہوجائے تو مسئلہ آسانی سے حل ہوجائیگا۔آپ اجلاس[3] کی تیاری میں مشغول ہوگئے ہونگے۔میری اس درخواست پر غور فرماکر اسکو بھی اپنے پروگرام میں شامل فرمالیں تو احسان ہوگا۔ماہنامہ الحق عزیز الرحمان کلور کوٹی متعلم باب العلوم کہروڑپکا ضلع ملتان کے نام وی پی ارسال فرمادیں۔ فقط والسلام علی جمیع الاکابر والاحباب دعاجو عبدالمجید غفرلہ

---

[1] مدرسہ باب العلوم کہروڑپکا ضلع ملتان کے شیخ الحدیث اور ممتاز محقق عالم،مولانا خان محمد کندیاں شریف کے وصال کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت بنے۔انہیں مجلس کا امیر مرکزیہ منتخب کیا۔

[2] الحمدللہ احقر اس مہم میں کامیاب ہوا۔بڑے حکمت عملی سے حضرت کو خلاف معمول شرکت پر مجبور کیا اور شرکاء اجلاس نے اس بقیۃ السلف کی زیارت کی۔

[3] یہ وفاق کا ایک تاریخی یادگار سہ روزہ اجلاس تھا اس موقع کی اور حقانیہ کی حسین یادیں اب تک لوگوں کے دلوں میں ہیں۔

عبدالمجید قصر قندی[1] کراچی

(۱)

۵ را کتوبر ۱۹۷۶ء (بلوچستان کا ذکری مذہب)

گرامی قدر محترم سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم۔بندہ عافیت سے ہے امید ہے کہ آپ بعافیت ہوں گے۔محترم:"بلوچستان کا ذکری مذہب اوراس کی تاریخ" قسط دوم رجسٹری کرکے آج ہی اشاعت کیلئے روانہ کر رہا ہوں گر قبول افتد زہی عزوشرف اس کے موصول ہوتے ہی ازراہ کرم کارڈ کے ذریعہ مطلع کیجئے تاکہ مزید کچھ روانہ کرسکوں قسط دوم سے آگے جونپوری کے متعلق بھی لکھا ہے مگر وہ حصہ جان بوجھ کر روانہ نہیں کرتا کہیں سب کے سب ضائع نہ ہوں اس حصہ کو وصول کرتے ہی مطلع کیجئے تاکہ جونپوری کے متعلق اوراس پر تبصرہ کئے ہوئے حصے کو رجسٹری کرسکوں بس یوں سمجھ لیجئے جواب ملتے ہی تیسرا حصہ روانہ کیا جائیگا۔اور تیسرے کے بعد چوتھا حصہ بھی انشاء اللہ جو ابوسعید بلیدی سے شروع ہوگا۔روانہ کروں گا۔عید کے بعد دو تین دن طبیعت ناساز تھی اسلئے جلد رجسٹری نہ کرسکا۔دعاؤں میں یاد رکھئے واللہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیہ. فقط عبدالمجید قصر قندی از کراچی

(۲)

۶ رد سمبر ۱۹۷۶ء (ذکری مذہب سے تائب ایک نوجوان پر شدید مظالم مگر نو مسلم کا بلالی عزم واستقامت)

مکرمی مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔السلام علیکم۔سلام مسنونہ کے بعد عرض ہے کہ مرسلہ پرچہ میں قسط دوم شائع کرنے پر ممنون ہوں۔ انشاء اللہ آج کے بعد ابوسعید بلیدی سے قسط چہارم لکھنا شروع کروں گا۔کیونکہ جونپوری پر تبصرہ قسط سوم آپ کے پاس موجود ہوگا۔اسی قسط سوم کے بارے میں مجھے تشویش ہوئی۔میں نے خط بھی لکھا تھا آپ نے غالباً جواب لکھا تھا کہ ہمیں موصول ہوا ہے۔اگر سوم موجود نہیں تو مطلع کیجئے اگر ہے تو قسط چہارم عنقریب بھیجوں گا۔

امید ہے کہ بعافیت ہوں گے ایک خوشخبری سنئے! سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ نے صوبہ سندھ کیلئے "اردو کی پانچویں درجے کی کتاب "۱۹۷۶ء کیلئے منظور کی اس میں ایک سبق "میر نصیر خان نوری" کے نام سے ہے ان کا کارنامہ ذکریوں پر حملہ اوران کو نیست ونابود کرکے ان کا نام ونشان دنیا سے مٹادینا بھی ہے۔ دوسری خوشخبری:۔یہ دردانگیز بھی ہے واضح ہو کہ ایک متمول ذکری گھرانے کا ایک نوجوان فرد عبدالحکیم نے ذکریت سے تائب ہوکر اسلام قبول کیا ہے۔مگر ظالم والدین اور چچا نے اس کو بے دردی سے مارا پیٹا ہے مگر پھر بھی یہ نوجوان دوسرے دن نماز پڑھنے آیا ہے اور رات کو پھر مارپیٹ کی وجہ سے مسجد میں سویا ہے رات بھر وہ ڈھونڈتے رہے صبح کو اس کو مسجد میں پاکر مزید غصہ سے بے قابو ہوگئے مگر مسجد کے امام صاحب اور دیگر نوجوانوں نے اس شرط پر اس کو ان کے حوالہ کیا ہے کہ اس کو کوئی گزند نہ پہنچائیں نوجوان عبدالحکیم والدہ کے ساتھ جب گھر گیا تو ان کو پھر گھر میں بند کیا گیا مختلف طریقوں سے اس کو ایذا دینے کے بعد اپنے ملاؤں کو بلاکر اس پر دم کرکے کچھ منتر پڑھ کے پھونکا گیا اوراس پر گرم بستر سے ڈال کر سلایا گیا اور گھر کو تالا لگایا گیا چنانچہ ایک نماز کا وقت گزرنے پر ہمارے رفقاء نے دیکھا کہ نوجوان عبدالحکیم غائب ہے۔خفیہ طور پر ان کو معلوم ہوا کہ عبدالحکیم کو مکان میں بند کیا گیا ہے اوراس کو حضرت بلالؓ کی طرح

---

[1] قصر قندی صاحب کراچی بلوچستان کے ذکری فرقہ کے تعارف وتعاقب میں لگے رہتے۔الحق میں مسلسل کئی قسطوں میں اس فرقہ پر تنقیدی مضامین لکھے اس خط وکتابت میں بھی زیادہ تر اس فرقے کا ذکر ہے۔ملل ونحل یعنی فرق باطلہ کے ایک فرقہ کے تعارف کے سلسلہ میں ان خطوط سے الحق کے مطبوعہ مواد کی نشاندہی ہوتی ہے اس لئے خطوط کو شریک کتاب کردیا گیا ہے۔

ایذا دے کر بار بار کہا جا رہا ہے کہ تم نماز مت پڑھو۔ مگر عبدالحکیم کہتا ہے کہ خواہ مجھے جان سے مار دو مگر نماز نہیں چھوڑوں گا۔ مگر ادھر ہمارے ساتھیوں نے حافظ شریف صاحب کو بلا کر شیخ مسجد میں جہاں پر ہر طرف سے ذکری آبادی ہے۔ تقریر شروع کرائی اور اعلان پر اعلان کیا کہ اگر عبدالحکیم دوسری نماز تک مسجد میں نہ پہنچا تو ہم مسلمان یہ سمجھیں گے کہ عبدالحکیم کو مارا گیا ہے۔ اور پھر نوجوان عبدالحکیم کے قاتلوں سے انتقام لینے میں ہمارے نوجوان حق بجانب ہوں گے اور فساد کی ذمہ داری ذکری حضرات پر ہوگی۔ عبدالحکیم اب تمہارا نہیں ہمارا ہے۔ اس پر جوش تقریر سے نمازیوں میں جوش پیدا ہوگیا۔ یکا یک کئی لوگ مسلح و غیر مسلح تیار ہو گئے کہ اگر دوسری نماز تک عبدالحکیم نہ آیا تو ہم گھر کا تالا توڑ کر عبدالحکیم کو زندہ یا مردہ حالت میں گھر سے نکالیں گے۔ چنانچہ ذکری گھبرا گئے انہوں نے عبدالحکیم کو چھوڑ دیا مگر عبدالحکیم نے آ کر اپنا سارا واقعہ بیان کر دیا۔ چوتھے دن ذکری ایک اور چال چلے عبدالحکیم کے والد کو کہا کہ تم بلوچستان چلے جاؤ اس بہانے سے بیٹے کو بھی ساتھ لے جاؤ چنانچہ والد نے بیٹے سے منت سماجت کی کہ مجھے بلوچستان پہنچاؤ پھر تم واپس آنا اسلئے ہمارے ساتھیوں نے عبدالحکیم کو تسلی دی کہ گھبرانا نہیں اور نوجوان عبدالحکیم بھی اس شرط پر گیا ہے کہ اس کو وہاں کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ مگر عبدالحکیم نے جاتے ہوئے یہ کہا کہ یہ لوگ مجھے مار کیوں نہ دیں مگر میں نماز نہیں چھوڑوں گا۔ مگر ہمارے ساتھیوں کو اندیشہ ہے کہ عبدالحکیم کو شہید کیا جائے گا۔ اسلئے میرے ساتھیوں کی یہ خواہش ہے کہ ماہنامہ الحق کی وساطت سے ہمارے بزرگوں سے درخواست ہو کہ وہ نوجوان عبدالحکیم کی استقامت کیلئے دعا کریں خصوصاً حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ اپنی مخصوص دعاؤں میں یاد رکھیں یہ اسلئے کہ یہ نوجوان خشت اول ہے اور اسی کے ذریعے مزید کامیابی کا امکان ہے۔ بعض نوجوانوں کی نظریں اسی پر ہیں۔ اگر یہ جم گیا تو پھر دوسرے بھی ایک ایک کر کے علانیہ طور پر اسلام قبول کریں گے" آپ اگر مناسب سمجھیں گے اور یہ واقعہ اپنے الفاظ میں شائع کیجئے نہیں تو پھر دعاء کی اپیل کیجئے یا انتظار کیجئے اگر عبدالحکیم آیا تو میں اس کا انٹرویو لیکر روانہ کروں گا۔ انشاء اللہ یا کسی اخبار میں شائع کروانے کی کوشش کروں گا۔ فقط عبدالمجید قصر قندی از کراچی

(۳)

۱۷ دسمبر ۱۹۷۶ء (مزید نوجوانوں کا ذکری مذہب سے توبہ ○ سید عیسیٰ نوری کا قبول اسلام)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از سلام واضح ہو کہ آپ کے کراچی آنے اور اس ناچیز سے ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کرنے پر ممنون ہوں مگر افسوس کہ ملاقات نہ ہو سکی میں بروز ہفتہ اور اتوار اور پیر تین دن تک مسلسل لائبریری آتا رہا امید ہے کہ شاید آپ اب بھی کراچی میں ہوں گے۔ لیکن مولانا طاسین صاحب سے آپ کی دادی صاحبہ مرحومہ کی رحلت کی خبر سن کر سخت صدمہ ہوا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے آمین انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس ناچیز کی طرف سے تعزیت قبول فرمایئے۔

جس نومسلم ذکری عبدالحکیم کے بارے میں نے لکھا تھا اور دعا کی درخواست کی تھی وہ ابھی تک کراچی نہیں لوٹا ہے۔ مگر ایک اور خوشخبری سنئے اس کے چلے جانے کے بعد دو نوجوان یکے بعد دیگرے مسلمان ہوئے ہیں۔ ایک اور تیسرے کا بھی امکان ہے وہ شیخ مسجد جو ذکری آبادی کے درمیان ہے اس میں مؤذن اور پیش امام صاحب کے کمرے کا نام میں نے دارارقم رکھا ہے دوستوں کو میں نے سمجھا دیا ہے جو تنگ ہو کر بھاگتا ہوا آئے اور مسلمان ہو جائے اس کو پناہ دو ایک تنظیم بناؤ جو کہ ہر طرح دفاع کر سکے۔ کامیابی کی امید ہے۔ دوسری بڑی خوشخبری یہ کہ ذکریوں کے مشہور رہنما جو علاقہ "پسنی" میں رہتا ہے۔ جناب سید عیسیٰ نوری جنہوں نے ایک کتاب "ذکری تحریک تاریخ کی روشنی میں" لکھی ہے جس کا حوالہ میں نے دیا ہے وہ عیدالاضحیٰ سے غالباً ایک دو ہفتہ قبل آئے تھے باوثوق ذریعہ سے معلوم ہوا ہے یوں سمجھ لیجئے ان کے اپنے آدمی یہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے کہا تھا کہ اپنی ذکری قوم کو نصیحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دیکھو پہلے ہم تلوار سے مارے جاتے

تھے مگر اب ایک لفظ " کافر " سے مارے جا رہے ہیں۔لہٰذا ہم غلطی پر تھے محمد جس پر قرآن نازل ہوا ہے وہی ہے جس کی زیارت کو مسلمان مدینہ جاتے ہیں کلمہ وہی ہے نماز پڑھو روزہ رکھو اور خانہ کعبہ وہی ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے صحیح راستہ یہی ہے جو میں تمہیں کہتا ہوں تم ان پڑھ جاہل ہو میں جان کر پڑھ کر کہہ رہا ہوں ان کی نصیحت سے ذکریوں میں ہیجان پیدا ہو گیا ہے اور کچھ دنوں سے آپس میں سرگوشیوں میں معروف ہیں کوئی کہتا ہے عیسیٰ نوری صحیح کہتا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ عیسیٰ نوری بے دین ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ سید عیسیٰ نوری اسلام قبول کر چکے ہیں اور اسلام کو برحق مذہب تسلیم کر چکے ہیں اسلئے انہوں نے قوم سے اس قسم کے چند جملے کہے ہیں۔انشاءاللہ کامیابی یقینی ہے۔بس دعاؤں میں یاد رکھیئے اور نومسلم ذکریوں کی استقامت کیلئے خصوصی درخواست ہے۔و اللّٰہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ میں قسط چہارم اب لکھنا شروع کروں گا کیونکہ میں عید کے دوسرے تیسرے دن ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا خدا کے فضل اب تین چار دنوں سے ٹھیک ہوں۔ فقط والسلام عبدالمجید قصر قندی از کراچی نمبر ۲

(۴)

(بعض عدالتی فیصلے)

۲۲ر فروری ۱۹۷۸ء

محترم مدیر صاحب ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک پشاور۔السلام علیکم۔گزارش ہے کہ ذکری مذہب کے سلسلہ میں عرصہ سے مضامین کا سلسلہ بعض ناگزیر وجوہات کے بناء پر روک دیا تھا اب پھر نئے عزم کیساتھ دوبارہ شروع کر رہا ہوں۔یہ قسط نمبر ۵ ہے اور قسط نمبر ۶ بھی تقریباً تیار ہے وہ بھی ایک دو دن میں بھیجدوں گا۔میں نے ایک کتاب اس سلسلے میں ترتیب دی ہے لیکن اسکی اشاعت سے قبل ایک مختصر رسالہ جو اسی کا خلاصہ ہوگا شائع کر رہا ہوں اور اسمیں فسخ نکاح مابین ذکری و مسلمہ کا قاضی کولواہ کا فیصلہ اور سیشن جج قلات ڈویژن اور فیصلہ ہائی کورٹ بلوچستان کو بھی شامل کر رہا ہوں اگر آپ شائع کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو یہ بھی فراہم کر دینگے۔ ہائی کورٹ کا فیصلہ غالباً ایک ہفتہ کے اندر مجھے انشاءاللہ موصول ہو جائیگا باقی قاضی صاحب کا فیصلہ اور سیشن جج کا مجھے موصول ہو گئے ہیں۔ فقط : عبدالمجید قصر قندی از کراچی نمبر ۳

(۵)

(ذکری مذہب اور اسلام)

۲ر رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ، ۸ر اگست ۱۹۷۸ء

محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج گرامی بعافیت ہوگی عرصہ سے معروفیات کی وجہ سے خط و کتابت منقطع ہے۔تنظیم بلوچستان شاخ نے میری کتاب "ذکری مذہب اور اسلام" چھاپ دی ہے آپ کو تبصرہ کیلئے دو نسخے بھیجے گئے ہیں الحق میں تبصرہ شائع کیجئے۔عرصہ ہوا ہے میرا مضمون بلوچستان کا ذکری مذہب قسط نمبر ۷ بھیج چکا ہوں لیکن یہ دو شمارے الحق کے ملے ہیں ان میں کہیں نام و نشان نہیں میرے خیال میں دفتر کو موصول ہی نہیں ہوا ہے۔نہیں تو اب تک شائع کر دیتے پھر قسط نمبر ۸ بھی تیار ہے دو مہینہ سے رکھا ہوا ہے۔انتظار تھا کہ قسط نمبر ۷ شائع ہو جائے پھر میں قسط نمبر ۸ بھیج دوں گا۔میری طبع شدہ کتاب میں تاریخی حصہ بہت ہی کم ہے عقائد پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔اس کا دوسرا ایڈیشن عنقریب چھاپ دیں گے کیونکہ کتاب کی مانگ ہے اس کی چند کاپیاں رمضان میمن کے پاس بیچنے کیلئے رکھدیئے ہیں۔تاکہ دوسرے ایڈیشن کیلئے چندہ کرنے کی ضرورت کم ہو۔مجلس تحفظ ختم نبوت والوں سے رابطہ قائم کر رکھا ہے۔امید ہے کہ وہ چھاپ دینگے۔ورنہ ہم خود ہی کوشش کرینگے۔دعاؤں میں یاد رکھیئے۔حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو میرے طرف سے سلام عرض کیجئے۔ فقط: عبدالمجید قصر قندی از کراچی

(۶)

۱۳ جنوری ۱۹۸۷ء (مولانا محمد حیات تلمیذ مولانا عبید اللہ سندھی O انتخابات میں ذکریوں کا حصہ لینے کی پریشانی)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب (مدیر ماہنامہ الحق) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ بعافیت ہونگے مضمون وقت پر حسب وعدہ نہ لکھنے پر شرمسار ہوں سابق ایکسیڈنٹ کیوجہ سے پھر طبیعت خراب ہوگئی تھی ابھی تک زیر علاج ہوں مگر ایک ہفتہ ہوا ہے طبیعت کو قدرے سکون ہے بخار بھی نہیں ہے اسلئے مضمون کسی طرح کرکے لکھ کر تیار کیا تھا لفافے میں ڈالنے والا ہی تھا کہ ایک صاحب آئے فرمانے لگے کہ حضرت مولانا محمد حیات صاحب مدظلہ تشریف لائے ہیں۔ انہیں آپکی تلاش ہے چنانچہ مغرب کے بعد سے رات ساڑھے نو بجے تک طویل گفتگو ہوئی حضرت مولانا علاج کیلئے تشریف لائے تھے اور مہدوی رہنما شہاب الدین ید اللٰھی مہدوی سے ملنے کا بھی پروگرام تھا چنانچہ اس سے پونے دو گھنٹے تک بات چیت ہوئی ذکری حضرات کے متعلق مگر ملاقات امید افزا نہ رہی اب حضرت مولانا آج ہسپتال بھی داخل ہونیوالے ہیں انشاء اللہ تندرست ہونیکے بعد بلوچستان تربت میں پھر کام شروع ہوگا۔ حضرت مولانا محمد حیات صاحب سے ملاقات کیلئے میں ایک برس ترس رہا تھا۔ چونکہ آپ مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے شاگرد ہیں بلوچستان میں یہی واحد شخص ہیں جو ذکریت کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ حضرت مولانا سے تبادلہ خیال کرنے کے بعد مضمون میں مزید ترمیم کرنے کا ارادہ تھا اسلئے مزید تاخیر ہوئی چنانچہ کچھ شکوک وشبہات ذہن میں وارد ہوئے دو دن پھر لائبریری جانا پڑا اسلئے اب انشاء اللہ آج شام سے مضمون کو معمولی ترمیم کے ساتھ لکھ کر بروز پیر ڈاک کے حوالے کردوں گا۔ حضرت مولانا محمد حیات صاحب ضعیف العمر ہیں مجھے فرماتے ہیں کہ روزانہ ایک مرتبہ مجھے دیکھنے کیلئے آیا کرو جس دن نہیں آؤ گے میں پریشان ہوں گا۔ میں تو خود عدیم الفرصت ہوں مگر کیا کروں فرمائش پوری کرنے کا ہے۔ حضرت مولانا کو فکر ہے کہ قومی یا صوبائی اسمبلی کیلئے ذکری حضرات بھی نامینشن بھریں گے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کریں گے اور بلوچستان کے لوگ خاموش تماشائی بنیں گے۔ کسی کو کہنے کی جرأت نہ ہوگی کہ وہ کہے کہ صاحب یہ تو کافر ہیں فرماتے ہیں کہ افسوس میں ہوتا تو کسی کو کامیاب ہونے نہ دیتا حضرت مولانا کا اثر بلوچستان میں کافی ہے۔ حضرت مولانا کی صحت کیلئے دعا کیجئے انہیں گردے کی شکایت ہے۔ فقط عبد المجید قصر قندی از کراچی

(۷)

(ذکریوں کے بارہ میں ڈی سی لسبیلہ کا جراءت مندانہ فیصلہ O کفریہ عقائد واعمال O ذکری مہدوی گٹھ جوڑ)

مکرمی ومحترمی سلام مسنون۔ یاد رہے کہ حال ہی میں لسبیلہ (بلوچستان) کے ڈپٹی کمشنر نے تحصیل کے تمام رجسٹریشن آفسوں کو حکم جاری کیا ہے کہ شناختی کارڈ جاری کرتے وقت ذکری فرقہ کو غیر مسلم لکھا جائے' اخباری بیان مندرجہ ذیل ہے: لسبیلہ ۲۶ اپریل (نمائندہ امن) ڈپٹی کمشنر لسبیلہ نے تمام تحصیل رجسٹریشن آفسوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ ذکری قبیلہ کے افراد کو شناختی کارڈ جاری کرتے وقت ان کو غیر مسلم تحریر کریں تا کہ ان کو مسلم لکھنے سے عوام میں ہیجان نہ پھیلے' یاد رہے کہ حال ہی میں لسبیلہ کے بعض علماء نے ذکری قبیلہ کے افراد کو مسلم ظاہر کرنے پر شدید اعتراض کیا تھا (اخبار امن ۲۸ اپریل ۱۹۷۶)

ہم ڈپٹی کمشنر لسبیلہ کے اس صحیح اور جرات مندانہ فیصلے کو سراہتے ہوئے ان کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں' ہمیں امید ہے کہ بلوچستان کے دوسرے اضلاع اور خصوصاً کمشنر کراچی بھی اسمبلی کے متفقہ فیصلہ وقانون کا احترام کرتے ہوئے اور مسلمانان پاکستان کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے اپنے اپنے اضلاع میں اپنے ماتحت رجسٹریشن آفسوں کو بھی ذکری فرقہ کے متعلق ایسا ہی ہدایت نامہ جاری کریں گے۔ نیز حکومت سندھ سے ہمارا مطالبہ ہے کہ ذکری فرقہ کو اپنے انجمنوں کے بورڈ پر لفظ ''مسلم'' لکھنے سے روکا جائے اور یہ ذکری فرقہ کے مرکزی

انجمن واقع مسان روڈ لیاری کراچی کا نام ''آل پاکستان ذکری مسلم انجمن سندھ بلوچستان برانچ'' رکھا ہے لفظ ''مسلم'' کا استعمال ممنوع قرار دیا جائے تا کہ کسی مسلمان کو دھوکہ نہ ہو۔

ذکریوں کے کفریہ عقائد اور اعمال: یاد رہے کہ ذکری فرقہ مسلمان نہیں ارکان اسلام میں سے کلمہ طیبہ نماز روزہ حج اور دیگر اسلامی اصولوں کا منکر ہے بلوچستان کے قاضی شرعی فیصلوں میں ان کو ہمیشہ غیر مسلم لکھتے رہے اور ان سے مسلمانوں کا نکاح حرام قرار دیا جاتا رہے اوران کی گواہی تا ایں دم قبول نہیں کرتے' یہ لوگ ختم نبوت کے منکر ہیں' حضور اکرم ﷺ کے بجائے سید محمد جونپوری کو جوان کے ہاں محمد اٹکی کے نام سے مشہور ہے' خاتم النبیین اور خاتم الولایت تسلیم کرتے ہیں ان کے اعتقاد میں محمد اٹکی کو نہ ماننے والا کافر ہے' نمازیوں سے بے حد نفرت کرتے ہیں حج کے لئے یہ لوگ تربت کے قریب ایک پہاڑ ''کوہ مراد'' کے نام سے مشہور ہے اس کی زیارت وطواف کرتے ہیں اگر اس کو بے حیائی کا مرکز کہا جائے تو بجا ہے' وہاں پر آب زمزم' صفا اور مروہ' عرفات غرض کہ سب کچھ بنا ہوا ہے' اس فرقہ کے پاس کوئی ٹھوس مذہبی کتاب نہیں' یہی وجہ ہے ان کے اکثر نوجوان اپنے مذہب سے برگشتہ ہیں کوئی دہری بن رہا ہے تو کوئی کیمونسٹ بن رہا ہے اور بہت سے تو در پردہ اسلام قبول کر چکے ہیں۔ مگر خوف کی وجہ سے اس کا اظہار نہیں کرتے' یہ لوگ عام طور پر اپنے عقیدے کو چھپاتے ہیں' باوثوق ذریعہ سے معلوم ہوا کہ کراچی کے دو علاقے ایسے ہیں جہاں پر چار پانچ بوڑھوں کے سوا سب نے نماز پڑھنا شروع کیا ہے۔

ذکری مہدوی گٹھ جوڑ: حال ہی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی وجہ سے یہ لوگ بے حد پریشان ہیں اوران کے مذہبی پیشوا بہت گھبرائے ہوئے ہیں اور سندھ کے مہدویوں کا آڑ لے رہے ہیں۔ اور اب وہی لوگ ان کی دستگیری و رہنمائی کر رہے ہیں' چنانچہ اب تحریروں میں صرف ''ذکری'' نہیں بلکہ ''ذکری مہدوی'' استعمال کرر ہے ہیں اور طلبہ تنظیم کا نام ''ذکری مہدوی اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن'' رکھا ہے۔ قادیانی چاہتے تھے کہ ذکری ہمارے ساتھ ملیں مگر مہدویوں نے اپنا پرانا رشتہ ثابت کر دکھایا لہٰذا یہ لوگ ادھر مائل ہو گئے' اب ذکری اور مہدوی گٹھ جوڑ اس شعر کا مصداق بن گیا ہے۔

من تو شدم تو من شدی   من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازیں   من دیگرم تو دیگری

قادیانیوں کے بعد اب وقت آ گیا ہے کہ اس گمراہ فرقہ کے عقائد و عزائم کا پردہ چاک کیا جائے' اس بے بنیاد مذہب کے بارے میں آئندہ قسط وار مضمون کا انتظار کیجئے۔ **والسلام علی من اتبع الهدیٰ**

نوٹ: اس حکم نامہ کے بعد مہدوی سربراہ جناب شہاب اللہ یداللہی اس سے پریشان ہو کر اسلام آباد گئے ہوئے ہیں۔ وہاں پر ایک مشیر صاحب مہدوی ہیں ان کی سفارش سے کچھ کرانا چاہتا ہے اور اگر ڈپٹی کمشنر لسبیلہ کا تبادلہ ہو گیا تو سمجھ لیجئے کہ یہ اس سلسلہ کی ایک کڑی ہوگی مقامی لوگ اور علماء اس ڈپٹی کمشنر سے بے حد خوش ہیں۔ (عبدالمجید قصر قندی کراچی)

(۸)

(ذکریوں کی سرگرمیاں)

ہم ذکریوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ مگر ذکری دولت کے بل بوتے پر سخت مزاحم ہو رہے ہیں۔ بلوچستان کی تنظیم اصلاح المسلمین کی تحریر کو کچلنے کے لیے ۱۲ لاکھ روپے خرچ کئے۔ ذکریوں کے خلاف ایک کیس کی نقل حاصل کرنے ہمارے ساتھی وہاں پہنچے تو اس کلرک کو پچیس ہزار روپے دیئے گئے۔ کہ وہ نقل نہ دی جائے۔ مگر بحمد اللہ کہ ہم لوگ نقل حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ الحق کے ڈاکٹر ضیاء الحق صدیقی صاحب نے ذکریوں کی نفلی عبادت ''چوگان'' کے ۳۵ بول معلوم کئے۔ حالاں کہ میرے پاس تقریباً اسی بول لکھے ہوئے ہیں۔ جو میں نے دو نو مسلم ذکریوں سے حاصل کئے ہیں جن کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ عبدالمجید قصر قندی۔ کراچی

مولانا عبدالمجید ندیم[1] ملتان

(۱)

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء (مولانا دوست محمد قریشی کی وفات)

حضرت مولانا دوست محمد قریشی 26 مئی 1974ء بھکر ریلوے اسٹیشن پر دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔مولانا قریشی مرحوم کی شخصیت بے شمار خوبیوں کا مرقع تھی آپ اپنے وقت کے بلند پایہ خطیب، بے باک مناظر بہترین مصنف، اخلاق حمیدہ کا ہمالہ اور علم کا بحر بیکراں تھے۔ڈا بھیل کے اس گُلِ سرسبد نے ہزاروں انسانوں کے قلب ونظر کی تطہیر کی۔ تنظیم اہلسنت کے پلیٹ فارم پر تحفظ ناموس صحابہؓ کے مشن پر آپکی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔ دار المبلغین میں آپکے حلقہ درس سے ہزاروں علماء فیض یاب ہوئے بے پناہ مبلغ ہو گئے۔آپ بلا مبالغہ سینکڑوں کے استاذ اور ہزاروں کے شیخ تھے۔قریشی صاحب مرحوم کی وفات پر پوری ملت سوگوار ہے۔مولانا کے سانحۂ ارتحال نے حضرت لاہوریؒ، بخاریؒ، شجاع آبادیؒ، جالندھریؒ اور علی پوریؒ کی جدائی کا غم تازہ کر دیا۔

ہزاروں کی تعداد میں اشکبار علماء طلباء اور ہر طبقہ کے شہریوں نے اپنے محبوب قریشی کو کوٹ اڈو میں مسجد و مدرسہ کے زیر سایہ دفن کیا۔اللہ تعالیٰ مولانا کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل۔ غمزدہ سید عبدالمجید ندیم

(۲)

۳۰ جولائی ۱۹۷۵ء (خلافت راشدہ کانفرنس)

برادر گرامی! زید لطفکم ۔سلام مسنون، طالب خیر بالخیر۔خلافت راشدہ کانفرنس انشاء اللہ پروگرام کے مطابق ۱۵، ۱۶ اگست جمعہ ہفتہ ملتان میں پورے تزک و احتشام سے ہو رہی ہے حضرت شیخ الحدیث صاحب محترم اور آپکی شرکت نہایت ضروری ہے۔اپنی تشریف آوری کے وقت سے مطلع فرمائیں اور یہ فرمائیں کہ کس راستے سے اور کس ذریعہ سے ملتان آنا ہوگا۔حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام عرض، اور تمام احباب کی خدمت سلام مسنون۔ والسلام عبدالمجید ندیم

(۳)

از ڈیرہ غازی خان لوہاری گیٹ ملتان ۲۶ اگست ۱۹۷۵ء (کانفرنس میں شرکت کا شکریہ)

محترم مولانا صاحب مدظلہ، سلام مسنون کانفرنس میں شرکت کا پوری جماعت کی طرف سے شکریہ قبول فرمایئے۔کانفرنس کی کاروائی روانہ کر دی گئی ہے اپنے موقر جریدہ کی پہلی اشاعت میں شامل کر کے احسان مند کریں مزید تبصرہ بھی ضرور لکھیں یہ تعزیتی خبر ارسال خدمت ہے اسے بھی شائع فرما دیں حضرت اقدس مدظلہ کی صحت کیلئے دعا گو ہیں۔ہماری طرف سے تسلیمات عرض دعا کریں۔رسالہ الحق اب مجلس تحفظ حقوق اہل سنت لوہاری گیٹ ملتان کے پتہ پر ارسال کریں۔ سید عبدالمجید ندیم

(۴)

۲۱ مارچ ۱۹۷۶ء (سبجکٹس کمیٹی کی رکنیت)

برادر گرامی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم، سلام مسنون، طالب خیر بالخیر، ۱۹ مارچ کو ہونے والے آل پاکستان سنی کونشن کے

---

[1] شعلہ بیان خطیب بیباک مبلغ، مجلس تحفظ حقوق اہل سنت کے ناظم عمومی یہ سرگرم رہنما۔

ایجنڈے پر غور کرنے اور قراردادوں کی منظوری کیلئے بنائی جانے والی سبجکٹس کمیٹی کے آپ رکن نامزد ہوئے ہیں۔ جس کا اجلاس ۲۸ مارچ اتوار صبح ۱۰ بجے شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ہوگا۔ ازراہ کرم اس اجلاس میں شریک ہوکر اس اہم ملی اور قومی فریضہ میں ہمارا تعاون وسرپرستی فرمائیں۔ سبجکٹس کمیٹی کے ارکان کا کرایہ آمد ورفت مرکز ادا کریگا۔ والسلام دعا جو آپکا: عبدالمجید ندیم ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم النبوت

(۵)

(دادی مرحومہ کی تعزیت)

۱۴ دسمبر ۱۹۷۶ء

برادر محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید شرفکم! سلام مسنون، طالب خیر بالخیر، آپکی دادی مرحومہ کے انتقال کی خبر سنی دعا کرتا ہوں رب العزت مرحومہ کو کروٹ کروٹ راحتوں سے نوازے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین، یہ پوسٹر بھیج رہا ہوں "مطالبہ" اگر مناسب سمجھیں تو الحق کے آئندہ شمارہ میں اسے شائع کردیا جائے تعاون علی الخیر ہوگا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی صحت وسلامتی کیلئے ہروقت دعا گو ہوں۔ میرا اسلام عرض کردیں۔ والسلام دعاجو سید عبدالمجید ندیم از حویلیاں

(۶)

(مختلف پابندیاں)

از ٹیکسلا۔ ۱۸/جون ۱۹۷۸ء

برادر مکرم زید لطفکم، سلام مسنون، خیریت کا طالب بعافیت، پشاور میں جماعتی مصروفیات اور ہجوم کار میں شام تک الجھا رہا اور وہاں سے بہت قلیل وقت لیکر فتح جنگ کے جلسہ میں شرکت کیلئے روانہ ہوا۔ یہاں آتے ہی "کرم فرماؤں" نے گھیرلیا۔ پولیس ڈی سی اٹک کیطرف سے ایک ماہ کیلئے ضلعی حدود میں داخلہ پر پابندی کے احکامات لئے ہوئی تھی۔ یعنی ۔ بہاروں میں بھی جنے جلتے دیکھا آشیاں اپنا آپکو یہ سنکر حیرت ہوگی کہ ضلع اٹک میں ناچیز پر یہ ۱۹ ویں پابندی ہے۔ جبکہ دشمنان صحابہ آئے دن شہروں دیہاتوں میں موسلادھار ماتمی مجالس کے نام سے عقائد اہل سنت پر شبخون مارتے رہتے ہیں۔ بہرحال ہم بے سروسامان لوگ کسمپرسی کے عالم میں ان حالات میں زندہ ہیں اغیار تو جو کرسکتے ہیں کررہے ہیں اپنوں کی ۔۔۔۔ بے التفاتی مسلسل ہے۔ ع سوختیم، وسوزش ما بر کسے ظاہر نہ شد

ادھر فتح جنگ ہی میں دفتر مرکزیہ سے اطلاع آئی ہوئی تھی کہ چار سال پہلے ضلع بہاولنگر میں کی گئی ایک تقریر پر کوئی کارروائی ہوئی ہے اور پولیس بلاضمانت وارنٹ لئے آپکی تلاش میں ہے۔ دراصل ڈیرہ اسماعیل خان میں کراچی اور پھر کوئٹہ میں ہونیوالی خلافت راشدہ کانفرنسوں سے حریف روسیاہ بدحواسی کے عالم میں ہے۔ اور گرفتاری کے۔۔۔ مطالبات کی شیعی جرائد ورسائل میں بھرمار ہے۔ بالخصوص آپکا پشاوری شہاب ثاقب، لاہور جارہا ہوں ضمانت کیلئے ہائیکورٹ سے رجوع کیا جائیگا۔ حضرت کیخدمت میں سلام عرض کردیں اور دعا کی درخواست۔ اگر آپکی پالیسی اجازت دے تو الحق میں اس صورت حال پر تبصرہ کرکے فوجی انتظامیہ کو بیوروکریسی کے نمائندوں کی سازش سے آگاہ کردیں۔ شکریہ، والسلام آپکا بھائی سید عبدالمجید ندیم

(۷)

(دو تنظیموں کی رسہ کشی)

۲۳/مئی ۱۹۷۹ء

مکرمی برادر علامہ صاحب زید لطفکم، سلام مسنون، آپکو علم ہوچکا ہوگا کہ ہمارے کنونشن کے مقابلہ میں تنظیم کے دوستوں نے ۲۴ مئی کو کنونشن کا اعلان کردیا جس سے حریف کو خوشی اور دوستوں کو شدید قلق ہوا۔ حالانکہ ہمارا نشانہ روافض ہیں۔ ہم نے ان حضرات کو مدعو کیا۔ نہ وہ

ہمارے کنونشن میں شرکت پر آمادہ ہیں نہ ہمیں مدعو کرنے پر تیار۔ حضرت مولانا کندیاں والے اور مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہما کے حکم پر ہم نے ۲۷ مئی کا پروگرام ملتوی کر دیا ہے تاکہ مقابلہ بازی میں دشمن خوش نہ ہو۔ کل ۲۱،۲۲/۹/۷ کو لاہور میں جمعیت کے صوبائی اجلاس میں ایک پانچ رکنی کمیٹی مولانا انور مدظلہ کی سربراہی میں تشکیل دی گئی کہ دونوں فریقوں سے التواء کی درخواست کیجائے۔ آج کمیٹی نے ہم سے رابطہ قائم کیا۔ اور ہم نے اکابر کے حکم پر التواء کا فیصلہ کیا۔ آئندہ پروگرام سے مطلع کر دیا جائیگا۔ آپکے برادرانہ تعاون اور حوصلہ افزائی کا شکریہ، حضرت قاضی مظہر حسین صاحب نے شرکت سے معذوری ظاہر فرمائی تھی۔ حضرت مدظلہ کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ مولانا عبدالشکور صاحب دینپوری سلام کہتے ہیں۔ والسلام دعا گو آپکا اپنا عبدالمجید ندیم

(۸)

(ایبٹ آباد میں کانفرنس اور کنونشن)

۱۳ جولائی ۱۹۷۹ء

مکرمی برادر حضرت علامہ سمیع الحق صاحب زید لطفکم! سلام مسنون، مجلس تحفظ حقوق اہل سنت والجماعت ایبٹ آباد نے ۱۳، ۱۴ جولائی جمعہ ہفتہ کو خلافت راشدہ کانفرنس کا اہتمام کیا ہے ملک میں فرقہ وارانہ افراتفری سے پیدا ہونے والی صورت حال کے پیش نظر اس پروگرام کی اہمیت واضح ہے۔ آپ بہر حال اس کانفرنس اور ۱۴ جولائی صبح ۸ بجے ٹاؤن ہال ایبٹ آباد میں ہونے والے کنونشن میں شرکت فرما کر اپنے ملی فریضہ سے عہدہ برآ ہوں۔ شکریہ عبدالمجید ندیم ناظم اعلیٰ مجلس

(۹)

(سنی کنونشن)

۳۰ اگست ۱۹۸۰ء

محترم ومکرم! سلام مسنون، آپکو معلوم ہو چکا ہوگا کہ ۴، ۵ ستمبر کو ملتان میں تنظیم اہل سنت وجماعت پاکستان کے زیر اہتمام سنی کنونشن ہو رہا ہے آج کے حالات میں اہل سنت برادری کا منظم ہو کر اپنے کاز کیلئے کام کرنا کتنا ضروری ہے ہر صاحب نظر جانتا ہے۔ تنظیم اہلسنت وجماعت کے صدر مرکزیہ مولانا محمد عبدالستار صاحب تونسوی آج ۸۰/۸/۳۰ کو دفتر مجلس تحفظ حقوق اہل سنت پاکستان میں تشریف لائے اور مذکورہ بالا کنونشن میں شرکت کی دعوت دی اسمیں ہم شرکت کر رہے ہیں آپ بھی اپنے تمام رفقاء سمیت اسمیں شرکت کریں۔

والسلام: عبدالمجید ندیم

(۱۰)

(شیخ الحدیث کی وفات اخلاص کیش، بے نفس دیدہ ور، سراپا عمل شخصیت سے محرومی)

ابھی ابھی فون پر یہ المناک خبر سنی کہ راس الاتقیاء حضرت مولانا عبدالحق ہمیں محروم کر کے خود مرحوم ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت موصوف علم وعمل کا مثالی نمونہ اور ان کی پوری زندگی اپنے نیک نام اسلام کا پرتو تھی، وہ پوری دنیائے اسلام کی متاع عزیز تھے۔ میں نے یہاں رات کے اجتماع میں جب یہ روح فرسا خبر بتائی تو ہر شخص بے قرار اور ہر آنکھ اشکبار نظر آئی۔ انکی خاموش مگر پر جوش زندگی روشنی کا ایک ایسا مینار تھی جس سے حق وصداقت کے جادہ پیماؤں کو منزل کا نشان ملتا تھا۔ آج کے نازک حالات میں عالم اسلام بالخصوص پاکستان کے مسلمانوں کو ان کی راہنمائی وقیادت کی بہت زیادہ ضرورت تھی، مگر اللہ کے فیصلے ہماری حسرتوں کے پابند کہاں؟ میں آپ کو کیا تعزیت کروں خود قابل تعزیت ہوں، مجھ پر ان کی خصوصی شفقتیں ناقابل فراموش ہیں۔ ہم ایک ایسے اخلاص کیش، بے نفس دیدہ ور، اور سراپا عمل شخصیت

سے محروم ہو گئے ہیں کہ اسکا ازالہ ممکن نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا کرے، وہ جن سے محبت کرتے تھے انکے ساتھ محشور فرمائے، آپکو انکی دعاؤں، تمناؤں کا حقیقی مصداق بنا کر ان کی امانتوں کی نگہداشت اور انکے گلشن علم وحکمت کی پاسبانی کی توفیق بخشے۔ یہ ناچیز اگست کے اواخر میں حرمین شریفین سے ہوتا ہوا ری یونین فرانس کے احباب کے اصرار پر یہاں پہنچا، چند روز کے لیے افریقہ کا سفر درپیش ہے انشاء اللہ اکتوبر کے اوائل میں پاکستان آکر اکوڑہ خٹک حاضری دوں گا۔　دعا جو عبدالمجید ندیم

☆☆☆

مولانا محمد عبدالمعبود[1] راولپنڈی

(۱)

فروری ۱۹۸۴ء　(تصانیف مشاہیر علماء دیوبند)

معروض ہوں کہ راقم الحروف کی مؤلفہ "تاریخ مکۃ المکرمہ" اور تاریخ مدینۃ المنورہ قبل ازیں طبع ہو چکی ہیں اور اب اکابر علماء دیوبند اور ان کے بالواسطہ تلامذہ کی تالیفات وتصانیف کی تفصیلات بنام "تصانیف مشاہیر علماء دیوبند لکھنے کا عزم ہے۔ تاکہ ہر طبقہ کے لوگ اکابر کے علمی، تحقیقی اور ادبی شہ پاروں سے روشناس ہو کر ان سے استفادہ کر سکیں۔ اس لیے سب سے استدعا ہے کہ اپنی اور اپنے واقف کار علماء دیوبند کی تصانیف کے ذیل تفصیلات سے آگاہ فرمائیں۔ تاکہ ان بے بہا علمی خزینوں سے اہل علم مستفیض ہو سکیں۔ امید واثق ہے کہ آپ اس عظیم الشان کام کی انجام دہی میں مجھ ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔

تراجم قرآن۔ تفاسیر، شرح احادیث، فقہ، فتاوی، علم کلام، تصوف تاریخ اور دیگر موضوعات تصانیف کی مجموعی تعداد جلدوں اور صفحات کی تفصیل مطبوعہ یا غیر مطبوعہ ناشر وغیرہ مصنف کا اسم گرامی مع ولدیت ومکمل پتہ، تاریخ یا سن ومقام پیدائش کن کن مدارس میں تعلیم حاصل کی گئی۔ چند معروف اساتذہ کے اسماء اور مختصر حالات زندگی۔　(مولانا محمد عبدالمعبود۔ جامع مسجد پھولوں والی، رحمان پورہ۔ راولپنڈی)

(۲)

۱۴ جون ۱۹۹۵ء　(مولانا عبدالواحد کاتب الحق کی وفات)

محترمی ومعظمی ومکرمی زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ باعث حوصلہ افزائی ہوا۔ مرحوم بھائی صاحب[2] کے انتقال پر ملال پر جناب والا کی ہمدردی وتعزیت کے بے حد ممنون ہیں۔ مزید ان کی مغفرت کے لئے دعا کی ہی درخواست ہے۔ ہم ان کے لطف ومحبت اور دینی رہنمائی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے ہیں۔ لیکن اللہ رب العزت کی رضا پر صابر وشاکر ہیں۔ اللہ کریم انہیں جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے۔ جناب والا کی قدم بوسی کے شرف سے طویل عرصہ ہوا محروم ہوں۔ احباب نے نظر انداز کر دیا ہے۔ مجبوراً خاموشی اختیار کرنا پڑی۔　فقط والسلام　محمد عبدالمعبود عفا اللہ خطیب جامع مسجد پھولوں والی راولپنڈی

---

[1] عالم ومؤرخ تاریخ مدینہ، تاریخ مکہ مکرمہ، امہات المؤمنین وغیرہ کے مصنف، جمعیۃ علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے مکتوب الیہ کے نہایت مخلص وسرگرم ساتھی۔

[2] جناب عبدالواحد مرحوم ایک متقی اور خدا رسیدہ بزرگ جو سالہا سال ماہنامہ الحق کی کتابت فرماتے اور دارالعلوم میں مقیم تھے۔ مولانا عبدالمعبود صاحب کے بڑے بھائی تھے۔

(۳)

۸جنوری ۲۰۱۰ء

سیدی و مولائی فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدفیوضہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عافیت مرام مطلوب۔ الحمد للہ آپ کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے صحت عطافرمائی ہے۔اب چلنا پھرنا شروع ہوگیا ہے۔تاحال لکھنا پڑھنا موقوف ہے۔بہر حال اللہ تعالیٰ نے بیحد رحمت فرمائی ہے۔اللہ جل مجدہٗ آنجناب کو بھی سلامت باکرامت رکھےاور آپ کا سایہ عاطفت ہم مسکینوں پر قائم دائم رکھے۔

ماہنامہ القاسم میں جناب والا کے مکاتیب کی تدوین وترتیب کا ذکر خیر پڑھ کر بے مسرت ہوئی۔جی چاہتا ہے کہ ''شیخ الحدیث نمبر'' کی طرح تھوڑی بہت خدمت انجام دے کر اپنی نجات کا توشہ بنالوں۔گو زیادہ ہمت نہیں۔جو ارشاد گرامی ہو حاضر ہوں۔

فقط والسلام محمد عبدالمعبود عفا اللہ عنہ، جامعہ عائشہ صدیقہ باغ سرداران راولپنڈی

(۴)

۲۴ اکتوبر ۲۰۱۰ء (جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی امیر بننے پر مبارکباد)

سیدو سندی و معظمی و مولائی فضیلۃ الشیخ حضرت اقدس مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ وفضلہ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔عافیت مدام مطلوب۔جناب والا کے جمعیت علماء اسلام پاکستان کے بلا مقابلہ مرکزی امیر منتخب ہونے پر دلی اوتھاہ گہرائیوں سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو عدیم النظیر سیاسی بصیرت، بے مثال علمی پختگی اور سیاسی تفکر وتدبر سے نوازا ہے۔آپ کا تابناک ماضی، ملکی وملی، سیاسی و مذہبی گراں قدر خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔آپ کی ایوان اقتدار میں حق گوئی و بے باکی، جرأت ایمانی اور ہمت وعزیمت جیسی قابل قدر خدمات لائق صد تحسین ہیں۔

علاوہ ازیں آنجناب کا قلب صافی جذبہ جہاد سے سرشار اور مجاہدین اسلام کے ساتھ شفتگی ووارفتگی مسلمانان وطن کے لئے باعث افتخار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جمعیت علماء اسلام نے آپ کی ذات والا صفات پر بھرپور اعتماد کرکے ''امیر مرکزیہ'' جیسے عظیم المرتبت منصب کے لئے منتخب کیا ہے۔اللہ جل مجدہ حضور والا کو پہلے سے بھی زیادہ دینی وملی خدمات انجام دینے کی سعادت عطافرمائے اور آپ کی جملہ مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور آپ کا ظل عاطفت جمعیت کے کارکنوں کے سروں پر تادیر قائم ودائم رکھے اور آپ کو سلامت باکرامت رکھے۔

ع ایں دعا از من۔واز جملہ جہاں آمین باد

محمد عبدالمعبود عفا اللہ عنہ

جامعہ عائشہ صدیقہؓ باغ سرداراں راولپنڈی

مولانا عبدالوحید[1] رائپوری

(حضرت رائپوری کی تدفین کے متنازعہ مسئلہ پر الحق کے اداریہ پر خوشی اور اظہار تشکر خانقاہ حضرت رائے پوری میں آنے کی دعوت ○ شیخ الحدیث مولانا زکریا اور مولانا منظور نعمانی کو یہ تحریر بھیجنے کی خواہش)

۲۰؍اگست ۱۹۷۱ء

مکرمی و معظمی برادرم مولانا زید مجدکم! از احقر عبدالوحید غفرلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت کا مرسلہ الحق کا پرچہ موصول ہوا۔ اس سے پہلے مولانا مولا بخش صاحب کے نام موصول ہوئے تھے۔ حضرت نے بڑا ہی احسان فرمایا۔ کہ مسئلہ کو بھی واضح فرمادیا اور اتنی مدت کے بعد اس مسئلہ کے چھیڑنے کے جو مفاسد تھے۔ آگاہ فرمادیا۔ ہم سب خدام حضرت والا کے اور آنجناب کے ممنون ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کے سایۂ بے پایاں کو آپ اور ہم سب کے سروں پر تادیر قائم رکھیں۔ ہم خدام کیساتھ جو حاضری پر حضرت والا نے اور آپ نے محبت اور خلوص کا معاملہ فرمایا جسکی ہم بالکل اہل نہیں تھے وہ آج تک نقش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جزائے خیر عطا فرمائے یہاں کے جلسے کی تاریخیں ۲۷، ۲۸ ستمبر سوموار، منگل ہیں اگر آنجناب کرم فرمادیں تو ضرور تشریف لادیں لائل پور مولوی سعید الرحمان صاحب کے پاس ۲۶ کو آکر قیام فرمادیں صبح انکے ہمراہ آسانی رہیگی۔ یہاں کا سفر ناواقف کیلئے ذرا دشوار سا ہے۔ الحق کے پرچے بہت کم ہیں اسکیں سے تراشے اگر ہندوستان حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب، حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی وغیرہ کے نام بھیجے جائیں تو ہم لوگوں کے پاس بالکل نہیں رہینگے۔ اسلئے اگر آنجناب ہی حضرت شیخ کے نام سہارنپور اور مولانا منظور صاحب کے نام کچہری روڈ دفتر الفرقان لکھنو ارسال فرمادیں تو یہ ہم لوگ اپنے پاس ہی رکھیں اگر گنجائش نہ ہوتو پھر بھی ہم لوگ ہی بھیج دیں۔ اگر دو چار رسالے زائد موجود ہوں تو ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔ یہاں عبدالجلیل صاحب، مولانا مولا بخش صاحب، قاضی عبدالقادر صاحب سب ہی سلام عرض کرتے ہیں اور سب ہی شکر گزار ہیں۔ حضرت کی خدمت میں ہم سب کا مودبانہ سلام عرض کردیں۔ اور دعا کی درخواست پیش فرمادے۔

والسلام: ڈھڈیاں شریف ضلع سرگودھا مدرسہ عربیہ قادریہ

☆☆☆

ڈاکٹر عبدالوحید[2] فیروزسنز

(رسالہ تعلیم وتربیت کی ترسیل)

۲۱؍جولائی ۱۹۷۲ء

مکرمی۔ سلام مسنون۔ آپکا کارڈ ملا الحق کا نام ہماری لسٹ میں درج ہے ہم تو ہر ماہ آپکو رسالہ تعلیم وتربیب بھیجتے ہیں معلوم نہیں آپکو کیوں نہیں ملا مہربانی فرما کر اپنے ڈاکخانہ سے ضرور معلوم کریں۔ شکریہ: چیف ایڈیٹر

1۔ حضرت شیخ مولانا عبدالقادر رائے پوری کے نعش مبارک کے منتقلی کا مسئہ، فتنہ انگیز صورتحال اختیار کررہا تھا اس مسئلہ پر الحق میں ناچیز کے تفصیلی تجزیہ کو حضرت رائپوریؒ کے وابستگان نے بے حد سراہا اور دوسرے نقطہ نظر والے شدید برہم ہوئے۔ تفصیل مولانا مفتی احمد الرحمان کے خطوط کے حواشی میں ملاحظہ کی جائے۔

2۔ ملک کے مشہور ادارہ فیروزسنز لاہور کے اکابر میں سے تھے۔ رسالہ تعلیم وتربیت کے چیف ایڈیٹر

جناب عبدالودود[1] اسلام آباد

(طالبان افغانستان سے وابستگی اور حمایت)

محترم مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ خیریت سے ہوں گے۔ آپ سے پہلی دفعہ مخاطب ہو رہا ہوں۔ بندہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں شعبہ انگریزی سے وابستہ ہے اسکے علاوہ انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنل اینڈ ایکسٹرنل افیرز کا بھی چیئرمین ہوں۔ آپکی طالبان سے وابستگی اور انکی حمایت اور کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اللہ تعالیٰ آپکی کوششوں کو کامیاب فرمائیں۔

طالبان کے حامی کی حیثیت سے ابھی چند دنوں پہلے فرانس کے سفیر کی رہائش گاہ پر ملاقات ہوئی وہاں پر کابل میں متعین فرانسیسی چارج ڈی افیسرز بھی تشریف لائے تھے ان سے کافی تفصیلی ملاقات رہی۔ فرانس، یورپی یونین کا واحد ملک ہے جو کابل میں اپنا دفتر رکھتا ہے اس حوالے سے طالبان کیساتھ انکا رویہ دوسرے ممالک سے مختلف ہے۔ اسکے علاوہ ایران کے گزشتہ دورے میں ایران کے علماء اور وزارت خارجہ میں طالبان کی حمایت اور ان سے تعلقات استوار کرنے کے سلسلے بات چیت رہی۔ ایرانی TV کو بھی انٹرویو میں میں نے اس بات کا اعادہ کیا کہ ایران کو طالبان کو تسلیم کرنا چاہئے اور ان سے تعلقات بہتر کرنے چاہئیں۔ اسی حوالے سے آپ سے ملاقات کا متمنی ہوں تا کہ جب میری ملاقاتیں یورپی ممالک کے سفراء یا دیگر لوگوں سے ہوں تو میں بہتر طریقے سے ان سے بات کرسکوں آپ کے جواب کا منتظر و دعا گو۔ عبدالودود فون گھر ۴۴۹۱۳۴۹۔۰۵۱، دفتر (یونیورسٹی) ۹۲۵۷۰۶۳ (۰۵۱)

☆☆☆

مولانا عبدالوہاب عباسی مہاجر مدنی[2] مدینہ منورہ، سعودی عرب

(۱)

(سفر پاکستان کے مشاغل مدینہ منورہ واپسی O الحق کا بنڈل ہمراہ لایا مطالعہ کرتا رہتا ہوں)

المدینۃ المنورہ ص ب ۱۰۰ مورخہ ۱۵ ر رمضان ۱۳۹۵ھ مطابق ۲۰ ر ستمبر ۱۹۷۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، "نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم"

جناب مکرمی و محبی جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید عرفانہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف خیریت طرفین نیک نصیب باش۔

آپ سے رخصت ہو کر بخیریت پشاور پہونچا اور ظہر کا طعام جناب حاجی محمد اسحاق صاحب وحاب الدین اینڈ سنز پشاور والوں کے ہاں تناول کیا پھر عصر کی چاء ان کے بھانجے جناب ڈاکٹر محمد یونس صاحب کے ہاں پیا اور پھر جناب حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب خطیب مسجد سول کوارٹر صدر پشاور کے بھی چاء وغیرہ سے فارغ ہو کر بذریعہ چناب ریل لائل پور کے احباب کے اصرار پر ایک شب و روز کیلئے لائل پور گئے وہاں سے پھر بذریعہ ہوائی جہاز ایک شب کیلئے ملتان پہونچے۔ ۱۵ ر اگست ۷۶ء کو صبح کا ناشتہ بہ معیت جناب مفتی محمود صاحب کیا

---

۱ تعارف خط میں موجود ہے

۲ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی قدس سرہٗ کے بھتیجے مدینہ منورہ ہی میں ان کے ساتھ اقامت اختیار کی۔ بہت باسلیقہ اور نفیس انسان اپنے شیخ کے محافل و خانقاہ مدینہ کی رونق بڑھاتے رہے مدینہ منورہ میں قیام کے دوران تعلق قائم ہوا تو تا وفات نباھا۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ

ایکدوست شیخ عبدالحمید صاحب کے ہاں مفتی صاحب سے مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی ہے مفتی صاحب نے اپنی مدرسہ کی زیارت کیلئے دعوت دی مگر تنگی وقت کے باعث عذر کیا اور دوسرے دن ۱۵ ۱۱ اگست ۵ے ء قبل ازظہر بذریعہ ہوائی جہاز کراچی پہونچا اور ایک شب ۱۶ ۱۱ اگست ۵ے ء کو بذریعہ سعودی ہوائی جہاز روانہ ہو کر بخیریت ظہر کیوقت ظہران سعودی عرب پہونچا اور پھر اسی جہاز میں روانہ ہو کر عصر کی نماز کیوقت ۱۶ ۱۱ اگست ۵ے ء کو مدینہ منورہ کی ہوائی اڈہ پر بخیریت پہنچا اور یہاں آ کر سبکو بخیریت پایا اور سبکو آپکا سلام پہونچایا اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ پر آپ کیطرف سے صلوٰۃ اور سلام مسنون پہونچایا اور نیک دعائیں کی گئی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں آمین ثم آمین آپکے حسن استقبال اور ضیافت اور تودیع کا بہت بہت شکریہ، جناب قبلہ والد محترم حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ العالی کی خدمت میں ہمارا تسلیمات والدعوات پہونچادیں اللہ تعالیٰ انکو شفا کامل عاجل عطا فرمادیں اور انکا بابرکت سایہ تادیر آپ سب کے سروں پر قائم دائم رکھیں۔ اللّٰھم آمین۔ جناب محب محترم الحاج مولانا سلطان محمود صاحب ناظم مدرسہ حقانیہ کی خدمت میں تسلیمات والدعوات پہونچے نیز جناب مولانا فضل المولیٰ صاحب اور جناب قاری سعید الرحمان صاحب ساکن راولپنڈی اور جملہ مدرسین مدرسہ اور طلباء کرام سبکو دعاء اور سلام مسنون پہونچے۔ آپ کے دیئے ہوئے مجلات ''الحق'' کی اعداد کبھی کبھی مطالعہ کرتا رہتا ہوں جو ہمراہ بنڈل ساتھ لایا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے مجلہ ''الحق'' کو ترقی اور کامیابی عطا فرمادیں آمین۔ رمضان المبارک کی برکات اور خیرات سے نوازیں آمین۔ عید الفطر کی دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں

ع گر قبول افتدزھی عزوشرف

عزیزان عبدالحق وعبدالرحمان ومحمد لطف اللہ اور برخورداران محمد اور محمود تسلیمات لکھواتے ہیں۔ فقط والسلام عبدالوھاب العباسی

(۲)

(عمرہ کی سعادت میں دعائیں O مطاف میں مولانا علی میاں سے ملاقات)

مورخہ ۱۰ جمادی الاول ۱۳۹۶ھ مطابق ۹ رمئی ۷۶ء

مکرمی ومحترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید عرفانکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف خیریت طرفین نیک نصیب باد۔ الحمدللہ یہ فقیر تاوقت تحریر بخیریت ہے اور آنجناب کی خیریت خداوند کریم سے ہمیشہ نیک مطلوب ہے اور آپ کے لئے اور جناب قبلہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کیلئے حرمین شریفین میں نیک دعائیں برابر جاری وساری ہے اللہ تعالیٰ انکو شفا کامل عطا کریں اور آپ کو اور موصوف کو جملہ آفات اور بلیات سے محفوظ و مامون رکھیں۔ آمین

اور مزید ترقی درجات دارین سے نوازیں آمین، اور مزید خدمت دین محمدی کی توفیق بخشیں یہاں پر جملہ برخورداران اور متعلقین بخیریت ہیں نیز عزیزان عبدالحق وعبدالرحمان ولطف اللہ سعید وشریف سب کے سب بخیریت ہیں۔ اور میرے برخورداران محمد اور محمود بخیریت ہیں تسلیمات لکھواتے ہیں۔ میں قریب ہی مکۃ المکرمہ عمرہ کی ادائیگی کیلئے گیا تھا الحمدللہ مناسک عمرہ ادا کر کے بخیریت مدینہ منورہ واپس ہوا ہوں وہاں بیت اللہ شریف میں سب احباب کیلئے نیک دعائیں کی گئی ہے۔ مولانا ابوالحسن علی الندوی صاحب سے مطاف میں ملاقات ہوئی ہے وہ بخیریت ہیں۔ جناب مولانا سلطان محمود صاحب ناظم مدرسہ اور برخوردار مطیع الرحمان اور جناب مولانا چغرزدی اور قاری سعید الرحمان صاحب کی بشرط ملاقات سلام عرض کریں اور جملہ حاضرین مجلس اور مدرسین وطلبہ مدرسہ حقانیہ کو تسلیمات والدعوات پہونچیں مجلہ الحق کی اعداد سے برابر نوازتے رہا کریں میرے پاکستان سے یہاں آنے کے بعد صرف ایک ہی عدد ملا ہے اطلاعاً تحریر ہے۔

فقط والسلام مخلص عبدالوھاب محمد العباسی

(۳)

(الحق سے ہندو پاک کے حالات سے پرانی یادیں تازہ O عربی اور پاکستانی اخبارات کا مطالعہ)

۲۲ر رمضان المبارک ۱۴۰۱، ۱۲ر جولائی ۱۹۸۱ء

جناب محب محترم مولوی سمیع الحق زید عرفانہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف خیریت طرفین نیک نصیب باد۔ الحمدللہ یہ فقیر تا وقت تحریر ہذا بخیریت ہے۔ اور آنجناب کی خیریت خداوند کریم سے ہمیشہ نیک مطلوب ہے۔ یہ فقیر بمعہ برخورداران اور جملہ عزیزان کی خیریت سے ہیں اور آپ کیلئے اور جناب کے والد محترم مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کیلئے حرمین شریفین میں ہمیشہ نیک دعائیں کرتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سبکو مزید دین اور دنیا کی ترقی اور کامیابیوں سے نوازیں اور مزید نشر دین اور تعلیم شریعت محمدی کی خدمت سعادت سے نوازیں ۔آمین ع این سعادت بزوبازو نیست تانبخشد خدائے بخشندہ،

آپ کا رسالہ الحق بحری ڈاک سے برفتار شتری پہونچتا ہے جس سے آپ سب کی یاد تازہ ہوجاتی ہے نیز بعض اساتذہ ومشائخ کرام علماء وفضلا دیوبند وھندوپاکستان کی حالات وکلمات سے پرانے یادیں تازہ ہوجاتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے شعر ع

تازہ خواھی راشھائی گرداغمائی سینہ را گاھی گاھی باز خوان این دفترپارینہ را

چونکہ میں یہاں پر مدینہ منورہ میں وزارۃ المعارف کی ادارۃ تعلیم معلقۃ المدنیہ میں ایک کتب خانہ لائبریری کا ناظم ہوں تمام عربی کتابوں رسائل اور اساتذہ اور مشائخ سے عربی میں مشغولی رہتی ہے اگرچہ اب پاکستانی اخبارات اور رسائل اور اساتذہ اور مشائخ سے بھی میں مشغولی رہتی ہے۔ جواب پاکستانی اخبارات اور رسائل یہاں مدینہ منورہ اور تمام سعودی عرب سے بہ کثرت آنے لگے ہیں کیونکہ پاکستانی ڈاکٹر انجنیر مزدور بکثرت قیام پذیر ہیں اللہ تعالیٰ آپکو پھر یہاں کے زیارت حرمین شریفین سے نوازیں تاکہ دیار مقدسہ میں ملاقات ہو حضرت والد ماجد مدظلہ کی خدمت میں ہمارا اسلام عرض کریں نیز برادران صاحب مولانا سلطان محمود صاحب ناظم اور تمام احباب اور پرسان حال کو دعاء اور سلام پہونچیں یہاں برادران عبدالحق وعبدالرحمٰن ومحمد لطف اللہ و برخورداران محمد ومحمود سلام لکھتے ہیں بخیریت ہیں۔

عید الفطر کی دلی مبارکباد قبول فرمادیں۔ فقط والسلام عبدالوہاب العباسی۔۔۔۔

(۴)

(شیخ الحدیث نصیر العلم والعلماء محب الخیر والصلحاء)

۲۵ ستمبر ۱۹۸۸ء

حضرة الفاضل صديقنا الأستاذ الشيخ سميع الحق بن الشيخ مولانا المرحوم عبدالحق المحدث الموقر، السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وبعد: لقد آلمنا وفاة والدكم الجليل والمحدث الكبير نصير العلم والعلماء محب الخير والصلحاء واني واولادي وجميع الاحبة والاقارب اذفع اليكم آخر التعازي في وفاة والدكم العظيم لكم ولجميع الاقارب وتلامذته ومحبي الفقيد غفر الله للفقيد وان يسكنه في فسيح جناة مع الذين أنعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين :أخي: ان الدنيا دار ممر وفناء والآخرة دار مقر وبقاء ولا بدلنا جميعاً من القيام بالاعمال الصالحة والتحلي الفاضل بالاخلاق الفاضلة اتباعاً لكتاب الله وسنة نبيه ﷺ والسنن الصالح رضوان الله عليهم اجمعين وفي الخاتم نقول كمايقول الله تبارك وتعالىٰ "الذين اذا اصابتهم مصيبة قالو انالله وانااليه راجعون" الداعي المخلص عبدالوهاب محمد العباسي

(۵)

(دورۂ پاکستان کراچی O جناح ہسپتال میں شیخ الحدیث کی زیارت وعیادت)

جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید عرفانکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف، خیریت طرفین نیک نصیب ہیں۔ الحمدللہ یہ

فقیر تاوقت تحریر بخیریت ہے اور آنجناب کی خیریت خداوند کریم سے نیک مطلوب ہے محترمہ والدہؒ کی وفات کے بعد میں کراچی پاکستان آیا تھا اور میرے ہمراہ برخوردار حامد سلمہ اور برادرم عبدالرحمان العباسی بھی تھے کراچی ۱۴ اپریل ۱۹۷۹ء ہم ظہران سعودی عرب سے پہونچے تھے۔ وہاں پہونچتے پر حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی علالت اور جناح ہسپتال میں داخلہ کا سنا تو ہم نے فوراً دوسرے دن ہسپتال جاکر حضرت مولانا مدظلہ کا عیادت کیا اور ملاقات کیا مولانا بہت خوش ہوئے معلوم ہوا کہ آپ بھی ہمارے ملاقات کیلئے مسجد غوری سولجر بازار تشریف لائے مگر ملاقات نہ ہوسکی کیونکہ ہم ایک دوست کی دعوت پر باہر گئے تھے پھر ایک بار پھر ہم حضرت مولانا صاحب عبدالحق صاحب کی عیادت کیلئے جناح ہسپتال گئے اور ملاقات کیا اور کچھ تبرک کیطور مدینہ منورہ کی کھجور پیش کیا اور آپکے بھائی پروفیسر صاحب موجود تھے ہمیں دروازہ تک رخصت کرنے آئے ان کو اور قبلہ حضرت والد ماجد مولانا عبدالحق صاحب کو بہت بہت تسلیمات عرض کرنا امید ہے کہ اب وہ اکوڑہ خٹک میں واپس ہوگئے ہونگیں۔ جناب مولانا سلطان محمود صاحب ناظم مدرسہ اور تمام علماء اور طلباء کو ہمارا دعا اور سلام عرض فرمادیں امید ہے کہ مدرسہ میں سب خیریت ہوگا یہاں سے برادران عبدالحق، عبدالرحمان، محمد لطف اللہ اور برخوردران محمد ومحمود تسلیمات لکھواتے ہیں اور سب کے سب خیریت سے ہیں۔ آپکا مجلۃ الحق پہونچتا رہتا ہے جسکے لیے بہت بہت شکریہ، قاری سعیدالرحمان صاحب، قاری محمد آمین صاحب کو بشرط ملاقات دعا اور سلام عرض کرنا آئندہ خیریت سے یاد شاد فرمادیں۔

فقط والسلام دعا گو مخلص عبدالوہاب محمد العباسی

☆☆☆

مولانا عبدالہادی دین پوری[1] خانقاہ دین پور شریف

(۱)

(ڈھائی ہزار سالہ جشن شہنشاہیت ایران ○ اداریہ کی تحسین اور دعائیں ○ ملک کی حالت زار اور دینی سردمہری)

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ دعاء ترقیٔ درجات' اسلام کے مقدس نام پر حاصل کی جانے والی دنیا کی اس ''سب سے بڑی اسلامی مملکت'' میں ''اسلام'' پر جو کچھ بیت رہی ہے اور ہم نے ''من حیث القوم'' شعائر و ارکانِ اسلام سے روگردانی و اجتناب کا جو رویہ اختیار کیا ہے' نہ صرف یہ کہ توجہ طلب ہے بلکہ بہت حد تک اندوہناک اور مایوس کن بھی! نتائج کیا ہوں گے؟ اس کا بہتر علم خدائے علیم و بصیر ہی کو ہوسکتا ہے' معاشرہ میں راہ پا جانے والی اخلاقی بے راہروی' تہذیب فرنگ کی تقلید' اسلام کے بنیادی عقائد تک سے کھلم کھلا انحراف اور تضحیک' اسلام کے نام پر الحاد اور بے دینی کی تبلیغ کے لئے نشر و اشاعت کے وسائل کی فراوانی اور سرپرستی۔ اس کے برعکس ''اہل حق'' کی بے سروسامانی ایسے امور ہیں کہ ان پر غور کرتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے' مبارکباد کے مستحق ہیں وہ لوگ جو ان نامساعد حالات میں مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے ''شرار بولہبی'' کے مقابلے میں ''چراغ مصطفوی'' کی لواء بلند کیے ہوئے ہیں۔ عزیز محترم! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ کسی قوم کی

---

[1] سندھ کے مشہور دینی جہادی مرکز روحانی خانقاہ دین پور شریف کے قابل فخر مسند نشین شیخ طریقت مولانا عبدالہادی رحمہ اللہ ناچیز نے الحق میں ایران کے ڈھائی ہزار سالہ جشن شہنشائیت پر اداریہ لکھا جسے پڑھ کر حضرت نے محبت وتحسین کے کلمات سے نوازا جو ہمارے لئے سرمایہ افتخار وسعادت ہے گرامی نامہ میں ملک کی حالت زار اور دینی سردمہری پر اظہار افسوس کیا گیا۔ الحمدللہ کہ حضرت کی خدمت میں دین پور شریف کے علاوہ گرمائی مقام بھوربن لنگر کسی (جہاں وہ آخری عمر میں گرمی میں قیام فرماتے رہے) میں قدم بوسی کا موقع ملا۔ دین پور شریف کو تو ہمارے شیخ مولانا احمد علی لاہوریؒ اور امام حریت مولانا عبیداللہ سندھی کی نسبت کی وجہ سے میرے لئے روحانی اور جہادی قبلہ کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے بغل پڑوس خان پور میں مولانا عبداللہ درخواستی مرحوم کے وجود باجود نے اس خطہ کو مزید چار چاند لگادیئے۔

اخلاقی' سماجی' سیاسی' تمدنی' تہذیبی اور مذہبی حالت کا اندازہ روزمرہ کے واقعات اور حالات حاضرہ سے لگایا جاتا ہے' اخبارات اور رسائل ایک آئینہ کی حیثیت سے قومی زندگی کی مجموعی صورتحال کا عکس پیش کرتے ہیں' آپ اسے مایوسی قرار دیں یا بددلی (ناامیدی نہیں کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونے کا حکم ملا ہے۔) مجھ جیسے لوگ یہ عکس دیکھنے سے معذور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کہ فقیر ایک عرصہ سے اخبارات اور رسائل کے مطالعہ سے مجتنب ہے۔ ملنے ملانے والوں یا عزیزوں میں سے کوئی کسی قابل ذکر واقعہ کا تذکرہ کرتا ہے تو سن لیتا ہوں' دل پر چوٹ پڑتی ہے تو ہاتھ خود بخود دعا کے لئے اٹھ جاتے ہیں کہ اب بس میں یہی کچھ رہ گیا ہے۔

<u>ہر طرف خاموشی پر حیرت اور افسوس</u>: پچھلے دنوں جشن شہنشاہیت ایران کے متعلق سنا' اللہ اکبر! ہم نے یہ دن بھی دیکھنے تھے۔ دکھ اس بات کا تھا کہ کوئی ٹوکنے والا نہیں' حیرت اس امر پر تھی کہ ان حلقوں کی طرف سے بھی کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی جن کے نزدیک مصر کے مرحوم صدر جمال عبدالناصر اس لئے کشتنی و گردن زدنی قرار پائے تھے کہ وہ اپنی کسی تقریر میں نحن ابناء الفراعنہ کہہ بیٹھے تھے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ تنقید و تنقیص و شتام دہی اور بہتان طرازی کے ترکش میں کوئی تیر باقی نہیں رہا تھا۔ (صدر ناصر مرحوم کی کیا حیثیت ہے' ان حضرات کے قلم اور زبان سے امہات المومنینؓ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ کرام تک محفوظ نہیں رہے)

<u>الحق کا اداریہ خوشی کا ٹھکانا نہ رہا روایات اسلاف برقرار</u>: اور پھر فقیر نے سنا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کے محترم قائدین مولانا غلام غوث ہزاروی' مولانا عبدالحکیم اور مولانا مفتی محمود نے ملتان میں ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں مذکورہ جشن کے انعقاد کے بارے میں ارباب بست و کشاد کی توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی' اور اب خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ جب میرے ایک عزیز دوست نے مذکورہ موضوع پر "الحق" کا اداریہ سنایا۔ عزیزم! خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارے اکابر کے جانشینوں نے اعلائے کلمۃ الحق کے مسئلہ میں اسلاف کی قائم کردہ روایات کو برقرار رکھا ہے۔ ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

اللہ تعالیٰ آپ کو حق گوئی و بیباکی کی مزید جرأت عطا فرمائے اور اسلام کے بنیادی عقائد کے تحفظ کے سلسلے میں آپ کی کوششوں کو شرف قبولیت بخشے۔ فقیر کافی عرصہ سے بیمار رہتا ہے۔ معالج حضرات کے مشورہ پر گزشتہ دو سال کا موسم گرما مری کے قریب بھوربن کے مقام پر قیام رہا۔ آپ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں فقیر کی طرف سے ہدیہ سلام پہنچائیں اور ان سے یہ دعا کرنے کے لئے کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جسمانی عوارضات کی صورت میں فقیر کو جن انعامات و عنایات سے سرفراز فرمایا ہے' ان سے مانوس ہو جانے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ باقی سب خیریت ہے' خدا کرے آپ بخیر و عافیت ہوں۔

والسلام (حضرت مولانا) عبدالہادی دین پور

(۲)

۷ رشوال نومبر ۱۹۷۳ء **(مرزائیوں کے غیر مسلم ہونے کا فیصلہ O جمعیۃ سے قلبی تعلق)**

محترم المقام ایڈیٹر صاحب زید عزکم، سلام مسنون، آپ[1] نے مرزائیوں کے بارے میں چند سوالات کئے ہیں فقیر عرصہ چار پانچ سال سے صاحب فراش ہے نماز بھی بیٹھ کر ادا کرتا ہے مسجد میں چند نمازوں پر دوست چارپائی پر لے جاتے ہیں جمعیت علماء اسلام زیر قیادت مفتی محمود صاحب فقیر اس جماعت کے ساتھ قلبی تعلق رکھتا ہے۔ جو پروگرام جمعیت علماء اسلام مرتب کرے گی فقیر کی رائے وہی تصور فرمادیں۔

فقیر کا ذہن بیماری کیوجہ سے کچھ نہیں سوچ سکتا۔ بار خاطر نہ ہوں۔ زیادہ والسلام

---

[1] یہ خط مرزائیوں کے غیر مسلم ہونے کے فیصلے پر میرے سوالنامہ کے جواب میں ہے۔

جناب عبید اقبال عاصم۔علی گڑھ یونیورسٹی انڈیا

(۱)

۱۷ رمارچ ۱۹۹۸ء (مولانا ظفر احمد عثمانی کی حیات وخدمات پر پی ایچ ڈی)

محترمی ومکرمی۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج گرامی!اس سے قبل آپ کی خدمت اقدس میں عریضہ ارسال کر چکا ہوں۔لیکن جواب سے تاہنوز محروم ہوں۔مختصراً عرض مدعا کرر اکرتا ہوں۔"جناب مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات" پر راقم کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے پی ایچ ڈی کرنے کے لئے مامور کیا ہے۔مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی وسیع وقیع علمی خدمات سے کسی کو انکار نہیں۔لیکن افسوس ہے کہ یہاں اُن سے متعلق زیادہ مواد فراہم نہیں ہے۔مجھے اس لئے آپ سے رجوع کرنا پڑا ہے کہ مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کا کسی نہ کسی طرح مولانا مرحوم سے تعلق رہا ہے۔مجھے مولانا مرحوم کی حیات وخدمات کے ہر ہر پہلو کو اجاگر کرنا ہے اور چونکہ یہ کام ہندوستان میں پہلی مرتبہ مجھے کرنے کو موقع مل رہا ہے اس لئے تلاش وجستجو میں بہت محنت کرنی پڑ رہی ہے۔

میرا آپ سے مؤدبانہ التماس ہے کہ آپ کے پاس مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے خاندانی حالات سیاسی رجحانات، علمی تصنیفات، شعری وادبی ذوق، قصیدہ نگاری، تصوف سلوک، رسائل وخطوط وغیرہ جیسے دستاویزی یا مولانا رحمۃ اللہ علیہ پر ہوئے تحقیقی مقالات مطبوعہ یا غیر مطبوعہ شکل میں موجود ہوں تو ازراہ کرم احقر کو فوری متوجہ فرمائیں اور اس سلسلہ میں جو مدد جس طریقہ پر بہم پہنچا سکتے ہوں اس میں دریغ نہ فرمائیں۔ فی الحال پاکستان کے لئے میرے قریب ترین عزیز عازم سفر ہیں۔ان کے پاس صرف پشاور کا ویزہ ہے۔اگر آپ ۱۵ اپریل تک یہ مواد پشاور میں مندرجہ ذیل پتہ پر فراہم کردیں گے۔توانشاءاللہ مجھے آسانی سے مل جائیگا۔ پشاور کا پتہ یہ ہے۔

سید جلیس احمد ترمذی (ہندی) معرفت سید سلیس احمد ترمذی صاحب۔پشاور یونیورسٹی یو۔ایچ نمبر ا۔ پشاور نمبر ۲۵۱۲۰ (پشاور، پاکستان) فون نمبر ۸۱۴۰۲۱۔

۱۵ اپریل کے بعد مجھے ہندوستانی پتہ پر بذریعہ ڈاک ارسال فرمادیں میں تاحیات آپ کا مشکور رہوں گا۔رب کریم سے دست بدعا ہوں کہ آپ کو آپ کے مقصد حقیقی میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔آمین

فقط والسلام عبید اقبال عاصم معرفت سید جلیس احمد ترمذی صاحب

(۲)

۲۴ رفروری ۲۰۰۱ء (مولانا ظفر احمد عثمانی حیات اور خدمات ○ شعری تخلیقات)

علی گڑھ، بسم اللہ الرحمان الرحیم،

محترمی ومکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی، "مولانا ظفر احمد عثمانی کی حیات اور خدمات" کے سلسلہ میں راقم، شعبہ عربی اے ایم یو علی گڑھ سے پی ایچ ڈی کرنے پر مامور ہے۔سرزمین ہند پر مولانا مرحوم کے تعلق سے اولیت کا اعزاز اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے اس پر اللہ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔گزشتہ تین سالوں میں مولانا مرحوم سے متعلق ہندوستان میں مواد نہ ہونے کے باعث جن دشوار گزار مراحل سے گزرنا پڑا ان کا ذکر بے سود ہے۔الحمدللہ اب یہ کام تقریباً تکمیل کے مراحل میں ہے۔مندرجہ ذیل چند شعری تخلیقات تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکی ہیں جسکی وجہ سے کام کچھ ادھورا سا ہے اگر آپ انکی تلاش میں میری معاونت کردیں تو انشاءاللہ العزیز یہ بہت بڑا کام ہوگا۔

۱) شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ ۱۳۳۸ھ میں مالٹا سے جب رہا ہوئے تو اس موقع پر مولانا ظفر احمد صاحبؒ نے انکی شان میں ایک قصیدہ عربی زبان میں کہا تھا جو اسوقت ماہنامہ النور تھانہ بھون میں شائع ہوا تھا۔

۲) ماہنامہ البلاغ کراچی کے شوال ۱۳۸۸ھ کے شمارے میں مولانا شبیر علی تھانویؒ (سابق مدیر النور تھانہ بھون) کے انتقال پر مولانا ظفر احمد صاحب نے ایک تعزیتی مضمون لکھا تھا جسکے آخیر میں اکیس اشعار کا عربی مرثیہ ہے یہ مرثیہ یا پورا مضمون جو بھی مل سکتا ہو۔

۳) مئی ۱۹۶۸ء میں یوم فلسطین کے موقعہ پر "طلبۃ العلماء" کے منعقدہ اجلاس میں مولانا مرحوم نے "جہاد فلسطین" کے تعلق سے عربی قصیدہ کہا تھا یہ پاکستان کے کسی جریدے میں شائع ہوا تھا۔۔۔

اگر آپ مجھے مندرجہ بالا چیزیں تلاش کر دیں تو میں آپکا بے حد ممنون ہونگا۔ علاوہ ازیں اگر آپکے پاس مولانا کے مطبوعہ یا غیر مطبوعہ کچھ اور عربی منظومات، قصائد، مراثی وغیرہ ہوں تو مجھے عنایت فرمادیں آپکے شکریہ کیساتھ شامل تحقیق کر لی جائیں گی۔ اللہ آپکو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ فقط والسلام: عبید اقبال عاصم

عبید اقبال عاصم معرفت جلیس ترمذی ۴/۴۶۰ زہرہ باغ علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱، (یو۔پی)

U.I. Asim, C/o Mr. S.J.A, Termizi,

4/460, Zohra Bagh,Aligarh(U.P)20.2001

☆☆☆

مولانا عبید اللہ[1] جامعہ اشرفیہ لاہور

(۱)

(دیوبندی مساجد اور مدارس کی تفصیلی فہرست مرتب کرانے کا پروگرام)

۲۰ر دسمبر ۱۹۷۵ء

مکرم و محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انجمن خدام الرسول لاہور کی انتظامی کمیٹی نے اپنے ایک حالیہ اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ ملک بھر کے دیوبندی مساجد و مدارس اور ائمہ وخطباء کی تفصیلی فہرست مرتب ہونی چاہئے۔ اس مقصد کیلئے صوبہ سرحد کا کام آپ، مولانا محمد یوسف قریشی اور مولانا محمد امیر بجلی گھر کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ ہر دو حضرات سے مشورہ کے بعد تفصیلی پروگرام طے کر لیں۔ اضلاع میں کنوینر بنا دیں۔ یا جو صورت ہو بہر حال کام جلدی ہو کہ محرم میں اس عنوان پر ایک کنونشن زیر غور ہے۔ مگر فہرستیں آپ کے پاس آجائیں تو ان کی صاف نقل لاہور ارسال فرمادیں۔ اس فہرست میں مدارس و مساجد کے ائمہ وخطباً کی تفصیل ضروری ہے۔ والسلام سید عبداللہ

نوٹ: خط وکتابت بنام صدر وسیکرٹری صاحبان فرمائیں آپ کے رفقاء کو بھی عریضہ لکھ رہا ہوں۔

(۲)

(علماء دیوبند کے عقائد وافکار کو نشانہ بنانے کے بعد سیاسی تاریخ مسخ کرنے کی نئی مہم اور ہمارا فریضہ)

۱۲ر جنوری ۱۹۷۶ء

محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس حقیقت کو جھٹلانا نہایت مشکل ہے کہ برصغیر جو آج مختلف حصوں میں بٹ چکا ہے، میں اسلامی علوم وفنون، عقائد واعمال اور تہذیب واخلاق کی حفاظت کا کام اللہ تعالیٰ نے علماء دیوبند سے لیا۔ یہ جماعت حقہ

---

[1] حضرت مفتی محمد حسنؒ کے فرزند اکبر و جانشین جامعہ اشرفیہ کے مہتمم

جس نے طویل اور صبر آزما جدوجہد کی اور مصلحان قوم اور ملت کے سرمایہ کو اغیار کی دست برد سے بچایا آج ایک نئی آزمائش کا شکار ہے۔ وہ یہ کہ اس جماعت کے خلاف حریفانہ طرز عمل رکھنے والے افراد اور عناصر جنہوں نے اس مظلوم طبقہ کی تکفیر میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور حرمین تک کے علما کو دھوکہ دینے کی کوشش کی اب تاریخی بدیانتی اور خیانت پر اُترے ہوئے ہیں اور دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش ہے کہ دیوبندی المسلک علماء انگریز کے حاشیہ نشین، آزادی کے دشمن اور ملی امور سے گریز کرنے والے تھے گویا پہلے تو عقائد و اعمال کی دنیا میں کذب بیانی اور خیانت سے کام لیا جاتا تھا تو آجکل تاریخ نشانہ ستم بنی ہوئی ہے۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ جس طرح وہ اس مہم میں ناکام ہوئے جسکی واضح نشانی اہل حق کا بدستور پھلنا، پھولنا اور ان کے اداروں کی تعمیر و ترقی ہے اسی طرح یار لوگ تازہ مہم میں بھی ناکام ہوں گے۔ البتہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور بعد و دوری اور آپس کے الجھاؤ کو ختم کر کے اکابر کے پاکیزہ طریق کے مطابق مل جل کر دین حق کی خدمت سرانجام دیں۔ اس لئے چند ماہ قبل ایک میٹنگ میں جو لاہور میں ہوئی تھی ہمیں یہ ذمہ داری سونپی گئی تھی کہ ہم اس عنوان سے اہل ملک کو اکٹھا کریں اور کام کرنے کیلئے تجاویز سوچیں اور انہیں عملی جامہ پہنائیں۔ چنانچہ اس مقصد کی خاطر ۲۲ محرم ۱۳۹۶ھ ۲۵ جنوری ۱۹۷۶ء بروز اتوار صبح ۱۰ بجے جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور میں ملک بھر کے نمائندہ مشائخ وعلماء کا اجتماع ہو رہا ہے۔ جسمیں آپ کی شمولیت ہمارے لئے باعث صد افتخار اور ملک اور قوم کیلئے باعث تحفظ و سلامتی ہوگی۔

وقت مقررہ پر تشریف لا کر شکریہ کا موقعہ دیں اور اپنی آمد کی پیشگی اطلاع فرمائیں۔ والسلام ہم ہیں آپکے (مولانا) عبید اللہ

جامعہ اشرفیہ صدر ادارہ (مولانا) محمد اجمل جامعہ رحمانیہ ناظم ادارہ

(۳)

(60 سالہ جشن یوم تاسیس جامعہ اشرفیہ)

محترمی و مکرمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہ۔

موضوع: دعوت نامہ برائے شمولیت بتقریب 60 سالہ جشن یوم تاسیس جامعہ اشرفیہ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکو یقیناً یہ جان کر مسرت ہوگی کہ جامعہ اشرفیہ لاہور 27، 28 اور 29 اپریل 2007ء بمطابق 10، 11 اور 12 ربیع الثانی 1428ھ کو اپنا 60 سالہ یوم تاسیس منا رہی ہے۔ اس موقع پر جامعہ اشرفیہ گذشتہ ساٹھ سال میں فارغ ہونے والے اپنے فضلاء کو جمع کر رہی ہے اور تین دن تک ان حضرات کے لیے اور عوام الناس کے لیے مختلف پروگرام ترتیب دیئے جا رہے ہیں۔ جامعہ اشرفیہ اور ہمارے اکابر سے آنجناب کی نسبت، تعلق اور محبت کی وجہ سے میں آپ سے اس یوم تاسیس میں شرکت کی درخواست کرتا ہوں۔ کم و بیش پانچ ماہ قبل اس دعوت کے ارسال کرنے کا منشاء یہی ہے کہ آنجناب اس پروگرام میں اپنی شرکت کو یقینی بنائیں اور اپنے آئندہ آنے والے نظم میں شامل کر لیں تاکہ ان ایام میں آنجناب کی مصروفیت کہیں اور نہ ہو۔ امید ہے کہ اس اجتماع یوم تاسیس میں انشاء اللہ تعالیٰ آئمہ حرمین شریفین، مسجد اقصیٰ کے امام اور پوری دنیا سے علماء اور مشائخ شرکت فرمائیں گے۔

امید ہے کہ آپ کی تقریب ہذا میں شمولیت سے اس تقریب کی رونق کو چار چاند لگ جائیں گے جس کے لیے ہم آپ کے از حد ممنون ہوں گے نیز ہمارے لیے انتہائی آسانی ہوگی اگر آنجناب اس خط کا جواب جلد از جلد ارسال فرما دیں تاکہ آنجناب کے حوالے سے نظم میں آسانی ہو اور دعوت نامہ اور دیگر اشتہارات میں آنجناب کا نام طبع کیا جا سکے۔ جزاک اللہ متمنی شرکت

حضرت مولانا محمد عبید اللہ المفتی	حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی	حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم
مہتمم جامعہ اشرفیہ	نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ	نائب مہتمم / ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ

مولانا عبیداللہ انور[1] ہفت روزہ خدام الدین

(۱)

(حضرت لاہوری کے بعد خدام الدین کیلئے فتویٰ نویسی)

۲۹/جنوری ۱۹۶۳ء حامداً ومصلیاً ومسلماً

محترم مولانا سمیع الحق صاحب !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج بخیر۔حضرت امیر مولانا عبیداللہ انور مدظلہ تعالی نے فرمایا کہ وہ فتوے جو انجمن خدام الدین[2] لاہور میں آتے ہیں وہ آپ کی خدمت میں بھیج دیئے جائیں تا کہ آپ انکا جواب عنایت فرمائیں۔لہٰذا ایک قسط ارسال خدمت اقدس ہے بینوا وتوجروا والسلام بالوف الاحترام۔ مخلص احقر الانام خدا بخش عفی عنہ بحکم امیر انجمن خدام الدین

(۲)

۱۷/دسمبر ۱۹۷۴ء (قادیانی اقلیت قرار دیئے جانے کے فیصلہ کے بعد ہماری ذمہ داریاں)

مکرمی ومحترمی !وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ امید ہے مزاج بخیر ہوگا۔گرامی نامہ موصول ہوالیکن افسوس کہ بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے آپ کی خواہش کے مطابق فوری جواب نہ دے سکا'امید ہے معذرت قبول فرمائیں گے۔آپ کے سوالات کے جوابات کافی تفصیل طلب ہیں۔تاہم آپ کے اصرار اور تقاضے کے پیش نظر فوری طور پر مختصر جوابات تحریر کر رہا ہوں۔

آپ کا پہلا سوال یہ ہے کہ قادیانی مسئلہ کے اس حل پر آپ کے احساسات وجذبات اور تاثرات کیا ہیں:

۱۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے پاکستان کی نیشنل اسمبلی کے اس فیصلے پر مجھے اسی طرح خوشی ہوئی اور مسرت ہوئی ہے' جس طرح تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کو ہے لیکن میں کسی خوش فہمی یا غلط فہمی کا شکار بھی نہیں ہوں' میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی ہمارے کام کی ابتداء ہے' اور عالم اسلام کے مسلمانوں کو عموماً اور پاکستان کے مسلمانوں کو خصوصاً اب بھی اسی اتحاد اور یکجہتی کی ضرورت ہے جس کا عملی مظاہرہ انہوں نے تحریک ختم نبوتؐ کے دوران کیا ہے۔میری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ ہمیں جو تھوڑی بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے۔وہ ملت اسلامیہ کے اتحاد'اجتماعی فکر' بے لوث اور پُر خلوص جدوجہد' پر امن پائیدار لگن اور مشترکہ پلیٹ فارم کی رہین منت ہے'اگر خدانخواستہ ہم نے ان میں

---

[1] حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے روحانی اور دینی جانشین قابل فخر فرزند۔اخلاص وللھیت بجز وانکسار تواضع وشرافت کا جیتا جاگتا نمونہ خدام الدین کے سربراہ۔دیوبند میں حضرت شیخ سے تلمذ کا شرف حاصل کیا اور پاکستان میں اپنے استاذ کی موجودگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے راہ رسم اور عقیدت واحترام کا سلسلہ مرتے دم تک جاری رکھا حضرت شیخ الحدیث کے نگاہ میں محبوبیت اور قدر ومنزلت کا مقام رکھتے تھے ناچیز راقم الحروف سے بھی بھائی اور صدیق حمیم جیسا سلوک کرتے۔ فتغمدہ اللہ برحمتہ عزیمت واستقامت اور حمیت دینی میں اپنے اسلاف مولانا سندھی مولانا دین پوری مولانا امروٹی اور اپنے عظیم والد کے روایات کو قائم رکھا۔

[2] حضرت لاہوری قدس سرہٗ کے ارتحال کے بعد مولانا عبیداللہ انورؒ نے خواہش ظاہر کی کہ انجمن خدام الدین کے نام آنے والے فتاویٰ جوابات کیلئے آپ کے پاس بھیجے جائیں اور حقانیہ کے مفتی حضرات سے یا آپ خود اس کام کو سنبھالیں۔میں نے حضرت کے خواہش پر خود فتویٰ نویسی کا کام شروع کیا۔سوالات کا بنڈل آتا اور جوابات لکھ کر بھیجدے جاتے۔اس میں کافی فتاویٰ راقم کے لکھے ہوئے جوابات ہفت روزہ خدام الدین میں بھی شائع کردیئے جاتے جو خدام الدین کے فائلوں میں موجود ہیں(س)

سے کسی ایک چیز کو بھی نظرانداز کردیا تو ہمارا انتہائی خطرناک ہتھیار اور عیار دشمن اس سے فائدہ اٹھا کر ہمارے عظیم اسلاف کی عظیم قربانیوں‘ ہماری بے مایہ کوششوں اور ہمارے مجاہدین ختم نبوت کے خونِ شہادت کو بے نتیجہ بنانے کی کوشش کرے گا۔

۲۔ میرا خیال ہے کہ قادیانی فتنہ کے ''دینی'' یا سیاسی اثرات عالمگیر نہیں‘ لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہماری غفلت شعاری کی بدولت قادیانیوں نے بعض ممالک پر کامیابیاں بھی حاصل کی ہیں۔ لیکن پاکستان کی قومی اسمبلی کے تاریخ ساز فیصلہ کے بعد اندرون ملک اور بیرون ملک انکی کمر ٹوٹ گئی ہے‘ مگر ابھی ضرب صدیقی کی شدید ضرورت ہے تاکہ ان کی رہی سہی قوت کو بھی توڑا جا سکے۔

۳۔ مسلمانوں کی ذمہ داری کسی فتنہ کی عارضی اور وقتی بیخ کنی تک محدود نہیں جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے اس وقت تک ایثار و لگن‘ کوشش وسعی اور اتحاد فکر و عمل کی انتہائی ضرورت ہے‘ ذمہ داری اس وقت تک ختم نہیں ہوتی جب تک فتنہ کا نام و نشان باقی ہے‘ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اس کے بعد بھی ذمہ داری ختم نہیں ہوتی‘ کیونکہ مسلمان اسلام کا محافظ ہے اور محافظ کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے خواہ امن ہو یا جنگ‘ دشمن اور ڈاکو کا پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کب حملہ آور ہوگا۔؟ اس لئے ذمہ داری کے ختم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۴۔ آپ کے چوتھے سوال کا جواب میرے مذکورہ جوابات کے ضمن میں آ گیا ہے۔

۵۔ اب رہا یہ سوال کہ اس کا طریق کار اور لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے۔؟ تو گزارش ہے کہ نیشنل اسمبلی کے فیصلہ کے بعد ذمہ داریاں عوامی سطح سے بڑھ کر حکومتی سطح تک پھیل جاتی ہیں‘ عوام کا کام یہ ہے کہ وہ اس تحریک کو پُر امن رہتے ہوئے اپنے آخری اور منطقی نتائج تک پہنچانے کے لئے ہر قسم کی مالی‘ جانی اور زبانی قربانیوں کو جاری رکھیں‘ علماء و طلباء اور سیاسی زعماء ستانے کی بجائے کامیابی کے آخری مراحل تک پیشقدمی جاری رکھیں اور حصول مقصد کی راہ میں جو رکاوٹیں حائل ہیں ان کو دور کرنے کے لئے اجتماعی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور ان ممالک میں جہاں قادیانی زہر سرایت کر چکا ہے۔ وہاں تبلیغی مشن بھیجے جائیں جو وہاں کے لوگوں کو قادیانی فتنہ کی اسلام دشمن سرگرمیوں اور عالم اسلام کے متعلق خطرناک عزائم سے آگاہ کریں۔

حکومت کو چاہیئے کہ وہ سفارتی سطح پر تمام دوست ممالک کو اس خطرناک تحریک کے نتائج و عواقب اور مضمرات سے باخبر کرے اور تمام اسلامی ممالک سے سفارش کرے کہ وہ قادیانیوں کو اپنے ملک میں غیر مسلم اقلیت قرار دیں‘ اور قادیانیوں کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھیں۔ اندرون ملک حکومت کی سب سے اہم اور پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اسلام کے نام پر قادیانیوں کی کافرانہ تبلیغ کا سدِ باب کرے ان کو شعائر اسلامی اور اصطلاحات اسلامی کے استعمال سے روک دے اور ان کے زہریلے اور مہلک لٹریچر کو ضبط کر کے علماء کا ایک بورڈ بنائے جو قادیانیوں کے لٹریچر کے فاسد اثرات کو ختم کرنے کے لئے عوام کے لئے اسلامی تعلیمات کا حامل لٹریچر تیار کرے اور اس لٹریچر کو شائع کر کے اندرون ملک اور بیرون ملک بھیجا جائے۔ اس کے علاوہ دستور میں جہاں یہ درج ہے کہ ایک مسلمان جو حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کے مفہوم مندرجہ آئین پاکستان دفعہ ۲۶۰ شق نمبر۲ کے خلاف عقیدے کا اعلان یا اس کے خلاف تبلیغ کرے وہ قابل سزا و تعزیر ہوگا۔

اس میں لفظ ایک مسلمان کی جگہ جو شخص کا لفظ درج کیا جائے کیونکہ ایک مسلمان کے متعلق تو یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ وہ ایسے لغو اور بیہودہ عقیدے کا اعلان یا پرچار کرے گا۔ جو شخص کا لفظ چونکہ عام ہے۔ اس لئے اس کی موجودگی میں اگر کوئی مدعی اسلام یا کوئی جدید مرتد ایسا کرے گا تو مستوجب سزا و تعزیر ہوگا۔ احقر عبیداللہ انور ۲۷ دسمبر ۱۹۷۴ء

(۳)

(اسلام آباد میں قادیانیت کے بارہ میں حکومت کا جانبدارانہ طرزِ عمل O مولانا خان محمد اور دیگر اکابر کے ساتھ شرمناک سلوک)

۷ جون ۱۹۸۲ء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہ رواں کی یکم تاریخ کو اسلام آباد میں قادیانی امت کے سربراہ مرزا ناصر احمد کی کوٹھی کے سامنے مسلمانوں کی مسجد میں حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی سرپرستی اور موجودگی میں مولانا عبدالشکور دین پوری مولانا اللہ وسایا اور راولپنڈی کے سرکردہ علماء کرام نے ایک دینی اجتماع سے خطاب کیا۔ اور قادیانیوں کے بارے میں ملت اسلامیہ کے جذبات کا اظہار کیا۔ اجتماع کے فوراً بعد اسلام آباد پولیس نے ایک مجسٹریٹ کی سرکردگی میں اس اجتماع میں شرکت کرنے والے دو درجن سے زائد حضرات کو راستہ بلاک کر کے حراست میں لے لیا اور حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی جیسی بزرگ شخصیت کے ساتھ مجسٹریٹ مذکورہ نے بدزبانی اور بدسلوکی کا شرمناک مظاہرہ کیا۔ حضرت مولانا خان محمد مدظلہ العالی سمیت ان حضرات کو صبح دس بجے تک تھانہ میں رکھا گیا۔ اور پھر سات علماء کے خلاف دفعہ نمبر ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے الزام میں مقدمہ درج کرنے کے بعد باقی حضرات کو رہا کیا گیا۔

انتہائی حیرت اور افسوس کا مقام ہے کہ ایک طرف تو قادیانی امت اپنے بارے میں آئین کے واضح اور متفقہ فیصلہ کو تسلیم کرنے سے کھلم کھلا انکار کر کے عملاً بغاوت اور غداری کی مرتکب ہے لیکن حکومت اس کا نوٹس نہیں لے رہی اور دوسری طرف ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے دفعہ نمبر ۱۴۴ کے تحت عارضی پابندیوں کی خلاف ورزی پر دارالحکومت کی انتظامیہ اس قدر سیخ پا ہوئی ہے کہ اس کا فوری اور ہنگامی طور پر نوٹس لیا گیا ہے۔ اور راتوں رات ساری کاروائی مکمل کر لی گئی ہے۔ حتیٰ کہ حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم جیسی مقتدر شخصیت کو بھی بدسلوکی کا نشانہ بنانے سے گریز نہیں کیا گیا۔ قادیانیت کے بارے میں حکومت کا یہ جانبدارانہ طرز عمل پورے ملک کے علماء کرام اور عوام کے لیے سخت تکلیف دہ اور باعث حیرت ہے۔ میں ملک بھر میں علماء اور خطباء سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ۱۱ جون کو جمعۃ المبارک کے خطبات میں اسلام آباد انتظامیہ کی اس کاروائی پر پرزور احتجاج کریں اور اخباری بیانات خطبات اور صدر کے نام ٹیلیگراموں کے ذریعہ مطالبہ کیا جائے کہ آئینی فیصلہ تسلیم نہ کرنے پر قادیانیوں کے خلاف غداری کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے اور اسلام آباد میں ہونے والے شرمناک واقعہ کے ذمہ دار افسران کے خلاف فوری اور موثر کاروائی کر کے اسلامیان پاکستان کو مطمئن کیا جائے۔

منجانب: عبیداللہ انور۔ ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان

(۴)

(وفاقی مجلس شوریٰ کی رکنیت کے فیصلہ پر نظر ثانی کی خواہش O فوجی پارلیمنٹ میں اسلام کی جنگ)

۱۹/۱ اکتوبر ۱۹۸۳ء

مکرمی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفکم۔ سلام مسنون! گزارش ہے کہ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی اور صوبائی راہنماؤں کے مشترکہ اجلاس منعقدہ ۱۲/ اکتوبر بمقام شیرانوالہ لاہور زیر صدارت حضرت مولانا محمد شریف وٹو نائب امیر اول میں آنجناب اور وفاقی

وصوبائی کونسلوں میں جانے والے دیگرارکان سے یہ اپیل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ آپ حضرات اگر چہ نیک نیتی[1] سے اس جذبہ کے ساتھ سرکاری کونسلوں میں گئے تھے کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں حکومت سے تعاون کریں اور آپ نے اس کیلئے سرگرمی اور خلوص کیساتھ کام بھی کیا لیکن حالات نے ثابت کردیا ہے۔ کہ حکومت کی نیم دلانہ روش اور انتظامیہ کے قطعی عدم تعاون کے باعث بعض اسلامی قوانین کے نفاذ کے باوجود صورت حال میں بہتری پیدا نہیں ہوئی بلکہ اسلامی نظام کے سلسلہ میں لوگوں میں مایوسی اور تذبذب کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ ان حالات میں آپ حضرات سے گذارش ہے کہ حالات وتجربات کی روشنی میں اپنے سابقہ فیصلہ پر نظرثانی فرمائیں اور وفاقی شوریٰ یا صوبائی کونسل سے علیحدگی اختیار کرکے جماعت کی صفوں میں واپس آجائیں۔ جمعیت علماء اسلام میں آپ کی واپسی کا خیر مقدم کیا جائے گا از راہ کرم اپنے مثبت جواب سے جلد نوازیں۔ والسلام　احقر عبیداللہ انور　ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام پاکستان

(۵)

۱۷ جون ۱۹۸۷ء　(ضیاء الحق حکومت کی اپنے وعدوں کی تکمیل میں ناکامی O جمعیۃ کا ایم آر ڈی کیساتھ ناجائز اشتراک عمل O سیاسی جدوجہد کیلئے جماعتی پلیٹ فارم)

بگرامی خدمت جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفکم، سلام مسنون! گزارش ہے کہ ملک کے مختلف حصوں سے جماعتی احباب کا اصرار ہے کہ ملک کی موجودہ صورت حال کے بارے میں جماعتی پالیسی پر واضح طور پر کچھ عرض کیا جائے تاکہ اس سلسلہ میں جماعتی کارکنوں کے ذہنوں میں پایا جانے والا تذبذب ختم ہو۔ چنانچہ اسی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے مختصراً چند معروضات جماعتی احباب کی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں۔ (۱) موجودہ حکومت تحریک نظام مصطفی ﷺ میں عوام کی بے پناہ قربانیوں کے نتیجہ میں برسر اقتدار آئی تھی اور اس وعدہ پر اس نے زمامِ اقتدار سنبھالی تھی کہ ملک میں اسلامی نظام کی ٹھوس بنیاد قائم کی جائے گی اور غیر جانبدارانہ انتخاب کے ذریعہ نمائندہ حکومت کے قیام کا اہتمام کیا جائے گا۔ لیکن پانچ سال کا طویل عرصہ شاہد ہے کہ حکومت ان دونوں وعدوں کی تکمیل میں ناکام ہوگئی ہے۔ نہ تو وہ عام انتخابات کے انعقاد کے لئے ابھی تک تیار ہے۔ اور نہ ہی اسلامی نظام کے سلسلہ میں اس کے اقدامات محض سطحی، کاغذی، اور رسمی کاروائیوں سے آگے بڑھ سکے ہیں اس لئے ان حالات میں ہماری طرف سے موجودہ حکومت کی کسی بھی نوعیت کی حمایت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمارا مطالبہ ہے کہ (۱) سیاسی سرگرمیاں بحال کی جائیں۔ (۲) سنسر شپ ختم کی جائے۔ (۳) تمام سیاسی جماعتوں کو آزادانہ طور پر کام کرنے کا موقع دیا جائے اور (۴) ۱۹۷۳ء کے دستور کے تحت آزادنہ انتخابات کا جلد از جلد اہتمام کیا جائے۔

اگر موجودہ حکومت اپنے وعدوں کی تکمیل کی طرف عملی پیش رفت کرتی تو ہمیں اس کی حمایت کرکے یقیناً خوشی ہوتی اور اسی جذبہ سے ہم نے موجودہ حکومت کے تحت وزارتوں میں شرکت بھی کی تھی لیکن اسلامی نظام کے موثر نفاذ اور جمہوری عمل کی بحالی میں حکومت کی مسلسل ناکامی

---

[1] **وفاقی مجلس شوریٰ میں نفاذ اسلام کی کوششیں:** الحمدللہ مجلس شوریٰ کے اختتام تک تنفیذ شریعت کے جدوجہد میں لگے رہے اور ہم نے اسلامی قوانین کے لئے وفاقی مجلس شوریٰ کو میدان کارزار بنادیا۔ بقول کے ان دنوں وفاقی مجلس شوریٰ قوانین دیت قصاص، قوانین شہادت قوانین شفعہ اور دیگر احکام پر بحث ومباحثے سے ایک دینی دارالعلوم کا منظر پیش کررہا تھا۔ باہر رہتے تو ساری صلاحیتیں مغربی جمہوریت اور سیکولر طبقات کی کفش برداری اور ان کی رونق بڑھانے میں صرف ہوتیں۔ یہاں جدوجہد اور ساری تگ ودو تنفیذ اسلام کیلئے تھی اور فوجی ڈکٹیٹروں کے سنگینوں کے سائے میں ہم نے فوجی پارلیمنٹ (وفاقی مجلس شوریٰ) میں اسلام کی جنگ جس مردانہ وار بے جگری کے ساتھ لڑی اسکی تفصیل ایک ضخیم کتاب کے شکل میں شائع ہورہی ہے۔ مکتوب نگار نے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے نام ایک مکتوب نمبر ۱۰ میں اگلے ہونے والے غیر سیاسی انتخابات میں مولانا سمیع الحق اور دیگر اکابر جمعیۃ کو کسی نہ کسی طرح سینٹ میں بھیجنے کی خواہش ظاہر کی اور خود شیخ الحدیثؒ کے ۱۹۸۵ء کے قومی اسمبلی کے لئے انتخاب پر مبارکبادوی (س)

کی ذمہ داری میں ہم شریک ہونے کے لئے قطعاً تیار نہیں ہیں اور مذکورہ بالا مطالبات پر سختی کے ساتھ قائم ہیں اور اسی جذبہ کے تحت ہم نے حکومت کی قائم کردہ وفاقی کونسل میں شامل ہونے والے جماعتی ارکان کی رکنیت بھی معطل کر دی ہے۔

افغانستان کے حالات کی وجہ سے حکومتی تصادم سے گریز: (۲) حکومت کے ساتھ اس واضح اور دوٹوک اختلاف کے بلا جھجک اظہار کے باوجود ہم ملک میں تصادم کی سیاست کو سرِدست موزوں خیال نہیں کرتے۔ اولاً اس لئے کہ عوام بھی اس حد تک ذہنی طور پر تیار نہیں ہیں کہ وہ سڑکوں پر نکل آئیں اور عوام کی بھرپور شرکت کے بغیر تحریک یا تصادم کی بات کرنا جماعتی کارکنوں کو بے مقصد اور قبل از وقت آزمائش میں ڈال دینے کے سوا اور کسی نتیجہ پر منتج نہیں ہوگا۔ ثانیاً اس لئے کہ افغانستان میں روسی جارحیت سے پیدا شدہ صورت حال کو کسی طور بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے ملک میں ایسے عناصر ڈھکے چھپے نہیں رہے جو افغانستان میں روس کی مداخلت کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں۔ اس کے دائرہ کو پاکستان کی سرحدوں تک وسعت دینے کے خواب دیکھ رہے ہیں اور پاکستان میں روسی مداخلت کا معاذ اللہ کھلم کھلا خیر مقدم کرنے کی باتیں کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم کسی ایسے تصادم اور تحریک میں حصہ دار بننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جس کا نتیجہ ایسے عناصر کی حوصلہ افزائی اور روسی جارحیت کے دائرہ کار کی وسعت کی صورت میں سامنے آنے کا احتمال ہو۔

ایم آر ڈی میں پیپلز پارٹی کیساتھ جمعیۃ کا اشتراک عمل ناجائز ہے: (۳) ایم۔آر۔ڈی۔ کے سلسلہ میں عرض ہے کہ اگرچہ قائد مرحوم حضرت مولانا مفتی محمود قدس سرہ العزیز نے اس ضمن میں گفت وشنید کا آغاز کیا تھا اور اگر ان کی موجودگی میں یہ بیل منڈھے چڑھ جاتی تو ہمارے لئے ان کی ذمہ داری پر اس میں شرکت نسبتاً آسان بات ہوتی اور ان کی بھاری بھرکم اور ناقابل تسخیر شخصیت کی موجودگی اس امر کی ضامن ہوتی کہ بات ہماری نظریاتی حدود سے تجاوز نہ کر سکے گی۔ لیکن حضرت مفتی صاحبؒ کی وفات کے بعد ایک تو ہم ان کی قائدانہ شخصیت کے وزن سے محروم ہو گئے اور دوسرا یہ کہ اب تمام تر فیصلہ کی ذمہ داری براہ راست خود ہم پر آ پڑی اس لئے ہمارے لئے یہ بات عملاً مشکل ہو گئی کہ ہم ایم۔آر۔ڈی میں پیپلز پارٹی کے ساتھ اشتراک عمل کی ذمہ داری کو قبول کر سکیں۔ اسی بناء پر ہم نے ایم۔آر۔ڈی جماعتی شرکت کو قبول کرنے سے سختی کے ساتھ انکار کر دیا اور ہمارے اس مؤقف کو بالآخر ان حضرات نے بھی برملا قبول کرنے کا اعلان کیا جو ایم، آر، ڈی میں شرکت کے حامی تھے۔ اور جنہوں نے ایم، آر، ڈی کی دستاویز پر دستخط ثبت کئے تھے۔ ہم آج بھی اپنے اس مؤقف پر پوری مضبوطی اور استقامت کے ساتھ قائم ہیں کہ چونکہ (۱) پیپلز پارٹی اپنے سات سالہ دورِ اقتدار میں جمہوریت اور اسلام کے خلاف اپنے اقدامات پر قوم سے معذرت کے لئے تیار نہیں ہے۔ (۲) پیپلز پارٹی ملک میں اور بیرون ملک بھی تخریب کاری اور ملک دشمن سرگرمیوں میں پوری طرح ملوث ہے۔ (۳) آئندہ کیلئے بھی اس پارٹی کے عزائم وہی ہیں جن کا اظہار وہ اپنے سات سالہ دورِ اقتدار میں عملاً کر چکی ہے۔ اور (۴) پیپلز پارٹی خود اپنے اندر مزاحمت اور تصادم کی ہمت نہ پاتے ہوئے محب وطن اور جمہوریت پسند عناصر کو آگے کر کے اپنے اقتدار اور عزائم کے لئے قربانی کا بکرا بنانا چاہتی ہے۔ اس لئے ایم۔آر۔ڈی یا کسی بھی ایسے سیاسی اتحاد میں جس میں پیپلز پارٹی شریک ہو ہماری شمولیت کا قطعاً کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارا یہ مؤقف دوٹوک ہے اور میں نے اسی بناء پر حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ سے ان حضرات کے خلاف تادیبی کارروائی کی سفارش کر دی ہے جو جماعتی پالیسی سے انحراف کرتے ہوئے ایم۔آر۔ڈی کے ساتھ ابھی تک تعلق قائم رکھے ہوئے ہیں۔

تحریک نظام مصطفیٰ میں پیپلز پارٹی سے نہیں حکومت سے مذاکرات: یہاں میں ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری خیال کرتا ہوں جس کا ذکر ایم۔آر۔ڈی کے حمایتی عناصر کی طرف سے بڑے شد ومد کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ اگر پیپلز پارٹی کے ساتھ مل بیٹھنا اتنا بڑا جرم ہے تو پھر

تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے دوران پیپلز پارٹی کے ساتھ مذاکرات کی میز پر کیوں بیٹھے تھے؟ یہ بات محض غلط فہمی یا خود فریبی ہے کیونکہ ان مذاکرات میں قومی اتحاد کے خلاف فریق پیپلز پارٹی نہیں بلکہ وقت کی حکومت تھی اور حکومت کوئی بھی ہوتی اس کے ساتھ مذاکرات ناگزیر تھے یہی وجہ ہے کہ ان مذاکرات میں سرکاری وفد پیپلز پارٹی کے چیئرمین اور جنرل سیکرٹری پر نہیں بلکہ وزیراعظم اوران کے دو رفقاء پر مشتمل تھا اور اس کی نوعیت ایسی تھی جس طرح آج پاکستان اور ایران کی حکومتیں کابل حکومت کو تسلیم نہ کرتے ہوئے بھی کابل کی انتظامیہ کے حوالے سے اس کے ساتھ مذاکرات پر مجبور ہیں اس لئے ان مذاکرات کو پیپلز پارٹی کے ساتھ اشتراک عمل کے جواز کے طور پر پیش کرنا درست نہیں ہے۔

<u>سیاسی جدوجہد کیلئے جماعتی پلیٹ فارم</u>: ان حالات میں ملک بھر میں تمام جماعتی کارکنوں سے میری استدعا ہے کہ جذبات کی رو میں بہنے کی بجائے ٹھنڈے دل ودماغ کے ساتھ مجموعی صورت حال پر غور کریں اور ایسی مساعی کی حوصلہ افزائی نہ کریں جو جماعتی پالیسی کو غلط رُخ پر لے جانے کا باعث بن سکتی ہوں بلکہ جماعتی پلیٹ فارم سے ۱۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کی بحالی ۲۔ سیاسی عمل کی بحالی ۳۔ سنسرشپ پر خاتمہ ۴۔ عام انتخابات کے جلد از جلد انتخابات ۵۔ اور اسلامی نظام کے مؤثر نفاذ کے لئے جدوجہد جاری رکھیں۔ اپنے خطبات، تقاریر اور بیانات میں ان امور پر مسلسل زور دیتے رہیں اور عوام کو ذہنی طور پر ایسی جدوجہد کے لئے تیار کرتے رہیں۔ جس جدوجہد کو ہم اپنے جماعتی پلیٹ فارم سے کنٹرول کر سکیں اور جس کے نتائج کو ہم جماعتی مشن کے لئے مفید بنا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے رضا کے لئے دین حق اور ملک وقوم کی مؤثر اور مثبت خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام احقر عبیداللہ انور ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان

☆☆☆

عبیداللہ بیگ[1] اسلام آباد

(پی ٹی وی سے کتابوں کا تعارفی پروگرام)

۲۱ رفروری ۱۹۸۲ء

محترمی ومکرمی مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ''اسلام اور عصر حاضر'' کے ساتھ شیخ الحدیث مدظلہ کی ''دعوات حق'' دوجلدیں اور موتمر المصنفین کی دو اور مطبوعات موصول ہوئیں۔ بہت بہت شکریہ، جیسا کہ آپکے علم میں ہے ہمارے پروگرام نئی کتابوں کے بارے میں ہوتے ہیں اور اس ذیل میں مولانا الطاف الرحمان صاحب بنوی کی تصنیف ''روسی الحاد'' اس پروگرام میں شامل کی جاسکتی ہے۔ براہ کرم واپسی ڈاک مطلع فرمائیں کہ بقیہ کتابیں میں واپس کردوں یا پاکستان ٹیلی وژن کی لائبریری کو آپ کی طرف سے بطور تحفہ پیش کردوں۔ ہمیں امید ہے کہ آنجناب مع الخیر ہونگے۔ استدعا ہے کہ خادم کو دعائے خیر میں یاد رکھیں گے۔

آپکا مخلص (عبیداللہ بیگ) برائے شعبہ تعلقات عامہ پاکستان ٹیلی ویژن اسلام آباد

---

[1] جناب عبیداللہ بیگ بڑے صاحب علم ودانش شخص ہیں ٹی وی کے پروگرام کسوٹی سے ان کی ذہانت وحاضر دماغی آشکارا ہوگی۔ ٹی وی سے وابستہ رہے۔ ناچیز اور ماہنامہ الحق کے بے حد قدر دان ہیں۔ بعض اداریوں کے پیرے کے پیرے ازبر تھے۔ مکتوب کا تعلق ٹی وی سے کتابوں کے تعارفی پروگرام سے ہے۔

مولانا عبیداللہ چترالی حقانی شہید[1] پشاور

(۱)

(آغا خانیت کے خلاف دعوتی اور علمی کام ○ پابندی ضلع بدری کی آغا خانیت کے بارہ میں کتاب لکھنے کا ارادہ)

۱۸؍ ستمبر ۱۹۸۱ء

بخدمت جناب استاذ محترم مدیر ماہنامہ الحق زید مجدہ! السلام علیکم، چونکہ ڈی سی چترال کیطرف سے فدوی پر دو ماہ کیلئے لگائی گئی پابندی کی میعاد ختم ہونے پر میں ۲۰؍ اکتوبر کو چترال واپس گیا تھا سلسلہ تبلیغ اور آغا خانیت کی تردید شروع کرنے پر ڈی سی نے مزید دو ماہ کیلئے فدوی کو ضلع خارج کرنے کا حکم صادر کیا اور ۱۸؍ نومبر کو مجھے پشاور پہنچایا گیا اور ابھی چترال میں اس فیصلے کے خلاف زبردست احتجاج شروع ہے خدا ہی جانتا ہے کہ نتیجہ کیا نکلے گا میں مندرجہ بالا حالات کی وجہ سے خدمت عالیہ میں خط ارسال نہ کر سکا۔ اب مدرسہ میں ہی بیٹھ کر خط ہذا تحریر کر رہا ہوں امید ہے کہ تاخیر پر رنجیدہ خاطر نہ ہو جائینگے۔ گلگت والے صاحب کی تحریر کردہ آغا خانی کتابوں کا جو مواد جناب نے مجھے دیا تھا میں نے ان کا مطالعہ کیا ہے اگر خدا نے موقعہ دیا تو مشاہیر اسلام کی کتابوں کا مطالعہ کر کے اس فرقے کے خلاف ایک کتاب تحریر کروں گا۔ آپکی دعاؤں کی اشد ضرورت ہے امید ہے کہ شائع شدہ کتاب ''اسماعیلی مذہب قرآن وحدیث کے آئینے میں'' کے بارے میں الحق میں تبصرہ شائع فرمائینگے۔ اگر دارالعلوم کیطرف سے کتاب کی دوبارہ اشاعت کا انتظام ہو سکتا ہے تو میں مسودے کو دوبارہ لکھ کر بھیج دونگا۔ حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب کی خدمت میں آداب وسلام۔ دعا کی درخواست ہے۔

والسلام فقط دعا گو عبیداللہ عفی عنہ چترالی مدرس دارالعلوم سرحد پشاور

(۲)

(فرقہ آغا خانیہ اور ا کا برامت)

ستمبر ۱۹۸۱ء

الحق فرقہ آغا خانیہ کے بارہ میں ایک مراسلہ پڑھا جس میں یہ تھا۔ کہ مولانا تھانوی کے علاوہ کسی عالم نے اس کے خلاف قلم نہیں اٹھایا۔ حالانکہ علماء اس کے خلاف جہاد کرتے رہے ہیں جامع الازہر کے ایک سابق وائس چانسلر نے کافی تحقیق کی ہے اور اس کو اسماعیلیہ کے ساتھ باطنیہ کا نام بھی دیا ہے مولانا عبدالحی لکھنوی کا فتویٰ بھی موجود ہے آپ ہی کی بابرکت کاوشوں کے نتیجے میں احقر نے بحمد اللہ اس فرقہ کے متعلق ایک رسالہ حال ہی میں اسمٰعیلی مذہب قرآن وحدیث کے آئینے میں لکھ دیا ہے جس پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی تقریظ بھی ہے اور اب شائع ہو چکی ہے۔ ہمارا علاقہ چترال وہنزہ میں اس فرقہ کے بارہ میں ہم لوگ مصروف دعوت حق ہیں۔

(مولانا عبیداللہ چترالی فاضل دارالعلوم حقانیہ، مدرس دارالعلوم سرحد پشاور)

---

[1] مولانا چترالی۔ چترال کے جری نڈر عالم دارالعلوم حقانیہ میں طالب علمی کے دور میں ناچیز سے پڑھنے پڑھانے کے تعلق کے علاوہ تحریری میدان میں بھی فرق باطلہ بالخصوص آغا خان مذہب وغیرہ کے سلسلہ میں بھی افادہ استفادہ کا سلسلہ جاری رکھا۔ الحق میں کئی اہم چیزیں شائع ہوئیں اس فرقہ کے علمی اور سیاسی تعاقب میں لگے رہے جمعیۃ علماء اسلام کے سرگرم رہنما تھے۔ جذبہ تعاقب باطل کی وجہ سے نامعلوم ظالموں کے ہاتھوں شہید کر دیئے گئے۔ پشاور میں ایک وقیع مدرسہ یادگار چھوڑا جسے ان کے مادر علمی حقانیہ کے حقانی رفقاء درس چلا رہے ہیں۔

مولانا سید عبید اللہ شاہ کاکا خیل[1] اسلام آباد

(۱)

(موٹر وے چوک اسلام آباد میں مسجد کا سنگ بنیاد)

بخدمت عالی محترم ومکرم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب۔ سینیٹر وقائد جمعیۃ علماء اسلام۔ وفقہ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ہماری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ جناب والا کی سفر سے بخیر واپسی ہوئی۔ نزد موٹر وے چوک اسلام آباد میں مسجد دارالاسلام کی تعمیر کا سنگ بنیاد منسلک پروگرام کے مطابق طے ہے۔ جناب سے التماس ہے کہ آپ اس مبارک تقریب میں شرکت اور سرپرستی فرما کر ممنون فرمائیں۔

والسلام اخوکم المخلص سید عبید اللہ شاہ خطیب مسجد باب الاسلام اسلام آباد

(۲)

گرامی قدر محترم جناب ....السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تقریب سنگ بنیاد

مسجد دارالاسلام نزد موٹر وے چوک۔ اسلام آباد

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے اللہ کیلئے اسکے گھر کی تعمیر کی اللہ تبارک وتعالیٰ جنت میں اسکے لیے گھر بنائینگے۔ (الحدیث) کیا آپ چاہتے ہیں کہ جنت میں آپ کا گھر بنے۔ یقیناً آپ چاہتے ہیں۔ آیئے موٹر وے چوک کے قریب ڈھائی کنال کے وسیع رقبے پر پہلی عظیم الشان مسجد کی تعمیر کا سنگ بنیاد مورخہ 7 اپریل 2007 بروز ہفتہ رکھا جارہا ہے۔ اس بابرکت تقریب میں مقررہ تاریخ پر 1,30 بجے دن شرکت فرما کر ممنون فرمائیں۔ اس عظیم منصوبے کیلئے دو کروڑ روپیہ درکار ہے۔ جناب والا خود معائنہ فرما کر اس کار خیر میں اللہ کی خوشنودی کیلئے بھرپور حصہ لیں۔

شیخ القرآن مولانا سید عبید اللہ شاہ

خطیب مسجد باب الاسلام

☆☆☆

سردار عتیق احمد خان[2] صدر آزاد کشمیر

(تعزیت نامہ)

مکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ کی والدہ محترمہ کے انتقال کی خبر سن کر مجھے بیحد صدمہ ہوا ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ سمیت دیگر تمام لواحقین خصوصاً مولانا عبدالحق صاحب کو یہ صدمہ برداشت کرنے کا حوصلہ بخشے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام۔ آپکا مخلص۔ سردار عتیق احمد خان چیئرمین کشمیر یوتھ اسمبلی

بخدمت جناب سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، پشاور

۱۔ مولانا دارالعلوم حقانیہ کے جید فضلاء میں سے ہیں۔ اسلام آباد میں مسجد باب الاسلام کے خطیب ہیں اور مدرسہ بھی چلا رہے ہیں۔ اختلاف کے بعد جمعیۃ علماء اسلام (س) کی نشأۃ ثانیہ اسی مسجد میں ہوئی۔ مولانا جمعیۃ کے تاسیسی رہنماؤں میں سے ہیں۔ ان کی مسجد جمعیۃ کی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔

۲۔ سردار عبدالقیوم خان آزاد کشمیر کے فرزند کشمیر یوتھ اسمبلی کے چیئرمین اور آخر میں ریاست آزاد کشمیر کے صدر بیدار مغز نوجوان

مولانا عتیق احمد قاسمی[1] مراد آباد انڈیا

(۱)

(مولانا عبدالحق ماہنامہ الحق کا ذکر)

۴/نومبر ۱۹۸۳ء

مکرم ومحترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ آپ صحت وعافیت کے ساتھ تحقیقی اور دعوتی کاموں میں مصروف ہونگے عرصہ دراز سے آپکے نام کوئی خط روانہ نہیں کر سکا جس پر معذرت خواہ ہوں امید ہے کہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم بھی صحت وعافیت کے ساتھ طالبین حق کو مستفید فرما رہے ہونگے۔ پاکستان میں وہی ہمارے بزرگوں کی آخری یادگار ہیں اللہ تعالیٰ انکا مبارک سایہ مدت دراز تک ملت اسلامیہ کے سر پر قائم رکھے اور انکی ذات ستودہ صفات سے کسب فیض کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آپ کا مؤقر ماہنامہ الحق میرے مدرسہ امدادیہ مراد آباد میں قیام کے زمانہ میں برابر پابندی سے آتا رہا۔ اور غالباً اب تک بھی وہ اسی پتہ پر آرہا ہے۔ میں ایک مدت سے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تدریس وتصنیف میں مصروف ہوں حضرت مولانا علی میاں دامت برکاتہم کے زیر سایہ تحقیق ومطالعہ میں منہمک ہوں اب تک میں آپ کو اپنی یہاں منتقلی کی بات نہیں لکھ سکا تھا۔ دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ کے موقعہ پر آپ سے چند منٹ کی جو ملاقات ہوئی تھی اسکی خوشگوار یادیں اب بھی دل ودماغ میں بسی ہوئی ہیں۔ مراد آباد سے میرے احباب الحق کے بعض شمارے بھیج دیا کرتے ہیں لیکن پابندی سے نہیں مل پاتے اسلئے آپ اس پتہ پر الحق روانہ کرنے کی زحمت کریں۔

مولانا عتیق احمد قاسمی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

(۲)

(غیر مسلموں میں دعوت وتبلیغ کی اہمیت)

پاکستانی رسائل کے لئے مضامین بھیجنا بہت دشوار کام ہے ڈاک کے اخراجات برداشت کرنے کے بعد بھی یہ یقین نہیں ہوتا کہ مضمون بحفاظت وہاں تک پہنچ جائیگا۔ اسلئے اب الحق کیلئے اپنی کوئی چیز نہیں بھیج پاتا۔ ماہنامہ برہان (دہلی) کے ستمبر کے شمارے میں میرا ایک مضمون "غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ ودعوت کی شرعی حیثیت اور اسکی ضرورت واہمیت" کے موضوع پر شائع ہوا ہے میرے خیال میں پاکستان میں اسکی اشاعت انتہائی مفید رہیگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وہاں مسلمانوں کو تبلیغ ودعوت کا بڑا میدان دے رکھا ہے۔ اگر مفید اور ممکن ہو تو آپ الحق میں اسکی اشاعت کریں اور کتابی شکل میں شائع کر سکتے ہیں۔ امید ہے کہ پاکستان کے حالات دن بدن بہتر ہو رہے ہونگے۔ اس وقت پاکستان انتہائی نازک اور اہم موڑ پر کھڑا ہے۔ علماء اور اہل دین کی صحیح قیادت ہی اسکے مستقبل کو سنوار سکتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ دین کا نام بلند کرنے والوں کی جذباتیت اشتعال انگیزی اور کم فہمی وبے دانشی پاکستان جیسے ملک کو جو بڑی عظیم قربانیوں کے بعد بنا ہے۔ تباہی کے دہانہ پر نہ کھڑا کردے۔ ان حالات میں آپ ہی جیسے ارباب علم اصحاب بصیرت سے صحیح رہنمائی کی توقع کی جاسکتی ہے۔

محتاج دعا: عتیق احمد قاسمی بستوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) ورفیق مجلس تحقیقات ونشریات لکھنؤ ۴/نومبر ۸۳

(۳)

مئی ۲۰۰۰ء

(جشن صد سالہ دیوبند میں ملاقات ○ دارالعلوم دیوبند میں دو متوازی گروپوں کی محاذ آرائی ○ حقانی فضلاء کی داستان شہادت ○ مولانا عبدالحق اور مفتی محمود رول ادا کریں)

مخدوم ومکرم جناب ایڈیٹر صاحب ماہنامہ "الحق"، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ جناب والا خیر وعافیت کیساتھ ہونگے۔ اجلاس صد سالہ دارالعلوم کی مقدس تقریب میں آپ بزرگوں کی زیارت نصیب ہوئی آپ سے چند منٹ کی ملاقات رہی سیمنار میں احقر بھی شریک

[1] دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے مدرس اور تحقیقی تصنیفی کاموں میں مولانا علی میاں مرحوم کے ادارہ تحقیق ونشریات کے رکن (س)

تھا وہاں پر آپ کا اور حضرت مولانا محمد تقی صاحب کا مقالہ سن کر مستفید ہوا۔ دارالعلوم کے اجلاس میں پاکستان کا مفتر شریک تھا لیکن افسوس کہ ہم سب نہ ان کی ضیافت کر سکے اور نہ ان سے زیادہ استفادہ اور تبادلہ خیالات کا موقع مل سکا لیکن اب افسوس کرنا لا حاصل ہے خدا جانے دل کے مقبرہ میں کتنے "کاشکے" دفن ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مستقبل قریب میں پھر کوئی ایسا مبارک موقع مرحمت فرمائے۔ ابھی دو ہفتہ کے اندر اندر الحق کے دو شمارے (فروری مارچ، مارچ اپریل) موصول ہوئے آپ کی اس ذرہ نوازی اور کرم فرمائی کا بہت شکرگزار ہوں کہ آپ نے اس بلند پایہ علمی، تحقیقی رسالہ کو میرے نام جاری فرما کر علوم حقانیہ سے استفادہ کا راستہ کھول دیا ہے۔ فروری مارچ کے شمارے میں علماء حقانی کی داستان شہادت کا مطالعہ کر کے آنکھیں غمناک ہوگئیں اور دل میں جذبہ جہاد کروٹیں لینے لگا اللہ تعالیٰ ان مجاہدین کو کامیاب فرمائے اور ظالم روسیوں اور کمیونسٹوں کو ذلیل وخوار کرے۔ میرے پاس فی الحال دو تازہ غیر مطبوعہ مضامین موجود ہیں ان میں سے جو آپ پسند فرمائیں الحق کیلئے روانہ کروں (دارالعلوم دیوبند کی فقہی خدمات فل اسکیپ ۱۳ صفحات (۲) مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ اوران کے تعلیمی نظریات، فل اسکیپ ۱۴ صفحات،

ایک ضروری بات یہ ہے کہ ابنائے قدیم دارالعلوم کے نام پر دو تنظیمیں قائم ہوگئیں ایک کے صدر حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہ ہیں دوسری تنظیم دارالعلوم کی طرف سے قائم ہوئی ہے جس کے صدر حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ ہیں۔ دونوں تنظیموں میں شدید ترین اختلافات پیدا ہوگئے ہیں اور دونوں طرف سے ایک دوسرے کے خلاف تیز وتند مضامین اور مراسلے شائع ہو رہے ہیں اس سے دارالعلوم دیوبند اور علماء دیوبند کی ساکھ بہت تیزی کیساتھ گر رہی ہے، مخالفین بہت خوش ہیں مذہب بیزار طبقہ اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر اسلام کے خلاف زہر اگل رہا ہے۔ حالات بہت بھیانک ہیں اگر ایسے ہی حالات قائم رہے تو آئندہ تصادم کا اندیشہ ہے زیادتی کسی کی ہو لیکن یہ صورت حال نہایت خطرناک اور دردانگیز ہے ہندوستان سے جانے والے اخبارات کے ذریعہ شاید آپ حضرات کو کچھ حالات معلوم ہوئے ہوں لیکن پوری تفصیل علم میں نہیں آسکی ہوگی بات یہیں تک محدود نہیں ہے بلکہ اکابر واسلاف دیوبند حضرت شیخ الہند، مولانا سندھی، علامہ کشمیری، حافظ احمد صاحب، مولانا حبیب الرحمان صاحب عثمانی، علامہ شبیر احمد عثمانی، شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمہم اللہ میں کبھی کبھی جو معمولی نظریات اختلافات پیدا ہوئے انھیں اپنی مطلب برآری کیلئے بڑے بھونڈے انداز میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس اختلاف کا اثر تمام مدارس پر پڑ رہا ہے ہر جگہ دو متوازی گروپ بن گئے ہیں اس صورت حال سے ہر سمجھدار آدمی پریشان ہے دونوں طرف اکابر ہیں۔ آخر ان کے اختلاف کو کون ختم کرائے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب قدس سرہ کے بیچ میں پڑنے سے غالباً مسئلہ حل ہوتا لیکن حضرت بہت معذور ہو چکے ہیں نیز حجاز میں ہیں۔

<u>مولانا عبدالحق اور مفتی محمود رول ادا کریں:</u> اس وقت ضرورت ہے کہ پاکستان کے اکابر علماء درمیان میں پڑ کر خلیج کو پائیں اور اختلاف ختم کرائیں خواہ انھیں اس کام کیلئے ہندوستان کا سفر کرنا پڑے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہ اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ اچھا رول ادا کر سکتے ہیں ان دونوں بزرگوں کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنے کے بعد براہ کرم میرے احساسات سے انھیں آگاہ فرمائیں خدا کیلئے آپ حضرات کوئی شکل پیدا کر کے اختلافات کو ختم کرائیں تا کہ علماء دیوبند کا وقار مجروح نہ ہو اور مخالفین کو جگ ہنسائی کا مزید موقعہ نہ ملے۔ اگر چہ اس کیلئے پاکستان کے اکابر علماء اور رہنماؤں کو آنے کی زحمت گوارا کرنی پڑے خود بھی دعا فرمائیں اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہ سے بھی دعا کی درخواست کریں۔ آپ کے جواب کا شدت سے انتظار ہے۔

نیازمند عتیق احمد مدرسہ امدادیہ مراد آباد ہند

مولانا عتیق الرحمان سنبھلی[1] الفرقان لکھنؤ

(۱)

(طلبہ دیوبند میں دو اساتذہ میں نافع اور انفع سے امتیاز)

برادر مکرم محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ ملا۔ جو میرے عریضے کے جواب میں ہے۔ میں غالباً صحیح سمجھ رہا ہوں۔ کہ آپ کے "حضرت مولانا عبدالحق صاحب" سابق استاذ دارالعلوم ہیں۔ جن کو ہم تلامذہ نے دوسرے مولانا عبدالحق صاحب (نافع گل) سے امتیاز کیلئے "انفع" بنالیا تھا۔ بہر حال سلام عرض کریں۔ ایک بات اور دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ ہوسکتا ہے آپ سے پتہ چل جائے۔ میرے دیو بند کے ایک ساتھی چارسدہ کے مولوی مطلع الانوار تھے۔ بالفرض اگر آپ کو اُن سے کوئی واقفیت ہو اور پتہ وغیرہ معلوم ہو تو تکلیف کر کے مجھے مطلع فرمائیں۔ الفرقان کے پرانے فائل ۷۰ء سے مل سکتے ہیں۔ یعنی ۷۰ء سے اب تک کے ذریعہ ترسیل ڈاک ہی ہے۔ قیمت لاہور میں اسی پتہ پر جمع ہوگی۔ جن پر الفرقان کی رقوم جمع ہوا کرتی ہیں۔

میں الفرقان کیلئے آپ کے اشتیاق جدو جہد کی قدر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کی محبت کے اثر سے برکت فرمائے۔

آپ کا تازہ کارڈ بعض کتب کیلئے جو آیا ہے۔ انشاء اللہ بھیجی جائیں گی۔ والسلام عتیق الرحمٰن

(۲)

۲رمارچ ۱۹۵۸ء (تاریخ دعوت وعزیمت میں اس صدی کے اکابر سے گریز O شیخ الاسلام مدنی کے آمالی)

برادر محترم! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ نامہ گرامی ملا۔ جواب کیلئے شکر گزار ہوں۔ مولانا محمد یوسف صاحب[2] کو تاریخ دعوت وعزیمت بھجوائی جارہی ہے۔ نیز مولانا سید شیر علی شاہ کو الفرقان پشاور سے اگر کوئی صاحب خیر رسالہ جاری کرائیں گے تو لکھا جائے گا۔ لیکن آپ انکا نام لکھ کر بھیجیں تو اچھا ہے۔ تاکہ کسی اور کے نام کی اطلاع آپ کو نہ دی جائے۔

مکتوبات شیخ الاسلام ہمارے یہاں نہیں ہیں۔ اب منگا رہے ہیں تب آپ کو بھیجیں گے۔ اتنا انتظار نہ کرنا چاہیں تو لکھ بھیجیں۔

تاریخ دعوت وعزیمت[3] میں غالباً اس صدی کے حضرات نہیں آئیں گے۔ بعض مصالح کی بنا پر مولانا ندوی اسی میں عافیت سمجھتے ہیں۔ ویسے حضرت کے متوسلین کی پیاس بجھانے کیلئے کسی متوسل ہی کو آگے بڑھنا چاہیے۔ دیکھیئے سعادت کس کے حصہ میں آتی ہے۔ حضرت کے تذکرہ کیلئے صاحبزادہ اسعد میاں بہت جلد ایک مستقل ماہنامہ جاری کررہے ہیں۔ انشاء اللہ وہ ہم سب کیلئے کافی ہوگا۔ آپ کے پاس جو املائی[4] افادات ہیں میرا خیال ہے کہ ان کے لئے بھی یہی پرچہ زیادہ موزوں رہے گا۔ الفرقان کا مسئلہ یہ ہے کہ اُس کا حلقہ بہت مختلف قسم کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کے جو حضرت کے سیاسی مسلک کی وجہ سے اُن سے بعید ہیں۔ علاوہ ازیں

---

[1] مولانا محمد منظور نعمانی لکھنؤ کے لائق صاحبزادہ مدتوں الفرقان ماہنامہ لکھنؤ کے ادارت کے فرائض سرانجام دیتے رہے کافی عرصہ سے برطانیہ منتقل ہوئے اور لندن میں مقیم ہیں۔ تحقیقی مزاج کی وجہ سے ہر اہم قومی دینی سیاسی معاملہ میں منفرد اور جچی تلی رائے رکھتے ہیں۔ زمانہ طالب علمی دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ الحدیثؒ سے تلمذ حاصل رہا اور آخر تک والہانہ عقیدت کا رشتہ قائم رکھا نا چیز بھی کچھ اس نسبت اور کچھ ماہنامہ الحق کے کاموں کی وجہ سے محبت سے نوازتے ہیں۔

[2] مفتی محمد یوسف جیریؒ جو اس وقت دارالعلوم میں پڑھاتے تھے۔

[3] غالباً میں نے شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کو اس سلسلۃ الذھب زنجیر دعوت وعزیمت میں شامل کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔

[4] شیخ الاسلام کے املائی افادات کا جو ذخیرہ حضرت والد ماجدؒ کے پاس موجود تھا الفرقان کیلئے اسکے منتخبات بھیجنے کی خواہش ظاہر کی۔

اُن افادات کی نوعیت بہرحال درسی ہوگی اور ہمارے یہاں کے طرز درس اور آج کل کے مذاق تحریر میں خاصا فاصلہ ہے اسلئے یہ افادات شاید الفرقان میں فٹ نہ ہوسکیں۔ ویسے ہم نیاز مندوں کو حضرت سے جو تعلق ہے وہ غالباً آپ سے مخفی نہ ہوگا۔ حضرت الاستاذ کی خدمت میں سلام کہیے۔ والسلام عتیق الرحمان

(۳)

(شیخ الحدیث سے خاص تعلق اور غیر معمولی محبت)

۱۴ر جون ۱۹۵۸ء

محترم بندہ! سلام مسنون۔ گرامی نامہ موصول ہوا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس سے قبل ۲۱ر مارچ کو جناب سلطان محمود صاحب ناظم مدرسہ کی طرف سے سالانہ چندہ موصول ہو چکا ہے۔ یہ آپ نے دوبارہ کیسا چندہ بھیجا ہے؟

۲۔ الفرقان شعبان ورمضان دو بار وارسال خدمت ہے۔ اسکے بعد والا شوال کا بھی ملا یا نہیں؟

۳۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی سے میرا سلام عرض کردیں۔ ان کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ حضرت مولانا سے میرا خاص تعلق رہا ہے۔ اور اب بھی ان سے غیر معمولی محبت محسوس کرتا ہوں۔ جی چاہتا ہے کہ کبھی پھر ملاقات نصیب ہو۔ دو سال ہوئے پاکستان گیا تھا۔ مگر لاہور سے آگے نہ بڑھ سکا۔ اب اگر کوئی موقع ایسا آیا تو انشاء اللہ مولانا کی خدمت میں ضرور حاضری دوں گا۔

والسلام عتیق الرحمٰن سنبھلی

(۴)

(کتاب انسانی فضیلت کا راز پر تبصرہ)

۴ر مارچ ۱۹۵۹ء

برادر محترم! سلام مسنون۔ گرامی نامہ اور مرسلہ[1] کتاب ۲ عدد ملی۔ انشاء اللہ الفرقان میں تبصرہ کیا جائے گا۔ کتابت طباعت بھی ایسی بُری نہیں ہے۔ ہندوستان میں اس کتاب کی اشاعت کے بارے میں میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ دارالعلوم یا مولانا محمد سالم صاحب کے مکتبہ تاج المعارف کو اس کا مرکز بنائیں۔ ہمارے یہاں ضرورت ہوگی تو آپ سے منگالی جائے گی۔ اور اُس کا طریقہ لکھ دیا جائے گا۔

مولانا کی خدمت میں سلام اور دعا درخواست والسلام عتیق الرحمٰن

(۵)

(حضرت کی زیارت کو جی چاہتا ہے)

۷ر جنوری ۱۹۶۱ء

مکرمی! سلام مسنون۔ گرامی نامہ موصول ہوا۔ دفتر میں جو صاحب کام کرتے تھے وہ چند دن سے رخصت ہو گئے ہیں۔ معلوم نہیں آپ نے کس خط کے جواب میں یہ کارڈ لکھا ہے۔ اگر اطلاع ختم مدت خریداری کا کارڈ آپ کو پہنچا تھا اور یہ اُس کا جواب ہے تو عرض ہے کہ وہ کارڈ آپ کو غلطی سے چلا گیا ہوگا۔ ورنہ رجسٹر میں تو نہ صرف 16/3/1961 والی وی پی وصول درج ہے۔ بلکہ اس کے بعد 12/8/1961 کو بھی آپ کی جانب سے ایک منی آرڈر کی وصولیابی درج ہے۔ اس طرح آپ کا چندہ رجب ۸۲ء تک کا جمع ہو چکا ہے۔ اطلاعاً عرض ہے۔ استاذ معظم حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم کی خدمت میں میرا دست بستہ سلام عرض کردیں۔ زیارت کو جی چاہتا ہے خدا میسر فرمائے۔ والسلام عتیق الرحمٰن

---

[1] قاری محمد طیب کی جلسہ دستار بندی حقانیہ میں کی گئی تقریر جو ''انسانی فضیلت کا راز'' کے نام سے شائع ہوئی۔

(۶)

۲۷ر جون ۱۹۶۶ء (الحق کے ہندوستانی خریداروں کیلئے ماہنامہ دارالعلوم اور الفرقان کا پتہ)

برادر محترم۔ سلام مسنون۔ گرامی نامہ سے مشرف ہوا۔ تازہ پرچہ دیکھ کر مجھے خود بھی لکھنے کا خیال تھا مگر ذہن سے نکل گیا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اب جبکہ دارالعلوم کا پتہ ہوگیا ہے۔ اگر ضرورت ہوتو الفرقان کا پتہ نہ دیجئے۔ دراصل میں تو آپ سے انکار نہ کرسکا تھا۔ ورنہ میری معذوری ہے۔ کہ الگ حساب رکھنا اور بروقت اطلاع دینا میرے لئے مشکل ہے۔ دفتر میں نئے آدمی آجکل کام کررہے ہیں۔ لہٰذا کوئی خاص ضرورت نہ ہوتو صرف دارالعلوم ہی کا پتہ اب رکھئے۔ کتابوں وغیرہ کی ضرورت ہوگی تو میں ہر طرح حاضر ہوں۔ اور بھی جو خدمت میرے لائق ہو مجھے مسرت ہوگی۔ حضرت الاستاذ کی خدمت اقدس میں بصد نیاز سلام اور دعاؤں کی درخواست۔

والسلام عتیق الرحمان سنبھلی

(۷)

۲۵ر مئی ۱۹۶۹ء (حضرت الاستاذ کے زیارت کا اشتیاق)

محترمی! سلام مسنون۔ الفرقان کا ایک اشتہار ارسال ہے۔ الحق کی جس قریب ترین اشاعت میں اسکی گنجائش نکل سکے ممنون فرمادیں۔ میری خرابی صحت کے طویل سلسلہ سے الفرقان کی اشاعت کافی متاثر ہوئی ہے۔ اُسکے ازالہ کیلئے کچھ کوشش شروع کی ہے۔ یہ اُسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اور آپ سے تعاون کی پوری امید ہے۔

الحق برابر آرہا ہے۔ آپ کی محنت اور صلاحیت پر رشک آتا ہے۔ حضرت الاستاذ کی خدمت میں مؤدبانہ سلام۔ زیارت کا اشتیاق رکھتا ہوں۔ مگر موانع راہ کے علاوہ کمزوری سے زیادہ قصر ہمت کا شکار ہوں۔ والسلام عتیق الرحمٰن

(۸)

۳ر جولائی ۱۹۶۹ء (علمی ومطالعاتی زندگی سوالنامہ O والدہ ثانیہ کی علالت)

برادر گرامی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ موصول ہوا۔ مخلصین کی دعاؤں کے طفیل الحمدللہ ادھر کئی ماہ سے طبیعت کام کے قابل ہوگئی ہے۔ پروردگار اس عنایت کو برقرار رکھے اور زندگی بے کاری میں نہ گزرے۔ آپ کی فرمائش اس نوعیت کی ہے اُسکی تعمیل میری سعادت ہے۔ انشاء اللہ اس سے عہدہ برآ ہونے کی پوری کوشش کروں گا۔ ذرا یہ لکھدیں کہ کتنا وقت مجھے دے سکتے ہیں۔ آجکل گرمی بہت ہے۔ اور الفرقان کے طویل اداریوں کے علاوہ اُسکی توسیع اشاعت وغیرہ کے بھی کچھ کام چھیڑ رکھے ہیں۔ اگر تھوڑا سا وقت مل جاتا تو اچھا تھا۔ ویسے جتنی جلد ممکن ہوگا۔ میں اس کام کی کوشش کروں گا۔ والد ماجد ان دنوں والدہ کی علالت کی وجہ سے اس حال میں نہیں ہیں۔ خدا نے اگر جلد شفایاب کیا تو اُن سے بھی کچھ لکھنے کیلئے عرض کروں گا۔ میری والدہ کا انتقال ۴۳ء میں ہوچکا ہے۔ یہ والدہ ثانیہ ہیں جن سے میرے چار چھوٹے بہن بھائی ہیں۔ اس لئے اُن کی نازک علالت والد ماجد کیلئے خصوصی طور پر باعث تفکر ہے۔ اس ماہ کے الفرقان میں آپ نے ان کیلئے چند سطریں بھی دعا کیلئے پڑھی ہوں گی۔ مخدوم محترم کی خدمت میں دست بستہ سلام۔ والسلام عتیق الرحمٰن

(۹)

۲۳ر اگست ۱۹۷۱ء (۱۹۷۱ء کا الیکشن O شیخ کی ایک بار زیارت کی تمنا)

اخی الکریم ابن الکریم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ صادر ہوا۔ بڑی مسرت بخشی۔ ایک مدت سے سلسلہ ربط وضبط ٹوٹا ہوا تھا۔ خواب ہم بھی یہی دیکھ رہے تھے کہ الیکشن کے بعد حالات میں ضرور کچھ تبدیلی ہوگی۔ مگر وہ الیکشن تو ان سے بھی گئے گزرے حالات کی تمہید

ثابت ہوا۔اب تو نہ جانے کب تک کوایسی امیدوں کی زمین بنجر ہوگئی۔اور سچ تو یہ ہے کہ اب توان باتوں سے زیادہ دوسری باتوں کی فکر غالب ہے۔اخبارات ورسائل کی ڈاک پر ہمارے یہاں سے کوئی روک نہیں ہے۔دونوں طرف کی روک تمام آپ ہی کے یہاں ہورہی ہے۔بہر حال الفرقان کے پرچے آپ کو پچھلے دنوں میں نہیں پہنچے اور جو آئندہ اس بندش کے دوران میں نکلتے رہیں گے۔انشاء اللہ آپ کیلئے محفوظ رہیں گے۔البتہ ادھر سے آپ تک جانے والا دستیاب ہونا مشکل ہے۔اور ہو بھی تو اس کا اندیشہ ہے کہ اس کا بھی حشر آپ کے کسٹم پر ذریعہ ڈاک والا ہو۔سنا ہے کہ کسی تیسرے ملک کا آدمی ایسے کام کا محفوظ ذریعہ ہے۔

حضرت مولانا مدظلہ العالی کی خدمت میں میرا مؤدبانہ سلام عرض فرمادیں۔اللہ تعالیٰ تادیر حضرت کا سایہ قائم رکھے۔میں صرف شاگرد ہی نہیں عقیدت مند ہوں۔بہت جی چاہتا ہے کہ ایک آدھ بار زیارت کی سعادت پھر حاصل ہو۔فی الحال میرے لئے ہندوستان سے باہر کی سفر کیلئے قانونی مجبوری ہے۔ورنہ صحت کا جو حال عرصہ دراز سے چل رہا ہے۔خود اُسی کی وجہ سے جی چاہتا ہے کہ اُدھر کا سفر ہو جاتا۔

آپ نے حضرت مولانا پر مضمون کے سلسلے میں میرا وعدہ یاد دلایا ہے جب کہ میں نے اس وقت لکھا تھا۔یہ کام میرے لئے بڑا مسرت بخش ہوتا۔مگر کامل ایک سال ہوگیا کہ صحت کی خرابی نے اب قلم بھی ہاتھ سے کلیۃً چھین لیا ہے اگر الفرقان پہنچ رہا ہوتا تو آپ کو خود ہی اندازہ ہوتا۔بڑے بڑے واقعات ان دنوں میں ہوگئے۔اور میں نے یا تو کچھ لکھا ہی نہیں اور یا محض خانہ پری کیلئے دو تین صفحے کسی موقع پر بدقت تمام لکھے۔اس بنا پر آپ کے سوالنامہ کا جواب دینے سے بھی معذور ہوں۔والد ماجد کی خدمت میں پیش کردوں گا۔جیسا کہ آپ کا حکم ہے۔اگرچہ امید اُن سے بھی بہت کم ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو بخیر وعافیت رکھے۔نیک عزائم میں برکت دے اور ہم دور افتادوں کیلئے کچھ خوشخبریوں کا سامان ہو۔اس وقت تو اپنی فکروں کے ساتھ آپ حضرات کی فکروں کا ایک دوگونہ سلسلہ چل رہا ہے۔ والسلام عتیق الرحمٰن

(۱۰)

(شیخ الحدیث کی رحلت O رشتہ تلمذ O پورے معنی میں ایک ہی فرشتہ صفت انسان O معصوم اور دلنواز شیخ کی یادیں بجھے ہوئے دل کی رونق O پاکستان جانے کی محرک حضرت کی زیارت)

۱۳ر صفر ۱۴۰۹ھ / ۲۵ ستمبر ۱۹۸۸ء

برادر مکرم ومحترم سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ، غالباً ۸ ستمبر کا جنگ تھا جس میں میں نے استاذ مخدوم ومحترم کی رحلت کی خبر پڑھی۔اور دل مغموم ہو کر رہ گیا کہ مجھے نہ جانا تھا نہ جاسکا اور حضرت چلدیئے کہ اب ہماری زیارت کیلئے موت کے پُل سے گزر کر آؤ۔رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ الابرار الصالحین۔

۸ ستمبر کو جب یہ خبر پڑھی ہمارے یہاں پوسٹل اسٹرائک چل رہی تھی بس یہ سوچ کر کہ ڈاک کھلے گی تو خط لکھوں گا لگے ہاتھوں لکھنے سے رہ گیا۔ہمارے یہاں ایک دن بھی اسٹرائک ہو تو پوسٹ بکس (لیٹر بکس) سیل (Sealed) کردیئے جاتے ہیں یہ تو ایک ہفتے سے چل رہی تھی۔ڈاک کھلتے کھلتے دو ہفتے اور لگ گئے۔اور میں ایک مضمون لکھنے میں مشغول ہوگیا تو بات ہی ذہن سے اتر گئی۔حالانکہ اب چار پانچ دن سے ڈاک کھل گئی تھی کل یکا یک یاد آیا تو کیا بتاؤں کس قدر شرمندگی ہوئی۔کہ اسقدر محبت اور تعلق کے دعوے تھے اور یہ حقیقت نکلی۔لیکن محبت کے دعوے سے تو دستبردار ہونا میرے لئے ممکن نہیں۔

جن چند یادوں سے میرے بجھے ہوئے دل کی رونق تھی ان میں سے ایک یاد حضرت والا کے اس دور کی بھی تھی بلکہ ہے جب میں حضرتؒ کے

حلقۂ درس کا ایک طالب علم تھا اور اس معنی میں خوش نصیب طالب علم کہ مجھے تو اکثر طلبہ کی طرح حضرت سے محبت تھی ہی حضرت بھی میرے ساتھ محبت وشفقت کا معاملہ فرماتے تھے۔ میں نے شاید آپ سے کہا بھی تھا کہ پاکستان جانے کی اگر خواہش ہوتی ہے تو اس کے محرکات میں سے جذباتی محرک حضرت (علیہ الرحمہ) کی زیارت کا جذبہ ہوتا ہے ۱۹۴۷ء نے جو تقسیم کیا تو پھر صورت ہی کو ترس گئے کیا معصوم اور دلنواز ایک شرمیلی سی مسکراہٹ چہرے پر رہتی تھی۔ ع اب اسے ڈھونڈ چراغ رُخ زیبا لے کر

اللہ بال بال مغفرت فرمائے اور اکرام کے اعلیٰ درجات سے نوازے۔ فرشتہ صفت انسان پورے معنی میں ایک ہی دیکھنا یاد ہے۔ اللہ آپ کو ان کا پورا جانشین بنائے اور کسی معنی میں بھی جگہ خالی نہ رہنے پائے۔ والسلام عتیق الرحمٰن سنبھلی

میرے نام الحق جاری کرا دیجئے۔ زرسالانہ معلوم ہونے پر بھیجوں گا۔

(۱۱)

(ابوزھرہ مصری کی کتاب امام ابوحنیفہ کی سلفی تردید بنام تحقیق، مالک رام بنام مولانا علی میاں کی تحقیق)

۱۹۹۵ء

مخدوم زادۂ گرامی قدر مکرم ومحترم مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آج ہی گرامی نامہ مع الحق موصول ہوا ہے۔ آپ کی تحریر آنکھوں کی ٹھنڈک اور باعث عزت افزائی ہوتی ہے، ملاقات کی بھی امید دلائی ہے، جو مزید باعث مسرت۔ اللہ یہ امید برلائے آپ سے بہت سی باتیں کرنے کو جی چاہتا ہے۔ الفرقان کا اداریہ اگر کچھ فکر انگیز معلوم ہوا ہے تو اُس پر الحق میں اظہار خیال میرے خیال سے مفید ہو گا۔ ضرورت ہے کہ مسائل پر تبادلہ خیال ہو۔ اور بالکل (کسی حد تک) معروضی انداز میں ہو۔ شیخ ابوزہرہ مصری مرحوم کی امام ابوحنیفہ ضرور دیکھی ہوگی۔ اُس کو مکتبہ سلفیہ لاہور نے اپنی تردید بنام تحقیق سے ملوث کر کے اُردو میں شائع کیا ہے۔ میرا جی چاہتا تھا کہ وہ اس تحقیق کے بغیر آپ حضرات کے یہاں سے شائع کی جاتی۔ مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کی حضرت امام ابوحنیفہؒ پر جس کا نام شاید دفاع امام ابوحنیفہ ہے اس کی ایک کاپی مجھے درکار ہے قیمت جہاں فرمائیں گے ادا کر دی جائے گی کتاب کے نام کا تیقن نہیں ہے۔ براہ کرام مولانا حقانی سے دریافت فرمالیں۔ پیکٹ بند کر دیا تھا کہ ایک ضروری بات کے لیے کھول کر یہ اضافہ کر رہا ہوں۔ الحق میں مالک رام صاحب کا جو خط مولانا علی میاں کے نام بتایا گیا ہے وہ میں نے ارمغانِ دعوت میں خود دیکھا ہے۔ اس کی بنا پر میرا خیال یہ ہے کہ اس کو غلط فہمی سے مولانا محترم کے نام بتایا جارہا ہے۔ ورنہ یہ اصل میں ارمغان دعوت کے ایڈیٹر کلیم احمد صاحب کے نام ہے جو حضرت مولانا کے مسترشد ہیں اور غیر مسلموں میں دعوت اسلام کے کام سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ میری اس گزارش کی تائید خط کے ایک جملہ سے بھی ہوتی ہے، جو یہ ہے "کاش آپ سے پہلے ملاقات ہوگئی ہوتی"۔ میرے خیال میں تو حضرت مولانا سے ان (مالک رام) کی ملاقات بہت دفعہ ہوگئی ہوگی کم از کم ایک دفعہ کو تو میں قطعیت سے جانتا ہوں۔ اور یہ مالک صاحب کے انتقال سے پندرہ بیس سال پہلے کی بات ہے اور اس کا موقع تھا دارالمصنفین اعظم گڑھ کی گولڈن جوبلی، بہرحال میرے خیال میں اس خط کی بابت یہ غلط فہمی ہے کہ یہ مولانا علی میاں کے نام تھا۔

والسلام عتیق الرحمان سنبھلی لندن

(۱۲)

(ہمشیرہ کی وفات پر تعزیت)

۱۹۹۸ء

برادر مکرم ومحترم زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! دعا ہے کہ آپ مع جمیع متعلقین بخیر ہوں۔ میں ۸ جولائی تک ہندوستان میں تھا۔

وہیں "الحق" سے ہمشیرہ صاحبہ کی المناک وفات کی اطلاع ملی تھی۔ مگر الفرقان کے خاص نمبر کے کام میں اس طرح مصروفیت تھی اور اس پر مستزاد صحت کی ناسازی کہ فوری طور پر تعزیت کا فریضہ ادا نہ کر سکا اور۔ پھر طبیعت کی خرابی کی شدت سے ذھول ہی ہو گیا۔ یہاں پہنچ کر تازہ "الحق" نے یاد دہانی کی تو اپنی کوتاہی پر افسوس کرتے ہوئے اب دیر سے آپ کے اور میاں راشد الحق کے غم میں شریک ہو رہا ہوں۔ اس تھوڑی عمر میں، بہن جیسی سراپا محبت شئی کا ایسے المناک طور پر جدا ہو جانا بلاشبہ سخت حادثہ ہے۔ خبر پڑھکر خود اپنے دل پر بھی ایک خاص طبعی اثر ہوا تھا۔ "للّٰہ ما اعطی و لہ ما اخذ" پس دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ عیش جنت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر و اجر سے نوازے۔ امید ہے الفرقان کا نمبر مل گیا ہوگا۔ والسلام مولانا عتیق الرحمن سنبھلی

(۱۳)

۲۴ رمئی ۲۰۰۳ء (سینیٹ کی سیٹ کی واپسی پر مبارکباد)

بگرامی خدمت برادر محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خوشی ہے کہ آپ کو سینٹ کی سیٹ واپس مل گئی۔ اللہ کرے پارلیمنٹ رہ بھی جائے۔ الحق برابر ملتا ہے۔ اتنا عرصہ گزرنے کے بعد یہ خیال آیا ہے کہ باہر کے پرچوں پر بھاری ڈاک خرچ آتا ہے۔ کم از کم اسکی مد میں، ہم جیسے لوگوں کو ضرور کچھ سالانہ پیش کرنا چاہیے۔ اس خیال کے ماتحت اس سال سے ابتداء کرنے کیلئے دس پاؤنڈ کا پوسٹل آرڈر منسلک کر رہا ہوں۔ امید ہے اسکو قبول کئے جانے میں تکلف کو مانع نہ ہونے دیا جائے گا۔

چھ ماہ سے زیادہ ہوئے ہیں۔ جن گزشتہ سال کے اواخر میں یکے بعد دیگرے اور چیزیں آپ کے ای میل ایڈریس پر بھیجی گئیں۔ نہ ان کی اشاعت ہوئی نہ رسید ملی۔ وہ ای میل ایڈریس الحق کے ہر شمارے میں آرہا ہے۔ سمجھ میں نہ آیا یہ معاملہ کیا ہے۔

عزیزی حافظ راشد صاحب کو دعائیں۔ والسلام احقر عتیق الرحمان

(۱۴)

۲۴ رمضان ۱۴۲۶ھ، ۲۷ اکتوبر ۲۰۰۵ء (سرحد و کشمیر کے تباہ کن زلزلہ کے معنوی یا مادی اسباب)

بشرف نظر برادر محب و محترم جناب مولانا سمیع الحق زید لطفہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحق کے شماروں کے ساتھ عنایت نامہ بھی نکلا۔ خوش وقت کیا۔ اللہ آپ کو مراتب بلند سے نوازے۔ تشکر کے ساتھ ساتھ اپنی ایک کوتاہی کا احساس بھی عنایت نامہ سے اُبھرا۔ خبروں میں برابر پڑھ رہا تھا کہ سرحد بھی زلزلہ کی لپیٹ میں پوری طرح آیا ہے۔ مگر ادھر دھیان نہ ہوا تھا کہ اس عالمِ ابتلاء میں شرکت کیلئے چند سطریں آپ کو لکھوں۔ یہ احساس آپ کے عنایت نامہ میں اسکے تذکرہ سے جاگا۔ المیہ کے جو مناظر دیکھنے میں اور جو حالات پڑھنے میں آرہے ہیں ان پر تاثر کے اظہار سے زبان عاجز ہے، یاد نہیں کہ دل کبھی اس طرح بار بار رویا اور مالک سے عافیت طلبی کے لئے گڑگڑایا ہو۔ اور میں تو مصیبت زدگان کا ہم ملت ہوں، یہاں بی بی سی جس طرح اس المیہ کو گویا اپنا مسئلہ بنائے ہوئے ہے اس نے یقیناً یہاں کے تمام ہی انسانوں کے دل ہلا رکھے ہونگے۔ چنانچہ برٹش ایڈ گروپ Oxfam کی آج کی رپورٹ میں متعدد یورپین ملکوں کو کچھ بھی نہ دینے پر ملامت کرتے ہوئے بلکہ اپنی گورنمنٹ کا کنٹری بیوشن بھی کم ٹھہراتے ہوئے، یہاں کی پبلک کی طرف سے دی جانے والی رقم ۲۵ ملین بتائی گئی ہے۔

لوگ اس المیہ کو عام طور پر عذابِ الٰہی سے تعبیر کر رہے تھے میں کچھ دوسری طرح سوچتا تھا۔ اب دیکھا کہ آپ جیسے اہلِ علم بھی، جن کے سامنے ہمہ وقت کتاب و سنت کے دفاتر کھلے ہوئے ہیں، اس کو اسی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ اس کے بعد مجھ جیسے کم علم کو کوئی مختلف اظہارِ خیال کرنا تو نہیں چاہئے، مگر دل کی حالت یہ ہے کہ اپنے حلق سے یہ عذاب والی بات اُترنہیں رہی۔ اول تو ماہِ رحمت و مغفرت، جس میں مسلم

آبادیوں میں اعمالِ خیر اور مغفرت طلبی کی مقدار عام طور خوب بڑھ جاتی ہے! پھر کوئی ایسے خاص اعمال ان آبادیوں کے نہیں بتائے گئے ہیں جن پر ایسی بے پناہ اور بے امتیاز پکڑ کے لئے کچھ راہ دل میں بنے۔ رہی صدر صاحب کی پالیسیوں کی بات، تو وہاں تو بال تک "خاصةً" تو کیا، علانیۃً بھی بیگانہ ہوا، ورنہ کچھ شبہ کی گنجائش ہو جاتی۔ البتہ وہ لوگ کہ جو زد میں آ کر بچ رہے ہیں وہ اگر اس طرح یعنی عذاب کی بات سوچیں اور اپنے اعمال کو الزام دیں تو یہ ان کی اُسی ایمانی حس کا تقاضہ ہوگا جس نے حضرت فاروق اعظمؓ سے اپنے دور خلافت کی قحط سالی میں کہلوایا تھا کہ "پروردگار عمر کے گناہوں کی سزا عام مسلمانوں کو نہ دیجئے"۔ اور جس حس کے ماتحت خود نبی رحمت ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ ذرا آسمان کا رنگ بدلتا ہوا دیکھتے تو خوفِ عذاب سے لرزاں ہو جاتے، حالانکہ آپ کی ذاتِ مبارک وہ تھی زمانہ قیامِ مکہ میں اسے کفارِ مکہ کے لئے بھی عذاب سے عافیت کا ضامن بتاتے ہوئے قرآن میں فرمایا گیا تھا "ما كان الله ليعذبهم وانت فيهم ۔۔۔۔" اللہ جانے صحیح یا غلط، میں تو اس معاملہ اور اس جیسے معاملات، مثلاً سونامی، کو "لقد خلقنا الانسان في كبد" کے مظاہر میں گمان کر رہا ہوں۔ اور یہ خیال آج نہیں، بلکہ سونامی ہی کے موقع پر پیدا ہوا تھا کہ اللہ نے اس زمین و آسمان کی بناوٹ ہی اس طور پر کی ہے کہ کچھ نہ کچھ ہوتا ہی رہنا ہے۔ عذاب سمجھنا ضروری نہیں۔ اور اب اس زلزلہ کے حوالہ سے زمین کے اندر پائے جانے والے خاص زلزلہ والے زونوں کا جو بیان آ رہا ہے۔ اس سے مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ شاید میں ٹھیک ہی سوچ رہا ہوں۔ واللہ اعلم۔ یہ معروضہ اگر علمی اعتبار سے لائق توجہ نظر آئے تو اگر چاہیں تو الحق کے ذریعہ دیگر اہلِ علم تک بھی پہنچایا جا سکتا ہے۔ والسلام مع الاکرام　نیازمند　عتیق سنبھلی

ارادہ تھا کہ عید کے بعد جو ہندوستان کے سفر کا ارادہ ہے اس میں پاکستان کی طرف بڑھ کر آپ حضرات کی زیارت بھی کر لی جائے۔ مگر زلزلہ سے پیدا شدہ حالت میں اب یہ موزوں نہیں معلوم ہوتا۔ اب عید الاضحیٰ تک قیام دلی، سنبھل اور لکھنؤ انشاء اللہ رہے گا۔ عزیزم محترم راشد الحق اور دیگر احباب کو سلام مسنون۔

(۱۵)

(اپنے ممدوحین کے بارے میں اعتدال ملحوظ رہنا چاہیے ○ مولانا مدنی پر مضمون اور مصری استاد عبدالمنعم النمر اور فرید الوحیدی کا مناقشہ ○ شیخ الہند اور مولانا آزاد کا تعلق)

عزیز گرامی حافظ راشد الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دعا ہے آپ مع والدِ ماجد بخیر و عافیت ہوں۔ میرا اسلام کہیے۔ مارچ کا الحق ملا تو ایک مضمون نے اپنے ایک احساس و خیال کے اظہار کی تقریب مہیا کر دی۔ یاد نہیں کتنا عرصہ ہو گیا کہ اپنے حلقہ کی ایک کمزوری جو خصوصیت سی بن گئی ہے، تقاضہ کرتی تھی کہ اس کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی جائے۔ مگر بعض باتیں بغیر اچھی تقریب کے کہنے کی نہیں ہوتیں۔ سو آج الحق میں اس کے لئے تقریب میسر آ گئی ہے پس کہہ دینا چاہیے، شاید کہ کام کی بات سمجھی جائے۔ مجھے کمزوری محسوس ہونے والی وہ بات یہ ہے اور میں اسے قابلِ اصلاح سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے اکابر اور ممدوحین پر لکھتے ہیں تو اس طرح لکھتے ہیں جیسے یہ سمجھتے ہوں کہ ہر پڑھنے والا اس شخصیت کے بارے میں ہمارے ہی ذہن کا ہوگا یا ہونا چاہیے۔ اس کے بارے میں ہر وہ بات جس سے اس کی بڑائی نکلتی ہو اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گی یا کرنا چاہیے۔ اس لئے ہم کسی مبالغہ میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے، ہر بات کی تحقیق بھی ضروری نہیں سمجھتے، "مریداں می پر انند" قسم کی سنی سنائی باتیں دھڑلے سے نقل کر جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ ہمارے خیال کی دنیا تو ہو سکتی ہے واقعات کی دنیا اس بالکل مختلف ہے۔ ایک عالَم ہے جو ہمارے اکابر اور ممدوحین کا نام بھی نہ جانتا ہو۔ اس میں کا کوئی پڑھا لکھا شخص اگر ہماری ان تحریروں کو پڑھے تو دو چار سطروں کے بعد دلچسپی کھو دے گا۔ چنانچہ ہماری کتابیں ہمارے حلقہ سے باہر نہیں پڑھی جاتیں اور ہمارے اکابر و ممدوحین کا حلقۂ تعارف وسیع

نہیں ہوتا۔ حالانکہ ان کے وسیع تعارف میں انسانیت کا بھلا ہے۔ وہ لوگ اللہ کی نشانوں میں سے ایک نشانی تھے۔
میرا یہ کہنا کہ ہم سمجھتے ہیں ہمارے اکابر تو ساری دنیا کی جانی مانی شخصیتیں ہیں اور ہونی ہی چاہئیں اس کے ایک تجربہ کی مثال سن لینی چاہئے۔ حضرت مدنی علیہ الرحمہ کا ۱۹۵۷ء میں وصال ہوا تھا۔ یہ کفش بردار بھی تعزیت کو دیوبند حاضر ہوا۔ یہ زمانہ تھا کہ عربی مدارس میں مصری مبعوثین عربی زبان کی تعلیم کے لئے آنا شروع ہو گئے تھے۔ دیوبند میں استاذ عبدالمنعم النمر وغیرہ کا قیام تھا۔ انہوں نے مصر میں چھپوانے کے لئے حضرتؒ پر مضامین لکھے تھے، چاہا کہ ذرا پہلے اپنے طلبہ کو بھی سنائیں۔ ان کے طلبہ میں اپنے بعض دوست بھی شامل تھے ان کے ساتھ یہ خاکسار بھی اس مجلس میں پہنچا۔ استاذ نمر اپنا مضمون پڑھتے ہوئے "الشیخ الاسلام فی الہند" کے الفاظ پر پہنچے تو میرے دوست فرید الوحیدی مرحوم ماشاءاللہ بے دھڑک بہت سے بے تابانہ بول اُٹھے "شیخ الاسلام فی الہند فقط"؟ اب نمر بیچارے سکتہ میں، کیسے کہیں کہ میں تو خود یہاں آنے سے پہلے حضرت سے واقف نہ تھا، اور کیسے کہیں کہ نہیں میاں میں غلطی سے یہ لکھ گیا؟ اور ہمارے یہ دوست کوئی بسم اللہ کے گنبد والے لوگوں میں نہ تھے، ہر حلقہ میں اٹھنے بیٹھنے والے۔ بہر حال فرط عقیدت میں ہماری کیفیت یہ ہے۔ اسی کا ایک نمونہ مجھے تازہ الحق میں نظر پڑا۔ مضمون ہے ہمارے مرحوم مولانا سید اسعد میاں صاحبؒ پر۔ اس میں دوسرے صفحہ پر حضرت شیخ الہند کا تذکرہ آیا ہے اور یہ حضرت کے فیض یافتگان کی فہرست میں امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد پر ختم ہوتا ہے۔ یوں تو ہمارے اکثر لوگ مولانا آزاد کو اپنے حلقۂ دیوبند ہی میں شمار کر لیا کرتے ہیں اگرچہ ہے یہ بھی بالکل بے حقیقت (ہمارے حلقہ کا صرف سیاسی تعلق ان سے تھا) مگر یہ تو غضب ہی ہے کہ مولانا آزاد کو حضرت شیخ الہند کے فیض یافتگان میں دکھایا جائے۔ حالانکہ ہمارے یہاں تو اس کے برعکس حضرت شیخ الہند کا یہ فقرہ الہلال کے تأثر سے مشہور ہے کہ اس نوجوان نے ہم لوگوں کو جگا دیا۔ اس کے علاوہ بھی کچھ چیزیں اور اس مضمون میں ایسی تھیں کہ مدیر سے حق ادارت کے استعمال کا تقاضہ کریں اور ایسے مضامین میں اکثر ہی ہوتی ہیں۔ مدیران کا فرض ہے کہ نئے لکھنے والوں کی ہمت افزائی ہی نہیں ان کی تربیت بھی کرتے جائیں۔ مختصر یہ ہے کہ عقیدت اور اظہار عقیدت کی افراط میں ہم اپنے اکابر و ممدوحین کو صرف نقصان پہنچا رہے ہیں اگرچہ اپنے نزدیک ہم ان کا حق ادا کر رہے ہوں۔ شاید یہ بات پہلی دفعہ کہی گئی ہے۔ اجنبی لگ سکتی ہے، لیکن غور کریں تو مفید ہی نکلے گی۔ ہاں ایک اضافہ بھی میرے معلومات میں اس مضمون سے ہوا۔ یہ تو معلوم تھا کہ مولانا مرحوم کا ننھیال پچھراؤں تھا، اب مزید معلوم ہوا کہ پیدائش بھی وہیں کی تھی۔ لیکن یہ پچھراؤں ضلع سہارنپور میں نہیں ہمارے ضلع مراد آباد میں ہے۔ اس کی تصحیح ہو جانی چاہئے۔

والسلام خیر اندیش عتیق الرحمان سنبھلی

(۱۶)

(درپیش چیلنجوں کا غیر جذباتی تجزیہ ضروری ہے ○ الحق کا خصوصی شمارہ)

عزیز مکرم و محترم حافظ راشد الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی خصوصی اشاعت کئی دن ہوئے موصول ہوئی تو اس کا حق یہ محسوس ہوا تھا کہ فوراً اس کی رسید بطور اظہار تشکر بھیج دی جائے مگر پھر خیال آیا کہ تھوڑی ورق گردانی کر لی جائے تب رسید زیادہ مناسب ہو گی۔ اس نمبر کے لئے میرے کچھ نہ لکھ سکنے کے باوجود آپ نے جس اہتمام (یعنی رجسٹرڈ پوسٹ) سے اسے مجھ تک پہنچانے کا خیال رکھا اسے بھی حضرت استاذیؒ[1] سے اپنی دلی محبت و عقیدت کا ثمرہ ہی سمجھ سکتا ہوں۔ اللہ آپ کو اس تعلق خاطر کی جزائے خیر دے اور اپنے حفظ و

[1] دیوبند میں حضرت شیخ الحدیث سے تلمذ کی طرف اشارہ ہے۔

امان میں رکھے۔اکیسویں صدی کے چیلنجز کے بارے میں شبہ تو اس وقت بھی کسی کو نہ رہا ہوگا کہ جب آپ نے اس عنوان سے اپنے خاص نمبر کا اعلان کیا تھا۔مگر اب جبکہ یہ نمبر شائع ہوا ہے تب تو چیلنج کی وہ بھیانک صورت آنکھوں سے دکھلائی گئی ہے کہ اس بھیانک پن کا وہم وگمان بھی مشکل سے رہا ہوگا۔ جو ہو گیا وہ تو اسقدر المناک ہے کہ " آسماں راحق بود گرخوں ببارد برزمین " مگر اس المناک شر میں سے بھی اس طرح خیر نکالا جاسکتا ہے کہ اس کا حتی الامکان غیر جذباتی تجزیہ کیا جائے اور اس سے برآمد ہونے والے سبق اگر چہ کتنے ہی کڑوے ہوں انہیں اس المیہ کا ایک عوض اور بدل سمجھا جائے۔نمبر اگر چہ آپ کی خواہش اور نقشے کے مطابق تیار نہ ہوسکا تاہم اب تک جتنا دیکھ سکا ہوں اس میں کئی مضمون ایسے مل گئے ہیں کہ واقعی چیلنجز کے سلسلے میں تیاری کے لئے اچھی رہنمائی کرتے ہیں یہ پتہ نہیں کہ ہمارے حلقے میں ان کو کارآمد سمجھا جاسکے گا یا نہیں؟ عتیق الرحمان سنبھلی

(۱۷)

۱۳ اپریل ۲۰۰۰ء (مولانا ابوالحسن علی ندوی پر مضمون)

برادرم عزیز محترم حافظ راشد الحق حفظہ اللہ۔السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ۔دعا ہے بخیر ہوں۔۲۷ مارچ کو یہیں اسلامک کلچرل سینٹر اینڈ ماسک، ریجنٹ پارک میں ایک سیمپوزیم بیاد حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ منعقد ہوا تھا۔ایک مختصر سا مضمون اس خاکسار نے بھی وہاں پڑھا اسی کی کاپی یہاں بطور ج "تحفۂ درویش" آ عزیزی نذر کر رہا ہوں۔پسند آئے تو الحق میں دے دیجئے۔آپ نے مولانا مرحوم کی یاد میں بہت دلآویز نمبر نکالا۔والد ماجد محترم کی خدمت میں میرا اسلام اور آپ سب سے دعا کی درخواست۔ والسلام مولانا عتیق الرحمان سنبھلی

☆☆☆

پیر محمد عتیق الرحمٰن مجددی وزیر آزاد کشمیر مظفر آباد

دسمبر ۲۰۱۰ء (تحفظ ناموس رسالت میں مجوزہ ترامیم کے خلاف مشاورت)

نحمده ونصلى و نسلم على رسوله الكريم

بسم الله الرحمن الرحيم

محترم ومکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج گرامی! قانون تحفظ ناموس رسالت میں تبدیلی کے مذموم حکومتی عزائم کے پیش نظر وطن عزیز کی متعدد دینی وسیاسی جماعتوں کا ایک اجلاس بتاریخ ۳۰ نومبر، کراچی میں جمعیت علماء پاکستان کی میزبانی میں منعقد ہوا جس میں اتفاق رائے سے "تحفظ ناموس رسالت محاذ" کا قیام عمل میں آیا اور اس محاذ کا کنوینر قائد جمعیت صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب کو منتخب کیا گیا اس محاذ کے تحت ۳ دسمبر کو پورے ملک میں احتجاجی مظاہرے منعقد کئے گئے لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکمران اس قانون میں ترمیم کرنے کے اپنے ارادوں سے پیچھے ہٹنے کیلئے تیار نہیں اس صورتحال میں ضروری ہوگیا ہے کہ ملک کی تمام اہم سیاسی، مذہبی قیادت ایک جگہ جمع ہو کر اسکے لئے مزید کوئی لائحہ عمل طے کرے۔

لہٰذا ۲۱ دسمبر ۲۰۱۰ء بروز اتوار صبح ۱۱ بجے بمقام پرل کانٹی نینٹل ہوٹل راولپنڈی میں ملک کی تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے مرکزی رہنماؤں کا ایک اہم اجلاس رکھا گیا ہے۔امید ہے اس میں ضرور شرکت فرمائیں گے۔

متمنی شرکت پیر محمد عتیق الرحمٰن مجددی چیئرمین سپریم کونسل مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان

مولانا عتیق اللہ نقشبندی[1] لائل پور

(۱)

(مولانا عبدالغفور مدنی مرحوم کا ذکر)

۲۵ راگست ۱۹۶۹ء

بخدمت جناب مکرم ومحترم صاحبزادہ سمیع الحق صاحب زاداللہ عزتہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد دعا وسلام کے خیریت جانبین نصیب ہو۔ عرض یہ ہے کہ آپ صاحبوں نے حضرت مولانا عبدالغفورؒ کے حالات کے متعلق لائلپور کو ایک خط ارسال کیا تھا اور جواب بھی اسکا دیا گیا تھا شاید ملا ہوگا یہ مسکین جولائی میں بوجہ بیماری اپنے وطن علاقہ بونیر آیا ہے۔ وعدہ خلافی ہوئی ہے۔ چونکہ اس مسکین نے یہ لکھا تھا کہ اکوڑہ خٹک میں اتر کر بالمشافہ ملاقات ہو کر گفتگو ہو جائیگی لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا کیا ہوا کہ بیماری درمیان میں حائل ہوئی۔ میرا علاج برابر جاری ہے آپ حضرات سے دعا کیلئے درخواست ہے اگر اللہ تعالیٰ نے شفا دی تو میں ضرور مولانا عبدالحق صاحب اور آپ حضرات کی ملاقات کرونگا۔ اور حضرت مولانا مرحوم کے حالات بھی تہہ دل سے بتلا دونگا۔ لائلپور سے اطلاع آئی ہے کہ مولانا صاحب نے الحق رسالہ بھیج دیا ہے میں بہت ہی مشکور ہوں۔ آپ حضرات کیلئے ترقی درجات عالیہ کیلئے ہر وقت یہ مسکین دعا گو ہے۔ فقط والسلام ،حضرت مولانا صاحب کو بھی اس مسکین کی طرف سے بہت بہت دعا وسلام عرض کریں۔ جملہ رفقاء کو سلام عرض ہو۔

دعا گو و دعا جو مسکین عتیق اللہ غفرلہ،

(۲)

(صاحبزادہ کے داخلہ کی سفارش)

۳۱ دسمبر

محترمی مولانا سمیع الحق صاحب زاداللہ عزتہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اس سے پہلے میں نے حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں دو تین خطوط بھیجے ہیں شاید ملے ہونگے اب آپکی خدمت میں بھی یہ عریضہ ارسال کیا جارہا ہے۔ جیسا کہ آپکو شاید معلوم ہے میرا فرزند سلام اللہ نام معہ دو ساتھیوں کے آپکے مدرسہ میں آیا ہے اسکو اپنے بھائی جیسا خیال فرماتے رہیے اور تکلیف اور پریشانی کے موقع اور اسباق میں اسکا ہاتھ بٹایا کریں۔ میں بہت ممنون ومشکور رہوں گا۔ ناظم صاحب کو میرا سلام عرض کریں اور بعد میں اپنی طرف سے سلام اللہ کیساتھ اور اسکے ساتھیوں کیساتھ برادرانہ برتاؤ کی سفارش کریں اور غلطی کیصورت میں ان سے درگزر کریں۔ انشاء اللہ سلام اللہ آپ صاحبانوں کا بہترین غلام اور خادم ثابت ہوگا۔ حضرت مولانا صاحب کو میرا سلام عرض کریں۔

دعا گو عتیق اللہ عفا اللہ عنہ

مسجد غفوری ۲۷/۴۲ جناح کالونی لائلپور

---

[1] مولانا مرحوم ضلع بونیر سوات کے جید علماء میں سے اور شیخ مدینہ طیبہ مولانا عبدالغفور عباسی مدنی کے قریبی خلفاء میں سے تھے صاحبزادگان اور عزیزوں نے دارالعلوم حقانیہ سے تحصیل فیض کیا۔ مشائخ میں سے تھے۔

عتیق فکری ملتان۔مجلس افکار ابن عربی

ار مئی ۱۹۷۶ء (علامہ اقبال کے زمان و مکان پر کتاب علامہ انور شاہ کشمیری کی وساطت سے)

مکرمی و محترمی جناب مدیر الحق۔سلام مسنون! گزارش ہے کہ مجھے چند رسالے الحق کے ضرورت ہیں آپکو تکلیف دی جاتی ہے۔جس رسالے میں اقبال اور عراقی کے رسالے کے متعلق مقالہ شائع ہوا ہے۔اُس سال کی پوری فائل آپ وی پی کر دیں۔تفصیل یہ ہے کہ علامہ اقبال نے زمان و مکان کے متعلق ایک رسالہ دیو بند سے جناب قبلہ حضرت انور شاہؒ کی وساطت سے منگوایا تھا اور اسکا مطالعہ بھی کیا تھا۔ اس رسالے کے بارے میں "الحق" میں ایک مضمون شائع ہوا تھا۔اور یہ ثابت کیا تھا یہ رسالہ فخر الدین عراقی کا نہیں دوسرا عراقی ہے۔مجھے اُس رسالے کی تحقیقی طور پر ضرورت ہے میں علامہ اقبال کے زماں و مکاں پر کتاب لکھ رہا ہوں۔آپ کو اتنی تکلیف دی جاتی ہے کہ جس سال میں وہ رسالہ شائع ہوا تھا اُس سال کے پورے رسالے وی پی کر دیں بندہ چھڑا لیگا۔اللہ تعالیٰ اسکی جزا دیگا۔تاکید ہے۔

والسلام: عتیق فکری

☆☆☆

عثمان شبنم[1] کراچی

(۱)

(الحق وغیرہ کے مضامین کا گجراتی ترجمہ ○ مولانا معین الدین ندوی کے کتاب کی بعض توضیح طلب چیزیں)

۱۳۰ ستمبر ۱۹۷۹ء

بخدمت عالی جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدیر "الحق"، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،الحق رسالہ میری نظر میں اور دل میں بہت بلند مقام رکھتا ہے اسکے اڈیٹر یونوٹس اور مضامین کے لحاظ سے۔میں خصوصاً الحق،البلاغ اور بینات کا پابندی سے مطالعہ کرتا ہوں۔الحق میرے بھتیجے اور نواسے سے مجھے پڑھنے کو مل جاتا ہے۔اسمیں آپ کے نوٹس سے میں کافی متاثر ہوتا ہوں اور انکا ترجمہ گجراتی اخبار میں کرتا رہتا ہوں۔ گجراتی ڈان میں ابھی ابھی آپکے نوٹس سکائی لیب کی تباہ کاریاں اور انکا مقابلہ قرآنی آیات سے،آپ نے کیا وہ بڑے دلنشین انداز میں کیا ہے۔اسکے ترجمہ کے ذریعہ ہماری گجراتی برادری بیحد متاثر ہوئی ہے اور میرے پاس اسکے مداحوں کے کئی خطوط بھی موصول ہوئے ہیں۔ الحق میں اس زمانہ کے ممتاز ترین عالم دین علامہ ابوالحسن ندوی صاحب کے مضامین کا میں خاص طور سے ترجمہ کرتا رہتا ہوں۔ابھی ابھی اطا کیہ کی فتح پر جو مضمون الحق میں شائع ہوا تھا اسکو بھی میں نے گجراتی میں ترجمہ کیا ہے ایک بات آپ سے خاص کر کے دریافت کروں گا میں نے مولانا معین الدین ندوی کے "خلفاء راشدینؓ" کا ترجمہ کتابی صورت میں کر کے شائع کیا اسمیں اتنی بڑی اور اہم تاریخی حقیقت ہے کہ اطا کیہ حضرت فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں حضرت ابو عبیدہ ابن الجراحؓ کے ہاتھوں فتح ہوا۔مطلقاً ذکر تک نہیں۔اتنی بڑی اہم بات انکے علم سے باہر کیسے رہ گئی۔یہ انکی بہت بڑی علمی کوتاہی تھی۔مولانا معین الدین ندوی کی اس تصنیف "خلفاء راشدینؓ" میں اور بھی

---

[1] بزرگ مکتوب نگار کا تعارف ان کے خطوط سے مل جاتا ہے۔ڈان وطن اسلام انقلاب اور گجراتی اخبارات کی ادارت اور صحافت کا بھی ذکر ہے۔ قائداعظم اور محمد علی جوہر کے ساتھ کام کرنے کا بھی ہے مولانا آزاد وغیرہ سے خط وکتابت کا بھی ان کی محبت کی وجہ سے مجھے کراچی کے ایک سفر میں خدمت میں حاضری کا موقع ملا۔جبکہ آپ نقل وحرکت سے معذور تھے۔افسوس ان کے بہت سے خطوط محفوظ نہیں رہ سکے (س)

بہت سی تاریخی غلطیاں رہ گئی ہیں جنکو میں نے اپنے ترجمہ میں درست کیا تھا مثلاً فتح مکہ کے موقعہ پر کعبۃ اللہ کے بتوں کو ڈھاو دینے کی غرض سے حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے کندھوں پر چڑھایا، کس قدر مضحکہ خیز بات ہے، حضرت علیؓ اسوقت خاصے جوان جسم قد کے تھے انکو حضور ﷺ اپنے کاندھوں پر کیسے چڑھاتے؟ بجائے انکے وہ حضرت زینبؓ اپنی سب سے بڑی بیٹی کے بیٹے حضرت علی تھے جو اسوقت بچے ہی تھے آپ کی کیا رائے ہے اسکے متعلق؟ اس جگہ میں اپنا مختصر تعارف کراوں؟ میری اسوقت عمر ۸۰ برس کی ہے اور پچھلے دس برس سے سانس کی بیماری Hornia اور Trastrate Gland مثانہ کی کمزوری کے سبب پیشاب میں رکاوٹ ہوتی ہے ان تینوں بیماریوں کی وجہ سے اکثر گھر ہی میں پڑا رہتا ہوں صرف صبح کے وقت ایک گھنٹہ کیلئے بعض علماء دوستوں کے پاس بیٹھتا ہوں اور پھر گھر چلا آتا ہوں تو دوسرے روز باہر نکل سکتا ہوں۔ سولہ برس کی عمر سے ادب اور صحافت کے میدان میں ہوں۔ اردو، ہندی، گجراتی اور انگریزی زبانوں میں لکھ سکتا ہوں۔ تین چار اخباروں کا ایڈیٹر رہ چکا ہوں۔ ایک سال سے پیشتر کراچی کے ادیب، شعراء اور دانشوروں کی طرف سے میرے اعزاز میں Beach Luxary Hotel میں ایک شاندار جلسہ منعقد کیا گیا اسمیں مجھے گیارہ تولہ کا سونے کا تمغہ عنایت کیا گیا تھا۔ البلاغ رسالہ میں میرے مضامین شائع ہو چکے ہیں سورہ توبہ کے خاص تاریخی اہم واقعات، حضرت فاروق اعظمؓ کے رائے کی وجہ سے موافقت، حضرت صدیق اکبرؓ کی فضیلت تمام صحابہ پر وغیرہ موضوع، اس طرح فاران میں بھی شائع ہوئے تھے تحریک خلافت اور آخر آخر میں پاکستان تحریک میں پیش پیش حصہ لیا۔ قائداعظمؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ سے ذاتی خط وکتابت بھی رہی۔ قائداعظمؒ پریس اور پروپگنڈا کیلئے فنڈ کرنے کاٹھیاواڑ کے سفر پر نکلے تو احقر انکے ساتھ تھا۔ حضرت مفتی صاحب مولانا محمد شفیعؒ، حضرت مولانا یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا طاسین، مولانا ظفر احمد انصاری، مولانا عبدالقدوس ہاشمی، مولانا عبدالرشید نعمانی، مولانا محمد یوسف لدھیانوی وغیرہم کی مجلسوں میں بیٹھنے کا شرف حاصل تھا اور ہے آپ کبھی کراچی تشریف لاویں تو احقر کو موقع دیں کہ آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہو سکے۔ عرصہ سے اسکا متمنی ہوں حضرت علامہ عبدالحق مدظلہم صاحب کی تقاریر اور ارشادات کا بھی گجراتی ترجمہ کیا ہے ان سے بے حد عقیدت ہے۔ حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ کی سیرت عائشہؓ اور خطبات مدراس کا ترجمہ گجراتی میں کتابی صورت میں شائع کیا جو بے حد مقبول ہوا ہے۔ جواب کا منتظر احقر: عثمان شبنم

کراچی تشریف آوری سے مطلع کریں تو کسی صاحب کو سواری کا انتظام کرنیکی درخواست کرونگا کہ آپکی ملاقات کرائی جائے۔ شاید عبدالشکور نوی والا، آدم جی انڈسٹریز سے آپکی ملاقات ہے انکو کہنگے تو ملاقات کا انتظام کردیں گے۔ مکرم ومحترم حضرت مولانا عبدالحق مدظلہم کو میرا مودبانہ سلام عرض کردیجئے گا۔

(۲)

(باسٹھ سال ادب اور صحافت کی خدمت ○ تحریک خلافت و پاکستان میں مولانا جوہر اور جناح کے ساتھ کام کر چکا ہوں)

۲۲ر اکتوبر ۱۹۷۹ء

محترم ومکرم مولانا صاحب، السلام علیکم تقریباً پندرہ بیس روز قبل آپ کو ایک مفصل خط لکھا تھا جسکا جواب آج تک نہ ملا۔ خدا جانے یہ خط آپکو ملا یا نہیں؟ اس خط میں آپکو لکھا تھا کہ میں ماہنامہ ''الحق'' کا پڑھنے والا ہوں اور اسمیں سے خاص چیدہ مضامین کا ترجمہ گجراتی اخباروں میں کرتا رہتا ہوں۔ خصوصاً آپکے Notes...... اور حضرت قبلہ شیخ الحدیث صاحب کے۔ میں ۶۲ سال سے ادب اور صحافتی میدان

میں ہوں۔میری عمر ۸۰ سال ہے میں خلافت اور آخر میں تحریک پاکستان میں پیش پیش حصہ لے چکا ہوں اور مولانا جوہر اور قائداعظم کیساتھ کام کر چکا ہوں۔ابھی گزشتہ سال مجھے قلمی خدمات کے صلہ میں Gold Medal ۲/۱ ۱۱ تولہ کا ایک بہت بڑے جلسہ میں عنایت کیا گیا یہ سب باتیں میں نے اس خط میں لکھی تھیں۔الحق مجھے ادھر ادھر سے پڑھنے کیلئے مل جاتا ہے۔جواب کا منتظر ہوں۔

آپ کا مخلص محترم عثمان شبنم

(۳)

(فتح انطاکیہ بہ عہد خلافت عمرؓ O الحق اس وقت چوٹی کے رسالوں میں اول نمبر پر ہے)

۱۵/دسمبر ۱۹۷۹ء

مکرم ومحترم مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ مع اعزازی شمارہ الحق موصول ہوا۔بہت بہت شکریہ یاد آوری کا۔اس شمارے کے بھی دو تین مضامین کا ترجمہ گجراتی ڈان میں کر رہا ہوں۔میرے مفصل خط میں میں نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ الحق میں انطاکیہ کی فتح والا جو مضمون تھا وہ تاریخی واقعہ حضرت فاروق اعظمؓ کے عہد خلافت میں ہوا تھا اور ابوعبیدہ ابن الجراحؓ نے انطاکیہ فتح کیا تھا۔لیکن یہ واقعہ جو اسقدر اہم اور تاریخی نوعیت کا ہے وہ خلفاء راشدین (مولانا معین الدین ندوی) میں بھی درج نہیں۔ایسے مشہور مصنف نے اس واقعہ کو کیوں نظر انداز کر دیا ہے؟ آپ براہ کرم اسپر کچھ روشنی ڈالئے تاکہ اصلی حقیقت کا پتہ لگ جائے۔میری نظر میں الحق اسوقت تمام چوٹی کے رسالوں میں البلاغ، بینات وغیرہ میں اول نمبر پر ہے۔ماشاء اللہ سب سے اول تو یہ کہ آپکے اداریے نوٹ بڑے تحقیقی اور عالمانہ ہوتے ہیں اکثر و بیشتر انہی کا میں ترجمہ کرتا ہوں۔اس شمارے کے مضامین اسلام میں شوریٰ کی اہمیت، صدقات وخیرات کی فضیلت، مضامین کا ترجمہ کرونگا۔حضرت شیخ الحدیث مدظلہم سے اس خاکسار کیلئے دعا کرائیے کہ مجھے تین تین بیماریوں سے اللہ کریم شفا دے۔اور سب سے اولین دعا تو آخرت بخیر کرے انکی دعا میرے لیے بابرکت ہوگی۔میں آپکو میرا لکھا ہوا کتابچہ "حقوق والدین" آج تبصرہ کیلئے بھیجتا ہوں۔براہ کرم الحق میں ضرور تبصرہ کریں۔مختلف کئی مشہور تفاسیر کا میں نے مطالعہ کیا ہے اسکے نتیجہ میں ذہن میں جو کچھ یاد رہ گیا ہے وہ میں نے پیش کیا ہے۔قرآنی آیات اور اسکا ترجمہ حضرت مفتی اعظم کے معارف القرآن میں سے لیا ہے۔حضرت قبلہ شیخ الحدیث کی خدمت میں عاجز کی طرف سے مودبانہ سلام عرض ہے۔آپکی دعاؤں کا طلبگار رہوں۔ والسلام طالب دعا عثمان شبنم

فلیٹ نمبر ۶ عزیز کرم مینشن، نزد مارکیٹ ڈاک خانہ کراچی نمبر ۲

☆☆☆

جسٹس عثمان علی شاہ۔کراچی

(شیخ الحدیث کی تعزیت)

براہ کرم میری جانب سے اپنے والد کے انتقال پر دلی تعزیت قبول فرمائیے۔خدا تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور آپ کو اس ناقابل تلافی نقصان کا صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا عجب نور فاروقی فرزند مولانا گل منیر آف خیسور شریف
(شیخ الحدیث کی تعزیت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۔ اللھم اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان. الخ انما المصاب من حرم الثواب الخ الحدیث بحضور جناب اقدس المحترم حضرت مولانا محمد سیمع الحق صاحب وھمہ اھل بیت تحفہ سلام تقدیم باد. بعدہ من فروری وھمگی از انتقال ان قائداعظم ونیر افخم مطلع شدیم کہ از رؤس باشندگان قرن الحاضر ظل شجرہ ظلیلہ منتقل گردیدہ خدا میراند کہ ازیں جر جبراحت اثر بدون کلمۃ استرجاع چارہ ندیدیم چونکہ درایں ایام بمشغولہ جھاد روسیہ جگر خون بودیم فلھذا از حضوری جنازہ آں مرحوم محروم بگردیدم حالاً بیک بیان اکتفاء نمودیم چونکہ از عبور ایں عمر گاھی مخلص نیست پس بدون دعائے غفران چارہ دیگر نیست پس صبر جمیل کہ موجب اجر جزیل است بکار است شاید کہ ھمیں کتیب را بمثل حضوری مایان بشماریدونیز والدم صاحب اعنی مولوی گل منیر صاحب باشندہ خیسور شریف تعزیہ مع تسلیہ وسلام تقدیم نماید ودعا میکند ومیخواھد. باقی گفتگو شاید کہ ھمراہ برادرم مولوی محمد ھاشم بکنید.

منجانب بندہ اللّٰہ عجب نور (۱۴۰۹ ھ)

☆☆☆

عرفان احمد امتیازی[۱]
سیکرٹری وزارت مذہبی واقلیتی امور اسلام آباد
(طالب علم محمد حنیف وزیرستان کی حادثی موت پر تعزیت)

۲۵ اپریل ۱۹۸۱ء

عنوان: اظہار تعزیت

مکرم ومحترم !السلام علیکم۔ آپ کے دارالعلوم کے ہونہار ودیندار طالب علم محمد حنیف وزیرستانی مرحوم کی وفات حسرت آیات کی اطلاع پا کر صدمہ ہوا۔ سب سے زیادہ دکھ اس بات سے ہوا کہ مرحوم ایک تیز رفتار کار کی زد میں آ کر جاں بحق ہوئے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ طالب علم کی موت شہادت ہے۔ یقیناً علم دین کے طالب علم کی وفات اور وہ بھی ایک حادثے میں نہایت اندوہناک ہے۔ میری دعا ہے کہ رب العزت مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند منصب سے نوازے اور مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ الھم اغفرلہ وارحمہ آمین!

شریک غم عرفان احمد امتیازی سیکرٹری

☆☆☆

مولانا عرفان الحق حقانی[۲] مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
(دارالعلوم حقانیہ نہ صرف تعلیمی ادارہ بلکہ ایک تحریک ○ اساتذہ حقانیہ کے احوال جمع کرنے کی ضرورت)

۳۱ مارچ ۲۰۰۰ء محترم المقام جناب حضرت مولانا صاحب زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

دارالعلوم حقانیہ کی ہمہ جہت خدمات کا پورا زمانہ معترف ہے۔ بظاہر یہ ایک تعلیمی ادارہ ہے لیکن درحقیقت یہ ایک ایسی تحریک کا نام ہے جس نے باطل

۱۔ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں وزیر مذہبی امور کے سیکرٹری وفاقی مجلس شوریٰ میں اسلامائزیشن کے لئے ہماری جدوجہد میں سٹیبلشمنٹ کی ترجمانی کرتے رہے بارہا ہماری تند وتیز اور تلخ گوئی کا نشانہ بنتے رہے مگر تحمل اور حسن خلق کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

۲۔ عزیزم عرفان سلمہ میرے بھائی الحاج اظہار الحق کے فرزند اور میرے داماد ہیں تحریر ومطالعہ کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں اور دارالعلوم میں باقاعدگی سے پڑھا رہے ہیں، کئی تحریری کاموں میں تعاون بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دینی علمی کاموں میں توفیق سے نوازے۔

کو ہر محاذ پر للکارا اور سچائیوں کا پرچم بلند کیا۔اطراف واکناف عالم پر نظر دوڑانے سے معلوم ہوگا کہ دینی مذہبی روحانی اصلاحی وفلاحی معاشرتی کوئی بھی میدان اس کے اثر سے خالی نہیں۔درس وتدریس دعوت وتبلیغ تصنیف وتالیف جہاد وحریت تحقیق وتدقیق افتاء قضاء شعر وادب تصوف وسلوک تقویٰ وتدین سیاست وتدبیر منزل غرض کوئی بھی ایسا شعبہ نہیں جس میں اس کے فرزندان کے قابل قدر نقوش رقم نہ ہوئے ہوں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ طویل داستان تاریخ کی شکل میں موتیوں کی طرح پروئی جائیں۔

دو چار برس کی بات نہیں　　نصف صدی کا قصہ ہے

سر دست اللہ تعالیٰ کا نام لے کر احقر نے دار العلوم حقانیہ کے شیوخ واساتذہ کی سیرت وسوانح جمع کرنے کا آغاز کیا ہے۔اس سلسلے میں آپ سے مندرجہ ذیل سوالات کے پیش نظر اپنے حالات مرتب فرما کر احقر کے نام بھیج کر ممنون ومشکور فرمائیں۔

(۱) نام ونسب مختصر خاندانی پس منظر　(۲) پیدائش سن وغیرہ　(۳) ابتدائی تعلیم

(۴) اعلیٰ تعلیم　(۵) سن فراغت　(۶) تدریسی خدمات (خصوصاً دار العلوم میں زمانہ تدریس)

(۷) تصنیفی خدمات (مطبوعہ وغیر مطبوعہ)　(۸) اولاد واحفاد　(۹) اسفار (حج بیت اللہ ودیگر)

(۱۰) دار العلوم حقانیہ اور بانی دار العلوم جدی المکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق صاحبؒ کے بارے میں تاثرات

(۱۱) موجودہ مشاغل

والسلام حافظ محمد عرفان الحق حقانی خویدم الطلبہ بجامعۃ الحقانیۃ اکوڑہ خٹک

نبیرہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ

☆☆☆

اسیر مالٹا مولانا محمد عزیر گل کاکا خیلؒ[1]

(۱)

کیم نومبر　(ختم نبوت کے لئے مجلس عمل کا کام صد آفرین ○ کام کی ابتداء نہ کہ اختتام)

برادرم حضرت مولانا سمیع الحق زاد اللہ معالیکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،امابعد۔نوازشنامہ باعث سرفرازی ہوا۔حسن ظن کا شکریہ اگرچہ میں اسکا مستحق نہیں۔(۱)مجلس عمل نے جو کام کیا قابل صد آفرین ہے۔(۲)کام کی ابتدا ہوئی ختم نہیں ہوا۔ایک کام حکومت کا ہے دوسرا رعایا کا رعایا کا کام تعمیل حکم مجلس عمل ہے۔بندہ کے پاس کوئی خاص تجویز نہیں میں نے قصداً جواب دینے کی کوشش نہیں کی۔مگر جناب کے دوبارہ نوازشنامہ نے مجبور کر دیا یہ عریضہ اس قابل نہیں کہ مشتہر کیا جاوے۔والد صاحب کو سلام مسنونہ عرض ہے۔

از بندہ محمد عزیر عفی عنہ از سخاکوٹ

(۲)

از بندہ محمد عزیر عفی عنہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ　(احقر ناچیز کیلئے حوصلہ افزاء کلمات اور دعائیں)

برادرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زاد اللہ معالیکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،امابعد نوازشنامہ باعث سرفرازی ہوا تھا جوابی لفافہ کیوں بھیجا کونسی ضروری بات میرے پاس تھی جو آپکو تحریر کرتا سب کام اور انتظام آپ فرما رہے ہیں اسلئے ہم تو جناب کے نوازشنامہ سے

---

[1] جہاد وحریت کے عظیم رہنما حضرت شیخ الہند محمود حسن دیوبند کے جان نثار تلمیذ رشید سالہا سال جزیرہ مالٹا میں رہے، شیخ ومرشد کے خلوت وجلوت کے ساتھی وفادار خادم

مستفید ہوتے ہیں مگر ہمارے عریضہ سے جناب کو کیا فائدہ اللہ تعالیٰ جناب کے عمر اور علم اور کوشش میں برکت فرمادیں۔ ہمیشہ اپنی خیریت سے یاد فرمایا کریں۔ جواب کی امید تو کم کریں مگر دعاء غائبانہ سے ضرور یاد کرتا رہونگا۔ والد صاحب مدظلہ کو سلام مسنونہ اور عرض دعا پہونچادیں۔ والسلام ازمحمد عزیر گل

(۳)

(شیخ الحدیث سہانپوری کے ماموں کی تعزیت O نومسلم انگریز اہلیہ ''مدر'' کا انتقال)

سخاکوٹ ۱۸ مارچ ۱۹۷۱ء[1]

بخدمت حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکے تین نوازش نامے حاجی محمود صاحب سلمہ کے ذریعہ موصول ہوئے انشاء اللہ پوری ملاقات جنت میں ہوگی۔ حاجی محمود صاحب کے خط سے آپ کے ماموں صاحب حافظ مولوی محمد داؤد صاحب کے انتقال کی خبر ہوئی اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ پاک مغفرت نصیب فرمائے۔ انتہائی صدمہ ہوا مگر جب سب ہی کو جانا ہے اس سے مفر ممکن ہی نہیں۔ حضرت شیخ الہندؒ کی بیعت کے متعلق حضرت مدنیؒ نے جو نقش حیات میں تحریر فرمایا ہے۔ وہی صحیح ہے۔ آں محترم کی کتاب تراجم بخاری مل گئی تھی۔ کئی سال قبل کی بات ہے آپ کیلئے دعاء کرتا ہوں اور آپ میرے لئے دعا کرتے رہیں۔

فقط والسلام حضرت مولانا عزیر گل بقلم عبدالرؤف زبیر

کاتب الحروف ناکارہ عبدالرؤف بعد سلام مسنون وآداب انتہائی عاجزی سے درخواست دعاء پیش کرتا ہے۔ میری سوتیلی والدہ انگریز نومسلم خاتون جنکو ہم مدر کہتے تھے اور جنہوں نے میری والدہ کے انتقال کے بعد حقیقی ماں کی محبت اور بہتر خدمت کی انکا انتقال ۱۹۲۶ء میں ہوگیا تھا انکے لئے بھی دعاء کی درخواست ہے۔ فقط والسلام عبدالرؤف زبیر ابن مولانا عزیر گل

☆☆☆

قاضی عزیز الرحمان[2]

قاضی القضاۃ ریاست سوات

(۱)

(محکمہ قضاء کی مصروفیات)

۲۱ جون ۱۹۶۲ء

عالی وقار لیاقت شعار سمیع الحق صاحب حق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خیریت وعافیت جانبین نیک نصیب ہو۔ آمین ثم آمین، صاحبانوں کے طرف سے نوازش نامہ عنبر شامہ پہنچ کر حقیقت کماہی سے آگاہی ہوئی، شکریہ۔ آج کل ہمارے ہاں حد سے زیادہ مشکل سے مشکل قتل وغیرہ کے اہم فیصلہ جات روبہ وقوع ہیں اسی کو حل کرنے کیلئے اعلیٰ حضرت کی طرف سے محکمہ قضا کو فوری حکم ہے۔ اس وجہ پر

---

[1] یہ خط شیخ الحدیث مولانا زکریا قدس سرہٗ کے نام لکھوایا گیا ہے کاتب اسیر مالٹا مولانا عزیر گل کے بڑے صاحبزادہ مولانا عبدالرؤف صاحب تھے جو والدہ کی طرف سے حضرت شیخ الہند سے قریبی رشتہ بھی رکھتے تھے معلوم نہیں اس خط کی فوٹو کاپی کس مناسبت سے میرے نام بھی بھیجی گئی تھی جو بھی ہو اسکو بھی مجموعہ مکاتیب میں محفوظ کرنا ضروری سمجھا گیا (س)

[2] قاضی عزیز الرحمٰن سوات فاضل دیوبند تھے ریاست سوات میں والئی سوات جہانزیب عبدالحقؒ کے نہایت معتمد اور محکمہ قضاء کے رئیس القضاۃ تھے میرا عقد ثانی ۱۹۸۰ء میں سوات میں ہوا اور قاضی صاحب نے نکاح پڑھایا نہایت بزرگوارانہ محبت وشفقت سے نوازتے رہے۔

حضور نے اجازت نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ آپ صاحبانوں کو اپنے رائے حقیقی میں سرخرو و با آبرو رکھیں، آمین۔ اجلاس میں حاضر ہونے کو ہم سے خفگان مت کرو۔ امید ہے کہ آپ صاحبانوں کے کامیابی کے واسطے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعائے خیر پنجگانہ کرونگا۔ زیادہ دعا والسلام فقط قاضی عزیز الرحمٰن قاضی فضل الٰہی عفاعنہ، قاضی محمد عالم گل غفرلہ

(۲)

۱۳ افروری ۱۹۷۲ء (اپنا سند دیوبند سے منگوانے میں تعاون کی خواہش)

محترمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم! امید ہے آپ بخیریت ہونگے۔ بروز جمعرات بوقت عصر ہمراہ برخوردارم نسیم الحق آپکے دولت خانے بغرض ملاقات حاضر ہوئے لیکن آپ موجود نہ تھے۔ آپکے غیر موجودگی میں محترم ومکرم جناب حضرت مولانا صاحب زید مجدہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مولانا نے بڑے فیاضی سے اپنے دعاوں سے نوازا۔ مقصد تو صرف آپ سے ملاقات کا تھا۔ اور دارالعلوم دیوبند سے اپنا سند منگوانے میں آپ کی مدد کی ضرورت تھی۔ حضرت مولانا کے ہدایت کے مطابق آپ کو ایک تفصیلی خط بھیج رہا ہوں۔ امید واثق ہے کہ اس خدمت میں آپ ضرور حتی الوسع مدد فرمائینگے۔ اگر سند کی بازیابی محال ہو۔ تو پھر میرے پڑھے ہوئے تمام کتب مقرراۃ کی تصدیق بہ شکل سند منگوا کر شکریے کا مزید موقع عطا فرمادیں۔ کیونکہ موجودہ حکومت کے دور میں سند کی ضرورت کچھ زیادہ محسوس کی جارہی ہے اور یقیناً سند کی موجودگی ہمارے لیے نہایت ہی کارآمد ثابت ہوسکتی ہے۔ اسلئے تاکیداً عرض ہے کہ جلد از جلد اسمیں ذاتی دلچسپی لیکر منگوائیں۔ شکریہ، کوائف حسب ذیل ہے (۱) ۵۴ھ کنز وکتب دیگر (۲) ۵۵ھ شرح الوقایہ بمعہ کتب دیگر (۳) ۵۶ھ ہدایہ اولین بمعہ کتب دیگر (۴) ۵۹ھ مشکوٰۃ شریف بمعہ جلالین شریف ودیگر (۵) ۶۰ھ ہدایہ آخیرین بمعہ کتب دیگر (۶) ۶۱ھ دورہ حدیث (۷) عزیز الرحمان ولد مولانا عبدالرشید صاحب مرحوم سکنہ قمبر ریاست سوات: بس دیوبند کو خط بھیجنے سے مطلع فرمادیں۔ محترم ومکرم حضرت شیخ الحدیث کے دعاوں کے امیدوار ہیں۔ محترم مولانا ہاروت صاحب ودیگر مدرسین وعلماء کو سلام قبول ہو۔

مخلص قاضی عزیز الرحمان محکمہ قضاء سیدو شریف سوات

(۳)

(مولانا کی ذات بابرکات سے ڈھارس O ہماری گردنیں فخر سے اونچی O علماء کے فرائض کا بیڑا)

۲۰/ جولائی ۱۹۷۵ء

محترمی ومکرمی جناب سمیع الحق صاحب، السلام علیکم! مجھے یہ سن کر از حد دکھ ہوا کہ آپکے والد محترم صاحب فراش ہے۔ مولانا محترم کی ذات کسی تعارف وستائش کی محتاج نہیں۔ اس پر آشوب دور میں جہاں ہم دین مصطفیٰ ﷺ کے بے چارگی پر آنسو بہاتے ہیں تو دوسری طرف آپکے والد بزرگوار کی اسلامی خدمات دیکھ کر کچھ ڈھارس بن جاتی ہے اور اس احساس سے جہاں دل کی سوزش میں اضافہ ہوتا ہے کہ خود تو ہم کچھ نہ کرسکے وہاں مولانا کی ذات بابرکات کی موجودگی سے ایک گونہ خوشی ہوتی ہے اور احسان خداوند بزرگ و برتر سے ہماری گردنیں فخر سے اونچی ہوجاتی ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث نے مملکت پاکستان کے تمام علماء کے فرائض کا بیڑا اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے۔ دست بدعا ہوں کہ رب کعبہ ہماری لاج رکھیں دین محمدی ﷺ کے خاطر مولانا کو صحت کاملہ اور عمر دراز عطا فرمائیں۔ آمین

مخلص دعا گو: قاضی عزیز الرحمان محکمہ قضاۃ سیدو شریف سوات

زینت الحق بنا کر مشکور فرمائیں۔

مولانا عزیز الرحمان[1] تحفظ ختم نبوت

(۱)

(دار المبلغین کے بارہ میں مشورہ)

۲ ربیع الثانی ۱۴۰۱ء

مولانا سمیع الحق صاحب۔ سلام مسنون۔ مزاج گرامی۔ دار المبلغین ختم نبوت ملتان میں کما وکیفا توسیع کے لئے حسب ذیل امور میں جناب والا شان کے مشورہ اور رہنمائی کی ضرورت ہے۔ اس سے قبل صرف رد قادیانیت اور عیسائیت کی تربیت دی جاتی تھی۔ آئندہ رد عیسائیت قادیانیت رفض وبدعت کے لئے بھی تربیت دی جائیگی۔

☆ مدت تربیت کتنی ہو۔ ☆ نصاب میں کون کون سی کتب ہوں۔ ☆ داخل ہونے والے حضرات کو ماہوار کتنا وظیفہ مناسب ہوگا۔

طالب دعا عزیز الرحمٰن دفتر تحفظ ختم نبوت۔ ملتان

(۲)

(والدہ مرحومہ کی تعزیت)

۲۵ اپریل ۱۹۸۸ء

مخدوم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید عنایتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی! ماہنامہ الحق کے ذریعہ آپ کی والدہ مرحومہ کے انتقال پر ملال کی خبر پڑھ کر دلی صدمہ ہوا۔ مرحومہ کا وجود آپ کے پورے خاندان کے لئے خیر وبرکت کا باعث تھا۔ ان کی وفات سے ملک بھر کی تمام دینی جماعتیں ادارے اپنے ایک غائبانہ دعا گو سے محروم ہو گئے۔ وفات کی خبر سُن کر ملتان دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جسمیں مرحومہ کے لئے قرآن خوانی ودعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ براہ نوازش اپنے خاندان کے جملہ افراد بالخصوص شیخ المشائخ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبد الحق صاحب دامت برکاتہم تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جملہ خدام کی طرف سے تعزیت پہنچا دیں۔ اللہ رب العزت آپ حضرات کو صبر جمیل کی توفیق ارزاں فرمائیں۔

طالب دعا مولانا عزیز الرحمان مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس ختم نبوت دفتر مرکزیہ ملتان پاکستان

☆☆☆

مولانا عزیز الرحمٰن حیدری میرپور سندھ

(۱)

(انتظار واشتیاق لقاء)

۱۸ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ

برادر عزیز۔ سلام مسنون۔ اللہ کرے آپ بخیر وعافیت ہوں۔ عید سے دو دن قبل آپ کا خط ملا۔ آپنے لکھا تھا کہ عید کے دوسرے یا تیسرے دن روانہ ہوں گا اور تار دے دوں گا۔ میں شدید خواہش ملاقات میں سرشار کئی دنوں سے سراپا محو انتظار تھا ہی کہ شاید اس بار آپ کے آنے سے عید اکبر کا مزہ لوں گا۔ خط آیا تو اسی دن سے عید سے بھی زیادہ خوشی منانے لگا۔ کئی دوستوں کو ملاقات اور گپ شپ کیلئے تیار کیا کراچی

---

[1] عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے مرکزی ناظم اعلیٰ تھے عمر بھر قادیانیت کا تعاقب فرمایا۔

[2] میرے حقانیہ کی طالب علمی کے اولین دور میں رفاقت کا ایک پُرخلوص رشتہ اخوت ومحبت میں بدل گیا' اور طویل سفر طے کرتے ہوئے اب تک قائم ہے۔ چھچھ کے موضع حیدر آباد کے علامہ مولانا عبد الحکیم کے فرزند اکبر دار العلوم حقانیہ سے سند فراغت حاصل کی۔ حقانیہ کے طالب علمی میں طلبہ کی انجمن کی سرگرمیوں کے روح رواں ہوتے تھے۔ لاہور میں مولانا داؤد غزنوی سے بڑا قرب ہوا لاہور کے صحافتی اور دینی مشاغل کے دور میں مدیر الاعتصام محمد اسحاق بھٹی' مولانا کوثر نیازی' مدیر تسنیم کے خصوصی حلقہ احباب میں سے تھے' کاروباری حوادث کا شکار ہو کر سندھ کے میرپور خاص میں سکونت اختیار کی اور بلدیاتی کمیٹی کے چیئرمین تک بنے۔ ادارہ فروغ عربی کے نام سے ادارہ قائم کیا جو گھر بیٹھے لوگوں کو عربی زبان سیکھنے سکھانے کا موقعہ فراہم کرتا رہا ان کے باقی بھائی مولانا سیف الرحمان' عطاء الرحمٰن' اور مولانا لطف الرحمٰن وغیرہ بھی حقانیہ ہی سے فارغ ہوئے ہیں۔ اس خاندان سے تعلق دادا مرحوم اور چچا مرحوم کے وقت سے قائم ہے۔ یہاں سینکڑوں خطوط سے چند بطور تذکار محبت شامل کئے جا رہے ہیں۔

دو جگہ خط لکھا کہ رہائش کیلئے جگہ تیار رکھو (حالانکہ کراچی میں میرا اپنا گھر بھی ہے لیکن بہتر مہمان کیلئے بہتر جگہ چاہتا تھا۔ اپنا گھر تو ظاہر ہے فقیرانہ تھا) اب عید کے تیسرے دن سے نہ پوچھو کہ میرا کیا حال تھا جب بھی دروازے پر دستک ہوتی میں سمجھتا تار والا ہے۔ لیکن تار والا نہ آیا ویسے تیسرے دن تار والے ۳ آئے تھے۔ لیکن تار دینے نہیں بلکہ عید کی خرچی لینے اور میں نے اس بار خرچی ذرا زیادہ ہی دی اور ساتھ فرمائش کر دی کہ میرا تار جس وقت بھی آئے مجھے پہنچا دیں) یہ بھی خیال تھا کہ تار گاڑی گزرنے کے بعد نہ ملے۔ لیکن تار تھی کہ مصیبت، کہ چوتھے، پانچوے، چھٹے مختصر یہ کہ آج عید کا نواں دن ہے بلکہ یہ بھی ختم ہو رہا ہے۔ اور آپ کا تار نہیں ملا۔ یہ ہفتہ میں نے عجیب کشمکش میں گزارا ہے۔ دوست احباب الگ پریشان ہوئے۔ جب دیکھو کوئی نہ کوئی دوست پوچھ رہا ہے۔ تار آیا کہ نہیں۔ اب تو تار میری چڑ بن گئی ہے۔ میرے بھائی پتہ نہیں اس بار کیا بات تھی کہ ملنے کو بہت جی چاہتا تھا۔ آپ نے ترسانا تھا مگر خوب خوب ترسا دیا۔ اب تو آپ خوش ہو نگے کہ ایک بیوقوف سے خوب بدلہ لیا۔ اگر میری حالت کا آپ کو اندازہ ہوتا تو کم از کم نہ آنے کا ہی تار دے دیتے۔

برائے کرم فوری لکھو کہ کیوں نہیں آئے۔ خدانخواستہ بزرگوارم ابا جان مدظلہ کی طبیعت تو ناساز نہیں۔ یا آپ خود تو بیمار نہیں۔ ویسے مجھے آپ نے تکلیف بہت زیادہ دی۔ میرے بچے کراچی میں ہیں اور میں آج نواں دن عید کو ہوا لیکن بچوں سے کراچی عید ملنے بھی نہ گیا۔ اب کل جاؤں گا۔ اور دو چار دن کراچی رہوں گا اس دوران خدا کرے آپ کا پروگرام نہ بنے ورنہ مجھے شدید کوفت اُٹھانی پڑے گی۔ اگر خط ملنے کے بعد اچانک آنے کا پروگرام بنے تو برائے کرم بیک وقت دو تار دیں۔ ایک تو اس پتہ پر اور دوسرا (معرفت :۔ سید عاقل حسن ۲/۶۲ محمد طالب کالونی لیاقت آباد۔ کراچی) کے پتہ پر۔ لیکن اچانک نہ آنا ہو تو پھر خط کے ذریعہ ہی اطلاع دو اور پروگرام ایسا بناؤ کہ حیدرآباد اتر کر پہلے میرپور خاص آئیں۔ اسکے بعد کراچی جائیں میں آپ کو قطعی اکیلے نہیں چھوڑوں گا۔ کراچی آپ کے ساتھ ہی رہوں گا۔ ہاں آپ اگر کہیں اکیلے جانا چاہو گے تو اجازت دوں گا۔ یہ قطعی نہ سوچو کہ مجھے کسی طرح پریشانی ہوگی۔

ویسے جب میں قلاش تھا تو بھی بطور میزبان برا نہیں تھا۔ اب تو اللہ کا دیا سب کچھ ہے۔ پھر نہ آپ مہمان ہیں نہ میں میزبان۔ یہ سب اس لئے لکھا ہے کہ آپ نے بطور خاص لکھا ہے کہ کراچی میں بھی سمیع کا میزبان عزیز ہوگا۔ بہرحال باتیں تو ختم نہیں ہونگی اور پتہ نہیں۔ میں پریشان حالی میں کیا کچھ لکھ گیا ہوں۔ باقی گفتگو تو عندالملاقات ہی ہوگی۔

اس فضول سے خط میں بزرگوارم والد ماجد مدظلہ کیلئے سلام نہیں لکھ سکتا۔ انتظار زدہ۔ عزیز الرحمٰن

(۲)

۱۹ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ

میرے اچھے بھائی۔ میں اپنے آپکو زیادہ خوش قسمت تو نہیں سمجھتا تھا لیکن اتنا بد قسمت بھی کبھی نہیں سمجھا تھا جتنا کہ آج سمجھتا ہوں۔ آج صبح ہی کراچی جانے کا پروگرام تھا لیکن دو ایک دوست آئے اور میں رک گیا۔ پھر دوستوں کے ساتھ باہر نکل گیا۔ مغرب کی نماز کے بعد گھر آیا۔ ڈاک دیکھا تو اس میں آپ کا خط بھی تھا۔ (غالباً ۷ دسمبر کا لکھا ہوا خط مجھے ۱۱ دسمبر کو ملا) افسوس بھی ہوا لیکن ساتھ ساتھ خوشی بھی کہ ملاقات تو ہو جائیگی۔ فوری کراچی کیلئے تیار ہوا۔ پھر سوچا میں اُدھر چلا جاؤں اور آپ کہیں ادھر میرپور خاص نہ آجائیں۔ چنانچہ آپکے دئے ہوئے نمبر پر کراچی ٹیلیفون کیا۔ اتفاق سے دو منٹ میں ٹیلیفون مل گیا۔ کراچی سے ایک خاتون نے بات کی۔ آپ کا معلوم کیا تو بتایا کہ وہ تو واپس چلے گئے ہیں۔ پوچھا اتنی جلدی کیوں تو بتایا کہ وہ اچانک چلے گئے۔ کیونکہ اطلاع آئی تھی کہ دادی کا انتقال ہو گیا۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. ثم انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ محترمہ دادی صاحبہ کے انتقال کا بھی بہت افسوس ہوا۔ لیکن اس سے زیادہ افسوس اپنی بد قسمتی پر ہوا۔ آپ کا تار نہیں ملا۔ آپ کا خط لیٹ ملا۔ پھر دادی جان مرحومہ ومغفورہ کا انتقال بھی ایسے موقع پر ہوا۔ (اللہ تعالیٰ انکو

اعلیٰ علیین میں رکھے) اب سوچو کہ میں بدقسمت نہیں ہوں تو کیا ہوں۔

میرے اچھے بھائی، مجھ سے ناراض نہ ہوں۔ خدا کی قسم میری ذرا بھی غلطی نہیں۔ اگر تار ملتا تو آپ مجھے حیدر آباد میں موجود پاتے۔ اگر اللہ کو منظور ہوا اور آپ میر پور خاص آئے تو یہاں تمام دوستوں سے آپکو معلوم ہو جائیگا۔ آپ کے آنے کا کتنا اشتیاق تھا۔

خط کا تو کوئی کلیم نہیں ہو سکتا۔ لیکن آپ نے اپنے ہاں جہاں سے تار دیا تھا ان سے ضرور باز پرس کریں کہ تار مجھے کیوں نہیں ملا، اور مجھے لکھیں کہ کس دن آپ نے تار دیا تھا اور تار کا کیا نمبر تھا تاکہ میں خود بھی وہاں تار والوں سے باز پرس کر سکوں۔ سمیع آپ نے خط میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ بہت کم ہے آپ اس موقع پر جو کچھ بھی لکھتے آپکو حق تھا کہ لکھتے۔ میں میر پور خاص میں صرف اس وجہ سے موجود رہا کہ آپ کے تار کا انتظار تھا۔ ورنہ میر پور خاص میں رہتے ہوئے ایک ایک منٹ مجھ پر بھاری تھا۔ آپ کے علاوہ اور کوئی بھی ہوتا میں ایک منٹ بھی اس وقت اس کا انتظار نہ کرتا۔ کیونکہ گھر والے کراچی میں تھے اور اس حال میں کہ آج کل میں آنیوالے تھے۔ اور غالباً وہ آگئے۔ کیونکہ ابھی تار ملا ہے کہ جلد کراچی آؤ۔

ذرا سوچو کہ آج عید کا دسواں دن ہے اور مذکورہ بالا کیفیت۔ پھر بھی میں صرف اور صرف آپ کی وجہ سے میر پور خاص میں رکا رہا۔ اب خط ختم کرتے ہی کراچی جاؤں گا۔ بہر حال میں انتہائی شرمندہ ہوں اور اپنے آپکو ہر سزا کیلئے پیش کرتا ہوں۔ اگرچہ ہوں بے گناہ۔

؎ صبت علی مصائب لوانھا　　　صبت علی الایام صرن لیالیا

نیز تار کے بارہ میں ضرور لکھو کہ کب دیا تھا اور اسکا کیا نمبر تھا یہاں ڈاک اور تار والے ہر فرد تقریباً مجھے جانتا ہے کہ میرا تمام کاروبار ہی ڈاک کے ذریعہ ہے۔ اس سے قبل ایسی صورت بھی پیش نہیں آئی۔ میرا خون برابر خشک ہوتا رہیگا۔ یہ بھی لکھیں کہ دادی جان کا انتقال ہوا یا کسی اور کا۔ تاکہ والد ماجد مدظلہ کو تعزیت کا خط لکھ سکوں۔　　والسلام　　بدقسمت　عزیز الرحمان

(۳)

۱۴ ذیقعدہ ۱۳۹۶ھ　　　(کتاب اسلام اور عصر حاضر کے بارہ میں تاثرات)

برادر عزیز مولانا سمیع الحق صاحب، سلام مسنون، امید کہ آپ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہونگے۔ آپکی لائق صد تحسین تصنیف ''اسلام اور عصر حاضر'' رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں موصول ہوئی۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔ کتاب کے مضمرات کے مدنظر اگرچہ اسکی ماہ صیام المبارک میں وصولی روحانی فیوض میں مزید اضافہ کا باعث بنی۔ لیکن ماہ مبارک کی معروفیات، مخصوص معمولات اور روز و شب کے لگے بندھے اوقات میں اسکے مطالعہ کیلئے وقت نکالنا نہایت مشکل تھا۔ تاہم کتاب کے سرسری جائزے کے بعد مزید مطالعہ کے شوق کی شدت کتاب کے مفصل مطالعہ پر ہی منتج ہوئی۔ کتاب دلچسپ بھی ہے، معلومات افزاء بھی، ایمان افروز بھی اور پھر ہر مسئلے پر حاوی۔ علامہ اقبالؒ کا یہ مصرع:　　''ریختند ہنر ہائے من بحر بیک نائے آب''

فی الحقیقت آپکی تصنیف کی جامعیت کی پوری پوری ترجمانی کرتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ عصر حاضر کی جن اصنام پرستیوں پر آپ نے ضرب کاری لگائی ہے وہ حق اور آپ ہی کا حق ہے کہ مرکز حق (حقانیہ) سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہونے والی ہر چیز یقیناً حق ہی ہوگی۔ حلقہ احباب میں سے جس نے بھی کتاب کو پڑھا۔ میں نے اسے بے حد متاثر اور مدح سرا پایا۔ کتاب اپنی صوری و معنوی حسن و خوبی کے ساتھ ساتھ صاحب تصنیف کے حسن طبع کی مکمل طور پر آئینہ دار ہے۔ اللہ پاک آپکو خدمت حق کی مزید توفیق دے۔ دعا میں یاد رکھیں۔

والسلام　آپکا بھائی عزیز الرحمان

(۴)

۹ اگست ۱۹۷۷ء (نامساعد موسم میں میرپور سے کراچی روانگی پر تشویش)

خوږه وروره سميع رانه پرون ماخيګر جدا شوی. نولګ وخت خورا ماندی څه اثرنه وو .بيا چه يَځان پوه شوم. تو زړه مے ډير خګ شو. او ځان ته مے بلد ورکوے چه په دی طوفاني باران کښ مے دی ولیے پريخو که په خپله ورسره تر کراچی تلے وے نو خه به وه. بهرحال خپيمانه ډير ووم خو شوے کاروو. نن د سحره مے دری ځله ټيليفون کوشش اوکړو خو د حيدر آباد او د ميرپور خاص ترمنزه د طوفان د وجه نه تارونه خراب وو او رابطه منقطع ده. پس دا خط ليکم زر خبر را که چه په خيريت سره اورسيدی بس دوه لفظه اوليکه.

ستا د راتلو نه مخکښ په راتلو او دتلو نه روسته چه څه جذبات و کښ کوم ملوجزر راغلے د ی هغه به بياليکم. دا خو د خيريت طلب د پاره دے. د شفيق په شکل خدائے پاک بنه رفيق درکړے دے. رفيق خو بکار شفيق دے. خدائے دِ سلامة ساتی.

ستا وروړ عزیز

(۵)

۷ صفر ۱۳۸۷ھ (علامہ داؤد غزنوی کے نمایاں صفات اور خوبیاں)

پیارے سمیع، مولانا داود غزنویؒ[1] کے متعلق کیا لکھوں؟ (۱) تہجد گزار تھے، اور رات کو خوب رویا کرتے تھے۔ (۲) علماء اور اسلام کے خلاف جب بھی جہاں سے بھی کوئی آواز اُٹھتی سب سے پہلے داؤد صاحب سینہ تان لیتے تھے۔ (۳) انتہائی غیر متعصب تھے۔ تمام فرقوں کے علماء سے ذاتی تعلقات تھے یہاں تک کہ بریلوی حضرات کے مولانا ابوالحسنات صاحبؒ سے بھی بہتر قریبی مراسم تھے۔ قادیانیوں کے خلاف تحریک کے وقت جب علماء کا اجلاس ہوتا تھا تو کئی بار آپ نے شیش محل میں مولانا ابوالحسناتؒ کو نماز کیلئے آگے بڑھایا۔ دیوبندی علماء سے تو خاص تعلق خاطر تھا۔ مفتی محمد حسنؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ وغیرہ کے تو تقریباً معتقد تھے حضرت مولانا رائیپوریؒ کے ہاں حاضری دیتے تھے۔ (۴) سیاست میں بھی تمام جماعتوں کے لیڈروں سے یکساں تعلق تھا۔ اور ہر جگہ ہر دل عزیز تھے۔ (۵) قادیانیوں کے خلاف تحریک میں نمایاں حصہ لیا اور پھر مقدمہ کی پیروی اور تیاری میں دن رات ایک کرتے تھے۔ اس وقت تمام علماء کے وکیل اور نمائندہ تھے۔ (۶) انتہائی بہادر، نڈر اور خوش اخلاق تھے کام کی زیادتی کی وجہ سے کئی بار ایسا ہوتا تھا کہ بڑے بڑے لیڈر آتے لیکن مولانا انکو ملاقات کا وقت نہ دیتے تھے۔ لیکن مدرسہ کے طالب علموں کیلئے مولانا کا دروازہ ۲۴ گھنٹے کھلا رہتا تھا۔ طلبہ سے اپنے بچوں کے مقابلہ میں زیادہ شفقت سے پیش آتے تھے۔ (۷) مدرسہ میں اہلحدیث اور دیوبندی طلبہ کے علاوہ شیعہ طلبہ اور بریلوی طلبہ کو بھی داخلہ دیتے تھے بعض۔ اہلحدیث اس پر معترض بھی ہوتے تھے۔ مدرسین میں خاص طور پر دو مرید حنفی ہوتے تھے۔ (۸) اہلحدیث کے باقی دو فرقوں، کراچی کے امامیہ والے اور لاہور کے روپڑی حضرات سے اختلافات کو بہت ہی اچھے انداز میں اتفاق میں تبدیل کر دیا تھا۔ (۹) جمعیۃ اور اخبار کے عملہ کیساتھ مہمانوں کیساتھ انتہائی شفقت آمیز طریقہ اختیار کرتے تھے کسی سے اگر غلطی ہوتی تھی۔ تو ڈانٹ کے تھوڑی دیر بعد بلا کر اسکو نرمی سے راضی کرتے تھے۔ (۱۰) ایک مدرس تدریس کے وقت مختصری دھوتی باندھکر آیا کرتے تھے۔ بالکل اللہ

[1] اہل حدیث اور سلفیہ کے مقتدر رہنما' مدرسہ تقویۃ الاسلام' شیش محل لاہور کے بانی، مولانا عزیز الرحمان کو ان کے تلمذ اور قریبی تعلق اور صحبت کا شرف حاصل ہوا تھا اس لئے ان سے تاثرات معلوم کئے گئے۔

والے بے خیالی میں دھوتی ادھرادھر ہو جاتی تھی۔ یہ بات مولانا تک پہنچی تو صرف اس مدرس کو سمجھانے کے بجائے ایک عام آرڈر دیا کہ مدرسہ کے اوقات میں تمام مدرسین اور طلبہ شلوار یا پاجامہ پہنا کریں۔ اسطرح وہ غریب شرمندگی سے بچ گیا۔ (۱۱) بہت نفاست پسند تھے۔ کھانا صاف ستھرا چاہتے تھے اور لباس بھی بہت صاف رکھتے تھے۔ بعض لوگ غزنوی خاندان کے شہزادے کہا کرتے تھے۔ (۱۲) عام طور پر نوکروں کی موجودگی کے باوجود اپنا کام خود کرتے تھے یہاں تک کہ اپنے دفتر اور خاص کمرے میں جھاڑو تک خود دیتے تھے۔ یہ چیز ڈھکی چھپی نہیں بلکہ لوگوں کے سامنے بھی۔ ان میں سے جو پسند ہوا ہو اور کچھ نہ کچھ لکھ لو۔ حیران ہوں کہ کیا لکھوں اور لوگ کیسے لکھتے ہیں۔ خط میں دیر اسلئے ہوئی کہ میں تقریباً ایک ماہ بیمار رہا۔ گردن توڑ بخار میں مبتلا ہو گیا تھا۔ آدمی عجیب جانور سا بن جاتا ہے۔ اب بھی تھوڑا سا فرق ہوتا ہے۔ رو بصحت ہوں اور بیٹھ کر کچھ کر لیتا ہوں۔ نوشہرہ سے سجاد ظہیر چوہدری اگر کبھی حقانیہ آئے تو اسکی مہمانداری کر لیں نوجوان آدمی ہے۔ اور دینی ذوق رکھنے والا ہے حضرت مولانا صاحب مدظلہ سے بھی ملوا دیں تاکہ اسکے لیے دعا کریں۔ ابھی ابھی سیکنڈ لیفٹیننٹ بھرتی ہوا ہے۔ والسلام عزیز الرحمان

☆☆☆

سید عزیز الرحمان شاہ پیرزادہ

منگھو پیر روڈ کراچی نمبر ۱۶

(یقین محکم اور عمل پیہم کا فقدان O نجوم پرستی کا شرک)

۲۷ رجون ۱۹۸۳ء

حضرت محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ جان کر کہ آپ دینی مجلہ ماہنامہ "الحق" کے مدیر محترم کی حیثیت سے ملی خدمت انجام دے رہے ہیں، بڑی خوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو شرف قبولیت بخش دے اور آپ کو دین و دنیا کی فلاح سے مالا مال کر دے۔ آمین۔ یارب العالمین۔ آپ متفق ہوں گے کہ آپ کی طرح ان گنت محترم ہستیاں ملت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اپنے اپنے دائرہ کار میں عظیم خدمات انجام دے رہی ہیں۔ آپ جیسے اہل دانش سے یہ بات بھی مخفی نہ ہوگی کہ ملت کی موجودہ زبوں حالی کے اسباب میں ایک بڑا سبب یقین محکم کی کمی اور عمل پیہم کا فقدان ہے جس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ مصائب و آلام جو ہماری کوتاہیوں اور بداعمالیوں کا نتیجہ ہیں ہم انہیں "قسمت کا لکھا" سمجھ بیٹھے ہیں۔ عوام الناس سے قطع نظر ہمارے خواص کا بھی خاصا بڑا طبقہ نجومی کے کہے کو قسام ازل کا لکھا سمجھتا ہے۔ اور اس پر یقین بھی رکھتا ہے۔ (نعوذ باللہ)۔ یہی نہیں بلکہ بڑے بڑے اخبارات و رسائل تک ہر ہفتہ پورے کے پورے صفحات نجومیوں کی پیشن گوئیوں کی خرافات کی نذر کر رہے ہیں اور اس طرح ملت مسلمہ کے اذہان کو آہستہ آہستہ زہر پلا رہے ہیں اور انہیں ناکارہ بنا رہے ہیں، اس طرح ہم عملی دنیا سے دور تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ انجام کار عظیم ملی نقصان ہو رہا ہے۔ تعجب اس بات پر ہے کہ کوئی اس کے خلاف آواز بھی نہیں اٹھاتا۔ میں انتہائی محدود وسائل و پیرانہ سالی کے باوجود اسی مقصد جلیلہ کو لے کر اٹھ کھڑا ہوا ہوں تاکہ ملت مسلمہ کو ستاروں کے ساتھ تقدیر کو وابستہ سمجھنے کے شرک سے نجات دلاؤں اور یقین محکم اور عمل پیہم کی تحریک پیدا کر کے ملت میں موجود بیمار

ذہنوں کو منفی خیالات سے نجات دلاؤں اور انہیں ایک مثبت اور فعال شخصیت بنا کر ان کی رگوں میں حیات تازہ کی لہر دوڑا دوں۔ اب میری زندگی کا واحد مشن یہی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کو بھی ''اللہ اور صرف اللہ'' اور ''دعاؤں سے پتھر پانی بن سکتے ہیں'' کے زیر عنوان پمفلٹ کی کاپیاں برائے تبصرہ و اشاعت ارسال کر چکا ہوں' اس کے مطالعہ سے یہ حقیقت آپ کے سامنے آ چکی ہوگی کہ مذکورہ بالا مشن کے سلسلہ میں میرا پہلا قدم یہ ہے کہ پمفلٹ مذکورہ میں مندرج مکتوب کے سرے پر تحریر اللہ رحمٰن و رحیم والی دعا کی اس حد تک تبلیغ و اشاعت کی جائے کہ یہ دعا ملت کے ہر فرد کے دل کی صدا بن جائے۔ اس ضمن میں ایک پمفلٹ زیر عنوان ''فکر و عمل کی اساس'' بھی ملت گیر پیانہ پر تقسیم کر چکا ہوں۔ اس کی فوٹو کاپی منسلک کر رہا ہوں' تا کہ بات پوری طرح واضح ہو جائے۔ پمفلٹ مذکورہ کے مطالعہ سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ نجوم و متعلقہ علوم دوسرے تمام تر غیر الہامی علوم کی طرح ظنی علوم ہیں۔ یہ علوم ''خبر'' ہیں۔ ان کا شمار عظیم سماجی علوم میں ہے۔ ان کی مقصدیت اور افادیت یہ ہے کہ ان کے ذریعہ استخراج نتیجہ کیا جائے۔ ''خبر'' اچھی ہو تو اس سے بھرپور استفادہ کیا جائے اور اگر ''خبر'' بری ہو تو اس سے بچنے کی تدبیریں کی جائیں اور ہر حال میں نتیجہ اللہ رحمٰن و رحیم کی رحمت کاملہ پر چھوڑ دیا جائے۔ ستاروں کے اثرات ان کی خاصیت ہیں' طاقت نہیں۔ وہ ہمارے لئے مسخر ہیں۔ لہٰذا اپنی اصلاح' ذہنی تحریک' ذوق یقین کی نشوونما اور پختگی سے حالات بدل سکتے اور دعاؤں سے تو پتھر بھی پانی بن سکتے ہیں۔ میں ان علوم سے نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے وابستہ ہوں' اپنی طویل پریکٹس کے دوران ان علوم کو بحمد للہ پوری کامیابی سے صرف اور صرف تعمیری مقاصد کے لئے استعمال کرتا رہا ہوں۔ اس کی تصدیق میری وزیٹرز بک میں مندرج ہر مکتبہ فکر کی محترم ہستیوں کی ہزاروں آراء سے ہوتی ہے۔ سبحان اللہ تعالیٰ۔ اس اجمال کی تفصیل روشن ترین دلائل و براہین کے ساتھ زیر طباعت کتاب ''تو شب آفریدی'' چراغ آفریدم'' (میرے رب' میں نے رات کا اندھیرا دور کرنے کے لئے تیری رحمت سے چراغ بنا لیا) میں دی گئی ہے۔ یہ کتاب مفت تقسیم ہوگی۔ انشاء اللہ۔ یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مذکورہ بالا مقصد جلیلہ کی تبلیغ و اشاعت سے میرا کسی بھی قسم کا کوئی ذاتی مفاد وابستہ نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں اپنے ایک اعلان کی فوٹو کاپی منسلک کر رہا ہوں۔ اسے اور منسلکہ پمفلٹ (فوٹو کاپی) ''فکر و عمل کی اساس'' کے آخری صفحہ پر اعلان زیر عنوان ''کار عظیم چاہیے'' پڑھ لیں۔ بات واضح ہو جائے گی۔ یہ بھی عرض کر دوں کہ میری کوئی جماعت نہیں ہے اور میں جماعت بنانا بھی نہیں چاہتا۔ پیری مریدی نہیں کرتا۔ چندہ' ہدیہ' نذرانہ وغیرہ بھی نہیں لیتا۔ یہ ایک انفرادی کوشش ہے اور یاران نکتہ داں کے لئے صدائے علم ہے کہ وہ اس مشن کو بیش از بیش آگے بڑھائیں۔ دینی رسائل کی توسیع اشاعت کے لئے بھی اب تک جو کچھ کر سکا ہوں وہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اگر آپ کا مجلہ پسند آ گیا تو اس کی توسیع اشاعت کے لئے بھی بھرپور خدمت کی سعادت حاصل کروں گا۔ انشاء اللہ۔ فی الحال ایک سال کے لئے اپنا موقر ماہنامہ بذریعہ وی۔ پی ارسال کر دیں۔ نیز اپنے جس مجلہ میں پملفٹ مذکورہ پر تبصرہ کیا ہو یا اسے شائع کیا ہو وہ پرچہ بھی بذریعہ وی پی' ارسال کر دیں' مشکور ہوں گا۔ آپ کے علم میں کوئی ایسی کتاب ہو جس میں پاکستان کی خانقاہوں اور ہندوستان' سابق مشرقی پاکستان اور دیگر ممالک رمقامات کے مدارس عربیہ اور خانقاہوں کے نام دیتے ہیں تو مہربانی کر کے ضرور مطلع کریں۔ آپ نے یہ کرم کر دیا تو اس مشن کی تبلیغ و اشاعت میں بڑی مدد مل جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ کیا کسی طرح مساجد کے نام و پتے بھی مل سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کی اچھی خبر سنائے آمین۔

والسلام : دعا گو دعاؤں کا محتاج سید عزیز الرحمٰن

مولانا پیر عزیز الرحمان ہزاروی حقانی[1] راولپنڈی

(۱)

(چشمہ فیض جاری رہے شمع جلتی رہے ○ غوث زمان کا مخلوق خدا کو فیض)

۱۳ ررجب المرجب ۱۳۹۵ھ، ۲۲ رجولائی ۱۹۷۵ء

واجب الاحترام صاحبزادہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت جی مدظلہ کی بیماری کا اخبار میں پڑھ کر سخت دکھ ہوا۔ خود آنے کا ارادہ تھا۔ مگر محترم حضرت مولانا قاری سعید الرحمان صاحب نے بتایا کہ ملاقات کی اجازت نہیں ہے کیونکہ اسطرح صحت پر اثر پڑتا ہے۔ بہرحال مجھ ناکارہ سے اس وقت جو بات ہوسکتی ہے وہ پانچگانہ نماز با جماعت کے بعد حضرت کی صحت عاجلہ کاملہ کیلئے دعا ہے۔ خود بھی اور نمازیوں سے دعائیں منگوا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ دین اسلام کے اس چشمہ فیض کو جاری وساری رکھے۔ خدا اس شمع کو بجھنے سے بچائے۔ حضرت گرامی کو میں غوث زمان جانتا اور مانتا ہوں۔ آپکے ذریعے جو فیض مخلوق خدا کو مل رہا ہے۔ وہ بے نظیر ہے۔ میری دلی حمدردیاں اس موقعہ پر آپ صاحبزادگان اور دارالعلوم کے جملہ بزرگوں کیساتھ ہیں اللہ تعالیٰ دارالعلوم کو حضرت کی طویل سرپرستی عطاء فرمائے اور مجھ جیسے ناکاروں پر حضرت کا سایہ دراز رکھے آمین۔ حضرت کی خیریت کا ضرور لکھیں طبیعت پریشان ہے۔ ابھی فون پر بھی بات کرنی چاہتا تھا۔ لیکن تاحال فون ملا نہیں خدا تعالیٰ حضرت کو کلی صحت عطاء فرمائے۔ آمین۔

فقط والسلام، احقر عزیز الرحمان ہزاروی، فاضل دارالعلوم حقانیہ خطیب جامع مسجد محلہ محمد آباد چوہر ہڑپال، راولپنڈی۔

جملہ اساتذہ واحباب کو سلام عرض کریں۔

(۲)

۲۲ رمارچ ۱۹۸۱ء

(دارالعلوم علم وعرفان کا گہوارہ ○ مولانا غلام غوث ہزاروی کے تصانیف)

گرامی قدر ابن مخدوم المکرم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ ملا۔ مجھے خود بھی زیارت سے محرومی کا احساس ہے۔ رات رہنے کا پروگرام اسی مقصد کے لئے بنا تھا کہ ملاقات ہوجائیگی حضرت مولانا مسعود الرحمٰن صاحب ٹیکسلا والے بھی ہمراہ تھے۔ اداریہ واقعی معلوماتی اور بہت عمدہ لکھا ہے اللہ کریم جزائے خیر دے آمین۔ اسی ہفتے دوبارہ حاضری کا ارادہ ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ ہر ماہ علم وعرفان کے اس گہوارے میں محض حصول سعادت کے لئے حاضری دیا کروں تاکہ اس بہانے حضرت اقدس دامت برکاتہم اور اساتذہ کرام کی قدم بوسی بھی ہوتی رہے۔ دارالعلوم کا ماحول بہت ہی دلکش ہے۔ ہم تو ترستے ہی رہتے ہیں۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ حضرات جن کو وہاں کے لئے قبولیت نصیب ہوئی ہے۔ آپ پر اب بہت زیادہ ذمہ داریاں عائد ہورہی ہیں خصوصی توجہ فرمائیں۔ حضرت شیخ پاک کا پورا نمونہ آپ سب میں ہونا ضروری ہے۔ حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ کو دینی خدمت میں مشغول دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ مجھ جیسے ہزاروں خدام حقانیہ کی دعائیں آپ کیلئے بے ساختہ نکلتی ہیں۔ حضرت مجاہد ملت[2] نور اللہ مرقدہم کی

[1] مولانا عزیز الرحمان ہزاروی فاضل حقانیہ شیخ الحدیث کے خدام خاص ومقربین میں سے ہیں مولانا غلام غوث ہزاروی اور ان جیسے اکابر کا خصوصی قرب حاصل رہا بعد میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کے فیض صحبت اور خلعت خلافت سے بھی سرفراز ہوئے اس وقت مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ راولپنڈی میں دینی ادارے چلا رہے ہیں اور جذبۂ اظہار حق سے بے حد سرشار ہیں ان کے صاحبزادگان نے بھی حقانیہ ہی سے کسب فیض حاصل کیا۔

[2] مولانا غلام غوث ہزارویؒ

کتابیں تو بہت ہیں۔لیکن افسوس کہ اس وقت میرے پاس بعض موجود نہیں ہیں۔اور جو ہیں وہ صرف ایک ایک نسخہ ہے۔مسلمہ اصول جنگ اور جواب محضر نامہ کا ایک ایک نسخہ ارسال ہے۔یہ چونکہ اماں جی وام ظلہا کی ملکیت ہے۔اس لئے دونوں کی قیمت ۲۰ روپے بنتی ہے۔جیسے آپ کی مرضی ہو ورنہ میں خود ادا کر دونگا یا اجازت لے لونگا۔پوتے کی وراثت،سوشلزم اور جمہوریت پر اسلام کی برتری۔غلط بیانیوں کے جوابات،راکٹ کے ذریعے چاند پر رسائی اور اسلام،مودیت کا پوسٹ مارٹم،کالج میں ایمان،من ہوالمودودی،شان صحابہؓ ایسے اور بھی رسائل ہیں۔دعاؤں کی کتاب جس پر حضرت شیخ نے بھی تائیدی کلمات لکھے ہیں۔کتابت ہو چکی ہے۔بس اشاعت باقی ہے۔سورۃ فاتحہ کی تفسیر،اور شان صحابہ پر مشتمل اربعین،اور خودنوشت سوانح عمری کے لئے بھی طباعت کا ارادہ ہے۔مسلمہ اصول جنگ تو کافی نسخے پڑے ہیں حضرتؒ نے اصل لاگت یعنی ساڑھے چھ روپے قیمت رکھی تھی کہ اس پر نفع نہیں لیا۔لیکن حضرتؒ کا داماد حضرت مولانا مظفر اقبال صاحب کی رائے ہے کہ اب ۱۰ روپے کردئے جائیں۔باقی جواب محضر نامہ بڑا حصہ میرے پاس موجود ہے۔اور صرف خواص بلکہ اخص الخواص ہی کے لئے ہے۔لولاک میں میرا مضمون چھپا ہے۔اگر پسند فرمائیں تو مزید اضافہ کر کے الحق کے لئے ارسال کردوں۔حضرت اقدس مدظلہ اور سب کی خدمت سلام عرض کریں۔دعاؤں کی درخواست پر ختم کرتا ہوں۔

نوٹ:۔ ا۔ مجھے الحق کا اداریہ والا پرچہ بذریعہ ڈاک ابھی تک نہیں ملا۔ ۲۔حضرت[1] کا ایک خط جو میں دورہ حدیث شریف میں داخلہ کے وقت حضرت اقدس کی خدمت لایا تھا۔نقل تو میرے پاس ہے۔اگر اصل ہو تو اسکی کاپی چاہیے۔

خادم عزیز الرحمان راولپنڈی

☆☆☆

عزیز زبیدی۔شیخوپورہ

(الحق کی خدمات پر ہدیہ تبریک O شیخ الحدیث کی سلطان جائر کے سامنے کلمہ حق)

۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۸۰ء

محترمی!السلام علیکم،الحق کلمہ حق بلند کرنے کیلئے جو خدمات انجام دے رہا ہے اسکے لیے ہدیہ تبریک قبول فرمائیں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق (زادہ اللہ تشریفا وتکریما) نے کلمۃ حق عند سلطان جائر جو مثالیں پیش کی ہیں قابل مثال ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں اجر جزیل عطا فرمائے۔آمین ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ کا شمارہ مجھے نہیں ملا اسکا ابھی انتظار ہے۔ شکریہ! زبیدی واربرٹن ضلع شیخوپورہ

---

[1] شیخ الحدیث مراد ہیں۔

[2] مولانا ہزارویؒ مراد ہیں۔

قاضی عصمت اللہ[1] ضلع گوجرانوالہ

(تحریک شادی)

۲۳ر دسمبر ۱۹۹۳ء

محترم المقام حضرت مولانا صاحب دام اقبالکم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مزاج گرامی !دعوت نامہ موصول ہوا آپکے برخوردار[2] کی شادی خانہ آبادی کی تقریب کے موقع پر دعوت ولیمہ میں شرکت باعث سعادت تھی لیکن ۳۱ر دسمبر بروز جمعہ مدرسہ میں اختتام بخاری شریف کی تقریب کا انعقاد ہے اور دو بزرگوں سے شرکت کا وعدہ لے چکا ہوں۔اسی لیے یہاں سے غیر حاضری نہیں ہوسکتی۔دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس ازدواجی زندگی کے آغاز کرنے والے جوڑے کو مسرت پر مسرت عطافرمائے اور شادی باعث برکت ہو۔

والسلام قاضی عصمت اللہ

☆☆☆

مفتی عطاء الرحمٰن

مدیر معاون ماہنامہ حکمت بالغہ جھنگ

(حقیقت علم نمبر)

۱۱۵گست ۲۰۰۸ء

محترم جناب مدیر صاحب ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔مزاج گرامی !ماہنامہ ''حکمت بالغہ'' کا یہ اعزاز ہے کہ ماہ اگست ۲۰۰۸ء کا شمارہ ''حقیقت علم نمبر'' شائع ہوا ہے۔اس رسالے کی 2 کاپیاں برائے تبصرہ ارسال خدمت ہیں۔درخواست ہے اپنے مؤقر جریدہ ''ماہنامہ الحق'' کی قریبی اشاعت میں تبصرہ فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔نیز اپنے شمارے کی ایک کاپی بھی ارسال فرمادیں۔

شکریہ بعد احترام

مفتی عطاء الرحمٰن مدیر معاون ماہنامہ حکمت بالغہ جھنگ

☆☆☆

عطاء اللہ عطاء[3] ڈیرہ اسماعیل خان

(فارسی کلام سات ہزار اشعار پر مشتمل O کتابت کے اغلاط نہ ہونے کی صورت میں الحق کو پیشکش)

۱۷ مارچ ۱۹۶۸ء

محترمی جناب مولانا صاحب سلمہ اللہ الرحمان ،السلام علیکم !آپ کے گرانمایہ ماہنامہ ''الحق'' میں میری ایک نعت شریف چھپی، جو قاضی عبدالکریم صاحب کلاچوی نے برائے اشاعت بھیجی تھی اسکے چھٹے شعر کے پہلے مصرع میں بجائے ''نمائی'' کے ''نمائے'' کا لفظ غلط چھپا ہے۔نعت میں حضور ﷺ کو خطاب ہے اور واحد حاضر کا صیغہ ہے۔یائے معروف ہونی چاہیے نہ کہ مجہول، باقی اشعار درست چھپے ہیں۔

۱۔ قاضی عصمت اللہ صاحب جمعیۃ اشاعت التوحید والسنۃ پنجاب کے امیر، قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ کے مرکزی جامع مسجد کے خطیب مولانا غلام اللہ خان مرحوم کے خاص تلامذہ میں سے اور ان کے مشن کے داعی

۲۔ عزیزم حامد الحق حقانی ۳۔ شاعر اور وکیل فارسی کلام میں سات ہزار اشعار کہے۔

میں اپنا فارسی کلام جو قریب سات ہزار اشعار پر مشتمل ہے اور اس میں تیرہ صد اشعار حمد، نعت اور مناجات کے ہیں کسی پاکستانی رسالہ کو برائے اشاعت نہیں بھیجتا۔ اسلئے کہ پاکستانی رسائل اکثر اشعار کو غلط چھاپ دیتے ہیں اور اس سے شاعر کی دل شکنی ہوتی ہے۔ اغلاط صرف اغلاط کتابت نہیں ہوا کرتے بلکہ فقدان علم کی وجہ سے وارد ہوتی ہیں۔ ادارہ کا اگر کوئی لکھا پڑھا شخص اس طرف اپنی توجہ مبذول کرے تو اغلاط وارد نہ ہونگی۔ اگر مجھے یقین ہو جائے کہ میری نظم درست چھپے گی تو میں ضرور آپ کے گرانقدر ماہنامہ کی خدمت کر سکونگا۔ اور اپنا کلام برائے اشاعت بھیجا کرونگا۔ تہران میں میرا کلام درست چھپتا ہے۔ کیونکہ وہ خاص توجہ اسطرف دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک پاکستانی رسالہ میں میرے قصیدہ میں ایک مصرع بجائے ”گرچہ من انوری نیم یا چو لبید و بحتری“ (لبید و بحتری عرب کے دو مشہور قصیدہ گو شاعر گزرے ہیں) یوں چھپا ”گرچہ من انوری نیم یا چو بعید و برتری“ اب آپ فرمائیں یہ کتابت کی غلطی کا نتیجہ ہے یا فقدان علم کا۔ انہوں نے یہ خیال اغلباً کیا ہوگا کہ شاعر نے بعید اور بحتری کے الفاظ غلط طور لکھے ہونگے۔ دراصل بعید اور برتری ہونگے ”بدیں عقل و دانش بباید گریست“ قصیدہ کے باقی اشعار بھی اکثر غلط چھاپے تھے۔ اسکے بعد کیا میرا دل چاہے گا کہ میں دوبارہ غلطی کر کے کوئی نظم برائے اشاعت رسالہ مذکورہ کو بھیجوں۔ ایک نعت شریف علیحدہ کاغذ پر لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ میں نے ہر ایک شعر اور ہر ایک لفظ کو درست لکھنے کی کماحقہ سعی کی ہے اور ضروری حرکات بھی حروف پر لگا دیئے ہیں۔ اسکے بعد اگر کوئی لفظ غلط چھپا تو مجھے رنج ہوگا۔ اور دلی کوفت۔

نوٹ: اگر آپ لمبی نظم بھی شائع کریں تو میرے پاس بڑا ذخیرہ ہے۔ اور آپ پڑھ کر خوش ہونگے۔

والسلام خاکسار لاشئی عطاء اللہ عطاء وکیل ڈیرہ اسماعیل خان

☆☆☆

مولانا سید عطاء المحسن بخاری[1] ملتان

(۱)

(لادینی سیاستدانوں سے ہٹ کر علماء کے اتحاد اور جدوجہد کی ضرورت ○ جمعیۃ کانفرنس میں شرکت)

۱۵ر فروری ۱۹۸۸ء

گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ وعلیکم السلام، طالب خیر الحمدللہ مع الخیر، آپکا دعوت نامہ ملا میں ۴ر مارچ کی کانفرنس میں ضرور شریک ہوتا مگر انہی تاریخوں یعنی ۳، ۴، مارچ کو ربوہ میں دسویں سالانہ شہداء ختم نبوت کانفرنس منعقد ہو رہی ہے مجلس احرار اسلام کے تمام رہنما اور اراکین اس میں شریک ہونگے۔ اس شرعی عذر کی بنا پر لاہور میں آپ کے اجتماع میں شریک نہیں ہو سکتا، ایک صورت ممکن ہے کہ آپ کی جماعت جمعیت علماء اسلام کا ایک نمائندہ ۳ مارچ کو مسجد احرار میں ہونے والی شہداء کانفرنس میں شرکت کرے۔ بعد نماز عشاء پہلی

---

[1] امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے فرزند نے عالمی مجلس احرار اسلام کے نام سے ملتان کے دار بنی ہاشم کو دینی اور دعوتی سرگرمیوں سے آباد رکھا' اپنے عظیم خطیب والد کی خطیبانہ خصوصیت کو بھی سب بھائیوں نے اپنے اپنے انداز میں نباہنے کی کوشش کی' مولانا عطاء المنعم (ابوذر) بخاری مولانا عطاء المؤمن بخاری مولانا عطاء المہیمن بخاری ہر ایک اپنے اپنے انداز میں انفرادی تشخص کے ساتھ خدمت ملک وملت میں حصہ لیتے رہے۔ بخاری خاندان کے نوجوان سید محمد کفیل بخاری ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کے تعاقب میں خاندانی مشن کو بڑھا رہے ہیں۔ خط غالباً شریعت بل کے سلسلہ میں لاہور میں جمعیۃ علماء اسلام کے بلائے گئے کانفرنس کے بارے میں تھا۔

نشست ہے اس طرح وہ آسانی سے لاہور پہنچ سکتے ہیں اور ۲۴ مارچ کو احرار کا ایک نمائندہ جمعیۃ کی کانفرنس میں شریک ہو جائیگا۔ میں جمعیت کی کانفرنس کی کامیابی کیلئے دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ اہل حق کو مجتمع فرمائے اور پاکستان میں نفاذ اسلام کی جدوجہد علماء کے ذریعہ ہی کامیابی سے ہمکنار ہو۔ جب تک حقیقی اسلامی انقلاب کی قیادت حق پرست علماء نہیں کریں گے کامیابی ممکن نہیں۔ اور اگر علماء ہی سیکولر سیاست دانوں کے آلہ کار بن جائیں تو یہ بہت بڑی بدقسمتی ہے وقت کا سب سے اہم تقاضا یہ ہے کہ علماء حق لادین سیاست دانوں کا ٹولہ بننے کی بجائے خالص دینی بنیادوں پر متحد ہو کر حکومت الٰہیہ کے قیام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد کریں۔ ماضی کے تلخ تجربات سے انحراف خود اپنے آپ سے بہت بڑا دھوکہ ہے سیاست دان کسی کے نہیں یہ صرف اقتدار کے حصول کی جنگ میں مصروف ہیں اور علماء کے دینی جذبات کے قاتل ہیں انہوں نے ہمیشہ حق اور اہل حق کا استحصال کیا ہے۔ دین دار لوگ ان کی مجبوری ہیں۔ اگر علماء متحد ہو کر موجودہ لادین سیاست دانوں سے علیحدہ خالص دینی جدوجہد کریں تو قیام حکومت الٰہیہ کی منزل قریب تر ہے۔ اس سیلاب کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ میں آپ سب کیلئے دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ آپکو فتح و نصرت عطا فرمائے۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی خدمت اقدس میں سلام مسنون اور دعا کی درخواست۔ والسلام محتاج دعا سراپا احرار فقیر سید عطاء المحسن بخاری

(۲)

۲۱ دسمبر ۱۹۹۳ء (فرزند حامد الحق کی شادی پر مبارکباد)

گرامی قدر مولانا سمیع الحق صاحب۔ سلام مسنون! مزاج گرامی۔ آپ کے فرزند عزیز حامد الحق صاحب کے ولیمہ کا دعوت نامہ موصول ہوا حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ اپنی علالت کے باعث سفر سے معذور ہیں۔ تاہم اس پُرمسرت موقع پر ڈھیر ساری دعاؤں کا ہدیہ پیش کرتے ہیں۔ امید ہے آپ معذرت قبول فرمائیں گے۔ حضرت شاہ صاحب کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

والسلام مع الاکرام سید محمد کفیل بخاری برائے حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ

(مولانا عطاء المؤمن بخاری[۱] ملتان)

۱۳ رشوال ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۱ رفروری ۱۹۹۸ء (علماء دیوبند کے منتشر تنظیموں کے اتحاد کی ایک کوشش)

بخدمت گرامی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، طالب خیر الحمدللہ تعالیٰ مع الخیر ہے۔ گزارش ہے کہ جناب والا کی خدمت میں "مجلس عمل علماء اسلام پاکستان" کے ۱۶ رفروری ۹۸ء کے اجلاس میں شرکت کا دعوت نامہ۔۔۔ مورخہ ۲۴ ررمضان مطابق ۲۳ رجنوری ۹۸ء کو ارسال کردیا گیا تھا جو یقیناً آپکو مل گیا ہوگا۔ اس اجلاس میں ہر جماعت کے امیر کا اپنی جماعت کے مزید دو معزز ارکان سمیت شرکت کرنا لازم قرار پایا ہے۔ لہٰذا جناب کو یاد دہانی کیلئے یہ عریضہ ارسال کیا جارہا ہے۔ اجلاس میں شرکت فرما کر اپنے ملی فریضہ کو ادا فرمائیں اور اپنے قیمتی اور مفید مشوروں سے مستفید فرما کر مشکور ہوں۔ (۱) اجلاس دس بجے دن شروع ہو جائے گا، انشاء اللہ العزیز (۲) مجلس عمل علماء اسلام پاکستان کی مرکزی ہیئت کی تشکیل۔ (۳) حصول اہداف کا طریق کار، دیگر امور باجازت

---

[۱] امیر شریعت بخاری کے فرزند۔ علماء دیوبند کے منتشر تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کیلئے کوششیں جاری رہتی ہیں۔ مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً مدظلہ اور دیگر اکابر کے مشورہ سے مجلس عمل علماء اسلام بھی ایک کوشش تھی جس کے کنونیر مولانا عطاء المؤمن تھے مگر افسوس کہ یہ کوشش بھی نتیجہ خیز ثابت نہ ہو سکی۔

صدر اجلاس (۴) مقام اجلاس تک پہنچنے کیلئے سابقہ دعوت نامہ کی پشت پر جو نقشہ دیا گیا ہے اسکے مطابق تشریف لائیں گے تو انشاء اللہ کوئی دشواری پیش نہیں آئیگی۔ مین روڈ گلشن راوی پر ابوبکر ہسپتال کے بالکل ساتھ ۱۴ سی گلشن راوی مین روڈ لاہور۔ رابطہ برائے معلومات: ۵۹۸۸۲۶ے، سمن آباد لاہور، ۶۴۸۵۲ ۴ے گلشن راوی لاہور۔ ان فون نمبرز پر ۱۴، ۱۵، ۱۶ فروری کو رابطہ کیجئے گا۔

والسلام دعا گو و دعا جو متمنی شرکت ناکارۂ خلائق سید عطاء المؤمن بخاری

کنوینر رابطہ کمیٹی برائے مجلس عمل علماء اسلام پاکستان

☆☆☆

ماسٹر عطا محمد قادیانی[1] ربوہ

(۱)

۲۲ دسمبر ۱۹۷۴ء (علماء کے تاثرات پر تلملاہٹ)

مکرم برادرم سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا موقر مجلہ الحق آج مورخہ 22/12/74 کو مجھے ملا۔ آپ نے جن علماء کے تاثرات بیان[2] کئے ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب سے میری خط و کتابت ہو چکی ہے۔ ان کے متعلق میں آپکو پوری تفصیل بتانا چاہتا ہوں۔ مگر اس سے پہلے آپکی اجازت ضروری ہے اگر آپ اپنے اس مجلہ میں میرے تاثرات بھی شائع کرنے کا اہتمام فرمائیں تو میں نہایت شکر گزاری سے آپکی خدمت میں بغرض اشاعت ارسال کر سکتا ہوں میری طرف سے صرف اتنی گزارش ہے کہ اگر آپ اس تاثر کی تردید کرنا چاہیں تو نمبر ا قرآن کریم سے (۲) احادیث رسولؐ (۳) اقوال بزرگان دین سے بڑی خوشی سے کر سکتے ہیں اس سلسلہ میں خاکسار آپ کے جواب کا منتظر رہیگا۔ امید ہے کہ اگر آپ حق کے طالب ہونگے اور بحیثیت مسلمان ہونے کے سب سے اول قرآن کو اپنا رہنما بنائیں گے پھر حدیث سے اس کی تصدیق کرینگے اور علمائے ربانی کے حالات اور اقوال سے فائدہ اٹھائیں گے اگر آنمکرم اسکے لیے تیار ہوں تو جوابی کارڈ اس لیے ارسال کیا جارہا ہے کہ آپ فی الفور جواب سے مسرور فرمائیں اپنے موقر رسالے میں اگر میں کوئی سوال کروں تو آپ جواب کیلئے تیار ہیں؟ امید ہے کہ آپ مجھے مایوس نہ کریں گے۔ والسلام خاکسار ماسٹر عطا محمد

(۲)

۱۴ فروری ۱۹۷۵ء (وقت کسی مسیح یا مہدی کا ہے اگر مرزا نہیں تو اور کسی کو پیش کریں)

برادرم مکرم سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے افسوس ہے کہ بوجہ انفلوئنزا کے میں جلد آنمکرم کے نوازشنامہ کا جواب دینے کے قابل نہ ہو سکا۔ معافی کا خواستگار ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ اپنے مبارک نام کی رعایت سے آپ اسم بامسمّٰی ہونے کی سعادت حاصل کرینگے اور خاکسار کے اس تاثر کو اپنے موقر مجلہ میں جگہ دیکر ممنون فرمائیں گے۔ آں مکرم کو یہ بات یاد دلانے کی ضرورت نہیں۔ کہ

---

[1] معروف قادیانی اور قادیانیت کی تعصب وعناد کے حد تک وکیل

[2] قادیانی اقلیت ہونے کے فیصلہ پر میرے سوالنامہ کے جواب میں تاثرات پر مبنی خصوصی شمارہ الحق

سعادت ابدی اسی میں ہے کہ "الحق" کی حمایت کی جاوے اور ناحق باتوں کو رد کردیا جائے۔ تعاونوا علی البرّ و التقوی و لا تعاونوا علی الاثم و العدوان۔

جو لوگ مرزا غلام احمد صاحب کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ سوائے اس کے کچھ نہیں کرتے کہ نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرتے ہیں۔ کیونکہ حضور کے ارشادات کے مطابق وقت کسی مسیح اور مہدی کا ہے اگر مرزا صاحب نہیں تو کوئی اور ہی پیش کریں۔ جو حضور کی پیشگوئیوں اور قرآن کریم کی تصدیق کرنیوالا ہو۔ اور جب تک یہ نہ کریں۔ انکو ہرگز ہرگز اسلام کا خیر خواہ تصور نہ کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ تھوڑے لکھے کو بہت سمجھیں گے۔ میں آپکی خدمت میں اپنا ایک رسالہ بنام سید سلیمان ندوی صاحب سے میری خط و کتاب بھیج رہا ہوں۔ براہ کرم اسے توجہ سے پڑھیں۔ اور حق کو قبول کر کے عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔　　والسلام　　خاکسار ماسٹر عطا محمد جامعہ احمدیہ ربوہ

حق وہی ہے جس طرف اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہے باقی سب گمراہی کی باتیں ہیں۔

(۳)

(۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا قادیانی فیصلہ ہماری فتح ہے مسیح اور مہدی کے بارہ میں پیشگوئیوں کا مصداق مرزا ہے)

۱۴ فروری ۱۹۷۵ء

محترم جناب ایڈیٹر صاحب الحق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے آنمکرم کی خدمت میں جوابی کارڈ لکھا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ اسکے باوجود بھی مجھے قریباً ایک ماہ کے بعد جواب ملا ہے۔ خیر یہ بھی آپ کی مہربانی ہے اب اگرچہ آپ نے مشروط وعدہ فرمایا ہے۔ اور مجھے ڈر ہے کہ آپ میری یہ تحریر شاید ضائع ہی کر دیں۔ تاہم حسب وعدہ گزارش کرتا ہوں۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے اعلان کے متعلق خاکسار کا تاثر یہ ہے۔ کہ (۱) بخاری شریف میں ایک حدیث ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ یہود ۷۱ فرقوں میں بٹ گئے تھے۔ میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائیگی۔ ان میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ اور ۷۲ فرقے جہنمی ہونگے۔ صحابہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا۔ حضور نے فرمایا جو میرے اور تمہارے نقش قدم پر چلتا ہوگا۔ (۲) ایک اور حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر... مافیھا

(۳) سورۃ صف میں قرآن کریم نے حضرت مسیح ابن مریم کی زبانی یہ خوشخبری سنائی ہے کہ مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد اور ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی فرمائی ہے کہ مسیح ابن مریم جب آخری زمانہ میں نزول فرمائیں گے۔ تو لوگ ان کو "غیر مسلم" کہکر اسلام کی طرف دعوت دیں گے۔ قرآن کریم اور حدیث صحیح کے ان حقائق کو پیش نظر رکھ کر اس واقعہ کی تفصیلات کو بنظر غائر ملاحظہ فرمائیں۔ تو آپ کو مندرجہ ذیل حقائق بین طور پر مل جائیں گے۔ علمائے سوء نے بھٹو صاحب کی کرسی چھیننے کیلئے احمدیوں کے خلاف "ختم نبوت" کا سٹنٹ کھڑا کر کے انکو مارنا پیٹنا۔ قتل کر دینا۔ انکی مساجد کو مسمار کر دینا اور انکے مکان اور دکانیں، پولیس کی زیر نگرانی لوٹنا اور نذر آتش کر دینا۔ قرآن کریم کو ٹھڈے مارنا اور چیر پھاڑ کر نذر آتش کر دینا وغیرہ وغیرہ افعال کا شغل اختیار کیا۔ بھٹو صاحب نے اگرچہ کلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیتہ کے ارشاد کے ماتحت احمدیوں کے جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کے ذمہ دار تھے۔ مگر اپنی کرسی بچانے کے لئے حد درجہ کی بزدلی سے کام لیکر ان سے وعدہ کر لیا۔ کہ یہ معاملہ قومی اسمبلی میں پیش کیا جائیگا۔ کیونکہ وہ مکمل سارے ملک کی نمائندہ ہے۔ اور اس بارے میں اسکا فیصلہ سارے ملک کا فیصلہ قرار پا سکتا ہے۔ پس انہوں نے یہ معاملہ اسمبلی میں پیش کر دیا۔ جہاں فریقین قریباً دو ماہ تک اس

ناخوشگوار دھندے میں مشغول رہے۔ درون خانہ علمائے سوء کی جو درگت ہوئی۔ وہ تا حال پردہ راز میں ہے۔ کیونکہ اسمبلی کی ساری کاروائی صیغہ راز میں ہوئی۔ اور اب تک صیغہ راز میں ہے۔ جسکی وجہ صرف یہ ہے کہ نہ بھٹو صاحب کے ہاتھ میں احمدیوں کے خلاف کوئی مواد تھا۔ اور نہ علمائے سوء کے پاس لہٰذا انہوں نے پرلے درجے کا متمردانہ اعلان کرکے اور احمدیوں کو "غیر مسلم" اقلیت قرار دیکر اپنی اور اپنی پوری قوم کی دیانت وامانت کا جنازہ پڑھ دیا۔ اور ساتھ ہی اعلان کر دیا۔ کہ کوئی بھی شخص جو مسیح مہدی مجدد وغیرہ ہونے کا دعویٰ کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اس طرح بھٹو صاحب نے اعلان کیا کہ جملہ فرقہ ہائے مسلمین نے اس موقعہ پر کامل اتحاد کا مظاہرہ کرکے اس فیصلہ پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اور حدیث شریف کا مدعا اور ماحصل بھی یہی تھا ۷۲ فرقے اس ایک فرقہ کے خلاف متحد ہو جائیں گے۔ اس پر مسلمانوں نے پاکستان بھر میں مسرت شادمانی کے ڈونگرے برسائے۔ اور کئی کئی دن تک یہ جشن ہوتے رہے۔

میرے خیال میں فتح نہ بھٹو صاحب کی ہوئی اور نہ علمائے سوء اور ان کے دور افتادہ لوگوں کی بلکہ اصل فتح ان دونوں کے علی الرغم احمدیوں کی ہوئی کیونکہ یہ ساری کاروائی قرآن کریم اور حدیث شریف کی صداقت کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے محض اپنی ایک تدبیر کے ماتحت کرائی۔

بھٹو صاحب بزعم خود اپنے آپ کو اس کریڈٹ کا مستحق بتاتے پھرتے ہیں اور علماء سوء اپنی جگہ خود کو اس کا مستحق قرار دیتے ہیں۔ دونوں کو میرا مشورہ یہ ہے کہ اگر یہ کارنامہ کسی کریڈٹ کا باعث بنا ہے۔ تو اسکی تکمیل کے لئے مندرجہ ذیل دو اعلان بھی ضرور کر دیں۔ (۱) اب کسی مسیح علیہ السلام۔ کسی مہدی۔ کسی نبی نے نہیں آنا (۲) مسیح علیہ السلام اور مہدی کے متعلق جو پیشگوئیاں قرآن کریم اور حدیث شریف میں موجود ہیں۔ وہ سب غلط ہیں اور ہم ان سب کا انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کے بعد مسلمانوں کو کسی مسیح اور مہدی کی ضرورت نہیں ہے۔

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ۔۔۔ بآب زمزم وکوثر سفید نتوان کرد

کا مفہوم ان پر کھلی طور پر صادق آسکے۔ والسلام: خاکسار ماسٹر عطا محمد عفا اللہ

(۴)

۲۲ فروری ۱۹۷۶ء (دعوت مباہلہ ○ آپ دن رات روئے زمیں سے قادیانیوں کا صفایا سوچتے ہیں)

محترم جناب ایڈیٹر صاحب الحق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اتنے پئے تکفیر مابستہ کمر خانہات ویراں تو در فکر دگر

جب کبھی آپکا رسالہ دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ یہی محسوس ہوتا ہے۔ کہ آپ دن رات چلتے پھرتے سوتے جاگتے اسی خلجان میں غرق رہتے ہیں۔ کہ کسی طرح مرزائیوں اور قادیانیوں کا روئے زمین سے صفایا ہو جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. اور مرزائی بھی اس قدر سخت جان ہیں کہ جتنا لوگ ان کو مٹانے کا جتن کرتے ہیں بیا تنے ہی ابھرتے اور ان کی سوہان روح کا موجب بنتے ہیں۔

افسوس آپ لوگوں کو ذرہ خیال نہیں آتا کہ قرآن میں آنحضرت ﷺ کی دو بعثتیں لکھی ہوئی ہیں۔ قرآن میں ایک احمد نبی کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے۔ بخاری شریف میں وہ خاتم النبیین اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان فرماتے ہیں کہ مسیح کا نزول ہوگا اور وہ تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔ ہماری تباہی کے جنون میں آپ کو یہ بھول جاتا ہے۔ کہ نشانات تو سب پورے ہو گئے۔ اگر مدعی کوئی نہ ہو تو حضور کی یہ پیشگوئیاں جھوٹی نکلتی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ زین لکم الشیطن اعمالکم۔ آپ کو سمجھانے والا بھی آس پاس کوئی نہیں۔ ورنہ وہ آپ کو بتائے۔ کہ کس طرح ان غریبوں پر بہتان افترا باندھ کر اپنا اعمال نامہ خراب کر رہے ہیں۔ اور اپنی عاقبت کا بیڑہ غرق کر رہے ہیں۔ اتنا

جھوٹ بولتے ہیں۔ کہ بھیڑیں بھی اتنا گند کھا کر پیٹ بھرنے سے معذور ہیں۔

اگر آپ اپنی ان تحریروں میں ایسے ہی مخلص ہیں تو میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔ ہمارے جامعہ میں کم از کم بیس اساتذہ ہیں۔ آپ اپنے جامعہ کے بیس استاد لیکر ہم سے مباہلہ کرلیں۔ کیا آپ اس کے لئے رضامند ہیں۔ اگر ہیں تو جلدی واپسی جواب دیکر شرائط طے کرلیں۔ اور روز روز کا جھگڑا ختم کرلیں۔ دیدہ باید۔ وما علینا الا البلاغ۔ خاکسار ماسٹر عطامحمد جامعہ احمدیہ ربوہ

(۵)

(مرزائی کی ہذیانی کیفیت)

۱۶ رجون ۱۹۷۶ء

ہر کہ تف افگند بہ مہر منیر — ہم بروئیش فتدتف تحقیر

تاقیادت تف است برروئش — قدسیاں دور تر زید بوئش

برادرم مکرم جناب ایڈیٹر صاحب الحق۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آنمکرم نے اپنے تازہ شمارہ میں خاکسار کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ اگرچہ بڑی دیر کے بعد اور ذکر بھی نہایت بیباکانہ انداز میں فرمایا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں۔ اور نہ یوم آخرت پر ایمان ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده۔ آپ نے سُنی سنائی باتوں پر جس یقین کا اظہار کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسکی بھی نفی فرمائی ہے۔ فرمایا کفیٰ بالمرء كذباً ان يحدث بكل ماسمعه، بس آپکی اتنی ہی تحریر سے قرآن کریم اور حدیث شریف کی رو سے آپ کا غلطی پر ہونا ظاہر وباہر ہے۔ آپ اپنے آپ کو کسی تدریسی ادارہ کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں۔ اگر یہ بات ہے تو کتنی قابل شرم بات ہے۔ کہ مدرس ہوکر ایسی بے سروپا باتیں کرتے ہیں۔ دین کے معاملہ میں متانت اختیار نہ کرنا انسان کی سب سے بڑی بدبختی ہے قرآن کریم میں کئی انبیاء کا ذکر ہے۔ کوئی ہے۔ جس پر کسی نے اعتراض نہ کیا ہو۔ وہ سب پاک لوگ دنیاداروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔ مگر نادان لوگ تعصب اور حسد کی وجہ سے اسے طرح طرح سے متہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنی اصلاح کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔

مرزا صاحب نے بھی لوگوں کو یہی کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ، اعمال صالحہ بجالاؤ۔ اس رسول اللہ ﷺ کو اپناؤ، اپنی اخلاقی کمزوریوں کی اصلاح کرو کہ اللہ تعالیٰ سے اپنا پختہ تعلق پیدا کرو۔ اور صرف زبانی جمع خرچ پر قانع نہ ہو جاؤ بلکہ عملی رنگ میں کچھ کرکے دکھاؤ۔

معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مرزا صاحب کی کوئی کتاب نہیں پڑھی۔ صرف حاسد ملاؤں اور دشمنوں کی باتیں سنکر اپنے دل میں ایک گرہ بٹھائی ہے۔ افسوس آپ لاعلمی کی وجہ سے قرآنی اصطلاحات سے بھی استخفاف کرسکتے ہیں کیا مباہلہ کرنے والے بیمار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ بھی اسی بیماری میں مبتلا ہیں۔ کچھ خدا کا خوف کریں۔ کچھ رسول کی شرم کریں۔ متانت سے بات کریں۔ مفت میں اپنی عاقبت خراب کرنے کا کیا فائدہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان فرمایا تھا۔ کہ مسیح ابن مریم نازل ہوگا۔ وہ کسر صلیب ہوگا۔ خنازیر کو قتل کریگا۔ جزیہ دور کردیگا۔ وغیرہ وغیرہ ہی مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ وقت تھا وقت مسیحانہ کسی اور کا وقت — میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

پس آپ مرزا صاحب کا انکار کرکے آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر حملہ کرتے ہیں۔ جو نہایت ہی خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

میرا مشورہ مخلصانہ یہی ہے کہ آپ مرزا صاحب کی کتابیں خود غور سے پڑھیں۔ اور خدا سے ڈر کر فیصلہ کریں۔ اور یہ متکبرانہ انداز چھوڑ دیں۔ اگر آپ کتاب پڑھنا چاہتے ہیں۔ تو مجھے لکھیں میں آپ کو دو ایک کتابیں بھیجدونگا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم نہ بنیں۔ انصاف اور خداترسی

سے کام لیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اسکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین   خاکسار   ماسٹر عطا محمد

(۶)

(جعلی نبی کی وکالت یا پراگندہ خیالات)

محترم جناب ایڈیٹر صاحب الحق۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ کا پوسٹ کارڈ ملا یاد آوری کا شکریہ۔محترم میں نے آپ کو صرف یہ لکھا تھا کہ آپ نے لوگوں کے تاثرات بیان کئے ہیں۔میرا بھی ایک تاثر ہے۔اگر آپ شائع کریں۔تو لکھوں۔آپ نے غلط فہمی سے یہ سمجھا کہ یہ کس شخص کے متعلق کوئی حقائق بیان کرنا چاہتا ہیں۔آپ کے اس خط سے یہ معلوم کر کے ازحد افسوس ہوا۔کہ آپ اللہ رسول قرآن اور حدیث کی باتوں کو"پراگندہ خیالی" سمجھتے ہیں۔آپ لوگوں کو جو قویٰ اللہ تعالیٰ نے دیے ہیں ان سے آپ کام ہی نہیں لیتے۔اوران نام نہاد علماء کو جنہیں اللہ کے رسول شر من تحت ادیم السماء فرمایا ہے۔بالکل فرشتے سمجھتے ہیں۔یہ زمانہ کسی مسیح اور مہدی کا زمانہ ہے۔اگر مرزا صاحب سچے نہیں ہیں تو دوسرے مدعی کو پیش کریں۔آنحضرت ﷺ کی تکذیب کرنے سے کیا فائدہ ہے۔ہم کہتے ہیں حضور کی یہ پیشگوئی پوری ہوگئی ہے۔حضور بڑے راست باز اور صادق رسول ہیں۔آپ کہتے ہیں کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔آپ سوچیں کہ آپ کس کی تکذیب کررہے ہیں۔خدا کا خوف کریں آخر آپ نے بھی مرنا اور خدا کے سامنے پیش ہونا ہے اسوقت سے ڈریں اور اپنے حواس کو مجتمع کر کے سوچیں۔آج اسلام کہاں ہے محمد رسول اللہ ﷺ نے جو ماریں کھا کھا کرامت بنائی۔اسکی لوگوں نے بوٹی بوٹی کردی ہے۔اور سب نے ایک دوسرے کو کافر قرار دے رکھا ہے نبی اور قرآن کا نام لینے سے لوگ اس طرح ڈرتے ہیں۔کہ جیسے نام لیتے انہیں بجلی کا کرنٹ لگ جائے گا۔یا طاعون کا پھوڑا نکل آئے گا یہ نبوت بند کر کے بغلیں بجاتے ہیں۔حالانکہ نبی نہ آنے سے امت کا جو حال ہوگیا ہے وہ اندھوں کو بھی نظر آرہا ہے اگر آپ جان بوجھ کر حقائق سے چشم پوشی کرتے ہیں تو ہم کیا کرسکتے ہیں۔

گلیم بخت کسے کہ بافتند سیاہ   بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد   والسلام وما علینا الا البلاغ

(مجدد کا کردار اور معیار کیا ہے)

(احقر کی جانب سے جوابی خط)

جناب سیفی صاحب۔آپ نے خط لکھا پھر ادھر سے خاموشی دیکھ کر اپنے خط کو بظاہر اپنے حریف لاہوری جماعت کے آرگن میں بھی شائع کرادیا۔تعجب ہے کہ مجددیت کی بات کہیں بھی دیکھ کر آپ حضرات کے منہ میں پانی آجاتا ہے۔اور رگ حمیت پھڑک اٹھتی ہے مجدد اور تجدید دین کے مسئلہ سے کس نے انکار کیا ہے؟ مگر آپ لوگ کسی ایک نقطہ اور دعوئ پر تو ٹھہر جائیں تب بات کی جائے مجدد نہ تو مسیح موعود بنتا ہے نہ رسول اللہ نبی ہونے کے دعاوی کا ذبہ کرتا ہے نہ ظل اور بروز کے چکروں میں پڑتا ہے نہ نبوت و رسالت کے ادعاءات کرتا ہے مجدد کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ اپنے شان اور منصب تجدید سے آگاہ ہو کہ اسکی ساری زندگی دعوؤں اور لن ترانیوں میں گزر جائے۔پھر مجدد نہ تو دین میں تنسیخ کرتا ہے نہ نئی تشریع یہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کی بھی خوب کہی مجدد انگریز کو دودھ نہیں کہتا نہ وہ قطعی عقیدہ جہاد کو پانی سمجھ کر شریعت سے الگ کرتا ہے وہ نصوص قطعیہ اور کتاب وسنت پر تجدید کی آری نہیں چلاتا۔مجدد عزیمت واستقامت اور صبر وشجاعت کا ایک کوہ گراں ہوتا ہے کفر کا اہل کفر کا اور طاغوتی حکمرانوں کا خوشامدی،قصیدہ گو اور ٹوڈی نہیں ہوتا۔مجدد کا کردار ایک آئیڈیل ہوتا ہے وہ نامحرم خواتین،اور ٹانک وائن کا اسیر نہیں ہوتا مگر یہ باتیں کس سے کی جائیں آپ مرزا کو مجدد بھی کہتے ہیں اور رسول بھی اور چاہیں تو تشریعی بھی ضرورت نہ ہو تو غیر تشریعی بھی دجل وتلبیس کا لبادہ اتارے تو دودھ ہاتھ ہو جائیں۔ہم مجدد تو کیا عام انسانی معیار پر بھی جانچنے کے لئے تیار ہیں باقی دودھ کا دودھ والا محاورہ تو وہ تو اس امت کے دجالین کذابین کے بارہ میں بہت پہلے شارع علیہ السلام فرما چکے ہیں اور اب تو تاریخ بھی اس پر اپنا مہر ثبت کرچکا ہے۔ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلمہ۔

(سمیع الحق)

عظمت علی خان

مدیر سہ ماہی کاروان سائنس کراچی

محرم الحرام ۱۳۹۷ھ (سائنسی موضوعات)

مکرمی و محترمی! السلام علیکم۔ آپ کی خدمت میں سہ ماہی " کاروان سائنس " کا ایک تازہ شمارہ پیش کیا جارہا ہے۔ یہ رسالہ وفاقی وزارت تعلیم و سائنس و صوبائی رابطہ کے ایک خودمختار سائنسی ادارے "پاکستان کونسل آف سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ" کی جانب سے شائع کیا جاتا ہے اور اس کے اجرا کا اصل مقصد یہ ہے کہ ملک کے کم پڑے لکھے عوام اور طلباء کو سائنس و ٹیکنالوجی کی جدید ترین ایجادات و اختراعات اور نظریات سے واقف کرایا جائے۔ ساتھ ہی ساتھ انہیں پاکستان اور پاکستان سے باہر کیلئے جانے والے تحقیقاتی کاموں، کارگزاریوں اور ترقیات سے بھی باخبر کیا جائے تاکہ سائنس سے ان کی اجنبیت ختم ہو اور وہ اس میں دلچسپی لینا شروع کردیں۔ اس طرح ان کے ذہن اور فکر سائنسی بن جائیں اور وہ ملک و قوم کے لئے سائنسی سرمایہ ثابت ہوں۔

اس مقصد کے حصول کیلئے اسمیں اعلیٰ اور ادق سائنسی موضوعات پر معلوماتی مضامین فیچر اور خبری مختصرات سادہ سہل اور دل نشین اردو زبان میں پیش کئے جاتے ہیں۔ مضامین کی وضاحت عمدہ اور صاف تصاویر اور خاکوں سے کی جاتی ہے۔ مزید جاذب نظر بنانے کیلئے اسے تسخ ٹائپ میں رنگین فوٹو آفسٹ طریقہ سے چھاپا جاتا ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ اس رسالہ سے متعلق اپنی قیمتی رائے، مشوروں اور ہدایات سے مستفید فرمائیں تاکہ ان کی روشنی میں اس کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنایا جاسکے۔ امید ہے کہ آپ اس درخواست کو قبولیت بخش کر جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔ آپ کا نیازمند : عظمت علی خان (مدیر)

☆☆☆

مولانا حضرت علی صاحب بنوں خطیب فاضل دیوبند

۲۷ ستمبر ۱۹۸۸ء (اپنے استاد شیخ الحدیث کو خراج عقیدت)

حضرت العلامہ استاذ الاساتذ شیخ المشائخ، بقیۃ السلف و راہنما، دو گو سرپرست مجاہدین افغانستان محبوب حضرت شیخ العرب والعجم السید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہٗ و قدس سرہٗ اعنی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق انفع رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃ کے انتقال و رحلت سے پاکستان علی العموم اور صوبہ سرحد افغانستان و بلوچستان علی الخصوص آپ کے فیض سے محروم ہوگئے اور یقیناً آپ اس شعر کے مصداق ہیں۔

حالِ مادر ہجر حضرت کمتر از یعقوبؑ نیست

اُو پسرِ گم کردہ بود ما پدر گم کردہ ایم

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ نے اپنے دائمی فیض کی صورت میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اقامھا اللہ وادامھا چھوڑا ہے اور ہزاروں قابل

جید مدرسین علوم قرآن وحدیث وفقہ وغیرہا کی خدمت کرنے والے چھوڑے ہیں جو اندرون ملک اور بیرون ملک دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں اور حضرت شیخ الحدیثؒ کے نامۂ اعمال میں قبول فرمادیں۔ حضرت الشیخ کے اخلاف میں حضرت العلامہ مولانا سمیع الحق صاحب ومولانا انوار الحق صاحب کی سرپرستی میں اس گلشن علمی کو چار چاند لگائے اور دارالعلوم کے اساتذہ، اراکین وخدام جس دلجمعی سے حضرت الشیخ کی حیات طیبہ میں جانفشانی سے بے لوث خدمت انجام دے رہے تھے اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لیے برقرار رکھے۔ آمین اللہ تعالیٰ حضرت العلامہؒ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین۔

(محررہ ننگِ اسلاف حضرت علی عثمانی خادم جامعہ علوم شرعیہ بنوں شہر)

(مولانا حضرت علی کی روایت سے ایک واقعہ)

دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا عبدالحقؒ کی زیر تدریس مشکوٰۃ شریف کا اختتامی درس اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی شرکت

> دارالعلوم دیوبند کے زمانہ تدریس شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے درس مشکوٰۃ شریف کے اختتام میں حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کی شرکت کے سلسلہ میں یہ واقعہ بنوں کے بقیۃ السلف فاضل دیوبند مولانا حضرت علی مدظلہ کی روایت سے مولانا عطاء اللہ شاہ نے قلمبند کی ہے جو معروف دینی وسیاسی رہنما حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ بنوی کے لائق اور قابل فرزند ہیں۔ ہم سب کو ان سے بڑی امیدیں اور توقعات وابستہ ہیں......(مدیر)

مختصر عمر میں بڑے بڑے علماء کرام، مشائخ عظام کے نام سنے اور دیکھے، ہمارے گھر میں کتابوں ملک بھر کے رسائل کا کافی ذخیرہ ہروقت موجود رہتا ہے، والد صاحب سے شعور کے وقت سے دارالعلوم دیوبند و اکابر دیوبند کا تذکرہ ہروقت سننا پڑتا ہے کوئی دن اس سے خالی نہیں رہتا۔

والد ماجد حضرت مولانا آزادؒ کی عقیدت کے اسیر ہیں اور قبلہ عشق ومحبت حضرت مدنیؒ ہیں، یہی وجہ ہے کہ تقریر و بیان میں اکثر مدنیؒ کا تذکرہ ضرور کرتے ہیں اور مولانا آزادؒ کے اقوال بطور نصیحت فرمایا کرتے ہیں۔ والد ماجد کو شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سے تلمذ کا شرف حاصل ہے اور دارالعلوم حقانیہ میں درس وتدریس کا اعزاز بھی حاصل ہے آج کی یہ تحریر ایک تاریخی مجلس کی روداد ہے جو والد ماجد او رحضرت مولانا قاسم قاسمی صاحب کی معیت میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ایک شاگرد رشید مستند عالم دین شیخ الحدیث ومفتی حضرت مولانا حضرت علی صاحب عرف خطیب صاحب بنوں میں ہوئی۔ حضرت خطیب صاحب اس وقت نوے سال قریب عمر میں ہیں اور شدید بیمار بھی ہیں والد ماجد نے حضرت خطیب صاحب سے عرض کیا کہ حضرت: آپ دیوبند کے ختم مشکوٰۃ شریف کی داستان سنائیں۔ حضرت خطیب صاحب نے پہلے اپنے کلاس فیلو کا تذکرہ کیا میرے ہم درس یہ طلبہ تھے۔ حضرت مولانا سید حامد میاں صاحبؒ بانی جامعہ مدنیہ لاہور، مولانا جمیل احمد صاحب پشاور مولانا محمد حنیف صاحبؒ چندو خیل کی مروت، وغیرہ وغیرہ۔

اس عمر میں انہوں نے ۱۹۴۶ء کے واقعات سنائے' مولانا عبدالحقؒ کا تذکرہ جس انداز سے کیا وہ عجیب انداز تھا' خطیب صاحب نے فرمایا' جس تاریخ کو دارالعلوم دیوبند میں ہماری مشکوٰۃ شریف کا آخری سبق حضرت شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند شیخ الاسلام والمسلمین مرشد الہند والحجاز مولانا حسین احمد مدنیؒ نے پڑھانا تھا۔

مقررہ وقت پر حضرت مدنیؒ تشریف لائے' درسگاہ میں گلدستے وغیرہ رکھے ہوئے تھے' درسگاہ کو سجایا گیا تھا۔ مولانا عبدالحقؒ گیٹ پر دروازے کے ایک طرف کھڑے تھے' جو ادب کا اعلیٰ نمونہ تھا' جو استاد و شاگرد میں تعلق ہوتا تھا' باکمال استاد کے آتے ہی مولانا عبدالحقؒ طلبہ کے صف میں کھڑے ہوئے۔

امام راشد حضرت شیخ الاسلامؒ نے جب نظر ڈالی تو دروازے پر کھڑے ہو کے عجیب انداز میں آواز دی۔ عبدالحق یہ کیا بنا رکھا ہے۔ یہ سب اٹھاؤ۔ طلبہ سے پہلے حضرت عبدالحقؒ نے سب چیزوں کو اٹھایا۔ حضرت مدنیؒ نے کہا ناہے تم لوگوں نے مٹھائی کے لئے چندہ بھی کیا ہے یہ سب واپس کر دو۔ مولانا عبدالحق صاحبؒ انتہائی مودبانہ طریقے سے سب کچھ سنتے رہے۔ بولنے کی کوئی بات نہیں بولی۔ بعد میں مولانا مدنیؒ نے سبق پڑھایا اور دعا کی' دعا کے بعد طلبہ ادب کیساتھ کھڑے رہے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کی جوتیاں مبارک حضرت شیخ الاسلام کے سچے جانشین علم و عمل میں عکس جمیل حضرت مولانا عبدالحقؒ نے اٹھائی۔

حضرت خطیب صاحب نے مزید فرمایا' میں نے جن اساتذہ کرام سے پڑھا ہے یہ سب اپنے وقت کے علم و عمل کے جبال تھے' مثلاً مولانا خیر محمد جالندھریؒ' مولانا محمد شریف کشمیری' مولانا عبدالرحمٰن کیمبلپوریؒ' مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ' مولانا اختر حسین صاحبؒ مدرس دارالعلوم دیوبند' شیخ الادب مولانا عزاز علی صاحبؒ' قاری محمد طیب صاحب' یہ سارے حضرات انتہائی باکمال اساتذہ کرام میں شمار ہوتے تھے' لیکن سمجھانے کا طریقہ کار' عجز و انکسار تمام کمالات ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتا یہ حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ تھے' وقار و متانت' عزت و احترام' غریبوں میں شاہانہ مزاج کے مالک تھے' حضرت شیخ الاسلامؒ کے ہزاروں شاگرد گزرے ہیں' سب ہی اللہ کے مقبول بندے تھے' لیکن جو علم حدیث کا فیض حضرت شیخ الحدیثؒ جاری ہوا یہ سب میزاب حسینی سے جاری و ساری چشمہ ہے' دارالعلوم حقانیہ حضرت شیخ الاسلام کی دعاؤں کی تعبیر ہے۔ حضرت مولانا عبدالحقؒ کا تعلق حضرت مدنیؒ سے ایسا تھا جیسا ابن قیمؒ کا ابن تیمیہؒ سے حافظ ابن حجرؒ کا حافظ عراقیؒ سے اور خصوصاً ابوبکر صدیقؓ کا رسالت مآب ﷺ سے۔

آخر میں حضرت خطیب صاحب کے آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور بے اختیار رو پڑے۔ پتہ نہیں وہ کیوں رو پڑے۔ دیوبند بار بار کہتے لیکن زبان اور آنسو بولنے کی اجازت نہیں دیتے تھے شاید وہ یہ کہنا چاہتے تھے۔

؎ آتا ہے یاد مجھ کو گزارا ہوا زمانہ
وہ جھاڑیاں چمن کی وہ میرا آشیانہ

؎ آج ہے خاموش وہ دشت جنوں پرور جہاں
رقص میں لیلیٰ رہی لیلیٰ کے دیوانے رہے

میر علی احمد خان تالپور۔وزیر دفاع پاکستان راولپنڈی

(وزارت دفاع کا قلمدان سنبھالنے پر تعاون اور دعاؤں کی خواہش)

23rd October, 1978.

My Dear Sami ulhaq Sahib, I Deeply value the feeling expressed by you on my assumption of office as defence Minister of Pakistan. May God grant me the strength, courage and wisdom to live upto your expectations and prove worthy of the trust the Government and people have reposed in me. While I shall always need your good wishes and co operation, on my part, I can assure you that I will give my best towards the defence and well being of Pakistan.

with regards, Yours sincerely, (Mir Ali Ahmad Khan Talpur)

☆☆☆

مولانا علی اصغر عباسی صوبائی خطیب پنجاب، لاہور[1]

(۱)

(والدہ ماجدہ کی وفات پر تعزیت) ۱۲۷اپریل ۱۹۸۷ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔آپکی والدہ ماجدہ مرحومہ کے انتقال کی خبر سارے ملک میں بلکہ بیرون ملک بھی صدمے سے سنی گئی میں نے جمعۃ المبارک کے موقع پر اجتماعی دعا بھی کرائی۔لیکن آپ کو اطلاع نہ کر سکا تھا اس لیے یہ عریضہ اب ارسال کر رہا ہوں۔والدہ مرحومہ کے لیے یہ امر باعث تسلی ہے کہ تمام اکابر نے خصوصی دعائیں کی ہیں اور انکی بزرگی کی زندگی بھی انشاءاللہ آخرت کی عظمت کی دلیل ہے تعزیت تو اس بات کی ہے کہ آپ اور بھائی مولانا انوارالحق و دیگر عزیز و اقارب کے سروں سے دعا کا ایک سرچشمہ اٹھ گیا ہے مجھے علامہ اقبال کا یہ مصرع یاد آرہا ہے۔اب دعائے نیم شب میں کس کو میں یاد آؤنگا۔اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں ٹھکانہ نصیب فرمائے اور آپ کے سمیت تمام پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین ثم آمین آپکے غم میں شریک والسلام: احقر علی اصغر

(۲)

(شیخ الحدیث کی تعزیت)

استاذ المشائخ والعلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب کا انتقال ایک بہت بڑا حادثہ ہے۔حضرت شیخؒ گذشتہ صدی کے اکابرین اسلام کی عظیم نشانی تھے۔آج ہم سب انکی علمی اور روحانی برکتوں سے محروم ہو گئے ہیں۔حضرتؒ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی ایک کامیاب زندگی نصیب فرمائی تھی اور انشاءاللہ اگلے جہان میں اپنے اکابر کے ہمراہ ان کو عظیم خوشیاں نصیب ہوں گی۔

[1] صوبائی خطیب پنجاب، خطیب جامع مسجد نیلا گنبد لاہور

محمد علی صدیقی[1] کراچی

(۱)

(جناب حسن عسکری کے پرانے اور تبدیل ہونے والے خیالات)

عزیزم شفیق فاروقی سلامت باشد، آپ نے جس محبت سے مجھے خط لکھا ہے اس کیلئے ممنون احسان ہوں آپکے دارالعلوم کی چاروں کتابیں موصول ہوئیں جہاں تک الحاوی، کا تعلق ہے اس پر تبصرہ کیلئے ایک مذہبی عالم کو زحمت دینگے باقی تین کتابوں پر میں خود تبصرہ کرونگا اور تراشے ارسال کردوں گا تبصرہ جون کے آخری ہفتہ یا جولائی کے شروع میں ہونگے۔ مطالعہ کیلئے وقت درکار ہے فی الحال میں ''دعوات حق'' کا مطالعہ کررہا ہوں محض امر واقعہ کے طور پر یہ عرض کروں کہ میں محمد حسن عسکری کا شاگرد ہوں اور مولانا سمیع الحق صاحب کے اسلوب نگارش کو بے حد پسند کرتا ہوں میں نے سوچا کہ میں سب سے پہلے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ صاحب کی تصنیفات سے ابتداء کروں۔ آجکل محمد حسن عسکری صاحب کے بارے میں کچھ'جدیدئے' اس قسم کا تاثر دینے کی کوشش میں معروف ہیں جیسے کہ ۱۹۶۲ء کے بعد انمیں کسی قسم کی تبدیلی واقع نہ ہوئی ہو۔ حالانکہ بات یہ ہے کہ وہ ۱۹۶۲ء سے پہلے افسانوں میں جنسی آدمی کے موئد و ترجمان تھے۔ اور بعد میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کے زیر اثر وہ اپنے پرانے خیالات سے تائب ہوگئے تھے میں نے اس مسئلہ پر ''فنون'' لاہور میں ایک مضمون تحریر کیا ہے جو اس ماہ شائع ہوجائیگا۔ اگر ہوسکے تو ''الحق'' میں مولانا سمیع الحق صاحب سے فرمائیں کہ وہ محمد حسن عسکری صاحب مرحوم کے حوالہ سے اس رجحان کی مذمت فرمائیں کہ آخر محمد حسن عسکری مرحوم جیسے دیندار اور مذہبی ادیب کے انفرادیت پسندی اور جدت پسندی کے دور پر زور کیوں دیا جارہا ہے؟ کیا اسکا یہ مطلب تو نہیں کہ ''جدیدئے'' (میں جدت پسند عمداً انہیں لکھ رہا ہوں) محمد حسن عسکری مرحوم کے یہاں مذہب اور اسکے اوامر ونواہی کیلئے وارفتگی پر پردہ ڈالنا چاہتے ہوں میں نے کم سے کم یہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔ افسر حسن صدیقی ملتے رہتے ہیں۔ آپکا ذکر رہتا ہے آپ کب تک کسی تصنیف کے مصنف بنیں گے کیا آپ نے دارالعلوم کا کورس مکمل کرلیا ہے۔ اپنے علمی مشاغل کے بارے میں تفصیل کیساتھ تحریر فرمائیں۔

خیر اندیش محمد علی صدیقی ادارہ عصر نو کراچی

(۲)

(شیخ الحدیث کی رحلت۔ علم کی نسبت سے خاندان سے لگاؤ)

اے ۵۹۲، بلاک ''جے'' (L)، شمالی ناظم آباد کراچی نمبر ۳۳، ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۸ء

محترمی مولانا محمد سمیع الحق صاحب السلام علیکم، مجھے مولانا عبدالحق کو مرحوم لکھتے ہوئے یہ خیال دامن گیر ہوا ہے کہ آخر ہم کب تک اس رفتار سے فرومایہ ہوتے رہیں گے مجھے آپکے خاندان سے علم سے لگاؤ کی نسبت کے علاوہ فاروقی صاحب کے ہم مولد ہونے کا بھی دعویٰ ہے آپ سے ملاقات اور پھر گاہے گاہے خط وکتابت کا سلسلہ انہی کے ذریعہ شروع ہوا تھا ویسے میں آپ سے عسکری مرحوم کے ساتھ آپکے روابط کی وجہ سے بھی قریب آیا تھا۔ ''ڈان'' اخبار کا ادبی کالم نویس اور جامعہ کراچی کا استاد بھی ہوں۔ تفصیلی تعارف کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ خط لکھے ہوئے ایک مدت ہوگئی ہے لیکن شیخ الحدیث حضرت مولانا کی رحلت کی خبر نے اس قدر رنجیدہ کیا کہ میں نے سوچا کہ میں آپ سے اپنے جذبات کا اظہار کروں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

الحق برابر ملتا رہتا ہے شکر گزار ہوں کہ آپ وضع داری نبھارہے ہیں۔ فاروقی صاحب کو سلام پہنچے۔ آپکا مخلص محمد علی صدیقی

---

[1] یہ خط عزیزم شفیق فاروقی مدیر منتظم ماہنامہ الحق کے نام ہے امروہہ کے تعلق سے محبت فرماتے تھے۔ صدیقی صاحب ڈان وغیرہ کئی اہم اخبارات کے مدیر ممتاز صحافی اور کالم نگار۔ جامعہ کراچی کے استاذ

علی محسن صدیقی۔ کراچی

۱۸ مئی ۱۹۷۱ء (مضمون تعارف کتب حدیث برائے اشاعت)

جناب من! السلام علیکم، مضمون منسلکہ کا عنوان ہے ”تعارف کتب حدیث“ آپکے جریدے میں اشاعت کی غرض سے بھیج رہا ہوں۔ اگر آپ اسے شائع فرمائیں تو جس شمارہ میں یہ چھپے اسکی تین کاپیاں مجھے روانہ فرمائیں۔ اور اگر آپ اسے شائع کرنا پسند نہ فرمائیں تو بواپسی ڈاک مجھے لوٹا دیں۔ والسلام آپکا مخلص علی محسن صدیقی لکچرار تاریخ اسلام کراچی یونی ورسٹی، کراچی نمبر ۳۲

☆☆☆

مولانا علی محمد فیروز پوری فاضل دیوبند بہاولپور

۱۴ ستمبر ۱۹۸۸ء (اپنے استاد اور شیخ کی وفات پر خراج عقیدت ○ ملاقات کیلئے تگ و دو مگر محرومی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ گرامی القدر صاحب الفضیلت۔ جناب مولانا سمیع الحق صاحب زیدت معالیکم و متاکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا کرے آپ خیر و عافیت سے ہوں۔ آپ کے والد محترم گرامی القدر استاذ العلماء عالی مقام شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے انتقال کی اندوہناک خبر پڑھ کر نہایت ہی دکھ اور دلی صدمہ ہوا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مرحوم و مغفور کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرما دیں۔ اور جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات سے نوازیں آمین۔ آپ کیلئے اور دیگر پسماندگان کیلئے اور جملہ سوگوار خاندان کیلئے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو صبر جمیل اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے نقش مبارکہ پر چلنے کی توفیق و استطاعت عطا فرما دیں۔ ثم امین۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ میرے دارالعلوم دیوبند کے استاذ تھے۔ میں نے ۱۹۴۷ء ۱۹۴۶ء میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے طحاوی شریف پڑھی تھی۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ علم کا خزانہ اور بحر بے کراں تھے۔ اللہ تعالیٰ انکی علمی و دینی خدمات کو قبول فرما دیں۔ اور بلندی درجات سے نوازیں آمین۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات قومی و دینی المیہ ہے جس کا خلاء پر ہونا ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو اور دیگر سوگواراں خاندان کو صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرما دیں۔ میں گذشتہ ماہ ۳۱ اگست کو آپکو ملنے کیلئے حاضر ہوا تھا۔ پہلے صدر راولپنڈی مکان سے پتہ کیا۔ پھر مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب سے پتہ کرنے کیلئے مدرسہ علوم اسلامیہ گیا۔ قاری سعید الرحمٰن صاحب سے بھی ملاقات نہ ہوئی۔ میں اسی دن اکوڑہ خٹک چلا گیا۔ وہاں بھی آپ سے ملاقات نہ ہوئی۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ خیبر ہسپتال زیر علاج داخل تھے۔ خیبر ہسپتال تو میں نے پہلے بھی دیکھا ہوا تھا۔ کمرے کا پتہ کیا اور مردان چلا گیا۔ رات مردان رہا۔ صبح پشاور خیبر ہسپتال جانے کا ارادہ تھا۔ میں چونکہ (ضیق النفس) دمہ کا مریض ہوں۔ سفر میں۔ گرد و غبار کیوجہ سے سے طبیعت زیادہ خراب ہوگئی۔ جسکی وجہ سے چلنا پھرنا بھی مشکل ہوگیا۔ واپس راولپنڈی آ گیا اور راولپنڈی سے لاہور اور واپس گھر آ گیا۔ صد افسوس کہ اکوڑہ بھی گیا۔ اور آگے مردان بھی چلا گیا۔ اور پشاور نہ جا سکا۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی آخری زیارت سے محروم ہوگیا۔ یہ افسوس بھی تا زندگی دل میں ہی رہیگا۔ آپکے بھائی صاحب پشاور یونیورسٹی میں ہیں۔ جن کا نام ذہن میں نہیں ہے۔ میری طرف سے انکی خدمت میں السلام علیکم اور تعزیت بھی فرما دیویں۔ انشاء اللہ پھر کسی وقت حاضر خدمت ہونگا۔ عزیزوں کو پیار۔ والسلام مع التحیۃ والاحترام دعا گو علی محمد فیروز پوری۔

مکان نمبر بی / 151 عقب غلہ منڈی چشتیاں۔ ضلع بہاول نگر ڈویژن بہاولپور (پنجاب)

مولانا علی محمد کبیر والا ضلع ملتان[ا]

(۱)

۱۶ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ	(سالانہ جلسہ تقسیم اسناد میں شرکت کی دعوت)

محترم ومکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قابل صد تکریم کرم فرما حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ مزاج گرامی۔ المرام قبل ازیں شفقۃً آنجناب سالانہ جلسہ تقسیم اسناد پر تشریف آوری کی دعوت قبول فرما چکے ہیں۔ دوبارہ یاددہانی کے طور پر عرض ہے کہ خدائے تعالیٰ حضرت شیخ کی صحت کاملہ نصیب فرمادیں۔ بمعہ حضرت شیخ کے آنجناب خدانخواستہ وہ قابل سفر نہ ہوں تو آنجناب ازراہ کرم فرمائی ۱۶ اپریل بروز جمعہ قبل از جمعہ والے اجلاس کو ۱۵ اپریل شام تک پہنچ جائیں تو آپ کو آرام کا موقعہ مل جائے گا اور ہمیں اطمینان نصیب ہوگا۔ پروگرام سے مطلع فرمائیں تو عنایت ہوگی۔

جملہ احباب کو سلام مسنون۔ خصوصاً حضرت شیخ کی خدمت اقدس میں سلام مسنون ودرخواست دعا۔	والسلام

(۲)

۱۳ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ	(ماہنامہ الحق کے مفید اور اہم ہونے میں کوئی شک نہیں)

بخدمت محترم المقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرصہ سے ہم سب کی خواہش تھی کہ آپ کی زیارت دارالعلوم کبیر والا میں ہو۔ لیکن افسوس کہ وقت ایسا نہ مل سکا۔ دارالعلوم کا سالانہ جلسہ عنقریب کرانیکا خیال ہے۔ جس میں اکابرین جمعیۃ کے ساتھ آپ حضرات کی زیارت کی بھی خواہش ہے۔ دعوت نامہ (جس میں تواریخ جلسہ کا ذکر ہوگا) جلد ہی بھیج دیا جائیگا۔ امید ہے کہ آپ ضرور قبول فرمائیں گے۔

۲۔ دارالعلوم میں آپ کا ماہنامہ الحق کم آتا ہے۔ جسکے مفید اور اہم ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اس سلسلے میں ترویج واشاعت کیلئے ابتدائی طور پر ضرور سمجھا ہے۔ کہ محرم الحرام سے کتب خانہ دارالعلوم کبیر والا کے نام پر ایک رسالہ ارسال کردیا کریں تو ہم مشکور ہونگے۔ سالانہ چندہ تحریر فرمادیں تا کہ منی آرڈر کیا جاسکے۔ مزید یہ بھی تحریر فرمادیں کہ کیا طلبہ کو رعایت ہوتی ہے؟ جبکہ اہتمام کی تصدیق کرا کر بھیجیں۔ امید ہے کہ حضرت الشیخ دامت برکاتہم بعافیت ہونگے۔ انکی خدمت میں سلام مع دعا کی درخواست فرمادیں۔ پتہ: دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا ضلع ملتان۔	والسلام	محمد انور غفرلہ	بحکم مولانا علی محمد حضرت شیخ الحدیث ومہتمم دارالعلوم کبیر والا

(۳)

(شیخ الحدیث کی تعزیت)

حضرت شیخ الحدیثؒ کی وفات حسرت آیات سے سخت صدمہ ہوا۔ حضرت مرحوم بزرگوں کی یادگار تھے۔ حق تعالیٰ حضرت مرحوم کو اپنے جوار خاص میں جگہ عطا فرمائیں۔ آمین۔

ا دارالعلوم کبیر والا کے شیخ الحدیث وبانی، ان کے فرزند مولانا محمد انور نے ان کے بعد ذمہ داری سنبھالی جنہوں نے سیاسی میدان میں جے یو آئی (س) کا آخر تک قائدانہ ساتھ دیا۔ کبیر والا کا دارالعلوم ان حضرات کی کاوشوں سے ضلع ملتان وجنوبی اضلاع کا ایک وقیع علمی ادارہ بن چکا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث کے رفیق دیوبند مولانا عبدالخالق صاحب اس ادارہ کے بانی تھے۔

ماسٹر محمد عمر[1] خانگڑھ، ضلع مظفر گڑھ

(۱)

(مولانا عبداللہ بہلویؒ کے مختصر حالات)

برادرم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ، ازیں پیشتر ایک لفافہ بذریعہ رجسٹری حضرت بہلوی قدس سرہ العزیز کے ارسال خدمت کر چکا ہوں انشاء اللہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات سوائے اس ناکارہ فقیر کے سوا کسی جگہ سے نہیں ملیں گے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہزاروں متوسلین نے پچھلے مضمون کو پسند فرمایا اب محض الحق کو برائے اشاعت ارسال کررہا ہوں گر قبول افتد زہے عز وشرف، للہ اغلاط کی تصحیح اور اصلاح ضرور کرنا۔ یہ لفافہ بھی رجسٹری کررہا ہوں۔ حضرت کی مطبوعہ چند کتب جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خانقاہ شریفہ حاضر ہوں گا تو لیتا آونگا اور پھر آپکو بذریعہ رجسٹری ارسال کروں گا افسوس حضرت شیخ الحدیث ہمارے حضرت سے زیادہ متعارف نہیں تھے وگرنہ تو ہمارے حضرت کے کوئٹہ اور راولپنڈی، سرگودھا، ڈیرہ اسماعیل خان میں اور سرحد کے کافی علاقوں سے سینکڑوں متوسلین ہیں اور سرحدی علاقوں میں بھی بڑا فیض پھیلا تھا ہر سال دورۂ تفسیر میں پختون طلباء کافی مقدار میں موجود ہوتے تھے۔ خیر حضرت شیخ الحدیث کو اس ناکارہ کی طرف سے سلام اور عرض دعا۔ جب یہ مضمون شائع ہو تو براہ کرم مجھے بھی یہ رسالہ ارسال کرنا ضرور۔ باقی بچوں کو پیار۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیث کا سایہ ہم ناکارہ لوگوں پر مدت مدید قائم رکھے۔ اور اپنی رضاء کاملہ اور رحمت ہائے واسعہ سے سرفرازی اور آقائے نامدار کی اتباع حقیقی سے منور فرماوے۔ جوابی خط پہلے میں نے لکھا تھا یہ ملفوظات مل جائیں تو جوابی خط ارسال کرنا۔ فقط والسلام، احقر العباد محمد عمر خانگڑھ، معرفت حکیم محمد عبداللہ ضلع مظفر گڑھ

(۲)

۶ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ (مولانا عبداللہ بہلوی کے ملفوظات کی الحق میں اشاعت)

برادرم محترم المکرم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، خیریت طرفین مطلوب۔ یادآوری کا بے حد ممنون ہوں اور بندہ کا مضمون مرشدی حضرت بہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا سوانحی مضمون شائع کرنے کی مہربانی پر حوصلہ افزائی ہوئی مجھے آپکی اتنی عنایت بے غایت کی امید نہیں تھی۔ میں آپکا مشکور ہوں۔ مرشدی حضرت شیخ بہلوی کی تصنیفات کی معلومات جو میرے زعم میں تھیں وہ پوری تحقیق کے ساتھ تحریر کرکے ارسال خدمت کررہا ہوں۔ کوئی بات تفصیل طلب ہو تو تحریر کریں۔ حضرت کے ملفوظات بندہ نے حضرت کے پندرہ سالہ فیض صحبت سے قلمبند کئے تھے صرف اور صرف میں اپنے پسندیدہ رسالہ الحق کیلئے ارسال کررہا ہوں۔ آپ ان کو پڑھ کر تصحیح فرما کر نظر ثانی کرکے رسالہ الحق میں شائع فرمادیں تو آپکی نوازش ہوگی۔

اگر اس مضمون کو پسند کریں تو بندہ کے پاس کافی ملفوظات جمع ہیں ایک قسط ارسال خدمت کررہا ہوں۔ اگر پسند ہو تو دوسری قسط بھی ارسال کردوں گا۔ وگرنہ اسی پر اکتفا کروں گا۔ اس مضمون کو پسند فرما کر مطلع کریں باقی شجاع آباد حضرت کے آستانہ پر جاکر آپ کی طرف سے صاحبزادگان کو تعزیت کردوں گا۔ اور چند کتب حضرت رحمۃ اللہ کی تصانیف کی بذریعہ رجسٹری ارسال کردوں گا۔

---

[1] ماسٹر صاحب مرحوم اکابر کے سوانح وحالات کے شیدائی بالخصوص شیخ طریقت مولانا عبداللہ بہلوی کے مواعظ وفیوضات کے گرویدہ حضرات میں سے تھے کئی اہم چیزیں ماہنامہ الحق میں شائع کرادیں۔

باقی سب خیریت ہے حضرت مخدومی المرتبت جناب محترمی المکرم شیخ الحدیث دامت برکاتہم کو باادب سلام عرض کریں تو آپکی نوازش شاہانہ ہوگی امید ہے حضرت بخیریت ہوں گے فقط آپکی خیریت کا طالب۔

ماسٹر محمد عمر مدرس خانگڑھ، ضلع مظفر گڑھ، معرفت ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب،

(۳)

۲۲ رجمادی الثانی (مولانا عبداللہ بہلوی کی بابرکت مجلسیں اور ملفوظات کی اشاعت)

برادرم محترمی المکرم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ، طویل انتظار کے بعد خط ملا، پڑھ کر خوشی ہوئی حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کیخدمت بندہ تقریباً عرصہ پندراں سال تک حاضر خدمت ہوتا رہا الحمدللہ حضرت شیخ قدس سرہ العزیز کے پاس ہزاروں متعلقین حاضر خدمت ہوتے آپ مغرب کی نماز میں روزانہ مجلس مراقبہ اور تقریر تصوف ایسی مبسوط اور شرح صدر سے بیان فرماتے کہ واردین کے قلوب کا صحیح تزکیہ اور علاج ہوتا تھا بندہ ہمیشہ قلم لے کر آپ کے ملفوظات من وعن قلم بند کرتا تھا الحمدللہ یہ سعادت زیادہ میرے حصے میں آئی گو میں عالم نہیں تھا لیکن حضرت شیخ کے جوتے سیدھے کرنے کے طفیل بہت کچھ ملفوظات جمع کئے بندہ کے پاس غیر مطبوعہ کافی مواعظ حسنہ موجود تھے جو کہ میری کم عقلی کی وجہ سے ضائع ہو گئے کچھ ذخیرہ صاحبزادہ صاحب کو دیا تو کوئی کام ارادتمند آیا تو پوری، ملفوظات کی کاپیاں چرا کر لے گیا آج تک نہیں ملی تاہم چند باتیں ایک دو مجالس کی تحریر کر کے ارسال کر رہا ہوں آپ خود نظر ثانی فرما کر الحق میں شائع فرمانویں۔ میں آپکا بہت مشکور ہوں۔ اور چند زندگی سوانحی بصیرت افروز حالات تحریر کر کے دوسری قسط میں ارسال کروں گا وہ بھی شائع کر دینا۔ حضرت کی تصانیف انشاء اللہ حضرت کی خانقاہ شریف حاضر ہو کر نئی مطبوعات کا سیٹ ارسال کر دوں گا۔ دراصل آپ نے طویل مدت کے بعد خط کا جواب دیا میں کل شجاع آباد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد انوار سے حاضر ہو کر آیا تو پھر آپ کے پاس کتب بھیجنے کا یاد نہ رہا۔ حضرت صاحبزادہ مولانا عبدالحی صاحب مدظلہ سے آپکے خط کے بارے میں ذکر ہوا تھا انہوں نے فرمایا مولانا سمیع الحق کی تعزیت کا خط آیا تھا جواب بھی میں نے ارسال کر دیا تھا۔

باقی میں آپکی ایسی اعانت کا بہت بہت مشکور ہوں کہ آپ نے اس ناکارۂ خلائق کے تحریر کردہ حضرت کے سوانحی حالات شائع فرمائے لیکن کاتب کی غلطی سے اسمیں بہت سی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ اسدفعہ مرسلہ ملفوظات کو آپ پوری دلجمعی سے پڑھ کر ان کی اصلاح فرما کر شائع کرنا۔ ایڈیٹر خدام الدین ایک دفعہ مجھے بڑی منتیں کرتا رہا کہ آپ ہمیں اشاعت کیلئے ملفوظات ارسال کریں لیکن بندہ کو آپ سے ایک تعلق قلبی ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق غیبی کو بالمشافہ بھی بنادے۔ بہت شوق ہے کہ کبھی دارالعلوم اور حضرت شیخ الحدیث کی زیارت ہو اللہ تعالیٰ اس خواہش کو پورا فرمائیں گے۔ اس سال بندہ سفر حجاز مقدس وفریضہ حج بیت اللہ کیلئے بذریعہ ہوائی جہاز داخلہ دیا ہوا ہے۔ دعا کرنا اللہ تعالیٰ بیت حبیب کی زیارت مقبولہ سے سرفراز فرمادے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے بھی دعا کی درخواست ہے حضرت آپ بھی اپنی دعاؤں میں اس ناکارہ کو نہ بھولنا۔ میں آپکو حجاز مقدس میں بھی ضرور دعاؤں میں یاد کروں گا انشاء اللہ، فی الحال درخواست کی منظوری کیلئے حضرت سے دعا کی درخواست ہے حضرت مدظلہ کو اس ناکارہ فقیر کی طرف سے سلام عرض کر دینا۔ باقی سب خیریت ہے۔ فقط والسلام احقر محمد عمر خانگڑھ، ضلع مظفر گڑھ، معرفت ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب،

مرسلہ جوابی کارڈ میں جواب جلد مرحمت فرمانویں۔ شکریہ، احقر الناس، محمد عمر عفی عنہ، خان گڑھ، معرفت حاجی حافظ ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب

(۴)

(مولانا عبداللہ بہلوی کا سانحۂ ارتحال)

۲۸محرم

برادرم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ، خیریت طرفین مطلوب من اللہ، شیخ التفسیر حضرت مرشدی پیر طریقت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ پہلے حضرت کی وفات کی خبر برائے اشاعت رسالہ الحق آپکی خدمت ارسال کردی تھی۔ آپکے حالات زندگی تحریر کر کے برائے اشاعت خاص رسالہ الحق ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے مشہور دینی اکابر علماء اور ممتاز مشائخ میں سے تھے۔ حضرت درخواستی کے رشتہ داروں میں سے تھے امید ہے حضرتؒ سے آپ متعارف ہوں گے۔

رسالہ الحق سے ہمارا پرانہ تعلق ہے اس دیرینہ تعلق کی بنا پر یہ مضمون ارسال خدمت ہے امید ہے آپ بندہ کو حسب سابق مایوس نہیں کرینگے پہلے بھی مولانا عبدالخالقؒ کا محررہ بندہ کا ارسال شدہ مضمون اسلامی تعزیرات شیعہ سنی کتب کے حوالہ سے شائع کی تھیں امید غالب ہے اس مضمون کو نظر ثانی فرما کر شائع فرمادیں گے حضرت رحمۃ اللہ مدرسہ اشرف العلوم شجاع آباد کے بانی تھے اور مشہور علمی شخصیت تھے۔

بندہ ناکارہ کے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے واطال اللہ عمرہٗ (اللہ تعالیٰ آپکو عمر نوح نصیب کرے) کو اس فقیر کے سلام عرض کریں بندہ کا حضرت کی زیارت کو بہت دل چاہتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں آپکے دارالعلوم میں آنے کی توفیق بخشے۔ پہلے تو مدرسہ کے زیر اہتمام جلسہ دستار فضیلت کا انعقاد کرتے تھے اب مدت ہوئی ناگزیر حالات کی بناء پر یہ تبلیغی سلسلہ موقوف کر دیا گیا ہے۔ اللہ اس سلسلہ کو دوبارہ جاری کریں شاید مجھ ایسے بے بضاعت کی بھی کسی بہانے حاضری ہو سکے۔ انشاء اللہ دوسری قسط میں ملفوظات بہلوی ارسال کروں گا۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے احباب کو سلام، شکریہ فقط والسلام، احقر محمد عمر (خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، ۸جنوری ۲۷محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

بہلی ایک بستی تھی حضرت وہاں کے رہنے والے تھے اسی مناسبت سے بہلوی مشہور تھے۔ (فافہم)

☆☆☆

سینیٹر حاجی محمد عمر[1] عمر آباد چارسدہ

(سینیٹ میں کی گئی تقریر)

از عمر آباد ۲۱/نومبر ۱۹۸۳ء

محترم جناب مولانا صاحب، السلام علیکم، معروض آنکہ، آپکو خط میں بند تقریر بھیج رہا ہوں تا کہ اگر آپ نے پہلے سے نہ سنا ہو تو ملاحظہ فرمادیں۔ والسلام آپکا نیازمند حاجی محمد عمر

(الحق میں ماسٹر محمد عمر کے مضامین کی تفصیل)

ملفوظات مولانا عبداللہ بہلوی۔	الحق جلد ۱۳ شمارہ ۱۱-۱۲، الحق جلد ۱۴ شمارہ ۷	دو اقساط
ملفوظات مولانا عبداللہ شجاع آباد بہلوی	جلد ۱۳ شمارہ ۷	
ملفوظات بہلویہ از عارف باللہ مولانا عبداللہ بہلوی	جلد ۱۵ شمارہ ۱۰	
مولانا عبداللہ بہلوی شجاع آبادی	جلد ۱۳ شمارہ ۶	

[1] حاجی صاحب سرحد کے مرد آہن جناب جنرل فضل حق مرحوم گورنر سرحد کے خسر تھے پٹھانوں کے وضع رفع اور روایات کے پابند وفاقی کونسل اور پھر سینٹ میں ہمارے ساتھ رہے مجلس شوریٰ میں کی گئی تقریر بھیجنے کا ذکر ہے۔

قاری عمر علی صاحب حقانی

بانی مدرسہ تحسین القرآن نوشہرہ

(اساتذۂ حقانیہ کی قدر دانی اور حسن سلوک O خواب اور شیخ الحدیث کی خوش کن تعبیر)

بحضور جناب گرامی قدر استاد نا المکرم ابوالراشد صاحب۔ دام لطفکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آداب مخلصانہ' آج اپنے قلبی عقیدت وللھی محبت کے پیش نظر چند معروضات پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں خدا کرے کہ اخلاص وصداقت پر مبنی ہوں اور عند اللہ مقبول۔

(۱) مجھ جیسے سنگدل کے سیاہ کار دل کو غیر مترقبہ مسرت وخوشی ہوئی کہ دارالعلوم کے بعض درویش اساتذہ کرام سے درس کے دوران (آپ کے متعلق) سننے تک یہ بات پہونچی ہے" کہ مولانا سمیع الحق صاحب مدرسہ کے معلمین حضرات کے حقوق قدر دانی دیگر مراعات و ضروریات کی طرف زیادہ توجہ اور خیال رکھتے ہیں کسی کو ناراضگی ودل آزردگی کا موقعہ نہیں دیتے جبکہ بہت سے دینی مدارس کے بزرگوں میں یہ صفت مدیحہ کم ہوتی ہے۔ یہ بات نہایت خوشی کے لائق ہے۔ اور تواضع وانکساری کا کافی حصہ ہے من تواضع لِلّٰہ رفعہ اللہ من خَـدم خُـدِم درحقیقت یہی نیک عمل اور اچھا سلوک' خوشنودی مولائے حقیقی کا ذریعہ اور اس مادر علمی کے عروج وترقی کا سبب اول ہے۔ اللھم زد فزد۔ دعا ہے کہ آئندہ اس سے زیادہ توجہ ہو آمین۔

(۲) میرے مشفق حضرت جی (مولانا صاحب) میرے روحانی والد اور مہربان مرشد ہیں ان سے میرا جو تعلق وعقیدت ہے اس کے بیان سے قلم کوتاہ عقل قاصر ہے۔ یہ قیمتی پیار اولاد صدیوں میں کسی کو نہیں ملتا۔ پھر ایسے معزز سایہ عطوفت کیلئے آپ دن رات دینی علمی سیاسی وملی خدمات اور مصروفیات کے باوجود زیادہ سے زیادہ لحات خدمت میں حاضر رہنے کیلئے نکالیں۔ تو ہمیں یقین ہے کہ اب جس ترقی فہم و کمالات اور سنجیدگی سے آپ کو رب کریم نے نوازا ہے اس سے بڑھ کر مقبولیت عزت ورفعت دارین کی نصیب ہوگی اگر چہ یہ باتیں میرے لئے اخلاقی بے ادبی وگستاخی کی مانند ہیں مگر میں نے اپنے قلبی تعلق دینی تڑپ اور بمضوائے ارشاد ربانی و تعاونوا علی البر والتقویٰ ولتنا جواہا البر والتقویٰ کے لکھ دیئے ع گر قبول افتد زہے عز وشرف۔ بحالت خواب کے ایک دو مرتبہ آپ کے طرف سے میری ہمت اور حوصلہ افزائی ہوئی ہے جبکہ ایک مرتبہ شب جمعہ کو بیت اللہ زادھا اللہ شرفا کے جوار میں آنجناب کی معیت ونشست نصیب ہوئی ہے۔ جس کی حضرت جی مدظلہ نے اچھے خوش کن تعبیر سے مژدہ سنایا ہے اس وجہ سے مجھے آپ سے محبت ہے' یہ چند باتیں اپنے خلوص دل سے لکھی ہیں کسی چاپلوسی وغیرہ کے غرض سے ہرگز نہیں اللہ کریم قبول فرمائے آمین۔

ع نہ یارائے سخن سازی نہ دعوائے زبان دانی   اگر کچھ پاس ہے تو بس عقیدت کی فراوانی

والسلام العبد

عمر علی سلمہ الغنی (ڈیروی)

مقیم مسجد الحق قرب حضرت جی مدظلہ اکوڑہ خٹک

۱؎ قاری عمر علی صاحب حقانیہ کے باصلاحیت فارغ التحصیل ہیں۔ قیام اکوڑہ خٹک کے دوران حضرت شیخ" کے قرب وتعلق اور خدمت میں حاضر باش رہنے اور ان کے مسجد قدیم میں قیام کی سعادت سے اللہ نے نوازا۔ فراغت کے بعد دارالعلوم کے شعبۂ دارالحفظ میں تدریس ونگرانی کے وقیع خدمات انجام دیں۔ بعد میں الگ ہو کر نوشہرہ کے قریب تحسین القرآن کے نام سے ادارہ قائم کیا جسے کامیابی سے چلا رہے ہیں۔

عمران احمد سلفی

مدیر ماہنامہ ''البرہان'' کراچی

(۱)

۱۷ اپریل ۲۰۰۱ء

جناب سمیع الحق صاحب صدر جمعیت علماء اسلام۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔اللہ رب العزت سے امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔الحمدللہ مسلم امہ رابطہ کونسل نے امت مسلمہ کے اتحاد کی جدوجہد کے ساتھ ماہنامہ البرہان کراچی رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں شائع کیا جس کی مسلسل اشاعت ہو رہی ہے اور آپ کی خدمت میں ارسال کیا جاتا ہے امید ہے کہ آپ کی نظر سے گزرتا ہوگا۔

ماہنامہ البرہان کی تحریر میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ کسی ایک مسلک کی نمائندگی نہ ہو بلکہ صرف قرآن وحدیث کی روشنی میں لوگوں تک بات پہنچائی جائے اس میں پاکستان کے علماء کے ساتھ سعودی عرب کے علماء کی تحریریں بھی شامل رکھی گئی ہیں۔اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ قارئین پسند کر رہے ہیں اور اصلاح کے لئے موثر ثابت ہو رہا ہے۔ہم نے آپ کو اس لئے زحمت دی ہے کہ آپ اس شمارے کے لئے اپنے قیمتی مشوروں، تجاویز اور مضامین اور عوام کو اپنے پیغام سے نوازیں تا کہ ہم اس کو اور زیادہ بہتر بنا سکیں۔

ادارہ البرہان آپ سے اس بات کی مکمل امید کرتا ہے کہ آپ اپنی محبت سے ضرور نوازیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے (آمین) فقط والسلام عمران احمد سلفی مدیر منتظم البرہان کراچی

(۲)

۱۰ اگست ۲۰۰۱ء **(قیام پاکستان اور نقضِ میثاق)**

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکات۔اللہ تبارک وتعالیٰ سے امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔اللہ تبارک وتعالیٰ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس نے ہمیں ایک عظیم ملک عطا کیا جس کے لئے تمام مکاتب فکر کے علماء عوام نے قربانیاں دیں۔اس وطن کے خاطر لاکھوں جانوں کی قربانیاں دی گئیں۔جس کا مقصد ایک ایسے خطہ کا حصول تھا۔جہاں صرف اللہ کا قانون چلے اور مسلمان آزادی کے ساتھ ایک علیحدہ قوم کی حیثیت سے زندگی بسر کر سکیں الحمدللہ ۵۴ سال پہلے ۱۴ اگست کو پاکستان اللہ کی رحمت کے ساتھ وجود میں آیا اور یہ وہ ملک ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تمام نعمتیں رکھیں۔لیکن افسوس کہ ہم نے اپنے رب سے جو وعدہ کیا تھا اور محمد علی جناح کی قیادت میں ایک نعرہ پر متحد تھے آج ہم نے اس کو فراموش کر دیا ان لاکھوں قربانیوں کا خون کر دیا جو ہمارے اسلاف نے دیں تھیں۔آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں حکومت علماء کرام، صحافی، برادری، طلباء وطالبات اور پوری قوم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں صرف جشن منانے یا تقریبات منعقد کرنے سے ہماری ذمہ داری پوری نہیں ہوتی۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے ملک کو حقیقی اسلامی مملکت بنا سکیں۔

اے اللہ.....اس ملک کی حفاظت فرما اے اللہ.... ملک پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔

اے اللہ ہمیں سچا مسلمان مومن بنا اے! اے اللہ..... ہمیں معاف فرما دے (آمین ثم آمین)

پاکستان زندہ باد فقط والسلام عمران احمد سلفی

(۴)

(مجلس عمل کی کامیابی پر مبارکباد)

۱۹/اکتوبر۲۰۰۲ء

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب مرکزی رہنما متحدہ مجلس عمل پاکستان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۲ء کے انتخابات میں آپ کی جماعت نے جس طرح عوامی نمائندگی حاصل کی اور آپ کے نمائندوں نے انتخابات میں کامیابی حاصل کی ہے اس موقع پر ماہنامہ البرہان آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ وسیع تر قومی مفاد میں آپ کی جماعت آئندہ پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں مؤثر حق نمائندگی ادا کرے گی اور بہترین پارلیمانی روایات قائم کرے گی۔ موجودہ حالات متقاضی ہیں کہ ملک وقوم کو استحکام نصیب ہو اور تمام سیاسی قوتیں اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انتخابی رنجشوں کو بھلا کر ملک وقوم کی بہتری کے لیے باہم مل جل کر کام کریں تا کہ ملکی ترقی وخوشحالی ممکن ہو۔ امید ہے کہ آپ کی جماعت اس سلسلہ میں خصوصی کردار ادا کرے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہم آپ کی درازی عمر کے لیے دعا گو ہیں۔ والسلام: عمران احمد سلفی

☆☆☆

عمران اللہ خان۔ لیفٹیننٹ جنرل، گورنر بلوچستان

(اہلیہ کی تعزیت)

۲۱رجنوری۲۰۰۴ء

برادرم سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم۔ آپ کی اہلیہ کے وفات کے بارے میں سُن کر بے حد افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائیں اور آپ کو اور آپ کے اہل خانے کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین۔ فی الحال میں ڈاکٹر کے احکامات کے وجہ سے سفر نہیں کرسکتا۔ جوں ہی طبیعت ٹھیک ہو جائے تو دعا کے لئے حاضر ہو جاؤنگا۔ آپ کا بھائی لیفٹیننٹ جنرل عمران اللہ خان

☆☆☆

جناب مولانا محمد عنایت الرحمٰن[1] درگئی ملاکنڈ ایجنسی

(تعزیت)

محترمی ومکرمی جناب مولانا سمیع الحق سینئر صاحب اور قابل احترام مولانا حامد الحق ممبر قومی اسمبلی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ حضرات کو جو حادثہ فاجعہ[2] پیش آیا ہے۔ اس پر اظہار تعزیت وہمدردی کے سلسلہ پیش کرتا ہوں۔ یہ کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللّٰھم اغفر لھا ولنا واجرھا من عذاب القبر وعذاب الاخرۃ. وارحمھا فانہ لااھل لنا ولھا سواک ولنعم ماقال الامام الشافعی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ الٰھی عبدک العاصی آتاک. مقرا بالذنوب وقد دعاک. فان ترحم فانت لذاک اھل. وان تطرد فمن یرحم سواک اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو ثواب الدنیا والاخرۃ سے نوازیں۔ آمین۔ اطلاع اخباری بیان کی وجہ ملی۔ جنازہ میں شرکت نصیب ہونے سے محروم رہا۔ صرف اسی کتابت پر دعا وتعزیۃ پیش کرتا ہوں فان الکتاب نصف الملاقات۔ میں بھی کافی ایام سے بیمار ہوں۔ اور حاضری کے وقت دعا اور خط کے ذریعہ بھی دعا۔ لہٰذا اس کتاب پر اکتفاء کرتا ہوں۔ فقط والسلام محمد عنایت الرحمٰن

---

[1] مرحوم جماعت اسلامی کے سرکردہ رہنما، قومی اسمبلی کے ملاکنڈ ایجنسی سے ممبر اور دارالعلوم رسانیہ درگئی کے مہتمم (م)

[2] اہلیہ محترمہ، والدہ ماجدہ حامد الحق وراشد الحق کی وفات

مولانا محمد عنایت اللہ طورو

مورخہ ۱۲؍جون ۱۹۷۵ء (کسان مزدور تحریک مالکان اراضی اور کاشتکاروں کا نظریۂ ملکیت اراضی)

محترمی ومکرمی جناب مولانا سمیع الحق صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خیریت دہ طرفین دے نصیب وی. عرض دادے چہ پہ تحصیل چارسدہ او تحصیل مردان کبنی دہ یوے عرصے راسے دہ کسان مزدور پہ نوم یو تحریک جاری دے. دہ دے پارتی دہ منشور یوہ دفعہ داهم دہ چہ دہ کاشت کروندے پہ زمکہ کبں دہ زمکے مالک حق نہ منی. حالانکہ دہ کاشت کروندے داسے زمکے نشتہ چہ هغه دہ چامملوکے نہ وی. دہ کسان مزدور تحریک چلوونکی دا نظریہ لری چہ هرسړی چہ پہ زمکہ کبنی کاشت کړیوی. دغہ سړے دے زمکے دہ آمدنی مالک دی. پہ دے علاقوں کبنی دہ مالکان او دکسان مزدور دہ افرادترمینځه چہ څہ تنازعہ او اختلاف دے هغه یو تفصیل لری. سوال دادے چہ فریقین یعنی مالکان او کاشتکاران مسلمانان دی کچرے دہ مزدور کسان دہ زمکے متعلق دغہ نظریہ دہ اسلامی قانون نہ مخالفہ وی او شریعت مالکان حقوق منی. نوهم. او کچرے دہ کسان مزدور نظریہ غیر اسلامی نظریہ نہ وی او مالکان دہ خپل قوت پہ ذریعہ دہ کسان مزدور نظریہ تہ غیر حق او باطلہ نظریہ وای بہ دواړو صورتون کبں دہ علماء دین اسلام تحقیق او فیصلہ ضروری دہ. او هر یو فریق تہ توجہ او هدایت پکاردے. چہ کومہ حق تلفی پہ دے بارہ کبنی کیګی. او یادہ حق تلفی خطرہ دہ. چہ پہ حیثیت دہ مسلمانان دواړہ فریق دہ ناجائز او حرام آمدنی نہ بچ او محفوظ شی. خماپہ فکر صحیح فیصلہ او مفصل تحقیق دہ علماء کرام دہ یوے داسے ادارے پہ ذریعہ ممکن کیدے شی. لکہ دار العلوم حقانیہ چہ دہ، دامختصر خط څہ تاسو تہ پہ دے غرض آستوم چہ تاسو کوشش او کړی او دہ دے خطرناک اختلاف دختمول دہ علماء کرام دہ فیصلے دہ پارہ میدان هموار کړے. خمونګ سرہ خو څطوۃ او طاقت نشتہ لیکن بیاهم پخپل مناسب خدمت تہ بہ تیاریم. انشاء اللہ،

یو بل غیر موزون او ناجائز اقدام او ارتکاب تہ دہ بازارونوں دوکاندارانو ملا تړلی دہ هغه داچہ یو تجارت پیشہ بہ یو دوکان دہ مالک نہ پہ کرایہ واخلی ماهواری کرایہ بہ مقرروی مالک تہ بہ کرایہ باقاعدہ دہ تقرر مطابق ورکوولے شی لیکن کچرے دوکاندار خپل دوکان پریدی نو مالک بہ خبر نہ وی دوکاندار بل دوکاندار سرہ خبرہ او کړی او معاهدہ بہ او کړی چہ مالک دوکان تہ بہ دومرہ کرایہ ورکوے. او دومرہ رقم بہ مالرہ

۱؎ طورو کے حسنی سادات کے نامور عالم دین حضرت مولانا حافظ عبدالجمیلؒ کے فرزند تھے تقسیم ہند سے قبل ۴۰ کی دہائی میں غورغشتی میں حضرت مولانا قطب الدین اور بعد میں اپنے والد اور چچازاد بھائی مولانا لطف الرحمان فاضل دیو بند سے علوم کی تکمیل کیں۔ دیو بند میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی سے بھی خصوصی اعزازی سند عطا ہوئی۔ جمعیت علماء ہند اور خدائی خدمت گار تحریک کے متحرک اراکین میں سے تھے۔ اپنے گاؤں میں جمعیت الابرار مدرسے کے مدرس اور روح رواں رہے۔ جامع اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں تین برس تک بحیثیت ناظم تعلیمات اور مفتی کے فرائض انجام دیے۔ پشتو زبان اور ادب سے خصوصی ربط تھا۔ ۲۵ جون ۱۹۹۵ء کو ۸۵ برس کی عمر میں خالق حقیقی سے جاملے۔ فرزندان میں جناب اسرار الرحمان اور مشتاق الرحمان شفق بھی علمی ادبی ذوق کے حامل ہیں۔

راکړے .نوقبضه ده دوکان به ئاله درکړم.سوال دادے چه دارقم چه زور دوکاندار آخلی په کوم حیثیت ئے اخلی.دامسئله هم علماء کرام تحقیق اومتفقه فیصله به ئے حل کوی. پدے باره کښی متعلقه نورصورتونه شته. چه شرعاجائز او ده ناجائز فیصله کوول غواړی.شومره چه معلومیږی .کچرے ده الحق په صفحات کښی ده دے مسائلو ده حل کوولو. ده پاره ده جدوجهد اعلان اوشی.نوکم ازکم ده علاقے مسلمانان به مطمئن شی. اورخ اوتوجهات به ده مسلمانان په خصوصی طورستاسو ادارے ته مائل شی. کچرے دغه مسئلے حل کړېشوے نو ډیرلویه فائده به مسلمانانو ته اورسی او څه به هم ممنون یم. کچرے تاسو څمابه دے خواست باندے غوراوکړواوده څپلے رائے اوده بزرگان دارالعلوم حقانیه ده رائے نه موخبر کړئے .ده حضرت شیخ الحدیث صاحب اوحضرات علماء مدرسین ته څماتعظیمات پیش کړے.

فقط والسلام خیرختام خطیب جامع مسجد خاکسارمنزل مردان

خادم العلماء والطلبه مولوی محمدعنایت الله عفی عنه

طورومحله سیدیخیل ڈاکخانه خاص ضلع مردان

☆☆☆

عنایت اللہ۔چیئرمین کمیشن برائے خواندگی وتعلیم عامہ اسلام آباد

۱۱راگست (اراکین شوریٰ کی خواندگی وتعلیم عامہ کا عزم)

محترمی،السلام علیکم!مجلس شوریٰ کے اراکین کا یہ عزم کہ مجلس کا ہر رکن کم از کم ایک ان پڑھ عورت یا مرد کوخواندہ بنائے یقیناً قابل ستائش ہے۔ کمیشن برائے خواندگی وتعلیم عامہ آپ کے اس پرخلوص ارادے کوسراہتے ہوئے یہ امید کرتا ہے کہ پاکستان میں خواندگی کے فروغ کیلئے آپ کی یہ مثال ایک اعلیٰ نمونہ ثابت ہوگی اور آپ کی رہبری میں ملک کے دیگر پڑھے لکھے لوگ بھی کمیشن کی کاوشوں میں ممدومعاون ہونگے۔

کمیشن کی طرف سے آپکوخواندگی کا ایک قاعدہ (اجالا) موصول ہوگیا ہوگا آپ سے درخواست ہے کہ اس قاعدہ کوزیادہ مفید اور دلچسپ بنانے کیلئے آپ اپنی رائے سے ہمیں نوازیں۔نیز امید ہے کہ آپ اپنے حلقہ اثر میں بھی خواندگی کے فروغ کیلئے مزیداقدامات اٹھائیں گے۔

اگر ہوسکے تو ملک سے ناخواندگی اور جہالت کے خاتمہ کے لیے کچھ قابل عمل تجاویز بھی ارسال فرمایئے گا۔میں کمیشن کی طرف سے خواندگی کے فروغ کیلئے آپ کے تعاون اور معاونت کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ والسلام عنایت اللہ چیئرمین

بنام مولانا سمیع الحق رکن مجلس شوریٰ